تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

جلد اول

ریاض الصالحین

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

ریاض الصالحین

جلد اوّل

مصنف:

حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: .... رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد اول

مصنف: .... حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی

مترجم: .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: .... ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 608

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: .... ڈیسنٹ گرافکس

ناشر: .... اکبر بک سیلرز

قیمت: .... -/700 روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر 40- اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز 40- اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ کاوش کو نائب غوث الوریٰ، قطب الاولیاء، شیخ المشائخ، مرشد والد محترم،

حضور خواجہ پیر محمد نیک عالم فاضلی رحمۃ اللہ علیہ

(نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

کے مبارک نام کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے پاکیزہ سایہ میں مجھ گناہ گار کو علم حاصل کرنے کا موقع ملا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

☼☼☼☼☼☼☼☼

Marfat.com

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

نذرانۂ عقیدت

نبی الکل، محبوب رب العالمین، سید ائمۃ السالکین

حضرت سیدنا و مرشدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لاڈلے اور پیارے بیٹے شیخ الکل، ولی کامل واکمل، امام السالکین، سیدی وسندی و مرشدی،

الشیخ السید حضرت عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الجیلانی البغدادی کی بارگاہِ بلند و بالا میں جن کے توسل سے مجھ گناہ گار کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

✲✲✲✲✲✲✲✲

Marfat.com

ہدیہ تشکر

اللہ رب العزت کی حمد و ثناء اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے بعد میں انتہائی مشکور ہوں اپنے تمام معاونین کا جنہوں نے مجھے اس کام کے لیے ترغیب دی اور مجھے قیمتی وقت دے کر مشوروں سے نوازا۔ بالخصوص اپنے اور اپنی مادر علمی ''جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات'' کے تمام اساتذہ کا جن کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ، یا قلم کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کرسکوں، اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور مجھے اپنے نیک مشن میں کامیابی و کامرانی عطاء فرمائے،

آمین بجاہ النبی الکریم الامین ۔

''ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ''

Marfat.com

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علٰی سیّد الانبیاء والمرسلین

اللہ رب العزت جل شانہ کا بے حد وشمار شکر ہے کہ اس کی رحمتِ کاملہ اعانت ونصرت اور اس کے محبوبِ کریم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں آپ قارئین کی خدمت میں مختلف موضوعات پر معیاری دینی اسلامی کتب شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ الحمد للہ۔

ہم اہلِ شوق ومحبت کی علمی پیاس بجھانے کے لئے حتی الامکان سعی وکاوش میں مسلسل کوشاں ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ ممکن ہو تو اپنے قیمتی وقت سے چند لمحات نکال کر ہمیں اپنے گراں بہا مشوروں اور آراء سے نوازتے رہئے کہ ہماری مزید رہنمائی ہو اور ہم اپنی کتب کو اور زیادہ بہتر انداز اور معیار کی رفعتوں تک لے جائیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

امید ہے زیرِ نظر کتاب ''معراج السالکین فی شرح ریاض الصالحین'' متلاشیانِ علم وعرفان اور اہلِ سلوک کے لئے باعثِ تسکین اور مشعلِ راہ ہوگی۔

آپ کا خیر اندیش
محمد اکبر قادری

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب ۔۔۔ ۳
نذرانۂ عقیدت ۔۔۔ ۴
ہدیۂ تشکر ۔۔۔ ۵
عرضِ ناشر ۔۔۔ ۶
خصوصیاتِ شرح ۔۔۔ ۲۱
تقریظ ۔۔۔ ۲۲
مقدمہ ۔۔۔ ۲۳
کامیاب طالب علم ۔۔۔ ۴۷
مقدمہ امام نووی ۔۔۔ ۶۵
ترجمہ مقدمہ امام نووی ۔۔۔ ۶۷
حالاتِ زندگی امام نووی علیہ الرحمۃ عربی ۔۔۔ ۷۰
حالاتِ زندگی امام نووی علیہ الرحمۃ اُردو ۔۔۔ ۸۵
باب نمبر: 1 نیت کا بیان ۔۔۔ ۹۴
تشریح ۔۔۔ ۹۴
شانِ نزول ۔۔۔ ۹۵
اعمال میں نیات کی اہمیت وفوائد ۔۔۔ ۹۶
حدیث کی عظمت میں اقوالِ ائمہ ۔۔۔ ۹۹
نیت اور اختلافِ ائمہ ۔۔۔ ۱۰۰
ہجرت کی تعریف اور اقسام ۔۔۔ ۱۰۱
ہجرت باقی ہے یا ختم ہوگئی ۔۔۔ ۱۰۲
قبر پر اذان دینے کی 15 نیتیں ۔۔۔ ۱۰۴

Marfat.com

مسجد میں جانے کی 63 نیتیں ۱۰۴
خوشبو لگانے کی 6 نیتیں ۱۰۴
حدیث مذکورہ سے مستنبط ہونے والے 10 فوائد ۱۰۸
خلوص کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ۱۱۱
برے لوگوں کا ساتھ بھی برا ۱۱۱
جہاد اور نیت ۱۱۴
بغیر عمل کے ثواب جہاد ۱۱۵
صدقہ میں نیت کا اعتبار ۱۱۸
بادل نے سیراب کر دیا ۱۲۰
برضائے الٰہی عمل کا ثواب ۱۲۰
اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ۱۲۳
کلمۃ اللہ کو بلند کرنے والا مجاہد ۱۲۴
نیکی کر کے تعریف کروانا ۱۲۵
بری نیت پر عذاب ۱۲۵
نماز باجماعت کی فضیلت ۱۲۷
نیکی کا ارادہ بھی نیکی ہے ۱۲۹
عمل صالح کا وسیلہ ۱۳۱
اخلاص پر چند دیگر احادیث ۱۳۶
باب نمبر: 2 توبہ کا بیان ۱۳۸
توبہ کا لغوی و شرعی معنی ۱۳۸
توبہ کی شرائط ۱۳۸
کثرت استغفار ۱۴۰
توبہ سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ۱۴۲
توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے ۱۴۴
وقت نزع سے پہلے توبہ ۱۴۵
توبہ قبول ہونے کی مدت ۱۴۶

Marfat.com

آسمانوں کی دروازے	۱۴۸
100 آدمیوں کے قاتل کی توبہ	۱۴۹
تین صحابہ کا غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنا	۱۵۲
توبہ نصوح	۱۶۵
توبہ نصوح کا ایک بے مثل واقعہ	۱۶۷
آنکھیں بھوکی ہی رہتی ہیں	۱۶۹
ایک گلوکار کی توبہ	۱۷۰
حرامی بچے کو مارنے والی عورت کی توبہ	۱۷۰
شرابی جوان کی توبہ	۱۷۱
قاتل و مقتول دونوں جنتی	۱۷۱
توبہ کے بارے چند دیگر احادیث	۱۷۳
باب نمبر:3 صبر کا بیان	۱۷۶
آزمائشیں اور صبر	۱۷۷
صبر نور ہے	۱۷۸
صبر اللہ کی ایک وسیع نعمت ہے	۱۸۰
صبر خیر ہے	۱۸۲
صابر و شاکر مرد خدا	۱۸۳
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صبر	۱۸۵
بچے کی وفات پر صبر کا اجر	۱۸۶
صبر کی خیرت انگیز داستان	۱۸۸
تکلیف کے شروع میں صبر کرو	۱۹۲
محبوب چیز کے کھو جانے پر صبر	۱۹۴
طاعون کی بیماری پر صبر	۱۹۵
یتیم بچیاں جنت کا سبب	۱۹۸
اللہ کا نبی رحمت ہے	۱۹۸
رنج والم گناہوں کا کفارہ ہیں	۱۹۹

Marfat.com

آرے سے چیر دیا گیا ۲۰۱
اللہ و نبی عادل نہیں تو کون عادل ہے؟ ۲۰۳
جتنی بڑی تکلیف اتنا بڑا ثواب ۲۰۴
صبر پر نعم البدل ۲۰۵
غصے میں صبر کرنا ۲۰۸
صبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ۲۱۰
صبر پر چند دیگر احادیث ۲۱۶
باب نمبر: 4 صدق کا بیان ۲۱۸
صدق کے لغوی و شرعی معانی ۲۱۸
صدق پر چند دیگر احادیث ۲۲۷
باب نمبر: 5 مراقبہ کا بیان ۲۲۹
مراقبہ کی لغوی و شرعی تعریف ۲۲۹
عبادت ایسے کر جیسے تو خدا کو دیکھ رہا ہے ۲۳۱
اللہ سے ڈرتے رہو ۲۳۳
تیرے لیے وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا ۲۳۵
چھوٹا گناہ بھی ہلاک کرنے والا ہے ۲۳۶
اللہ کی غیرت ۲۳۷
تین آدمیوں کی آزمائش ۲۳۸
عقل مند انسان ۲۴۲
عورت کو تادیب ۲۴۳
مراقبہ پر چند دیگر احادیث ۲۴۵
باب نمبر: 6 تقویٰ کا بیان ۲۴۷
فقیہ اسلام ۲۴۹
دنیا اور عورتوں سے بچو ۲۵۰
تقویٰ کا سوال ۲۵۱
قسم میں تقویٰ ۲۵۲

Marfat.com

تقویٰ پر چند دیگر احادیث ۲۵۴
باب نمبر:7 یقین اور توکل کا بیان ۲۵۷
شانِ نزول ۲۵۸
توکل کا حقیقی معنی اور فضیلت ۲۵۹
اللہ پر توکل ۲۶۲
نرم دل والے ۲۶۳
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پر توکل ۲۶۵
پرندوں کا توکل ۲۶۷
توکل کے درجات ۲۶۸
پریشانی میں اللہ پر توکل ۲۷۰
توکل پر پختگی ۲۷۶
اولاد کو توکل کا درس دو ۲۷۸
توکل پر چند دیگر احادیث ۲۸۰
باب نمبر:8 استقامت کا بیان ۲۸۲
اللہ پر ایمان میں ثابت قدمی ۲۸۳
نماز پر استقامت کا ثواب ۲۸۵
نماز پر استقامت پر احادیث مبارکہ ۲۸۷
استقامت پر چند دیگر احادیث مبارکہ ۲۹۰
باب نمبر:9 تفکر کا بیان ۲۹۲
تفکر کی تعریف اور معنی ۲۹۲
مذکورہ بالا آیات کی تشریح ۲۹۳
عقل مند لوگ ۲۹۴
کائنات میں غور وفکر کی ضرورت ۲۹۵
باب نمبر:10 نیکی میں جلدی کا بیان ۲۹۷
تشریح ۲۹۷
نیک اعمال میں جلدی کرو ۲۹۸

Marfat.com

تیرا ٹھکانہ جنت ہے ۳۰۰
حالت صحت کا صدقہ ۳۰۱
تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ ۳۰۲
صبر کرو ۳۰۳
بڑھاپے سے پہلے نیکی کرو ۳۰۳
باب نمبر:11 مجاہدہ کا بیان ۳۰۶
مجاہدہ کی تعریف و معنی ۳۰۶
اللہ کے ولیوں کی شان ۳۰۸
میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ ۳۱۱
رمضان کا آخری عشرہ ۳۱۲
طاقتور مومن ۳۱۳
جنت و دوزخ ۳۱۴
کثیر مجاہدہ ۳۱۵
بہترین شخص کون؟ ۳۲۳
جنت کی خوشبو ۳۲۴
حسن ظن ۳۲۶
مجاہدہ پر چند دیگر احادیث ۳۳۰
باب نمبر:12 آخری عمر میں زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان ۳۳۲
باب نمبر:13 بھلائی کے کثیر راستوں کا بیان ۳۳۸
باب نمبر:14 عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان ۳۵۸
طاقت کے مطابق عمل کرو ۳۵۹
تین صحابہ کرام کا واقعہ ۳۶۱
عبادت میں تھکاوٹ کے سبب آرام کرنا ۳۶۴
خطبہ اور نماز میں اعتدال ۳۶۵
طاقت کے مطابق عمل کرو ۳۶۷
غیر شرعی نذر ۳۷۲

Marfat.com

باب نمبر:15 اعمال پر ہمیشگی کا بیان ۳۷۴
باب نمبر:16 سنت اور اس کے آداب پر ہمیشگی کا بیان ۳۷۸
سنت کے لغوی و شرعی معانی ۳۷۸
سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ کی تعریف ۳۷۸
گرے ہوئے کھانے کو اُٹھانے کی سنت ۲۹۰
جنتی لباس ۲۹۱
باب نمبر:17 ۲۹۶
واجب کی تعریف ۲۹۶
باب نمبر:18 ۴۰۰
بدعت حسنہ اور سیئہ کی تعریف ۴۰۰
باب نمبر:19 ۴۰۴
باب نمبر:20 ۴۰۹
باب نمبر:21 نیکی میں تعاون کا بیان ۴۱۵
باب نمبر:22 خیر خواہی کا بیان ۴۲۲
باب نمبر:23 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان ۴۲۵
امیر کا حکم اور اس کی اطاعت ۴۳۰
ظالم کا محاسبہ ہونا چاہیے ۴۳۱
امیر کی اطاعت کب تک لازم ہے ۴۳۲
ظالم بادشاہ کے سامنے حق گوئی افضل جہاد ہے ۴۳۷
امر بالمعروف ترک کرنے پر لعنت ۴۳۸
باب نمبر:24 ۴۴۲
باب نمبر:25 امانت ادا کرنے کا بیان ۴۴۶
منافق کی تین نشانیاں ۴۴۸
خیانت قیامت کی نشانی ہے ۴۴۹
جنت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھلوائیں گے ۴۵۰
باب نمبر:26 ظلم کی حرمت کا بیان ۴۵۷

Marfat.com

ارکان اسلام ۴۶۱
مال غنیمت سے چوری کا بدلہ جہنم ۴۶۴
باب نمبر:27 مسلمانوں پر شفقت ۴۷۳
شفقت کی تعریف ۴۷۳
رحمت کی تعریف ۴۷۳
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت ۴۷۶
اللہ کا رحم کس پر ہوتا ہے ۴۷۸
امام کا مقتدیوں پر رحم کرنا ۴۷۹
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت ۴۸۰
حسد و بغض حرام ہیں ۴۸۳
ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے ۴۸۵
باب نمبر:28 عورت کا معنی ۴۸۹
گناہ کی تشہیر کرنے والے کی معافی نہیں ۴۹۰
باب نمبر:29 ۴۹۲
باب نمبر:30 شفاعت کا معنی وتعریف ۴۹۵
باب نمبر:31 مصالحت کا معنی وتعریف ۴۹۸
وہ آدمی جھوٹا نہیں ۵۰۰
مقروض پر نرمی کرو ۵۰۱
باب نمبر:32 ۵۰۵
اہل جنت و دوزخ کے اوصاف ۵۰۶
ایک فقیر تمام دنیادار امیروں سے بہتر ہے ۵۰۷
مسجد کی صفائی پر اجر ۵۰۹
جنت میں پہلے فقراء جائیں گے ۵۱۱
باب نمبر:33 مسکین کی تعریف ۵۱۶
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ ۵۱۹
یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ۵۲۰

Marfat.com

مسکین کون ہے ۵۲۱
بیوہ عورت کی مدد ۵۲۲
کمزور لوگ رزق کا سبب ۵۲۵
باب نمبر:34 ۵۲۷
وصیت کا معنی و تعریف ۵۲۷
عورتوں کو غلاموں کی طرح مت مارو ۵۲۹
حقوق الزوجین ۵۳۲
اللہ کی باندیوں کی نہ مارو ۵۳۴
دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے ۵۳۵
باب نمبر:35 عورت پر خاوند کے حقوق ۵۳۶
فرشتوں کی لعنت ۵۳۷
شوہر کی رضا کے بغیر نفلی روزہ جائز نہیں ۵۳۸
شوہر کا مقام ۵۳۹
شوہر راضی ہو گیا تو جنت میں چلی گئی ۵۴۰
جنت کی حوروں کی جنتی مرد سے محبت ۵۴۰
عورت کا فتنہ ۵۴۱
باب نمبر:36 ۵۴۳
نفقہ کا معنی و تعریف ۵۴۳
گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے ۵۴۴
اپنے اہل و عیال کا رزق ضائع کرنا گناہ کبیرہ ہے ۵۴۶
باب نمبر:37 ۵۴۹
باب نمبر:38 ۵۵۲
آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ جائز نہیں ۵۵۳
کھانا کھانے کے آداب ۵۵۴
بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو ۵۵۵
تربیت اولاد ۵۵۶

Marfat.com

باب نمبر:39 پڑوسی کے حقوق کا بیان ۵۵۹
پڑوسیوں کا ہدیہ دینے کا حکم ۵۵۹
کامل مومن کی ایک نشانی ۵۶۲
باب نمبر:40 والدین سے صلہ رحمی کا بیان ۵۶۶
اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے ۵۶۹
صلہ رحمی کرنے والے پر اللہ کا رحم ہوتا ہے ۵۷۱
ان کے منہ میں گرم راکھ ۵۷۳
والدین کی خدمت جہاد سے افضل ہے ۵۷۶
اگر رشتہ داروں کو دیتی تو زیادہ ثواب ہوتا ۵۷۸
مشرک والدین سے بھی حسن سلوک ۵۷۹
خاوند کو صدقہ دینا کیسا؟ ۵۸۰
غیب کی خبر ۵۸۲
میرا دوست اللہ اور مؤمنین ہیں ۵۸۴
روزہ کس سے افطار کیا جائے ۵۸۵
والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا کیسا؟ ۵۸۶
خالہ بھی ماں ہے ۵۸۷
باب نمبر:41 ۵۸۹
قطع رحمی کی تعریف ۵۸۹
چار کبیرہ گناہ ۵۹۰
والدین کو گالی دینے کا مطلب ۵۹۳
باب نمبر:42 ۵۹۶
والد کے دوست کے بیٹے کو ہدیہ دیا ۵۹۶
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت ۵۹۹
ماخذ و مراجع ۶۰۲

Marfat.com

فہرست تعارف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حرف الف

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ 5
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 8
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 9
حضرت ابی بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10
حضرت اغر بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ 15
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 22
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 31
حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 54
حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 58
حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 75
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 81
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 82
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 137
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 254
حضرت ایاس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 281

حرف الباء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80

حرف الثاء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت ثوبان بن بجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 107

Marfat.com

حرف الجیم

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 4
حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 63
حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 173

حرف الحاء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت حارث بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 27
حضرت حباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ 43
حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 57
حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ 61
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 102
حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کاتب وحی) 151
حضرت حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 219
حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 254

حرف الراء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 106

حرف الزاء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ 21
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ام المؤمنین) 191

حرف السین

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ 7
حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 48

Marfat.com

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ 59
حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 85
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ 160
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 177

حرف الشین

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 68

حرف الصاد

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 29
حضرت صدی بن عجلان باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 75

حرف الطاء

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت طارق بن شہاب بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 197

حرف العین

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 12
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 13
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 24
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 38
حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ 37
حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 55
حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 74
حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ 88
حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 108

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ 110
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ 138
حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 158
حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 167
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ 188
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 204
حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 211
حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 217
حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 276
حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ 278

حرف الکاف

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ 23
حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 27

حرف المیم

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت معن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 6
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 63
حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 279
حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ام المومنین) 326

حرف النون

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 161
حضرت نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10

حرف الواؤ

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت وھب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 149

Marfat.com

خصوصیات شرح

12 ربیع الاوّل کے مبارک اور بابرکت دن کے نسبت سے ہم نے اس شرح میں 12 خصوصیات کو اُجاگر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1: حدیث مبارکہ کی اہمیت وفضیلت پر ایک جامع ومانع مقدمہ تحریر کیا گیا ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع اور اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

2: علماء کے لیے حالات مصنف عربی میں تحریر کیے گے ہیں۔

3: عوام کے لیے حالاتِ مصنف عربی کا ترجمہ آسان اور سادہ الفاظ میں کچھ تغیّر وتصرف کے ساتھ کیا گیا ہے۔

4: باب کے اصل مقصد پر دلالت کرنے والے الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ومعنی کیا گیا ہے۔

5: آیات قرآنیہ کا بامحاورہ اور آسان ترجمہ کنز الایمان نقل کیا گیا ہے۔

6: حدیث کے ترجمہ میں انتہائی آسانی کی گئی ہے۔

7: حدیث مبارکہ کی تخریج کی گئی ہے جو ایک محقق کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔

8: حدیث مبارکہ میں مشکل الفاظ کو از روئے لغت حل کیا گیا ہے۔ اور ان کا معنی اکثر مقام پر مصدرِ ثلاثی کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

9: راوی حدیث کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔

10: حدیث کی شرح عام اور سادہ الفاظ میں کی گئی ہے، تاکہ عوام وخواص فائدہ اُٹھائیں۔

11: کئی ابواب کے آخر میں اسی باب کی مناسبت سے ریاض الصالحین کے علاوہ چند دیگر احادیث جمع کی گئی ہیں،

12: شروع میں ''کامیاب طالب علم'' کے عنوان سے طالب علم لے کیے کچھ اصول وضوابط ذکر کیے گے ہیں تاکہ طالب علم اعلیٰ اوصاف کو اپنا کر اپنے مقاصد میں گامزن ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اعلیٰ طریقہ سے اس کتاب کو حل کرنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ النبی اکریم الامین۔

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

Marfat.com

تقریظ جلیل

از: حضرت، علامہ ومولانا محمد منور حسین قادری رضوی

(فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وناظم تعلیمات جامعہ الصادق الامین رفیع روڈ نزد شاھین چوک گجرات)

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

اما بعد: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے اُس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا کیا جس کی زبان کو "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" کے تاج سے زینت عطاء کی گئی۔اور جن کے کلام کو ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنایا گیا۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی شروحات منظر عام پر آچکی ہے اور آرہی ہیں اور انشاء اللہ آتی رہے گئیں کیونکہ یہ اس ہستی کا کلام ہے جن کو قیامت تک کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

علامہ ابوالاحمد محمد نعیم قادری صاحب نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک کی کتاب "ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین" کی شرح "رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" فرمائی ہے، میں نے اس کتاب کا کچھ مطالعہ کیا تو میرے ذہن نے یہ تسلیم کیا کہ اس طرح کی شروحات کی بہت ضرورت ہے، کہ جس میں مشکل الفاظ کے معانی، راویوں کے مختصر حالات، اور پھر آسان، سادہ الفاظ اور خوبصورت انداز میں مع دلائل احادیث کی شرح کی گئی ہو، کیونکہ ابتدائی طالب علم کے لیے ایسی شروحات ہی کارآمد ہوتی ہیں۔تو علامہ موصوف نے ان ضروریات کو اچھی طرح پورا فرمایا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ علامہ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو علماء وطلباء کی نظر میں مقبول بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین

علامہ محمد منور حسین طیب قادری رضوی

(فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وناظم تعلیمات جامعہ الصادق الامین
رفیع روڈ نزد شاھین چوک گجرات)

Marfat.com

مقدمہ

از: شیخ الحدیث والتفسیر مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مدظلہ
پرنسپل: جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طبیہ کالج ملتانی گیٹ بہاولپور

مقام حدیث

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا اطاعت واتباع رسول ﷺ کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ مثلاً:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران،۳:۳۱)

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (آل عمران،۳:۳۲)

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ (الفرقان،۱۹:۲۷)

یہ اوراسی طرح کی دیگر بہت سی آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں اطاعت واتباع مصطفیٰ ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔''اطاعت'' سے مراد اللہ ورسول کے احکامات وارشادات کی تعمیل ہے' اور''اتباع'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افعال واعمال کی تابعداری ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں بندوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے بھی روکا گیا ہے۔ بلکہ معصیت خدا اور معصیت مصطفیٰ میں کوئی فرق بھی روا نہیں رکھا گیا۔ مثلاً وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ (الاحزاب،۲۲:۳۶)

اطاعت واتباع کا فرق

یادرہے کہ''اطاعت'' تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کی ہوسکتی ہے۔ مگر''اتباع'' صرف رسول اللہ کی ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی نہیں۔ کیونکہ''اتباع'' افعال واعمال میں کسی کی پیروی کرنے کو کہتے ہیں' اور یہ اللہ تعالیٰ کی نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں رسول اللہ کی تو اتباع کا حکم دیا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اتباع کا حکم نہیں دیا گیا۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر کسی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی حدیث حجت نہیں ہے تو پھر آپ ﷺ کی اتباع کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ آپ کی اتباع آپ کی حدیث کو تسلیم کیے بغیر ممکن نہیں۔ اس طرح تو قرآن حکیم کا حکم اتباع رسول لغو قرار پاتا ہے۔

Marfat.com

اللہ و رسول کی اطاعت جدا نہیں

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پورے قرآن حکیم میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم آیا ہے اس کے فوراً بعد رسول اللہ کی اطاعت کا حکم بھی ضرور آیا ہے۔ چالیس سے زائد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے بالکل متصل اپنے رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے۔ صرف دو تین مقامات ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مطلق اطاعت کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ قرآن حکیم میں ایک بھی ایسی آیت نہیں دکھائی جا سکتی جس میں اللہ کی اطاعت کے بعد رسول اللہ کی اطاعت کا ذکر نہ ہو۔ اس کے برعکس ایسی بہت سی آیات ملتی ہیں جن میں رسول اللہ کی اطاعت کا ذکر تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ذکر نہیں ہے۔ مثلاً وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (النور، ۱۸:۵۶)...... وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ (النور، ۱۸:۵۴)...... وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ (المائدہ، ۷:۹۲) وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے جو بار بار قرآن حکیم میں اپنی اور اپنے حبیب کی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی علیحدہ اور اس کے رسول کی علیحدہ اطاعت کیسے کی جائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ'' (النساء، ۵:۸۰) کے ساتھ وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کوئی علیحدہ چیز نہیں، بلکہ رسول اللہ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

ایک بہت بڑی غلط فہمی

کچھ لوگ جو حدیث مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جس شخص نے قرآن حکیم کو اپنی ذاتی سوجھ بوجھ کے مطابق جتنا بھی سمجھ کے اس پہ عمل کر لیا تو اس نے گویا خود بخود (automatically) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کر لی۔ حالانکہ یہ ان کی واضح غلط فہمی اور کھلی کج روی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے۔ بلکہ وہ تو یوں کہتا ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء، ۵:۸۰) یعنی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کر لی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا ہی دراصل اللہ کی اطاعت کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن حکیم کو اپنی مرضی سے سمجھ کر اس پہ عمل کر لینے کو اللہ و رسول کی اطاعت قرار دے دیا جائے۔

مزید تائید

ہماری اس بات کی تائید درج ذیل آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر، ۲۸:۷)

Marfat.com

(ترجمہ) جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا کریں تم اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

یہاں مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ کی بجائے مَآ اٰتٰکُمُ اللہ یا مَآ اٰتٰکُمُ الْقُرْاٰنُ بھی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ کہہ کر یہی بتایا گیا کہ تمہارے لیے ''امر ونہی اور حلت وحرمت'' میں قول وفعل رسول ہی حجت ہے۔ اللہ کا رسول ہی تمہیں بتائے گا کہ میری زبان سے نکلے ہوئے فلاں فلاں الفاظ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہیں' اور فلاں فلاں الفاظ میری حدیث ہیں۔ جس کلام کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرما دیں کہ یہ قرآن ہے تو وہ قرآن ہوگا' اور جس کے بارے میں ارشاد فرما دیں کہ یہ میری حدیث ہے تو وہ حدیث ہوگا۔ پس ہمارے لیے تو قول رسول ہی حجت ہے، خواہ وہ قرآن کی صورت میں ہو یا حدیث کی صورت میں۔ بلکہ ایک لحاظ سے تو قرآن پاک کا قرآن ہونا بھی حدیث رسول ﷺ ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ پورے قرآن حکیم یا اس کے کسی حصے کے متعلق ارشاد فرما دیتے کہ یہ قرآن نہیں ہے تو کیا دنیا کا کوئی بھی مسلمان اسے قرآن تسلیم کرتا؟ یقیناً نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حجیت قرآن کی بنیاد حجیت حدیث ہے' جو شخص قرآن حکیم کو حجت مانتا ہے اسے پہلے حدیث رسول کو حجت ماننا ہوگا۔ فللّٰہ الحمد!

اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر کے اطاعت خدا قبول نہیں

اطاعت رسول کو اس قدر اہمیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول پاک کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا کوئی بھی فعل ہماری نظروں کے سامنے نہیں، اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ لہٰذا اس بے صورت نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے اپنے پیارے رسول ﷺ کی صورت میں ایک آئیڈیل ہستی مبعوث فرما دی اور حکم دے دیا کہ جیسے جیسے میرا رسول کہتا اور کرتا چلا جائے تم بھی ویسے ویسے کرتے چلے جاؤ۔ یہی میری اطاعت ہوگی۔ چنانچہ جب بھی کوئی پیغمبر کسی بات کا حکم دیتا ہے یا کسی بات سے منع کرتا ہے تو وہ اپنی ذاتی حیثیت میں نہیں بلکہ پیغمبرانہ حیثیت میں ایسا کرتا ہے' اور وہ درحقیقت وحی الٰہی یا اس سے تصدیق شدہ قول وفعل ہوتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ٥ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ (النجم، ۵۳: ۳،۴) آپ ﷺ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد تو خالصتاً اللہ کی وحی ہوتا ہے۔ پس کتاب اللہ کو رسول اللہ ﷺ سے جدا کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

احکام رسول

ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ عرف ولغت اور عقل وشریعت کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے۔ پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ آج رسول اللہ ﷺ کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا ہم سے قرآن مطالبہ کرتا ہے۔ کیونکہ وجود احکام کے بغیر مطالبہ اطاعت سراسر خلاف عقل ودانش ہے۔ پس جب قرآن حکیم ہم سے اطاعت رسول کا طالب ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ احکام رسول بھی ہمارے درمیان (بصورت حدیث) موجود ہیں۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام سے مراد صرف وہ احکام نہیں جو قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں، بلکہ وہ

Marfat.com

احکام بھی ہیں جو حدیث رسول میں بیان ہوئے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مطلق اطاعت کا پابند کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ جو احکام قرآن حکیم میں ہوں ان کی تو تعمیل کرو اور جو اس کے علاوہ ہوں ان کی تعمیل نہ کرو۔ پھر تو قرآن میں "اطیعوا اللہ" یا "اطیعوا القرآن" کے الفاظ آنے چاہئے تھے، "اطیعوا الرسول" کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کے تمام احکام کی اطاعت ہمارے لیے ضروری ہے، خواہ وہ قرآن میں ہوں یا حدیث میں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ "سنن ہدیٰ" کا تو اپنا ایک خاص مقام ہے لیکن ساری امت مسلمہ "سنن زوائد" کی پیروی کو بھی اپنے لیے باعث سعادت سمجھتی ہے۔

اسوۂ حسنہ کی ضرورت

انبیاء و رسل کو اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ وہ جہاں "وحی الٰہی" کی تعلیم و تبلیغ کریں وہاں وہ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لیے زندگی بسر کرنے کی "عملی مثال" بھی قائم کریں۔ ان کا پیغام محض اس حد تک محدود نہیں ہوتا کہ وہ ڈاکیے کی طرح فقط پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔ اس طرح تو انبیاء و رسل کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر تو قرآن حکیم اگر کسی پہاڑی یا درخت وغیرہ پر بھی اتار دیا جاتا تو کافی ہوتا۔

جس طرح میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے کسی تجربہ کار ڈاکٹر کے زیر نگرانی کام کرنا، قانون کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے کسی ماہر قانون سے عملی تربیت حاصل کرنا، افتاء کا فن سیکھنے والے کے لیے کسی ماہر مفتی سے عملی طور پر فن سیکھنا ضروری ہے...... اسی طرح (بلکہ اس سے بھی لاکھوں گنا بڑھ کر) وحی الٰہی کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی بھی کتاب یا کوئی بھی صحیفہ بغیر کسی پیغمبر کے نازل نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ پیغمبروں کو ہی کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجا۔ ایسا تو کئی مرتبہ ہوا کہ پیغمبر آئے مگر کتاب نازل نہ ہوئی لیکن ایسا ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا کہ پیغمبر تو نہیں آیا ہو اور کتاب نازل ہو گئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پیغمبر ہی احکام الٰہی کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس کے بغیر کتاب کو نازل فرما دینا خلاف حکمت ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کو اپنے نبیوں کے اسوہ حسنہ پر چلنے کا پابند بنایا۔ مثلاً:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)۔ بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین عملی نمونہ ہے۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (الممتحنہ:۴)۔ بے شک تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۰)۔ پس اے نبی! آپ گزشتہ انبیاء کی سیرتوں کی اقتدا کریں۔
سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے جب متعدد نبیوں اور ان کی قوموں کا ذکر فرمایا تو ہر نبی کا اپنی قوم کے لیے یہی حکم نقل کیا "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝" (الشعراء:۱۰۸) یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری (یعنی پیغمبر کی) اطاعت کرو۔ یوں نہیں فرمایا گیا "فاتقوا اللہ و اطیعوا اللہ" کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ نبیوں کی اطاعت ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

اطاعت ہے۔ فتدبر۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ نے امت کو یہی کہلوایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (آل عمران،۳: ۳۱)۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو مجھ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کرو۔ یوں نہیں فرمایا کہ "اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی اتباع اختیار کرو۔" کیونکہ اطاعت واتباع درحقیقت انبیاء ہی کی ہوتی ہے، اور وہی اطاعت خدا کہلاتی ہے۔

مذکورہ کلام کا خلاصہ یہ نکلا کہ بنیادی طور پر انبیاء کے پیچھے چلنا ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے پیچھے چلنے کا دعویٰ کرے تو وہ قرآن حکیم کی تکذیب کرتا ہے۔ قرآن کے مطابق تو وہی شخص فلاح، نجات اور سعادت کا راہی ہے جو رسول خدا کے نقوش پا کو خضر راہ بناتا ہے، اور وہی اللہ تعالیٰ کا سچا مطیع وفرمانبردار ہے۔

قرآن کا عملی پیکر

جس طرح کسی کمپنی کی طرف سے جب کوئی نئی پراڈکٹ (Product) سامنے آتی ہے تو ساتھ ہی ایک ہدایت نامہ (Book Let) بھی ضرور مہیا کیا جاتا ہے، اور اگر مشینری کچھ زیادہ ہی حساس ہو تو اس کے ساتھ ایک ماہر (Expert) کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے تاکہ مشینری کے غلط استعمال کا تھوڑا سا بھی اندیشہ باقی نہ رہے۔ اسی طرح (تمثیل بلاتشبیہ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں انسان کی صورت میں جو سب سے عظیم، خوبصورت اور انمول مشین بنائی ہے تو اس کو درست طور پر چلانے کے لیے کتاب ہدایت قرآن حکیم بھی عطا فرمائی۔ مگر قرآن کی خصوصیت یہ بھی بتائی کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ (البقرہ:۲۶)۔ پس ضرورت اس امر کی تھی کہ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی ہستی بھی انسان کے پیش نظر ہو جو سرتا پا قرآن کا شاہکار ہو، اور اس کا ہر عمل قرآن حکیم کے عین مطابق ہو۔ کان خلقه القرآن ...... اگر کوئی قرآن کو پڑھ کے گمراہ ہو تو ہو مگر اس ہستی کے پیچھے چلنے میں گمراہی کا ذرہ برابر بھی اندیشہ نہ ہو، اور وہ ہستی ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ہے، جن کی شان یہ بیان ہوئی وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ (الشوریٰ:۵۲)۔ یعنی اے نبی ﷺ آپ تو سیدھی راہ ہی کی ہدایت دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا کام فقط ہدایت دینا ہے گمراہ کرنے کا تو یہاں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن حکیم کی راہ پر چلنے کا دعویدار عین ممکن ہے کہ غلط راہ پر چل رہا ہو لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کی اتباع کرنے والا کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والا ہی درحقیقت قرآن حکیم کا متبع ہے۔ فقط قرآن کے پیچھے چلنے والا تو ممکن ہے کہ راہ مصطفیٰ ﷺ سے ہٹ جائے مگر راہ مصطفیٰ ﷺ پر چلنے والا کبھی بھی راہ قرآن سے نہیں ہٹ سکتا۔ لہٰذا جو آپ ﷺ کی کامل اتباع کرتا ہے درحقیقت وہی قرآن کی راہ پر چل رہا ہے، اور جو صرف اپنی ذاتی تشریحات کی بنیاد پر قرآن حکیم پر عمل کا دعویدار ہے تو وہ درحقیقت جہنم کے راستے پر گامزن ہے۔ پس یوں کہہ دینا زیادہ مناسب ہوگا کہ قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت ہے، اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی صورت۔ قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی تفسیر ہے، اور حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

اس کی لازوال تصویر۔

اب اگر قرآن تو ہمارے سامنے ہو لیکن اس کے سانچے میں ڈھلا ہوا پیکر مصطفیٰ ﷺ ہمارے سامنے نہ ہو تو پھر ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق قرآن حکیم کے مفہوم کی ایک نئی تصویر ہمارے سامنے پیش کر دے گا' اور اس طرح لاکھوں خود ساختہ تصویریں وجود میں آ جائیں گی۔ ایسی تصویریں جن کے متعلق بارگاہ خداوندی سے بھی یہی آواز آئے گی کہ آیت قرآن سے ہماری مراد تو یہ نہیں تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی یہی کہیں گے کہ اس مفہوم والی کوئی آیت لے کر میں زمین پر نہیں اترا اور خود حضور نبی کریم ﷺ بھی یہ فرمائیں گے کہ اگر قرآن سمجھنے کے لیے تجھے میری کوئی ضرورت نہ تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے لیے مجھے ہی کیوں منتخب کیا، تجھے کیوں نہ منتخب کر لیا۔ تاکہ میری بجائے تیری تشریح لوگوں کے لیے حجت قرار پاتی۔ (یہاں تشریح و تشریع کا فرق بیان کر کے اس سے غلط مفہوم مراد لینا انتہائی لغو اور بیہودہ بات ہے کیونکہ نبی جو کچھ فرما دیتا ہے وہ اس کی طرف سے تو تشریح ہوتی ہے لیکن ہمارے لیے تشریع ہوتی ہے)۔

اگر ہر شخص کی اپنی تراشیدہ تصویر قابل عمل ٹھہرے تو پھر ان بے ہنگم تصویروں میں وہ تصویر ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے گی جسے ''محبوب خدا'' ہونے کا شرف حاصل ہے، جسے ''برہان خداوندی'' کہا گیا ہے، جسے ''رحمۃ للعالمین'' کا لقب دیا گیا ہے، جسے ''نذیر للعالمین'' کا خطاب عطا کیا گیا ہے، جسے ''سراجاً منیرا'' کا سراپا دیا گیا ہے' اور جس کی راہ پر چلنے کو ''صراط مستقیم'' کہا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تصویر مصطفیٰ سے کنارہ کشی کر کے ہم کس کس تصویر کو عملی نمونہ بناتے پھریں گے اور کس کس دروازے کی خاک چھانتے پھریں گے۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ہم ''ذات رسول سے ہٹ کر'' قرآن کے نام پر بنی ہوئی ان تمام خود ساختہ تصویروں کو اٹھا کے جہنم میں پھینک دیں اور صرف اسی تصویر کو اپنے دل میں بٹھالیں جسے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم: ۴) کا پروانہ عطا کیا گیا ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مطاع ذات و محفوظ سنت

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کے اربوں کھربوں انسانوں میں سے صرف ایک ہی ذات ایسی ہے کہ جس کا ہر عمل قابل اتباع بھی ہے' اور جس کی زندگی کا ہر ہر گوشہ تاریخ کے سینے میں محفوظ بھی ہے' اور اس ذات پاک کو حضرت محمد ﷺ کے نام نامی اسم گرامی سے دنیا جانتی ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت اور حدیث پر جتنی عرق ریزی اور جگر کاوی کی گئی ہے، اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے' اور یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری امت کے لیے غیبی انتظام ہے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے ہر شخص کے لیے آپ ﷺ کی سیرت، صورت، حدیث اور سنت حجت تامہ بن جائے اور کوئی بھی شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی بھی قسم کا عذر پیش نہ کر سکے۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی کامل سیرت سے صرف نظر کر کے قرآن حکیم کی خود ساختہ تفسیریں کرنے

Marfat.com

والے اور ایسے نام نہاد مفسرین کی پیروی کرنے والے دونوں قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں بہت بڑے مجرم بنا کر پیش کیے جائیں گے۔

ہم نہ تو کسی سرسید کی امت ہیں' اور نہ ہی کسی پرویز کی، نہ کسی جیراج پوری کی امت ہیں' اور نہ کسی عماد پوری کی۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں' اور آپ ﷺ ہی کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے آپ ﷺ ہی کا قول وفعل حجت ہے نہ کہ ان منکرین کا۔ ہم نے تو خاک مدینہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کا عزم کیا ہے نہ کہ ان بتان دجل وفریب کے پیچھے چلنے کا۔

تعامل امت

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک ساری امت کا اس بات پر تعامل رہا ہے کہ وہ حدیث مصطفی ﷺ کو حجت مان کر ان سے استخراج واستنباط کے ذریعے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈتے چلے آئے ہیں۔ تو کیا ان منکرین کے کہنے پر آج تک کے اس سارے عمل کو باطل قرار دے دیا جائے اور یہ عقیدہ بنالیا جائے کہ حدیث رسول ﷺ کو بنیاد بنا کر ہمارے اسلاف جس دین پر عمل کرتے رہے ہیں وہ ان کے لیے دنیا وآخرت کی ہلاکت کا باعث تھا' اور اس کے برعکس یہ جو آج ''انکار حدیث'' والا دین پیش کیا جارہا ہے یہ ہماری فلاح کا ضامن ہے؟ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ یہ تو چودہ صدیوں سے نافذ دین کو ختم کر کے ایک نیا دین ایجاد کرنے کی سازش ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اس سے بچنا اور اس کی بیخ کنی کرنا بے حد ضروری ہے۔

پھر اگر ہم تاریخ حدیث کو کھنگالیں تو لاکھوں کروڑوں متقی، پرہیزگار، عالم وفاضل اور دیانت دار افراد ہمیں احادیث کی حفاظت، روایت، درایت، کتابت، اشاعت، تشریح، توضیح، تنقیح، تہذیب، تفہیم، تدریس، تخریج، تعلیم، تبویب، تنقید، تعدیل میں مسلسل مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ دور ونزدیک کے سفر بھی کرتے ہیں، لائبریریاں بھی بناتے ہیں، مکتبے بھی کھولتے ہیں، حدیث ومتعلقات حدیث پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرتے ہیں' اور مزے کی بات یہ ہے کہ بازار علم کی گرمی کا یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے' اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ تو کیا ان تمام علمی، فکری، تحقیقی اور دینی وایمانی کوششوں پر بہ جنبش یک قلم خط تنسیخ پھیر دیا جائے اور اس ساری کی ساری عظیم جدوجہد کو آن واحد میں غتر بود کر دیا جائے؟ نہیں میرے دوستو! ہمارے لیے ایسا ممکن نہیں۔ البتہ کسی نئے دین کے متلاشیوں کے لیے یہ بہت سستا سودا ہے' اور یہ انہیں کو زیب دیتا ہے۔

ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم ایسی ہر ناپاک کوشش کی بھرپور مزاحمت کریں گے اور اس کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے' جو بھی شخص کسی بھی زاویے یا کسی بھی پہلو سے پیارے مصطفی ﷺ کی حدیث کے انکار کی راہ پر چلے گا اسے ہماری طرف سے منہ توڑ اور دنداں شکن جواب دیا جائے گا۔ یہ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو حدیث، رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے وہ ہمارا دین و مذہب ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ دین وایمان کی اس جنگ میں غلامان مصطفی ﷺ کو فتح ملتی ہے یا مخالفین ومنکرین کو۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (المجادلہ:۲۲)۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (المجادلہ:۱۹)۔

Marfat.com

لمحہ فکریہ

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آج اگر کوئی شخص منکرین حدیث کی کتابیں اٹھائے پھرتا ہو، ان کا مطالعہ اور ان کی تبلیغ کرتا ہو اور انہیں اپنے لیے حجت سمجھتا ہو تو منکرین حدیث اس پر پھولے نہیں سماتے اور بغلیں بجاتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں اگر کوئی شخص بخاری و مسلم وغیرہما کی صورت میں مصطفیٰ کریم ﷺ کی حدیثیں پڑھے تو انہیں درد قولنج ہونے لگتا ہے اور وہ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے عبوسا قمطریرا کا مصداق بن جاتے ہیں۔ گویا ان منکرین کی کتابیں پڑھنا، سمجھنا اور ان کی تشریحات پر عمل کرنا تو عین ایمان ہے مگر مصطفیٰ کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مقدس الفاظ کو حرز جاں بنانا خلاف قرآن ہے۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ (النجم:۲۲)۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر! ہم منکرین حدیث کی تشریحات کو نذر آتش اور سپرد خاک کرتے ہیں جبکہ احادیث مصطفیٰ ﷺ کو اپنے سروں کا تاج، آنکھوں کا نور اور دل کا سرور سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یاں تو گلشن گلاب میں ہے

اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ

رسول اللہ ﷺ کی ''سنت'' کو قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ اور سرچشمہ تسلیم کیا گیا ہے اور یہ مقام صدیوں سے غیر متنازعہ ہے۔ مگر آج کل کے منکرین، ''حدیث وسنت'' کو متنازعہ بنا کر اسلام کے مضبوط فکری نظام میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک جادہ زیست پر اس کملی والے کے نقوش پا موجود ہیں، اس وقت تک ان کی قافلہ سالاری کا چراغ نہیں جل سکتا۔ اس لیے وہ ان کو ناپید کر دینے کے خواہاں ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ جب تک آپ ﷺ کی ذات احکام دین کے شارع اور قول خداوندی کے شارح ہے اس وقت تک ان کی ذاتی تشریع وتشریح ناقابل التفات رہے گی۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ اس عقیدہ ہی کو دل سے نکال دیا جائے کہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال تشریعی وتشریحی حیثیت رکھتے ہیں تاکہ وہ اپنی من مانی تفسیریں لوگوں سے منوا سکیں۔

منصب رسالت اور اس کی ذمہ داریاں

قرآن حکیم کی متعدد آیات میں رسول اللہ ﷺ کی چار واضح ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔

(1) کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا (يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ)
(2) تزکیہ نفوس (وَ يُزَكِّيْهِمْ)
(3) کتاب اللہ کی تعلیم (وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ)
(4) تعلیم حکمت (وَالْحِكْمَةَ) (آل عمران،۳:۱۶۴)

Marfat.com

مذکورہ ذمہ داریوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ محض آیات کو پڑھ کر سنا دیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی تین ذمہ داریاں اور بھی ہیں۔ جبکہ منکرین حدیث کی فکر کے مطابق تو رسول اللہ کی صرف یہی ذمہ داری ٹھہرتی ہے کہ وہ اللہ کا قرآن بندوں تک پہنچا دیں اور بس۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ تک یہ آیت ختم ہو جاتی لیکن اگلا کلام یہ بتا رہا ہے کہ رسول اللہ کا کام جہاں تلاوت قرآن ہے وہاں جسمانی و روحانی تزکیہ، تعلیم کتاب (یعنی تشریح کتاب) اور تعلیم حکمت (یعنی تشریع احکام) بھی ہے۔ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ سے مراد قرآن حکیم کو امت تک پہنچانا ہے۔ یُزَکِّیۡهِمۡ سے مراد لوگوں کے دل و دماغ کو قرآن حکیم کی قبولیت کے لیے زرخیز بنانا ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ سے مراد قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کو آشکارا کرنا ہے اور تعلیم حکمت سے مراد ان معانی و مفاہیم کا عملی ڈھانچہ لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر ''اللہ تعالیٰ کے زیر نگرانی'' قرآن حکیم کے فکری نظام کی عملی تصویر مہیا کرنا بھی منصب رسالت ہے (جسے عام طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا لقب دیا جاتا ہے)۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس عملی تصویر کی تیاری کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت بصورت وحی رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی جاتی ہے۔

مثلاً قرآن خلافت کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن بلاسود تجارت و معیشت کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی سانچہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن نماز، روزہ و دیگر عبادات کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی نظام مہیا کرتے ہیں۔ قرآن جہاد کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کی عملی تصویر تیار کرتے ہیں۔ قرآن اخلاق، معاشرت اور تہذیب کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی ڈھانچہ سامنے لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ دین تو دراصل مصطفیٰ کریم ﷺ کی اداؤں کا نام ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے قرآن بھی حجت ہے اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی حدیث بھی حجت ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش راہ کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

حکمت کی مزید وضاحت

قرآن حکیم میں یہ بات جابجا آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کتاب کے ساتھ ساتھ حکمت بھی عطا فرماتا ہے۔ (جسے بعض مقامات پر ''حکم'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے)۔ قرآن حکیم کے اسلوب پر غور و فکر کرنے اور لغت کی کتب کو کھنگالنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آیات قرآنیہ میں لفظ ''کتاب'' کے بعد جو لفظ ''حکمت'' آتا ہے اس سے مراد کتاب کے احکامات و ارشادات کی ماہیت و حقیقت کا صحیح صحیح علم اور صحیح صحیح عمل ہے، اور یہ حکمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر رسول کو کتاب کے ساتھ ہی عطا فرمائی جاتی ہے۔ اَلرَّحۡمٰنُ ۙ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ (الرحمٰن: ۲،۱) اور یہی وہ حکمت ہے جس کی تعبیر ''سنت'' سے بھی کی جاتی ہے۔

آیت کریمہ وَ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ (النساء: ۱۱۳) کے مطابق کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت بھی ''منزل من اللہ'' ہے۔ کیونکہ اگر کتاب اللہ کے احکام کے مفہوم کا تعین عقل انسانی کے سپرد کر دیا جائے تو احکام الٰہی اہل خرد کی موشگافیوں۔

Marfat.com

کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اور امت کی وحدت و یکجہتی جو اس کے وجود اور بقاء کی ضامن ہے کسی ٹھوس اور مضبوط نظامِ حیات کی غیر موجودگی کی وجہ سے تشتت و افتراق کا شکار ہو جائے گی۔

اگر خواہی دریں دیر بحق　　　　دل بند و راہ مصطفیٰ رو

حکمت کے منزل من اللہ ہونے پر چند قرآنی دلائل

ایک حکمت تو وہ ہے جس کا ذکر وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (البقرہ ۲:۲۶۹) کے عموم میں کیا گیا ہے۔ یہ ''غیر نبوی حکمت'' ہے جس سے مراد وہ ملکہ ہے جس کی وجہ سے غور و فکر کے بعد حقائق اشیاء پر آگاہی حاصل ہوتی ہے' اور ایک ''نبوی حکمت'' ہے جو وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (النساء:۱۱۳) کے مطابق ''منزل من اللہ'' ہوتی ہے۔ نبی کی حکمت میں غلطی قطعاً محال اور عام حکمت میں غلطی کا وقوع عین ممکن ہے۔

اس سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے مطابق ہر نبی کو حکمت بہر طور عطا کی جاتی ہے۔ لیکن غیر نبی کے لیے یہ تعین کہیں نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں شخص کو حکمت عطا کی ہے۔ لہٰذا ہر مدعی حکمت حامل حکمت نہ ہوگا لیکن ہر نبی بہر صورت حامل حکمت ہوگا۔ اب اگر غیر نبی کی حکمت کو پرکھنا ہو تو اس کے لیے کسوٹی نبی کی حکمت ہوگی۔ پس ہر ایسی حکمت کو مسترد کر دیا جائے جو حکمت نبی کے خلاف ہو۔ فللّٰہ الحمد۔

یاد رہے کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ (1) وحی متلو (کتاب) (2) وحی غیر متلو (حکمت و سنت)۔ منکرین حدیث ''وحی غیر متلو'' یعنی حکمت و سنت کے بارے میں شدید ترین شبہات پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو قرآن حکیم کی نص صریح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب (وحی متلو) کے ساتھ حکمت (وحی غیر متلو) بھی نازل فرمائی۔ اس سلسلے میں اختصار کے ساتھ چند قرآنی حوالے ملاحظہ کریں۔

(1) قرآن حکیم میں قبلہ اول بیت المقدس کو چھوڑ کر قبلہ ثانی خانہ کعبہ کی طرف تحویل کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن پورے قرآن کریم میں کہیں بھی بیت المقدس کے قبلہ اول بنائے جانے کا حکم موجود نہیں ہے۔ درحقیقت یہ حکم حضور نبی کریم ﷺ نے وحی غیر متلو کے ساتھ مسلمانوں کو دیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ '' (البقرہ ۲:۱۴۳) یعنی پہلا قبلہ (بیت المقدس) ہم نے مقرر کیا تھا۔

(2) قرآن حکیم کی جن آیات میں رمضان المبارک کی راتوں میں مباشرت کو جائز قرار دیا گیا ہے ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نزول سے پہلے مباشرت ممنوع تھی۔ جن لوگوں سے مباشرت کا فعل سرزد ہوا وہ خیانت تھا' اور صریحاً حکم الٰہی کے خلاف تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اور آئندہ کے لیے مباشرت کو رمضان کی راتوں میں جائز قرار دے دیا۔ لیکن قرآن حکیم میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں ملتی جس میں رمضان کی راتوں میں مباشرت پر پابندی عائد کی گئی ہو۔ یہ پابندی دراصل حضور نبی کریم ﷺ نے بذات خود وحی غیر متلو کے ذریعے عائد کی تھی کیونکہ قرآن حکیم ان تمام حدود و قیود کی نسبت اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

طرف کر رہا ہے۔

(3) قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ (آل عمران: ۱۲۶) یعنی غزوہ بدر کے موقع پر ہم نے تمہیں امداد کی خوشخبری دی تھی۔ لیکن اس خوشخبری کا ذکر قرآن حکیم میں کسی بھی جگہ موجود نہیں۔ دراصل یہ خوشخبری حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو وحی غیر متلو کے ذریعے دی تھی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (الانفال: ۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ یا پھر کفار مکہ کا لشکر، ان میں سے ایک پر تمہیں غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ وعدہ قرآن حکیم کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔ صرف اسی مقام پر اس کا تذکرہ ہے۔ دراصل یہ خوشخبری حضور نبی کریم ﷺ نے وحی غیر متلو کے ذریعے صحابہ کرام کو دی تھی۔

اگرچہ ان کے علاوہ بھی بہت سے حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں مگر ہمارا مدعا انہی چار حوالوں سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل فرمائی جس کو سنت، حکمت اور غیر متلو سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

منصب نبوت کو سمجھنے کے لیے چند قرآنی نکات

یہ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ مقام حدیث اس وقت تک سمجھ نہیں آ سکتا جب تک آدمی مقام رسول کو نہ سمجھتا ہو اور اگر مقام رسول سمجھ آ جائے تو مقام حدیث خود بخود کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ فتنہ انکار حدیث بنیادی طور پر فتنہ مثلیت کی پیداوار ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے عظیم تر نبی کو اپنے جیسا سمجھنے لگتا ہے تو پھر وہ اس کے ہر قول و فعل کو بھی اپنے جیسا سمجھتا ہے بلکہ بعض اوقات وہ اپنے آپ کو نبی سے بھی بڑھ کر خیال کرتا ہے۔ نعوذ باللہ...... پھر وہ قرآن کو تو طوعاً و کرہاً مان لیتا ہے لیکن جب نبی اکرم ﷺ کی بات آتی ہے تو وہ آپ کو اپنے جیسا سمجھتے ہوئے آپ کے کسی قول و فعل کو حجت نہیں مانتا بلکہ بزعم خویش خود ہی منصب نبوت کی ذمہ داریاں نبھانے لگتا ہے۔ فلعنة الله عليه۔

اب ہم ذیل میں ''مقدمہ المنہاج السوی'' سے منصب نبوت کو سمجھنے کے لیے ایک اہم تمہید کے بعد چند بنیادی قرآنی نکات کا تذکرہ کرتے ہیں، جن سے اندازہ ہوگا کہ درحقیقت مقام نبوت کیا ہے؟ اور منکرین حدیث کی محدود عقلیں اس کو سمجھنے سے کس حد تک قاصر ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں شریعت کے مآخذ قرآن اور سنت رسول ﷺ تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کو آپ ﷺ پر ایمان سے مشروط فرما دیا ہے، اور آپ ﷺ پر ایمان کو اپنی توحید پر ایمان کے ساتھ منسلک فرما دیا ہے۔ پس آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی اتباع میں فرق کرنا اسی طرح جائز نہیں جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت میں فرق کرنا جائز نہیں۔ یہ تمام ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ان میں سے ایک کا اقرار دوسرے کی قبولیت کو مستلزم ہے،

Marfat.com

اور دوسرے کا انکار پہلے کا رد ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ دونوں میں سے کسی ایک کو قبول کر لیا جائے اور دوسرے کو رد۔

یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہیں:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام،۶:۹۱)

ترجمہ: اور انہوں نے (یعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا چاہیے تھی جب انہوں نے یہ کہہ (کر رسالت محمدی ﷺ کا انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اقرار رسالت و نبوت کے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمت الوہیت کو پانا ممکن ہے اور نہ ہی اس کے بغیر مصنب نبوت و رسالت کی قدر و عظمت کو قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ نبوت و رسالت وجود باری تعالیٰ اور اس کی الوہیت کی معرفت کا تنہا واسطہ اور منفرد وسیلہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی شریعت کو بندوں تک پہنچانے اور اس کے احکام و اوامر کی اطاعت کی عملی صورت کے لیے بھی وسیلہ و واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسل عظام کو خالق سے شریعت لے کر مخلوق تک رسائی کے لیے منتخب فرمایا اور انہیں خالق سے عطائیں وصول کر کے مخلوق کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے مختص فرمایا۔ انہیں خالق سے سماعت اور مخلوق کے لیے بیان کا شرف بخشا۔ انہیں خالق کی طرف سے وحی لے کر مخلوق کو ہدایت دینے کا اعزاز تفویض کیا۔ ان (میں سے بعض انبیاء) کو کتاب ہدایت سے بھی نوازا اور ان کے طریقوں کو مخلوق کے لیے سنت بنا دیا۔ پس ضروری ہے کہ ہم رسالت کے واسطہ و معرفت، اسوۂ رسول کی حجیت اور اتباع کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، توحید کا اقرار کریں اور الوہیت کی قدر جانیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ (الشوریٰ:۵۱)

ترجمہ: اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شان نبوت سے سرفراز فرما دے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور سیناء پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اس کے اذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالم بشریت کے لیے خطاب الٰہی کا واسطہ صرف نبی اور رسول ہی ہوگا)، بیشک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو واسطہ نبوت و رسالت کے بغیر نہ تو عطا فرماتا ہے اور نہ اس کا کلام براہ راست عالم بشریت و انسانیت تک پہنچ سکتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرما کر اسے نبی بناتا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر انسانوں کو مخاطب فرماتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے امر و نہی سے آگاہ فرماتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ خطاب نبی کو اپنا خطاب...... کلام نبی کو اپنا کلام...... خبر رسول کو اپنی خبر...... بیان نبی کو اپنا بیان...... طاعت نبی کو اپنی طاعت...... معصیت نبی کو اپنی معصیت...... سنت کو اپنا راستہ اور اتباع نبی کو اپنی راہنمائی قرار

Marfat.com

دیتا ہے۔

ملائکہ نے بھی اسی چیز کا اعلان کیا جو اوپر بیان ہوئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (کچھ فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا......) جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں (بخاری، حدیث نمبر: ۷۲۸۱، ج:۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)...... اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (بخاری، ج:۱، ص:۴۱۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)......اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ط (الانعام:۱۲۴)۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کا محل کسے بنانا ہے۔

یہ آیت اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ رسالت عظیم نعمت اور منزل رفیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کسے اس مرتبہ پر فائز کرنا ہے اور کسے اپنی رسالت کا حقدار ٹھہرانا ہے کیونکہ:

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کے قول کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم:۳،۴)۔

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ ان کا ارشاد سراسر وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کی طرح کا فعل نہیں بلکہ وہ تو اذن الٰہی سے صادر ہونے والا فعل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال:۱۷)۔

ترجمہ: اور (اے حبیب محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔

رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کی رضا کی طرح نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ:۶۲)

ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے۔ اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے (تو یہ حقیقت جان لیتے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرتے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہونے سے ہی اللہ راضی ہو جاتا

Marfat.com

ہے کیونکہ دونوں کی رضا ایک ہے)

صراط رسول ﷺ

عام فرد بشر میں سے کسی کے راستے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ (الانعام:۱۲۶)

ترجمہ: اور یہ (اسلام ہی) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔

عطائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی عطا کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ (التوبہ،۵۹)

ترجمہ: اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے عطا فرمایا تھا۔

فضل رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے فضل کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (التوبہ:۵۹)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے، عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (ﷺ مزید) عطا فرمائے گا۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور رسول اسی کا وسیلہ اور واسطہ ہے، اس کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھتے اور طعنہ زنی نہ کرتے تو یہ بہتر ہوتا)

اغنائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اغناء کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اغناء ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ:۷۴)

ترجمہ: اور وہ (اسلام اور رسول ﷺ کے عمل میں سے) اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔

انعام رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے انعام کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب:۳۷)

Marfat.com

ترجمہ: جس پر اللہ نے انعام فرمایا تھا، اور اس پر آپ (ﷺ) نے (بھی) انعام فرمایا تھا۔

بیعت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی بیعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ (الفتح:۱۰)

ترجمہ: (اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔

ندائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے بلاوے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ؕ (النور:۶۳)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسول اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذات گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے)

تعظیم رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی تعظیم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ۝ (الفتح:۸،۹)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو (روز قیامت گواہی دینے کے لیے اعمال و احوال امت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو۔

ادب رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے ادب کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا ادب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ (الحجرات:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے)، بیشک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

Marfat.com

ملکیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی ملکیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ط قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج (الانفال:۱)

ترجمہ: (اے نبی کریم!) آپ سے اموال غنیمت کی نسبت سوال کرتے ہیں فرما دیجئے: اموال غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

اطاعت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی اطاعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا○ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○ (النساء:۱۳)

ترجمہ: یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے اسے وہ بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ○ (محمد:۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو۔

معصیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی معصیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ص وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ○ (النساء:۱۴)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ دوزخ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت انگیز عذاب ہے۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ط وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا○ (الجن:۲۳)

ترجمہ: مگر اللہ کی جانب سے احکامات اور اس کے پیغامات پہنچانا (میری ذمہ داری ہے) اور جو کوئی اللہ اور اس

Marfat.com

کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مخالفت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی مخالفت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (الانفال:۱۳)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (الحشر:۴)

ترجمہ: یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے شدید عداوت کی (ان کا سرغنہ کعب بن اشرف نامور گستاخ رسول تھا)، اور جو شخص اللہ (اور رسول ﷺ کی) مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

لاتعلقی رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی بیزاری و لاتعلقی کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ سے بیزاری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (التوبہ:۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے)

اعلان رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اعلان کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ (التوبہ:۳)

ترجمہ: (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تمام لوگوں کی حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی (ان سے بری الذمہ ہے)

اذیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی اذیت دینے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ (الاحزاب:۵۷)

Marfat.com

ترجمہ: بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

غض صوت عند الرسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی تکریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دلوں کا تقویٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o (الحجرات:۳)

ترجمہ: بیشک جولوگ رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خاص کرلیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔

محبت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی محبت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ o (التوبہ:۲۴)

ترجمہ: (اے نبی کریم!) آپ فرمادیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے محنت سے کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

اتباع رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اتباع کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف سے مغفرت کا باعث ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o

(آل عمران،۳:۳۱)

ترجمہ: (اے حبیب!) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا)

Marfat.com

محبوب بنالے گا' اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرمادے گا' اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

دعوت الی الرسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی طرف دعوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو دعوت الی اللہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (النساء، ۴:۶۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) کی اور رسول (ﷺ) کی طرف آ جاؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ (کی طرف رجوع کرنے) سے گریزاں رہتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (النور: ۴۸)

ترجمہ: جب انہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو وہ یہی کچھ کہیں کہ ہم نے سن لیا، اور ہم (سراپا) اطاعت پیرا ہو گئے۔

محادت وعداوت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی محادت وعداوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محادت ومخالفت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ۝ (المجادلہ: ۲۰)

ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے عداوت رکھتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ: ۶۳)

ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ (مقرر) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ زبردست رسوائی ہے۔

تحریم رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی تحریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تحریم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ: ۲۹)

ترجمہ: اور نہ ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے حرام قرار دیا ہے۔

قضاء رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی قضاء یا فیصلہ کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

Marfat.com

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو۔

مذکورہ تمام حوالہ جات کو پڑھ لینے کے بعد انسان پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عند اللہ مقام نبوت و رسالت کیا ہے' اور جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس عظیم ترین مقام پر فائز ہیں تو پھر آپ ﷺ کے ہر ہر قول و فعل کی قدر و قیمت کیا ہے؟ اس سے یہ بات بھی خود بخود سمجھ آ جاتی ہے۔ لہٰذا اب کسی کا یہ کہنا کہ بس آپ ﷺ کی عطا فرمودہ کتاب قرآن حکیم ہی ہمارے لیے حجت ہے، جبکہ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو ہم جس زاویہ نظر سے مرضی دیکھیں اور ان کی جو حیثیت مرضی متعین کریں، یہ پرلے درجے کی گمراہی، جہالت اور حماقت ہے۔ نظریہ صرف اور صرف وہی درست ہے جو آج تک امت مسلمہ متفقہ طور پر پیش کرتی چلی آ رہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ بحیثیت شارع (قانون ساز)

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر آئے ہیں کہ تشریع اور تشریح میں باہمی فرق کرنا ہمارا منصب نہیں' جو بات حضور نبی کریم ﷺ کے لیے تشریح کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہمارے لیے تشریع کا درجہ رکھتی ہے۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:۴۴) کی آیت کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو شارح قرآن کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ لیکن دیگر بہت سی آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں آپ کو شارع کا مقام بھی عطا کیا گیا ہے۔ وہ آیات کریمہ قطعی طور پر سنت کی اتباع، اس کی پابندی و پیروی کے لازم ہونے، اس کو تشریع احکام کے لیے ماخذ سمجھنے اور اس سے احکام کا استفادہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں' اور یہ آیات جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا مختلف اسالیب اور مختلف الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتی ہیں' اور آپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیتی ہیں۔ مختلف فیہ مسئلہ میں اللہ اور رسول ﷺ (یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتی ہیں...... جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ دیں اس کو لینے اور جس سے منع کریں اس سے دور رہنے کا حکم دیتی ہیں...... متنازعہ مسائل میں حضور نبی کریم ﷺ کو حاکم نہ ماننے والے کے ایمان کی نفی کرتی ہیں...... جس بات کا حضور ﷺ فیصلہ فرما دیں اس کے متعلق ہر مسلمان مرد و عورت کے اختیار کو سلب کر لیتی ہیں...... اور آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو برے انجام اور دردناک عذاب سے ڈراتی ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جن وسیع اختیارات سے نوازا ہے ان میں سے ایک قانون سازی کا اختیار بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ (الاعراف:۱۵۷)۔ یعنی اللہ کا نبی لوگوں کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے' اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتا ہے...... اس آیت میں نئے قوانین بنانے کا انتساب

Marfat.com

قرآن کریم کی طرف نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کیا گیا ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم میں بیان کردہ قوانین کے علاوہ دیگر قوانین بنانے کا بھی اختیار تفویض کیا گیا تھا جو ظاہر ہے کہ وحی غیر متلو پر مبنی ہوتے تھے۔

اب تھوڑا تفصیل میں جا کر دیکھئے تو قرآن حکیم میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے مثلاً مردار، بہنے والا خون، خنزیر، وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، شراب، جوا وغیرہ...... ان کے علاوہ بھی سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جو حرام ہیں۔ مثلاً کوا، گدھ، گدھا، سانپ، شیر، چیتا، نوکیلے پنجوں والے پرندے وغیرہ...... ان کو حضور ﷺ نے حرام فرمایا...... گویا کتاب اللہ نے خبائث کو حرام کیا اور حدیث نے ان خبائث کی تفصیل بیان کر دی جو کہ تشریع کے درجہ میں ہے۔

قرآن حکیم براہ راست حضور ﷺ پر نازل ہوا اور حق جل شانہ نے اس کے تمام احکام کی تعبیر، اخبار و حکایات کا پس منظر، اجمال کی تفصیل، اشارات و کنایات کی تفسیر، اصطلاحات کی تشریح، آیات بینات اور متشابہات کا مفہوم اور حروف مقطعات کا علم اپنے محبوب کریم کو واضح طور پر سمجھا دیا۔ مذکورہ آیت مبارکہ کے علاوہ بھی قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی ہیں جن میں رسول پاک ﷺ کو قانون سازی کے اختیارات تفویض کیے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے سنت خیر الانام (پیر محمد کرم شاہ الازہری) حجیت حدیث (غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی) مقام سنت (شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد چشتی)۔

حضور ﷺ بحیثیت شارح (قانون دان)

قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (النحل: ۴۴) یعنی ہم نے آپ کی طرف اس قرآن کو نازل کیا تا کہ آپ ان کے لیے "منزل من اللہ" کو کھول کر بیان کر دیں اور تا کہ وہ غور و فکر کیا کریں۔

یہ بات واضح ہے کہ مکہ کے عرب قرآنی الفاظ کے لیے کسی ترجمہ کے محتاج نہ تھے' اور نہ ہی انہیں کسی لغات القرآن کی ضرورت تھی۔ وہ بحیثیت زبان و ادب قرآنی عبارات کے معنی و مفہوم کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ تفسیر و تشریح جس کے منصب پر رسول اللہ ﷺ کو فائز کیا گیا تھا وہ قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کے "حقیقی تعین" پر مبنی تھی جسے تشریح و تشریع دونوں کا درجہ حاصل ہے' اور یہ تمام تر ضروری تفصیلات حضور ﷺ کو وحی غیر متلو کے ذریعے عطا ہوئی تھیں۔ لہٰذا قرآن حکیم کی جو تفسیر و تشریح حضور ﷺ کی سنت مطہرہ سے ثابت ہے وہی دراصل قابل اعتماد ہے' اور اس کے خلاف اگر کوئی شخص قرآن کی تفسیر کرے خواہ وہ کیسا ہی علامۃ الدہر ہونے کا دعویدار کیوں نہ ہو اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے گا۔ ہم پھر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں تفسیر سے مراد کوئی آیت پڑھ کے اس کے نکات بیان کرنا نہیں بلکہ اس سے تمام اقوال و افعال رسول مراد ہیں۔ جسے حدیث یا سنت کہا جاتا ہے۔ نبوی تفسیر کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

نبوی تفسیر کی چند مثالیں

(1) نماز قرآن حکیم کا واضح حکم ہے۔ مگر اس کے اوقات، ارکان، شرائط، تعداد رکعات اور ادائیگی کی تفصیلات وغیرہ صرف اور صرف رسول پاک ﷺ ہی نے بتائیں۔ (2) زکوٰۃ بھی قرآن حکیم کا صریح حکم ہے۔ مگر وہ کس پر فرض ہے؟ اس کی ادائیگی کس شرح سے ہو؟ اور اسی طرح کے دیگر مسائل زکوٰۃ ہمیں سنت نبوی سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ (3) روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے مگر اس کے تمام تر مسائل قرآن حکیم سے نہیں بلکہ سنت نبوی سے ہی معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ (4) حج بھی مسلمانوں پر فرض ہے مگر اس کے تمام مناسک کا بیان قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ ان کو سمجھنے کے لیے ہم سنت نبوی ﷺ کے محتاج ہیں۔ (5) قرآن حکیم میں بہ یک وقت دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام کیا گیا ہے۔ مگر سنت نے اس کی توضیح اس طرح کی کہ پھوپھی بھتیجی...... یا...... خالہ بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔

آپ نے دیکھا کہ یہ وہ تشریحات ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی بھی شخص اپنے ذہن سے ہرگز نہیں سمجھ سکتا اور اگر وہ اپنی عقل کو قرآن وسنت کے تابع کیے بغیر سمجھنے کی کوشش کرے بھی تو اس کی بات کو ماننے کے لیے بھلا کون تیار ہو گا؟ بلکہ ہو گا یوں کہ آج وہ ایک تشریح کرے گا تو کل اس کے مقابلے میں کوئی اور شخص اپنی فکر کے گھوڑے دوڑا کر اس سے بہتر تشریح پیش کرنے کا دعویٰ کر دے گا' اور اس طرح قرآن کی من مانی تشریحات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جیسا کہ آج کل منکرین حدیث کی نت نئی باہم متضاد تشریحات اور بھانت بھانت کی بولیاں ساری دنیا کے سامنے ہیں۔

اسی لیے امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آج اگر کوئی شخص لغت کی چند کتابوں سے قرآنی الفاظ کے متعدد معانی نکال کر اپنے فکری سانچے میں قرآن کو ڈھالنا چاہے تو اسے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ لغت میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی آتے ہیں' اور اس طرح متعدد اشخاص متعدد معانی کو سامنے رکھ کر قرآن کی متعدد تفسیریں پیش کر دیں گے اور دنیا حیران و پریشان رہ جائے گی۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

علوم الفقہ؟

یہاں علوم الفقہ کے بارے میں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ فقہاء قرآن وحدیث کی مان مانی تشریح نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے آپ کو قرآن وسنت اور تعامل امت سے ثابت شدہ اصول وضوابط کا پابند کر کے نئے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔

منکرین حدیث اور فقہاء اسلام میں ایک فرق تو یہ ہے کہ فقہاء حدیث کو حجت مانتے ہیں جبکہ منکرین حدیث نہیں مانتے...... دوسرا فرق یہ ہے کہ فقہاء فقہی قواعد وضوابط کے پابند ہوتے ہیں لیکن منکرین حدیث اپنے آپ کو ان سے ماورا سمجھتے ہیں...... تیسرا فرق یہ ہے کہ فقہاء تعامل اور اجماع پر بھی کامل اعتماد رکھتے ہیں جبکہ منکرین حدیث تعامل اور اجماع کو نہیں مانتے...... چوتھا فرق یہ ہے کہ فقہاء اپنی عقل کو قرآن وسنت کا پابند بنا کر نئے مسائل اخذ کرتے ہیں جبکہ منکرین قرآن وسنت کو اپنی عقل کا پابند بنا کر نت نئی

Marfat.com

موشگافیاں کرتے ہیں۔

خاتمہ

مذکورہ مقالہ میں سنت نبوی کی حجیت کے حوالے سے چند بنیادی مباحث پیش کی گئی ہیں۔ باقی رہا منکرین حدیث کے تمام اعتراضات کا قلع قمع تو اس کے لیے علماء اسلام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بیش بہا کتب یادگار چھوڑی ہیں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ منکرین کے شکوک و شبہات کے رد میں ہم ذیل میں چند نکات پیش کرتے ہیں جن سے اطمینان قلب نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(1) منکرین حدیث سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن حکیم کی جو وہ ذاتی تشریح کرتے ہیں، وہ اس کو لوگوں کے لیے حجت سمجھتے ہیں یا نہیں؟...... بصورت اول کیا ان کی تشریح حضور ﷺ کی حدیث سے بڑھ کر حجت ہے؟ نہیں' اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ان کی تشریح پر ہم حضور ﷺ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں...... اور بصورت ثانی اگر وہ اپنی من مانی تشریحات کو حجت نہیں سمجھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہمارا بھی ان کے متعلق بالکل یہی خیال ہے۔

(2) منکرین حدیث کو تدوین و روایت حدیث پر اعتراضات ہیں۔ ان سب کا واضح اور سادہ سا جواب یہ ہے کہ چودہ صدیوں میں بلا مبالغہ لاکھوں عبقری محدثین، مفسرین، مجتہدین، مجددین، فقہاء، صلحاء، علماء اور ائمہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی احادیث کو روایت کیا ہے' اور ان پر ہر پہلو سے چھوٹی بڑی کتابیں لکھ کر ساری امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جس سے ان سب کا حدیث رسول پر کامل اعتماد ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان مٹھی بھر منکرین حدیث کی چٹکی بھر عقل و دانش کو ہم چودہ صدیوں کے لاکھوں علماء وائمہ اور ان کی ہدایات پر عمل کرنے والے کروڑوں مسلمانوں کی عقل و دانش پر قربان کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے نئے اختراعی اسلام کی ہرگز ضرورت نہیں۔ خود ان کا بھلا بھی اسی میں ہے کہ وہ مشہور منکر حدیث غلام جیلانی برق کی طرح اپنے غلط عقائد و نظریات سے توبہ تائب ہو کر راہ راست پر آ جائیں۔

(3) احادیث کی چھان بین کے لیے اصول حدیث اور اسماء الرجال کے حوالے سے بلا مبالغہ لاکھوں صفحات تحریر کیے گئے ہیں' اور قدرت خداوندی سے کوئی بھی پہلو ایسا نہیں رہا جو احادیث کو پرکھنے میں تشنہ رہ گیا ہو۔ لہٰذا ہم ان محافظان حدیث اور محسنان امت کا لاکھوں بار شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے اعمال و افعال کو بحفاظت حضور ﷺ کی امت تک پہنچایا۔ آج بھی امت ان سے پورا پورا استفادہ کر رہی ہے۔ لہٰذا ہم ان معدودے چند اہل قرآن کی افکار و آراء کو مسترد کرتے ہیں جنہوں نے بہ یک جنبش قلم لاکھوں علماء کی تحقیقات پر خط تنسیخ پھیر دیا۔

(4) فقہاء کرام جو قرآن و حدیث کے اصل محافظ ہیں، انہوں نے ہر دور میں اجتہاد کے ذریعے نئے پیش آمدہ مسائل کا بہترین حل قرآن و سنت کی روشنی میں لوگوں کے لیے پیش کیا اور اس طرح انہوں نے واضح کر دیا کہ ہماری عقل قرآن و سنت کے تابع ہے۔ اگر ہم قیاس و عقل کا استعمال کرتے بھی ہیں تو قرآن و سنت کو بنیاد بنا کر! ورنہ ہمارا عقیدہ یہی ہے۔

Marfat.com

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

(5) باقی رہا احادیث کی بنیاد پر فقہاء کا باہمی اختلاف! تو یہ کوئی قابل اعتراض مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ فقہاء کا اختلاف ذاتی اغراض و مقاصد اور باطل و فاسد مفادات کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اپنی ہر بات کی بنیاد قرآن وسنت کو بناتے ہیں۔ نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے وہ تمام اصول وضوابط بھی پوری دیانت داری کے ساتھ قرآن وسنت ہی سے اخذ کرتے ہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں جو طریقہ کار وہ اپناتے ہیں وہ کئی مقامات پر ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتا ہے اور یہ اختلاف زحمت نہیں، رحمت ہی رحمت ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن وسنت کے حقائق ہر جہت سے واضح ہو کر دنیا کے سامنے آجاتے ہیں۔ اپنی عقل کو قرآن و سنت کا تابع کر کے اجتہادی واستنباطی بصیرت کو بروئے کار لانا اجر ہی اجر اور ثواب ہی ثواب ہے۔ لہٰذا بنیادی عقائد پر کاربند ہونے کے بعد ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کا مقلد ہونا نجات کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے در مصطفیٰ کی غلامی نصیب فرمائے اور ہمیں زندگی بھر کے لیے زلف مصطفیٰ کا اسیر رکھے۔ **آمین بجاہ النبی الامین** ﷺ

فی الحال میں نے حدیث مبارکہ کے مقام و مرتبہ پر اور حدیث مبارکہ کی افادیت پر جو مقالہ تحریر کیا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے میں ناچیز نے ریاض الصالحین کے شروع میں مقدمہ کے عنوان سے اس میں شامل کرنے کی حضرت مولانا علامہ محمد اقبال عطاری کو اجازت دی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

العاجز:- پروفیسر عون محمد سعیدی
پرنسپل:- جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طیبہ کالج ملتانی گیٹ
بہاولپور 3/5/13

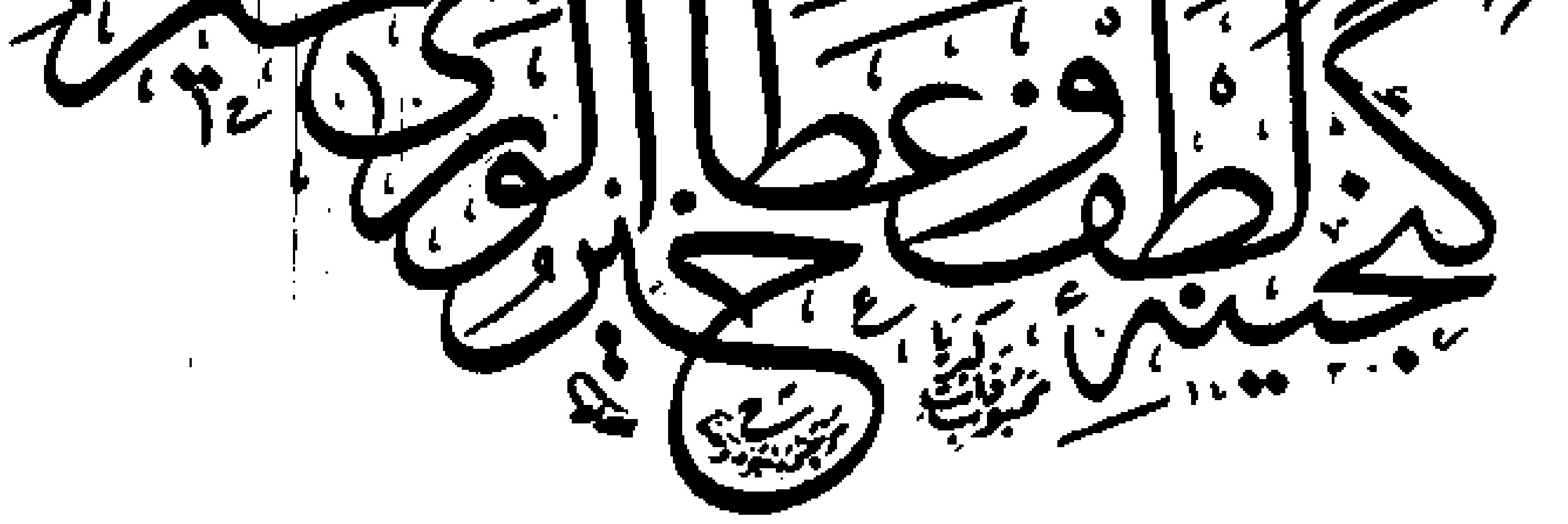

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کامیاب طالب علم

از قلم: استاذی المکرّم حضرت علامہ ومولانا **صفدر منیر قادری** مدظلہ العالی

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی فَضَّلَ بَنِی آدَمَ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ یَنَابِیْعُ الْعُلُوْمِ وَالْحِکَمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ:

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے جس نے علم وعمل کے سبب بنی آدم علیہ السلام کو تمام عالم پر فضیلت دی۔ درود وسلام ہوں عرب وعجم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کہ علم وحکمت کے سرچشمے ہیں۔

میں نے اپنے زمانے کے بہت سے طالب علموں کو دیکھا جو علم حاصل کرنے کیلئے کوشش تو کرتے ہیں لیکن مقصود تک نہیں پہنچ پاتے اور یوں وہ علم کے فوائد وثمرات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ تحصیل علم کے طریقوں میں غلطی کرجاتے ہیں اور ان کی شرائط کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور وہ شخص جو راستہ اپنانے ہی میں غلطی کر بیٹھے وہ بھٹک جاتا ہے اور مقصود خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اسی بارے کچھ بیان کریں، تو اس جگہ ہم مختصر اور ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت:

علم کی عظمت اور اس کا شرف کسی پر بھی مخفی نہیں کیونکہ علم ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور علم کے علاوہ دوسری خصلتیں مثلاً جرأت، شجاعت، سخاوت، قوت اور شفقت وغیرہا انسان وحیوان دونوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ علم ہی وہ صفت ہے کہ جس کے سبب سے اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر فضیلت بخشی اور ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔ (یاد رہے کہ اب کسی کو سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں، صفدر منیر غفرلہ،،)

علم کو اس وجہ سے شرافت وعظمت حاصل ہے کہ علم تقوی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور تقوی کی وجہ سے بندہ اللہ عزوجل کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اس حقیقت کو کسی نے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے ان اشعار میں بیان کیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَھْلِہٖ
وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِکُلِّ الْمَحَامِدِ

ترجمہ: علم حاصل کرو کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہے، اور علم اس کیلئے فضیلت اور اس بات پر دلیل ہے کہ اہل علم خصال محمودہ کا مالک ہوتا ہے۔

وَکُنْ مُسْتَفِیْداً کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً
مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

ترجمہ: ہر روز علم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو اور فضل وکمال کے سمندروں میں تیرتے رہو۔

تَفَقَّہْ فَاِنَّ الْفِقْہَ اَفْضَلُ قَائِدٍ
اِلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِدٍ

ترجمہ: اور فقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ ہی نیکی اور تقوی کی راہ دکھانے والا سب سے بہترین رہنما ہے، اور فقہ ہی سب سے بڑا عادل ہے۔

ھُوَ الْعَلَمُ الْھَادِیْ اِلٰی سَنَنِ الْھُدٰی
ھُوَ الْحِصْنُ یُنْجِیْ مِنْ جَمِیْعِ الشَّدَائِدِ

ترجمہ: یہی وہ علم ہے کہ جو رشد وہدایت کی راہ دکھاتا ہے، یہ وہ قلعہ ہے جو تمام مصائب سے نجات دیتا ہے۔

فَاِنَّ فَقِیْھًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا
اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

ترجمہ: بے شک ایک پرہیزگار فقیہ، شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

علم جس طرح تقوی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اسی طرح باقی اچھے برے اوصاف مثلاً سخاوت، بخل، بزدلی، بہادری، تکبر، عاجزی، عفت، کنجوسی اور اسراف وغیرہا کی پہچان اور ان میں تمیز کرنے کا ذریعہ بھی علم ہی ہے۔ مذکورہ برے اوصاف میں سے تکبر، بخل، بزدلی اور اسراف حرام وممنوع ہیں لہٰذا ان اشیاء کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی پر ہی ان اشیاء سے بچا جاسکتا ہے۔ پس ہر انسان پر ان اشیاء کے متعلق علم حاصل کرنا فرض ہے۔

دورانِ تعلیم نیت کا بیان

تحصیلِ علم کے دور میں طالبِ علم کا حصول علم سے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہونا چاہیے اس لیے کہ نیت تمام احوال کی اصل ہے کیونکہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی......... الخ، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۵)

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(اس حدیث کی شرح بہت اچھے انداز میں اسی کتاب میں کی گئی ہے،صفدر منیر غفرلہ،،)

لہٰذا طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ تحصیل علم سے رضاء الٰہی عزوجل، آخرت کی کامیابی، اپنے آپ اور تمام جاہلوں سے جہل کو دور کرنے، دین کو زندہ رکھنے اور اسلام کو باقی رکھنے کی نیت کرے کیونکہ اسلام کی بقا صرف علم ہی کے ساتھ ممکن ہے، اورزہد وتقویٰ کو بھی جہالت کی حالت میں اختیار نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ علم کو دنیاوی عزت ومنصب کیلئے حاصل نہیں کرنا چاہیے مگر جب دنیاوی منصب کو اس لیے طلب کیا کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر "نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا" آسانی سے کرسکے اور حق کو نافذ کرسکے، نیز دین کی سربلندی کرسکے اور بلند منصب کی طلب میں خواہش نفس شامل نہ ہو تو پھر اس قدر منصب وجاہ حاصل کرنا جائز ہے کہ جس کے ساتھ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کیا جاسکے۔

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کے بارے میں سوچ بچار کرتا رہے اور اس میں غفلت نہ کرے کہ ایک طالب علم، علم کو بہت محنت ومشقت کرنے کے بعد حاصل کر پاتا ہے لہٰذا اس علم کو فانی، قلیل اور حقیر دنیا کے حصول کے لیے ہرگز خرچ نہیں کرنا چاہیے۔

تقویٰ و پرہیزگاری:

تواضع کے بارے میں شیخ امام رکن الاسلام عرف ادیب مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اپنے یہ اشعار سنائے:

اِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِیْ   وَبِهِ التَّقِیُّ اِلَی الْمَعَالِیْ یَرْتَقِیْ

ترجمہ: تواضع متقی وپرہیزگار لوگوں کی ایک صفت ہے، اسی کے ذریعے نیک لوگ سربلند ہوتے ہیں۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ هُوَجَاهِلٌ   فِیْ حَالِهٖ هُوَ السَّعِیْدُ اَمِ الشَّقِیْ

ترجمہ: عجیب ترین ہے وہ شخص جو تکبر کرنے کے باعث اپنے آپ کو نہیں پہچانتا، آیا کہ وہ خوش بخت ہے یا کہ بدبخت۔

اَمْ كَيْفَ يُخْتَمُ عُمْرُهٗ اَوْرُوْحُهٗ   يَوْمَ النَّوٰی مُتَسَفِّلٌ اَوْ مُرْتَقِیْ

ترجمہ: اور اس بات کو بھی نہیں جانتا کہ اس کی عمر وروح کا اختتام کس حالت میں ہوگا، اور یوم وصال وہ علیین میں ہوگا یا کہ سافلین میں سے۔

وَالْكِبْرِيَاءُ لِرَبِّنَا صِفَةٌ بِهٖ   مَخْصُوْصَةٌ فَتَجَنَّبَنْهَا وَاتَّقِیْ

Marfat.com

ترجمہ: کبریائی تو اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اس کے ساتھ مخصوص ہے، پس اے بندۂ خدا! تو اس چیز سے بچ اور تقوی اختیار کر۔

درس گاہ کا انتخاب:

اس زمانے میں بے شمار فتنوں کی برسات ہے، اور کثیر مدارس ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات رکھنے والے غیرت مند مہتمم حضرات کے اداروں میں ہی دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایسے لوگ ہی دین اسلام میں صحیح راہنمائی فرماتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر اپنی جان قربان کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

انتخاب علم:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ محض اختلافی مسائل ہی کے سیکھنے پر توجہ نہ دے جو کہ اکابر علماء کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہوئے کہ یہ چیز اسے فقہ سے بہت دور کر دے گی اور اسکی ساری عمر ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ دلوں میں وحشت اور عداوت کو پیدا کرے گی جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور اس کے سبب علم و فقہ اٹھ جائے گا۔

انتخاب اُستاذ

طالب علم کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اپنا استاد بنائے جو سب سے زیادہ پرہیز گار اور عمر دراز ہو جیسا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ کو خوب غور و فکر کے بعد اپنا استاد منتخب کیا تھا۔ آپ کا اپنے استاد کے بارے میں فرمان ہے کہ:

"ثَبَتُّ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سُلَیْمَانَ فَنَمَیْتُ"

میں اپنے استاد حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مستقل مزاجی سے پڑھتا رہا اسی وجہ سے میرا علمی مقام نشوونما پاتا رہا۔

علم میں ثابت قدمی:

اے عزیز طالب علم! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ثابت قدمی تمام کاموں کی اصل ہے لیکن یہ بہت مشکل عمل ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

لِکُلٍّ اِلَی شَأْوِ الْعُلَا حَرَکَاتٌ وَلٰکِنْ عَزِیْزٌ فِی الرِّجَالِ ثَبَاتٌ

ترجمہ: بلندیوں تک پہنچنے کی خواہش میں تو ہر انسان حرکت کر سکتا ہے لیکن لوگوں کیلئے ثابت قدمی بہت مشکل چیز ہے۔

کسی نے کہا کہ ایک گھڑی صبر کر لینا سب سے بڑی بہادری ہے، لہٰذا ایک طالب علم کے لے ضروری ہے کہ وہ صبر

Marfat.com

واستقلال کے ساتھ ایک استاد کے پاس پڑھتا رہے، اور اپنی کتابوں کو ثابت قدمی سے پڑھے۔ کسی بھی کتاب کو ادھورا نہ چھوڑے اور جس فن کو بھی اختیار کرے اس میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور کسی دوسرے فن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ پہلے فن میں پختگی پیدا نہ ہو جائے اور جب طالب علم تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں مقیم ہو تو اسے چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت کے شہر سے باہر نہ جائے کیونکہ یہ تمام چیزیں تحصیل علم میں خلل پیدا کرتی ہیں اور طالب علم

کے دل کو نہ صرف غیر ضروری چیزوں میں مشغول کر دیں گی بلکہ اوقات کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ استاد کی اذیت کا سبب بھی بنیں گی، لہٰذا ایک طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی چاہتوں پر عمل پیرا ہونے کے بجائے ان پر صبر کرے۔

اسی طرح ایک طالب علم کو راہ علم دین میں آنے والی آزمائشوں اور آفات پر بھی صبر کرنا چاہیے کسی نے کہا ہے کہ:

خَزَائِنُ الْمِنَنِ عَلَی قَنَاطِرِ الْمِحَنِ

بخشش اور احسانوں کے خزانے آزمائشوں کے پل سے گزر کر ہی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا کہ:

اَلَا لَاتَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ سَاُنْبِیْكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَیَانٍ

ترجمہ: جان لو تم علم حاصل نہیں کر سکتے مگر چھ چیزوں کے ساتھ، میں تمہیں ان تمام کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں۔

ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ وَ اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَطُوْلُ زَمَانٍ

ترجمہ: وہ چھ چیزیں یہ ہیں: ذکاوت، حرص علم، صبر، بقدر کفایت مال، استاد کی راہنمائی اور ایک طویل زمانہ۔

ہم مکتب نیک سیرت ساتھی کا انتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا رفیق بنائے جو سخت محنتی، پرہیزگار، اور مستقیم الطبع ہو اور کاہل اور بے کار سے دور بھاگے اور زیادہ بولنے والے فسادی اور فتنہ پرور سے دور رہے۔ ایک شاعر نے کہا:

عَنِ الْمَرْءِ لَاتَسْئَلْ وَاَبْصِرْ قَرِیْنَهٗ فَكُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمَقَارِنِ یَقْتَدِی

ترجمہ: جب تو کسی کے احوال جاننا چاہتا ہے تو لوگوں سے اس کے احوال پوچھنے کے بجائے اس کے دوست کے احوال پر نظر رکھ کیونکہ ہر شخص اپنے رفیق کا پیروکار ہوتا ہے۔

فَاِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَةً وَاِنْ كَانَ ذَاخَیْرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِی

ترجمہ: پس اگر وہ برا ہو تو فوراً اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو، اور اگر وہ اچھا ہو تو اسے رفیق بنالو تاکہ تمہیں اس سے رہنمائی ملے۔

عَدْوَی الْبَلِیْدِ اِلَی الْجَلِیْدِ سَرِیْعَةٌ كَالْجَمْرِ یُوْضَعُ فِی الرَّمَادِ فَیَخْمُدُ

ترجمہ: کند ذہن کی غلط عادتیں ایک ذہین وفطین کی ذکاوت پر بہت جلدی اثر انداز ہوتی ہیں بالکل یونہی جیسے اگر انگارے کو راکھ میں رکھ دیا جائے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

علم اور اہل علم کے ادب کا بیان:

اے عزیز طالب علم! ایک طالب علم اس وقت تک علم حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ علم، اہل علم اور اپنے استاد کی تعظیم وتوقیر نہ کرتا ہو۔ کسی نے کہا ہے کہ:

"مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّا بِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ"

جس نے جو کچھ پایا ادب واحترام کرنے کے سبب ہی سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔

استاذ کا ادب:

اے عزیز طالب علم! استاذ کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَنَا عَبْدُمَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا وَاحِدًا اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ اسْتَرَقَّ"

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے اب وہ مجھے فروخت کردے، چاہے تو آزاد کردے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔

اساتذہ کو تحائف دینا:

لَقَدْ حَقَّ اَنْ یُّهْدٰی اِلَیْهِ كَرَامَةً لِتَعْلِیْمِ حَرْفٍ وَاحِدٍ اَلْفُ دِرْهَمٍ

ترجمہ: حق تو یہ ہے کہ استاد کی طرف ایک حرف سکھانے پر تعظیماً ایک ہزار درہم کا تحفہ بھیجا جائے۔

اپنی اولاد کو عالم بنانے انمول نسخہ:

ہمارے استاد شیخ سدید الدین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہاء کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت وتکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پس اگر اس کا بیٹا عالم نہ ہوا تو اس کا پوتا ضرور عالم ہوگا۔ استاد کی عزت وتکریم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ کبھی استاد کے آگے نہ چلے، نہ استاد کی جگہ پر بیٹھے، بغیر اجازت کلام میں ابتداء نہ کرے اور نہ ہی بغیر اجازت استاد کے سامنے زیادہ کلام کرے، جب وہ پریشان ہوں تو کوئی سوال نہ کرے بلکہ وقت کا لحاظ رکھے اور نہ ہی استاد کے دروازے کو کھٹکھٹائے بلکہ طالب علم کو چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور استاد کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

اساتذہ کی خدمت کی وجہ سے امام رازی علیہ الرحمۃ کو یہ مقام ملا:

امام فخر الدین ارسابندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مَرْو شہر میں رئیس الائمہ کے مقام پر فائز تھے اور سلطان وقت آپ کا بے

Marfat.com

حد ادب واحترام کیا کرتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ منصب اپنے استاد کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے کہ میں اپنے استاد کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کا تین سال تک کھانا پکایا اور استاد کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی اس میں سے کچھ نہ کھایا۔

اساتذہ کی تعظیم نہ کرنے کا وبال:

ایک مرتبہ شیخ شمس الآئمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بخارا سے نکل کر ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس عرصے میں ان کے شاگرد ملاقات اور زیارت کیلئے حاضر ہوتے رہتے مگر ان کے ایک شاگرد شیخ شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملاقات کیلئے حاضر نہ ہو سکے پھر جب ایک مرتبہ شیخ شمس الآئمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ وہ ملاقات کیلئے کیوں نہیں آئے تو شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ عالیجاہ! میں دراصل اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لیے حاضر نہ ہو سکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں عمر درازی تو حاصل ہوگی مگر رونق درس نہ پاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ شیخ شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اکثر وقت دیہاتوں میں گزرا اور یہ کہیں بھی درس وتدریس کا انتظام نہ کر سکے، کیونکہ جو شخص اپنے استاد کیلئے اذیت وتکلیف کا باعث بنے گا، وہ علم کی برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے، اور وہ شخص علم سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِیْبَ کِلَاهُمَا   لَایَنْصِحَانِ اِذَا هُمَا لَمْ یُکْرَمَا

ترجمہ: استاد ہو یا طبیب دونوں ہی اس وقت تک نصیحت نہیں کرتے جب تک ان کی عزت وتکریم نہ کی جائے۔

فَاصْبِرْ لِدَائِكَ اِنْ جَفَوْتَ طَبِیْبَهُ   وَاقْنَعْ بِجَهْلِكَ اِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

ترجمہ: اگر تو طبیب سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی بیماری پر صبر کرنے کیلئے تیار ہو جا، اور اگر تو اپنے استاد سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی جہالت پر قناعت کر۔

اساتذہ کا بچوں کو سزا دینے کا جواز اور اسکی مقدار:

مسئلہ ۸۰۳: مسئولہ مولوی خلیل احمد خاں پشاوری ۱۹ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ۔

چہ می فرمایند علمائے دین ایں مسئلہ کہ معلم کودکاں رازدن علی الاطلاق مباح ست یا اجرت وغیر اجرت شرط ست۔ بینوا توجروا۔

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ استاد اپنے شاگرد بچوں کو بغیر کسی قید وشرط کے بدنی سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا بچوں کو اجرت لے کر پڑھانے یا بلا اجرت پڑھانے والے کے لئے الگ الگ ضابطہ ہے۔ بیان فرمایئے اجرت پایئے۔

Marfat.com

الجواب: زدن معلم کودکاں را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح ونصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت رواست امابایدکہ بدست زنند نہ بچوب و در کرتے برسہ بار نیفزایند فی ردالمحتار، **لایجوز ضرب ولد الحر بامر ابیہ اما المعلم فلہ ضربہ لمصلحۃ التعلیم وقیدہ الطرسوسی بان یکون بغیر آلۃ جارحۃ وبان لایزید علی ثلث ضربات، وردہ الناظم بانہ لاوجہ لہ ویحتاج الی نقل و اقرہ الشارح قال الشرنبلالی والنقل فی کتاب الصلٰوۃ یضرب الصغیر بالید لابالخشبۃ ولایزید علی ثلث ضربات، بتلخیص۔**

ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلاتفریق اجرت وعدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے، چنانچہ فتاوٰی شامی میں ہے کہ کسی آزاد بچے کو اس کے والد کے حکم سے مارنا جائز نہیں لیکن استاد تعلیمی مصلحت کے تحت پٹائی کرسکتا ہے۔ امام طرسوسی نے یہ قید لگائی ہے کہ مار پیٹ زخمی کردینے والی نہ ہو اور تین ضربوں سے زائد بھی نہ ہو، لیکن ناظم نے اس قید کو رَد کردیا کہ اس کی کوئی وجہ نہیں لہٰذا نقل کی ضرورت ہے اور شارح نے اس کو برقرار رکھا۔ علامہ شرنبلالی نے فرمایا نقل کتاب الصلٰوۃ میں ہے کہ چھوٹے بچے کو ہاتھ سے سزا دی جائے نہ کہ لاٹھی سے اور تین ضربوں سے تجاوز بھی نہ ہونے پائے، تلخیص۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۷۶)

درجامع الصغار استروشنی است، **ذکر والدی رحمہ اللہ تعالٰی من صلٰوۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلٰوۃ بالید لابالخشب ولایجاوز الثلث وکذا المعلم لیس لہ ان یجاوز الثلث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمرداس المعلم ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔**

جامع صغار استروشنی میں ہے: میرے والد رحمہ اللہ تعالٰی نے بحث صلٰوۃ ملتقط میں ذکر فرمایا کہ جب بچے کی عمر دس سال ہوجائے تو نمازی بنانے کے لئے اسے ہاتھ سے سزا دی جائے لاٹھی سے نہیں اور تین مرتبہ سے تجاوز بھی نہ کیا جائے۔ یونہی استاد کے لئے روا نہیں کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استاذ کی بچوں کو مارنے کے بارے میں فرمایا: تین مرتبہ سے زائد ضربیں لگانے سے پرہیز کرو کیونکہ اگر تم تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالٰی قیامت کے دن تم سے بدلہ لے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(احکام الصغار، مسائل الصلٰوۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۶۱ بحوالہ فتاوٰی رضویہ جلد ۲۳، رضا فائونڈیشن، ص ۶۵۷)

تعظیم کتب کا بیان:

تعظیم علم میں کتاب کی تعظیم کرنا بھی شامل ہے لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ کبھی بھی بغیر طہارت کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے۔

Marfat.com

شیخ شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم وتکریم کرنے کے سبب حاصل کیا، وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ شیخ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا پیٹ خراب ہوگیا، آپ کی عادت تھی کہ آپ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے، پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو سترہ بار وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔

بزرگان دین کو وضو سے اس وجہ سے محبت تھی کہ علم نور ہے اور وضو بھی نور ہے، پس وضو کرنے سے علم کی نورانیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

طالب علم کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کتابوں کی طرف پاؤں نہ کرے، کتب تفاسیر کو تعظیماً تمام کتب کے اوپر رکھے اور کتاب کے اوپر کوئی دوسری چیز ہرگز نہ رکھی جائے۔

ہمارے استاد محترم شیخ امام برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشائخ میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات کو کتاب کے اوپر ہی رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: "برنیابی" یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

ہمارے استاد محترم امام اجل فخر الاسلام عرف قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کتابوں پر دوات وغیرہ رکھتے وقت اگر تحقیر علم کی نیت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔

فقہ کی کتاب کی صرف زیارت رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے:

کسی نے مجتہد بوبکر رحمۃ اللہ علیہ ست چوچھا کہ فقیہ کو قرأت قرآن بہتر ہے یا درس فقہ؟ فرمایا ابو مطیع سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں کو کو بغیر قصد سیکھنے کے صرف دیکھنا شب بیداری سے بہتر ہے۔

(المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان والکراھیۃ، الفصل الثانی والثلاثون فی المتفرقات)

خوش خط لکھنے کا فائدہ اور اور باریک لکھنے کا نقصان:

طالب علم کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی لکھائی کو عمدہ اور خوش خط بنائے بالکل باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے نہ لکھے اور بلاضرورت حاشیہ کی جگہ ترک نہ کرے۔

ایک مرتبہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بہت باریک باریک کر کے لکھ رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا "اپنے خط کو اس قدر بے ڈھنگا بنا کر کیوں لکھ رہے ہو کہ اگر تم زندہ رہے تو اس لکھائی کی وجہ سے ندامت اٹھاؤ گے اور اگر مر گئے تو تمہارے بعد تمہیں برا بھلا کہا جائے گا اور جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے اور تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تو تم خود اپنے اس فعل پر نادم وشرمندہ ہو گے۔

Marfat.com

سرخ روشنائی استعمال کرنا:

مناسب یہ ہے کہ کتاب وغیرہ کا سائز مربع ہو کیونکہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ سائز ہے کہ اس کتاب کے اٹھانے، رکھنے اور مطالعہ کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ نیز ایک طالب علم کو سرخ سیاہی کا استعمال بھی نہیں کرنا چاہیے کہ سرخ سیاہی استعمال کرنا بزرگان دین کا نہیں بلکہ فلاسفہ کا طریقہ کار ہے اور ہمارے مشائخ میں سے بعض تو سرخ سیاہی کے استعمال کو مکروہ جانتے تھے۔

ہم مکتب ساتھی کی تعظیم:

شرکاء درس کی تعظیم و تکریم بھی تعظیم علم ہی کا حصہ ہے۔ یاد رہے کہ چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم کام ہے مگر علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد اور ہم مکتب طالب علم کی خوشامد کرے تاکہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جاسکے۔

اپنی ذات اور اپنے تمام امور کو اساتذہ کے سپرد کرنا:

ہمارے استاد محترم شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے کے طالب علم اپنے تعلیمی امور کو اپنے اساتذہ کے سپرد کردیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اپنی مراد کو بھی پہنچ جاتے تھے اور اپنے مقاصد بھی حاصل کرلیا کرتے تھے لیکن آجکل کے طلبہ استاد کی راہنمائی کے بغیر مراد کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ایسے طالب علم نہ تو اپنے مقصود تک پہنچتے ہیں اور نہ ہی انہیں علم و فقہ سے کوئی آگاہی ہوتی ہے۔

طالب علم اور استاذ کا دوران تعلیم بیٹھنے کا فاصلہ:

ایک طالب علم کو چاہیے کہ دوران سبق بلا ضرورت استاد کے بالکل قریب نہ بیٹھے بلکہ استاد اور طالب علم کے درمیان کم از کم ایک کمان کا فاصلہ ہونا چاہیے کہ اس طرح بیٹھنے میں ادب کا پہلو غالب رہتا ہے۔

متکبر علم سے محروم رہتا ہے:

ایک طالب علم کو اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اخلاق ذمیمہ کی مثال معنوی طور پر کتے کی طرح ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ اَوْ صُوْرَةٌ"۔ (صحیح مسلم، باب تحریم التصویر، الحدیث ۲۱۰۶، ص ۱۱۶۵)

ترجمہ: رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جہاں کتا یا تصویر ہو۔

لہٰذا اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا ضروری ہے کہ انسان علم کو فرشتے ہی کے ذریعے سیکھتا ہے۔ برے اخلاق کو جاننے کے لیے "کتاب الاخلاق" کا مطالعہ کیا جائے کہ اس مختصری کتاب میں اخلاق ذمیمہ کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی، لہٰذا ایک

Marfat.com

طالب علم کو خصوصاً تکبر سے ضرور بچنا چاہیے کہ تکبر کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

محنت، اور قوت ارادہ:

ایک طالب کیلئے سخت محنت کرنا، اوراس پر پابندی کرنا اور ثابت قدمی رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ جل جلالہ نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے:

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (پ21،العنکبوت:96)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

ایک جگہ فرمایا:

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۔(پ ١٦،مریم:٢١)

ترجمۂ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔(یعنی خوب یاد کرلو)

مشہور مقولہ ہے کہ:

"مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَ وَلَجَّ وَلَجَ" جو کسی چیز کی طلب میں محنت وکوشش کرتا رہا وہ اسے ایک دن ضرور پالے گا اور جو کسی دروازے کو کھٹکھٹائے اور مسلسل کھٹکھٹاتا ہی چلا جائے تو ایک دن وہ اس کے اندر ضرور داخل ہوجائے گا۔

اسی طرح ایک اور دانا کا قول ہے:

"بِقَدْرِ مَا تَتَمَنّٰى تَنَالُ مَا تَتَمَنّٰى" تو جتنا کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اتنا ضرور حاصل کریگا۔

کسی نے کیا خوب کہا:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْسَبُ الْمَعَالِي — وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّيَالِي

ترجمہ: تم اپنی محنت ولگن کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلاً — يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي

ترجمہ: تو عزت کا طلبگار ہے اور پھر رات کو سو بھی جاتا ہے، ارے غافل موتی حاصل کرنے کیلئے پہلے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔

مطالعہ کا وقت:

اے عزیز طالب علم! علم کیلئے رات کے اول حصے اور آخری حصے میں مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت اور سحری کا وقت دونوں بہت ہی مبارک اوقات ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے:

Marfat.com

یَاطَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا وَجَنِّبِ النَّوْمَ وَاتْرُكِ الشِّبَعَا

ترجمہ: اے طالب علم! تقویٰ اور پرہیزگاری کو لازم پکڑ، نیند سے کنارہ کر اور شکم سیر ہونا چھوڑ دے۔

طالب علم کو چاہیے کہ اپنے آپ کو زیادہ محنت ومشقت میں بھی نہ ڈالے اور اپنی جان پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالے کہ بندہ عمل کرنے سے لاچار ہو جائے بلکہ اس معاملہ میں نرمی سے کام لے کہ نرمی تمام اشیاء کی اصل ہے۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَفْسُكَ مَطِيَّتُكَ فَارْفُقْ بِهَا ۔ ترجمہ: تیرا نفس تیری سواری ہے پس اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر نہ کرنے سے سستی وکاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ محنت وکوشش اور مواظبت کے ساتھ ساتھ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر کرتا رہے کہ معلومات کا باقی رہنا ہی علم کی بقاء ہے۔

اے عزیز طالب علم! مال تو فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالُ

ترجمہ: ہم اللہ جل جلالہ کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور دشمنوں کے حصہ میں مال۔

فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ وَاِنَّ الْعِلْمَ يَبْقٰى لَايَزَالُ

ترجمہ: کیونکہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا، جبکہ علم ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

کسی نے کیا خوب کہا کہ؛

جہلا مرنے سے پہلے بھی گویا مردے ہیں جبکہ علماء اگرچہ دنیا سے تشریف لے جائیں وہ ذکر خیر کے سبب زندہ رہتے ہیں۔

بلغم کم کرنے کے اسباب:

(۱) فاضل رطوبتیں اور بلغم انسان کے اندر سستی پیدا کرتی ہیں اور تقلیل طعام بلغم کو کم کرنے کا مجرب نسخہ ہے، ایک قول کے مطابق ستر انبیاء کرام علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ کثرت نسیان، کثرت بلغم سے پیدا ہوتا ہے اور کثرت بلغم زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور پانی کے بکثرت پیے جانے کی وجہ کثرت طعام ہے۔

(۲) سوکھی روٹی کھانے سے بھی بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۳) نہار منہ کشمش کھانا بھی بلغم کو کم کرنے کے لیے مفید چیز ہے۔

(۴) مسواک کرنا بھی بلغم کو دور کرتا ہے، حافظہ اور فصاحت کو بڑھاتا ہے۔ کیونکہ مسواک کرنا بہت ہی پیاری سنت

Marfat.com

ہے اور اس سے نماز و تلاوت قرآن کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔
(۵) قے بھی فاضل رطوبات اور بلغم میں کمی کا باعث بنتی ہے۔
جو شخص کم کھانے کی عادت بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کم کھانے کے فوائد اپنے سامنے رکھے۔ صحت مند رہنا، عفت سے متصف ہونا، ایثار کے مواقعوں کا میسر آنا، کم کھانے کے فوائد میں سے چند ایک ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ الاٰکُوْلُ وَالْبَخِیْلُ وَالْمُتَکَبِّرُ"
تین افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ مزید گناہوں کا ارتکاب نہ بھی کریں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں فرماتا:
(۱) زیادہ کھانے والا (۲) بخیل (۳) متکبر۔
بندے کو کم کھانے کے فوائد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ کھانے کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ ان نقصانات میں مختلف امراض کا سامنا اور طبیعت کا بوجھل پن قابل ذکر ہیں۔ کہا جاتا ہے: اَلْبِطْنَةُ تُذْھِبُ الْفِطْنَةَ"
پیٹ بھر کر کھانا حاضر دماغی کو کم کر دیتا ہے۔

سبق شروع کرنے کا مبارک دن:

استاد شیخ الاسلام برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبق بدھ ہی کے روز شروع فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر ایک حدیث روایت کر کے اس پر استدلال فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَامِنْ شَیْءٍ بُدِیَءَ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اِلَّا وَقَدْتَمَّ ۔(کشف الخفاء، الحدیث ۲۱۸۹، ج ۲، ص ۱۶۳)
ترجمہ: کوئی ایسا عمل نہیں جس کی ابتداء بدھ سے ہوئی ہو اور وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا ہو۔

سبق کتنا ہو اور تکرار کتنا ہو:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شیخ قاضی عمر بن الامام ابی بکر زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی طلبہ کے لیے سبق کی مقدار اتنی ہو کہ جس کو با آسانی دو مرتبہ اعادہ کرنے سے یاد کر سکیں۔
اسی طرح درجہ بدرجہ ہر روز ایک کلمہ کا اضافہ کرتا رہے یہاں تک کہ اگر سبق طویل اور زیادہ ہو جائے تو دو مرتبہ اعادہ سے یاد ہو سکے۔ بہر حال سبق آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ بڑھاتا چلا جائے، بصورت دیگر اگر ابتداء ہی میں سبق زیادہ کر لیا اور اسے سمجھانے کے لیے اس سبق کو دس مرتبہ دہرانا پڑا تو پھر آخر تک وہ اس کا عادی ہو جائے گا اور یہ عادت پھر آسانی سے نہیں چھوٹے گی۔
کہا جاتا ہے کہ:

Marfat.com

"اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَالتَّکْرَارُ اَلْفٌ" یعنی سبق ایک حرف ہو اور تکرار ایک ہزار بار ہونی چاہیے۔

مناظرہ اور مطارحہ تکرار سے زیادہ فائدہ مند ہے:

مناظرہ اور مطارحہ صرف تکرار کرنے کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں تکرار کے ساتھ ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے: مُطَارَحَةُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ تَکْرَارِ شَهْرٍ"

ترجمہ: ایک گھڑی علمی مقابلہ کرنا ایک ماہ کی تکرار سے بہتر ہے۔

لیکن یہ اس وقت ہے جب مناظرہ کسی منصف اور سلیم الطبع آدمی کے ساتھ ہو اور خبردار کسی ذلت پسند اور غیر مستقیم الطبع شخص کے ساتھ مناظرہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت اثر کو قبول کرتی ہے اور خصلتیں متعدی ہوتی ہیں اور صحبت ایک دن ضرور رنگ لے آتی ہے۔

تحصیل علم کے موزوں اوقات کا بیان

کہا جاتا ہے کہ :وَقْتُ التَّعَلُّمِ مِنَ الْمَهْدِاِلَی اللَّحْدِ"

ترجمہ: علم سیکھنے کی مدت تو مہد (جھولے) سے لیکر لحد تک ہے۔

تحصیل علم کیلئے بہترین وقت ابتدائی جوانی، وقت سحر اور مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت ہے۔ لیکن یہ بات تو افضلیت کی تھی مگر ایک طالب کو تو ہر وقت تحصیل علم میں مستغرق رہنا چاہیے۔ اگر ایک چیز سے اکتا جائے تو دوسری چیز کی تحصیل میں مشغول ہو جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جب علم الکلام پڑھتے پڑھتے اکتا جاتے تو شعراء کے دیوان منگوا کر ان کو پڑھنے لگ جاتے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے اور آپ کے پاس مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ جب ایک فن سے اکتا جاتے تو دوسرے فن کے مطالعہ میں لگ جاتے تھے۔

ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے، جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹے دے کر نیند کو دور کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نیند گرمی سے ہے لہٰذا ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔

دوران تعلیم پرہیز گاری کا بیان:

بعض بزرگ رحمۃ اللہ علیہم اس موضوع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ یَتَوَرَّعْ فِی تَعَلُّمِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ اِمَّا اَنْ یُمِیْتَهُ فِیْ شَبَابِهٖ اَوْ یُوْقِعَهُ فِی

Marfat.com

الرَّسَاتِیقِ اَوْ یَبْتَلِیَه، بِخِدْمَةِ السُّلْطَانِ ۔

ترجمہ: جو طالب علمی کے زمانے میں پرہیزگاری اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک میں مبتلا فرمادیتا ہے یا تو اسے جوانی میں موت دیتا ہے یا پھر وہ باوجود عالم ہونے کے قریہ بہ قریہ مارا مارا پھرتا ہے یا پھر وہ ساری عمر حکمرانوں کی غلامی کرتا رہتا ہے۔

الغرض طالب علم جتنا زیادہ پرہیزگار ہوتا ہے اس کا علم بھی اسی قدر نفع بخش ہوتا ہے اور اسی قدر اس کیلئے علم کا حصول آسان ہوجاتا ہے اور اس علم کے ثمرات وفوائد بھی خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک طالب علم کے لیے سب سے بڑی پرہیزگاری کی بات تو یہ ہے کہ اسے کثرت طعام، کثرتِ منام اور کثرتِ کلام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ نیز ایک طالب علم کو اگر ممکن ہو تو غیر مفید اور بازاری کھانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ بازاری کھانا انسان کو خیانت وگندگی کے قریب اور اللہ عزوجل کے ذکر سے دور کردیتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار کے کھانوں پر غربا اور فقراء کی نظریں بھی پڑتیں ہیں اور وہ اپنی غربت وافلاس کی بناء پر جب اس کھانے کو نہیں خرید سکتے تو وہ دل آزردہ ہوجاتے ہیں اور یوں اس کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

قوت حافظہ کو بڑھانے والی اشیاء کا بیان:

محنت وپابندی، کم کھانا، نماز تہجد ادا کرنا اور تلاوت قرآن پاک کرنا، حافظہ مضبوط کرنے کے اسباب میں سرفہرست ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ کوئی اور چیز قوت حافظہ کو تیز نہیں کرتی، ویسے بھی قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک رفیق کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تم نے سب سے زیادہ نفع بخش کس چیز کو پایا تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔

طالب علم کو چاہیے کہ جب کتاب اٹھائے تو یہ وظیفہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْعَزِيْزِ عَدَدَ كُلِّ حَرْفٍ كُتِبَ وَيُكْتَبُ اَبَدَالْآبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ"

ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْحَقِّ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه وَكَفَرْتُ بِمَا سِوَاه، ۔

طالب علم کو چاہیے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرے کہ بے شک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔

اسی طرح مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند بمع شکر استعمال کرنا، نہار منہ 21 دانے کشمش کھانا بھی حافظے کو قوی

Marfat.com

کرتا ہے اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کو کھانا بھی قوت حافظہ کو قوی کرتا ہے جو کہ بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتیں ہیں۔

وہ چیزیں جو نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں کثرت سے گناہ کرنا، دنیاوی امور میں ہر وقت مغموم و متفکر رہنا، غیر ضروری چیزوں میں مشغولیت رکھنا، دنیا سے محبت رکھنا، بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علم کو بھول جانے کے چند اسباب:

تر دھنیا کھانا، کھٹے سیب کھانا، پھانسی چڑھے کی طرف دیکھنا، قبر کی تختیاں پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوؤں کو یونہی زمین پر چھوڑ دینا، گدی پر پچھنے لگوانا، یہ تمام باتیں نسیان کو پیدا کرتی ہیں۔

رزق میں کمی کرنے والے اسباب:

ننگے سونا، بے حیائی سے پیشاب کرنا، پہلو کے بل ٹیک لگا کر کھانا، دستر خوان پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اٹھانے میں سستی کرنا، پیاز اور لہسن کے چھلکے جلانا، گھر میں رومال سے جھاڑو دینا، رات کو جھاڑو دینا، کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا، مشائخ کے آگے چلنا، ماں باپ کو انکے نام سے پکارنا، کسی بھی گری پڑی چیز سے دانتوں کا خلال کرنا، ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا، چوکھٹ پر بیٹھنا، دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا، بیت الخلا میں وضو کرنا، بدن ہی پر کپڑے وغیرہ سی لینا، چہرے کو لباس ہی سے خشک کر لینا، گھر میں مکڑی کے جالوں کو لگا رہنے دینا، نماز میں سستی کرنا، نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے بازار جانا، دیر گئے بازار سے آنا، فقیروں کی مانگی ہوئی روٹیاں خریدنا، اپنی اولاد کے لیے بددعا کرنا، کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا، چراغ کو پھونک مار کر بجھا دینا، یہ تمام چیزیں فقر و محتاجی پیدا کرتی ہیں، نیز یہ ساری باتیں مختلف احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اسی طرح چند امور اور بھی ہیں جو فقر و محتاجی کا سبب بنتے ہیں، جیسے ٹوٹے ہوئے قلم کو پھر دوبارہ باندھ کر لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے کا استعمال کرنا، والدین کے لیے دعائے خیر کو چھوڑ دینا، عمامہ بیٹھ کر باندھنا، شلوار کو کھڑے ہو کر پہننا، بخل کرنا، کنجوسی کرنا، سستی و کاہلی کرنا، نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا۔

رزق میں اضافہ کرنے والے اسباب:

علی الصبح بیدار ہونا نعمتوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، خصوصاً اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح خوشخطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے اور خندہ پیشانی و خوش کلامی بھی رزق کو بڑھاتی ہے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: گھر اور برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا موجب غناء ہے۔ نیز رزق کی وسعت کا قوی ترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز کو خشوع وخضوع، تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے اور تمام واجبات اور سنن و آداب کی پوری

Marfat.com

طرح رعایت کرتے ہوئے ادا کرے۔

حصول رزق کے لیے نماز چاشت پڑھنا بے حد مفید اور مجرب ہے۔اس طرح سورۃ الواقعہ کو خصوصاً رات میں پڑھنا نیز سورۃ الملک، سورۃ المزمل، سورۃ اللیل اور سورۂ الم نشرح کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخی رزق کا سبب ہے۔ اسی طرح مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا، ہمیشہ باوضو رہنا، سنت فجر اور وتر کو گھر پر ادا کرنا اور وتر کے بعد کوئی دنیاوی کلام نہ کرنا، عورتوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا، غیر مفید اور لغو کلام سے اجتناب کرنا، رزق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔

وہ وظائف جو رزق کو بڑھاتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ بھی ہیں

(۱) روزانہ صبح صادق کے وقت نماز فجر سے قبل یہ کلمات سو بار پڑھنا:

"سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ"

(۲) ہر روز صبح و شام سو سو مرتبہ یہ کلمات پڑھنا:

"لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ"

(۳) روزانہ نماز فجر کے بعد اور نماز مغرب کے بعد ان کلمات کو ۳۳،۳۳ مرتبہ پڑھنا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

اللہ پر توکل کا بیان:

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران توکل علی اللہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔اسے رزق کے معاملہ میں فکر و غم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن حسن زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَفَقَّہَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ھَمَّہٗ، وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ"

(تاریخ بغداد، محمد بن عمر بن الحسین بن الخطاب، ج ۳ ص ۲۴۲)

ترجمہ: جو اللہ عزوجل کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔

کسی نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کَیْفَ کُنْتَ فِی حَالِ النَّزْعِ آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت مُکاتَب غلام کے متعلق فکر و تحمل میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔

کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے

Marfat.com

اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کیلئے کوئی تیاری نہیں ہوسکی۔ بہر حال یہ تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عاجزی تھی (مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔)

(تلخیص تعلیم المتعلم طریق التعلم از امام برہان الدین ابراھیم زرجوجی علیہ الرحمۃ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قابل عمل باتوں پر عمل کی توفیق سے نوازے آمین بجاہ النبی الکریم الامین

تحریر:

علامہ صفدر منیر قادری

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُقَدَّمَةُ الْمُؤَلِّفِ الْإِمَامِ النَّوَوِىْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ، مُكَوِّرِ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ، تَذْكِرَةً لِّاُولِى الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ، وَتَبْصِرَةً لِّذَوِى الْاَلْبَابِ وَالْاِعْتِبَارِ، اَلَّذِىْ اَيْقَظَ مِنْ خَلْقِهٖ مَنِ اصْطَفَاهُ فَزَهَّدَهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدَّارِ، وَشَغَلَهُمْ بِمُرَاقَبَتِهٖ وَاِدَامَةِ الْاَفْكَارِ، وَمُلَازَمَةِ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِدِّكَارِ، وَوَفَّقَهُمْ لِلدَّأْبِ فِىْ طَاعَتِهٖ، وَالتَّاَهُّبِ لِدَارِ الْقَرَارِ، وَالْحَذَرِ مِمَّا يُسْخِطُهٗ وَيُوْجِبُ دَارَ الْبَوَارِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰى ذٰلِكَ مَعَ تَغَايُرِ الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ،

اَحْمَدُهٗ اَبْلَغَ حَمْدٍ وَّاَزْكَاهُ، وَاَشْمَلَهٗ وَاَنْمَاهُ،

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْبَرُّ الْكَرِيْمُ، اَلرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ، اَلْهَادِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، وَالدَّاعِىْ اِلٰى دِيْنٍ قَوِيْمٍ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ، وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ، وَاٰلِ كُلٍّ، وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ﴾(الذاریات: 57 - 56)

وَهٰذَا تَصْرِيْحٌ بِاَنَّهُمْ خُلِقُوْا لِلْعِبَادَةِ، فَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاِعْتِنَاءُ بِمَا خُلِقُوْا لَهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْ حُظُوْظِ الدُّنْيَا بِالزَّهَادَةِ، فَاِنَّهَا دَارُ نَفَادٍ لَّا مَحَلُّ اِخْلَادٍ، وَّمَرْكَبُ عُبُوْرٍ لَّا مَنْزِلُ حُبُوْرٍ، وَمَشْرَعُ انْفِصَامٍ لَّا مَوْطِنُ دَوَامٍ، فَلِهٰذَا كَانَ الْاَيْقَاظُ مِنْ اَهْلِهَا هُمُ الْعُبَّادُ، وَاَعْقَلُ النَّاسِ فِيْهَا هُمُ الزُّهَّادُ ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتَاهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○﴾ (یونس:24)

وَالْاٰيَاتُ فِىْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ ۔ وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْقَائِلُ ۔

Marfat.com

إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنَا طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا
نَظَرُوْا فِيْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا أَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا
جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَّاتَّخَذُوْا صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنَا

فَإِذَا كَانَ حَالُهَا مَا وَصَفْتُهُ، وَحَالُنَا وَمَا خُلِقْنَا لَهُ مَا قَدَّمْتُهُ ؛ فَحَقٌّ عَلَى الْمُكَلَّفِ اَنْ يَّذْهَبَ بِنَفْسِهِ مَذْهَبَ الْاَخْيَارِ، وَيَسْلُكَ مَسْلَكَ أُوْلِي النُّهٰى وَالْاَبْصَارِ، وَيَتَاَهَّبَ لِمَا اَشَرْتُ اِلَيْهِ، وَيَهْتَمَّ لِمَا نَبَّهْتُ عَلَيْهِ ـ وَاَصْوَبُ طَرِيْقٍ لَّهُ فِيْ ذٰلِكَ، وَاَرْشَدُ مَا يَسْلُكُهُ مِنَ الْمَسَالِكِ، اَلتَّاَدُّبُ بِمَا صَحَّ عَنْ نَّبِيِّنَا سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، وَاَكْرَمِ السَّابِقِيْنَ وَاللَّاحِقِيْنَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ ـ

وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : (وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى) (المائدة: 2)

وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ : (وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ، وَاَنَّهُ قَالَ : مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ

وَاَنَّهُ قَالَ: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئاً

وَاَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ـ

فَرَاَيْتُ اَنْ اَجْمَعَ مُخْتَصَرًا مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ، مُشْتَمِلاً عَلٰى مَا يَكُوْنُ طَرِيْقًا لِّصَاحِبِهٖ اِلَى الْاٰخِرَةِ، وَمُحَصِّلاً لِّاٰدَابِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ ـ جَامِعًا لِّلتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ اٰدَابِ السَّالِكِيْنَ : مِنْ اَحَادِيْثِ الزُّهْدِ وَرِيَاضَاتِ النُّفُوْسِ، وَتَهْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ، وَطَهَارَاتِ الْقُلُوْبِ وَعِلَاجِهَا، وَصِيَانَةِ الْجَوَارِحِ وَاِزَالَةِ اِعْوِجَاجِهَا، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَقَاصِدِ الْعَارِفِيْنَ ـ

وَاَلْتَزِمُ فِيْهِ اَنْ لَّا اَذْكُرَ اِلَّا حَدِيْثًا صَحِيْحًا مِّنَ الْوَاضِحَاتِ، مُضَافًا اِلَى الْكُتُبِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَاتِ ـ وَاُصَدِّرَ الْاَبْوَابَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ بِاٰيَاتٍ كَرِيْمَاتٍ، وَاُوَشِّحَ مَا يَحْتَاجُ اِلٰى ضَبْطٍ اَوْ شَرْحِ مَعْنًى خَفِيٍّ بِنَفَائِسَ مِّنَ التَّنْبِيْهَاتِ ـ وَاِذَا قُلْتُ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثٍ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَمَعْنَاهُ :رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى ـ

وَاَرْجُوْ اِنْ تَمَّ هٰذَا الْكِتَابُ اَنْ يَّكُوْنَ سَائِقًا لِّلْمُعْتَنِيْ بِهٖ اِلَى الْخَيْرَاتِ حَاجِزًا لَّهُ عَنْ اَنْوَاعِ الْقَبَائِحِ وَالْمُهْلِكَاتِ ـ وَاَنَا سَائِلٌ اَخًا انْتَفَعَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ اَنْ يَّدْعُوَ لِيْ، وَلِوَالِدَيَّ، وَمَشَايِخِيْ، وَسَائِرِ اَحْبَابِنَا، وَالْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ـ وَعَلَى اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اِعْتِمَادِيْ، وَاِلَيْهِ تَفْوِيْضِيْ وَاسْتِنَادِيْ، وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ـ

Marfat.com

ترجمہ: مقدمہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

ہر حامد کی ہر حمد ہر زمانے میں اللہ عزوجل کے لئے ہی خاص ہے جو زبردست غالب اور بہت زیادہ بخشنے والا اور رات کو دن کے اوپر لپیٹنے والا ہے تاکہ صاحبانِ عقل وشعور نصیحت حاصل کریں اور اربابِ فہم وفراست اور عبرت پکڑنے والوں کے لئے بصیرت کا سبب ہو؛ وہی اللہ جس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے چنے ہوئے لوگوں کے دل کو بیدار فرمایا اور انہیں جہاں میں بے نیاز فرمایا، اور انہیں اپنی نگرانی اور مستقل تدبر وتفکر میں مشغول فرما کر ہمیں وعظ ونصیحت میں مصروف فرمایا' انہیں اپنی اطاعت اختیار کرنے اور اخروی تیاری کی توفیق بخشی اور ہر اس کام سے بچنے کی ہمت دی جو کہ اس کی ناراضگی اور دوزخ کو واجب کرنے کا سبب بنے اور احوال واطوار کے اختلاف سے ان کی حفاظت فرمائی۔

(اس کے بعد امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) میں اللہ تعالیٰ کی بلیغ حمد کرتا ہوں جو (مفہوم کے لحاظ سے) زیادہ پاکیزہ اور بہت نفع دینے والی ہو۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' جو مہربان اور رحم فرمانے میں اپنی مثال آپ ہے' اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے' رسول' صراط مستقیم کی راہ نمائی فرمانے والے اور مضبوط دین کی دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام نازل ہو آپ پر اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اور ان کے آل واصحاب اور تمام لوگوں پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد سورۂ ذاریات میں ارشاد باری عزوجل ہے: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے' میں ان سے کچھ رزق روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں''۔

یہ اس بات کی پوری صراحت ہے کہ انہیں صرف عبادت کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے لہٰذا ان پہ لازم ہے کہ وہ اپنے مقصد تخلیق کا لحاظ رکھیں اور دنیاوی آسائشوں سے لاتعلق رہیں کیونکہ دنیا فانی ہے' اور یہاں ہمیشہ نہیں رہنا۔ یہ گزرنے کی جگہ ہے خوشی کا مقام اور ٹھہرے رہنے کی منزل نہیں' چھوڑ دیا جانے والا راستہ ہے ہمیشہ رہنے والا گھر نہیں' یہی وجہ ہے کہ دنیا والوں میں بیداری والے لوگ صرف عبادت گزار ہی ہیں' اور سمجھدار لوگ صرف وہی ہیں جو دنیا سے بے رغبت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے: ''بیشک دنیاوی زندگی کی مثال اس پانی کی مانند ہے جسے ہم آسمان سے نازل کرتے ہیں' اور اس کے ساتھ زمین کے نباتات مل جاتے ہیں ان نباتات کو انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین اپنا زیور پہن لیتی ہے' اور آراستہ ہو جاتی ہے' اور اہل زمین یہ گمان کرتے ہیں کہ اب وہ پیداوار ان کے تصرف میں ہے' تورات کے

Marfat.com

وقت یا دن کے وقت ہمارا حکم (عذاب) اس تک آ جاتا ہے اور ہم اسے کٹے ہوئے کھیت کی مانند کر دیتے ہیں گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں اسی طرح ہم آیات کو واضح کر کے بیان کرتے ہیں' ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں'' (یونس:۲۴)

''اس مضمون سے متعلق آیات بہت سی ہیں' کسی نے خوب کہا ہے'':

''بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ سمجھدار بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور فتنے سے ڈر گئے۔ انہوں نے اس میں غور کیا اور جب انہیں علم ہوا کہ یہ دنیا زندہ شخص کا وطن نہیں ہے تو انہوں نے اسے ایک گہرا سمندر قرار دے کر نیک اعمال کو اس میں کشتیوں کے طور پر اختیار کیا''۔

جب دنیا کی حالت یہ ہے جو بیان کی گئی ہے' اور ہمارا مقصد حیات و تخلیق وہ ہے جو بیان ہو چکا تو ہر مکلف پہ لازم ٹھہرا کہ وہ اپنے آپ کو نیک لوگوں کی راہ پر چلائے اور تجربہ کار و عقلمند لوگوں کا راستہ اپنائے جیسا کہ میں نے اشارہ کر دیا ہے' اور اس شے کی تیاری کرے جس سے میں نے آگاہ کیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے سب سے بہتر راستہ اور رہنمائی وہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات میں ہے یعنی وہ احادیث جو آپ ﷺ سے مستند طور پر منقول ہیں' اور کیوں نہ ہو کہ آپ ﷺ ہی اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور جمیع انبیاء کرام پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو''۔ (المائدہ:2)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کہ آپ سے مستند طور پر ثابت ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو شخص بھلائی کی طرف رہنمائی کرے اس کو بھلائی کرنے والے کی طرح ہی اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے' اور ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی''۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے (یعنی ساری دنیا سے) بہتر ہوگا''۔

(اس کے بعد امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:) لہٰذا میں نے سوچا کہ مجھے مستند احادیث کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار کرنا چاہئے جو ایسی روایات پر مشتمل ہو کہ پڑھنے والوں کے لئے راہ آخرت کی رہنمائی کرے۔ اس سے وہ شخص ظاہری و باطنی آداب سیکھے اور اس میں اس شخص کے لئے ترغیب و ترہیب والی روایات ہوں جو شخص اپنی اصلاح چاہتا ہے' نیز اس میں سالکین کے آداب کی تمام اقسام پہ مشتمل روایات ہوں تاکہ زہد' ریاضات' اخلاقیات' طہارت قلبی' اعضاء کی حفاظت اور ان

Marfat.com

کے ٹیڑھے پن کا علاج ہو علاوہ ازیں عارفین کے دیگر مقاصد سے متعلقہ روایات بھی ہوں۔

میں نے اپنے اوپر لازم کیا کہ اس مجموعہ میں صرف مستند اور واضح احادیث ہی نقل کروں جو کہ مستند اور مشہور کتب سے ہوں اور ہر باب کے شروع میں قرآنی آیات ہوں اور مشکل الفاظ کی وضاحت بھی ہو۔ لہٰذا جب میں کسی حدیث کے آخر میں متفق علیہ لکھوں گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب اگر پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی تو لوگوں کو ضرور بھلائی کی طرف لے جائے گی اور مختلف خرابیوں اور ہلاکتوں کے لئے رکاوٹ بنے گی۔ میں پڑھنے والے بھائی سے گزارش کروں گا کہ اگر اس کو اس کتاب سے کوئی فائدہ ملے تو میرے لیے' میرے والدین کے لئے میرے مشائخ و احباب بلکہ جمیع اہل اسلام کے لئے دعائے خیر کرے اللہ ہی پہ بھروسہ ہے' میرے تمام معاملات اسی کے سپرد ہیں' مجھے اسی کا سہارا ہے' وہی میرا کارساز اور میرے لیے کافی ہے' وہ غالب حکمت والا ہے' اس کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

ترجمة المؤلف

(امام یحییٰ بن شرف الدین النووی)

اسم: محیی الدین أبو زکریایحییٰ بن شرف مُرّی الحزامی النوی .

القاب: قطب الأولیاء شیخ الإسلام والمسلمین وعمدة الفقهاء والمُحدّثین وصفوة الأولیاء والصالحین(١)

الولادة: المحرم 631ھ 1233/ ء .نوی حوران بلاد الشام

الوفاة: 24رجب676 ھ1277 / ء .نوی حوران بلاد الشام

مسلك: أهل السنة والجماعة

مذهب: شافعی

مولده ونشأته:

ولد الإمام النووی فی نوی فی العُشر الأوسط من المحرم وقیل فی العُشر الأول سنة 631ھ(٧، ١٠، ٥) وعاش فی كنف أبیه ورعایته . وكان أبوه فی دنیاه مستور الحال مباركاً له فی رزقه فنشأ النووی فی ستر وخیر وبقی یتعیش فی الدكان لأبیه مدةً . كما یقول الذهبی . ولما بلغ النووی من العمر سبع سنین كان نائماً لیلةالسابع والعشرین من رمضان بجانب والده فانتبه نحو نصف اللیل یقول والده: وأیقظنی وقال: یا أبتی ما هذا الضوء الذی قد ملأ الدار؟ . فاستیقظ أهله جمیعاً فلم نرَ كلنا شیئاً قال والده: فعرفت أنها لیلة القدر .(١٠)

ولما بلغ النووی عشر سنین جعله أبوه فی دكان فجعل لا یشتغل بالبیع والشراء عن القرآن وفی سنة نیف وأربعین وستمائة مرّ بقریة نوی الشیخ یاسین بن یوسف المراكشی . فرأی النووی وهو ابن عشر سنین والصبیان یُكرهونه علی اللعب معهم وهو یهرب منهم ویبكی لإكراههم ویقرأ القرآن فی تلك الحال یقول الشیخ یاسین: فوقع فی قلبی محبته فأتیت الذی یُقرئه القرآن فوصیته به وقلت له: هذا الصبی یُرجی أن یكون أعلم أهل زمانه وأزهدهم وینتفع الناس به فقال لی: أمنجم أنت فقلت: لا وإنما أنطقنی الله بذلك

Marfat.com

فذكر ذلك لوالده فحرص عليه إلى أن ختم القرآن وقد ناهز الاحتلام .(١١،٢١) وقد مكث النووى فى بلده نوى حتى بلغ الثامنة عشر من عمره ثم ارتحل إلى دمشق .(٧،٥)

طلبه العلم فى دمشق:

قدم النووى دمشق سنة 649 هد إذ قدم به والده أبو يحيىٰ وعمره ثمانى غشرة سنة وكانت مدينة دمشق محجّ العلماء وطلبة العلم من أقطار العالم الإسلامى وما كان يُرى أنه يمكن أن يستكمل عالم علمه ما لم يؤمّ إحدى عواصم العالم الإسلامى وقمر هذه العواصم حينئذ دمشق . وكانت فراسة الشيخ المراكشى فى النووى وبُدوّ النجابة عليه واشتعال الرغبة فيه لطلب العلم كل ذلك حدا بأبيه أن يصطحب ولده إلى دمشق ليأخذ العلم عن كبار علمائها .(١٣)

كان أول ما اهتم النووى به بعد أن بلغ دمشق أن يصل حبله بأحد العلماء يلازمه ويقرأ عليه ثم أن يجد له مأوى ويظهر أن أول ما قصده عند دخوله دمشق جامعها الكبير وكذلك كانت عادة الغرباء يؤمون قبل كل شيئالمساجد ولقى النووى أول من لقى من العلماء خطيب الجامع الأموى وإمامه الشيخ جمال الدين عبد الكافى بن عبد الملك بن عبد الكافى الربَعى الدمشقى المتوفى عام 689هد وما اجتمع إليه حتى عرّفه مقصده ورغبته فى طلب العلم فأخذه وتوجه به إلى حلقة مفتى الشام تاج الدين عبد الرحمن بن إبراهيم بن ضياء الفزارى المعروف بابن الفركاح فقرأ عليه دروساً وبقى يلازمه مدة وهذا أول شيخ للنووى .(١٣)

أقام النووى فى دمشق نحواً من ثمانى وعشرين سنة(٦) ومعنى هذا أنه حين قدم دمشق كان عمره ثمانى عشرة سنة . وحين قدمها لم يترك الإقامة بها كل هذه المدة إلاللحج أو زيارة قبر الإمام الشافعى أو بلده نوى لصلة أهله وكل هذه الفترة أمضاها فى بيت صغير فى المدرسة الرواحية يتعلّم ويُعلّم ويُؤلف الكتب إلى أن وافته المنية .(١٥)

بعد نحو سنتين من قدوم النووى إلى دمشق صحبه أبوه إلى الحج يقول النووى: خفلما كانت سنة إحدى وخمسين أى 651 هد حججت مع والدى وكانت وقفة جمعة وكان رحيلنا من أول رجب قال: فأقمت بمدينة رسول الله نحواً من شهر ونصف .(١١،٦١) وقال ابن العطار: قال لى والده رحمه الله: لما توجهنا من نوى للرحيل أخذته الحُمى فلم تفارقه إلى يوم عرفة . قال: ولم يتأوّه قط فلما قضينا المناسك ووصلنا إلى نوى ونزل إلى دمشق صبّ الله عليه العلم صباً ولم يزل يشتغل بالعلم ويقتفى آثار شيخه المذكور (يقصد الشيخ المراكشى)فى العبادة من الصلاة وصيام الدهر والزهد والورع وعدم إضاعة شيء من أوقاته إلى أن توفى رحمه الله .(١١،٣١)

Marfat.com

وقال السخاوى وغيره إنه حج مرتين وفهموا ذلك من قول الكمال الدميرى فقد قال: إنه حج مرة أخرى ويستأنس أيضاً من قول ابن كثير فى تاريخه :أنه حج فى مدة إقامته بدمشق ولما رجع من حجة الإسلام لاحت عليه أمارات النجابة والفهم وتزود بمدد من الله فى بيته الحرام وبركات من رسول الله .(١٣)

جِدّه فى طلب العلم:

حين استقر النووى فى المدرسة الرواحية واطمأنت نفسه فى مسجده أقبل على طلب العلم بكل ما يعتلج بقلبه وعقله من شغف وجد واستعداد ولقد كان ذلك منه مضرب المثل ومثار العجب قال النووى: وبقيت سنتين لم أضع جنبى على الأرض .(١٧) ويقول الذهبى: وضُرب به المثل فى إكبابه على طلب العلم ليلاً ونهاراً وهجره النوم إلا عن غلبة وضبط أوقاته بلزوم الدرس أو الكتابة أو المطالعة أو التردد على الشيوخ . وذكر قطب الدين اليونينى أنه كان لا يضيع له وقت فى ليل ولا نهار إلا فى وظيفة من الاشتغال بالعلم حتى إنه فى ذهابه فى الطريق وإيابه يشتغل فى تكرار محفوظة أو مطالعة وإنه بقى على التحصيل على هذا الوجه ست سنين .(١٣،١٨)

وحكى بدر الدين بن جماعة أنه سأله عن نومه فقال: إذا غلبنى النوم استندت إلى الكتب لحظة وأنتبه .(١٣)ويقول النووى فى مقدمة كتابه روضة الطالبين وعمدة المفتين: فإن الاشتغال بالعلم من أفضل القرب وأجل الطاعات وأهم أنواع الخير وآكد العبادات وأولى ما أنفقت فيه نفائس الأوقات وشمّر فى إدراكه والتمكن فيه أصحاب الأنفس الزكيات وبادر إلى الاهتمام به المسارعون إلى المكرمات وسارع إلى التحلى به مستبقو الخيرات وقد تظاهر على ما ذكرته جمل من آيات القرآن الكريمات والأحاديث الصحيحة النبوية المشهورات ولا ضرورة إلى الإطناب بذكرها هنا لكونها من الواضحات الجليات .(١٩)

هذا وقد ألمّ النووى فى العلم من السنة الأولى فقد حفظ التنبيه لأبى إسحاق الشيرازى فى نحو أربعة أشهر ونصف لم حفظ ربع العبادات من المهذب لأبى إسحاق أيضاً فى باقى السنة(١١،٥) وعَرَض حفظه لكتاب التنبيه على محمد بن الحسين بن رزين قاضى القضاة بالديار المصرية وذلك سنة 650هـ .(١٣)

ثم إنه كان فى أول طلبه لعلم يقرأ كل يوم اثنى عشر درساً على المشايخ شرحاً وتصحيحاً: درسين فى الوسيط وثالثاً فى المهذب ودرساً فى الجمع بين الصحيحين وخامساً فى صحيح مسلم ودرساً فى اللُّمَع لابن جنى فى النحو ودرساً فى إصلاح المنطق لابن السكيت فى اللغة العربية ودرساً فى

Marfat.com

التصريف ودرساً في أصول الفقه تارة في اللمع لأبي إسحاق الشيرازي وتارة في المنتخب لفخر الدين الرازي ودرساً في أسماء الرجال ودرساً في أصول الدين . قال النووي: وكنت أعلق جميع ما يتعلق بها من شرح مشكل وإيضاح عبارة وضبط لغة وبارك الله لي في وقتي واشتغالي وأعانني عليه .(٥، ١١، ١٣، ٢٠)

الفقه:

أخذ النووي الفقه الشافعي عن كبار علماء عصره وبفترة وجيزة حفظ الفقه وأتقنه وعرف قواعده وأصوله حتى عُرف بذلك بين العامة والخاصة ولم يمضِ وقت كبير حتى كان عَلَم عصره في حفظه للمذهب وإتقانه لأقوال علمائه وأعرفهم بعلم الخلاف وأحقهم بأن يكون محرر المذهب .(٢١)

يقول عبد الرحيم بن الحسن الإسنوي في طبقاته: وهو أي النووي محرر المذهب ومهذبه ومنقحه ومرتبه سار في الآفاق ذكره وعلا في العالم محله وقدره صاحب التصانيف المشهورة المباركة النافعة(٢٢) ويقول ابن كثير عنه: شيخ المذهب وكبير الفقهاء في زمانه(٢٣) ويقول الذهبي: كان رأساً في معرفة المذهب ويقول قاضي صفد محمد بن عبد الرحمن العثماني عن النووي: شيخ الإسلام بركة الطائفة الشافعية محيي المذهب ومنقحه ومن استقر العمل بين الفقهاء فيه على ما يرجحه .(٢١) ويقول أبو العباس شهاب الدين بن الهائم في مقدمة البحر العجاج شرح المنهاج: الإمام العلامة الحافظ الفقيه النبيل محرر المذهب ومهذبه وضابطه ومرتبه . ويقول تلميذه ابن العطار: كان حافظاً للمذهب الشافعي وقواعده وأصوله وفروعه ومذاهب الصحابة والتابعين واختلاف العلماء ووفاقهم وإجماعهم وما اشتهر من ذلك جميعه وما هُجر سالكاً في كلها طريقة السلف .(١٢)

وكان النووي مع سعة علمه وقوة براهينه لا يرى الجدال ولا يحب أهله ويعرض عنهم قال الذهبي في سير أعلام النبلاء: وكان من سعة علمه عديم النظير لا يرى الجدال ولا تعجبه المبالغة في البحث ويتأذى ممن يجادل ويعرض عنه وقال في موضع آخر: كان لا يتعانى لغط الفقهاء وعياطهم أو غياظهم في البحث بل يتكلم بتؤدة ووقار .(٢٤)

الحديث:

تميّز النووي عن غيره من المُحَدِّثين بأنه فقيه الأمة وقلما اجتمع لعالم تبحُّرٌ في الفقه وإتقانٌ لعلوم الحديث يقول ابن العطار: سمع البخاري ومسلماً وسنن أبي داود والترمذي وسمع النسائي بقرائته وموطأ مالك ومسند الشافعي ومسند أحمد بن حنبل والدارمي وأبي عوانة الأسفرايني وأبي يعلى الموصلي وسنن ابن ماجة والدارقطني والبيهقي وشرح السنة للبغوي ومعالم التنزيل له في التفسير وكتاب الأنساب للزبير بن بكار والخطب النباتية ورسالة القشيري وعمل اليوم والليلة لابن السني وكتاب آداب

Marfat.com

السامع والراوی للخطيب وأجزاء كثيرة غير ذلك يقول ابن العطار: نقلت ذلك جميعه من خط الشيخ رحمه الله .(٢١، ٢٥، ٢٦)

وقد روى النووی أشهر هذه الكتب بالسند العالی إلی الأئمة المؤلفين وقد شهد له بالعلم فی الحديث كثير من العلماء يقول الذهبی: وهو أی النووی سيد هذه الطبقة ويقول ابن العطار: . . . حافظاً لحديث رسول الله عارفاً بأنواعه كلها من صحيحه وسقيمه وغريب ألفاظه وصحيح معانيه واستنباط فقهه(٢٧) ويقول الذهبی أيضاً: مع ما هو عليه من المجاهدة بنفسه والعمل بدقائق الورع والمراقبة وتصفية النفس من الشوائب ومحقها من أغراضها كان حافظاً للحديث وفنونه ورجاله وصحيحه وعليله رأساً فی معرفة المذهب .(٢١، ٢٨)

كما كان للإمام النووی تلاميذ كثر قال ابن العطار: وسمع منه خلق كثير من العلماء والحفاظ والصدور الرؤساء وتخرج به خلق كثير من الفقهاء وسار علمُه وفتاويه فی الآفاق ووقع علی دينه وعلمه وزهده وورعه ومعرفته وكرامته الوِفاق(٢٩) وقال الذهبی: وحدّث عنه ابن أبی الفتح والمزی وابن العطار كما أخذ عنه المحدث أبو العباس أحمد بن فرح الإشبيلی كان له ميعاد عليه يوم الثلاثاء والسبت شرح فی أحدهما صحيح البخاری وفی الآخر صحيح مسلم .ومنهم أيضاً: الرشيد إسماعيل بن المعلم الحنفی وأبو عبد الله محمد بن أبی الفتح الحنبلی وأبو الفضل يوسف بن محمد بن عبد الله المصری ثم الدمشقی وغيرهم كثير .(٢١)

العقيدة:

كان النووی كغالبية علماء الشافعية يعتقد بعقيدة الأشاعرة من أهل السنة والجماعة إذ إن كتابه شرح صحيح مسلم فيه الكثير من العقائد علی أصول أهل السنة الأشاعرة وقد صرح اليافعی وتاج الدين السبكی انه أشعری وقال الذهبی فی تاريخه: إن مذهبه فی الصفات السمعية السكوت وإمرارها كما جائت وربما تأول قليلاً فی شرح مسلم كذاقال: والتأويل كثير فی كلامه .(٣٠) وللإمام النووی مؤلف فی التوحيد وهی رسالة سماها المقاصد .(٢١)

وقد بين النووی فی كتابه المقاصد سبعة مقاصد وخاتمة المقصد الأول: فی بيان عقائد الإسلام وأصول الأحكام ومما ذكر فيه قوله:أول واجب علی المكلف معرفة الله تعالی وهی: أن تؤمن بأن الله تعالی موجود ليس بمعدوم قديم ليس بحادث باقٍ لا يطرأ عليه العدم مخالف للحوادث لا شیء يُماثله قائم بنفسه لا يحتاج إلی محل ولا مخصص واحد لا مشارك له فی ذاته ولا فی صفاته ولا فی أفعاله له القدرة والإرادة والعلم والحياة والسمع والبصر والكلام فهو القادر المريد العالم الحی السميع البصير

Marfat.com

المتکلم .

أرسل بفضله الرسل وتولاهم بعصمته إياهم عما لا يليق بهم فهم معصومون من الصغائر والكبائر قبل النبوة وبعدها منزهون عن كل مُنفِّر طبعاً كالجذام والعمى يأكلون ويشربون وينكحون وهم أفضل الخلق على الإطلاق أو تفصيل في الملائكة . وأعلى الكل مَن ختم الله به النبوة ونسخ بشرعه الشرائع نبينا محمد وأصحابه خير القرون وأفضلهم أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضوان الله تعالى عليهم أجمعين .

ونؤمن بجميع ما أُخبرنا به على لسان نبينا محمد كالملائكة والكتب السماوية والسؤال والبعث والحشر وهول الموقف وأخذ الصُحُف والوزن والميزان والصراط والشفاعة والجنة والنار وكل ما عُلم من الدين بالضرورة فالإيمان به واجب والجاحد له كافر .(٣١)

شيوخه:

كان للنووى شيوخ متعددون فى كل علم اشتغل به وخصوصاً علمى الفقه والحديث فإنهما غاية الغايات من علمه وبهما كان إمام عصره .(٣٣)

شيوخه فى الفقه:

يقول النووى فى معرض ذكر شيوخه فى الفقه وتسلسلهم إلى إمام مذهبه الإمام الشافعى ثم إلى النبى محمد:فأما أنا فأخذت الفقه قرائة وتصحيحاً وسماعاً وشرحاً وتعليقاً عن جماعات أولهم

1 : شيخى الإمام المتفق على علمه وزهده وورعه وكثرة عبادته وعظم فضله وتميزه فى ذلك على أشكاله أبو إبراهيم إسحاق بن أحمد بن عثمان المغربى ثم المقدسى رضى الله عنه وأرضاه وجمع بينى وبينه وبين سائر أحبابنا فى دار كرامته مع من اصطفاه .

2: ثم شيخنا أبو محمد عبد الرحمن بن نوح بن محمد بن إبراهيم بن موسى المقدسى ثم الدمشقى الإمام العارف الزاهد العابد الورع المتقن مفتى دمشق فى وقته رحمه الله .

3: ثم شيخنا أبو حفص عمر بن أسعد بن أبى غالب الربعى الإربلى الإمام المتقن رضى الله عنه .

4: ثم شيخنا أبو الحسن سلّار بن الحسن الإربلى ثم الحلبى ثم الدمشقى المجمع على إمامته وجلالته وتقدمه فى علم المذهب على أهل عصره بهذه النواحى رضى الله عنه .(٣٣،٣٤)

شيوخه فى الحديث:

من شيوخ النووى فى الحديث:

1: إبراهيم بن عيسى المرادى الأندلسى ثم المصرى ثم الدمشقى قال النووى: صحبته نحو عشر

Marfat.com

سنين لم أرَ منه شيئاً يُكره . (٣٥)

2: ومنهم: أبو إسحاق إبراهيم بن أبي حفص عمر بن مضر الواسطي ومنه سمع جميع صحيح مسلم بن الحجاج .

3: ومنهم: الشيخ زين الدين أبو البقاء خالد بن يوسف بن سعد النابلسي والرضي بن البرهان

4: وشيخ الشيوخ عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن الأنصارى الحموى الشافعي

5: وزين الدين أبو العباس بن عبد الدائم المقدسي

6: وأبو الفرج عبد الرحمن بن أبي عمر محمد بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي يقول ابن العطار: وهو أجل شيوخه .

7: ومنهم أيضاً: قاضى القضاة عماد الدين أبو الفضائل عبد الكريم بن عبد الصمد بن محمد الحرستاني خطيب دمشق

8: وتقى الدين أبو محمد إسماعيل بن أبي إسحاق إبراهيم بن أبي يسر التنوخي وغيرهم .(٣٦،٣٣)

شيوخه فى أصول الفقه:

يقول ابن العطار: قرأ يعنى علم الأصول على جماعة أشهرهم وأجلهم

1: العلامة القاضى أبو الفتح عمر بن بندار بن عمر بن على بن محمد التفليسي الشافعي رحمه الله قرأ عليه المنتخب للإمام فخر الدين الرازى وقطعة من كتاب المستصفى للغزالي وقرأ غيرهما من الكتب على غيره(٣٧،٣٣) .

شيوخه فى النحو واللغة:

1: قرأ النووى النحو على الشيخ أحمد بن سالم المصرى إذ قرأ عليه كتاب إصلاح المنطق لابن السكيت بحثاً وكذا كتاباً فى التصريف .

2: وقرأ على ابن مالك كتاباً من تصنيفه وعلق عليه شيئاً .

3: وقرأ على الفخر المالكى كتاب اللمع لابن جنى .(٣٨،٣٣)

وفاته : فى الثلث الأخير من ليلة الأربعاء فى الرابع والعشرين من رجب سنة ست وسبعين وستمائة(676 ه) توفى الإمام النووى(١٠) يقول التاج السبكي: لما مات النووى بنوى ارتجت دمشق وما حولها بالبكاء وتأسف عليه المسلمون أسفاً شديداً وأحيوا ليالى كثيرة لسنته .(٣٢) وقال ابن العطار: فسار إلى نوى وزار القدس والخليل عليه السلام ثم عاد إلى نوى ومرض عقب زيارته لها فى بيت والده

Marfat.com

فبلغنى مرضه فذهبت من دمشق لعيادته ففرح رحمه الله بذلك ثم قال لى: ارجع إلى أهلك وودعته وقد أشرف على العافية يوم السبت العشرين من رجب سنة ست وسبعين وستمائة(676هـ) ثم توفى فى ليلة الأربعاء الرابع والعشرين من رجب فبينا أنا نائم تلك الليلة إذا منادٍ ينادى على سدة جامع دمشق فى يوم جمعة: الصلاة على الشيخ ركن الدين الموقع فصاح الناس لذلك النداء فاستيقظت فقلت: إنا لله وإنا إليه راجعون فلم يكن إلا ليلة الجمعة عشية الخميس إذ جاء الخبر بموته رحمه الله فنودى يوم الجمعة عقب الصلاة بموته وصلى عليه بجامع دمشق فتأسف المسلمون عليه تأسفاً بليغاً الخاص والعام والمادح والذام .(٤٤،٤٣)

مرقده: ودُفن الإمام النووى فى قريته نوى وقبره ظاهر يُزار . ومما أُثر من خبره أنه لما دنا أجله ردّ الكتب المستعارة عنده من الأوقاف جميعها . قال قطب الدين اليونيني: ولما وصل الخبر بوفاته لدمشق توجه قاضي القضاة عز الدين محمد بن الصائغ وجماعة من أصحابه إلى نوى للصلاة على قبره قال: وكان يسأل أن يموت بأرض فلسطين فاستجاب الله تعالى منه .(٤٥،٤٣)

شخصيته و صفاته

1 الزهد والورع:

قال ابن العطار: قال لى شيخنا محمد بن عبد القادر الأنصارى: لو أدرك القشيرى صاحب الرسالة شيخكم يعني النووى وشيخه يعنى أبا إسحاق إبراهيم بن عثمان المغربى لما قدّم عليهما فى ذكره لمشايخها أحداً لما جمع فيهما من العلم والعمل والزهد والورع والنطق بالحكمة وغير ذلك .(١١)

ويقول الذهبى: وكان مع تبحره فى العلم وسعة معرفته بالحديث والفقه واللغة وغير ذلك بما قد سارت به الركبان رأساً فى الزهد قدوةً فى الورع وقال أيضاً: كان عديم الميرة والرفاهية والتنعم مع التقوى والقناعة والورع الثخين والمراقبة لله فى السر والعلانية وترك رعونات النفس من ثياب حسنة ومأكل طيب وتجمل فى الهيئة .(٤٧) وقال رشيد الدين إسماعيل بن المعلم الحنفي: عذلته فى عدم دخوله الحمام وتضييق عيشه فى أكله ولباسه وجميع أحواله وقلت له: أخشى عليك مرضاً يعطلك عن أشياء أفضل مما تقصده فقال لى: إن فلاناً صام وعبد الله تعالى حتى اخضرّ عظمه قال: فعرفت أنه ليس له غرضٌ فى المقام فى دارنا ولا التفاتٌ لما نحن فيه .(٤٨) ومن ورع النووى أنه كان لا يأكل من فاكهة دمشق كما اتفق على ذلك من أرخ له يقول ابن العطار: وسألته عن ذلك فقال: إنها كثيرة الأوقاف والأملاك لمن هو تحت الحجر شرعاً ولا يجوز التصرف فى ذلك إلا على وجه الغبطة والمصلحة والغبطة لليتيم والمحجور عليه والناس لا يفعلونها إلا على جزء من ألف جزء من الثمرة للمالك فكيف تطيب

Marfat.com

نفسى .(٥٠، ٥١)

2: الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر: كان النووى كثير الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر يقول الذهبى: كان عديم المثل فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكروقد أجمع المترجمون له على أنه كان لا يبالى فى أمره ونهيه لومة لائم بل لا يبالى الإهانة والموت ولا يَكبُر عندَه أحدٌ عن النصيحة حتى العلماء والأمراء والملوك .يقول ابن العطار: وكان مواجهاً للملوك والجبابرة بالإنكار لا يأخذه فى الله لومة لائم وكان إذا عجز عن المواجهة كتب الرسائل وتوصل إلى إبلاغها .ويقول الذهبى: وكان يواجه الملوك والظلمة بالإنكار ويكتب إليهم ويخوفهم بالله تعالى .(٥٣، ٥٤)

معيشته: كان النووى خشن العيش قانعاً بالقوت تاركاً للشهوات صاحب عبادة وخوف وكان لا يأكل فى اليوم والليلة إلا أكلة واحدة وقوته من قِبَل والده يُجرى عليه فى الشهر الشيء الطفيف وكان لا يشرب إلا مرة بالسحر فقد ترك جميع ملاذّ الدنيا من المأكول إلا ما يأتيه به أبوه من كعك يابس وتين حورانى وترك الفواكه جميعها وكان لا يأكل فى اليوم والليلة سوى أكلة واحدة بعد العشاء الآخرة ولا يشرب إلا شربة واحدة عند السحر وإذا شرب فلا يشرب الماء المبرد .قال ابن العطار: ورأيت رجلاً من أصحابه قشر خيارة ليطعمه إياها فامتنع من أكلها وقال: أخشى أن ترطب جسمى وتجلب النوم وقال السخاوى: ونحوه عدم تعاطيه البلح على عادة الدمشقيين .والمشهور أن الإمام النووى لم يتزوج قط .(١٥، ٥٩)

مؤلفاته:

1: المنهاج فى شرح صحيح مسلم بن الحجاج .
2: روضة الطالبين وعمدة المفتين فى الفقه .
3: منهاج الطالبين وعمدة المفتين فى الفقه .
4: رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين فى الحديث .
5: الأذكار المنتخب من كلام سيد الأبرار .
6: التبيان فى آداب حملة القرآن .
7: التحرير فى ألفاظ التنبيه لأبى إسحاق الشيرازى فى اللغة .
8: العمدة فى تصحيح التنبيه .
9: الإيضاح فى المناسك فى الفقه .
10: إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق فى مصطلح الحديث .

Marfat.com

11: التقريب والتيسير فى معرفة سنن البشير النذير فى مصطلح الحديث .

12: الأربعون النووية فى الحديث .

13: بستان العارفين فى الرقائق .

14: مناقب الشافعى .

15: مختصر أسد الغابة فى التراجم .

16: الفتاوى أو المسائل المنثورة .

17: أدب المفتي والمستفتي .

18: مسائل تخميس الغنائم .

19: مختصر التذنيب للرافعى .

20: دقائق الروضة .

21: دقائق المنهاج .

22: تحفة طلاب الفضائل فى التفسير والحديث والفقه واللغة .

23: الترخيص فى الإكرام والقيام فى الفقه .

24: مختصر آداب الاستسقاء .

25: رؤوس المسايل .

26: مسألة نية الاغتراف .(٦٠)

رياض الصالحين:

يعد كتاب رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين للنووى أشهر كتب الحديث النبوى الشريف فى الوعظ والاعتبار وأكثرها انتشاراً .وقد جمع فيه النووى ما ذكره فى المقدمة إذ قال: فرأيت أن أجمع مختصراً من الأحاديث الصحيحة مشتملاً على ما يكون طريقاً لصاحبه إلى الآخرة ومحصلاً لآدابه الباطنة والظاهرة جامعاً للترغيب والترهيب وسائر أنواع آداب السالكين: من أحاديث الزهد ورياضات النفوس وتهذيب الأخلاق وطهارات القلوب وعلاجها وصيانة الجوارح وإزالة اعوجاجها وغير ذلك من مقاصد العارفين .وألتزم فيه ألا أذكر إلا حديثاً صحيحاً من الواضحات مضافاً إلى الكتب الصحيحة المشهورات وأصدر الأبواب من القرآن العزيز بآيات دريمات وأوشح ما يحتاج إلى ضبط أو شرح معنى خفى بنفائس من التنبيهات .(٦٥)

ثناء العلماء عليه:

Marfat.com

أثنى كثير من العلماء والفقهاء والمحدثين والزاهدين على الإمام النووى فقد وصفه ابن العطار بقوله: شيخى وقدوتى الإمام ذو التصانيف المفيدة والمؤلفات الحميدة أوحد دهره وفريد عصره الصوّام القوّام الزاهد فى الدنيا الراغب فى الآخرة صاحب الأخلاق الرضية والمحاسن السنية العالم الربانى المتفق على علمه وإمامته وجلالته وزهده وورعه وعبادته وصيانته فى أقواله وأفعاله وحالاته له الكرامات الطافحة والمكرمات الواضحة والمؤثر بنفسه وماله للمسلمين والعالم بحقوقهم وحقوق ولاة أمورهم بالنصح والدعاء فى العالمين مع ما هو عليه من المجاهدة لنفسه . . . قد صرف أوقاته كلها فى أنواع العلم والعمل فبعضها للتصنيف وبعضها للتعليم وبعضها للصلاة وبعضها للتلاوة والتدبر وبعضها للأمر بالمعروف والنهى عن المنكر .(٦،٤٢،٤٣)

وقال الشيخ أبو عبد الرحيم محمد الإخميمى: كان الشيخ محيى الدين رحمه الله سالكاً منهاج الصحابة رضى الله عنهم ولا أعلم أحداً فى عصرنا سالكاً على منهاجهم غيره .(٤٢،٤٣)

وقال الذهبى: الشيخ الإمام القدوة الحافظ الزاهد العابد الفقيه المجتهد الربانى شيخ الإسلام حسنة الأنام .وقال ابن كثير: الشيخ الإمام العلامة الحافظ الفقيه النبيل محرر المذهب ومذهبه وضابطه ومرتبه أحد العباد والعلماء الزهاد كان على جانب كبير من العلم والعمل والزهد والتقشف والاقتصاد فى العيش والصبر على خشونته والتورع الذى لم يبلغنا عن أحد فى زمانه ولا قبله بدهر طويل .(٤٥)

وقال الشيخ شمس الدين بن الفخر الحنبلى: كان إماماً بارعاً حافظاً متقناً أتقن علوماً جمة وصنف التصانيف الجمة وكان شديد الورع والزهد تاركاً لجميع الرغائب من المأكول إلا ما يأتيه به أبوه من كعك وتين . وأرخه الشيخ قطب الدين اليونينى وقال: كان أوحد زمانه فى العلم والورع والعبادة والتقلل وخشونة العيش واقف الملك الظاهر بدار العدل غير مرة فحُكى عن الملك الظاهر أنه قال: أنا أفزع منه .(٤٢،٤٦)

وقال تاج الدين السبكى فى ترجمة الإمام النووى:

شيخ الإسلام أستاذ المتأخرين وحجة الله على اللاحقين والداعى إِلى سَبِيل السالفين . كَانَ يحيىٰ رَحِمَه الله سيداً وَحَصُوراً وليثاً على النّفس هصوراً وزاهداً لم يبال بخراب الدُّنيَا إِذا صير دينه ربعاً معموراً لَهُ الزّهد والقناعة ومتابعة السالفين من أهل السنة والجماعة والمصابرة على أَنوَاع الخَير لَا يصرف سَاعَة فِي غير طَاعَة هَذَا مَعَ التفنن فِي أَصنَاف العُلُوم فقهاً ومتونَ أَحَادِيث وَأَسمَاء رجال ولغةً وتصوفاً وَغير ذَلِك . ولعل من أجمع ما قيل فى الثناء عليه ما قاله تلميذه الآخر أبو العباس بن فرح: كان الشيخ محيى الدين قد صار إليه ثلاث مراتب كل مرتبة منها لو كانت لشخص شدت إليه آباط الإبل من أقطار الأرض

Marfat.com

المْرتبة الأولى: العلم والقيام بوظائفه الثانية: الزهد فی الدنيا الثالثة: الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر .(٧٨)

يغفرالله ذنوبنا بتوسل الامام المذكور .آمين بجاه النبی، الكريم،الامين،النور

ابو الاحمد محمد نعيم القادری الرضوی

(فاضل و مدرس جامعه قادريه عالميه،نيك آباد شريف)

Marfat.com

مآخذ و مراجع ترجمة المؤلف

(1)۔الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الطبعة الرابعة ١٤١٥ ھ، ١٩٩٤ م دار القلم، دمشق۔

(2)۔ موقع الشیخ الدکتور عبد العزیز بن محمد السدحان۔

(3)۔ من المراد بالشیخین عند الأحناف و الشافعیة و المالکیة و الحنابلة، موقع طریق الإسلام۔

(4)۔ الأعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعة الخامسة عشر، ٢٠٠٢ م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان، ج٨، ص١٤٩۔

(5)۔ نزهة المتقین شرح ریاض الصالحین،مجموعة من العلماء، الطبعة الرابعة عشر،١٤٠٧ ھ،١٩٨٧م، مؤسسة الرسالة، بیروت،ص٩۔١٢۔

(6)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار،الطبعة الأولی، ١٤٢٨ھ، ٢٠٠٧م، الدار الأثریة عمان، الأردن، فصل فی نسبه ونسبته، ص٣٩۔٤٢۔

(7)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، أسرته ومولده ونشأته، ص١٩۔٢٤۔

(8)۔ تصحیح التنبیه ویلیه تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه، ج١، ص١٢۔

(9)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی،الطبعة الأولی، ٢٠٠٥م، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ص١٠۔ ١١۔

(10)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی مولده ووفاته، ص٤٢۔ ٤٣۔

(11)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فی مبدأ أمره واشتغاله، ص٤٤۔ ٥١۔

(12)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١١۔

(13)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، رحلته إلی دمشق وتحصیله العلم، ص٢٥۔ ٣٦۔

(14)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٢۔

(15)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، حلیته وبعض أخباره، ص١٤٨۔ ١٥٦۔

(16)۔ تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام، الذهبی،دار الکتاب العربی، بیروت،١٤٠٧ھ، ١٩٨٧م، الطبعة الأولی، ج٥٠، ص١٤٨۔

(17)۔ علو الهمة، محمد بن أحمد المقدم، دار الإیمان مصر، ٢٠٠٤ م، ص١٦٨۔

(18)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل، ص٦٤۔

(19)۔ روضة الطالبین وعمدة المفتین، أبو زکریا یحییٰ بن شرف النووی،المکتب الإسلامی،١٤١٢ ھ،١٩٩١م، ص٤۔

(20)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٣۔١٤۔

(21)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، العلوم التی برع فیها وآثاره، ص٤٧۔٧٤۔

(22)۔ تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه، عبد الرحیم الإسنوی، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولی، ١٤١٧ھ،١٩٩٦م، ص٤٠۔

Marfat.com

(23)۔ البدایة والنهایة، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی،دار عالم الکتب، ١٤٢٤ھ، ٢٠٠٣م، ص ٥٤٠۔
(24)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی،السخاوی، موقع الوراق۔
(25)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فی الکتب التی سمعها، ص ٦٠۔٦١۔
(26)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٨۔
(27)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، موقع الوراق۔
(28)۔ تذکرة الحفاظ،الذهبی،ج٤، ط٢٠، ص١٤٧٢۔
(29)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل،ص٦٣۔
(30)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی،شمس الدین السخاوی،ص٤٤۔
(31)۔ المقاصد الإمام النووی، الطبعة الثالثة، ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١م، مکتبة الغزالی، دمشق،ص١١۔١٩۔
(32)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٤۔
(33)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، شیوخه، ص٣٧۔٤٦۔
(34)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی ذکر شیوخه فی الفقه، ص٥٢۔٥٧۔
(35)۔ طبقات الشافعیة الکبری،تاج الدین السبکی، ج٨، ص١٢٢۔
(36)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار،فصل فی شیوخه الذین سمع منهم، ص٦٢۔٦٣۔
(37)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی شیوخه الذین أخذ عنهم أصول الفقه، ص٥٨۔
(38)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فیمن أخذ عنه اللغة و النحو و التصریف،ص٥٨۔٥٩۔
(39)۔ تعدی إلی الأعلی ل:أ ب ت،الإمام النووی، عبد الغنی الدقر،المدارس التی سکنها أو تولاها أو درس بها،ص٧٥۔٦٠۔
(40)۔ لمنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، السخاوی،موقع الوراق۔
(41)۔ طبقات الشافعیة الکبری،تاج الدین السبکی، موقع مشکاة للکتب الإسلامیة۔
(42)۔ سکب العبرات للموت و القبر و السکرات، سید بن حسین العفانی، الطبعة الأولی، ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠م، مکتبة معاذ بن جبل، مصر، ص٣٠٦۔
(43)۔الإمام النووی،عبد الغنی الدقر،وفاته وما قیل فیه، ص١٩٧۔٢٠٩۔
(44)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل،ص٩٥۔٩٨۔
(45)۔ ذیل مرآة الزمان، الیونینی،موقع الوراق۔
(46)۔تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار،فصل فی ذکر المراثی التی رثاه بها العلماء، ص١١٤۔١٥٣۔
(47)۔ انظر أیضاً: تأملات في سیرة إمام شبکة صید الفوائد، مشعل بن عبد العزیز الفلاحی۔
(48)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل، ص٦٦۔٦٩۔
(49)۔ ومنهم: ابن کثیر وابن العماد وابن العطار والذهبی والسخاوی۔
(50)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الربانی الزاهد، ص٨٧۔١٠٣۔
(51)۔ المنهل العذب الروی، شمس الدین السخاوی،موقع المکتبة الشاملة، ص٢٨۔

Marfat.com

(52)۔ تحفة الطالبين فی ترجمة الإمام محيی الدين، علاء الدين بن العطار، فصل، ص٩٨۔١١٣۔

(53)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الآمر بالمعروف والناهی عن المنكر، ص١٠٤۔١٣٥۔

(54)۔ تذكرة الحفاظ، الذهبی، دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولی،١٤١٩ھ،١٩٩٨م،ج٤، ص٧٦۔

(55)۔ لمنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولياء النووی، السخاوی، موقع الوراق۔

(56)۔ المنهل الراوی من تقريب النوواي، تحقيق مصطفی الخن، دار الملاح، ص١٦۔

(57)۔ تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، شمس الدين الذهبی، دار الكتاب العربی، بيروت، الطبعة الأولی، ١٤٠٧ھ،١٩٨٧م۔

(58)۔ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، ابن العماد الحنبلی۔

(59)۔ انظر أيضاً: العلماء العزاب عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، بيروت١٤٠٢ھ،١٩٨٢م، ص٩٢۔

(60)۔الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، مؤلفات النووی،ص١٥٧۔١٩٠۔

(61)۔الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص١٦٩۔

(62)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولياء النووی، شمس الدين السخاوی، ص١١۔

(63)۔ الإمام النووی،علی الطنطاوی،دار الفكر دمشق،الطبعة الثانية، ١٣٩٩ھ،١٩٧٩م، ص٢٠۔٢١۔

(64)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص١٧٢۔

(65)۔ رياض الصالحين، النووی، تحقيق: مصطفی عمارة، ص١١۔

(66)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص١٦٣۔

(67)۔ الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفكر دمشق،الطبعة الثانية، ١٣٩٩ھ،١٩٧٩م،ص٢٤۔

(68)۔ الإمام النووی،عبد الغنی الدقر،ص ١٦٠۔

(69)۔ الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفكر دمشق، الطبعة الثانية، ١٣٩٩ھ،١٩٧٩م، ص٢٥۔

(70)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولياء النووی، شمس الدين السخاوی، موقع الوراق۔

(71)۔الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفكر دمشق، الطبعة الثانية، ١٣٩٩ھ،١٩٧٩م، ص٢١۔٢٢۔

(72)۔ الإمام النووی عبد الغنی الدقر، ثناء العلماء عليه، ص١٣٦۔١٤٧۔

(73)۔ انظر أيضاً: روضة الطالبين النووی، دار عالم الكتب، ١٤٢٣ھ،٢٠٠٣م، ص٥٣۔٥٤۔

(74)۔ روضة الطالبين النووی، دار عالم الكتب، ١٤٢٣ھ،٢٠٠٣م، ص٥٩۔

(75)۔ يحيیٰ النووی۔ المحدث الفقيه، موقع مقالات إسلام، ويب۔

(76)۔ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج١، تقديم۔

(77)۔ طبقات الشافعية الكبری، تاج الدين السبكی، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤١٣ھ، ج٨، ص٣٩٥۔

(78)۔ سلسلة المبدعون، طارق السويدان،الحلقة الإمام النووی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی امام یحیٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب مبارک: یحیٰ بن شرف بن مرّی الحزامی النووی۔

کنیت: ابوزکریا۔

القاب: محی الدین، قطب الاولیاء، شیخ الاسلام و المسلمین، عمدۃ الفقہاء و المحدثین، صفوۃ الاولیاء و الصالحین، وغیرہ۔

ولادت مبارکہ: محرم الحرام 631ھ، بمطابق 1233ء، بمقام نوی حوران شہرِ شام۔

وفات: 24 رجب المرجب 676ھ، بمطابق 1277ء، بمقام نوی حوران شہرِ شام۔

مسلک: اہل سنت و جماعت۔

مذہب: شافعی۔

ولادت و پرورش:

امام نووی 631ھ کو ,,نوی،، بستی میں محرم الحرام کے درمیانے عشرے میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد ماجد کے ساتھ آپ کے ذریعہ معاش میں آپ کی مدد کرتے رہے، امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب امام نووی علیہ الرحمۃ کی عمر مبارک سات سال ہوئی، تو آپ اپنے والد کی ایک طرف رمضان المبارک کی 27 رات کو سوئے ہوئے تھے، تو آدھی رات کو آپ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیکھا، آپ علیہ الرحمۃ کے والد محترم فرماتے ہیں کہ (میرے بیٹے) نے مجھے جگایا اور عرض کی اے ابا جان! یہ روشنی کیسی ہے، جس کی وجہ سے سارا گھر روشن ہو گیا ہے؟ (آپ کے والد محترم فرماتے ہیں) گھر والوں کو جگایا تو ہم سب کو کچھ نظر نہ آیا، میں نے جان لیا یہ کہ شب قدر ہے۔

640ھ کا نصف سال گزر چکا تھا کہ شیخ یٰسین بن یوسف مراکشی علیہ الرحمۃ ,,نوی،، کی بستی سے گزرے تو آپ علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ امام نووی علیہ الرحمۃ دس سال کے ہیں اور بچے آپ کو اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور کرتے ہیں، تو ان بچوں سے دور رہتے اور ان کے مجبور کرنے کی وجہ سے روتے ہیں۔ اور اس حالت میں قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں، شیخ یٰسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں امام نووی علیہ الرحمۃ کی محبت پیدا ہوئی تو میں اُس شخص کے پاس آیا جو آپ علیہ الرحمۃ کو

Marfat.com

قرآن کی تعلیم دیتا تھا تو میں نے آپ کے بارے میں اس کو وصیت کی اور کہا مجھے امید ہے کہ یہ بچہ اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم وزاہد ہوگا اور لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں گے اُس نے کہا کیا آپ نجومی ہیں (کہ آئندہ والے حالات کی خبر دے رہے ہیں) تو میں نے کہا نہیں یہ کلمات تو میری زبان پر اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائے ہیں۔

تو اس نے اس کا تذکرہ آپ کے والد سے کیا اور آپ کے والد محترم کو اس چیز پر اُبھارا کہ (امام نووی) کو قرآن ختم کرنے دیں اس وقت (امام) نووی بلوغت کے قریب تھے امام نووی بستی نوی میں ہی رہے یہاں تک آپ کی عمر اٹھارہ سال ہوگئی پھر آپ نے دمشق کی طرف سفر کیا۔

آپ کا دمشق میں علم طلب کرنا:

۶۴۹ھ کو امام نووی اپنے والد محترم ابو یحییٰ علیہ الرحمۃ کے ساتھ دمشق میں آئے اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی اس وقت شہر دمشق علماء اور علم طلب کرنے والے شہروں میں شمار ہوتا تھا اور اس شہر کی اہمیت یہ تھی ایک طالب علم کے لیے اس میں مکمل علوم وفنون موجود تھے۔

پہلے اُستاذ:

آپ مفتی شام تاج الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن ضیاء الفرازی المعروف ابن فرکاح علیہ الرحمۃ کے پاس تعلیم حاصل کرتے، اور یہ امام نووی کے پہلے اُستاذ ہیں امام نووی دمشق میں اٹھائیس سال تک رہے اور آپ علیہ الرحمۃ نے دمشق کی اقامت کو اس عرصہ میں کبھی نہ چھوڑا، صرف حج یا امام شافعی کے مزار پر حاضری، یا گھر والوں سے ملنے کے لیے دمشق سے نکلتے تھے، اور آپ مدرسہ رواحیہ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں پڑھتے پڑھاتے اور کتب تصنیف فرماتے رہتے تھے۔

حج کعبہ معظّمہ:

امام نووی دمشق میں آنے کے دو سال بعد اپنے والد محترم علیہما الرحمۃ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے، آپ علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ جب 651ھ کا سال آیا تو میں نے اپنے والد محرت کے ساتھ حج کیا، ہم نے رجب المرجب کے اوّل میں سفر شروع کیا اور میں مدینۃ الرسول میں تقریباً ڈیڑھ ماہ رہا۔ اور آپ علیہ الرحمۃ کے شاگرد علامہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ، مجھے امام نووی علیہ الرحمۃ کے والد محترم نے بتایا کہ جب ہم مقام نوی سے سفر کے لیے نکلے تو (امام) نووی کو بخار ہوگیا اور یوم عرفہ تک مسلسل بخار ہی رہا اس دوران کبھی بھی ا (امام) نووی نے آہ تک نہ کی، اور جب ہم نے مناسک حج پورے کر لیے اور ہم ,نوی،، میں واپس آگئے تو اللہ تعالیٰ نے (میرے بیٹے) یحییٰ بن شرف النووی پر علم کے دروازے کھول دیئے، اور آپ علیہ الرحمۃ ہمیشہ کے لیے علم میں مصروف ہوگئے، اور آپ علیہ الرحمۃ نے شیخ یٰسین بن یوسف مراکشی علیہ لارحمۃ کی طرح عبادات (نوافل وصیام) اور زہد وتقویٰ اپنا لیا اور آخری دم تک اپنے اوقات میں سے کوئی وقت بھی ضائع نہ

Marfat.com

کیا۔امام سخاوی، امام کمال الدمیری، اور امام ابن کثیر علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمۃ نے دو حج کیے تھے۔

طلب علم میں محنت شاقہ:

جب امام نووی مدرسہ رواحیہ میں مقیم اور مطمئن ہو گئے، تو آپ مزید علم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے، اور اپنے دل و دماغ کو تمام توجہ کے ساتھ علم کی طلب میں استعمال کیا۔خود امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سال تک اپنی کمر کو زمین پر نہیں لگایا۔امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ رات و دن علمی طلب و لگن، علم کے لیے نیند کو ترک کرنے، اور اپنے اوقات کو درس و تصنیف اور مطالعہ و تردد علی الشیوخ میں رہنے میں اپنی مثال آپ تھے۔امام یونینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ آپ علیہ الرحمۃ اپنے وقت سے رات و دن میں ایک لحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے یہاں تک کہ راستے میں آتے جاتے بھی علم کی تکرار، اس کو یاد کرنے، یا مطالعہ کرنے میں ہی مصروف رہتے تھے۔اور آپ علیہ الرحمۃ نے سات سال تک اسی طرح علم حاصل کیا۔

علامہ بدر دین بن جماعت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ سوتے کیسے وقت ہیں؟ فرمایا جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو میں کتابوں کے ساتھ ٹیک (کتابوں پر سر رکھ کر) لگا کر سو جاتا ہوں تا کہ یہ کتابیں مجھے جلد بیدار کر دیں۔خود امام نووی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ,,روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین،، کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا سب سے بڑا قرب ہے، اور سب سے بڑی اطاعت اور خیر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، (جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس پر بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے، مفہوم حدیث) اور عبادات کو مضبوط کرنے والا ہے۔

اس محنت شاقہ کا امام نووی علیہ الرحمۃ کو پہلے سال میں ہی یہ ثمر ملا کہ آپ علیہ الرحمۃ کو ابو اسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی کتاب ,,التنبیہ،، تقریباً ساڑھے چار ماہ میں حفظ ہو گئی، اور امام ابو اسحاق کی ہی کتاب ,,المہذب،، کا چوتھا حصہ بھی یاد ہو گیا، اور آپ نے یہ کتاب 650ھ کو قاضی القضاۃ مصر، محمد بن حسین بن رزین کو سنائی۔آپ علیہ الرحمۃ طلب علمی کی ابتداء میں ہی روزانہ مدرجہ ذیل اسباق پڑھتے تھے۔الوسیط، المھذب، جمع بین الصحیحین، صحیح مسلم، اللمّع لابن جنی، اصلاح المنطق لابن سکیت، صرف، اصول فقہ، اللمع لابن اسحاق شیرازی، المنتخب لفخر الدین رازی، اسماء الرجال، اور اصول الدین۔اور آپ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی تو میں نے ان تمام پر مشکل عبارت کی وضاحت اور لغت کے اعتبار سے حاشیہ لگایا۔

علم فقہ:

امام نووی علیہ الرحمۃ نے فقہ شافعی اپنے زمانے کے اکابر علماء سے حاصل کیا آپ علیہ الرحمۃ کو علم فقہ شافعی حفظ تھا اور آپ کی اس پر مظبوط گرفت تھی، ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ آپ کے زمانہ میں آپ علیہ الرحمۃ کی علمی برتری اور مذہب

Marfat.com

شافعی کے حفظ کا علم لہرانے لگا، اور علماء کبار فرمانے لگے کہ امام نووی علم الخلاف (فقہ میں اختلاف ائمہ کرام) ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور ہم سے زیادہ اس کام کے لائق ہیں کہ مذہب شافعی پر کتب تحریر فرمائیں۔ علامہ عبدالرحیم بن حسن الاسنوی طبقات میں فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمۃ مذہب شافعی کے محرر (تحریر کرنے والے) اور اس مذہب کے مہذب و مرتب ہیں۔ اور آپ کی کتب دنیا علم میں مشہور، مبارک، اور نفع بخش ہیں۔ امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، آپ شیخ المذہب اور اپنے زمانہ میں امام الفقہاء تھے۔ اور امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ مذہب شافعی کی معرفت میں سر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور آپ کے شاگرد علامہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ مذہب شافعی، اس کے قواعد، اس کے اصول و فروع، اور اس میں صحابہ و تابعین کے مذاہب، اس میں علماء کے اختلاف و اجماع، کے حافظ تھے۔

علم حدیث:

امام نووی علیہ الرحمۃ محدثین میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں کیونکہ آپ علیہ الرحمۃ فقیہ امت بھی ہیں اور امام محدثین بھی ہیں، اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی عالم میں فقہی تبحر اور علوم حدیث میں مہارت جمع ہو۔ علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری، مسلم، سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، اور نسائی شریف، آپ علیہ الرحمۃ سے سنی (پڑھی)، اور موطا امام مالک، مسند شافعی، مسند احمد بن حنبل، سنن دارمی، مسند ابی عوانہ الاسفراینی، مسند ابی یعلیٰ موصلی، سنن ابن ماجہ، سنن دارقطنی، سنن بیہقی، شرح السنۃ للبغوی، اور امام بغوی کی تفسیر معالم التنزیل، زبیر بن بکار کی کتاب الانصاب، رسالۃ القشیریہ، عمل الیوم واللیلہ لابن السنی، اور خطیب کی کتاب آداب السامع والراوی علاوہ ازیں بہت ساری کتب آپ سے پڑھیں اور میں نے ان تمام کو امام نووی کے مخطوطہ سے نقل کیا۔

علماء کی کثیر تعداد آپ کے علومِ حدیث میں ماہر ہونے کی گواہی دیتی ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام نووی اس علم میں سب کے سردار ہیں اور علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ امام نووی حدیث کے صحیح اور سقیم ہونے کے لحاظ سے اور اُس سے فقہی مسائل مستنبط کرنے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حافظ اور اس کے تمام انواع کے عارف تھے۔ علامہ ابن عطار ہی فرماتے ہیں علماء، حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے اکتسابِ علم کیا اور آپ کے دین، علم، زہد و تقویٰ، معرفت و کرامت پر سب متفق ہیں۔ آپ سے ابن ابی فتح، علامہ مزی، ابن عطار، ابو العباس احمد بن فرح الاشبیلی، رشید بن اسماعیل معلم الحنفی، ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح الحنبلی، ابو الفضل یوسف بن محمد بن عبد المصری اور کثیر آئمہ کرام نے اکتساب علم کیا۔

مسلک:

امام نووی علیہ الرحمۃ کثیر علماء شافعیہ کی طرح اہلسنت و جماعت سے اشاعرہ عقائد کے معتقد تھے (اہل سنت میں اکثر

Marfat.com

احناف ماتریدی اور اکثر شوافع اشعری ہیں چونکہ امام نووی علیہ الرحمۃ شافعی تھے اس لیے آپ بھی اہلسنت و جماعت اشعری تھے) آپ کی کتاب شرح صحیح مسلم میں اہلسنت و جماعت اشعری کے اصولوں پر اکثر عقائد پائے جاتے ہیں۔ امام یافعی اور تاج الدین سبکی علیہما الرحمۃ نے تصریح فرمائی کہ آپ اشعری تھے۔ امام نووی علیہ الرحمۃ کا توحید میں ایک رسالہ بھی ہے جس کا نام المقاصد ہے اس رسالہ میں آپ نے سات مقاصد اور پہلے مقصد کا خاتمہ بیان فرمایا۔ عقائدِ اسلام اور اصولِ احکام میں آپ کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے مکلف پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ تو ایمان رکھے اللہ تعالیٰ موجود ہے معدوم نہیں، قدیم ہے نہ کہ حادث، باقی رہنے والا ہے اس پر عدم نہیں، کوئی چیز اس کی مثل نہیں، قائم بنفسہ ہے، وہ مخصوص جگہ اور محل کا محتاج نہیں ہے، وہ یکتا ہے اس کی ذات، صفات اور افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے قدرت، ارادہ، علم، حیات، سمع، بصر اور کلام ہے، یعنی وہ قدرت رکھنے والا، ارادہ کرنے والا، جاننے والا، ہمیشہ کے لیے زندہ، سننے والا، دیکھنے والا اور کلام کرنے والا ہے۔

اس نے اپنے فضل کے ساتھ رسولوں کو بھیجا اور ان کی عزت کی حفاظت فرمائی اُن چیزوں سے جو اُن کے لائق نہیں تھیں۔ پس انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور بعد میں ہر چھوٹے بڑے نقص و عیب سے معصوم (پاک) ہیں اور ہر ایسی بیماری سے بھی پاک ہیں جس سے طبعاً نفرت کی جاتی ہے مثلاً کوڑھ و نابینا ہونا وغیرہ۔ انبیاء کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں اور علی الاطلاق تمام مخلوقات سے افضل ہیں یہاں تک کہ ملائکہ سے بھی اور ان تمام انبیاء سے ہمارے نبی جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اعلیٰ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کیا اور جن کی شریعت سے تمام شریعتوں کو منسوخ فرمایا اور آپ کے اصحاب تمام زمانوں میں بہترین ہیں اور ان سے افضل ترین ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں اور ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جن کی خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دی گئی جیسے فرشتے، کتب سماویہ، سوالات قبر، مرنے کے بعد زندہ ہونا، حشر و نشر، وزن و میزان، پل صراط، شفاعت، جنت و جہنم اور وہ علم جو ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ ان پر ایمان واجب ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

علم طب:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں علم طب کا شوق پیدا ہوا اور میں نے علم طب حاصل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا، تو میں نے ابن سینا کی مشہور کتاب ''القانون'' شروع کی، تو اچانک میرے دل پر اندھیرا سا چھا گیا اور جو کچھ میں پہلے پڑھا ہوا تھا اس میں دشواری و دقت محسوس کرنے لگا، تو میں اپنے بارے میں بہت فکر مند ہوا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میرے علم طب میں مشغول ہونے کے سبب ایسا ہوا ہے (کہ مجھے علم دین میں دقت محسوس ہونے لگی ہے) تو میں نے فوراً ابن سینا کی کتاب ''القانون'' کو فروخت کر دیا اور جو کچھ طب کے متعلقہ گھر

Marfat.com

میں سامان تھا وہ نکال دیا، تو میرا دل و دماغ سے دشواریاں ختم ہوگئیں اور میں پہلے جیسا ہوگیا۔ (حاصل کلام یہ کہ میں نے علم طب حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا اس لیے میں حاصل نہ کرسکا)

اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ کے اساتذہ کرام بہت زیادہ ہیں خصوصاً فقہ اور حدیث میں آپ نے بہت سارے شیوخ سے اکتسابِ علم کیا انہی دو ولموا علوم میں آپ انتہا درجہ کو پہنچے اور انہی علوم میں اپنے زمانے کے امام ہوئے۔

فقہ کے اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ علمِ فقہ کے اساتذہ کے بارے فرماتے ہیں کہ ہر وہ آدمی میرا استاذ ہے جس کا میرا سلسلہ میرے مذہب کے امام (امام شافعی علیہ الرحمۃ) تک پھر ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے لیکن میں نے ظاہری طور پر فقہ کا علم علماء کی ایک بہت بڑی جماعت سے حاصل کیا جن میں سے چند یہ ہیں۔

1: شیخ الإمام أبو إبراهیم إسحاق بن أحمد بن عثمان المغربی ثم المقدسی رضی اللّٰه عنه

2: أبو محمد عبد الرحمن بن نوح بن محمد بن إبراهیم بن موسی المقدسی ثم الدمشقی رحمه اللّٰه۔

3: أبو حفص عمر بن أسعد بن أبی غالب الربعی الاربلی الإمام المتقن رضی اللّٰه عنه۔

4: أبو الحسن سلّار بن الحسن الإربلی ثم الحلبی ثم الدمشقی رضی اللّٰه عنه۔

علمِ حدیث کے اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ کے علمِ حدیث میں اساتذہ کرام میں سے چند کے نام یہ ہیں:

1: إبراهیم بن عیسی المرادی الأندلسی ثم المصری ثم الدمشقی۔

2: أبو إسحاق إبراهیم بن أبی حفص عمر بن مضر الواسطی۔

3: الشیخ زین الدین أبو البقاء خالد بن یوسف بن سعد النابلسی والرضی بن البرهان

4: شیخ الشیوخ عبد العزیز بن محمد بن عبد المحسن الأنصاری الحموی الشافعی

5: زین الدین ابو العباس الدائم المقدسی۔

6: ابو الفرج عبدالرحمن بن ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامه المقدسی۔

7: قاضی القضاة عمادالدین ابو الفضائل عبد الکریم بن عبد الصمدبن محمد الحرستانی خطیب دمشق۔

8: تقی الدین أبو محمد إسماعیل بن أبی إسحاق إبراهیم بن أبی یسر التنوخی وغیرهم۔

Marfat.com

علمِ اصولِ فقہ میں اساتذہ کرام:

علامہ ابن عطار فرماتے ہیں امام نووی علیہ الرحمۃ علمِ اصولِ فقہ علماء کی ایک بڑی جماعت سے حاصل کیا جن میں سے زیادہ مشہور اور اجل عالم علامہ قاضی ابو الفتح عمر بن بندار بن عمر بن علی بن محمد التفلیسی الشافعی علیہ الرحمۃ ہیں۔ان سے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی کتاب'' المنتخب ''اور امام غزالی کی کتاب '' المستصفی '' کا کچھ حصہ پڑھا باقی کتابیں ان علاوہ دوسروں اساتذہ سے پڑھیں۔

علم نحو اور لغت کے اساتذہ کرام:

1: امام نووی نے علم نحو الشیخ اَحمد بن سالم المصر ی کے پاس پڑھی۔

2: اور علامہ ابن مالک لے پاس آپ کی ہی ایک کتاب پڑھی اور اس پر حاشیہ بھی لگایا۔

3: ورعلامہ فخر المالکی کے پاس ابن جنی علیہ الرحمۃ کی کتاب اللمع پڑھی۔

وصالِ پُر ملال:

24 رجب المرجب 672ھ بدھ کی رات کے اخری تہائی حصہ میں امام نووی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا'' اناللہ وانا الیہ راجعون'' علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ جمعرات کو فوت ہوئے اور جمعہ کے دن نماز کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کی وفات کا اعلان ہوا۔جامع دمشق میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئ آپ کی وفات پر مسلمانوں کو شدید رنج وصدمہ پہنچا۔آپ علیہ الرحمۃ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھے فلسطین میں موت عطاء فرما تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی (آپ علیہ الرحمۃ کی جائے وفات میں بہت اختلاف ہے بعض نے کہا کہ دمشق میں وصال فرمایا اور بعض ''نوی'' اور بعض ''حوران شام'' کا بتاتے ہیں واللہ اعلم بالثواب ،ابوالاحمد غفرلہ)

مزار اقدس:

امام نووی علیہ الرحمۃ اپنی بستی ''نوی'' میں دفن کیے گئے اور آپ علیہ الرحمۃ کا مزار عوام وخواص کے لیے زیارت گاہ ہے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ کی زندگی:

امام نووی علیہ الرحمۃ نے بہت سخت زندگی گزاری، آپ خوراک میں قناعت فرماتے تھے، تارک الشھوات، عابد، اور خوف خدا تعالیٰ جیسی صفات سے موصوف تھے۔رات ودن میں صرف ایک ہی لقمہ کھاتے تھے اور صرف سحری کے وقت ہی پانی پیتے تھے، اور جب پانی پیتے تو ٹھنڈا پانی نہ پیتے، دنیا کی تمام تر لذتوں کو آپ علیہ الرحمۃ نے ترک فرما دیا تھا۔عالمہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں دیکھا کہ ایک آدمی آپ علیہ الرحمۃ کے پاس ککڑی لے کر آیا تا کہ آپ اس کو تناول فرمائیں

Marfat.com

لیکن آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں اس کو کھاؤں تو اس کی تری کی وجہ سے مجھ پر نیند غالب ہو جائے (لہٰذا اس لیے میں اس کو نہیں کھاؤں گا)، امام نووی علیہ الرحمۃ نے نکاح نہیں فرمایا تھا اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔

تالیفات:

1: المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج .

2: روضة الطالبين وعمدة المفتين، فقہ میں۔

3: منهاج الطالبين وعمدة المفتين، فقہ میں۔

4: رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، حدیث میں۔

5: الأذكار المنتخب من كلام سيد الأبرار .

6: التبيان فی آداب حملة القرآن .

7: التحرير فی ألفاظ التنبيه لأبی إسحاق الشيرازی، لغت میں۔

8: العمدة فی تصحيح التنبيه .

9: الإيضاح فی المناسك، فقہ میں۔

10: إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق، مصطلح الحدیث میں۔

11: التقريب والتيسير فی معرفة سنن البشير النذير، مصطلح الحدیث میں۔

12: الأربعون النووية، حدیث میں۔

13: بستان العارفين فی الرقائق .

14: مناقب الشافعی .

15: مختصر أسد الغابة فی التراجم .

16: الفتاوى أو المسائل المنثورة .

17: أدب المفتی والمستفتی .

18: مسائل تخميس الغنائم .

19: مختصر التذنيب للرافعی .

20: دقائق الروضة .

21: دقائق المنهاج .

22: تحفة طلاب الفضائل فی التفسير والحديث .

Marfat.com

23: الترخيص فی الإكرام والقيام، فقہ میں۔

24: مختصر آداب الاستسقاء ۔

25: رؤوس المسائل ۔

26: مسألة نية الاغتراف ۔

تعارف ریاض الصالحین:

یہ امام نووی علیہ الرحمۃ کی حدیث پر مشہور ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے اس کا پورا نام ''ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین'' ہے اس میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے وعظ، ترغیب وترہیب کے لحاظ سے احادیث کو جمع فرمایا ہے، یہ کتاب ایک طالب کے لیے بہترین کتاب ہے، اس میں آپ علیہ الرحمۃ نے ظاہری زندگی کے آداب اور باطنی آداب بھی ذکر فرمائے ہیں، اور اس کتاب میں فکر آخرت کے لیے بہت کچھ نقل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص خصوصاً سالکین کے لیے مفید ہے کیونکہ اس میں زہد، ریاضات نفس، اخلاق کی تہذیب، دل کی پاکی وعلاج اور اس کو شہوات سے دور رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور یہی چیزیں عارفین کا اصل مقصد ہوتی ہیں، جن کے ساتھ وہ واصل الی اللہ ہوتے ہیں۔ پھر اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جو کتاب (نئے موضوع پر) شروع کی جاتی ہے، اس کے لحاظ سے آیات قرآنیہ بھی ذکر کی جاتی ہیں، علماء کے نزدیک حدیث مبارکہ میں تصوف کے موضوع پر یہ ایک جامع کتاب ہے جو اپنی خوبیوں کے وجہ سے ممتاز ہے اور اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

ترجمہ بتصرف: ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

قال الله تعالى في كتابه الكريم

في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال

۱۳۸۵

Marfat.com

کِتَابُ الْاِخْلَاصِ

کتاب: اخلاص کے متعلق

۱- بَابُ الْاِخْلَاصِ وَاِحْضَارِ النِّیَّۃِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَعْمَالِ وَالْاَقْوَالِ وَالْاَحْوَالِ الْبَارِزَۃِ وَالْخَفِیَّۃِ

سب ظاہر اور پوشیدہ اعمال ٗ اقوال اور احوال اور اخلاص میں ارادہ کو ساتھ رکھنے کا تذکرہ

تشریح:

کتاب کا لغوی معنی: ا۔واجب کرنا،۲۔لکھنا،۳۔فوج کے دستے بنانا،۴۔خط وکتابت کرنا۔

کتاب کا اصطلاحی معنی: وہ صحیفہ جو ایسے متعدد مسائل کا جامع ہو جو جنساً متحد ہوں اور نوعاً وصنفاً مختلف ہوں اور وہ صحیفہ ابواب اور فصول پر منقسم ہو۔(تبیان القرآن، ج۱،ص۳۴۱،خزائن التعریفات،ص۲۹۴)

اخلاص کا معنی: اخلاص کے لغوی معانی،ا۔بے کھوٹ،۲۔بے ملاوٹ،۳۔طاعات میں ریاء(دکھاوے) کو ترک کرنا۔(المنجد وغیرہ)

اخلاص کی تعریف: دل کو ریاء کی ملاوٹ کے شائبہ سے پاک کرنا۔(خزائن التعریفات،ص۱۹)

نیت کا لغوی معنی: 1 ارادہ کرنا 2 قصد کرنا۔(المنجد)

نیت کی تعریف: 1: کسی کام کا ارادہ کرنا جو اُس کام سے ملا ہوا ہو۔ 2: نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی چیز کا ہو۔(خزائن التعریفات،ص۳۹۵)

نیت کی شرعی تعریف: شریعت میں عبادت کے ارادے کو نیت کہتے ہیں۔

(نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج۱،ص۲۲۴ بحوالہ تلویح)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ۝﴾ (البینۃ: 5)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف ہو کر اور

Marfat.com

نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

حضرت اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، بعض صوفیاء فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ تیرے عمل پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور مطلع نہ ہو، اور نہ ہی اس میں تیرے نفس کو دخل ہو، بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اُس نے تجھے اپنی عبات کا اہل بنایا ہے اور تجھے اپنی عبادت کی توفیق بخشی، اب اُس سے عبادت کا اجر وثواب اور بدلہ بھی طلب نہیں کرنا چاہیے۔ (روح البیان، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج: 37)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں، اور نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ قربانی کرنے کے بعد مشرکین، قربانی کا خون کعبہ میں چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے وہاں بکھیرتے تھے، مسلمانوں نے بھی ایسا کرنے کا ارداہ کیا تو اُس وقت یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری، تفسیر زاد المسیر تحت آیت مذکورہ)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، اس آیت کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اُس کو سبب تَقَرُّب جانتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، (خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

حکیم الامت مفت احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جائے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے، ایصال ثواب کا مذاق اُڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں، خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً، نقلاً ہر طرح ثابت ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت کے قبول نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان، تحت آیت مذکورہ)

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عمل کے قبول ہونے کے لیے تقویٰ اور اخلاص کی ضرورت ہے، اگر یہ چیز موجود نہیں ہے تو وہ عمل اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ (تفسیر در منصور، روح المعانی، ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: 29).

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: تم فرمادو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

Marfat.com

علم باری وتعالیٰ: علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ عزّ جل اپنے بندوں کو بیان فرما رہا ہے کہ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے بلکہ دلوں میں چھپے بھیدوں کو بھی جانتا ہے کوئی چیز اُس سے مخفی نہیں اس کا علم اپنے بندوں کے تمام احوال اور اوقات کو محیط ہے زمین و آسمان میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ ریت کا ذرہ ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ، ج ۲، ص ۲۶)

اللہ تعالیٰ ہر وقت ہمیں اپنی نگاہ رحمت میں رکھے، اور ہمیں ہر نیک عمل میں اخلاص کی دولت عطاء فرمائے، ریاء کاری سے ہمیں اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

....

اعمال میں نیات کی اہمیت وفوائد:

(۱) وَعَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَیْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ رِیَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بنِ غالبِ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا، اَوْ امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلٰی صِحَّتِهٖ رَوَاهُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِیْنَ، اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْجُعْفِیُّ الْبُخَارِیُّ، وَاَبُو الْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَیْرِیُّ النَّیْسَابُوْرِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ صَحِیْحِهِمَا اَلَّذَیْنِ هُمَا اَصَحُّ الْکُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ۔

◄ امیر المؤمنین ابو حفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عملوں کا انحصار ارادے پر ہے سو جو آدمی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے ہجرت کرے گا تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہوگی اور جس

(۱) (بخاری شریف، باب کیف کان بدء الوحی رقم الحدیث ۱) (مسلم شریف باب قولہ: انما الاعمال الخ رقم الحدیث: ۱۹۰۷) (ابو داؤد شریف کتاب الطلاق رقم الحدیث ۲۰۲۱) (ابن ماجہ شریف ابواب الزہد جلد ا، ۳۲۱) (نسائی شریف کتاب الطہارۃ جلد ا، ۲۴) (نسائی شریف کتاب الطلاق جلد ۳، ۱۰۴) (نسائی شریف کتاب الایمان والنذور جلد ۲، ۱۴۴) (سنن الکبریٰ بیہقی کتاب الطہارت جلد ا، ۴۱) (موطا امام مالک) (مسند احمد بن حنبل جلد ا، ۲۵) (الترغیب والترہیب جلد ا، ۵۶) (مسند ابو داؤد طیالسی رقم ۳۷) (حلیۃ اولیاء جلد ۶، ۳۴۲) (مسند بزار رقم الحدیث ۲۵۷) (کتاب الزہد جلد ا، ۲۲۸) (صحیح ابن حبان رقم ۳۸۸) (تفسیر بغوی جلد ا، ۴۳۱) (صحیح ابن خزیمہ رقم ۱۴۲) (تلخیص الحبیر جلد ا، ۵۵) (طحاوی شریف رقم صفحہ ۹۶) (مسند حمیدی جلد ا، ۲۸) (التمہید جلد ۷، ۱۰۶) (تاریخ بغداد جلد ۴، ۲۴۴) (تاریخ دمشق جلد ا، ۴۰۳) (فتح الباری جلد ا، ۹) (دار قطنی جلد ا، ۵۱) (تاریخ اصفہان جلد ۲، ۱۵) (مشکوۃ شریف جلد ا، ۱۱) (شرح السنۃ جلد ا، ۴۰۱) (مسند الشہاب رقم ۱۱۷۱) (اتحاف السادۃ للمتقین جلد ۲، ۳۸۰) (تفسیر ابن کثیر جلد ۲، ۳۴۵) (تفسیر روح المعانی جلد ۳، ۹۲) (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۰، ۱۱۸)

Marfat.com

آدمی نے دنیاوی مطلب کو حاصل کرنے یا کسی خاتون سے شادی کرنے کے واسطے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کی جانب ہوگی' جس جانب اس نے ہجرت کی تھی۔ اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے۔

نقل کیا ہے اس حدیث مبارکہ کو محدثین کے دو اماموں حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی بخاری اور حضرت امام ابوحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری علیہما الرضوان نے اپنی اپنی صحیح میں جن دونوں کتابوں میں صحیح احادیث لکھی گئی ہیں۔

حل لغات:

الحفص: شیر کو کہتے ہیں۔

اِنَّمَا: کلمہ حصر ہے اور بعد والے حکم کو پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔

اَلْاَعْمَالُ: عمل کی جمع ہے اس کا معنی کام کرنا، محنت کرنا آتا ہے۔

بِالنِّیَّاتِ: مصدر یا اسم مصدر ہے اور ,,النیّة،، کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے قصد، دل کا پختہ ارادہ، کبھی یاء کی تخفیف سے ,,النیة،، بھی کہتے ہیں۔

هِجْرَةُ: کا معنی ترک وطن اور جدائی آتا ہے۔

یَنْکِحُ: کا معنی عورت سے نکاح کرنا، بارش کا زمین میں جذب ہونا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پہلے انکا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات:

نام مبارک: عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کنیت: ابوحفص۔

لقب: فاروق، عزة الاسلام، شوکة الاسلام، وغیرہ۔

والد کا نام: خطاب۔

والدہ کا نام: حنتمہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان زمانۂ جاہلیت میں بھی ممتاز تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے جن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں سرگرم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ ,,اے اللہ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ذریعے اسلام کو عزت عطاء فرما،، (ترمذی) تو صبح کو ہی دعا قبول ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

اسلام کی گوش میں آگئے۔(الاصابہ تحت ع مع میم بتصرف)

ان کے کے اسلام لانے کا بعد چالیس مسلمانوں کا عدد مکمل ہو گیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان والے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام لانے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔اور انکو فاروق کا لقب دیا گیا جس دن وہ اسلام لائے اُس دن سے اسلام کا ظہور اور غلبہ ہو گیا۔انہوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں ان کی تعداد 537 ہے ان میں سے صحیح بخاری و مسلم میں اکیاسی احادیث ہیں۔

(نعمۃ الباری، ج۱،ص118،)

دورِ خلافت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت دس سال ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ہوئی، جس میں عراق، شام، بیت المقدس، مصر، وغیرہ شامل ہیں،

خصوصیات:

1: خوف خدا بہت زیادہ تھا، قرآن کریم پڑھتے وقت اس کیفیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا اور فرماتے کہ کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔(کنز العمال، ج۶،ص۳۴۵،)

2: حب رسول اور اتباع سنت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی تو روتے روتے بیتاب ہو جاتے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد اقصیٰ میں اذان دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوگئی۔اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔(فتوح الشام)

3: زہد و قناعت: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں پر بارہ بارہ پیوند دیکھے گے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھانا، لباس، بستر غرض ہر چیز انتہائی سادہ تھی۔

4: تواضع: صدقے کے اُنٹوں کے بدن کو خود تیل ملتے اور فرماتے کہ مسلمانوں کا والی اُن کا غلام بھی ہوتا ہے۔

(کنز العمال، ج۶،ص۳۵۳)

5: آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔

6: عدل و انصاف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر نامی منافق کا سر قلم کر کے فرمایا،، ھکذا اقضی لمن لم یرض بقضاء اللہ و رسولہ،، جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے راضی نہیں تو میں اس کا فیصلہ ایسے کرتا ہوں۔(یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑا عدل وال انصاف ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر قلم فرمایا)

(تفسیر جلالین، مظہری، در منصور، طبری، نعیمی، وغیرہ، تحت سورۃ نساء: آیت ۶۵،)

Marfat.com

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات:

☆---آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تاریخ اور سالِ ہجری جاری کیا۔

☆---آپ نے ہی سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔

☆---آپ نے ہی سب سے پہلے ماہ رمضان نمازِ تراویح باجماعت جاری فرمائی۔

☆---آپ نے ہی سب سے پہلے شراب پینے والے پر اسّی کوڑے حد لگوائی۔

☆---آپ نے ہی سب سے پہلے دفاتر قائم کیے اور وزارتیں معین ومقرر فرمائیں

(امام جلال الدین السیوطی، تاریخ الخلفاء مترجم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، پروگریسو بکس، اکتوبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۲)

شہادت:

مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نے جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی بدھ کے روز صبح کی نماز میں چھ وار کیے تھے جس کی وجہ سے چند دن بیمار رہ کر ہفتہ کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو جام شہادت نوش کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سہیب رومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرور کونین کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

حدیث کے وارد ہونے کا سبب:

امام طبرانی نے مضبوط سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ہم میں سے ایک شخص نے مکہ میں ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اُس عورت کا نام قیلہ اور اس کا لقب اُم قیس تھا (اکثر محدثین اس کا نام بھول گئے ہیں) اس عورت نے شادی سے انکار کیا اور شرط لگائی کہ اگر وہ شخص ہجرت کرے تو وہ اس سے شادی کر لے گی۔ اُس شخص نے ہجرت کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا اس وجہ سے ہم اس شخص کو مہاجر اُم قیس کہتے تھے۔

(نعمۃ الباری، جلد ۱، ص 118، کشف المشکل، ج ۱، ص ۱۶، فتح الباری، ج ۱، ص ۸، فضل الباری، ج ۱، ص ۱۳۹، عمدۃ القاری ج ۱، ص ۲۸،)

حدیث کی عظمت کے متعلق علماء کے اقوال؛

امام وعلامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیونکہ اس حدیث میں نیت بیان ہے اور اسلام کے احکام کی بجا آوری تین طرح سے ہوتی ہے۔ ۱۔ قول سے، ۲۔ فعل سے، ۳۔ نیت سے لہٰذا نیت تہائی اسلام ہے۔ (عمدۃ القاری، ج ۱، ص ۴۹، تحت حدیث مذکورہ،)

امام بیہقی نے اس کی توجیہ یہ فرمائی ہے کہ علم یا دل سے ہوتا ہے یا زبان سے یا بقیہ اعضاء سے اور نیت عمل دل کا ہے اس لیے حدیث علم کا تیسر حصہ ہوئی۔ (مرقاۃ تحت حدیث مذکورہ،)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

علماء اپنی تصانیف میں اس حدیث کو سب سے پہلے لکھتے ہیں کیونکہ عموماً اس کی حاجت پڑتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تمام اعمال میں اصل چیز نیت ہے۔

عبدالرحمان مہدی یہ کہتے تھے کہ جو شخص بھی کوئی کتاب تصنیف کرے اس کو چاہیے کہ اس کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لکھے۔ (کتاب الاذکار، ج اص ٦٦)

اسی وجہ سے تمام محدثین نے اپنی تصانیف کا افتتاح اس حدیث سے کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں فقہ کے ستر ۷۰ ابواب ہیں۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما العمال بالنیۃ، ج ۷، ص ۵۳،)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو ثلث علم قرار دیا ہے۔ (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری و مرقاۃ)

امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کو ثلث اسلام قرار دیا ہے، (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: کہ اصول اسلام تین احادیث پر مشتمل ہیں۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے (صحیح بخاری:۱) (۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے (صحیح بخاری:۵۲)

(۳) جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی عبادت نکالی جس کا دین میں منشاء نہ ہو وہ مردود ہے۔

(صحیح بخاری:۲۶۹)

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ فقہ کا مدار پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے۔ (بخاری:۱)۔ (۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے (صحیح بخاری:۵۲)۔ (۳) میں نے تم کو جس کام سے منع کیا اس سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو جس کام کا حکم دیا ہے اُس پر جس قدر تم عمل کر سکتے ہو عمل کرو (مسلم:۱۳۳۷)۔ (۴) کسی کو ضرر نہ پہنچاؤ (سنن ابن ماجہ:۲۳۴۱)۔ (۵) دین خیر خواہی ہے۔ (بخاری:۵۷)۔

نیت اور اختلافِ ائمہ کرام:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فرماتے ہوئے حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ۔

تمام ائمہ کرام کے نزدیک اعمال سے مراد اچھے عمل ہیں اور اعمال کا مضاف یعنی ,,حکم الاعمال،، مقدر ہے۔ احناف کے نزدیک حکم سے حکم اُخروی یعنی ثواب مراد ہے۔ لیکن شوافع کہتے ہیں کہ حکم سے مراد حکمِ دنیاوی یعنی صحتِ عمل ہے۔ تو احناف کے نزدیک حدیث کا معنی ہوگا کہ اعمال کا ثواب عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیتِ عبادت نہیں تو عمل ہو جائے گا لیکن ثواب نہیں ملے گا) اور شوافع فرماتے ہیں کہ عمل کا صحیح ہونا عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیت ہوگی تو عمل صحیح ہوگا اگر نہیں ہوگی تو صحیح نہ ہوگا)۔ یہ اختلاف وضو میں ظاہر ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک اگر وضو کی نیت نہ ہو تو وضو ہو جاتا ہے لیکن وضو کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔ اور شوافع کے نزدیک تو سرے سے وضو ہی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

احناف کی طرف سے الزامی جواب یہ ہے کہ نکاح، تجارت، سعی جمعۃ المبارک، کی نیت نہ ہو تو یہ تمام اعمال آپ (شوافع) کے نزدیک بھی صحیح ہو جاتے ہیں، یعنی آپ بھی کہتے ہیں کہ اگر نکاح میں آدمی یہ نیت نہ کرے کہ میں سنتِ نبوی کو اداء کررہا ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح تمام مذکورہ امور کا حال ہے کہ وہ نیت کے بغیر بھی صحیح ہو جاتے ہیں لہٰذا شوافع کے معنی پر نقض وارد ہو گیا۔

احناف کے نزدیک حکم سے مراد حکم ثواب ہے اس پر قرینہ لفظی ومعنوی دونوں موجود ہیں۔

1: قرینہ لفظی:

حکم سے مراد صحتِ عمل لینے پر اجماع نہیں لیکن ارادہ ثواب سے عمل کرنے پر ثواب کے ملنے پر سب کا اجماع قائم ہے، کہ نیت ثواب کے ساتھ عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

2: قرینہ معنوی:

اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت ہی فرمایا۔ اور عورت و دنیا کی طرف آنے کو بھی ہجرت ہی فرمایا، پتہ چلا کہ حکم سے مراد حکم اُخروی (ثواب) ہے۔ حکمِ دنیاوی (صحتِ عمل) نہیں ورنہ دونوں کے لیے الفاظ مختلف ہوتے، لیکن ایسا نہیں دنیا میں دونوں کو ہجرت کہا گیا ہے۔ اگر شوافع کا معنیٰ صحیح ہوتا تو دنیا و عورت کی طرف آنے والے کو مہاجر نہ کہا جاتا۔ (تقریرات علی البخاری از پیر محمد افضل قادری مدظلہ)

ہجرت کی تعریف اور اس کی اقسام:

ہجرت کا لغوی معنی ہے: ترک کرنا (مختار الصحاح، ص۲۹۷، بیروت)

ہجرت کا اصطلاحی معنی: کافروں کے علاقے کو ترک کر کے مسلمانوں کے علاقے میں جانا یا دار الخوف کو ترک کر کے دار الاسلام کی طرف جانا۔

ہجرت کی تعریف: علامہ سید میر شریف جرجانی علیہ الرحمۃ ہجرت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هی ترك الوطن الذی بین الکفار و الانتقال الی دار الاسلام

(کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص۱۸۲)

ترجمہ: کفار کے علاقے کے درمیان جو وطن ہے اس کو چھوڑ کر اسلامی ریاست کی طرف منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔

ہجرت کی اقسام:

(۱) ابتداء میں مسلمانوں کا مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا، دار الخوف سے دار الامن کی طرف ہجرت ہے، یا جیسے اب مسلمانوں کا بھارت سے برطانیہ، امریکہ، ہالینڈ، یا بعض، افریقی، ممالک کی طرف ہجرت کرنا۔

Marfat.com

(۲) مسلمانوں کا مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا، یا بعد میں اسلام لانے والوں کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔

(۳) جو شخص کافروں کے ملک میں رہتا ہو وہاں شعار الاسلام اور اظہار دین پر قادر نہ ہو تو اس پر دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے، جیسے بھارت سے مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔

(۴) بُرے کاموں کو ترک کر کے نیک کاموں کی طرف ہجرت کرنا، حدیث میں ہے: مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے ہجرت کرے۔ (بخاری: ۱۰) مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کرے (سنن ابن ماجہ: ۳۹۴۳) مہاجر وہ ہے جو بُرائیوں سے ہجرت کرے (مسند احمد، ج ۲، ص ۲۰۶)

(۵) آخری زمانہ میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا، تو لوگ شام کی طرف ہجرت کریں گے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی۔ پھر روئے زمین کے نیک لوگ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہجرت کو لازم پکڑیں گے، اور روئے زمین کے بُرے لوگ اپنی جگہوں پر رہیں گے۔ (سنن ابو داؤد، ص ۲۴۸۲)

ہجرت ختم ہوگئی یا باقی رہے گی:

ہجرت کے بارے میں احادیث میں تعارض ہے بعض میں فرمایا گیا کہ ہجرت قیامت تک جاری رہے گی۔ اور بعض میں فرمایا گیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ جن احادیث میں ہجرت کے منقطع ہونے کا بیان ہے وہ یہ ہیں۔

1: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَا هِجرَةَ بَعدَ الفَتحِ وَلٰكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا استُنفِرتُم فَانفِرُوا، (بخاری: ۲۷۸۳)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

2: عَن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: زُرتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيدِ بنِ عُمَيرِ اللَّيثِيِّ فَسَأَلنَاهَا عَنِ الهِجرَةِ فَقَالَت: لَا هِجرَةَ اليَومَ كَانَ المُؤمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُم بِدِينِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَن يُفتَنَ عَلَيهِ فَأَمَّا اليَومَ فَقَد أَظهَرَ اللّٰهُ الإِسلَامَ وَاليَومَ يَعبُدُ رَبَّهُ حَيثُ شَاءَ وَلٰكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، (بخاری: ۳۹۰۰)

ترجمہ: حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کی تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آج کل ہجرت نہیں پہلے مؤمنین کو خطرہ تھا۔ کہ ان کو آزمائش میں

Marfat.com

مبتلا کیا جائے گا تو وہ اپنے دین کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطاء فرما دیا ہے اب مؤمن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

3: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ : النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ: مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ: عَلَى مَا تُبَايِعُنَا قَالَ: عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ، (بخاری: 2962، مسلم: 1863،)

ترجمہ: حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی معبد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تا کہ آپ اس کو ہجرت پر بیعت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت مہاجروں کے لیے ختم ہو چکی ہے تو میں نے عرض کی پھر آپ ہماری کسی چیز پر بیعت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

یہ وہ احادیث ہیں جن میں ہجرت کے ختم ہو جانے کا فرمایا گیا اور جس حدیث میں ہجرت کے قیامت تک باقی رہنے کا فرمایا گیا وہ یہ ہے۔

1: عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، (سنن ابو داؤد: ۲۴۷۹)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہو، اور اس وقت منقطع ہوگی جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

ان احادیث میں تطبیق یہ ہے۔ کہ ابتداء اسلام میں ہجرت فرض تھی اور فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی، اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں ہے۔ لہٰذا جو ہجرت منقطع ہو چکی وہ فرض تھی اور جو ہجرت قیامت تک باقی رہے گی وہ مستحب ہے۔ (نعمۃ الباری، ج۱، ص122،)

لیکن امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے یہ تطبیق فرمائی ہے کہ اب مکہ سے ہجرت فرض نہیں (کیونکہ وہ دار الاسلام بن چکا ہے) باقی وہ جگہیں جہاں دین اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جا سکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے،

(عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، ج۱، ص۷۹، حدیث: ۲۷۸۳،) واللہ اعلم۔

سوال: عورت بھی تو دنیا میں شامل تھی پھر اس کا مستقل ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب: 1۔ اس کا جواب علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ عورت کا فتنہ بہت سخت ہے اس لیے اس کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: 2۔ اس لیے عورت کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔ کہ عورت ہی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب تھی۔

Marfat.com

قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں:

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں اور فاہدے بیان فرمائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1: بحولہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

2: بدولت تکبیر (اذان) عذابِ نار سے امان۔

3: جوابِ سوالات کا یاد آجانا۔

4: ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا۔

5: بہ برکتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ رحمت۔

6: بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

7: زوالِ غم وسرور وفرحت۔

8: میت کے لیے تدبیر دفع شیطان سے اتباعِ سنّت۔

9: تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

10 دعاء عند القبر سے اِتباعِ سنت۔

11: بقصدِ نفع میت قبر پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

12: مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

13: ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

14: مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغز عبادت فرمایا۔

15: مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔

اللہ اکبر، اشھد ان لاالہ الااللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، لاالہ الااللہ، اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں۔ میت کے لیے وہ سات فائدے (پہلے سات ہیں) اور احیاء کے لیے پندرہ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور،)

مسجد میں جانے کی 63 نیتیں:

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کے لحاظ سے تحریر کیں ہیں۔

Marfat.com

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے مسجد میں جانے کی چالیس نیتیں بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:,,نیۃ المومن خیر من عملہ رواہ البیھقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالی عنھما،، مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے، اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔(المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث:۵۹۴۲، مطبوعہ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت، ج۶ص۱۸۵)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہیا یک ایک فعل کو اپنے لیے کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد کیا ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر (فرشتے) ایک نیکی لکھیں گے، اور دوسرے (قدم) پر گنا محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

1:اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

2:خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

3 شعارِ اسلام ظاہر کروں گا۔

4:داعی اللہ کی اجابت کروں گا۔

5:تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

6:مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

7:اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتیٰ بہ پر (نفلی) اعتکاف کے لیے ورزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کے نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

8:امرِ الٰہی ,,خذوا زینتکم عند کل مسجد،،(اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ) امتثال کو جاتا ہوں۔

9:جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

10:جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔

11:جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

12:علماء کی زیارت۔

13:نیک مسلمانوں کا دیدار۔

14:دوستوں سے ملاقات۔

Marfat.com

15: مسلمانوں سے میل۔

16: جو رشتہ دار ملیں گے اس سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم۔

17: اہل اسلام کو سلام۔

18: مسلمانوں سے مصافحہ۔

19: اُن کے سلام کا جواب۔

20: نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

22،21: مسجد میں جاتے، نکلتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔ بسم اللہ الحمد والسلام علی رسول اللہ ۔

24،23: دخول وخروج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وآلِ حضور، وازواجِ حضور، پر درود بھیجوں گا، صلّ علٰی سیدنا محمد و علٰی آل سیدنا محمد و علٰی ازاوج سیدنا محمد۔

25: بیمار کی مزاج پرسی۔

26: اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

27: جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یرحمک اللہ کہوں گا۔

29،28: امر بالمعروف ونہی عن منکر کروں گا۔

30: نمازیوں کو وضو کا پانی دوں گا۔

32،31: خود موذن ہے یا مسجد میں کوئی موذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا، اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پا چکا، ,,فقد وقع اجره علی الله،، اللہ تعالیٰ اسے اجر عطاء فرمائے گا۔

33: جو بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔

34: اندھے کی دستگیری کروں گا۔

35: جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

36: موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

37: دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

39،38: مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔

40: راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھوں گا۔

Marfat.com

,,الی غیر ذلك من نیات کثیرۃ،، تو دیکھیے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۳ تا ۶۷۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور،)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ نے ان کے علاوہ 14 نیتیں اور لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

41: اگر کوئی ضرورت مند نظر آیا تو اس کی مدد کروں گا۔

42 کسی سائل کو حسب استطاعت خیرات دوں گا۔

43 اگر راستہ میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ملی تو اُٹھا کر ایک طرف کر دوں گا۔

44 راستہ میں اگر عورتیں نظر آئیں تو نگاہ نیچی کر کے گزر جاؤں گا۔

45 کسی مسلمان سے بات کرنی پڑی تو شائستگی اور ملائمت سے کروں گا۔

46 اگر راستہ میں کوئی جنازہ ملا تو اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اُتر جاؤں گا یا کھڑا ہو جاؤں گا۔

47 اگر کہیں سے میوزک (گانے) کی آواز آئی تو وہاں سے جلدی گزر جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کانوں میں انگلیاں دے کر گزروں گا۔

48 مسجد میں جانے کے لیے طویل مسافت کی راہ اختیار کروں گا، تا کہ زیادہ چلنے کی وجہ سے زیادہ اجر و ثواب ملے۔

49 جب تک مسلمان مسجد میں باوضو رہتا ہے فرشتے اس لے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ سو وہ فرشتوں کی دعا کے حصول کی نیت کرے۔

50 خلوت میں بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول رہوں گا۔

51 قرآن مجید کی تلاوت کروں گا۔

52 اگر مسجد میں وعظ ہو رہا ہو گا تو وعظ سنوں گا۔

53 سنت الوضو پڑھنے کی نیت کرے۔

54 مسجد میں بیٹھ کر امورِ آخرت میں غور و فکر اور توبہ استغفار کرنے کی نیت کرے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۹۲۴، ۹۲۵)

اور چند نیتیں ہم اپنی طرف سے شامل کرتے ہیں۔

55: مسجد میں اگر گرد و غبار ہوا تو صفائی کروں گا۔

56: مسجد کو بد عقیدہ لوگوں کے انتشار سے محفوظ رکھوں گا۔

57: مسجد کی اشیاء کو با حفاظت مسجد میں ہی استعمال کروں گا۔

Marfat.com

58: مسجد میں لائبریری ہو تو اس سے استفادہ کروں گا۔

59: مسجد میں لوگوں کو اپنے قول اور فعل سے تکلیف نہ دوں گا۔

60: مسجد میں نماز کے لیے عمامہ کا استعمال کروں گا۔

61: مسجد کو بچوں کے شور شرابے سے محفوظ رکھوں گا۔

62: مسجد کی اپنی طاقت کے مطابق مالی خدمت کروں گا۔

63: اور مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منکروں اور بد مذہبوں کو مسجد سے حتی الامکان نکالوں گا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نیتیں ہیں۔ اور آپ جتنی اچھی نیتیں کریں سب کا ثواب ملے گا۔

خوشبو استعمال کرنے کی 6 نیتیں:

اسی طرح خوشبو لگانا ایک عمل ہے اس میں نیت کرے کہ۔

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے اس لیے خوشبو لگاتا ہوں۔

2: خوشبو لگانے سے مسجد کی تعظیم کا اظہار ہو۔

3: مسجد میں بیٹھنے والوں کو اس کے جسم سے بُری بو نہ آئے۔

4: اگر اس کے جسم سے بُری بو آئی تو نمازیوں کو تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ اس کی غیبت میں پڑ جائیں گے۔

5: نمازیوں اور فرشتوں کو خوشبو سے راحت ہو۔

6: خوشبو سے دماغ کو راحت پہنچتی ہے اور ذکر و فکر میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی خوشبو کی اچھی وجوہات تلاش کر کے ان کی نیت کرے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج۵، ص۹۲۵)

حدیث مذکورہ سے مستنبط ہونے والے دس فوائد:

اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فقیہ اعظم محمد شریف محدثِ کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

ہجرت ایک عمل ہے اگر اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اور امتثال امر مقصود ہے تو موجب برکات ہے، اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے۔ اگر اس میں رضائے حق مقصود ہے تو باعث اجر ہے ورنہ نہیں۔ اب اس حدیث سے جو فوائد مستنبط ہوئے۔ (وہ دس ہیں جو درج ذیل ہیں)

1: ایک شخص اپنے قریبی کو کچھ خیرات دیتا ہے۔ اگر صرف اس کی غریبی کا خیال کر کے دیتا ہے، صلہ رحمی کی نیت نہیں کی تو صدقہ کا تو ثواب پائے گا۔ لیکن صلہ رحمی نہیں ہوگی، اگر محض صلہ رحمی کے لیے دیتا ہے تو صلہ رحمی کا ثواب تو ہوگا، صدقہ کا ثواب نہ ہوگا۔ اگر دونوں کی نیت کرے تو دونوں کا ثواب پائے گا، معلوم ہوا کہ ایک کام میں متعدد نیتیں کرنے سے ہر ایک نیت کا ثواب ملتا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

2: مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس میں بہ بیت اعتکاف بیٹھے تو اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ اگر اعتکاف کی نیت کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے۔ تو بحکم حدیث (جماعت کا منتظر نماز میں ہے) اس کو نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ اگر یہ نیت کرے کہ آنکھ، کان اور تمام اعضاء کی جملہ منہیات سے حفاظت ہوگی، تو یہ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر بڑھوں گا، تو اس کا ثواب بھی پائے گا۔ اگر یہ نیت بھی کرے کہ حج وعمرہ کا ثواب ملے گا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، (کہ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جائے اس کو حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے) تو اس کو یہ ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے، کہ مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہوگا، یا امر بالمعروف اور نہی عن منکر حاصل ہوگا، تو اس کا ثواب بھی ضرور حاصل کرے گا۔ پھر اگر یہ نیت بھی کرے کہ کوئی دینی بھائی مسجد میں ملے گا، اس کی زیارت سے مستفیض ہوں گا، تو یہ اور اجر ہوگا۔ اسی طرح اگر نیت تفکر ومراقبہ کی کرے، کہ مسجد میں تنہا ہو کر دل کی جمیعت کے ساتھ مراقبہ کروں گا، تو یہ اجر بھی پائے گا۔ الغرض جتنی نیتیں کرے گا سب کا ثواب پائے گا۔ کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ ,,وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی،، کا یہی مطلب ہے کہ جو نیت کرے گا وہ پائے گا۔

(فقہ الفقیہ ،فرید بکسٹال لاہور، ص ۸۳،)

3: اسی طرح اگر کسی میت کے ساتھ کوئی شخص نقدی یا غلّہ قبر پر لے جائے اور اُس کی نیت یہ ہو کہ قبر پر مساکین مل سکتے ہیں، نیز عام مساکین جنازہ میں شامل ہو جاتے ہیں، تو کوئی حرج نہیں ہے، میت کے لیے جو کچھ دیا جائے گا، حق سبحانہ و تعالیٰ اُس کا ثواب اس میت کو ضرور پہنچائے گا ہاں اگر اُس کی نیت درست نہیں بلکہ محض دکھاوا ہے۔ تو خواہ گھر کی کوٹھری میں بیٹھ کر خیرات کرے گا تو اُس کا بھی ثواب نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ نیت صحیح نہیں، معلوم ہوا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر نیت خدا کے لیے اور ایصال ثواب کی ہے تو قبر پر لے جانے سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا، اور اگر نیت میں ریاء ہے تو گھر میں بھی کچھ نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے امور میں نیت صحیح ہو نہ یہ کہ ایسے کام ہی چھوڑ دیں۔

4: اسی طرح میت کے بعد تیسرے، یا ساتویں، یا چالیسویں، دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اس میں بھی اگر وارثوں کی نیت یہ ہے، کہ ان دنوں میں مساکین جمع ہو جاتے ہیں یا دوسرے خویش واقارب آجاتے ہیں یا معین کرنے کے سبب کچھ نہ کچھ اداء ہو جاتا ہے۔ تو معین کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ نیت ہو کہ ان اوقاتِ مخصوصہ میں کھانا کھلانا تو پہنچتا ہے، آگے پیچھے کا نہیں پہنچتا تو یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے۔ کہ میت کو جس روز بھی ثواب پہنچانا چاہے تو اس کو پہنچتا ہے۔ کھانا ہو یا نقدی یا قرآن کی تلاوت، کسی دن کو خاص کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر (کسی خاص دن کو معین کرنے میں) مصلحت ہو حرج بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ نیت پر اعمال کا مدار ہے، نیت ایصال ثواب کی ہے تو جس روز بھی صدقہ، خیرات، عبادات، تلاوت قرآن کریم وغیرہ کا ثواب جتنے مسلمانوں بخشے گا۔ تو سب کو پورا، پورا پہنچے گا۔ تیسرا دن ہو یا ساتواں یا دسواں اگر ریاء کاری کے لیے کرتا ہے تو سب کچھ بیکار ہے۔

Marfat.com

5: اسی طرح انسان کے قبر میں جانے کے بعد لوگ بیٹھتے ہیں، اور کلمہ پڑھتے ہیں ان کی نیت یہ ہوتی کہ لوگ خالی بیٹھیں گے تو حقہ نوشی کریں گے یا فضول باتیں کریں گے، کلمہ طیبہ جس کی نسبت حدیث شریف میں افضل الذکر ہے پڑھتے رہیں تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستر 70 ہزار بار ہو جائے اور میت کو بخشا جائے تو میت کی بخشش کی اُمید ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ موجب حدیث ﴿وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی﴾، کلمہ پڑھنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق نہ ملے؟؟۔ جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی تو ضرور اجر ملے گا پھر وہ میت کو بخشیں گے تو ضرور میت کو بھی پہنچے گا۔

6: اسی طرح محفل میلاد کرنا اور جلوس نکالنا، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو اور سلام کی عزت، عظمت، اور ہیبت مخالفین اسلام کے دلوں میں جاگزین ہو تو اسی حدیث کی روح سے جائز ہے کہ ان کاموں میں نیت نیک ہے۔

7: اسی طرح ہر وہ کام جس کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، جیسے (ختم گیارہویں شریف، بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ، نیک نیت کے ساتھ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

8: قرآن شریف جنابت کی حالت میں پڑھنا منع ہے لیکن اگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے۔ مثلاً وہ آیات جن میں دعا ہے جنبی کو بہ نیت قرأت پڑھنا حرام ہے اور بہ نیت دعا درست ہے۔

9: اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلْقِ تلکَ الصَّحیفة، اَلْقِ تلکَ الصَّحیفة، اس صحیفہ کو ڈال دے، اس صحیفہ کو ڈال دے، وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں، نیک عمل کیے ہم نے سنا دیکھا اس کے نیکیوں کے دفتر میں لکھا اب اسے کس طرح ڈال دیں؟ حکم ہوگا کہ ,,لم یرد به وجهی،، کہ اس بندہ نے اس عمل میری رضا کا ارادہ نہیں کیا یعنی اس کی نیت اس عمل میں میری رضا کی نہ تھی، اس لیے میرے حضور میں قبول نہیں۔ اسی طرح ای دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا ,,اُکتب لفلان کذا و کذا،، فلاں بندے کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں نیک عمل لکھدے، فرشتہ عرض کرے گا کہ خدایا اس نے تو یہ کام کیا ہی نہیں، تو کیسے لکھوں؟ حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہو سکا۔ سبحان اللہ دیکھئے نیت نیک کرنے سے بغیر کیے اعمال کا ثواب مل گیا۔ اور بُری نیت سے کیے ہوئے اعمال ضائع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اخلاص کی توفیق دے۔

10: الحاصل: ہر کام میں نیک نیت ہونا چاہیے، (اور جتنی زیادہ نیتیں ہوں گئیں ثواب بھی زیادہ ہوگا) حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا اور مسجد کی طرف ایک دریچہ رکھا، اس کے پیر نے پوچھا یہ دریچہ کس لیے رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہوا کے لیے، آپ نے فرمایا اگر تو یہ نیت کرتا کہ یہ دریچہ محض اس لیے رکھا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آجائے، یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہو جایا

Marfat.com

کرے تو ہوا تو خود بخود آ جایا کرتی اور تجھے اس کا ثواب بھی ہوتا۔ (فقہ الفقیہ، فرید بکسٹال لاہور، ص ۸۲ تا ۸۶،)

خلوص کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت:

ایک آدمی پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا، (لیکن) ان کی طلب میں خلوص تھا، تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا: اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا، صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے، تو سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کیے آ رہا تھا انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے، وہ حیران ہوا، بہت انکار کیا نہ مانے آخر اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا حضرت میں چور ہوں یہ دیکھیے چوری کا مال میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا، اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے، اور اس چور کو مراتب دیئے، تمام مقامات فوراً طے کرائے، ولی کیا (ولی بنایا) اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے اس سے بیعت لی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص ۴۷۰، مکتبہ دعوت اسلامی، بتصرف)

بُرے لوگوں کا ساتھ بھی بُرا:

(۲) وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ". قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ؟! قَالَ: "يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

◀◀ ام المومنین اُمّ عبداللہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لشکر آئے گا بیت اللہ پر حملہ کرنے کے واسطے اور جس وقت وہ پہنچ جائیں گے میدان میں تو ان کے اگلے اور ان کے پچھلے تمام افراد کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! کس طرح ان افراد کے اگلوں اور پچھلوں کو دھنسا دیا جائے گا حالانکہ اس جیش میں ان کے اسواق ہوں گے اور وہ افراد بھی ہوں گے جن سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے پہلوں اور پچھلوں کو دھنسا دیا جائے گا پھر ان کو زندہ کیا جائے گا ان کے ارادوں کے مطابق۔ اس پر بخاری و مسلم متفق ہیں لیکن یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

---

(۲) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۴۷) (مسلم شریف کتاب الفتن رقم ۷۱۱۴) (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۷۳۸۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۶۴۸۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۶۵) ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۷۱) (نسائی شریف رقم الحدیث ۲۸۷۷)

Marfat.com

حل لغات:

یغزو: از غزواً و غزاوۃ، بمعنی حملہ کرنا۔
جیش: لشکر۔
بیداء: بید کی جمع بمعنی چٹیل میدان، جنگل۔ایک جگہ کا نام۔
ینحسف: از حسف، بمعنی دھنس جانا، پھٹ جانا،
اسواق: جمع سوق، بمعنی بازار۔ یہاں مراد رعایا ہے۔
یبعثون: از بعثاً بمعنی اُٹھانا، یہاں مراد مرنے کے بعد زندہ کرنا ہے۔

تعارفِ روایہ حدیث:

اسم مبارک: عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے،
والد کا نام مبارک: ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔
والدہ کا نام: زینب بنت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور کنیت اُم رومان تھی۔
(عمدۃ القاری، ج۱،ص ۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱،ص ۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

القابات: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں، صدیقہ، حمیرا، سیدہ، اُم المؤمنین، وغیرہ۔

ولادت: بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے 4 سال بعد پیدا ہوئیں۔

وفات: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے 48 سال بعد 65 برس کی عمر میں 8 رمضان المبارک، یا 8 شوال المکرم ۵۵، یا ۵۶، یا ۵۷، یا ۵۸ ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں وصال فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا، آپ کا مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔

نکاح: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت سے دو سال پہلے ہوا، اس وقت آپ کی عمر مبارک 6 یا 7 سال تھی۔اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد دو ہجری کو ہوئی، آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 8 سال 5 ماہ صحبت پائی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پر ملال ہوا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک 18 سال تھی۔ (عمدۃ القاری، ج۱،ص ۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱،ص ۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

فضلیت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، صحیح بخاری میں

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے تو بہت تکمیل درجہ کو پہنچے مگر عورتوں میں صرف مریم دختر عمران، آسیہ زوجہ فرعون، ہی تکمیل کو پہنچیں اور عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر، ایک موقع پر رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا: (ان جبرائیل علیہ السلام) پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سلامتی اور رحمت ہو۔

آیاتِ تیمّم کے نزول کا سبب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے امت محمدیہ پر بہت زیادہ احسانات ہیں جن میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بابرکت آیات تیمّم کے نزول کا سبب بنیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار کہیں گر گیا۔ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت عزیز تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے چند اصحاب کو روانہ کیا، تلاش کے دوران نماز کا وقت ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حاضر ہوئے، (کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں اور نماز کا وقت ہو گیا،) اور اس پر رنج کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آیاتِ تیمّم نازل فرما کر امتِ محمدیہ پر ایک اور احسان عظیم فرمایا جس کا ظاہری سبب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بنی۔ (کتب تفاسیر، تحت آیتِ تیمّم،)

تعداد احادیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 2210 احادیث مروی ہیں جن میں سے 147 احادیث پر امام بخاری و مسلم علیہما الرحمۃ متفق ہیں، اور 54 احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں، اور 58 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان 6 صاحبہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کیں، اور آپ کو امت محمدیہ کی ایک بہت عظیم محدثہ وفقیہہ ہونے کا مقام حاصل ہے۔

(عمدۃ القاری، ج۱، ص ۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱، ص ۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دی کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرے گا تو اس کے تمام افراد کو زمین میں دھنسا دیا جائے تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا؟؟ یعنی ان میں سے کچھ نیک بھی تو ہوں گے؟ تو آیا سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا۔

تو اس کو جواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ ہاں سب کو دھنسا دیا جائے گا (کیونکہ ان لوگوں نے اپنے

Marfat.com

ساتھ والوں کو بھلائی کی طرف نہیں بلایا اور نہ ہی بُرائی سے روکا) لیکن آخرت میں سب کو اپنی نیتیں کے لحاظ سے اُٹھائے جائیں گے اور جیسی جیسی ان کی نیت ہوگی ویسا ویسا ہی اجر دیا جائے گا۔

یہ حدیث مبارکہ دراصل قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے،

" وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُم خَاصَّةً وَاعلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ العِقَابِ" (الانفال:25)

ترجمہ: اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم سے خاص ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا، اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

اس کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عن المنکر ترک کرتی ہے، اور لوگوں کو گناہوں سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر عذاب نازل فرماتا ہے تو سب پر نازل فرماتا ہے، پھر قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں کے لحاظ سے اُٹھایا جائے گا۔ (فتح الباری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے درمیان بد کاروں کو نہ رہنے دیں ورنہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب نازل فرمائے گا،

(جامع البیان، ج ۷، ۲۸۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ نعمۃ الباری، ج ۴، ص ۶۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ خدا تم ضرور نیک کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا، اور تم ضرور ظلم کرنے والوں کے ہاتھ کو پکڑ لینا، اور تم ضرور اس کو حق پر عمل کرنے پر مجبور کرنا، نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل بھی ایک جیسے کر دے گا، پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت فرمائے گا جس طرح ان پر فرمائی تھی،

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۶، سنن ابوداؤد: ۴۳۳۷، ترمذی: ۳۰۵۹، بحوالہ نعمۃ الباری، ج ۴، ص ۶۷۱)

اس آیت اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت اچھی نہ ہو ان کے ساتھ اُن لوگوں پر بھی عقاب ہوتا ہے جن کی نیت اچھی ہے اس لیے کہ اچھی نیت والے بری نیت والوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے، لیکن آخرت میں جیسی جیسی نیت ویسا ویسا پھل ہوگا۔

جہاد اور نیت:

(۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۳) (بخاری شریف کتاب الحج رقم الحدیث ۱۵۱۰ ابواب الاحصار رقم الحدیث ۱۷۳۷ کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۳۱ کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۷۰ کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۱۲ رقم الحدیث ۳۰۱۷ کتاب رقم الحدیث ۱۲۸۴)

Marfat.com

وَمَعْنَاهُ: لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ اِسْلَامٍ .

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت برقرار نہیں رہی فتح مکہ کے بعد، مگر جہاد اور ارادہ برقرار ہے جس وقت تم کو حکم دیا جائے جہاد کا تو جہاد کے واسطے نکلو۔ (متفق علیہ)

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اس سے مراد ہے شہر مکہ سے ہجرت کرنے کی حاجت برقرار نہیں رہی۔ اس واسطے کہ وہ اسلام کا دار بن گیا ہے۔

حل لغات:

النیۃ،،: اس کا معنی ہے قصد، دل کا پختہ ارادہ، کبھی یاء کی تخفیف سے ,, النیۃ،، بھی کہتے ہیں۔

هِجْرَةُ: کا معنی ترک وطن اور جدائی آتا ہے۔

اسْتُنْفِرْتُمْ: از استنفر، بمعنی قوم کو جنگ کے لیے جمع کرنا،

اِنْفِرُوْا: از نفر، نفراً، نفوراً، بمعنی چل دینا، سفر شروع کر دینا۔

تعارف روایہ حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات حدیث نمبر: 2 کی شرح میں گزر چکے ہیں۔

شرح:

فتح مکہ کے بعد کون سی ہجرت منقطع ہوئی ہے اور کون سی باقی ہے اس کا ذکر ہم حدیث نمبر 1 کی شرح میں کر چکے ہیں۔

"وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ" لیکن جہاد اور نیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے، لیکن تم اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کی نیت ضرور کرو جب تم کو اس کی طرف بلایا جائے تو فوراً نکل پڑو۔ اور بعض علماء اس کی شرح یوں کرتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے کیونکہ اب مکہ دار الاسلام بن چکا ہے۔ اور بمطابق احادیث مبارکہ قیامت دار الاسلام ہی رہے گا، لہٰذا ہجرت دار کفر سے دار الاسلام کی طرف ہوتی ہے اور مکہ اب دار الکفر نہیں بلکہ دار الاسلام بن چکا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر 1 کی شرح کا مطالعہ فرمائیں،)

بغیر عمل کے ثواب جہاد:

(۴) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنصارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ، فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ" . وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں

Marfat.com

شامل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں پیچھے ایسے افراد بھی ہیں کہ تم افراد نے سفر کیا اور جس بھی وادی سے تم گزرے وہ تمہارے ساتھ ہیں یہ وہ افراد ہیں جو کسی عذر کے سبب نہ آسکے۔ ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں: یہ افراد تمہارے ساتھ ثواب میں شامل ہیں۔ (مسلم)

(۵) وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنَّ أَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا، إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا؛ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ".

◀◀ اسی حدیث مبارکہ کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم غزوہ تبوک سے پلٹ رہے تھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ افراد ہیں۔ ہم جس بھی ٹیلے اور وادی سے گزرے یہ ہمارے ساتھ شامل تھے عذر کے سبب یہ نہیں آسکے۔

حل لغات:

اَلْاَنصارِیّ: انصار کی طرف نسبت کے لیے انصاری کہا گیا ہے۔

قَطَعْتُمْ: از قطع، قطعاً، بمعنی جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

حَبَسَهُمْ: از حبس، احتبس، بمعنی رک جانا، روکنا، قید کرنا، یا ہو جانا،

شَرَكُوْكُمْ: از شرك، شركا، بمعنی شریک ہونا، حصہ دار ہونا، ساجھی ہونا وغیرہ، پاٹنر،

رَجَعْنَا: از رجوعا بمعنی پھرنا لوٹنا۔

خَلْفَنَا: از خلف بمعنی پیچھے رہ جانا۔

شِعْبًا: گھاٹی۔

وَادِيًا: وادی۔

تعارفِ راویان حدیث:

☆۔ آپ کا نام جابر ابن عبد اللہ، کنیت ابو عبد اللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں۔ مشہور صحابی، بہت بڑے محدث ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۸ غزووں میں شریک رہے، بدر میں بھی ساتھ تھے، آخر میں شام اور مصر میں قیام رہا بینا

(۵) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۸۴' کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۶۱) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۹۱۱) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۲۵۰۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۷۶۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۲۰۲۸) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۴۷۳۱) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۱۷۵۹۷) (مجمع الزوائد رقم الحدیث ۶۶۳) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۲۹۱) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۰۲۷) (مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث ۹۵۴۷)

Marfat.com

ہو گئے تھے، ۹۴ سال عمر پا کر ۷۴ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں مزار پر انوار ہے، آپ مدینہ کے آخری صحابی ہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۷، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

☆۔ حضرت انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نضر ہے، کنیت ابوحمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین سال عمر ہوئی بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی، آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۱۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔

(مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ و تابعین،)

شرح:

اس حدیث میں تصریح کے ساتھ یہ بیان ہوا کہ اگر آدمی اچھی نیت کر لے اور کسی عذر کی وجہ سے کام کو نہ کر سکے تو بھی وہ ثواب پائے گا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ" یہ افراد تمہارے ساتھ ثواب میں شریک ہونگے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم ہے، کہ اللہ تعالیٰ کسی کے اجر سے کمی کیے بغیر دوسرے کو بھی ثواب عطاء فرمائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی تو کیا کمی کا گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ

"مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ" (التوبہ:120)

ترجمہ: مدینہ والوں اور دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے بیٹھ رہیں، اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں، یہ اس لیے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ راہ میں پہنچتی ہے، اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں، جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کو بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے، بے شک اللہ نیکوں کا نیک (انعام) ضائع نہیں کرتا۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعت الٰہی کا

Marfat.com

قصد (نیت) کرے اس کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا، سب نیکیاں ہیں، اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

(خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

لیکن بعض محدثین وشاحین حدیث فرماتے ہیں کہ جہاد میں شریک ہونے والوں اور گھر میں بیٹھنے والوں کا اجر ایک جیسا نہیں ہوگا، اوران حضرات کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

"لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِم وَأَنفُسِهِم فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِم وَأَنفُسِهِم عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجرًا عَظِيمًا" (النساء: 95)

ترجمہ: نہیں برابر وہ مسلمان کہ بے عذا جہاد سے بیٹھ رہیں، اوہ وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا، اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔

ان دونوں آیتوں میں تطبیق فرماتے ہوئے مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: جو لوگ بیماری یا پیری (بزرگی) وناطاقتی یا نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہونے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کیے جائیں گے، اگر نیت صالح رکھتے ہوں (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)، (حاصل کلام یہ کہ اگر نیت صالح اور اچھی ہوگی تو ثواب بھی ملے گا اور فضیلت بھی اور اگر نیت میں فتور ہوگا تو نہ ثواب نہ فضیلت۔)

صدقہ میں نیت کا اعتبار:

(٦) وَعَنْ اَبِی یَزِیْدَ مَعْنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَجَدُّهٗ صَحَابِیُّوْنَ، قَالَ: كَانَ اَبِی یَزِیْدُ اَخْرَجَ دَنَانِیْرَ یَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَیْتُهٗ بِهَا۔ فَقَالَ: وَاللّٰهِ، مَا اِیَّاكَ اَرَدْتُّ، فَخَاصَمْتُهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَكَ مَا نَوَیْتَ یَا یَزِیْدُ، وَلَكَ مَا اَخَذْتَ یَا مَعْنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◄◄ حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے' اور وہ اور ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔ انہوں نے کہا: میرے باپ یزید نے بعض دنانیر اس واسطے نکالے کہ ان کو اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کریں۔ میرے باپ نے وہ دنانیر ایک آدمی کے پاس مسجد کے اندر رکھوائے میں اندر آیا اور میں نے وہ دنانیر اس آدمی سے لے لئے' میں ان دنانیر کو لے کر کے آیا اپنے باپ کے پاس تو میرے باپ نے فرمایا: اللہ عزوجل

(٦) (بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ١٣٥٦) (داری شریف رقم ١٦٣٨) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ١٥٨٩٨) (سنن الکبری رقم الحدیث ١٣٠٣٢) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ١٥٥١) (طبرانی کبیر الحدیث ١٠٧٠) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ٦٢١) (الاحاد والمثانی رقم ١٣٧٥)

Marfat.com

کی قسم! میں نے تمہاری نیت نہ کی تھی' میں یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے یزید! جونیت تو نے کی تھی اس کا ثواب تجھے ملے گا' اور اے معن! جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔(بخاری)

حل لغات:

اَخْرَجَ: از، اخراجاً، بمعنی نکالنا۔

یَتَصَدَّقُ: از، تصدقاً، بمعنی صدقہ کرنا، خیرات کرنا۔

وَضَعَهَا: از، وضعاً، بمعنی رکھنا۔

اَخَذْتُهَا: از، اخذاً، بمعنی لینا۔

اَتَیْتُه: از، اتیاناً، بمعنی آنا۔

خَاصَمْتُهُ: از، مخاصمة، بمعنی جھگڑا کرنا،

تعارف راوی:

معن ابن یزید ابن اخنس سلمی: آپ، آپ کے والد اور دادا سب صحابی ہیں، مشہور ہے کہ آپ غزوہ میں شریک ہوئے، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے۔(مراۃ المناجیح، حالات صحابہ، ج۸)

شرح:

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(اے یزید بن اخنس) تم نے محتاج کو صدقہ دینے کی نیت کی تھی چونکہ تمہارا بیٹا محتاج تھا پس اس نے تمہارا مال لے لیا۔ اس طرح تمہارا صدقہ ایک محتاج تک پہنچ گیا اگر چہ تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ تمہارا بیٹا اسے لے لے گا۔ (لیکن تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملے گا)

علامہ ابوالحسن بن حلف ابن بطال مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ بیٹے اور باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جب کہ زکوٰۃ دینے والے پر ان کا نفقہ لازم ہو، ہاں ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے، اور اس حدیث میں نفلی صدقہ مراد ہے۔

باقی ضرورت مند رشتہ دار جن کا خرچ زکوٰۃ دینے والے پر لازم نہیں ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ان کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور یہی قول، عطاء، قاسم، سعید بن المسیب، امام ابو حنیفہ، الثوری، امام شافعی، اور امام احمد کا ہے۔ لیکن حسن بصری، طاوس، کسی رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

(شرح ابن بطال، ج۳، ص۴۰۹، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۳، ص۶۳۷،)

Marfat.com

بادل نے سیراب کردیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا:

ایک شخص کسی ویرانے سے گزر رہا تھا۔اچانک اس نے بادل میں سے یہ غیبی آواز سنی ’’فلاں کے باغ کو سیراب کرو‘‘ چنانچہ، بادل ایک پتھریلی زمین پر برسا اور پانی ایک نالے میں جمع ہوکر ایک سمت بہنے لگا،وہ شخص بھی پانی کے ساتھ چلتا رہا۔پانی ایک باغ میں داخل ہوگیا۔اس شخص نے وہاں موجود کسان سے اس کا نام پوچھا تو اس نے وہی نام بتایا جو بادل سے آنے والی آواز سے سنا تھا۔کسان نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: جس بادل سے یہ بارش ہوئی ہے اس سے غیبی آواز آرہی تھی کہ ’’فلاں کے باغ کو سیراب کرو!‘‘ تم اپنے باغ میں ایسا کون سا عمل کرتے ہو (کہ بادل کو اس کی سیرابی کا حکم ہوا)؟ کسان نے کہا: جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو سن! میں اس باغ سے حاصل ہونے والی فصل کا ایک حصہ صَدَقہ کردیتا ہوں، ایک اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھتا ہوں اور ایک حصے کو اسی زمین میں کاشت کرلیتا ہوں۔(مسلم، کتاب الزھدو الرقاق، باب الصدقة فی المساکین،حدیث:۲۹۸٤)

برضائے الٰہی عمل کا ثواب:

(۷)وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَّالِكِ بْنِ اُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ الْقُرَشِیِّ الزُّهْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: جَاءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰی، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّیْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ: "لَا"، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "لَا"، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیِّ امْرَاَتِكَ"، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ؟ قَالَ: "اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً، وَّلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ" يَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۷) بخاری شریف کتاب الوصایا رقم الحدیث ۲۵۹۱' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۳۳' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۲۵۹۳' کتاب فضائل الصحابہ رقم ۳۷۲۱' کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۴۷' کتاب النفقات رقم الحدیث ۵۰۳۹' کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۳۳۵' کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۳۴۴' کتاب الدعوات رقم الحدیث ۶۰۱۲' کتاب الفرائض رقم الحدیث ۶۳۵۲' موطا امام مالک کتاب الوصیۃ رقم الحدیث ۱۴۹۵' ابوداؤد شریف جلد ۲' رقم الحدیث ۲۸۶۴)

Marfat.com

◄◄ حضرت ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی الزہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی 'ان سب افراد سے اللہ عزوجل راضی ہوا انہوں نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میری بیمار پرسی کے واسطے مجھے بہت سخت بخار تھا میں عرض گزار ہوا: اے اللہ عزوجل کے رسول! آپ دیکھ رہے ہیں میرا مرض جہاں تک پہنچ گیا ہے۔ میں ایک صاحب مال آدمی ہوں' میرا کوئی وارث نہیں ہے سوائے میری ایک بیٹی کے تو کیا میں اللہ عزوجل کے راستے میں اپنا دو تہائی مال خرچ کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! پھر آدھا مال اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! پھر ایک تہائی مال اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں ایک تہائی خرچ کر دو مگر یہ بھی بہت زیادہ ہے یا فرمایا: ایک تہائی بھی بڑا ہے۔ فرمایا: اگر تم اپنے ورثاء کو اغنیاء چھوڑو تو یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو کنگال چھوڑو اور وہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اللہ عزوجل کی رضامندی کو حاصل کرنے کے واسطے جسے تم صدقہ کرو گے' تم کو اس کا ثواب ملے گا حتیٰ کہ جو (نوالہ) تم داخل کرو گے اپنی زوجہ کے منہ میں اس کا بھی تمہیں اجر ملے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عرض گزار ہوا: میں پیچھے رہ جاؤں گا اپنے دوستوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہرگز پیچھے نہ رہو گے اللہ عزوجل کی رضامندی کو حاصل کرنے کے واسطے جس عمل کو بھی سرانجام دو گے اس کے عوض تمہارے درجات اور بلندی میں اضافہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے تم کو لمبی زندگی میسر ہو تو تم سے نفع حاصل کریں بہت سے افراد اور بہت سے دوسرے لوگوں کو تم سے نقصان پہنچے۔ (پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:) اے اللہ عزوجل! میرے اصحاب کی ہجرت کو باقی رکھ ان کو نہ پھیر ایڑیوں کے بل مگر افسوس ہے سعد بن خولہ پر۔ (راوی فرماتے ہیں:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن خولہ پر افسوس کے الفاظ اس واسطے ارشاد فرمائے کہ وہ مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَعُوْدُنِیْ: از، تعود، بمعنی عیادت کرنا بیمار پرسی کرنا۔

اشْتَدَّ: از، تشددا، بمعنی بڑھ جانا، سخت ہو جانا۔

یَرِثُنِیْ: از، ورثا، بمعنی وارث ہونا،

فَالشَّطْر: از، شطراً، بمعنی دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا، (نصف کرنا)

عَالَةً: بمعنی مالدار۔

Marfat.com

يَتَكَفَّفُوْن: از، تکففاً، بمعنی مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلانا۔
تَبتَغِیْ: از، ابتغی، بمعنی تلاش کرنا، طلب کرنا۔
اَمْضِ: از، مضاءً، بمعنی پورا کرنا۔

تعارف روایِ حدیث:

سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی "**اللھم سدد سھمہ و اجب دعوتہ**" خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عقیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفع ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمرو عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، ص ۵۳۱)

شرح:

اس حدیث مبارکہ سے چند مسائل معلوم ہوئے۔
کہ بیمار کی عیادت کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، مرنے سے پہلے صرف ایک تہائی مال کی وصیت کر سکتا ہے، اپنی بیوی کے منہ میں ثواب کی نیت سے لقمہ ڈالنا بھی درست اور کارِ ثواب ہے، وغیرہ۔
مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ "نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں فرماتے ہیں: حضرتِ سعد کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ کیا اسی مرض میں میری موت مقدر ہے، کیا میں یہیں دفن ہونگا یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ یہ چیز ان کو پسند نہ تھی کہ ہجرت کے بعد مکے ہی میں دفن ہوں۔ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے: "مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی سرزمین میں نہ مروں جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں" حضور دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "ایسا نہ ہوگا (بلکہ) تم اس مرض سے شفا پاؤ گے اور اس کے بعد زندہ رہو گے اور اعمال صالحہ کرو گے جس سے تمہارا درجہ اور بلند ہوگا، تم سے ایک قوم کو فائدہ پہنچے گا اور ایک کو نقصان پہنچے گا۔" آپ کی صاحبزادی عائشہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پیشانی پر رکھا پھر حضرتِ سعد کے چہرے اور پیٹ پر مَلا اور یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور انکی ہجرت کو پوری فرما!" حضرت سعد فرماتے ہیں کہ دست مبارک کی ٹھنڈک میں ہمیشہ محسوس کرتا ہوں حتیٰ کہ اس وقت بھی

Marfat.com

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی اور غیب کی خبر سچی ہوئی، اس واقعے کے بعد حضرتِ سعد 45 یا 47 سال زندہ رہے، یہ واقعہ 10 سنِ ہجری کا ہے اور ان کا وصال 55 سن ہجری یا 57 سن ہجری میں ہوا اللہ عزوجل نے انہیں کے ہاتھ ایران فتح فرمایا جس سے ایرانیوں کو نقصان پہنچا اور مسلمانوں کو نفعِ عظیم پہنچا۔ نیز جب یہ عراق کے والی تھے تو کچھ بدنصیب مرتد ہوگئے یہ پکڑ کر ان کی خدمت میں پیش کئے گئے انہوں نے ان کو توبہ کا حکم دیا، کچھ نے توبہ کی، انہوں نے دارین کا خیر حاصل کیا، کچھ اَڑے رہے جنہیں قتل کرادیا۔ یہ بھی ایک قوم کو نفع پہنچانا اور ایک قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرتِ سعد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کی صرف ایک ہی صاحبزادی حضرتِ عائشہ تھیں یہ صحابیہ ہیں اس کے بعد اور اولاد ہوئی، حضرتِ سعد کے 17 لڑکے اور 17 لڑکیاں ہوئیں جن میں سے دو کے نام عائشہ ہیں ان میں ایک صحابیہ اور دوسری تابعیہ ہیں جن سے امام مالک علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں۔ (نزہۃ القاری، ۲/ ۸۰۰، ۸۰۲)

اخلاص کے ساتھ عمل کرنا:

(۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِكُمْ، وَلَا اِلٰی صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ" . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمان بن صخر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: تحقیق اللہ عزوجل تم لوگوں کے جسموں کی جانب اور تم لوگوں کی شکلوں کی جانب نہیں دیکھتا اور لیکن وہ تمہارے دلوں کی جانب دیکھتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

اجسام: جسم کی جمع ہے۔

صور: صورت کی جمع ہے۔

قلوب: قلب کی جمع ہے، اور اس کا معنی دل ہے۔

تعارف روای حدیث:

ابو ہریرہ: آپ کے نام اور نسب میں بہت ہی اختلاف ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اسلام میں آپ کا م نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابو احمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن صخر ہے مگر نام گم ہو کر رہ گیا خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، پھر حضور کے ساتھ سایہ کی طرح

(۸) (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ رقم الحدیث ۶۴۱۷) (ابن ماجہ شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۴۱۴۳) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۷۸۱۴) (شعب الایمان رقم الحدیث ۱۱۱۵۱) (مسند الفردوس رقم الحدیث ۶۱۴) (کتاب الزہد رقم الحدیث ۱۵۴۴) (جامع صغیر معز ۱۱۴)

Marfat.com

رہے علم کا بہت شوق تھا ہر دم حضور کے ساتھ رہتے تھے اللہ نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا آپ نے ایک بار حضور انور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ آپ نے پھیلائی حضور انور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا آپ نے چادر سینے سے لگائی پھر حافظہ بہت ہی قوی ہوگیا، امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے روایات لیں حتیٰ کہ حضرت ابن عباس ابن عمر، جابر، انس نے بھی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی، ۵۷ ستاون یا اٹھاون ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف الھا)

شرح:

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ، مرقاۃ میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ نظر اعتباری سے تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے ہاں تمہاری خوبصورتی و بدصورتی کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ وہ تمہارے اَموال کی طرف نظر فرماتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کی کمی و زیادتی کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ دلوں میں موجود یقین صِدق، اِخلاص، ریا کا ارادہ، شہرت اور بقیہ اَخلاقِ حَسَنہ (اچھے اخلاق) اور برے اخلاق کو دیکھتا ہے اور تمہارے اَعمال دیکھتا ہے یعنی ان کی اچھی بُری نیت کو اور پھر اس کے مطابق تمہیں اُن اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ نہایہ شریف، میں ہے کہ یہاں "نظر" کا معنی پسندیدگی یا رحمت ہے اس لئے کہ کسی پر نظر رکھنا محبت کی دلیل ہے جب کہ ترکِ نظر (نظر ہٹا لینا) غضب و نفرت کی علامت ہے۔ (مرقاۃ، ملا علی قاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعہ، ج۹، ۱۷۴، ح: ۵۳۱۴ بحوالہ فیضان ریاض الصالحین، ص ۹۱)

اللہ کے کلمے کو بلند کرنے والا مجاہد ہے:

(۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شَجَاعَۃً، وَیُقَاتِلُ حَمِیَّۃً، وَیُقَاتِلُ رِیَاءً، اَیُّ ذٰلِکَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا، فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

◀◀ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کے آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو شجاعت سے لڑتا ہے یا حمیت کے واسطے لڑتا ہے یا جو ریاکاری کے واسطے لڑتا ہے۔

کہ ان تینوں میں سے کون فی سبیل اللہ لڑنے والا تسلیم کیا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی لڑے اس واسطے کہ اللہ عزوجل کا کلمہ اونچا ہے تو وہ فی سبیل اللہ لڑ رہا ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۹) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۵۵' کتاب فرض الخمس رقم الحدیث ۲۹۵۸' کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۰۲۰) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۵۵۳) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۴۳۴۴) (مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۵۶۷) (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث ۷۲۵۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۴۸۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۹۵۶۱)

Marfat.com

حلِ لغات:

یُقَاتِلُ: از، مقاتلۃً، بمعنی ایک دوسرے سے جنگ کرنا۔

شَجَاعَۃً: بمعنی بہادری۔

حَمِیَّۃً: از، حَمِیَ، بمعنی کوئی کام سے ناک چڑھانا۔

اَلْعُلْیَا: بمعنی بلندی، ہر بلند جگہ، پہاڑ کی چوٹی۔

تعارف روای حدیث:

ابوموسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنادیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف المیم)

شرح:

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال انسان کی نیت صالحہ پر موقوف ہیں، اور یہ کہ عبادت کے لیے اخلاص شرط ہے، اس عبادت کا محرک اور باعث کوئی دنیاوی امر ہو، تو اس کی وہ عبادت بے کار ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو دکھانے اور سنانے کے لیے جہاد اور دیگر افعال کرنا مذموم ہے۔

نیکی کر کے تعریف کروانا:

ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''اگر میں اس طرح جہاد کروں کہ رضائے الٰہی کے علاوہ لوگوں سے تعریف کا بھی طلبگار رہوں تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟'' فرمایا: تجھے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات دُہرائی آپ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔'' (احیاء العلوم، ج۳، ص ۳٦٤، دعوت اسلامی)

بری نیت پر عذاب:

(۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ" قُلْتُ: یا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ھٰذَا

Marfat.com

الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: "اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس وقت دو مومن اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آ جائیں تو قاتل اور مقتول دوزخ میں جائیں گے۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! یہ قتل کرنے والا تو دوزخ میں جائے گا مگر کیا جرم ہے قتل ہونے والا کا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیونکہ قتل ہونیوالا بھی حریص تھا اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اِلْتَقَى : از، التقاء، بمعنی ملنا، آپس میں لڑنا،

الْمُسْلِمَانِ : دو مسلمان۔

بِسَيْفَيْهِمَا : اپنی تلواروں کے ساتھ۔

الْقَاتِلُ: قتل کرنے والا۔

الْمَقْتُوْلُ: قتل ہونے والا۔

حَرِيْصًا: بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

ابوبکرہ: آپ کا نام نفیع ابن حارث ابن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۱۹۴ انچاس میں وفات ہوئی۔

(مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ، تحت حرف الباء)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے دوزخی ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا، (معلوم ہوا کہ نیت کا فعل میں بہت عمل دخل ہے صرف اُس کی بری نیت کے وجہ سے اس کو دوزخی فرمایا گیا ہے،)

مفتی احمد یار خان عَلَیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کے ارادے سے کسی بھی ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر بندوق وغیرہ سے حملہ آور ہوں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل کردے تو قاتل و

(۱۰) (بخاری شریف کتاب الفتن رقم الحدیث ۶۶۷۲) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۵۴۳) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۱۶۵۶۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۰۴۵۶)

Marfat.com

مقتول دونوں کی سزا جہنم ہے، قاتل تو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول قتل کے پختہ ارادے کی وجہ سے کیونکہ اگر پہلے اس کا وار چل جاتا تو یہ اسے قتل کر دیتا، لہٰذا اسے بھی قتل ہی کا گناہ ملے گا، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں باطل پر ہوں اگر کوئی ایک حق پر ہو تو صرف باطل والا ہی گناہ گار ہوگا، جیسے کوئی مسلمان اپنا مال، عزت یا جان بچانے کے لئے کسی چور، ڈاکو سے مزاحمت و مقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو چور، ڈاکو ہی جہنمی ہونگے جبکہ یہ قتل ہونے والا شہید کا مرتبہ پائے گا۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۵۶۲)

نماز باجماعت کی فضیلت:

(۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ وَبَيْتِهٖ بِضْعاً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً، وَّذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ، لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ: لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِی الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِیَ تَحْبِسُهٗ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ، يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَنْهَزُهٗ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّایِ: اَیْ يُخْرِجُهٗ وَيُنْهِضُهٗ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: انسان کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے بازار میں نماز ادا کرنے یا گھر میں نماز ادا کرنے سے بیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' اور جس وقت کوئی انسان اچھے طریقے سے وضو کر کے مسجد میں آئے اس کی نیت فقط نماز کی ہو نماز کے سوا اور کوئی نیت نہ ہو تو وہ جو بھی قدم اٹھائے گا اس کے بدلے میں اس کے درجہ کو اونچا کیا جائے گا' اور اس کی خطا کو مٹا دیا جائے گا' حتیٰ کہ وہ مسجد کے اندر چلا جائے پھر جس وقت وہ مسجد میں چلا جائے تو اس کو نماز کی کیفیت میں تصور کیا جائے گا جس وقت تک نماز اس کو روکے رکھے گی اور اسی آدمی کے واسطے ملائکہ اس وقت تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جس وقت تک انسان اس مقام پر حاضر رہتا ہے جس مقام پر اس نے نماز

(۱۱) (بخاری شریف کتاب الجماعۃ والامامۃ رقم الحدیث ۶۲۰) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۱۵۹) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۱۰۱۱) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۴۷۲۷) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۹۱۲) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۱۷۴۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۵۶۷) (موطا امام مالک رقم الحدیث ۲۸۹) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۷۸۸) (نسائی شریف رقم الحدیث ۸۳۸) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۶)

Marfat.com

ادا کی اور وہ یہ دعا کرتے ہیں اے اللہ عزوجل! اس پر رحمت نازل فرمایا' اے اللہ عزوجل! اس کو بخش دے اللہ عزوجل! اس کی توبہ قبول فرما جس وقت تک وہ آدمی تکلیف نہیں دیتا مطلب کہ وہ اس میں بے وضو نہیں ہو جاتا۔ (متفق علیہ)

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ الفاظ ہیں مسلم شریف کے۔

آپ ﷺ کا فرمان: ''ینھزہ'' اس میں ''یا'' ''ھاء'' اور ''زا'' پر فتح ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ اس کو خارج کرتا ہے۔

حل لغات:

بضع: تین سے نو تک کی تعداد کے لیے آتا ہے۔

اتی: از، اتیاناً، بمعنی آنا۔

نیھزہ: اس کا اعراب و معنی حدیث کے آخر میں بیان ہو چکا ہے۔

خطوۃ: چلنے میں دو قدموں کا درمیانی فاصلہ۔

حط: از، حطاً، بمعنی چھوڑنا۔

یؤذ: از، آذیٰ، بمعنی تکلیف دینا،

تعارف روای حدیث:

ان کا تعارف حدیث نمبر: 8 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ۔

شرح:

اس حدیث میں نماز با جماعت پڑھنے پر ثواب کی زیادتی کا حکم فرمایا گیا ہے بعض احادیث میں پچیس درجہ ثواب کا حکم ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی بیان ہوا اور بعض میں ستائیس درجہ ثواب کا حکم ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے، (بخاری: ۶۴۵)

ان دونوں طرح کی احادیث میں علماء کرام یہ تطبیق فرماتے ہیں۔

۱۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچیس درجہ فضیلت دی تھی پھر ستائیس درجہ کر دی۔

۲۔ مسجد کے بغیر جماعت کے ساتھ پچیس درجہ ہے اور مسجد میں ستائیس درجہ فضیلت ہے، مزید تفصیل نعمۃ الباری، ج ۲، ص ۲۹۲، کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

Marfat.com

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔ (ترمذی، کتاب ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی فضل التکبیر الاولیٰ، ج ۱، ص ۲۷۴، حدیث: ۲۴۱،)

نیکی کا ارادہ بھی نیکی ہے:

(۱۲) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْمَا يَرْوِیْ عَنْ رَّبِّهٖ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِئَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَّاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◂◂ حضرت ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب ذوالجلال سے روایت کیا ہے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے لکھ دی ہیں نیکیاں اور برائیاں پھر اس کے بعد ان کو بیان کر دیا ہے تو جو آدمی نیکی کی نیت کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اللہ عزوجل اپنے ہاں اس کو ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی آدمی ان کی نیت کرنے کے بعد اس پر عمل پیرا بھی ہو تو اللہ عزوجل ان کا ثواب دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھا کر لکھتا ہے اور اگر کوئی آدمی برائی کی نیت کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اللہ عزوجل اپنے ہاں اسے ایک کامل نیکی کے طور پر لکھتا کرتا ہے اور اگر کوئی آدمی نیت کرے اس کی اور اس پر عمل پیرا بھی ہو تو اللہ عزوجل اس کو ایک ہی برائی لکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

ھمّ: از، ھماً، بمعنی قصد کرنا، ارادہ کرنا۔

ضعف: از، ضعفاً، بمعنی دوگنا کرنا، زیادہ کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت

(۱۲) (بخاری شریف، کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۱۲۶، کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۰۶۲) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۸۲۸)

Marfat.com

حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ، تحت حرف العین)

شرح:

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ حدیث قدسی ہے۔

یہ حدیث مبارکہ اس آیہ کریمہ کی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مال کو خرچ کرنے پر ترغیب دی ہے اور مال کا خرچ کرنا بھی تو فعل خیر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ" (البقرة: ۲۶۱)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔

اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جب کہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔ (تفسیر خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

تو ایک دانہ کے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گناہ اجر ہو جاتا ہے۔

اُمتِ محمدیہ پر رب کریم کا خاص فضل و کرم ہے۔ اس کے دریائے رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ہم گنہگاروں پر اس کا کتنا کرم و احسان ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے ارادے پر

Marfat.com

بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو بلکہ اس سے زیادہ جتنا چاہتا عطا فرماتا ہے۔ جبکہ گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا بلکہ اس ارادے سے باز آنے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اگر وہ یہ کرم نہ فرماتا اور گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ملتا یا ایک گناہ کے بدلے بھی کئی گناہ لکھے جاتے تو انسان بہت بڑی مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ انسان کے بُرے خیالات اور بُرے اعمال نیک ارادوں اور نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ کے اس کرم کے باوجود بھی جو محروم رہ جائے تو وہ واقعی محروم ہے۔(فیضان ریاض الصالحین)

عمل صالح کا وسیلہ:

(۱۳) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنْطَلَقَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَتّٰی اٰوَاھُمُ الْمَبِیْتُ اِلٰی غَارٍ فَدَخَلُوْہُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْھِمُ الْغَارَ، فَقَالُوْا: اِنَّہٗ لَا یُنْجِیْکُمْ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰہَ تَعَالٰی بِصَالِحِ اَعْمَالِکُمْ .قَالَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ: اَللّٰھُمَّ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ، وَکُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَھُمَا اَھْلًا وَلَا مَالًا، فَنَاٰی بِیْ طَلَبُ الشَّجَرِ یَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَیْھِمَا حَتّٰی نَامَا، فَحَلَبْتُ لَھُمَا غَبُوْقَھُمَا فَوَجَدْتُّھُمَا نَائِمَیْنِ، فَکَرِھْتُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا وَاَنْ اَغْبِقَ قَبْلَھُمَا اَھْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰی یَدَیَّ اَنْتَظِرُ اسْتِیْقَاظَھُمَا حَتّٰی بَرَقَ الْفَجْرُ وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ، فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَھُمَا .اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ، فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْہُ .قَالَ الْاٰخَرُ: اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَتْ لِیَ ابْنَۃُ عَمٍّ، کَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ: کُنْتُ اُحِبُّھَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ - فَاَرَدْتُّھَا عَلٰی نَفْسِھَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی اَلَمَّتْ بِھَا سَنَۃٌ مِّنَ السِّنِیْنَ فَجَاءَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُھَا عِشْرِیْنَ وَمِئَۃَ دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِھَا فَفَعَلَتْ، حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْھَا - وَفِیْ رِوَایَۃٍ: فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَیْنَ رِجْلَیْھَا، قَالَتْ: اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّہٖ ، فَانْصَرَفْتُ عَنْھَا وَھِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَتَرَکْتُ الذَّھَبَ الَّذِیْ اَعْطَیْتُھَا .اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُ، غَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

(۱۳)(بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۱۰۲، کتاب الاجارۃ رقم الحدیث ۲۱۵۲، کتاب المزارعۃ رقم الحدیث ۲۲۰۸، کتاب احادیث الانبیاء رقم الحدیث ۳۲۷۸، کتاب الادب رقم الحدیث ۵۶۲۹) (مسلم شریف رقم ۴۳ ۲۷) (سنن الکبری بیہقی رقم ۱۱۴۲۰) (مسند الشامیین رقم ۱۷۷۴) (طبرانی اوسط رقم ۲۳۰۷) (مسند طیالسی رقم ۲۰۱۴) (صحیح ابن حبان رقم ۸۹۷) (مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۲۴۷۷)

Marfat.com

الْخُرُوْجَ مِنْهَا ۔ وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِىْ لَهٗ وَذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ، فَجَاءَنِىْ بَعْدَ حِيْنٍ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اَدِّ اِلَىَّ اَجْرِىْ، فَقُلْتُ: كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ: مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَسْتَهْزِئْ بِىْ! فَقُلْتُ: لَا اَسْتَهْزِءُ بِكَ، فَاَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابو عبدالرحمان عبداللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے دور میں تین افراد آپس میں گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ وہ رات گزارنے کے واسطے ایک غار میں گئے۔ ادھر سے ایک چٹان پہاڑ کی گری اور اس نے غار کے منہ کو بند کر دیا انہوں نے کہا (آپس میں ایک دوسرے کو) تم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو اپنے اعمال صالح کے وسیلہ سے۔ ایک آدمی نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ عزوجل! میرے بوڑھے والدین تھے' اور۔ ان سے پہلے میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بچوں کو دودھ پینے کے واسطے نہ دیتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے درختوں کی تلاش کرتے ہوئے دیر ہوگئی میں رات کو لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے میں ان کے واسطے دودھ دوہ کر لایا تھا میں نے ان کو نیند میں پایا مجھ کو یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ میں انہیں جگاؤں اور مجھے یہ بھی بہتر نہ لگا کہ میں اپنے گھر والوں اور بچوں کو ان سے پہلے پلاؤں' اسی طرح میں رکا رہا۔ کاسہ میرے ہاتھ میں تھا' اور میں ان کے جاگنے کا منتظر رہا حتیٰ کہ صبح کا وقت ہو گیا میرے بچے روتے رہے میرے پاؤں میں پس جس وقت میرے والدین جاگے اور انہوں نے دودھ نوش کیا تو ان کے بعد میں نے گھر والوں کو دیا۔ یا اللہ عزوجل اگر میں نے یہ عمل تیری خوشنودی کے واسطے کیا تھا تو ہم جو اس چٹان کے سبب پریشانی میں مبتلا ہیں ہم کو اس پریشانی سے نکال۔ تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی مگر وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ دوسرے نے التجا کی اے اللہ عزوجل! میری ایک عم زاد تھی جو مجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھی۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں کہ میں اس کو اتنا چاہتا تھا جتنی چاہت مرد خواتین سے کرتے ہیں سو میں نے اس کے ساتھ قربت کی نیت کی تو اس نے انکار کیا حتیٰ کہ وہ قحط میں مبتلا ہوگئی تو وہ میرے قریب آئی میں نے اس کو ایک سو بیس دینار پیش کیے اس واسطے کہ وہ مجھ کو اپنے نفس پر اختیار دے دے اس نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ میں نے اس پر قابو پالیا۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ اس طرح ہیں: جس وقت میں بیٹھ گیا اس کی دونوں ٹانگوں کے مابین تو اس نے التجا کی اللہ عزوجل کا خوف کرو اور مہر کو نہ توڑو' مگر حق کے ساتھ تو میں اس کے قریب سے اٹھ گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا۔ پس میں نے جو سونا اس کو دیا تھا اسی کو

Marfat.com

دے دیا اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہم جس پریشانی میں ہیں اس سے ہماری خلاصی فرما۔تو چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی لیکن یہ افراد اب بھی اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ تیسرے آدمی نے کہا: یااللہ عزوجل! میں نے کچھ کام کرنے والوں کو کام پر رکھا۔ میں نے ان تمام کو ان کی اجرت دی مگر ایک مزدور کو نہ دی۔اس آدمی نے اجرت کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ میں نے اس کی اجرت کو استعمال میں لایا حتیٰ کہ اس سے بہت زیادہ مال ہوگیا ایک لمبے عرصے کے بعد وہ آدمی آیا میرے پاس اور کہنے لگا: اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے دے دو میں نے اس سے کہا یہ جو کچھ تمہیں نظر آ رہا ہے یہ تمام تیری اجرت ہے یہ اونٹ' گائیں' یہ بھیڑیں اور غلام۔اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ استہزا نہ کرو میں نے کہا میں استہزاء (مذاق) نہیں کر رہا تمہارے ساتھ۔اس نے ان تمام اشیاء کو لیا اور چلا گیا اس نے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی نہ چھوڑا۔یااللہ عزوجل! اگر میں نے یہ کام کیا تھا تیری خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے تو ہم جس پریشانی میں مبتلا ہیں ہماری اس سے خلاصی فرما تو وہ چٹان (غار کے منہ سے) ہٹ گئی تو وہ لوگ نکل کر چل پڑے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

انطلق: از، انطلاقاً، بمعنی جانا، چلنا۔

نفر: جماعت، گروہ۔

آوی: از أویاً، بمعنی پناہ لینا۔

انحدرت: از، حذراً، بمعنی نیچے اترنا۔

صخرۃ: چٹان۔

فسدت: از سداً، بمعنی بند کرنا۔

ینجیکم: از، نجاۃً، بمعنی نجات پانا۔

اغبق: از، غبقاً، بمعنی شام کے وقت پلانا۔

ارح: از، روحاً، بمعنی شام کے وقت کوئی کام کرنا۔

فحبلت: از، حلباً، بمعنی دودھ دوہنا۔

فلبثت: از، لبثاً، بمعنی ٹھہرنا۔

انتظر: از، نظراً، بمعنی انتظار کرنا، دیر لگانا۔

استیقاظھما: از، استیقاظا، بمعنی بیدار کرنا۔

Marfat.com

برق: از برقاً، بمعنی چمکنا۔

یتضاعون: بھوک کی وجہ سے چلانا۔

فرج: از، فرجاً، بمعنی کھولنا۔

امتنعت: از، منعاً، بمعنی روک دینا۔

المّت: سخت آفت۔

اعطیت: از، اعطاءً، بمعنی عطاء کرنا۔

قعدت: از، قعوداً، بمعنی بیٹھنا۔

تفض: از، فضاً، بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

انصرفت: از، صرفاً، بمعنی باز رہنا، واپس ہونا۔

حین: وقت۔

تسھزئ: از، اسھزاءً، مذاق کرنا، (لیکن جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے بارے استعمال ہو تو اس کا معنی یہ نہیں آتا ابوالاحمد غفرلہ)

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے۔ حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے، بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کرلیا سواء حضرت عبداللہ ابن عمر کے، حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی، ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی، آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طویٰ میں دفن کیے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کردوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کردیا گیا ہے، نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جاکر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا، اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی، چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ، تحت حرف العین)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں والدین کی خدمت پر نجات کا پروانہ ملنے پر واضح بیان ہے، اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے جس پر عمل ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا" (بنی اسرائیل:۲۳)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے "ہوں" نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

اس کی تفسیر میں صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔

(جب ان دونوں یا کسی ایک پر) ضعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوّت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔

یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے اور حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خِطاب کرنا۔

مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے، (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

اور اس حدیث مبارکہ میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنا درست و جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ظاہر ہے اسی طرح نیک لوگوں کے وسیلہ سے بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ ملاعلی قاری علیہ فرماتے ہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی وفات کے دو سال بعد اہل سمرقند نے بارش کی طلب کے لیے متعدد بار دعا کی بارش نہیں ہوئی، تب بعض صالحین نے قاضی سے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو امام بخاری کی قبر کے پاس لے جائیں، اور وہاں ہم بارش کی دعا کریں، تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش نازل فرما دے گا، سو ایسا ہی کیا گیا اور لوگوں نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر پر رو رو کر دعا کی اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا وسیلہ پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موسلا دھار بارش نازل فرمائی، اور سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی، حتیٰ کہ بارش کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کا سمرقند تک پہنچنا مشکل ہو گیا،

(مرقاۃ، ج۱، ص۵۷، حقانیہ نعمۃ الباری، ج۴، ص۷۰،)

Marfat.com

اخلاص کے بارے چند دیگر احادیث

(1)"وَعَن أبی الدَّردَاء عَن النَّبِی صلی الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ الدُّنيَا ملعونة مَلعُون مَا فِيهَا إِلَّا مَا ابتغِي بِهِ وَجه الله تَعَالَى"(المعجم الصغير:786)

ترجمہ: حضرت ابودراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر وہ چیز ملعون نہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خشنودی حاصل کی جائے۔

(2)"ثَلَاث لَا يغل عَلَيهِنَّ قلب امرىء مُؤمن إخلاص العَمَل لله والمناصحة لائمة المُسلمين وَلُزُوم جَمَاعَتهم فَإِن دعائهم مُحِيط من ورائهم" (الترغيب و الترهيب، كتاب الايمان، الترغيب في الاخلاص و صدق و نية الصالحة)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جن پر مؤمن کا دل خیانت نہیں کریگا، 1: عمل کا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا، 2: مسلمانوں کے ائمہ (حکمران، علماء، اُمراء) کے لیے نصیحت کرنا، 3: (مسلمانوں) جماعت کو لازم پکڑنا بے شک ان کی دعا ان کو گھیرنے والی ہوتی ہے

(3)"عَن ثَوبَان قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول طُوبَى للمخلصين أُولَئِكَ مصابيح الهدى تنجلي عَنهُم كل فتنة ظلماء" (بيهقي في شعب الايمان: 6861)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہو مخلصین کو یہ لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ان سے ہر ظلمت ختم ہو جاتی ہے۔

(4)"عَن معَاذ بن جبل أَنه قَالَ حِين بعث إِلَى اليمن يَا رَسُول الله أوصني قَالَ أخلص دينك يكفك العَمَل القَلِيل" (مستدرك: ۳۰۶/۴)

ترجمہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر لو تمہیں تھوڑا عمل بھی کفایت کرے گا۔

(5)"عَن أنس بن مَالك عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ من فَارق الدُّنيَا على الإِخلَاص لله وَحده لَا شريك لَهُ وَأقَام الصَّلَاة وَآتى الزَّكَاة فَارقهَا وَالله عَنهُ رَاض"

(ابن ماجه في المقدمه: باب في الايمان، حديث:70)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے اخلاص کرتے ہوئے دنیا کو چھوڑ دیا، نماز قائم کی، زکوٰۃ اداء کی، اور اس نے دنیا کو الگ ہی کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

(6)"عَن عَمرو بن عبسة رَضِی اللہ عَنهُ قَالَ إذا كَانَ يَوم القِيَامَة جِیءَ بالدنیا فیمیز مِنهَا مَا كَانَ للہ وَمَا كَانَ لغیر اللہ رمیَ بِهِ فِی نَار جَهَنَّم" (کنز العمال: 6814)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن آئے گا تو دنیا کو حاضر کیا جائے گا تو اس سے جو کچھ (خالص) اللہ کے لیے ہے الگ کر لیا جائے گا اور غیر اللہ کے لیے ہے اس کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(7)"عَن ابن عَبَّاس رَضِی اللہ عَنهُمَا أَن رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیهِ وَسلم قَالَ من أخلص للہ أربَعِینَ یَومًا ظهرت ینابیع الحِكمَة من قلبه على لِسَانه" (سنن دارمی: 359/1، کنز العمال: 5271)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کیا تو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔

Marfat.com

۲-بَابُ التَّوْبَةِ

توبہ کے متعلق

توبہ کے لغوی معانی:

پچھتاوا، ندامت، پشیمانی، کسی برے کام سے باز رہنے کا عہد، استغفار وغیرہ ہیں۔ (فیروز اللغات)

توبہ کی تعریف:

الرجوع الی اللہ بحل عقدۃ الاصرار عن القلب، والتوبۃ النصوح: ھی توثیق بالعزم علی الا یعود لمثلہ،، (کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ، ص۵۱،)

ترجمہ: اپنے دل سے گناہ پر اصرار کی گرہ کو کھول کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا توبہ کہلاتا ہے، اور توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی پختہ ارادہ کریں کہ دوبارہ (جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے) ایسا گناہ نہیں کرے گا۔

توبہ کی شرائط:

قَالَ الْعُلَمَآءُ: اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لاَ تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ اٰدَمِيٍّ فَلَهَا ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ:
اَحَدُهَا: اَنْ يُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ .
وَالثَّانِيْ: اَنْ يَّنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا .
وَالثَّالِثُ: اَنْ يَّعْزِمَ اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا . فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ .

حضرات علماء کرام نے فرمایا: توبہ کرنا ہر جرم پر واجب ہے' اگر جرم کا معاملہ انسان اور اللہ عزوجل کے مابین ہے جبکہ انسان کا حق اس سے لاحق نہ ہو کیونکہ اس کے واسطے تین شرطیں ہیں۔ شرط اوّل یہ ہے کہ وہ اپنا معصیت سے تعلق ختم کر دے۔ شرط دوم یہ ہے کہ وہ معصیت کے کرنے پر پشیمان ہو۔ شرط سوم یہ ہے کہ وہ اس بات کا عزم مصمم کرے کہ پھر کسی وقت بھی اس معصیت کا ارتکاب نہ کرے گا۔ اگر ان تینوں شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی۔

وَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِاٰدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ: هٰذِهِ الثَّلَاثَةُ، وَاَنْ يَّبْرَاَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا، فَاِنْ كَانَتْ مَالًا اَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ اِلَيْهِ، وَاِنْ كَانَتْ حَدَّ قَذْفٍ وَنَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ اَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ، وَاِنْ

Marfat.com

كَانَتْ غِيْبَةً اُسْتَحَلَّهُ مِنْهَا ۔ وَيَجِبُ اَنْ يَّتُوْبَ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ، فَاِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِيْ ۔ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّوْبَةِ ۔

اور اگر معصیت کا تعلق کسی انسان کے ساتھ ہو تو اس کی چار شرطیں ہوں گی:

ان ذکر کردہ تین شرطوں کے سوا چوتھی شرط یہ ہے کہ انسان اس حقدار کے حق سے آزاد ہو۔ مطلب یہ کہ اگر وہ مال وغیرہ تھا تو اس کو لوٹائے اور اگر حد قذف کا مسئلہ ہو تو اپنے آپ کو اس کے سپرد کرے یا اس سے معافی طلب کرے اور اگر غیبت کی ہو تو اس کی معافی مانگے۔ اور تمام جرائم سے توبہ کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی انسان توبہ کرتا ہے کچھ جرائم سے تو اہل حق کے مذہب کے مطابق یہ توبہ صحیح ہوگی ان خاص جرائم سے اور دیگر جرائم سے توبہ کرنا اس کے ذمے برقرار رہے گا توبہ کی فرضیت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے دلائل سے ثابت ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور: 31)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور اللہ کی طرف توبہ کرو: اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ مؤمن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو شخص کسی ناموافق ہلاکت خیز جگہ پر اُترے، اس کے پاس اپنی سواری بھی ہو جس پر اس کا کھانا پینا ہو، وہ سر رکھ کر گہری نیند سو جائے پس جب وہ بیدار ہو تو اس کی سواری جا چکی ہو، وہ اسے تلاش کرتا پھرے یہاں تک کہ اسے سخت گرمی اور پیاس لگے، جتنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے اور وہ کہے: میں اپنی اس جگہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں جہاں میں تھا تاکہ وہاں جا کر سو جاؤں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پس وہ مرنے کے لئے اپنی کلائی پر سر رکھ دے پھر جب وہ بیدار ہو تو دیکھے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی موجود ہے تو جس قدر وہ بندہ اس سواری کے ملنے پر خوش ہوتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ بندے کی توبہ سے اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ ﴾ (ھود: 3)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔

مفسر شہیر امام خازن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ حکم دیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ گناہ کرنے سے توبہ کرو تو جس نے اپنے گناہوں سے پکی توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کا

Marfat.com

عبادت گزار بندہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ اسے کثیر رزق اور وسعتِ عیش عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ امن وراحت کی حالت میں زندگی گزارے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا، اگر دنیا میں اسے کسی مشقت کا سامنا بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کی وجہ سے یہ اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوگی اور جو توبہ نہ کرے، کفر اور گناہوں پر قائم رہے تو وہ خوف اور مرض میں مبتلا رہے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سامنا بھی ہوگا اگرچہ دنیا کی لذتیں اس پر وسیع ہو جائیں کیونکہ اس عیش میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم نصیب ہو۔ (تفسیر خازن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴾ (التحريم: 8)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''یعنی توبۂ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

کثرت استغفار:

(۱۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: واللہ میں ہر روز اللہ عزوجل سے ستر دفعہ بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی جانب توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۱۵) وَعَنِ الْاَغَرِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ، فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْيَوْمِ مِئَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ

---

(۱۴) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۴۸) (ابن ماجہ شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۳۸۱۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۴۵۰) (ترمذی شریف کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۳۱۸۲)

(۱۵) (مسلم شریف کتاب الذکر والدعا رقم الحدیث ۶۷۳۱) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۱۵۱۵) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۴۳۴) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۳۸۱۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۷۸۸۰) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۹۲۹) (طبرانی شریف رقم الحدیث ۸۸۲) (شرح السنہ رقم الحدیث ۱۲۸۷) (نسائی سنن الکبریٰ رقم الحدیث ۱۰۲۷۶)

Marfat.com

عزوجل سے توبہ کرو اور اس سے بخشش چاہو تحقیق میں روزانہ سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

تعارف راوی حدیث:

☆۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ابوالاحمد غفرلہ،

☆۔الاعز المازنی: آپ اعز ابن مزنی ہیں، صحابی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، آپ سے حضرت ابن عمر اور معاویہ ابن قرہ نے روایات کیں۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ، تحت حرف الف، ص ۴۸۲، مکتبہ اسلامیہ لاہور،)

شرح:

استغفار کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا یا زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد استغفار ہے اور دل سے عہد توبہ۔استغفار غفر سے بنا، بمعنی چھپانا یا چھلکا و پوست، چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لیے اسے استغفار کہتے ہیں۔توبہ کے معنے رجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ارادۂ عذاب سے رجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، غیبت سے حضور کی طرف لوٹ جانا۔توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور جس قدر ہو سکے اسی قدر گزشتہ گناہوں کا عوض اور بدلہ کر دے۔نمازیں ہوں تو قضا کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہے تو ادا کر دے۔حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ توبہ کا کمال یہ ہے کہ دل لذتِ گناہ بلکہ گناہ بھول جائے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۶۰، مکتبہ اسلامیہ، لاہور،)

توبہ و استغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔شعر

زاہداں از گناہ توبہ کنند ۔۔۔ عارفاں از عبادت استغفار

سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دنیا میں دو امانیں ہیں: ایک نے پردہ فرمالیا اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار۔

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد حضور کی دنیا میں مشغولیت ہے، بعض نے فرمایا کہ اس سے سونا مراد ہے، بعض کے خیال میں اس سے مراد اجتہادی خطائیں ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہاں استغفار سے مراد اپنی امت کے گناہوں کو دیکھ کر غم فرمانا ہے اور استغفار سے مراد ان گنہگاروں کے لیے استغفار کرنا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت اپنی امت کے سارے حالات پر مطلع ہیں، ان گناہوں کو دیکھتے ہیں، دل کو صدمہ ہوتا ہے اس صدمے کے جوش میں انہیں دعائیں دیتے ہیں۔

Marfat.com

آنچہ تو کردی کسے باخود نہ کرو
روح پاک مصطفٰی آمد بدرد

بدنصیبیں تم ان کی خاطر
رات بھر روؤ کراہو

بد کریں ہر دم برائی
تم کہو ان کا بھلا ہو

(مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۶۱، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ سے اللہ خوش ہوتا ہے

(۱۶)وَعَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنصاریّ خادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰی بَعِیْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِیْ اَرْضٍ فَلَاةٍ " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابوحمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار ہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ کو پالے جس وقت کہ وہ اس کو کسی جنگل میں کھو چکا ہو۔ (متفق علیہ)

(۱۷)وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُسْلِمِ: "لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَیِسَ مِنْهَا، فَاَتٰی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ، فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ، فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ ! اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ" .

◄◄ مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس آدمی سے زیادہ فرحت محسوس کرتا ہے جو اپنی سواری پر کسی جنگل میں سوار ہو پھر وہ سواری بھاگ جائے اس کو چھوڑ کر اس سواری پر اس کے خورد ونوش کا سامان ہو اور وہ آدمی کسی درخت کے پاس آئے اس سواری سے ناامید ہو کر اور اس کے سائے میں لیٹ جائے اور وہ اس سواری سے ناامید ہو گیا ہو اور وہ اسی کیفیت میں ہو کہ وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہو تو وہ انتہائی خوشی میں اس کی لگام پکڑ کر کے یہ کہے: یا اللہ عزوجل! تو میرا بندہ ہے، میں تیرا رب ہوں۔ مطلب یہ کہ شدت کی خوشی کے سبب بطور غلطی پر (الفاظ) بول دے۔

(۱۷) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۵۰) (مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۶۸۳۱) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۵۳۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۲۴۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۰۵۰۴) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۱۷) (شرح السنہ رقم الحدیث ۱۳۰۳)

Marfat.com

حل لغات:

افرح: از، فرحاً، بمعنی خوش ہونا۔

سقط: از، سقوطاً، بمعنی زمین پر گرنا۔

اضله: از، ضلالاً، بمعنی گم ہو جانا، بہک جانا۔

فلاۃ: بمعنی وسیع بیابان۔

فأنفلت: از، فلتاً، بمعنی رہا کرنا، چھوڑنا۔

ایس: از، ایاساً، بمعنی ناامید ہونا۔

اضطجع: از، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

خطام: بمعنی مہار نکیل، لگام۔

تعارف روای حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ابوالاحمد غفرلہ،

شرح:

ایسے مقامات پر خوشی سے مراد رضاء ہوتی ہے کیونکہ اصطلاحی فرحت وخوشی سے رب تعالیٰ پاک ہے۔خیال رہے کہ رضاء

اور ہے امراور مگر ارادہ کچھ اور اللہ تعالیٰ ہر بندے کے ایمان وشکر سے راضی ہے۔فرماتا ہے:"اِن تَشکُرُوا یَرضَهُ لَکُمْ "اور ہر شخص کو اس نے ایمان کا حکم بھی دیا ہے کہ فرمایا:"اٰمِنُوا بِاللهِ وَرَسُوله " لیکن ہر شخص کے ایمان کا ارادہ نہیں کیا ورنہ دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا، بعض کے کفر کا ارادہ کیا ہے اور بعض کے ایمان کا۔ان ارادوں میں صدہا حکمتیں ہیں جو علمِ کلام میں مذکور ہیں، دیکھو ذبح اسمٰعیل) علیہ الصلوٰۃ والسلام(کا حکم تھا ارادہ نہ تھا۔یہاں اس کی رضا ئکا ذکر ہے نہ کہ ارادے کا۔

یعنی جیسے اس شخص کو یاس کے بعد آس سے انتہائی خوشی ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی کیونکہ اس بندے کو یاس بھی) ناامیدی(جان سے ہو چکی تھی ایسے ہی رب تعالیٰ کی یہ رضا ہم بیان نہیں کر سکتے، یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں پورے واقعہ کو پورے واقعہ سے تشبیہ دی جاتی ہے نہ کہ ہر حال کو ہر حال سے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رب تعالیٰ مایوس بھی ہوا ہو اور بعد میں اس کی آس بندھی ہو۔مقصد یہ ہے کہ رب تعالیٰ ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے جتنی خوشی ہم کو اپنی جان بچنے سے ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو بندے کے ایمان بچنے سے ہوتی ہے۔

یہ کلام بھی انتہائی خوشی بیان فرمانے کے لیے ہے نہ کہ تشبیہ کے لیے کیونکہ رب تعالیٰ غلطیوں اور خطا سے پاک

Marfat.com

ہے یعنی بندہ کی خوشی سے مت کٹ گئی وہ کہنا چاہتا تھا یارب میں تیرا بندہ تو میرا رب لیکن الٹا کہہ گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ خطاء منہ سے کفر نکل جانے پر بندہ کافرنہیں ہوتا نہ اس سے اس خطا کار کی بیوی نکاح سے خارج ہو کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حکم کفر نہ فرمایا مگر یہ جب ہے جب کہ بندے کو اس خطا پر اطلاع نہ ہو،اطلاع ہونے پر فوراً توبہ کرے۔

(مراۃ المناجیح، ج۳،ص ۳٦۷،مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے

(۱۸)وَعَنْ اَبِیْ موسٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،قَالَ: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّھَارِ، وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ، حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ عزوجل پھیلاتا ہے رات کے وقت اپنا دست قدرت اس واسطے کہ دن کے وقت خطا کرنے والا توبہ کر لے اور دن کے وقت اپنے دست قدرت کو پھیلاتا ہے اس واسطے کہ رات کے وقت خطا کرنے والا توبہ کرلے حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

(۱۹)وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِھَا تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سورج کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کرلے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول کرے گا۔(مسلم)

حل لغات:

یبسط: از، بسطاً، بمعنی پھیلانا۔

تطلع: از، طلوعاً، بمعنی ظاہر ہونا،نکلنا۔

---

(۱۸) (مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ٦۸٦۰) (بخاری شریف رقم الحدیث ۴۳۵۹) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۳۱۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۷۱) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰٦۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ٦۵۳۱) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ٦۲۹) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۷٦۷۱) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۸۳۹۷) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۱۳۵۳) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۸۰۲۲)

(۱۹) (بخاری شریف رقم الحدیث ۴۳۵۷) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۳۱۲) (مسلم شریف کتاب الذکر رقم الحدیث ٦۷۳۴) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۷۱) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰٦۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ٦۵۳۱) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ٦۲۹) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۳۸۷۹) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۸۳۹۳) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۱۳۵۳) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۸۰۲۲)

Marfat.com

تعارف راویانِ احادیث:

☆حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:9☆اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 کے ضمن میں ہو چکا ہے،ابوالاحمد غفرلہ،،

شرح:

شاید یہاں توبہ سے مراد کفر سے توبہ ہے یعنی آفتاب کے پچھم (مغرب) سے نکلنے پر سارے کفار ایمان قبول کرلیں گے مگراس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب نہ رہا، گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہوگی جیسے غرغرہ کی حالت میں کفر سے توبہ قبول نہیں گناہوں سے توبہ قبول ہے، بعض کے ہاں حدیث اپنے اطلاق پر ہے کہ اس وقت نہ کفر سے توبہ قبول ہے نہ گناہوں سے، وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کا ایمان قبول نہ ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور توبہ قبول نہ ہونا حدیث سے ثابت، دونوں برحق ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (لمعات ومرقات، مراۃ المناجیح، ج ۳،ص ۳۶۷، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

وقت نزع سے پہلے توبہ کا قبول ہونا:

(۲۰)وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عمرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ " رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت ابوعبدالرحمان عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ عزوجل توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندے کی جس وقت تک اس پر نزع کا وقت نہیں طاری ہو جاتا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

یقبل: از، قبالۃً، بمعنی ضامن ہونا، کفیل ہونا وغیرہ۔

یغرغر: حالت نزع کا ایک نام۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:13 کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

---

(۲۰) (جامع صغیر رقم الحدیث ۱۹۰۳) (الترغیب والترہیب کتاب التوبہ رقم الحدیث ۳۱۴۳) (ابن ماجہ شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۴۲۵۳) (ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۳۵۳۷) (مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۲۳۴۳)

Marfat.com

شرح:

نزع کی حالت کو جب کہ موت کے فرشتے نظر آجائیں غرغرہ کہتے ہیں۔اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اب غیب مشاہدہ میں آگیا اسی لیے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی مگر گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے اگر توبہ کا خیال آجائے اور الفاظ توبہ بن پڑیں۔اسی لیے مرقات نے یہاں فرمایا کہ عبد سے مراد بندہ کافر ہے کہ غرغرہ کے وقت اس کی توبہ قبول نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ "الخ۔بعض علماء نے فرمایا کہ ملک الموت ہر مرنے والے کونظر آتے ہیں مؤمن ہو یا کافر۔خیال رہے کہ قبض روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تا کہ بندہ کی اس حالت میں دل وزبان چلتے رہیں، گنہگار توبہ کرلیں، کہا سنا معاف کرالیں،کوئی وصیت کرنی ہوتو کرلیں۔یہ بھی خیال رہے کہ غرغرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنے ہیں گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہوجانا،اب آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد بیکار ہے کہ اب تو دنیا سے جارہا ہے گناہ کا وقت ہی نہ پاسکے گا مگر یہ توبہ اس وقت کی قبول ہے کہ رب تعالیٰ غفار ہے۔(مراۃ المناجیح، ج۳،ص۳۷۴،مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ قبول ہونے کی مدت:

(۲۱)وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ، قَالَ: اَتَیْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ یَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: اِبْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ: اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضیً بِمَا یَطْلُبُ ۔ فَقُلْتُ: اِنَّهُ قَدْ حَكَّ فِیْ صَدْرِیْ الْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتَ امْرَاً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ یَذْكُرُ فِیْ ذٰلِكَ شَیْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ یَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا - اَوْ مُسَافِرِیْنَ - اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ ۔ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ یَذْكُرُ فِی الْهَوٰی شَیْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَبَیْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِیٌّ بِصَوْتٍ لَّهُ جَهْوَرِیٍّ: یَا مُحَمَّدُ، فَاَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ: "هَاؤُمُ " فَقُلْتُ لَهُ:

وَیْحَكَ ! اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ نُهِیْتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ ۔ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ: اَلْمَرْءُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی

(۲۱) (مختلف الفاظ کے ساتھ ترمذی شریف کتاب العلم رقم ۲۶۸۲) (مسند امام ابوحنیفہ جلد ۱ صفحہ ۵۷) (الترغیب والترہیب رقم ۱۰۶) (ابوداؤد شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۳۶۴۱) (ابن ماجہ شریف المقدمۃ رقم الحدیث ۲۱۷۲۳) (دارمی شریف رقم الحدیث ۳۴۲) (مسند الشامین رقم الحدیث ۱۲۳۱) (شعب الایمان رقم الحدیث ۱۶۹۶)

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"، فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِّنَ الْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ عَرْضِهٖ اَوْ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ عَرْضِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ اَحَدُ الرُّوَاةِ: قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحًا لِّلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

◄◄ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ ان سے موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھوں۔ سو انہوں نے پوچھا: اے زر! تم کس واسطے آئے ہو میں نے عرض کی طلب علم کے واسطے (حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ملائکہ اپنے پر بچھا دیتے ہیں طالبعلم کی طلب سے خوش ہو کر میں نے عرض کی: بڑے پیشاب اور چھوٹے پیشاب کے بعد وضو کے دوران موزوں پر مسح کرنے کے متعلق میرے ذہن میں شبہ ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں میں آپ سے یہ پوچھنے کے واسطے آیا ہوں کہ کیا آپ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے جس وقت ہم سفر میں ہوں یا مسافر ہوں کہ ہم موزوں کو نہ اتاریں تین دن اور تین راتیں مگر جس وقت جنابت ہو مگر بڑے پیشاب یا چھوٹے پیشاب یا نیند کے سبب حاجت نہیں ہے میں نے کہا: کیا آپ نے حضور کو نفسانی خواہش کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے کچھ سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک بدو نے بلند آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دی: یا محمد! اسی آواز میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کیا مسئلہ ہے؟ میں ادھر ہوں؟ (راوی ذکر کرتے ہیں:) میں نے اس بدو سے کہا: تمہارا بیڑا غرق ہو تم اپنی آواز کو آہستہ کرو اس واسطے کہ تم نزدیک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس سے (یہ آواز اونچی کرنے سے) منع کیا گیا۔ اس پر وہ کہنے لگا: واللہ! میں آہستہ نہ کروں گا۔ اس بدو نے پوچھا ایک آدمی محبت کرتا ہے کسی قوم کے ساتھ مگر اس کی ملاقات ان سے نہیں ہوتی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ راوی کا کہنا ہے سو وہ ہمیں حدیث مبارکہ سناتے رہے جس میں انہوں نے مغرب میں پائے جانیوالے ایک دروازے کا تذکرہ کیا جس کی عرض کی مسافت اگر کوئی سوار چالیس سال تک یا ستر سال تک چلتا رہے تو اس کے دوسرے کنارے تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت سفیان نام کے ایک راوی ناقل ہیں کہ یہ دروازہ شام کی جانب ہے اللہ عزوجل نے اس کو اس دن تخلیق کیا تھا جب اس نے آسمانوں اور زمینوں کو تخلیق کیا تھا یہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے اور بند ہوگا اس وقت جس وقت سورج وہاں سے طلوع ہوگا۔

Marfat.com

اس حدیث مبارکہ کو حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ اور دوسرے کئی محدثین علیہم الرضوان نے نقل کیا ہے، اور حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث مبارکہ حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

ابتغاء: از، بغاءً، بمعنی طلب کرنا۔

اجنحة: جناح کے جمع ہے، بمعنی پر، (پرندہ کے پر، پہ بھی بولا جاتا ہے،)

حكّ: از، حكاً، بمعنی رگڑنا۔

الهوی: از، هویً، بمعنی محبت کرنا، چاہنا۔

جهوری: از، جهارةً، بمعنی آواز کا بلند ہونا۔

ويحك: یہ کلمہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کسی پر رحم، ترس کھایا جائے۔

اغضض: از، غضاً، و غضاضاً، بمعنی نظر یا آواز کو پست کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

زر ابن حبیش: (تابعی) آپ کی کنیت ابو حریم ہے، اسدی کوفی ہیں، ایک سو بیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں، عراق کے بڑے قاریوں میں سے ہیں، حضرت عمر اور ابن مسعود سے ملاقات ہے، آپ سے ایک مخلوق نے فیض لیا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ و تابعین، تحت حرف الزاء، ص ۵۳۰، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شرح:

موزوں پر مسح کے متعلق مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ موزوں پر مسح کا حکم اجازت کا ہے نہ کہ وجوبی، کیونکہ مسافر کو تین دن تک مسح کرنا جائز ہے۔

یعنی حدث اصغر میں موزوں کا مسح درست اور حدث اکبر میں ناجائز، غسل میں پاؤں دھونا ہی فرض ہیں۔ اس عبارت میں عجیب لطف ہے کہ اِلّا نے نفی توڑ کر ثبوت کیا، پھر لٰکِنْ نے اِلّا کا ثبوت توڑ کر نفی پیدا کی، اس پر نحویوں نے معرکۃ الآرا بحثیں کی ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۹۲، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

آسمانوں کے دروازے:

یعنی آسمانوں میں بہت دروازے ہیں: بعض دروازے فرشتوں کے اترنے کے لیے، بعض رزق عباد نازل ہونے کے لیے، بعض اعمال عباد چڑھنے کے لیے، ایک دروازہ وہ ہے جس سے بندوں کی توبہ جاتی ہے اور بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتی ہے یہ دروازہ مدینہ منورہ سے جانب مغرب آسمان میں واقع ہے اس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے تو اس کی لمبائی اور اونچائی کتنی

Marfat.com

ہوگی یہ رب ہی جانے۔حدیث بالکل اپنے ظاہری معنے پر ہے کسی قسم کی تاویل یا توجیہ کی ضرورت نہیں،آسمان کے دروازے قرآن کریم سے ثابت ہیں"وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا" الخ۔یعنی آسمان کے اور دروازے تو بعض اوقات میں بند ہوجاتے ہیں جیسے بندہ کے مرجانے پر اس کی روزی واعمال کا دروازہ بند ہوجاتا ہے مگر توبہ کا دروازہ قریب قیامت ہی بند ہوگا۔

اس کی تحقیق پہلے ہوچکی کہ جو شخص پہلے دنیا میں موجود ہو اور ہو کافر اور اب سورج کو پچھم سے نکلتے دیکھ کر ایمان لائے تو اس کا یہ ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان میں غیب پر ایمان معتبر ہے اور آج ایمان بالشہادۃ ہوگیا جیسے کہ غرغرہ کی حالت میں، یا رب کا ظاہری عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں، جو اس کے بعد پیدا ہوا اس کا ایمان معتبر ہوگا، یوں ہی گنہگار مسلمان کی توبہ قبول ہوگی۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت میں بعض آیات سے مراد آفتاب کا پچھم سے نکلنا ہے۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کے بعد گناہوں سے توبہ بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ یہاں فرمایا"اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا" مگر یہ قول کچھ کمزور سا ہے"خَيْرَ فِي الْاِيْمَانِ" کچھ اور ہی ہے۔(مراۃ المناجیح، ج ۳،ص ۳۷۵،مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

(۲۲)وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ، فَاَتَاهُ . فَقَالَ: اِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَّهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِئَةً، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ . فَقَالَ: اِنَّهُ قَتَلَ مِئَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَّهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰى اَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ . فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَآءَ تَائِبًا، مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى،

وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ- اَيْ حَكَمًا - فَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهُ . فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ: "فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا" .وَفِيْ

(۲۲)(بخاری شریف رقم الحدیث ۳۲۸۳)(مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۶۸۷۸)(ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۶۲۲)(مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۱۱۷۰)(صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۱۱)(بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۵۶۴۱)(مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۱۰۳۳)(طبرانی کبیر رقم الحدیث ۷۸۸)

Marfat.com

رِوَایَةٍ فِی الصَّحِیحِ: "فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ، وَاِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ، وَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا، فَوَجَدُوْہُ اِلٰی ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَہٗ" . وَفِیْ رِوَایَةٍ: "فَنَاٰی بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا"

◄◄ حضرت ابوسعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم سے پہلے دور میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو مارا تھا اس نے اہل زمین میں سے جید عالم کے متعلق سوال کیا تو اس کی ایک زاہد کی جانب رہنمائی کی گئی وہ اس زاہد کے پاس آیا اس نے زاہد کو بتایا کہ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے واسطے توبہ کی کوئی صورت ہے زاہد نے جواب دیا نہیں اس قاتل نے اس زاہد کو بھی جان سے مار دیا اور اس نے سو کی تعداد پوری کر دی پھر اس نے اہل زمین کے کسی جید عالم کے بارے میں پوچھا تو اس کی ایک عالم کی جانب رہنمائی کی گئی۔ اس آدمی نے اس عالم کو بتایا کہ میں نے سو آدمیوں کو جان سے مارا ہے کیا اس کے واسطے توبہ کی رعایت ہے۔ اس عالم نے جواب دیا ہاں! توبہ کی رعایت سے اس کے اور توبہ کے مابین کون سی چیز آڑ بن سکتی ہے تم فلاں فلاں زمین میں چلے جاؤ سو اس مقام پر بعض افراد ہوں گے جو اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہوں گے۔ تم بھی اللہ عزوجل کی عبادت کرو ان کے ساتھ مل کر اور اپنی زمین میں نہ پلٹنا اس واسطے کہ وہ بری زمین ہے وہ آدمی چلا جس وقت وہ آدھے راستے تک پہنچا تو اس کی وفات ہو گئی اور اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ تائب ہو کر اور دلی طور پر اللہ عزوجل کی جانب آ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کسی وقت بھی کوئی نیکی نہیں کی۔ پس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا ان ملائکہ نے اس کو اپنے مابین منصف مقرر کیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں جانب کی زمینوں کو ماپ لو سو جس زمین کے یہ زیادہ نزدیک ہو گا اسی طرف تصور ہو گا۔ ان فرشتوں نے زمین کو ماپا تو انہوں نے اس آدمی کو اس زمین کے زیادہ نزدیک پایا جس جانب اس نے جانے کی نیت کی تھی تو اس کو رحمت کے فرشتوں نے لے لیا۔ (متفق علیہ)

صحیح کی ایک حدیث مبارکہ کے یہ لفظ ہیں تو وہ اس زمین کے جو نیک لوگوں کی تھی ایک بالشت نزدیک تھا تو اس نے اس آدمی کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اور صحیح کی ایک روایت میں ہے اللہ عزوجل نے وحی کی اس زمین کی جانب کہ تو دوری اختیار کر اور اس زمین کی جانب وحی کی کہ نزدیک ہو جا اس کے بعد اس آدمی نے حکم دیا کہ ان دونوں حصوں کے مابین فاصلہ ماپ لو تو ملائکہ نے اس آدمی کو صالح افراد کی بستی کے ایک بالشت نزدیک پایا تو اسے بخش دیا گیا۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں کہ اس کا سینہ صالح افراد کی بستی کی جانب ہو گیا۔

حل لغات:

تدل: از، دلالةً، بمعنی راہ نمائی کرنا، راستہ دکھانا،

Marfat.com

راھب: بمعنی لوگوں سے کنارہ کش ہو کر گرجا میں عزلت نشینی کرنا۔

فاختصمت: از، خصاماً، بمعنی جھگڑا کرنا۔

قط: بمعنی، کبھی بھی منفی کے ساتھ خاص ہے اور زمانہ ماضی کے حصر کے لیے آتا۔

بشبر: بمعنی بالشت۔

تعارف راوی حدیث:

ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر، مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

(مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ و تابعین تحت حرف السین، ص ۵۳۴، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شرح:

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ اس آدمی نے ظلماً ڈکیتی سے یا کسی اور طرح ننانوے آدمی مار ڈالے تھے۔

جب اس کی موت قریب آئی تو رحمت خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور اس گناہوں کے شہر سے نکل کھڑا ہوا، مسئلہ پوچھنے عالم وقت کے پاس گیا، راھب رھبٌ سے بنا بمعنی خوف۔ اصطلاح میں راھب وہ پادری جوگی کہلاتے تھے جو خوف خدا میں تارک الدنیا ہو جاتے تھے، گوشہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ ہی کرتے تھے، ان میں سے اکثر عالم بھی ہوتے تھے، یہود و نصاریٰ کے ہاں ترک دنیا بہترین عبادت تھی ہمارے اسلام میں ممنوع ہے۔ یا تو وہ راھب توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا اور یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حق العباد ہے، مقتول کے ورثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے بہت سے مقتولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا بہر حال اس راھب نے مسئلہ غلط بتایا۔

بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہو گیا، مایوس بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے اسی لیے اسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے ملزم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی میں رکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر اور دو چار کو قتل نہ کر دے، آریوں کے ہاں توبہ کوئی چیز نہیں ان کے مذہب نے گناہ پر دلیر کیا ہے۔

پہلا کذا نام بتانے کے لیے ہے اور دوسرا کذا بیان اوصاف کے لیے یعنی فلاں نام کی بستی جو فلاں طرف ہے جس میں اللہ کے بہت نیک بندے رہتے ہیں تو وہاں جا اور فلاں سے مسئلہ پوچھ۔

یعنی اس طرح گر کر مرا کہ اس کا چہرہ اور سینہ تو اس عالم کی بستی کی طرف تھا جہاں جا رہا تھا اور پیٹھ اس گناہوں کی بستی کی طرف جہاں سے آ رہا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے کے لیے عالموں کے پاس

Marfat.com

جانا عبادت ہے، نیز عالم کے شہر کی تعظیم اور اس طرف منہ کر کے سونا یا مرنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہے۔سنت یہ ہے کہ مؤمن کعبہ کو منہ اور سینہ کر کے سوئے ،میت کو کعبہ کے رخ دفن کرو،بعض عشاق مدینہ منورہ یا بغداد شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں،نماز غوثیہ میں بعد نماز گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چلتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا مانگتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے، دیکھو اس شہر میں کعبہ یا بیت المقدس نہ تھا صرف ایک عالم کی بستی تھی جس کے ادب کی برکت سے بخشا گیا۔رب تعالیٰ نے توبہ کرنے والے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا"اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ"اس نبیوں کے شہر میں سجدہ کرتے جاؤ اور وہاں ہم سے معافی مانگو۔

یعنی یہ شخص بالکل بیچ میں تھا کہ اسے موت آگئی،اس کی روح کو لینے کے لیے رحمت کے فرشتے بھی آگئے اور عذاب کے بھی،عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے بڑے گناہ کر کے آیا تھا،رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جارہا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے قانون مقرر کر دیا گیا ہے،کس قسم کی میت کو عذاب کے فرشتے لیں اور کس کو رحمت کے وہ اسی قانون کے تحت ہر میت تک پہنچ جاتے ہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو خدا کے حکم سے آتے ہیں یہاں رب تعالیٰ نے دونوں قسم کے فرشتے بھیجے ہی کیوں لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں"وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ" کیونکہ وہاں امر سے مراد کلی امر ہے جیسے رب تعالیٰ نے ہم کو نمازوں وغیرہ کا کلی امر دے رکھا ہے۔یعنی اس کی موت بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی،رب تعالیٰ نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اس کا اتنا احترام فرمایا کہ اس کی لاش کو اس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اس کو پیچھے ہٹایا اس کو آگے بڑھایا۔خیال رہے کہ رب تعالیٰ جب بندے سے راضی ہو جائے تو اپنے حقوق تو خود معاف کر دیتا ہے اور بندوں کے حقوق حق والوں سے معاف کرا دیتا ہے۔اس موقعہ پر بھی رب تعالیٰ نے مقتولوں کو کچھ دے کر معاف کرا دیا لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ ظلماً قتل حق العباد تھے بغیر بندوں کے معاف کئے اس کی بخشش کیسے ہوگئی اور نہ یہ کہ دو بستیوں کو کیوں ہٹایا لاش کو ہی کیوں نہ سرکا دیا۔

(مراۃ المناجیح،ج۳،ص۳۶۴،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

تین صحابہ کا غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنا:

(۲۳)وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مالکٍ، وَّکَانَ قَائِدَ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ بَنِیْہِ حِیْنَ

(۲۳) (بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۴۰۰) (بخاری شریف کتاب الوصایا رقم الحدیث ۲۶۰۶) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۷۸۷) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۷۹۰) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۲۲) (بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۳۶۳) (بخاری شریف کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۶۷۶) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۳۷۳۵) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۵۶) (بخاری شریف کتاب الاستئذان رقم الحدیث ۵۹۰۰) (بخاری شریف کتاب الایمان والنذور رقم ۶۳۱۲) (بخاری شریف کتاب الاحکام رقم الحدیث ۶۷۹۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۷۶۹) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۳۳۱۷) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۱۰۲) (نسائی شریف رقم الحدیث ۳۸۲۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۷۲۱۹) (ابن حبان رقم ۳۳۷۰)

Marfat.com

عَمِّي، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهِ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ . قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ ؛ اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ . وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا . وكَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا، وَّاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ) قَالَ كَعْبٌ: فَقَلَّ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى بِهٖ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْا لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهٗ، فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، وَّاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُّ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جِهَازِيْ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ، فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً، اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ: "مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ . فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ

Marfat.com

عَنہُ: بِئسَ مَا قُلتَ ! وَاللّٰہِ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا عَلِمنَا عَلَیہِ اِلّا خَیرًا، فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ۔ فَبَینَا ھُوَ عَلٰی ذٰلِکَ رَاٰی رَجُلًا مُبَیضًا یَزُوْلُ بِہِ السَّرَابُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: "کُنْ اَبَا خَیثَمَۃَ"، فَاِذَا ھُوَ اَبُوْ خَیثَمَۃَ الْاَنْصَارِیُّ وَھُوَ الَّذِیْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمرِ حِیْنَ لَمَزَہُ الْمُنَافِقُوْنَ ۔قَالَ کَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّہَ قَافِلًا مِّنْ تَبُوْکَ حَضَرَنِیْ بَثِّیْ، فَطَفِقْتُ اَتَذَکَّرُ الْکَذِبَ وَاَقُوْلُ: بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِہٖ غَدًا؟ وَاَسْتَعِیْنُ عَلٰی ذٰلِکَ بِکُلِّ ذِیْ رَاْیٍ مِّنْ اَھْلِیْ، فَلَمَّا قِیْلَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا، زَاحَ عَنِّی الْبَاطِلُ حَتّٰی عَرَفْتُ اَنِّیْ لَنْ اَنْجُوَ مِنْہُ بِشَیْءٍ اَبَدًا، فَاَجْمَعْتُ صِدْقَہٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَّکَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِکَ جَاءَہُ الْمُخَلَّفُوْنَ یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْہِ وَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ، وَکَانُوْا بِضْعًا وَّثَمَانِیْنَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْھُمْ عَلَانِیَتَھُمْ وَبَایَعَھُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمْ وَوَکَلَ سَرَائِرَھُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی، حَتّٰی جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ۔ ثُمَّ قَالَ: "تَعَالَ"، فَجِئْتُ اَمْشِیْ حَتّٰی جَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ، فَقَالَ لِیْ: "مَا خَلَّفَکَ؟ اَلَمْ تَکُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَھْرَکَ؟" قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَیْرِکَ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا لَرَاَیْتُ اَنِّیْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِہٖ بِعُذْرٍ ؛ لَقَدْ اُعْطِیْتُ جَدَلًا، وَّلٰکِنِّیْ وَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُکَ الْیَوْمَ حَدِیْثَ کَذِبٍ تَرْضٰی بِہٖ عَنِّیْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یُّسْخِطَکَ عَلَیَّ، وَاِنْ حَدَّثْتُکَ حَدِیْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَیَّ فِیْہِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ فِیْہِ عُقْبَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، وَاللّٰہِ مَا کَانَ لِیْ مِنْ عُذْرٍ، وَّاللّٰہِ مَا کُنْتُ قَطُّ اَقْوٰی وَلَا اَیْسَرَ مِنِّیْ حِیْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْکَ ۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ فِیْکَ" ۔ وَسَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَاتَّبَعُوْنِیْ فَقَالُوْا لِیْ: وَاللّٰہِ مَا عَلِمْنَاکَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ ھٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِیْ اَنْ لَّا تَکُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَیْہِ الْمُخَلَّفُوْنَ، فَقَدْ کَانَ کَافِیَکَ ذَنْبَکَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَکَ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰہِ مَا زَالُوْا یُؤَنِّبُوْنَنِیْ حَتّٰی اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُکَذِّبَ نَفْسِیْ، ثُمَّ قُلْتُ لَھُمْ: ھَلْ لَقِیَ ھٰذَا مَعِیَ مِنْ اَحَدٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، لَقِیَہٗ مَعَکَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَقِیْلَ لَھُمَا مِثْلُ مَا قِیْلَ لَکَ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ ھُمَا ؟ قَالُوْا: مُرَارَۃُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْعَمْرِیُّ، وَھِلَالُ ابْنُ اُمَیَّۃَ الْوَاقِفِیُّ؟ قَالَ: فَذَکَرُوْا لِیْ رَجُلَیْنِ صَالِحَیْنِ قَدْ شَھِدَا بَدْرًا فِیْھِمَا اُسْوَۃٌ، قَالَ: فَمَضَیْتُ حِیْنَ ذَکَرُوْھُمَا لِیْ ۔

Marfat.com

وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ - اَوْ قَالَ: تَغَيَّرُوْا لَنَا - حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِىْ فِىْ نَفْسِى الْاَرْضُ، فَمَا هِىَ بِالْاَرْضِ الَّتِىْ اَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً . فَاَمَّا صَاحِبَاىَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِىْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَان . وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاَطُوْفُ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِىْ اَحَدٌ، وَّاٰتِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِىْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَاَقُوْلُ فِىْ نَفْسِىْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّىْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِىْ نَظَرَ اِلَىَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّىْ، حَتّٰى اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَىَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِىْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّىْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَىَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَىَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَا اَبَا قَتَادَةَ، اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ، فَقَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . فَفَاضَتْ عَيْنَاىَ، وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِىْ فِىْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِىٌّ مِّنْ نَّبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ اِلَىَّ حَتّٰى جَاءَ نِىْ فَدَفَعَ اِلَىَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا . فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا: وَهٰذِهٖ اَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا، حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْىُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِىْ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ، فَقُلْتُ: اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ فَقَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَىَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ . فَقُلْتُ لِامْرَاَتِىْ: اَلْحَقِىْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِىْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ . فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَّيْسَ لَهٗ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ؟ قَالَ: "لَا، وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبْنَّكِ" فَقَالَتْ: اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰى شَىْءٍ، وَّوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِىْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا . فَقَالَ لِىْ بَعْضُ اَهْلِىْ: لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ؟ فَقُلْتُ: لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَاذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ! فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ: يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَّعَرَفْتُ اَنَّهُ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ . فَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ رَجُلٌ اِلَيَّ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ، وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ، فَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِيَ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبِشَارَتِهٖ، وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنَنِيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِيْ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ . حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّاَنِيْ، وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ فَكَانَ كَعْبٌ لَّا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ: "اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ" فَقُلْتُ: اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ"، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . فَقُلْتُ: اِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ . وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ، وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُّنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا، وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّحْفَظَنِي اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِيَ، قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

Marfat.com

﴿ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (التوبة: 119-117) قَالَ كَعْبٌ: وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ، فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا ؛ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (التوبة: 96-95) قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَاِرْجَاؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَكَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى، فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ.

◄◄ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ان کے بیٹوں میں سے قائد تھے جب وہ نابینا ہو گئے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب نے فرمایا: میں اس طرح کے غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہ رہا تھا سوائے غزوہ تبوک کے اور غزوہ بدر کے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں رہ جانے والوں میں سے کسی پر خفگی کا اظہار نہ کیا تھا اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کے قافلہ پر حملہ آور ہونے کے واسطے نہ نکلے تھے اور اللہ عزوجل نے ان کا آمنا سامنا دشمن سے کروا دیا۔

عقبہ کی رات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جس وقت ہم مسلمان ہوئے تھے مجھ کو یہ محبوب نہ تھا کہ اس رات حاضر ہونے کے بدلے میں میرے مقدر میں جنگ بدر میں حاضر ہونا ہو جاتا۔ اگرچہ جنگ بدر میں شامل

Marfat.com

ہونے کی فضیلت کا ذکر خیر عوام الناس میں بہت کثیر ہے۔ جنگ تبوک میں میرا حضور نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں جس وقت اس جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اس وقت میں جس قدر طاقت والا اور بہتر حالات والا تھا اس سے قبل اتنا طاقت والا اور بہتر حالات والا نہ تھا اور اللہ کی قسم! اس سے قبل دو سواریاں کسی وقت بھی میرے پاس جمع نہ ہوئی تھیں مگر اس جنگ کے وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی کے موسم میں یہ جنگ لڑی تھی۔ یہ سفر طویل تھا اور بغیر پانی کے جنگل طے کرنا تھا اور کثیر تعداد والے دشمن سے لڑائی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا تھا تا کہ وہ اس جنگ کے واسطے تیار ہو جائیں اور حضور ﷺ نے ان کو اپنے مشن سے مطلع کر دیا کہ کہاں جانا ہے سو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی کثیر تعداد میں مسلمان تھے جن کو کسی کتاب (رجسٹر) میں تحریر نہیں کیا گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کوئی اس طرح کا آدمی ہو جو یہ سمجھ کر اس غزوہ میں شامل نہ ہوا ہو کہ جس وقت تک اللہ عزوجل کی طرف سے حضور ﷺ پر اس کے متعلق وحی نہ آئے گی اس کا حضور ﷺ سے اس جنگ میں شامل نہ ہونے کا معاملہ پوشیدہ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جنگ ان دنوں میں کی تھی جب پھل اور سائے پسندیدہ گنے جاتے تھے میرا بھی ان کی طرف میلان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ دیگر صحابہ نے جنگ کے لئے تیاری کر لی اور میں یہ کام آج کل پر ڈالتا رہا اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ میں جس وقت چاہوں گا اس طرح آسانی سے کر لوں گا۔ میں سمجھتا سوچتا رہا اسی طرح' اور دوسرے لوگ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کر لی میں صبح کے وقت تیاری کی نیت کرتا لیکن میں لوٹ آتا اور میں دل میں کہتا کہ میں اس بات پر قادر ہوں جب بھی ارادہ کر لوں گا (جا ملوں گا لشکر سے) اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان نکل چکے تھے لیکن میں کسی قسم کی تیاری نہ کر سکا۔ کئی دنوں تک یہی معمول رہا اور لوگ بڑی جلدی دشمن کے مقابلے میں پہنچ گئے وہ غزوہ کے واسطے تیار ہو گئے میں نے نیت کی کہ اس وقت میں بھی سوار ہو کر پہنچ جاؤں ان کے پاس کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اس طرح کرتا مگر اس طرح کرنا میرے مقدر میں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد میں عوام الناس میں آتا تو مجھ کو بڑا دکھ ہوتا کہ یہ تمام وہ افراد تھے جو منافق تھے یا ان کو جہاد میں شامل ہونے سے عذر لاحق تھا۔ مقام تبوک تک پہنچنے تک رسول اللہ ﷺ کو میں یاد نہ آیا ایک دن جس وقت حضور ﷺ مقام تبوک میں جلوہ فرما تھے بعض افراد کے مجمع میں تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا ہوا ہے کعب بن مالک کو؟ تو بنو سلمہ کا ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اسے دو چادروں اور دو پہلوؤں نے روک لیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا تم نے غیر

Marfat.com

مناسب بات کی ہے واللہ یا رسول اللہ! ہم اس کے متعلق فقط اچھا ہی گمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اسی گفتگو کے دوران دور سے ایک سفید پوش آدمی آتا ہوا نظر آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ابوخثیمہ ہوگا چنانچہ وہ حضرت ابوخثیمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ وہی صحابی ہیں جن کو ایک صاع کھجور صدقہ کرنے کی سعادت ملی جب منافقوں نے ان کی عیب جوئی کی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت مجھے علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک سے لوٹ رہے ہیں تو مجھ کو پھر فکرمندی لاحق ہوگئی میں نے کذب بیانی کے متعلق سوچ بچار شروع کر دی کہ جس کا تذکرہ کر کے میں رسول اللہ ﷺ کی خفگی سے نجات پا سکوں۔ میں نے اپنے گھر والوں سے بھی تعاون طلب کیا جس وقت مجھ کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لانے ہی والے ہیں تو وہ سب کذب بیانیاں میرے ذہن سے نکل گئیں اور مجھ پر یہ آشکار ہو گیا کہ میں اسی کذب بیانی کے سبب برات حاصل نہیں کر سکتا اس واسطے میں نے حضور ﷺ سے سچی بات کہنے کی نیت کی۔ اگلے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جس وقت آپ کسی سفر سے پلٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ اس میں دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور اس کے بعد عوام الناس سے ملاقات کرنے کے واسطے تشریف فرما ہو جاتے۔ جس وقت حضور ﷺ جلوہ فرما ہوئے تو اس جنگ سے پیچھے رہ جانے والے افراد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے لگے اور حلف اٹھا اٹھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے یہ تعداد میں اسی سے زیادہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ظاہری عذروں کو تسلیم کیا اور ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش کی دعا کی اور ان کے نفس کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا۔ جس وقت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا جس طرح کوئی رنجیدہ آدمی تبسم فرماتا ہے پھر حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ قریب آ جاؤ میں قریب آ کے حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تم کس واسطے پیچھے رہ گئے تھے؟ کیا تم نے سواری نہیں مول لی تھی۔ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سوا کسی دنیاوی شخص کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا تو مجھے پتہ ہے کہ میں حیلے بہانے کر کے اس کی ناراضگی سے محفوظ ہو جاتا لیکن اللہ کی قسم! اس دن اگر میں آپ ﷺ سے کذب بیانی کر کے اس کے سبب آپ ﷺ کو رضامند کروں گا تو جلد ہی اللہ عزوجل آپ کو میرے ساتھ رنجیدہ کر دے گا اور بلاشبہ اس وقت میں آپ کے ساتھ سچی بات کروں گا آپ ﷺ میرے ساتھ رنجیدہ ہوں گے مگر مجھ کو یہ آس ہے کہ آخر میں اللہ عزوجل میرا انجام بھلائی والا کرے گا۔ اللہ کی قسم! میرا کوئی بہانہ نہیں اللہ کی قسم! جس قدر میں صاحب قدرت اور اچھی حالت والا تھا آپ سے پیچھے رہ جانے کے وقت تھا اس سے قبل کسی وقت بھی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ بولا پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس وقت تم چلے جاؤ حتیٰ

Marfat.com

کہ اللہ عزوجل تمہارے لئے حکم نازل فرمادے میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ قبیلہ بنوسلمہ کے کچھ افراد بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور میرے پیچھے آ گئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے واللہ ہمیں علم نہیں ہے کہ تم نے کوئی نافرمانی کی ہو اس سے قبل بھی۔ کیا تجھ سے اس طرح نہیں ہو سکتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کوئی بہانہ کر دیتے جس طرح دیگر پیچھے رہ جانے والے افراد نے کئے تھے تو تیری بخشش کے لیے حضور ﷺ کا بخشش کی دعا فرمانا کافی ہو جاتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ افراد مجھ کو برا بھلا کہتے رہے حتیٰ کہ میں نے بہتر سمجھا کہ میں پلٹ کر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جاتا ہوں اور اپنے قول کو جھوٹا ثابت کر دیتا ہوں اور میں نے ان افراد سے دریافت کیا کیا کسی اور کے ساتھ بھی میری مثل معاملہ پیش آیا ہے ان افراد نے جواباً کہا ہاں! دو اور آدمیوں کے ساتھ تمہاری طرح کا معاملہ پیش آیا ہے۔ انہوں نے بھی تیری مثل کوئی بہانہ نہیں کیا اور ان کو بھی وہی نصیحت کی گئی جو تجھے کی گئی ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا وہ دونوں کون ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرارہ بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہا کہ انہوں نے مجھ کو دو اس طرح کے آدمیوں کے متعلق بتایا تھا جو دونوں صالح تھے اور ان دونوں کو جنگ بدر میں شامل ہونے کی سعادت ملی تھی اور ان کا انداز اتباع کے لائق تھا۔ جس وقت ان لوگوں نے مجھے ان دو شخصیات کے متعلق بتایا تو میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے فقط ہم تینوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان سے کلام نہ کریں سو عوام الناس ہم سے گفتگو کرنے سے پرہیز کرنے لگی اور ہمارے واسطے سب لوگ انجان ہو گئے حتیٰ کہ اپنے ہی علاقے کے متعلق مجھ کو یہ احساس ہونے لگا کہ یہ زمین ہماری نہیں ہے جس کو ہم جانتے ہیں۔ اسی کیفیت میں ایک مہینہ بیس دن بیت گئے۔ میرے دونوں رفیق خلوت نشین ہو گئے اور وہ اپنے گھروں میں گریہ و زاری کرتے رہتے۔ میں زیادہ جوان آدمی اور طاقت والا تھا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے آتا تھا اور بازار میں چلتا پھرتا تھا مگر کوئی میرے ساتھ گفتگو نہ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے نماز کے بعد جس وقت آپ جلوہ فرما ہوتے تھے تو میں سلام کرتا تھا آپ کو اور مشاہدہ کرتا تھا کہ آیا آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دینے کے واسطے اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دی ہے کہ نہیں میں آپ کے نزدیک کھڑا ہو کر نماز ادا کیا کرتا تھا اور نظریں چرا کر آپ کی جانب دیکھا کرتا تھا جس وقت میں اپنی نماز کی جانب رجوع کرتا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ میری جانب دیکھا کرتے تھے اور جس وقت میں آپ کی جانب توجہ کرتا تو آپ اپنی توجہ دوسری جانب کر لیتے تھے۔ ہمارے ساتھ عوام الناس کی قطع تعلقی لمبی ہو گئی حتیٰ کہ ایک دن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے عم زاد تھے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے میں نے ان کو سلام کیا تو واللہ انہوں نے میرے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابوقتادہ! میں تم کو اللہ عزوجل کی قسم

Marfat.com

دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو وہ خاموش ہو گئے میں نے انہیں پھر قسم دی وہ پھر خاموش رہے میں نے ان کو پھر قسم دی تو وہ فقط یہ بولے: **اللہ ورسولہٗ اعلم** "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں" تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں واپس آ گیا حتیٰ کہ میں دیوار پھلانگ کر باہر نکل آیا میں مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اسی لمحے مجھے ایک کاشت کار ملا جس کا تعلق ملک شام سے تھا اور وہ مدینہ منورہ میں خوراک بیچنے کے واسطے آیا وہ یہ دریافت کرتا جا رہا تھا کون ہے جو کعب بن مالک کا پتہ مجھے بتائے گا۔ کچھ افراد نے اس کو اشارے سے میرے متعلق بتایا وہ میرے قریب آیا اور اس نے غسان کے بادشاہ کا خط مجھ کو دیا میں پڑھنا جانتا تھا میں نے وہ خط پڑھا اس میں یہ لکھا ہوا تھا اما بعد! ہم کو معلوم ہوا ہے تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ نامناسب سلوک کیا ہے اللہ عزوجل نے تم کو ذلیل اور رسوائی کے حالات میں رہنے کے واسطے تخلیق نہیں کیا تم آؤ ہمارے پاس ہم تمہاری خاطر داری کریں گے۔ جس وقت میں نے یہ تحریر نامہ پڑھا تو میں سمجھا کہ یہ ایک اور پریشانی ہے۔ میں نے اس خط کو ایک تنور میں پھینکا اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے ہمارے متعلق اللہ عزوجل کا کوئی حکم نہیں اترا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس پہنچا کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ وصیت کی ہے کہ تم اپنی زوجہ سے جدا رہو میں نے عرض کیا: اس کو طلاق دوں یا کیا کروں قاصد نے جواب دیا تم اس سے جدا رہو اور اس کے نزدیک نہ جاؤ اور حضور ﷺ نے اسی کے مثل حکم میرے دیگر دونوں رفیقوں کو بھی بھیجا تھا میں نے اپنی زوجہ سے کہا تم اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور تب تک وہاں رہو جب تک اللہ عزوجل اس معاملے کا فیصلہ نہ کر دے۔ میرے ایک رفیق حضرت ہلال بن امیہ کی زوجہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! میرا خاوند ہلال بن امیہ بوڑھا آدمی ہے۔ کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے کیا آپ اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ میں ان کی خدمت کروں حضور ﷺ نے جواب دیا: نہیں! مگر وہ تمہارے نزدیک نہ آنے پائے ان کی زوجہ نے عرض کی: واللہ وہ ایسا کوئی معاملہ نہ کریں گے۔ واللہ جس دن سے اس مسئلے کا آغاز ہوا ہے اس دن سے آج تک وہ رو رہے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اہلخانہ میں سے کسی نے مجھے مشورہ دیا کہ تم بھی اپنی زوجہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے رخصت طلب کرو۔ حضور ﷺ نے حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو ان کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے میں نے کہا: میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے رخصت طلب نہیں کروں گا۔ اس واسطے کہ مجھے پتہ نہیں ہے جس وقت میں آپ سے اس کے متعلق رخصت طلب کروں گا تو آپ مجھ کو کیا جواب دیں گے۔ اس واسطے کہ میں ایک جوان بندہ ہوں سو اسی حالت میں دس دن اور بیت گئے۔ حضور ﷺ نے جو عوام الناس کو ہم سے گفتگو کرنے سے روکا تھا اسے ایک مہینہ اور دس دن

Marfat.com

بیت گئے تھے۔ پچاسویں دن کی صبح میں نے اپنے گھر کی چھت پر نماز فجر ادا کی اور ابھی بیٹھا ہوا تھا اسی کیفیت مین جس کا ذکر اللہ عزوجل نے کیا ہے مجھے اپنے آپ سے تکلیف ہو رہی تھی اور زمین اپنی سب فراوانیوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی تھی اسی دوران میں نے کسی آدمی کو صلع پہاڑی سے اونچی آواز میں یہ اعلان کرتے ہوئے سماعت کیا: اے کعب بن مالک! تمہارے واسطے خوشخبری ہے سو میں سجدہ میں گر گیا اور مجھ کو محسوس ہو گیا کہ اس وقت میرے مقدر میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد عوام الناس کو یہ اطلاع دی کہ اللہ عزوجل نے ہماری توبہ کو قبول فرمالیا ہے تو کچھ افراد ہمیں خوشخبری سنانے کے واسطے آئے اور کچھ خوشخبری سنانے میرے دونوں رفیقوں کے پاس چلے گئے۔ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر میری جانب آیا اور قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جلدی سے میری جانب آیا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا اس کی آواز زیادہ اونچی تھی گھڑ سوار سے میں نے جس وقت اس کی آواز سماعت کی جس وقت وہ مجھے خوشخبری سنانے میرے قریب آیا تو میں نے اس کی خوشخبری کے سبب اسے اپنے کپڑے عطا کئے واللہ اس وقت میرے پاس صرف وہی کپڑے تھے۔ میں نے ادھار لے کر دو کپڑے زیب تن کئے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے واسطے چلا گیا عوام الناس فوج در فوج مجھ سے ملتے اور مجھے مبارک باد دیتے رہے توبہ کی قبولیت پر اور یہ بولتے رہے اللہ عزوجل نے تمہاری توبہ قبول کی ہے اس پر تمہیں مبارک ہو حتیٰ کہ میں مسجد کے اندر چلا گیا رسول اللہ ﷺ مسجد میں جلوہ فرما تھے۔ آپ کے آس پاس اور صحابی بھی حاضر تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور میری جانب لپکے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارکباد دی واللہ ان کے سوا کوئی اور مہاجر کھڑا نہیں ہوا۔ کہتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ شفقت کسی وقت نہیں بھولے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کیا تو آپ کا چہرہ اقدس مسرت کے سبب چمک رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تجھ کو خوشخبری ہو کہ تمہاری پیدائش کے دن سے آج تک زیادہ بہتر دن تمہارے لئے اور کوئی نہیں ہوا۔ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! یہ جو خوشخبری ہے آپ کی جانب سے ہے یا اللہ عزوجل کی جانب سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ خوش و خرم ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اقدس چاند کے ٹکڑے کی مثل چمکنے لگتا تھا اس بات کا ہم سب کو علم تھا جس وقت میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ اپنی توبہ قبول ہونے کی خوشی میں، میں اپنے مال کو بطور صدقہ پیش کرتا ہوں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا بعض مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے واسطے زیادہ بہتر ہے تو میں عرض گزار ہوا میں خیبر والی اپنی زمین کو اپنے پاس رکھتا ہوں اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری خلاصی ہوئی ہے سچ بولنے کے سبب اور میری توبہ قبول ہونے کے بعد

Marfat.com

اب میں ساری زندگی سچ ہی بولوں گا جس وقت تک زندہ رہوں گا واللہ کوئی اس طرح کا انسان نہیں ہے میری تحقیق کے مطابق مسلمانوں میں جس کو اللہ عزوجل نے صدق بیانی کے حوالے سے اس سے بڑھ کر امتحان میں ڈالا ہو جس میں اس نے مجھے ڈالا ہے۔ جس وقت سے میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور جس وقت سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کی تب سے لے کر اب تک میں نے کسی وقت بھی کسی کے ساتھ کذب بیانی نہیں کی اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ عزوجل بقیہ حیات میں بھی مجھے اس سے بچائے رکھے گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ''بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا'' (سورۃ توبہ: ۱۱۵) حتیٰ کہ اس آیت: ''بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی'' (سورۃ توبہ: ۱۱۸-۱۱۷) تک پہنچے۔ حتیٰ کہ آیت: ''اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔ (سورۃ توبہ: ۱۱۹) تک پہنچے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ جس وقت سے اللہ عزوجل نے میری رہنمائی اسلام کی جانب فرمائی اس کے بعد اس نے مجھے کوئی اس طرح کی نعمت عطا نہیں کی جو میرے نزدیک میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت صدق بیانی سے بڑی ہو مطلب یہ کہ میں نے آپ کے ساتھ کذب بیانی نہیں کی ورنہ میں بھی تباہ و برباد ہو جاتا جس طرح وہ لوگ تباہ و برباد ہوئے جنہوں نے کذب بیانی کی تھی۔ ان کاذبوں کے متعلق جس وقت اللہ عزوجل نے وحی نازل کی تو اس طرح جو کسی بھی آدمی کے متعلق سب سے برا انداز ہو سکتا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جس وقت تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا'' (سورۃ توبہ: ۹۶-۹۵) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تین آدمی جن کا معاملہ ان افراد سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا جن کی معذرت کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا تھا جس وقت انہوں نے حلف اٹھایا آپ کے سامنے تو حضور ﷺ نے ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش کی دعا فرمائی اور ہمارے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملے کو مؤخر کیا حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق فیصلہ فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا: **وعلی الثلاثۃ الذین خلفو** اور ان تین پر جو پیچھے رہ گئے تھے اس کا مطلب ہمارا غزوہ سے پیچھے رہنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہمارے معاملے کو مؤخر کرنا ہے ان افراد کے معاملے سے جن افراد نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے حلف اٹھایا اور آپ کے سامنے معذرت پیش کی تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کیا۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں حضور نبی کریم ﷺ سفر سے دن کے وقت لوٹتے اور جس وقت آپ لوٹ آتے تو سب سے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور اس کے بعد مسجد میں جلوہ فرما ہو جاتے۔

حل لغات:

تخلف: از، خلفاً، بمعنی پیچھے رہ جانا۔

یعاتب: از، عتباً، بمعنی سرزنش کرنا، خفگی کرنا۔

تواثقنا: از، وثاقاً، بمعنی معاہدہ کرنا۔

ورّی: از، توریۃً، بمعنی چھپانا۔

لیتأھبو: از، تاھب، بمعنی کسی کام کے لیے تیار ہونا، آمادہ ہونا۔

فتجھز: از، جھزاً، بمعنی زخمی کا مار کر اس کا کام تمام کر دینا، مہیا کرنا، تیار کرنا۔

طفقت: از، طفقاً، بمعنی شروع کرنا۔

استمرّ: از، استمراراً، بمعنی گزرنا، ایک حالت یا ایک طریقہ پر برقرار رہنا۔

عطفیه: بغل، کنارہ۔

السراب: دوپہر کو پانی کی طرح نظر آنے والی ریگستانی ریت۔

سخط: از، سخطاً، بمعنی غضبناک ہونا۔

انجح: از، نجحاً، بمعنی آسان ہونا، کام پورا ہونا، کامیاب ہونا۔

ابتعت: از، بیعاً، بمعنی بیچنا، اور کبھی خریدنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

فمضیت: از، مضاءً، بمعنی ہمیشگی کرنا۔

فاجتنبا: از، جنباً، بمعنی دفع کرنا، دور کرنا۔

فلبثنا: از، لبثاً، بمعنی ٹھہرنا۔

ضاقت: از، ضیقاً، بمعنی تنگ ہونا۔

خررت: از، خراً، بمعنی بلندی سے پستی میں گرنا۔

رکض: از، رکضاً، بمعنی ٹھوکر مارنا۔ دور کرنا۔

یھنؤننی: از، تھنیئاً، بمعنی مبارک باد دینا، خوش ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

کعب ابن مالک: آپ انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، بدر کی حاضری میں اختلاف ہے سواء

Marfat.com

تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کے خاص شاعروں میں سے ہیں، غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے جن کا بائیکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں، تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورۂ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی، ۵۰ھ پچاس ہجری میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف الکاف،)

شرح:

اس حدیثِ پاک کے تحت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت "رُوم" سے مقابلہ تھا اس لیے نفیر عام (ہر خاص وعام کو جہاد) کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی جہاد کی استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور ساتھ ہولے اور زمانہ سخت عُسرَت (تنگی) کا تھا اور کھجوریں پک چکی تھیں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اخراجاتِ جنگ کے لئے چندہ فرمایا اسی موقع پر امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُ نا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا کُل مال اور امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آدھا مال نذر کیا تھا، لیکن اس غزوے کی تجہیز (تیاری) کا سہرا حضرتِ سَیِّدُ نا حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے سر رہا۔ اسی وجہ سے جو لوگ استطاعت کے باوجود اس غزوے میں شریک نہ ہوئے ان پر سخت عِتاب ہوا، اَنصار میں سے اَسّی (80) سے کچھ زائد افراد غزوے میں شریک نہ ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم م جب اس غزوے سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے، تو تین کے علاوہ بقیہ تمام پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی جن سے کوئی پوچھ گچھ، پکڑ نہیں ہوئی، اس لئے کہ یہ لوگ مومن مُخلِص نہ تھے، منافق تھے۔ البتہ تین حضراتِ مؤمنین مُخلِصین میں سے تھے، انہوں نے اپنی کوتاہی کا اِعتراف کیا، جس کی وجہ سے اُن پر (وقتی طور پر) عتاب ہوا، لیکن پھر عظیم الشان انعام سے نوازے گئے (جسکی پوری تفصیل اور ایمان افروز احوال حدیث مذکور میں بیان ہوئے۔ (نزھۃ القاری، ۴/ ۸۷۸ (ف ۲۶۳)

توبہ نصوح:

(۲۴) وَعَنْ اَبِیْ نُجَیْد بضَمِّ النُّونِ وَفَتْحِ الْجِیْمِ - عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّ امْرَاَۃً مِّنْ جُہَیْنَۃَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی، فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِیَّہَا،

(۲۴) (مسلم شریف کتاب الحدود رقم الحدیث ۴۳۱۹) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۳۱۸۶) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۷۷۰) (نسائی شریف رقم الحدیث ۱۹۵۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۵۵۴) (موطا رقم الحدیث ۱۵۰۰) (داری شریف رقم الحدیث ۲۳۱۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۱۳۹) (ابن حبان رقم الحدیث ۳۰۹۴) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۸۰۷۸) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۶۶۲۲) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۴۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۱۹۱۷) (دار قطنی رقم الحدیث ۱۳۱)

Marfat.com

فَقَالَ: "اَحْسِنْ اِلَيْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي" فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا ۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّيْ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: "لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ -؟!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو نجید نون پر پیش اور جیم برابر کے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئی۔ اس کو حمل ٹھہر چکا تھا زنا کے سبب وہ عرض گزار ہوئی حد کے لائق میں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ وہ حد مجھ پر نافذ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلوایا اور ارشاد فرمایا: اس کا اچھے طریقے سے خیال رکھو اور جس وقت وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا اسی طرح کیا اس کے ولی نے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سبب باندھا گیا اس خاتون کو کپڑے سے اور آپ کے امر کے سبب اس کو رجم کر دیا گیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ اقدس میں التجا کی یا رسول اللہ! آپ اس خاتون کی نماز جنازہ ادا کرنے لگے ہیں جس نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس خاتون نے توبہ کی ہے اس طرح کی کہ اگر اس کو شہر مدینہ منورہ کے رہائشی ستر لوگوں کے مابین بانٹا جائے تو ان کی کفایت کرے۔ کیا تجھ کو اس سے بڑھ کر کوئی بہتر عمل نظر آیا ہے جس نے اپنے نفس کو قربان کر دیا اللہ عزوجل کے واسطے۔ (مسلم)

حل لغات:

حبلیٰ: بمعنی حاملہ۔

فرجمت: از، رجماً، بمعنی سنگسار کرنا، پتھروں سے مارنا۔

قسمت: از، قسماً، بمعنی تقسیم کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابو نجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف العین،)

Marfat.com

شرح:

یہ عورت جہنیہ تھی اور اس کو اس لیے باندھا گیا تا کہ ملزمہ عورت پتھروں کی تکلیف پا کر بھاگ نہ سکے اور اس کی پردہ دری نہ ہو، یہ امر استحبابی تھا وجوبی نہیں۔ عورت کو رجم کرتے وقت گڑھے میں داب دینا مستحب ہے واجب نہیں۔ (ہدایہ، فتح القدیر، مرقات) ظاہر یہ ہے کہ گڑھا کھودنے کا حکم خود سرکار عالی نے دیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور انور خود بھی وہاں تشریف فرما ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں اگر زنا کا ثبوت گواہوں سے ہو تو پہلے گواہ پتھر ماریں پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر ثبوت خود ملزم کے اقرار سے ہو تو پہلے حاکم پتھر مارے پھر دوسرے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز نہ پڑھی بلکہ لوگوں کو اس کا حکم دے دیا تا کہ آئندہ کے لیے عبرت ہو جیسے مقروض پر بعض دفعہ حضور نے نماز نہ پڑھی، اس جملہ کے معنی یہ بھی کیے گئے کہ حضور نے اس کے غسل و کفن کا حکم دیا پھر نماز پڑھی یعنی امر کا مفعول غسل و کفن ہے اور فعل بصیغہ معروف ہے اسی وجہ سے آئمہ میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ سلطان اسلام مرحوم پر نماز نہ پڑھے، بعض فرماتے ہیں کہ پڑھے۔ خیال رہے کہ ان لوگوں کا صرف زبانی توبہ نہ کرنا اور اصرار سے اپنے کو رجم کرالینا اسی لیے تھا کہ اس توبہ کا قبول ہونا مشکوک تھا اور اس توبہ کا قبول ہونا یقینی۔

(مرقاۃ تحت حدیث مذکورہ)

توبہ نصوح کا ایک بے مثل واقعہ:

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ ایسا مکروہ ترین فعل سرزد ہو گیا جو ایک صحابی کی شانِ رفیع کے ہرگز شایاں نہ تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر یہ واقعہ نہایت قبیح ہے لیکن غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں درسِ بصیرت اور خطا کاروں کے لیے ایک بہترین اُسوہ و نمونہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر توبۃ النصوح کی مثال نہیں مل سکتی۔

چنانچہ ایک مرتبہ جذبات نفس سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس وقت تو جذبات کے طوفان میں کچھ نہ سوجھا بعد میں جب ہوش آیا تو آنکھیں کھلیں اور شدت سے احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے، اس واقعہ کو امام مسلم نے یوں بیان فرمایا کہ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ: وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: فِيمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ: مِنَ الزِّنٰى فَسَأَلَ

Marfat.com

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَبِهِ جُنُونٌ فَأُخبِرَ أَنَّهُ لَيسَ بِمَجنُونٍ فَقَالَ: أَشَرِبَ خَمرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاستَنكَهَهُ فَلَم يَجِد مِنهُ رِيحَ خَمرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَزَنَيتَ فَقَالَ: نَعَم فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرقَتَينِ قَائِلٌ يَقُولُ: لَقَد هَلَكَ لَقَد أَحَاطَت بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ: مَا تَوبَةٌ أَفضَلَ مِن تَوبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: اقتُلنِي بِالحِجَارَةِ قَالَ: فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَومَينِ أَو ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُم جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: استَغفِرُوا لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَقَد تَابَ تَوبَةً لَو قُسِمَت بَينَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتهُم (مسلم شریف، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ، ج ۳، ص ۱۳۲۱، حدیث: ۱۶۹۵)

حضرت سلمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسی بے تابی کے عالم میں دوڑتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے لیکن پردہ پوشی فرماتے ہوئے فرمایا) کہ جاؤ خدا سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔

(یہ جواب سن کر) واپس چلے گئے تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو! پھر چلے گئے تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا پھر لوٹ گئے چوتھی بار آ کر پھر عرض کیا مجھے پاک فرمائیے۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صراحۃً) پوچھا کس چیز سے پاک کروں؟ عرض کیا زنا (کی گندگی) سے! (حضور صلی اللہ علیہ وسلم جرم کے ایسے صریح اعتراف سے بہت متعجب ہوئے کیوں کہ اس کی سزا بھی بہت دردناک تھی یعنی سنگ ساری۔) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے فرمایا ان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا نہیں۔ پھر فرمایا اس نے شراب تو نہیں پی؟ ایک صاحب نے اُٹھ کر منہ سونگھا تو شراب کا بھی کوئی اثر نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کیا تم نے واقعی زنا کیا ہے؟ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! اس اقرار کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنگسار کرنے کا حکم دیا (حکم صادر ہی اُن کو لے جا کر) سنگسار کر دیا گیا۔

(اس کے بعد) ان کے بارے میں لوگوں کی رائیں مختلف تھیں بعض نے کہا کہ وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور بعض کہتے تھے کہ ان کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں۔ دو تین دن تک ان کے بارے یہی

Marfat.com

رائے زنی ہوتی رہی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک کے لیے سب مغفرت کی دعا کرو سب نے دعا کی دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

،،بے شک ماعز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایسی توبہ کی کہ اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کر دیا جائے تو تمام امت کے لیے یہی ایک توبہ کافی ہے،،۔

اللہ اللہ کیا ہی اعلیٰ توبہ کا جذبہ ہے کہ کسی بھی رکاوٹ نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو کو نہیں روکا۔ ہم جیسے سیاہ کاروں اور بدکاروں کو اس سے ہر قسم کی شرمندگی ایک طرف رکھ کر توبہ کرنے کا سبق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کے صدقے ہم سب گناہ گاروں کی بھی توبہ قبول فرمائے،، آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

آنکھیں بھوکی ہی رہتی ہیں

(۲۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَا فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو اس کی یہ تمنا ہوگی کہ اس کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں نہیں بھر سکتی کوئی چیز اس کا منہ مگر مٹی جو آدمی توبہ کرتا ہے اس کی توبہ کو اللہ عزوجل قبول کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یملأ: از، مِلاءً، بمعنی بھرنا۔

فاہ: بمعنی منہ۔

التراب: بمعنی مٹی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

---

(۲۵) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۰۷۲) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۰۴۸) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۳۳۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۲۳۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۲۲۵۰) (ابن حبان رقم الحدیث ۳۲۳۱) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۳۰۰) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۳۹۰) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۱۲۷۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۳۰۰) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۵۷۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۱۹۸۳)

Marfat.com

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان عالی شان حق ہے کہ انسان کبھی بھی یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔ جب بھی بولتا ہے تو یہی کہ کاش میرے پاس فلاں چیز بھی ہوتی۔ اور تو اور حکمران جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت، عزت وشوکت، تخت وتاج دے رکھا ہے وہ بھی عام انسان سے زیادہ بھوکے نظر آتے ہیں۔ لیکن اللہ کی بارگاہ میں توبہ ہی بہتر چیز ہے نہ کہ سونا چاندی وغیرہ۔ توبہ کے متعلق چند حکایات ذکر کرتا ہوں۔

ایک گلوکار کی توبہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک دن مضافاتِ کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا، جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گویا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گا رہا تھا۔ آپ نے سن کر کہا: "کتنی خوبصورت آواز ہے کاش! کہ یہ قرآن کریم کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔" اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔ زاذان نے جب آپکو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے بتایا: "حضور نبی رحمت کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" اس نے پوچھا: "انہوں نے کیا کہا۔" بتایا گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ: "کتنی میٹھی آواز ہے، کاش کہ قرآت قرآن کے لیے ہوتی۔" یہ بات سنتے ہی اس کے دل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے بربط کو زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی سے انہیں جا لیا۔ اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ عزوجل نے محبوب بنا لیا ہو۔" سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گناہوں سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کر لی۔ قران کریم اور دیگر علوم سیکھے۔ حتیٰ کہ علم میں امام بن گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کئی روایات حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبہ، ص ۳۶)

حرامی بچے کو مارنے والی عورت کی توبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز عشاء پڑھ کر جا رہا تھا کہ راستہ میں نقاب اوڑھے ایک عورت کھڑی تھی۔ کہنے لگی "اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے گناہ کیا ہے کیا توبہ ہوسکتی ہے۔" میں نے پوچھا: "کیا گناہ کیا ہے؟" کہنے لگی: "میں نے زنا کروایا اور حرامی بچے کو قتل کر ڈالا۔" یہ سن کر میں نے کہا کہ: "تو خود بھی ہلاک ہوگئی اور ایک جان کو بھی ہلاک کر دیا، تیرے لیے کوئی توبہ نہیں۔" یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی۔

Marfat.com

میں چل پڑا راستہ میں خیال آیا کہ سرکار کے ہوتے ہوئے اس طرح مسئلہ بتانا اچھا نہیں۔ میں نے صبح ہی صبح سرکار کی بارگاہ میں پہنچ کر رات والا واقعہ گوش گزار کیا آپ نے فوراً "اِنَّا لِلّٰہِ" پڑھی اور فرمایا: "قسم بخدا! اے ابو ہریرہ تو خود بھی ہلاک ہو گیا اور ایک نفس کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ شرعی حکم بتاتے ہوئے یہ آیت تیرے سامنے نہ تھی:

"وَالَّذِینَ لَا یَدعُونَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ وَلَا یَقتُلُونَ النَّفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالحَقِّ وَلَا یَزنُونَ"۔
......"فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِم حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُورًا رَحِیمًا" (الفرقان: 70،68)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ سن کر میں آپ کی بارگاہ سے نکل کر مدینہ شریف کی گلیوں میں دوڑ دوڑ کر کہتا تھا کہ ہے کوئی جو مجھے فلاں فلاں اوصاف والی عورت کے بارے میں بتائے۔ حتیٰ کہ رات کے وقت مجھے وہ عورت اسی جگہ ملی۔ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے" اب اس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہنے لگی: "میرا ایک باغیچہ ہے جسے میں اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین کے لیے صدقہ کرتی ہوں۔"

(تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبۃ، ص 21،20)

شرابی نوجوان کی توبہ:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان سامنے آیا۔ اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟" اس بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دل میں دعا کی "یا اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔" اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! میں سرکہ) کی بوتل (اٹھائے ہوئے ہوں۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے دکھاؤ!" جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص 27,28)

قاتل و مقتول دونوں جنتی:

(۲۶) وَعَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَضحَکُ اللّٰہُ

(۲۶) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۸۹۰)

Marfat.com

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ، ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْهَدُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اس طرح کے دو آدمیوں کے متعلق تبسم فرماتا ہے جن میں سے قتل کرتا ہے ایک دوسرے کو اور وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ مارا جانے والا فی سبیل اللہ شہید ہو جاتا ہے جہاد کرتے ہوئے اور پھر اللہ عزوجل موقع دیتا ہے مارنے والے کو بھی تو وہ توبہ کر کے مسلمان ہو کر شہادت پاتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یضحك: از، ضحکاً، بمعنی ہنسا، لیکن یہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے یہاں پر اس کا معنی ہوگا راضی ہونا اور اجر وثواب دینا، کیونکہ ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کی شان میں جائز نہیں۔ لہٰذا اس کا معنی لغوی مراد نہ ہوگا۔ ابو الاحمد غفرلہ،،

فیستشهد: از، شهادة، بمعنی اللہ کی راہ میں شہید ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جنت ودوزخ کا معاملہ خاتمہ کے ساتھ ہے، اس کے متعلق ایک حدیث پیش کرتا ہوں:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو محبت والے دوست تھے۔ جن میں سے ایک تو عبادت میں کوشاں تھا اور دوسرا کہتے ہیں گنہگار تھا۔ عابد کہنے لگا کہ ان کاموں سے باز آ جن میں تو پھنسا ہے وہ کہنے لگا مجھے میرے رب پر چھوڑ دے۔ ایک دن عابد نے اسے ایسے گناہ پر پایا جسے اس نے بہت ہی بڑا جانا تو بولا باز آ جا وہ بولا مجھے میرے رب پر چھوڑ کیا تو میرا داروغہ مقرر ہوا ہے۔ یہ بولا اللہ کی قسم تجھے رب نہ تو کبھی بخشے اور نہ کبھی جنت میں داخل کرے۔ اللہ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روحیں قبض کیں۔ یہ دونوں رب کے پاس جمع ہوئے۔ تو رب نے گنہگار سے فرمایا تو میری جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر میری رحمت روک سکتا ہے عرض کیا نہیں یارب۔ فرمایا لے جاؤ اسے آگ میں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

اسی حدیث مبارکہ کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان دونوں کی محبت رشتہ داری یا شرکت کاروباری کی وجہ سے تھی نہ کہ دین وتقویٰ کی بنا پر کیونکہ مؤمن، کافر، متقی، فاجر

Marfat.com

میں یہ محبت نہیں ہوسکتی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: حق یہ ہے کہ یَقُوْلُ کا فاعل یا تو خود وہ بندہ ہے یعنی وہ بندہ کہتا تھا میں گنہگار ہوں یا اس زمانہ کے لوگ ہیں یعنی کہنے والے کہتے تھے کہ وہ گنہگار ہے، اس کے فاعل حضور نہیں کیونکہ حضور کو تو ان دونوں کے انجام کی خبر تھی کہ گنہگار سعید ہے اور وہ عابد شقی اسی لیے حضور انور نے اس عابد کو صالح نہ فرمایا بلکہ مجتہد فی العبادت فرمایا یعنی عبادت میں کوشاں۔ یہاں پر بعض کے خیال میں یَقُوْلُ کا فاعل حضور ہی ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور فرماتے ہیں اس وقت وہ گنہگار تھا۔ اس نے کہا تو میری فکر نہ کر اپنی کر میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے اس کا یہ کلام رب تعالیٰ سے امید کی بنا پر ہے نہ کہ بے خوفی ہے ورنہ کفر ہو جاتا۔ غالبًا عابد نے اسے بہت جھڑکا ہوگا اور ذلیل وخوار اور لوگوں میں بدنام کیا ہوگا اس لیے اس نے جل کر یہ کہا۔ خیال رہے کہ تبلیغ بہت اچھی چیز ہے مگر دوسرے میں ضد پیدا کر دینا اور اسے بدنام کرنا برا کہ اس سے سامنے والا گناہ چھوڑے گا نہیں بلکہ ضد میں آکر زیادہ گناہ کرے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ لہٰذا اس کا یہ جواب بھی کفر نہ ہوگا۔

اور اس کا یہ کہنا کہ نہ رب تجھے بخشے گا نہ جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہی وہ کلام ہے جو اس عابد پر عتاب کا باعث ہوا یعنی کسی گنہگار کے متعلق دائمی جہنمی ہونے کا فیصلہ کیونکہ مغفرت یا عذاب اللہ کے قبضہ میں ہے، نیز کوئی گنہگار دائمی جہنمی نہیں۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تجھے خدا نہ بخشے گا مجھے ضرور بخشے گا کہ میں نیک کار ہوں۔ غرضکہ اس کلام میں دو جرم ہوئے۔ جو فرستہ وہاں آیا وہ فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو ہر مرنے والے کے پاس مع اپنے خدام کے پہنچتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں کی بیک وقت روحیں قبض کی گئیں، گنہگار اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر مرا اور عابد اس پرانے تکبر پر کہ میں بڑا عابد ہوں میری ضرور بخشش ہوگی۔ پھر عرش اعظم کے نیچے یہ دونوں رب کے حضور حاضر ہوئے۔

رب تعالیٰ بعض بندوں سے مرتے ہی کلام فرماتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا جنت میں چلا جا کہ میں نے اپنے فضل سے تجھے زندگی میں توبہ کی توفیق بخشی اور تیری توبہ قبول کی اور اگر بغیر توبہ بھی مر گیا تھا تو تیرے گناہ محض اپنے فضل سے معاف کر دیئے۔ خیال رہے کہ جنت میں داخلہ بغیر نیک اعمال ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کے بچے، دیوانے جنتی ہیں بغیر عمل مگر دوزخ میں داخلہ بغیر جرم نہ ہوگا اسی لیے دیوانے کفار اور کفار کی ناسمجھ اولاد جہنمی نہیں۔

یہ اقرار اس وقت کر رہا ہے جب اقرار کرنا مفید نہیں ہوتا، اس کی جگہ دنیا تھی اس لیے قبول نہ ہوا اور سزا دی گئی۔

(مرقاۃ المفاتیح، مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۷۶، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ کے بارے چند دیگر احادیث

(1) عَن عبد الله بن مَسعُود رَضِی الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلی الله عَلَیهِ وَسلم للجنة ثَمَانِیَة أَبوَاب سَبعَة مغلقة وَبَاب مَفتُوح للتَّوبَة حَتَّی تطلع الشَّمس من نَحوه"

(مسند ابی یعلی: 8/5012، المعجم الکبیر للطبرانی: 10/10479)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں سات دروازے بند ہیں صرف ایک دروازہ (جس کا نام) توبہ ہے مغرب سے سورج طلوع ہونے تک کھلا ہے۔

(2)عَن أبی هُرَیرَة رَضِی الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلی الله عَلَیهِ وَسلم قَالَ لَو أخطأتم حَتّٰی تبلغ السَّمَاء ثمَّ تبتم لتاب الله عَلَیکُم" (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة، حدیث: 4248،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اتنے گناہ بھی کر بیٹھو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر اللہ سے (خالص) توبہ کرو تو اللہ تمہاری توبہ (پھر بھی) قبول فرمائے گا۔

(3)عَن أنس رَضِی الله عَنهُ أَن النَّبِی قَالَ کل ابن آدم خطاء وَخیر الخَطَّائِینَ التوابون"

(جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب 49، حدیث:2499، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، حدیث: 4251)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ابن آدم خطاء کرتا ہے (سوائے انبیاء کرام کے) لیکن بہترین خطاء کار وہ ہیں جو خطاء کے بعد جلد توبہ کر لیتے ہیں۔

(4)عَن عبد الله بن عمر رَضِی الله عَنهُمَا عَن النَّبِی صلی الله عَلَیهِ وَسلم قَالَ إِن الله یقبل تَوبَة العَبد مَا لم یُغَرغِر"(4253، ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ، حدیث:3537،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس پر موت کی حالت طاری نہیں ہو جاتی۔

(5)عَن مُعَاذ بن جبل رَضِی الله عَنهُ قَالَ قلت یَا رَسُول الله أوصنی قَالَ عَلَیك بتقوی الله مَا استَطَعت وَاذکُر الله عِند کل حجر وَشجر وَمَا عملت من سوء فأحدث لَهُ تَوبَة السِّرّ بالسر وَالعَلَانِیَة بالعلانیة"(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 331/20،)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ کا خوف لازم کرو، ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کرتے رہو، اور جب کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے لیے نئی توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ ہے تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ اعلانیہ ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرو۔

(6)عَن عبد الله بن مَسعُود رَضِی الله عَنهُ عَن النَّبِی صلی الله عَلَیهِ وَسلم قَالَ التائب من الذَّنب کمن لَا ذَنب لَهُ"

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، حدیث:4252، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:10/10281،)

Marfat.com

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی ھناہ نہیں کیا۔

(7)عَن حمید الطَّوِیل قَالَ قلت لأنس بن مَالك رَضِی الله عَنهُ أقال النَّبی صلی الله عَلَیهِ وَسلم النَّدَم تَوبَة قَالَ نعم"(صحیح ابن حبان،حدیث:2/612،)

ترجمہ:حضرت حمید الطّویل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے؟ کہ گناہ پر ندامت وشرمساری بھی توبہ ہے؟؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جی ہاں (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے)

Marfat.com

۳-بَابُ الصَّبْرِ
صبر کے متعلق

صبر کا لغوی معنی:

خاموشی، برداشت، برد باری، تحمل۔

صبر کی تعریف:

الصر هو ترك الشكوى من الم البلوى ۔(کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: کسی دکھ اور رنج پر شکایت کو ترک کرنا صبر کہلاتا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا ﴾ (آل عمران: 200)،

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

صبر کا معنی ہے نفس کو اس چیز سے روکنا جو شریعت اور عقل کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو۔ اور مُصابَرہ کا معنی ہے دوسروں کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنا۔ صبر کے تحت اس کی تمام اقسام داخل ہیں جیسے توحید، عدل، نبوت اور حشر ونشر کی معرفت حاصل کرنے میں نظر و اِستدلال کی مشقت برداشت کرنے پر صبر کرنا۔ واجبات اور مُستحبات کی ادائیگی کی مشقت پر صبر کرنا۔ ممنوعات سے بچنے کی مشقت پر صبر کرنا۔ دنیا کی مصیبتوں اور آفتوں جیسے بیماری، محتاجی قحط اور خوف وغیرہ پر صبر کرنا اور مُصابرہ میں گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی بداخلاقی برداشت کرنا اور برا سلوک کرنے والوں سے بدلہ نہ لینا داخل ہے، اسی طرح نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور کفار کے ساتھ جہاد کرنا بھی مُصابرہ میں داخل ہے۔

(تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ ﴾ (البقرۃ: 155)

Marfat.com

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔

آزمائشیں اور صبر:

یاد رہے کہ زندگی میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی مرض سے، کبھی جان و مال کی کمی سے، کبھی دشمن کے ڈر خوف سے، کبھی کسی نقصان سے، کبھی آفات و بلیّات سے اور کبھی نت نئے فتنوں سے آزماتا ہے اور راہِ دین اور تبلیغ دین تو خصوصاً وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اسی سے فرمانبردار و نافرمان، محبت میں سچے اور محبت کے صرف دعوے کرنے والوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اکثر قوم کا ایمان نہ لانا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا، فرزند کو قربان کرنا، حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیماری میں مبتلا کیا جانا، ان کی اولاد اور اموال کو ختم کر دیا جانا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصر سے مدین جانا، مصر سے ہجرت کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستایا جانا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا شہید کیا جانا یہ سب آزمائشوں اور صبر ہی کی مثالیں ہیں اور ان مقدس ہستیوں کی آزمائشیں اور صبر ہر مسلمان کے لئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اسے جب بھی کوئی مصیبت آئے اور وہ کسی تکلیف یا اذیّت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب (اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا وہ کسی مصیبت اور) مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ (وہ) تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا (استقبال کرتے ہیں) مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ (جب کوئی مصیبت یا تکلیف آئے تو) صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع (یعنی رونا پیٹنا) کرکے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ (جانے) دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب (جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے،) سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ (بہار شریعت، کتاب الجنائز، بیماری کا بیان، ۱/۷۹۹)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾ (الزمر: 10)،

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

اس آیت کے تحت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحابِ مصیبت و بلا حاضر کئے جائیں گے

Marfat.com

نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے، نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں ان پر اجر وثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہلِ مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔ (خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○﴾ (الشوری: 43)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں○

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○﴾ [البقرة: 153]

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے○

اس آیت میں صبر اور نماز کا ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ نماز، ذکر اللہ اور صبر وشکر پر ہی مسلمان کی زندگی کامل ہوتی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ صبر سے مدد طلب کرنا یہ ہے کہ عبادات کی ادائیگی، گناہوں سے رکنے اور نفسانی خواہشات کو پورا نہ کرنے پر صبر کیا جائے اور نماز چونکہ تمام عبادات کی اصل اور اہل ایمان کی معراج ہے اور صبر کرنے میں بہترین معاون ہے اس لئے اس سے بھی مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور ان دونوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ بدن پر باطنی اعمال میں سب سے سخت صبر اور ظاہری اعمال میں سب سے مشکل نماز ہے۔ (روح البیان، البقرة، تحت الآیة ۱۵۳)

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ صبر کی وجہ سے قلبی قوت میں اضافہ ہے اور نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پریشانیوں کو برداشت کرنے اور انہیں دور کرنے میں سب سے بڑی معاون ہیں۔

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ○﴾ (محمد: 31)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْاَمرِ بِالصَّبْرِ وَبَیَانِ فَضْلِهٖ كَثِیْرَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۔

صبر کے حکم کے متعلق اور اس کی فضیلت کے متعلق بہت زیادہ آیات مشہور ہیں۔

صبر نور ہے:

(۲۷) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ

Marfat.com

لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ - اَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ، وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ . كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ صفائی آدھا ایمان ہے۔الحمد اللہ میزان کو بھردے گا۔سبحان اللہ اور الحمد اللہ زمین اور آسمان کے درمیان تمام جگہ کو بھر دیتے ہیں۔نماز نور ہے' اور صدقہ برہان ہے' اور صبر نور ہے' اور قرآن پاک حجت ہے تیرے واسطے یا تیرے برعکس۔ہر بندہ اس کیفیت میں صبح کرتا ہے کہ اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے یا تو اس کو ترک کر دیتا ہے یا تباہ کرنے والا ہے۔(مسلم)

حل لغات:

الطھور: بمعنی پاکی،صفائی، یہاں سے مراد ظاہری و باطنی پاکی وصفائی ہے۔

شطر: از، شطرا، بمعنی دو برابر حصوں میں کرنا، آدھا،نصف۔

تملاء: از، ملاءً،بمعنی بھرنا۔

ضیاء: از، ضوء، بمعنی روشن ہونا،روشنی، چمک۔

فمعتقھا: از، عتقاً، بمعنی آزاد ہونا۔

موبقھا: از، موبقاً، بمعنی ہلاک ہونا، برباد ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

ابو مالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں،خلافت فاروقی میں وفات پائی۔آپ سے ۲۷ احادیث مروی ہیں۔جن میں سے مسلم میں دوحدیثیں ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ ،مراۃ المناجیح، ج ۸،ص ۵۵۷،شبیر برادراز، لاہور)

شرح:

صبر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے، اور صبر بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے درجات بلند فرماتا ہے۔اس لیے اپنے محبوب بندوں کو یہ توفیق بخشا ہے،

(۲۷) (مسلم شریف کتاب الطہارت رقم الحدیث ۴۴۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۵۱۷) (نسائی شریف رقم الحدیث ۲۴۳۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۸۰)

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا (یعنی مصیبت) میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا! جب اس سے نجات ملی عرض کیا: "الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ)! میں نے کیسا صبر کیا؟ ارشاد ہوا: "اور توفیق کس گھر سے لایا۔" حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا: "بے شک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا!"

(الجامع الاحکام القران، سورۃ الانبیاء)

صبر اللہ تعالیٰ کی ایک وسیع نعمت:

(۲۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سَنَانِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ، حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْءٍ بِیَدِهٖ: "مَا یَكُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ، وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ۔ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ طلب کیا حضور ﷺ نے ان کو عطا کر دیا۔ انصار نے پھر کچھ طلب کیا حضور ﷺ نے پھر عطا کر دیا حتیٰ کہ حضور ﷺ کے پاس جو کچھ حاضر تھا وہ اختتام پذیر ہو گیا جس وقت حضور ﷺ نے تمام صرف کر دیا جو آپ کے دست اقدس میں تھا تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے پاس جو بھی خیر ہے میں تم سے اس کو خفیہ نہ رکھوں گا جو آدمی سوال کرنے سے بچے گا اللہ عز وجل اس کو سوال کرنے سے محفوظ رکھے گا' اور جو آدمی بے نیازی اپنائے گا اللہ عز وجل اس کو بے نیاز رکھے گا اور جو آدمی صبر کرنے والا ہوگا اللہ عز وجل اس کو صبر عطا کرے گا' اور کسی بھی آدمی کو صبر سے زیادہ بہتر اور وسعت والی کوئی شے نہیں عطا کی گئی۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

نفد: از نفاداً، بمعنی ختم ہونا، فنا ہونا،

انفق: از، نفقاً، بمعنی توشہ ختم ہونا،

یعف: از، عفوًا، بمعنی معاف کرنا، رکنا، ساقط کرنا۔

یستغنی: از، استغناءً، بمعنی بے نیاز ہونا۔

یتصبر: از، صبراً، بمعنی برداشت کرنا۔

(۲۸) ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۱۶۴۴)

Marfat.com

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی صبر کرتا ہے تو اللہ اس کو بہتر عطاء فرماتا ہے، لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچتی تو وہ صبر بھی کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آکر اس کا مداوہ بھی کرواتے تو اللہ تعالیٰ ان کو صبر کا اجر اور تکلیف سے چھٹکارہ دونوں عطاء فرماتا۔

جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نا قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے جو کہ مشہور تیرانداز تھے، غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ غزوہ اُحد میں ان کی آنکھ تیر لگنے کے سبب ان کے رخسار پر بہہ پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو ہاتھ میں تھامے سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حبیب اکرم، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! یہ کیا ہے؟" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمارہے ہیں۔" تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اگر تم چاہو تو صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر چاہو تو میں یہ آنکھ تمہیں لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کروں تو تم اس میں کسی کمی کو نہ پاؤ گے۔" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! بے شک جنت بہت بڑی جزا اور بہت بڑی عطا ہے مگر میں اپنی بیویوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹھکرا نہ دیں کہ "یہ نابینا ہے۔" میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ آنکھ بھی لوٹا دیں اور اللہ عزوجل سے میرے لئے جنت کا سوال بھی کریں۔" تو رحمتِ دوعالم، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! میں ایسا ہی کروں گا۔" پھر مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے دست مبارکہ میں پکڑی اور اسے اس کی جگہ پر لگا دیا تو وہ آنکھ پہلے سے بہتر اور خوبصورت ہوگئی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔

جب ان کے بیٹے حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اے جوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ بِاَحْسَنِ حَالِھَا فَیَا حُسْنَ مَاعَیْنٍ وَیَا حُسْنَ مَارَدِّ

ترجمہ: (۱) میں اس صاحب کا فرزند ہوں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو دستِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہترین انداز سے اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

(۲) پس وہ آنکھ پہلے سے کہیں زیادہ اچھی حالت میں آ گئی، پس یہ آنکھ اور آنکھ لوٹانے والے کیا ہی خوب تھے۔

Marfat.com

تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: "وسیلہ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والوں کو چاہیے کہ انہی جیسے لوگوں کے وسیلہ سے آیا کریں۔" (الاستیعاب قتادۃ بن النعمان، باب حرف القاف،)

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر دل و جان قربان کہ جب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تو اجر بھی ملتا اور تکلیف بھی دور ہوتی ہم کو بھی ایسے ہی مصیبت پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مشکل کشائی کی دعا کرنی چاہیے۔

صبر خیر ہے:

(۲۹) وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰی صُھَیْبِ بْنِ سَنَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

"عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ، وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعجب ہوتا ہے مسلمان کے معاملے پر اس واسطے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی والا ہوتا ہے اس کے حق میں اور یہ بھلائی حاصل ہے فقط مسلمان کو اگر اس کو کوئی مسرت حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے واسطے صحیح ہوتا ہے اور اگر مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی صحیح ہوتا ہے اس کے واسطے۔ (مسلم)

حل لغات:

عجبا: از، عجبًا، بمعنی تعجب کرنا، پسند کرنا۔

ضرآء: از، ضرًا، بمعنی تکلیف دینا، نقصان پہنچانا۔

تعارف راوی حدیث:

صہیب ابن سنان: آپ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں، تیمی ہیں، آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا، رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچے تھے پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتیٰ کہ آپ کو عبداللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ ایمان لائے، جب کہ حضور انور دار ارقم میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں، پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئے، آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

(۲۹) مسند امام احمد بن حنبل ۱۹۸۵۶)

Marfat.com

یَشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ" نوے سال عمر ہوئی، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت بقیع میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۵۱۷، شبیر برادراز، لاہور)

شرح:

بندے کو نعمت پر شکر اور تکلیف پر صبر کرنا چاہیے یہی اس کے لیے بہتر ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

صابر وشاکر مرد خدا:

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ ایک صابر مرد خدا کی حکایت نقل فرماتے ہیں کہ۔

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لئے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکوں۔

ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں) جذام کی (بیماری سے ضائع ہوچکی تھیں لیکن اس حالت میں بھی وہ مردِ عظیم ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی حمد وثناء کر رہا تھا: "اے میرے پروردگار عزوجل! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔ اے میرے پروردگار عزجل! بے شک تُو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔"

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: "خدا عزوجل کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟" چنانچہ اسی ارادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: "اے مرد صالح! میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے جواب دو گے؟" وہ کہنے لگا: "اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔" میں نے کہا: "وہ کون سی نعمت ہے جس پر تُم اللہ عزوجل کی حمد کر رہے ہو اور وہ کون سی فضیلت ہے جس پر تُم شکر ادا کر رہے ہو؟ (حالانکہ تمہارے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ سب ضائع ہوچکی ہیں پھر بھی تم کس نعمت پر حمد بجالا رہے ہو۔)

وہ شخص کہنے لگا: "کیا تُو دیکھتا نہیں کہ میرے رب عزوجل نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں، میں سب دیکھ چکا ہوں۔" پھر وہ کہنے لگا: "دیکھو! اگر اللہ عزوجل چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی، اگر وہ پروردگار عزوجل چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ وبرباد کر ڈالتے، اگر اللہ عزوجل چاہتا تو

Marfat.com

سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو، اللہ عزوجل نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا پھر میں اپنے رب عزوجل کا شکر کیوں نہ ادا کروں، اس کی حمد کیوں نہ کروں اور اس پاک پروردگار عزوجل سے محبت کیوں نہ کروں؟"

پھر مجھ سے کہنے لگا: "مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا احسان ہوگا، چنانچہ وہ کہنے لگا: "میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی طرح افطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دو تو تمہارا احسان ہوگا۔" میں نے کہا: "میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔" چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا، چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رُک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے، مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنادی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں مر ہی نہ جائے، آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر نصیب ہو جائے چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: "میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔" میں نے کہا: "تم یہ بتاؤ کہ اللہ عزوجل کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے یا آپ کا؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا: "یقیناً حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ و مقام ہی زیادہ ہے۔" پھر میں نے کہا: " جب آپ علیہ السلام کو مصیبتیں پہنچیں تو آپ علیہ السلام نے ان بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟" وہ کہنے لگا: " حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کماحقُّہ، مصیبتوں پر صبر کیا۔" پھر میں نے کہا: " ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ علیہ السلام سے دوری اختیار کر لی اور راہ چلنے والے آپ علیہ السلام سے اعراض کرتے ہوئے چلتے تھے۔ کیا آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟" وہ شخص کہنے لگا: " آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں بھی صبر و شکر سے کام لیا اور صبر و شکر کا حق ادا کیا۔" یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: " پھر تم بھی صبر سے کام لو، سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔"

یہ سن کر اس شخص نے کہا: "تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔" پھر وہ شخص رونے لگا اور روتے روتے اس نے جان دے دی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور سوچنے لگا کہ میں

Marfat.com

اس جنگل بیابان میں اکیلے اس کی تجہیز وتکفین کیسے کروں گا، یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا: "تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟" میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رُک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو ان کے پاس تھا پھر مجھے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے میری اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہوگیا، میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہو چکی تھی لیکن میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر وشاکر انسان سے محبت ہوگئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیبِ تن کئے کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: "کیا تُو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ اِنتقال کر گیا تھا؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا: "ہاں! میں وہی ہوں۔" پھر میں نے پوچھا: "تمہیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے رب عزوجل نے ان لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں۔"

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے جب سے اس بزرگ سے یہ واقعہ سنا ہے تب سے میں اہلِ مصیبت سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں۔ ("عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ص ۱۴۶)

نبی اکرم کے وصال پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صبر:

(۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ الْکَرْبُ، فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: وَاکَرْبَ اَبَتَاہُ۔ فَقَالَ: "لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ" فَلَمَّا مَاتَ، قَالَتْ: یَا اَبَتَاہُ، اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ! یَا اَبَتَاہُ، جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ! یَا اَبَتَاہُ، اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ! فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟! رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◂◂ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے تکلیف میرے بابا کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج کے دن کے بعد تمہارے بابا کو

(۳۰) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۹۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۰۴۵) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۷۶۹) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۵۱۹) (ابن حبان رقم الحدیث ۶۶۱۳) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۶۲۹)

Marfat.com

کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جس وقت حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بابا! آپ نے اپنے رب عزوجل کی دعوت کو قبول فرمایا ہے۔ اے میرے بابا آپ کا مقام جنت الفردوس ہے اے میرے بابا جان ہم خبر دیتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ کے وصال کی۔ جب آپ ﷺ کی تدفین کی گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم افراد نے کس طرح ہمت کی کہ تم نے رسول اللہ ﷺ پر تراب ڈال دی۔ (بخاری)

حل لغات:

یتغشاہ: از، غشیاً، بمعنی بے ہوش ہونا۔

الکرب: بمعنی رنج، الم، مشقت،

ننعاہ: از، نعیاً، بمعنی موت کی اطلاع دینا۔

تحثوا: از، حثاً، بمعنی کسی کام پر اُبھارنا، برانگیختہ کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

جب نبی اکرم جیسا کریم رحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے چلا جائے تو کس کو صدمہ نہیں پہنچتا! لیکن اسی کریم ورحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ اسلام کے بعض مقامات پر صبر کرنا چالیس سال تک عبادت کرنے سے افضل ہے۔" (الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب، باب حرف العین، الرقم ۲۰۵۲۔عسعس بن سلامۃ التمیمی، ج۳، ص۳۰۹)

بچے کے وفات پر صبر کرنے کا اجر:

(۳۱) وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحِبِّہٖ وَابْنِ حِبِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْھَدْنَا، فَاَرْسَلَ یُقْرِءُ السَّلَامَ، وَیَقُوْلُ: "اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ تُقْسِمُ عَلَیْہِ لَیَاْتِیَنَّھَا ۔ فَقَامَ وَمَعَہٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَّاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ، وَّزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَّرِجَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ، فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ، فَاَقْعَدَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَنَفْسُہٗ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ سَعْدٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا ھٰذَا؟ فَقَالَ: "ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ جَعَلَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ"

(۳۱) (مسلم شریف رقم الحدیث ۹۲۳)

Marfat.com

وَفِي رِوَايَةٍ: "فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَمَعْنَى "تَقَعْقَعُ": تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ.

◄◄ حضرت ابو زید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں کے آزاد کیے ہوئے اور آپ ﷺ کے پیارے ہیں اور آپ کے پیارے کے بیٹے ہیں سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک بیٹی نے حضور ﷺ کو اطلاع بھجوائی کہ میرے بیٹے کا آخری وقت نزدیک ہے حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئیں آپ ﷺ نے اس کو سلام بھیجا اور فرمایا: اللہ عزوجل جو واپس لے اس کا وہ مالک ہے اور جو وہ عطا کر دے وہ اس کی ملکیت ہے اس کے ہاں ہر شے کا ایک وقت طے ہے تجھ کو صبر کرنا چاہیے اور تمنا رکھنی چاہیے اجر کی تو انہوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں قاصد بھیجا اور حضور ﷺ کو حلف دیا کہ آپ لازمی آئیں سو حضور ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور دوسرے بھی کئی حضرات تھے ان کے سوا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اس بچے کو لایا گیا تو حضور ﷺ نے اس کو اپنی حجر میں بٹھایا اس وقت اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے ماھذا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جس کو قلوب میں رکھا ہے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے۔ ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں اپنے بندوں میں سے جس کے قلب میں اس کی مرضی ہو رکھتا ہے اور اللہ عزوجل رحم کرتا ہے اپنے رحم کرنے والے بندوں پر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

احتضر: از، حضورًا، بمعنی موجود ہونا، حاضر ہونا۔
تقعقع: از، قعقعةً، بمعنی مضطرب ہونا، متحرک ہونا، ہتھیار کا آواز نکالنا،
ففاضت: از، فیضاناً، بمعنی بہنا، کثرت سے ہونا، وادی کے کنارے سے بہنا۔

تعارف راوی حدیث:

اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں، قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں، آپ کی ماں کا نام برکت ہے، کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے، اسامہ اور زید حضور کے بڑے پیارے تھے، حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرائی میں رہے وہیں وصال ہوا، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۴۸۷، شبیر برادرز، لاہور)

Marfat.com

شرح:

بچے کی وفات پر صبر بہت بڑی فضیلت ہے۔ دو احادیث پیش کرتا ہوں۔

(۱)۔۔۔۔۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں عرض کی: "اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کے لئے کیا جزاء ہے؟" اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک لابن شاہین، باب فضل من تبع الجنازۃ مختصرا، الحدیث ۴۰۸، ج۱، ص ۴۶۲)

(۲)۔۔۔۔۔ایک روایت یوں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق اور حضرت سیِّدُ نا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: "اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کی جزاء کیا ہے؟" اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، باب تعزیۃ اولیاء المیت، الحدیث ۵۸۷، ص ۱۷۹)

صبر کی خیرت انگیز داستان:

(۳۲) وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهٗ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلَامًا اُعَلِّمْهُ السِّحْرَ؛ فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهٗ، وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهٖ اِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهٗ فَاَعْجَبَهٗ، وَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ، مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهٗ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ، فَقُلْ: حَبَسَنِيْ اَهْلِيْ، وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ اَتٰى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ: اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ، فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهٗ. فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّيْ قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرٰى، وَاِنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ؛ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ، فَقَالَ: مَا هَا

(۳۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۳۴۰)

Marfat.com

هُنَا لَكَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَيْتَنِيْ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاِنْ اٰمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَاٰمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ:

مَنْ رَّدَّ اِلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّيْ، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: اَىْ بُنَيَّ، قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ! فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى. فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ؛ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ، فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ، فَشَقَّهُ بِهٖ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ، فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاطْرَحُوْهُ. فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا، وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ وَّتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ، فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاقْذِفُوْهُ. فَذَهَبُوْا بِهٖ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَاَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا، وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. فَقَالَ لِلْمَلِكِ: اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اٰمُرُكَ بِهٖ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِيْ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِيْ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ، وَّصَلَبَهُ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ فِيْ صُدْغِهٖ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ صُدْغِهٖ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ: اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهُ: اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ. قَدْ اٰمَنَ النَّاسُ. فَاَمَرَ بِالْاُخْدُوْدِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَاُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَقَالَ: مَنْ لَّمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا، اَوْ قِيْلَ لَهُ: اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَاءَتِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا، فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيْهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا اُمَّهْ اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

Marfat.com

"ذِرْوَةُ الْجَبَلِ": اَعْلاهُ، وَهِیَ - بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا - وَ"الْقُرْقُوْرُ": بِضَمِّ الْقَافَيْنِ نَوْعٌ مِّنَ السُّفُنِ وَ"الصَّعِيْدُ" هُنَا: الْاَرْضُ الْبَارِزَةُ وَ"الْاُخْدُوْدُ" الشُّقُوْقُ فِی الْاَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيْرِ، وَ"اُضْرِمَ": اُوْقِدَ، وَ"انْكَفَاَتْ" اَیْ: اِنْقَلَبَتْ، وَ"تَقَاعَسَتْ": تَوَقَّفَتْ وَجُبُنَتْ .

◄◄ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے دور کے لوگوں میں ایک بادشاہ گزرا ہے جس کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جس وقت وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا اس وقت میں عمر رسیدہ ہوگیا ہوں تو میرے پاس کسی نوجوان کو بھیج تاکہ میں اس کو جادو کی تعلیم دوں۔ بادشاہ نے ایک نوجوان کو بھیجا اس کے پاس اس واسطے تاکہ اس کو تعلیم دے۔ وہ نوجوان ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس وقت ادھر سے ایک زاہد کا گزر ہوا۔ وہ اس کے قریب بیٹھا اس نے زاہد کی گفتگو کی سماعت کی تو وہ اس کو بڑی اچھی لگی۔ جس وقت وہ جادوگر کے پاس آیا تو جادوگر نے اس کو زدوکوب کیا۔ نوجوان نے اس کی شکایت زاہد سے کی تو زاہد نے کہا جس وقت تجھ کو جادوگر کچھ کہے تو تم یہ بتانا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا اور جس وقت گھر والے تجھے کچھ کہیں تو یہ بتانا کہ جادوگر نے مجھے روک لیا تھا۔ سو اسی طرح معاملہ رہا ایک دفعہ عوام الناس کا راستہ ایک بڑے جانور نے بند کر دیا لڑکے نے محسوس کیا کہ مجھ کو آج معلوم ہو جائے گا کہ جادوگر فضیلت والا ہے یا زاہد فضیلت والا ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور دعا کی یا اللہ عزوجل! اگر تیری بارگاہ میں جادوگر کے مقابل زاہد کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے تاکہ عوام الناس گزر سکیں پھر اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ ہلاک ہوگیا سو عوام الناس گزرنے لگے وہ لڑکا زاہد کے پاس آیا اور اس کو اس کے متعلق اطلاع دی تو زاہد نے اس سے کہا: اے بیٹے آج کے روز تم مجھ سے فضیلت والے ہوگئے اور تمہاری جو حالت ہوئی ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے جلد ہی تمہارے اوپر کوئی مصیبت آنے والی ہے سو اگر تم مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو میرے متعلق کسی کو اطلاع نہ دینا تو وہ لڑکا مادرزاد نابینوں اور برص کے بیماروں کو شفا دینے لگا اور عوام الناس کے تمام مرضوں کا علاج کر دیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے ایک ہم نشین نے جو نابینا تھا اس کے متعلق سنا تو کثیر التعداد تحفوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور کہا اگر تم مجھے ٹھیک کر دو تو یہ تمام تمہارا ہوگا لڑکے نے کہا میں کسی کو تندرست نہیں کرتا تندرست تو اللہ عزوجل کرتا ہے۔ ہاں اگر تم ایمان قبول کر لو تو میں اللہ عزوجل سے التجا کروں گا وہ تجھ کو صحت کاملہ عطا کرے گا سو وہ آدمی اللہ عزوجل پر ایمان لایا تو اس کو اللہ عزوجل نے صحت عطا فرما دی اس کے بعد وہ بادشاہ کے پاس آیا اور حسب معمول اس کی صحبت میں بیٹھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں دیکھنے کی طاقت کس نے دی ہے اس کے ہم نشین نے جواب دیا: میرے رب عزوجل نے۔ بادشاہ نے سوال کیا کیا میرے سوا بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے۔ بادشاہ نے اس کو قید کر دیا

Marfat.com

اور اس کو اس وقت تک تکلیفیں دیتا رہا جس وقت تک اس نے لڑکے کے متعلق نہ بتایا دیا سو اس کے بعد لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے بیٹے! تیرا جادو اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ تم مادر زاد اندھے اور برص کے بیمار کو تندرست کر دیتے ہو۔ لڑکے نے کہا میں کسی کو صحت نہیں دیتا۔ تندرست تو اللہ عزوجل کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑ لیا اور تب تک تکلیفیں دیتا رہا جس وقت تک اس نے زاہد کے متعلق اطلاع نہ دے دی۔ پھر اس زاہد کو لایا گیا اور اس کو کہا گیا تم اپنے دین کو ترک کر دو۔ اس کے انکار پر ایک دندانے دار اوزار منگوایا گیا جو لکڑی چیرتا ہے اور اس زاہد کو سر پر رکھ کر اس کو چیرا گیا حتیٰ کہ وہ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا اب کے بعد بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا تو اپنا مذہب ترک کر دے اس کے انکار پر وہ دندانے دار اوزار اس کے سر پر رکھ کر اس کو چیرا گیا تو وہ بھی دو ٹکڑوں میں بٹ گیا پھر اس لڑکے کو لایا گیا اور اس کو کہا گیا تو اپنا مذہب ترک کر دے اس لڑکے نے انکار کیا تو بادشاہ نے اس کو اپنے کارندوں کے حوالے کیا اور حکم دیا اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور جس وقت تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ اگر یہ اپنا مذہب ترک کر دے تو بہتر ہے نہیں تو اس کو اس مقام سے نیچے پھینک دینا وہ افراد اسے لے کر گئے اس لڑکے کو بتائے ہوئے مقام پر اور اس پہاڑ پر چڑھے تو لڑکے نے دعا کی: **اللھم اکفنیھم بما شئت** (اے اللہ تو چاہے تو مجھے ان کی طرف سے کافی ہو جا) تو پہاڑ میں بھونچال آیا وہ تمام افراد ہلاک ہو گئے وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ جانے والے کدھر ہیں لڑکے نے جواب دیا اللہ عزوجل نے مجھ کو ان سے محفوظ رکھا ہے بادشاہ نے اس کو اپنے دوسرے کارندوں کے سپرد کیا اور انہیں حکم دیا اس کو ساتھ لے جانا کہ اسے ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر کے درمیان میں لے جانا اگر یہ اپنا مذہب ترک کر دے تو بہتر ہے نہیں تو اس کو سمندر میں پھینکنا وہ افراد اس لڑکے کو ساتھ لے کر گئے لڑکے نے دعا کی: **اللھم اکفنیھم بما شئت** تو وہ کشتی الٹ گئی اور وہ تمام افراد غرق ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس لوٹا بادشاہ نے اسے پوچھا کیا بنا تمہارے ساتھ جانے والوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اللہ عزوجل نے مجھے ان سے محفوظ رکھا پھر اس نے بادشاہ سے کہا جس وقت تک تم میرا ایک فرمان نہیں مان لیتے تم مجھ کو ہلاک نہیں کر سکو گے بادشاہ نے پوچھا وہ بات کیا ہے لڑکے نے کہا تم عوام الناس کو ایک میدان میں جمع کرو اور اس کے بعد مجھ کو لٹکاؤ ایک درخت پر اس کے بعد میرے تیر رکھنے والے ڈبے میں سے ایک تیر نکالو اور اس کو کمان پر چڑھا دو اور یہ پڑھو: **بسم اللہ رب الغلام** اس کے بعد تم مجھے تیر مارنا اگر تم نے اس طرح کیا تو تم مجھے ہلاک کرنے میں کامیابی حاصل کر لو گے۔ بادشاہ نے عوام الناس کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور لٹکایا اس لڑکے کو درخت پر اس کے بعد بادشاہ نے اس کے تیر رکھنے والے بکس میں سے ایک تیر نکالا اور اس کو قوس پر چڑھایا اور پڑھا **بسم اللہ رب الغلام** پھر اس نے وہ تیر

Marfat.com

اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس کے کان کے قریب جا لگا اس لڑکے نے اپنے ہاتھ کو تیر کے لگنے کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔ تمام افراد نے کہا ہم ایمان لائے اس لڑکے کے رب عزوجل پر اس کا بادشاہ کو پتہ چلا اس سے کہا گیا کہ تو نے جس سے خوف کیا وہ ہی تجھ پر نازل ہو گیا۔ عوام الناس مسلمان ہو گئے ہیں اس کے بعد بادشاہ کے حکم کے سبب خندقیں کھودی گئیں گلیوں میں اور ان میں آگ جلائی گئی۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا جو ترک نہ کرے اپنا دین اس کو ان خندقوں میں دھکیل دو یا عوام الناس سے کہا گیا تم چھلانگیں لگا دو آگ میں تو عوام الناس نے اسی طرح ہی کیا حتیٰ کہ ایک خاتون آئی جس کے ہمراہ ایک بیٹا بھی تھا وہ خاتون جھجک گئی اس میں چھلانگنے سے تو لڑکے نے اس سے کہا: اے میری ماں! تو حق پر ہے صبر کر۔ (مسلم)

حل لغات:

فشکا: از، شکیًا و شکایۃً، بمعنی شکایت کرنا۔

فرماھا: از، رمیاً، بمعنی پھینکنا۔

یداوی: از، مدواۃً، بمعنی بیمار کا علاج کرنا۔

شفیتنی: از، شفاءً، بمعنی شفاء دینا، کسی مرض کو ختم کرنا۔

بالمنشار: بمعنی آرہ (جس کے ساتھ لکڑی کو کاٹا جاتا ہے)

فاطرحوہ: از، طرحاً، بمعنی پھینکنا۔

فرجف: از، رجفاً، بمعنی زور سے حرکت کرنا۔

قرقور: بمعنی بڑی کشتی، لمبی کشتی۔

ذروۃ الجبل کا مطلب ہے: اس کا اونچا جز اس میں ذال پر زیر اور پیش دونوں کو پڑھا جا سکتا ہے: "القرقور" اس میں دونوں قافوں پر پیش ہے اس کا مطلب ہے: ایک خاص نوع سفینوں کی "الصعید" اس کا مطلب ہے: بہت بڑا میدان "الاخدود" زمین میں پائے جانے والے گڑھے جو چھوٹی نہر کے مثل ہوں "اضرم" کا مطلب ہے: اس کو آگ لگا دی "انکفات" وہ پھری "تقاعست" وہ رکی اور ضعیف ہوئی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 29 میں ہو چکا ہے۔

تکلیف کے شروع میں صبر کرو:

(۳۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ،

Marfat.com

فَقَالَ:

"اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ" فَقَالَتْ: اِلَیْكَ عَنِّیْ؛ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِیْلَ لَهَا: اِنَّهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِیْنَ، فَقَالَتْ: لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ: "اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "تَبْکِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَّهَا".

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک خاتون کے نزدیک سے ہوا جو رو رہی تھی ایک قبر کے نزدیک بیٹھ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل سے خوف کرو اور صبر کرو۔ خاتون نے کہا آپ کام کیجئے اپنا آپ کو نہیں پہنچی ہے میری اذیت۔ وہ خاتون آپ کو نہیں پہچانتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی تو اس نے نہیں پایا دروازے پر دربان کو اس نے التجا کی (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں معرفت نہیں رکھتی تھی آپ کے متعلق۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبر تکلیف کے شروع میں ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں: وہ خاتون رو رہی تھی اپنے بچے پر۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتی تھی اس لیے اس نے ایسا کلام کیا، اور جب پتہ چلا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آپ سے معذرت کرنے کے لیے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر تکلیف کے شروع میں ہوتا ہے یعنی جب تکلیف آئے تو فوراً صبر کرو یہ نہیں کہ بعد میں کہو کہ ہم اب صبر کرتے ہیں بعد میں تو صبر کرنا ہی ہوتا ہے لیکن وہ صبر جس پر اللہ تعالیٰ کا اجر بڑھ جاتا ہے وہ یہ کہ جب مصیبت آئے تو فوراً صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کی کھال کو اُتارا جا رہا ہوتا ہے پھر بھی صبر کا پیکر بنے رہتے ہیں چنانچہ:

حضرت سیدنا مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "سابقہ امتوں میں "عُقَیب" نامی ایک بزرگ لوگوں سے الگ تھلگ ایک پہاڑی پر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم وجابر بادشاہ ہے جو لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے۔ اور بلا وجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالتا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

۲۴۳) (بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۱۹۴) (بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۲۳) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۲۰۳)

Marfat.com

اندر "اَمْرٌبِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر" (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کا عظیم جذبہ شدت سے ابھرا اور اپنے آپ سے کہنے لگے: "مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس ظالم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے کی تلقین کروں اور اسے عذابِ الٰہی عزوجل سے ڈراؤں۔" چنانچہ آپ "اَمْرٌبِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر" کے عظیم جذبہ کے تحت پہاڑ سے اترے اور اس ظالم حکمران کے پاس پہنچ کر اس سے بڑے ہی جرت مندانہ انداز میں فرمایا: "تو اللہ عزوجل سے ڈر۔" وہ بد بخت وظالم بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور بڑے متکبرانہ انداز میں گستاخانہ جملے بکتے ہوئے اس بزرگ سے کہنے لگا: "اے کتے! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ضرور سزا دوں گا اور تجھے ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہیں دی گئی ہوگی۔"

پھر اس ظالم نے حکم دیا کہ اس کے قدموں سے اس کی کھال اتارنا شروع کرو اور سر تک اس کی کھال اتار لو تا کہ یہ درد ناک عذاب میں مبتلا ہو اور اس کی روح تڑپ تڑپ کر تن سے جدا ہو۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے۔ اس عظیم مبلغ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور اس کے قدموں سے کھال اتارنا شروع کردی۔ وہ صبر وشکر کا پیکر بنے رہے، زبان سے اُف تک نہ کہا۔ لیکن جب ان کی کھال پیٹ تک اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے ان کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔ انہیں فوراً حکم الٰہی عزوجل پہنچا: "اے عقیب! صبر سے کام لو، ہم تجھے غم وحزن کے گھر سے نکال کر راحت وآرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ وتاریک دنیا سے نکال کر وسیع وعریض جنت میں داخل کریں گے۔" حکم الٰہی عزوجل پا کر وہ عظیم مبلغ خاموش ہوگئے اور اس دردناک تکلیف کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔

جب ظالموں نے ان کی کھال چہرے تک اتار لی تو شدتِ درد سے دوبارہ ان کے منہ سے بے اختیار درد بھری آہ نکلی۔ انہیں پھر حکم الٰہی عزوجل پہنچا: "اے عقیب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رو رہی ہے، تمہاری اس تکلیف نے فرشتوں کی توجہ تمہاری طرف کرادی ہے۔ اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم پر درد ناک عذاب بھیجوں گا۔ اور انہیں شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔

یہ حکم الٰہی عزوجل پا کر وہ خاموش ہوگئے۔ اور پھر بالکل بھی منہ سے آواز نہ نکالی، اس خوف سے کہ کہیں میری آہ وزاری سے اللہ عزوجل میری اس قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کردے، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو، بالآخر اس مردِ مجاہد کی تمام کھال اتار لی گئی لیکن اس نے دوبارہ سسکی تک نہ لی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

(عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ص۱۶۲)

محبوب چیز کے کھو جانے پر صبر:

(۳۴) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ"

Marfat.com

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جس وقت میں اپنے کسی مومن بندے کی دنیا بھی محبوب شے کو اپنے قبضہ میں کرتا ہوں اور وہ اس پر اجر کی آس رکھتا ہے تو میرے نزدیک اس کا اجر فقط جنت ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

جزاءٌ: بمعنی بدلہ دینا۔ اجر دینا۔

قبضت: از، قبضاً، بمعنی کسی چیز کو پکڑنا۔

صفیۃً: بمعنی مخلص دوست، پسندیدہ چیز۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں پر محبوب شئی سے مراد آنکھیں ہیں جیسا کہ آگے ایک حدیث میں بیان آرہا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھیں بطور آزمائش لے لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اُس کو جنت ملتی ہے۔

طاعون کی بیماری پر صبر:

(۳۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَاَخْبَرَهَا اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِی الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِیْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا طاعون کے متعلق تو حضور ﷺ نے ان کو بتایا یہ عذاب تھا جس کو اللہ عزوجل جس پر اس کی مرضی ہوتی اس پر بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل نے اس کو مسلمانوں کے واسطے رحمت بنایا ہے۔ جس آدمی کو طاعون کی بیماری لگ جائے تو وہ اپنے شہر میں صبر کے ساتھ اجر کی آرزو رکھتے ہوئے رکا رہے اس کو علم ہو کہ اس کو وہی بیماری لگ سکتی ہے جو اللہ عزوجل نے لکھی

---

(۳۴) (نسائی شریف، رقم الحدیث ۱۸۷۰)

(۳۵) (بخاری شریف، کتاب الطب، رقم الحدیث ۵۴۰۲) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث ۳۲۸۷) (بخاری شریف کتاب الطب، رقم الحدیث ۶۲۴۵) (مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث ۲۴۴۰۳)

Marfat.com

ہے اس کے مقدر میں تو اس آدمی کو ثواب ملے گا شہید کی مثل۔(بخاری)

تعارف راوی حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر حدیث نمبر:2 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ کوئی بیماری کسی کے پاس رہنے سے نہیں لگتی جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ آج کل ہم کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس نہ جانا اُس کو فلاں بیماری ہے، تم کو بھی لگ جائے گی، اگر ایسے ہی بیماری لگتی ہے تو بتاؤ اس شخص کو کس سے بیماری لگی ہے؟؟

(۳۶)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِیْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ" يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بے شک اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے جس وقت میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو پسندیدہ اشیاء کے متعلق تکلیف میں ڈالتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت عطا کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں سے مطلب انسان کی دونوں آنکھیں ہیں۔(بخاری)

حل لغات:

ابتلیت: از، ابتلٰی، بمعنی آزمانا،

عوضته: از، عوضاً، بمعنی بدلہ دینا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل اپنی ہم معنی حدیث کی شرح ہے۔

بیماری پر صبر کرنا:

(۳۷)وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَلَا اُرِيْكَ امْرَاَةً مِّنْ

(۳۶)(ترمذی شریف رقم ۲۴۰۸) (۳۷)(بخاری شریف رقم الحدیث ۵۶۵۲)

Marfat.com

اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: اِنِّيْ اُصْرَعُ ، وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِيْ ۔ قَالَ: ''اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّعَافِيَكِ'' فَقَالَتْ: اَصْبِرُ، فَقَالَتْ: اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھ کو جنتی خاتون دکھاؤں' میں عرض گزار ہوا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ سیاہ رنگ والی خاتون رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض گزار ہوئی مجھ کو دورہ پڑتا ہے مرگی کا میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ میرے واسطے اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تیری مرضی ہو تو صبر سے کام لے تجھے جنت اور اگر تیری مرضی ہو تو میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے عافیت عطا کرے۔ وہ خاتون عرض گزار ہوئی میں صبر کروں گی پھر اس نے التجا کی یارسول اللہ! میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا کیجئے کہ میں بے پردہ نہ ہوں تو حضور ﷺ نے اس کے واسطے دعا فرمائی۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

اصرع: از، صرعاً، بمعنی زمین پر گرا دینا۔

اتکشف: از، کشفاً، بمعنی ظاہر کرنا، کھولنا۔

یعافیك: از، عافیةً، بمعنی صحت دینا، بلا اور برائی سے بچانا۔

تعارف راوی حدیث:

عطاء ابن ابی رباح: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بے کار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں، امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے، سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا: عطاء، طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی اور ۱۱۵، ایک سو پندرہ میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید خدری وغیرہم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، شبیر برادرز، لاہور)

Marfat.com

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے سخی ہیں کہ جنت دے فرما رہے ہیں، جنت جس کی ملکیت میں ہوگی وہی دے گا، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مالک و مختار بنایا ہے۔ انسان کو صبر کرنے پر جنت مل جانے پر ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔

یتیم بچیاں جنت کا سبب:

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ہر شخص پر مجھ سے قبل جنت میں داخل ہونا حرام کیا ہے، لیکن میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا کہ ایک عورت مجھ سے پہلے جنت میں جارہی ہے۔ میں نے استفسار کیا یہ مجھ سے پہلے (جنت کے) دروازے تک کیسے پہنچی؟ تو مجھ سے کہا گیا: "اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ عورت خوب صورت تھی اور اس کے پاس یتیم بچیاں تھیں اس نے ان پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ جہاں تک پہنچنا تھا وہاں تک پہنچا، پس اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا۔"

(مکارم الاخلاق للخرائطی، باب العطف علی البنات۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۶۰۵، ج ۲، ص ۱۴۵)

اللہ کا نبی اللہ کی رحمت ہے:

(۳۸) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْكِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ، صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ، ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ، وَهُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ، یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ، فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے گویا کہ میں ابھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے ایک رسول کی حکایت بیان کر رہے تھے جنہیں زدوکوب کیا ان کی قوم نے اور ان کو خون میں لت پت کر دیا وہ اپنے منہ کو خون سے صاف کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: "اللّٰھم اغفر لقومی" "اے اللہ! میری قوم کو بخش دے" کیونکہ یہ مجھ کو نہیں جانتے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن مسعود: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، ہزلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ اسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص

(۳۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۲۵)

Marfat.com

خادم تھے حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں، اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قدم گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ شروع خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے، پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۲۳ میں وفات ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتیٰ کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸، ص ۵۲۷، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

یہ ہے اللہ کے نبی علیہ السلام کا صبر کہ خون آلود ہو کر بھی حرف شکایت زبان پر نہیں لایا بلکہ اپنی قوم کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔ ایسا ہی واقع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبر کیا اور اپنی قوم کے لیے بخشش اور ہدایت کے دعا فرمائی، معلوم ہوا کہ اللہ کا نبی رحمت ہی رحمت ہوتا ہے۔

رنج والم گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں:

(۳۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ، وَّلَا وَصَبٍ، وَّلَا هَمٍّ، وَّلَا حَزَنٍ، وَّلَا اَذًى، وَّلَا غَمٍّ، حَتّٰى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"الْوَصَبُ": الْمَرَضُ.

◀◀ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی ایمان والے کو تھکن، مرض، حزن، اذیت یا پریشانی پہنچتی ہے حتیٰ کہ اس کو پاؤں میں کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے بدلے میں اس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الوصب : کا معنی ہے: مرض۔

ھم: بمعنی غم، دکھ۔

الشوکۃ: بمعنی کانٹا۔

---

(۳۹) (ترمذی رقم الحدیث ۹۶۶)

Marfat.com

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر حدیث نمبر: 22، 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ایمان والا جب بھی کسی قسم کی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کے گناہ بخشنے پر آجاتی ہے، اور جتنی دیر مصیبت میں رہتا ہے گناہوں کی بخشش ہوتی رہتی ہے۔

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، قَالَ: "اَجَلْ، اِنِّیْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ: "اَجَلْ، ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًی، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"الْوَعْكُ": مَغْثُ الْحُمّٰی، وَقِيْلَ: الْحُمّٰی.

◂◂ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ پر بخار طاری تھا میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ! آپ کو تو سخت بخار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں مجھے بخار ہوتا ہے اسی کے مثل۔ جس طرح تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا۔ میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ! اس کا سبب کیا ہے کہ آپ کو دہرا ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اسی طرح ہی ہے اسی طرح جس بھی صاحب ایمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ جو کانٹا لگتا ہے یا اس سے زیادہ جو ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے سبب بخش دیتا ہے اس کی خطاؤں کو اور اس کی خطاؤں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔ (متفق علیہ)۔

حل لغات:

الوعك: کا معنی ہے: بخار کی تپش اور ایک روایت کے مطابق اس کا معنی بخار ہے۔

ورق: درخت کے پتے۔

---

(۴۰) (بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۲۳) (بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۲۴) (بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۳۷) (بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۴۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۳۷۰) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۵۱۶۴) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۳۲۳) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۷۴۸۳) (ابن حبان رقم الحدیث ۲۹۳۷)

Marfat.com

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف ابھی ابھی حدیث نمبر: 38 میں ہوا ہے۔

(۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّصَبْ مِنْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

وَضَبَطُوا "یُصَبْ" بِفَتْحِ الصَّادِ وَکَسْرِهَا .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو کسی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

"یُصَبْ : کچھ حضرات محدثین علیہم الرضوان نے اس کو ص پر زبر اور زیر کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمر: 5 میں ہو چکا ہے۔

(۴۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهٗ، فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی مرنے کی تمنا ہرگز نہ کرے کسی پہنچنے والی اذیت کے سبب اور اگر لازمی طور پر اس نے اس طرح کرنا ہو تو یہ کہے: اللّٰھم احینی ما کانت الحیاۃ خیر الی و توفنی اذا کانت الوفاۃ خیر الی ۔(اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب مرنا میرے لیے بہتر ہو۔ (متفق علیہ)

آرے سے چیر دیا گیا:

یا اللہ عزوجل اگر میرے لیے زندہ رہنے میں بھلائی ہے تو مجھے زندہ رکھ اگر فوت ہونے میں بہتری ہے تو مجھے موت عطا فرما۔

(۴۳) وَعَنْ اَبِیْ عبد الله خَبَّاب بنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰی

---

(۴۱) (بخاری شریف کتاب الرضی ۵۳۲۱) (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۸۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۷۲۳۴) (ابن حبان رقم الحدیث ۲۹۰۷) (السنن الکبری نسائی رقم الحدیث ۷۴۷۸) (مسند الشھاب رقم الحدیث ۳۴۴)

(۴۲) (بخاری شریف کتاب الرضی رقم الحدیث ۵۳۴۷) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۹۰) (مسند طیالسی رقم الحدیث رقم الحدیث ۲۰۵۸) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث رقم الحدیث ۳۲۲۷)

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟ فَقَالَ: "قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ، مَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً" ۔

◄◄ حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکوہ کیا۔ آپ ﷺ اس وقت کعبہ کے سائے میں اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم عرض گزار ہوئے کیا آپ ہمارے واسطے استعانت کیوں نہیں فرماتے۔ آپ ہمارے واسطے دعا کیوں نہیں کرتے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے سے قبل کسی آدمی کو لایا جاتا تھا اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس کو اس گڑھے میں پھینکا جاتا تھا پھر لکڑی آرا لا کر اس کے سر پر رکھا جاتا تھا' اور اس کو دو حصوں میں کر دیا جاتا تھا اس کے گوشت اور ہڈیوں پر لوہے کا آرا پھیرا جاتا تھا کو اور یہ بات بھی اس کو اس کے مذہب سے دور نہیں کر سکتی تھی واللہ یہ دین اسلام لازمی طور پر تمام ہوگا حتیٰ کہ ایک آدمی صنعاء سے لے کر حضرموت تک جائے گا' اور اس کو فقط ڈر ہوگا اللہ عزوجل کا یا پھر ڈر ہوگا اس کو بھیڑیئے کا مگر تم عجلت پسند ہو۔ (بخاری)۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہا آپ ﷺ نے اپنی چادر سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور ہمیں برداشت کرنا پڑ رہا تھا مشرکوں کی اذیتوں کو۔

حل لغات:

متوسد: بمعنی سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔

فیحفر: از، حفراً، بمعنی زمین میں گڑھا کھودنا۔

یمشط: از، مشطاً، بمعنی بالوں میں کنگھی کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت حباب ابن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مشہور صحابی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، حضور کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے، کفار کی ایذا پر بہت صبر کیا، بدر میں شریک ہوئے، کوفہ میں سب سے پہلے وہ

(۴۳) (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۶۱۲)

Marfat.com

مسلمان ہیں جن کی وفات ہوئی، حضرت علی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے۔
(اشعہ، الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸،ص ۲۶، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

اللہ و نبی عادل نہیں تو کون عادل ہے؟

(۴۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّئَةً مِّنَ الْاِبِلِ، وَاَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ، وَاَعْطَى نَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ . فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَّا عُدِلَ فِيْهَا، وَمَا اُرِيْدَ فِيْهَا وَجْهُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ . ثُمَّ قَالَ: "فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؟" ثُمَّ قَالَ: "يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ" . فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهٗ: "كَالصِّرْفِ" هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ صِبْغٌ اَحْمَرُ .

◀◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال بانٹتے ہوئے فوقیت دی کچھ افراد کو۔ حضور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو عطا کیے سو اونٹ۔ اسی کے مثل حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی سو اونٹ عطا کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دوسرے عرب کے بادشاہوں کو بھی اس دن فوقیت دیتے ہوئے عطا کیا۔ غنیمت کا مال زیادہ تو ایک آدمی نے کہا واللہ اس بانٹنے میں عدل سے کام نہیں لیا گیا اور نہ ہی یہ بانٹنے کا عمل کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا کو حاصل کرنے کے واسطے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا واللہ میں لازمی طور پر اس کی خبر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس آدمی نے جو کہا تھا آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس بہت زیادہ لال ہو گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت عدل نہ کریں گے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پھر عدل کرے گا کون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ عزوجل رحمت فرمائے ان کو تکلیف دی گئی تھی اس سے کثیر مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت نیت

(۴۴) (بخاری شریف کتاب فرض الخمس رقم الحدیث ۲۹۷۸، کتاب رقم الحدیث ۳۳۲۷، کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۵۶۷، کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۵۸۲، کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۷۹، کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۸۲، کتاب الفرائض رقم الحدیث ۶۳۸۱، کتاب التوبہ رقم الحدیث ۷۰۰۳)

Marfat.com

کی کہ کبھی بھی اس طرح کا شکوہ اور شکایت نہ بتاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ "کَالصِّرْف" اس میں پڑھی جائے گی ص پر زیر اور اس سے مراد صبغ احمر ہے۔

حل لغات:

آثر: از، ایثارًا، بمعنی اکرام وعزت کرنا۔
لأخبرنّ: بمعنی کسی کو کسی شئی سے آگاہ کرنا۔
لاجرم: بمعنی ضرور، لازمی، یقینی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 38 میں ہو گیا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی کی شان اور فضیلت کے دشمن ہر زمانے میں پائے گے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر کبھی صبر فرماتے اور اگر کوئی حد پار کر جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ کہنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اُس کا کام تمام کر دیتے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم نے کیا تھا۔

جتنی بڑی تکلیف اُتنا بڑا ثواب:

(۴۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ"۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ، فَمَنْ رَّضِیَ فَلَہُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السُّخْطُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جس وقت اللہ عزوجل کسی بندے کے متعلق بہتری کی نیت کرتا ہے تو اس کو تکلیف دیتا ہے دنیا میں اور جس وقت کسی آدمی کے متعلق برائی کی نیت کرتا ہے تو سنبھال لیتا ہے اس کی خطاؤں کو تاکہ یوم محشر اس کو سزا دے۔ حضور مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے بہت زیادہ تکالیف کے بدلے میں اور جس وقت اللہ عزوجل پسند کرتا ہے کسی قوم کو تو اس کو ڈالتا ہے امتحان میں جو آدمی رضامند ہوتا ہے اس کو ملتا ہے ثواب اور جو آدمی ہوتا ہے

(۴۵) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۱۹) (ابن ماجہ شریف کتاب الفتن رقم الحدیث ۴۰۳۱)

Marfat.com

سخت اس کو ملتی ہے سخت۔ نقل کیا ہے اس حدیث مبارکہ کو حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

عجل: از، عجلًا، بمعنی جلدی کرنا۔

العقوبۃ: بمعنی سزا، برائی کا بدلہ۔

سخط: از، سخطاً، بمعنی ناپسند کرنا، کسی پر غضب ناک ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہوا ہے۔

شرح:

سیّدنا عیسٰی علیہ السلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لیے جارہے تھے راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی تمام لوگوں نے قصداً اُسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کر لی۔ آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی سب نے ناک بند کرلی مگر آپ کھولے رہے لوگوں نے سبب پوچھا، ارشاد فرمایا: "وہ نعمت تھی میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکریہ ادا نہ کرسکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۷۴)

صبر پر نعم البدل:

(۴۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِاَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ اُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا"، فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي اَبُوْ طَلْحَةَ: احْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَقَالَ: "اَمَعَهُ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۶) (بخاری شریف کتاب العقیقہ رقم الحدیث ۵۱۵۳، کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۳۹) (مسلم شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۶۱۲) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۲۸۸) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۲۴۰) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۳۸۸۲) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۳۰۴۹)

Marfat.com

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ، يَعْنِي: مِنْ أَوْلَادِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَوْلُودِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا. فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ، أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ: فَاحْتَسِبْ ابْنَكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَكْتِنِي حَتَّى إِذَا تَلَطَّخْتُ، ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي؟! فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَارَكَ اللَّهُ فِي لَيْلَتِكُمَا"، قَالَ: فَحَمَلَتْ. قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرَى، تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ، مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا. فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ، لَا يُرْضِعْهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَا بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جو بیمار تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر گئے تو وہ فوت ہو گیا۔ سو جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میرے بچے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بچے کی ماں نے کہا: اب پہلے سے پرسکون ہے۔ سو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں کھانا پیش کیا۔ تو انہوں نے کھانا کھایا اور پھر ان سے مجامعت کی جب فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: بچے کو دفن کر دو پس جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے آج رات ہمبستری کی تھی؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما پس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بچے کو جنم دیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھاؤ اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ اور ان کے ساتھ کچھ کھجوریں بھی بھیجیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی شے ہے۔ عرض کیا: جی ہاں حضور کھجوریں ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوریں لیں، انہیں چبایا اور پھر انہیں اپنے دہن مبارک سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈالا۔ پھر اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ابن عیینہ نے فرمایا: انصار کرام میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ان کے بچوں کو دیکھا سب نے قرآن حکیم پڑھا ہوا تھا (یعنی اس مولود مذکور حضرت عبداللہ کی اولاد سے) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے ایک بچہ فوت ہو گیا تو انہوں نے اپنے اہل خانہ سے کہا: ابوطلحہ کو بچے کے متعلق تم کچھ نہ بتانا حتیٰ کہ میں خود ہی انہیں بتاؤں گی پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے انہیں کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھایا پیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے بناؤ سنگھار کیا اتنا کہ جتنا اس سے پہلے کیا کرتی تھیں تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے مجامعت کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ابوطلحہ سیر بھی ہو گئے ہیں اور مجامعت بھی کر لی ہے تو کہا: اے ابوطلحہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ کوئی قوم اپنی کوئی چیز کسی گھرانے کو عاریتاً دے اور پھر وہ اپنی چیز ان سے واپس طلب کریں تو کیا اس کنبہ کے لئے جائز ہے کہ وہ مستعار چیز واپس کرنے سے انکار کر دیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے کی موت کی مصیبت پر اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ غضبناک ہو گئے پھر فرمایا: تو نے مجھے پہلے نہ بتایا اور جب میں جنبی ہو گیا تو پھر تو نے مجھے بیٹے کی موت کی خبر دی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت عطا فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو حمل ٹھہر گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے اور وہ آپ کے ہمراہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس مدینہ تشریف لاتے تو رات کو نہ تشریف لاتے تھے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردزہ شروع ہو گیا۔ حضرت ابوطلحہ ان کے پاس رک گئے اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوطلحہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے جائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی داخل ہوں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے رکنا پڑ گیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابوطلحہ! مجھے جو تکلیف تھی اب نہیں ہے۔ اس لیے چلو سو ہم چل پڑے اور جب مدینہ پہنچے تو ان کو پھر دردزہ شروع ہوا اور انہوں نے ایک بچے کو جنم دیا۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: اے انس! اس بچے کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جب تک کہ تم صبح اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش نہ کر دو۔ پس جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو اٹھایا اور

Marfat.com

اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا اور تمام حدیث بیان کی۔

حل لغات:

فقبض: از، قبضاً، بمعنی کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑنا۔

العشاء: از، تعیشة، بمعنی شام کا کھانا کھلانا۔

اعرستم: از عرساً، بمعنی محبت کرنا، جماع کرنا۔

فمضغها: از، مضغاً، بمعنی چبانا۔

حنکه: از، حنکاً، بمعنی چبا کر نرم کرنا۔

شبع: از، شبعاً، بمعنی سیر ہونا، پیٹ بھر کر کھانا۔

تلطخت: از، لطخاً، بمعنی الودہ کرنا، لتھیڑنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہوا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ جب اللہ تعالیٰ لے کر آزماتا ہے کہ میرا بندہ صبر کرتا ہے یا نہیں تو دے کر بھی آزماتا ہے کہ میرا بندہ شکر کرتا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ ہم کو صابر و شاکر بنائے۔

غصے کے وقت صبر کرنا:

(۴۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَالصُّرَعَةُ": بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ وَاَصْلُهٗ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ یَّصْرَعُ النَّاسَ كَثِیْرًا۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

صرعة: صاد کے پیش اور را کے زبر سے ہے۔ اہل عرب کے نزدیک جو اکثر کشتی کرتا رہے اسے کہتے۔

---

(۴۷) (بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث)

Marfat.com

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

غصہ انسان کی عقل اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے، اور اس کے کئی علاج ہیں، جیسے وضو کرنا، پانی پینا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا، اللہ کا خوف دل میں لانا، وغیرہ کسی پر غصہ نہ کرنے سے آدمی کا مقام کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ یہ اللہ کے نبیوں کی سنت ہے اور سنت پر علم سے مقام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا، اور نہ ہی غصے میں آ کر فساد برپا کرنے سے مقام بڑھتا ہے، صرف غصے پر قابو اور صبر ہی فلاح و کامیابی اور فضیلت ہے۔

(۴۸) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنِّی لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ" . فَقَالُوْا لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان میں ایک آدمی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا' اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اگر یہ کہہ دے: ''اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم '' تو اس کا یہ غصہ جاتا رہے گا۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

انتفخت: از، نفخاً، بمعنی پھونک مارنا۔

اوداجه: بمعنی جانوروں کی گردن کی رگ کاٹنا۔

تعوذ: بمعنی پناہ مانگنا، یہاں مراد شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگنا ہے یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم''

(۴۸) (بخاری شریف کتاب بدء الخلق رقم الحدیث ۳۱۰۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۶۱۰) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۷۸۱) (ابن حبان رقم الحدیث ۵۶۹۲) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۳۶۴۹) (الادب المفرد رقم الحدیث ۱۳۱۹) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۵۳۸۲) (شعب الایمان رقم الحدیث ۸۲۸۳)

Marfat.com

تعارف راوی حدیث:

سلیمانؓ ابن صرد: آپ کی کنیت ابو المطرف ہے، خزاعی ہیں، عالم عابد ہیں، کوفہ میں رہے، ترانوے سال عمر ہوئی۔ آپ صحابی ہیں، کوفی ہیں، بڑے بزرگ تھے، واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لیے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے۔

(اشعہ، الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸، ص ۵۴۱، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کی شرح بھی ہے اور اس میں ایک اور چیز یہ ملتی ہے کہ غصے کے وقت اعوذ باللہ (تعوذ) پڑھنا بھی غصے کو زائل کر دیتا ہے۔

صبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا۔ اِس کے بعد خواب میں زیارتِ اَقدس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: "اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا " تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی، فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائیں اور فرمائیں، اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر۔ فوراً خواہش دُور ہوگئی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۷)

(۴۹) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَا شَاءَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنا غصہ پی لیا درانحالیکہ وہ اپنا غصہ نکالنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے اس کو پکاریں گے کہ حورعین سے جس کو چاہو اختیار کرلو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

کظم: بمعنی غصہ کو پی جانا۔

ینفذہ: از، نفذًا، بمعنی نافذ کرنا، نکالنا۔

---

(۴۹) (ابوداؤد شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۴۷۷۷) (ترمذی شریف کتاب البر والصلۃ رقم الحدیث ۲۰۲۱)

Marfat.com

(۵۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ. قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

اس شخص نے کئی بار اپنا سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری)

گناہوں سے پاک:

(۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اس کے مال اور اس کی اولاد کی مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوگا تو اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہوگا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں دیکھیے۔

شرح:

جب اللہ کی رحمت بخشنے پر آجائے تو کبھی کوئی اور کبھی کوئی سامان مہیا فرما دیتی ہے انہیں میں سے ایک بخشش کا ذریعہ مصائب و تکالیف پر صبر کرنا ہے، اور یہ صبر انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ لیکن صبر کون کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی تو سچ ہونا تھا۔

احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں نبیِ کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبریں دیتے ہوئے قیامت تک ہونے والے واقعات کے ساتھ ساتھ مستقبل میں پیدا ہونے والے فتنوں سے بھی آگاہ فرمایا اور ہمیں ان سے بچنے کی ترغیب بھی دلائی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پروانہ

(۵۰) (بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۵۷۶۵) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۵۳۸۰) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۲۰۹۳) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۷۴۹۱) (سنن الکبریٰ البیہقی رقم الحدیث ۲۰۰۶۵) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۰۲۰) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۶۵۷۸) (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۱۲) (۵۱) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۹۹)

Marfat.com

ہوگی کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا حرام سے یا حلال سے۔اپنے دین پر صبر کرنے والا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔' مساجد میں دُنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو ان سے کچھ کام نہیں۔"

(بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبالی من حیث... الخ،... ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح،... شعب الایمان، باب فی الصلوات، فصل المشی الی المساجد)

(۵۲)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ: يَا ابْنَ اَخِيْ، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَهُ عُمَرُ . فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ . فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُوْقِعَ بِهٖ . فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (الْاَعراف: 199) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ، وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت عیینہ بن حصن آیا اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس کے پاس ٹھہرا (اور حر ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا' اور قاری لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشاورت میں موجود ہوتے خواہ جوان ہوتے یا بوڑھے عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے بھتیجے! امیر المومنین کے ہاں تمہارا بڑا مرتبہ ہے۔ مجھے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حضرت حر نے ان کے لیے اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب عیینہ داخل ہوا تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ تم ہم کو زیادہ مال دیتے ہو' اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتے ہو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور اس کو مارنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت حر نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''درگزر کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے روگردانی کرو''۔ اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن حکیم پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔ (بخاری)

(۵۲) (بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۶۵۲)

Marfat.com

حل لغات:

یدنیھم: از، دنواً، بمعنی قریب ہونا۔

مشاورتة: از، مشاورة، بمعنی آپس میں مشورہ کرنا۔

کھولاً: بمعنی پکی عمر کا ہونا، ادھیڑ عمر کا ہونا۔

الجزل: بمعنی کسی کو معاف کرنا، بخش دینا۔

تلاھا: از، تلاوة، بمعنی پڑھنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر قرآن پر عمل کرنے والے تھے کہ جب آیت سنی تو فوراً معاف فرما دیا، لیکن ایک ہم ہیں کہ ہمارے سامنے جو کچھ بھی پڑھا جائے، ہم معاف نہیں کرتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو نہ اپنانا ہی کیا محبت کا معیار ہے؟؟ کیا ہم صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نعرے ہی لگاتے رہیں گے عمل نہیں کریں گے؟؟

(۵۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا!" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ: "تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَالْاَثَرَةُ": اَلْاِنْفِرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهٗ فِيْهِ حَقٌّ.

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عنقریب میرے بعد کچھ ایسی ترجیحات اور معاملات رو پذیر ہوں گے جنہیں تم پسند نہیں کرو گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسے میں آپ ہمارے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ جو حق تمہارے ذمہ واجب ہے وہ ادا کرو اور تم اپنا حق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔

---

(۵۳) (بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۴۰۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۸۴۳) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۹۰) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۶۶۳) (ابن حبان رقم الحدیث ۴۵۸۷) (سنن الکبری البیہقی رقم الحدیث ۱۶۳۹۲) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۵۱۵۶) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۹۸۵) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۱۰۰۷۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۹۷)

Marfat.com

حل لغات:

"الاثرۃ": سے مراد ہے جس چیز میں کسی اور کا بھی حق ہو اسے حقدار کو حصہ ادا کیے بغیر خود ہی لے لینا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 38 میں ہو گیا ہے۔

اس کی شرح اگلی حدیث کے سات ہو گی۔

(۵۴) وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰی اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصارِ، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلاَ تَسْتَعْمِلُنِیْ کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا، فَقَالَ: "اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"وَاُسَیْدٌ": بِضَمِّ الْھَمْزَۃِ۔ "وَحُضَیْرٌ": بِحَاءٍ مُّھْمَلَۃٍ مَّضْمُوْمَۃٍ وَّضَادٍ مُّعْجَمَۃٍ مَّفْتُوْحَۃٍ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

◄◄ حضرت ابو یحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس طرح آپ نے فلاں فلاں کو عامل بنایا ہے کیا اسی طرح آپ مجھے بھی عامل نہیں بنائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے (یعنی حقدار کو حق سے محروم کیا جائے گا) پس ایسے میں تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ حوض کوثر پر تم مجھ سے آملو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

"اسید"، ہمزہ کے پیش سے ہے اور "حضیر" حاء کے پیش از ضاد کے زبر کے ساتھ ہے اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

تستعملنی: از، عملاً، بمعنی کام کرنا، محنت کرنا۔

تلقونی: از لقاءً، بمعنی ملاقات کرنا۔ ملنا۔

تعارف راوی حدیث:

اسید ابن حضیر انصاری اوسی ہیں، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، ۲۰ھ، بیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور عباد ابن بشر بھی انصاری ہیں، بدر وغیرہ میں آپ بھی شریک رہے، کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ۴۵ پینتالیس سال کی عمر ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مرقات، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۲۱۸، اسلامیہ، لاہور)

(۵۴) (بخاری شریف کتاب الفتن، رقم الحدیث ۷۰۵۷) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۸۴۵)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم کو دوسروں سے مقدم کیا جائے گا، یعنی جلیل القدر اصحاب کے ہوتے ہوئے، یزید بن معاویہ، مروان بن حکم، اور عبدالملک بن مروان کو حکمران بنایا جائے گا جن کے گورنر شراب پیتے رہیں گے، لیکن تم نے اس پر صبر کرنا ہے اور اتنی دیر تک صبر کرنا ہے جب تک یم مجھے حوض کوثر پر نہیں ملتے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبریں دیں ہیں ان میں سے ایک ہے۔ (عمدۃ الباری، ج۶ ص ۶۵۳،)

(۵۵) وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَامِہِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْھَا الْعَدُوَّ، انْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیْھِمْ، فَقَالَ: "یَا اَیُّھَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَّاسْاَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ".

ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ، اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

◀◀ حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوات میں سے کسی غزوہ میں سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرمانے لگے۔ حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے! اے لشکروں کو شکست دینے والے! ہمارے دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ (متفق علیہ)

اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حل لغات:

ظلال: جمع ظل، بمعنی سایہ۔

السیوف، جمع السیف، بمعنی تلوار۔

السحاب: بمعنی بادل۔

ھازم: از، ھزماً، بمعنی دشمن کو شکست دینا۔

الاحزاب: بمعنی گروہ، پارٹی، فوج۔

(۵۵) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۸۱۸) (مسلم شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۱۷۴۲)

Marfat.com

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن ابی اوفی: آپ کے والد ابی اوفی کا نام علقمہ ابن قیس ہے آپ اسلمی ہیں، صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر اور ان کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات تک مدینہ منورہ میں رہے، پھر کوفہ چلے گئے، آپ کوفہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے کوفہ صحابہ سے خالی ہوگیا، ستاسی سال عمر ہوئی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۵۲۴، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں اور دوسری طرف جہاد میں تکالیف و مصائب برداشت کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں کہ اگرچہ جہاد سے جنت ملتی ہے مگر اُس کو جو صبر کا مظاہرہ کرے جب اُسے کوئی زخم پہنچے تو صبر کرے، جب اس کا باپ، یا بھائی، یا بیٹا جہاد میں شہید ہو جائے تو صبر کرے تو اللہ کی راہ میں تلوار اُٹھانے اور صبر کرنے کا اجر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی شکل میں عطا فرمائے گا۔ ایک آدمی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا اور دشمنوں کی صفوں میں گھس کر ان کو قتل کر رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخ میں جائے گا صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے یہ تو اللہ کی راہ میں بہت اچھی طرح جہاد میں مصروف ہے، اچانک اس آدمی کو گہرا زخم پہنچا تو اس نے اس پر صبر نہ کیا بلکہ خودکشی کر لی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہوا، معلوم ہوا کہ تلواروں کے سایہ کے تلے جنت ہے لیکن صبر کرنے والوں کے لیے۔

صبر پر چند دیگر احادیث

(1) "اِنَّمَا یُوفَّی الصَّابِرُونَ اَجرَھُم بِغَیرِ حِسَاب" (الزمر)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب (بیشمار) دیا جائے گا۔

(2) "عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم لکل شَیءٍ زَکَاۃ وَزَکَاۃُ الجَسَدِ الصَّومُ وَالصِّیَامُ نصف الصَّبر" (رَوَاہُ ابن مَاجَہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔

(3) "وَعَن عَلقَمَۃَ قَالَ قَالَ عبد اللہ الصَّبر نصف الاِیمَان وَالیَقِین الاِیمَان کُلّہ"

(رَوَاہُ الطَّبرَانِیُّ فِی الکَبِیر)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صبر نصف ایمان

Marfat.com

ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔

(4)"وَعَن جَعفَر بن أبی طَالب رَضِی اللهُ عَنهُ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ الصَّبر معول المُسلم" (الترغيب و الترهيب)

ترجمہ: حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر مسلمان کا مددگار ہے۔

(5)"وَعَن مَحمُود بن لبيد أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ إِذا أحب الله قوما ابتَلاهُم فَمن صَبر فَلهُ الصَّبر وَمن جزع فَلهُ الجزع"(الترغيب و الترهيب)

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو ان کو آزماتا ہے، جس نے صبر کیا اس کے لیے صبر ہے اور جس نے بے صبری کی تو اس کے لیے جزع ہے۔

(6)"وَمن صَبر على القُوت الشَّديد صبرا جميلا أسكنهُ الله من الفردوس حَيثُ شَاءَ" (الترغيب و الترهيب)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سخت کھانے (ایسا کھانا جس سے گزر بھی نہ ہو) پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت فردوس میں جہاں وہ چاہے گا سکونت دے گا۔

(7)"إِن العَبد إِذا سبقت لَهُ من الله منزلَة فَلم يبلغهَا بِعَمَل ابتلاه الله فِي جسده أَو مَاله أَو فِي وَلَده ثمَّ صَبر على ذَلِك حَتَّى يبلغهُ المنزلَة الَّتِي سبقت لَهُ من الله عز وَجل"(الترغيب و الترهيب)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کی طرف سے بندے کے لیے کوئی مرتبہ لکھ دیا جاتا ہے تو وہ بندہ اُس تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا، تو اللہ تعالیٰ اس کی جسم میں یا مال میں یا اولاد میں آزمائش کرتا ہے پھر بندہ اس پر صبر کرتا ہے، تو وہ اُس مرتبہ کو پالیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے مقرر فرمایا۔

Marfat.com

۴-بَابُ الصِّدْقِ

صدق (سچائی) کا بیان

صدق کے لغوی معانی: سچ، راستی، خلوص وغیرہ ہیں۔ (فیروز اللغات)

صدق کی تعریف: **الصدق فی اصطلاح اهل الحقیقة، قول الحق فی مواطن الهلاك .وقیل ان تصدق فی موضع لا ینجیك منه الا الكذب،** (کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: اہل حقیقت کی اصطلاح میں ہلاکت والی جگہ پر حق بات کرنے کو صدق کہتے ہیں، اور بعض نے کہا ایسی جگہ حق بات کرنا جہاں سے سوائے جھوٹ کے کوئی چیز نجات نہ دے سکے، صدق، کہلاتا ہے۔

امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے! لفظ صِدق چھ معانی میں استعمال ہوتا ہے: (۱) گفتگو میں صدق (۲) نیت وارادہ میں صدق (۳) عزم میں صدق (۴) عزم کو پورا کرنے میں صدق (۵) علم میں صدق (۶) دین کے تمام مقامات کی تحقیق میں صدق۔

پس ان تمام معانی میں صدق سے متصف ہونے والا صدیق ہے کیونکہ صدق میں مبالغہ ہے اور ان مقامات میں جس قدر ممکن ہے وہ اس نسبت سے صادق کہلاتا ہے۔ (لباب الاحیاء، ص۱۷۳)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ﴾(التوبة: 119)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۝

اس کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں یہاں سچوں سے مراد وہ ہیں جو صادق الایمان ہیں مخلص ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر وعمر مراد ہیں رضی اللہ عنہما۔ ابنِ جریر کہتے ہیں کہ مہاجرین۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب واعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اِجماع حُجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ (خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

Marfat.com

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ﴾ (الاحزاب: 35)،

اوراللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور سچے مرد اور سچی عورتیں۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ﴾ (محمد:21)

اوراللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَالْاَوَّلُ:

اس موضوع سے متعلقہ بے شمار احادیث ہیں، پہلی حدیث یہ ہے۔

(۵۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ، وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا. وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے' اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے' اور بلاشبہ ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے' اور جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے' اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے' اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ کے ہاں کذاب (یعنی جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

البر: از، براً، بمعنی نیکی، حسن سلوک، طاعت، عطیہ۔

الفجور: بمعنی گناہ کرنا، جھوٹ بولنا۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:38 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

صدق ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ بندہ صدیق بھی بن جاتا ہے اور شہید بھی چنانچہ:

(۵۶) (بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۶۰۹۴) (مسلم شریف کتاب البر و صلہ رقم الحدیث ۲۶۰۶)

Marfat.com

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صدق دل سے خداوند تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر ہی پر مرے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج۲ص۳۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ہمیشہ سچے دل اور سچی نیت کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا مانگتا رہے گا تو وہ خواہ کسی بھی بیماری میں اور کہیں بھی اور کسی حال میں بھی مرے مگر وہ قیامت کے دن شہیدوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کرام کے مراتب ودرجات عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

زندہ جاوید ہیں ملت کے شہیدانِ کرام — نوجوانو! تمہیں معلوم بھی ہے اُن کا مقام
یہ وہ مرحوم ہیں جن کے لیے خود رحمت حق — لے کے آتی ہے حیاتِ ابدی کا پیغام
اُن کی لاشوں پہ فرشتوں کی صفیں ہوتی ہیں — لے کے اترے ہیں خوشنودی رب کا پیغام
زندہ ہے ملت بیضاء شہداء کے دم سے — اُن کی روحوں پہ ہوسوبار درود اور سلام

(۵۷) اَلثَّانِی: وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یَرِیْبُکَ ؛ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَۃٌ، وَّالْکَذِبَ رِیْبَۃٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ".

قَوْلُہٗ: "یُرِیْبُکَ" ھُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّھَا: وَمَعْنَاہُ اتْرُکْ مَا تَشُکُّ فِیْ حِلِّہٖ وَاعْدِلْ اِلٰی مَا لَا تَشُکُّ فِیْہِ.

◀◀ (دوسری) حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث یاد کی: ''جس چیز میں تمہیں شک ہو اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جس میں تجھے شک نہ ہو۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے، اور جھوٹ شک پیدا کرتا ہے اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حل لغات:

حفظت: از، حفظاً، بمعنی زبانی یاد کرنا، ضائع اور تلف ہونے سے بچانا۔

دع: بمعنی ترک کرنا، چھوڑنا۔

یریبك: یاء پر زبر اور پیش دونوں صحیح ہیں اور اس کا معنی ہے جس کے متعلق تمہیں شک ہو اس کو چھوڑ کر وہ اختیار کرو جس میں تجھے شک نہ ہو۔

(۵۷) (ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامۃ رقم الحدیث ۲۵۱۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۰۰)

Marfat.com

طمانینۃ: از، اطمئنانًا، بمعنی قرار پکڑنا، آرام لینا۔

تعارف روای:

حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، سبط رسول اللہ، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں۔ ۱۵ رمضان تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے، ۵۰ میں وفات، جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔ اپنے والد ماجد علی مرتضی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی، یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولی ۱۴۱ اکتالیس کو ہوا قریبًا چھ ماہ خلافت کی، آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی، ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی، اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الحاء، صحابہ کرام)

شرح:

سچائی اطمینان بھی ہے اور حفاظت بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنتی عمل کون سا ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "سچ بولنا، بندہ جب سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے محفوظ ہو جاتا ہے اور جب محفوظ ہو جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے" پھر اس شخص نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جہنم میں لے جانے والا عمل کون سا ہے؟" فرمایا کہ "جھوٹ بولنا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو ناشکری کرتا ہے اور جب ناشکری کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۵۲، ج ۲ ص ۵۸۹)

(۵۸) اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِہِ الطَّوِیْلِ فِیْ قِصَّۃِ ھِرَقْلَ، قَالَ ھِرَقْلُ: فَمَاذَا یَاْمُرُکُمْ - یَعْنِیْ: النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ: قُلْتُ: یَقُوْلُ: "اعْبُدُوا اللّٰہَ وَحْدَہٗ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَّاتْرُکُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُکُمْ، وَیَاْمُرُنَا بِالصَّلَاۃِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ (تیسری) حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ سے ان کے ہرقل کے قصہ والی طویل حدیث میں مروی ہے کہ ہرقل نے کہا: وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے

(۵۸) (بخاری شریف کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۷) (مسلم شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۱۷۷۳)

Marfat.com

جواب دیا: وہ (نبی کریم ﷺ) کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو کچھ تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں اسے چھوڑ دو وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اعبدوا: از، عبادۃً، بمعنی عبادت کرنا۔

اترکوا: از، ترکاً، بمعنی چھوڑنا، غافل کرنا۔

العفاف: از، عفۃً، بمعنی پاک دامن ہونا۔

تعارف روای:

ابوسفیان: آپ صخر ابن حرب ابن امیہ کے بیٹے ہیں، اموی قرشی ہیں، امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، قرشی ہیں، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرداران کے علمبردار تھے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، مؤلفۃ القلوب سے تھے، غزوہ حنین میں حضور انور کے ساتھ تھے، حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا، غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی، غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہوگئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس نے احادیث لیں، ۳۴ھ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، ام المؤمنین جناب ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف السین، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا۔ جن میں سے ایک سچ ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ بھی چھ چیزوں کی ضمانت لیتے ہوئے اس کے اندر سچ کو شامل کیا اور فرمایا اگر ان کی ضمانت دیتے ہو تو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، چنانچہ:

حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا کہ "تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (۱) جب بولو تو سچ بولو، (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، (۳) جب امانت لو تو اسے ادا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والصلۃ والاحسان.........الخ، باب الصدق الخ، رقم ۲۷۱، ج ۱، ص ۲۴۵)

Marfat.com

اور ایک اور حدیث ضمانت کی جگہ قبول کے الفاظ استعمال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ "تم میری چھ باتیں قبول کرلو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (۱) جب تم میں سے کوئی گفتگو کرے تو جھوٹ نہ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، (۴) اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو، (۵) اپنے ہاتھوں کو روکو اور (۶) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، رقم ۴۲۴۱، ج ۳، ص ۴۴۳)

(۵۹) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ ثَابِتٍ، وَقِيْلَ: اَبِیْ سَعِيْدٍ، وَقِيْلَ: اَبِیْ الْوَلِيْدِ، سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ وَّهُوَ بَدْرِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ (چوتھی) حضرت ابو ثابت اور بقول بعض حضرت ابو سعید اور بقول بعض ابو الولید سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات عطا کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر میں بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔ (مسلم)

حل لغات:

الشهادة: بمعنی گواہی دینا۔

فراشه: بچھونا، بستر۔

معارف روای:

سہل ابن حنیف: آپ انصاری اوسی ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور کے بعد حضرت علی کے ساتھ رہے، مدینہ پاک پھر فارس کے حاکم رہے، ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف السین، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(۶۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ: لَا يَتَّبِعْنِیْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ

(۵۹) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۹۰۹)

(۶۰) (بخاری شریف کتاب الفرض الخمس رقم ۳۱۲۴)

Marfat.com

امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا اَحَدٌ بَنَى بُيُوْتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا، وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ يَنْتَظِرُ اَوْلَادَهَا ۔ فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَ تْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَّجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، فَجَاؤُوْا بِرَاْسٍ مِّثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعَهَا فَجَاءَ تِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ۔ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْخَلِفَاتُ" بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلِفَةٍ وَّهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام جہاد کے لئے نکلے تو اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ ایسا آدمی نہ چلے جس نے کسی عورت سے نکاح کر رکھا ہے اور وہ اسے اپنے پاس لانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن ابھی تک وہ اسے اپنے ہاں نہیں لایا اور نہ ایسا شخص ساتھ چلے جس نے مکان تعمیر کئے ہیں لیکن ان پر چھت نہیں ڈالی اور نہ ایسا شخص جس نے بھیڑیں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہیں' اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پھر وہ نبی جہاد کے لئے نکلے۔ نماز عصر یا اس کے قریب اس قصبے کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے سورج سے فرمایا: تو بھی پابند حکم ہے' اور میں بھی پابند حکم ہوں۔

اے اللہ! سورج کو ہمارے اوپر روک دے پس سورج روک دیا گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ سو مال غنیمت جمع کیا گیا تو آگ آئی تا کہ ان غنیموں کو کھائے لیکن اس نے انہیں نہ کھایا۔ ان نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں کوئی خیانت کرنے والا ہے اس لیے ہر قبیلے میں سے ایک شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے پس ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت ہے اس لیے تمہارا سارا قبیلہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ پس دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گئے تو انہوں نے فرمایا: تمہارے اندر خیانت ہے۔ پھر وہ بکری کے سر جیسا ایک سونے کا سر لے کر آئے تو اس کو غنیموں میں شامل کر دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اس نے ان غنیموں کو کھایا۔ ہم سے پہلے کسی کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لیے حلال فرما دیا جب اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا تو مال غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا (متفق علیہ)

Marfat.com

حل لغات:

الخلفات: خاء پر زبر اور لام کے زیر کے ساتھ۔ یہ **خلفه** کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے: حاملہ اونٹنی۔

یتبعني: از، **تبعاً**، بمعنی پیچھے چلنا۔

اشتری: از، **شراءً**، بمعنی خریدنا۔

غلولا: بمعنی خیانت کرنا، دغا کرنا۔

فلزقت: از، **لزوقاً**، بمعنی چمٹنا، چپکنا۔

ضعفنا: از، **ضعفاً**، بمعنی کمزور ہونا۔

عجزنا: از، **عجزاً**، بمعنی قادر نہ ہونا، عاجز ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ ایک نبی علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا معلوم ہوا کہ اللہ اپنے نبی کے لیے کائنات کا نظام روک سکتا ہے، یہ اُس اللہ کے نبی کا معجزہ تھا، اور یہ اللہ کے نبیوں کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی دعا قبول فرماتا ہے، اور یہی معجزہ ہمارے آقا و مولا جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے بھی ظاہر ہوا۔ اس حدیث میں خیانت کا ذکر ہے اور یہ سچ کے منافی ہے کیونکہ جہاں خیانت ہو گی وہاں سچ نہیں ہوگا، اس لیے اس حدیث کو امام نووی علیہ الرحمۃ نے صدق کے باب میں ذکر کیا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خیانت جیسی بے جسم اور غیر محسوس چیز کا علم بھی اللہ کے نبیوں کو ہوتا ہے، کہ کس کے دل میں خلوص اور کسے کے دل میں دنیا کی خواہش ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مال غنیمت امت مصطفیٰ کے لیے حلال کیا گیا پہلی امتوں کے لیے حلال نہ تھا، یہ امت مصطفیٰ کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال غنیمت حلال فرمایا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکورہ میں ارشاد فرمایا۔

(٦١) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا، فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا، وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَیْعِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(٦١) (بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۰۷۹) (مسلم شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۱۵۳۲) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۸۳۳۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۱۱۵) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۵۶۸) (دارقطنی رقم الحدیث ۱۴) (مسند شافعی رقم الحدیث ۶۵۵) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۱۸۲) (ابن حبان رقم الحدیث ۴۹۰۴) (دارمی رقم الحدیث ۲۵۴۷) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۵۳۴۹) (نسائی رقم الحدیث ۴۴۸۰)

Marfat.com

◀◀ (چھٹی) حضرت ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں انہیں اختیار ہے سو اگر وہ سچ بولیں اور بات کی وضاحت کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سودے میں برکت عطا فرمائے گا' اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور بات کو چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

البیعان: از، بیعاً، بمعنی بیچنا، خریدنا۔

الخیار: از، خیرۃً، بمعنی ایک شئی کو دوسری شئی پر فضیلت دینا، برتری دینا، یہاں مراد فقہ کی ایک اصطلاح ہے۔

کتما: از، کتماً، بمعنی چھپانا، کسی چیز کو پوشید کرنا۔

محقت: از، محقاً، بمعنی مٹانا، باطل کرنا۔

تعارف روای:

حکیم ابن حزام: آپ کی کنیت ابو خالد ہے، قرشی ہیں، اسدی ہیں، حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں، کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے، مکہ کے سال ایمان لائے، ایک سو بیس سال عمر ہوئی، ۴۵ چون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ نے جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور اسلام میں ساٹھ سال پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مؤمن ہوئے، اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔ (الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الحاء، صحابہ کرام)

شرح:

خرید و فروخت میں سچائی برکت اور ثواب کا باعث ہے اور ساتھ ساتھ جنت کی بشارت بھی ایک اور حدیث مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ (قیامت میں) رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان حلال تجارت کرے اور تجارت میں سچائی اور امانت داری کو ہمیشہ اپنا طریقہ کار بنائے رکھے تو ایسا تاجر جنتی ہے اور قیامت کے دن یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا۔ حلال طریقے سے روزی حاصل کرنا یہ بھی عبادت ہے اور سچائی و امانت داری کے ساتھ تجارت کر کے حلال روزی حاصل کرنا یہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقدس طریقہ ہے لہٰذا ایسا تاجر بلاشبہ جنتی ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، المساہلۃ فی المعاملات، الحدیث: ۲۷۹۶، ج ۱، ص ۵۱۹)

Marfat.com

صدق پر چند دیگر احادیث

(1)"عَن أبی سعید الخُدرِیّ رَضِیَ اللہ عَنہُ عَن النَّبی صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم قَالَ التَّاجر الصدوق الأمین مَعَ النَّبیین وَالصدیقین وَالشُّھَدَاء"

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ایاھم، الرقم:1209)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا ایماندار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں، اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(2) "عَن أنس رَضِیَ اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم التَّاجِر الصدوق تَحت ظلّ العَرش یَوم القِیَامَۃ" (الترغیب والترھیب کتاب البیوع، الترغیب التجار فی الصدق، حدیث نمبر:2، رواہ الأصبھانی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا۔

(3)"عَن الحسن بن عَلیّ رَضِیَ اللہ عَنھُمَا قَالَ حفظت من رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم دع مَا یریبك إِلَی مَا لَا یریبك فَإِن الصدق طمأنینۃ وَالکذب رِیبَۃ"

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقاق والورع، باب 60، الرقم:2518،)

ترجمہ: حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ یاد کر لیے ہیں کہ: وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے وہ چیز اختیار کر جو تجھے شک میں مبتلاء نہ کرے، بے شک سچ باعث راحت ہے، اور جھوٹ شک میں ڈالنے والا ہے۔

(4)"عَن عبد اللہ بن عَمرو بن العَاصِ رَضِیَ اللہ عَنھُمَا قَالَ قُلنَا یَا نَبِی اللہ من خیر النَّاس قَالَ ذُو القلب المخموم وَاللّسَان الصَّادِق" (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الورع والتقوی، الرقم:4216،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہترین کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک و پرہیزگار دل، اور سچی زبان والا۔

(5)"عَن ابن مَسعُود رَضِیَ اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم عَلَیکُم بِالصّدقِ فَإِن الصدق یھدی إِلَی البر وَالبر یھدی إِلَی الجنّۃ وَمَا یزَال الرجل یصدق ویتحری الصدق حَتّٰی یکتب عِند اللہ صدیقا" (بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ، یاایھا الذین آمنوا.. الرقم:6094)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اُوپر سچ لازم کرلو کیونکہ سچ نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دیکھاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ کہتا ہے اور سچ کہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

(6) "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لَا يجتَمع الكفر وَالْإِيمَان فِي قلب امرىء وَلَا يجتمع الصدق وَالكذب جَمِيعًا وَلَا تَجتَمِع الخِيَانَة وَالْأَمَانَة جَمِيعًا" (احمد بن حنبل، 2/349)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر اور ایمان کسی آدمی کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے، سچ اور جھوٹ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اور امانت اور خیانت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (یعنی یہ چیزیں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے)

(7) "عَنِ النَّوَاسِ بنِ سَمعَان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَبرت خِيَانَة أَن تحدث أَخَاكَ حَدِيثا هُوَ لَكَ مُصدق وَأَنت لَهُ كَاذِب" (احمد بن حنبل، 4/183)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت بڑی خیانت کہ تو اپنے اس بھائی سے جھوٹی بات کرے جو تجھے سچا سمجھتا ہو، حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

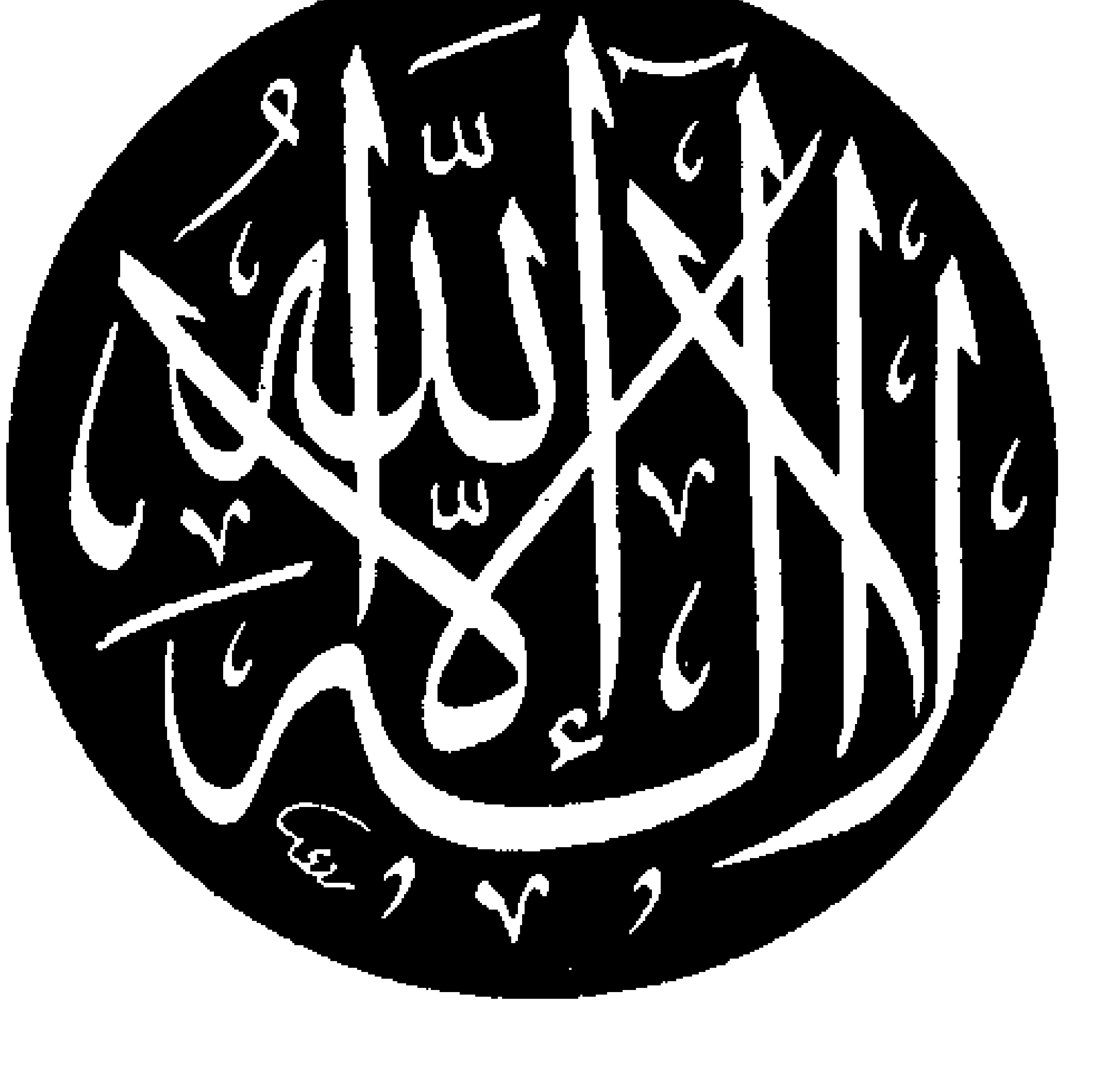

Marfat.com

۵-بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

مراقبہ کے متعلق بیان

مراقبہ کے لغوی معانی: غور، فکر، سوچ و بچار، دھیان گیان، گردن جھکا کر فکر کرنا، حضوری دل سے خدا کا دھیان کرنا، سب چیزوں کو چھوڑ کر خدا کا دھیان کرنا۔ (فیروز اللغات، ص۱۲۲۴)

مراقبہ کی تعریف: (1) المراقبة: استدامة علم العبد باطلاع الرب عليه في جميع احواله۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: اپنے تمام احوال میں بندے کا اس علم پر ہمیشگی کرنا کہ اس کا رب اس پر مطلع ہے۔

(2): تنہائی میں بیٹھ کر تمام مادی علائق سے رشتہ ختم کر کے یادِ الٰہی میں مصروف ہو جانے کا نام مراقبہ ہے۔

(کنز التعریفات، ص۳۳۶، والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور)

(3) تفسیر نعیمی میں ہے: "مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ ربّ تعالیٰ کو رقیب (نگہبان) سمجھ کر اپنا حساب خود لیتا رہے، خواہ رَقَبہ یعنی گردن جھکا کر ہو یا سوتے وقت جب گردن بستر پر رکھے، خواہ ہر حال میں اپنی نگرانی کرنے کا نام مراقبہ ہے۔ (تفسیر نعیمی، پ ٤، النساء تحت الاية: ١، ٤/٤٥٩)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ ﴾ (الشعراء: 219 - 220)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

اس آیت میں دورے سے کیا مراد ہے علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔

جب تم اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب کو دورہ کرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام و رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردشِ چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پسِ پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنٰی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم و حوا علیہما

Marfat.com

السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

(تفسیر مدارک التنزیل وجمل وخزائن العرفان، تحت آیت مذکور)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:4)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ﴾ (آل عمران: 6)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

آسمان و زمین کی ہر چیز، ہر وقت، تمام تر تفصیلات کے ساتھ بغیر کسی کی تعلیم وخبر کے جاننا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہ وصف کسی بندے میں نہیں، کیونکہ مخلوق کو جو علم ہے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بتانے سے ہے اور وہ بھی متناہی اور قابلِ فنا ہے، یعنی اس کی کوئی نہ کوئی انتہاء ہے اور وہ ختم بھی ہوسکتا ہے، نیز وہ تب سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے بتایا اور تب تک ہے جب تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے۔ ایسے علم کو علمِ عطائی کہتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" (سورۃ انعام:۷۵)

ترجمہ: اور ہم یونہی ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو مشاہدہ ارض وسماء کے ذریعے علم عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝﴾ (الفجر: 14)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے رب کی طرف سے کچھ غائب نہیں۝

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ۝﴾ (مؤمن:19)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو دلوں میں چھپا ہے۝

یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا اور دلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

Marfat.com

وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ ـ وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ، فَالْاَوَّلُ:

اس موضوع کے متعلق دیگر آیات مبارکہ بھی مشہور ہیں' اور احادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:

عبادت ایسے کرجیسے تو اللہ کو دیکھ رہا ہے:

(٦٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْاِسْلَامُ: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِىَ الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" . قَالَ: صَدَقْتَ ـ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ ! قَالَ: فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِيْمَانِ ـ قَالَ: "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهٖ، وَكُتُبِهٖ، وَرُسُلِهٖ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ" ـ قَالَ: صَدَقْتَ ـ قَالَ: فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِحْسَانِ ـ قَالَ: "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ" ـ قَالَ: فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ السَّاعَةِ ـ قَالَ: "مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" ـ قَالَ: فَاَخْبِرْنِىْ عَنْ اَمَارَاتِهَا ـ قَالَ: "اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا، وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَانِ" ـ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: "يَا عُمَرُ، اَتَدْرِىْ مَنِ السَّائِلُ؟" قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ـ قَالَ: "فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرَ دِيْنِكُمْ" ـ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

وَمَعْنٰى "تَلِدُ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا" اَىْ سَيِّدَتَهَا ؛ وَمَعْنَاهُ: اَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِىْ حَتّٰى تَلِدَ الْاَمَةُ السَّرِيَّةُ بِنْتًا لِّسَيِّدِهَا وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِىْ مَعْنَى السَّيِّدِ وَقِيْلَ غَيْرُ ذٰلِكَ ـ

وَ"الْعَالَةُ": الْفُقَرَاءُ ـ وَقَوْلُهٗ: "مَلِيًّا" اَىْ زَمَنًا طَوِيْلًا وَّكَانَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ـ

◄◄ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے۔ اس کے بال بہت سیاہ تھے نہ اس پر سفر کے اثرات نظر آتے تھے' اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیئے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں رانوں پر رکھیں اور کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ

(٦٢) (بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٥٠) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٨)

Marfat.com

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور تو نماز قائم کرے' اور زکوٰۃ دے' اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا: ہم اس پر حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا ہے' اور پھر خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر۔
اس شخص نے کہا کہ: آپ نے سچ فرمایا پھر اس نے کہا کہ: آپ مجھے احسان کے متعلق بتایئے! آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے' اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتایئے۔ آپ نے فرمایا: اس کے متعلق جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کی نشانیاں بتایئے۔
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور تم ننگے' بدن ننگے پاؤں بکریاں چرانے والے مسکینوں کو دیکھو گے کہ وہ بڑی بڑی عمارات (کی تعمیر) پر فخر کریں گے۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں کچھ عرصہ رکا رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

''ان تلدا لامة ربها'' کا معنی ہے: وہ اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔ مفہوم یہ ہے کہ لونڈیوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی حتیٰ کہ لونڈی اپنے سردار کی بیٹی کو جنم دے گی اور مالک کی بیٹی بھی مالکہ ہی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی مفہوم بیان ہوئے ہیں۔

''العالة'' کا معنی ہے: غریب مسکین۔

'ملیا'' کا معنی ہے: کچھ عرصہ اور یہ تین دن کی مدت تھی۔

تعارف رواۃ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ: ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ'' مراقبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر آدمی نماز صحیح خشوع و خضوع کے ساتھ کرے تو یہ بھی

Marfat.com

مراقبہ ہے،

جیسا کہ اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ حرا میں قیام و مراقبہ اور ذکر وفکر کے طور پر خداعزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے تھے، نزولِ وحی کے بعد ہی آپ کو نماز کا طریقہ بھی بتا دیا گیا، پھر شب معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاوابین وغیرہ سنن ونوافل بھی ادا فرماتے تھے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ تمام عمر نماز تہجد کے پابند رہے، راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے۔ غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔ کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے۔ کبھی نصف رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر پر پیٹھ نہیں لگاتے تھے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع وجود طویل ہوتا کبھی قیام طویل ہوتا۔ کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت، کبھی اس سے کم کبھی اس سے زیادہ۔ اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہو کر کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے، نمازِ وتر نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے، رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سربسجود ہو کر نہایت آہ وزاری اور گریہ وبکا کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے، رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آ جایا کرتا تھا۔ (سیرت مصطفی، نماز)

اللہ سے ڈرتے رہو:

(۶۳) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَۃَ وَاَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ معاذِ بْنِ جبلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ (دوسری) حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور حضرت ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ۔ برائی سرزد ہو جانے کے بعد نیکی کر وہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آ۔

---

(۶۳) (ترمذی شریف کتاب البر والصلہ رقم الحدیث ۱۹۸۷) (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ۱۵۳)

Marfat.com

اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اتق: از، اتقاءً، بمعنی ڈرنا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو، اور اگر گناہوں یا کسی اور کی طرف نسبت ہو تو اس کا معنی بچنا آتا ہے۔

تمحھا: از، محواً، بمعنی مٹانا۔

تعارف رواۃ:

اس حدیث کے دو راوی ہیں۔

(۱) ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے، عظیم الشان صحابی ہیں، حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آ کر ایمان لائے، آپ پانچویں مؤمن ہیں، پھر اپنی قوم میں واپس گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۳۲ھ میں آپ کی وفات ہے، آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الذال،)

(2) معاذ ابن جبل بڑے فقیہ ہیں، آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور بعض کی نزدیک ابو عبد الرحمٰن ہے، انصاری خزرجی ہیں، آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی، بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا پھر حضرت عمر نے جناب ابوعبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا، اس سال امواس کی طاعون میں آپ کی وفات ہوئی یعنی ۱۸ھ اٹھارہ میں کل اڑتیس سال عمر ہوئی۔

(مرقاۃ، الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸،)

شرح:

اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بیٹھا لینا بھی مراقبہ ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ میں بیان ہوا۔ اور اللہ کا خوف ظاہری و باطنی دشمنوں سے نجات دیتا ہے۔

چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر دقّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا احمد بن عیسٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ "ایک مرتبہ میں صحراء میں جا رہا تھا کہ اچانک چرواہوں کے دس شکاری کتوں پر میری نظر پڑی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری جانب لپکے، جب قریب آئے تو میں نے مراقبہ شروع کر دیا (یعنی دل میں خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ کا تصور جمایا)۔ اچانک ان کے درمیان سے ایک سفید رنگ کا کتا نکلا اور ان کتوں پر حملہ کر کے مسلسل میرا دفاع کرتا

Marfat.com

رہا۔ جب میں ان کتوں سے کافی دور ہو گیا تو اس سفید کتے کو دیکھنے کے لئے مڑا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا، نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ میں کتوں سے اس لئے محفوظ رہا کیونکہ میرے ایک استاذ مجھے خوف سے متعلق سکھایا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا: "آج میں تمہیں ایک ایسے خوف کے بارے میں بتاؤں گا جس سے تمام امورِ خیر تمہارے لئے جمع ہو جائیں گے۔" میں نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟" فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں بٹھا لینا۔ (عیون الحکایات، لابن جوزی، ج ۲ ص ۲۵،)

تیرے لیے وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا:

(۶۴) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا، فَقَالَ: "یَا غُلَامُ، اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ، وَاعْلَمْ: اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ، وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

وَفِیْ رِوَایَۃِ غَیْرِ التِّرْمِذِیِّ: "اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ اَمَامَکَ، تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ، وَاعْلَمْ: اَنَّ مَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ، وَمَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ، وَاعْلَمْ: اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْکَرْبِ، وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا".

◄◄ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں کچھ کلمات سکھاتا ہوں تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کے حقوق کی پاسداری کر تو اس کو اپنے ساتھ پائے گا۔ اگر تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور اگر تو مدد طلب کرے تو اللہ سے طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر تمام مخلوق تجھے فائدہ پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب تجھے نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے قلمیں اٹھا لی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔

اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو ترمذی کی نہیں:

اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا' خوشحالی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر وہ سختی کے

(۶۴) (ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامہ رقم ۲۵۱۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۰۸)

Marfat.com

وقت تجھ پر رحم فرمائے گا' اور یقین کر کہ جو چیز تجھ کو نہیں مل سکی وہ تجھے مل ہی نہیں سکتی تھی اور جو تکلیف تجھے پہنچی ہے وہ ٹل ہی نہیں سکتی تھی یا جو کچھ تجھے ملا ہے وہ ملے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا' اور جان لے کہ مدد صبر کے ساتھ ہے' اور بے شک خوشحالی تکلیف کے بعد آتی ہے' اور بے شک ہر تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔

حل لغات:

جفت : از، جفافاً، بمعنی خشک ہونا، سوکھنا۔

الصحف : جمع، الصحیفه، بمعنی لکھا ہوا کاغذ یا ورق۔

الرخا: بمعنی زندگی کا آسودہ وفراح ہونا، نرم ہونا۔

الفرج: بمعنی کشادہ کرنا، کھولنا، کشادگی۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

حدیث میں فرمایا "احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ، (اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرتو اسے اپنے سامنے پائے گا') اور یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت مراقبہ (اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان) اور خلوص سے ہوتی ہے۔

اسی لیے حضرت حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بڑے ائمہ واولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں۔" جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور سنت (احکام) کی پیروی سے آراستہ کردے گا۔" اس سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کا ظاہر شریعت کے زیور سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

چھوٹا گناہ بھی ہلاک کرنے والا ہے:

(٦٥) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِکُمْ مِنَ الشَّعْرِ، کُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ . وَقَالَ: "اَلْمُوْبِقَاتُ": الْمُهْلِکَاتُ .

◄◄ (چوتھی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا: بے شک تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی کمتر ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم انہیں مہلک شمار کرتے تھے۔ (رواہ بخاری)

(٦٥) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ٦٤٩٢)

Marfat.com

حل لغات:

ادق: از، دقۃً، بمعنی باریک ہونا، چھوٹا ہونا۔

"موبقات" کا معنی ہے: ہلاک کردینے والے اعمال۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک کا تعارف حدیث نمبر:5 میں گزر گیا ہے۔

اللہ کی غیرت:

(٦٦) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُغَارُ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَنْ يَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"الْغَيْرَةُ": بِفَتْحِ الْغَيْنِ، وَاَصْلُهَا الْاَنَفَةُ.

◄◄ (پانچویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت اس وقت جوش میں آتی ہے جب کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

"غیرۃ" غین کے زبر کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے: خودداری، عزت نفس۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

جب اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی کام کو کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا "وَغَيْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَنْ يَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" (اللہ تعالیٰ کی غیرت اس وقت جوش میں آتی ہے جب کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔)

اسی طرح جب کسی اللہ والے کے پاس کسی حرام کام کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو اُس کو بھی پریشانی ہوتی ہے اعلیٰ حضرت ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر مجلسِ سماع میں قوالی ہو رہی تھی۔ آج کل تو

(٦٦) (بخاری شریف، کتاب النکاح رقم الحدیث ۴۹۲۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۹۰۱۶) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۷۶۱)

Marfat.com

لوگوں نے بہت اِختراع کرلئے ہیں) یعنی نئی باتیں نکال لیں ہیں (، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر) یعنی آلاتِ موسیقی (بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلسِ سماع کے تشریف فرماتھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "تم جانتے والے ہو، مواجہ اقدس میں حاضر ہو، اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں۔" انہوں نے مزارِ اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں۔

"ایں بدبختاں وقتِ مارا پریشان کردہ اند' (یعنی ان بدبختوں نے میرے اوقات پریشان کررکھے ہیں۔)

وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں، فرمایا: "آپ نے دیکھا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۰، مکتبۃ المدینہ)

تین آدمیوں کی آزمائش:

(٦٧) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ ثَلَاثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ: اَبْرَصَ، وَاَقْرَعَ، وَاَعْمٰی، اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا، فَاَتَی الْاَبْرَصَ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَّجِلْدٌ حَسَنٌ، وَّیَذْهَبُ عَنِّیَ الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَ اُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا ۔ فَقَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْاِبِلُ - اَوْ قَالَ: الْبَقَرُ شَكَّ الرَّاوِی - فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا ۔

فَاَتَی الْاَقْرَعَ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذِرَنِی النَّاسُ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا ۔ قَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا، وَّقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا ۔

فَاَتَی الْاَعْمٰی، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرُ النَّاسَ؛ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهُ ۔ قَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَاُعْطِیَ شَاةً وَّالِدًا، فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ ۔

ثُمَّ اِنَّهُ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّسْكِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِیْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِیْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِیْ سَفَرِیْ، فَقَالَ: الْحُقُوْقُ كَثِیْرَةٌ ۔ فَقَالَ: كَاَنِّیْ اَعْرِفُكَ، اَلَمْ تَكُنْ

(٦٧) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء رقم ۳۴۶۴) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۹۶۴)

Marfat.com

اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ .

وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ، فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هٰذَا، فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ .

وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ؟ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ مَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - . فَقَالَ: اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ . فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"النَّاقَةُ الْعُشَرَاءُ" بِضَمِّ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الشِّيْنِ وَبِالْمَدِّ: هِيَ الْحَامِلُ . قَوْلُهٗ: "اَنْتَجَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَنَتَجَ" مَعْنَاهُ: تَوَلّٰى نِتَاجَهَا، وَالنَّاتِجُ لِلنَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ لِلْمَرْاَةِ . وَقَوْلُهٗ: "وَلَّدَ هٰذَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ اللَّامِ: اَيْ تَوَلّٰى وِلَادَتَهَا، وَهُوَ بِمَعْنٰى اَنْتَجَ فِي النَّاقَةِ، فَالْمُوَلِّدُ، وَالنَّاتِجُ، وَالْقَابِلَةُ بِمَعْنًى ؛ لٰكِنْ هٰذَا لِلْحَيَوَانِ وَذَاكَ لِغَيْرِهٖ . وَقَوْلُهٗ: "انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ" هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: اَيِ الْاَسْبَابُ . وَقَوْلُهٗ: "لَا اَجْهَدُكَ" مَعْنَاهُ: لَا اَشُقُّ عَلَيْكَ فِيْ رَدِّ شَيْءٍ تَاْخُذُهٗ اَوْ تَطْلُبُهٗ مِنْ مَّالِيْ .

وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: "لَا اَحْمَدُكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمِيْمِ وَمَعْنَاهُ: لَا اَحْمَدُكَ بِتَرْكِ شَيْءٍ تَحْتَاجُ اِلَيْهِ، كَمَا قَالُوْا: لَيْسَ عَلٰى طُوْلِ الْحَيَاةِ نَدَمٌ: اَيْ عَلٰى فَوَاتِ طُوْلِهَا .

◄◄ (چھٹی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کو آزمائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: خوبصورت رنگ اور خوبصورت جلد اور یہ کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ کیونکہ لوگ (اس وجہ سے) مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ سو فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کا مرض جاتا رہا اور اس کو خوبصورت رنگ عطا ہوا۔ پھر فرشتے نے کہا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا اونٹ یا کہا گائے۔ راوی کو شک ہے: تو اس کو حاملہ اونٹنی عطا کی گئی۔ فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ اس میں تجھے برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے

Marfat.com

کہا: خوبصورت بال اور یہ کہ میری یہ تکلیف دور ہو جائے جس نے لوگوں کو مجھ سے متنفر کر دیا ہے۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی تکلیف دور ہو گئی اور اس کو خوبصورت بال عطا ہوئے۔ فرشتے نے کہا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے تو اس کو حاملہ گائے عطا کی گئی۔ اور فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے' اور میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں' تو اسے بچہ جننے والی ایک بکری عطا کر دی گئی۔ چنانچہ ان دونوں (یعنی اونٹنی اور گائے) نے بھی بچے جنے اور بکری نے بھی بچہ جنا۔ چنانچہ اس (برص زدہ) کے پاس اونٹوں سے بھری ہوئی ایک وادی تھی اور اس (گنجے) کی ملکیت میں ایک وادی تھی جو گائے کی نسل سے بھری ہوئی تھی اور اس (یعنی اندھے) کے پاس بکریوں سے بھری ہوئی ایک وادی تھی۔ پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا اسی مخصوص شکل وصورت میں اور کہا: میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ سفر کے وسائل ختم ہو چکے ہیں۔ آج میرے لیے اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔ میں تجھ کو اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اتنا خوبصورت رنگ اور اتنی خوبصورت جلد عطا کی ہے' اور جس نے تجھے اونٹوں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے مجھے ایک اونٹ دے دے تاکہ میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں۔ اس نے کہا: حقوق بہت زیادہ ہیں۔ فرشتے نے کہا: مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں کیا تو برص کا مریض نہیں تھا' اور لوگ غربت کی وجہ سے تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: مجھے تو یہ مال پشت در پشت سے وراثتاً ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی حال پر کر دے جس پر تو پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اپنی مخصوص شکل وصورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو برص والے سے کہا تھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلی حالت کی طرف لوٹا دے۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اپنی مخصوص شکل وصورت کے ساتھ اور اس سے کہا مسکین اور مسافر شخص ہوں۔ میرے سفر کے وسائل ختم ہو چکے ہیں آج میرے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا اور تیرے سوا کوئی سہارا نہیں ہے میں اس ہستی کا نام لے کر جس نے تجھے تیری بینائی لوٹائی تھی سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے ایک بکری دے دے تاکہ اس کے ذریعے میں اپنا سفر پورا کر سکوں۔ تو اس نے کہا: بلاشبہ میں اندھا تھا' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی لوٹا دی تھی تو جو چاہتا ہے لے لے اور جو چاہتا ہے چھوڑ دے۔ اللہ کی قسم! آج جو کچھ بھی تو اللہ عزوجل کے نام پر لے گا میں تیری راہ میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ فرشتے نے کہا: تم اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ بے شک تمہیں آزمایا گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو گیا اور

Marfat.com

تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوگیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

"الناقة العشراء" عین کے پیش، ش کے زبر اور مد کے ساتھ، مراد ہے حاملہ اونٹنی

"انتج" اور ایک روایت میں ہے فنتج ۔اس نے بچہ جنا۔

"ناتج" وہ آدمی جو اونٹنی کا بچہ جنواتا ہے جس طرح دایہ عورت کے لئے۔

ولد: لام کی شد کے ساتھ یعنی پیدائش کا والی بنا۔، ولد، بکری کے لئے اس طرح ہے جس طرح انتج اونٹنی کے لئے مولد، ناتج اور قابلہ ہم معنی ہیں فرق یہ ہے کہ وہ حیوان کے لئے ہے، اور یہ غیر حیوان کے لیے۔

"انقطعت بی الحبال" حاء مہملہ اور بائے موحدہ کے ساتھ اس کا معنی ہے: اسباب

"لا اجهدك" اس کا معنیٰ ہے: میرے مال سے جو تو لے یا رہنے دے میں رکاوٹ نہیں بنوں گا،

:"لا احــمـدك" حائے مہملہ اور میم کے ساتھ۔ اس کا معنی ہے: جس چیز کی تجھے ضرورت ہے وہ چھوڑ جانے پر میں تیری تعریف نہیں کروں گا جس طرح کہتے ہیں لمبی زندگی پر کوئی ندامت نہیں یعنی لمبی زندگی کے نہ ہونے پر کوئی ندامت نہیں۔

اقرع: از، قرعاً، بمعنی سر کے بالوں کا گر جانا۔ (گنجا)

اعمٰی: بمعنی اندھا۔

قذرنی: از، قذراً، بمعنی کسی چیز سے گھن کرنا۔

فصیرك: از، صیراً، بمعنی واپس ہونا، منتقل ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مذکورہ اشخاص میں سے دو شخصوں نے اپنے قول میں کذب اور خیانت سے کال لیا تو ان کا سارا مال واپس لے لیا گیا مگر جس نے اپنے نفس میں خیانت اور کذب کو جگہ نہ دی اس کا مال بھی باقی رہا اور اللہ بھی راضی ہوگیا، اسی علماء کرام فرماتے ہیں۔

جب نفس خیانت کرنے والے شریک کی طرح ہو تو اسے ایک لمحہ کے لئے بھی ڈھیل نہیں دی جاسکتی تاکہ وہ خیانت نہ کرے، ورنہ نفع حاصل ہونے کے بجائے اصل مال ہی ضائع ہو جائے گا، لہٰذا حرکات وسکنات اور لحظات میں ہمیشہ کے لئے

Marfat.com

مراقبہ ہونا ضروری ہے۔ نبی اَکرم ،نورِمجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:

''وَعْبُدْ رَبَّكَ كَانَّكَ تَرَاه، فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاه، فَاِنَّه، يَرَاكَ''

ترجمہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے ہو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاحسان۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۹، ص ۱۸۶)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا''

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (پ4، النساء)

حضرت سَیِّدُ ناعبداللہ بن محمد نیشاپوری مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "مراقبہ یہ ہے کہ ہرلمحہ اور ہرلفظ کے ساتھ غیب کو ملاحظہ کرتے ہوئے باطن کا خیال رکھنا۔ (لباب الاحیاء، ص ۳۷۳،)

اسی طرح اُس مردِ خدا نے بھی باطن کی بات فرشتہ کو بتائی جس سے اللہ کی رضا اور مال دونوں حاصل ہوئے۔

عقل مند انسان:

(۶۸) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بعدَ الْمَوتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهَا مِنَ الْعُلَمَاءِ: مَعْنٰی "دَانَ نَفْسَهُ": حَاسَبَهَا .

◄◄ (ساتویں) حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے، اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے، اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند رہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی وغیرہ علماء فرماتے ہیں:

حل لغات:

الکیس: از، کیساً، بمعنی عقلمند ہونا، ذہین ہونا۔

'دان نفسہ'' کا معنی ہے: نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔

ھواھا: از، ھویً، بمعنی خواہش، محبوب، معشوق محمود ہو یا مذموم۔

الأمانی: جمع الامنیة، بمعنی آرزو۔

(۶۸) (ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامۃ رقم ۲۴۵۹)

Marfat.com

تعارف رواى:

شداد ابن اوس: آپ کی کنیت ابو یعلیٰ ہے انصاری ہیں، حضرت حسان بن ثابت کے چچا زاد بھائی ہیں، آخر میں بیت المقدس میں رہے پچھتر سال عمر ہوئی، ۸۵ پچاسی میں وفات پائی، شام میں مزار ہے، عبادہ ابن صامت اور ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ انہیں علم و حکمت عطا ہوئی۔ (مرقات، الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الشین،)

شرح:

اس حدیث میں فرمایا:

"اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ، وَعَمِلَ لِمَا بعدَ الْمَوتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ"

ترجمہ: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند رہے۔

اس دنیا میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو پہلے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے دنیا کے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن جب اللہ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو ان کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حکایت:

حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا۔ بادشاہ نے فرمایا: "اگر دھوکا دے، یا تو جو مانگے پائے گا۔" اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب دیکھا پہچان لیا۔ آخر مُدَّتِ مَدِیْد (یعنی طویل عرصے) کا بُھلاوا دے کر صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا۔ رات دن عبادتِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں مشغول رہتا۔ پہلے دہاتیوں کا ہجوم ہوا، پھر شہریوں، پھر اُمرا، وُزرا سب آتے اور یہ کسی طرف اِلتفات (یعنی توجہ) نہ کرتا۔ شُدہ شُدہ (یعنی آہستہ آہستہ) بادشاہ تک خبر پہنچی۔ سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی، خود تشریف لے گئے۔ بہروپیے نے دُور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے، گردن جھکا لی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ سلطان منتظر رہے۔ دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا، سلطان مؤدّب بیٹھ گیا۔ اُن کا مؤدّب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ! میں فلاں بہروپیا ہوں۔ بادشاہ خَجِل (یعنی شرمندہ) ہوئے اور فرمایا: "واقعی اِس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے۔" اُس نے کہا: "اب میں آپ سے کیا مانگوں! میں نے اُس (یعنی ربّ عَزَّوَجَلَّ) کا نام جھوٹے طور پر لیا، اُس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیلُ القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا۔ اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں۔" یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو چلا گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۵۷، مکتبۃ المدینہ،)

(۶۹) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مِنْ

Marfat.com

حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

◂◂ (آٹھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی کاموں کو چھوڑ دے" یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

لا يعينه: بمعنی مفید ہونا، اور، لا، کے آنے کی وجہ سے معنی ہوگا غیر مفید ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

لایعنی کام سے مراد وہ کام ہیں جو انسان کوئی فائدہ نہیں دیتے بلکہ نقصان دیتے ہیں، جیسے بیہودہ رسومات، مہندی (مایوں) شادی سے پہلے ڈھول رکھنا، عورتوں اور مردوں کا اختلاط، مزارات پر بت چڑھانا، یا غیر شرعی منتیں ماننا، وغیرہ۔ یہ ایسے کام ہیں جو انسان کے لیے کارگناہ میں شمار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بیہودہ کاموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

عورت کو تادیب:

(۷۰) اَلتَّاسِعُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يُسْاَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ضَرَبَ امْرَاَتَهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ .

◂◂ (نویں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا۔ اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:1 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں سے مراد یہ ہے کہ عورت کو اللہ کے احکام کی بجا آوری پر مار سکتا ہے کہ نماز، روزہ، کی پابند ہو جائے، یعنی احکام شرعیہ پر عمل کروانے کے لیے اُن کی ڈانٹ ڈپٹ کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ عورت صرف بت سے ہی مان جاتی ہے تو اُس کو مارنا جائز نہیں، اور احکام غیر شرعیہ پر عمل کروانے کے لیے بھی اُس کو مارنا جائز نہیں جیسے کفار کرتے تھے، آج کل دیکھا گیا ہے کہ مرد عورت کو غیر شرعی راستے سے استعمال کرنے، میک اپ کرنے، پردہ نہ کرنے، چست کپڑے نہ پہننے، اور دیگر غیر

(۶۹) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۱۷) (۷۰) (ابوداؤد شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۲۱۴۷)

Marfat.com

شرعی کاموں پر مجبور کرتا ہے، اور جب عورت اُس کا کہنا نہیں مانتی تو اس کو طلاق یا تشدد کی دھمکی دیتا ہے تو ایسے کاموں کے لیے نہ عورت کو مارنا جائز ہے اور نہ طلاق کی دھمکی دینا جائز ہے، اور نہ ہی ایسے کاموں کے لیے مارنے پر شریعت اجازت دیتی ہے، اگر کوئی شخص غیر شرعی کاموں کے کرنے کے لیے عورت کی پٹائی کرتا ہے تو اس کا اللہ کے دربار میں بھی مواخذہ ہوگا، اور اس دنیا میں بھی قانوناً اس کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے۔ لیکن شرعی کاموں پر ہلکی پٹائی پر شرع میں اجازت دی گئی ہے، اور ہم شرع شریف کا انکار نہیں کرسکتے۔

مراقبہ پر چند دیگر احادیث

(1) "عَن أبی هُرَيرَة رَضِی الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلی الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول سَبعَة يظلهم الله فِی ظله يَوم لَا ظلّ إِلَّا ظله فَذكرهم إِلَى أَن قَالَ وَرجل دَعَتهُ امرَأَة ذَات منصب وجمال فَقَالَ إِنِّی أَخَاف الله" (بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی مسجد ینتظر الصلوٰۃ وفضل المساجد، الرقم:660،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سات شخصوں کو اپنے سائے قیامت کے دن جگہ دے گا جس اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اس کے بعد سات اشخاص کا ذکر کیا یہاں تک کہ فرمایا، ایک وہ مرد ہوگا جسے جاہ جلال اور حسن و جمال والی عورت نے گناہ کی دعوت دی تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (اور عورت کی دعوت کو ٹھکرا دیا)

(2) "عَن أنس رَضِی الله عَنهُ قَالَ قَالَ النَّبِی صلی الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول الله عز وَجل أخرجُوا من النَّار من ذكرنِی يَومًا أَو خافنِی فِی مقَام" (جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب: ان للنار نفسین، الرقم 2594،)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، اے فرشتوں اس آدمی کو دوزخ سے نکال کر (جنت میں داخل کردو) جس نے کسی دن مجھے یاد کیا ہو یا میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا (مراقبہ کیا) ہو۔

(3) "عَن أبی هُرَيرَة رَضِی الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلی الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول من خَاف أدلج وَمن أدلج بلغ المنزل أَلا إِن سلعَة الله غَالِيَة أَلا إِن سلعَة الله الجنَّة"

(ترمذی، کتاب القیامۃ، باب:18، الرقم:2450،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جو خوف رکھتا ہے وہ منہ اندھیرے ہی سفر شروع کر دیتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا وہ منزل کو پہنچ جاتا ہے، خبردار اللہ کا مال و متاع بہت قیمتی ہے یاد رکھو کہ اللہ کا مال و متاع جنت ہے۔

Marfat.com

(4)"عَن أبی هُرَيرَةَ رَضِی الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلی الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَو يعلم المُؤمن مَا عِند الله من العقُوبَة مَا طمع بجنته أحد وَلَو يعلم الكَافِر مَا عِند الله من الرَّحمَة مَا قنط من رَحمته" (مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ وانہا سبقت غضبہ، الرقم:6913،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مؤمن جان لے کہ اللہ کا عذاب کس قدر ہے تو کوئی جنت کی طمع نہ کرے، اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے تو وہ اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔

(5)"عَن أبی الدَّردَاء رَضِی الله عَنهُ عَن النَّبِی صلی الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَو تعلمُونَ مَا أعلم لبكيتم كثيرا ولضحكتم قَلِيلا ولخرجتم إِلَى الصعدات تجأرون إِلَى الله لَا تَدرُونَ تنجون أَو لَا تنجون" (المستدرك للحاكم، الرقم:4/320،)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روتے رہو، اور بہت کم ہنسنا تمہیں نصیب ہو تم یقیناً پہاڑوں کے رستوں کی طرف نکل جاؤ، اور اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتے رہو تم نہیں جانتے کہ تمہاری بخشش ہو گی یا نہیں۔

(6)"عَن العَبَّاس بن عبد المطلب رَضِی الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلی الله عَلَيهِ وَسلم إِذا اقشعر جلد العَبد من خشيَة الله تحاتت عَنهُ ذنُوبه كَمَا يتحات عَن الشَّجَرَة اليَابِسَة وَرقهَا"

(شعب الایمان، الرقم:803،)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خوف سے جب بندے کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے۔

(7)"وَرُوِیَ عَن وَاثِلَة بن الأَسقَع رَضِی الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلی الله عَلَيهِ وَسلم من خَافَ الله عز وَجل خوف الله مِنهُ كل شَیء وَمن لم يخف الله خَوفه الله من كل شَیء"

(الترغیب والترھیب، کتاب الزھد والتوبۃ، باب الترغیب فی الخوف وفضلہ، الرقم:22،)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس سے خوف زدہ رکھتا ہے، اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے اسے ڈراتا ہے۔

Marfat.com

٦-بَابٌ فِی التَّقْویٰ
تقویٰ کے متعلق بیان

تقویٰ کے لغوی معانی: خدا کا خوف، پرہیز گاری، پارسائی، اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا۔ (فیروز اللغات)

تقویٰ کی تعریف: **التقویٰ هو الاحتراز بطاعة الله عن عقوبته، وهو صیانة النفس عمّا تستحق به العقوبة من فعل او ترک، والتقویٰ فی الطاعة: یراد بها الخلوص و فی المعصیة: یراد بها الترک و الحذر،** (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی،مکتبه رحمانیه لاهور،)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے طاعت کے ساتھ اُس کے عقاب سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔اور وہ یہ ہے کہ بندہ نفس کو اس چیز سے بچائے جس کے کرنے یا ترک کرنے سے وہ عقاب کا مستحق ہوتا ہے۔اور طاعت میں تقویٰ سے مراد خلوص ہے اور معصیت میں تقویٰ سے مراد (معصیت کو) چھوڑنا اور (اس سے) بچنا ہے۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ ﴾ [آل عمران: 102]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

قاعدہ: تقویٰ کے معانی اور ان کی پہچان

الف: جب " تقویٰ" کی نسبت رب کی طرف ہو تو اس سے مراد ڈرنا ہوگا۔

ب: جب " تقویٰ" کی نسبت آگ یا کفر یا گناہ کی طرف ہو تو اس سے مراد بچنا ہوگا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

1: یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم"

اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ (پ4، النسآء)

2: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"

اور بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پ1، البقرة:۲۴)

Marfat.com

پہلے "اِتَّقُوا" کے معنی ڈرنا ہے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور دوسرے "اِتَّقُوا" کے معنی بچنا ہے کیونکہ اس کے بعد آگ کا ذکر ہے۔

آیت نمبر :2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:16]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔

وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ مُبَيِّنَةٌ لِلْمُرَادِ مِنَ الْاُوْلٰی .

اور یہ آیت مبارکہ پہلے والی آیت مبارکہ کی وضاحت کرتی ہے۔

قاعدہ: ایمان وتقویٰ کے معانی اوران کی پہچان۔

جب مومن کو ایمان کا حکم دیا جائے یا نبی کو تقویٰ کا حکم ہو تو اس سے مراد ایمان اور تقویٰ پر قائم رہنا ہوگا کیونکہ وہاں ایمان وتقویٰ تو پہلے ہی موجود ہے اور تحصیل حاصل محال ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

(1) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا"

اے ایمان والو! ایمان لاؤ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ (پ5، النسآء)

(2) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ"

اے نبی اللہ سے ڈرو یعنی اللہ سے ڈرے جاؤ۔ (پ21، الاحزاب:۱)

(3) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه"

اے مومنو! اللہ ورسول پر ایمان لاؤ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ (پ27، الحدید:۷)

ان جیسی تمام آیات میں ایمان وتقویٰ پر استقامت مراد ہے تاکہ ترجمہ درست ہو، نیز مسلمانوں کو احکام عمل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو احکام اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ عمل کرائیں۔ جیسے جہاز کے مسافر پار اترنے کے لئے جہاز میں سوار ہوتے ہیں اور کپتان پار اتارنے کے لئے وہاں بیٹھتا ہے اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔

آیت نمبر :3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝﴾ (الاحزاب:70)،

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

یعنی سچی اور درست حق وانصاف کی بات کرو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو یہ بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا (خزائن العرفان)

Marfat.com

وَالْاٰیَاتُ فِی الْاَمْرِ بِالتَّقْوٰی کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ،
تقویٰ کے حکم کے متعلق کثیر آیاتِ مبارکہ موجود ہیں۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: 3-2)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا' اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ o﴾ (الانفال: 29)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا' اور تمہیں بخش دے گا' اور اللہ بڑے فضل والا ہے o

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ .
اور اس باب سے متعلق کثیر آیات موجود ہیں:

فقیہ اسلام:

(۷۱) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: "اَتْقَاھُمْ" . فَقَالُوْا: لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْاَلُکَ، قَالَ: "فَیُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ بْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ بْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ" قَالُوْا: لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْاَلُکَ، قَالَ: "فَعَنْ مَّعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ؟ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

وَ"فَقِھُوْا" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَی الْمَشْھُوْرِ وَحُکِیَ کَسْرُھَا: اَیْ عَلِمُوْا اَحْکَامَ الشَّرْعِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے فرمایا: جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے۔ فرمایا: یوسف اللہ کے نبی ہیں۔ ان کے والد بھی اللہ کے نبی اور دادا بھی اللہ کے نبی ہیں' اور ان کے پردادا

(۷۱) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء رقم ۳۱۷۵' کتاب احادیث الانبیاء رقم الحدیث ۳۱۹۴) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۳۷۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۹۵۶۴) (سنن الکبری نسائی رقم الحدیث ۱۱۲۴۹) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۶۴۷۱) (الادب المفرد رقم الحدیث ۱۲۹) (دارمی رقم الحدیث ۲۲۳)

Marfat.com

اللہ کے خلیل ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم اس کے متعلق تو نہیں پوچھ رہے فرمایا: تو تم عرب کے خاندانوں کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ ان میں سے اسلام میں بھی وہی معزز ہیں جو زمانہ جاہلیت میں معزز تھے بشرطیکہ احکام اسلام کا علم رکھتے ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

معادن جمع **معدن**، بمعنی سونے کی کان، ہر چیز کا منبع۔

فقهوا: قاف کے پیش سے مشہور ہے اور بعض کے نزدیک قاف کے زیر کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے: احکام شرع کا علم رکھتے ہوں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث اور قرآن مجید کی آیت کا ایک ہی مطلب ہے کہ جو تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے وہی افضل اور معزز ہے۔ جب وہ احکام شرع کا علم رکھتا ہو۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے۔"

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۹۷۴، ج ۱، ص ۵۲۳)

دنیا اور عورتوں سے بچو:

(۷۲) **اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ، وَّاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ؛ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔**

◀◀ (دوسری) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز وشاداب ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس دنیا سے اور عورتوں سے بچ کے رہو کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں ہی کے ذریعے ہوئی تھی۔ (مسلم)

حل لغات:

حلوة: از، **حلاوة**، بمعنی میٹھا ہونا۔

---

(۷۲) (مسلم شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۹۴۸)

Marfat.com

خضرة: از، خضراً، بمعنی سبز ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۲ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

عورتوں سے بچنا بھی تقویٰ کی ایک قسم ہے، کیونکہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار جس سے وہ متقین کو گمراہ کرتا ہے وہ عورت ہی ہے اس لیے فرمایا کہ ان سے بچو۔ اور عورتوں میں گھس جانا جیسا کہ آج کل کے دو نمبر پیروں کا طرز عمل ہے بہت ہی فسق و فجور کا کام ہے، اس سے بھی اللہ کی پناہ، کیونکہ اس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کنجی ہے، حتیٰ کہ تقویٰ کی بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا"

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی۔ (پ30، الشمس:8)

الہام کہتے ہیں دل میں کوئی بات ڈالنے کو اور چونکہ اللہ عزوجل ہی دل میں فجور اور تقویٰ الہام فرماتا ہے لہٰذا اللہ عزوجل ان دونوں کا خالق ہوا۔ اسی لئے حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل نے اس پر نافرمانی اور پرہیزگاری کو لازم کیا۔" حضرت سیدنا ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: "اسے اپنی توفیق سے تقویٰ کا اہل بنایا یا اسے اپنی جانب سے رسوا کرتے ہوئے فجور کا اہل بنایا۔"

تقویٰ کا سوال:

(۷۳) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْھُدٰی، وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ (تیسری) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا، تقویٰ کا، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۳۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

تقویٰ کس قدر اعلیٰ چیز ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قائم رہنے کی دعا فرما رہے ہیں، (نبی تو پہلے ہی متقی و

---

(۷۳) مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء رقم الحدیث ۲۷۲۱)

Marfat.com

پرہیز گار ہوتا ہے تو پھر سوال کیوں فرمایا تو اس کا جواب ہم دوسرے قاعدہ میں دے چکے ہیں)، اور آپ کی امت کے علماء اور اولیاء بھی اسی پر کاربند رہے۔

حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی ایک حکایت پیش کرتا ہوں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہوگئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مدّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔

منقول ہے کہ خلیفہ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیّدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟" اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگا دو پھر بھی میں اسے نہ چھوؤں گا۔"

(مناقب الامام الاعظم للامام البزازی الکردری، الفصل الخامس، جمع المنصور مالکا وابن ابی ذئب والامام ومقالتھم لہ، ج۲، ص۱۶)

قسم میں تقویٰ:

(۷۴) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ طَرِیْفٍ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ رَاٰی اَتْقٰی لِلّٰہِ مِنْھَا فَلْیَاْتِ التَّقْوٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◄◄ (چوتھی) حضرت ابوطریف عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے اور پھر کوئی ایسی چیز دیکھے جس میں تقویٰ کا پہلو اس سے زیادہ ہو تو تقویٰ پر عمل کرے۔ (مسلم)

حل لغات:

حلف: از، حلفاً، بمعنی قسم کھانا۔
یمین: بمعنی قسم۔

تعارف راوی:

عدی ابن حاتم: آپ حاتم طائی (مشہور سخی) کے بیٹے ہیں، آپ کا نسب نامہ یہ ہے عدی ابن حاتم ابن عبدا بن سعد طائی ہے سخی ابن سخی ہیں، شعبان ۷ سات میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے کوفہ میں قیام رہا، جنگِ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے، اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی، صفین اور نہروان میں شریک ہوئے، ایک سو بیس سال

(۷۴) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۶۵۱)

Marfat.com

عمر ہوئی ۶۷ سرسٹھ میں کوفہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ مقام فرقیسا میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ،مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف العین، صحابہ کرام،)

شرح:

یعنی اگر قسم ایسی کھائی جس کا کرنا شرعاً جائز ہے تو تقویٰ اس بات میں ہے کہ وہ کام کرے اور اگر شرعاً جائز نہیں تو تقویٰ یہ ہے کہ وہ نہ کرے اور قسم کا کفارادا کرے ،معلوم ہوا ہر چیز میں تقویٰ کا پہلو ہونا چاہے عبادت و ریاضت، دین وغیرہ سب میں، یعنی بہترین دین وہ ہے جو تقویٰ سے بھرا ہو جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔

نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: "علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے۔"

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم احب من فضل العبادۃ وخیر الدین الورع، الحدیث: ۳۲۰، ج۱، ص ۲۸۳)

(۷۵) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: "اتَّقُوا اللهَ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ، وَاَطِیْعُوْا اُمَرَائَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، فِیْ اٰخِرِ كِتَابِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ (پانچویں) حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے سنا آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی پانچوں نمازیں ادا کرو اور

ماہ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ترمذی نے اسے کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

یخطب: از، خطبة، بمعنی وعظ کرنا، تقریر کرنا، خطبہ پڑھنا۔

اَدّوا: از، ادیاً، بمعنی ادا کرنا، پہنچانا۔

امراء: بمعنی امیر (جمع)

---

(۷۵)(ترمذی شریف کتاب الجمعہ رقم الحدیث ۶۱۶)

Marfat.com

تعارف راوی:

ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں، اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی، آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوئی۔ ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الف، صحابہ کرام)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ "وَاَطِیْعُوْا اُمَرَائَکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ" (اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔) یہاں امیروں سے مراد امیر لشکر، قائد ہیں نہ کہ مالدار لوگ۔ اور جب امیر لشکر متقی اور پرہیز گار ہوگا تو فتح تمہارا مقدر ہوگی۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اور سامانِ جنگ کی قلت کے باوجود فتح مبین نے مسلمانوں کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ فتح کثرتِ تعداد اور سامانِ جنگ کی فراوانی پر موقوف نہیں۔ بلکہ فتح کا دارومدار نصرتِ خداوندی پر ہے کہ وہ جب چاہتا ہے تو فرشتوں کی فوج آسمان سے میدانِ جنگ میں اتار کر مسلمانوں کی امداد و نصرت فرما دیتا ہے اور مسلمان قلتِ تعداد اور سامانِ جنگ نہ ہونے کے باوجود فتح مند ہو کر کفار کے لشکروں کو تہس نہس کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو شرطیں رکھی ہیں، ایک صبر اور دوسرا تقویٰ۔ اگر مسلمان صبر و تقویٰ کے دامن کو تھامے ہوئے خدا کی مدد پر بھروسہ کر کے جنگ میں اڑ جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اور ہر محاذ پر فتح مبین مسلمانوں کے قدم چومے گی اور کفار شکست کھا کر راہ فرار اختیار کریں گے یا مسلمانوں کی مار سے فنا ہو کر فی النار ہو جائیں گے۔ بس ضرورت ہے کہ مسلمان صبر و تقویٰ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر خدا کی مدد کا بھروسہ کر کے کفار کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہیں اور ہرگز ہرگز تعداد کی کمی اور سامانِ جنگ کی قلت و کثرت کی پرواہ نہ کریں کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے کہ

"وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللہِ" کہ مدد فرمانے والا تو بس اللہ ہی ہے۔

سچ کہا ہے کہنے والے نے:

کافر ہو تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسا　　　مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تقویٰ پر چند دیگر احادیث

(1) "عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْکَرَمُ التَّقْوٰی"

(الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی، باب فی التفاخر فی الاحساب، ج۱، ص۲۶۱)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرم تقویٰ ہے۔

(2) "کُلُّ الْمُسلِمِ عَلَی الْمُسلِمِ حَرَامٌ عِرضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ التَّقوَی هَاهُنَا"

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم، ج۴،ص ۳۲۵،)

ترجمہ: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہر مسلمان کی عزت، مال، خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے (اور پھر اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔

(3) "سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَا أَکثَرُ مَا یُدخِلُ الجَنَّةَ قَالَ: التَّقوَی وَحُسنُ الخُلُقِ"

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، ج ۲،ص ۱۴۱۸،)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سے سوال کیا گیا کہ کسی چیز کی کثرت سے آدمی جنت میں جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اور حسن خُلق کے ساتھ۔

(4) "قَالَ أَبُو الدَّردَاءِ: تَمَامُ التَّقوَی أَن یَتَّقِیَ اللّٰهَ العَبدُ حَتَّی یَتَّقِیَهُ فِي مِثقَالِ ذَرَّةٍ حَتَّی یَترُكَ بَعضَ مَا یَرَی أَنَّهُ حَلَالٌ" (الزهد والرقاق، لابن مبارك، باب القوئ، ج ۲، ص ۱۹،)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تمام تقوی یہ ہے کہ بندہ اللہ سے ایک رائی کے دانہ میں بھی ڈرے یہاں تک کہ بعض حلال چیزوں کو بھی ترک کردے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف اس کے دل میں ہو کہ وہ بعض حلال چیزوں میں حرام کے تھوڑے سے (رائی کے دانہ برابر) شبہ کی وجہ سے حلال چیز کو چھوڑ دے)

(5) "عَن عَبدِ اللّٰهِ أَنَّهُ کَانَ یَدعُو: اللّٰهُمَّ أَلبِسنَا لِبَاسَ التَّقوَی وَأَلزِمنَا کَلِمَةَ التَّقوَی"

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماجاء عن عبداللہ بن مسعود، ج ۶،ص ۶۹،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ ہم کو تقویٰ کا لباس پہنا اور ہم کو تقویٰ کے کلمہ پر لازم فرما۔

(6) "عَنِ ابنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: الإِیمَانُ عُریَانٌ، وَلِبَاسُهُ التَّقوَی، وَمَالُهُ الفِقهُ، وَزِینَتُهُ الحَیَاءُ"

(مصنف ابن ابی شیبہ، کلام الحسن البصری، ج ۷،ص ۱۹۱،)

ترجمہ: حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان بے لباس ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کا مال فقہ اور اس کی زینت حیاء ہے۔

(7) "عَن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ إِلَی الیَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُوصِیهِ وَمُعَاذٌ رَاکِبٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَمشِي تَحتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: یَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَی أَن لَا تَلقَانِي بَعدَ عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَن تَمُرَّ

Marfat.com

بِمَسْجِدِی هٰذَا وَقَبْرِی . فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشْعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا"

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، ج ۳۶، ص ۳۷۶،)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میرے سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے رخصت فرمانے) اور وصیت فرمانے کے لیے نکلے، میں سواری پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کے ساتھ چل رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ تم مجھے اس سال کے بعد نہیں ملو گے، یقیناً تم میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس گزرو، تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے لگے پھر مدینہ طیبہ کی طرف چہرا کیا اور فرمایا متقین میرے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں، (یعنی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو متقین کے سردار ہیں اور متقین میرے بہت قریب ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سب سے قریب رہیں گے)

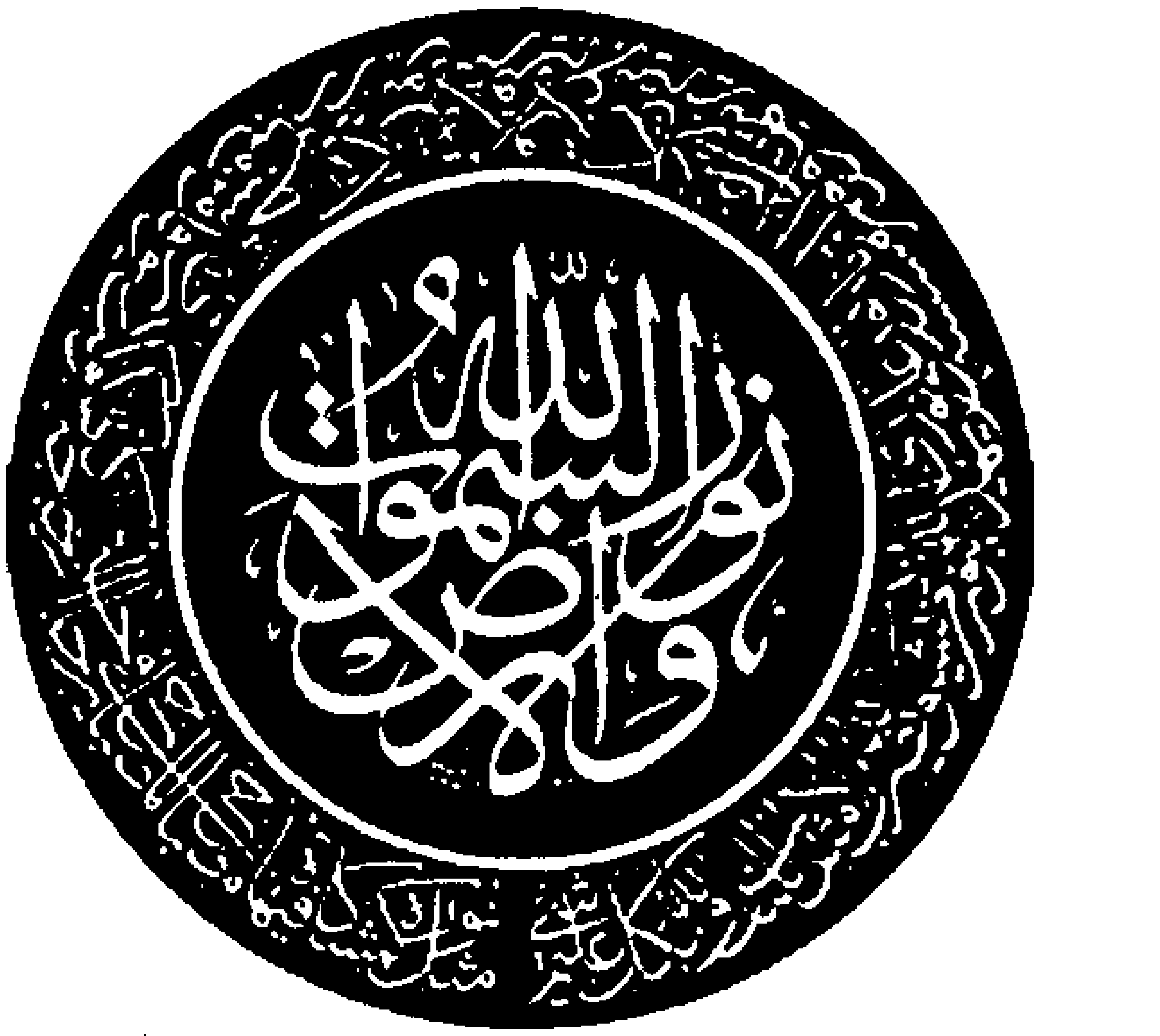

Marfat.com

۷-بَابُ فِي الْيَقِيْنِ وَالتَّوَكُّلِ
یقین اور توکل کے متعلق بیان

توکل کے لغوی معانی: بھروسہ، اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا۔ (فیروز اللغات)

توکل کی تعریف: (1) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے نا امید ہو جانا۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور،)

(2) اپنے اسباب کو بروئے کار لا کر کام کا نتیجہ اللہ کے سپرد کر دینا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَّا رَاَى الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۞ ﴾ (الأحزاب:22)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے' اور اس سے ان کا نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا ثر

اس آیت کے تحت مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔

کہ تم سے وعدہ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے کہ تمہیں شدت و بلا پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے اور انجام کار تم غالب ہو گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ " الآیۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ پچھلی نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ اس میعاد پر لشکر آ گئے تو کہا یہ ہے وہ جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔

(خزائن العرفان)

Marfat.com

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ (آل عمران:174-173)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے: اللہ ہم کو بس ہے اور کیا ہی اچھا کارساز' تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

شانِ نزول:

شانِ نزول: جنگ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ کی مقام بدر میں جنگ ہوگی۔ حضور نے انکے جواب میں فرمایا ان شاء اللہ جب وہ وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہو جانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابوسفیان کی نُعَی ؟ م بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اے نعیم اس زمانہ میں میری لڑائی مقام بدر میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ تم جنگ کے لئے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئے گا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو پس حضور ستر سواروں کو ہمراہ لے کر "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ﴾ (الفرقان:58)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (ابراہیم:11)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ (آل عمران: 159)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

وَالْآيَاتُ فِي الْأَمْرِ بِالتَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ .

اور توکل کا حکم دینے والی کثیر آیاتِ مبارکہ مشہور ہیں۔

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (الطلاق: 3): اَیْ كَافِيهِ .

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝﴾ (الانفال: 2)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

توکل کا حقیقی معنی اور فضیلت:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں "توکل کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوششوں کو مُہمل چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ توکل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اَسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی تائید اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔ اس کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر، آل عمران تحت آیت ۱۵۹)

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا "تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔ ترمذی کتاب صفۃ یو القیامۃ)

(اور توکل کی فضیلت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر جنتر نہیں کرتے، فال کے لیے چڑیاں نہیں اڑاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب من توکل علی اللہ فھو حسبہ)

Marfat.com

وَالْاٰیَاتُ فِیْ فَضْلِ التَّوَکُّلِ کَثِیْرَۃٌ مَعْرُوْفَۃٌ ۔ وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

توکل کی فضیلت کے متعلق بھی کثیر آیاتِ مبارکہ مشہور ہیں۔ رہیں اس عنوان کی احادیث تو ان میں پہلی حدیث یہ ہے:

ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں:

(٧٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ، فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ وَمَعَہُ الرُّھَیْطُ، وَالنَّبِیَّ وَمَعَہُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِیَّ لَیْسَ مَعَہُ اَحَدٌ اِذْ رُفِعَ لِیْ سَوَادٌ عَظِیْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ لِیْ: ھٰذَا مُوْسٰی وَقَوْمُہُ، وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَقِیْلَ لِیْ: انْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ الْاٰخَرِ، فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَقِیْلَ لِیْ: ھٰذِہٖ اُمَّتُکَ وَمَعَھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ"، ثُمَّ نَھَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَہٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِیْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُھُمْ: فَلَعَلَّھُمُ الَّذِیْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُھُمْ: فَلَعَلَّھُمُ الَّذِیْنَ وُلِدُوْا فِی الْاِسْلَامِ فَلَمْ
یُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا - وَذَکَرُوْا اَشْیَاءَ - فَخَرَجَ عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَا الَّذِیْ تَخُوْضُوْنَ فِیْہِ؟" فَاَخْبَرُوْہُ فَقَالَ: "ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَرْقُوْنَ، وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ؛ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مُحْصِنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ، فَقَالَ: "اَنْتَ مِنْھُمْ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ، فَقَالَ: "سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلرُّھَیْطُ" بِضَمِّ الرَّاءِ تَصْغِیْرُ رَھْطٍ: وَّھُمْ دُوْنَ عَشَرَۃِ اَنْفُسٍ، وَ"الْاُفُقُ" اَلنَّاحِیَۃُ وَالْجَانِبُ ۔ وَ"عُکَّاشَۃُ" بِضَمِّ الْعَیْنِ وَتَشْدِیْدِ الْکَافِ وَبِتَخْفِیْفِھَا، وَالتَّشْدِیْدُ اَفْصَحُ ۔

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا کسی نبی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی تو کسی نبی کے ساتھ دو اور بعض نبی ایسے تھے جن کے ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں تھا۔ اسی اثناء میں میرے سامنے ایک انبوہ کثیر پیش کیا گیا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن تم ذرا افق کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو ایک انبوہ کثیر تھا' پھر مجھ سے کہا گیا دوسرے افق کی طرف دیکھو۔

(٧٦) (بخاری شریف کتاب الطب رقم الحدیث ٥٣٧٨)

Marfat.com

مجھے وہاں بھی انبوہ کثیر نظر آیا تو مجھ سے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے' اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پس لوگ ان لوگوں کے بارے میں بحث کرنے لگے جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ کسی نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حالت اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا اور اسی قسم کی کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس باہر تشریف لائے تو فرمایا: تم کس چیز کے متعلق بحث کر رہے ہو؟ صحابہ کرام نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں' اور نہ کراتے ہیں' اور نہ شگون لیتے ہیں' اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں تو حضرت عکاشہ بن محصن اٹھے اور عرض کیا: حضور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ پھر ایک آدمی اٹھا اور عرض کیا حضور! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس معاملہ میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الرهيط: را پر پیش کے ساتھ' رھط کی تصغیر ہے' اور یہ لفظ دس سے کم آدمیوں کی جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔

الافق: کنارے اور جانب کو کہتے ہیں۔

عکاشة: عین پر پیش اور کاف پر تشدید اور تخفیف دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے' اور کاف پر تشدید زیادہ فصیح ہے۔

نهض: از، نهضاً، بمعنی کھڑا ہونا۔

خاض: از، خوضاً، بمعنی پانی میں گھسنا، گفتگو میں مشغول ہونا۔

یرقون: از، رقیاً، بمعنی نقصان یا نفع کے لیے منتر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی یہ خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ بد فالی نہیں لیتے، بدفالی کے بارے ایک اور حدیث مبارکہ سنیے:

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بد فالی لینا شرک ہے، بد فالی لینا شرک ہے اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ عزوجل توکل

Marfat.com

کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔" (سنن ابی داود، کتاب الکھانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ، الحدیث ۳۹۱۰، ص ۱۵۱۰)

حافظ ابو القاسم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عزوجل ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ عزوجل پر توکل کرتا ہے اور اس بدفالی پر ثابت قائم نہیں رہتا۔"

اللہ پر توکل:

(۷۷) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیْضًا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ، وَبِکَ اٰمَنْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ. اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ؛ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ، اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا تَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ،

وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّاخْتَصَرَہُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ (دوسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیرے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں، تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی مدد کے سہارے (دین کے دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری عزت وجلال کی پناہ مانگتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے گمراہ کردے، تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے تجھے موت نہیں آئے گی اور تمام انسانوں اور جنوں کو موت آنے والی ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں، اور بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

(۷۸) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیْضًا، قَالَ: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، قَالَھَا اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَقَالَھَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالُوْا: اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کَانَ اٰخِرَ قَوْلِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ

(۷۷) (بخاری شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۷۳۸۳) (مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء رقم الحدیث ۲۷۱۷)

(۷۸) بخاری شریف، کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۵۶۳)

Marfat.com

اُلْقِیَ فِی النَّارِ: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ .

◄◄ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: حسبنا اللہ ونعم الوکیل یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تب ادا کیے جب آپ سے لوگوں نے کہا: بے شک لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں سو ان سے ڈرو تو اس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوا اور انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (بخاری)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے یہ الفاظ کہے: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

حل لغات:

فاخشوھم: از، خشیاً، بمعنی ڈرنا، مرعوب ہونا۔

الوکیل: بمعنی وہ آدمی جس پر بھروسہ کیا جائے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان احادیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ مجھے اللہ کافی ہے، اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ توکل علی اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطاء فرماتا ہے چنانچہ روایت ہے۔

"چار چیزیں اللہ عزوجل اپنے محبوب بندہ ہی کو عطا فرماتا ہے: ۱) خاموشی اور یہی عبادت کی ابتداء ہے) ۲) توکل) ۳) تواضع) ۴) اور دنیا سے بے رغبتی۔ ("اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الکبر، ج۱۰ص۲۵۳)

نرم دل والے: (متوکل)

(۷۹) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قِیْلَ: مَعْنَاهُ مُتَوَکِّلُوْنَ، وَقِیْلَ: قُلُوْبُهُمْ رَقِیْقَةٌ .

◄◄ (چوتھی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسے

(۷۹) (مسلم شریف کتاب الجنۃ وصفۃ رقم الحدیث ۲۸۴۰)

Marfat.com

گروہ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم) کہا گیا ہے کہ اس حدیث کا معنی ہے: وہ گروہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے ہوں گے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کے دل نرم ہوں گے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ پرندوں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں، کہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں یا یہ کہ وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں کبھی کھانا جمع نہیں کرتے روزانہ صبح کو اللہ پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ ہی اُن کی واپسی ہوتی ہے اور اگر یہ صفت کسی آدمی میں پائی جائے تو ان کے لیے جنت ہے۔ ایسے ہی ایک مرد صالح کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

واقعہ:

حضرت سیّدنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ایک پہاڑ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک زخمی دل والے کی چیخ وپکار سنی جو کہہ رہا تھا: "اے بیابانوں میں حیرت زدوں کی رہنمائی فرمانے والے! اے خلوتوں میں وحشت محسوس کرنے والوں کی وحشت دور کرنے والے! جب بہادروں کو توانائی کی تلاش ہوتی ہے میں تجھ سے توانائی کا سوال کرتا ہوں اور جب جاہل فخر و ناز کرتے ہیں تو میں تجھ سے فخر طلب کرتا ہوں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے اس طرف بڑھا اور اس شخص کو جا کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: "اس رات کی تاریکی میں آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟" میں نے کہا: "سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوں، میں نے آپ سے ایسا کلام سنا ہے کہ جس نے میرے دل کے زخموں کو تازہ کر دیا ہے اور وجد و غم کو حرکت دے دی ہے۔" یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہوش آنے کے بعد رونے لگا۔ میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: "میں تمناؤں اور فانی زندگی میں وقت ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔" پھر وہ منہ پھیر کر چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ ایک وادی میں جھک کر بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ رونے لگا تو میں نے کہا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے بھی راستہ دکھائیے۔" تو اس کی آہ وبُکا میں زیادتی ہوگئی اور کہنے لگا: "افسوس ہے تجھ پر! کہاں ہے راستہ؟ کہاں ہیں دائیں طرف والے اور کہاں ہیں اعلیٰ علیین کے مراتب؟" پھر اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور آگے لے گیا تو اچانک ہم ایک وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: "فجر طلوع ہوگئی ہے اور ہمیں وضو کرنا ہے۔" تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا جس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور مجھے کہا: "لیجئے، وضو کر لیجئے۔" ہم دونوں نے وضو کیا پھر اس نے اذان واقامت کہی اور ہم نے نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو اس نے کہا: "اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بندے! تم سلامت رہو، اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔" میں

Marfat.com

نے کہا: "اس ذات کی قسم جس نے آپ کے لئے اپنی بارگاہ تک رسائی آسان فرمادی ہے! میرے لئے دعا فرمائیں۔" پھر میں نے اپنے توشہ دان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے پوچھا: "کیا آپ بھوک سے ہیں؟" میں نے کہا: "جی ہاں۔" تو اس نے کہا: "غذا طلب کرکے آپ نے اپنے دل کو کائنات میں غور وفکر سے غافل کردیا ہے، اگر آپ یقین کا ذائقہ چکھ لیتے اور متقین کے لئے اللہ عزَّ وَجَلَّ کی تیار کی گئی نعمتیں ملاحظہ کر لیتے تو آپ کا خشوع ہمیشہ رہتا اور آپ کی بھوک ختم ہو جاتی۔" پھر اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو یکا یک گرم گرم روٹی برآمد ہوئی گویا کہ آگ سے نکلی ہو اور اس نے مجھ سے کہا: "کھائیے۔" میں نے حیران ہوکر اسے کھایا اور دل میں اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ خود ہی کہنے لگا: "اے نوجوان! بے شک اللہ عزَّ وَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے سچے دل سے خواہشات نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی وموت میں ان کی خدمت کرتی ہے۔" اس کے بعد اچانک وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا پھر میں اس کو نہ دیکھ سکا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ:

(۸۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّہٗ غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَھُمْ، فَاَدْرَکَتْھُمُ الْقَائِلَۃُ فِیْ وَادٍ کَثِیْرِ الْعِضَاہِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَۃٍ فَعَلَّقَ بِھَا سَیْفَہٗ وَنِمْنَا نَوْمَۃً، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَہٗ اَعْرَابِیٌّ، فَقَالَ: "اِنَّ ھٰذَا اخْتَرَطَ عَلَیَّ سَیْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیْقَظْتُ وَھُوَ فِیْ یَدِہٖ صَلْتًا، قَالَ: مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ قُلْتُ: اَللّٰہُ - ثَلَاثًا-" وَّلَمْ یُعَاقِبْہُ وَجَلَسَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ جَابِرٌ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَاِذَا اَتَیْنَا عَلٰی شَجَرَۃٍ ظَلِیْلَۃٍ تَرَکْنَاھَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَۃِ فَاخْتَرَطَہٗ، فَقَالَ: تَخَافُنِیْ؟ قَالَ: "لَا" فَقَالَ: فَمَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ قَالَ: "اَللّٰہُ" ۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرِ الْاِسْمَاعِیْلِیِّ فِیْ 'صَحِیْحِہٖ'، قَالَ: مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ قَالَ: "اَللّٰہُ" ۔ قَالَ: فَسَقَطَ السَّیْفُ مِنْ یَّدِہٖ، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّیْفَ، فَقَالَ: "مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟" ۔ فَقَالَ: کُنْ خَیْرَ اٰخِذٍ ۔ فَقَالَ: "تَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟" قَالَ: لَا، وَلٰکِنِّیْ اُعَاھِدُکَ اَنْ لَّا اُقَاتِلَکَ، وَلَا اَکُوْنَ مَعَ قَوْمٍ یُّقَاتِلُوْنَکَ، فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ، فَاَتٰی اَصْحَابَہٗ، فَقَالَ:

(۸۰) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۱۰)

Marfat.com

جِئتُكُم مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ.

قَوْلُهُ: "قَفَلَ" اَیْ رَجَعَ، وَ"الْعِضَاهُ" الشَّجَرُ الَّذِیْ لَهُ شَوْكٌ، وَ"السَّمُرَةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّ الْمِيْمِ: اَلشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ، وَهِيَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ، وَ"اخْتَرَطَ السَّيْفَ" اَیْ سَلَّهُ وَهُوَ فِي يَدِهِ. "صَلْتًا" اَیْ مَسْلُوْلًا، وَهُوَ بِفَتْحِ الصَّادِ وَضَمِّهَا.

◄◄ (پانچویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرما ہوئے تو وہ بھی ساتھ لوٹے۔ سو انہوں نے ایک خاردار درختوں بھری وادی میں پڑاؤ کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا اور لوگ درختوں کے سایوں کی تلاش میں منتشر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ سو آپ نے اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم سب سو گئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آواز دی (جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے) تو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک اعرابی کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ اس اعرابی نے میری تلوار نیام سے نکال لی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار سونتے کھڑا تھا۔ کہنے لگا: اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے؟ تو میں نے کہا: اللہ۔ تین بار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو کوئی سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہم ایک سایہ دار درخت کے پاس پہنچے تو ہم نے وہ درخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کے لئے چھوڑ دیا۔ تو مشرکین میں سے ایک شخص آیا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس شخص نے وہ تلوار بے نیام کر لی اور کہا: آپ مجھ سے ڈرتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' اس نے کہا: پھر کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ۔ اور ابوبکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اس شخص نے کہا: آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار پکڑ لی اور فرمایا: اب تجھے کون مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اس شخص نے کہا: آپ بہتر مواخذہ کرنے والے بنئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں! لیکن میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے جنگ نہ کروں گا' اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے جنگ کریں گے تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ سو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو ان سے کہا: میں انسانوں میں سے سب سے بہترین انسانوں کے پاس سے تمہارے ہاں آیا ہوں۔

حل لغات:

قفل: کا معنی ہے: وہ لوٹا۔

Marfat.com

العصاة: خاردار درخت۔ السمرة: سین پر زبر اور میم پر پیش کے ساتھ' بڑے خاردار درخت کیکر کو کہتے ہیں۔

سمرة: بمعنی ببول کا درخت۔

اخترط السیف: یعنی تلوار کو بے نیام کر کے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

صلتا: یعنی سونتی ہوئی۔ صاد پر زبر اور پیش دونوں طرح صحیح ہے۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر :4 میں ہو چکا ہے۔

پرندوں کا توکل:

(٧٩) اَلسَّادِسُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْا خِمَاصاً وَتَرُوْحُ بِطَانًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

مَعْنَاهُ: تَذْهَبُ اَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا: اَیْ ضَامِرَةَ الْبُطُوْنِ مِنَ الْجُوْعِ، وَتَرْجِعُ اٰخِرَ النَّهَارِ بِطَانًا. اَیْ مُمْتَلِئَةَ الْبُطُوْنِ.

◄◄ (چھٹی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا کرے گا جس طرح وہ پرندوں کو عطا کرتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں' اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے' اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ صبح کو جاتے ہیں تو ان کے پیٹ بھوک کی وجہ سے خالی ہوتے ہیں' اور جب شام کو لوٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

حل لغات:

تغدو: از، غدواً، بمعنی صبح کو جانا۔

خماصا: بمعنی پیٹ کا خالی ہونا۔

تروح: از، الرواح، بمعنی سورج ڈھلنے کا وقت۔

بطاناً: از، بطن، بمعنی پیٹ۔

(٧٩) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ٢٣٤٤)

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ پرندوں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں، کہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں یا یہ کہ وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں کبھی کھانا جمع نہیں کرتے روزانہ صبح کو اللہ پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ ہی اُن کی واپسی ہوتی ہے، اس حال میں کہ ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے مطلب یہ کہ جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کو روزی دیتا ہے لیکن توکل سے مراد حقیقی توکل ہے جس کا تعارف باب کے شروع میں ہو چکا ہے۔

توکُّل کے متعلق اسلاف کے اقوال:

حضرت سَیِّدُ نا ابو موسیٰ دَبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سَیِّدُ نا ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: "توکل کیا ہے؟" انہوں نے مجھ سے استفسار فرمایا: "تم کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا: "ہمارے اصحاب تو فرماتے ہیں کہ اگر درندے اور سانپ تمہارے دائیں بائیں ہوں تو بھی تمہارے باطن میں کوئی حرکت نہ ہو۔" تو حضرت سَیِّدُ نا ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: "ہاں! یہ توکل کے قریب ہے لیکن اگر اہلِ جنت، جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہو، پھر تم ان دونوں کے درمیان تمیز کرنے لگو، تو توکل سے نکل جاؤ گے۔"

حضرت سَیِّدُ نا ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "ہر حال میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے تعلق قائم رکھنا۔" سائل نے عرض کی: "مزید کچھ فرمائیے۔" فرمایا: "ہر اس سبب کو چھوڑ دینا جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو۔"

توکُّل کے درجات:

توکل کے تین درجے ہیں:

(۱) پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کا اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اعتماد اس طرح ہو جس طرح اس کا اعتماد اس وکیل پر ہوتا ہے جسکی سچائی، امانت، عنایت، ہدایت اور شفقت اسے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ اس کا حال ایسا ہو جیسے بچے کا حال اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا اور تمام امور میں اسی کی پناہ لیتا ہے اور یہی اس کا پہلا خیال ہوتا ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے سوا کسی سے سوال نہ کیا جائے۔

Marfat.com

(۳) تیسرا درجہ بیمار کی زردی کی طرح ہے کبھی ہمیشہ رہتی ہے اور کبھی زائل ہو جاتی ہے۔

اگر تم سوال کرو، کہ کیا ان احوال میں بندے کے ساتھ تدبیر اور اسباب کا تعلق باقی رہتا ہے؟ تو جان لیجئے! تیسرا درجہ تو تدبیر کی بالکل نفی کرتا ہے جب تک یہ حالت باقی رہے اور دوسرا مقام بھی ہر تدبیر کی نفی کرتا ہے، ہاں! اللہ عزّ وجلّ سے فریاد کرنا اور سوال کرنا باقی رہتا ہے جیسے بچہ صرف اپنی ماں کو پکارتا ہے۔

(۸۰) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا فُلَانُ، اِذَا اَوَيْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ، فَقُلِ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ؛ وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ. فَاِنَّكَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَّيْلَتِكَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ، وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحَيْنِ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَ كَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، وَقُلْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ ثُمَّ قَالَ: وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ".

◄◄ (ساتویں) حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فلاں! جب تو سونے کے لئے بستر پر لیٹے تو یہ کلمات پڑھ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دے دیا۔ تیرے ثواب کی امید پر اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے' تیرے بغیر نہ کوئی پناہ گاہ ہے' اور نہ جائے نجات۔ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اس رات فوت ہو جائے تو تیری موت فطرت پر ہوگی اور اگر تو صحیح سلامت صبح کو اٹھا تو تجھے بھلائی نصیب ہوگی۔

(متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو بستر پر جانے لگے تو وضو کر جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ اور یہ کلمات پڑھ۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ بالا کلمات بیان فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ کلمات سونے سے پہلے تیرے آخری کلمات ہونے چاہئیں۔

---

(۸۰) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۶۳۱۱)

Marfat.com

حل لغات:

فوضت: ازتفویضاً بمعنی سپرد کرنا۔

رھبة: بمعنی خوف کھانا۔

ملجاء: بمعنی پناہ گاہ۔

منجاء: از، نجاءً، بمعنی خلاصی پانا،نجات پانا۔

اضطجع: از، ضجعاً،بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارف راوی:

براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے،انصاری حارثی ہیں، ۲۴ھ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل،صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے،مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ، مراۃ المناجیح ، ج۸ تحت حرف الباء،صحابہ کرام،)

شرح:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال دوسرے کو بتادے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جاسکتی ہے۔اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے آگئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه ، میں نے جواب میں: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کہیے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے،توکل بہترین چیز ہے،توکل بہترین چیز ہے۔اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلائلی..............الخ،سلمان فارسی..............الخ،ص ۲۸۷)

پریشانی میں اللہ پر توکل:

(۸۱) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عُمَرِ ابْنِ

(۸۱) (بخاری شریف کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۴۵۳' کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۷۰۷) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۱۹۲۹) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ٦٦) (ابن حبان رقم الحدیث ٦٢٧٨) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ١١) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۹٦)

Marfat.com

كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيم بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيّ التَّيمِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَاُمُّهُ صَحَابَةٌ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم - قَالَ: نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَنَحنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلٰى رُؤُوْسِنَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيهِ لَاَبْصَرَنَا ۔ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ اور آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ سب صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ فرمایا: ہم غار ثور میں تھے میں نے مشرکین کے قدموں کو دیکھا وہ بالکل ہمارے سروں کے اوپر تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کے نیچے نگاہ دوڑائے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

(متفق علیہ)

تعارف راوی:

بوبکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں، آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی، حضور نے فرمایا کہ جسے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے یعنی اولیت والے، ابومعنی والے، بکر معنی اولیت "سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيلًا" آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے۔ (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی اوبھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، آپ خود صحابی ہیں، والدین صحابی ہیں، ساری اولاد صحابی پوتی پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے، یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں، آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب وعشا کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیوٰۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے، روضہ رسول میں دفن ہیں۔

الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الباء، صحابہ کرام،)

Marfat.com

(شرح:

معلوم ہوا جو اللہ پر توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا،

حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم بن مُہَلَّب علیہ رَحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: "دورانِ سفر میں ایک ویران جنگل سے گزرا تو ایک لڑکے کو نماز میں مشغول پایا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو میں نے کہا: "اس ویران جنگل میں تمہارا کوئی مونس وغمخوار بھی ہے؟" کہا: "کیوں نہیں! بالکل ہے۔" میں نے کہا: "کہاں ہے؟" کہا: "میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، آگے پیچھے ہر طرف۔"

میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکا اہلِ معرفت میں سے ہے۔ میں نے کہا: "کیا تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے؟" کہا: "کیوں نہیں۔" میں نے کہا: "تمہارا زادِ راہ کیا ہے؟" کہا: "اخلاص، توحید، حضورِ پاک صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کا اِقرار، ایمانِ صادق، اور پختہ تَوَکُّل میرا زادِ راہ ہے۔" میں نے کہا: "میرے بیٹے! کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟" کہا: "جب کسی کو کوئی رفیق مل جائے تو وہ اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی بھی ایسے شخص کی رفاقت نہیں چاہتا جس کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل ہو کر عبادت کی اس لذّت سے محروم ہو جاؤں جسے میں اب محسوس کر رہا ہوں۔" میں نے کہا: "اس خطرناک ویران جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے تمہیں وحشت نہیں ہوتی؟" کہا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کی دولت ایسی دولت ہے کہ اس نے مجھ سے ہر وحشت دور کر دی ہے۔ اور اب یہ حال ہے کہ درندوں کے درمیان بھی خوف و وَحْشَت محسوس نہیں ہوتی۔" میں نے کہا: "تم کھاتے کہاں سے ہو؟" کہا: "جس پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکیوں میں رزق دیا، وہی پروردگار عَزَّ وَجَلَّ اب بھی ہے جسے میں پورا کروں؟" کہا: "ہاں! ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ اگر دوبارہ مجھے دیکھو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا اور نہ ہی میرے بارے میں کسی کو بتانا۔" میں نے کہا: "جیسے تمہاری مرضی، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہو تو بتاؤ؟" کہا: "ہاں! اگر ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھنا، جب بھی غمگین و پریشان ہو کر دعا کرو تو میرے لئے بھی دعا ضرور کرنا۔"

میں نے کہا: "میرے بیٹے! میں تمہارے لئے کس طرح دعا کروں جبکہ تم مجھ سے افضل ہو کیونکہ خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ اور توکل تم میں مجھ سے بہت زیادہ ہے۔" کہا: "اس طرح نہ کہیے، کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، آپ کو دولتِ ایمان مجھ سے پہلے نصیب ہوئی، آپ کی نمازیں اور روزے مجھ سے زیادہ ہونگے۔" میں نے کہا: "مجھے بھی تم سے کام ہے۔" اس نے کہا بتائیے! کیا کام ہے؟" میں نے کہا: "میرے لیے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔" اس نے یہ دعا کی: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو ہر لمحہ گناہوں سے محفوظ رکھے، ایسا غم عطا فرمائے جس میں اس کی رضا پوشیدہ ہو۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔" میں نے کہا: "اے میرے لختِ جگر! اب دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟"

Marfat.com

کہا: "دنیا میں مجھ سے ملاقات کی امید نہ رکھنا، اور آخرت میں مجھ سے ملنا چاہو تو ہر اس کام سے بچنا جس سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے منع فرمایا ہے۔ اور کسی بھی ایسے کام میں اس کی نافرمانی نہ کرنا جس کا اس نے حکم دیا۔ آخرت متقین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر وہاں مجھ سے ملنا چاہو تو ان لوگوں میں تلاش کرنا، جو دیدارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کر رہے ہوں میں آپ کو انہیں لوگوں میں ملوں گا۔"

میں نے کہا: "تجھے کیسے معلوم کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھے یہ مرتبہ ملے گا؟" کہا: "اس لئے کہ میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکھتا ہوں، ہر گناہ اور ہر اس کام سے بچتا ہوں جس سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور میں نے اپنے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے جنت میں اپنے دیدار کی دولتِ لازوال عطا فرمائے۔" اتنا کہنے کے بعد اس لڑکے نے چیخ مار کر ایک طرف دوڑ لگا دی اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ (عیون الحکایات، لابن جوزی، ص ۱۵، ۱۶)

(۸۲) اَلتَّاسِعُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ اَبِىْ اُمَيَّةَ حُذَيْفَةَ الْمَخْزُوْمِيَّةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ، قَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَىَّ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَغَيْرُهُمَا بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِىُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" وَهٰذَا لَفْظُ اَبِىْ دَاوٗدَ.

◄◄ (نویں) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جن کا نام نامی ہند بنت ابی امیہ حذیفہ المخزومیہ رضی اللہ عنہا ہے سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو دعا کرتے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَىَّ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے یا مجھے پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جائے یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے' میں جہالت کا ارتکاب کروں یا مجھ سے جہالت کا ارتکاب کیا جائے۔ یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے' اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

تعارف راویہ:

ام سلمہ: آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے، پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں، ۴ھ میں جب ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ۵۹، ۶۱ھ میں وفات

(۸۲) (ابوداؤد شریف' کتاب الادب' رقم الحدیث ۵۰۹۴) (ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۳۴۲۷)

Marfat.com

ہوئی۔ آپ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب اور زوجہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وغیرہما نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف السین، صحابیات،)

شرح:

معلوم ہوا ہر کام اللہ پر توکل کر کے شروع کرنا چاہیے، وہ سفر ہو یا کاروبار یا کوئی اور کام حتیٰ کہ علم دین بھی اللہ پر توکل کیے بغیر صحیح معنوں میں حاصل نہیں ہوتا۔

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران توکل علی اللہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اسے رزق کے معاملہ میں فکر وغم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن حسن زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ تَعَالىٰ هَمَّه، وَرَزَقَه، مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

(تاریخ بغداد، محمد بن عمر بن الحسین بن الخطاب، ج۳، ص۲۴۲)

ترجمہ: جو اللہ عزوجل کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔

وہ شخص کہ جس کا دل ہر وقت رزق، خوراک اور لباس کی فکر ہی میں لگا رہتا ہے ایسا شخص مکارم اخلاق اور بلند پایہ امور کے لیے بہت ہی کم وقت نکال سکتا ہے۔ ایک شاعر ایسے شخص کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا" "وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي"

ترجمہ: مکارم الاخلاق کو چھوڑ کہ ان کے لیے سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے بس! بیٹھ جا کہ تیرا کام تو صرف کھانا اور پہننا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے منصور حلاج سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ تمہارا نفس ایک ایسی چیز ہے کہ اگر تم نے اسے نیک کاموں میں مشغول نہ رکھا تو یہ تمہیں اپنی خواہشات کے حصول میں مشغول کر دے گا۔ لہٰذا ہر کسی کو چاہیے کہ اپنے نفس کو کار خیر میں مصروف رکھے تاکہ وہ اسے خواہشات نفسانیہ میں نہ پھنسا سکے۔ پس ایک عقل مند کو دنیا کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ فکر وغم نہ تو کسی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں بلکہ فکر وغم کرنا دل ودماغ اور بدن کے لیے بہت نقصان دہ اور نیک اعمال میں خلل پیدا کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ دنیا کا فکر وغم کرنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کرے کہ یہ فکر بہت فائدہ مند ہے۔ اور جہاں تک اس حدیث پاک کا تعلق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُ ھَا اِلَّا ھَمُّ الْمَعِیْشَۃِ" (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۸۹۵۹، ج۶، ص ۳۶۶)

ترجمہ: بے شک کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا کفارہ صرف فکر معاش ہی ہے۔

تو اس حدیث میں وہ فکر معاش مراد ہے جو کہ اعمال خیر میں مخل نہ ہو نہ ہی ایسی فکر ہو جو دل کو اتنا مشغول کر دے کہ نماز میں حضور قلب نہ ہو سکے، لہٰذا ایسی فکر معاش یقیناً فکر آخرت ہے۔

نیز ایک طالب علم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جتنا ممکن ہو دنیاوی معاملات سے دور رہے کہ اسی وجہ سے پہلے کے علماء تحصیل علم کے لیے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔

جب ایک طالب علم راہ علم میں سفر اختیار کرے تو پھر اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سفرِ علم ہی کی تکالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا"

ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ (پ15، الکہف: 62)

آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اور بہت سے سفر کیے مگر آپ نے کسی سفر کے متعلق اظہار مشقت نہیں فرمایا بلکہ سفر علم ہی کے متعلق اظہار مشقت ہوا کہ معلوم ہو جائے راہ علم تکالیف سے خالی نہیں۔ چونکہ علم ایک عظیم چیز ہے اور اکثر علماء کے نزدیک جہاد کرنے سے بھی افضل ہے اور اجر و ثواب کا قاعدہ بھی تو یہی ہے کہ جو کام جتنا زیادہ مشکل ہوگا اس کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا۔ جو شخص راہ علم دین میں پہنچنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے تو پھر وہ ایک ایسی لذت پالیتا ہے جو دنیا بھر کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ساری رات جاگتے اور کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو فرماتے شہزادوں کو بھلا یہ لذت کہاں محسوس ہو سکتی ہے۔

ایک طالب علم کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ طلب علم کے سواء دیگر اشیاء کی طرف بالکل توجہ نہ دے اور علم فقہ سیکھنے سے اعراض نہ کرے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علم کا زمانہ تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔ اگر کوئی بد نصیب علم سے گھڑی بھر کیلئے دور رہنا چاہتا ہے تو اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وقت اس سے منہ نہ موڑ لے کیونکہ طلب علم میں کچا ارادہ ثمر خیز نہیں ہوتا۔

ایک فقیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موت کے وقت ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے دراں حالیکہ آپ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہمیت علم جتانے کیلئے ان سے پوچھا کہ رمی جمار کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل؟ جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے، تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہوگی۔

Marfat.com

کسی نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوخواب میں دیکھ کر پوچھا کَیْفَ کُنْتَ فِی حَالِ النَّزْعِ آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت مُکاتَب غلام کے متعلق فکر میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔

کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کیلئے کوئی تیاری نہیں ہوسکی۔ بہر حال یہ تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عاجزی تھی مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔(تعلیم المتعلم،ص ۸۰)

توکل پر پختگی:

(۸۳) اَلْعَاشِرُ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ - یَعْنِیْ: اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ -: بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، یُقَالُ لَہٗ: هُدِیْتَ وَکُفِیْتَ وَوُقِیْتَ، وَتَنَحّٰی عَنْہُ الشَّیْطٰنُ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُھُمْ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"، زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ: "فَیَقُوْلُ - یَعْنِیْ: الشَّیْطَانَ - لِشَیْطَانٍ اٰخَرَ: کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَکُفِیَ وَوُقِیَ؟"۔

◄◄ (دسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کہا: یعنی جب وہ گھر سے نکلا۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، شروع اللہ کے نام سے میں نے بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر' اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہ توفیق ہے نہ طاقت۔تو اس سے کہا جاتا ہے تجھے ہدایت عطا کی گئی تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچالیا گیا' اور شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔ اسے ابوداؤد' ترمذی اور نسائی وغیرہ نے بیان کیا ہے' اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ابوداؤد نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ پس وہ کہتا ہے یعنی شیطان دوسرے شیطان سے' اس شخص کے بارے میں اب تیرا کیا چارۂ کار ہے جسے ہدایت دی گئی جو کفایت کیا گیا اور جسے بچالیا گیا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ تعارف حدیث نمبر:5 میں گزر گیا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیِّدُنا حامد اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا:" توکُّل کے بارے میں میرے یقین کی پختگی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں جنگلوں

(۸۳)(ابوداؤد شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۵۰۹۵)(ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۳۴۲۶)

Marfat.com

اور صحراؤں میں سفر کرتا اور اپنے توکل کو پختہ کرتا۔ مجھے ویران اور غیر آباد علاقوں سے محبت ہوگئی۔ ایک دن میں ایک ویران جنگل کی طرف گیا اور اس جنگل میں تین دن تین رات قیام کیا۔ جب چوتھی صبح ہوئی تو بھوک و پیاس کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی۔ بتقاضائے بشریت مجھے رزق کے معاملے میں کچھ تردّد ہونے لگا۔ میں بڑا دِل گیر (غمگین) ہوا۔ اچانک میرے سامنے چار بڑے بڑے اژدھے نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالنے لگے پھر بھنبھناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ ان کی اس آواز میں ایسا غم وسوز تھا کہ ایسی غمگین آواز میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ چاروں میری طرف آئے، ان میں سے ایک نے اپنا سر بلند کیا اور بڑا فصیح وبلیغ کلام کرتا ہوا مجھ سے یوں گویا ہوا: "اے ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! کیا تو اپنے خالق کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟"

میں نے کہا: "نہیں! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں بالکل مطمئن ہوں۔" اس نے کہا: "پھر تو رزق کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہوا؟" وہ اژدھا میری حالت سے واقف ہوگیا تھا۔ میں نے متعجب ہوکر پوچھا: "تم میرے حال سے کیسے واقف ہوئے؟" اس نے کہا: "مجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے آگاہ کیا جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ سنو! ہم چار اژدھے مختلف مقامات کے رہنے والے ہیں اور ہم توکل جمع کرنے آئے ہیں۔"

میں نے کہا: "یہ تو بہت ضروری ہے۔ بے شک میں نے بھی کھانے پینے کے متعلق توکل کیا۔ اس دوران اکثر اوقات بھوک و پیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟" اس نے کہا: "اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کا ذکر سیراب کرتا ہے اور اس سے ان کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ پھر وہ کسی ایسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جس کے ذریعے دوسرے لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں کے متعلق کبھی پریشانی نہیں ہوتی جس کے نہ ملنے پر دوسروں کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہاں! وہ تو صرف فتنہ وفساد سے ڈرتے ہیں۔" اس اژدھے کا ایسا فصیح وبلیغ کلام سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: "سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اژدھا کتنا پیارا کلام کررہا ہے اور میں اس کی بات کو کتنی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔"

پھر میں رونے لگا۔ میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اژدھا پھر بولا: "اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں کسی کو حقیر سمجھتے ہو؟ بے شک مجھے قوتِ گویائی اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ تم میرے بولنے سے متعجب ہورہے ہو! حالانکہ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی وادی سے تیرے پاس آئے ہیں جو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔ ہمیں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے یہاں بھیجا ہے۔"

یہ سن کر میں بہت حیران ہوا اور اس اژدھے سے پوچھا: "کیا وجہ ہے کہ ان چاروں اژدھوں میں سے صرف تم ہی کلام کررہے ہو اور باقی سب خاموش ہیں؟" اس نے کہا: "اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! بے شک! اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس

Marfat.com

کی مخلوق کے درمیان حجاب ہے۔ مخلوق میں کچھ لوگ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔ کچھ وزراء اور کچھ لوگ بعض کے شاگرد و مرید ہیں۔ ان چاروں اژدھوں نے مجھے اپنا امیر مان لیا اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا ہے۔ اب میں ہی ان کی نمائندگی و رہبری کر رہا ہوں۔ میری ایک بات توجہ سے سن لیجئے! اگر آپ کسی کے امیر بنو اور تمہارے رفقاء آدابِ سفر ملحوظ رکھیں تو عنقریب تم اور تمہارے تمام رفقاء صدق و اخلاص کی اعلیٰ منازل تک رسائی حاصل کر لو گے۔ لیکن جب امیرِ قافلہ ہی راہ سے بھٹک جائے اور اس کے رفقاء اس پر برتری چاہیں تو سمجھو کہ وہ قافلہ ناکام ہو گیا۔ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ماتحت اپنے امیر پر غالب آ جائیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ جب تم دیکھو کہ ماتحت اپنے امیر و نگران کے سامنے بڑی بے باکی سے بول رہا ہے اور امیر و نگران خوش ہے تو سمجھ لو کہ اب برکت اُٹھالی گئی۔"

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں:" اتنا کہنے کے بعد اچانک وہ چاروں اژدھے میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں چالیس روز اسی ویران و غیر آباد وادی میں رہا اور جو منظر میں نے دیکھا اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوتا رہا۔ یہ چالیس دن ایسے گزرے کہ نہ تو مجھے کھانے پینے کی فکر رہی اور نہ ہی کسی اور قسم کی حاجت درپیش آئی۔ میں چالیس دن تک بالکل نہ سویا اور کئی دن تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھتا رہا۔ یہ وادی بہت زیادہ غیر آباد اور ویران تھی۔ کوئی چیز اس میں ایسی نہ تھی جس سے اُنسیت حاصل کی جاتی۔ بہر حال چالیس دن بعد ایک صبح وہ چاروں اژدھے پھر میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ ان میں سے وہی اژدھا جو پہلے مجھ سے مخاطب ہوا تھا، کہنے لگا:

"اے ابو اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! میرا گمان تھا کہ ان چالیس دنوں میں کسی نہ کسی دن تو منتخب کر لیا جائے گا میں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تھی کہ وہ تجھے صادقین کی بعض غذا کا ذائقہ چکھا دے اور اب میں تیرا حال اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حوالے کرتا ہوں۔"

پھر اس اژدھے نے اپنے منہ سے نرگس کے کچھ پھول میری طرف پھینکے۔ میں نے انہیں اٹھالیا۔ جب سامنے دیکھا تو وہ تمام اژدھے غائب ہو چکے تھے۔ میں ان کی جدائی سے بڑا غمگین ہوا۔ پھر چالیس دن تک میں کیف و سرور کے عالم میں رہا نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس۔ اور میرے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جیسے میں نے پورے جسم پر عطر لگایا ہوا ہو۔ اسی طرح وہ پوری وادی خوشبو سے معطر اور معنبر رہی۔ یہ وہ پہلا واقعہ تھا جو اللہ ربُّ العزّت نے میرے لئے ظاہر فرمایا اور مجھے عجیب و غریب چیزیں دکھائیں۔ (عیون الحکایات، لابن جوزی، ص ٦٠)

اولاد کو توکل کا درس دو:

(۸۴) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

(۸۴) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۴۵)

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ" . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

"يَحْتَرِفُ": يَكْتَسِبُ وَيَتَسَبَّبُ .

◀◀ (گیارہویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوسرا (حصول معاش کے لئے) کوئی کام کرتا۔ ایک دن کام کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی کی شکایت کی آپ نے فرمایا: شاید اسی کی وجہ سے تجھے رزق ملتا ہے۔ اسے ترمذی نے صحیح اسناد سے مسلم کی شرط پر بیان کیا ہے۔

حل لغات:

یحترف: کا معنی ہے: ذریعہ معاش تلاش کرنا' کام کرنا' یا کمائی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ تعارف حدیث نمبر: 5 میں گزر گیا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے بھائی کو توکل کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ شاید اسی کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے ہمیں بھی اپنی اولاد کو توکل کی صفتِ عظیمہ سے متصف کرنے کے لئے ان کا ذہن بنانا چاہیے کہ ہماری نظر اسباب پر نہیں خالق اسباب یعنی رب عزوجل پر ہونی چاہیے۔ رب تعالیٰ چاہے گا تو یہ روٹی ہماری بھوک مٹائے گی، وہ چاہے گا تو یہ دوا ہمارے مرض کو دور کرے گی۔

مروی ہے کہ حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے کم عمر صاحبزادے کو توکل کی تعلیم دینا چاہی، تو ایک دیوار میں سوراخ کر کے فرمایا: "بیٹا! جب کھانے کا وقت ہو، اس سوراخ کے پاس آ کر طلب کر لیا کرنا، اللہ تعالیٰ عطا فرما دیا کریگا۔" دوسری طرف اپنی زوجہ کو ارشاد فرمایا کہ "جب مقررہ وقت ہو، تم چپکے سے دوسری جانب کھانا رکھ دیا کرنا۔"

حسب نصیحت بچہ، سوراخ کے پاس آ کر کھانا طلب کرتا، والدہ دوسری جانب سے رکھ دیا کرتیں۔ طلب کے تھوڑی دیر بعد بچہ سوراخ میں ہاتھ ڈالتا، تو کھانا موجود پا کر، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرتا۔ ایک دن ان کی والدہ کھانا رکھنا بھول گئیں۔ حتیٰ کہ کھانے کا وقت نکل گیا۔ جب انہیں خیال آیا، تو جلدی سے بچے کے پاس پہنچیں، دیکھا کہ اس کے سامنے نہایت نفیس کھانا رکھا ہوا ہے اور وہ بہت رغبت سے اسے کھا رہا ہے۔ والدہ نے حیرانی سے پوچھا: "بیٹا! یہ کھانا کہاں سے آیا؟" عرض کی: "جہاں سے روزانہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔" والدہ نے یہ سارا واقعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا، آپ

Marfat.com

نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا: "اب تمہیں کھانا رکھنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہی پہنچاتا رہے گا۔"

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر احمد بن حرب، ج۱، ص۲۱۹)

مسئلہ: احمد نے بروایت حضرت علی مرفوعًا روایت کیا کہ ہر مرض کی دواء ہے اور گناہ کی دواء توبہ رہے۔ خیال ہے کہ دفع مرض کے لیے دواء کرنا مستحب ہے مگر دفع بھوک کے لیے کھانا اور دفع پیاس کے لیے پانی پینا فرض ہے لہٰذا اگر کوئی بیمار بغیر دواء کیے مرجائے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کوئی بھوکا پیاسا بغیر کھائے پیئے مرجائے، مرن برت یا بھوک ہڑتال کرکے مرے تو حرام موت مرے گا کیونکہ دواء سے شفا میں یقین نہیں مگر کھانے سے دفع بھوک میں اور پانی سے دفع پیاس میں یقین یا گمان اغلب ہے دواء کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ توکل کی قسم ہے۔ (کیونکہ توکل کا معنی ہے اسباب کو استعمال کرکے نتیجہ اللہ پر چھوڑنا، ابوالاحمد غفرلہ،،) (مراۃ المناجیح، ج۶، ح:۳۵۶)

توکل پر چند دیگر احادیث:

(1) "عَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَو أَنَّكُم كُنتُم تَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقتُم كَمَا يُرزَقُ الطَّيرُ تَغدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا"

(ترمذی، باب فی التوکل علی اللہ، ج۴، ص۵۷۳۔)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل کا حق ہے تو تم کو ایسے رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

(2) "عَن جَابِرٍ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدٌ مِنكُم إِلَّا وَهُوَ يُحسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ" (ابن ماجه، باب التوكل واليقين، ج۸، ص ۱۳۹٤۔)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہو۔ (یعنی تم کو موت اس حال میں آئے کہ تم اللہ کے بارے اچھا گمان کرتے ہو)

(3) "عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ قَالَ: التَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ جِمَاعُ الإِيمَانِ"

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب مایقول اذا وقع الامر العظیم، ج۶، ص۷۶۔)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کامل ایمان ہے۔

(4) "عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ صِدقَ التَّوَكُّلِ عَلَيكَ وَحُسنَ الظَّنِّ بِكَ" (مصنف ابن ابی شیبہ، سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج۷، ص۲۰۲۔)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ''اے اللہ میں تجھ سے تجھ پر سچے توکل اور حسن ظن کا سوال کرتا ہوں۔

(5) "سُئِلَ الحَسَنُ عَنِ التَّوَكُّلِ فَقَالَ: الرِّضَا عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

(الفوائد والزھد والرقاق، باب من معانی التوکل علی اللہ، ج۱، ص۳۲،)

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توکل کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا (یعنی اللہ کی رضا پر راضی ہونا توکل ہے)

(6) "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: مَن تَوَكَّلَ لِي مَا بَينَ رِجلَيهِ وَمَا بَينَ لَحيَيهِ تَوَكَّلتُ لَهُ بِالجَنَّةِ"(بخاری شریف، باب فضل من ترك الفواحش، ج۸، ص ١٦٤، الرقم:٦٨٠٧،)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے اپنی دونوں کے درمیان والی چیز اور زبان کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (یعنی اس بات کی یقین دہانی کرادے کہ میں ان دونوں سے کوئی گناہ نہیں کروں گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں)

(7) "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِن بَيتِهِ قَالَ: بِاسمِ اللّٰهِ تَوَكَّلتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُ: حَسبُكَ هُدِيتَ وَوُقِيتَ وَكُفِيتَ"

(سنن الکبریٰ للنسائی، نوع آخر، ج۹، ص۳۴،)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا اور ''بِاسمِ اللّٰهِ تَوَكَّلتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کہتا تو اس کو کہا جاتا ہے، تجھے (اللہ) کافی ہے تو ہدایت دیا گیا، حفاظت کیا گیا اور کفایت کیا گیا۔

Marfat.com

۸-بَابٌ فِی الْاِسْتِقَامَةِ

استقامت کا بیان

استقامت کے لغوی معانی: استقلال، قیام، راست کرداری، مستقیم ہونا، کسی امر پر مظبوط رہنا، سیدھا ہونا، پائیداری، مظبوطی۔ (فیروز اللغات)

استقامت کی تعریف: الاستقامة: هی الوفاء بالعهود کلها، ملازمة الصراط المستقیم برعایة حد التوسط فی کل امور"

ترجمہ: تمام عہدوں کو پورا کرنا اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرتے ہوئے صراط مستقیم پر ہمیشگی اختیار کرنے کا نام استقامت ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ﴾ (هود: 112)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے۔

تشریح: یعنی اے حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اپنے رب کے دین پر عمل کرنے اور اس کے دین کی دعوت دینے پر ایسے ثابت قدم رہیں جیسے آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے اور آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایمان لایا ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ تعالیٰ کے دین اور اس کے اَحکام کی بجا آوری پر ثابت قدم رہے۔ (خازن تحت آیت مذکورہ)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی "مجھے دین میں ایک ایسی بات بتادیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ ارشاد فرمایا "کہو" آمنت باللہ "(میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ اور اس پر قائم رہ۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام)

آیت نمبر:2: وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝ ﴾

(حم السجدة:-3230)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ۝ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے ہے اس میں جو مانگو ۝ مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے ۝ (السجدۃ ۳۰ تا ۳۲)

تشریح:

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔ اور استقامت کے معنٰی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

ان لوگوں پر موت کے وقت یا وہ جب قبروں سے اٹھیں گے۔ فرشتے اترے گے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقتِ موت، دوسرے قبر میں، تیسرے قبروں سے اٹھنے کے وقت۔ اور ان کو کہا جاتا ہے کہ تم موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے نہ ڈرو۔ اور نہ اہلِ اولاد کے چھوٹنے کا یا گناہوں کا غم کرو۔ اور فرشتے کہیں گے۔ خوش ہو اس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءً ۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الاحقاف: 14-13)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم ۝ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا یہ انعام ہے ۝

اللہ پر ایمان میں ثابت قدمی:

(۸۵) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو، وَقِیْلَ: اَبِیْ عَمْرَۃَ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا غَیْرَکَ ۔ قَالَ: "قُلْ: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو عمرو اور بقول بعض حضرت ابو عمرہ سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں

(۸۵) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۸)

Marfat.com

نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسلام کے متعلق ایک ایسی بات بتادیجئے کہ پھر مجھے اس کے متعلق آپ کے بغیر کسی دوسرے سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تو آپ نے فرمایا: کہو۔ میں اللہ کی ذات پر ایمان لایا' اور اس پر ثابت قدم رہو۔ (مسلم)

تعارف راوی:

سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، ثقفی ہیں، طائف والوں میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف السین صحابہ کرام)

شرح:

اللہ پر ایمان لاکر ثابت قدم رہنے سے مراد دین پر استقامت ہے اور جب بندہ دین اسلام پر ڈٹ جاتا ہے تو پھر اس کو ولایت کا درجہ مل جاتا ہے کیونکہ شرعی لحاظ سے ولی وہ شخص ہوتا ہے جو کامل مسلمان، خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار، خوف الٰہی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر اور ہر قسم کے گندے عقیدے اور گناہ سے اجتناب کرے۔ ولی کے لیے یہ شرط بالکل نہیں کہ اس سے کرامت کا ظہور ہو۔ بلکہ دین اسلام پر استقامت اس کی کرامت ہوتی ہے۔

,,ولذلك قالت الصوفية الاستقامة فوق الكرامة،، حوالہ: (تفسیر مظہری، تحت سورۃ ھود آیت ۱۱۲، ج ۵ ص ۱۲۲،)

ترجمہ: اسی لیے صوفیہ کرام فرماتے ہیں (دین اسلام پر) ثابت قدم رہنا کرامت سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایک اور جگہ یوں بیان ہوا کہ۔

,,الاستقامة خير من الف كرامة،، (مرقاۃ فی شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۸۴،)

ترجمہ: دین پر مظبوطی سے کاربند رہنا ہزار کرامت سے بہتر ہے۔

لہٰذا جس شخص میں یہ صفت یعنی دین پر ثابت قدمی پائی جائے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے چاہے کوئی کرامت دیکھائے یا نہ دیکھائے آپ اس کی بیعت کر سکتے ہیں۔

(۸۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَارِبُوْا وَسَدِّدُوا، وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَّنْجُوَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ بِعَمَلِهٖ" قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ"الْمُقَارَبَةُ": اَلْقَصْدُ الَّذِیْ لَا غُلُوَّ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ، وَ"السَّدَادُ": اَلْاِسْتِقَامَةُ وَالْاِصَابَةُ.
وَ"يَتَغَمَّدُنِيْ": يُلْبِسُنِيْ وَيَسْتُرُنِيْ.

(۸۶) (بخاری شریف کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۳۴۹)

Marfat.com

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعنَى الْإِسْتِقَامَةِ لُزُومُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالُوا: وَهِيَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَهِيَ نِظَامُ الْأُمُورِ؛ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صحیح اور پختہ عزم کرو اور پھر اس پر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے بل بوتے پر نجات نہیں پائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی نہیں، فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے''۔ (مسلم)

علماء نے کہا: استقامت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑا جائے اور علماء محدثین کہتے ہیں کہ یہ جوامع الکلم سے ہے، اور تمام امور کی تنظیم کا دارومدار اسی پر ہے، اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

حل لغات:

المقاربة: ایسا قصد اور ارادہ جس میں نہ بے جا زیادتی ہو اور نہ کمی۔

السداد: استقامت اور مضبوطی۔

يتغمدني: مجھے ڈھانپ لے، مجھے چھپالے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صحیح اور پختہ عزم کرو'' (یعنی اچھے عقائد اپناؤ پھر ان پر ڈٹ جاؤ) معلوم ہوا کہ عمل اتنی دیر تک کام نہیں دے گا جب تک ایمان نہ ہوگا ایمان کے ساتھ عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا اور پھر عمل پر بھی استقامت ہونی چاہیے، ہم یہاں پر سب سے بڑے فرض نماز پر استقامت کے مطلق کچھ بیان کر دیتے ہیں کہ نماز پر استقامت کس قدر ضروری ہے۔

نماز پر استقامت کا ثواب:

قرآن عظیم میں کئی مقامات پر فرض نمازوں کا ثواب بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(1) وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ اَجْرًا عَظِيمًا'' (پ6، النساء: 162)

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں

Marfat.com

کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

(2) اِنِّی مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِی وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ "

ترجمہ کنز الایمان : بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور انکی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں۔(پ6،المائدہ:12)

(3) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ،الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ،اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ "(پ9،الانفال:2،3،4)

ترجمہ کنز الایمان :ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھیں جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

(4) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ "

ترجمہ کنز الایمان :اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔(پ12،ھود:114)

(5 وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ، جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ، سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ "

ترجمہ کنز الایمان :اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلہ بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔"

(پ13،الرعد:22،23،24

Marfat.com

(6)قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ،الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ، وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ،اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ،الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ "

ترجمہ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(پ18،المومنون:1،2،9،10،11)

(7) وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز برپا رکھو اور زکوۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

(پ18،النور:56)

(8) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ "

ترجمہ کنزالایمان: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔(پ21،العنکبوت:45)

(9) وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ،اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ"

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

(پ29،المعارج:34۔35)

نماز پر استقامت پر احادیثِ مبارکہ:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا،"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جسے کرنے کے بعد میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟"فرمایا،"اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نمازیں ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔"تو اس نے عرض کیا"مجھے اس ذات کی قسم!جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔"جب وہ لوٹ گیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،"جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، رقم ۱۳۹۷، ج ۱،ص ۴۷۲)

☆ حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا"اللہ عزوجل نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں تو جو انہیں ادا کریگا اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہوئے انہیں ضائع نہ کریگا تو اللہ عزوجل کا اس سے عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کریگا اس کا اللہ عزوجل کے پاس کوئی عہد نہیں اگر اللہ عزوجل چاہے تو اسے عذاب دے چاہے تو اسے جنت میں داخل فرمائے۔"ابو داؤد شریف کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ"اللہ عزوجل نے

Marfat.com

پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رکوع وسجود، خشوع کے ساتھ پورے کرے تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے اور جو انہیں ادا نہیں کریگا تو اللہ عزوجل کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے تو اسے معاف فرمادے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوات، رقم ۴۲۵، ج۱،ص ۱۷۶)

☆ حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نماز۔" اس نے پوچھا، "اس کے بعد؟" فرمایا "نماز۔" اس نے عرض کیا "اس کے بعد؟" فرمایا "نماز۔" اس نے عرض کیا "اس کے بعد؟" فرمایا "اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔" (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۳۱۶۶، ج۲،ص ۵۸۰)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، حضورِ پاک، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا، "قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے!" یہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر نگاہیں جمادیں تو ہم میں سے ہر شخص روتے ہوئے زمین کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قسم کیوں اٹھائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا تو آپ کے چہرے پر ایسی مسرت تھی جو ہمیں سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی۔ پھر فرمایا "جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔" (سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ج ۵،ص ۸)

☆ حضرتِ سیدنا ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑا اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا، "اے ابوعثمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟" میں نے پوچھا کہ "آپ نے ایسا کیوں کیا؟" تو فرمایا، "ایک مرتبہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا اور اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا، "اے سلمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا؟" میں نے عرض کیا، "آپ نے ایسا کیوں کیا؟" ارشاد فرمایا "بیشک جب مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ جاتے ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی، وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ" (ترجمہ

Marfat.com

کنزالایمان): اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ (پ 12، ھود: 114) (مسند احمد، حدیث سلمان فارسی، رقم ۲۳۷۶۸، ج۹، ص ۱۷۸)

☆ حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، "مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے اس کے گناہ جھڑنے لگتے ہیں لہٰذا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ جھڑ چکے ہوتے ہیں۔" (طبرانی کبیر، رقم ۶۱۲۵، ج۶، ص ۲۵۰)

☆ حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو بھائی تھے، ان میں سے ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی وفات سے چالیس راتیں پہلے انتقال ہوگیا۔ ان میں سے پہلے مرنے والے کا ذکر سرورِ عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں کیا گیا اور اس کی فضیلت بیان کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا دوسرا بھائی مسلمان نہیں تھا؟" تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "کیوں نہیں اور اس میں کوئی بُرائی نہیں تھی۔" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نماز نے اسے کہاں پہنچا دیا؟ نماز کی مثال ایسی ہے کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر میٹھے پانی کی بڑی نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غوطے لگائے تو تمہارا کیا خیال ہے اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گی؟ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نماز نے اسے کہاں تک پہنچا دیا؟"

(مسند احمد، مسند ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، رقم ۱۵۳۴، ج۱، ص ۳۷۵)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قُضاعہ کے قبیلے بَلِیّ کے دو بھائی نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم پر ایمان لائے۔ ان میں سے ایک شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرتِ سیدنا طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد میں فوت ہونے والے بھائی کو اپنے شہید بھائی سے پہلے جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔" مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا صبح ہوئی تو یہ بات سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "کیا اس نے شہید) بھائی (کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور پھر چھ ہزار رکعتیں نہیں پڑھیں؟ اور سال میں اتنی اتنی رکعتیں ادا نہیں کیں؟" ابن حبان کی روایت میں یہ بھی ہے کہ "تو پھر ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کی دوری کیوں نہ ہو۔" (مسند احمد، مسند ابی اسحاق ابی محمد طلحۃ بن عبداللہ، رقم ۱۴۰۳، ج۱، ص ۳۴۴)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، "تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل بچے گا؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ "اس کے بدن پر کچھ میل نہ بچے گا۔" تو ارشاد فرمایا، "یہی مثال ان پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ عزوجل ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ، رقم ۵۲۸، ج۱، ص ۱۹۶)

Marfat.com

استقامت پر چند دیگر احادیث

(1)عَن أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" قَالَ: قَد قَالَهَا النَّاسُ ثُمَّ كَفَرُوا فَمَن مَاتَ عَلَيهَا فَهُوَ مِن أَهلِ الِاستِقَامَةِ"

(السنن الکبریٰ للنسائی، باب قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا...، ج۱۰،ص۲۴۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) آیت کریمہ پڑھی پھر فرمایا یہ کلمات لوگوں نے کہے پھر انہوں نے انکار کردیا، جو ان کلمات پر ڈٹا رہا وہی استقامت والا ہے۔

(2)قَالَ: مَا مِن إِنسَانٍ إِلَّا قَلبُهُ بَينَ أُصبُعَينِ مِن أَصَابِعِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنِ استَقَامَ أَقَامَهُ وَإِن أَزَاغَ أَزَاغَهُ"(عمل اليوم و الليلة لابن السنى، باب مايقول بعد الصلاة المغرب، ج۱،ص۶۰۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اگر اُس نے استقامت اختیار کی اللہ اُس کو قائم رکھے گا اور اگر اس نے کجی کی تو اللہ اس کو ٹیڑھا کردے گا۔

(3)عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ فِي قَولِهِ تَعَالَى: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهتَدَى: قَالَ: ثُمَّ استَقَامَ "(شرح اصول اعتقاد اهل السنة، سياق ما فسّر من كتاب الله، ج۱،ص۷۸)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ "وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهتَدَى" (بے شک میں اُس کو بخشنے والا ہوں جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر ہدایت پا گیا۔) کا مطلب ہے کہ پھر وہ ایمان نیک عمل پر قائم رہا۔ (یعنی جب وہ ایمان لایا تھا تو ہدایت تو اُسی وقت پا گیا تھا لہٰذا اس کا مطلب ایمان اور عمل صالح پر استقامت ہوگا)

(4)عَنِ ابنِ نَمرَانَ البَجَلِيِّ قَالَ: قَرَأتُ عِندَ أَبِي بَكرٍ: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَقَامُوا" قَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَم يُشرِكُوا بِاللَّهِ شَيئًا" (الزھد لابی داود، من کلام ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج۱،ص۶۰،)

ترجمہ: حضرت عمران بن بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ آیت "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑھی تو آپ نے فرمایا (اہل استقامت وہ ہیں) جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔

Marfat.com

(5)عَن عِکرِمَةَ اَلّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا " قَالَ: عَلَی شَهَادَةِ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ"

(الدعاء للطبرانی، تاویل قول اللّٰہ تعالیٰ ان الذین..،ج ۱،ص ۴۵۸)

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں''إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا " (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) کا مطلب ہے (کہ وہ لوگ اہل استقامت میں سے ہیں) جو اس بات پر ڈٹے رہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

(6) کَانَ قَتَادَةُ إِذَا تَلَا: " إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا " قَالَ: إِنَّکُم قَد قُلتُم رَبُّنَا اللّٰہُ فَاستَقِیمُوا عَلَی أَمرِ اللّٰہِ وَطَاعَتِهِ وَسُنَّةِ نَبِیِّکُم"

(الابانة الکبریٰ لابن بطة،باب ما امر به من المتمسك بالسنة،ج ۱ ص ۳۱۷)

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ آیت مبارکہ''إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا " (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) پڑھتے تو فرماتے کہ تم نے کہا کہ ہمارا رب اللہ پس اب اللہ کے حکم، اُس کی طاعت اور اپنے نبی کی سنت پر استقامت اختیار کرو۔

(7)عَن أَبِی العَالِیَةِ فِی قَولِهِ: إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا : قَالَ: الَّذِینَ أَخلَصُوا الدِّینَ وَالعَمَلَ وَالدَّعوَةَ"

(الابانة الکبریٰ لابن بطة،باب ما امر به من المتمسك بالسنة،ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو عالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت''إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا "(بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) سے مطلب وہ لوگ ہیں جو دین، عمل، اور دعوت میں مخلص ہیں۔

Marfat.com

۹-بَابٌ فِي التَّفَكُّرِ فِي عَظِيمِ مَخْلُوقَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفَنَاءِ الدُّنْيَا وَاَهْوَالِ الْاٰخِرَةِ وَسَائِرِ اُمُوْرِهِمَا وَتَقْصِيرِ النَّفْسِ وَتَهْذِيبِهَا وَحَمْلِهَا عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ

اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور وفکر کرنے، دنیا کے فنا ہونے، آخرت کی ہولنا کیوں اور دنیا وآخرت کے تمام امور اور نفس کی کوتاہی اور اس کی اصلاح اور اسے استقامت پر آمادہ کرنے کا بیان

تفکر کا لغوی معنی: سوچ بچار، اندیشہ۔ (فیروز اللغات)

تفکر کی تعریف: اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ کی آیات احادیث نبویہ، اور مخلوقات خدا وغیرہ میں غور وفکر، (سوچ و بچار) کرنا۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا﴾ (سبأ:46)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ الْاٰيَاتِ

(آل عمران:191-190)،

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے! تونے یہ بیکار نہ بنایا' پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آیت نمبر:3

Marfat.com

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ ○ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ○ فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ○﴾

(الغاشیۃ: 21-17)۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا○ اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا○ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے○ اور زمین کیسے سجائی گئی○ تو تم نصیحت سناؤ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو○

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا ﴾ اَلْاٰیَةَ (محمد: 10)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ ۔ وَمِنَ الْاَحَادِیْثِ الْحَدِیْثُ السَّابِقُ: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ" ۔

اور اس باب میں کثیر آیات ہیں اور اس کے متعلق احادیث میں سے ایک حدیث وہ بھی ہے جو پہلے گزر چکی کہ سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنی ذات کا محاسبہ کرے۔

مذکورہ بالا آیات کی تشریح:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات میں ٹھہرا اور اس دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے ہاں آرام فرماتے، جب رات کا تہائی حصہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ (بخاری، کتاب الادب باب رفع البصر الی السماء)

سائنسی علوم حاصل کرنا کب باعثِ ثواب ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علمِ جغرافیہ اور سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے جبکہ اچھی نیت ہو جیسے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل کرنے کیلئے، لیکن یہ شرط ہے کہ اسلامی عقائد کے خلاف نہ ہو۔ اِس آیت مبارکہ میں آسمان و زمین کی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی نشانیوں کا فرمایا گیا ہے لہٰذا اسی کے پیشِ نظر اس تفکر کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں: امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "قدرتِ الٰہی کی چھٹی نشانی آسمانوں، ستاروں کی مملکت اور ان کے عجائب میں ہے، کیونکہ جو کچھ زمین کے اندر اور روئے زمین پر ہے وہ سب کچھ اس کے مقابلے میں کم ہے۔ آسمان اور ستاروں کے عجائب میں تفکر کرنے کے لئے قرآنِ پاک میں تنبیہ فرمائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ" (الانبیاء: ۳۲)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور وہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ " (المؤمن:۵۷)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اورزمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

توتمہیں حکم دیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق میں غوروفکر کرو۔ آسمان کی نیلاہٹ اور ستاروں کی ٹمٹماہٹ کو دیکھ لینا غور نہیں کہ یہ تو جانور بھی کر لیتے ہیں بلکہ مقامِ افسوس تو یہ ہے کہ تو اپنے عجائب اور اپنی ذات کو جو تیرے پاس ہیں اور وہ زمین و آسمان کے عجائب کی بہ نسبت ایک ذرہ بھی نہیں جس کو تو پہچان سکتا تو پھر زمین و آسمان کے عجائب کو کیسے پہچان سکے گا۔ تجھے بتدریج معرفت کے درجات پر ترقی کرنی چاہئے۔ تجھے پہلے اپنی ذات کو پہچاننا چاہئے، پھر زمین اور اس کی تمام اَشیاء کا عرفان حاصل کرنا چاہئے، پھر ہوا، بادل وغیرہ کے عجائب کی پہچان کرنی چاہئے، پھر آسمان اور ستاروں کی معرفت حاصل کرنی چاہئے، پھر کرسی اور عرش کو پہچاننا چاہئے، پھر عالَمِ اَجسام سے نکل کر عالَمِ ارواح کی سیر کرنی چاہئے، پھر فرشتوں، جنوں اور شیطانوں کو جاننا چاہئے، پھر فرشتوں کے درجات اور مقامات کا عرفان حاصل کرنا چاہئے، آسمان اور ستاروں کی گردش، ان کی حرکت اور ان کے مشارق و مغارب کو دیکھنا چاہئے کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ ستاروں کی کثرت پر غوروفکر کرنا چاہئے۔ انہیں کوئی بھی شمار نہیں کرسکتا، ان میں ہر ستارے کا رنگ مختلف ہے، کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی شکل مختلف ہے مثلاً کچھ بیل کی شکل کے ہیں اور کچھ بچھو کی شکل کے۔ پھر انسان ان کی مختلف حرکات پر غور کرے، کئی ایک ماہ میں سارے آسمان کو طے کر جاتے ہیں۔ کچھ سال بھر لگاتے ہیں، کئی انہیں طے کرنے میں بارہ سال لگاتے ہیں، کئی ستارے تیس سالوں میں سارے آسمانوں کی گردش پوری کرتے ہیں، اکثر ستارے 30,000 سال میں سارے آسمانوں کی مسافت طے کرتے ہیں۔ جب تو نے زمین کے کچھ عجائبات کو جان لیا تو یہ بھی سمجھ لے کہ عجائبات کا فرق ہر ایک چیز کی شکل کے اختلاف کے مطابق ہوتا ہے، کیونکہ زمین اگرچہ اتنی وسیع ہے کہ کوئی اس کی حد کو نہیں چھو سکتا مگر سورج زمین سے بڑا ہے۔ اس سے معلوم ہو جانا چاہئے کہ آفتاب کتنا دور ہے جو اتنا چھوٹا نظر آتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کتنی تیزی سے حرکت کرتا ہے کہ آدھی ساعت میں آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے۔۔۔۔۔ یونہی آسمان پر ایک ستارہ ہے جو زمین سے سوگنا بڑا ہے۔ وہ بلندی کی وجہ سے چھوٹا نظر آتا ہے، ایک ستارہ اگر اتنا بڑا ہے تو سارے آسمان کا اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا بڑا ہوگا۔ ان سب کی عظمت و بزرگی کے باوجود تیری نگاہوں میں چھوٹا کر دیا گیا تاکہ تو اس سے مالکِ حقیقی کی عظمت وفضیلت سے آگاہی حاصل کر سکے۔ (کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل ہفتم)

عقلمند لوگ:

...(1) عقلمند لوگ کھڑے، بیٹھے اور بستروں پر لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مولیٰ کریم کی یاد ہر وقت ان کے دلوں پر چھائی رہتی ہے۔

...(2) عقلمند لوگ کائنات میں غوروفکر کرتے ہیں، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور کائنات کے دیگر عجائبات میں غور

Marfat.com

کرتے ہیں اوران کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا ہے۔

...(3) کائنات میں غور وفکر کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت ان پر آشکار ہوتی ہے اوران کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے جھک جاتے ہیں اوران کی زبانیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عظمت کے ترانے پڑھتی ہیں۔

...(4) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام چیزیں کامل الایمان لوگوں کے اوصاف ہیں، ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے اَسلاف اللہ کی یاد میں بہت رَغبت رکھتے تھے، چنانچہ حضرت سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جرجانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس ستو دیکھے جس سے وہ بھوک مٹالیتے تھے۔ میں نے کہا: آپ کھانا اور دوسری اشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: میں نے چبانے اور یہ ستو کھا کر گزارہ کرنے میں نوے تسبیحات کا فرق پایا ہے، لہٰذا چالیس سال سے میں نے روٹی نہیں چبائی تا کہ ان تسبیحات کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا معمول یہ تھا کہ آپ بازار جاتے اوراپنی دکان کھول کراس کے آگے پردہ ڈال دیتے اور چارسو رکعت نفل ادا کر کے دکان بند کر کے گھر واپس آجاتے۔

(مکاشفۃ القلوب، باب حادی عشر، فی طاعۃ اللہ ومحبۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کائنات میں غور وفکر کی ضرورت:

جس طرح کسی کی عظمت، قدرت، حکمت اور علم کی معرفت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ اس کی بنائی ہوئی چیز ہوتی ہے کہ اس میں غور وفکر کرنے سے یہ سب چیزیں آشکار ہوجاتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، حکمت، وحدانیت اوراس کے علم کی پہچان حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ اس کی پیدا کی ہوئی یہ کائنات ہے، اس میں موجود تمام چیزیں اپنے خالق کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی اور اس کے جلال و کبریائی کی مُظہر ہیں اوران میں تفکر اور تدَبُّر کرنے سے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بکثرت مقامات پر اس کائنات میں موجود مختلف چیزوں جیسے انسانوں کی تخلیق، زمین و آسمان کی بناوٹ، زمین کی پیداوار، ہوا اور بارش، سمندر میں کشتیوں کی روانی، زبانوں اور رنگوں کا اختلاف وغیرہ بے شمار اَشیاء میں غور وفکر کرنے کی دعوت اور ترغیب دی گئی تا کہ انسان ان میں غور وفکر کے ذریعے اپنے حقیقی رب عَزَّ وَجَلَّ کو پہچانے، صرف اسی کی عبادت بجالائے اوراس کے تمام احکام پر عمل کرے۔ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”آسمان اپنے ستاروں، سورج، چاند، ان کی حرکت اور طلوع و غروب میں ان کی گردش کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ زمین کا مشاہدہ اس کے پہاڑوں، نہروں، دریاؤں، حیوانات، نَباتات اوران چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں جیسے بادل، بارش، برف، گرج چمک، ٹوٹنے والے ستارے اور تیز ہوائیں۔ یہ وہ اَجناس ہیں جو آسمانوں، زمینوں اوران کے درمیان دیکھی جاتی ہیں، پھر ان میں سے ہر جنس کی کئی اَنواع ہیں، ہر نوع کی کئی

Marfat.com

اقسام ہیں، ہر قسم کی کئی شاخیں ہیں اور صفات، ہیئت اور ظاہری و باطنی معانی کے اختلاف کی وجہ سے اس کی تقسیم کا سلسلہ کہیں رکتا نہیں۔ زمین و آسمان کے جمادات، نباتات، حیوانات، فلک اور ستاروں میں سے ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حرکت دیئے بغیر حرکت نہیں کر سکتا اور ان کی حرکت میں ایک حکمت ہو یا دو، دس ہوں یا ہزار، یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہیں اور اس کے جلال و کبریائی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں اور علامات ہیں۔ (احیاء العلوم، کتاب التفکر، بیاب کیفۃ التفکر فی خلق اللہ)

آج مسلمان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں غور وفکر کرنے اور اس کے ذریعے اپنے رب تعالیٰ کے کمال و جمال اور جلال کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی بجا آوری کرنے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور ان کے علم کی حد صرف یہ رہ گئی ہے جب بھوک لگی تو کھانا کھالیا، جب پیاس لگی تو پانی پی لیا، جب کام کاج سے تھک گئے تو سو کر آرام کر لیا، جب شہوت نے بے تاب کیا تو حلال یا حرام ذریعے سے اس کی بے تابی کو دور کر لیا اور جب کسی پر غصہ آیا تو اس سے جھگڑا کر کے غصے کو ٹھنڈا کر لیا الغرض ہر کوئی اپنے تن کی آسانی میں مست نظر آ رہا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اندھا وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صَنعتوں کو دیکھے لیکن انہیں پیدا کرنے والے خالق کی عظمت سے مدہوش نہ ہو اور اس کے جلال و جمال پر عاشق نہ ہو۔ ایسا بے عقل انسان حیوانوں کی طرح ہے جو فطرت کے عجائبات اور اپنے جسم میں غور وفکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اسے ضائع کر دے اور اس سے زیادہ علم نہ رکھے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالیا، کسی پر غصہ آئے تو جھگڑا کر لیا۔ (کیمیائے سعادت الرجع السابق)

Marfat.com

۱۰-بَابٌ فِی الْمُبَادِرَةِ اِلَی الْخَیْرَاتِ وَحَثِّ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَیْرٍ عَلَی الْاِقْبَالِ عَلَیْهِ بِالْجِدِّ مِنْ غَیْرِ تَرَدُّدٍ

نیک کاموں میں جلدی کرنا اور بھلائی کے طالب کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ نیکی کو بغیر کسی تردد کے محنت کے ساتھ اختیار کرے

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ ۝﴾ (البقرة: 148)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں ۝

تشریح:

یہاں آیتِ مبارکہ میں ایک بڑی ہی پیاری بات سمجھائی گئی ہے کہ مال و دولت، عہدہ و منصب، شہرت، مقبولیت اور دنیاداری ایسی چیز نہیں کہ اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جائے بلکہ یہ سب تو آزمائش اور محض دنیاوی زندگی کی زینت، دھوکے کا سامان اور فنا ہونے والی کمائی ہے، جبکہ باقی رہنے والی اور مقابلے کے قابل چیز تو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی اطاعت، جنت اور اس کی رضا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے بار بار بلایا ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی سیرت میں نیکیوں میں مقابلے اور سبقت لے جانے کے بکثرت نظارے دیکھے جاسکتے ہیں جیسے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ تبوک میں گھر کا آدھا مال خیرات کرنے کیلئے لائے تو حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ گھر کا سارا سامان لے آئے۔

(شرح الزرقانی، کتاب المغازی، ثم غزوة تبوک، ۴/۹۴)

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں باپ بیٹے میں جہاد میں شرکت کیلئے بحث ہوتی، ہر کوئی کہتا کہ میں شرکت کروں گا تم گھر پر رہو، حتیٰ کہ معذور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی راہِ خدا میں شہادت کیلئے بے قرار رہتے،

(مدارج النبوۃ، کارزارہائے صحابہ در جنگ احد، الجزء الثانی، ص۱۲۱)

غربت و بے کسی کی وجہ سے راہِ خدا میں سفر نہ کرسکنے والے روتے تھے۔ (سورہ توبہ: ۹۲) ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اگر آدھی رات عبادت کرتا تو دوسرا پوری رات، ایک اگر تہائی قرآن کی تلاوت کرتا تو دوسرا آدھے قرآن کی۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہمیں بھی نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی توفیق اور جذبہ عطا فرمائے۔ آمین،

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰـهُ تَعَالٰی: ﴿وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: 133)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آ جائیں پرہیز گاروں کے لئے تیار رکھی ہے۝

تشریح:

اس آیت میں فرمایا گیا کہ گناہوں سے توبہ کر کے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فرائض کو ادا کر کے، نیکیوں پر عمل پیرا ہو کر اور تمام اعمال میں اخلاص پیدا کر کے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بخشش اور جنت کی طرف جلدی کرو۔ پھر جنت کی وسعت اس طرح بیان فرمائی کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ لوگ جو سب سے وسیع چیز دیکھتے ہیں وہ آسمان وزمین ہی ہے، اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ترتیب سے ایک لائن میں رکھ کر جوڑ دیا جائے تو جو وسعت بنے گی اُس سے جنت کی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں؟ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ایسا ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا: پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر، عرش کے نیچے۔ (خازن تحت آیت مذکورہ)

جنت نہایت عظیم الشان جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دیدار کا مقام ہے۔ قرآنِ پاک میں جنت کی عظمت کو بکثرت بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے ہمیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ یہ بات بھی سامنے رکھیں کہ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت " وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ " سے ثابت ہوا کہ جنت ودوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور دونوں موجود ہیں کیونکہ دونوں آیتوں میں ماضی کے زمانے میں جنت ودوزخ کے تیار ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

نیک اعمال میں جلدی کرو:

(۸۷) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ، یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا، وَّیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ كَافِرًا، یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

(۸۷) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۱۸)

Marfat.com

◀◀ (اور احادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ عنقریب ایسے فتنے رونما ہوں گے جو تاریک رات کے ٹکڑے کی مانند ہوں گے۔ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا' اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اپنے دین کو دنیاوی ساز و سامان کے عوض فروخت کردے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

بادروا: از، مبادرۃً، بمعنی کسی چیز کی طرف لپکنا، جلدی کرنا۔

بعرض: بمعنی اسباب، سامان۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ آنے والے حالات کی خبر دے رہے ہیں، کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے جس میں لوگوں پر رات کی تاریکی جیسے فتنے آئیں گے کہ جس طرح اندھیری رات میں انسان کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کس طرف جائے ایسے ہی وہ ان فتنوں میں اپنے دین کا سودا کردے گا لیکن اُس کو خبر تک نہ ہوگی لہٰذا وہ زمانہ آنے سے پہلے "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ" نیک اعمال میں جلد کرو، اور ویسے بھی نیکی میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ نیکی میں انسان کی بھلائی ہی بھلائی ہے۔

(۸۸) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ - بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا، فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ، قَالَ: "ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّحْبِسَنِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "كُنْتُ خَلَّفْتُ فِی الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ"۔

"اَلتِّبْرُ": قِطَعُ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

◀◀ (دوسری) حضرت ابو سروعہ سین کے زبر اور زیر دونوں کے ساتھ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی۔ آپ نے سلام پھیرا اور بڑی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے حجرے کی طرف

(۸۸) (بخاری شریف کتاب الاذان رقم الحدیث ۸۵۱)

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ لوگ آپ ﷺ کی سرعت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ پس آپ ﷺ صحابہ کرام کے پاس باہر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام آپ کی عجلت کے سبب حیران تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے یاد آ گیا تھا کہ ہمارے ہاں سونے یا چاندی کی ایک ڈلی ہے۔ سو مجھے یہ ناپسند تھا کہ وہ ہمارے پاس رکی رہے۔ سو میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ (بخاری)

اور بخاری کی ہی ایک روایت ہے۔ میں گھر میں صدقے کے مال سے سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ سو مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ وہ رات بھر ہمارے پاس رہے۔

حل لغات:

وراء: بمعنی آگے یا پیچھے، اور کبھی سوا کے معنی میں بھی آتا۔

تخطی: از تخطیاً، بمعنی آگے گزر جانا، سبقت لے جانا۔

فزع: از، فزعاً، بمعنی خائف ہونا، ڈر جانا۔

سرعتہ: از، سرعة، بمعنی جلدی کرنا۔

التبر: سونے یا چاندی کا ٹکڑا۔

تعارف راوی:

عقبہ ابن حارث: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہلِ مکہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف العین صحابہ کرام)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سخاوت فرمانے والے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات اچھی نہ لگتی تھی کہ میرے پاس کچھ سخاوت کرنے کے لیے ہو اور میں اس میں دیر کروں، جب پاس ہوتا تو فوراً سخاوت فرما دیتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو بھی سائل کو خالی نہ بھیجتے بلکہ ادھار لے کر دے دیتے یا پھر اللہ تعالیٰ کوئی اور سبب پیدا فرما دیتا تھا۔

تیرا ٹھکانہ جنت ہے:

(۸۹) اَلثَّالِثُ: عن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ: اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَیْنَ اَنَا؟ قَالَ: "فِی الْجَنَّةِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِهٖ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۸۹) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۴۶) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۸۹۹)

Marfat.com

◀◀ (تیسری) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں۔ اس شخص نے وہ کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں پھر مصروف جہاد ہو گیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:4 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا، حالانکہ یہ فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو جنت کی بشارت دے کر بتا دیا کہ جو کچھ قیامت کو ہوگا میں اُس سے بھی واقف ہوں۔

حالت صحت کا صدقہ:

(۹۰) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ، تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰی، وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْحُلْقُوْمُ": مَجْرَی النَّفَسِ. وَ"الْمَرِیْءُ": مَجْرَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ.

◀◀ (چوتھی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ صدقہ جو تو حالت صحت' مال کے کم ہونے اور خوف فقر اور امید غنا کی حالت میں کرے' اور سستی نہ کر یہاں تک کہ جب سانس حلق کی طرف آ جائے تو کہنا شروع کر دے کہ فلاں چیز فلاں کے لیے اور فلاں چیز فلاں کے لیے حالانکہ اس وقت سارا مال دوسروں کا ہو چکا ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

شحیح: بمعنی کنجوس، بخیل۔

حلقوم: سانس چلنے کی نالی۔

(۹۰) (بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ رقم الحدیث ۱۴۱۹)

Marfat.com

مری: کھانے اور پینے کی نالی۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نیکی میں جلدی کرو اپنے مال میں فقر کے خوف کی فکر میں پڑ کر نیکی کرنے میں دیر مت کرو اور نیکی کرنے میں اتنی جلدی کرو جتنی جلدی ایک سانس کے بعد دوسری سانس آتی ہے۔

تلوار کا حق ادا کون کرے گا:

(۹۱) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخذ سیفًا یَوْمَ اُحُدٍ، فَقَالَ: "مَنْ یَّاْخُذُ مِنِّیْ ھٰذَا؟" فَبَسَطُوْا اَیْدِیَھُمْ کُلُّ اِنسَانٍ مِّنْھُمْ یَقُوْلُ: اَنَا اَنَا ۔ قَالَ: "فَمَنْ یَّاْخُذُہٗ بِحَقِّہٖ؟" فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ اَبُوْ دُجَانَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَا اٰخُذُہٗ بِحَقِّہٖ، فَاَخَذَہٗ فَفَلَقَ بِہٖ ھَامَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

اِسْمُ اَبِیْ دُجَانَۃَ: سِمَاكُ بْنُ خَرَشَۃَ ۔ قَوْلُہٗ: "اَحْجَمَ الْقَوْمُ": اَیْ تَوَقَّفُوْا ۔ وَ"فَلَقَ بِہٖ": اَیْ شَقَّ ۔ "ھَامَ الْمُشْرِکِیْنَ": اَیْ رُؤُوْسَھُمْ ۔

33 (پانچویں) حضرت انس t سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ e نے تلوار پکڑی اور فرمایا: کون شخص مجھ سے یہ تلوار لے گا؟ سب نے ہاتھ پھیلا دیئے ہر ایک کہتا میں لوں گا۔ آپ نے فرمایا: کون شخص اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر لے گا؟ تو لوگ رک گئے پس حضرت ابو دجانہ t نے عرض کیا: میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لوں گا چنانچہ انہوں نے اس تلوار کو لیا اور اس کے ساتھ مشرکوں کی گردنیں کاٹ ڈالیں۔ (مسلم)

ابو دجانہ کا نام: اسماک بن خرشہ ہے۔

حل لغات:

احجم القوم: کا معنی ہے: لوگوں نے توقف کیا' رک گئے۔

فلق به: اسے کاٹ دیا۔ **هام المشركين:** مشرکوں کے سر۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

---

(۹۱) (مسلم شریف فضائل الصحابۃ رقم الحدیث ۲۴۷۰)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کو اس باب میں لانے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے لہٰذا اب اس کا حق اداء کرو اور وہ یہ ہے کہ ایمان پر عمل کرنے میں جلدی کرو، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب جہاد کے لیے نکل آئے ہو تو اب دیر نہ کرو کفار کی صفوں میں گھس کر جہاد کرو اور نیکیوں کو حاصل کرو۔

صبر کرو:

(۹۲) اَلسَّادِسُ: عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، قَالَ: اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ. فَقَالَ: "اصْبِرُوْا؛ فَاِنَّهُ لَا يَاْتِىْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِىْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ" سَمِعْتُهُ مِنْ نَّبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄◄ (چھٹی) حضرت زبیر بن عدی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سو ہم نے آپ سے حجاج کے مظالم کا شکوہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: صبر کرو کیونکہ ہر زمانے کے بعد آنے والا زمانہ اس سے برا ہوگا' یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں ایمان پر استقامت کا بیان ہے کہ اگر تم پر ظالم و جابر بادشاہ مسلط کر دیا جائے تو صبر سے کام لو اور اتنا صبر کرو کہ اپنے رب سے جا ملو، پھر اس کی بارگاہ میں اپنا مقدمہ پیش کرو، اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ جابر و ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ نے تم کو طاقت دی ہے تو اپنے حق کے لیے ظالم کے سامنے ڈٹ جاؤ اور اگر نہیں تو پھر صبر کرو۔

بڑھاپے سے پہلے نیکی کرو:

(۹۳) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِيًا، اَوْ غِنًى مُّطْغِيًا، اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُّفْنِدًا، اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں کے

(۹۲) (بخاری شریف کتاب الفتن رقم ۷۰۶۸)
(۹۳) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۰۶)

Marfat.com

وقوع پذیر ہونے سے پہلے نیک اعمال کے لئے جلدی کرو۔ کیا تم انتظار کررہے ہو ایسی تنگدستی کا جو اللہ کی یاد بھلا دے یا ایسی امارت کو جو سرکش بنادے یا ایسے مرض کا جو مزاج کو بگاڑ دے یا ایسے بڑھاپے کا جو عقلی قوتوں کو ناکارہ کردے یا ایسی موت کا جو اچانک آجائے یا دجال کا (یادرکھو) نظر نہ آنیوالی چیزیں جن کا انتظار کیا جاتا ہے ان میں سے دجال سب سے برا ہے یا قیامت کا اور قیامت سخت ہولناک اور تلخ ہے۔ اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

منسیاً: بمعنی بھولنا،

مطغیاً: بمعنی سرکشی پر اکسانا، سرکش کرنا۔

ھرماً: بمعنی بوڑھا ہونا، کمزور ہونا۔

مفنداً: از، فنداً، بمعنی کم عقل ہونا، سٹھیا جانا۔

مجھزا: بمعنی اچانک موت کا آنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

(۹۴) اَلثَّامِنُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ، فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَآءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا، وَقَالَ: "امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلٰى مَاذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِذَا فَعَلُوْا فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"فَتَسَاوَرْتُ" هُوَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ وَثَبْتُ مُتَطَلِّعًا.

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دن کے علاوہ کبھی امارت کی خواہش نہیں کی مگر اس روز میں نے اپنے

---

(۹۴) (مسلم شریف فضائل صحابہ رقم الحدیث ۲۴۰۵)

Marfat.com

آپ کو امارت کے لئے پوری طرح تیار کرلیا اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس کے لئے بلالیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا انہیں عطا کیا اور فرمایا: چلو اور اس وقت ادھر ادھر متوجہ نہ ہونا جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح نہ عطا فرمادے۔

سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چل پڑے تھوڑی دور جا کر رکے اور بغیر پیچھے کی طرف منہ موڑے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس بات پر لوگوں سے جنگ کروں۔ فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور جب وہ یہ گواہی دے دیں تو انہوں نے تم سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے سوائے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرایة: بمعنی جھنڈا، پرچم۔

امارة: حاکم ہونا، امیر ہونا۔

فتساورت: سین مہملہ کے ساتھ کا معنیٰ ہے: میں جھانکتے ہوئے اچھلا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ واقعہ فتح خیبر کا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو جھنڈا عطاء کیا اور پھر آپ اس بہادری اور شجاعت کے ساتھ میدان میں اترے کہ بڑے بڑے سورماؤں کو روند ڈالا اور خیبر پر اسلام کا جھنڈا بلند کیا، اسی لیے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو خیبر شکن کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

۱۱-بَابٌ فِي الْمُجَاهِدَةِ

مجاہدہ کا بیان

مجاہدہ کا لغوی معنی: کوشش، سعی، جدوجہد، جاں فشانی، نفس کشی، ریاضت۔ (فیروز اللغات)

مجاہدہ کی تعریف: ''فی شرع محاربة النفس الامارة بالسوئبتحمیلها ما یشق علیها بما هو مطلوب فی الشرع'' (کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبه رحمانیه لاهور)

ترجمہ: برائی کا حکم دینے والے نفس سے جنگ کرنے کو شرع میں مجاہدہ کہتے ہیں تا کہ اس کو مشقت کا متحمل بنایا جائے جو شرع کو مطلوب ہے۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

(العنکبوت:69)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۝

تشریح:

اس آیت کے تحت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنٰی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلبِ علم میں کوشش کریں گے انہیں ہم عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبداللہ نے فرمایا جو اقامتِ سنّت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنّت کی راہ دکھا دیں گے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکور)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝﴾ (الحجر: 99)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۝

Marfat.com

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝﴾ (المزمل: 8): اَیْ اِنْقَطِعْ اِلَيْهِ،

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوراپنے رب کا نام یاد کرواور سب سے ٹوٹ کراسی کے ہورہو۔

تشریح:

یعنی اپنے رب کا نام رات و دن کے جملہ اوقات میں تسبیح،تہلیل، نماز، تلاوتِ قرآن شریف، درسِ علم وغیرہ کے ساتھ یاد کرواور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ اپنی قرآت کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو۔اور سب سے ٹوٹ کراسی کے ہورہو مطلب یہ کہ عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوااور کسی طرف مشغول نہ ہو، سب علاقہ قطع ہوجائیں، اسی کی طرف توجہ رہے۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝﴾ (الزلزلة: 7)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جوایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

تشریح:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روزِ قیامت اس کے نیک و بداعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کردی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہوچکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرّہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفّار کے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ﴾

(المزمل:20)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرة:273)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۝

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اور اس باب کے بارے میں بے شمار آیات ہیں۔

اللہ کے ولیوں کی شان:

(۹۵) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

اور احادیث میں پہلی یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ، وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا، وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"اٰذَنْتُهٗ": اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّیْ مُحَارِبٌ لَّهٗ . "اِسْتَعَاذَنِیْ" رُوِیَ بِالنُّوْنِ وَبِالْبَاءِ .

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز فرائض سے زیادہ مجھے محبوب نہیں ہے۔ اور بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں سو جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے' اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری)

حل لغات:

اذنته: کا معنی ہے کہ میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میں اس کے خلاف جنگ کرنے والا ہوں۔

استعاذنی: نون اور باء دونوں کے ساتھ مروی ہے۔

(۹۵) (بخاری شریف' کتاب الرقاق' رقم الحدیث ۶۵۰۲)

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا گیا جو کسی ولی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے تو میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے ساتھ دشمنی اللہ کے ساتھ دشمنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی کا مطلب دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کی دشمنوں کی صحبت سے بھی دور رکھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نوافل اللہ تعالیٰ کا قرب بہت آسان ذریعہ ہیں اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نور اس کو گھیر لیتا ہے اور پھر اس کی برکت سے اس شخص سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو خلاف عادت (کرامات) ہوتی ہیں تو اس وقت اس کے فعل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۹۶) اَلثَّانِیْ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ - عَزَّوَجَلَّ -، قَالَ: "اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ (دوسری) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ہاتھ بھر میرے قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔ (بخاری)

حل لغات:

شبراً: بمعنی بالشت۔

باعاً: دونوں بازوؤں کو پھیلانے کی مقدار۔

هرولة: بمعنی جلدی چلنا، تیز چلنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

---

(۹۶) (بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۵۳۶)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے بندوں کو یہ بشارت دے رہے ہیں کہ اگر تم میرے قرب کے لیے مجاہدہ کرو تو یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہاری مدد نہ کروں گا بلکہ جتنا تم میرے قرب کے لیے مجاہدہ کرو گے میں اس سے تین گناہ تمہارے قریب ہو جاوں گا۔ وہ اس طرح کہ ایک گناہ بندہ کی جانب سے قرب حاصل ہوگا اور دو گناہ اللہ کی جانب سے تو کل تین گناہ ہوا۔ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا، مجاہدہ کیا ہے اسی کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا۔

عرض: مجاہدے کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد: سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے:

"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی، فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی"

جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(پ۳۰، النزعت: ۴۰، ۴۱)

یہی جہادِ اکبر ہے۔ حدیث میں ہے: جہادِ کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا:

"رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ"

ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔

(کشف الخفاء، حرف الراء المھملۃ، الحدیث ۱۳۶۰، ج ۱، ص ۳۷۵، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۷)

(۹۷) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّۃُ، وَالْفَرَاغُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں (وہ ہیں) صحت اور فراغت۔ (بخاری)

حل لغات:

مغبون: از، غبناً، بمعنی دھوکہ۔

الفراغ: بمعنی فارغ ہونا، کام پورا کرنا۔

---

(۹۷) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۱۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۳۰۴) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۱۷۰) (دارمی رقم الحدیث ۲۷۰۷) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۷۸۴۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۲۰۷) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۶۳۱۵) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۱۰۷۸۶) (مسند الشہاب رقم الحدیث ۲۹۵)

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے ساتھ لوگ خسارے میں رہتے ہیں جب تک آدمی صحت مند ہوتا ہے تو اللہ کی یاد سے اکثر غافل رہتا ہے اور اللہ کی یاد سے غفلت بہت بڑا نقصان ہے اسی طرح جب آدمی فارغ ہوتا ہے تو بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا حالانکہ اس کو اس وقت اللہ کی عبادت زیادہ کرنی چاہیے تھی، مطلب صحت اور فراغت میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں آتی، بیماری اور مصروفیت میں اللہ کی یاد آتی ہے۔ الحاصل انسان نہ وقت کی قدر کرتا ہے اور نہ ہی صحت کی یہ دو نعمتیں اس کے پاس کب تک رہیں گی جن پر وہ فخر کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا؟؟؟

میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں:

(۹۸) اَلرَّابِعُ: عن عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهٗ: لِمَ تَصنَعُ هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: "اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،

هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ .وَنَحْوُهٗ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ رِّوَایَةِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ .

◂◂ (چوتھی) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹنے لگتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بہ سبب آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں یہ بات پسند نہ کروں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جاؤں۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں' اور صحیحین میں اسی کی مثل روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:2 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرنا، رکوع وسجود کرنا بہت محبوب تھا اور یہ قیام رکوع آپ کا اپنی امت کے لیے بخشش کا ذریعہ ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا بندہ

(۹۸) (بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۸۳۷) (مسلم شریف صفات المنافقین رقم الحدیث ۲۸۲۰)

Marfat.com

نہ بنوں مطلب یہ میری امت کو جب اللہ تعالیٰ میرے صدقے بخش دے گا تو میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں، یا اس لیے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش کے لیے نوافل ادا نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنے کے لیے ادا کرتا ہوں تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر نہ کروں؟؟ الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدہ یا تو اللہ کی نعمتوں پر شکر کے لیے ہوتا یا پھر ہم گناہگاروں کی بخشش کے لیے۔

رمضان کا آخری عشرہ:

(۹۹) اَلْخَامِسُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَالْمُرَادُ: الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ . و"الْمِئْزَرُ": الْاِزَارُ، وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَآءِ . وَقِيْلَ: الْمُرَادُ تَشْمِيْرُهُ لِلْعِبَادَةِ، يُقَالُ: شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِئْزَرِيْ: اَیْ تَشَمَّرْتُ وَتَفَرَّغْتُ لَهُ .

◄◄ (پانچویں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ نے فرمایا: جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو جگاتے اور خوب کمربستہ ہو جاتے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

العشر: سے مراد رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے۔

المئزر: چادر، ازار کو کہتے ہیں عورتوں سے کنارہ کشی سے کنایہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے عبادت کے لئے کمربستہ ہو جانا جیسے کہتے ہیں میں نے اس کام کے لئے اپنا ازار باندھا۔یعنی میں سب کچھ چھوڑ کر اس کام کے لئے آمادہ اور فارغ ہو گیا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:2 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ ماہ اللہ تعالیٰ کی خاص برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں خود بھی جاگ کر اللہ کی عبادت کرتے اور اہل بیت کو بھی جگاتے اور عبادت خدا کا حکم دیتے۔اور اس لیے بھی کہ وہ رات بھی اسی عشرہ مبارکہ میں آتی ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس رات کے

(۹۹) (بخاری شریف فضل لیلۃ القدر رقم الحدیث ۲۰۲۴)

Marfat.com

بارے علم تھا ہی لیکن آپ نے اپنی امت کی بھلائی کے لیے اس کو مخفی رکھا تا کہ میری امت عبادت زیادہ کرے اور اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرتے کرتے سارا آخری عشرہ عبادت میں گزار دے۔

طاقتور مومن:

(۱۰۰) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ ۔ اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَلاَ تَعْجَزْ ۔ وَاِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلاَ تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا، وَلٰکِنْ قُلْ: قَدَرُ اللّٰہِ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ ؛ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ (چھٹی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طاقتور مومن کمزور مومن سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور بھلائی دونوں میں ہوتی ہے۔ ایسی چیز کی خواہش کرو جو تمہیں نفع پہنچائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجزی کا مظاہرہ نہ کرو اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو اگر میں یوں کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا تھا اور اللہ کو جو منظور تھا اس نے کر دیا۔ اس لئے کہ "لو" (یعنی اگر) کا لفظ شیطانی عمل کا راستہ کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

حرص: از، حرصاً، بمعنی لالچ کرنا۔

تعجز: از، عجزاً، بمعنی عاجز آنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ نیکوں کو اگر طاقت (جوانی میں) کرو تو زیادہ بہتر ہے، اگر ایسا کرو گے تو پھر زیادہ مسافت کم وقت میں طے کر لو گے جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا۔

عرض: حضور! مجاہدے میں عمر کی قید ہے؟

ارشاد: مجاہدے کے لئے کم از کم اسّی برس درکار ہوتے ہیں۔ باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اسّی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسّی برس مجاہدہ کرے؟

(۱۰۰) (مسلم شریف کتاب القدر رقم الحدیث ۲۶۶۴)

Marfat.com

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالَم میں مُسبَّبات (مُ سَبّ بات) کو اَسباب سے مَربُوط فرمایا (یعنی جوڑا) گیا ہے اُسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایتِ ربّانی 'بعید (یعنی دُور نظر آنے والی منزل) کو قریب نہ کردے تو اِس راہ کی قطع (یعنی طے کرنے) کو اَسّی برس درکار ہیں اور رحمت توجُّہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی (یعنی عیسائی) سے اَبدال کر دیا جاتا ہے اور صدقِ نیت (یعنی سچّی نیت) کے ساتھ یہ مشغولِ مجاہدہ ہو تو امدادِ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا"

وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔ (پ۲۱، العنکبوت:۶۹)

جنت ودوزخ

(۱۰۱) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "حُفَّتْ" بَدَلَ "حُجِبَتْ" وَهُوَ بِمَعْنَاهُ: اَيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا هٰذَا الْحِجَابُ فَاِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا.

◄◄ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ کو شہوات نے اور جنت کو مشکلات نے ڈھانپ رکھا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے "حجبت" کی جگہ "حفت" کا لفظ آیا ہے اور وہ اس کے ہم معنی ہے یعنی جنت اور انسان کے درمیان یہی مشکلات حائل ہیں اگر ان کا مرتکب ہوا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔

حلِ لغات:

حجبت: از، حجباً، بمعنی پردہ کرنا، چھپانا۔

المکارۃ: ناپسند، مکروہ۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور جہنم کے درمیان شہوات اور لذتوں کی رکاوٹیں ہیں اگر انسان ان میں پھنس

(۱۰۱) (بخاری شریف کتاب الرقاق، رقم الحدیث ۶۴۸۷)

Marfat.com

جاتا ہے تو سمجھ لو اس نے اپنے درمیان اور جہنم کے درمیان سے رکاوٹ ہٹا دی، اسی طرح جنت اور انسان کے درمیان مشکلات کی رکاوٹیں ہیں جب انسان ان مشکلات کو برداشت کر لے گا تو اس نے اپنے اور جنت کے درمیان سے راستہ صاف کرلیا، اللہ کی راہ میں مشکلات کو برداشت کرنا بھی مجاہدہ ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت دین کی خدمت کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

عرض: یہ (یعنی مجاہدہ) تو حضور اِسی کا ہو رہے (جو سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے) تو ہوسکتا ہے۔ دنیوی ذرائعِ معاش (یعنی روزی کمانے کے دُنیوی ذریعے) اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دِقّت طلب (یعنی مشکل) ہے اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے اُسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد: اُس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ۔ امام ابو اسحٰق اسفرائنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) جب انہیں مُبتَدِعین (یعنی گمراہوں) کی بد عات کی اِطّلاع ہوئی پہاڑوں پر اُن اَکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترکِ دنیا و مَا فیہا (یعنی دنیا اور اس کا ساز وسامان چھوڑ) کر کے مجاہدات میں مصروف تھے، ان سے فرمایا:

"یَا اَکَلَةَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ"

اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ اِمام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہوسکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مُبتَدِعین کے رد میں نہریں بہائیں (یعنی شدید و کثیر رَدّ کیا)۔ (ملفوظات، ص۵۹)

کثیر مجاہدہ:

(۱۰۲) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ حُذَیْفَةَ بنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: یَرْکَعُ عِنْدَ الْمِئَةِ، ثُمَّ مَضٰی . فَقُلْتُ: یُصَلِّیْ بِهَا فِیْ رَکْعَةٍ فَمَضٰی، فَقُلْتُ: یَرْکَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا، یَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا: اِذَا مَرَّ بِآیَةٍ فِیْهَا تَسْبِیْحٌ سَبَّحَ، وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ، وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَکَعَ، فَجَعَلَ یَقُوْلُ: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" فَکَانَ رُکُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِیَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ثُمَّ قَامَ طَوِیْلًا قَرِیْبًا مِمَّا رَکَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" فَکَانَ سُجُوْدُهُ قَرِیْبًا مِنْ قِیَامِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے

(۱۰۲) مسلم شریف کتاب صلاۃ رقم الحدیث ۷۷۲)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ سو آپ نے سورۃ فاتحہ شروع کی میں نے سوچا کہ سو آیتیں پڑھ کر آپ رکوع کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ آپ پوری سورۃ بقرہ پڑھ کر رکوع کریں گے آپ پھر بھی پڑھتے رہے۔ سورۃ بقرہ کے اختتام پر میں نے سوچا رکوع کریں گے لیکن آپ نے سورۃ النساء شروع کر دی وہ سورۃ پڑھی اور پھر سورۃ آل عمران شروع کر دی اور ساری سورۃ پڑھی۔ آپ آہستہ آہستہ تلاوت فرماتے رہے۔ جب آپ کوئی آیت تسبیح پڑھتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں سوال ہوتا تو سوال کرتے جب تعوذ کی آیت پڑھتے تو اعوذ باللہ کہتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا۔ اس میں آپ **سبحان ربی العظیم** پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع بھی قیام جتنا لمبا تھا پھر آپ نے کہا: **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد** پھر آپ نے طویل قیام کیا اور آپ کا قومہ بھی آپ کے رکوع کی مثل تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور پڑھا: **سبحان ربی الاعلیٰ** . سو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام جتنا تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

یرکع: از، **رکوعاً**، بمعنی سر جھکانا، بدن خم کرنا، رکوع کرنا۔

مترسلاً: بمعنی نرمی، آہستگی کرنا۔

تعارف راوی:

حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الحاء صحابہ کرام)

شرح:

معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے آپ کی امت کے ایک ولی کا بھی واقعہ سنیے۔

حضرتِ سیّدُنا صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا عطا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ الولی بہت زیادہ مجاہدہ کرنے والے بزرگ تھے، کثرتِ عبادت وروزہ اور مجاہدات کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہو گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ چیزیں بھجواؤں گا اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں میں میری کچھ قدر و منزلت ہے تو انہیں واپس نہ کرنا۔" فرمایا: "ٹھیک

(۱۰۳) (بخاری شریف کتاب التہجد رقم الحدیث ۱۰۸۴) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۵۱۶۵) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۴۴۶۰) (ابن خزیمہ رقم الحدیث ۱۱۵۴) (ابن حبان رقم الحدیث ۲۴۱۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۶۴۶) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۴۱۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۷۷۳)

Marfat.com

ہے۔"چنانچہ، میں نے گھی اور ستُّو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: "یہ حضرتِ سیِّدُ نا عَطا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس لے جاؤ، جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔'' میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ "حضرتِ سیِّدُ نا عَطا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شربت پی لیا ہے۔ دوسرے دن میں نے پھر شربت بھجوایا تو انہوں نے نہ پیا۔"

میں نے ان سے کہا:"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کو تقویت ملتی، نماز وروزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی۔" فرمایا:"اے ابو بشر! اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہارا بھلا کرے، جب پہلے دن تم نے شربت بھجوایا تو میں نے پی لیا، دوسرے دن بھی وہی عمدہ وخوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی، جب میں اسے پینے لگا تو مجھے یہ آیتِ کریمہ یاد آ گئی:

"یَتَجَرَّعُہٗ وَ لَا یَکَادُ یُسِیغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ "

ترجمہ: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔(پ13،ابراہیم:17)

اس آیت کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت نہ پیا گیا۔"حضرتِ سیِّدُ نا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا عَطا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا:"اے عَطا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تم کسی اور وادی میں ہو اور میں کسی اور وادی میں۔("عیون الحکایات، ج۲،ص۳۰۹،)

مسئلہ: مجاہدہ کے لیے غذا کو اتنا کم کر دینا کہ احکام شرعیہ بھی اس کمزوری کی وجہ سے ادا نہ ہوں جائز نہیں کم از کم اتنا کھانا ضرور کھائے جس کے ساتھ احکام شرعیہ احسن طریقہ سے ادا ہو جائیں، مثلاً نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا بطور مجاہد کھانا اتنا کم کر دیا کہ اب نماز بھی کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو ایسا مجاہدہ نہ چاہیے۔(ابوالاحمد غفرلہ)

(۱۰۳) اَلتَّاسِعُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً، فَاَطَالَ الْقِیَامَ حَتّٰی ھَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ! قِیْلَ: وَمَا ھَمَمْتَ بِہٖ؟ قَالَ: ھَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَہٗ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄◄ (نویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔تو آپ نے قیام کو اتنا طویل کیا کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔عرض کیا گیا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپ کا ساتھ چھوڑ دوں''۔

(متفق علیہ)

Marfat.com

حل لغات:

هممت: از هماً، بمعنی ارادہ کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:38 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث مذکورہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۱۰۴) اَلْعَاشِرُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَۃٌ: اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ، فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ: یَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ، وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

◄◄ (دسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے اہل وعیال' اس کا مال اور اس کے اعمال پس دو چیزیں لوٹ آتی ہیں' اور ایک ساتھ رہتی ہے۔ میت کے اہل وعیال اور مال لوٹ آتے ہیں' اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی انسان کے ساتھ قبر میں اس کے اعمال ہی جائیں گے اچھے ہوں یا برے تو انسان کو چاہیے کہ اپنی قبر کا ساتھی اچھا تلاش کرے نہ کہ برا، اور اچھے اعمال میں ہر وقت لگا رہے۔

(۱۰۵) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْجَنَّۃُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِکَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◄◄ (گیارہویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت

(۱۰۴) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۵۱۴)

(۱۰۵) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۸۸)

Marfat.com

تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے، اور اسی طرح آگ بھی (تمہارے نزدیک ہے)۔(بخاری)

حل لغات:

شراك: جوتے کا تسمہ۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:38 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر تم جنت حاصل کرنا چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاو جنت کو جلد پا لو گے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کئی طریقے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وعمرہ، والدین سے حسن سلوک، وغیرہ، اسی طرح اللہ کی رضا کے لیے کھانا کم کر دینا اور مجاہدہ میں مشغول ہوجانا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہت اعلیٰ طریقہ ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ نے کھانے کی مقدار کے اعتبار سے درجات کی نشاندہی فرمائی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

پہلا درجہ: صدیقین کا ہے کہ انہوں نے کھانے میں اتنی مقدار پر قناعت کی، کہ جس سے زندگی اور عقل قائم رہ سکے اور اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا:

"حَسْبَ ابْنُ اٰدَمَ لُقَیْمَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَہٗ"

،ترجمہ: بندے کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں۔"

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الاطعمۃ، باب اقتصاد فی الکل وکراھۃ الشبع،)

دوسرا درجہ: یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو دن رات میں نصف مُد (یعنی آدھا کلو) کا عادی بنالے اور یہ روٹی کا وہ حصہ ہے، جو چار مد (یعنی چار کلو) میں سے ہوتا ہے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ مبارکہ اسی کے قریب تھی، آپ سات یا نو لقمے تناول فرماتے تھے۔

تیسرا درجہ: یہ ہے کہ وہ ریاضت کے ذریعے نفس کو دن رات میں مُد کا عادی بنائے، اس کی اڑھائی روٹیاں بنتی ہیں، اور یہ پیٹ کے تہائی سے زیادہ ہے۔

چوتھا درجہ: یہ ہے کہ وہ کھانے کی مقدار مُد سے ایک کلو تک لے جائے اور یہ انتہائی مقدار ہے، اس سے زیادہ کھانا اسراف ہے، قریب ہے کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اس فرمان کے تحت داخل ہو جائے:

Marfat.com

"وَّکُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو۔(پ8،الاعراف:31)

اس کا ایک طریقہ اور بھی ہے کہ بھوک لگنے کے بعد کھانا کھایا جائے اور سیر ہونے سے پہلے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ اس سے آگے نہ بڑھے لیکن اس میں خطرہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ سچی بھوک پر آگاہ نہ ہوسکے اور اس پر معاملہ مشتبہ ہوجائے۔ کہتے ہیں کہ: "سچی بھوک کی علامت یہ ہے کہ وہ سالن کا مطالبہ نہ کرے" اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: "وہ روٹیوں کے درمیان فرق نہ کرے (یعنی ایک روٹی کو دوسری پر ترجیح نہ دے)

جان لو! یہ حالت اشخاص کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے اس لئے کھانے کی مقدار کا تعین ممکن نہیں، لہٰذا ہر شخص اپنے نفس میں غور وفکر کرے۔

حضرت سیِّدُنا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "اگر دنیا موٹے تازے جانور کا خون ہوتی، تو بھی مؤمن کی روزی حلال ہی ہوتی، کیونکہ مؤمن ضرورت کے وقت کھاتا ہے اور صرف اتنا کھاتا ہے جس سے اسے قوت حاصل ہوجائے۔"

مریدین میں سے بعض کھانے کی مقدار کی بجائے فاقے کے ذریعے ریاضت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تین دن، بعض تیس دن جبکہ بعض چالیس دن تک کچھ نہ کھاتے اور بہت سے علماؤصلحاء اور صوفیاء اس مدت تک پہنچے، حضرت سیِّدُنا سلیمان خواص، حضرت سیِّدُنا سہل بن عبداللہ اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم خواص رحمہم اللہ تعالیٰ انہی میں سے ہیں۔

بعض علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ارشاد فرماتے ہیں: "جو شخص چالیس دن تک (رضاالٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے لئے) کھانا چھوڑ دیتا ہے، اس پر ملکوت سے قدرت کے اسرار ظاہر ہوجاتے ہیں، یعنی اس پر بعض اسرارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کھول دیئے جاتے ہیں۔"

اسی گروہ کے ایک صوفی بزرگ کا گزر ایک راہب کے پاس سے ہوا، تو اس نے اس کی حالت کے بارے میں گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف مائل کیا، راہب نے کہا: "حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس دن تک کچھ نہ کھاتے تھے اور یہ معجزہ ہے، جو صرف سچے نبی ہی کو حاصل ہوتا ہے۔" صوفی بزرگ نے اس سے کہا: "اگر میں پچاس دن تک کچھ نہ کھاؤں، تو تم اپنے دین کو چھوڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہوجاؤ گے؟" اس نے کہا: "ہاں۔" چنانچہ وہ صوفی بزرگ اس کے سامنے بیٹھ گئے، حتّٰی کہ پچاس دن تک کچھ نہ کھایا، پھر راہب سے کہنے لگے: "میں ساٹھ دن تک اضافہ کرتا ہوں۔" اور ساٹھ دن تک کچھ نہ کھایا۔ اس پر راہب کو تعجب ہوا اور کہنے لگا: "میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی زیادہ دن بھوکا رہ سکتا ہے۔" پس یہی واقعہ اس کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

یہ بہت بڑا درجہ ہے اور اس تک صرف وہی لوگ پہنچتے ہیں، جو کشف ومجاہدہ میں مشغول ہوکر بھوک اور حاجت سے

Marfat.com

مستغنی ہوجاتے ہیں اوران کانفس اس لذّت میں پوراحق وصول کرتا ہے،اس کو بھوک اور حاجت بُھلا دیتا ہے، چنانچہ عالَمِ غیب سے انہیں روحانی قوت حاصل ہوجاتی ہے۔ نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا:

"اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ"

ترجمہ: میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں، میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن کثر الوصال،)

دوسرا درجہ: یہ ہے کہ وہ دو سے تین دن تک کچھ نہ کھائے اور یہ عادت ہے۔

تیسرا درجہ: یہ ہے کہ دن رات میں صرف ایک بار کھانے پر اکتفاء کرے اور یہ سب سے کم درجہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیء اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جب صبح کھانا کھاتے ،تو شام کو نہ کھاتے اور شام کو تناول فرماتے تو صبح نہ کھاتے۔

(شعب الایمان للبیہقی ، باب فی المطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الاکل،)

حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشادفرمایا:

"اِيَّاكِ وَالْاِسْرَافَ فَاِنَّ اَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ مِنَ السَّرَفِ"

ترجمہ: اسراف سے بچو، دن میں دوبار کھانا اسراف ہے۔(شعب الایمان للبیہقی ، باب فی المطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الاکل،)

جان لو! وہ بھوک قابلِ تعریف ہے، جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل نہ کرے، کیونکہ جب یہ حد سے تجاوز کرتی ہے، تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل کردیتی ہے، مگر جس شخص پر شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو، تو وہ ان شہوتوں کو ختم کرنے کے لئے ایسا کرسکتا ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اعتدال کی راہ سب سے بہتر ہے۔

پھر اس خواہش کو چھوڑنے میں دو آفتیں ہیں، جن سے بچنا بہت ضروری ہے:

(۱) بعض اوقات انسان اکیلے میں تو کھاتا ہے، لیکن لوگوں کے مجمع میں نہیں کھاتا، تو یہ شرک خفی ہے اور اکثر یہ انسان کو نِفاق تک لے جاتا ہے۔

(۲) انسان پسند کرتا ہے کہ اسے کم کھانا کھانے والا اور پاک دامن سمجھا جائے، تو اس صورت میں وہ چھوٹی آفت کو چھوڑ کر اس سے بڑی چیز، یعنی جاہ وشہرت کی خواہش کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں کہ: "جب تمہیں کوئی خواہش ہو اور تم اسے چھوڑنا چاہتے ہو، تو اس میں سے تھوڑا سا لے لو، نفس کی مرضی کے مطابق نہ کھاؤ، تو گویا تم نے اپنے آپ کو خواہش سے دور کردیا اور نفس کی

Marfat.com

خواہش کو پورا نہ کر کے اسے بھی ٹھیس پہنچائی، پس یہ نفس کی شہوت کو ترک کرنا اور نفس کی اطاعت نہ کرنا ہے۔حضرت سیّدنا امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:" جب مجھے کوئی خواہش ہوتی ہے،تو میں اپنے نفس پر نگاہ ڈالتا ہوں، اگر ظاہر میں اس کی تمنا پاتا ہوں،تو اسے کھلا دیتا ہوں، کیونکہ اس کے روکنے سے یہ افضل ہے اور اگر خواہش پوشیدہ ہو اور ظاہر میں ترک کرنا چاہتا ہے،تو اسے چھوڑنے کے ذریعے سزا دیتا ہوں اور اس میں سے کچھ نہیں کھاتا،تو اس پوشیدہ خواہش پر نفس کو سزا دینے کا یہ طریقہ ہے۔

جان لو! جو کھانے کی خواہش ترک کر دیتا ہے،لیکن ریاکاری میں پڑتا ہے،تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو بچھو سے بھاگ کر سانپ کے پاس چلا جائے۔(خلاصہ احیاء العلوم بنام،لباب الحیاء، ۲۲۵)

(۱۰۶) اَلثَّانِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَقَالَ: "سَلْنِيْ" فَقُلْتُ: اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ . فَقَالَ: "اَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ"؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: "فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (بارہویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ابو فراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو اہل صفہ سے ہیں ان سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات بسر کرتا تھا' اور آپ کی خدمت میں وضو کے لئے پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا تھا۔آپ نے فرمایا: مانگو! میں نے عرض کیا: حضور! میں جنت میں آپ کی معیت کا سوال کرتا ہوں۔تو آپ نے فرمایا: کچھ اور بھی؟ تو انہوں نے عرض کیا: حضور! یہی خواہش ہے۔فرمایا: اپنی ذات کے لئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔(مسلم)

تعارف راوی:

ربیعہ ابن کعب: آپ کی کنیت ابو افراس ہے، اسلمی ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے، اہل صفہ سے تھے، حضور کے خاص خادم ہیں، سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہے، ۶۳ تریسٹھ میں وفات پائی، آپ نے ہی حضور سے جنت مانگی اور حضور نے عطا کی۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الراء صحابہ کرام،)

(۱۰۷) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ -مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ؛ فَاِنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا

(۱۰۶) (مسلم شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۸۹)

(۱۰۷) (مسلم شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۸۸)

Marfat.com

خَطِيْئَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (تیرہویں) حضرت ابوعبداللہ اور بقول بعض حضرت ابوعبدالرحمٰن ثوبان رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ تم جو بھی سجدہ اللہ تعالیٰ کے حضور کرو گے اس کے ذریعہ تمہارے درجات میں ایک درجہ کا اضافہ کر دے گا' اور اس کے ذریعہ تمہارا ایک گناہ معاف کر دے گا۔ (مسلم)

تعارف راوی:

ثوبان: آپ ثوبان ابن بجدہ ہیں، کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا، آپ حضور انور کی وفات تک سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے، پھر شام کی بستی رملہ میں قیام رہا وہاں سے حمص چلے گئے، ۵۴ھ چون میں وہاں ہی وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے احادیث لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الثاء صحابہ کرام،)

شرح:

ان احادیث میں نماز کے بارے فرمایا گیا جو ہم ماقبل باب میں نماز پر استقامت کے عنوان سے کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

بہترین شخص کون:

(۱۰۸) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

"بُسْرٌ" بِضَمِّ الْبَاءِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ .

◄◄ (چودھویں) حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

بسر: باء پر پیش اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔

(۱۰۸) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۲۹)

Marfat.com

تعارف راوی:

عبداللہ ابن بسر: آپ اسلمی مازنی ہیں، آپ کے ماں باپ بھائی عطیہ بہن صماء سب صحابی ہیں، شام میں رہے مقام حمص میں وفات پائی آپ کی موت اچانک وضو کرتے ہوئے ہوئی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہوگیا بعض نے فرمایا کہ وہاں کے آخری صحابی ابوامامہ ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف العین صحابہ کرام،)

شرح:

جس کی عمر لمبی ہو اور نیک ہو تو وہ اچھا اس لیے ہے کہ اس کی عمر کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور جتنی نیکیاں زیادہ ہوں گی اس کے لیے بہتر ہوگا،

کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

کر لے نیکی یہاں آئے گا دوبارہ کون

حشر میں ہوگا فیصلہ کہ جیتا کون ہارا کون

جنت کی خوشبو:

(۱۰۹) اَلْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: غَابَ عَمِّیْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِیْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ ۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ - يَعْنِیْ: اَصْحَابَهُ - وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ - - يَعْنِیْ: الْمُشْرِكِيْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: يَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّیْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ ۔ قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ، اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهٖ ۔ قَالَ اَنَسٌ: كُنَّا نَرٰی اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِیْ اَشْبَاهِهٖ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب: 23) ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ" رُوِیَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ: اَیْ لَيُظْهِرَنَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِلنَّاسِ، وَرُوِیَ بِفَتْحِهِمَا وَمَعْنَاهُ ظَاهِرٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

(۱۰۹) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۸۰۵)

Marfat.com

◄◄ (پندرہویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے غیر حاضر رہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے مشرکین سے جو پہلی جنگ لڑی میں اس سے غیر حاضر رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ جنگ کا موقع عطا فرمایا تو میرا پروردگار دیکھ لے گا کہ میں کیسے (جنگ) کرتا ہوں۔ پس جب احد کا معرکہ پیش آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ! جو کچھ انہوں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا میں اس کے لئے تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے یعنی مشرکین نے کیا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے راستے میں انہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا: اے سعد بن معاذ! جنت! رب کعبہ کی قسم! مجھے احد پہاڑ کے نیچے سے اس کی خوشبو آرہی ہے۔ حضرت سعد نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو کچھ انس بن نضر کر گئے میں وہ نہ کر سکا۔

حضرت انس کہتے ہیں ہم نے ان کے جسم پر تلواروں' نیزے اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم پائے ہم نے انہیں شہید پایا اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ انہیں کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی بہن نے انہیں ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچان لیا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ آیت انہیں کے متعلق نازل ہوئی: مومنوں میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ بعض ان میں سے وہ ہیں تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

لیرین: یا پر پیش اور را کی زیر کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کو لوگوں میں ظاہر فرمادے گا' اور ایک روایت میں یا اور را دونوں پر فتح ہے' اور اس کا معنی ظاہر ہے' اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

انکشف: از، کشفاً بمعنی کھولنا، ظاہر کرنا۔

طعنة: از، طعناً، بمعنی نیزہ مارنا۔

ببنانه: انگلیوں کے پورے۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں مجاہدہ بطور جہاد کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی بتا دیا کہ جو ہماری راہ میں آتا ہے تو ہم اس کو راستہ دیتے ہیں اور دنیا میں ہی جنت کا پروانہ لے کر اُس کی روح پرواز کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد مجاہدہ ہی ہے کیونکہ

Marfat.com

اس میں بھی انسان اپنے قرب کے لیے کوشش کرتا ہے۔

انتہائی ضروری بات:

اس حدیث میں مثلہ کا بیان ہوا مثلہ کہتے ہیں شکل وصورت کو بگاڑ دینا اور یہ جائز نہیں اسی کے اندر پورسٹ مارٹم آتا ہے اور جولوگ مرد ہو کر عورتوں کا روپ بنا کر لوگوں کو خوش کرتے ہیں وہ بھی اسی فعل ناجائز میں آتے ہیں۔ یا عورتیں مردوں کی طرح بنتی ہیں سب ناجائز اور فعل حرام ہے۔

حسن ظن:

(۱۱۰) اَلسَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرو الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَةُ الصَّدَقَةِ کُنَّا نُحَامِلُ عَلٰی ظُهُوْرِنَا، فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَیْءٍ کَثِیْرٍ، فَقَالُوْا: مُرَاءٍ، وَّجَآءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالُوْا: اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا! فَنَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ (التوبة: 79) . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ .

وَ"نُحَامِلُ" بِضَمِّ النُّوْنِ وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ یَحْمِلُ اَحَدُنَا عَلٰی ظَهْرِهٖ بِالْاُجْرَةِ وَیَتَصَدَّقُ بِهَا .

◄◄ (سولہویں) حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے اور صدقہ کرتے سو ایک آدمی آیا' اس نے بہت سارا مال صدقہ کیا تو لوگوں نے کہا: یہ شخص ریاکار ہے۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے ایک صاع (چار سیر) صدقہ کیا تو لوگوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک صاع سے بے نیاز ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو مومنین میں سے نفلی صدقات دینے والوں پر عیب لگاتے ہیں' اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی طاقت کے مطابق مال خرچ کرتے ہیں''۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

حل لغات:

نحامل: نون پر پیش اور حاء مہملہ کے ساتھ' یعنی ہم اجرت پر مال اپنی پیٹھوں پر اٹھاتے اور اسے صدقہ کرتے۔

یلمزون: از، لمزاً، بمعنی عیب لگانا، آنکھ سے اشارہ کرنا۔

تعارف راوی:

ابومسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں

(۱۱۰) (بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۱۵)

Marfat.com

کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف المیم صحابہ کرام،)

شرح:

کسی نیت کے بارے میں برا گمان نہیں رکھنا چاہیے اگر وہ سب کے سامنے صدقہ کررہا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس ارادہ یہ ہو کہ مجھے دیکھ کر لوگ بھی راہ خدا میں خرچ کریں گے تو اس پر اس کو ریا کا نہیں کہا جائے گا بلکہ اس پر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ کا علیحدہ اور صدقے پر ترغیب کا علیحدہ ثواب ملے گا۔

(۱۱۱) اَلسَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، عَنْ رَّبِیْعَةَ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخُوْلَانِیِّ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ، عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، اَنَّهٗ قَالَ: ''یَا عِبَادِیْ، اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا ۔ یَا عِبَادِیْ، كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِكُمْ ۔ یَا عِبَادِیْ، كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْكُمْ ۔ یَا عِبَادِیْ، كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِیْ اَكْسُكُمْ ۔ یَا عِبَادِیْ، اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَكُمْ ۔ یَا عِبَادِیْ، اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ، وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ ۔ یَا عِبَادِیْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَیْئًا ۔ یَا عِبَادِیْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِیْ شَیْئًا ۔ یَا عِبَادِیْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا كَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ ۔ یَا عِبَادِیْ، اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِیْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْكُمْ اِیَّاهَا، فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ'' ۔

قَالَ سَعِیْدٌ: كَانَ اَبُوْ اِدْرِیْسَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ جَثَا عَلٰی رُكْبَتَیْهِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَّرَوَیْنَا عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: لَیْسَ لِاَهْلِ الشَّامِ حَدِیْثٌ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

---

(۱۱۱) (مسلم شریف البر والصلۃ رقم الحدیث ۲۵۷۷)

Marfat.com

◄◄ (سترہویں) حضرت سعید بن عبدالعزیز حضرت ربیعہ بن یزید سے وہ حضرت ابوادریس خولانی سے اور وہ حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' اور رسول اللہ ﷺ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کر دیا ہے' اور اس کو میں نے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دے دیا ہے' سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گمراہ ہے مگر وہ جس کو میں ہدایت دے دوں۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی بھوکا ہے مگر جسے میں کھانا عطا کروں تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی ننگا ہے مگر جسے میں لباس عطا کروں سو تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو' اور میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! بے شک تم مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی تم مجھے نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتے ہو کہ مجھے نفع دو۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان تم میں سے سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح (پاکباز) ہو جاؤ تو یہ سب کچھ میری ملک میں ذرّہ برابر اضافہ نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان تم میں سب سے زیادہ بدکار شخص کے دل کی طرح بدکار ہو جاؤ تو یہ سب کچھ میری ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان کسی ایک میدان میں کھڑے ہو جائے اور سب مجھ سے سوال کرو میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کروں گا تو اس سے میرے خزانوں میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی مگر اتنی کمی کہ جتنی سوئی دریا میں ڈالنے سے واقع ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں میں تمہارے لیے ان کو شمار کر رہا ہوں میں تمہیں ان کا بدلہ پورا پورا دوں گا۔ سو جس شخص کو کوئی اچھائی پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے' اور جس کو اس کے علاوہ کچھ پہنچے (مصیبت یا تکلیف وغیرہ) تو وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔

سعید راوی کہتے ہیں کہ ادریس جب اس روایت کو بیان کرتے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ (مسلم)

اور ہم نے حضرت امام احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ اہل شام کے پاس اس سے بہتر کوئی حدیث نہیں ہے۔

حل لغات:

جائع: از، جوعاً، بمعنی بھوکا ہونا۔

عارٍ: از، عریاً، بمعنی ننگا ہونا، بے لباس ہونا۔

کسوۃ: بمعنی لباس۔

Marfat.com

المخیط: از، خیطاً، بمعنی کپڑے سینا۔

جثا: از، جثیاً، بمعنی دوزانوں ہو کر بیٹھنا۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 63 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث قدسی ہے اوراس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ اپنی صفات بیان فرما رہا ہے کہ میں تم پر ظلم نہیں کرتا، میں ہی ہدایت دیتا ہوں، میں ہی رزق دیتا ہوں، میں گناہوں کو بخشنے والا ہوں، میں ہر انسان کو اس کے سوال سے بھی زیادہ دے دوں تو بھی میرے خزانے بھرے کے بھرے رہیں، اور پھر آخر میں فرمایا جو بھلائی نہ کرے اس کو مجھے رب میں عیب نکالنے کی بجائے اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہیے کیونکہ اپنے جان پر اس نے خود ظلم کیا۔ اور جو آدمی مجاہدے کا اہل نہ ہو وہ بھی اپنی جان پر ظلم ہی کرتا ہے۔

یہاں پر میں مجاہدہ کے اہل حضرات کے بارے عرض کرنا چاہتا ہوں،

اولیائے کرام فرماتے ہیں صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد، رواہ الترمذی وابن ماجة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما"

ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

بے علم مجاہدہ کرنے والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے" **وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا** "اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

(جامع الترمذی ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۹، سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱ ص ۵۲۸)

حضرت سیدنا حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر ائمہ اولیاء معاصرین حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں فرماتے ہیں: "**من صحح باطنه بالمراقبة والاخلاص زين الله ظاهره بالمجاهدة واتباع السنة** ۔ جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کرلے گا۔ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و پیروی سنت سے آراستہ فرمادے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، ذکر حارث محاسبی مصطفی البابی مصر)

Marfat.com

مجاہدہ پر چند دیگر احادیث:

(1) عَن معقل بن یسَار رَضِی اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم یقُول ربکُم یَا ابن آدم تفرغ لعبادتی أملأ قَلبك غنی وَأَملَأ یدك رزقا یَا ابن آدم لَا تبَاعد منی أملأ قَلبك فقرا وَأَملَأ یدك شغلا" (المستدرك للحاكم: 326/4)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد میری عبادت کے لیے وقت نکالو میں تمہارے دلوں کو قناعت سے بھر دوں گا، اور تمہارے ہاتھ رزق سے بھرپور فرماؤں گا، اے اولاد آدم مجھ سے دور مت بھاگو ورنہ میں تمہارے دلوں کو فقیری سے بھر دوں گا، اور تمہارے ہاتھوں کو بے کام مصروفیات میں ڈال دوں گا۔

(2) وَعَن زید بن ثَابت رَضِی اللہ عَنہُ قَالَ سَمِعت رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم یقُول من کَانَت الدُّنیَا ھمه فرق اللہ عَلَیہِ أمره وَجعل فقره بَین عَینَیہِ وَلم یَأته من الدُّنیَا إِلَّا مَا کتب لَهُ وَمن کَانَت الآخِرَة نِیَّته جمع اللہ لَهُ أمره وَجعل غناهُ فِی قلبه وأتته الدُّنیَا وَهِی راغمة"

(ابن ماجہ کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، الرقم: 4105،)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو صرف دنیا ہی مطلوب ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام پراگندہ کر دے گا اور اس کی تنگدستی اور بدحالی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا، اور اس کو دنیا بھی اتنی دے گا جتنی اس کے مقدر میں لکھی گئی اور جس بندے کی نیت آخرت کمانا ہو گی اللہ تعالیٰ اس کے کام درست فرمائے گا، اور اس کے دل میں مال داری (قناعت) ڈال دے گا اور یہ دنیا ذلیل وخوار ہو کر اس کے پاس حاضر ہو گی۔

(3) وَعَن عمرَان بن حُصَین رَضِی اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم من انْقَطع إِلَی اللہ عز وَجل کَفاهُ اللہ کل مُؤنَة ورزقه من حَیثُ لَا یحتَسب وَمن انْقَطع إِلَی الدُّنیَا وَکله اللہ إِلَیهَا" (المعجم الصغیر للطبرانی، الرقم: 321، مجمع الزوائد، حدیث: 303/10،)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لیے الگ تھلگ ہو جاتا ہے تو اللہ ہر مشکل میں اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے ملنے کو گمان تک نہیں ہوتا، اور جو دنیا کے کاموں کے لیے الگ تھلگ ہو جاتا ہے تو اللہ اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے۔

(4) وَعَن ابن عمر رَضِی اللہ عَنہُمَا عَن النَّبِی صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم قَالَ من جعل الھم ھما

Marfat.com

وَاحِدًا كَفَاهُ اللهُ هم دُنيَاهُ وَمن تشعبته الهموم لم يبال اللهُ فِي أَى أَودِيَة الدُّنيَا هلك"

(ابن ماجہ کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، الرقم: 4106،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی تمام مصروفیات کو ایک ہی مصروفیت (رضائے الٰہی) میں تبدیل کر لیتا ہے تو اللہ اسے اس دنیا کے غموں کے لیے خود کافی ہو جاتا ہے اور جس کی مصروفیات بہت پھیل جائیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہوں) تو اللہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کی کون سی وادی میں وہ ہلاک ہو۔

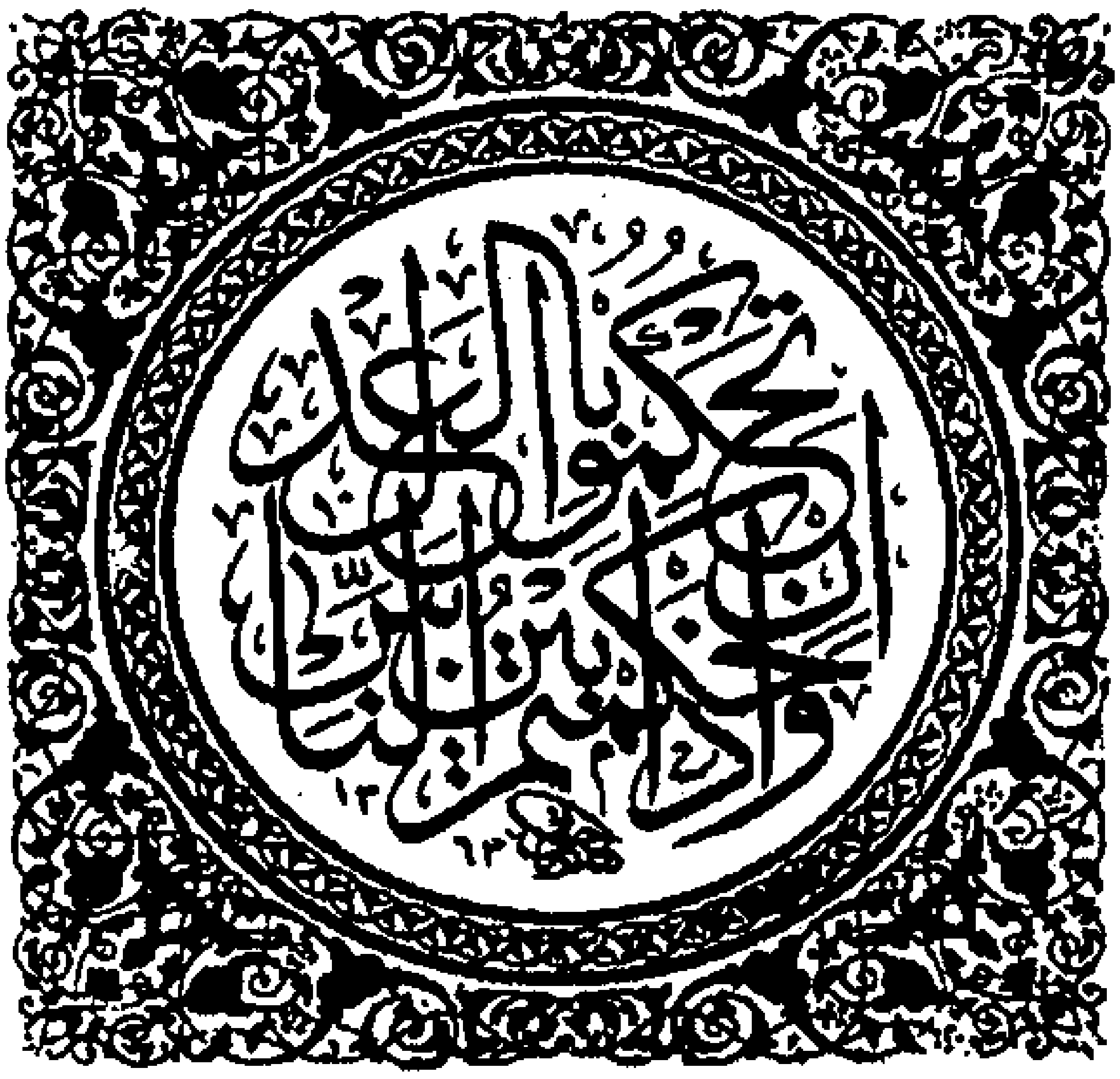

Marfat.com

۱۲-بَابُ الْحِثِّ عَلَى الْاِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ اَوَاخِرِ الْعُمْرِ

آخری عمروں میں زیادہ بھلائی کرنے پر ابھارنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ○﴾ (فاطر:37)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لینا سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا○

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمُحَقِّقُوْنَ: مَعْنَاهُ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً؟ وَيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ سَنَذْكُرُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَقِيْلَ: مَعْنَاهُ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَقِيْلَ: اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوْق وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا. وَنَقَلُوْا اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا اِذَا بَلَغَ اَحَدُهُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ، وَقِيْلَ: هُوَ الْبُلُوْغُ.

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّالْجَمْهُوْرُ: هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقِيْلَ: الشَّيْبُ، قَالَه عِكْرِمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

تشریح:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر محققین فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ ہے: کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی تھی؟ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کا ذکر ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے اور کہا گیا کہ اس سے مراد ہے اسی سال' اور یہ بھی کہا گیا کہ چالیس سال' اسے حضرات حسن اور کلبی اور مسروق بیان کرتے ہیں' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے' اور اہل مدینہ نقل کرتے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا تو اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کر دیتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بلوغت ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''تمہارے پاس تشریف لایا ڈرانے والا''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بڑھاپا ہے، یہ قول عکرمہ اور ابن عیینہ وغیرہ کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۱۱۲) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ:

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ: "اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ

حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ اوراس موضوع کی احادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر نہیں رہنے دیتا جس کی عمر ساٹھ سال تک مؤخر کردیتا ہے۔(بخاری)

قَالَ الْعُلَمَآءُ: مَعْنَاهُ لَمْ یَتْرُكْ لَهٗ عُذْرًا اِذْ اَمْهَلَهٗ هٰذِهِ الْمُدَّةَ . یُقَالُ: اَعْذَرَ الرَّجُلَ اِذَا بَلَغَ الْغَایَةَ فِی الْعُذْرِ .

علماء کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ اتنی لمبی مدت مہلت دے کر اس آدمی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑتا' جب کوئی شخص عذر میں انتہا کو پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے:اعذر الرجل

حل لغات:

اعذر: از، اعذاراً، بمعنی کسی کو مجبور سمجھنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ اس لیے فرمایا کہ اکثر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوتی ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔(جامع ترمذی)

اور جب آدمی ساٹھ سال کو پہنچ گیا تو گویا اُس نے اپنی عمر پوری کر لی، اور موت کے آثار دیکھنے کے باوجود وہ گناہوں میں لگا رہا تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

(۱۱۳) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: کَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُدْخِلُنِیْ مَعَ اَشْیَاخِ بَدْرٍ فَکَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ، فَقَالَ: لِمَ یَدْخُلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِّثْلُهٗ؟! فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّهٗ مِنْ حَیْثُ عَلِمْتُمْ! فَدَعَانِیْ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَدْخَلَنِیْ مَعَهُمْ فَمَا رَاَیْتُ اَنَّهٗ دَعَانِیْ یَوْمَئِذٍ اِلَّا

112: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:6056، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:3600، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:7699 ،سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:6309)

113: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث:4970)

Marfat.com

لِیُرِیَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ﴾؟ (الفتح: 1) فَقَالَ بَعْضُھُمْ: اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَغْفِرُہٗ اِذَا نَصَرَنَا وَفَتَحَ عَلَیْنَا، وَسَکَتَ بَعْضُھُمْ فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا۔ فَقَالَ لِیْ: اَکَذٰلِکَ تَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا۔ قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: ھُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَہٗ لَہٗ، قَالَ: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ﴾ وَذٰلِکَ عَلَامَۃُ اَجَلِکَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا﴾ (الفتح:۳) فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: مَا اَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◄◄ (دوسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اکابرین غزوہ بدر کے ساتھ جگہ عطا فرماتے تھے۔ ان میں سے کسی نے اس بات کو محسوس کیا اور کہا: یہ ہمارے ساتھ کیوں داخل ہوتا ہے جب کہ اس کی عمر کے تو ہمارے بچے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص ایسا ہے جیسا کہ تمہیں علم ہے۔ سو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے انہی اصحاب کے ساتھ داخل کیا۔ میرا خیال ہے کہ اس روز ان کا مجھے بلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ انہیں (کچھ) دکھانا چاہتے تھے۔ فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح" کے متعلق کیا کہتے ہو؟ ان میں سے بعض نے کہا: اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں کامیابی عطا فرمائے تو ہم اس کی حمد کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور ان میں سے بعض خاموش رہے' اور کچھ بھی نہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: (جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور فتح آ جائے) تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہوگی (سو اپنے رب کی حمد کرو، اور اس سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کچھ آپ نے کہا اس سلسلہ میں میں بھی اسے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ (بخاری)

حل لغات:

اشیاخ: جمع، سیخ کی، بمعنی بزرگ، بوڑھا۔

ابناء: جمع، ابن کی، بمعنی لڑکا، بیٹا۔

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۲، میں گزر چکا ہے۔

Marfat.com

شرح:

بعض اصحاب اس بات کو اچھا نہ جانتے کہ حضرت ابن عباس کو ہمارے ساتھ مقام دیا جاتا ہے حالانکہ یہ تو ہم سے عمر میں چھوٹے ہیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو علم کی وجہ سے فضیلت دیتے تھے عمر (زندگی) کی وجہ سے نہیں، معلوم ہوا کہ آدمی کی عزت اور مرتبت عمر سے نہیں بلکہ اس کی عقل اور فہم سے ہوتی ہے۔

(۱۱۴) اَلثَّالِثُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا صلّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا: "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ"، يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ. مَعْنٰى: "يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ" اَيْ يَعْمَلُ مَا اُمِرَ بِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ". قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ: "جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ اُمَّتِيْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ ... اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ". قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ: "اَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ اَنِّيْ سَاَرٰى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ، ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾"

◀◀ (تیسری) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ اِذَا جَآءَ

114: بخاری شریف، کتاب صفۃ الصلوۃ: 761، بخاری شریف، کتاب صفۃ الصلوۃ: 784، بخاری شریف، کتاب المغازی: 4042، بخاری شریف، کتاب التفسیر: 4683، مسلم شریف، رقم الحدیث: 877، نسائی شریف، رقم الحدیث: 1047، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 889، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 24209، ابن حبان، رقم الحدیث: 1929)

Marfat.com

نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں یہ الفاظ نہ کہے ہوں: سبحانك ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی ۔(متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں بکثرت یہ الفاظ پڑھتے: سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی ۔ آپ قرآن پاک کی تعمیل کرتے یعنی قرآن حکیم میں فسبح بحمد ربك واستغفره سے جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرتے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتقال سے قبل بکثرت یہ کلمات پڑھا کرتے: سبحانك اللهم و بحمدك استغفرك و اتوب اليك ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کلمات کیسے ہیں جو میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ نے اب ہی پڑھنے شروع کیے ہیں۔ فرمایا: میرے لئے اپنی امت میں ایک نشانی رکھ دی گئی ہے میں جب وہ نشانی دیکھتا ہوں تو یہ کلمات پڑھتا ہوں اور وہ نشانی ہے: اذا جاء نصر الله و الفتح سورۃ کے آخر تک۔

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ یہ کلمات بکثرت پڑھا کرتے: سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه بکثرت پڑھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے یہ خبر دی ہے کہ میں اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا سو جب وہ نشانی دیکھ لی تو میں نے کثرت سے سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه سو میں نے وہ دیکھ لی ہے، اور وہ ہے: اذاجاء نصر الله والفتح آخر سورت تک "جب اللہ کی مدد آن پہنچی اور مکہ فتح ہو چکا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پس پاکی بیان کیجئے، اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت طلب کیجئے بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

حل لغات:

علامة: بمعنی نشان، نشانی، راہ کا نشان۔

افواجاً: واحد، فوج، بمعنی فوج، جماعت، مسلح عسکری۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

(۱۱۵) اَلرَّابِعُ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ - تَابَعَ الْوَحْیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰی تُوُفِّیَ اَکْثَرَ مَا کَانَ الْوَحْیَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

Marfat.com

◂◂ (چوتھی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انتقال سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل وحی نازل فرمائی حتیٰ کہ آپ کی وفات بھی اسی حالت میں ہوئی کہ پہلے کی نسبت آپ پر زیادہ وحی نازل ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(۱۱۶) اَلْخَامِسُ: عن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◂◂ (پانچویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بندہ اسی حالت پر اُٹھایا جائے تھا جس پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

شرح:

اس حدیث میں ہمارے لیے درس ترہیب ہے کہ آدمی جس حال میں مرے گا اسی حال میں اُٹھایا جائے گا تو ہم کو نیک عمل میں مصروف رہنا چاہیے کہ کبھی کسی وقت بھی موت آسکتی ہے یہ نہ ہو کہ ہم خدا نہ کرے کسی گناہ میں مشغول ہوں اور ہماری موت آجائے اور پھر حشر کے دن بھی ہم اسی گناہ میں اٹھائے جائیں۔ لہٰذا گناہ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر کے ہمیں نیکی میں مشغول رہنے کی عادت ڈالنی چاہیے کیونکہ کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں ہم پر موت ابھی نہیں آئے گی کیا ہم نے اپنی آنکھوں سے جوانوں کے جنازوں کو نہیں دیکھا؟؟ ارے جوان تو جوان بچے جو ابھی جوانی کی دہلیز کو نہیں پہنچتے وہ بھی فوت ہو جاتے ہیں، موت ضرور آئے گی اور ہر کسی پر آئے گی یہ نہ جوانی دیکھتی ہے نہ بچپن اور بڑھاپے میں تو ویسے ہی لوگ موت کو یاد کرتے ہیں۔

115: بخاری شریف، فضائل القرآن، رقم الحدیث: 4697، مسلم شریف، رقم الحدیث: 3016، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 13504، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 7983)

116: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2878

Marfat.com

١٣-بَابٌ فِي بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ

بھلائی کے کثیر راستوں کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرۃ:215)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ﴾ (البقرۃ:197)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴾ (الزلزلۃ:7)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

تشریح:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آیت "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا" (76-الانسان:8) نازل ہوئی یعنی مال کی محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں تو لوگ یہ سمجھ گئے کہ اگر ہم تھوڑی سی چیز راہ اللہ دیں گے تو کوئی ثواب نہ ملے گا مسکین ان کے دروازے پر آتا لیکن ایک آدھ کھجور یا روٹی کا ٹکڑا وغیرہ دینے کو حقارت خیال کر کے یونہی لوٹا دیتے تھے کہ اگر دیں تو کوئی اچھی محبوب و مرغوب چیز دیں ادھر تو ایک جماعت یہ تھی، دوسری جماعت وہ تھی جنہیں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر ہماری پکڑ نہ ہو گی مثلاً کبھی کوئی جھوٹ بات کہہ دی کبھی ادھر ادھر نظریں ڈال لیں، کبھی غیبت کر لی وغیرہ جہنم کی وعید تو کبیرہ گناہوں پر ہے تو یہ آیت "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (99-الزلزال:۷) نازل ہوئی۔ اور انہیں بتایا گیا کہ چھوٹی سی نیکی کو حقیر نہ سمجھو یہ بڑی ہو کر ملے گی اور تھوڑے سے گناہ کو بھی بے جان نہ سمجھو کہیں تھوڑا تھوڑا مل کر بہت نہ بن جائے" ذرہ" کے معنی چھوٹی چیونٹی کے ہیں، یعنی نیکیوں اور برائیوں کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لے گا بدی تو ایک ہی لکھی جاتی ہے نیکی

Marfat.com

ایک کے بدلے دس بلکہ جس کے لیے اللہ چاہے اس سے بھی بہت زیادہ بلکہ ان نیکیوں کے بدلے برائیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں ایک ایک کے بدلے دس دس بدیاں معاف ہو جاتی ہیں پھر یہ بھی ہے کہ جس کی نیکی برائی سے ایک ذرے کے برابر بڑھ گئی وہ جنتی ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "گناہوں کو ہلکا نہ سمجھا کرو یہ سب جمع ہو کر آدمی کو ہلاک کر ڈالتے ہیں"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برائیوں کی مثال بیان کی کہ جیسے کچھ لوگ کسی جگہ اترے پھر ایک ایک دو دو لکڑیاں چن لائے تو لکڑیوں کا ڈھیر لگ جائے گا پھر اگر انہیں سلگایا جائے تو اس وقت اس آگ پر جو چاہیں پکا سکتے ہیں) اسی طرح تھوڑے تھوڑے گناہ بہت زیادہ ہو کر آگ کا کام کرتے ہیں اور انسان کو جلا دیتے ہیں۔

(مسند احمد: 402، ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ (الجاثیۃ: 15)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو بھلا کام کرے تو اپنے لئے۔

وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ .

اس موضوع کی بے شمار آیات کریمہ موجود ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِیَ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ فَنَذْكُرُ طَرَفًا مِّنْهَا:

اور احادیث بہت زیادہ اور بے شمار ہیں ہم ان میں سے کچھ یہاں بیان کریں گے۔

(۱۱۷) اَلْاَوَّلُ: عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ" . قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا" . قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: "تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ" . قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ: "تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ ؛ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰی نَفْسِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلصَّانِعُ" بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ، وَرُوِیَ "ضَائِعًا" بِالْمُعْجَمَةِ: اَیْ ذَا ضِيَاعٍ مِنْ فَقْرٍ اَوْ عِيَالٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، "وَالْاَخْرَقُ": اَلَّذِیْ لَا يُتْقِنُ مَا يُحَاوِلُ فِعْلَهٗ .

◄◄ (پہلی) حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا: کون سا غلام (آزاد

117: بخاری شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث: 2382، مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 84، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1475، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 21539، الادب المفرد، رقم الحدیث: 220، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7871، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 8723، سنن الکبریٰ البیہقی، رقم الحدیث: 12375۔

Marfat.com

کرنا) بہتر ہے؟ فرمایا: جو اپنے اہل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور جس کی قیمت بھی زیادہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ نہ کرسکوں تو؟ فرمایا: کسی (محتاج) کام کرنے والے کی مدد کر یا کسی مجبور کی مدد کر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں کوئی کام کرنے سے بے بس ہو جاؤں تو؟ آپ نے فرمایا: تو پھر اپنے شر کو لوگوں سے روک لے کیونکہ یہ بھی تیری جان کے لئے تیری طرف سے صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الصانع: صاد مہملہ کے ساتھ۔ (کام کرنے والا) ہی زیادہ مشہور ہے اور بعض روایات میں اس کی جگہ، ضائعًا آیا ہے صاد معجمہ کے ساتھ اس کا معنی ہے: غربت اور عیال داری کی وجہ سے پریشان حال۔

الاخرق: جو جس کام کا ارادہ کرے اسے صحیح طور پر سرانجام نہ دے سکتا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان سب سے بڑا عمل ہے اور اس کا ثواب بھی سب سے زیادہ ہے اور یہی فضیلت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیمتی اور پسندیدہ چیز اللہ کی راہ مین دینا کامل نیکی اور اجر عظیم کا باعث ہے (اس کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ)

(۱۱۸) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ، وَکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ، وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ، وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

"اَلسُّلَامٰی" بِضَمِّ السِّیْنِ الْمُھْمَلَۃِ وَتَخْفِیْفِ اللَّامِ وَفَتْحِ الْمِیْمِ: اَلْمُفْصَلُ.

◄◄ (دوسری) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے سو ہر تسبیح صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور ہر نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں۔ (مسلم)

118: مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث: 720

Marfat.com

حل لغات:

السُّلامٰی: سین کے پیش، لام کی تخفیف اور میم کے زبر کے ساتھ، اس کا معنی ہے: جوڑ

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آدمی اسلام پر عمل کرے تو اس کا ہر کام نیکی بن جاتا ہے، کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن منکر، اور نوافل وغیرہ پڑھنا اسلام پر ہی عمل کرنا ہے۔ اور یہ چیزیں صدقات بھی ہیں اور بھلائیاں بھی ہیں۔

(۱۱۹) اَلثَّالِثُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ، وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ (تیسری) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے کے عمل کو بھی دیکھا اور میں نے اس کے برے اعمال میں یہ بھی دیکھا کہ مسجد میں پڑے ہوئے ناک کے فضلے کو دفن نہ کیا گیا۔ (مسلم)

شرح:

معلوم ہوا جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں، اور حدیث میں تو یہ بھی آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری حیات اور میری وفات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں حیات اس لیے کہ تم مجھ سے باتیں کرتے ہو (مسائل دریافت کرتے ہو) میں تم سے باتیں کرتا ہوں (مسائل سمجھاتا ہوں) اور وفات اس لیے بہتر ہیں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو جو میں اچھے اعمال دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اور اگر برے اعمال دیکھتا ہوں تو اس آدمی کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہوں جس نے برا عمل کیا ہے۔ (مجمع الزوائد)

(۱۲۰) اَلرَّابِعُ: عَنْهُ: اَنَّ نَاسًا قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا

119: مسلم شریف، باب النھی مدقم الحدیث: 553

120: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم: 1006

Marfat.com

نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ اَمْوَالِهِمْ، قَالَ: "اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ بِهِ: اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَّنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اَيَاتِي اَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا اَجْرٌ؟ قَالَ: "اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلدُّثُورُ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَلْاَمْوَالُ وَاحِدُهَا: دَثْرٌ.

◄◄ (چوتھی) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مالدار لوگ تو ہم سے زیادہ اجر لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں' اور اپنی ضرورت سے زائد مال صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ چیز عطا نہیں فرمائی جو تم صدقہ کرو۔ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے' اور ہر تحمید (الحمدللہ) صدقہ ہے۔ ہر تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) صدقہ ہے' اور نیکی کا حکم صدقہ ہے' اور برائی سے روکنا صدقہ ہے' اور تمہارا اجماع کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اگر اپنی فطری شہوت پوری کرتا ہے تو اس پر بھی اسے اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا: غور کرو یہ کام اگر وہ حرام طریقے سے کرتا تو کیا اس کے لئے گناہ نہ ہوتا؟ سو اسی طرح اگر وہ یہ کام حلال طریقے سے کرے تو اس کے لئے ثواب ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

الدثور: ثاء مثلثہ کے ساتھ۔ (اس کا معنیٰ ہے) اموال۔ اس کا واحد دثر ہے۔

وزر: از، وزراً، بمعنی گناہ گار۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی مال دار مال کو اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں اور نماز روزہ بھی ادا کرتے ہیں اور ہم صرف نماز روزہ وغیرہ ہی ادا کرتے ہیں تو کیا اے اللہ کے رسول اللہ کا عمل ہم سے زیادہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو اور نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اجر بھی بڑھا دے گا۔ یعنی اگر مال دار مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں تو تم نیک اعمال کے ساتھ نیکیوں میں کثرت کرو۔

Marfat.com

(۱۲۱) اَلْخَامِسُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (پانچویں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ تمہارا خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے بھائی سے ملاقات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

(۱۲۲) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَّتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَابَّتِهٖ، فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ، وَّتُمِيْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی سِتِّيْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰهَ، وَسَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، اَوْ شَوْكَةً، اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ، اَوْ نَهٰی عَنْ مُّنْكَرٍ، عَدَدَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ فَاِنَّهٗ يُمْسِیْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ" .

◄◄ (چھٹی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ ہے جس میں سورج طلوع ہو۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو سواری پر بیٹھنے میں مدد دینا صدقہ ہے۔ کسی شخص کی سواری پر بوجھ لادنے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ اچھی بات کرنا صدقہ ہے اور نماز کی طرف چلنے کے لئے ہر قدم پر صدقہ ہے۔ اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم نے بھی اس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے۔ تو جس نے اللہ اکبر کہا، الحمدللہ کہا، لا الٰہ الا اللہ کہا، اور سبحان اللہ کہا، اور استغفر اللہ کہا یا لوگوں کے راستے سے پتھر' کانٹا یا ہڈی ہٹادی یا نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا اور ان کاموں کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہنچ گئی تو گویا اس روز وہ زمین پر اس طرح چل رہا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ کے

121: مسلم شریف، کتاب البر والصلة، رقم الحدیث: 2626

122: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2989

Marfat.com

عذاب سے بچالیا ہے۔

حل لغات:

خطوۃ: بمعنی چلنے کے وقت دو قدموں کے درمیان کا راستہ۔

مفصل: بمعنی بدن کے اعضاء کا جوڑ۔

زحزح: از، زحزحۃ، بمعنی دور کرنا، ہٹانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

(۱۲۳) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلنُّزُلُ": اَلْقُوْتُ وَالرِّزْقُ وَمَا يُهَيَّاُ لِلضَّيْفِ۔

◄◄ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ صبح و شام جب بھی وہ مسجد کی طرف جاتا ہے اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

النزل: خوراک اور رزق اور جو کچھ مہمان کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

(۱۲۴) اَلثَّامِنُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ: اَلْفِرْسِنُ مِنَ الْبَعِيْرِ كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّابَّةِ قَالَ: وَرُبَّمَا اسْتُعِيْرَ فِي الشَّاةِ۔

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمان بیبیو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے میں حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (متفق علیہ)

جوہری نے کہا: جس طرح چوپاؤں کے کھر کو 'حافر' کہتے ہیں اسی طرح اونٹ کے پاؤں کو 'الفرسن' کہتے ہیں اور یہ لفظ بکری کے کھر کے لئے بھی استعارۃً استعمال ہوتا ہے۔

(۱۲۵) اَلتَّاسِعُ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ

123: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 661 124: بخاری شریف، کتاب الھبۃ، رقم الحدیث: 2566

Marfat.com

وَسِتُّوْنَ شُعْبَۃً: فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ، وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْبِضْعُ" مِنْ ثَلَاثَۃٍ اِلٰی تِسْعَۃٍ بِکَسْرِ الْبَاءِ وَقَدْ تُفْتَحُ۔ وَ"الشُّعْبَۃُ": الْقِطْعَۃُ۔

◄◄ (نویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ساٹھ یا ستر سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے' اور ان میں سے کمتر، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے' اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

البضع: "با" کی زیر سے اور کبھی زبر سے بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کا معنی ہے: تین سے نو تک عدد۔

الشعبۃ: قطعہ، ٹکڑا، حصہ۔

(۱۲۶) اَلْعَاشِرُ: عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَیْنَمَا رَجُلٌ یَّمْشِیْ بِطَرِیْقٍ اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیْھَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا کَلْبٌ یَّلْھَثُ یَاْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ ھٰذَا الْکَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِیْ کَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّہٗ مَاءً ثُمَّ اَمْسَکَہٗ بِفِیْہِ حَتّٰی رَقِیَ، فَسَقَی الْکَلْبَ، فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ، فَغَفَرَ لَہٗ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ اَجْرًا؟ فَقَالَ: "فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ: "فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ، فَغَفَرَ لَہٗ، فَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ"

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا: "بَیْنَمَا کَلْبٌ یُّطِیْفُ بِرَکِیَّۃٍ قَدْ کَادَ یَقْتُلُہُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْہُ بَغِیٌّ مِّنْ بَغَایَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَھَا فَاسْتَقَتْ لَہٗ بِہٖ فَسَقَتْہُ فَغُفِرَ لَھَا بِہٖ"۔

"اَلْمُوْقُ": اَلْخُفُّ۔ وَ"یُطِیْفُ": یَدُوْرُ حَوْلَ "رَکِیَّۃٍ": وَھِیَ الْبِئْرُ۔

◄◄ (دسویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی۔ سو اسے ایک کنواں ملا۔ اس نے اس میں اتر کر پانی پیا جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکال رہا ہے' اور مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے (جی میں) کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہے جو میرا ہو گیا تھا۔ سو وہ کنویں میں اترا اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اس کو اپنے منہ میں پکڑ کر کنویں سے باہر نکلا۔ پس کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر

125: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:9، نسائی شریف، رقم الحدیث:5005

126: بخار شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث:2363

Marfat.com

فرمائی اور اس کو بخش دیا۔ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمارے لئے جانوروں (سے نیکی کرنے) میں بھی اجر ہے۔ فرمایا: ہاں! ہر تر جگر والے سے ہمدردی کرنے میں اجر ہے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کردیا۔

اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا قریب تھا کہ پیاس کی وجہ سے ہلاک ہوجائے۔ اسی اثناء میں بنی اسرائیل کی بدکار عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے اسے دیکھ لیا۔ سو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے کتے کے لئے کنویں سے پانی نکالا اور اسے پلایا تو اس کے اس عمل کے طفیل اس کو بخش دیا گیا۔

حل لغات:

الموق : بمعنی، موزہ

یطیف: بمعنی، اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

رکیۃ: بمعنی، کنویں کو کہتے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جیسا کہ بیان کیا گیا یہ واقعہ کسی آدمی کا ہے یا عورت کا دونون طرح کی روایات آتی ہیں لیکن غرض اس بات سے ہے کہ جانوروں سے نیکی کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے تو کیا انسان کے ساتھ نیکی میں اللہ تعالیٰ اجر نہیں دے گا؟؟؟ ضرور دے گا، اور اس کا دوسرا رخ یہ کہ اگر جانور یا انسان کے ساتھ نیک کرنے سے اجر ملتا ہے تو ان کو ضرر اور تکلیف دینے سے گناہ بھی ملتا ہے، اور مزے کی بات تو یہ کہ اگر ایک کتے کے ساتھ نیکی کرنے سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے تو اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ نیکی کرنے کا کتنا اجر ہوگا؟؟ لہٰذا ہمیں اپنے اردگرد مسلمان لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔

(۱۲۷) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: "مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ، فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ".

127: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 652

Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لھما: ’’بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ وَّجَدَ غُصْنَ شَوْکٍ عَلَی الطَّرِیْقِ فَاَخَّرَہٗ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ، فَغَفَرَ لَہٗ‘‘۔

◂◂ (گیارہویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک شخص کو اس عمل کے طفیل جنت میں ٹہلتے دیکھا کہ اس نے راستے سے ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص راستے پر ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس ٹہنی کو دور کردوں گا تا کہ مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔ سو (اس عمل پر) اسے جنت میں داخل کردیا گیا۔

اور بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے: ایک شخص راستے سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک خاردار ٹہنی راستے میں دیکھی تو اسے دور کردیا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔

حل لغات:

غصن: بمعنی، شاخ، ٹہنی۔

لانحین: از، نحیاً، بمعنی، دور کرنا، زائل کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ایسی نیکی ہے جس کی وجہ سے جنت مل سکتی ہے۔ اور راستے میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز راستے سے ہٹادی جائے جس سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوتی ہے، چاہے کوئی پتھر ہو یا کوئی کانٹے وغیرہ یا کوئی اور چیز۔

(۱۲۸) اَلثَّانِیْ عَشَرَ: عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ’’مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ وَزِیَادَۃُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا‘‘ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◂◂ (بارہویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لئے مسجد میں آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ اور

128: مسلم شریف، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: 857

Marfat.com

دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ بلکہ مزید تین دن کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں' اور جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے بے فائدہ کام کیا۔ (مسلم)

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں کنکریاں تھیں تو اپ نے فرمایا جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے لغو (بے فائدہ) کام کیا مطلب یہ کہ جو آدمی مسجد میں آیا اور پھر جمعہ کے دن خطبہ سننے کی بجائے کنکریوں کے ساتھ کھیلنے لگا تو اس کا یہ کام لغو ہے معلوم ہوا کہ خطبہ بہت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ سننا چاہیے۔ (دلیل الفالحین، تحت حدیث مذکورہ)

(۱۲۹) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَّدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (تیرہویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ایک مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے سو اپنا منہ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے وہ پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے دور ہوجاتے ہیں' اور جب وہ اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جو اس کے ہاتھ کی پکڑ کے ذریعے سرزد ہوئے وہ اس کے ہاتھوں سے پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ دور ہوجاتے ہیں اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ گناہ جو پاؤں کے ذریعہ اس سے سرزد ہوئے وہ پانی یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

بطشتها: از، بطشاً، بمعنی، پکڑنا، گرفت کرنا۔

نقیاً: از، نقاء، بمعنی، صاف ستھرا ہونا، خالص ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

129: مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث: 244

Marfat.com

شرح:

وضو کی برکت سے انسان نے جو گناہ کیا اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات نقل کی گئی ہے کہ ایک آدمی غسل کر رہا تھا تو آپ نے اس کے غسل کے پانی کو دیکھا اور فرمایا کہ زنا نہ کیا کرو۔ اس حدیث میں جو بیان ہوا کہ گناہ دور ہو جاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ بخش دیتا ہے جیسا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان گناہ کے بعض اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لیے آئے تو اس کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے لیے جو غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ گناہوں پر ندامت بھی توبہ ہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ نادم ہو کر ہی اللہ کی بارگاہ میں آیا ہے۔

(۱۳۰) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (چودھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں جو ان کے درمیان سرزد ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

(۱۳۱) اَلْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (پندرہویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جس کے ساتھ درجات بلند کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو تکلیف دہ (سخت سردی وغیرہ کی) صورت میں کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ تمہارے لیے رباط ہے۔ (مسلم)

130: مسلم شریف، کتاب الطہارۃ، رقم الحدیث: 233

131: مسلم شریف، الطہارت، رقم الحدیث: 251

Marfat.com

حل لغات:

یمحو: از، محیاً، بمعنی مٹانا۔

الرباط: جس سے کوئی چیز باندھی جائے،

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نماز کا انتظار کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے تا کہ دوسری نماز ادا کرے یا مطلب یہ کہ اس کا دل نماز کے انتظار میں لگا رہے۔ کہ کب اذان ہوتی ہے اور میں نماز کے لیے دوبارہ مسجد میں جاتا ہوں۔

(۱۳۲) اَلسَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلْبَرْدَانِ": الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ ۔

◄◄ (سولہویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دو ٹھنڈی (صبح وعصر کی) نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ (متفق علیہ)

البردان: صبح اور عصر (کی نمازیں)۔

(۱۳۳) اَلسَّابِعُ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◄◄ (سترہویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں وہی اعمال درج کیے جاتے ہیں جو وہ قیام اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔ (بخاری)

(۱۳۴) اَلثَّامِنُ عَشَرَ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

◄◄ (اٹھارہویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیک کام

132: بخاری شریف، مواقیت الصلاۃ رقم الحدیث:574

133: بخاری شریف، الجہاد، رقم الحدیث:2996

134: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6021

Marfat.com

صدقہ ہے۔ (بخاری)

اور امام مسلم نے اس حدیث کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(۱۳۵) اَلتَّاسِعُ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً، وَّمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً، وَّلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" . وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَّلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا شَيْءٌ، اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً" .

وَرَوَيَاهُ جَمِيْعًا مِّنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

قَوْلُهٗ: "يَرْزَؤُهٗ" اَيْ يَنْقُصُهٗ .

◄◄ (انیسویں) اور انہی (یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو انسان پودا لگاتا ہے تو اس کا جو پھل کھایا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اس سے چوری ہو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے اور جو کوئی اس میں کمی کرے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ہی ایک روایت میں ہے: ایک مسلمان جو پودا لگاتا ہے اس پودے سے انسان، چوپائے یا پرندے جو بھی کھائیں وہ اس مسلمان کے لئے قیامت تک صدقہ ہوتا ہے اور مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے: ایک مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا فصل کاشت کرتا ہے اس سے انسان، چوپائے یا جو چیز بھی کھائے وہ اس مسلمان کے لئے صدقہ ہے۔ بخاری و مسلم دونوں نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

حل لغات:

یغرس: از، غرساً، بمعنی درخت لگانا۔

یرزؤہ: یعنی کم کرتا ہے۔

یزرع: از، زرعاً، بمعنی کھیتی باڑی کرنا، بیج بونا، زمین جوتنا۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر ۴۰ میں گزر چکا ہے۔

135: بخاری شریف، کتاب المزارعۃ، رقم الحدیث: 232

Marfat.com

شرح:

یعنی انسان کے لیے وہ درخت صدقہ جاریہ بن جاتا ہے جو بھی کھائے گا تو اس کا ثواب لگانے والے کو ہوگا، یہی مثال اسی ایسے آدمی کی ہے جو اپنے پیچھے نیک اور دین کی خدمت کرنے والی اولاد چھوڑ جاتا ہے، کہ جو بھی اس سے علم دین حاصل کرے گا اس کا ثواب اس آدمی کو ملتا رہے گا۔ اور اس کی بہت زیادہ مثالیں ہیں۔

(۱۳۶) اَلْعِشْرُوْنَ: عَنْهُ، قَالَ: اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ: "اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ . فَقَالَ: "يَا بَنِيْ سَلِمَةَ، دِيَارَكُمْ، تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا بِمَعْنَاهُ مِنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

وَ"بَنُوْ سَلِمَةَ" بِكَسْرِ اللَّامِ: قَبِيْلَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَ"اٰثَارُهُمْ": خُطَاهُمْ .

◄◄ (بیسویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انہیں فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ یارسول اللہ! ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی مقیم رہو۔ تمہارے قدموں کے نشانات کو لکھا جائے گا۔ تمہارے قدموں کے نشانوں کو لکھا جائے گا۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے: ہر قدم کے عوض ایک درجہ ملے گا۔ امام بخاری نے اسی کے ہم معنی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

حل لغات:

بنو سلمہ: لام کی زیر کے ساتھ، انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مشہور قبیلہ۔

اثار ھم: ان کے قدم، انکے قدموں کے نشان۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸ میں گزر چکا ہے۔

136: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث:665

Marfat.com

شرح:

یعنی مسجد میں آنے کے لیے جتنے زیادہ چلو گے اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا،معلوم ہوا کہ نیک کرنے میں جتنی زیادہ کوشش اور دقت ہوگی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا جائے گا،جس طرح سردیوں کے روزوں سے گرمیوں کے روزے زیادہ ثواب کا باعث ہیں کیونکہ اس میں آدمی کو پیاس اور بھوک سردیوں کے روزوں کی نسبت زیادہ لگتی ہے۔

(۱۳۷) اَلْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَجُلٌ لَّا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْہُ، وَکَانَ لَا تُخْطِئُہُ صَلَاۃٌ، فَقِیْلَ لَہٗ اَوْ فَقُلْتُ لَہٗ: لَوِ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُہٗ فِی الظَّلْمَاءِ وَفِی الرَّمْضَاءِ؟ فَقَالَ: مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَھْلِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اِنَّ لَکَ مَا احْتَسَبْتَ"۔

"اَلرَّمْضَاءُ": اَلْاَرْضُ الَّتِیْ اَصَابَھَا الْحَرُّ الشَّدِیْدُ۔

◂◂ (اکیسویں) حضرت ابومنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا، میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی اس سے زیادہ مسجد سے دور ہو لیکن اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔اس سے کہا گیا راوی کہتے ہیں یا میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں اور اندھیرے اور گرمی کی شدت میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کریں تو بہتر ہو۔اس نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے نزدیک ہو، میں چاہتا ہوں کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں تو میرا چلنا لکھا جائے اور جب مسجد سے واپس اپنے گھر لوٹوں تو میرے وہ قدم بھی لکھے جائیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے (اس کے لیے) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تیرے لئے جمع فرما دیا ہے۔(مسلم)

اور ایک روایت میں ہے تجھے وہی کچھ ملے گا جس کا تو نے گمان کیا۔

حل لغات:

الظلما: بمعنی تاریکی، رات کا پہلا حصہ۔

الرمضا: وہ زمین جہاں شدید گرمی پڑتی ہو۔

تعارف راوی:

ابی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں، کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے زمانہ نبوی میں

137: مسلم شریف، باب المساجد، رقم الحدیث: 663

Marfat.com

قرآن مجید حفظ کیا اوران فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے صحابہ میں بڑے قاری تھے۔حضور انور نے آپ کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابوالطفیل ،حضور انور نے آپ کو خطاب دیا سید انصار،عمر فاروق نے خطاب دیا سید المسلمین کا،آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ،مراۃ المناجیح، ج ۸،تحت حرف الباء)

شرح:

اس کی شرح ابھی ہی ماقبل حدیث میں گزری ہے،ابوالاحمد غفرلہ،،

(۱۳۸) اَلثَّانِیْ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً: اَعْلَاهَا مَنِیْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ یَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا ؛ رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِیْقَ مَوْعُوْدِهَا، اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"اَلْمَنِیْحَةُ": اَنْ یُّعْطِیَهُ اِیَّاهَا لِیَاْكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ یَرُدَّهَا اِلَیْهِ .

◀◀ (بائیسویں) حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں،جن میں سے سب سے اعلیٰ کسی کو دودھ دینے والی بکری عاریۃً دے دینا ہے۔ سو جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید پر،اور اس خصلت پر جس اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اس پر یقین کرتے ہوئے عمل کرے۔تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔(بخاری)

حل لغات:

خصلة: بمعنی عادت،اچھی،بری دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

المنیحة: کا معنی ہے:وہ کسی کو اس طرح بکری دے کہ وہ اس کا دودھ پیئے اور پھر اس کو واپس کردے۔

العنز: بمعنی بکری،مادہ،ہرن۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں،آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے،آپ بڑے عالم حافظ تھے،آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی،آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں،یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کر دیتے تھے پھر خوف خدا سے رویا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی

138: بخاری شریف،کتاب الھبۃ،رقم الحدیث:2631

Marfat.com

خراب ہو گئیں تھیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین،)

شرح:

معلوم ہوا کہ انسان کی اندر جتنی زیادہ نیک اور اچھی عادات اور خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی بڑھا دے گا بشرطیکہ وہ نیک خصائل کا استعمال بھی کرے۔ چند نیک خصلتیں یہ ہیں۔

کام کرنے والے کی مدد کرنا۔ جوتے کا تسمہ دینا۔ مسلمانوں کے عیوب پر پردہ ڈالنا۔ بھلائی کی طرف راہنمائی کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا وغیرہ۔

(۱۳۹) اَلثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَھُمَا عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُہُ رَبُّہُ لَیْسَ بَیْنَہُ وَبَیْنَہُ تَرْجُمَانٌ، فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ، فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ"۔

◄◄ (تیئسویں) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: آگ سے بچو! خواہ ایک کھجور ہی کے ذریعہ ہو۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ بغیر ترجمان کے کلام فرمائے گا۔ سو وہ اپنے دائیں جانب نظر کرے گا تو اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے اور وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو بھی اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ اور وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ نظر آئے گی۔ پس آگ سے بچو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے اور جو شخص کھجور بھی نہ پائے تو وہ عمدہ بات ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش کرے۔

حل لغات:

بشق: آدھا، جانب، کنارہ۔

ترجمان: از، ترجمہ، بمعنی کلام، ترجمہ کرنا، صفت ترجمان۔

اشام: بمعنی، بایاں پہلو، بے برکتی۔

139: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2631

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۴۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ صدقہ کی وجہ سے جہنم نجات مل سکتی ہے، چاہے صدقہ کسی کم قیمت چیز کا ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس میں بھی اس بات کو ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ صدقہ کر کے احسان نہ جتایا جائے ورنہ اس کا ثواب نہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم کے اندر اس بات سے بچنے کا حکم دیتا ہے کہ صدقہ کے بعد احسان جتایا جائے۔

(۱۴۰) اَلرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ، فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا، اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ، فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ. وَ"الْاَکْلَۃُ" بِفَتْحِ الْھَمْزَۃِ: وَھِیَ الْغَدْوَۃُ اَوِ الْعَشْوَۃُ۔

◀◀ (چوبیسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں جو کھانا کھائے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے اور پانی پئے تو بھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے۔ (مسلم)

الاکلۃ: ہمزہ کے زبر کے ساتھ۔ صبح یا شام کے کھانے کو کہتے ہیں۔

شرح:

کھانا پینا یہ انسان کی فطری ضرورت ہے انسان کا اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ تو دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کھلایا بھی پلایا بھی پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بھی فرمایا کہ اس پر میرے شکر ادا کرو تو میں تم کو اس کا بھی ثواب دوں گا، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ایک طرف تو انسان کا پیٹ بھرتا ہے اور دوسری طرف اس کو ثواب بھی دیتا ہے۔ کیا کبھی کسی نے ایسا کریم دیکھا ہے؟۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا کھانا کھا کر شکر کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ (حاکم فی المستدرک)

اور علامہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کھانا کھا کر شکر کرنے والے کو روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل ثواب سے نوازتا ہے۔

(۱۴۱) اَلْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَجِدْ؟ قَالَ: "یَعْمَلُ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ؟ قَالَ: "یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْھُوْفَ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ

140: مسلم شریف، کتاب الذکر، رقم الحدیث: 2734

Marfat.com

يَسْتَطِعْ، قَالَ: "يَامُرُ بِالْمَعْرُوفِ اَوِ الْخَيْرِ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ، فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(پچیسویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ ہے۔ عرض کیا: اگر اسے استطاعت نہ ہو تو؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرے جس کا فائدہ اس کی اپنی ذات کو پہنچے تو یہ (اس کے لیے) بھی صدقہ ہے، عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرے، عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: نیکی اور بھلائی کا حکم دے۔ عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو۔ فرمایا: برائی سے رک جائے یہ بھی (اس کے لیے) صدقہ ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

الملهوف: بمعنی غمگین جو مال کھو بیٹھا ہو، وہ شخص جس کو کوئی قریبی داغ فراق دے گیا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں صدقہ کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً اپنے ہاتھ سے کسم کرے جس سے خود بھی نفع لے اور صدقہ بھی کرے، امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس بات کو اچھا نہ سمجھتے تھے کہ کوئی دن صدقہ سے خالی جائے کیونکہ آدمی قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، (احیاء العلوم از امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ)

اسی طرح مظلوم اور عاجز کی مدد، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، الغرض ہر فعل نیک اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

141: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:1376، مسلم شریف، رقم الحدیث:1008، نسائی شریف، رقم الحدیث:2538، دارمی شریف، رقم الحدیث:2747، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:195449، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:2318، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:7610، مسند ابوداؤد طیالسی، رقم الحدیث:495، مسند اسحاق، رقم الحدیث:245، الادب المفرد، رقم الحدیث:225، مسند حمیدی، رقم الحدیث:561، مسند ابن الجعد، رقم الحدیث:535

Marfat.com

۱۴-بَابٌ فِی الْاِقْتِصَادِ فِی الْعِبَادَۃِ

عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

میانہ روی کی تعریف: ایسا کام جو اوسط درجہ کا ہو، ایسا کام کرنا میں جو صفت ہوتی ہے اس کے (اقتصاد) میانہ روی کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی ۝﴾ (طٰہٰ: 1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو ۝

تشریح:

کہتے ہیں کہ جب قرآن پر عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے شروع کر دیا تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ لوگ تو اچھی خاصی مصیبت میں پڑ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہ پاک قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنے کو نہیں اترا بلکہ یہ نیکوں کے لیے عبرت ہے، یہ الہامی علم ہے۔ جسے یہ ملا اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ جس کے ساتھ اللہ کا ارادہ بھلائی کا ہو جاتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری: 71)

حافظ ابو القاسم طبرانی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرفوع صحیح حدیث لائے ہیں کہ قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلے فرمائے گا تو علماء سے فرمائے گا کہ میں نے اپنا علم اور اپنی حکمت تمہیں اسی لیے عطا فرمائی تھی کہ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دوں اور کچھ پرواہ نہ کروں کہ تم نے کیا کیا ہے؟ (طبرانی کبیر: 1381:)

پہلے لوگ اللہ کی عبادت کے وقت اپنے آپ کو رسیوں میں لٹکا لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشقت اپنے اس کلام پاک کے ذریعہ آسان کر دی اور فرمادیا کہ یہ قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا جیسے فرمان ہے، »فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ« (73-المزمل: 20)، جس قدر آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرۃ: 185)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

تشریح:

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دین وہی ہے جو آسانی والا ہو، بہتر دین وہی ہے جو آسانی والا ہو۔ (مسند احمد: 3/479)

مسند ہی میں ایک اور حدیث میں ہے، ابو عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وضو یا غسل کر کے تشریف لا رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے شروع کر دیے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا دین آسانیوں والا ہے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند احمد: 5/69)

مسند ہی کی ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو آسانی کرو سختی نہ کرو تسکین دو نفرت نہ دلاؤ۔ (صحیح بخاری: 6125)

بخاری و مسلم کی حدیث میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم دونوں خوشخبریاں دینا، نفرت نہ دلانا، آسانیاں کرنا سختیاں نہ کرنا، آپس میں اتفاق سے رہنا اختلاف نہ کرنا...... (صحیح بخاری: 6124)

سنن اور مسانید میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یکطرفہ نرمی اور آسانی والے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ (مسند احمد: 5/266)

سیدنا محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا غور سے آپ اسے دیکھتے رہے پھر فرمایا کیا تم اسے سچائی کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام اہل مدینہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ سناؤ کہیں یہ اس کی ہلاکت کا باعث نہ ہو سنو اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس امت کے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔ (مسند احمد: 5/32: تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

طاقت کے مطابق عمل کرو:

(۱۴۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ،

142: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث، مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 785، نسائی شریف، رقم الحدیث: 1642، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 24290، ابن حبان، رقم الحدیث: 359، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1282، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 1307، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 4514، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 4651، مسند اسحاق، رقم الحدیث: 625، مسند حمیدی، رقم الحدیث: 1485

Marfat.com

قَالَ: "مَنْ هٰذِهٖ؟" قَالَتْ: هٰذِهٖ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا ۔ قَالَ: "مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُوْنَ، فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا" وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَ"مَهْ": كَلِمَةُ نَهْيٍ وَزَجْرٍ ۔ وَمَعْنٰى

"لَا يَمَلُّ اللّٰهُ": لَا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَجَزَاءَ اَعْمَالِكُمْ وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِّ حَتّٰى تَمَلُّوْا فَتَتْرُكُوْا، فَيَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مَا تُطِيقُوْنَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُوْمَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ ۔

◄◄ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کے چرچے ہیں۔ فرمایا: رہنے دو۔ تم اتنی عبادت کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے سے نہیں اکتاتا حتیٰ کہ تم اکتا جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر عامل ہمیشگی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مہ: زجر و ممانعت کا کلمہ ہے۔

لایمل اللہ: کا معنی ہے: وہ تمہارا ثواب منقطع نہیں کرتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کی جزا روکتا ہے اور نہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسا ایک اکتا جانے والا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ تم خود ہی تھک جاؤ اور عمل چھوڑ دو۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ایسا کام کرو جس پر تم ہمیشگی اختیار کر سکو تا کہ اس کا ثواب اور فضل ہمیشہ تمہارے لئے برقرار رہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

آدمی کو اتنی ہی عبادت کرنی چاہیے جس پر مداومت کر سکتا ہے یہ نہیں کہ ایک دن تو سو رکعت نفل پڑھ لیے اور دوسرے دن ایک بھی نہ پڑھا اس سے بہتر ہے کہ آدمی ہر روز تھوڑی تھوڑی یعنی اپنی طاقت کے مطابق عبادت کرے، قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں احتمال ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے وہ تہجد کے لیے ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ تمام اعمال کے لیے ہو اور یہی دوسرا مفہوم زیادہ واضح ہے، (روضۃ المتقین تحت حدیث مذکورہ)

اور جو فرمایا کہ اللہ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی تم تھک جاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ثواب دیتے ہوئے نہیں تھکے گا لیکن تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے، لہٰذا اللہ کی عبادت میں اعتدال کرو تا کہ ہمیشہ عبادت کا سلسلہ جاری رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل ثواب ملتا رہے۔ (مرقاۃ فی الشرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

تین صحابہ کرام کا واقعہ:

(۱۴۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا وَقَالُوْا: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ . قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا . وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ . وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا . فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ، لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ جب ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو گویا انہوں نے اس عبادت کو کم سمجھا۔ کہنے لگے: ہمیں کہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت۔ آپ سے تو تمام الزامات جو آپ پر ہجرت سے پہلے لگائے گئے یا ہجرت کے بعد لگائے گئے دور کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات نماز میں گزارا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا' اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا' اور کبھی شادی نہ کروں گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی افطار کرتا ہوں' میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میرے طریقے سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رهط: بمعنی آدمی کی قوم وقبیلہ۔ یا تین سے دس تک کا گروہ جس میں عورت نہ ہو۔

اعتزل: از، عزلاً، بمعنی جدا کردینا، جدا ہونا۔

ارقد: از، رقداً، بمعنی۔ سونا

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

143: بخاری شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث:4776، ابن حبان، رقم الحدیث:317، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:13226

Marfat.com

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں بھی وہی بات ہے عبادت کروں لیکن اعتدال کے ساتھ تم مجھ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ عابد وزاہد تو نہیں لیکن پھر بھی میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا، رات کے ایک حصہ میں نماز پڑھتا ہوں اور پھر آرام بھی کرتا ہوں، یعنی اعتدال اختیار کرو۔

(۱۴۴) وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ": اَلْمُتَعَمِّقُوْنَ الْمُتَشَدِّدُوْنَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيْدِ ۔

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (بلاوجہ اور بلاموقعہ ومحل) تشدد کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ (مسلم)

المتنطعون: تشدد کے موقع ومحل کے بغیر تشدد کرنے والے۔ غلو کرنے والے۔

(۱۴۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا" ۔

قَوْلُهُ: "اَلدِّيْنُ": هُوَ مَرْفُوْعٌ عَلٰى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ ۔ وَرُوِيَ مَنْصُوْبًا وَّرُوِيَ "لَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ" ۔ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِلَّا غَلَبَهُ": اَيْ غَلَبَهُ الدِّيْنُ وَعَجَزَ ذٰلِكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّيْنِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهِ ۔ وَ"الْغَدْوَةُ": سَيْرُ اَوَّلِ النَّهَارِ ۔ وَ"الرَّوْحَةُ": اٰخِرُ النَّهَارِ ۔ وَ"الدُّلْجَةُ": اٰخِرُ اللَّيْلِ ۔

وَهٰذَا اِسْتِعَارَةٌ وَّتَمْثِيْلٌ، وَّمَعْنَاهُ: اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - بِالْاَعْمَالِ فِيْ وَقْتِ نَشَاطِكُمْ وَفَرَاغِ قُلُوْبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّوْنَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسْاَمُوْنَ وَتَبْلُغُوْنَ مَقْصُوْدَكُمْ، كَمَا اَنَّ الْمُسَافِرَ الْحَاذِقَ يَسِيْرُ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ وَيَسْتَرِيْحُ هُوَ وَدَابَّتُهُ فِيْ غَيْرِهَا فَيَصِلُ الْمَقْصُوْدَ بِغَيْرِ

144: مسلم شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث:2670

145: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:39، نسائی شریف، رقم الحدیث: 5034، ابن حبان، رقم الحدیث:351، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:11765، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4518، مسند الشھاب، رقم الحدیث:976

Marfat.com

تَعَبٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دین آسان ہے جو بھی دین میں سختی اختیار کرے گا دین اس پر غالب آ جائے گا۔ اس لئے راہ راست پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور خوش رہو اور صبح وشام اور رات کے پچھلے پہر سے (عبادت میں) مدد طلب کرو۔ (بخاری)

اور بخاری ہی میں ایک روایت میں ہے۔ راہ راست اختیار کرو میانہ روی اختیار کرو، صبح اور شام کو اور رات کے کچھ حصے میں عبادت کرو میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔

الدین: نائب الفاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے منصوب بھی مروی ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح مروی ہے۔

لَنْ يُّشَادَّالدِّيْنَ اَحَدٌ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اِلَّا غَلَبَهُ کا معنی ہے: دین غالب آ جائے گا اور یہ دین میں سختی اختیار کرنے والا دین پر کار بند رہنے سے اس لئے عاجز آ جائے گا کیونکہ دین کے بہت سارے شعبے ہیں۔

الغدوۃ: کا معنی ہے: دن کے پہلے پہر چلنا الروحۃ کا مطلب ہے: دن کے آخری حصہ میں چلنا۔ الدلجہ کا مطلب ہے: رات کے آخری حصہ میں چلنا۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہے اور اس کا معنی ہے تم ان اوقات میں عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے مدد طلب کرو جو سکون اور نشاط کے اوقات ہیں۔ جب تمہارے دل فارغ ہوں اور تم مقصد عبادت کو پہنچ جاؤ جس طرح کہ عقل مند مسافر ان اوقات میں سواری کو بھی آرام دیتا ہے اور بغیر تھکاوٹ کے اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حل لغات:

یشاد: از، شدۃ، بمعنی کسی پر تنگی ڈالنا۔

الغدوۃ: کا معنی ہے: دن کے پہلے پہر چلنا

الروحۃ کا مطلب ہے: دن کے آخری حصہ میں چلنا۔

الدلجہ کا مطلب ہے: رات کے آخری حصہ میں چلنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ عبادت میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو، علماء کرام فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ میانہ روی اس لیے بھی ضرور ہے کہ جب بندہ کسی چیز کو مسلسل کرتا ہی رہتا ہے تو وہ چیز اس کے لیے لازم ہو جاتی ہے تو پہلے اس کے ترک پر اس کو کوئی ضرر نہ تھا لیکن اب اس کے ترک پر اس کو عتاب کیا جاتا ہے، اور یہی معنی دین کو مشکل بنانے کے ہیں۔

عبادت میں تھکاوٹ کے سبب آرام کرنا:

(۱۴۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: "مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟" قَالُوْا: هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◂◂ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی دیکھی، فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ رسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے ہے جب نماز پڑھتے پڑھتے وہ تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو کھول دو، جب تک طبیعت پر سکون رہے نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو سو جاؤ۔ (متفق علیہ)

(۱۴۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ اَحَدكم اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◂◂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے پڑھتے اونگھ آجائے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند دور ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرتے کرتے اپنے آپ کو گالیاں دینے لگے۔ (یعنی اپنے لئے بددعا کرنے لگے) (متفق علیہ)

حل لغات:

نعس: از، نعساً، بمعنی اونگھنا۔

146: بخاری شریف، ابواب التہجد، رقم الحدیث:1099، مسلم شریف، رقم الحدیث:784، ابوداؤد، رقم الحدیث:1312، نسائی، رقم الحدیث:1643، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1371، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:12005، ابن حبان، رقم الحدیث:2492، ابن خزیم، رقم الحدیث:1180، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:1306، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4516، مسند حمیدی، رقم الحدیث:1404

147: بخاری شریف، کتاب الوضوء، رقم الحدیث:209، مسلم رقم الحدیث:786، ابوداؤد، رقم الحدیث:1310، ترمذی، رقم الحدیث:355، نسائی، رقم الحدیث:162، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1370، موطا امام مالک، رقم الحدیث:257، دارمی، رقم الحدیث:1383، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:24332، ابن حبان، رقم الحدیث:2583، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:907، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:154، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4504، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2800، مسند حمیدی، رقم الحدیث:185

Marfat.com

فیسبّ: از، سبّاً، بمعنی گالی دینا، برا بھلا کہنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جب انسان کے حواس قائم نہ ہوں تو اس کو نماز سے روکا جاتا ہے، کیونکہ کہیں یہ نہ ہو کہ وہ ایسا کلمہ اپنا منہ سے نکال دے جس سے وہ کفر کی نجاست میں چلا جائے تو ان میں سے ایک نیند بھی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمائی ہے ''کہ تم نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال کہ تم نشہ کے حالت میں ہو'' الغرض اس حدیث میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم ہے کہ نماز بھی پڑھو لیکن جب نیند آئے تو آرام بھی کرلیا کرو یہ تمہارے لیے بھی بہتر ہے اور تمہارے ایمان کے لیے بھی۔

خطبہ اور نماز میں اعتدال:

(۱۴۸) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدَ اللهِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتِ، فَكَانَتْ صَلَاتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهٗ: ''قَصْدًا'': اَیْ بَيْنَ الطُّوْلِ وَالْقِصَرِ ۔

◀◀ حضرت ابوعبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

قصدا: طوالت اور اختصار کے درمیان۔

(۱۴۹) وَعَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اٰخَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً ، فَقَالَ: مَا شَاْنُكِ؟ قَالَتْ: اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْيَا، فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا، فَقَالَ لَهٗ: كُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ فَاَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ: نَمْ ۔ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ

148: مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث: 866

149: بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث: 1968

Marfat.com

اَلْاٰنَ، فَصَلَّيَا جَمِيْعًا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ، فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَدَقَ سَلْمَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم کی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا نے بوسیدہ لباس پہن رکھا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگیں۔ آپ کے بھائی ابوالدرداء کی دنیا کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ سو جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور انہیں کہا: کھاؤ کیوں کہ میں تو روزے سے ہوں۔ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ۔ سو انہوں نے کھایا۔ پس جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اُٹھ کر جانے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سو جاؤ۔ وہ سو گئے۔ پھر وہ اٹھنے لگے تو انہوں نے فرمایا: سو جاؤ۔ پس جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب اُٹھو! پھر دونوں نے نماز پڑھی حضرت سلمان نے ان سے فرمایا: بے شک تمہارے رب کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے اہل خانہ کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اس لئے ہر حق دار کا حق ادا کرو پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ماجرا عرض کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلمان نے نے سچ کہا۔ (بخاری)

حل لغات:

اٰخی: از، مواخاۃ، بمعنی بھائی چارہ کرنا۔
متبذلۃ: از، تبذلاً، بمعنی، روزانہ پہننے کے کپڑے استعمال کرنا۔

تعارف راوی:

بوجحیفہ: آپ کا نام وہب ابن عبداللہ ہے، عامری ہیں، کوفہ میں رہے، نوعمر صحابہ میں سے ہیں، آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی، صحابی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز و ہوش دیکھا ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الجیم)

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ انسان کو صرا یک طرف ہی توجہ نہیں دینی چاہیے بلکہ اس کے ذمہ جتنے حقوق ہیں ان سب کو ادا کرنا چاہیے، یہ نہیں کہ صرف اللہ اللہ ہی کرتا رہے اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچوں کے حقوق کو پامال کرتا چلا

Marfat.com

جائے نہیں ان کے حقوق کو ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے جس کی یہ انسان عبادت میں مشغول رہنا چاہتا ہے۔ لہٰذا تمام کاموں کو ان کی حثیت کے مطابق وقت دینا چاہیے۔ اور اس کا نام میانہ روی اور اعتدال ہے۔

طاقت کے مطابق عمل کرو:

(۱۵۰) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ، وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟" فَقُلْتُ لَهٗ: قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ" قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ" قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ".

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "هُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ" فَقُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ"، وَلَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامِ الَّتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟" قُلْتُ: بَلٰی، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "فَلَا تَفْعَلْ: صُمْ وَاَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ؛ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ" فَشَدَّدْتُّ فَشُدِّدَ عَلَیَّ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ صِيَامَ نَبِیِّ اللهِ دَاوُدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ" قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ؟ قَالَ: "نِصْفُ الدَّهْرِ" فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَمَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِیْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟" فَقُلْتُ: بَلٰی، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: "فَصُمْ صَوْمَ نَبِیِّ اللّٰهِ دَاوُدَ، فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ، وَاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ" قُلْتُ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فَاقْرَاْهُ فِیْ كُلِّ عِشْرِيْنَ" قُلْتُ:

150: مسلم شریف، کتاب الصیام، رقم الحدیث: 1159

Marfat.com

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِنِّيْ اَطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ" قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ" فَشَدَّدْتُّ فَشُدِّدَ عَلَيَّ وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمْرٌ" قَالَ: فَصِرْتُ اِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَاِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ" ثَلَاثًا .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوُدَ، وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صَلَاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: "اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ - - اَيْ: امْرَاَةَ وَلَدِهِ - فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا . فَتَقُوْلُ لَهُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَّمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا، وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُّنْذُ اَتَيْنَاهُ . فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَلْقِنِيْ بِهٖ" فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "كَيْفَ تَصُوْمُ؟" قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: "وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟" قُلْتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ، وَّذَكَرَ نَحْوَ مَا سَبَقَ، وَكَانَ يَقْرَاُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبُعَ الَّذِيْ يَقْرَؤُهُ، يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَّاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ صَحِيْحَةٌ، مُعْظَمُهَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ، وَقَلِيْلٌ مِّنْهَا فِيْ اَحَدِهِمَا .

◄◄ ابو محمد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں عمر بھر دن کو روزہ رکھوں گا' اور رات کو قیام کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے یہ بات کی ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم یہ نہیں کر سکو گے۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، سوؤ بھی اور قیام بھی کرو۔ ہر مہینے تین روزے رکھو کیونکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے تو اس طرح یہ عمر بھر کا روزہ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے: اور یہ تمام روزوں سے بہتر ہے۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ تمام روزوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی استطاعت رکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے افضل کوئی (روزہ) نہیں ہے۔ (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں:) اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق تین دن کے روزوں کو قبول کرلیا ہوتو تو یہ مجھے اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے: کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، سوؤ بھی اور قیام بھی کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ سو تمہارے لئے کافی ہے کہ تم ہر ماہ تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا، اور اس طرح یہ تمہارے ہمیشہ کے روزے ہو جائیں گے۔ (فرماتے ہیں کہ) پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر معاملہ سخت کر دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے اندر طاقت پاتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا۔ فرمایا: آدھا زمانہ۔ جب حضرت عبداللہ بوڑھے ہو گئے تو فرمایا کرتے۔ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا۔

ایک اور روایت میں ہے: کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو، اور ہر رات پورا قرآن حکیم پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں: یارسول اللہ! اس سے میرا ارادہ سوائے بھلائی کے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا سا روزہ رکھو کیونکہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے، اور پورے ماہ میں قرآن ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ میں اس سے بہتر کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر بیس دن میں قرآن حکیم ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ میں اس سے بہتر کی طاقت ہے: فرمایا: پھر سات دن میں قرآن حکیم ختم کیا کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھا کرو۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر معاملہ سخت کر دیا گیا، اور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ شاید تمہاری عمر لمبی ہو جائے سو پھر اسی طرح ہو گیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ پس جب میں بوڑھا ہو گیا تو مجھے یہ بات بہت بھلی لگی کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے تمہارے بچوں کا بھی تم پر حق ہے: ایک روایت میں ہے اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

اور ایک روایت میں ہے: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں، اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات سوتے رات کا تیسرا حصہ عبادت کرتے اور رات کا چھٹا حصہ سو جاتے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور جب دشمن کے مدمقابل آتے تو فرار اختیار نہ کرتے۔

اور ایک روایت میں ہے: میرے والد نے میرا نکاح ایک حسب ونسب والی عورت سے کر دیا وہ اپنی بہو کے پاس تشریف لاتے اور اس سے اس کے شوہر یعنی میرے متعلق پوچھتے، وہ کہتی: بہت اچھے آدمی ہیں۔ جب سے ہم ان کے پاس آئے ہیں نہ تو وہ ہمارے بستر پر لیٹے ہیں' اور نہ انہوں نے ہماری جانب سے پردہ سرکایا ہے۔ (مراد جماع ہے) جب کافی عرصہ گزر گیا تو میرے والد نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اسے مجھ سے ملواؤ۔ سو میں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: روزے کیسے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہر روز۔ فرمایا: قرآن کیسے ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہر رات۔ اس کے بعد سابقہ حدیث بیان کی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رات کو قرآن حکیم کی جو منزلیں تلاوت کرنا ہوتیں وہ دن کے وقت اہل خانہ میں سے کسی کو سناتے تاکہ رات کو ان کی تلاوت آسان ہو' اور جب طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کچھ دن افطار کرتے اور وہ دن گنتے رہتے اور اتنے ہی دن پھر روزہ رکھ لیتے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ عمل ترک نہ ہو جائے جس پر وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے تھے۔

یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ ان میں سے اکثر تو بخاری ومسلم دونوں میں ہیں' اور چند ان میں صرف ایک میں مروی ہیں۔

حل لغات:

ماعشت: از، عیشاً، بمعنی زندگی گزارنا۔

لزورك: از، زیارة، بمعنی ملاقات کرنا۔

فشددت: از، شدة، بمعنی سختی کرنا۔

یفتش: از، فتشاً، بمعنی سوال کرنا، بحث کرنا، ڈھونڈنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان تمام روایات کی شرح ہو چکی ہے، کہ ہر چیز میں میانہ روی اور اعتدال کرنا چاہیے چاہیے وہ تلاوت قرآن ہو یا

Marfat.com

روزے، نماز وغیرہ تا کہ دوسروں کے حقوق تلف نہ ہوں۔

(۱۵۱) وَعَنْ اَبِیْ رِبْعِیٍّ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاُسَيِّدِيِّ الْكَاتِبِ اَحَدِ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟! قُلْتُ: نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَاَنَّا رَاْیَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا، قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا ذَاكَ؟" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیَ الْعَيْنِ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ، اَنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِیْ، وَفِی الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِیْ طُرُقِكُمْ، لٰكِنْ يَّا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهٗ: "رِبْعِيٌّ" بِكَسْرِ الرَّاءِ . وَ"الْاُسَيِّدِيُّ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُّشَدَّدَةٌ مَكْسُوْرَةٌ . وَقَوْلُهٗ: "عَافَسْنَا" هُوَ بِالْعَيْنِ وَالسِّيْنِ الْمُهْمَلَتَيْنِ اَیْ: عَالَجْنَا وَلَاعَبْنَا . وَ"الضَّيْعَاتُ": الْمَعَايِشُ .

◄◄ حضرت ابو ربعی حنظلہ بن الربیع اسیدی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے ایک کاتب ہیں، ان سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: اے حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا: حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں' تو گویا ہم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں' اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے نکلتے ہیں' تو ہم بیویوں، اولاد اور کاروبار وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں' اور بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آتا ہے سو میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں'

151: مسلم شریف، کتاب التوبہ، رقم الحدیث: 2750

Marfat.com

اور آپ ہمیں جنت و دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں' تو گویا ہم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں' اور جب ہم آپ کے یہاں سے نکلتے ہیں' تو اپنی بیویوں، بچوں اور کام کاج میں کھو جاتے ہیں' اور بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر تمہاری حالت ہمیشہ ایسی رہے جیسی اس وقت ہوتی ہے جب تم میرے پاس ہوتے ہو' یا جب تم ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے بستروں اور راستوں پر تم سے مصافحہ کیا کریں، لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے یہ تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ (مسلم)

حل لغات:

ربعی: را پر زیر کے ساتھ۔

الاسیدی: ہمزہ کے پیش، سین پر زبر کے ساتھ۔ اس کے بعد یا مشدد ہے' اور اُس پر زیر ہے۔

عافسا: عین اور سین کے ساتھ۔ یعنی ہم مشغول ہو جاتے ہیں' اور کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔

الضیعات: معاش کے ذریعے۔

تعارف راوی:

حنظلہ ابن ربیع: آپ تمیمی ہیں، آپ کو کاتب کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کاتبِ وحی رہے ہیں، حضور انور کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں سے مقام قرقس گئے وہاں ہی رہے، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی آپ سے ابو عثمان اور یزید ابن شخیر نے احادیث لیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الحاء)

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی عبادت کا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کیفیت اور ہوتی ہے اور کبھی معاش کا وقت ہوتا ہے اور اس میں کیفیت اور ہوتی ہے، اور جب بال بچوں کے پاس ہوتے ہیں تو کیفیت اور ہوتی ہے، یعنی ہر کام اور ہر جگہ کی الگ کیفیت ہوتی ہے تو اس میں کوئی خرج نہیں، کیونکہ وقت وقت کی بات ہے۔

غیر شرعی نذر:

(۱۵۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوْا: أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ فِي الشَّمْسِ وَلَا يَقْعُدَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ، وَلَا يَتَكَلَّمَ، وَيَصُوْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مُرُوْهُ، فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلَّ،

152: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 6704

Marfat.com

وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◄◄ حضرت ابن عباس ﷠ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اس دوران نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو کھڑے دیکھا۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مان رکھی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا۔ نہ بیٹھے گا نہ سائے میں جائے گا' اور نہ بات کرے گا' اور روزہ رکھے گا۔

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے حکم دو کہ بات کرے' سائے میں جائے اور بیٹھے' اور اپنا روزہ پورا کرے۔

(بخاری)

حل لغات:

نذر: از، نذراً، بمعنی، نذر ماننا۔ (منت ماننا)

یقعد: از، قعوداً، بمعنی بیٹھنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ابواسرائیل یہ ان کی کنیت ہے لیکن ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قشیر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قیصر ہے

(دلیل الفالحین، تحت حدیث مذکورہ)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس نذر کو پورا کرنا ممکن نہ ہو اس کو پورا نہیں کیا جائے گا، جیسے یہاں پر بعض جگہ پر بولنا ضروری ہوتا ہے جیسے سلام کا جواب دینے میں، نماز مین قرأت کرنے میں، اس طرح آدمی بلکہ نہ بیٹھے یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ نماز میں قعدہ تو کرنا ہی ہے۔ (مرقاۃ فی الشرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اس حدیث سے یہ بھی سبق ملا کہ نذر (منت) وہ ماننی چاہیے جو شریعت کے مطابق ہو آج کل لوگ مزاروں پر جا کر بھی بت چڑھاتے ہیں، کبھی ڈھول کے ساتھ دھمال ڈالتے ہیں اور کبھی کچھ اور غیر شرعی کام کرتے ہیں۔ ایسی بیہودہ اور غیر شرعی رسوم اور نذروں کو ختم کر کے شرعی نذر (منت) مان لیں تو بہت بہتر ہے مثلاً کہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے نفل ادا کروں گا، یا روزہ رکھوں گا، یا کسی قریب کی مدد کروں گا، وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

(۱۵)بَابٌ فِی الْمُحَافَظَةِ عَلَی الْاَعْمَالِ

اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ ﴾ (الحدید:16)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس کے حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

تشریح:

پروردگار عالم فرماتا ہے کیا مومنوں کے لیے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر اللہ، وعظ نصیحت، آیات قرآنی اور احادیث نبوی سن کر ان کے دل موم ہو جائیں؟ سنیں اور مانیں احکام بجالائیں ممنوعات سے پرہیز کریں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قرآن نازل ہوتے ہی تیرہ سال کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں کو اس طرف نہ جھکنے کی شکایت کی گئی۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار ہی سال گزرے تھے جو ہمیں یہ عتاب ہوا۔ (صحیح مسلم:3028)

اصحاب رسول پر ملال ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کچھ بات تو بیان فرمایئے پس یہ آیت اترتی ہے: نَحنُ نَقُصُّ عَلَیكَ أَحسَنَ القَصَصِ بِمَا أَوحَینَا إِلَیكَ هَذَا القُرآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبلِهِ لَمِنَ الغَافِلِینَ،،

(12-یوسف:3)

ایک مرتبہ کچھ دنوں بعد یہی عرض کرتے ہیں تو آیت اترتی ہے۔» اللّٰہُ نَزَّلَ أَحسَنَ الحَدِیثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِیَ تَقشَعِرُّ مِنهُ جُلُودُ الَّذِینَ یَخشَونَ رَبَّهُم ثُمَّ تَلِینُ جُلُودُهُم وَقُلُوبُهُم إِلَى ذِكرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ یَهدِی بِهِ مَن یَشَاءُ وَمَن یُضلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ " (39-الزمر:23)

پھر ایک عرصہ بعد یہی کہتے ہیں تو یہ آیت ”أَلَم یَأنِ لِلَّذِینَ آمَنُوا أَن تَخشَعَ قُلُوبُهُم لِذِكرِ اللَّهِ (57-الحدید:16) اترتی ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے خیر جو میری امت سے اٹھ جائے گی وہ خشوع ہوگا۔

(تفسیر ابن جریر الطبری:11/681)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنَاہُ الْاِنْجِیلَ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً وَّرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنَاھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا ﴾ (الحدید: 27)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا ﴾ (النحل: 92)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ کر کے توڑ دیا۔

تشریح:

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سوت کاتنے کے بعد، ٹھیک ٹھاک اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیوجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی۔ یہ تو اس کی مثال ہے جو عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے۔ یہی بات ٹھیک ہے اب اسے جانے دیجئے کہ واقعہ میں کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو نہ کرتی ہو یہاں تو صرف مثال مقصود ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۝ ﴾ (الحجر: 99)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

(۱۵۳) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَمِنْھَا: حَدِیْثُ عَائِشَۃَ: وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْہِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُہٗ عَلَیْہِ. وَقَدْ سَبَقَ فِی الْبَابِ قَبْلَہٗ.

◄◄ اور احادیث میں سے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ تھا جس پر اس کا عامل ہمیشگی اختیار کرے۔ اس سے پہلے باب میں بھی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

153: مسلم شریف، کتاب الصلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 747

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جب بھی کسی نیک کام کو شروع کرے تو موت تک اس کو کرتے ہی رہنا چاہیے، اگرچہ مقدار کے لحاظ سے کم ہی ہو کیونکہ جب وہ ہمیشگی کی صفت کے ساتھ مزین ہوگا تو قطرہ قطرہ سے دریا بن جائے گا اور ویسے بھی اہل تصوف کہتے ہیں کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

مزید یہ کہ اس حدیث میں دین پر استقامت کا بیان ہے اس پر ہم باب الاستقامۃ میں بہت کچھ بیان کر چکے ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔ ابوالاحمد غفرلہ،،

(۱۵۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِہٖ مِنَ اللَّیْلِ، اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ، فَقَرَاَہٗ مَا بَیْنَ صَلَاۃِ الْفَجْرِ وَصَلَاۃِ الظُّہْرِ، کُتِبَ لَہٗ کَاَنَّمَا قَرَاَہٗ مِنَ اللَّیْلِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◂◂ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا رات کا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کئے بغیر سو گیا اور اسے فجر اور ظہر کے درمیان ادا کر لیا تو اس کے لئے یہ لکھا جائے گا کہ اس نے یہ وظیفہ رات ہی کو پڑھا۔ (مسلم)

حل لغات:

حزبہ: از، حزباً، بمعنی غم ومصیبت کا پہنچنا۔

تعارف راوی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں وظیفے کا ذکر ہے اس لیے کہ اس میں مداومت اور ہمیشگی بہت ضروری ہے۔ الغرض کام کو کرنا کرنا ضرور چاہیے اور اگر بھولے سے وہ کام وقت پر نہ بھی ہو سکا تو جب یاد آئے کر لے اللہ تعالیٰ اس کو وقت پر ہی کرنا کر اجر دے گا۔

(۱۵۵)وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

154: بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث:1152

155: مسلم شریف، صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث:140

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا اور پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے دو مطالب ہیں ایک یہ کہ آپ نے اس میں عمل، مجاہدہ، اور ریاضت، کرنے میں میانہ روی کی تعلیم دی ہے، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ نیک کام کو شروع کر کے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

(۱۵۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ

مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَّجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ، صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی درد وغیرہ کی وجہ سے اگر رات کی نماز (تہجد) فوت ہو جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

156: بخاری شریف، الاعتصام بالکتاب، رقم الحدیث: 7288

Marfat.com

۱۶-بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَاٰدَابِهَا

سنت اور اس کے آداب پر ہمیشگی اختیار کرنے کے متعلق بیان

سنت کا لغوی معنی:

طریقہ، عادت، ہے۔ (کتاب التعریفات)

سنت کی تعریف:

جس چیز کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور جس چیز سے منع فرمایا اور جس چیز کو قبول فرمایا اور فعل سے پسندیدہ اقرار دیا بشرطیکہ ان امور کا ذکر قرآن میں نہ ہو اس کو سنت کہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم، ج۱،ص ۹۷، نہایہ، ج۱،ص ۴۰۹)

سنت مؤکدہ:

جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جوا کے لیے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو، اس کا ترک اسأت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کے ترک کی عادت پر استحقاق ہے۔ (بہار شریعت ج۱،ص ۲۸۳، بحوالہ خزائن التعریفات،ص ۱۹۶)

سنت غیر مؤکدہ:

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید، عذاب فرمائے، عام ازیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداوت فرمائی کہ نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عذاب نہیں ہے۔ (بہار شریعت ج۱،ص ۲۸۳، بحوالہ خزائن التعریفات،ص ۱۹۶)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: 7)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

تشریح:

مسند احمد اور بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اس عورت پر جو

Marfat.com

گدوائے اور جو گودے اور جو اپنی پیشانی کے بال لے اور جو خوبصورتی کے لیے اپنے سامنے کے دانتوں کی کشادگی کرے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی پیدائش کو بدلنا چاہے، یہ سن کر بنواسد کی ایک عورت جن کا نام ام یعقوب تھا آپ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ کیا آپ نے اس طرح فرمایا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے؟ اور جو قرآن میں موجود ہے، اس نے کہا میں نے پورا قرآن جتنا بھی دونوں پٹھوں کے درمیان ہے اول سے آخر تک پڑھا ہے لیکن میں نے تو یہ حکم کہیں نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم سوچ سمجھ کر پڑھتیں تو ضرور پاتیں کیا تم نے آیت «وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ» (59-الحشر:7) نہیں پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں یہ تو پڑھی ہے پھر آپ نے وہ حدیث سنائی، اس نے آپ کے گھر والوں کی نسبت کہا پھر دیکھ کر آئیں اور عذر خواہی کی اس وقت آپ نے فرمایا: اگر میری گھر والی ایسا کرتی تو میں اس سے ملنا چھوڑ دیتا۔ (صحیح بخاری:4886)

بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اسے بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جاؤ۔"

(صحیح بخاری:7288)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم:4-3)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۝ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے ۝

تشریح:

مسند کی ایک اور حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا، اسے حفظ کرنے کے لیے لکھ لیا کرتا تھا پس بعض قریشیوں نے مجھے اس سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہیں، کبھی کبھی غصے اور غضب میں بھی کچھ فرما دیا کرتے ہیں، چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لکھ لیا کرو، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے سوائے حق بات کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا۔" (مسند احمد:2/192،) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی ہے۔

بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں جس امر کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔" (مسند بزار: 121)

مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا" اس پر بعض صحابہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کبھی کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت بھی میری زبان سے ناحق نہیں نکلتا۔" (مسند احمد:2/340:)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ﴾

(آل عمران:31)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾ (الاحزاب:21)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے۔

تشریح:

یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال افعال احوال اقتداءٗ پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں۔ جنگ احزاب میں جو صبر و تحمل اور عدیم المثال شجاعت کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی، مثلاً راہ الہ کی تیاری شوق جہاد اور سختی کے وقت بھی رب سے آسانی کی امید اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائی یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزوِ اعظم بنالیں اور اپنے پیارے پیغمبر اللہ کے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے بہترین نمونہ بنالیں اور ان اوصاف سے اپنے تئیں بھی موصوف کریں۔

(ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾ (النساء: 65)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

Marfat.com

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: 59)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

علماء محدثین نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے: کتاب وسنت۔

تشریح:

فرمایا کہ اگر تم میں کسی بارے میں جھگڑ پڑے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف جیسے کہ مجاہد رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:504/8)

پس یہاں صریح اور صاف لفظوں میں اللہ عزوجل کا حکم ہو رہا ہے کہ لوگ جس مسئلہ میں اختلاف کریں خواہ وہ مسئلہ اصول دین سے متعلق ہو خواہ فروغ دین سے متعلق اس کے تصفیہ کی صرف یہی صورت ہے کہ کتاب وسنت کو حاکم مان لیا جائے جو اس میں ہو وہ قبول کیا جائے، جیسے اور آیت قرآنی میں ہے »وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ'' (42-الشوریٰ:10) یعنی "اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے"

پس کتاب وسنت جو حکم دے اور جس مسئلہ کی صحت کی شہادت دے وہی حق ہے باقی سب باطل ہے، قرآن فرماتا ہے کہ حق کے بعد جو ہے ضلالت وگمراہی ہے، اسی لیے یہاں بھی اس حکم کے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یعنی اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ ہو یعنی جس مسئلہ میں اختلاف ہو، جس امر میں جدا جدا آراء ہوں ان سب کا فیصلہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرو جو ان دونوں میں ہو مان لیا کرو۔

پس ثابت ہوا کہ جو شخص اختلافی مسائل کا تصفیہ کتاب وسنت کی طرف سے نہ لے جائے وہ اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جھگڑوں میں اور اختلافات میں کتاب اللہ وسنت رسول کی طرف فیصلہ لانا اور ان کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے، اور یہی نیک انجام خوش آئند ہے اور یہی اچھے بدلے دلانے والا کام ہے، بہت اچھی جزا اسی کا ثمر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:80)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

Marfat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار صحیح معنی میں میرا ہی اطاعت گزار ہے آپ کا نافرمان میرا نافرمان ہے، اس لیے کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو فرماتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو میری طرف سے وحی کیا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " کہ میری ماننے والا اللہ تعالیٰ کی ماننے والا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی بات نہ مانی جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی " یہ حدیث بخاری ومسلم میں ثابت ہے۔ (صحیح بخاری: 7137)

آیت نمبر: 8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ...... ﴾ (الشوری: 53-52)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

آیت نمبر: 9

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِیْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(النور: 63)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ڈریں جو رسل کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

آیت نمبر: 10

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰی فِیْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ (الاحزاب: 34)

وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

اور آیات اس باب کے متعلق بہت زیادہ ہیں

(۱۵۷) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ:

اور احادیث یہ ہیں:

فَالْاَوَّلُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "دَعُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ، اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰی اَنْبِيَائِهِمْ، فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

157: ابوداؤد شریف، کتاب السنہ، رقم الحدیث: 4607

Marfat.com

◀◀ (پہلی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس چیز کے متعلق میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں اس کے متعلق تم مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلی امتوں کو سوالات کی کثرت اور انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اختلافات نے تباہ کر دیا۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز آ جاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے سرانجام دو۔ (متفق علیہ)

(۱۵۸) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوعظةً بَليغةً وَّجلتْ مِنهَا القُلُوْبُ، وَذَرفَتْ مِنهَا الْعُيُوْنُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا، قَالَ: "اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، وَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ؛ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

"اَلنَّوَاجِذُ" بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: اَلْاَنْيَابُ، وَقِيْلَ: اَلْاَضْرَاسُ.

◀◀ (دوسری) حضرت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل کانپنے لگے۔ ہماری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ وعظ الوداعی محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو، سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تمہارے اوپر حبشی غلام کو ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے۔ کیونکہ جو تم میں سے زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ پس تم میری سنت پر سختی سے کاربند رہنا اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر بھی اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑنا، اور اپنے آپ کو نئے نئے کاموں سے روک رکھنا۔ کیونکہ ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

النواجذ: ذال معجمہ کے ساتھ۔ داڑھوں کو کہتے ہیں، اور "اضراس" بھی کہا گیا ہے۔

حل لغات:

وجلت: از، وجلاً، بمعنی ڈرنا، ڈر میں بڑھ جانا۔

ذرفت: از، ذرفاً، بمعنی آنسو بہانا، رونا۔

عضوا: از، عضاً بمعنی دانت سے پکڑنا، لازم ہونا۔

158: بخاری شریف، الاعتصام بالکتاب والسنہ، رقم الحدیث: 7280

Marfat.com

النواجذ: داڑھیں۔

تعارف راوی:

عرباض ابن ساریہ: آپ کی کنیت ابو نجیح ہے، سلمی ہیں، صفہ والوں میں سے تھے شام میں رہے وہاں ہی ۷۵ پچھتر میں وفات ہوئی۔ مشہور صحابی ہیں، صفہ والے صحابہ میں سے ہیں، آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے، آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق آیت کریمہ "وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ" الخ نازل ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین،)

شرح:

غلام کو خلیفہ بنانا جائز نہیں لیکن کسی علاقہ کا گورنر بنانا جائز ہے اور حدیث کا یہی مطلب ہے، یا یہ حدیث بطور مبالغہ فرمائی جارہی ہے کہ اس تم پر بالفرض غلام بھی حاکم بن جائے تو بھی اس کی اطاعت تم پر لازم ہے،

(مرقاۃ فی الشرح المشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

یہاں جس بدعت سے منع کیا گیا وہ یہ ہے کہ جو دین اسلام کے مخالف ہو یا جس کی اصل اسلام میں نہ ہو، امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جونئی بات دین میں پیدا کی جائے اگر وہ کتاب اللہ کے مخالف، حدیث وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کے منافی، یا اجماع کے منافی ہو تو وہ ضلالت وگمراہی ہے اور جو ایسی نہیں اس میں کوئی خرج نہیں۔

(مرقاۃ فی الشرح المشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

(۱۵۹) اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی" . قِيْلَ: وَمَنْ يَّاْبٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ (تیسری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سب امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کر دیا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا۔ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا جنت میں جانے کے لیے کتنا بڑا عمل دخل ہے، بعض

159: مسلم شریف، کتاب الاشربہ، رقم الحدیث: 2021

Marfat.com

لوگ ایسے بھی ہیں جو حدیث مبارکہ کا انکار کرتے ہیں تو ان کے لیے یہ حدیث سبق ہے، اور یہ بھی یادر ہے کہ یہاں پر امت سے مراد امت اجابت ہے باقی کفار اور مشرکین تو نصوص قرآنیہ اور اجماع سے پکے جہنمی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا، یہ فرمان امت اجابت پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ کفار تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے۔

(۱۶۰) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ، وَقِیْلَ: اَبِیْ اِیَاسٍ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: "کُلْ بِیَمِیْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِیْعُ ۔ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْکِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ (چوتھی) ابو مسلم اور بقول بعض حضرت ابو ایاس سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھاسکتا۔ آپ نے فرمایا: تجھے طاقت ہی نہ ہو یعنی تو نہ کھاسکے۔ اس نے یہ سب کچھ غرور کی وجہ سے کیا تھا۔ سو اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اُٹھ سکا۔ (مسلم)

حل لغات:

بشماله: بائیں ہاتھ کے ساتھ۔

الکبر: بمعنی تکبر۔

تعارف راوی:

سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابو مسلم ہے، اسلمی ہیں، مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شامل ہوئے، بڑے بہادر تھے، پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے، اسی برس عمر پائی، مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف السین،)

شرح:

قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دائیں ہاتھ سے کھا ہی نہ سکے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بات نکلی اور پوری ہوگئی، اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا کہ۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہ کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ماننے کی وجہ سے یہ سزا ملی کہ پھر دوبارہ پوری زندگی اس کا ہاتھ اُٹھا ہی نہ سکا۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر

160: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 717

Marfat.com

عمل کرنے سے ہم کو ہی فائدہ ہوگا اور اگر عمل نہ کیا تو اس کا نقصان بھی ہم کو ہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ پر دیگر معجزات پر مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''النبی المعطر صلی اللہ علیہ وسلم'' (اکبر بک سیلرز) کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۶۱) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ''لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ، فَقَالَ: ''عِبَادَ اللّٰهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ''.

◀◀ (پانچویں) حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا: اپنی صفوں کوسیدھا رکھو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔ (متفق علیہ)
اورمسلم کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کوسیدھا فرمایا کرتے۔ صفیں اتنی سیدھی ہوتیں گویا ان کے ذریعہ تیر سیدھا کیا جاسکے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم اس حکم کو سمجھ گئے ہیں پھر ایک روز آپ باہر تشریف لائے۔ آپ کھڑے ہوکر تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنا سینہ آگے نکالا ہوا تھا۔ فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کوسیدھا رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔

حل لغات:

لتسونّ: از، تسوية، بمعنی برابر کرنا، ہموار کرنا۔

لیخالفنّ: از، خلافاً، بمعنی مخالفت کرنا۔

القداح: بمعنی نوک اور پر کے بغیر تیر، جوئے کا تیر۔

تعارف راوی:

نعمان ابن بشیر: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، آپ پہلے وہ ہیں جو انصار میں بعد اسلام پیدا ہوئے، حضور کی ہجرت کے بعد جب آپ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ خود اور آپ کے والدین صحابی ہیں کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں کوفہ کے حاکم رہے، پھر حمص کے پھر آپ نے لوگوں کو عبد اللہ ابن زبیر کے بیعت پر رغبت دی اس پر آپ کو ۶۴ھ چونسٹھ میں قتل کردیا گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف النون،)

161: بخاری شریف، کتاب الستۃ ان رقم الحدیث: 6294

Marfat.com

شرح:

صفوں کے ٹیڑھا ہونے سے اختلاف اس طرح پیدا گا کہ جب ایک آدمی دوسرے سے کچھ آگے ہوگا تو پیچھے والے کے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا ہوگی اور جب نفرت پیدا ہوگئی تو اختلاف ہی اختلاف ہوگا۔ یا آگے والا اپنے آپ کو متکبر سمجھنے لگے گا تو پھر وہ دوسروں سے اکڑ کر بات کرے گا جس سے اختلاف پیدا ہوگا، ھٰذا ما عندی۔

(۱۶۲) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ، قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّکُمْ، فَاِذَا نِمْتُمْ، فَاَطْفِئُوْهَا عَنْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄◄ (چھٹی) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کو اہل خانہ سمیت جل گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان لوگوں کے بارے میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (متفق علیہ)

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست پر قربان جاؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ آگ تمہاری دشمن ہے اس کو بجا کر سونا، آج ہم دیکھتے ہیں کہ کئی لوگ اس طرح بھی اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں کہ وہ رات کو ہیٹر، چولہا، گیس، وغیرہ بند کرنا بھول جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی وفات ہو جاتی ہے، کیونکہ سائنس کی روح سے دیکھا جائے تو یہ آگ ہائیڈروجن کو ختم کر دیتی ہے جس پر انسان کی زندگی چلتی ہے، یا دوسرا سبب یہ بنتا ہے کہ آگ جلنے کی وجہ سے کمرے یا مکان میں آگ لگ جاتی ہے اور لوگ آگ میں جل کر مر جاتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی ایک گھر کے جلنے کی خبر دی گئی ہے۔

(۱۶۳) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِی اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ، وَکَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَّا تُمْسِکُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاً، فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ بِمَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَّلَمْ

162: بخاری شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث: 79، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2282، ابن حبان، رقم الحدیث: 4، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 5843، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 7311

163: مسلم شریف، کتاب الفضائل، رقم الحدیث: 2285

Marfat.com

يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

"فَقُهَ" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَی الْمَشْهُوْرِ وَقِیْلَ بِکَسْرِهَا: اَیْ صَارَ فَقِیْهًا .

◀◀ (ساتویں) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کی مثال بارش کی سی ہے۔ بارش زمین پر نازل ہوتی ہے تو زمین کے کچھ عمدہ قطعات پانی کو قبول کرتے ہیں' اور گھاس اور بہت سا سبزہ اگاتے ہیں' اور زمین کے کچھ قطعات سخت ہوتے ہیں۔ وہ پانی کو روک لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ ان سے پانی پیتے، پلاتے اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں' اور زمین کے کچھ قطعات پر بارش ہوتی ہے جو چٹیل ہوتے ہیں' نہ پانی کو روکتے ہیں' اور نہ چارہ اگاتے ہیں۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ پیدا کرلے اور اسے وہ چیز نفع پہنچاتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے' اور دوسرے اس شخص کی جو اس ہدایت کی طرف سر اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول کرتا ہے جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فـقـه: مشہور یہ ہے کہ اس کے قاف پر پیش ہے' اور بعض کے نزدیک قاف کے زیر کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ فقیہ بن گیا، یعنی اس نے علم فقہ حاصل کیا۔

غیث: بمعنی بادل، بارش کا زمین پر برسنا۔

فانبتت: نباتاً، بمعنی اُگنا، سبزی کا زمین سے پھوٹنا۔

الکلاء: بمعنی گاس۔

العشب: از، عشباً، بمعنی سبز گاس والا ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس سے چند مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ علم دین ہر کسی کو نہیں ملتا بلکہ اُسی کے نصیب میں آتا ہے جس کا دل نرم اور حق کو قبول کرنے والا ہے یا جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ "اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے دوسروں کو بھی نیکی

Marfat.com

کی دعوت دینی چاہیے، کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے　　خود سراپا نور بن جانے سے کب بنتا ہے کام
خود چمکنا ہی نہیں اور کو چمکانا بھی ہے　　حق نے کر دیں دہری دہری خدمتیں تیرے سپرد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال زمین کے ساتھ دی ہے اس لحاظ سے لوگوں کی تین اقسام بنتی ہیں

(۱) وہ لوگ جنہوں نے علم وحکمت کو جذب (حاصل) کیا اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی سیراب کیا جیسے فقہا امت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ،

(۲) وہ لوگ جنہوں نے علم دین تو حاصل کیا، جیسے بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو قرآن وحدیث خوب یاد ہوتا ہے مگر ان میں اجتہاد واستنباط کی صلاحیت نہ تھی ان لوگوں نے دوسروں کو فائدہ دیا جیسے محدثین کرام، (لیکن ان لوگوں نے بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل کیا)

(۳) وہ لوگ جنہوں نے علم دین حاصل ہی نہیں کیا اور نہ ان سے کسی کو کوئی فائدہ پہنچا جیسے کفار ومشرکین وغیرہ۔

(عمدۃ القاری، ج ا،ص ۴۶۹، شرح مسلم للنووی،)

(۱۶۴) اَلثَّامِنُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْجَنَادِبُ": نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ، هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ الَّذِيْ يَقَعُ فِي النَّارِ . وَ"الْحُجَزُ": جَمْعُ حُجْزَةٍ وَهِيَ مَعْقَدُ الْاِزَارِ وَالسَّرَاوِيْلِ .

◄◄ (آٹھویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو مکڑیاں اور پروانے اس میں گرنا شروع ہو گئے اور وہ انہیں آگ میں گرنے سے روکتا ہے۔ میں تمہاری کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے چھوٹ چھوٹ جاتے ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

الجنادب: مکڑی کی قسم کا کیڑا۔

الفراش: آگ میں گرنے کا عادی مشہور کیڑا پروانہ۔

الحجز: حجزہ کی جمع ہے چادر اور شلوار باندھنے کی جگہ۔

164: مسلم شریف، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث: 2033

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے ہیں کہ میں تم کو بدی سے روکتا ہوں کہ بدی نہ کرو یہ جہنم میں لے جائے گی لیکن تم میری بات پر دھیان ہی نہیں دیتے اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے جب سے اس پاک وطن میں بے حیائی اور برے کاموں کو فروغ دیا ہے تک سے نہ ہم اللہ کو منہ دیکھانے کے قابل ہیں اور یہ دنیا والے تو ویسے ہی ہم (پاکستانیوں) کو چور، ڈاکو، اور زانی جیسے برے القاب سے یاد کرتے ہیں کیا ملا ہم کو بے حیائی اپنا کر کیا ہمارے گھر نہیں اُجڑ گئے کیا ہماری نسلیں نہیں تباہ ہوگئیں، کیا ہماری ماؤں بہنوں کی عزت داؤ پر نہیں لگ گئی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا تو ہم احساس تک نہیں کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ،

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ہم کو نہ تو دنیا میں عزت ملی نہ خدا کی بارگاہ میں اور یہ صرف ہماری بداعمالیوں اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے آج بھی اگر ہم اپنے آپ کو سنوار لیں تو ہم پر وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین راج کرے اور اہل اسلام کو وہ عزت پھر مل جائے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھی۔

گرے ہوئے کھانے کو اٹھانے کی سنت:

(۱۶۵) اَلتَّاسِعُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِىْ اَيِّهَا الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا، فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، وَّلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَىْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ، حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، فَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" .

◀◀ (نویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور کھانے کے برتن کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔ (مسلم)

165: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3349

Marfat.com

اور مسلم کی ہی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس لقمے کو اُٹھائے۔ اس کے ساتھ جو چیز لگ گئی ہو اسے دور کر کے وہ لقمہ کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے اور اپنے ہاتھ کو رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: شیطان تم میں سے ہر ایک کے کھانے میں موجود ہوتا ہے اور اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اس کے ساتھ جو کوئی چیز لگ گئی ہو اسے دور کرے اور وہ لقمہ کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

حل لغات:

یلعق: از، لعقاً، بمعنی زبان سے چاٹنا۔

الصحفة: بڑا پیالہ جو 5 آدمیوں کو کفایت کر جائے۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرے ہوئے کھانے کو اٹھا کر کھانے کا حکم اس لیے دیا کہ کہیں اس میں برکت نہ ہو اور انگلیوں کو چاٹنے کی بھی یہی وجہ ہے، اس طرح کرنے میں تواضع وانکساری کا اظہار بھی ہے، اور اس طرح کرنے سے متکبرین کے عمل سے اجتناب بھی ہو جاتا ہے، اللہ کی نعمت کی قدر دانی ہوتی ہے، اور شیطان کی تذلیل بھی ہوتی ہے۔

(دلیل الفالحین، روضۃ المتقین، تحت حدیث مذکورہ)

ایک بار حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا تو انہوں نے فوراً اٹھایا صاف کیا، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہاں پر غیر مسلموں کے سردار بھی موجود ہیں یہ کیا کہیں گے (یعنی آپ ایسا نہ کریں) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ترک کر دوں؟؟

جنتی لباس:

(۱۶۶) اَلْعَاشِرُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَۃٍ، فَقَالَ: "یَا اَیُّھَا النَّاسُ، اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ﴿کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ﴾ (الانبیاء:103) اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ یُکْسٰی

166: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6220

Marfat.com

يَومَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلا وَاِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِي فَيُؤخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَاَقُولُ: يَا رَبِّ اَصْحَابِي . فَيُقَالُ: اِنَّكَ لا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ . فَاَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ: ﴿الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة: 117-118) فَيُقَالُ لِي: اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"غُرْلًا": اَيْ غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ .

◄◄ (دسویں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وعظ فرمانے کے لئے ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کئے اُٹھائے جاؤ گے۔ "جیسا کہ ہم نے آغاز کیا تھا ابتدائے آفرینش کا اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے۔ یہ وعدہ پورا کرنا ہم پر لازم ہے۔ یقیناً ہم ایسا کرنے والے ہیں"۔ خبردار! قیامت کے دن مخلوقات میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ سنو! اور میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے اور انہیں پکڑ کر بائیں جانب (یعنی آگ کی طرف) لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا؟ اے میرے پروردگار! یہ میرے امتی ہیں' تو ارشاد ہوگا: آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی نئی باتیں ایجاد کیں۔ تو میں ایک پاکباز بندے کی طرح عرض کروں گا: "اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں پھر جب تو نے مجھے اُٹھالیا تو تو ہی نگران تھا ان پر○ اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے○ اگر تو عذاب دے انہیں' تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے' اور بڑا دانا ہے○"۔

تو فرمایا جائے گا: جب آپ ان سے جدا ہوئے تو اس کے بعد وہ مسلسل اپنی ایڑیوں پر پلٹتے رہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حفاۃ : از، حفاً، بمعنی ننگے پاؤں چلنا،

عراۃ: از، عریاً، بمعنی ننگا ہونا۔

غرلا: کا معنیٰ ہے: بغیر ختنہ کئے ہوئے، غیر مختون۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے لباس پہنانے کی فضلیت سے خاص کیوں کیا گیا

Marfat.com

ہے اس کے متعلق علماء کرام کے چند اقوال ہیں، یا تو اس لیے کہ وہ دنیا میں فقراء اور مساکین کو بہت زیادہ لباس دیتے تھے، یا اس لیے کہ جب نمرود نے آپ علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا قصد کیا تو آپ علیہ السلام کے کپڑے اتار لیے تھے، یا پھر اس لیے کہ آپ علیہ السلام دنیا میں بھی بہت زیادہ ستر چھپانے والے تھے، واللہ اعلم۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ، دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابرھیم علیہ السلام سے بھی پہلے جنتی لباس زیب تن کروایا جائے گا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔

انا اوّل من ینشق عنه الارض فاکسی الحلة من حُلَل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلك المقام غیری

(محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی، امام، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ابواب المناقب باب من فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم (غیر موسوم باب)، ص ۶۷۹)

میں ہی وہ ہوں جس سے سب سے پہلے زمین چیری جائے گی (یعنی میری قبر سب سے پہلے کھلے گی) تو مجھے جنت کے ملبوسات میں سے ایک لباس زیب تن کروایا جائے گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا۔

علماء کرام فرماتے ہیں یہی وہ جگہ ہے جس کو مقامِ محمود کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرما رکھا ہے۔

پیش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

جن کو جہنم میں ڈالا جائے گا ان سے وہ بدعتی مراد ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مخالف نئی باتیں نکالیں اور پر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابوالاحمد غفرلہ،،

(۱۶۷) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ ، وَقَالَ: "اِنَّهُ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ، وَلَا یَنْكَاُ الْعَدُوَّ، وَاِنَّهُ یَفْقَاُ الْعَیْنَ، وَیَكْسِرُ السِّنَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَنَّ قَرِیْبًا لِّابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَهَاهُ، وَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ: "اِنَّهَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا" ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْهُ، ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ !؟ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا .

◄◄ (گیارھویں) حضرت ابوسعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

167: بخاری شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث: 1597

Marfat.com

انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھ کر پتھر پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: یہ نہ شکار ماتا ہے اور نہ دشمن کو قتل کرتا ہے البتہ یہ آنکھ نکال دیتا ہے اور دانت توڑ دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت مغفل کے کسی عزیز نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھ کر پتھر پھینکا تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان پتھر رکھ کر پھینکنے سے منع کیا ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک یہ شکار کو نہیں مارتا ہے۔ اس شخص نے دوبارہ ایسے ہی کیا تو (حضرت مغفل رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں نے تجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور پھر تو اس طرح پتھر پھینکتے لگ گیا ہے۔ سو میں تیرے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گا۔

حل لغات:

الخذف: از، خذفاً، بمعنی انگلیوں سے کنکری مارنا۔

ینکا: از، نکاءً، بمعنی خونریزی کرنا۔

یفقا: از، فقاءً، بمعنی آنکھ پھوڑنا۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن مغفل: آپ مزنی ہیں، بیعت رضوان میں شریک ہوئے اولاً مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے آپ ان گیارہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر نے بصرہ بھیجا لوگوں کو علم فقہ سکھانے کے لیے، آپ نے بصرہ میں ۶۰ھ ساٹھ میں وفات پائی، آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے افضل کوئی نہ ہوا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین،)

شرح:

"لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا" میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گا اسی حدیث کے تحت علامہ نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ اہل بدعت اور فاسق و فاجر سے قطع تعلق کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

ویسے کسی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رہے"۔

(ابوداؤد شریف، کتاب الادب، باب ہجر الرجل اخاہ)

(۱۶۸) وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ، قَالَ: رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ - يَعْنِيْ: الْاَسْوَدَ - وَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

168: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 125

Marfat.com

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں' اور فرمار ہے ہیں: میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ نہ نفع پہنچا سکتا ہے' اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

(متفق علیہ)

شرح:

یعنی اے حجر اسود میں تجھے صرف اس لیے بوسہ دے رہا ہوں کہ تجھے میرے نبی نے بوسی دیا ہے، یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر اسود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر ہی بوسہ دیتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حکمت کو تلاش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کبھی حکمت نظر آتی ہے اور کبھی نہیں آتی، جیسے حجر اسود کو بوسہ دینے میں حکمت نظر نہیں آتا مگر اصل مقصد اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے،(دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

اس طرح علماء کرام فرماتے ہیں کہ حجر اسود کے علاوہ کسی اور پتھر کو بوسی دینا جائز نہیں، کیونکہ اس کا حکم نبی اکرم نے دیا ہے کسی اور پتھر کا نہیں دیا،(فتاوٰی عالمگیری)

Marfat.com

۱۷-بَابٌ فِيْ وُجُوْبِ الْاِنْقِيَادِ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَمَا يَقُوْلُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى ذٰلِكَ وَاُمِرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نُهِيَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماننے کے واجب ہونے اور جو اس کی طرف بلایا جائے اور جسے نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے اس کے متعلق بیان

واجب کی تعریف:

جس کا ہونا ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو، جیسے خبر واحد، اور اس کے کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے اور اس کے ترک پر عتاب کیا جاتا ہے، اور اس کے انکار کرنے والے کو گمراہ کہا جائے گا مگر تکفیر نہیں کی جائے گی۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: 65)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

تشریح:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی شخص سے نالیوں سے باغ میں پانی لینے کے بارے میں جھگڑا ہو پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبیر (رضی اللہ عنہ) تم پانی پلا لو اس کے بعد پانی کو انصاری کے باغ میں جانے دو اس پر انصاری نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ کے پھوپھی کے لڑکے ہیں یہ سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا ہے فرمایا زبیر (رضی اللہ عنہ) تم پانی پلا لو پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو۔

Marfat.com

پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی صورت نکالی تھی کہ جس میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہ ہو اور انصاری کشادگی ہو جائے لیکن جب انصاری نے اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھا تو آپ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دلوایا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہاں تک میرا خیال ہے یہ آیت "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُم ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِم حَرَجًا مِّمَّا قَضَيتَ وَيُسَلِّمُوا تَسلِيمًا "(4۔النساء:65)اسی بارے میں نازل ہوئی ہے،

مسند احمد کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ یہ انصاری رضی اللہ عنہ بدری تھے۔(صحیح بخاری:2708)

اور ایک روایت میں ہے دونوں میں جھگڑا یہ تھا کہ پانی کی نہر سے پہلے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ پڑتا تھا پھر اس انصاری کا انصاری کہتے تھے کہ پانی روکو مت یونہی پانی دونوں باغوں میں ایک ساتھ آئے۔(صحیح بخاری:2359)

ابن ابی حاتم میں ہے کہ یہ دونوں دعویدار سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ تھے آپ کا فیصلہ ان میں یہ ہوا کہ پہلے اونچے والا پانی پلا لے پھر نیچے والا۔(تفسیر ابن ابی حاتم:5559/3)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥﴾ (النور: 51)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے٥

وَفِيهِ مِنَ الْاَحَادِيْثُ: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ اَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهٗ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثُ فِيْهِ.

اس بارے میں متعدد حدیثیں ہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔

(۱۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ الْاٰيَةَ (البقرۃ:283) **اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ، فَقَالُوْا: اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ: الصَّلٰوةَ وَالْجِهَادَ وَالصِّيَامَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا .قَالَ**

169: بخاری شریف، کتاب الصلح، رقم الحدیث: 2697

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ اَھْلُ الْکِتَابَیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ" فَلَمَّا اقْتَرَاَھَا الْقَوْمُ، وَذَلَّتْ بِھَا اَلْسِنَتُھُمْ اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اِثْرِھَا: ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ﴾ (البقرۃ:285) فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ نَسَخَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ - عَزَّوَجَلَّ -: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ (البقرۃ:286) قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ﴾ قَالَ: نَعَمْ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: (لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہ) "اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ شاق گزرا ہوا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پھر گھٹنوں کے بل بیٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! پہلے تو ہمیں ان اعمال کا مکلف بنایا گیا تھا جن کی ہم طاقت رکھتے تھے۔ مثلاً نماز، جہاد، روزہ اور صدقہ وغیرہ اور اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس کی تو ہم طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم وہی بات کہنا چاہتے ہو جو تم سے پہلے اہل کتاب یہود ونصاریٰ نے کہی تھی کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی بلکہ تم کہو: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ پس جب لوگوں نے اسے پڑھا اور اس سے ان کی زبانیں نرم ہوگئیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ (البقرۃ:285) ایمان لایا یہ رسول اس کتاب پر جو اتاری گئی ہے اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور ایمان لائے مومن یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو نیز کہتے ہیں ہم فرق نہیں کرتے کسی میں بھی اس کے رسولوں سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کردیا اور اللہ عزوجل نے یہ

Marfat.com

آیت نازل فرمائی: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا (البقرۃ:286) ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' اسی کے لیے ہے اس کا اچھا عمل اور اسی پر اس کی برائی کا وبال ہے' اے ہمارے رب! ہماری بھول اور خطا پر ہماری گرفت نہ فرمانا''۔ فرمایا کہ ہاں! ''رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا'' ''اے ہمارے رب! اور ہم پر بوجھ نہ ڈالنا ایسا کہ جیسا ہم سے پہلوں پر ڈالا گیا۔ فرمایا: ہاں! وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ اور ہمیں معاف فرمادے' اور ہماری بخشش کردے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے سو ہماری کافروں کی قوم کے خلاف مدد فرما''۔

حل لغات:

کلفنا: از، تکلیفاً، بمعنی مشکل کام کا حکم دینا، مکلّف بنانا۔

نسخھا: از، نسخا، بمعنی ختم کرنا، زائل کرنا، باطل کرنا۔

السنتھم: از، لساناً، بمعنی زبان۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

وہ وسوسے اور خیالات جو انسان کے دل میں بغیر قصد اور ارادہ کے آجاتے ہیں معاف ہیں، مگر جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ ایسے خیالات ہیں جن کو انسان اپنے قصد اور ارادہ کے ساتھ اپنے دل میں جماتا ہے اور پھر اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے مگر کسی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرسکتا ان پر قیامت کے محاسبہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ کسی کو اس کی جان کی حثیت سے مکلّف بناتا ہے'' تو غیر ارادی برے خیالات میں انسان مجبور ہے مگر ارداتاً ایسا کرے تو اس میں انسان کا اپنا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قلب و ظاہر کی طہارت عطا فرمائے اور ہمارے ظاہر و باطن کو ایک جیسا کردے۔

Marfat.com

۱۸-بَابٌ فِی النَّھْیِ عَنِ الْبِدْعِ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ

بدعتوں اور نئے امور کی ممانعت کے متعلق بیان

بدعت حسنہ کی تعریف:

ہر وہ نیا کام جو کسی سنت کے خلاف نہ ہو جیسے دینی مدارس، محفل میلاد وغیرہ، (جاء الحق، ۲۰۸)

بدعت سیّیہ کی تعریف:

وہ نئی چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خلاف ہو، خواہ وہ علم ہو یا حال ہو، اور اس کی بنیاد کسی شبہ یا قیاس خفی پر ہو اور اس چیز کو دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا جائے۔ (شرح صحیح مسلم، ج۲، ۵۵۱)

آیت نمبر: 1 :قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس: 32)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔

آیت نمبر: 2 : وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الأنعام: 38)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

آیت نمبر: 3 :

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء: 59)

اَیِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ یعنی قرآن کریم اور سنت کی طرف۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ﴾ (الأنعام: 153)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یہ کہ یہ ہے میرا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

Marfat.com

تشریح:

یہ اور ان جیسی آیتوں کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تو یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ مومنوں کو باہم اعتماد کا حکم دیتا ہے اور اختلاف وفرقہ بندی سے روکتا ہے اس لیے کہ اگلے لوگ اللہ کے دین میں پھوٹ ڈالنے ہی سے تباہ ہوئے تھے"۔

مسند میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: اللہ کی سیدھی راہ یہی ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچ کر فرمایا: ان تمام راہوں پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔ (مسند احمد: 465/1)

اسی حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو مسند وغیرہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ شیطانی راہیں ہیں اور بیچ کی لکیر پر انگلی رکھ کر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (سنن ابن ماجہ: 11) ابن ماجہ میں اور بزار میں بھی یہ حدیث ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا صراط مستقیم کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس پر ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اسی کا دوسرا سرا جنت میں جا ملتا ہے اس کے دائیں بائیں بہت سی اور راہیں ہیں جن پر لوگ چل رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی طرف بلا رہے ہیں جو ان راہوں میں سے کسی راہ ہو لیا وہ جہنم میں پہنچا" پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 14170/1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی، اس راستے کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں جن میں بہت سے دروازے ہیں اور سب چوپٹ کھلے پڑے ہیں اور ان پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اس سیدھی راہ کے سرے پر ایک پکارنے والا ہے پکارتا رہتا ہے کہ لوگو! تم سب اس صراط مستقیم پر آ جاؤ راستے میں بکھر نہ جاؤ، بیچ راہ کے بھی ایک شخص ہے، جب کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے خبردار اسے نہ کھول، کھولو گے تو سیدھی راہ سے دور نکل جاؤ گے۔ پس سیدھی راہ اسلام ہے دونوں دیواریں اللہ کی حدود ہیں کھلے ہوئے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں نمایاں شخص اللہ کی کتاب ہے اوپر سے پکارنے والا اللہ کی طرف کا نصیحت کرنے والا ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے۔ (سنن ترمذی: 2859)

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾

(آل عمران: 31)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

Marfat.com

تشریح:

اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمد یہ پر وہ کار بند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے (یعنی جس کی اصل قرآن و حدیث میں نہ ہو، ابوالاحمد غفرلہ)، اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین صرف اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کا نام ہے، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ .

اس باب سے متعلق آیات بہت زیادہ مشہور ہیں۔

اور احادیث بھی اس باب میں بے شمار ہیں، ہم ان میں سے چند ایک بیان کریں گے۔

(۱۷۰) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ" .

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے اس معاملہ (دین) میں نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ جس نے وہ کام کیا جس پر ہمارا فرمان نہیں، تو وہ مردود ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ہم پہلے کر چکے ہیں (یعنی وہ نئی بات مردود ہے جس کی اصل دین میں نہ ہو یا جو دین سلام کے مخالف ہو، واللہ اعلم)

(۱۷۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ

170: مسلم شریف، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: 867

Marfat.com

احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُوْلُ: "صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ" وَيَقُوْلُ: "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَيَقُوْلُ: "اَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ میں اضافہ ہو جاتا گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں' اور فرماتے کہ وہ تم پر صبح کو آ جائے گا یا شام کو آئے گا' اور فرماتے: میری بعثت اور قیامت ان دو کی طرح ہیں' اور آپ اپنی درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملاتے اور فرماتے: اما بعد! بیشک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے' اور بہترین ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔

اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے جائیں (دین میں) اور ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: میں مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں' جو شخص مال ترکہ کے طور پر چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے' اور جو قرض اور اہل وعیال چھوڑ کر مرے تو ان کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

احمرت: از، احمراراً، بمعنی سرخ ہونا۔

جیش: بمعنی لشکر۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پر صد جان سے قربان جاؤں ''فرمایا کہ میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ والی ہوں، اور آگے تو سخاوت کی انتہا فرما دی کہ مال و ترکہ میں نہیں لیتا لیکن اگر کسی پر قرض ہو تو میں اُس کو ادا کروں گا'' معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے نہیں صرف دیتے ہیں۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيْثُهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ .

◀◀ اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے' جو باب ''سنت پر محافظت'' میں گزر چکی ہے۔

171: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 1017

Marfat.com

۱۹- بَابٌ فِیمَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً اَوْ سَیِّئَۃً

جس نے اچھا یا برا طریقہ شروع کیا اس کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۝﴾ (الفرقان:74)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۝

تشریح:

اس دعا سے ان کی غرض خوبصورتی اور جمال نہیں بلکہ نیکی اور خوش خلقی کی ہے۔ مسلمان کی سچی خوشی اسی میں ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو، دوست احباب کو اللہ کا فرماں بردار دیکھے۔ وہ ظالم نہ ہوں، بدکار نہ ہوں۔ سچے مسلمان ہوں۔

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک صاحب فرمانے لگے: ان کی آنکھوں کو مبارک باد ہو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ کاش کہ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور تمہاری طرح فیض صحبت حاصل کرتے۔ اس پر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے تو نفیر کہتے ہیں: مجھے تعجب معلوم ہوا کہ اس بات میں کوئی برائی نہیں، پھر یہ کیوں خفا ہو رہے ہیں؟ اتنے میں سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ اس چیز کی آرزو کرتے ہیں کہ جو قدرت نے انہیں نہیں دی۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ یہ اگر اس وقت ہوتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ واللہ وہ لوگ بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے جنہوں نے نہ آپ کی تصدیق کی، نہ تابعداری کی اور اوندھے منہ جہنم میں گئے۔ تم اللہ کا یہ احسان نہیں مانتے کہ اللہ نے تمہیں اسلام میں اور مسلمان گھروں میں پیدا کیا؟ پیدا ہوتے ہی تمہارے کانوں میں اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پڑی اور ان بلاؤں سے تم بچا لئے گئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے جس وقت دنیا کی اندھیر نگری اپنی انتہا پر تھی۔ اس وقت دنیا والوں کے نزدیک بت پرستی سے بہتر کوئی مذہب نہ تھا۔ آپ فرقان لے کر آئے، حق و باطل میں تمیز کی۔ باپ بیٹے جدا ہو گئے۔ مسلمان اپنے باپ دادوں، بیٹوں، پوتوں، دوست احباب کو کفر پر دیکھتے، ان سے انہیں کوئی محبت پیار نہیں ہوتا تھا بلکہ کڑھتے

Marfat.com

تھے کہ یہ جہنمی ہیں اسی لیے ان کی دعائیں ہوتی تھیں کہ ہمیں ہماری اولاد اور بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما کیونکہ کفار کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں۔ (مسند احمد:3/6)

اس دعا کا آخر یہ ہے کہ ہمیں لوگوں کا رہبر بنا دے کہ ہم انہیں نیکی کی تعلیم دیں، لوگ بھلائی میں ہماری اقتداء کریں۔ ہماری اولاد ہماری راہ چلے تا کہ ثواب بڑھ جائے اور ان کی نیکیوں کا باعث بھی ہم بن جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں: نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے یا علم جس سے اس کے بعد نفع اٹھایا جائے یا صدقہ جاریہ۔

(صحیح مسلم:3084، تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ﴾ (الانبیاء: 73)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

(۱۷۲) عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُّجْتَابِی النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِی السُّيُوْفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُّضَرَ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ، فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: "﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾، وَالْاٰيَةَ الْاُخْرٰى الَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الْحَشْرِ: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ، مِنْ دِرْهَمِهٖ، مِنْ ثَوْبِهٖ، مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ - حَتّٰى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجَزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ، حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا، وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

قَوْلُهٗ: "مُجْتَابِی النِّمَارِ" هُوَ بِالْجِيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ، وَّالنِّمَارِ جَمْعُ نَمِرَةٍ وَّهِیَ كِسَاءٌ

172: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:1017

Marfat.com

مِنْ صُوفٍ مُخَطَّطٌ ۔ وَمَعْنَى "مُجْتَابِيهَا"، اَیْ: لَابِسِيهَا قَدْ خَرَقُوهَا فِیْ رُؤُوسِهِمْ ۔ وَ"الْجَوْبُ" الْقَطْعُ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴾ اَیْ نَحَتُوْهُ وَقَطَعُوْهُ ۔ وَقَوْلُهُ: "تَمَعَّرَ" هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ تَغَيَّرَ ۔ وَقَوْلُهُ: "رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا: اَیْ صُبْرَتَيْنِ ۔ وَقَوْلُهُ: "كَاَنَّهُ مُذْهَبَةٌ" هُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَفَتْحِ الْهَاءِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ قَالَهُ الْقَاضِیْ عِيَاضٌ وَّغَيْرُهُ وَصَحَّحَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالَ: "مُدْهُنَةٌ" بِدَالٍ مُّهْمَلَةٍ وَضَمِّ الْهَاءِ وَبِالنُّوْنِ وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِیُّ ۔ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ ۔ وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ وَالْاِسْتِنَارَةُ ۔

◀◀ حضرت ابوعمرو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ دن کے پہلے پہر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جو ننگے تھے' اور انہوں نے اون کے دھاری دار پھٹے ہوئے لباس یا عبائیں جسم پر لٹکا رکھی تھیں اور وہ تلواریں گردنوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر بلکہ وہ سب قبیلہ مضر سے تھے۔ سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فاقہ زدہ حالت دیکھی تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ سو آپ گھر تشریف لے گئے' پھر باہر تشریف لائے تو حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اور (اس آیت کو) پڑھا: ''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک ہی نفس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔ آیت کے آخر تک اور دوسری آیت پڑھی جو سورۃ حشر کے آخر میں ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو' اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لئے''۔ آدمی نے صدقہ کیا اپنے درہم، دینار، کپڑا، صاع بھر گیہوں یا صاع بھر کھجوریں، حتیٰ کہ فرمایا: صدقہ کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پس انصار میں سے ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی جس سے اس کا ہاتھ عاجز آ رہا تھا، بلکہ عاجز آ گیا تھا۔ پھر لوگ آنا شروع ہوئے حتیٰ کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے گویا کہ سونا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو اجر ملے گا' اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی اسے ملے گا' اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی' اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا' اور اس کے بعد اس طریقہ پر جس نے عمل کیا اس کا گناہ بھی اس پر ہوگا' اور ان عمل کرنے والے کے گناہوں میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

مجتابی النمار: یہ جیم کے ساتھ ہے' اور الف کے بعد باء موحدہ ہے۔

Marfat.com

نمار: نمرہ کی جمع ہے اس سے مراد ہے اون کا لباس جس پر دھاریاں ہوں۔

مجتابیھا: کا معنی ہے: انہوں نے پہن رکھا تھا' اور اسے اوپر سے پھاڑ رکھا ہے۔

الجوب: کاٹنا اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُو الصَّخْرَ بِالْوَادِ: اور ثمود وہ ہیں جنہوں نے اسے کھودا اور کاٹا۔

تَصَعَّرَ: عین کے ساتھ۔ یعنی بدل گیا۔

رأیت کومین: کاف کے پیش اور زبر دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے۔ دو ڈھیر۔

کانہ مذھبۃ: ذال معجمہ اور ہاء اور باء موحدہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض وغیرہ نے پڑھا ہے' اور بعض علماء نے اس میں تصحیح کی ہے' اور کہا ہے کہ یہ لفظ مدھنۃ یعنی دال مہملہ ھاء کے پیش اور نون کے ساتھ ہے۔ حمیدی نے اسے یونہی ضبط کیا ہے۔ صحیح اور مشہور وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور دونوں صورتوں میں اس سے مراد صفائی اور چمک ہے۔

تعارف راوی:

جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عمرو ہے، حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے، خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا، آخر میں کوفہ میں رہے، پھر بستی قرقیس میں وفات پائی، ۵۱ھ اکیاون میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الجیم،)

شرح:

معلوم ہوا کہ جب کوئی اہم معاملہ ہو تو خطیب کو چاہیے کہ لوگوں کو اس سے آگاہ کرے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بدعت گمراہی ہے جو دین اسلام کے خلاف ہے اور جو دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس کی اصل دین میں موجود ہے تو اس کو بھی علماء کرام سنت ہی کہتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل بھی ہے کہ بدعت کے اچھی اور بری اقسام میں منقسم ہوتی ہے ہر بدعت بری نہیں ہوتی۔

(۱۷۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِھَا، لِاَنَّہٗ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

174: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3158، مسلم شریف، رقم الحدیث: 1677، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2573، نسائی شریف، رقم الحدیث: 3985، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 2616، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 3630، ابن حبان، رقم الحدیث: 5983، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 3447، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 15602، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 5179، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 10429، مسند حمیدی، رقم الحدیث: 118

Marfat.com

◂◂ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جان بھی ناحق قتل ہوتی ہے اس کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی سب سے پہلا شخص تھا' جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس بری بدعت (قتل) کا گناہ اس لیے قابیل کو ہوتا ہے کہ اس نے ہی سب سے پہلے قتل کیا تھا، اس حدیث میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم کو نیک کام کی ترویج کرنی چاہیے بر کام خود بھی بچنا چاہیے اور دوسرے کو بھی روکنا چاہیے۔

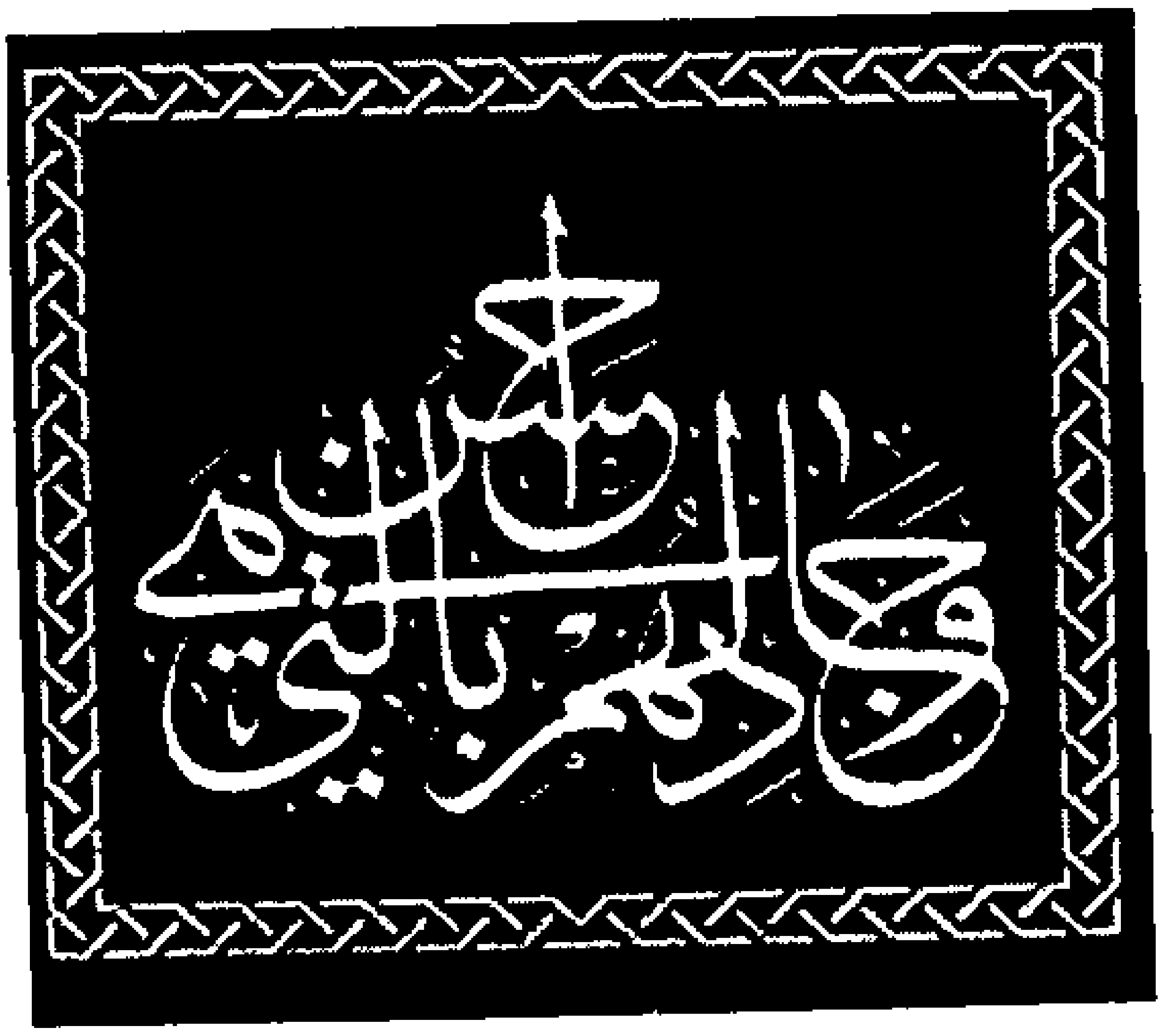

Marfat.com

۲۰-بَابٌ فِی الدَّلَالَةِ عَلٰی خَیْرٍ وَّالدُّعَاءِ اِلٰی هُدًی اَوْ ضَلَالَةٍ

نیکی کی طرف رہنمائی اور ہدایت یا گمراہی کی طرف بلانے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اُدْعُ اِلٰی رَبِّكَ ﴾ (القصص:87)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی طرف بلاؤ۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل:125)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں "۔ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رحمہ اللہ " کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈر ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اللہ کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں"۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو۔

جیسے فرمان ہے آیت" وَلَا تُجَادِلُوا أَهلَ الكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنهُم وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَينَا وَأُنزِلَ إِلَيكُم وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُم وَاحِدٌ وَنَحنُ لَهُ مُسلِمُونَ "(29-العنکبوت:46) "اہل کتاب سے مناظرے مجادلے کا بہترین طریقہ ہی برتا کرو"، الخ۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ "فَقُولَا لَهُ قَولًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَو يَخشَى "(20-طٰہٰ:44) اسے نرم بات کہنا تا کہ عبرت حاصل کرے اور ہوشیار ہو جائے"۔ گمراہ اور ہدایت یاب سب اللہ کے علم میں ہیں۔ (ابن کثیر تحت آیہ مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ﴾ (المائدۃ:2)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ﴾ (آل عمران: 104)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔

تشریح:

سیدنا ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس جماعت سے مراد خاص صحابہ رضی اللہ عنہم اور خاص راویان حدیث ہیں یعنی مجاہدین اور علماء۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 7/92)

امام ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا صبر سے مراد قرآن و حدیث کی اتباع ہے، یاد رہے کہ ہر متنفس پر تبلیغ حق فرض ہے لیکن تاہم ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کر دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے دل سے نفرت کرے یہ ضعیف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم: 49)

ایک اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (صحیح مسلم: 49)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اچھائی کا حکم اور برائیوں سے مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرما دے گا پھر تم دعائیں کرو گے لیکن قبول نہ ہوں گی۔ (سنن ترمذی: 2169)

(۱۷۵) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نیکی کی طرف رہنمائی کرے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ نیکی کرنے والے کو (ملتا ہے)۔ (مسلم)

حل لغات:

دلّ: از، دلالة، بمعنی، راہنمائی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۱۰، میں گزر چکا ہے۔

175: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1893 176: مسلم شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث: 2674

Marfat.com

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ "مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِه" استعمال ہوئے کہ جس نے نیک کی طرف راہنمائی کی تو اس کے لیے بھی نیکی کرنے والے کی مثل اجر ہے، لیکن ایک اور حدیث میں فرمایا "نیکی کی طرف بلانے والا نیکی کرنے والے کی مثل ہے" دونوں حدیثوں کا مفہوم ایک ہی ہے لیکن ایک میں علماء اور خطیب حضرات کی بابت فرمایا گیا کیونکہ ہی وہ لوگ ہیں جو نیکی کی طرف بلاتے ہیں، اور دوسری میں علماء اور عوام دونوں سے شامل ہیں کیونکہ دونوں طبقات ہی نیکی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اسی طرح برائی کی طرف بلانے والے کے لیے وعید ہے کہ وہ بھی گویا ایسا ہی ہے جیسے اس نے خود برائی کی ہے، (ابن ماجہ) اللہ تعالیٰ ہم کو نیک کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے بچنے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی کریم الامین۔

(۱۷۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی، كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَه، لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا، وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہدایت کی طرف بلائے گا اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس راہ ہدایت پر چلنے والے کو ملے گا' اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی' اور جو شخص گمراہی کی طرف دعوت دے گا اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس گمراہی کی راہ پر چلنے والے کو ہوگا' اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

تبعه: از، تبعاً، بمعنی، پیروی کرنا، پیچھے چلنا۔

ضلالة: بمعنی گمراہی، دین سے پھرنا، حق راستہ سے بہک جانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا بھی وہ مفہوم ہے جو اوپر گزری ہے۔

(۱۷۷) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ"، فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا . فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا . فَقَالَ: "أَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ؟" فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هُوَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ . قَالَ: "فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ" فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهٗ فَبَرِئَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ . فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: "اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهٗ: "يَدُوْكُوْنَ": أَيْ يَخُوْضُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ . وَقَوْلُهٗ: "رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّاءِ وَبِفَتْحِهَا لُغَتَانِ، وَالْكَسْرُ أَفْصَحُ .

◄◄ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ارشاد فرمایا: کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے' اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس لوگوں نے اپنی رات سوچتے گزاری کہ جھنڈا کسے عطا کیا جاتا ہے۔ سو جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو امید تھی کہ یہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا:

انہیں میرے پاس بھیجو، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ صحت یاب ہوگئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہوجاتے۔ آپ نے فرمایا: معمول کے مطابق چلتے رہو حتیٰ کہ ان کے علاقے میں داخل ہوجاؤ تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں بتاؤ کہ ان کے ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تبارک تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

177: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 3009

Marfat.com

حل لغات:

يدو كون: غور وفکر کرتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔

بصق: از بصقاً، بمعنی تھوکنا۔

رسلك: را پر زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا گیا اور زیر زیادہ فصیح ہے۔

تعارف راوی:

سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف السین،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید اس بات پر مزید ترغیب دی ہے کہ ہدایت کا حکم دو اگر تمہارے سبب کوئی ایک بھی ہدایت پا گیا تو اس کے ثواب سے قیامت کے دن تم کو اتنی خوشی ہوگی جتنی سو سرخ رنگ والے اونٹ ملنے پر ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

(۱۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَن فتىً مِّنْ اسلم، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّىْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِىَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ، قَالَ: "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُوْلُ: اَعْطِنى الَّذِىْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ، اَعْطِيْهِ الَّذِىْ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسى مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِيْنَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ لَكِ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ نہیں کہ میں اس کے ساتھ جہاد کی تیاری کروں۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے جہاد کی تیاری کی تھی تو بیمار ہوگیا۔ سو وہ نوجوان اس شخص کے پاس گیا پس کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو سامان جنگ تو نے تیار کیا تھا مجھے دے دے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: جو کچھ میں نے تیار کیا تھا اس نوجوان کو دے دے اور کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھ۔ اللہ کی قسم! اس سے کوئی چیز اگر تو نے روک لی تو اس میں ہمارے لئے برکت نہیں ہوگی۔ (مسلم)

178: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1894

Marfat.com

حل لغات:

اتجهّز : از ، تجھُّزاً ، بمعنی تیار کرنا، مہیا کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں پر ایک شخص نے جہاد کا سامان دے کر اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو نیکی (جہاد) کی طرف بھیجا تو ثواب اس بھی کو اللہ تعالیٰ اتنا ہی دے گا جتنا جہاد کرنے والے کو عطا فرمائے گا۔اور یہ بھی کہ یہ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہ میں جہاد تو کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہدایت کی طرف راہنمائی فرمائی۔

Marfat.com

۲۱-بَابٌ فِی التَّعَاوُنِ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی
نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کے متعلق بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ﴾ (المائدۃ:2)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ ﴾ (العصر:2-1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمانۂ محبوب کی قسم ○ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ○ مگر جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ○

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِی - رَحِمَہُ اللہ - کَلَامًا مَعْنَاہُ: اِنَّ النَّاسَ اَوْ اَکْثَرَھُم فِیْ غَفْلَۃٍ عَنْ تدبر ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سورۃ میں غور وفکر کرنے سے غافل ہیں۔

تشریح:

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کے اثرات طاری ہو گئے، اور پھر دفعتہً سر اٹھا کر مسکرائے پھر یا تو خود آپ نے فرمایا، یا لوگوں کے اس سوال پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے مسکرائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر اس وقت ایک سورت اتری" پھر آپ نے »بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ« پڑھ کر اس پوری سورت "اِنَّا أَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْأَبْتَرُ" (108-الکوثر:1-2-3) کی تلاوت کی اور فرمایا: "جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟" لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا: "وہ ایک جنت کی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے جس پر میری امت قیامت والے دن آئے گی اس کے برتن آسمان

Marfat.com

کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں بعض لوگ اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا، اے میرے رب یہ بھی میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں"۔ (صحیح مسلم:400)

☆اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس میں دو پرنالے آسمان سے گرتے ہوں گے۔ (صحیح مسلم:2301)نسائی کی

☆ حدیث میں ہے یہ واقعہ مسجد میں گزرا۔ (سنن نسائی:905)

☆مسند کی اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ "مجھے کوثر عنایت کی گئی ہے جو ایک جاری نہر ہے لیکن گڑھا نہیں ہے اس کے دونوں جانب موتی کے خیمے ہیں اس کی مٹی خالص مشک ہے اس کے کنکر بھی سچے موتی ہیں"۔ (مسند احمد:3/152)

☆اور روایت میں ہے کہ معراج والی رات آپ نے آسمان پر جنت میں اس نہر کو دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون سی نہر ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے۔

(صحیح بخاری:4964)

اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں اور بہت سی ہم نے سورۃ اسراء کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہیں۔

☆ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس کے کنارے دراز گردن والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: وہ پرندے تو بہت ہی خوبصورت ہوں گے، آپ نے فرمایا: " کھانے میں بھی وہ بہت ہی لذیذ ہیں"۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:38174)

☆اور روایت میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کوثر کیا ہے؟ اس پر آپ نے یہ حدیث بیان کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان پرندوں کی نسبت یہ فرمایا۔ (مسند احمد:3/221)

☆سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ نہر جنت کے درمیان میں ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:30/321)

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کوثر سے مراد وہ بھلائی اور خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ سن کر کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ جنت کی ایک نہر ہے تو سعید نے فرمایا: وہ بھی ان بھلائیوں اور خیر میں سے ہے جو آپ کو اللہ کی طرف سے عنایت ہوئی ہیں۔ اور بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد بہت سی خیر ہے تو یہ تفسیر شامل ہے حوض کوثر وغیرہ سب کو۔

» کوثر « ماخوذ ہے کثرت سے جس سے مراد خیر کثیر ہے اور اسی خیر کثیر میں حوض جنت بھی ہے جیسے کہ بہت سے مفسرین سے مروی ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں دنیا اور آخرت کی بہت بہت بھلائیاں مراد ہے۔ عکرمہ فرماتے ہیں نبوت، قرآن، ثواب، آخرت کوثر ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کوثر کی تفسیر نہر کوثر سے بھی مروی ہے جیسے کہ ابن جریر میں سنداً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونا چاندی ہے

Marfat.com

جو یاقوت اور موتیوں پر بہہ رہی ہے جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ تفسیر مروی ہے ابن جریر ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں یہ روایت مرفوع بھی آئی ہے۔ (مسند احمد: 2/87 صحیح) امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن صحیح بتاتے ہیں۔

☆ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے آپ کی زوجہ صاحبہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی) جو قبیلہ بنونجار سے تھیں انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ! وہ تو ابھی ابھی آپ ہی کی طرف گئے ہیں شاید بنونجار میں رک گئے ہوں آپ تشریف لائیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی صاحبہ نے آپ کے سامنے مالیدہ رکھا جو آپ نے تناول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی مصاحبہ خوش ہو کر فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ اسے جزو جسم بنائے، اچھا ہوا خود تشریف لے آئے میں تو حاضر دربار ہونے کا ارادہ کر چکی تھی کہ آپ کو حوض کوثر ملنے کی مبارک باد دوں مجھ سے ابھی ابھی ابوعمارہ نے کہا تھا، آپ نے فرمایا: "ہاں اس حوض کی زمین یاقوت مرجان زبرجد اور موتیوں کی ہے"۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 38183)

پھر ارشاد ہے کہ جیسے ہم نے تمہیں خیر کثیر عنایت فرمائی اور ایسی پر شوکت نہر دی تو تم بھی صرف میری ہی عبادت کرو خصوصاً نفل فرض نماز اور قربانی اسی »وحدہ لا شریك له« کے نام کی کرتے رہو۔

جیسے فرمایا ''قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ '' (6-الانعام: 162-163) مراد قربانی سے اونٹوں کا نحر کرنا وغیرہ ہے۔ مشرکین سجدے اور قربانیاں اللہ کے سوا اوروں کے نام کی کرتے تھے تو یہاں حکم ہوا کہ تم صرف اللہ ہی کے نام کی مخلصانہ عبادتیں کیا کرو۔

اور جگہ ہے ''وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ '' (6-الانعام: 121) یعنی "جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ یہ تو» فسق « ہے"

اور کہا گیا ہے کہ مراد »وانحر« سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے یہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غیر صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، شعبی رحمہ اللہ اس لفظ کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اپنے سینے سے قبلہ کی طرف متوجہ ہو یہ تینوں قول ابن جریر میں منقول ہیں۔

☆، ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی یہ سمجھ کر کہ آج کے دن گوشت کی چاہت ہوگی، آپ نے فرمایا: "بس وہ تو کھانے کا گوشت ہو گیا" صحابی نے کہا: اچھا، یا رسول اللہ! اب میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ محبوب ہے کیا یہ کافی ہوگا آپ نے فرمایا: "ہاں تجھے تو کافی ہے لیکن تیرے بعد چھ مہینے کا بکری کا بچہ کوئی اور قربانی نہیں دے سکتا"۔ (صحیح بخاری: 955)

Marfat.com

امام ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ٹھیک قول اس کا ہے جو کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی تمام نمازیں خالص اللہ ہی کے لیے ادا کر، اس کے سوا کسی اور کے لیے نہ کر، اسی طرح اسی کی راہ میں خون بہا کسی اور کے نام پر قربانی نہ کر، اس کا شکر بجالا جس نے تجھے یہ بزرگی دی اور وہ نعمت دی جس جیسی کوئی اور نعمت نہیں تجھی کو اس کے ساتھ خاص کیا یہی قول بہت اچھا ہے۔ محمد بن کعب قرظی اور عطا کا بھی یہی فرمان ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! تجھ سے اور تیری طرف اتری ہوئی وحی سے دشمنی رکھنے والا ہی قلت و ذلت والا بے برکتا اور دم بریدہ ہے یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں اتری ہے یہ پاجی جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتا تو کہتا اسے چھوڑو وہ دم کٹا ہے، اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں اس کے انتقال کرتے ہی اس کا نام دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اس پر یہ مبارک سورت نازل ہوئی ہے شمر بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط کے حق میں یہ آیت اتری ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کعب بن اشرف اور جماعت قریش کے بارے میں یہ نازل ہوئی ہے۔

بزار میں ہے کہ جب کعب بن اشرف مکے میں آیا تو قریشیوں نے اس سے کہا کہ آپ تو ان کے سردار ہیں آپ اس بچہ کی طرف نہیں دیکھتے جو اپنی ساری قوم سے الگ تھلک ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ افضل ہے حالانکہ ہم حاجیوں کے اہل میں سے ہیں بیت اللہ ہمارے ہاتھوں میں ہے زمزم پر ہمارا قبضہ ہے، تو یہ خبیث کہنے لگا بیشک تم اس سے بہتر ہو اس پر یہ آیت اتری اس کی سند صحیح ہے۔

عطا فرماتے ہیں ابولہب کے بارے میں یہ آیت اتری ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے انتقال ہوا تو یہ بدنصیب مشرکین سے کہنے لگا کہ آج کی رات محمد کی نسل کٹ گئی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دشمن ہے جن جن کے نام لیے گئے وہ بھی اور جن کا ذکر نہیں ہوا وہ بھی »ابتر« کے معنی ہیں، تنہا عرب کا یہ بھی محاورہ ہے کہ جب کسی کی نرینہ اولاد مر جاتے تو کہتے ہیں »ابتر« نبی علیہ السلام کے صاحبزادہ کے انتقال پر بھی انہوں نے دشمنی کی وجہ سے یہی کہا جس پر یہ آیت اتری تو مطلب یہ ہوا کہ »ابتر« وہ ہے جس کے مرنے کے بعد اس کا نام مٹ جائے ان مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی خیال کیا تھا کہ ان کے لڑکے تو انتقال کر گئے وہ نہ رہے جن کی وجہ سے ان کے انتقال کے بعد بھی ان کا نام رہتا» حاشا و کلا « اللہ تعالیٰ آپ کا نام رہتی دنیا تک رکھے گا آپ کی شریعت ابدالآباد تک باقی رہے گی آپ کی اطاعت ہر ایک پر فرض کر دی گئی ہے، آپ کا پیارا اور پاک نام ہر ایک مسلم کے دل و زبان پر ہے اور قیام تک فضائے آسمانی میں عروج و اقبال کے ساتھ گونجتا رہے گا، بحر و بر میں ہر وقت اس کی منادی ہوتی رہے گی، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اولاد پر اور ازواج و اصحاب پر قیامت تک درود و سلام بے حد و بکثرت بھیجتا رہے۔ ''آمین''

Marfat.com

(۱۷۹) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوعبدالرحمٰن زید بن خالدالجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے سامان جنگ تیار کیا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کے اہل خانہ کی اچھے طریقے سے خبر گیری کی تو بلاشبہ اس نے بھی جہاد کیا۔
(متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے، کہ جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں وہ خود جہاد پر نہیں جاسکتے تو ان لوگوں کی مدد کریں جو جہاد پر جاسکتے ہیں لیکن ان کے پاس وسائل نہیں، تو اس صورت میں سب کو ثواب ملے گا، اسی طرح جو جہاد پر جانے والوں کے اہل وعیال کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی جہاد کرنے والے کی مثل ثواب عطا فرماتا ہے۔
(مسلم شریف، مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ.)

(۱۸۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِیْ لِحْيَانَ مِنْ هُذَيْلٍ، فَقَالَ: "لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◀◀ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کے بنولحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک شخص لشکر میں شریک ہو اور ثواب دونوں کو ملے گا۔ (مسلم)

(۱۸۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوْا: الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالُوْا: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: "رَسُوْلُ اللّٰهِ"، فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَكِ اَجْرٌ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام روحاء پر ایک قافلہ ملا تو آپ نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: مسلمان ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کا رسول! تو ایک عورت نے ایک بچہ اٹھا کر آپ کی طرف بڑھایا اور پوچھا: کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور تجھے اجر ملے گا۔ (مسلم)

179: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2843

180: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1896

181: مسلم شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث: 1336

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بچہ حج کرے تو اس کو ثواب اس کے ولی کو ہوگا اور اس بات پر بھی تمام ائمہ کرام متفق ہیں کہ اگر بالغ ہونے کے بعض بچہ صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر دوبارہ حج لازم ہوگا سوائے امام داؤد ظاہری کے ان کے نزدیک بچہ کا بچپن والا حج فرض کے ساقط ہونے میں کافی ہوگا۔

(عمدۃ القاری، باب حج الصبیان ج۱۰،ص۲۱۶،)

(۱۸۲)وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنَّہٗ قَالَ: "اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِیْنُ الَّذِیْ یُنْفِذُ مَا اُمِرَ بِہٖ فَیُعْطِیْہِ کَامِلًا مُّوَفَّرًا طَیِّبَۃً بِہٖ نَفْسُہٗ فَیَدْفَعُہٗ اِلَی الَّذِیْ اُمِرَ لَہٗ بِہٖ، اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اَلَّذِیْ یُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِہٖ" وَضَبَطُوْا "الْمُتَصَدِّقِیْنَ" بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ کَسْرِ النُّوْنِ عَلَی التَّثْنِیَۃِ، وَعَکْسِہٖ عَلَی الْجَمْعِ وَکِلَاھُمَا صَحِیْحٌ ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان اور امانت دار خزانچی جوان تمام احکام کی تعمیل کرتا ہے جن کا اسے حکم دیا جاتا ہے اور صحیح اور پورا مال بڑی خندہ پیشانی سے ادا کرتا ہے اور اس شخص کو دیتا ہے جس کو دینے کا اسے حکم دیا گیا ہے تو اس خزانچی کا نام بھی صدقہ کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ دیتا ہے جس کا اسے حکم دیا جائے خوش دلی سے مکمل اور پوری مقدار میں تو وہ بھی اس کا صدقہ دینے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

حل لغات:

موفراً: وافر اور پوری مقدار میں۔

متصدقین: تثنیہ کے طور پر قاف کے زبر اور نون کے زیر سے پڑھا گیا ہے اور اس کے برعکس جمع کے طور پر بھی اور

182: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1371، بخاری شریف، کتاب الاجارۃ، رقم الحدیث: 2141، بخاری شریف، کتاب الوکالۃ، رقم الحدیث: 2194، مسلم شریف، رقم الحدیث: 1023، ابن حبان، رقم الحدیث: 3359، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 1684، نسائی شریف، رقم الحدیث: 2560، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 19530، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 10717، شعب الایمان، رقم الحدیث: 7659، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 7336

Marfat.com

دونوں صحیح ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علامہ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث میں چار شرائط مذکور ہیں (۱) مالک کی اجازت کے ساتھ ہو (۲) جتنا مالک نے دینے کا حک دیا اس میں کمی نہ کرے (۳) خندہ پیشانی اور خوش دلی سے دے (۴) اور مالک نے جس کو دینے کا حکم دیا اسی کو ہی دے کسی اور مسکین و فقیر کو نہ دے تو ایسا مسلمان خازن جو کچھ دیتا ہے وہ اس کے لیے بھی صدقہ ہے۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملا علی القاری حنفی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

۲۲-بَابٌ فِی النَّصِیْحَۃِ
خیر خواہی کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ﴾ (الحجرات:10)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسے اس پر ظلم وستم نہ کرنا چاہیئے"۔ (صحیح بخاری:2442)

صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔

اور صحیح حدیث میں ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر بھائی مسلمان کے لیے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین۔ اور تجھے بھی اللہ ایسا ہی دے۔ (صحیح مسلم:87)

اس بارے میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں صحیح حدیث میں ہے مسلمان سارے کے سارے اپنی محبت رحم دلی اور میل جول میں مثل ایک جسم کے ہیں جب کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم تڑپ اٹھتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی شب بیداری کی تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری:6011)

ایک اور حدیث میں ہے مومن مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا۔ (صحیح بخاری:2446)

مسند احمد میں ہے مومن کا تعلق اور اہل ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے ہے، مومن اہل ایمان کے لیے وہی دردمندی کرتا ہے جو دردمندی جسم کو سر کے ساتھ ہے۔ (مسند احمد:5/340)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِخبارًا عَنْ نُوْحٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ﴿وَاَنْصَحُ لَکُمْ﴾ (الأعراف:62) وَعَنْ ھُوْدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ﴿ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝﴾ (الأعراف:68)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ یہاں بیان کرتے ہوئے ''میں تمہارا خیر خواہ ہوں'' اور حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے: اور میں تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں ○

(۱۸۳) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

اور احادیث یہ ہیں:

عَنْ اَبِیْ رُقَیَّةَ تَمِیْمِ بْنِ اَوْسٍ الدَّارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ" قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: "لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ (پہلی) حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کے لئے (خیر خواہی ہے)؟ فرمایا: اللہ کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ائمہ مسلمین کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔ (مسلم)

(۱۸۴) اَلثَّانِیْ: عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◂◂ (دوسری) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے اس بات پر بیعت کی کہ نماز قائم کروں گا۔ زکوٰۃ ادا کروں گا' اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کروں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

بایعت: از، بیعة، بمعنی بیعت کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۷۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

صحیح حدیث میں ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر بھائی مسلمان کے لیے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین۔ اور تجھے بھی اللہ ایسا ہی دے۔ (صحیح مسلم: 87)

(۱۸۵) اَلثَّالِثُ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یُؤْمِنُ

183: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 55

184: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 57، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1925، دارمی شریف، رقم الحدیث: 2540، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 19185، ابن حبان، رقم الحدیث: 4545، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2259، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 321، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 585، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 2244

Marfat.com

اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◂◂ (تیسری) حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی دنیاوی اور اُخروی دونوں لحاظ سے اپنے بھائی کے خیر خواہی چاہے دنیا میں جس طرح اپنے لیے عزت توقیر کا طالب ہے اسی طرح اپنے بھائی کی بھی عزت کا خیال رکھے، اور جس طرح یہ چاہتا ہے کہ مجھے جنت ملے اور دوزخ سے نجات حاصل ہو تو اپنے بھائی کے لیے بھی یہی دعا کرئے اور اہل جنت کے کاموں میں اس کی راہنمائی اور مدد کرئے، خیال رہے کہ یہاں بھائی سے مراد مسلمان بھائی ہے چاہے وہ سگا بھائی ہو یا کوئی اور، اور اس حدیث میں جو فرمایا کہ کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرئے جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مومن کامل نہیں ہو سکتا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ سرے سے ہی ایمان والا نہیں یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے۔

185: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:13، مسلم شریف، رقم الحدیث:2515، ترمذی شریف، رقم الحدیث:5016، نسائی شریف، رقم الحدیث:66، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:2740، دارمی شریف، رقم الحدیث:12824، ابن حبان، رقم الحدیث:234، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:11747، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2959، طبرانی صغیر، رقم الحدیث:700، مسند طیالسی، رقم الحدیث:2004، مسند الشہاب، رقم الحدیث:888، الادب المفرد، رقم الحدیث:1174

Marfat.com

۲۳-بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ
نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: 104)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: 110)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر بہتر ہے صحیح بخاری شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں تم اوروں کے حق میں سب سے بہتر ہو تو لوگوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر اسلام کی طرف جھکاتے ہو، (صحیح بخاری: 4557)

اور مفسرین بھی یہی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والے ہو، ابولہب کی بیٹی سیدہ درہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اس وقت منبر پر تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون سا شخص بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری قرآن ہو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، سب سے زیادہ اچھائیوں کا حکم کرنے والا سب سے زیادہ برائیوں

Marfat.com

سے روکنے والا سب سے زیادہ رشتے ناتے ملانے والا ہو۔ (مسند احمد: 6/431:)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت ساری امت پر مشتمل ہے، بیشک یہ حدیث میں بھی ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد اس سے ملا ہوا زمانہ پھر اس کے بعد والا، (صحیح بخاری: 3605)

ایک اور روایت میں ہے آیت " وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُم أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيكُم شَهِيدًا " (2-البقرہ: 143)

ہم نے تمہیں بہتر امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم نے اگلی امتوں کی تعداد ستر تک پہنچا دی ہے، اللہ کے نزدیک تم ان سب سے بہتر اور زیادہ بزرگ ہو، (سنن ترمذی: 3001)

یہ مشہور حدیث ہے امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، اس امت کی افضلیت کی ایک بڑی دلیل اس امت کے نبی کی افضلیت ہے، آپ تمام مخلوق کے سردار تمام رسولوں سے زیادہ اکرام وعزت والے ہیں، آپ کی شرع اتنی کامل اور اتنی پوری ہے کہ ایسی شریعت کسی نبی کو نہیں تو ظاہر بات ہے کہ ان فضائل کو سمیٹتے والی امت بھی سب سے اعلیٰ وافضل ہے، اس شریعت کا تھوڑا سا عمل بھی اور امتوں کے زیادہ عمل سے بہتر وافضل ہے۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں دیا گیا لوگوں نے پوچھا وہ کیا باتیں ہیں، آپ نے فرمایا میری مدد رعب سے کی گئی ہے میں زمین کی کنجیاں دیا گیا ہوں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لیے مٹی پاک کی گئی ہے، میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔

(مسند احمد: 1/98:)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝ ﴾ (الأعراف: 199)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (التوبۃ: 71)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

آیت نمبر: 5

Marfat.com

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ کَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○﴾ (المائدۃ:78)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے' ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے○

تشریح:

ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل کے کافر پرانے ملعون ہیں، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی انہی کے زمانہ میں ملعون قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے نافرمان تھے اور مخلوق پر ظالم تھے، توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی آئیں۔ یہ اپنے زمانہ میں بھی ایک دوسرے کو برے کاموں دیکھتے تھے لیکن چپ چاپ بیٹھے رہتے تھے، حرام کاریاں اور گناہ کھلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکتا نہ تھا۔ یہ تھا ان کا بدترین فعل۔

مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بنو اسرائیل میں پہلے پہل جب گناہوں کا سلسلہ چلا تو ان کے علماء نے انہیں روکا۔ لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں الگ نہیں کیا بلکہ انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے رہے، جس کی وجہ سے دونوں گروہوں کے دلوں میں آپس میں ٹکرا دیا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دل بھڑا دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر اپنی لعنت نازل فرمائی۔ کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم تھے۔ اس کے بیان کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں نہیں اللہ کی قسم تم پر ضروری ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکو اور انہیں شریعت کی پابندی پر لاؤ۔ (مسند احمد: 1/391)

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے برائی بنی اسرائیل میں داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا، اسے کہتا کہ اللہ سے ڈر اور اس برے کام کو چھوڑ دے یہ حرام ہے۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا بلکہ اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ رہتا اور میل جول باقی رکھتا، اس وجہ سے سب میں ہی سنگدلی آ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوری آیت کی تلاوت کر کے فرمایا: واللہ تم پر فرض ہے کہ بھلی باتوں کا ایک کو حکم کرو، برائیوں سے روکو، ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھو اور اسے تنگ کرو کہ حق پر آ جائے۔ (سنن ابوداود: 4336، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ (سنن ترمذی: 3047 تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ﴾ (الکھف: 29)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

Marfat.com

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ﴾ (الحجر:94)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔

آیت نمبر: 8

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْھَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○ ﴾ (الاعراف:165)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے بچالئے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو بُرے عذاب میں پکڑا یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانی کا○

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ .

اور آیاتِ کریمہ اس باب سے متعلق بہت زیادہ مشہور ہیں۔

(۱۸۶) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ:

◄◄ اور احادیث یہ ہیں:

فَالْاَوَّلُ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ، وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (پہلی) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔ سو اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے، اور اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

فلیغیرہ: از تغییراً، بمعنی بدلنا، تبدیل کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین درجات بنائے ہیں پہلا درجہ ان لوگوں کا ہے جو برائی کو ہاتھ سے

Marfat.com

روکتے ہیں دوسرا دوجہ ان لوگوں کا ہے جو زبان سے روکتے ہیں اور تیسرا درجہ ان کا جو دل میں برا محسوس کرتے ہیں اور جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرا درجہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ ثواب پہلے درجہ والوں کا ہے اور پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجہ کا۔

(۱۸۷) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ (دوسری) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف مبعوث فرمایا اس کو اپنی امت میں مخلص دوست اور احباب مل گئے وہ اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جو ایسی باتیں کہتے تھے جو کرتے نہیں تھے اور ایسے کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو کوئی ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور جو ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے تو وہ بھی مومن ہے اور جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الحواریون: جمع ہے ،الحواری، کی بمعنی مددگار، انصار، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔

خلوف: قائم مقام ہونا، ایک کے بعد دوسرے کا آنا۔

خردل: بمعنی رائی۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

تین درجات تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماقبل والی حدیث سے معلوم ہوئے اور چوتھا درجہ اس حدیث سے معلوم ہوا

187: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث::50

Marfat.com

کہ جو آدمی دل میں بھی برائی کو برا نہ جانے تو اس کے لیے ثواب بالکل نہیں بلکہ اس کے لیے یہ وعید فرمائی کہ اس میں تو رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو پہلے درجہ پر عمل کی توفیق دے نہیں تو کم از کم دوسرے یا تیسرے درجہ میں رکھے چوتھے درجہ سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔

امیر کا حکم اور اس کی اطاعت:

(۱۸۸) اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِی الْوَلِیْدِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَہِ، وَعَلٰی اَثَرَةٍ عَلَیْنَا، وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ بُرْھَانٌ، وَعَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

"اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَہُ" بِفَتْحِ مِیْمَیْھِمَا: اَیْ فِی السَّھْلِ وَالصَّعْبِ ۔ وَ"الْاَثَرَةُ": اَلْاِخْتِصَاصُ بِالْمُشْتَرَكِ وَقَدْ سَبَقَ بَیَانُھَا ۔ "بَوَاحًا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبَعْدَھَا وَاوٌ ثُمَّ اَلِفٌ ثُمَّ حَاءٌ مُھْمَلَةٌ: اَیْ ظَاھِرًا لَا یَحْتَمِلُ تَاْوِیْلًا ۔

◄◄ (تیسری) حضرت ابوالولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم (آپ کا ارشاد) سنیں گے اور اطاعت کریں گے، تنگی کی حالت میں بھی اور آسانی کی حالت میں بھی، خوشی کے عالم میں بھی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی اور اس صورت میں بھی کہ کسی کو ہم پر ترجیح دی جائے اور اس بات طرف سے دلیل موجود ہو اور اس بات پر (بیعت کی) کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

بایعنا: ہم نے معاہدہ کیا، ہم نے بیعت کی۔

المنشط والمکرہ: دونوں میموں پر زبر ہے، یعنی آسانی اور تکلیف کی حالت میں۔

الاثرة: مشترکین میں سے کسی کو مخصوص کرلینا۔ ترجیح دینا۔ اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بواحاً: باء موحدہ کے زبر کے ساتھ۔ اس کے بعد واؤ ہے۔ پھر الف، پھر حاء مہملہ یعنی ظاہر اور واضح جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تعارف راوی:

عبادہ ابن صامت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری سالمی ہیں، نقیب انصار تھے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک

188: بخاری شریف، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: 7199

Marfat.com

ہوئے، پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی، بہتر سال عمر پائی ۳۴ھ چونتیس میں وفات ہوئی، مشہور صحابی ہیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین،)

شرح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سوچ و بچار نہ کرتے تھے بلکہ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے الفاظ نکلتے اُدھر اس پر عمل ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت عمر کے بارے حدیث گزری ہے کہ آپ نے فرمایا اے حجر اسود میں تجھے صرف نبی اکرم کی سنت اور آپ کے فرمان کی وجہ سے بوسہ دیتا ہوں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے نہ چوما ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا، لیکن یہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ کی اتباع میں سوچنا نہیں چاہیے لیکن دوسے امیروں کی اتباع میں سوچ و بچار ضرور ہونی چاہیے تاکہ کہیں وہ آپ کو برائی کا حکم نہ دے دیں۔

ظالم کا محاسبہ ہونا چاہیے:

(۱۸۹) اَلرَّابِعُ: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَثَلُ الْقَائِمِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا، وَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوْا: لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا، وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْقَائِمِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى" مَعْنَاهُ: اَلْمُنْكِر لَهَا، اَلْقَائِم فِيْ دَفْعِهَا وَاِزَالَتِهَا، وَالْمُرَادُ بِالْحُدُوْدِ: مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ. "اِسْتَهَمُوْا": اِقْتَرَعُوْا.

◄◄ (چوتھی) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی کرنے والے اور ان حدود کے انکار کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کشتی پر سوار ایک جماعت نے قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض کو کشتی کے اوپر والے حصے میں جگہ ملی اور بعض کو نیچے والے حصہ میں۔ نچلے حصہ والے جب بھی پانی لینے کے لئے جاتے تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے۔ انہوں نے آپس میں کہا: ہم اپنے حصے میں کشتی میں سوراخ کرتے ہیں' اور اوپر والوں کو تکلیف نہیں دیں گے۔ سو (اس صورت میں) اگر اوپر والے انہیں اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے آزاد چھوڑ دیں تو وہ سب ہلاک ہو جائیں

189: بخاری شریف، کتاب الشرکۃ، رقم الحدیث: 2493

Marfat.com

گے اور اگر وہ ان کو ایسا کرنے سے روک دیں تو وہ سارے بچ جائیں گے۔ (بخاری)

حل لغات:

السفینۃ: بمعنی کشتی۔

خرقنا: ہم پھاڑ دیں، ہم سوراخ کر لیں۔

القائم فی حدود اللہ تعالیٰ: کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کی حدود کا انکار کرنے والا اور ان حدود کو توڑنے کی کوشش کرنے والا۔ حدود: سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

استھموا: انہوں نے قرعہ اندازی کی۔

تعارف راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۶۱ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ہمارے لیے یہ درس دیتی ہے کہ اگر ہم ظلم ہوتا دیکھے تو اس کو روکنا چاہیے منہ دوسری طرف کر کے گز نہیں جانا چاہیے کیونکہ آج کسی اور پر ظلم ہو رہا ہے تو کل ہم پر بھی ہو سکتا ہے اور اگر ہم نے نہ روکا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اس کی زندہ مثالیں ہمارے حکمرانوں میں پائی جاتی ہیں اگر ہم نے پہلے ہی ان کو محاسبہ کیا ہوتا تو آپ ہم بھی سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرتے، جب ہم نے ان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا تو ہمارا ان کو چھوڑنا ہی ہماری ہلاکت کا سبب بنا، اور یہ اس لیے ہوا کہ ہم نے امر بالمعروف ترک کر دیا۔

امیر کی اطاعت کب تک لازم ہے:

(۱۹۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلَمَةَ هِنْدٍ بِنْتِ اَبِیْ اُمَیَّةَ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ قَالَ: "اِنَّهٗ یُسْتَعْمَلُ عَلَیْكُمْ اُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِیَ وَتَابَعَ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا اَقَامُوْا فِیْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

مَعْنَاهُ: مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ یَسْتَطِعْ اِنْكَارًا بِیَدٍ وَّلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الْاِثْمِ، وَاَدّٰی وَظِیْفَتَهٗ، وَمَنْ اَنْكَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهٖ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِیَةِ وَمَنْ رَّضِیَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ فَهُوَ الْعَاصِیْ .

190: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1854

Marfat.com

◀◀ (پانچویں) ام المومنین حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ حذیفہ رضی اللہ عنہا 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر ایسے لوگ حکمران بنائے جائیں گے جن کی بعض باتوں کو تم پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند۔ پس جس نے ان کو برا سمجھا وہ بری ہوگیا اور جس نے حسب استطاعت ان کو روکنے کی کوشش کی وہ بچ گیا لیکن جو راضی ہوگیا اور ان کی پیروی کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں۔ فرمایا: نہیں! اس وقت تک جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۸۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان چیزوں کو اپنے دل سے ناپسند کیا اور وہ ہاتھ یا زبان سے ان کو روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا وہ گناہوں سے بری ہوگیا اور اس نے اپنا فریضہ ادا کردیا اور جس نے طاقت کے مطابق ان کو روکنے کی کوشش کی تو وہ اس گناہ سے محفوظ ہوگیا اور جو ان کے کام پر راضی ہوگیا اور ان کی پیروی کرنے لگا تو وہ گنہگار ہوا۔

(۱۹۱) اَلسَّادِسُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا، يَقُوْلُ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهِ"، وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ (چھٹی) حضرت ام المومنین ام حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے عالم میں ان کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: لا الہ الا اللہ۔ ہلاکت ہے اہل عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آ پہنچا ہے آج یاجوج اور ماجوج کی دیوار اتنی کھول دی گئی ہے۔ یہ فرما کر آپ نے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا۔ (حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے حالانکہ ہم میں پاکباز لوگ بھی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جب فسق وفجور کی بہتات ہوگئی (تو یونہی ہوگا)۔ (متفق علیہ)

191: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3168، بخاری شریف، کتاب المناقب، رقم الحدیث: 3403، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 27454، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 11333، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 136، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 26587، ابن حبان، رقم الحدیث: 691، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 8552، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6988، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 1962، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 835

Marfat.com

حل لغات:

ویل: بمعنی ہلاکت، شر اور برائی کا نازل ہونا، دوزخ کی ایک وادی کا نام۔

ردم: از، ردماً، بمعنی بہنا، گری ہوئی دیوار کا ملبہ۔

تعارف راوی:

زینب بنت جحش: آپ کا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر زینب رکھا، آپ حضور کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تب حضور انور کے نکاح میں آئیں، یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا "فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا"۔ تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضور انور سے رب نے کیا۔ (مترجم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیز گار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی، آپ بڑی سخیہ صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضور کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی، ترپن سال عمر پائی، ۲۰ھ بیس یا اکیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الزاء، صحابیات،)

شرح:

اس کے ہم معنی حدیث گزر چکی ہے، اور اس میں اس کے شرح ہو چکی ہے۔

(۱۹۲) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِیَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ!" فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ، نتحدث فِیْهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ، فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهُ". قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰی، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀◀ (ساتویں) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے وہاں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہم وہاں بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم بہر صورت راستوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے۔ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی

192: بخاری شریف، کتاب الاستئذان، رقم الحدیث: 6229

Marfat.com

سے روکنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

طرقات: بمعنی راستے، (جمع ہے)

ابیتم: از، بیاتاً، بمعنی رات گزارنا۔

کف: از، کفاً، بمعنی کسی کام سے منع کرنا، روکنا۔

تعارف راوی:

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ راستے کے بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں، نگاہوں کو نیچا رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، اچھی باتیں کرنا، کسی کی مدد کرنا، مظلوا اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا، راستہ بتانا، وغیرہ۔

(۱۹۳) اَلثَّامِنُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: "يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ!" فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ. قَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاردی اور اسے پرے پھینک دیا اور فرمایا: تم آگ کے انگارے کا قصد کرتے ہو اور اسے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور اس سے استفادہ کرو تو اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں اُٹھاؤں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینکا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

فطرحہ: از، طرحا، بمعنی پھینکنا، دور کرنا، ڈالنا۔

الجمرۃ: بمعنی انگارہ۔

193: مسلم شریف، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 2090

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا عشق رسول، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی کو پھینک دیا تو اس صحابی نے دوبارہ اس کو اُٹھایا نہیں بلکہ فرمایا میں اُس چیز کو نہیں اٹھاؤں گا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا چاہے وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو یہ ہے صحابہ کرام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تباع کرنا، کہ سونے کی انگوٹھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لے کر پھینک دی تھی اس کو پہننا تو دور کی بات دوبارہ ہاتھ تک نہیں لگایا۔

میں یہاں اس حدیث کی بنا پر ان لوگوں کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہو جو شادی اور منگنی کے موقعہ پر مرد کو سونے کی انگوٹھی پہنا کر فعل حرام کرتے ہیں، کہ مرد کے لیے سونا بالکل جائز نہیں ہے یہ رواج ہمیں ہی ختم کرنا ہے اگر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عمل کریں گے تو اس میں برکت بھی ہوگی اور آپ کو دیکھ کر اور لوگوں کو بھی سبق ملے گا۔

(۱۹۴) اَلتَّاسِعُ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْحَسَنِ الْبَصْرِی: اَنَ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰی عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ، فَقَالَ: اَیْ بُنَیَّ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ " فَاِیَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهٗ: اِجْلِسْ فَاِنَّمَا اَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ اِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِیْ غَیْرِهِمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (نویں) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سب سے برے چرواہے وہ ہیں جو ترش رو ظالم ہوں اس لئے تم ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچو۔ ابن زیاد نے ان سے کہا: بیٹھ جاؤ کیونکہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مثل بھوسہ کے (یعنی کمترین درجہ کے) ہو۔ انہوں نے فرمایا: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی کم ترین لوگ تھے؟ نہیں! بلکہ کم ترین لوگ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے اور ان کے بعد والے لوگوں میں ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

الحطمة: ظالم چرواہا۔

النخالة: بمعنی بھوسی، چھانن،

194: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1830

Marfat.com

(۱۹۵) اَلْعَاشِرُ: عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَیُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◂◂ (دسویں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔تم ضرور نیکی کا حکم دو، اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر سخت عذاب نازل فرمائے اور پھر تم اس کو پکارو گے تو وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے'اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۰۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا رہے گا اور اگر یہ سنت ترک کر دو گے تو پھر اللہ تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا۔اور تم پر سخت عذاب نازل فرمائے گا۔

(۱۹۶) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◂◂ (گیارہویں) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے'اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ظالم بادشاہ کے سامنے حق گوئی افضل جہاد ہے:

(۱۹۷) اَلثَّانِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ الْبَجَلِیِّ الْاَحْمَسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ: اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاهُ النَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

195: ترمذی شریف، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2169

196: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4344، ترمذی شریف، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2174

Marfat.com

"اَلْغَرْزُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ زَايٍ: وَهُوَ رِكَابُ كُوْرِ الْجَمَلِ اِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ اَوْ خَشَبٍ وَقِيْلَ: لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَّخَشَبٍ.

◂◂ (بارہویں) حضرت ابوعبداللہ طارق بن شہاب البجلی الاحمسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا جب کہ آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہوا تھا۔کون سا جہاد بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔اسے نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الغرز: عین معجمہ پر زبر، راء ساکن اور اس کے بعد زاء ہے۔اونٹ کے پلان کی رکاب کو کہتے ہیں جب کہ وہ چمڑے یا لکڑی کا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ چمڑے یا لکڑی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

تعارف راوی:

طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں،حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں،خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کیے اور ۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الطاء، صحابہ کرام)

شرح:

ظالم بادشاہ کے سامنے وہ آدمی بات کرے گا جس کا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہوگا،اس وجہ سے کہ وہ اپنے نفس کی پرواہ کیے بغیر بادشاہ کے سامنے حق بات کر رہا ہے،جب آدمی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کرتا ہے تو اس کو اس پر سزا کی بہت امید ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ حق بات کو بیان کرتا ہے تو اسلیے فرمایا کہ یہ افضل جہاد ہے۔

امر بالمعروف ترک کرنے پر لعنت:

(۱۹۸) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَنَّهٗ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا، اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهٖ، فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَقَعِيْدَهٗ، فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ" ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ

197: نسائی شریف، رقم الحدیث: 4214
198: ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، رقم الحدیث: 4336

Marfat.com

كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ - اِلٰی قَوْلِهٖ - ﴿فَاسِقُوْنَ﴾ (المائدۃ: 78-81) ثُمَّ قَالَ: "كَلَّا، وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰی يَدِ الظَّالِمِ، وَلَتَاْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا، اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰی بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

هٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوُدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِی الْمَعَاصِیْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوْهُمْ فِیْ مَجَالِسِهِمْ، وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ" فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكان مُتَّكِئًا، فَقَالَ: "لَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ حَتّٰی تَاْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا".

قَوْلُهُ: "تَاْطِرُوهم": اَیْ تَعْطِفُوْهُمْ. "وَلَتَقْصُرُنَّهُ": اَیْ لَتَحْبِسُنَّهُ.

◄◄ (تیرھویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلی بات جس نے بنی اسرائیل میں خرابی پیدا کی وہ یہ تھی کہ ان میں سے ایک آدمی دوسرے کو ملتا تو کہتا: اے فلاں! اللہ سے ڈر اور جو کرتوت تو کرتا ہے ان کو چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ پھر اگلے روز وہ اس سے ملتا تو اس کی حالت وہی ہوتی، تو یہ بات اس کو اس سے منع نہ کرتی کہ وہ اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ اور اس کا ہم مجلس بن جائے' تو جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا زنگ آلود کر دیا۔ پھر آیت پڑھی: ''لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر' یہ بوجہ اس کے ہے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے' آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے بہت برا ہے جو آگے بھیجا ان کے لئے ان کے نفسوں نے کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے: اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور جو اتارا گیا اس پر، تو نہ بناتے ان کو اپنا دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں تک۔ پھر فرمایا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دو' برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حق کی طرف مائل کرو اور اس کو حق پر قائم رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کی طرح کر دے گا پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں' اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے

Marfat.com

علماء نے انہیں منع کیا اور وہ باز نہ آئے۔ پھر وہ علماء بھی ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے۔ اور انہوں نے بھی ان کے ساتھ کھایا اور ان کے ساتھ پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا اور ان پر لعنت کی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بوجہ اس کے ہے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حتیٰ کہ تم ان کو حق کی طرف مائل کرو۔

حل لغات:

تاطروھم: کا معنی ہے انہیں مائل کرو، نرم کرو۔

ولتقصرنہ: یعنی انہیں تم روکے رکھو۔

ولتاطرنہ: از اطراً، بمعنی موڑ دینا، خم دینا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

(۱۹۹) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّكُمْ لَتَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدة: 105) وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ.

◄◄ (چودھویں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: اے ایمان والو! تم اپنی ذات کا خیال رکھو نہیں نقصان پہنچ سکتا تمہیں وہ جو گمراہ ہوگیا اگر تم ہدایت پر ہو اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کو ظلم سے باز نہ رکھیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عام عذاب نازل فرما دے۔ اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

تقرؤون: از، قراۃً، بمعنی کتاب کو پڑھنا۔

اوشك: از، وشکاً، بمعنی جلدی ہونا، جلدی چلنا، قریب پہنچنا۔

199: ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، رقم الحدیث: 4338

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں دے سکتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں اس بات کا جواب یہ دیا کہ قرآن کی یہ آیت ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ ﴾ (المائدة:105) ''اے ایمان والو! تم اپنی ذات کا خیال رکھو نہیں نقصان پہنچ سکتا تمہیں وہ جو گمراہ ہو گیا اگر تم ہدایت پر ہو'' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خلاف نہیں ہے، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ تم واجبات شرعیہ کو ادا کرتے رہو جن میں جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی شامل ہیں ان سب کے بعد جو لوگ گمراہ ہیں وہ تم کو نقصان نہیں دے سکتے۔

Marfat.com

۲۴-بَابُ تَغْلِیظِ عُقُوبَةِ مَنْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهیٰ عَنْ مُنْكَرٍ وَخَالَفَ قَوْلُهٗ فِعْلَهٗ

اس شخص کے لیے عذاب کی شدت کا بیان جو نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے لیکن اس کا عمل اس کے قول کے خلاف ہو

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾۔ (البقرة:44)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

تشریح:

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اچھی چیز کا حکم دینے پر ان کی برائی نہیں کی گئی بلکہ خود نہ کرنے پر برائی بیان کی گئی ہے اچھی بات کو کہنا تو خود اچھائی ہے بلکہ یہ تو واجب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ انسان کو خود بھی اس پر عمل کرنا چاہیے جیسے شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا آیت "وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ" (11-هود:88) یعنی میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہیں جس کام سے روکوں وہ خود کروں میرا ارادہ تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کا ہے میری توفیق اللہ کی مدد سے ہے میرا بھروسہ اسی پر ہے اور میری رغبت و رجوع بھی اسی کی طرف ہے۔ پس نیک کاموں کے کرنے کے لیے کہنا بھی واجب ہے اور خود کرنا بھی۔ ایک واجب کو نہ کرنے سے دوسرا بھی چھوڑ دینا نہیں چاہیے۔ علماء سلف وخلف کا قول یہی ہے گو بعض کا ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ برائیوں والا دوسروں کو اچھائیوں کا حکم نہ دے لیکن یہ قول ٹھیک نہیں، پھر ان حضرات کا اس آیت سے دلیل پکڑنا تو بالکل ہی ٹھیک نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور خود بھی بھلائی کرے اور برائی سے رکے۔ اگر دونوں چھوڑے گا تو دوہرا گنہگار ہوگا ایک کے ترک پر اکہرا۔

طبرانی کی معجم کبیر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عالم لوگوں کو بھلائی سکھائے اور خود عمل نہ کرے اس کی

Marfat.com

مثال چراغ جیسی ہے کہ لوگ اسی کی روشنی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن وہ خود جل رہا ہے (طبرانی کبیر:1681)
مسند احمد کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو کہا گیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ اور عالم ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتے تھے مگر خود نہیں کرتے تھے علم کے باوجود سمجھتے نہیں تھے۔ (مسند احمد:12879)
دوسری حدیث میں ہے کہ ان کی زبانیں اور ہونٹ دونوں کاٹے جا رہے تھے یہ حدیث صحیح ہے ابن حبان ابن ابی حاتم ابن مردویہ وغیرہ میں موجود ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم:476)
سیدنا ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے کچھ نہیں کہتے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہیں سنا کر ہی کہوں تو ہی کہنا ہوگا میں تو انہیں پوشیدہ طور پر ہر وقت کہتا رہتا ہوں لیکن میں کسی بات کو پھیلانا نہیں چاہتا اللہ کی قسم میں کسی شخص کو سب سے افضل نہیں کہوں گا اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور وہ اس کے اردگرد چکر کھاتا رہے گا جہنمی جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے کہ آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں تمہیں کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا میں تمہیں روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔ مسند احمد، بخاری مسلم میں بھی یہ روایت ہے۔ (صحیح بخاری:3267)
مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پڑھ لوگوں سے اتنا درگزر کرے گا جتنا جاننے والوں سے نہیں کرے گا بعض آثار میں یہ بھی وارد ہے کہ عالم کو ایک دفعہ بخشا جائے تو عام آدمی کو ستر دفعہ بخشا جاتا ہے عالم جاہل یکساں نہیں ہو سکتے قرآن کریم میں ہے آیت "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ" (39-سورۃ الزمر:9) جاننے والے اور انجان برابر نہیں نصیحت صرف عقلمند لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں ابن عساکر میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہاری نصیحتیں سن سن کر ہم تو جنتی بن گئے مگر تم جہنم میں کیوں آ پڑے وہ کہیں گے افسوس ہم تمہیں کہتے تھے لیکن خود نہیں کرتے تھے۔ (طبرانی کبیر:22:150)
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا میں بھلائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے لوگوں کو روکنا چاہتا ہوں آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس درجہ تک پہنچ گئے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم ان تینوں آیتوں کی فضیحت سے نڈر ہو گئے ہو تو شوق سے وعظ شروع کرو۔ اس نے پوچھا وہ تین آیتیں کیا ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک تو آیت "أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (البقرہ:44) کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے تئیں بھولے جا رہے ہو؟ دوسری آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" (6-سورۃ الصف-3،2) کیوں تم وہ کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟

Marfat.com

اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو۔ تیسری آیت شعیب علیہ السلام کا فرمان آیت ''وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ'' (۱۱-ھود:88) یعنی میں جن کاموں سے تمہیں منع کرتا ہوں ان میں تمہاری مخالفت کرنا نہیں چاہتا، میرا ارادہ صرف اپنی طاقت بھر اصلاح کرنا ہے کہو تم ان تینوں آیتوں سے بے خوف ہو؟ اس نے کہا نہیں فرمایا پھر تم اپنے نفس سے شروع کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ o﴾ (الصف:3-2)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کروo

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِخْبَارًا عَنْ شُعَيْبٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهَاكُمْ عَنْهُ ﴾ (ہود:88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حضرت شعیب علیہ السلام کے قول کے متعلق اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

(۲۰۰) وَعَنْ اَبِیْ زَيْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ''يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِی النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ فِی الرَّحٰى، فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا فُلَانُ، مَا لَكَ؟ اَلَمْ تَكُ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى، كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ، وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ''

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهٗ: ''تَنْدَلِقُ'' هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ، وَمَعْنَاهُ تَخْرُجُ . وَ''الْاَقْتَابُ'': الْاَمْعَاءُ، وَاحِدُهَا قِتْبٌ

◀◀ حضرت ابوزید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کو لئے ہوئے اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا

Marfat.com

ہے۔ دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے: اے فلاں! تجھے یہ کیا ہو گیا ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا' اور برائی سے روکتا نہیں تھا؟ وہ شخص کہے گا: ہاں! میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا' اور میں برائی سے روکتا تھا' اور خود برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تندلق: دال مہملہ کے ساتھ۔ اس کا معنی ہے: نکلتی ہیں۔

اقتاب: آنتیں۔ اس کا واحد قتب ہے۔

فیدور: از دوراً، بمعنی گھومنا، دورہ کرنا،

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث دوسرے الفاظ میں یوں بھی آتی ہے کہ

سیدنا ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے کچھ نہیں کہتے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہیں سنا کر ہی کہوں تو ہی کہنا ہو گا میں تو انہیں پوشیدہ طور پر ہر وقت کہتا رہتا ہوں لیکن میں کسی بات کو پھیلانا نہیں چاہتا اللہ کی قسم میں کسی شخص کو سب سے افضل نہیں کہوں گا اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور وہ اس کے اردگرد چکر کھاتا رہے گا جہنمی جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے کہ آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں تمہیں کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا میں تمہیں روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔ مسند احمد، بخاری مسلم میں بھی یہ روایت ہے۔ (صحیح بخاری: 3267)

اس بات پر ہم نے اسی باب کے شروع میں کافی کچھ بیان کیا ہے وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔ ابوالاحمد غفرلہ،،

Marfat.com

۲۵-بَابُ الْاَمْرِ بِاَدَاءِ الْاَمَانَةِ

امانت ادا کرنے کے حکم کا بیان

امانت کی تعریف: فقہا کے نزدیک امانت وہ چیز ہے جو امین کے پاس پائی جائے برابر ہے کہ وہ عقد استحفاظ کے ذریعے امانت ہو، جیسے ودیعت یا کسی عقد کے ضمن میں امانت ہو جیسے ماجور و مستعار۔ (قواعد الفقہ، بحوالہ خزائن التعریفات، ص ۵۲)، اور عرف میں وہ چیز جو کسی کے پاس بطور حفاظت رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا﴾ (النساء:58)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو تیرے ساتھ امانت داری کا برتاؤ کرے تو اس کی امانت ادا کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس سے خیانت مت کر۔" (سنن ابوداود:3535) آیت کے الفاظ وسیع المعنی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے حقوق کی ادائیگی بھی شامل ہے جیسے روزہ نماز زکوٰۃ کفارہ نذر وغیرہ، اور بندوں کے آپس کے کل حقوق بھی شامل ہیں جیسے امانت دی ہوئی چیزیں وغیرہ، پس جس حق کو ادا نہ کرے گا اس کی پکڑ قیامت کے دن ہوگی۔

صحیح حدیث میں ہے "قیامت کے دن ہر حقدار کا حق اسے دلوایا جائے گا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کو اگر سینگوں والی بکری نے مارا ہے تو اس کا بدلہ بھی اسے دلوایا جائے گا۔" (صحیح مسلم:2582)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی وجہ سے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں مگر امانت نہیں مٹنے لگی کوئی شخص اللہ کی راہ میں شہید بھی ہوا تو اسے بھی قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنی امانت ادا کر وہ جواب دے گا کہ دنیا تو اب ہے نہیں میں کہاں سے اسے ادا کروں؟ فرماتے ہیں پھر وہ چیز اسے جہنم کی تہہ میں نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ جا اسے لے آ وہ اسے اپنے کندھے پر لاد کر لے چلے گا لیکن وہ گر پڑے گی وہ پھر اسے لینے جائے گا بس اسی عذاب میں وہ مبتلا رہے گا زاذان اس روایت کو سن کر سیدنا براء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں

Marfat.com

میرے بھائی نے سچ کہا پھر قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں ہر نیک و بد پر یہی حکم ہے،

ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس چیز کا حکم دیا گیا اور جس چیز سے منع کیا گیا وہ سب امانت ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورت اپنی شرمگاہ کی امانت دار ہے، سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو جو معاملات تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہوں وہ سب اسی میں شامل ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں یہ بھی داخل ہے کہ سلطان عید والے دن عورتوں کو خطبہ سنائے۔

شانِ نزول:

اس آیت کی شان نزول میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور اطمینان کے ساتھ بیت اللہ شریف میں آئے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا۔ حجر اسود کو اپنی لکڑی سے چھوتے تھے اس کے بعد سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو جو کعبہ کی کنجی بردار تھے بلایا ان سے کنجی طلب کی انہوں نے دینا چاہی اتنے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب یہ مجھے سونپئے تا کہ میرے گھرانے میں زمزم کا پانی پلانا اور کعبہ کی کنجی رکھنا دونوں ہی باتیں رہیں یہ سنتے ہی سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ طلب کی پھر وہی واقعہ ہوا آپ نے سہ بارہ طلب کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر دے دی کہ اللہ کی امانت آپ کو دیتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا دروازہ کھول اندر گئے وہاں جتنے بت اور تصویریں تھیں سب توڑ کر پھینک دیں ابراہیم علیہ السلام کا بت بھی تھا جس کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ان مشرکین کو غارت کرے بھلا خلیل اللہ کو ان تیروں سے کیا سروکار؟" پھر ان تمام چیزوں کو برباد کر کے ان کی جگہ پانی ڈال کر ان کے نام و نشان مٹا کر آپ باہر آئے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ نے کہا" کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنے وعدے کو سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اسی اکیلے نے شکست دی۔" (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

پھر آپ نے ایک لمبا خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ " جاہلیت کے تمام جھگڑے اب میرے پاؤں تلے کچل دیئے گئے خواہ مالی ہوں خواہ جانی ہوں ہاں بیت اللہ کی نگرانی کا اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب جوں کا توں باقی رہے گا" اس خطبہ کو پورا کر کے آپ بیٹھے ہی تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا حضور چابی مجھے عنایت فرمائی جائے تا کہ بیت اللہ کی دیکھ بھال کا اور حاجیوں کو زمزم پلانے کا منصب دونوں یکجا ہو جائیں لیکن آپ نے انہیں نہ دی۔

مقام ابراہیم کو کعبہ کے اندر سے نکال کر آپ نے کعبہ کی دیوار سے ملا کر رکھ دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ تمہارا قبلہ یہی ہے پھر آپ طواف میں مشغول ہو گئے ابھی وہ چند پھیرے ہی پھرے تھے جو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ نے

Marfat.com

اپنی زبان مبارک سے اس آیت کی تلاوت شروع کی، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ماں باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں میں نے تو اس سے پہلے آپ کو اس آیت کی تلاوت کرتے نہیں سنا اب آپ نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں کنجی سونپ دی اور فرمایا "آج کا دن وفا، نیکی اور سلوک کا دن ہے۔ (سیرہ ابن ہشام: ص42، ج4:)

آیت نمبر :2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o﴾ (الاحزاب:72)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہےo

منافق کی تین نشانیاں:

(۲۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ" .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے سپرد امانت کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: اگرچہ وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

امانت میں خیانت کرنا بھی منافقت کی ایک نشانی ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا اور امانت میں خیانت کی کئی اقسام ہیں مثلاً کسی کے پاس امانت رکھی تھی اُس نے اس میں خیانت کی، کوئی مزدوری کرتا ہے لیکن کام اجرت کے برابر نہیں کرتا یہ بھی خیانت ہے، کوئی تنخواہ لے کر تعلیم دیتا ہے لیکن بچوں کو پڑھانے میں حق ادا نہیں کرتا یہ بھی خیانت ہے، کسی کی کوئی ڈیوٹی لگائی گئی تھی اس نے ڈیوٹی کو اچھی طرح نہ نبھایا یہ بھی خیانت ہے، اس کے علاوہ بھی بہت چیزیں ایسی ہیں جن میں خیانت کا

201: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:33، بخاری شریف، کتاب شہادت، رقم الحدیث:2536، مسلم شریف، رقم الحدیث:59، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2631، نسائی شریف، رقم الحدیث:5021، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:8670

Marfat.com

اندیشہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو خیانت کرنے سے مکمل نجات عطا فرمائے آمین۔

خیانت قیامت کی نشانی ہے:

(۲۰۲)وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ: حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جُذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ، وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ، فَقَالَ: "يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ، فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ، فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ" ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهٗ عَلٰى رِجْلِهٖ "فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ، فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ: اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا، حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا اَجْلَدَهٗ! مَا اَظْرَفَهٗ! مَا اَعْقَلَهٗ! وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ" . وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ: لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَّيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ، وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَّيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ، وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

قَوْلُهٗ: "جَذْرٌ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ اَصْلُ الشَّيْءِ وَ"الْوَكْتُ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ: الْاَثَرُ الْيَسِيْرُ . وَ"الْمَجْلُ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ: وَهُوَ تَنَفُّطٌ فِي الْيَدِ وَنَحْوِهَا مِنْ اَثَرِ عَمَلٍ وَّغَيْرِهٖ . قَوْلُهٗ: "مُنْتَبِرًا": مُرْتَفِعًا . قَوْلُهٗ: "سَاعِيْهِ": الْوَالِيْ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو باتیں فرمائیں ان میں سے ایک کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کی تہ میں نازل ہوئی' پھر قرآن کریم نازل ہوا اور لوگوں نے قرآن حکیم اور سنت سے علم حاصل کیا پھر ہم سے امانت کے اُٹھائے جانے کے متعلق بیان کیا تو فرمایا: آدمی سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی اور اس کا بالکل معمولی اثر رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی اور اس کا اثر صرف آبلے کی طرح رہ جائے گا جس طرح کہ تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکاتا ہے تو وہ چھالا بن کر ابھر آئے گا' اور تو اس کو اُٹھا ہوا محسوس کرے گا۔ حالانکہ اس میں کوئی شے نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری اُٹھائی اور اس کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا' پھر لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ وہ

202: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6132

Marfat.com

خرید وفروخت کریں گے لیکن کوئی بھی امانت ادا کرنے پر تیار نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانتدار شخص موجود ہے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ بڑا مضبوط ہے۔ بڑا ہوشیار ہے، بڑا عقلمند ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہوگی کہ اس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ راوی کہتے ہیں، مجھ پر ایسا وقت آیا کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ میں تم میں سے کس کے ساتھ خرید وفروخت کر رہا ہوں اگر وہ مسلمان ہوا تو اس کا دین میرا حق میری طرف لوٹا دے گا' اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوا تو اس کا حکمران میرا حق میری طرف لوٹا دے گا' اور آج صورت حال یہ ہے کہ میں تم میں سے فلاں فلاں شخص کے علاوہ کسی سے بھی خرید وفروخت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

جذر: جیم پر زبر اور ذال معجمہ کے سکون کے ساتھ، کسی چیز کی اصل کو کہتے ہیں۔

الوکت: تائے مثناۃ کے ساتھ۔ معمولی اثر کو کہتے ہیں۔

المجل: میم پر زبر اور جیم ساکن، ہاتھ اور پاؤں میں کام وغیرہ کرنے سے جو ابھار اُٹھ آتا ہے یعنی آبلہ وغیرہ۔

منتبرا: اُٹھا ہوا، بلند۔

ساعیہ: اس کا حکمران، اس کا ذمہ دار، نگران۔

تعارف راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۰۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ لوگوں کے دلوں سے امانت اٹھالی جائے گی ہر طرف خیانت ہی خیانت ہوگی جب یہ وقت آئے گا تو قیامت دور نہ ہوگی قارئین کیا یہ وقت آنہیں گیا تو کیا اب بھی ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے عمل کچھ نہیں کریں گے؟؟ ہم کو آج اور بھی سے آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور خیانت جیسی خبیث بیماری سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جنت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھلوائیں گے:

(۲۰۳) وَعَنْ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ

203: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 195

Marfat.com

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ۔ قَالَ: فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ، اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا ۔ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ، فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ، وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ" قُلْتُ: بِاَبِيْ وَاُمِّيْ، اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: "اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ، ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ، وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ، وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ، يَقُوْلُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ، حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا، وَّفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ بِاَخْذِ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ، وَّمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ" وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ، اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهٗ: "وَرَاءَ وَرَاءَ" هُوَ بِالْفَتْحِ فِيْهِمَا ۔ وَقِيْلَ: بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِيْنٍ وَّمَعْنَاهُ: لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ ۔ وَقَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◄◄ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ پھر مومن کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے والد محترم! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوائیے تو وہ فرمائیں گے: کیا تم کو جنت سے تمہارے باپ کی غلطی کی وجہ سے نہیں نکالا گیا تھا؟ میں تو اس کا اہل نہیں ہوں اس لئے تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ فرمایا کہ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا میں تو دور ہی دور سے خلیل تھا تم حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں تو اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے مرتبہ پر فائز ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ پھر وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے تو آپ کو اجازت عطا فرمائی

Marfat.com

جائے گی پھر امانت اور صلہ رحمی کو بھیجا جائے گا تو وہ دونوں پل صراط کے دائیں اور بائیں دونوں کناروں پر کھڑی ہو جائیں گی اور تم میں سے پہلا گروہ بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ بجلی کی طرح گزرنا کیسا ہوگا؟ فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ بجلی آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزر کر پلٹ آتی ہے۔ پھر دوسرا گروہ ہوا کی رفتار سے گزر جائے گا۔ پھر پرندوں کی رفتار سے پھر آدمی کے تیز دوڑنے کی طرح لوگ اپنے اعمال کے بل پر پل صراط پر سے گزر رہے ہوں گے سو وہ (یعنی تمہارے پیغمبر ﷺ پل صراط پر کھڑے) عرض کر رہے ہوں گے: اے میرے پروردگار: بچالے! بچالے! حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور ایک آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا' اور گھسٹ کر بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا' اور پل صراط کے دونوں کناروں پر لوہے کے آنکڑے لٹک رہے ہوں گی۔ جنہیں حکم ہوگا کہ جس کو پکڑنے کا انہیں حکم دیا جائے اسے پکڑلیں۔ پس ان میں سے کچھ کو خراشیں آئیں گی اور وہ بچ جائیں گے اور بعض کو آگ میں ایک دوسرے کے اوپر گرا دیا جائے گا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

وَرَآءَ وَرَآءَ: دونوں کا ہمزہ مفتوح ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ پیش ہے بغیر تنوین کے اور اس کا معنی ہے: میں اس بلند درجہ پر فائز نہیں ہوں اور یہ کلمہ تواضع کے طور پر بولا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی شرح میں میں نے اس کا مطلب وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور اللہ ہی بہتر علم والا ہے۔ (امام نووی علیہ الرحمۃ)

تزلف: از، زلفاً، بمعنی آگے کرنا، قریب کرنا،

زحف: از، زحفاً، بمعنی گھٹنوں یا سرین کے بل آہستہ آہستہ گھسٹنا۔

کلالیب: بمعنی گوشت لٹکانے کے لیے لوہے کا کُنڈا، آنکڑا۔

مخدوش: از، خدشاً، بمعنی خراش لگانا،

مکردس: بمعنی کسی چیز میں اوندھا ہو کر داخل ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے چند باتیں سامنے آئیں یہ کہ جنت قریب ہو جائے گی، سب سے پہلے لوگ شفاعت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے پھر پھر حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس یوں ہی

Marfat.com

کرتے کرتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امانت پل صراط سے گزرنے میں ہمارا کس قدر ساتھ دے گی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ جنت میں نہیں رہیں گے۔

(۲۰۴) وَعَنْ اَبِی خُبَیْبٍ ' بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ ' عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِی فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ، فَقَالَ: يَا بُنَیَّ، اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُومٌ، وَاِنِّی لَا اُرَانِی اِلَّا سَاُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا، وَاِنَّ مِنْ اَكْبَرِ هَمِّی لَدَيْنِی، اَفَتَرٰی دَيْنَنَا يُبْقِی مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَیَّ، بِعْ مَا لَنَا وَاقْضِ دَيْنِی، وَاَوْصٰی بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهٖ لِبَنِيْهِ، يَعْنِی لِبَنِی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ثُلُثُ الثُّلُثِ ۔ قَالَ: فَاِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَیْءٌ فَثُلُثُهٗ لِبَنِيْكَ ۔ قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازٰی بَعْضَ بَنِی الزُّبَيْرِ خُبَيْبٍ وَعَبَّادٍ، وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَجَعَلَ يُوْصِيْنِی بِدَيْنِهٖ وَيَقُوْلُ: يَا بُنَیَّ، اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَوْلَایَ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا اَرَادَ حَتّٰی قُلْتُ: يَا اَبَتِ مَنْ مَّوْلَاكَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِیْ كُرْبَةٍ مِّنْ دَيْنِهٖ اِلَّا قُلْتُ: يَا مَوْلَی الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهٗ فَيَقْضِيَهٗ ۔ قَالَ: فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِلَّا اَرَضِيْنَ، مِنْهَا الْغَابَةُ وَاِحْدٰی عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ، وَدَارًا بِمِصْرَ ۔ قَالَ: وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَاْتِيْهِ بِالْمَالِ، فَيَسْتَوْدِعُهٗ اِيَّاهُ، فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ: لَا، وَلٰكِنْ هُوَ سَلَفٌ اِنِّیْ اَخْشٰی عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ ۔ وَمَا وَلِیَ اِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةً وَلَا خَرَاجًا وَلَا شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِیْ غَزْوٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَحَسَبْتُ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهٗ اَلْفَیْ اَلْفٍ وَّمِئَتَیْ اَلْفٍ !؟ فَلَقِیَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ اَخِیْ، كَمْ عَلٰی اَخِیْ مِنَ الدَّيْنِ؟ فَكَتَمْتُهٗ وَقُلْتُ: مِئَةُ اَلْفٍ ۔ فَقَالَ حَكِيْمٌ: وَاللّٰهِ مَا اَرٰی اَمْوَالَكُمْ تَسَعُ هٰذِهٖ ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَرَاَيْتَكَ اِنْ كَانَتْ اَلْفَیْ اَلْفٍ وَمِئَتَیْ اَلْفٍ؟ قَالَ: مَا اُرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا، فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِیْ، قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدِ اشْتَرَی الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِئَةِ اَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَسِتِّمِئَةِ اَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَيْرِ شَیْءٌ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَيْرِ اَرْبَعُمِئَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: اِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاقْطَعُوْا لِیْ قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ:

204: بخاری شریف، کتاب فرض الخمس، رقم الحدیث: 2961، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 5566، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 12462

Marfat.com

لَکَ مِنْ هَاهُنَا اِلٰی هَاهُنَا ۔ فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنهَا فَقَضٰی عَنْهُ دَیْنَه وَاَوْفَاهُ، وَبَقِیَ مِنهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلٰی مُعَاوِیَةَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَیْرِ، وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِیَةُ: کَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: کُلُّ سَهْمٍ بِمِئَةِ اَلْفٍ، قَالَ: کَمْ بَقِیَ مِنهَا؟ قَالَ: اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَیْرِ: قَدْ اَخَذْتُ مِنهَا سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ اَخَذْتُ مِنهَا سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ ۔ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِیَةُ: کَمْ بَقِیَ مِنهَا؟ قَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفُ سَهْمٍ، قَالَ: قَدْ اَخَذْتُهٗ بِخَمْسِیْنَ وَمِئَةِ اَلْفٍ ۔ قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِیبَهٗ مِنْ مُعَاوِیَةَ بِسِتِّمِئَةِ اَلْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَیْرِ مِنْ قَضَاءِ دَیْنِهٖ، قَالَ بَنُو الزُّبَیْرِ: اقْسِمْ بَیْنَنَا مِیرَاثَنَا، قَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ حَتّٰی اُنَادِیَ بِالْمَوْسِمِ اَرْبَعَ سِنِیْنَ: اَلَا مَنْ کَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَیْرِ دَیْنٌ فَلْیَاْتِنَا فَلْنَقْضِهٖ ۔ فَجَعَلَ کُلَّ سَنَةٍ یُنَادِیْ فِی الْمَوْسِمِ، فَلَمَّا مَضٰی اَرْبَعُ سِنِیْنَ قَسَمَ بَیْنَهُمْ وَدَفَعَ الثُّلُثَ ۔ وَکَانَ لِلزُّبَیْرِ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَاَصَابَ کُلَّ امْرَاَةٍ اَلْفُ اَلْفٍ وَمِئَتَا اَلْفٍ، فَجَمِیْعُ مَالِهٖ خَمْسُوْنَ اَلْفَ اَلْفٍ وَمِئَتَا اَلْفٍ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت ابوخبیب خاء معجمہ کے پیش کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر (میرے والد) جنگ جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا: سو میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! آج یا تو ظالم قتل ہوں گے یا مظلوم اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں آج مظلوم بن کر قتل ہو جاؤں گا۔ اور بیشک مجھے سب سے بڑی فکر قرض کی ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارا قرض ہمارے مال میں سے کچھ باقی چھوڑے گا۔ پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! میرا مال فروخت کر دینا اور میرا قرض ادا کر دینا۔ پھر مال کے تیسرے حصہ کے متعلق وصیت فرمائی اور اس مال وصیت کا تیسرا حصہ اس ان کے بیٹوں کے لئے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے لئے تہائی کی وصیت فرمائی اور فرمایا: اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارا کچھ مال بچ جائے تو اس کا تیسرا حصہ تیرے بیٹوں کے لئے ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بعض بیٹوں، خبیب اور عباد وغیرہ کو دیکھا تھا' اور ان کے اس وقت نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ مجھے اپنے قرض کے بارے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے: اے بیٹے! اگر تو قرض کا کچھ حصہ ادا کرنے سے عاجز آ جائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھ نہ سکا کہ ان کا اس سے کیا مطلب ہے؟ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا: ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان کے قرض کے متعلق جب کبھی پریشانی میں مبتلاء ہوا تو میں نے صرف یہ کہا کہ اے زبیر کے مولیٰ! ان کا قرض ادا فرما دے۔ تو وہ ادا

Marfat.com

فرمادیتا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو کوئی درہم یا دینار ترکہ میں نہ چھوڑے۔ صرف زمین کے چند قطعات تھے ان میں سے ایک غابہ والی زمین تھی۔ اور گیارہ مکان مدینہ منورہ میں تھے' اور دو مکان بصرہ میں اور ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں۔ فرمایا: ان کے قرض کی نوعیت یہ تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس آتا اور اپنا مال ان کے پاس بطور امانت رکھتا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے: نہیں! بلکہ یہ قرض ہے۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ ضائع نہ ہو جائے وہ نہ کبھی امیر بنے، اور نہ کبھی زکوۃ وغیرہ وصولی پر مقرر ہوئے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی عہدہ قبول فرمایا: سوائے اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک جہاد ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے اس قرض کا حساب لگایا جو ان کے ذمہ تھا تو وہ بائیس لاکھ بنا۔ حضرت حکیم بن حزام حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملے تو فرمایا: اے میرے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ میں نے قرض کو چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تمہارے مال سے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ حضرت عبداللہ نے کہا: اگر قرض بائیس لاکھ ہو تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ تم ادا کر سکو گے۔ اگر تم اس میں سے کچھ ادا نہ کر سکو تو مجھ سے مدد لے لینا۔ فرمایا: حضرت زبیر نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی اور حضرت عبداللہ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا پھر اُٹھے اور فرمایا: حضرت زبیر کے ذمہ جس کا قرض ہو وہ غابہ میں آ کر ہم سے لے لے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر ان کے پاس آئے۔ ان کا حضرت زبیر کے ذمہ چار لاکھ قرض تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ (بن زبیر) رضی اللہ عنہما سے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ قرض معاف کر دوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو اس قرض کی ادائیگی مؤخر کر سکتے ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! پھر انہوں نے کہا: میرے لئے ایک قطع اراضی علیحدہ کر دو۔ حضرت عبداللہ نے کہا: تمہارا حصہ یہاں سے لے کر یہاں تک ہے۔ سو حضرت عبداللہ نے اس زمین کو بیچا اور اس سے سارا قرض ادا کر دیا اور اس میں سے ساڑھے چار حصے باقی بچ گئے۔ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہاں حضرات عمرو بن عثمان' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ نے آپ سے فرمایا: غابہ کی قیمت کیا پڑی ہے؟ کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ میں۔ فرمایا: کتنی زمین بچ گئی ہے۔ کہا: ساڑھے چار حصے۔ حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے ایک حصہ ایک لاکھ میں خرید لیا۔ ابن زمعہ نے کہا: ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید لیا۔ حضرت معاویہ نے پوچھا باقی کیا رہ گیا؟ کہا: ڈیڑھ حصہ۔ فرمایا: اسے میں نے ڈیڑھ لاکھ میں خرید لیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے پاس چھ لاکھ میں فروخت کر دیا اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے قرض کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

بیٹوں نے کہا: ہمارے درمیان ہماری میراث تقسیم کردو۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں ہرگز تمہارے درمیان تقسیم نہ کروں گا جب تک میں چار سال تک حج کے موقع پر یہ ندانہ دے لوں کہ سنو! جس کسی کا حضرت زبیر کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم ان کا قرض ادا کریں گے۔ پھر آپ ہر سال حج کے موقع پر یہ ندا دیتے۔ جب چار سال گزر گئے تو پھر ترکہ تقسیم کردیا اور وصیت کے مطابق تہائی مال بھی الگ کردیا۔ حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک کا حصہ بارہ لاکھ بنا۔ اس طرح ان کا کل مال پانچ کروڑ دولاکھ تھا۔ (بخاری)

حل لغات:

جنبه: بمعنی پہلو، طرف، جانب، سمت۔

همّی: از، هماً، بمعنی غمگین کرنا، بے چین کرنا۔

لدينه: از، دَيْناً، بمعنی قرض دینا۔

كربة: از، كرباً، بمعنی تکلیف دہ کام، دشوار کام۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابوبکر حمیدی قرشی اسدی ہیں، امام شافعی کے ساتھ مصر میں رہے حتیٰ کہ امام شافعی کی وفات ہوگئی پھر آپ مکہ معظمہ واپس آئے امام بخاری نے آپ کی بہت احادیث اپنی کتاب بخاری میں روایت کیں ۲۱۹ دوسو انیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اسلام کے بڑے خدمت گزار ہیں۔ (مشہور تابعی ہیں)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین، تابعین کرام،)

شرح:

اس حدیث میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وصف بیان ہوا کہ آپ لوگوں کا مال امانت نہ رکھتے بلکہ قرض کے طور پر رکھتے تھے کیونکہ امانت اگر ضائع ہوجائے تو کچھ لازم نہیں آتا مگر قرض کے ضائع ہونے سے اس کی ادائیگی پھر بھی کرنے ہوتی ہے، تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایک اچھی عادت تھی کہ اگر نقصان ہو تو میرا ہو کسی اور کا نہ ہو۔

(روضۃ المتقین، تحت حدیث مذکورہ)

Marfat.com

۲۶-بَابُ تَحْرِیْمِ الظُّلْمِ وَالْاَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

ظلم کی حرمت اور مظالم سے روکنے کے متعلق حکم کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ﴾ (المؤمن: 18)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ظالموں کا نہ تو کوئی دوست ہوگا' اور نہ شفاعت کرنے والا جس کی بات مانی جائے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝﴾ (الحج: 71)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ستم گاروں کا کوئی مددگار نہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَمِنْهَا: حَدِیْثُ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمُتَقَدِّمُ فِیْ اٰخِرِ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ.

اور اس موضوع کی احادیث یہ ہیں ان میں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث ''باب المجاہدہ'' کے آخر میں گزر چکی ہے۔

(۲۰۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اتَّقُوا الظُّلْمَ؛ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ. وَاتَّقُوا الشُّحَّ؛ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا' اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے اس نے انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا اور حرام چیزوں کو حلال سمجھا۔ (مسلم)

205: مسلم شریف، کتاب البر والصلہ، رقم الحدیث: 6450، بخاری شریف، رقم الحدیث: 2315، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2030، داری شریف، رقم الحدیث: 2516، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 5662، ابن حبان، رقم الحدیث: 5176، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 26، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 29، بیہقی، رقم الحدیث: 11280،

Marfat.com

حل لغات:

الشح: بمعنی بخل کرنا، کنجوسی کرنا، حرص ولالچ کرنا۔

سفکوا: از، سفکاً، بمعنی خون بہانا، خونریزی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

بخل کی تعریف یہ ہے کہ: اپنے مال کو خرچ کرنے سے رک جانا، اور بعض نے کہا ہے کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کرنا بخل ہے۔ (خزائن التعریفات، ص۶۳)

بخل کی وجہ سے لوگوں کا ہلاک ہونا ماضی کی خبر بھی ہوسکتی ہے کہ وہ دنیا میں ہلاک ہوئے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن ہلاک ہوں گے، بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ بخیل دنیا و آخرت دونوں جگہ ہلاک ہوتے ہیں، دنیا میں لوگوں کی نظروں سے گرنے کی وجہ سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے محرومی کی وجہ سے۔

(۲۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تم قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حق ادا کرو گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کو سینگوں والی بکری سے بدلہ دیا جائے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

الجلحاء: بمعنی سر کی دونوں جانب سے بالوں کا گرنا، بے سینگ بکری۔

القرناء: از، قرناً، بمعنی سینگ والی بکری۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

(۲۰۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: کُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالنَّبِیُّ صَلَّی

206: مسلم شریف، البر والصلۃ، رقم الحدیث:6454، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2420، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:520، ابن حبان، رقم الحدیث:7363، بیہقی، رقم الحدیث:11285، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6513

207: بخاری شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث:1655، بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث:4141

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا، وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ حَتّٰى حَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّال فَاَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ، وَقَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَهٗ اُمَّتَهٗ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ، وَاِنَّهٗ اِنْ يَّخْرُجْ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَانِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ، اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" ثَلَاثًا "وَيْلَكُمْ - اَوْ وَيْحَكُمْ -، اُنْظُرُوْا: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے' اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کی' اور پھر مسیح دجال کا ذکر فرمایا اور اس پر خوب طویل بیان فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو اس (مسیح دجال) سے ڈرایا۔ حضرت نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام نے بھی اس سے ڈرایا اور اگر وہ تم پر ظاہر ہوا تو اس کا حال تم سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ کیونکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے' اور وہ مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے۔ اس کی آنکھ گویا پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کے مال اور جانیں حرام کر دی ہیں جس طرح کہ تمہارے اس دن کو اس شہر میں اس مہینے میں حرمت عطا کی ہے۔ خبردار! کیا میں نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! (یارسول اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے پروردگار! گواہ رہ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا' یا تم پر ہلاکت ہو۔ یا فرمایا: تم پر افسوس ہے۔ دیکھو! میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے' اور مسلم نے بھی اس کے بعض حصوں کو روایت کیا ہے۔

حل لغات:

باعور: از، عوارا، بمعنی کانا ہونا۔

عبة: انگور، انگور کا ایک دانہ۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

Marfat.com

شرح:

ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے علامہ تورپشی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ دجال کی آنکھ کے بارے متعدد احادیث ہیں ان سب میں آپس میں ظاہراً اختلاف پایا جاتا ہے ان روایات میں تطبیق ہوسکتی ہے وہ اس طرح کہ کہا جائے دجال کی ایک آنکھ تو بالکل ہی نہیں اور دوسری آنکھ میں بھی عیب ہے اس معنی کے اعتبار سے اس کی دونوں آنکھوں کو اعور کہا جاسکتا ہے۔(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کے مال اور جانیں حرام کردی ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس کی جان مال عزت آبرو کی حفاظت اس کے ذمہ ہے اسی لیے مسلمانوں کے آپس میں قتل وغارت وعزت کشی کو خیانت اور فعل حرام اور جرم قرار دیا گیا ہے۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

(۲۰۸)وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بالشت بھر زمین ظلماً ہتھیائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالے گا۔(متفق علیہ)

(۲۰۹)وَعَنْ اَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، فَاِذَا اَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ"، ثُمَّ قَرَاَ: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ (هود: 102) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے ظالم کو اور جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر اس کو عذاب سے نجات نہیں دیتا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: اور یونہی گرفت ہوتی ہے آپ کے رب کی جب کہ وہ پکڑتا ہے بستیوں کو درآنحالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے ○ (متفق علیہ)

208: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2322، مسلم شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث: 4020، دارمی، رقم الحدیث: 2606، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 5740، ابن حبان، رقم الحدیث: 5161، بیہقی، رقم الحدیث: 11316، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 951، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 31

209: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6455، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4409، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3110، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 4018، ابن حبان، رقم الحدیث: 5175، بیہقی، رقم الحدیث: 11287، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 7287

Marfat.com

ارکان اسلام:

(۲۱۰) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّکَ تَاْتِی قَوْمًا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ؛ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◂◂ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا: تم اہل کتاب کے ایک گروہ کے پاس جاؤ گے تم انہیں دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس بات میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے' جو مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی۔ سو اگر وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو ان کے عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فترد: از، دراً، بمعنی پھیرنا، لوٹانا، واپس کرنا۔

حجاب: بمعنی پردہ، دو چیزوں میں حائل ہونے والی چیز۔

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں اسلام کے ارکان کا ذکر ہوا مثلاً توحید و رسالت کی گواہی، نماز اور زکوٰۃ، لیکن ان میں سے دو رکن روزہ اور حج کا ذکر نہیں ہوا اس کا جواب یہ کہ اس حدیث میں ایک عقیدہ یعنی توحید و رسالت، دوسری بدنی عبادت یعنی نماز،

210: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 29، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1389، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 1584، ترمذی، رقم الحدیث: 625، نسائی، رقم الحدیث: 2435، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1783، دارمی، رقم الحدیث: 1614، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 2275، بیہقی، رقم الحدیث: 7095، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 688، دارقطنی، رقم الحدیث: 4

Marfat.com

اور تیسری مالی عبادت یعنی زکوٰۃ کا ذکر ہو گیا ہے تمام عبادات اسی میں داخل ہو جاتی ہیں۔

(۲۱۱) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ، قَالَ: هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا اُهْدِیَ اِلَیَّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْکُمْ عَلَی الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِی اللّٰهُ، فَيَاتِیْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا لَکُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ اِلَیَّ، اَفَلَا جَلَسَ فِیْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ اُمِّهٖ حَتّٰی تَاتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا، وَاللّٰهِ لَا يَاخُذُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی، يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ لَقِیَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَاءٌ، اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ، اَوْ شَاةً تَيْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی رُؤِیَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ" ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت ابوحمید عبدالرحمٰن بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ بنی ازد کے ایک شخص کو جسے اللتبیہ کہا جاتا تھا صدقات کا عامل بنایا جب وہ آیا تو اس نے کہا: یہ مال تمہارا ہے' اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: امابعد! میں تم میں سے کسی شخص کو کسی ایسے کام کا عامل بناتا ہوں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے۔ تو وہ شخص آتا ہے' اور کہتا ہے: یہ تمہارا یعنی بیت المال کا مال ہے' اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو کیوں نہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھا رہا کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آتا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی اس مال سے ناحق کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس نے وہ چیز اُٹھا رکھی ہوگی۔ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھوں' جس نے اونٹ اُٹھا رکھا ہو' اور وہ بلبلا رہا ہو۔ یا اس نے گائے اُٹھا رکھی ہو' اور وہ آواز نکال رہی ہو یا اس نے بکری اُٹھا رکھی ہو' اور وہ ممیا رہی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' سو آپ نے دعا کی: اے پروردگار! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رغاء: بمعنی اونٹ کا بلبلانا۔

خوار: بمعنی ڈکارنا، آواز کرنا۔

تیعر۔ بمعنی بکری کا ممیانا، بکری کا آواز نکالنا۔

Marfat.com

تعارف راوی:

ابوحمید: آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن سعد ہے، انصاری خزرجی ساعدی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغلوں کے متعلق بیان ہوا کہ آپ کی بغلوں کا رنگ سفید تھا، دوسر احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلوں سے خوشبو بھی آتی تھی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

امام دارمی علیہ الرحمۃ نے بنی حریش کے ایک ثقہ آدمی سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ کنت مَعَ أبی حِین رجم النَّبی صلی الله عَلَیهِ وَسلم مَاعِز بن مَالك فَلَمَّا أَخذته الحِجَارَة أرعبت فضمنی النَّبی صلی الله عَلَیهِ وَسلم إِلَیهِ فَسَالَ عَلیّ من عرق إبطه مثل ریح المسك

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا تو میں اپنے باپ کے ساتھ وہاں موجود تھا ان کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھ میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا وہ ایسا وقت تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کا پسینہ مجھ پر ٹپک رہا تھا جس کی مہک مشک وعنبر سے بھی عمدہ تھی۔

حوالہ جات (الخصائص الکبریٰ ج ۱، باب الآیۃ فی عرقہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۱۴ (رحمانیہ)،،

☆، دارمی: ۲۴ ☆ امام یوسف بن اسماعیل النبھانی، متوفی ۱۳۵۰ھ جامع المعجزات، القسم الثالث، الباب الثانی عشر، ص ۴۸۸، قدیمی کتب خانہ،

☆ زرقانی علی المواہب، ج ۴، ص ۱۸۷، بحوالہ ذکر جمیل، علامہ شفیع اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۴ء ص ۲۱۹، ☆ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، المتوفی ۹۵۴ھ، جماع ابواب صفۃ جسدہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲، الباب التاسع عشر، ص ۸۷، مکتبہ نعمانیہ پشاور)

(۲۱۲) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ کَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ، مِنْ عِرْضِهِ اَوْ مِنْ شَیْءٍ، فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ؛ اِنْ کَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ، وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

211: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 275، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2179، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 4053، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 23303، ابن حبان، رقم الحدیث: 6762، بیہقی، رقم الحدیث: 20172

212: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2449

Marfat.com

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو، اس کی عزت وغیرہ کے متعلق، تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ کوئی درہم ہوگا' اور نہ دینار، اگر اس کے نامہ اعمال میں کچھ نیک عمل ہوئے تو اس کے ظلم کے مطابق وہ لے لئے جائیں گے اور اگر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے ساتھی کے گناہ لے کر اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا کہ ''جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو، اس کی عزت وغیرہ کے متعلق، تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے'' یہ اس ضروری ہے کہ کل بروز قیامت اس کو اس کا بھی حساب دینا ہے اگر معافی مانگ لی تو بہتر ہے اگر نہ مانگ تو اس کو اس کے بدلے میں نیکیاں دینا ہوں گی اور گر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے تا کہ اس کو مزید سزا دی جائے۔

(۲۱۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں' اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے دور رہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

مال غنیمت سے چوری کا بدلہ جہنم:

(۲۱۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُوَ فِي النَّارِ" فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ،

213: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:69، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2504، نسائی شریف، رقم الحدیث:4165، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3934، داری شریف، رقم الحدیث:2712، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1390، ابن حبان، رقم الحدیث:196، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:23، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2273

214: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث:3074

Marfat.com

فَوَجَدُوْا عَبَائَةً قَدْ غَلَّهَا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص کرکرہ نامی مقرر تھا۔ سو وہ مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دوزخی ہے لوگ اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ (اس کے گھر میں) ایک چادر ہے جو اس نے خیانت سے ہتھیائی تھی۔ (بخاری)

حل لغات:

عباء: بمعنی چوغہ، چادر۔

غلّھا: از، غلاً، بمعنی چوری کرنا، چورانا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر غیب کے خبریں دی ہیں ایک تو یہ کہ اس نے چوری کی ہے جس کا کسی کو بھی پتا نہیں تھا، اور دوسری یہ خبر ہے کہ دوزخی ہے یہ دونوں خبریں سچی ہیں اس لیے ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہتے ہیں اور اس پر اس کے علاوہ بھی بہت احادیث شاہد ہیں۔

(۲۱۵) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ: اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ، وذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ، اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ، قَالَ: "اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا: بَلٰی ۔ قَالَ: "فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ ۔ قَالَ: "اَلَیْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا: بَلٰی ۔ قَالَ: "فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ ۔ قَالَ: "اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا: بَلٰی ۔ قَالَ: "فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ علیكم حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَیَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ، اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یَبْلُغُهٗ اَنْ یَكُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ"، ثُمَّ قَالَ: "اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، اَلَا هَلْ

215: بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث: 4406

Marfat.com

بَلَّغْتُ؟" قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: زمانہ پھر کر اسی حالت میں آ گیا ہے جیسا اس دن تھا جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں، اور ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین متواتر ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، اور مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (فرمایا:) یہ مہینہ کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس مہینہ کو اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکاریں گے۔ پھر فرمایا: کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: یہ شہر کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کو کوئی اور نام دیں گے۔ پھر فرمایا: کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: بیشک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، اس شہر میں اور اس مہینے میں قابل احترام ہے، اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ خبردار! جو یہاں حاضر ہیں وہ ان تک یہ بات پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے اس شخص سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے اسے سنا۔ پھر فرمایا: کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے کہا: اے پروردگار! گواہ رہنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

متوالیات: از، ولیاً، بمعنی نزدیک ہونا، متصل ہونا، قریب ہونا۔

سیسمیه: از، تسمية، بمعنی کسی کا نام رکھنا۔

اوعٰی: از، ایعاءً، بمعنی یاد کرنا، محفوظ کرنا، جمع کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حرمت والے مہینوں کے بارے میں علماء کی اکثریت فرماتی ہیں کہ ان کی حرمت منسوخ ہو گئی ہے اس لیے کہ شوال اور ذی قعدہ میں طائف والوں کا محاصرہ کیا گیا تھا اور ہوازن کے ساتھ جنگ کی گئی تھی،

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

پھر فرمایا"فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یَبْلُغُهُ اَنْ یَکُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ" (ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے اس شخص سے زیادہ یادرکھنے والا ہو جس نے اسے سنا) اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا بھی فائدے سے خالی نہیں رہتا کہ اس سے صاحب استعداد لوگ جب فائدہ حاصل کریں گے تو اس کا ثواب اس کو بھی ہوگا اور اگر اس نے علم کی تبلیغ نہ کی تو علم آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا۔

(۲۱۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ، فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ رَجُلٌ: وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "وَاِنْ قَضِیْبًا مِنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ الحارثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر لے لیا اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو اس کے لئے واجب کر دیا اور جنت کو اس پر حرام کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! خواہ وہ چیز تھوڑی ہی ہو۔ فرمایا: اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

شرح:

"مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ، (جس شخص نے کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر لے لیا) مال کو جھوٹ قسم سے لینے کی کئی صورتیں بنتی ہیں مثلاً جھوٹی قسم سے مال کو فروخت کر کے مشتری سے زیادہ پیسے لینا، عدالت میں جھوٹی گواہی دے کر کسی جائیداد یا مال پر اپنا حق جتانا وغیرہ۔

(۲۱۷) وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ عُمَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْکُمْ عَلٰی عَمَلٍ، فَکَتَمَنَا مِخْیَطًا فَمَا فَوْقَهٗ، کَانَ غُلُوْلًا یَاْتِیْ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْاَنْصَارِ، کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَكَ، قَالَ: "وَمَا لَكَ؟" قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا، قَالَ: "وَاَنَا اَقُوْلُهُ الْاٰنَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰی عَمَلٍ فَلْیَجِیْءْ بِقَلِیْلِهٖ وَکَثِیْرِهٖ، فَمَا اُوْتِیَ مِنْهُ اَخَذَ، وَمَا نُهِیَ عَنْهُ انْتَهٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں

216: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 137

217: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 4628، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 2943، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 17753، ابن حبان، رقم الحدیث: 5078، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2338، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 1472، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 256

Marfat.com

سے جس شخص کو ہم کسی کام کا عامل بنائیں اور وہ ہم سے سوئی یا اس سے بڑی چیز چھپائے تو وہ خائن ہے۔ اس کو قیامت کے دن یہ چیز پیش کرنا ہوگی۔ انصار میں سے ایک کالے رنگ کا آدمی آپ کی طرف اٹھا۔ راوی فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں' سو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا استعفیٰ قبول فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ عرض کرنے لگا: میں نے آپ کو یہ یہ فرماتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جس کسی کو کسی کام پر مقرر کریں تو وہ تھوڑا یا زیادہ مال سب کچھ حاضر کردے اور اس میں سے جو کچھ اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے اس کو روکا جائے رک جائے۔ (مسلم)

حل لغات:

فکتمناہ: ہم نے اسے چھپالیا، پوشیدہ کرلیا۔

مخیطاً، بمعنی سوئی۔

غلولاً: بمعنی طوق، ہتھکڑی۔

تعارف راوی:

عدی ابن عمیرہ: آپ کندی حضرمی ہیں، اولا کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام)

شرح:

عامل کا مال کو چوری کرنے اور خیانت پر ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہیں مزید اس حدیث میں فرمایا کہ اگر کسی کچھ اللہ کے مال لیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کی پکڑ فرمائے گا اور بے شک اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے،

حقوق العباد:

(۲۱۸) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ خَیْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِیْدٌ، وفُلَانٌ شَهِیْدٌ، حَتّٰی مَرُّوْا عَلٰی رَجُلٍ، فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِیْدٌ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَلَّا، اِنِّیْ رَاَیْتُهُ فِی النَّارِ فِیْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ -" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آگے بڑھی اور کہنے لگی۔ فلاں شہید ہے۔ فلاں شہید ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص کے

218: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 114

Marfat.com

پاس سے گزرے اور کہا: فلاں شہید ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں، میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ ایک چادر یا فرمایا: عباء کی وجہ سے جو اس نے خیانت کے طور پر حاصل کی تھی۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ماقبل میں ایک حدیث گزری ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ فلاں آدمی دوزخی ہے یہ حدیث اسی کی مثل ہے اس میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی کہ میں اس کو دوزخ میں دیکھ رہا ہوں، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہم جیسی نہیں بلکہ آپ تو زمین پر ہو کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ فرماتے ہیں، اعلیٰ حضرت کیا خوب کہا کہ۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲۱۹) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِث بْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ قَامَ فِیْهِمْ، فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، تُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِر" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "كَیْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّیْنَ؛ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ - عَلَیْهِ السَّلَامُ - قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہوئے اور انہیں فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام اعمال میں سے افضل ہے۔ سو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اور تو صبر کرنے والا، ثواب کا امیدوار، اور آگے بڑھنے والا ہو اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: مجھے بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو قتل

219: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1885

Marfat.com

ہو جائے اور آگے بڑھنے والا ہو اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔ ہاں قرض معاف نہیں ہوگا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی کہا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

مقبل: از، القبل، بمعنی چیز کے آگے کا حصہ۔

مدبر: از، الدبر، بمعنی چیز کا پچھلا حصہ۔

تعارف راوی:

ابوقتادہ: آپ کا نام حارث ابن ربعی ہے حضور انور کے پیادہ سپاہیوں میں سے ہیں، ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ خلافت حیدری میں کوفہ میں فوت ہوئے، ستر سال عمر ہوئی، تمام غزاوت میں شریک ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸،)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہادت سے اللہ تعالیٰ کے حقوق تو معاف ہو سکتے ہیں مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو معاف کرے تو وہ غفار ہے کر سکتا ہے مگر حقوق العباد کو معاف اللہ تعالیٰ کرنے پر قادر تو ہے لیکن کرے گا نہیں اس لیے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے عدل کے خلاف ہے۔ جس کا حق تلف کیا ہے اسی سے معاف کروانا ہوگا، اور یہی فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ قرض معاف نہیں ہوگا کیونکہ یہ اللہ کا حق نہیں بلکہ بندے کا حق ہے۔

(۲۲۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَتدرونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟" قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: "اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِیَامٍ وَزَكَاةٍ، وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَیُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰى مَا عَلَیْهِ، اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ سامان ہو۔ آپ نے فرمایا: بے شک میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن، نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا' اور وہ آئے گا تو اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا'

220: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6453، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2418، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 8016، ابن حبان، رقم الحدیث: 4411، بیہقی، رقم الحدیث: 11284

Marfat.com

اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اس کو بھی اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا' اور اس کو بھی اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا' اور جو کچھ اس کے ذمہ واجب ہوگا اس کے پورا ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

شتم: از، شتماً، بمعنی گالی دینا۔

قذف: از، قذفاً، بمعنی بہتان لگانا، تہمت لگانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حقوق العباد میں انتہائی احتیاط کی ترغیب دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے بہت زیادہ نیکیاں کرلیں ہیں ہم کو بخش دیا جائے گا نہیں بلکہ حقوق العباد کے بارے سخت سوال ہوگا کہ فلاں آدمی کا مال کیوں کھایا تھا؟ فلاں پر تہمت کیوں لگائی تھی؟ فلاں کو گالی کیوں دی تھی؟ فلاں کو قتل کیوں کیا تھا؟ فلاں پر ظلم کیوں کیا تھا؟ وغیرہ۔ تو اس کے بدلے میں اس کی نیکیاں جن پر اس کو فخر تھا اُس کو دی جائیں گی جس کا حق تلف ہوا اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو حقدار کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی شرمندگی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

(۲۲۱) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِنَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"أَلْحَنَ" أَيْ: أَعْلَمَ۔

◀◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں بشر ہوں اور تم اپنے جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو۔ ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مدمقابل کی نسبت اپنے دلائل کے بیان پر زیادہ قدرت رکھتا ہو' اور میں جس طرح سنوں اسی طرح فیصلہ کروں۔ پس جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دینے کا فیصلہ کروں تو وہ سن لے کہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔ (متفق علیہ)

221: بخاری شریف، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: 7169، مسلم شریف، کتاب الاقضیۃ، رقم الحدیث: 1713

Marfat.com

حل لغات:

الخن: کا معنیٰ ہے: زیادہ باخبر۔

تعارف راوی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۸۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی بنا پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طرح بشر ہیں، تو میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ کوئی ایک چیز دکھا دو جس میں تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو نہ ظاہراً تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اور باطن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تمہارے دو کان اور نبی اکرم و کے بھی دو کان تھے لیکن یہ مثلیت تو نہیں تمہارے کان ایک حد تک سنتے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک تو زمین پر ہو کر لوح محفوظ پر قلم کے چلنے کی آواز بھی سن لیتے ہیں، جنت میں ہو کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمین پر چلنے سے جو جوتوں کی آواز پیدا ہوتی ہے اس کو بھی سن لیتے ہیں علی ہذا القیاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اعضاء بھی ہماری مثل نہیں ہر گز نہیں۔

(۲۲۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنے دین کے معاملہ میں فراخی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہ بہائے۔ (بخاری)

(۲۲۳) وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ، وَهِيَ امْرَاَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄◄ حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں سو قیامت کے دن ان کے لیے جہنم ہے۔ (بخاری)

شرح:

اللہ کے مال میں ناحق تصرف سے کئی معانی مراد ہو سکتے ہیں، مثلاً کسی کی زکوٰۃ کا مال کھا جانا، کسی صدقہ، فطرانہ، وغیرہ کا کھا جانا، کسی وقف شدہ زمین پر قبضہ کر کے اپنی ملکیت بنا لینا وغیرہ۔

222: بخاری شریف، کتاب الدیات، رقم الحدیث: 6852 223: بخاری شریف، فرض الخمس، 3118

Marfat.com

۲۷-بَابُ تَعْظِيْمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَيَانِ حُقُوْقِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتِهِمْ

مسلمانوں کی حرمتوں کی تعظیم ان کے حقوق ان پر شفقت اور رحم کرنے کے متعلق بیان

شفقت کی تعریف:

لوگوں سے ناپسندیدہ چیز کو دور کرنے کے لیے ہمت صرف کرنے کو شفقت کہتے ہیں۔

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

رحمت کی تعریف:

خیر (بھلائی) کو پہنچانا، یا پہنچانے کا ارادہ کرنا۔ (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ (الحج: 30)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝﴾ (الحج: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الحجر: 88)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۝

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَّمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۝﴾ (المائدة: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے

Marfat.com

سب لوگوں کو قتل کیا۔

تشریح:

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب باغی گھیر لیتے ہیں، تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں میں "آپ رضی اللہ عنہ کی طرف داری میں آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے لڑنے کیلئے آیا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ ملاحظہ فرمایئے کہ اب پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے"۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "کیا تم اس بات پر آمادہ ہو کہ سب لوگوں کو قتل کردو، جن میں ایک میں بھی ہوں"۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں نہیں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "سنو ایک کو قتل کرنا ایسا برا ہے جیسے سب کو قتل کرنا۔ جاؤ واپس لوٹ جاؤ، میری یہی خواہش ہے اللہ تمہیں اجر دے اور گناہ نہ دے"، یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور نہ لڑے۔

مطلب یہ ہے کہ قتل کا اجر دنیا کی بربادی کا باعث ہے اور اس کی روک لوگوں کی زندگی کا سبب ہے۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "ایک مسلمان کا خون حلال کرنے والا تمام لوگوں کا قاتل ہے اور ایک مسلم کے خون کو بچانے والا تمام لوگوں کے خون کو گویا بچا رہا ہے"۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عادل مسلم بادشاہ کو قتل کرنے والے پر ساری دنیا کے انسانوں کے قتل کا گناہ ہے اور نبی اور امام عادل کے بازو کو مضبوط کرنا دنیا کو زندگی دینے کے مترادف ہے"۔ (تفسیر ابن جریر طبری)

ایک اور روایت میں ہے کہ "ایک کو بے وجہ مار ڈالتے ہی جہنمی ہو جاتا ہے گویا سب کو مار ڈالا"۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مومن کو بے وجہ شرعی مار ڈالنے والا جہنمی دشمن رب، ملعون اور مستحق سزا ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ سب لوگوں کو بھی مار ڈالتا تو اس سے زیادہ عذاب اسے اور کیا ہوتا؟ جو قتل سے رک جائے گویا کہ اس کی طرف سے سب کی زندگی محفوظ ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

(۲۲۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہُ بَعْضًا" وشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◂◂ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اسی طرح ہے جیسے دیوار کہ اس کے اجزا ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں۔ اور (یہ فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو باہم پیوست کیا۔ (متفق علیہ)

(۲۲۵) وَعَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ مَسَاجِدِنَا، اَوْ

224: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6026، مسلم شریف، کتاب البر والصلہ، رقم الحدیث: 2585

Marfat.com

اَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، اَوْ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ ؛ اَنْ يُصِيبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ"
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہماری مسجدوں یا بازاروں سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر کا پھل وغیرہ ہو تو وہ اس کو قابو رکھے یا اسے اپنی ہتھیلی میں پکڑے رکھے، ایسا نہ ہو کہ اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نبل: بمعنی تیر،
نصالھا: تیر کا پھل، نیزہ، چھری کا پھل، تلوار۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

قارئین کرام ذرا غور طلب ہے کہ شریعت میں تو یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ہلکا سا تیر لگائے جس سے خون نکل آئے بلکہ شریعت نے تو مسلمان کی طرف ہتھیار سونتے کو بھی منع فرمایا، تو یہ بات شریعت میں کیسے روا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کا قتل کرے اور جو لوگ خودکش حملوں میں مسلمانوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں تو اگر وہ مسلمان ہیں تو اپنے نبی ا کے دین پر عمل کریں اور اگر عمل نہیں کرتے تو ہم کہتے ہیں کہ ان دہشت گردوں کا نہ کوئی دین ہے نہ یہ مسلمان ہیں بلکہ یہ تو اسلام کے نام پر ایک سیاہ داغ ہیں ہم سب کو مل کر اسلام کی عزت اور انسانیت کے بقا کی خاطر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا جس سے جو کچھ ہو سکے وہ کرے کوئی تقریروں سے دہشت گردوں کی نقاب کشائی کر سکتا ہے تو اس کو تقریروں سے یہ کام کرنا چاہیے کوئی میڈیا کے ذریعہ کر سکتا ہے تو اس کو بھی یہ کام کرنا چاہیے الغرض جو کوئی بھی ان دہشت گردوں خلاف اسلام اور پاکستان کی بقا کی خاطر کر سکتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرے۔

(۲۲۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

225: بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث:452

226: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6011

Marfat.com

◀◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باہمی محبت، رحمت اور لطف وکرم میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب اس کے کسی ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کی شکایت کرنے لگتا ہے۔ (متفق علیہ)

شرح:

آج اگر مسلمان اس حدیث پر عمل کرلیں تو دنیا میں مسلمانوں کی اپنی ایک مظبوط طاقت ہو اور کسی کو اہل اسلام کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہو، فلسطین و برمہ اور دیگر ممالک میں مسلمانوں سے کے ساتھ کیا کیا ظلم نہ ہوا اگر مسلم ممالک اس ظالمانہ تشدد پر احتجاج کرتے تو اُن بے چارہ مسلمانوں پر ظلم نہ ہوتا؟ ابھی بھی وقت ہاتھ میں ہے کاش تمام مسلمان ایک ہو کر اسلام کا دفاع کرے اور اسلام کو پھر سے دنیا پر غالب کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت:

(۲۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِس، فَقَالَ الْاَقْرَعُ: اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا . فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے۔ اقرع نے عرض کی: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت ہے اس پر مزید چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

(1) حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شیر خوار بچے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو گود میں بیٹھا لیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا

227: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5997

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی بہادیا اور کچھ نہ کہا۔

(3) ،،عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيهِم وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَفعَلُهُ،، (بخاری شریف، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بچوں پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچوں کو سلام کرتے تھے۔

(4) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جاتے، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا، پھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو صاحبزادوں میں سے کوئی ایک سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اسی طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔حوالہ: (مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم شریف، باب آداب السفر)

(5) ،،عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ استَقبَلَهُ أُغَيلِمَةُ بَنِي عَبدِ المُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَينَ يَدَيهِ وَالآخَرَ خَلفَهُ،،

(بخاری شریف، کتاب اللباس، باب الثلاثۃ علی الدابۃ، حدیث نمبر: ۵۹۶۵)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عبد المطلب کے دو صاحبزدے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھالیا۔

(6) ،،عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعطِيهِ أَصغَرَ مَن يَحضُرُهُ مِنَ الوِلدَانِ،،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی پہلا پھل پکتا تو لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں پیش کرتے۔آپ اس پر یہ دعا پڑھتے: ،،اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور ہمارے پھل میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت عطاء فرما،، اس دعا کے بعد جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو پھل عنایت فرماتے (پھر اُس سے بڑے کو پھر اُس سے بڑے کو یوں ہی پھل ختم ہو جاتا) (صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب فضل المدینہ، حدیث نمبر ۱۳۷۳)

Marfat.com

(7)،، وَیُدَاعِبُ صِبیَانَھُم وَیُجلِسُھُم فِی حِجرِہٖ،،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔

حوالہ: (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما حسن عشرتہ ص ۸۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور،

☆ مدارج النبوۃ قسم اوّل، باب دوم، در بیان اخلاق وصفا، ج ۱ ص ۴۱، نوریہ رضویہ لاہور)

(8) ،،عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا قَالَت: جَاءَ أَعرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبیَانَ فَمَا نُقَبِّلُھُم فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: أَوَأَملِكُ لَكَ أَن نَزَعَ اللّٰہُ مِن قَلبِكَ الرَّحمَۃَ،، (بخاری شریف، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں،،۔

(۲۲۸)وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْیَانَکُمْ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ" قَالُوْا: لٰکِنَّا وَاللّٰہِ مَا نُقَبِّلُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَوَ اَمْلِکُ اِنْ کَانَ اللّٰہُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِکُمُ الرَّحْمَۃَ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ بدووں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو آپ نے فرمایا: ہاں! وہ کہنے لگے! اللہ کی قسم! ہم تو انہیں نہیں چومتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا یہ ذمہ داری میری ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحمت نکال لی ہے تو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نزع: از، نزعاً، بمعنی کھینچنا، اکھیڑنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۲، میں گزر چکا ہے۔

اللہ کا رحم کس پہ ہوتا ہے:

(۲۲۹)وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

228: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5998

Marfat.com

"مَنْ لَّا یَرْحَمِ النَّاسَ لَا یَرْحَمْهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◂◂ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

شرح:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے رحم طلب کرنے سے پہلے ہم کو اپنے گریبان میں جھانکا چاہیے کہا ہم کسی پر رحم کرتے ہیں اگر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ہم پر رحم کرے گا اور اگر نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر ظلم کر کے ہم کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کرتے ہیں؟؟

امام کا مقتدیوں پر رحم کرنا:

(۲۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ، فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ، وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "وَذَا الْحَاجَةِ" ۔

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو با جماعت نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ مختصر کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ کمزور ہوں، بیمار ہوں یا بوڑھے ہوں اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جتنا چاہے اسے طویل کرے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ان میں حاجت مند بھی ہوں۔

حل لغات:

فلیخفف: تو چاہیے کہ ہلکا کرے، مختصر کرے۔

الضعیف: کمزور، بوڑھا، ناتواں۔

السقیم: بیمار، مرض والا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

229: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6013

230: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 703

Marfat.com

شرح:

اس حدیث میں فرمایا کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے یعنی نماز جلدی پڑھائے کیونکہ اس جماعت میں بوڑھے بھی ہیں اور بیمار بھی مگر اتنی جلدی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ نماز کے ارکان صحیح ادا ہی نہ ہوں، یہ جماعت کا مسئلہ ہے ہاں اگر اکیلے نماز پڑھو تو جتنا چاہے قیام، قرأت، رکوع، سجدہ کو لمبا کر سکتے ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت:

(۲۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ؛ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال ترک فرما دیتے تھے۔ حالانکہ آپ کی خواہش ہوتی کہ آپ اس پر عمل کریں اس خوف سے کہ اگر آپ نے وہ عمل کیا تو وہ لوگوں پر فرض ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ کسی چیز کو امت پر فرض کر دیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال امت پر لازم فرمائے جن کو ادا کرنا لازم ہے اور بعض کو امت پر فرض ہو جانے کے خوف سے ترک کر دیا جیسا کہ نماز تراویح کے بارے میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات تک نماز تراویح پڑھائی چوتھی رات کو صحابہ کرام انتظار میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نماز تراویح سے منع نہیں کیا مگر اس خوف نے کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے پھر تم اس سے عاجز آ جاؤ (دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت ہے۔

(۲۳۲) وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ، فَقَالُوْا: اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: "اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَاهُ: يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةَ مَنْ اَكَلَ وَشَرِبَ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت کرتے ہوئے ان کو صوم وصال (یعنی بغیر افطار کیے دو روزے رکھنے) سے منع فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

231: بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث: 1128

232: بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث: 1964

Marfat.com

کی: حضور آپ بھی تو صوم وصال روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں (اس حال میں) رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (متفق علیہ)

اس کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ مجھ میں اس آدمی جتنی قوت پیدا فرمادیتا ہے جس نے کھایا اور پیا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں آپ بغیر کھائے پیئے بھی رہ سکتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں بھی ہماری مثل نہیں جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مصیبت اور دشواری میں نہیں چھوڑتے، بلکہ اس کے دکھ کا مداویٰ فرماتے ہیں۔

(۲۳۳) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنِّیْ لَاَ قُوْمُ اِلَی الصَّلٰوةِ، وَاُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا، فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز طویل کروں۔ پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کردیتا ہوں۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں میں بچے کی ماں کو تکلیف میں مبتلا نہ کروں۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۱۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جن میں نماز کو طویل کروں گا تو بچہ روتا رہے گا اور اس کی ماں کو تکلیف ہوتی رہے گی اس لیے میں یہ گوارہ نہیں کرتا کہ کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دوں، یہ ہیں نبی اکرم و کی پیاری سنت کہ آپ نماز جیسے عظیم فرض کے ساتھ بھی کسی ماں کو اس کے بچے کے سبب تکلیف نہیں دیتے اور نہ اس کی اجازت دیتے ہیں، تو ان دہشت گردوں سے کوئی یہ پوچھے کہ ماؤں کے بچوں کو شہید کر کے تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام کی کسی سنت پر عمل کر رہے ہو؟ میرے نبی صلی اللہ علیہ

233: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 707

Marfat.com

وسلم تو ایک جانور کے بچے کو بھی اس کی ماں سے دور رکھنا اچھا نہیں سمجھتے تم نے تو اشرف المخلوقات انسان پر ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے اگر مسلمان ہو تو کچھ تو اسلام پر عمل کرو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو اپناؤ، اور اگر نہیں تو اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا بھی چھوڑ دو۔

(۲۳۴) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے ذمہ کی وجہ سے تمہارا مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ جس کا وہ اپنے ذمہ کی وجہ سے مواخذہ کرتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہے' اور پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دیتا ہے۔ (مسلم)

(۲۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهٗ، وَلَا يُسْلِمُهٗ ۔ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ، كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے' اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے' سو جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے' اور جو کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے مصائب میں سے ایک مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے' اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فرج: از، فرجاً، بمعنی کھولنا، دور کرنا، زائل کرنا۔

ستر: ڈھکنا، چھپانا، پردہ کرنا۔

234: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث: 657

235: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2442

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا یعنی اس کے عیب کو میدان محشر میں بھی ظاہر نہیں فرمائے گا، اور اس پر اس کا محاسبہ بھی نہیں فرمائے گا اور نہ ہی نامہ اعمال کی پیشگی کے وقت ان کا ذکر ظاہر ہوگا، ہاں راویان حدیث، گواہوں کی تحقیق، اور اہل علم کے حالات کا اظہار کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ لازم ہے، کیونکہ اس صورت میں دین وعلم اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت مقصد ہوتی ہے جو انتہائی ضروری ہے۔ اور بعض علماء نے یہ بھی کہا کہ جو عادی ہو اس کے عیب پر پردہ نہیں ڈالنا چاہیے اس لیے کہ اس میں اس کی اصلاح ہوگی۔

(۲۳۶)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَخُوْنُهُ، وَلَا یَكْذِبُهُ، وَلَا یَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، التَّقْوٰى هاهُنَا، بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس سے بددیانتی کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس سے ہاتھ کھینچتا ہے۔ ہر مسلمان کی عزت، مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ ایک آدمی کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح: اس حدیث کی شرح باب التقویٰ میں گزر چکی ہے، ابو الاحمد غفرلہ،،

حسد و بغض حرام ہیں:

(۲۳۷)وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا یَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَیْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ: لَا یَظْلِمُهُ، وَلَا یَحْقِرُهُ، وَلَا یَخْذُلُهُ، التَّقْوٰى هاهُنَا ویشیر اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وعِرْضُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

236: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1927

237: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2564

Marfat.com

"اَلنَّجْشُ": اَنْ یَّزِیْدَ فِیْ ثَمَنِ سِلْعَةٍ یُّنَادٰی عَلَیْهَا فِی السُّوْقِ وَنَحْوِهٖ، وَلَا رَغْبَةَ لَهٗ فِیْ شِرَائِهَا بَلْ یَقْصِدُ اَنْ یَّغُرَّ غَیْرَهٗ، وَهٰذَا حَرَامٌ.

وَ"اَلتَّدَابُرُ": اَنْ یُّعْرِضَ عَنِ الْاِنْسَانِ وَیَهْجُرَهٗ وَیَجْعَلَهٗ کَالشَّیْءِ الَّذِیْ وَرَاءَ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ.

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، (محض قیمت بڑھانے کے لئے) کسی کی بولی پر بولی نہ دو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا کرے اور اے اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے حقیر سمجھتا ہے، اور نہ اس کی مدد کرنا ترک کرتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ یہ فرما کر آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ ایک شخص کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

النجش: اس کا مطلب ہے: بازار وغیرہ میں جس سامان پر بولی دی جارہی ہو اس کی قیمت میں کوئی شخص اضافہ کردے۔ حالانکہ اس کی خرید وفروخت سے اسے کوئی دلچسپی نہ ہو وہ صرف دوسرے کو دھوکہ دینے کا ارادہ کرے اور یہ حرام ہے۔

التدابر: کسی انسان سے روگردانی کرنا اور اسے پس پشت ڈال دینا یوں کہ جیسے کوئی پیٹھ کے پیچھے ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

فرمایا آپس میں حسد نہ کرو حسد کہتے ہیں کسی نعمت کو دیکھ کر اس کے ختم ہونے کی تمنا کرنا اور یہ حرام ہے قرآن مجید میں حسد سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے جیسا کہ سورہ فلق میں "ومن شر حاسد اذا حسد" کہ حاسد کے حسد کے شر سے جب وہ حسد کرے میں پناہ مانگتا ہوں، لیکن یہ دعا کرنا کہ اے اللہ جس طرح کی نعمت تو نے فلاں کو دی ہے ایسی نعمت مجھے بھی عطا فرما تو یہ حسد نہیں اس کو رشک کہتے ہیں اور یہ جائز ہے، ان میں فرق یہ ہے کہ حسد میں نعمت کے ختم ہونے کا ذکر ہوتا ہے اور رشک میں نعمت کے باقی رہنے کا ذکر ہوتا ہے۔ یعنی فلاں کے پاس جو نعمت ہے وہ اس کے پاس بھی باقی رہے لیکن اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی نعمت سے نوازے یہ رشک ہے جب کہ حسد نہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں سے فلاں نعمت ہی ختم ہو جائے۔

Marfat.com

وَلَاتَنَاجَشُوْا، محض قیمت بڑھانے کے لئے) کسی کی بولی پر بولی نہ دو، مطلب یہ کہ بائع ایک آدمی رکھ لے تا کہ میری چیز کی قیمت لوگوں کے سامنے زیادہ بولے تا کہ میں اس چیز کو زیادہ دام کیں فروخت کرو، حالانکہ جو قیمت زیادہ لگا رہا ہے اس نے تو وہ چیز لینی ہی نہیں ہوتی یہ بھی دھوکہ ہے۔

وَلَا تَبَاغَضُوْا ،ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، یہ بھی ایک بہت خبیث بیماری ہے جس میں اکثر لوگ گرفتار ہیں یہ اور ان جیسی دیگر بیماریاں مثلا حسد، عداوت، اعراض، بے رخی وغیرہ سب اسلام میں جائز نہیں۔

(۲۳۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

☆ اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے:

(۲۳۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنْصُرُهُ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا، اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهُ؟ قَالَ: "تَحْجُزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تب تو میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتایئے کہ جب وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو یا فرمایا: روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

"تَحْجُزُهُ :از، حجزاً، بمعنی منع کرنا، روکنا۔

تَمْنَعُهُ: بمعنی اس کو منع کر، روک، باز رکھ۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

238: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:13

239: بخاری شریف، کتاب الاکراہ، رقم الحدیث:6959

Marfat.com

شرح:

یعنی عام آدمی صرف مظلوم کے ساتھ ہی ہمدردی نہ کرتا رہے بلکہ ظالم کو بھی ظلم سے روکے رونہ ظالم ظلم کرتا رہے گا اور مظلوم برداشت کرتا رہے گا جس کی وجہ سے مظلوم پر ظلم کا بازار گرم رہے گا اور ظالم کے لیے عذاب میں کثرت ہوتی جائے گی تو ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلاء نہ فرمائے۔

(۲۴۰)وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ: اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ، وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ".

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔" (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت ہے: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب تو اس سے ملے تو سلام کرے، جب وہ تجھے بلائے تو اس کے بلاوے کا جواب دے، اور جب وہ نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرے، چھینکنے پر اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہے تو تُو اسے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، جب وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شمولیت کرے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سلام کرنا سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے، بیمار پرسی کرنا سنت مؤکدہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بیمار کے پاس اس کی تیمارداری کرنے جاؤ تو اس سے دعا کراؤ، جنازے کے ساتھ جانا اور دفن میں شریک ہونا فقہا کے نزدیک فرض کفایہ ہے، دعوت کا قبول کرنا امام شافعی کے نزدیک فرض ہے، اہل ظواہر کے نزدیک واجب جبکہ جمہور فقہا کے نزدیک نہ فرض ہے اور نہ واجب یہ کہتے ہیں کہ دعوت قبول کرنے سے اسلامی اخوت محکم ہوتی ہے اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے

240: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 1240

Marfat.com

لہٰذا دعوت قبول کرنی چاہیے۔

(۲۴۱) وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمٍ اَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْقَسِّیِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: وَاِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِی السَّبْعِ الْاَوَّلِ .

"اَلْمَيَاثِرُ" بِيَاءٍ مُثَنَّاةٍ قَبْلَ الْاَلِفِ، وَثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ بَعْدَهَا: وَهِیَ جَمْعُ مِيْثَرَةٍ، وَهِیَ شَیْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيْرٍ وَيُحْشٰى قُطْنًا اَوْ غَيْرَهٗ، وَيُجْعَلُ فِی السَّرْجِ وَكُوْرِ الْبَعِيْرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ .

"وَالْقَسِّیُّ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ: وَهِیَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيْرٍ وَكَتَّانٍ مُخْتَلِطَيْنِ . "وَاِنْشَادُ الضَّالَّةِ": تَعْرِيْفُهَا .

◄◄ حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا: آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مریض کی عیادت کریں' جنازوں میں شریک ہوں، چھینکنے والے کے لئے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہیں، قسم کھانے والے کی قسم پوری کریں، مظلوم کی مدد کریں، اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں' سلام (السلام علیکم) کو عام کریں اور ہمیں آپ نے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتنوں میں پینے سے، سرخ ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے سے، ریشم اور کتان کے مخلوط کپڑے اور ریشم پہننے سے اور استبرق اور دیباج پہننے سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں پہلی سات چیزوں میں یہ اضافہ ہے۔ اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے۔

حل لغات:

المیاثر: الف سے پہلے یاء مثناۃ اور اس کے بعد ثاء مثلثہ یہ، میثرہ کی جمع ہے۔ یہ ریشم سے بنائی جاتی ہے' اور اس میں روئی وغیرہ بھر کر زین یا اونٹ کے پلان میں رکھا جاتا ہے' اور اس پر سوار بیٹھتا ہے۔

القسی: قاف کے زبر اور سین کے زیر کے ساتھ مشدد ہے۔ وہ کپڑے جو ریشم اور کتان کو ملا کر تیار کیے جاتے ہیں۔

انشاد الضالة: کھوئی ہوئی چیز کا اعلان کرنا۔

241: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 1239

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حدیث کے ایک حصہ کی تشریح ماقبل حدیث میں گزر چکی ہے باقی یہ کہ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور نہ ہی سونا مردوں کے لیے جائز ہے ہاں چاندی کی ایک خاص مقدار مردوں کے لیے مباح ہے جس کو علماء کرام سوا چار ماشہ قرار دیتے ہیں لیکن حتی الامکان اس سے بھی گریز ہی بہتر ہے، اسی طرح ریشم بھی مردوں کے لیے جائز نہیں، اسی حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہاتھ پر ریشم اور دوسرے پر سونا اٹھا کر فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں پر حلال ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح)

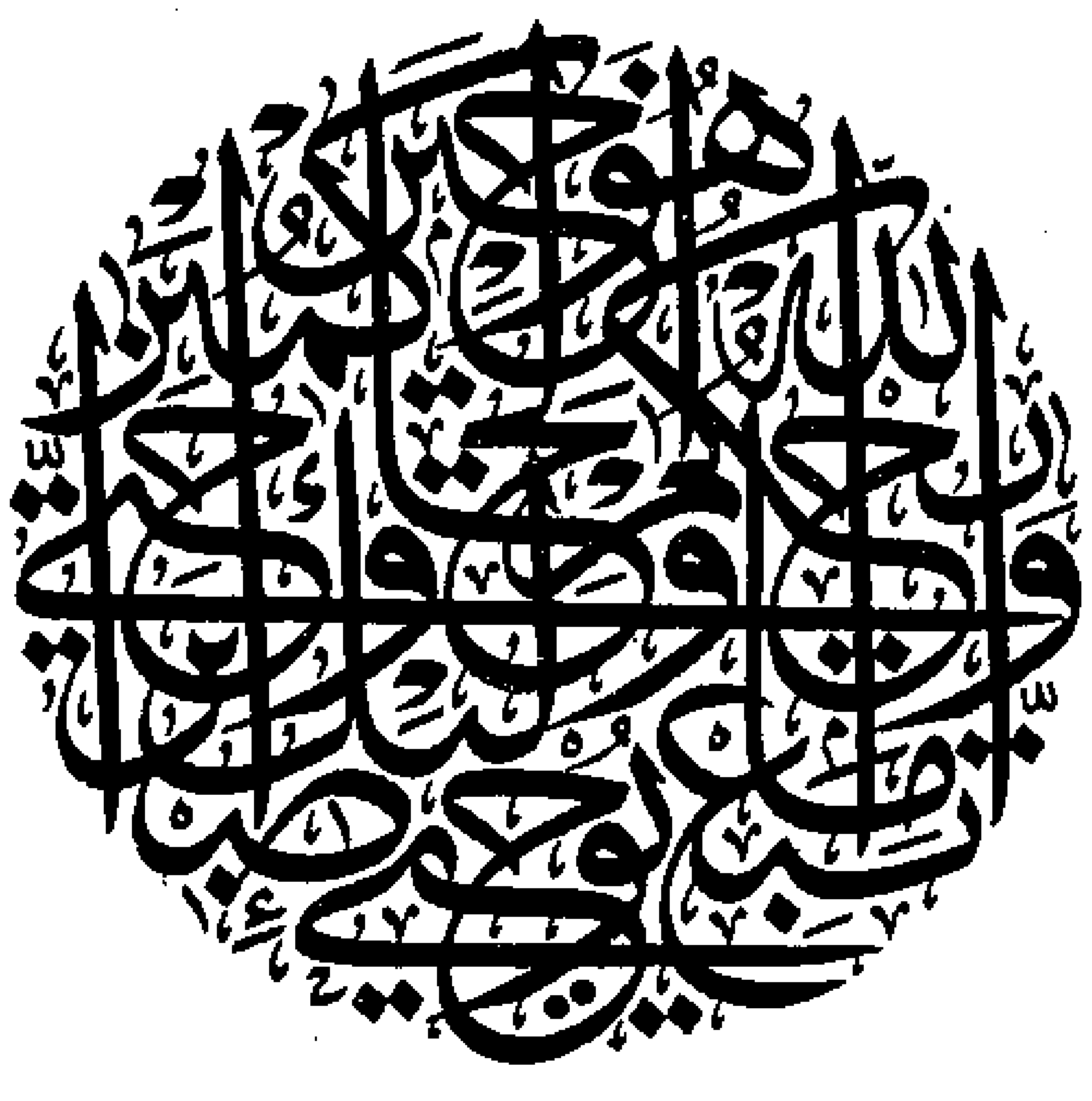

Marfat.com

۲۸-بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّهْيِ عَنْ اِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

مسلمانوں کے عیوب چھپانے اور بلاوجہ ان کی اشاعت کی ممانعت کے متعلق بیان

عورت کا لغوی معنی:

عورات، عورت کی جمع ہے اور عورت کا لغوی معنی ہے شرم گاہ، یا جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر ہونا موجب شرم ہو (فیروز اللغات)

یہاں پر یہ معنی ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں اپنے معنی پر غور وفکر کر کے شرعی پردے اور حجاب کا سبق حاصل کریں قطع نظر اس کے کہ اس باب میں عیوب کا ذکر ہے، ابوالاحمد غفرلہ۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (النور:19)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔

تشریح:

حدیث شریف میں ہے بندگان اللہ کو ایذاء نہ دو، انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کی خفیہ باتوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب ٹٹولے گا، اللہ اس کے عیبوں کے پیچھے پڑ جائے گا اور اسے یہاں تک رسوا کرے گا کہ اس کے گھر والے بھی اسے بری نظر سے دیکھنے لگیں گے۔ (مسند احمد: ص279، ج5)

(۲۴۲) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کا پردہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

242: مسلم شریف، کتاب البر والصلة، رقم الحدیث: 2590

Marfat.com

گناہ کی تشہیر کرنے والے کی معافی نہیں:

(۲۴۳) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری ساری امت کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کو نہیں جو (اپنے گناہوں کی) تشہیر کرتے ہیں' اور اس تشہیر کی صورت یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا ہوتا ہے' لیکن وہ خود کہتا ہے: اے فلاں! میں نے آج رات یہ یہ کرتوت کیے۔ رات کو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتا رہا، اور صبح کو اس نے اللہ تعالیٰ کے پردہ کو خود ہی چاک کر دیا۔ (متفق علیہ)

شرح:

یعنی اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ میرا یہ بندہ اگر چہ گناہ گار ہے لیکن اس کا پردہ رہے، مگر جب یہ خود ہی پردہ کشی کرتا ہے تو اس کے لیے گناہ کی سزا علیحدہ اور تشہیر کی علیحدہ ہوگی، ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہم نیکی کی کاموں میں اس مقصد سے تشہیر کریں تا کہ دوسروں کے دلوں میں بھی نیکی کا شوق پیدا ہو، لیکن خدا نہ کرے اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی تشہیر نہ کرے اس سے ایک تو ہماری عزت ختم ہوگی دوسری طرف اللہ کا غضب وعتاب ہوگا، الغرض یہ کہ ہم کو اچھا کام کی تشہیر کرنی چاہیے تا کہ دوسروں کے دل میں بھی اس کام کو کرنے کی آرزو جنم لے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم برے کام کر کے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں نے یہ کام کیا ہے، ایسی سوچ سے اللہ کی پناہ۔

(۲۴۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
"اَلتَّثْرِيْبُ": اَلتَّوْبِيْخُ.

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر لونڈی بدکاری

243: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6069

244: بخاری شریف، کتاب الحدود، رقم الحدیث: 6839

Marfat.com

کرے اور اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس پر حد نافذ کی جائے اور اس کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے۔ پھر اگر وہ دوبارہ بدکاری کرے تو اس پر حد نافذ کی جائے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے، پھر اگر وہ تیسری مرتبہ بدکاری کرے تو اسے بیچ دے خواہ بالوں کی رسی کے عوض ہی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

التثریب: یعنی جھڑکنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔

(۲۴۵) وَعَنْهُ، قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا، قَالَ: "اِضْرِبُوْهُ" قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ . فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: "لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطٰنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے مارو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے ہاتھ سے مار رہا تھا تو کوئی جوتے سے اور کوئی کپڑے سے۔ سو جب وہ واپس لوٹا تو کسی شخص نے کہا: خدا تجھے ذلیل کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ (بخاری)

حل لغات:

تعینوا: از، معاونة، بمعنی مدد کرنا،

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

شراب پینے والے کی حد میں ائمہ اربعہ کا مشہور مذہب اسّی (۸۰) کوڑے ہیں کہ شراب پینے والے کو اسّی کوڑے لگائے جائیں، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا ہے۔

اور جو فرمایا "اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ آدمی دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو تو اگر تم اس کو ذلیل کہو گے تو اس میں شیطان کی مدد ہوگی اور وہ خوش ہوگا اس لیے آپ نے ایسے جملوں سے منع فرمایا۔

245: بخاری شریف، کتاب الحدود، رقم الحدیث: 6777

Marfat.com

۲۹-بَابٌ فِیْ قَضَاءِ حَوَائِجُ الْمُسْلِمِیْنَ

مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ ﴾ (الحج:77)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو○

(۲۴۶) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ یَظْلِمُہٗ، وَلاَ یُسْلِمُہٗ. مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ، کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً، فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ بِہَا کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو مسلمان کسی مسلمان کی کوئی مصیبت کو دور کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے مصائب میں سے اس کی ایک مصیبت دور فرما دیتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو ویسے خدمت کر دے یا قرض دے دے، کسی عام استعمال کرنے والی چیز کی ضرورت ہو تو وہ دے، الغرض جس طرح بھی اپنے دینی بھائی کی مدد کر سکتا ہے

246: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2442

Marfat.com

کرے، مصائب میں بھی اور خوشی کے موقع پر بھی، اللہ تعالیٰ اس کو اس نیکی کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے جو کوئی اپنے مجبور بھائی کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن پہاڑ بھی لرز رہے ہوں گے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے جو اپنی دینی بھائی کی مدد کرتا ہے اس کو ایسا ثواب دیا جاتا ہے کہ جیسا کہ اس کے تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

(۲۴۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْیَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ، وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَّلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰی، یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ، وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ. وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی ایک تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ مصائب قیامت میں سے اس کی ایک مصیبت دور کر دے گا' اور جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمادے گا' اور جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے' اور جو شخص طلب علم کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور (بندوں کا) جو گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے' اور وہ ایک دوسرے کو قرآن سناتے ہیں' تو ان پر اطمینان کی کیفیت کا نزول ہوتا ہے اور انہیں رحمت خداوندی ڈھانپ لیتی ہے' اور فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ اپنے حضور حاضر ہونے والوں (یعنی فرشتوں) کے سامنے ان کا ذکر کرتا ہے' اور جس کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

غشیتهم: از غشیاً، بمعنی چھپانا۔

247: مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث: 2699

Marfat.com

حفتهم: از حفاً، بمعنی احاطہ کرنا م گھیرنا۔

بطأ: از، بطاءً، بمعنی دیر کرنا، مؤخر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا تو اس کا نسب آگے نہیں بڑھائے گا اس میں ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو صرف خاندانی عزت وشرافت پر اعتماد کیے ہوئے ہیں کہ قیامت کے دن کسی کا حسب ونسب کام نہیں آئے گا، بلکہ کام آئیں گے تو اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے، کسی نے کیا خوب کہا کہ

اوتھے عملاں دے ہونے، نے نبیڑے کسے نہیں تیری ذات پچھنی۔ (یعنی وہاں عمل ہی کام آئیں گے ذات پات کچھ کام نہ آئے گی)

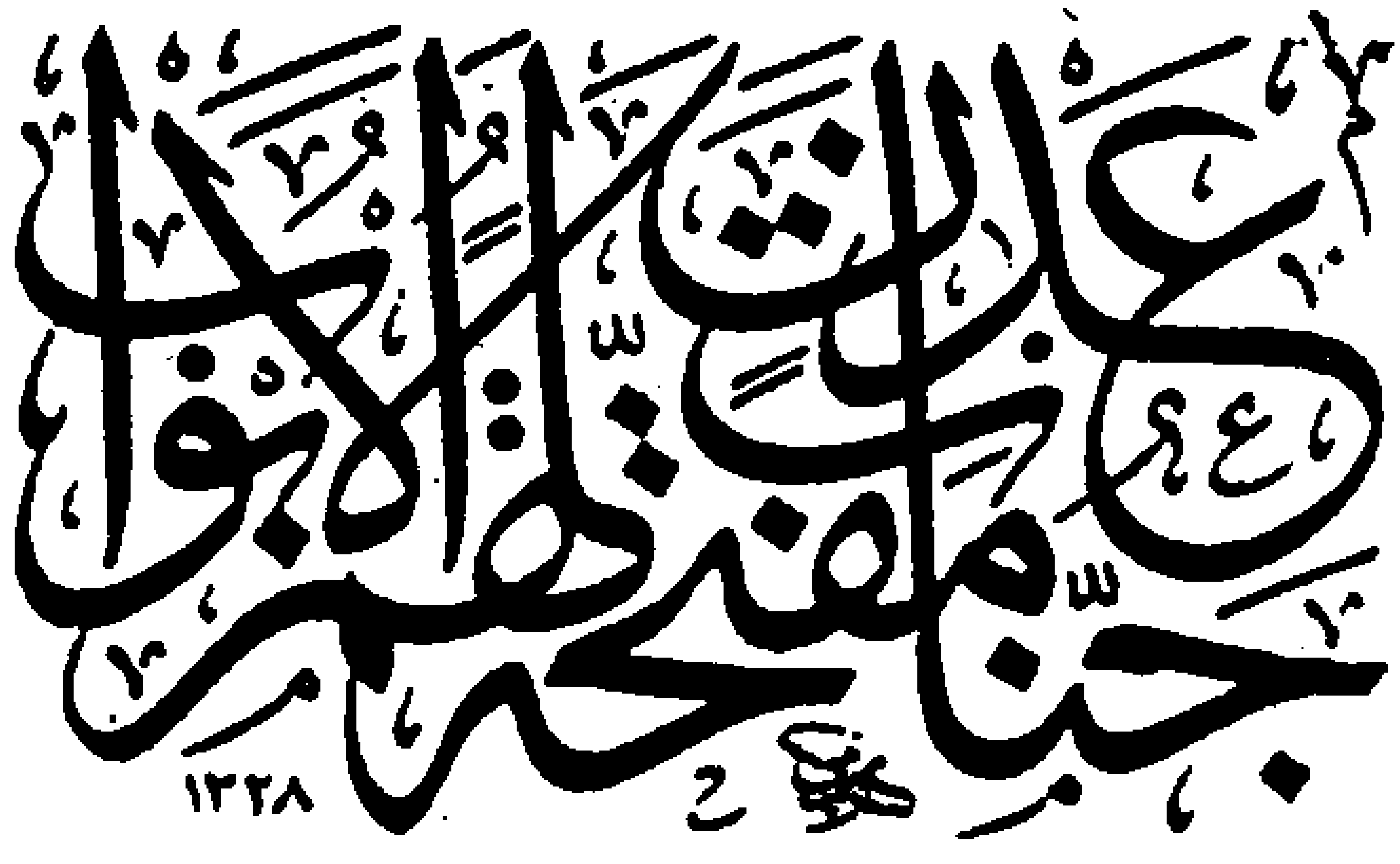

Marfat.com

۳۰-بَابُ الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا بیان

شفاعت کا لغوی معنی:

شفاعت کا لغوی معنی ہے سفارش کرنا، (فیروز اللغات) اور عرف میں گناہوں کی معافی کی سفارش کرنے کو شفاعت کہتے ہیں جو روز قیامت سب سے پہلے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے گے اور اس کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام پھر اصحاب، پھر علماء و اولیاء کرام فرمائیں گے۔ لیکن یہاں پر یہ اپنے لغوی معنی سفارش میں ہی مستعمل ہے، ابوالاحمد غفرلہ۔

شفاعت کی تعریف:

(1) "الشفاعة هو سؤال في التجاوز عن ذنوب من الذى وقع الجناية فى حقه"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: جس کے حق میں جنایت واقع ہوئی ہے اس گناہوں کو درگزر کرنے کے سوال کو شفاعت کہتے ہیں۔

(2) معصیت کبیرہ تخفیف عذاب یا بالکلیہ اسقاط عذاب یا صغائر کی معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں تو دخول جنت یا درجات کی بلندی کے لیے کوئی مقبول بارگاہ صمدیت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت یا اس کی عطاء کردہ جاہت اور محبوبیت کی بناء پر کسی کی سفارش کرے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۲ م ص ۳۹، بحوالہ خزائن التعریفات، ص ۲۰۷)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ (النساء: 85)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔

تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سفارش کرو اجر پاؤ گے اور اللہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وہ جاری کرے گا جو چاہے۔ (صحیح بخاری الرقم: 1432)

یہ آیت ایک دوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس مہربانی کو دیکھیے فرمایا محض شفاعت پر ہی

Marfat.com

اجر مل جائے گا خواہ اس سے کام بنے یا نہ بنے، اللہ ہر چیز کا حافظ ہے، ہر چیز پر حاضر ہے، ہر چیز کا حساب لینے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے، ہر چیز کو دوام بخشنے والا ہے، ہر ایک کو روزی دینے والا ہے، ہر انسان کے اعمال کا اندازہ کرنے والا ہے۔
(تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

(۲۴۸) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ طَالِبُ حَاجَۃٍ اَقْبَلَ عَلٰی جُلَسَائِہٖ، فَقَالَ: "اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَا اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "مَا شَاءَ".

◂◂ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی حاجت مند آتا تو آپ اپنی مجلس کے حاضرین کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: شفارش کرو، تمہیں اجر ملے گا' اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے' اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں ہے: جو چاہتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سفارش کرو کہ تم کو اجر ملے گا مطلب یہ کہ ایک آدمی وہ کام خود نہیں کر سکتا مگر اس نے دوسرے سے اس کی سفارش کر دی، یا ترغیب دلائی تو کسی دوسرے نے وہ کام کر دیا اب جہاں کرنے والے کو اجر دیا جائے گا وہاں اس کو بھی اجر ملے گا جس نے سفارش کی ہے یا ترغیب دی ہے، اور دونوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

(۲۴۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِیْ قِصَّۃِ بَرِیْرَۃَ وَزَوْجِھَا، قَالَ: قَالَ لَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَوْ رَاجَعْتِہٖ؟" قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَامُرُنِیْ؟ قَالَ: "اِنَّمَا اَشْفَعُ" قَالَتْ: لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہِ.

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◂◂ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کے واقعہ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ سے فرمایا: اگر تو اس کے پاس لوٹ جائے تو یہ بہتر ہے اس

248: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 1432، مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6565، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5131، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2672، نسائی شریف، رقم الحدیث: ، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 19590، ابن حبان، رقم الحدیث: 531، بیہقی، رقم الحدیث: 16456، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 7296، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 809

249: بخاری شریف، کتاب الطلاق، رقم الحدیث: 5283

Marfat.com

نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حکم فرمار ہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں سفارش کر رہا ہوں۔ اس نے عرض کی: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ قصہ تفصیل کے ساتھ یوں ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی تھیں ان کا نکاح حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا جو کہ ایک سیاہ فام غلام تھے، تو جب حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد ہوئیں اور شریعت نے ان کو اختیار دیا کہ چاہے حضرت مغیث کے ساتھ رہیں یا نہ رہیں تو حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علیحدگی اختیار کر لی، حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی تو وہ مدینہ کی گلیوں میں روتے ہوئے پھرتے تھے ان کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ بریرہ سے مغیث کے بارے سفارش کرئے اور فرمائے کہ وہ رجوع کر لے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بات کی تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دیتے ہیں؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایانہیں میں حکم نہیں دیتا سفارش کرتا ہوں اس پر حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

علماء فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفارش کو در بھی کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

۳۱-بَابُ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے کا بیان

مصالحت کا لغوی معنی:

مصالحت کا لغوی معنی ہے باہمی صلح یا آپس میں میل ملاپ کرنا، (فیروز اللغات)

مصالحت کی تعریف:

دو متضاد چیزوں میں یا آپس میں جھگڑا کرنے والوں کے درمیان درستگی کرنا (جھگڑا ختم کرنا)، یا ان کا میل ملاپ کرنا یا کرانا مصالحت کہلاتا ہے۔ یعنی ان کی متضادیت ختم کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ (النساء:114)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء:128)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور صلح خوب ہے۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الانفال:1)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ «يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ» "تم اپنے

Marfat.com

کاموں میں اللہ کا ڈر رکھو، آپس میں صلح وصفائی رکھو، ظلم، جھگڑے اور مخالفت سے باز آجاؤ۔ جو ہدایت وعلم اللہ کی طرف سے تمہیں ملا ہے اس کی قدر کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، عدل وانصاف سے ان مالوں کو تقسیم کرو۔ پرہیزگاری اور صلاحیت اپنے اندر پیدا کرو"۔ سدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ "وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ" کے معنی ہیں کہ آپس میں لڑو جھگڑو نہیں اور گالی گلوچ نہ کرو۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ﴾ (الحجرات: 10)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمان مسلمان بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ۔

(۲۵۰) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِىْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا، اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى "تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا": تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ.

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے تمام اعضاء بدن کے ذمہ صدقہ ہے ہر دن کا، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا صدقہ ہے، اور سواری کے سلسلہ میں کسی کی مدد کرنا کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس پر اس کا سامان لدوا دے یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور تیرا نماز کی طرف اُٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے کسی نقصان دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

سُلَامٰی: جسم کا جوڑ۔

خَطْوَةٍ: چلنے میں دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ، قدم۔

تُمِيْطُ: ہٹانا، کسی چیز کو دور کرنا، ایک طرف کرنا۔

تعدل: کا مطلب ہے: دو آدمیوں کے درمیان انصاف سے صلح کرانا۔

250: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2231، بخاری شریف، رقم الحدیث: 2734، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 1285، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 8096، ابن حبان، رقم الحدیث: 472، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1493، بیہقی، رقم الحدیث: 7609، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 11027

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔ ابو الاحمد غفرلہ،،

وہ آدمی جھوٹا نہیں:

(۲۵۱) وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا، اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ، قَالَتْ: وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ، تَعْنِيْ: اَلْحَرْبَ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ، وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا ۔

◀◀ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' اچھی خبر پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔ (بخاری) اور مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ راویہ کہتی ہیں: میں نے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو باتوں میں خلاف واقعہ بات کہنے کی رخصت دی ہو۔ سوائے تین حالتوں کے جنگ میں، لوگوں کے درمیان صلح کراتے وقت اور مرد کی اپنی بیوی سے گفتگو میں اور بیوی کی مرد سے گفتگو میں۔

حل لغات:

اَلْكَذَّابُ: جھوٹا۔ دروغ گو۔

تعارف راوی:

ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط مکہ معظمہ میں اسلام لائیں پیدل ہجرت کی مکہ معظمہ میں کنواری تھیں مدینہ منورہ میں زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں، جب حضرت زید غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو زبیر ابن عوام سے نکاح کیا انہوں نے طلاق دے دی تو عبد الرحمٰن ابن عوف کے نکاح میں آئیں ان سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب ان کے یہ خاوند فوت ہوئے تو عمرو ابن عاص سے نکاح کیا انہیں کے نکاح میں فوت ہوئیں، آپ حضرت عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الکاف، تلعیات)

251: بخاری شریف، کتاب الصلح، رقم الحدیث: 2692

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کے ضمن میں کچھ علماء فرماتے ہیں کہ ان جگہوں جھوٹ بولنا جائز ہے (جو اوپر مذکور ہیں) اور کچھ فرماتے ہیں کہ جھوٹ کسی جگہ بھی جائز نہیں اس حدیث میں جو جھوٹ کا جواز ہے اس سے مراد تو یہ ہے (کہ بات کرنے والا کوئی معنی مراد لے اور سننے والا کوئی اور معنی مراد لے) جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے طرف ہجرت کر رہے تھے تو راستی میں کسی نے پوچھا اے ابوبکر یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟؟ (یہ پوچھنے والا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا تھا اس لیے اس نے یہ سوال کیا) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں اور آپ نے اس سے یہ معنی مراد لیا کہ یہ مجھے جنت کا راستہ بتانے والے ہیں لیکن سائل یہ سمجھا کہ مدینہ کا راستہ بتانے والے ہیں،

مقروض پر نرمی کرو:

(۲۵۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُمَا، وَاِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِيْ شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَيْنَ الْمُتَاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟"، فَقَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَلَهُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
مَعْنٰى "يَسْتَوْضِعُهُ": يَسْاَلُهُ اَنْ يَّضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَيْنِهِ . "وَيَسْتَرْفِقُهُ": يَسْاَلُهُ الرِّفْقَ . "وَالْمُتَاَلِّيْ": الْحَالِفُ .

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے کے پاس دو جھگڑنے والوں کی آواز کو سنا' ان کی آوازیں بلند تھیں اور ان میں سے ایک قرض کم کرنے اور رویہ نرم کرنے کی درخواست کر رہا تھا' اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: وہ کون ہے جو اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہے کہ اچھا کام نہیں کرے گا؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں یا رسول اللہ! اس مقروض کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ پسند کرے۔

حل لغات:

یستوضعهٔ: وہ اس سے درخواست کر رہا تھا کہ وہ اس کے قرض سے کچھ کم کرے۔

252: مسلم شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث:3871، بخاری شریف، کتاب الصلح، رقم الحدیث:2705، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:3595، نسائی شریف، رقم الحدیث:5408، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2429، دارمی، رقم الحدیث:2587، مسند امام احمد، رقم الحدیث:15829، ابن حبان، رقم الحدیث:5048، بیہقی، رقم الحدیث:11067، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:127

Marfat.com

يسترفقة: وہ اس سے نرمی کی درخواست کر رہا تھا۔

المتالي: قسم کھانے والا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ تنگ دست مقروض اگر کچھ نرمی چاہے تو اس پر نرمی کرنی چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ،

"وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ "(البقرة:۲۸۰)
کہ مقروض اگر تنگ دست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دے دو اور اگر تم اس کو (سرے سے قرض) معاف کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

(۲۵۳) وَعَنْ اَبِى الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ اَنَّ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِىْ اُنَاسٍ مَّعَهُ، فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ، فَجَآءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: يَا اَبَا بَكْرٍ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَّكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنْ شِئْتَ، فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ، وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ، وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِىْ فِى الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِى الصَّفِّ، فَاَخَذَ النَّاسُ فِى التَّصْفِيْقِ، وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِى الصَّلٰوةِ، فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ فِى التَّصْفِيْقِ اِلْتَفَتَ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِى الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ، مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَىْءٌ فِى الصَّلٰوةِ اَخَذْتُمْ فِى التَّصْفِيْقِ؟! اِنَّمَا التَّصفيق لِلنِّسَاءِ . مَنْ نَّابَهُ شَىْءٌ فِىْ صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ

253: مسلم شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث:853 بخاری شریف، رقم الحدیث:1143، ابوداؤد، رقم الحدیث:941، نسائی شریف، رقم الحدیث:784، مسند امام احمد، رقم الحدیث:22899، بیہقی، رقم الحدیث:3148، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1517، ابن حبان، رقم الحدیث:2261، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:7524، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:5749

Marfat.com

اللّٰہِ، فَاِنَّهُ لا یَسْمَعُهُ اَحدٌ حِیْنَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰہِ، اِلَّا الْتَفَتَ ۔ یَا اَبَا بَکْرٍ: مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ بِالنَّاسِ حِیْنَ اَشَرْتُ اِلَیْکَ؟"، فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: مَا کَانَ یَنْبَغِی لابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

مَعْنٰی "حُبِسَ": اَمْسَکُوْهُ لِیُضِیْفُوْهُ ۔

◀◀ حضرت ابوعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنوعمرو بن عوف کا آپس میں جھگڑا ہوگیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ضیافت کے لئے روک لیا گیا اور نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابوبکر! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا گیا ہے' اور نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے؟ فرمایا: ہاں اگر تم چاہتے ہو تو۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' آپ نے تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں میں چلتے ہوئے پہلی صف میں جا کر کھڑے ہوگئے تو لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ نہیں کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے زیادہ تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ نماز جاری رکھیں لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ الحمدللہ کہا اور پچھلے پاؤں لوٹ آئے' حتیٰ کہ صف میں آ کر کھڑے ہوگئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو تالیاں بجانے لگتے ہو۔ تالیاں بجانا عورتوں کا کام ہے۔ سو جسے نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو وہ کہے: سبحان اللہ! کیونکہ جو بھی کسی کو سبحان اللہ کہتے سنے گا وہ متوجہ ہوگا' اور اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں اشارہ بھی کیا تھا تو پھر کس چیز نے تمہیں نماز پڑھانے سے روکا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حبس: انہوں نے ضیافت کے لئے آپ کو روک لیا۔

حانت الصلوٰۃ: نماز کا وقت ہوگیا۔

القھقری: اُلٹے پاؤں واپس آئے۔

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۷۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اگر نماز میں آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جس نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے وہ نماز ہی قبول ہوتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فضلیت حاصل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلیٰ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کروانے کی سعادت حاصل ہے، اور ایک حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا وقت ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عرض کی گئی کہ وہ دل کے بہت نرم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑا نہیں ہو سکیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔

Marfat.com

۳۲-بَابُ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِینَ وَالْفُقَرَاءِ وَالْخَامِلِیْنَ

کمزور، غریب اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت کے متعلق بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ﴾ (الکہف:28)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

تشریح:

قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ چھوٹے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کریں جیسے بلال، عمار، صہیب، خباب، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اور ہماری مجلسوں میں بیٹھا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی درخواست رد کرنے کا حکم فرمایا جیسے اور آیت میں ہے ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ'' (6-الانعام:52)

یعنی صبح شام یاد الٰہی کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ ہٹا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ہم چھ شخص غریب غرباء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو آدمی اور رضی اللہ عنہم اتنے میں معزز مشرکین آئے اور کہنے لگے انہیں اپنی مجلس میں اس جرات کے ساتھ نہ بیٹھنے دو۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کیا آیا؟ جو اس وقت آیت ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ'' (6-الانعام:52) اتری۔ (صحیح مسلم:2413)

مسند احمد میں ہے کہ ایک واعظ قصہ گوئی کر رہا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیان کئے چلے جاؤ۔ میں تو صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک اسی مجلس میں بیٹھا رہوں، تو اپنے لئے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ (مسند احمد:5/261)

Marfat.com

اور حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایسی مجلس میں بیٹھ جاؤں، یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسند احمد: 474/3)

ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے سورج نکلنے تک بیٹھ جانا مجھے تو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اور نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے، گو وہ غلام اولادِ اسماعیل سے گراں قدر اور قیمتی کیوں نہ ہوں، گو ان میں سے ایک ایک کی دیت بارہ ہزار کی ہو تو مجموعی قیمت چھیانوے ہزار کی ہوئی۔ بعض لوگ چار غلام بتاتے ہیں لیکن انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، واللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ غلام فرمائے ہیں۔ (مسند طیالسی، 2104)

بزار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک صاحب سورۃ الکہف کی قرأت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ان لوگوں کی مجلس ہے جہاں اپنے نفس کو روک کر رکھنے کا مجھے حکم الٰہی ہوا ہے۔ (مجمع الزوائد، 167/7)

اور روایت میں ہے کہ یا تو سورۃ الحج کی وہ تلاوت کر رہے تھے یا سورۃ الکہف کی۔ (مسند بزار، 2636)

اہل جنت و دوزخ کے اوصاف:

(۲۵۴) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْعُتُلُّ": اَلْغَلِيْظُ الْجَافِيْ . ((وَالْجَوَّاظُ": بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَبِالظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ، وَقِيْلَ: الضَّخْمُ الْمُخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهِ، وَقِيْلَ: اَلْقَصِيْرُ الْبَطِيْنُ .

◂◂ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جسے لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اُٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر درشت خو، بخیل اور متکبر شخص۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

العتل: سخت گیر، ظالم۔

الجواظ: جیم پر زبر اور واؤ مشدد اور ظاء معجمہ کے ساتھ مال جمع کرنے اور روک رکھنے والا اور بعض نے کہا: بھاری

254: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4918

Marfat.com

بھر کم اور نخریلی چال چلنے والا' اور بعض نے کہا پست قد، بڑے پیٹ والا۔

تعارف راوی:

حارثہ ابن وہب: آپ خزاعی ہیں، عبید اللہ ابن عمر ابن خطاب کے اخیافی بھائی، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں سے ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

معلوم ہوا کہ نرمی، عاجزی وانکساری اہل جنت کے اوصاف ہیں اور رشت خوی، بخیلی، اور تکبر اہل دوزخ کے کام ہیں اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم کے کس کو اپنانا ہے۔

ایک فقیر تمام دنیادار امیروں سے بہتر ہے:

(۲۵۵) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ: "مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟"، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ، هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُنْكَحَ، وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُشَفَّعَ ۔ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ، وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ، وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "حَرِيٌّ" هُوَ بِفَتْحِ الْحَاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ: اَیْ حَقِيْقٌ ۔

وَقَوْلُهٗ: "شَفَعَ" بِفَتْحِ الْفَاءِ ۔

◄◄ حضرت ابی العباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کی: یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس کے ساتھ نکاح کیا جائے اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمایا: پھر ایک دوسرا شخص گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہم نشین سے فرمایا: اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر یہ سفارش کرے تو وہ قبول نہ ہو' اور اگر یہ بات کرے تو سنی نہ

255: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6447

Marfat.com

جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے افضل ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حری: خاء کی زبر راء کی زیر اور یاء کی تشدید کے ساتھ: کا معنیٰ ہے وہ اس لائق ہے۔

شفع: فاء کے زبر کے ساتھ۔ (سفارش کرے)

تعارف راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۷۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

محدثین فرماتے ہیں اس حدیث میں فقراء کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کو معاشرے میں ان کی غربت کی وجہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ان کا احترام کیا جاتا ہے مگر ان میں سے ایک آدمی دنیا بھر کے ان تمام انسانوں سے بہتر ہوتا ہے جو ایمان اور تقویٰ سے خالی ہوتے ہیں اور صرف دنیا میں ہی کھوئے رہتے ہیں۔

(۲۵۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "احْتَجَّتِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ. وَقَالَتِ الْجَنَّۃُ: فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاکِیْنُھُمْ، فَقَضَی اللّٰہُ بَیْنَھُمَا: اِنَّکِ الْجَنَّۃُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّکِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ کی آپس میں تکرار ہوگئی۔ دوزخ نے کہا: مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعہ جس پر چاہتا ہوں رحم کرتا ہوں اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعہ جس کو چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

احتجت: از، احتجاجاً، بمعنی اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرنا۔

ملؤھا: از، ملاءً، بمعنی، بھرنا۔

256: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2847

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ دوزخ کو بھرنا بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ "لاملئن جھنم" میں جہنم کو ضرور بالضرور بھردوں گا" (القرآن) تو ہم کو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ اے، ہمارے رحمٰن ع رحیم رب تو ہمارے ساتھ اس دوزخ کو نہ بھرنا، ہم اس سے تیری پناہ مانگتے ہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ہمارے ساتھ جنت کو بھرنے کا وعدہ پورا فرمانا تو ہی ہمارا ملاذ و ملجاء ہے۔

(۲۵۷)وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّہٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ السَّمِیْنُ الْعَظِیْمُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک موٹا تازہ عظیم الجثہ شخص آئے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

شرح:

یہاں پر وزن سے مراد نیکیوں کا وزن ہے کہ وہ آدمی ہے تو بہر صحت مند اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی کمزوری نہیں رکھی لیکن اس نے نیکیاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں کیں۔

مسجد کی صفائی پر اجر:

(۲۵۸)وَعَنْہُ: اَنَّ امْرَاَۃً سَوْدَاءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، اَوْ شَابًّا، فَفَقَدَھَا، اَوْ فَقَدَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَ عَنْھَا، اَوْ عَنْہُ، فَقَالُوْا: مَاتَ۔ قَالَ: "اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ" فَکَاَنَّھُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَھَا، اَوْ اَمْرَہٗ، فَقَالَ: "دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ" فَدَلُّوْہُ فَصَلّٰی عَلَیْھَا، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَۃٌ ظُلْمَۃً عَلٰی اَھْلِھَا، وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی۔ یُنَوِّرُھَا لَھُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

قَوْلُہٗ: "تَقُمُّ" ھُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: اَیْ تَکْنُسُ۔ "وَالْقُمَامَۃُ": الْکُنَاسَۃُ، وَ"اٰذَنْتُمُوْنِیْ" بِمَدِّ الْھَمْزَۃِ: اَیْ: اَعْلَمْتُمُوْنِیْ۔

257: مسلم شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، 6915

258: مسلم شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 956

Marfat.com

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی یا فرمایا کہ وہ نوجوان مرد تھا۔ تو (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد یا عورت کو نہ دیکھا' تو آپ نے اس عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: وہ مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی؟ گویا انہوں نے اس مرد یا عورت کے معاملہ کو حقیر سمجھا' آپ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو قبر دکھائی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا: بے شک یہ قبریں اپنے مکینوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں' اور میرے ان پر نماز جنازہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ان کے لئے قبروں کو روشن کر دے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تقم: تاء کے زبر اور قاف کے پیش کے ساتھ یعنی جھاڑو دیتی تھی۔

لقمامة: جھاڑو دینے کو کہتے ہیں۔

اذنتمونی: ہمزہ پر مد ہے۔ یعنی تم نے مجھے بتایا۔

شرح:

اس عورت کا نام بعض روایات میں ام محجن آتا ہے۔ اور بعض روایات میں صرف کالی عورت آتا ہے۔

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں مسجد کی صفائی کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی قبر پر خود تشریف لے گے معلوم ہوا کہ زیارت قبور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اور بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے جنازے میں یا قبر پر کوئی اہل اللہ تشریف لائے تو اس کا فائدہ صاحب قبر کو ہوتا ہے، (دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

(۲۵۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوتے ہیں' جسم غبار آلود ہوتے ہیں' اور ان کو دروازوں پر لوگ دھکے دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ (مسلم)

259: مسلم شریف، کتاب البر والصلة، 6556، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3854، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12498، ابن حبان، رقم الحدیث: 6483، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7932، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 3519

Marfat.com

حل لغات:

اشعث: پراگندہ ہونا، بالوں کا غبار آلودہ ہونا اور بکھرے ہوئے ہونا۔

لابرّہ: ضرور پوری کرتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے تحت علامہ ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اس سے مراد دنیاوی فقیر نہیں جو دروازوں پر جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ ولی ہیں جن کی کیفیت دنیاداروں کی طرح شان وشوکت والی نہیں ہوتی تو اگر ان میں سے کوئی کسی کے دروازے پر جاتا ہے پھر اسے روک دیا جاتا ہے گھر یا محفل میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، اس کی حکمت بعض علماء نے یہ لکھی ہے کہ اگر ان کا بھی اکرام ہونے لگے تو یہ بھی دنیا میں مشغول ہو جائیں گے، ان کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور طرف رغبت ہی نہ ہو۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ از ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اس حدیث کے ضمن میں امام نووی فرماتے ہیں کہ قسم سے مراد دعا ہے کہ جب یہ دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ کہہ دیں کہ یہ کام ہو جائے گا تو اللہ ان کی زبان کی لاج رکھ لیتا ہے اور کام ہو جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا کہ

منہ سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جنت میں پہلے فقراء جائیں گے:

(۲۶۰) وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ،

فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ . وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"وَالْجَدُّ": بِفَتْحِ الْجِيْمِ: الْحَظُّ وَالْغِنٰى . وَقَوْلُهٗ: "مَحْبُوْسُوْنَ" اَىْ: لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِىْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ .

260: بخاری ومسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 5196، مسلم شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 2736

Marfat.com

◀◀ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں اکثر داخل ہونے والے مسکین تھے' اور مالداروں کو روک دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ جو دوزخی تھے۔ انہیں دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا گیا تھا' اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الجد: جیم کے زبر کے ساتھ حصہ اور امارت کو کہتے ہیں۔ (یعنی امیر ہونا، دولت مند ہونا)۔

محبوسون: یعنی ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مالدار اپنے مال کا حساب دیتے رہیں گے جس کی وجہ سے وہ جنت میں دیر سے جائیں گے اور مسکین وفقراء کے پاس تو مال تھا ہی نہیں لہٰذا یہ جنت میں پہلے چلے جائیں گے، ایک دوسر حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ فقراء امراء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے (بخاری شریف)

اور دوزخ میں اکثر عورتیں داخل ہوں گئیں اس کی وجہ ایک دوسری حدیث میں یہ آئی ہے کہ یہ اپنے شوہروں کے ناشکری کرتی ہیں اس لیے دوزخ میں جائے گئیں۔

(۲۶۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ، وَصَاحِبُ جُرَیْجٍ، وَکَانَ جُرَیْجٌ رَجُلًا عَابِدًا، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَکَانَ فِیْهَا، فَاَتَتْهُ اُمُّهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: یَا رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَانْصَرَفَتْ. فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: اَیْ رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ، فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ، فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: اَیْ رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ، فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ، فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى یَنْظُرَ اِلٰى وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ. فَتَذَاکَرَ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ جُرَیْجًا وَعِبَادَتَهٗ، وَکَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِیٌّ یُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ: اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّهٗ، فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ، فَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْهَا، فَاَتَتْ رَاعِیًا کَانَ یَاْوِیْ اِلٰى صَوْمَعَتِهٖ،

261: مسلم شریف، کتاب البر صلۃ، رقم الحدیث: 6384

Marfat.com

فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهُ، وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوْا: زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ. قَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَاؤُوْا بِهِ فَقَالَ: دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ، فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوْكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ الرَّاعِيْ، فَأَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهُ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ، وَقَالُوْا: نَبْنِيْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: لَا، أَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوْا. وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهِ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا، فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ"، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِيْ ارْتِضَاعَهُ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِيْ فِيْهِ، فَجَعَلَ يَمُصُّهَا، قَالَ: "وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا، وَيَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، وَهِيَ تَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. فَقَالَتْ أُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، فَهُنَالِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ، فَقَالَتْ: مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهُ، فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا، فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا؟! قَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، وَإِنَّ هٰذِهِ يَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ، وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ، وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَالْمُوْمِسَاتُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ الْأُوْلٰى، وَإِسْكَانِ الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِيْمِ الثَّانِيَةِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ؛ وَهُنَّ الزَّوَانِيْ. وَالْمُوْمِسَةُ: اَلزَّانِيَةُ. وَقَوْلُهُ: "دَابَّةٌ فَارِهَةٌ" بِالْفَاءِ: أَيْ حَاذِقَةٌ نَفِيْسَةٌ. "وَالشَّارَةُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَتَخْفِيْفِ الرَّاءِ: وَهِيَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ. وَمَعْنٰى "تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ" أَيْ: حَدَّثَتِ الصَّبِيَّ وَحَدَّثَهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پنگھوڑے میں تین آدمیوں کے علاوہ کسی نے کلام نہیں کیا۔ ایک تو عیسیٰ بن مریم ہیں۔ دوسرا جریج کا ساتھی اور جریج ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس نے اپنے لئے ایک حجرہ بنا رکھا تھا۔ وہ اسی حجرے میں تھا کہ اس کی ماں آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا: اے جریج! اس نے کہا: اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز (کدھر توجہ دوں؟) اس نے اپنی نماز جاری رکھی سو وہ لوٹ گئی۔ دوسرے دن پھر وہ اس

Marfat.com

کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکارا: اے جریج! جریج نے کہا: اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے ایک طرف نماز سو اس نے اپنی نماز جاری رکھی۔ پس اگلے دن جب وہ پھر اس کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکارا: اے جریج! جریج نے کہا: اے میرے رب ایک طرف میری ماں ہے' اور ایک طرف نماز اور اس نے (پھر) اپنی نماز جاری رکھی تو اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ بدکار عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔ سو بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک عورت تھی جس کا حسن ضرب المثل تھا۔ اس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں اس کو آزمائش میں مبتلا کردوں۔ وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے حجرے کے قریب تھا۔ اسے اس نے اپنے نفس پر قدرت دی وہ اس سے ہم بستر ہوا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے۔ اس کو حجرے سے باہر نکالا۔ حجرہ گرادیا اور اس کو پیٹنے لگے۔ اس نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے اس بدکارہ سے زنا کیا اور اس نے تجھ سے بچہ کو جنم دیا۔ اس نے کہا: بچہ کہاں ہے؟ وہ بچے کو لے کر آئے تو اس نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ پھر اس نے نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ کر لوٹا تو بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ پر ہاتھ مار کر کہا: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں چرواہا۔ وہ جریج کی طرف بڑھے اور اس کو چومنے لگے اور حصول برکت کے لئے اس کے جسم کو چھونے لگے: اور اس سے کہا: ہم تمہارا حجرہ سونے کا بنا کر دیتے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں۔ بلکہ جس طرح وہ پہلے مٹی کا تھا اسی طرح مٹی کا بنادو سو انہوں نے حجرہ بنادیا اور ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک آدمی جو خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا' اور صورت اور لباس کا حسین تھا۔ وہاں سے گزرا۔ بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اسی کی طرح بنادے۔ بچے نے پستان چھوڑ دیا۔ اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر وہ پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ (راوی کہتے ہیں) گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت منہ میں ڈالی ہوئی ہے' اور اسے چوس کر بچے کے دودھ پینے کی مثال بیان فرمار ہے ہیں۔ پھر فرمایا: کچھ لوگ ان کے پاس سے گزرے، وہ ایک لونڈی کو مار رہے تھے' اور کہہ رہے تھے: تو نے بدکاری کی ہے۔ تو نے چوری کی ہے' اور وہ کہہ رہی تھی مجھے اللہ کافی ہے' اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا۔ بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اس لونڈی کی طرف دیکھ اور کہا: اے اللہ! مجھے اسی کی طرح بنادے۔ یہاں دونوں ماں بیٹے نے اس بات کو دہرایا۔ ماں نے کہا: ایک خوبرو آدمی گزرا اور میں نے کہا کہ پروردگار! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے تو تُو نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ پھر لوگ اس لونڈی کو لے کر گزرے وہ اس کو مار

Marfat.com

رہے تھے اور کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا تو تُو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ بچے نے کہا: وہ آدمی ظالم تھا تو میں نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا اور اس عورت کو لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے بدکاری کی لیکن اس نے بدکاری نہیں کی تھی وہ اسے کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی لیکن اس نے چوری نہیں کی تھی۔ تو میں نے کہہ دیا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

المُومسات: پہلی میم پر پیش واؤ ساکن دوسری میم کے نیچے زیر اور سین مہملہ، مطلب ہے زانی عورتیں، بدکار عورتیں۔

دابۃ فارحۃ: فاء کے ساتھ۔ ہوشیار، عمدہ سواری کو کہتے ہیں۔

الشارۃ: شین معجمہ اور راء مخففہ کے ساتھ، صورت اور لباس کا حسن ظاہری۔

تراجعا الحدیث: کا معنی ہے: ماں اور بچے نے بات دہرائی ایک دوسرے کو سنائی۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر آدمی نفلی نماز پڑھ رہا ہو اور والدہ اس کو کسی ضرورت کے لیے بلا رہی ہو تو اس کی بات کا جواب دینا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی چاہے کتنا ہی عبادت گزار ہو اگر اس کی ماں اس پر ناراض ہو جائے تو اس کی آزمائش ضرور ہوتی ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور حق ہے جیسا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے ایک ولی حضرت جریج سے ہوا، واللہ اعلم۔

Marfat.com

(۳۳)بَابُ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَالْبَنَاتِ وَسَائِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُنْكَسِرِيْنَ وَالْإِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ

یتیموں، بچیوں، تمام کمزوروں، مسکینوں وغیرہ کے ساتھ نرمی، شفقت، احساس اور تواضع کے ساتھ پیش آنے کا بیان

مسکین کی تعریف:

وہ آدمی جس کے پاس کچھ نہ ہو حتیٰ کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس بات کا محتاج ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الحجر:88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾ (الکہف:28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو، جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگھار چاہو گے۔

تشریح:

قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ چھوٹے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کریں جیسے بلال، عمار، صہیب، خباب، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اور ہماری مجلسوں میں بیٹھا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی درخواست رد کرنے کا حکم فرمایا جیسے اور آیت میں ہے ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ'' (6-الانعام:52) یعنی صبح شام یاد الٰہی کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ ہٹا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ہم چھ شخص غریب

Marfat.com

غرباء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو آدمی اور رضی اللہ عنہم اتنے میں معزز مشرکین آئے اور کہنے لگے انہیں اپنی مجلس میں اس جرات کے ساتھ نہ بیٹھنے دو۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کیا آیا؟ جو اس وقت آیت: ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ''(6- الانعام: 52) اتری۔ (صحیح مسلم: 2413)

مسند احمد میں ہے کہ ایک واعظ قصہ گوئی کر رہا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیان کئے چلے جاؤ۔ میں تو صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک اسی مجلس میں بیٹھا رہوں، تو اپنے لئے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ (مسند احمد: 5/261)

اور حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایسی مجلس میں بیٹھ جاؤں، یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسند احمد: 3/474)

ابو داؤد طیالسی میں ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے سورج نکلنے تک بیٹھ جانا مجھے تو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اور نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے، گو وہ غلام اولاد اسماعیل سے گراں قدر اور قیمتی کیوں نہ ہوں، گو ان میں سے ایک ایک کی دیت بارہ بارہ ہزار کی ہو تو مجموعی قیمت چھیانوے ہزار کی ہوئی۔ بعض لوگ چار غلام بتاتے ہیں لیکن انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، واللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ غلام فرمائے ہیں۔ (مسند طیالسی، 2104)

بزار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک صاحب سورۃ الکہف کی قرأت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ان لوگوں کی مجلس ہے جہاں بیٹھنے کا مجھے حکم الٰہی ہوا ہے۔
(مجمع الزوائد، 167/7)

اور روایت میں ہے کہ یا تو سورۃ الحج کی وہ تلاوت کر رہے تھے یا سورۃ الکہف کی۔ (مسند بزار، 2636)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ ﴾ (الضحیٰ: 10-9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو ۝ اور منگتے کو نہ جھڑکو ۝

تشریح:

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیے جیسے سگا باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى

Marfat.com

طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○﴾ (الماعون:6)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے○ پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے○ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا○

تشریح:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے اس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن کو جو جزا سزا کا دن ہے جھٹلاتا ہے، یتیم پر ظلم وستم کرتا ہے، اس کا حق مارتا ہے، اس کے ساتھ سلوک و احسان نہیں کرتا، مسکینوں کو خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی اس کار خیر پر آمادہ نہیں کرتا۔

جیسے اور جگہ ہے "کَلَّا بَل لَا تُکرِمُونَ الیَتِیمَ، وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَی طَعَامِ المِسکِینِ" (89-الفجر:17-18) یعنی "جو برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے کہ نہ تم یتیموں کی عزت کرتے ہو نہ مسکینوں کو کھانا دینے کی رغبت دلاتے ہو" یعنی اس فقیر کو جواتنا نہیں پاتا کہ اسے کافی ہو۔

(۲۶۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا یَجْتَرِءُوْنَ عَلَیْنَا، وَکُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ . وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَیْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّیْهِمَا، فَوَقَعَ فِیْ نفس رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالی: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام:52) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ان کو دور کر دو تاکہ یہ ہمارے خلاف جرأت نہ کریں اور ایک میں بھی ان میں تھا۔ ایک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی قبیلہ ہذیل کا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دو آدمی اور تھے جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کوئی بات آئی جیسا کہ خداوند کریم نے ارادہ فرمایا کہ آئے، تو آپ نے اپنے جی میں سوچنا شروع کیا سو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: "اور نہ دور ہٹاؤ انہیں جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام طلب گار ہیں (فقط) اس کی رضا کے"۔ نازل فرمائی۔ (مسلم)

حل لغات:

نفر: گروہ، تین سے سات تک لوگوں کے لیے مستعمل ہے۔

اطرد: از، طرداً، بمعنی، ایک طرف کرنا دور کرنا۔

262: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6117

Marfat.com

یجترءُ وْن: جرأت کرتے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح ماقبل آیت کی تشریح میں گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقوی:

(۲۶۳)وَعَنْ اَبِیْ هُبَیْرَةِ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِیِّ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُهَیْبٍ وَّبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ، فَقَالُوْا: مَا اَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَیْخِ قُرَیْشٍ وَّسَیِّدِهِمْ؟ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "یَا اَبَا بَكْرٍ، لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ؟ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ" فَاَتَاهُمْ فَقَالَ: یَا اِخْوَتَاهُ، اَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوْا: لَا، یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ یَا اُخَیَّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "مَاْخَذَهَا" اَیْ: لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ . وَقَوْلُهُ: "یَا اُخَیَّ": رُوِیَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَاءِ وَتَخْفِیْفِ الْیَاءِ، وَرُوِیَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْخَاءِ وَتَشْدِیْدِ الْیَاءِ .

◄◄ حضرت ابوہبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ جو اصحاب بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، سے مروی ہے کہ ابوسفیان حضرت سلمان، حضرت صہیب، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم جو چند دیگر لوگوں کے ہمراہ تھے، ان کے پاس آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمنوں سے اپنا حق وصول نہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سرداروں سے کہہ رہے ہو؟ سو آپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ساری بات بتائی۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے۔ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو بلاشبہ تم نے اپنے رب تعالیٰ کو ناراض کیا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: اے میرے بھائیو! کیا میں نے تمہیں ناراض کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے اے ہمارے بھائی! (مسلم)

حل لغات:

ماخذھا: یعنی اپنا حق اس سے نہیں لیا۔

263: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث:6287، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:20659، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:28

Marfat.com

اُخَیَّ: ہمزہ کے زبر' خاء کے زیر اور یاء کی تخفیف سے بھی مروی ہے' اور ہمزہ کے پیش، خاء کے زبر اور یاء کی تشدید کے ساتھ بھی مروی ہے۔ (اے میرے بھائی)

یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں:

(۲۶۴) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
و "كَافِلُ الْيَتِيْمِ": اَلْقَائِمُ بِاُمُوْرِهٖ.

◂◂ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا' اور دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔ (بخاری)

حل لغات:

کافل الیتیم: یتیم کے معاملات انجام دینے والا۔ کفالت کرنے والا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے بہت اجر ہے اور یہ اجر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ایک تو جنت ملے گی اور دوسرا اجر یہ کہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت بھی ملے گی چاہے وہ یتیم اس کے قرابت دار ہوں یا کوئی اور ہاں اگر قرابت دار ہیں تو اس کو اس پر زیادہ ثواب ملے گا ایک تو صلہ رحمی کا دوسرا کفالت یتیم کا، اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا قریبی ہوگا جتنا دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔

(۲۶۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ" وَاَشَارَ الرَّاوِيْ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ" مَعْنَاهُ: قَرِيْبُهٗ، اَوِ الْاَجْنَبِيُّ مِنْهُ، فَالْقَرِيْبُ مِثْلُ اَنْ تَكْفُلَهٗ اُمُّهٗ اَوْ جَدُّهٗ اَوْ اَخُوْهُ اَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

264: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6005

265: مسلم شریف، کتاب الزہد، رقم الحدیث: 7435، بخاری، رقم الحدیث: 4998، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5150، ترمذی، رقم الحدیث: 1918، نسائی، رقم الحدیث: 2577، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2140، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1700، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 8868، ابن حبان، رقم الحدیث: 460، بیہقی، رقم الحدیث: 12442، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 4866، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 8120، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4998

Marfat.com

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو یتیم کی کفالت کرتا ہے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا اجنبی، وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے اور راوی حضرت مالک بن انس نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا: (مسلم)

حل لغات:

الیتیم له او لغیره : کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رشتہ دار ہو یا اجنبی، اور قریب سے مراد ہے مثلاً یتیم کی ماں، دادا، اور بھائی وغیرہ رشتہ دار اس کی کفالت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

مسکین کون:

(۲۶۶) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَتَعَفَّفُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحَيْنِ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ" .

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو ایک کھجور یا دو کھجوروں یا ایک لقمہ یا دو لقموں کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ مسکین تو وہ ہے جو غربت کے باوجود سوال کرنے سے پرہیز کرے۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ یوں کہ اسے ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں اسے چکر لگواتی رہیں۔ بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس نہ تو دولت ہو کہ اسے ضرورت نہ رہے اور نہ اس کی تنگ دستی کی لوگوں کو خبر ہو کہ وہ اس پر صدقہ کریں اس کے باوجود وہ لوگوں سے نہیں مانگتا۔

حل لغات:

یتعفف: (تفعل) پاکدامن بننا۔ **یفطن**: از، فطناً، بمعنی سمجھنا، ماہر ہونا، ادراک کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

266: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1479

Marfat.com

شرح:

معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مجبور ہو کر بھی کسی سے سوال نہیں کرتے، ان لوگوں کو سفید پوش کہا جاتا ہے ہم کو ان لوگوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کرنی چاہیے، یہی وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی مسکین وفقیر کہا جاتا ہے ان کی ظاہری حالت ایسی نہیں ہوتی کہ ان کو دیکھ کر یہ کہا جائے کہ یہ مسکین یا فقیر ہے، اس حدیث میں ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔

بیوہ عورت کی مدد:

(۲۶۷) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "السَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ، كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" وَاَحْسَبُهُ قَالَ: "وَكَالْقَائِمِ الَّذِیْ لَا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ الَّذِیْ لَا يُفْطِرُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کی ترغیب دی اور فرمایا کہ ان کی مدد کرنے والا جہاد، نوافل، اور صوم وصال، رکھنے والے کی طرح ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں بیوہ عورت پر خرچ کرنے والے کو فقیر و مسکین پر خرچ کرنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

بدترین کھانا:

(۲۶۸) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَّاْتِيْهَا، وَيُدْعَى اِلَيْهَا مَنْ يَّاْبَاهَا، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحَيْنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مِنْ قَوْلِهٖ: "بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى اِلَيْهَا

267: مسلم شریف، کتاب الزھد، رقم الحدیث: 7434، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4998، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5150، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1918، ابن ماجہ رقم الحدیث: 2140، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 8120، ابن حبان، رقم الحدیث: 460

268: مسلم شریف، کتاب النکاح۔ رقم الحدیث: 3421

Marfat.com

الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ".

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے برا کھانا اس دعوت ولیمہ کا ہے جس سے ان لوگوں کو روک دیا جائے جو اس میں آتیں اور جو آنے سے انکار کریں انہیں دعوت دی جائے اور جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

اور صحیحین میں ہی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا: بدترین کھانا اس دعوت ولیمہ کا کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو مدعو کیا جائے اور تنگ دستوں کو چھوڑ دیا جائے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ولیمہ بذاتہ ایک مبارک فعل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے اور خود بھی کیا ہے، یہاں پر ایسے ولیمے کے کھانے کو بدترین کہا ہے جس میں دولت مند افراد کو مدعو کیا جاتا ہے لیکن غریب اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، حدیث بالا سے استدلال فرماتے ہوئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ دعوت ولیمہ قبول کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہاں امر استحباب کے لیے آیا ہے واجب نہیں جیسا کہ بعض کا نظریہ ہے۔

(۲۶۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ" وَضَمَّ اَصَابِعَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"جَارِيَتَيْنِ" اَیْ: بِنْتَيْنِ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دو بچیوں کی صحیح تربیت کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہو گئیں۔ وہ قیامت کے دن آئے گا تو وہ اور میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (مسلم)

حل لغات:

جاریتین: کا معنیٰ ہے، دو لڑکیاں۔

(۲۷۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، تَسْاَلُ فَلَمْ

269: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6567، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1352، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1915، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3668، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24616، ابن حبان رقم الحدیث: 2939، بیہقی، رقم الحدیث: 15513

270: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2629

Marfat.com

تَجِدُ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ، فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا، فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ، کُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں وہ سوال کر رہی تھی میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا تو میں نے وہی اس کو دے دی تو اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر اٹھی پس باہر نکل گئی۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: جسے ان بچیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔ (متفق علیہ)

(۲۷۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَائَتْنِیْ مِسْکِیْنَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَیْنِ لَهَا، فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَاَعْطَتْ کُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَّرَفَعَتْ اِلٰی فِیْهَا تَمْرَةً لِتَاْکُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِیْ کَانَتْ تُرِیْدُ اَنْ تَاْکُلَهَا بَیْنَهُمَا، فَاَعْجَبَنِیْ شَاْنُهَا، فَذَکَرْتُ الَّذِیْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے اپنی دو بچیاں اُٹھا رکھی تھیں۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں تو اس نے دونوں بچیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور تیسری کھجور اُٹھائی ہی تھی کہ اسے کھالے کہ اس کی بچیوں نے اس سے کھجور مانگی' سو اس نے وہ کھجور جسے وہ کھانا چاہتی تھی اس کے دو حصے کئے اور بچیوں کو دے دی۔ مجھے اس کی اس کیفیت پر حیرانی ہوئی' پس اس نے جو کچھ کیا تھا اس بات کا ذکر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔ یا فرمایا: اللہ نے اس کے بدلے اس کو آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں محدثین کا اختلاف ہے کہ آیا یہ ایک ہی واقعہ ہے یا دو واقعات ہیں دونوں طرف

271: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6568، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 22227، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7332، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 6068، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7985

Marfat.com

محدثین گئے ہیں، علماء کرام اس حدیث سے یہ بھی استدلال کرتے ہیں کہ عورت اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتے ہیں جب کہ شوہر اجازت دے تو، اس صورت میں عورت اور اس کے شوہر دونوں کو ثواب ملے گا عورت کو صدقہ کرنے کی وجہ سے اور شوہر کو اس پر رضامند ہونے کی وجہ سے۔

(۲۷۲)وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ: اَلْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ ۔

ومعنی "اُحَرِّجُ": اُلْحِقُ الْحَرَجَ وَھُوَ الْاِثْمُ بِمَنْ ضَیَّعَ حَقَّھُمَا، وَاُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِکَ تَحْذِیْرًا بَلِیْغًا، وَّاَزْجُرُ عَنْہُ زَجْرًا اَکِیْدًا ۔

◀◀ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کمزوروں یعنی یتیم اور عورت کی حق تلفی کو سخت گناہ سمجھتا ہوں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ اسے نسائی نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

احــرج: یعنی جوان کا حق ضائع کرتا ہے میں ان کو گناہگار سمجھتا ہوں اور میں اس کو سختی سے ڈراتا ہوں اور اس سے شدت سے روکتا ہوں۔

شرح:

زمانہ جاہلیت کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کو ایک رحمت قرار دیا ہے اور اس کا ذکر خیر اور مدح کے ساتھ کیا ہے اور اس کے ساتھ اچھا رویہ، حسن معاشرت، اور نرمی کی کئی مقامات پر تاکید فرمائی ہے، عورتوں کی چار حالتیں ہوتی ہیں، ماں، بیٹی، بہن، اور بیوی، اس تمام کے الگ الگ حقوق دین اسلام میں بیان کیے گے ہیں، اور ان کے حقوق اس قدر معظم ہیں کہ ان کو وراثت میں حق دار بنایا گیا ہے۔

اور یتیم کے لیے تو ایک حدیث میں یہ فرمایا کہ " کن للیتیم کالاب الرحیم "یتیم کے لیے رحم دل اور مہربان باپ کے طرح ہو جاؤ۔ (ادب المفرد، از امام بخاری علیہ الرحمۃ، باب کن للیتیم کالاب الرحیم)

کمزور لوگ رزق کا سبب ہیں:

(۲۷۳)وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَہٗ فَضْلًا

272: سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 9150

273: بخاری شریف، رقم الحدیث: کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2896

Marfat.com

عَلٰى مَنْ دُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ هٰكَذَا مُرْسَلًا، فَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِيٌّ، وَرَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ مُتَّصِلًا عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

◄◄ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ انہیں نچلے درجے کے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غریبوں ہی کی بدولت تمہاری مدد کی جاتی ہے' اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

بخاری نے اسے اسی طرح مرسلاً روایت کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مصعب بن سعد تابعی ہیں' اور حافظ ابوبکر برقانی نے اپنی صحیح میں اسی طرح متصلاً روایت کیا ہے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

شرح:

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "انما نصر الله هذه الامة بضعيفها بدعوتهم و صلاتهم و اخلاصهم" اس امت کی مدد کمزوروں کی دعاؤں، ان کی نمازوں، اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کی جاتی ہے۔(سنن نسائی)

اور ایک حدیث پیچھے مذکور ہے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

(۲۷۴) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِبْغُوْنِي الضُّعَفَاءَ، فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ، بِضُعَفَائِكُمْ"
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

◄◄ حضرت ابوالدرداء عویمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ کیونکہ کمزور لوگوں ہی کی بدولت تمہیں مدد دی جاتی ہے' اور تمہیں رزق عطا کیا جاتا ہے۔

ابوداؤد نے اسے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

274: ابوداؤد شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2594

Marfat.com

۳۴-بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ

عورتوں کے متعلق وصیت کا بیان

وصیت کا لغوی معنی:

وصیت کا لغوی معنی ہدایت اور نصیحت آتا ہے۔(فیروز اللغات)

وصیت کی تعریف:

شرعاً بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا۔لیکن یہاں وصیت ہدایت کے بارے مستعمل ہے کہ عورتوں کے متعلق ہدایت کی باتیں یا نصیحتیں۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:19)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی گھر والوں کے ساتھ بہتر سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی گھر والی کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرنے والا ہو میں اپنی بیویوں سے بہت اچھا رویہ رکھتا ہوں۔

(سنن ترمذی:3895،)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ بہت لطف وخوشی بہت نرم اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، انہیں خوش رکھتے تھے ان سے ہنسی دل لگی کی باتیں کیا کرتے تھے، ان کے دل اپنی مٹھی میں رکھتے تھے، انہیں اچھی طرح کھانے پینے کو دیتے تھے کشادہ دلی کے ساتھ ان پر خرچ کرتے تھے ایسی خوش طبعی کی باتیں بیان فرماتے جن سے وہ ہنس دیتیں، ایسا بھی ہوا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے دوڑ لگائی اس دوڑ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں کچھ مدت بعد پھر دوڑ لگی اب کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں تو آپ نے فرمایا "معاملہ برابر ہو گیا"۔(سنن ابوداود:2578،)

Marfat.com

اس سے بھی آپ کا مطلب یہ تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رہیں ان کا دل بہلے جس زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آپ کو رات گزارنی ہوتی وہیں آپ کی کل بیویاں جمع ہو جاتیں دو گھڑی بیٹھتیں بات چیت ہوتی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان سب کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کھانا تناول فرماتے پھر سب اپنے اپنے گھر چلی جاتیں اور آپ وہیں آرام فرماتے جس کی باری ہوتی، اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ایک ہی چادر میں سوتے، کرتا نکال ڈالتے صرف تہبند بندھا ہوا ہوتا عشاء کی نماز کے بعد گھر جا کر دو گھڑی ادھر ادھر کی کچھ باتیں کرتے جس سے گھر والیوں کا جی خوش ہوتا الغرض نہایت ہی محبت پیار کے ساتھ اپنی بیویوں کو آپ رکھتے تھے۔

پس مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح راضی خوشی، محبت پیار سے رہیں۔ (ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ ﴾ (النساء: 129)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتی چھوڑ دو اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری کرو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے○

(۲۷۵) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا ؛ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَّاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ،

وَاِنْ تَرَكْتَهُ، لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ: "اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ وَفِيْهَا عَوَجٌ" .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ، فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ، وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا" .

قَوْلُهُ: "عَوَجٌ" هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْوَاوِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہے۔ اگر تو

275: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1466

Marfat.com

اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ دے گا' اور اگر تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ بدستور ٹیڑھی ہی رہے گی۔ سو تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: عورت پسلی کی طرح ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ دے گا' اور اگر تو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے گا تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ حاصل کر سکے گا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے: بیشک عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے۔ وہ تیرے لئے کبھی بھی ایک راستے پر درست نہیں رہ سکتی۔ اگر تو اس سے نفع حاصل کرنا چاہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے نفع حاصل کر سکے گا' اور اگر تو نے اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کی تو تُو اسے توڑ دے گا' اور توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

حل لغات:

استوصوا: از، وصیاً، بمعنی متصل ہونا، اتصال کو طلب کرنا۔

اقمتھا: از، اقامةً، بمعنی ٹیڑھے کو سیدھا کرنا۔

عوج: عین اور واؤ پر زبر کے ساتھ ہے۔ ٹیڑھا ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ بہت لطف وخوشی بہت نرم اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، انہیں خوش رکھتے تھے ان سے ہنسی دل لگی کی باتیں کیا کرتے تھے، ان کے دل اپنی مٹھی میں رکھتے تھے، انہیں اچھی طرح کھانے پینے کو دیتے تھے کشادہ دلی کے ساتھ ان پر خرچ کرتے تھے ایسی خوش طبعی کی باتیں بیان فرماتے جن سے وہ ہنس دیتیں، ایسا بھی ہوا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے دوڑ لگائی اس دوڑ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں کچھ مدت بعد پھر دوڑ لگی اب کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں تو آپ نے فرمایا "معاملہ برابر ہو گیا"۔ (سنن ابوداود: 2578،)

عورتوں کو غلاموں کی طرح مت مارو:

(۲۷۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ،

Marfat.com

وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِیْ عَقَرَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ، عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِیْ رَهْطِهٖ"، ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَآءَ، فَوَعَظَ فِيْهِنَّ، فَقَالَ: "يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ" ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِیْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: "لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَالْعَارِمُ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّاءِ: هُوَ الشِّرِّيْرُ الْمُفْسِدُ، وَقَوْلُهٗ: "انْبَعَثَ"، اَیْ: قَامَ بِسُرْعَةٍ.

◄◄ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ نے (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کیا پس رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

"اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا" کہ قبیلے کا ایک بڑا طاقتور اور شریر سردار کھڑا ہوا۔ پھر آپ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے متعلق وعظ و نصیحت کی اور فرمایا: تم میں سے ایک شخص اُٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح کہ غلام کو پیٹا جاتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ اسی دن کے آخر میں اس سے مجامعت کرے۔ پھر آپ نے ان کے ہوا خارج ہونے پر ہنسنے کے متعلق وعظ کیا اور فرمایا: تم اس چیز پر ہنستے ہو جس کا تم خود ارتکاب کرتے ہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

العارم: عین مہملہ اور را کے ساتھ بمعنی شریر، مفسد۔

انبعث: یعنی جلدی سے کھڑا ہوا۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن زمعہ: آپ قرشی، اسدی ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام)

شرح:

تم میں سے ایک شخص اُٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح کہ غلام کو پیٹا جاتا ہے۔ اس جملے کو ایک نفسیاتی نکتہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے جنسی لذت حاصل کرتا ہے تو اس کے لیے کیسے مناسب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح پیٹے یا مارے، مطلب یہ کہ یعنی آپس میں پیار محبت کے ساتھ رہو۔

اور عورت کی ہوا خارج ہو جانے پر مت ہنسو اسی حدیث کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ ایک خاتم

276: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4942

Marfat.com

نامی محدث ہوئے ہیں ان کے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی تو اس کی ریح خارج ہوگئی تو اس عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے انہوں نے کہا ذرا اونچی آواز سے کہو کیا کہہ رہی ہو، (یعنی یہ ظاہر کیا کہ میں اونچا سنتا ہوں) تو وہ عورت مطمئن ہوگئی کہ بہرے ہیں انہوں نے میری ریح کی آواز نہیں سنی (حالانکہ آپ بہرے تو نہیں تھے صرف اس عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا) پھر آپ نے اپنے آپ کو تمام زندگی بہرا ہی بنائے رکھا کہ کہیں اس عورت کو بعد میں بھی شرمندگی نہ ہو، (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

(۲۷۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ"، اَوْ قَالَ: "غَيْرَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ: "يَفْرَكُ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَاِسْكَانِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الرَّاءِ مَعْنَاهُ: يُبْغِضُ، يُقَالُ: فَرِكَتِ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا، وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا، بِكَسْرِ الراء يفرَكُهَا بِفَتْحِهَا: اَیْ اَبْغَضَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن مرد مومن عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر اسے اس کی کوئی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری پسند آجائے گی۔ یا آپ نے فرمایا: اس عادت کے علاوہ کوئی اور عادت۔ (مسلم)

حل لغات:

یفرك: یاء پر زبر، فاء ساکن اور راء پر زیر کے ساتھ۔

اس کا معنی ہے۔ بغض رکھے۔ کہا جاتا ہے: فرکت المراہ زوجھا وفرکھا زوجھا۔ راء کے زیر کے ساتھ یعنی باب سمع سے۔ مطلب ہے: عورت نے مرد سے بغض رکھا اور مرد نے عورت سے۔ واللہ اعلم۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر عورت کی ایک بات اچھی نہیں لگتی تو اس سے بغض نہ رکھو بلکہ اس کی دوسری نیک خصلت کو دیکھ کر اس سے محبت کرو، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہو جائے تو شوہر اور بیوی کے درمیان تمام جھگڑے ختم ہو جائیں، ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو آدمی بے عیب دوست تلاش کرتا ہے وہ ہمیشہ بے یار و مددگار ہی رہتا ہے، حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی برائی ہوتی ہے (سوائے انبیاء اور خواص کے) تو ان کی برائی نہیں بلکہ اچھائی دیکھ کر ان

277: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1467

Marfat.com

کے ساتھ محبت کرنی چاہیے۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

حقوق الزوجین:

(۲۷۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: "اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا؛ اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا، وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا؛ فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ، وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ؛ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَوَانٍ" اَيْ: اَسِيْرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ، بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَهِيَ الْاَسِيْرَةُ، وَالْعَانِيْ: الْاَسِيْرُ. شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ فِيْ دُخُوْلِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالْاَسِيْرِ "وَالضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ": هُوَ الشَّاقُّ الشَّدِيْدُ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا" اَيْ: لَا تَطْلُبُوْا طَرِيْقًا تَحْتَجُّوْنَ بِهٖ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُوْنَهُنَّ بِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀◀ حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور ذکر کے بعد وعظ کیا اور فرمایا: خبردار! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں' اور تم ان کے اس (یعنی جماع) کے سوا کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کریں' اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے علیحدہ کرو' اور انہیں مارو ایسی مار جو بہت سخت نہ ہو' اور اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راستہ اختیار نہ کرو۔ سنو! تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں' اور تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو لیٹنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے۔ سنو! ان کا تمہارے اوپر حق ہے کہ تم ان کے ساتھ لباس اور طعام کے معاملہ میں اچھا سلوک کرو۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

278: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1163

Marfat.com

حل لغات:

عوان: کا معنی ہے: قیدی۔ عانیہ کی جمع ہے۔ عین مہملہ کے ساتھ۔ قیدی عورت کو کہتے ہیں۔

العانی: قیدی مرد: نبی کریم ﷺ نے عورت کے خاوند کے زیرحکم ہونے کو قیدی سے تشبیہ دی ہے۔

الضرب المبرح: تکلیف دہ۔ شدید ضرب۔

فلا تبتغوا علیھن سبیلا: کا مطلب ہے ایسی راہ تلاش نہ کرو جس سے تم ان کے خلاف حجت قائم کرو اور انہیں تکلیف پہنچاؤ۔ واللہ اعلم۔

تعارف راوی:

عمرو ابن احوص: آپ کلابی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے سلیمان نے احادیث روایت کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام،)

شرح:

"فَحَقُّکُمْ عَلَیْهِنَّ اَنْ لَّا یُوطِئْنَ فُرُشَکُمْ مَنْ تَکْرَهُوْنَ، وَلَا یَاْذَنَّ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِمَنْ تَکْرَهُوْنَ" (تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو لیٹنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے) کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کی عدم موجودگی میں عورت کی ذمی داری یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت (یعنی اپنے جسم اور شرمگاہ) اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے اور گھر میں ایسے لوگوں کو نہ آنے دے جن کو اس کا خاوند پسند نہیں کرتا چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲۷۹) وَعَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: "اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ، وَتَکْسُوْهَا اِذَا اکْتَسَیْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ: مَعْنٰی "لَا تُقَبِّحْ" اَیْ: لَا تَقُلْ: قَبَّحَکِ اللّٰهُ۔

◄◄ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کسی کی عورت کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے منہ پر (تھپڑ وغیرہ) نہ مار اور نہ اس سے یہ کہہ کہ "اللہ تجھے قبیح کرے" اور نہ اس سے قطع تعلق کر سوائے گھر کے۔

یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

279: ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 2142

Marfat.com

حل لغات:

لاتقبح: کا معنی ہے: اسے یہ نہ کہہ کہ اللہ تجھے قبیح کرے۔

شرح:

اور نہ اس سے قطع تعلقی کرو سوائے گھر کے، اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اپنی عورت کو تنبیہ کرنی ہے تو اس کو کمرے میں علیحدگی سے سمجھاؤ، یا یہ کہ ان کے کمرے کو چھوڑ دو، یا تیسرا مطلب یہ ہے کہ ان کا بستر چھوڑ دو۔

(۲۸۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خلق اچھا ہے اور تم میں سے افضل وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو نہ مارو:

(۲۸۱) وَعَنْ اِیَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ ذُبَابٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ذَئِرْنَ النِّسَآءُ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِهِنَّ، فَاَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰـهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ اَطَافَ بِآلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَیْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِیَارِکُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

قَوْلُهٗ: "ذَئِرْنَ" هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ هَمْزَةٍ مَکْسُوْرَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ سَاکِنَةٍ، ثُمَّ نُوْنٍ، اَیِ اجْتَرَاْنَ، قَوْلُهٗ: "اَطَافَ" اَیْ: اَحَاطَ.

◂◂ حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو نہ مارو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: عورتیں اپنے خاوندوں کے خلاف دلیر ہوگئی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی۔ سو رسول

280: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1162

281: ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 2146

Marfat.com

اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گرد بہت سی عورتیں چکر لگانے لگیں' جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔
تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل بیت محمد (ﷺ) کے گرد بہت سی عورتیں چکر لگاتی ہیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں۔تم میں سے ایسے لوگ (جو بیویوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے) پسندیدہ نہیں ہیں۔
اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ذئرن: ذال معجمہ پر زبر، ہمزہ کے نیچے زیر اور زاء ساکن' پھر نون کے ساتھ کا مطلب ہے: جرأت کرنے لگی ہیں۔
اطاف کا مطلب ہے: گھیر لیا۔

تعارف راوی:

ایاس ابن عبداللہ: آپ دوسی مدنی ہیں، آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے بیوی کو مارنے کے متعلق۔(وہ حدیث یہی ہے جو اوپر مذکور ہے، ابوالاحمد غفرلہ،)
(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الف، صحابہ کرام،)

بہترین ساز و سامان نیک عورت ہے:

(۲۸۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَّخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ساز و سامان کی جگہ ہے' اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن چیزوں سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے ان میں سب سے بہترین عورت ہے بشرطیکہ نیک ہو، کیونکہ نیک عورت جہاں دنیا کے کاموں میں مددگار اور معاون ہوتی ہے تو وہاں وہ آخرت کے کاموں میں بھی نیک اور مددگار ثابت ہوتی ہے۔(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

282: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1469

Marfat.com

۳۵-بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ
عورت پر خاوند کے حق کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء: 34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مرد افسر ہیں عوتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مرد عورت کا حاکم رئیس اور سردار ہے۔ اس لیے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ نبوت ہمیشہ مردوں میں رہی بعینہ شرعی طور پر خلیفہ بھی مرد ہی بن سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے جو اپنا والی کسی عورت کو بنائیں۔ (صحیح بخاری:4425)

اسی طرح ہر طرح کا منصب قضاء وغیرہ بھی مردوں کے لائق ہی ہیں۔ دوسری وجہ افضیلت کی یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں جو کتاب وسنت سے ان کے ذمہ ہے مثلاً مہر نان نفقہ اور دیگر ضروریات کا پورا کرنا۔

پس مرد فی نفسہ بھی افضل ہے اور بہ اعتبار نفع کے اور حاجت براری کے بھی اس کا درجہ بڑا ہے۔ اسی بنا پر مرد کو عورت پر سردار مقرر کیا گیا جیسے اور جگہ فرمان ہے "وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ "(2-البقرۃ:228)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی اطاعت کرنی پڑے گی اس کے بال بچوں کی نگہداشت اس کے مال کی حفاظت وغیرہ اس کا کام ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے خاوند کی شکایت کی پس آپ نے بدلہ لینے کا حکم دے ہی دیا تھا جو یہ آیت اتری اور بدلہ نہ دلوایا گیا۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:9305)

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی صاحبہ کو لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! میرے اس خاوند نے مجھے تھپڑ مارا ہے، جس کا نشان اب تک میرے چہرے پر موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے حق نہ تھا"، وہیں یہ آیت اتری کہ ادب سکھانے کے لیے مرد عورتوں پر حاکم ہیں تو آپ نے فرمایا: "میں اور چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اور چاہا۔" (میزان: 8131)

شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مال خرچ کرنے سے مراد مہر کا ادا کرنا ہے دیکھو اگر مرد عورت پر زنا کاری کی تہمت لگائے تو لعان کا حکم ہے اور اگر عورت اپنے مرد کی نسبت یہ بات کہے اور ثابت نہ کر سکے تو اسے کوڑے لگیں گے۔ پس عورتوں میں سے نیک نفس وہ ہیں جو اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار ہوں اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت والیاں ہوں جسے خود اللہ تعالیٰ سے محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بہتر عورت وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے، وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے بجا لائے اور جب کہیں باہر جائے تو اپنے نفس کو برائی سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کے مال کی محافظت کرے" پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 9329)

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَمِنْهَا حَدِیْثُ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ السَّابِقُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ .

اور اس سلسلہ کی احادیث میں سے ایک حدیث حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

فرشتوں کی لعنت:

(۲۸۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلَمْ تَاْتِهٖ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا: "اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ" .

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا" .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ اس کے پاس نہ آئے اور رات بھر مرد اس پر غصے میں رہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (متفق علیہ)

283: مسلم شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 3434، بخاری شریف، رقم الحدیث: 3065، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2141، دارمی، رقم الحدیث: 2228، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 7465، ابن حبان، رقم الحدیث: 4172، بیہقی، رقم الحدیث: 14485، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6196

Marfat.com

اور بخاری ومسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ اگر عورت رات بھر خاوند کے بستر سے دور ہے (خاوند کی خواہش کے باوجود) تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر دے تو اہل آسمان (فرشتے) اس (عورت) پر اس وقت تک غضب ناک رہتے ہیں جب تک کہ خاوند اس سے راضی نہ ہو جائے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جب تک کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو تو شوہر کی بات مان کر اس کے بستر پر چلی جائے ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

شوہر کی رضا کے بغیر نفلی روزہ جائز نہیں:

(۲۸۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَیْضًا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَۃٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خاوند کی موجودگی میں عورت کے لئے اس (یعنی خاوند) کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا حلال نہیں ہے' اور نہ ہی اس کے لئے یہ جائز ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔ (متفق علیہ)
اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

شرح:

یہاں روزے سے مراد نفلی روزہ ہے کہ خاوند اگر اجازت نہ دے تو چھوڑ دے لیکن فرضی روزہ نہیں چھوڑ سکتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہی معاف کر سکتا ہے۔

(۲۸۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "کُلُّکُمْ رَاعٍ، وَکُلُّکُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ: وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ، وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی

284: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1026

Marfat.com

بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر حاکم ہے' مرد اپنے اہل خانہ پر حاکم ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(۲۸۶) وَعَنْ اَبِیْ عَلِيٍّ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَاْتِهِ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ" . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◄◄ حضرت ابوعلی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد عورت کو اپنی حاجت (خواہش نفسانی) کے لئے بلائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پاس جائے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔
اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شوہر کا مقام:

(۲۸۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

285: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:4610، بخاری شریف، رقم الحدیث:853، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:2928، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1705، مسند امام احمد، رقم الحدیث:4495، ابن حبان، رقم الحدیث:4489، بیہقی، رقم الحدیث:14480، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:5831، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8855

286: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1160

287: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1159

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا جا رہا ہے کہ شوہر کے بیوی پر حقوق اس قدر واجب ہوتے ہیں کہ اگر کسی غیر اللہ کو سجدے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو کہتا کہ شوہر کو سجدہ کرے، (مگر اسلام میں غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے اور اگر الہ سمجھ کر کرے تو شرک،) اس لیے بیوی اپنے شوہر کو سجدہ نہ کرے اس کی اطاعت ضرور کرے۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

شوہر راضی ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگئی:

(۲۸۸) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◂◂ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۸۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب کوئی پانچوں وقت نماز ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے جنت میں چلی جا"۔ (مسند احمد: 191/1)

جنت کی حوروں کی جنتی مرد سے محبت:

(۲۸۹) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُؤْذِيْ امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ! فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ

---

288 ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1161

289 ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1174

Marfat.com

دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◄◄ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو عورت دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے۔ اس سے وہ حور عین کہتی ہے جو اس مرد کی (جنت میں) زوجہ ہوگی۔ تجھے اللہ تعالیٰ ہلاک کرے تو اس کو تکلیف نہ دے کیونکہ یہ تیرے پاس مہمان ہے۔ عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ہر جنتی آدمی کو جنت میں متعدد بیویاں ملیں گی، تو دنیا کی بیوی جب اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے تو جنت والی اس کی بیوی اس دنیا والی بیوی پر ناراض ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تجھے ہلاک کرئے اس کو تکلیف مے دے جس طرح یہ تمہارا شوہر ہے اسی طرح یہ ہمارا بھی شوہر ہے، معلوم ہوا کہ جنتی مرد سے حوریں بہت محبت کرتی ہیں، اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ حوریں جنت میں بیٹھ کر دنیا کا مشاہدہ کرتی ہیں تو اگر اللہ کا نبی دنیا میں بیٹھ کر آسمان کی خبریں دے تو کون سی خرابی آتی ہے؟؟

عورت کا فتنہ:

(۲۹۰) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً هِیَ اَضَرُّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے پیچھے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ کوئی نہیں چھوڑا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اسی عورت کی وجہ سے دنیا میں پہلا قتل ہوا کتب تفاسیر میں موجود ہے کہ قابیل نے ہابیل کو عورت کی وجہ سے ہی قتل کیا

290: بخاری شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 5096

Marfat.com

تھا اور یہ دنیا میں پہلا قتل تھا، اسی عورت کی وجہ سے لوگ بہت بلند مقام پر فائز ہو کر بھی جہنم کی گہرائی میں چلے جاتے ہیں۔ کسی نے کہا تھا کہ اگر دنیا میں عورت نہ ہوتی تو تمام مرد جنت میں چلے جاتے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھرنے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ عورت کے ذریعے ہی پورا فرمانا ہو، لیکن ایک بات سے آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اگر اس دنیا میں عورت نہ ہوتی تو مردوں کا جینا بھی مشکل ترین ہوتا، معلوم ہوا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے، اور اس کی طرف سے آزمائش بھی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورتوں میں خواہشات اور دنیا کی حرص مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور دوسری طرف مردوں کے طبائع عورتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ ان عورتوں کی محبت میں حرام کام کا ارتکاب بھی کر دیتے ہیں، اس لیے فرمایا یہ بہت بڑا فتنہ (آزمائش) ہیں، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تمام عورتیں ایسی نہیں ہوتی بعض تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو مردوں کو راہ راست پر لاتی ہیں آخرت کی طرف توجہ دلوانے والی ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

۳۶-بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ
اہل وعیال پرخرچ کرنے کے متعلق بیان

نفقہ کالغوی معنی:

بال بچوں کا خرچ، گزارہ، کفایت، (فیروز اللغات)

نفقہ کی تعریف:

نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، اور رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں (زوجیت، نسب، ملک)۔
(بہار شریعت، ج ۲، ص ۲۶۰)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرۃ:233)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہنانا ہے حسب دستور۔

تشریح:

بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہو نہ کم بلکہ حسب طاقت و وسعت درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا آیت "لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا" (65-الطلاق:7) یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، عنقریب اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی کردے گا۔ ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰهَا﴾ (الطلاق:7)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے' اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ﴾ (سبا: 39)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا۔

گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے:

(۲۹۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَدِيْنَار اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ، اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو غلام آزاد کرنے پر خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو مسکین پر صدقہ کرتا ہے' اور ایک دینار وہ ہے جسے تو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے۔ ان سب میں سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جسے تو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائے گا، اور اس کا اجر زیادہ اس لیے ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا اس پر واجب ہے اور دوسرے مقامات پر خرچ کرنا نفل اور ظاہر ہے کہ واجب نفل سے اعلیٰ ہوتا ہے تو اس کے ادا پر ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

(۲۹۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِيْلِ

291: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 2207

292: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2206، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1398، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3510، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 16129، ابن حبان، رقم الحدیث: 4246، بیہقی، رقم الحدیث: 7550، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 7008، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 911

Marfat.com

اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ جنہیں ابوعبدالرحمٰن بھی کہتے ہیں۔ ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے اور (دوسرا) وہ دینار جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور تیسرا دینار وہ جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ثوبان حضور کے آزاد کردہ مشہور غلام ہیں جو حضور انور کے ساتھ سفر وحضر میں ملازم بارگاہ رہتے تھے، آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں کہ آپ کا نام شریف ثوبان ابن بجدد ہے، کنیت ابوعبداللہ حضور کی وفات کے بعد آپ شام چلے گئے، مقام رملہ میں حمص میں مقیم رہے، ۵۴ھ جون میں وفات پائی۔ (مراۃ المناجیح، ج۸)

(۲۹۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ لِيْ اَجْرٌ فِيْ بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں ابوسلمہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ کیونکہ میں انہیں ادھر ادھر مارا مارا پھرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتی، کیونکہ وہ میرے بھی بچے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ہاں! تو ان پر جو خرچ کرے گی تو تجھے اس کا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

(۲۹۴) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَدَّمْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ الْكِتَابِ فِيْ بَابِ النِّيَّةِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: "وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث جسے ہم نے کتاب کی ابتدا میں نیت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرے گا تجھے اس کا اجر ملے گا۔ حتیٰ کہ اس (لقمہ) پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں

293: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1467

294: مسلم شریف، کتاب الوصیۃ، رقم الحدیث: 4096، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1233، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 2864، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2096، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 2708، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1456، دارمی، رقم الحدیث: 3194، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 1524، بیہقی، رقم الحدیث: 6361، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 747

Marfat.com

ڈالے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ان تمام احادیث میں بھی یہی بیان ہوا کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے، پھر اللہ کی راہ یعنی جہاد میں خرچ کرنا اور پھر دوستوں پر خرچ کرنا یہ بھی صدقات ہیں، لیکن ان سب میں سے زیادہ ثواب کا حامل وہ صدقہ ہے جس کو اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے اور چونکہ بیوی اہل وعیال میں سے سب سے قریبی ہوتی ہے اس لیے اس کے منہ میں لقمہ ڈالنے کا ذکر فرما کر فرمایا کہ یہ بھی صدقہ ہے، یہاں لقمہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ کمائی کر کے اس کو دے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں ڈالے تا کہ ان دونوں میں محبت زیادہ ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کئی احادیث سے یہ مفہوم ملتا ہے۔

(۲۹۵) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةً یَّحْتَسِبُهَا فَهِیَ لَهٗ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄◄ حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مرد اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے اور وہ اس سے اللہ کی خوشنودی کا طلب گار ہو تو یہ (خرچ) اس کے حق میں صدقہ ہے۔

(متفق علیہ)

اپنے اہل وعیال کا رزق ضائع کرنا کبیرہ گناہ ہے:

(۲۹۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَیْرُهٗ۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: "کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یَّحْبِسَ عَمَّنْ یَّمْلِكُ قُوْتَهٗ"۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے لئے اسی قدر گناہ کافی ہے کہ جس خوراک وغیرہ کا انتظام اس کے ذمہ ہے اس کو ضائع کر دے (یعنی اس خوراک کا بندوبست نہ کرے)

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے مسلم نے اپنی صحیح میں اس کے ہم معنی حدیث بیان کی

295: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2218

296: ابوداؤد شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1692

Marfat.com

ہے کہ آپ نے فرمایا: انسان کے لئے اسی قدر گناہ کافی ہے کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہے اس سے خوراک روک لے۔

حل لغات:

یضیع: ضائع کردے۔

قُوْتٌ: خوراک۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ترھیب کی ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے اہل وعیال کا ہم پر کوئی معمولی سا حق ہے نہیں نہیں بلکہ ان کی ضروریات کا بندوبست کرنا سب سے بڑا صدقہ ہے اور نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس کے گناہ کے بڑے ہونے کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا واجب ہے اور واجب کا ترک کبیرہ گناہ شمار ہوتا ہے۔ الغرض یہ کہ اگر کسی آدمی کے نامۂ اعمال میں اس کے علاوہ کوئی گناہ نہ ہو تو یہی ایک گناہ ہی اس کے مواخذہ کے لیے کافی ہے۔

(۲۹۷)وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ يَّوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَّيَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز جب کہ اللہ کے بندے صبح کو اُٹھتے ہیں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو مزید عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! مال کو روک کر رکھنے والے کا مال ضائع کردے۔ (متفق علیہ)

(۲۹۸)وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ"

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

297: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، 1692

298: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1428

Marfat.com

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ (اور مال خرچ کرنے کی) ابتدا اپنے اہل و عیال سے کرو' اور بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے فالتو مال سے کیا جائے' اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے' اور جو استغناء چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

العلیا: ، اوپر والا۔

السفلی: نیچے والا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جب تم نے صدقہ کرنا ہے تو اپنے گھر والوں کی ضروریات کو پورا کرو اللہ تعالیٰ اس میں ہی تم کو صدقے کا ثواب عطا فرمائے گا، یہ نہیں کہ گھر والے بھوکے مر رہے ہوں اور آدمی باہر صدقہ کرتا رہے، نہیں بلکہ پہلے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا پھر اگر مال بچ گیا تو وہ صدقہ کرو اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جو صدقہ کیا جائے گا اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور یہ بھی فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کو سوال سے بچاؤ یعنی ان پر خرچ کرو ورنہ ان کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے پیٹ لگایا ہے وہ لوگوں سے سوال (مانگنا) شروع کر دیں گے۔

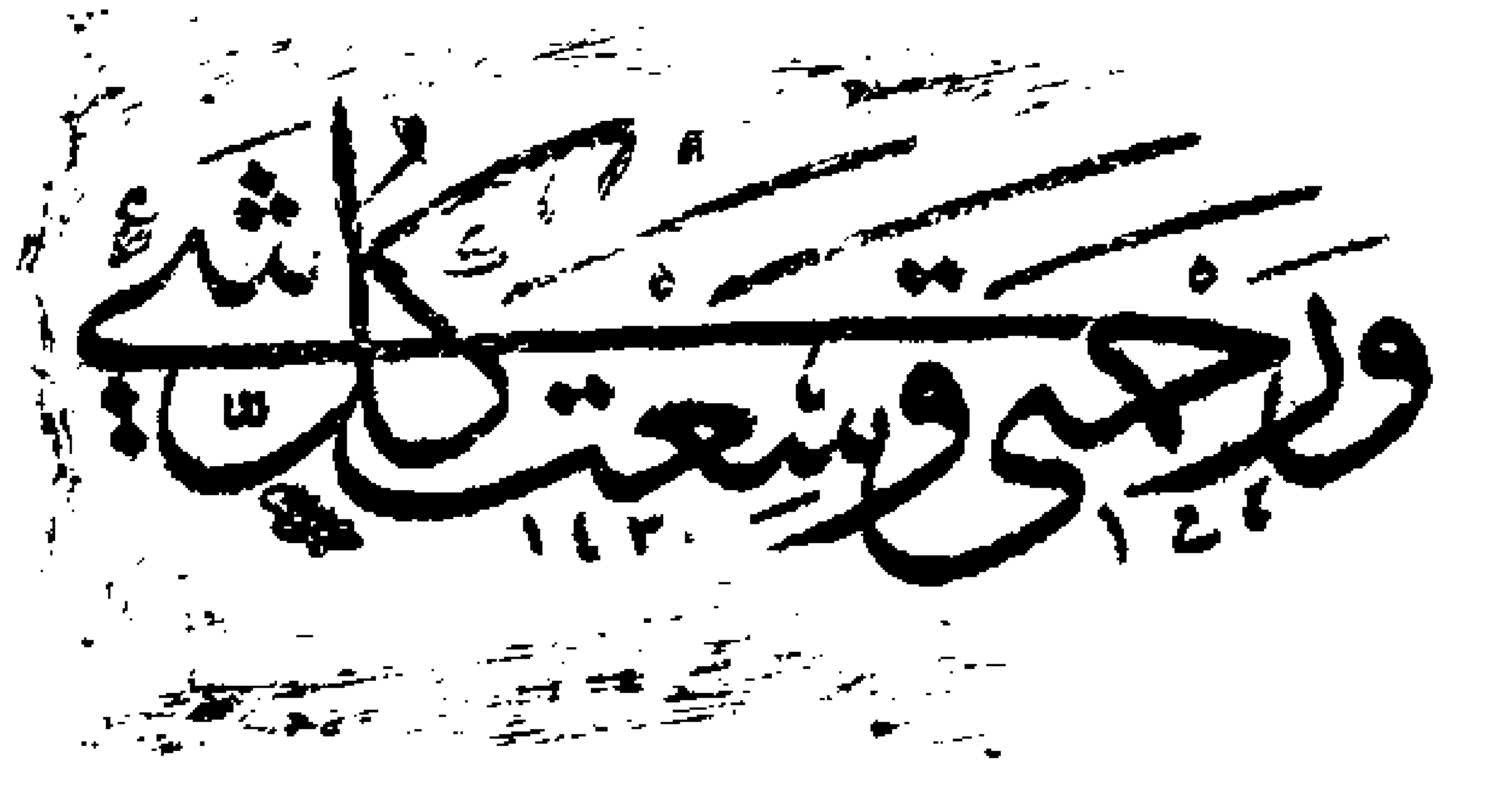

Marfat.com

۳۷-بَابُ الْاِنْفَاقِ مِمَّا یُحِبُّ وَمِنَ الْجَیِّدِ

پسندیدہ اور عمدہ اشیاء خرچ کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ ﴾ (آل عمران: 92)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

تشریح:

سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں »البرّ« سے مراد جنت ہے، یعنی اگر تم اپنی پسند کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتے رہو گے تو تمہیں جنت ملے گی۔

مسند بزاز میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اس آیت کی تلاوت کر کے سوچا تو مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی۔ میں نے اس لونڈی کو راہ للہ آزاد کر دیا، اب تک بھی میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دے کر پھر لوٹا لینا جائز ہوتو میں کم از کم اس سے نکاح کر لیتا۔ (تحت آیت مذکورہ ابن کثیر)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ ﴾ (البقرۃ: 267)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے۔

(۲۹۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَیْهِ بَیْرُحَاءَ، وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِیْهَا طَیِّبٍ ۔ قَالَ اَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ:

299: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2211، بخاری شریف، رقم الحدیث: 2193، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1807، دارمی، رقم الحدیث: 1655، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12461، ابن حبان، رقم الحدیث: 3340، بیہقی، رقم الحدیث: 11700

Marfat.com

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ قام اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْزَلَ عَلَیْكَ: ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَیْرَحَاءُ، وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی، اَرْجُوْ بِرَّهَا، وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَضَعْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَیْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "بَخٍ ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ"، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ، وَبَنِیْ عَمِّهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مالٌ رَابِحٌ"، رُوِیَ فِی الصَّحِیْحِ "رَابِحٌ" و"رَایِحٌ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبِالْیَاءِ الْمُثَنَّاةِ، اَیْ: رَابِحٌ عَلَیْكَ نَفْعُهٗ، وَ"بَیْرَحَاءُ": حَدِیْقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِیَ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال ان کا بیرحاء والا باغ تھا۔ وہ مسجد نبوی کی جانب ہی تھا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک نہ خرچ کرو راہ خدا میں ان چیزوں سے جنہیں تم عزیز رکھتے ہو''۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک نہ خرچ کرو راہ خدا میں ان چیزوں سے جنہیں تم عزیز رکھتے ہو''۔ اور میرا سب سے پسندیدہ مال میرا بیرحاء والا باغ ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں میں اس نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کی امید رکھتا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! اس باغ کو اس طرح استعمال فرمایئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے، اور میری رائے یہ ہے کہ تو اپنے عزیزوں میں اس کو تقسیم کردے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں یونہی کردیتا ہوں۔ سو حضرت ابوطلحہ نے اسے اپنے عزیزوں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مال رابح: صحیحین میں، رابح، اور، رایح، دونوں طرح سے مروی ہے۔ باء موحدہ کے ساتھ بھی اور یائے مثناۃ کے ساتھ بھی' یعنی تجھے اس سے نفع ہوگا۔

بیرحاء: کھجوروں کا باغ، باء پر زبر اور زیر دونوں طرح مروی ہے۔

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا اپنا محبوب مال اللہ کی راہ میں دینا ہی کامل نیکی ہے اسی مذکورہ بالا روایت کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند امام احمد بن حنبل میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ،، کہ ابوطلحہ مالدار صحابی تھے مسجد کے سامنے ہی بیرُحاء نامی آپ کا ایک باغ تھا جس میں کبھی کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں کا خوش ذائقہ پانی پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ میرا تو سب سے زیادہ پیارا مال یہی باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ کرے آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اسے تقسیم کر دیں آپ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو چنانچہ ابوطلحہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا، (صحیح بخاری: 1461)

اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے بھی آتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب مال اللہ کی راہ میں دیا چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ مرغوب مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے میں اسے راہ اللہ دینا چاہتا ہوں فرمایئے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اسے وقف کر دو اصل روک لو اور پھل وغیرہ راہ اللہ کر دو۔ (صحیح بخاری: 2737)

Marfat.com

۳۸-بَابُ وُجُوبِ اَمْرِهِ اَهْلَهُ وَاَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِيْنَ وَسَائِرَ مَنْ فِي رَعِيَّتِهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ وَتَأْدِيْبِهِمْ وَمَنْعِهِمْ مِّنِ ارْتِكَابِ مَنْهِيٍّ عَنْهُ

اپنے اہل وعیال اور تمام زیر اثر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینا' اور انہیں شریعت کی مخالفت سے روکنا اور ان کی تادیب کرنا اور انہیں ممنوع چیزوں سے روکنے کا حکم واجب ہے

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ:132)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے' اور خود اس پر ثابت رہ۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

تشریح:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ارشاد ربانی کا مطلب یہ ہے کہ "اپنے گھرانے کے لوگوں کو علم وادب سکھاؤ"۔
(مستدرک حاکم:2/494)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "اللہ کے فرمان بجالاؤ، اس کی نافرمانیاں مت کرو، اپنے گھرانے کے لوگوں کو ذکر اللہ کی تاکید کرو تاکہ اللہ تمہیں جہنم سے بچالے"۔

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر والوں کو بھی یہی تلقین کرو"۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اللہ کی اطاعت کا انہیں حکم دو اور نافرمانیوں سے روکتے رہو، ان پر اللہ کے حکم قائم رکھو اور انہیں احکام اللہ بجالانے کی تاکید کرتے رہو، نیک کاموں میں ان کی مدد کرو اور برے کاموں پر انہیں ڈانٹو ڈپٹو"۔ ضحاک ومقاتل رحمہما اللہ فرماتے ہیں "ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رشتے، کنبے کے لوگوں کو اور اپنے لونڈی، غلام کو اللہ کے فرمان بجالانے کی اور اس کی نافرمانیوں سے رکنے کی تعلیم دیتا رہے"۔ (تفسیر ابن کثیر تحت الآیہ)

Marfat.com

مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں انہیں نماز پڑھنے کو کہتے سنتے رہا کرو، جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز میں سستی کریں تو انہیں مار کر دھمکا کر پڑھاؤ، یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہے۔ (مسند احمد:3/404:)

آل رسول پر صدقہ کا حکم:

(۳۰۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا تَمْرَۃً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ فَجَعَلَھَا فِیْ فِیْہِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "کِخْ کِخْ اِرْمِ بِھَا، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ !؟" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ" .

وَقَوْلُہٗ: "کِخْ کِخْ" یُقَالُ: بِاِسْکَانِ الْخَاءِ،

وَیُقَالُ: بِکَسْرِھَا مَعَ التَّنْوِیْنِ وَھِیَ کَلِمَۃُ زَجْرٍ لِلصَّبِیِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ، وَکَانَ الْحَسَنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَبِیًّا .

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں ڈال لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو، ٹھہرو! اسے پھینک دو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے؟ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں۔

حل لغات:

کخ کخ: خاء کے سکون اور اس کے زیر کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، بچوں کو ناپسندیدہ کام سے روکنے کے لئے بولا جاتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بچے تھے، اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا

300: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:2369، بخاری شریف، رقم الحدیث:1420، داری شریف، رقم الحدیث:1591، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1723، ابن حبان، رقم الحدیث:945، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:2347، بیہقی، رقم الحدیث:13010، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6762، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:6070

Marfat.com

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت فرماتے ہوئے ان کو منہ سے کھجور نکالنے کو کہا، اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی تربیت شروع سے ہی کرنی چاہیے، علماء کرام فرماتے ہیں جو صدقہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے وہ واجبی صدقہ ہے، جیسے زکوٰۃ، فطرانہ، کفارہ وغیرہ، نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے لیکن اس سے بھی یہی بہتر ہے کہ ان کو نفلی صدقہ نہ دیا جائے بلکہ ہدیہ کیا جائے اس سے ثواب بھی ملے گا اور آل رسول کی ناموس کی حفاظت کا اجر بھی ملے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن خاندانوں سے صدقہ حرام ہے ان میں، بنو ہاشم، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور حارث بن عبدالمطلب کی اولاد بھی شامل ہے، ان سب کو واجبی صدقہ دینا جائز نہیں۔

کھانا کھانے کے آداب:

(۳۰۱) وَعَنْ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلْمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ رَبِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"وَتَطِيْشُ": تَدُوْرُ فِيْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ .

◂◂ حضرت ابوحفص عمر بن ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ عنہ 'رسول اللہ ﷺ کی زوجہ کے فرزند' سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا' اور رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں تھا۔ کھاتے وقت میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گردش کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ سو اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تطیش: پیالے میں ادھر ادھر گردش کرتے رہتے تھے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے تین آداب بیان فرمائے (۱)! بسم اللہ پڑھو (۲) دائیں ہاتھ سے کھاؤ (۳) اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(۳۰۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

301: بخاری شریف، کتاب الاطعمۃ، رقم الحدیث: 5376

Marfat.com

يَقُولُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا' مرد اپنے اہل خانہ کا حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا' عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا' ملازم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا' پس تم میں سے ہر کوئی حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

راعٍ: حاکم، دیکھ بھال کرنے والا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ،

بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو:

(۳۰۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◄◄ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو' جب ان کی عمر سات سال کی ہو' اور جب ان

302: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 4619، بخاری شریف، رقم الحدیث: 853، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2928، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1705، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 4495، ابن حبان، رقم الحدیث: 4489، بیہقی، رقم الحدیث: 14480، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 5831، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 8857

303: ابوداؤد شریف، کتاب الصلوٰۃ، رقم الحدیث: 495

Marfat.com

کی عمر دس سال ہو جائے تو انہیں اس پر (نماز پڑھنے پر) مارو اور ان کے بستر (اپنے بستروں سے) الگ کر دو۔
یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے اسے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

اَلْمَضَاجِعِ: بستر، بچھونے

شرح:

علامہ طیبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک طرف تو نماز پڑھنے کا حکم دینے کے متعلق بیان ہوا اور دوسری طرف بستر الگ کرنے کا بیان ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز حقوق اللہ میں شامل ہے اور بستر کو الگ کرنا حقوق العباد کا حصہ ہے تو گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جملوں میں ہی تمام دین سکھانے کا حکم دیا ہے کہ حقوق اللہ کی بھی تعلیم دو اور حقوق العباد کی بھی تعلیم دو، (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس کو جوامع الکلم کہتے ہیں کہ تھوڑے الفاظ سے زیادہ مفہوم سمجھا دینا،)

(۳۰۴) وَعَنْ اَبِیْ ثُرَیَّةَ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوةَ لِسَبْعِ سِنِیْنَ، وَاضْرِبُوْهُ عَلَیْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِیْنَ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" وَلَفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ: "مُرُوا الصَّبِیَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِیْنَ".

◀◀ حضرت ابوثریہ، سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات سال کی عمر کے بچے کو نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر کے بچے کو نماز کے لئے مارو۔
یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: بچے کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس سے مراد صرف بچہ ہی نہیں بچی بھی ہے یعنی جب یہ سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھاو یہ اولاد کی تربیت ہے جو ہر ماں باپ پر فرض عین ہے۔

تربیتِ اولاد:

بچوں سے محبت اور پیار کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے اور یہی بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ پیار اور

304: ترمذی شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 407، ابوداؤد شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 494

Marfat.com

محبت سے پیش آئیں گے تو کل یہ بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک بنے گے اور اگر آج ہم نے ان پر ظلم کیا اور غصہ کیا تو کل اگر یہی بچے ظالم اور جابر اور والدین کے نافرمان بن جائیں گے تو اس میں ہمارا ہی قصور ہوگا۔ کہ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے تو یہ بھی ایسا ہی کرتے۔لیکن نماز کے بارے میں ان کو مارنا بھی جائز ہے اور غصہ کرنا بھی اس لیے کہ یہ بھی ان کی تربیت کا ایک حصہ ہے۔

اولاد کی اعلیٰ تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہو۔جس طرح والدین اپنی اولاد کو بولنا اور چلنا سیکھاتے ہیں اسی طرح ان کو اچھی طرح بات کرنے، سنت کے مطابق اور شرعی لباس پہننے کی بھی تربیت دیں آپ آج جو فصل کاشت کریں گے کل وہی آپ کو تیار ملے گی آج اپنی اولاد کو بے حیائی اور برائی سے روکیں گے تو وہ برائی سے رک جائے گی۔

آج اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس دیں گے تو وہ یقیناً عاشقِ رسول بنے گی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہر مسلمان مرد و عورت پر فرضِ عین ہے اور اپنی اولاد کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق دینے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہی کافی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

,,قَالَ أدبوا أولَادكُم على ثَلَاث خِصَال حب نَبِيكُم وَحب أهل بَيته وعَلى قِرَائَة القُرآن،،

تخریج: (أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی، المتوفی:۹۷۴ھ، الصواعق المحرقۃ، المقصد الثانی فی ما تضمنہ، ج۲،ص۴۹۶،

☆محمد بن أحمد عبد السلام خضر الشقیری الحوامدی، متوفی:۱۳۵۱ھ، السنن والمبتدعات المتعلقۃ بالأذکار والصلوات، فصل فی الذکر والدعا عند المطر، ج۱،ص۲۸۲،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یعنی فی ۱۰۳۱ھ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ، ج۱،ص۲۲۵،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یعنی فی ۱۰۳۱ھ، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ، ج۱،ص۵۳،

☆ أبو العباس شہاب الدین أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی، متوفی ۸۴۰ھ، إتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، باب فی اتلاعن وتحریم دم، ج۸،ص۱۸۵،

☆ عبد الرحمٰن بن أبی بکر جلال الدین السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ، ج۱،ص۵۷،

☆ إسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی العجلونی المتوفی:۱۱۶۲ھ، کشف الخفاء ومزیل الالباس، باب الھمزۃ مع الذال المعجمۃ، ج۱،ص۷۴،

☆ عبد الرحمٰن بن أبی بکر جلال الدین السیوطی المتوفی:۹۱۱ھ، صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ،)

اپنی اولاد کو تین چیزیں سیکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت، آج آپ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں گے تو مرتے دم تک وہ نماز کی پابند رہے گی آپ اپنی اولاد کا خیال ضرور رکھا کریں۔

Marfat.com

ایک کسان جب دھان (مونجی) کی فصل کاشت کرنے لیے یا باغبان (مالی) کسی اور پودے کی پنیری لگاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے تا کہ اس کو کوئی پرندہ خراب نہ کردے کوئی جانور نہ کھا جائے کوئی آدمی ان کے نرم نرم شگوفوں کو مسل نہ دے کوئی کیڑا وغیرہ نہ لگ جائے تو آپ ہی بتایں کہ ایک عام سی فصل اور پودے کے لیے اتنی محنت اور دیکھ بھال، اور جو آپ کے گلشن کے ننھے ننھے پھول اور کلیاں ہیں اور وہ پھول اور کلیاں جو آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ نہیں نہیں ان کی دوستی، صحبت، چال چلن، تنہائی وغیرہ پر خاص نظر رکھیں کہ کہیں آپ کا سرمایہ تباہی اور بربادی کی طرف تو نہیں جارہا؟؟؟ کہیں اُن کی دوستی ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو دین وایمان، یا عزت، کے ڈاکو ہیں؟؟؟ یا ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو ملک یا شہر یا آپ کے گھر کو نقصان پہنچانے والے ہیں؟؟؟

الغرض جتنی اچھی تربیت اولاد کی کریں گے تو اُس کا فائدہ اُتنا ہی زیادہ آپ کو ہوگا اور اگر خدا نہ کرے آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بری کی تو کل اس کا وبال بھی آپ پر ہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

Marfat.com

۳۹-بَابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِيَّةِ بِهٖ

پڑوسی کے حقوق اور اس کے متعلق وصیت کرنے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء:36)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔

تشریح:

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو ان کے ساتھ بھی برتاؤ اور نیک سلوک رکھو خواہ وہ قرابت دار ہوں یا نہ ہو، خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہود و نصرانی ہوں یہ بھی کہا گیا ہے کہ »اَلْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى« سے مراد بیوی ہے اور »اَلْجَارِ الْجُنُبِ« سے مراد مرد رفیق سفر ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:8/341)

پڑوسیوں کے حق میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں کچھ پیش کرتا ہوں۔

☆ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے ہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے"۔ (صحیح بخاری:6015)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بہتر ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ خوش سلوک زیادہ ہو اور پڑوسیوں میں سے سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمسایوں سے نیک سلوک میں زیادہ ہو"۔

(سنن ترمذی:1944،)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "انسان کو نہ چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی آسودگی بغیر خود شکم سیر ہو جائے"۔

(مسند احمد:1/54)

Marfat.com

☆ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا: "زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟" لوگوں نے کہا: وہ حرام ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اسے حرام کیا ہے اور قیامت تک وہ حرام ہی رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو دس عورتوں سے زنا کاری کرنے والا اس شخص کے گناہ سے کم گنہگار ہے جو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے"، پھر دریافت فرمایا: "تم چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور وہ بھی قیامت تک حرام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو دس گھروں سے چوری کرنے والے گناہ کا اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرالے"۔ (مسند احمد: 8/6)

☆بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی ایک نے تجھے پیدا کیا ہے"، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: "یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے زنا کاری کرے"۔ (صحیح بخاری: 6001)

☆ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے چلا وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب کھڑے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہیں میں نے خیال کیا کہ شاید انہیں آپ سے کچھ کام ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں اور ان سے باتیں ہو رہی ہیں بڑی دیر ہوگئی یہاں تک کہ مجھے آپ کے تھک جانے کے خیال نے بے چین کر دیا بہت دیر کے بعد آپ لوٹے اور میرے پاس آئے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اس شخص نے تو آپ کو بہت دیر کھڑا رکھا میں تو پریشان ہوگیا آپ کے پاؤں تھک گئے ہوں گے، آپ نے فرمایا: "اچھا تم نے انہیں دیکھا"، میں نے کہا: ہاں خوب اچھی طرح دیکھا فرمایا: "جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، مجھے پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کرتے رہے یہاں تک ان کے حقوق بیان کئے کہ مجھے کھٹکا ہوا کہ غالباً آج تو پڑوسی کو وارث ٹھہرا دیں گے" (مسند احمد: 32/5)

☆مسند عبد بن حمید میں ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص عوالی مدینہ سے آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے جہاں جنازوں کی نماز پڑھی جاتی ہے جب آپ فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ دوسرا شخص کون نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا: "تم نے انہیں دیکھا؟" اس نے کہا: ہاں، فرمایا: "تو نے بہت بڑی بھلائی دیکھی یہ جبرائیل تھے مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے"۔ (مسند بزار: 1897)

(۳۰۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قالا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

305: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6559، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5668، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5151، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1942، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3673، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 5577

Marfat.com

"مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام مسلسل مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وراثت کا حقدار بنادیں گے۔ (متفق علیہ)

شرح:

پڑوسیوں میں سے زیادہ حق قریب والے پڑوسی کا ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں میں ایک کو ہدیہ بھیجنا چاہتی ہوں تو کسے بھجواؤں؟ آپ نے فرمایا: "جس کا دروازہ قریب ہو"۔ (صحیح بخاری: 2259)

پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کا حکم:

(۳۰۶) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ، إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَائَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَـهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: إِنَّ خَلِيْلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي: "إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ" ۔

◄◄ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے یہ نصیحت فرمائی کہ جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کر اور پھر اپنے پڑوس کے گھر والوں کی طرف دیکھ اور مناسب طریقے سے ان تک پہنچا۔

حل لغات:

طَبَخْتَ: از، طبخاً، بمعنی پکانا۔

مَرَقًا: شوربا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۷، میں گزر چکا ہے۔

306: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6559

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے کھانے میں بھی تمہارے پڑوسیوں کا حق ہے اس لیے جب سالن تیار کرو تو ان کا خیال رکھ کر زیادہ تیار کرو، اور پھر فرمایا کہ ان تک کھانا پہنچانا بھی تم نے، یعنی اچھے طریقے سے ان کو پیش کرو۔

کامل مؤمن کی ایک نشانی:

(۳۰۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ!" قِیْلَ: مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ"۔

"اَلْبَوَائِقُ": اَلْغَوَائِلُ وَالشُّرُوْرُ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہوسکتا' اللہ کی قسم! ایماندار نہیں ہوسکتا' اللہ کی قسم! ایماندار نہیں ہوسکتا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ: کون؟ فرمایا: "جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو"۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں ہے: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں ہے"۔

حل لغات:

البوائق: شرارتیں اور تکلیف دہ حرکتیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے، کہ آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو جائے، یعنی ہمسایوں کو نہ قولاً اور نہ ہی فعلاً ضرر دو ان کی عزت و آبرو کا خیال تم پر لازم ہے۔ یہاں ہمسایہ کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کی شرط نہیں لگائی مطلب یہ کہ ہمسایہ چاہے مسلم ہے یا غیر مسلم اس کا تم پر حق ہے۔

307: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:46، بخاری شریف، رقم الحدیث:5672، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:3748، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1967، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3672، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1660، دارمی، رقم الحدیث:2035، مسند امام احمد، رقم الحدیث:7865، ابن حبان، رقم الحدیث:5287، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:7300، بیہقی، رقم الحدیث:8960، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:4252، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8250

Marfat.com

(۳۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا نِسَآءِ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی کسی پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (متفق علیہ)

(۳۰۹) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ"، ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ! وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

رُوِیَ "خُشُبَهُ" بِالْإِضَافَةِ وَالْجَمْعِ . وَرُوِیَ "خَشَبَةً" بِالتَّنْوِيْنِ عَلَى الْإِفْرَادِ . وَقَوْلُهُ: مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ: يَعْنِيْ عَنْ هٰذِهِ السُّنَّةِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نے لگے: تعجب ہے! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم اس سنت سے اعراض کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے درمیان اسے رائج کر کے رہوں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

خُشُبَهُ: کو اضافت کے ساتھ بھی اور جمع کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔

خَشَبَةً: کو بطور مفرد تنوین سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

مالی اراکم عنهامعرضین،: کا مطلب ہے: اس سنت سے۔

اَرْمِیَنَّ: لغوی معنی ہے پھینکوں گا، یہاں مراد لازم کروں گا، رائج کروں گا،

اَکْتَافِکُمْ: یہ، کتف، بمعنی (کندھا) کی جمع ہے یعنی تم پر لازم کروں گا، تم کو مکلف بناؤں گا۔

(۳۱۰) وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

308: بخاری شریف، کتاب الہبۃ، رقم الحدیث: 2566

309: مسلم شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث: 1609

310: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6018

Marfat.com

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو ایمان دار جانتا ہے تو وہ پڑوسی کو ضرر نہ دے کیونکہ ہمسائے کو تکلیف دینا دین اسلام میں ممنوع ہے، اور جو ایمان دار ہے وہ تو اسلام پر عمل کرتا ہے اس کے ممنوعات سے بچتا ہے، اور ایک روایت میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی (اللہ تعالیٰ کو تو کوئی تکلیف نہیں دے سکتا مگر یہاں مراد اس کے گناہ کو بیان کرنا ہے کہ اس کا گناہ اللہ کو تکلیف دینے کے برابر ہے)

(الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

(۳۱۱) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ"
رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ.

◄◄ حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (مسلم)

یہ عبارت مسلم کی ہے اور بخاری نے اس کے بعض حصوں کو روایت کیا ہے۔

(۳۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ، فَاِلٰى اَيِّهِمَا

311: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6019

312: بخاری شریف، کتاب الشفعۃ، رقم الحدیث: 2259

Marfat.com

أُهْدِیْ؟ قَالَ: "اِلٰی أَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! بے شک میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ نزدیک ہے۔ (بخاری)

شرح:

بزار میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک حق والے یعنی ادنی، دوحق والے اور تین حق والے یعنی اعلیٰ، ایک حق والا وہ ہے جو مشرک ہو اور اس سے رشتہ داری نہ ہو، دوحق والا وہ ہے جو مسلمان ہو اور رشتہ دار نہ ہو، ایک حق اسلام دوسرا حق پڑوس، تین حق والا وہ ہے جو مسلمان بھی ہو پڑوسی بھی ہو اور رشتے ناتے کا بھی ہو تو حق اسلام کا حق ہمسائیگی حق صلہ رحمی تین تین حق اس کے ہو گئے"۔ (مسند بزار:1896)

(۳۱۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں سے سب سے بہترین دوست وہ ہے' جو اپنے دوست سے اچھا سلوک کرے۔' اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اللہ تعالیٰ کا بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کے لیے بہترین ہے ان کا ادب و احترام کرنے والا ہے دینی کاموں میں ان کی مدد کرنے والا ہے اور اپنے دوستوں کو بری باتوں اور غلط کاموں سے روکنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ کا پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہترین ہو اس کی عزت و آبرو کا خیال رکھتا ہو اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیتا ہو اس کے کاموں میں اس کی مدد کرتا ہو، ایک حدیث میں فرمایا کہ اچھا پڑوسی مل جانا آدمی کی خوش نصیبی ہے۔ (الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

313: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1944

Marfat.com

۴۰-بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق بیان

صلہ کا لغوی معنی ہے:

انعام، عطاء، تحفہ، ہدیہ، بدلہ، اجر، اجرت یا مزدوری، وغیرہ

صلہ رحمی کی تعریف:

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتَامٰی وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء:36)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔

تشریح:

ماں باپ کے ساتھ احسان کرتے رہو وہی تمہارے عدم سے وجود میں آنے کا سبب بنے ہیں۔

قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک واحسان کرنے کا حکم دیا ہے جیسے فرمایا ”وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ“ (31-لقمان:14)

اور ایک جگہ فرمایا ”وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا“ (17-الاسراء:23) یہاں بھی یہ بیان فرما کر پھر حکم

Marfat.com

دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی اچھا سلوک واحسان کرتے رہو۔

☆ حدیث میں ہے مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہی ہے لیکن قریبی رشتہ داروں کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، (سنن ترمذی:685)

پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک واحسان کرو اس لیے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے والا ان کے ناز، لاڈ اٹھانے والا انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر سے اٹھ گیا ہے۔ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد کیا کہ وہ حاجت مند ہے ہاتھ میں محتاج ہیں ان کی ضرورتیں تم پوری کرو ان کی احتیاج تم رفع کرو ان کے کام تم کردیا کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ (النساء:1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ ﴾ (الرعد:21)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ﴾ (العنکبوت:8)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا وَّاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل:23-24)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے ربّ نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے ربّ! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ۝

Marfat.com

تشریح:

یہاں »قَضٰی« معنی میں حکم فرمانے کے ہے تاکیدی حکم الٰہی جو کبھی ٹلنے والا نہیں یہی ہے کہ عبادت اللہ ہی کی ہو اور والدین کی اطاعت میں ہمیشہ فرق نہ آئے۔ سیدنا ابی ابن کعب، ابن مسعود اور سیدنا ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہم کی قرأت میں »قَضٰی« کے بدلے »وصی« ہے۔ یہ دونوں حکم ایک ساتھ جیسے یہاں ہیں ایسے ہی اور بھی بہت سی آیتوں میں ہیں۔ جیسے فرمان ہے آیت'' وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ' (31-لقمان:14)"میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی احسان مندرہ۔"

خصوصا ان کے بڑھاپے کے زمانے میں ان کا پورا ادب کرنا، کوئی بری بات زبان سے نہ نکالنا یہاں تک کہ ان کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا، نہ کوئی ایسا کام کرنا جو انہیں برا معلوم ہو، اپنا ہاتھ ان کی طرف بے ادبی سے نہ بڑھانا، بلکہ ادب، عزت اور احترام کے ساتھ ان سے بات چیت کرنا، نرمی اور تہذیب سے گفتگو کرنا، ان کی رضامندی کے کام کرنا، دکھ نہ دینا، ستانا نہیں، ان کے سامنے تواضع، عاجزی، فروتنی اور خاکساری سے رہنا۔

ان کے لیے ان کے بڑھاپے میں ان کے انتقال کے بعد دعائیں کرتے رہنا۔ خصوصا یہ دعا کہ اے اللہ ان پر رحم کر جیسے رحم سے انہوں نے میرے بچپن کے زمانے میں میری پرورش کی۔ ہاں ایمانداروں کو کافروں کے لیے دعا کرنا منع ہوگئی ہے گو وہ ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں؟ (تفسیر ابن کثیر)

ماں باپ سے سلوک واحسان کے احکام کی حدیثیں بہت سی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہی، جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، جس کے پاس تیرا ذکر ہو اور اس نے تجھ پر درود بھی نہ پڑھا ہو۔ کہیے آمین چنانچہ میں نے آمین کہی۔

پھر فرمایا اس شخص کی ناک بھی اللہ تعالیٰ خاک آلود کرے جس کی زندگی میں ماہ رمضان آیا اور چلا بھی گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔ آمین کہیے چنانچہ میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ پھر فرمایا اللہ اسے بھی برباد کرے۔ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو پالیا اور پھر بھی ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ پہنچ سکا کہیے آمین میں نے کہا آمین۔

(سنن ترمذی:3545)

☆ مسند احمد کی حدیث میں ہے جس نے کسی مسلمان ماں باپ کے یتیم بچہ کو پالا اور کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ بے نیاز ہو گیا اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہے اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اللہ اسے جہنم سے آزاد کرے گا اس کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد ہوگا۔ (مسند احمد:5/29)

☆ اس حدیث کی ایک سند میں ہے جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالیا پھر بھی دوزخ میں گیا

Marfat.com

اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔(مسند احمد:5/29)

☆مسند احمد کی ایک روایت میں یہ تینوں چیزیں ایک ساتھ بیان ہوئی ہیں یعنی گردن آزاد کرنا خدمت والدین اور پرورش یتیم۔(مسند احمد:4/344)

☆ایک روایت میں ماں باپ کی نسبت یہ بھی ہے کہ اللہ اسے دور کرے اور اسے برباد کرے الخ۔(مسند احمد:4/344)

☆ایک روایت میں تین مرتبہ اس کے لیے یہ بدعا ہے۔(صحیح مسلم:2551)

☆ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے اور ماہ رمضان میں بخشش الٰہی سے محروم رہ جانے والے اور ماں باپ کی خدمت اور رضا مندی سے جنت میں نہ پہنچنے والے کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بدعا کرنا منقول ہے۔(سنن ترمذی:3545)

☆آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تمہیں تمہارے باپوں کی نسبت وصیت فرماتا ہے اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کی نسبت وصیت فرماتا ہے۔پچھلے جملے کو تین بار بیان فرما کر فرمایا اللہ تمہیں تمہارے قرابت داروں کی بابت وصیت کرتا ہے، سب سے زیادہ نزدیک والا پھر اس کے پاس والا۔(سنن ابن ماجہ:3661)

☆آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے اپنی ماں سے سلوک کر اور اپنے باپ سے اور اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے پھر جو اس کے بعد ہو اسی طرح درجہ بدرجہ۔(مسند احمد:4/64)

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان:14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی' اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی' اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے' یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے:

(۳۱۴)وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَىُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا"، قُلْتُ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ"، قُلْتُ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

314:مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:85

Marfat.com

کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا' میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل اچھا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

والدین سے حسن سلوک جہاد سے بھی بہتر ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔
ایک شخص نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کے ارادے سے آپ کی خدمت میں خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں فرمایا جا اسی کی خدمت میں لگا رہ۔ جنت اسی کے پیروں کے پاس ہے۔ دوبارہ تین بار اس نے مختلف مواقع پر اپنی یہی بات دہرائی اور یہی جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دہرایا۔ (سنن نسائی: 3106،)

(۳۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لا يَجْزِی وَلَدٌ وَّالِدًا اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا، فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بچہ اپنے باپ کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر اس صورت میں کہ وہ اپنے باپ کو حالت غلامی میں پائے اور اس کو خرید کر آزاد کردے۔ (مسلم)

(۳۱۶) وَعَنْهُ اَيْضًا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے، اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

315: مسلم شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث: 3689، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5137، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1906، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3659، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 7143، ابن حبان، رقم الحدیث: 424، بیہقی، رقم الحدیث: 21203

316: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6138

Marfat.com

اس کی شرح گزر چکی ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ،

صلہ رحمی کرنے والے پر اللہ کا رحم ہوتا ہے:

(۳۱۷) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هٰذَا مُقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَذٰلِكَ لَكِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: 22-23) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "مَنْ وَّصَلَكِ، وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ، قَطَعْتُهُ".

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا اور جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق کو مکمل فرمایا تو "رحم" کھڑا ہوا اور عرض کی: یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ کا طلب گار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اس کو جوڑوں اور جو تجھے قطع کرے میں اس کو قطع کردوں؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تو یہ تیرے لئے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو: پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے، زمین میں اور قطع کردو گے اپنی قرابتوں کو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی پھر (حق سننے سے) انہیں بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا"۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جس نے تجھے جوڑا میں اس کو جوڑوں، اور جس نے تجھے توڑا میں اسے توڑ دوں گا۔ (یعنی اس سے تعلق منقطع کردوں گا)۔

حل لغات:

العائذ: از، عیاذاً، و تعوذاً، بمعنی پناہ مانگنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ایک انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ میں

317: مسلم شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5987

Marfat.com

کوئی سلوک کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایاہاں چارسلوک (1) ان کے جنازے کی نماز (2) ان کے لیے دعاواستغفار (3) ان کے وعدوں کو پورا کرنا (4) ان کے دوستوں کی عزت کرنا اوروہ صلہ رحمی جوصرف ان کی وجہ سے ہو۔ یہ ہے وہ سلوک جوان کی موت کے بعد بھی تو ان کے ساتھ کرسکتا ہے۔ (سنن ابوداود:5142)

(۳۱۸) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ، مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: "اُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "اُمُّكَ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " اُمُّكَ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "اَبُوْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: "اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اَبَاكَ، ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ" ."وَالصَّحَابَةُ" بِمَعْنَی: الصُّحْبَةِ . وَقَوْلُهُ: "ثُمَّ اَبَاكَ" هٰكَذَا هُوَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَّحْذُوْفٍ، اَیْ: ثُمَّ بِرَّ اَبَاكَ . وَفِیْ رِوَایَةٍ: "ثُمَّ اَبُوْكَ"، وَهٰذَا وَاضِحٌ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے۔ یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر جو رشتے میں تیرے زیادہ قریب ہیں۔

حل لغات:

الصحابة: صحبت کے معنیٰ میں ہے۔
"اباك" فعل محذوف کا مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔
ثم بر اباك: پھر اپنے باپ سے حسن سلوک کر۔ اور ایک روایت میں ہے ثم ابوك .اور یہ زیادہ واضح ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ خدمت میں ماں باپ سے مقدم ہے جیسا کہ حدیث سے بھی ثابت ہے لیکن حکم ماننے میں باپ ماں سے مقدم ہے کیونکہ باپ کو اللہ تعالیٰ نے ماں پر حاکم بنایا ہے۔ والدین کی خدمت کا حق کبھی ادا نہیں ہوتا چنانچہ

318: مسلم شریف، کتاب البروالصلة، رقم الحدیث:6375، بخاری شریف، رقم الحدیث:5626، ابوداود، رقم الحدیث:5139، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1897، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2706، مسند امام احمد، رقم الحدیث:8326، ابن حبان، رقم الحدیث:433، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:6707، بیہقی، رقم الحدیث:7552، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6082، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:958

Marfat.com

مروی ہے کہ۔

ایک صاحب اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے طواف کرا رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے لگے کہ اب تو میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک حصہ بھی نہیں۔ (طبرانی صغیر:255)

(۳۱۹) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین میں سے دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت آدمی کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو والدین کی خدمت کر کے جنت میں نہ گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید افسوس کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ وہ ذلیل و رسوا ہو گیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤوں کے قدموں تلے ہے۔ لہٰذا جو انسان انتہائی بد نصیب ہوگا ایسی آسان جنت سے محروم ہوگا۔ (دلیل الفالحین و روضۃ المتقین تحت حدیث مذکورہ)

ان کے منہ میں گرم راکھ:

(۳۲۰) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَنِيْ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَ"تُسِفُّهُمْ" بِضَمِّ التَّاءِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ، "وَالْمَلُّ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَتَشْدِيْدِ اللَّامِ وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ: اَيْ كَاَنَّمَا تُطْعِمُهُمُ الرَّمَادَ الْحَارَّ، وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ اٰكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ، وَلَا شَيْءَ عَلٰى هٰذَا الْمُحْسِنِ اِلَيْهِمْ، لٰكِنْ يَنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِيْ حَقِّهٖ، وَاِدْخَالِهِمُ الْاَذٰى عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میرے رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں اور

319: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:2551

320: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:2558

Marfat.com

وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں، اور میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے خلاف جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر بات یہی ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو گویا تو انہیں گرم راکھ کھلا رہا ہے، اور جب تک تیرا یہی عمل رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلے میں ایک مددگار تیرے ساتھ رہے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

وَتُسِفُّهُمْ: تاء پر پیش سین کے نیچے زیر اور فاء مشدد کے ساتھ ہے۔

اَلْمَلُّ: میم پر زبر اور لام مشدد کے ساتھ: گرم راکھ کو کہا جاتا ہے یعنی گویا تو انہیں گرم راکھ کھلا رہا ہے اپنے اس فعل سے ان کو جو گناہ ہوگا وہ اسی طرح ہے جیسے گرم راکھ کھانے والے کو تکلیف ہوتی ہے، اور اچھا سلوک کرنے والے پر اس کا کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہے لیکن اس کے رشتہ داروں کو اس کی حق تلفی کرنے اور اس کو تکلیف دینے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

تسفهم: از، اسفافاً، بمعنی، دوا کو سفوف کی شکل میں کھانا، پھکی بنا کر کھانا۔

المل: از، مَلاً، بمعنی ملال وغم ملنا، بیماری سے تڑپنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے شارحین نے کئی مطالب بیان کیے ہیں، بعض فرماتے ہیں کہ "تمہارا اس حالت میں بھی احسان کرنا ان کو گرم راکھ میں جلا رہا ہے اور وہ اسی میں تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ "وہ تم سے رشتہ ختم کرتے ہیں اور تم رشتہ جوڑتے ہو تمہارا ایسا کرنا ان کے نفس کے سامنے ان کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ "کہ تمہارا احسان کرنا ان کے منہ کو کالا کرنا ہے جیسے گرم راکھ کسی کے چہرے کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے، واللہ اعلم،

(۳۲۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ، وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى "يُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ"، اَيْ: يُؤَخَّرَ لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ وَعُمُرِهٖ.

321: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5986

Marfat.com

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (متفق علیہ)

ینسالہ فی اثرہ: کا مطلب ہے: اس کی مدت اور عمر لمبی کی جائے۔

(۳۲۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ، وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:92) قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، يَقُوْلُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَخٍ ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ"، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَسَبَقَ بَيَانُ اَلْفَاظِهٖ فِيْ بَابِ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے ان کا سب سے پسندیدہ مال ان کا بیرحاء والا باغ تھا' اور اس کا رخ مسجد نبوی کی طرف تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے' اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم ہرگز نہیں پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک کہ تم نہ خرچ کرو اپنے اس مال میں سے جسے تم عزیز رکھتے ہو''۔

تو حضور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک تم خرچ نہ کرو گے اپنے اس مال سے جسے تم عزیز رکھتے ہو''۔ اور میرا پسندیدہ مال میرا بیرحاء والا باغ ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! آپ اس باغ کو استعمال فرمائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' اور جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو اس کو اپنے قریبی رشتہ

322: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2211، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1807، دارمی شریف، رقم الحدیث: 1655، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 12461، ابن حبان، رقم الحدیث: 3340، بیہقی، رقم الحدیث: 11700، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1392

Marfat.com

داروں میں تقسیم کردے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا' پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔(متفق علیہ)

اور یہ حدیث انہی الفاظ میں ''پسندیدہ چیزیں خرچ کرنے کے باب'' میں بیان ہو چکی ہے۔

حل لغات:

بَيْرَحَاءَ: ایک کنویں کا نام (جو اس باغ میں واقعہ تھا)

ذُخْرَهَا: اس کا اجر و ثواب۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل '' باب الانفاق مما یحب '' میں گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

والدین کی خدمت جہاد سے افضل:

(۳۲۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِى الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى . قَالَ: ''فَهَلْ لَكَ مِنْ وَّالِدَيْكَ اَحَدٌ حَيٌّ؟'' قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا . قَالَ: ''فَتَبْتَغِى الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى؟'' قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: ''فَارْجِعْ اِلٰى وَالِدَيْكَ، فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا: جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَهُ فِى الْجِهَادِ، فَقَالَ: ''اَحَيٌّ وَّالِدَاكَ؟'' قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ''فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ'' .

◂◂ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں آپ کے دست مبارک پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا طلب گار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا: اور تو اللہ تعالیٰ سے اجر کا طلب گار ہے؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: اپنے والدین کے پاس واپس لوٹ جا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ (متفق علیہ)

323: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6382

Marfat.com

یہ عبارت مسلم کی ہے، اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے جہاد کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر ان (کی خدمت کرنے) میں جہاد (یعنی کوشش)۔

شرح:

یہاں جہاد سے مراد نفلی جہاد ہے، کہ والدین کو چھوڑ کر نفلی جہاد نہ کرے اور اگر جہاد فرض ہے تو اب والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں، کیونکہ جہاد اللہ کی جانب سے فرض ہے اور یہ والدین اس کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں اور جن والدین کافر ہوں تو جہاد فرضی و نفلی دونوں میں اجازت کی ضرورت نہیں۔

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح نفلی جہاد میں والدین کی اجازت لینا ضروری ہے اسی طرح تمام نفلی عبادات میں ان کی اجازت لینا ضروری ہے۔

(۳۲۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِىْ إِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

وَ"قَطَعَتْ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالطَّاء . وَ"رَحِمُهُ" مَرْفُوْعٌ .

◂◂ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اچھے سلوک کے بدلے اچھا سلوک کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع تعلق کی جائے تو صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

حل لغات:

مکافی: از، کَافَأَ، بمعنی، کسی آدمی کی اس کے کام میں مدد کرنا۔

قطعت: قاف اور طاء دونوں پر زبر ہے۔

رحمہ: مرفوع ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر تم سے اچھا سلوک کرے پھر تم بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو اس میں صلہ رحمی کیا ہے؟ یہ تو احسان کا بدلہ

324: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5991

Marfat.com

تم اس کو دے رہے ہو، بلکہ صلہ رحمی اس کو کہتے ہیں کہ جب کوئی تم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تو بھی تم اس سے اچھا سلوک کرو، جو تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو۔

(۳۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَّصَلَنِيْ، وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ، قَطَعَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◂◂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم (قرابت) عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہتا ہے: جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے قطع کرے اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے۔ (متفق علیہ)

اگر رشتہ داروں کو دیتی تو زیادہ ثواب تھا:

(۳۲۶) وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحارث رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَّلَمْ تَسْتَاذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ، قَالَتْ: اَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنِّيْ اَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ؟ قَالَ: "اَوَ فَعَلْتِ؟" قَالَتْ: نَعَمْ ۔ قَالَ: "اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◂◂ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہ کی۔ پس جب وہ دن آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ہاں جانا تھا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے واقعی ایسا کیا ہے؟ عرض کی! جی ہاں۔ فرمایا: اگر تو لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی تو اس کا تجھے زیادہ ثواب ملتا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

شعرتَ: از، شعوراً، بمعنی جاننا محسوس کرنا۔

وَلِيدَتِيْ: اپنی لونڈی، باندی، کنیز۔

تعارف راوی:

میمونہ: آپ میمونہ بنت حارث ہیں بلالیہ عامریہ ہیں بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام برہ تھا، حضور انور نے میمونہ نام رکھا، آپ پہلے مسعود ابن ثقفی کے نکاح میں تھیں اس نے آپ کو طلاق دے دی پھر آپ سے ابورہم نے نکاح کیا ان کی

325: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5989

326: بخاری شریف، کتاب الھبۃ، رقم الحدیث: 2594

Marfat.com

وفات کے بعد حضور انور کے نکاح سے مشرف ہوئیں حضور نے آپ سے نکاح ذیقعدہ ۷ھ سات میں عمرہ قضاء کے موقع پر مقام سرف میں کیا جو مکہ معظمہ سے دس میل ہے وہاں ہی آپ کی وفات ۶۱ھ اکسٹھ یا ۵۱ھ میں واقع ہوئی، وہاں ہی آپ دفن ہوئیں بلکہ عین نکاح کی جگہ ہی آپ کی قبر شریف ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ کا جنازہ پڑھایا، آپ ام الفضل زوجہ عباس کی بہن ہیں، اسماء بنت عمیس کی بھی بہن ہیں، حضور انور کی آخری زوجہ آپ ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں رضی اللہ عنہا آپ سے حضرت ابن عباس اور جماعت صحابہ نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف المیم، صحابیات،)

شرح:

اللہ کی راہ میں غلام آزاد کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے لیکن یہاں پر جو فرمایا کہ تم اپنے ماموں کو دیتی تو تجھے زیادہ ثواب تھا اس لیے کہ ایک تو غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب بھی ملتا۔

مشرک والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

(۳۲۷) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ، اَفَاَصِلُ اُمِّیْ؟ قَالَ: "نَعَمْ، صِلِیْ اُمَّكِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَقَوْلُھَا: "رَاغِبَۃٌ" اَیْ: طَامِعَۃٌ عِنْدِیْ تَسْاَلُنِیْ شَیْئًا؛ قِیْلَ: کَانَتْ اُمُّھَا مِنَ النَّسَبِ، وَقِیْلَ: مِنَ الرَّضَاعَۃِ، وَالصَّحِیْحُ الْاَوَّلُ۔

◂◂ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں آئی اور وہ مشرکہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں نے عرض کی: میرے پاس میری ماں آئی ہے، اور وہ مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

راغبة: مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے، اور طلب کرتی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی نسبی ماں تھی اور بعض کے نزدیک رضاعی ماں تھی اور پہلا قول ہی صحیح ہے۔

تعارف راوی:

اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب

327: بخاری شریف، کتاب الھبۃ، رقم الحدیث: 2620

Marfat.com

ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مؤمنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ ھ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الف، صحابیات،)

شرح:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزیٰ تھا اور یہ مسلمان نہیں تھیں اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی تو یہ مکہ سے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کے لیے آیا کرتی تھیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں آئی اور وہ مشرکہ تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں نے عرض کی: میرے پاس میری ماں آئی ہے' اور وہ مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

معلوم ہوا کہ اگر والدین کافر بھی ہوں تو بھی ان کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنا چاہیے تو اہل ایمان والدین کی کیا شان ہوگی؟؟

خاوند کو صدقہ دینا کیسا:

(۳۲۸) وَعَنْ زَیْنَبَ الثَّقَفِیَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "تَصَدَّقْنَ یَامَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ"،
قَالَتْ: فَرَجَعْتُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّکَ رَجُلٌ خَفِیْفُ ذَاتِ الْیَدِ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ، فَاسَاَلْهُ، فَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ یُجْزِیءُ عَنِّیْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰی غَیْرِکُمْ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: بَلِ ائْتِیْهِ اَنْتِ، فَانْطَلَقْتُ، فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِیْ حَاجَتُهَا، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِیَتْ عَلَیْهِ الْمَهَابَةُ، فَخَرَجَ عَلَیْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهٗ: ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِکَ: اَتُجْزِیءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰی اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰی اَیْتَامٍ فِیْ

328: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1466

Marfat.com

حُجُوْرِهِمَا؟، وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ، فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ هُمَا؟" قَالَ: امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَیُّ الزَّيَانِبِ هِیَ؟"، قَالَ: امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَهُمَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں سے مروی ہے' فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم ضرور صدقہ کیا کرو خواہ تمہیں اپنا زیور ہی صدقہ کرنا پڑے۔ راویہ کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا: آپ تنگدست آدمی ہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ (کی خدمت میں حاضر ہوں) سے عرض کریں کہ اگر میرے لیے تمہیں صدقہ کرنا جائز ہو تو میں صدقے کا مال تمہیں دے دوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم خود ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ' سو میں گئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر کھڑی ہے۔ میری اور اس کی حاجت ایک ہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو قدرت کی طرف سے بڑا رعب عطا ہوا تھا اس لئے ہم اندر جانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ حضرت بلال ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کو بتائیں کہ دروازے پر دو عورتیں کھڑی ہیں' اور آپ سے پوچھتی ہیں کہ کیا ان کے لئے اپنے خاوندوں پر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرنا جائز ہے؟ اور آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دو عورتیں کون ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ایک عورت انصار میں سے ہے' اور دوسری زینب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون سی زینبیں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: حضرت عبداللہ کی زوجہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقہ کا اجر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَصَدَّقْنَ: از، تصدق، بمعنی خیرات کرنا۔ صدقہ دینا۔

شرح:

کیا بیوی اپنے خاوند کو صدقہ دے سکتی ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ مرد اپنی بیوی کو اور نہ بیوی اپنے شوہر کو صدقہ دے سکتی ہے یعنی دونوں کے لیے ایک دوسرے کو صدقہ دینا جائز نہیں، لیکن صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو صدقہ دے سکتے ہیں (چاہے زکوۃ ہو یا کوئی اور صدقہ) اور

Marfat.com

صاحبین اسی مذکورہ بالا حدیث کو اپنے مذہب کی دلیل بناتے ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو نفلی صدقہ پر محمول کیا ہے کہ نفلی صدقہ جائز ہے واجبی صدقہ اور زکوۃ و کفارہ دینا جائز نہیں، واللہ اعلم۔

(۳۲۹) وَعَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِهِ الطَّوِیْلِ فِیْ قِصَّةِ هِرَقْلَ: اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لِاَبِیْ سُفْیَانَ: فَمَا ذَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖ؟ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: یَقُوْلُ: "اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا، وَّاتْرُكُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ، وَیَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◂◂ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ ہرقل کے متعلق اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں۔ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں: صرف اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے باپ دادا کہتے ہیں: اسے چھوڑ دو' اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ نماز پڑھیں اور صدق، پاکدامنی اور صلہ رحمی کو اپنائیں۔ (متفق علیہ)

غیب کی خبر:

(۳۳۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا یُذْكَرُ فِیْهَا الْقِیْرَاطُ" . وَفِیْ رِوَایَةٍ: "سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْهَا الْقِیْرَاطُ، فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَیْرًا ؛ فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا"

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا، فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَهْلِهَا ؛ فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا"، اَوْ قَالَ: "ذِمَّةً وَّصِهْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: "الرَّحِمُ": اَلَّتِیْ لَهُمْ كَوْنُ هَاجَرَ اُمِّ اِسْمَاعِیْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ، "وَالصِّهْرُ": كَوْنُ مَارِیَةَ اُمِّ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ ۔

◂◂ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کرو گے جس میں "قیراط" کا نام لیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: پس تم اس سرزمین کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ ان سے ہمارا معاہدہ بھی ہے' اور رشتہ داری بھی اور ایک روایت میں ہے: جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا معاہدہ بھی ہے'

329: مسلم شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 1773

330: مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابہ، رقم الحدیث: 2543

Marfat.com

اور رشتہ داری بھی۔ یا فرمایا: ان کے ساتھ معاہدہ اور سسرال کا رشتہ ہے۔ (مسلم)
علماء کہتے ہیں: ان کے ساتھ رشتہ داری تو یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ انہی میں سے تھی اور سسرالی رشتہ یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں۔

حل لغات:

ستفتحون: از، فتحاً، بمعنی، کھولنا، دروازہ کھولنا۔

القیراط: ایک سکہ، ایک مخصوص وزن کا نام۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی کہ تم ایک ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط چلتا ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پوری ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا اور مصر پر اسلام کا پرچم بلند ہوا، مصر میں ہی زیادہ تر قیراط چلتا تھا۔

(۳۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (الشعراء: 214) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا، فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ، وَقَالَ: "یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ، یَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، یَا بَنِیْ هَاشِمٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، یَا فَاطِمَةُ، اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ. فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا، غَیْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "بِبِلَالِهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ الثَّانِیَةِ وَكَسْرِهَا، "وَالْبِلَالُ": اَلْمَاءُ. وَمَعْنَی الْحَدِیْثِ: سَاَصِلُهَا، شَبَّهَ قَطِیْعَتَهَا بِالْحَرَارَةِ تُطْفَأُ بِالْمَاءِ وَهٰذِهِ تُبَرَّدُ بِالصِّلَةِ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے: جب یہ آیت نازل ہوئی: "اور ڈراؤ اپنے قریبی رشتہ داروں کو" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا: پس تمام قریش عام و خاص جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو

331: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 204

Marfat.com

عبد شمس! اے بنوکعب بن بنولوی! اپنی ذاتوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنومرہ بن کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوعبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اپنے آپ کو آگ سے بچا۔ کیونکہ میں (ازخود) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت ومرضی کے بغیر تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ تمہیں قرابت حاصل ہے اور میں اسے اس کے ساتھ تر کروں گا (یعنی میں صلہ رحمی کا حق ادا کروں گا۔) (مسلم)

حل لغات:

ببلالها: دوسری با کی زبر اور زیر دونوں طرح صحیح ہے۔

البلال' ' کا معنی پانی ہے اور حدیث مبارکہ کا معنی ہے: میں صلح رحمی کروں گا قطع رحمی کو گرمی سے تشبیہ دی جسے پانی سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قطع رحمی کی حرارت کو صلہ رحمی کے پانی سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔

سأبلها: از، بَلاً، بمعنی پانی سے تر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

میرا دوست اللہ اور مومنین ہیں:

(۳۳۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اٰلَ بَنِیْ فُلَانٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِیْ، اِنَّمَا وَلِيِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ۔

◄◄ حضرت ابوعبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل واضح الفاظ میں فرماتے سنا: فلاں قبیلے کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیکوکار مومنین ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ میری رشتہ داری ہے اور اسے میں قائم رکھوں گا۔ (صلہ رحمی کروں گا)۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

332: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 5990

Marfat.com

شرح:

یعنی فلاں قبیلے والوں کے ساتھ میرا مالی امداد کرنا اس لیے نہیں کہ ان کے ساتھ میرا کوئی روحانی تعلق ہے میری امداد اور معاونت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے میں صرف اس لیے ان کی امداد کرتا ہوں کہ یہ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی ان کا مجھ پر حق ہے اور جہاں تک روحانی تعلق کی بات ہے تو وہ مومن صالح آدمی کے ساتھ ہے اگر چہ وہ میرا رشتہ دار بھی نہ ہو۔

(۳۳۳) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْب خَالِدِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ، وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "تَعْبُدُ اللّٰهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِی الزَّکٰوةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور دوزخ سے بچالے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا اور نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی اختیار کر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یُبَاعِدُنِیْ: جو مجھے دور رکھے، بچالے، وغیرہ۔

روزہ کس سے افطار کیا جائے:

(۳۳۴) وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ، فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ ؛ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا، فَالْمَاءُ ؛ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ"، وَقَالَ: "اَلصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◄◄ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو اسے چاہئے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے' کیونکہ اس میں برکت ہے' اور اگر کھجور میسر نہ آئے تو پانی سے روزہ افطار کرے کیونکہ وہ پاک شے ہے' اور فرمایا: مسکین پر صدقہ کرنے سے ایک صدقہ کا ثواب ملتا ہے' اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے سے دو صدقوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

333: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 1396

334: ترمذی شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 658

Marfat.com

حل لغات:

افطر: از، فطراً، بمعنی افطار کرنا، روزہ کھولنا، کھانا اور پینا۔

شرح:

کھجور سے روزہ افطار کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی اور اگر آپ کو کھجور نہ ملتی تو پانی سے روزہ افطار کرتے اور ان دو چیزوں کو مقدم کیوں رکھا اس کی وجہ حدیث میں بیان کر دی کہ کھجور میں برکت ہے اس لیے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے معدہ خالی ہوتا ہے اور جگر کو ایسی غذا نہیں ملتی کہ وہ اس کو جذب کر کے اعضاء کی طرف بھیجے تو اس وقت میٹھی چیز تیزی کے ساتھ جگر میں پہنچتی ہے اور جگر بھی اس محبوب رکھتا ہے، اور کھجور اس لیے ضروری ہے کہ جب تر کھجور جگر میں جاتی ہے اور وہ اس کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ اور پانی پاک چیز ہے، اور معدے کی گرمی کو بجھا دیتا ہے اس کے بعد انسان کھانا کھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس لیے ان دونوں کو مقدم فرمایا، لیکن اس بات کا خاص دھیان رکھنا چاہیے کہ افطاری کے وقت زیادہ ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہیے، بعض لوگ انتہائی ٹھنڈا پانی پی کر بیمار ہو جاتے ہیں یہ ان کی اپنی کم علمی ہے حدیث اپنی جگہ صحیح درس دے رہی ہے لہٰذا ٹھنڈا پانی پی کر بیمار ہونے والے اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرائیں حدیث پر اعتراض نہ کریں، باقی حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(۳۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَتْ تَحْتِيْ امْرَاَةٌ، وَّكُنْتُ اُحِبُّهَا، وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ لِيْ: طَلِّقْهَا، فَاَبَيْتُ، فَاَتٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَلِّقْهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا لیکن (میرے والد ماجد) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دو، میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا کیسا:

(۳۳۶) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ، قَالَ: اِنَّ لِيْ امْرَاَةً وَّاِنَّ اُمِّيْ تَاْمُرُنِيْ

335: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5138، ترمذی شریف، کتاب الطلاق، رقم الحدیث: 1189

336: جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1900

Marfat.com

بِطَلاقِهَا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَاِنْ شِئْتَ، فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ، اَوِ احْفَظْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں؟ تو انہوں نے (ابوالدرداء) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ بہترین دروازہ ہے تو چاہے تو اسے ضائع کردے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس حدیث کے تحت علماء فرماتے ہیں کہ جو امور شرعاً واجب ہیں اگر والدین ان سے منع کریں تو ان کو اطاعت نہیں کی جائے گی، مثلاً، نماز، یا حج فرض وغیرہ سے روکیں تو اطاعت نہیں یونہی جو امور شرعاً ممنوع ہیں ان میں والدین کی اطاعت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے لہٰذا اگر کوئی شرعی عذر کی بنا پر والدین طلاق کا کہیں تو ان کی بات مانی جائے اور اگر اپنی ضد اور حسد کی وجہ سے کہہ رہے ہیں تو بیوی کو طلاق نہ دی جائے۔اس مفہوم کی حدیث جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے اُس کے تحت بھی اس کی شرح گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

خالہ بھی ماں ہے:

(۳۳۷)وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ؛ مِنْهَا حَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ، وَحَدِيْثُ جُرَيْجٍ وَقَدْ سَبَقَا، وَاَحَادِيْثُ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ حَذَفْتُهَا اِخْتِصَارًا، وَمِنْ اَهَمِّهَا حَدِيْثُ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الطَّوِيْلُ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى جُمَلٍ كَثِيْرَةٍ مِّنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَاٰدَابِهِ، وَسَاَذْكُرُهُ بِتَمَامِهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ بَابِ الرَّجَاءِ، قَالَ فِيْهِ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ - يَعْنِيْ: فِيْ اَوَّلِ النُّبُوَّةِ - فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: "نَبِيٌّ"، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِي اللّٰهُ تَعَالٰى"، فَقُلْتُ: بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِيْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ . . ." وَذَكَرَ تَمَامَ

337: ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1904

Marfat.com

الْحَدِيْث . وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◄ ◄ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: خالہ کا مرتبہ ماں جتنا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث کی صحیح کتابوں میں اس موضوع کی بے شمار مشہور احادیث موجود ہیں ان میں سے اصحاب غار کی حدیث اور حضرت جریج کی حدیث ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں صحیح میں بہت سی مشہور احادیث ہیں جن کو میں نے اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک اہم حدیث، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جو اسلامی قواعد و آداب کے بے شمار جملوں پر مشتمل ہے اور میں ''امید کے باب'' میں انشاء اللہ العزیز اس حدیث کو مکمل بیان کروں گا۔ اس حدیث میں راوی کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں یعنی نبوت کے ابتدائی ایام میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا میں نے عرض کی: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: مجھے اس حکم کے ساتھ بھیجا گیا ہے کہ صلہ رحمی کی جائے، بت توڑ دیئے جائیں صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے اور پھر تمام حدیث بیان کی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حل لغات:

منزلة: اترنے کی جگہ۔

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جس طرح ایک درخت کی دو شاخیں ہوتی ہیں ایسے ہی خالہ اور ماں ہیں، تو آدمی پر لازم کہ جس طرح اپنی ماں کا ادب و احترام کرتا ہے ایسے ہی اپنی خالہ کا بھی کرے کیونکہ خالہ کا مرتبہ ماں جتنا ہے۔

Marfat.com

۴۱-بَابُ تَحْرِيْمِ الْعُقُوْقِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ
نافرمانی اور قطع رحمی کی حرمت کے متعلق بیان

قطع رحمی کی تعریف:

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ نازیبا اور برا سلوک کرنا۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: 23-22)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا تمہیں (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو؟ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝﴾ (الرعد: 25)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر ۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 24-23)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا' اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے' اور عرض کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ○

تشریح:

اس آیت کی تشریح ابھی ابھی ماقبل باب میں گزری ہے۔

چار کبیرہ گناہ:

(۳۳۸) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟" - ثلاثًا - قُلْنَا: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: "اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ"، وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ" فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی قُلْنَا: لَیْتَهٗ سَکَتَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا: ہم نے عرض کی: ضرور: یارسول اللہ! فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ پہلے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات کرنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ آپ اس جملے کو بار بار دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی: کاش! آپ سکوت فرمائیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ: والدین کی نافرمانی۔

مُتَّکِئًا: ٹیک لگانے والا۔

وَقَوْلُ الزُّوْرِ: جھوٹی بات۔

شَهَادَۃُ الزُّوْرِ: جھوٹی گواہی۔

تعارف راوی:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۰، میں گزر چکا ہے۔

338: بخاری شریف، کتاب الشہادت، رقم الحدیث: 2654

Marfat.com

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کبیرہ گناہوں کی طرف اشارہ فرمایا (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی معافی نہیں (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) جھوٹی بات کرنا، جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر انسان اس کو چھوڑ دے تو وہ کامل ولی بن جائے (۴) جھوٹی گواہی دینا اس لیے کہ اس کے ساتھ کسی کی جان بھی جاسکتی ہے اور عزت وآبرو بھی جاسکتی ہے، اور کسی کی جان لینا یا عزت وآبرو کو اُچھالنا کبیرہ گناہ ہیں۔ یہاں پر صرف چار گناہوں کا ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے علاوہ اور کوئی کبیرہ گناہ نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت سارے کبیرہ گناہ ہیں، مثلاً، شراب پینا، زنا کرنا، نماز ترک کرنا، روزہ ترک کرنا، کسی پر ظلم کرنا، جوا کھیلنا، وغیرہ۔

(۳۳۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ": اَلَّتِيْ يَحْلِفُهَا كَاذِبًا عَامِدًا، سُمِّيَتْ غَمُوْسًا ؛ لِأَنَّهَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِي الْإِثْمِ .

◄◄ حضرت ابوعبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

حل لغات:

الیمین الغموس: قسم کھانے والا جان بوجھ کر جو جھوٹی قسم اُٹھاتا ہے اسے الیمین الغموس کہتے ہیں، اور اس کو غموس اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ قسم کھانے والے کو گناہ سے ڈھانپ لیتی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جب کسی کو ناحق قتل کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے اور قاتل پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، قیامت کے دن مقتول قاتل کو اللہ کی بارگاہ میں لاکر سوال کرے گا کہ اے اللہ اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا، معلوم ہوا کہ ناحق

339: بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 6675

Marfat.com

قتل کرنے والے لعنتی ہیں۔

والدین کو گالی دینے کا مطلب:

(۳۴۰)وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ!"، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "نَعَمْ، يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ!"، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ" .

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس طرح کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ (دوسرا شخص) جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔ وہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو لعن طعن کرے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنے والدین کو کیسے لعن طعن کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس طرح کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے یہ اس کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کی ماں کو جواباً گالی دے۔

حل لغات:

شَتْمٌ: گالی دینا، بُرا بھلا کہنا۔

يَسُبُّ: از، سباً، بمعنی گالی دینا (،شتم، کا معنی بھی گالی گلوچ ہے اور، سب، کا معنی بھی یہی ہے)

يَلْعَنَ: از، لعناً، بمعنی لعن طعن کرنا۔ (برا بھلا کہنا)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

والدین کو گالی دینے سے ایک مراد تو وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے جب یہ کسی کے والدین کو

340: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5973' بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5984

Marfat.com

گالی دے گا تو وہ بھی اس کے والدین کو گالی دے گا تو یوں ہی سمجھو کہ اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی، اور اس کا دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی برے کام کرے تو لوگ کہیں کہ فلاں کے بیٹے یا بیٹی نے یہ برا کام کیا ہے یہ بھی والدین کو گالی دینا ہی ہے۔

(۳۴۱)وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ" قَالَ سُفْيَانُ فِیْ رِوَايَتِهٖ: يَعْنِیْ: قَاطِعَ رَحِمٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابو محمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سفیان نے اپنی روایت میں کہا: قاطع سے مراد قطع رحمی کرنے والا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قَاطِعٌ: کاٹنے والا، یعنی صلہ رحمی نہ کرنے والا۔

تعارف راوی:

جبیر ابن مطعم: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی نوفلی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، مدینہ منورہ میں رہے، ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الجیم، صحابہ کرام)

(۳۴۲)وَعَنْ اَبِیْ عِيْسٰى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ: قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "مَنْعًا" مَعْنَاهُ: مَنْعُ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ، وَ"هَاتِ": طَلَبُ مَا لَيْسَ لَهٗ ۔ وَ"وَاْدَ الْبَنَاتِ" مَعْنَاهُ: دَفْنُهُنَّ فِی الْحَيَاةِ، وَ"قِيْلَ وَقَالَ" مَعْنَاهُ: الْحَدِيْثُ بِكُلِّ مَا يَسْمَعُهٗ، فَيَقُوْلُ: قِيْلَ كَذَا، وَقَالَ فُلَانٌ كَذَا مِمَّا لَا يَعْلَمُ صِحَّتَهٗ، وَلَا يَظُنُّهَا، وَكَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ۔ وَ"اِضَاعَةُ الْمَالِ": تَبْذِيْرُهٗ وَصَرْفُهٗ فِیْ غَيْرِ الْوُجُوْهِ الْمَاْذُوْنِ فِيْهَا مِنْ مَقَاصِدِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا، وَتَرْكُ حِفْظِهٖ مَعَ اِمْكَانِ الْحِفْظِ ۔ وَ"كَثْرَةُ السُّؤَالِ": اَلْاِلْحَاحُ فِيْمَا لَا حَاجَةَ اِلَيْهِ ۔

وَفِی الْبَابِ اَحَادِيْثُ سَبَقَتْ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ كَحَدِيْثِ: "وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكَ"، وَحَدِيْثُ: "مَنْ

341: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5984

342: مسلم شریف، کتاب الاقضیۃ، رقم الحدیث: 593

Marfat.com

قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ"۔

◄◄ حضرت ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور جو کچھ واجب الادا ہے وہ ادا نہ کرنا' اور دوسرے کے مال پر ناحق قبضہ کرنے کی کوشش کرنا' بچیوں کو زندہ درگو کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تمہارے لیئے سنی سنائی باتیں کہنا' زیادہ سوال کرنا اور مال کو بلا وجہ ضائع کرنا۔ (متفق علیہ)

اس طرح کہا گیا ہے' اور فلاں نے یہ کہا ہے حالانکہ وہ اس کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور ایک آدمی کے لئے اسی قدر جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو بات بھی سنے اسے زبان پر لے آئے۔

اور اس موضوع کی کافی احادیث کا بیان پہلے گزر چکا ہے جیسا کہ حدیث "جو تجھ سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے تعلق منقطع کروں گا اور یہ حدیث کہ جو مجھے قطع کرے اللہ اسے قطع کرے"۔

حل لغات:

منعًا: جس چیز کی ادائیگی واجب ہو وہ ادا نہ کرنا۔

ھات: جس چیز پر اس کا کوئی حق نہیں وہ چیز طلب کرنا۔

و أدالبنات: بچیوں کو زندہ دفن کر دینا۔

قیل وقال: جو سنی سنائی بات کرے' اور کہے۔

کثرة السوال: غیر ضروری طور پر سوال پر اصرار کرنا۔

اضاعة المال: مال کو ایسے غیری ضروری مقامات پر خرچ کرنا جہاں خرچ کرنے کی شرعاً اجازت نہ ہو' اور جہاں خرچ کرنے سے نہ تو دینی فائدہ ہو' اور نہ ہی دنیوی فائدہ اور مال کی حفاظت ممکن ہونے کے باوجود اس کی حفاظت نہ کرنا۔

تعارف راوی:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ھ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف المیم، صحابہ کرام)

شرح:

زمانہ جاہلیت میں لوگ بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے دارمی شریف میں ایک حدیث میں اس کا کچھ تفصیلی بیان ملتا ہے کہ

Marfat.com

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعِبَادَةِ أَوثَانٍ فَكُنَّا نَقتُلُ الأَولَادَ وَكَانَت عِندِي بِنتٌ لِي فَلَمَّا أَجَابَت وَكَانَت مَسرُورَةً بِدُعَائِي إِذَا دَعَوتُهَا فَدَعَوتُهَا يَومًا فَاتَّبَعَتنِي فَمَرَرتُ حَتَّى أَتَيتُ بِئرًا مِن أَهلِي غَيرَ بَعِيدٍ فَأَخَذتُ بِيَدِهَا فَرَدَّيتُ بِهَا فِي البِئرِ وَكَانَ آخِرَ عَهدِي بِهَا أَن تَقُولَ: يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَكَفَ دَمعُ عَينَيهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِن جُلَسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَحزَنتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: كُفَّ فَإِنَّهُ يَسأَلُ عَمَّا أَهَمَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَعِد عَلَيَّ حَدِيثَكَ فَأَعَادَهُ فَبَكَى حَتَّى وَكَفَ الدَّمعُ مِن عَينَيهِ عَلَى لِحيَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ قَد وَضَعَ عَنِ الجَاهِلِيَّةِ مَا عَمِلُوا فَاستَأنِف عَمَلَكَ،،

حوالہ: (ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی شریف: کتاب الدلائل النبوۃ، بَابُ مَا كَانَ عَلَيهِ النَّاسُ قَبلَ مَبعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِنَ الجَهلِ وَالضَّلَالَةِ، ج ۱، ص ۳۴، شبیر برادرز لاہور)

ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم زمانہ جاہلیت میں تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے (یعنی بچیوں کو)، میری ایک بیٹی تھی جب وہ بولنے لگی، تو جب میں اُس کو بلاتا وہ میرے بلانے سے خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا وہ میرے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو کنویں میں پھینک دیا (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے آخری کلمات (جو اُس وقت اُس کے زبان پر جاری تھے وہ) اے ابا جان اے میرے ابا جان تھے (یعنی میں نے اُس کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ مجھے ابو جان، بابا جان کہہ کہہ کر رحم و کرم کی اپیل کر رہی تھی)۔

یہ واقعہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگ پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے ایک نے اُس آدم سے کہا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دیں اس نے وہی پوچھا ہے جو اُس کے ذہن میں تھا، اور پھر فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ پھر سناؤ اُس آدمی نے یہی واقعہ پھر سنایا تو پھر نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آنسوؤں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی سے فرمایا کہ جاہلیت میں لوگوں کے (برے) اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب تم (نیک) عمل کا آغاز کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جاہلیت کے کیے ہوئے برے اعمال پر پکڑ نہیں فرمائے گا آج کے بعد نیک کام ہی کرنا)

Marfat.com

۴۲-بَابُ فَضْلِ بِرِّ اَصْدِقَاءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُّنْدَبُ اِكْرَامُهٗ

باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت کے متعلق بیان، اسی طرح ماں، عزیزوں، بیوی اور تمام ان لوگوں کے ساتھ جن کا احترام ضروری ہے

(۳۴۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کرے۔ (مسلم)

حل لغات:

وُدَّ اَبِيْهِ: باپ کے دوست۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں کا ادب واحترام کرے کیونکہ اس پر والد کا ادب کرنا لازم ہے تو اس کے دوستوں کا ادب بھی والد کا ہی ادب ہے اور جب والد مر جائے تو بھی اس کے دوستوں کا ادب بجالائے، علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ماں کی سہلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا سبق ملتا ہے۔

والد کے دوست کے بیٹے کو تحفہ دیا:

(۳۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ

343: مسلم شریف، کتاب البر، رقم الحدیث: 2552

Marfat.com

الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَاسِهِ، قَالَ ابْنُ دِيْنَار: فَقُلْنَا لَهُ: اَصْلَحَكَ اللّٰهِ، اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ".

◄◄ حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی ان کو مکہ کے راستے میں ملا۔ تو انہوں نے اسے السلام علیکم کہا' اور اسے اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر آپ سواری کرتے تھے' اور اسے اپنا عمامہ دیا جو آپ کے سر پر تھا۔ حضرت ابن دینار فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے' یہ اعرابی تو تھوڑی سی چیز پر ہی راضی ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: سب سے بڑی نیکی آدمی کی اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس طرح ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں کیوں آیا ہوں؟ اس لیے کہ میں نے سنا کہ جو شخص چاہے کہ اپنے والد کے ساتھ قبر میں صلہ رحمی کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور میں آپ کو اس لیے ملنے آیا ہوں کہ آپ کے والد اور میرے والد دونوں دوست تھے۔ (الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

(۳۴۵) وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّهُ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ اِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ، وَعِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَاْسَهُ، فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَرَّ بِهِ اَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: اَلَسْتَ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ؟ قَالَ: بَلٰى. فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ، فَقَالَ: ارْكَبْ هٰذَا، وَاَعْطَاهُ الْعِمَامَةَ وَقَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَيْتَ هٰذَا الْاَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ، وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَاْسَكَ؟ فَقَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ

344: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2552

345: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2552

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ" وَاِنَّ اَبَاہُ کَانَ صَدِیْقًا لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔رَوٰی ھٰذِہِ الرِّوَایَاتِ کُلَّھَا مُسْلِمٌ ۔

◀◀ اور ایک روایت حضرت عبداللہ ابن دینار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ جب مکہ کے سفر پر روانہ ہوتے تو ان کے ساتھ ایک گدھا ہوتا جب اونٹنی کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو جاتے، اور آپ کے پاس ایک عمامہ تھا جس کو وہ سر پر باندھتے تھے۔ ایک دن جبکہ آپ اسی گدھے پر سوار تھے کہ ایک اعرابی آپ کے پاس سے گزرا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو فلاں بن فلاں نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے اپنا گدھا اس کو دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ اور اپنا عمامہ اسے عطا کیا اور فرمایا کہ اسے سر پر باندھ لو۔ بعض ساتھیوں نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے۔ آپ نے اس اعرابی کو گدھا دے دیا ہے۔ جس پر آپ اونٹنی کی سواری سے تھک کر سواری کرتے تھے، اور اس کو اپنی پگڑی بھی دی ہے جو آپ سر پر باندھتے تھے تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے، اور اس اعرابی کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ (مسلم)
ان تمام احادیث کو مسلم نے روایت کیا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

(۳۴۶) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ - بِضَمِّ الْھَمْزَۃِ وَفَتْحِ السِّیْنِ - مَالِکِ بْنِ رَبِیْعَۃَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآئَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا، وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا، وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا، وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ ۔

◀◀ حضرت ابو اُسید ہمزہ کے پیش اور سین کے زبر کے ساتھ حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میرے والدین فوت ہو جانے کے بعد بھی میرے لیے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! ان کے لئے دعا کرنا، ان کے لئے مغفرت طلب کرنا، ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے عزیزوں سے صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت

346: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5142

Marfat.com

کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت:

(۳۴۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ، وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِی صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَاَنْ لَمْ يَكُنْ فِی الدُّنْيَا اِلَّا خَدِيْجَةُ! فَيَقُوْلُ: "اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاءَ، فَيُهْدِیْ فِیْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: كَانَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ، يَقُوْلُ: "اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰی اَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ".

وَفِیْ رِوَايَةٍ: قَالَتْ: اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ، فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ".

قَوْلُهَا: "فَارْتَاحَ" هُوَ بِالْحَاءِ، وَفِی الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِیْ: "فَارْتَاعَ" بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ: اِهْتَمَّ بِهٖ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اتنا کسی اور پر نہیں آتا تھا میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کرتے تھے اور پھر ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس بھیج دیتے تھے کئی دفعہ میں آپ سے عرض کرتی: گویا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت دنیا میں گزری ہی نہیں۔ تو آپ فرماتے: اس میں یہ خوبی تھی، یہ خوبی تھی اور اس سے میری اولاد ہوئی۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ بکری ذبح کرتے اور گنجائش کے مطابق گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے اور ایک روایت میں ہے جب آپ بکری ذبح کرتے تو فرماتے: اسے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دو اور ایک روایت میں ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت طلب کرنے کا انداز یاد آ گیا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔

347: بخاری شریف، کتاب المناقب، رقم الحدیث: 3818

Marfat.com

حل لغات:

فارتاح: یہ حاء کے ساتھ ہے' اور حمید نے: اس کو جمع بین الصحیحین میں فارتاع عین کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کا معنی ہے: اہتمام کیا۔
غرت: از، غیرۃً، بمعنی غیرت کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو بکر کا گوشت دینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت اس قدر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عمر مبارک میں کسی اور سے شادی نہیں فرمائی، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلی سوائے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور ایک وجہ حضرت خدیجہ سے محبت کی یہ بھی تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مال و جان کے ساتھ مدد کی جب کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین نہیں کرتا تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیاں خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی اور پیاری صاحبزادی حجرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، ام الحسنین فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہیں۔ جن کے بطن سے اسلام کے پاسباں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے۔

(٣٤٨) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَفَرٍ، فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ، فَقُلْتُ لَهٗ: لَا تَفْعَلْ، فَقَالَ: اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اٰلَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهٗ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر نکلا تو وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا نہ کریں تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کو ایسا سلوک کرتے دیکھا کہ میں نے قسم کھائی کہ میں انصار میں سے جس

348: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 2513

Marfat.com

کسی کی صحبت اور رفاقت میں ہو اس کی خدمت لازماً کروں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اٰلَیْت: از، ایلاءً، بمعنی، قسم کھانا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اس قدر تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کی بھی خدمت کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے لیے سعادت مندی گمان کرتے تھے۔

آج 24 رمضان المبارک صبح 6:11 منٹ پر" **معراج السالکین فی شرح ریاض الصالحین** "کی پہلی جلد کا اختتام ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی باگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

''ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ''

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دورانِ تحریر وتخریج مدد لی گئی)

۞قرآن مجید،

☆کتب تفاسیر

۞تفسیر طبری، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ۔

۞تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ۔

۞تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ۔

۞تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ۔

۞تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ۔

۞تفسیر مدارك التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ۔

۞تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ۔

۞تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ۔

۞تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔

۞تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی وامام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ۔

۞تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ۔

۞تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ۔

۞تفسیر مظھری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ۔

۞تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ۔

۞تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

۞تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

۞تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ۔

۞تفسیر جمل،

Marfat.com

☆ کتب حدیث

- موطا امام مالک، امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، متوفی 179ھ۔
- کتاب الزھد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ۔
- مسند ابو داؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ۔
- مصنف عبد الرزاق، امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ۔
- مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ۔
- مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ۔
- مسند ابی اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ۔
- مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ۔
- سنن دارمی، امام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ۔
- صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ۔
- ادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ۔
- صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ۔
- سنن ابن ماجہ، اما ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ۔
- سنن ابو داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ۔
- جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ۔
- مسند بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ۔
- سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ۔
- سنن الکبریٰ، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ۔
- مسند ابو یعلیٰ موصلی، امام احمد بن عالی المثنی التیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ۔
- صحیح ابن خزیمہ، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ۔
- شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ۔
- صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ۔
- الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ۔
- المعجم الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔

Marfat.com

- المعجم الصغیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- مسند شامیین، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- تنبیہ الغافلین، ابواللیث نصر بن محمد احمد بن ابرہیم السمرقندی، متوفی 373ھ۔
- المستدرک، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ۔
- حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ۔
- دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ۔
- مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ۔
- سنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ۔
- شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ۔
- جامع البیان العلم و فضلہ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ۔
- شرح السنۃ، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ۔
- الترغیب و الترہیب، امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ۔
- ریاض الصالحین، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔
- مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ۔
- اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرہ، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ۔
- الجامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الفتح الکبیر فی ضم الزیاداۃ الی جامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الصحیح و الضعیف، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الصوائق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ۔
- کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ۔

☆ کتب شروحات حدیث

- شرح صحیح بخاری لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ۔
- کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ۔
- شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔
- فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔

Marfat.com

- عمدہ القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ۔
- مرقاۃ المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ۔
- اشعۃ اللمعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ۔
- شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ۔
- دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، علامہ شمس الدین۔
- روضۃ المتقین فی شرح ریاض الصالیحین۔
- مراۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔
- فضل الساری،
- نزہۃ القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ۔
- نعمۃ الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
- شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
- فیضان ریاض الصالحین، مجلس العلمیہ دعوت اسلامی۔

☆ کتب اسماء الرجال

- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ۔
- الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔
- الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح۔
- اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

☆ کتب تعریفات ولغت

- المنجد، لویس معلوف
- فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین
- کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ۔
- حزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ
- کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

☆ کتب سیرت وشمائل

- سیرت ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ۔

Marfat.com

۞الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ۔

۞سبل الهدیٰ والرشاد في سیرة خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ۔

۞مدارج النبوة، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ۔

۞زرقاني علي المواهب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ۔

۞حجة الله علي العالمين في معجزات سيد المرسلين (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ۔

۞شواهد النبوة،

۞سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ۔

۞ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

☆کتب تصوف

۞الزهد لابي داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ۔

۞الفوائد والزهد و الرقاق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ۔

۞عمل اليوم و الليلة، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السُنّی، متوفی 364ھ۔

۞رسالة القشيريه، عبدالکریم بن ہوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ۔

۞احياء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

۞لباب الاحياء (تلخيص احياء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

۞مکاشفة القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

۞کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

۞کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔

۞اتحاف سعادة المتقين في شرح احياء العلوم الدين، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ۔

۞کتاب الزهد، لمعافی بن عمران الموصلی۔

☆کتب عامہ

۞فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ۔

۞مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ۔

۞الدعا، للطبراني، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔

Marfat.com

﴿الابانة الکبریٰ، ابو عبداللہ عبید اللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبری، متوفی 387ھ۔

﴿شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ، ابو القاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری علیہ الرحمۃ، متوفی 418ھ۔

﴿تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ۔

﴿السنن و المبتدعات المتعلقہ بالاذکار و الصلوٰت، محمد بن احمد عبد السلام الشقیری، متوفی 521ھ۔

﴿البدایہ و النھایہ، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ۔

﴿تلخیص الخبیر، ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔

﴿تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔

﴿فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الرؤف بن تاج الدین، متوفی 1031ھ۔

﴿حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

﴿فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ۔

﴿ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ۔

﴿بہار شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ۔

﴿عیون الحکایات، امام عبد الرحمٰن بن جوزی۔

﴿مناقب امام اعظم، للامام البزادی الکردری علیہ الرحمۃ۔

﴿فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ۔

﴿جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

﴿الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق۔

﴿موقع، الشیخ الدکتور عبد العزیز بن محمد السد حان۔

﴿من المراد بالشیخین عند الأحناف و الشافعیۃ و المالکیۃ و الحنابلۃ، موقع طریق الاسلام۔

﴿الأعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعۃ الخامسۃ عشر ۲۰۰۲م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،

﴿نزھۃ المتقین شرح ریاض الصالحین، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسۃ الرسالۃ،

﴿تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الأثریۃ عمان، الأردن،

﴿تصحیح التنبیہ و یلیہ تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ،

﴿المنھل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی، الطبعۃ الأولی ۲۰۰۵م، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،

Marfat.com

تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام، الذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، الطبعۃ الأولی،
علو الھمۃ، محمد بن أحمد المقدم، دار الإیمان مصر ۲۰۰۴ء،
روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، أبوزکریا یحیٰ بن شرف النووی، المکتب الإسلامی ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱ء،
تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ، عبد الرحیم الإسنوی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء،
البدایۃ والنہایۃ، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دار عالم الکتب ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء،
تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ۔
المقاصد الإمام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،
طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی،
سکب العبرات للموت والقبر والسکرات، سید بن حسین العفانی، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،
ذیل مرآۃ الزمان، الیونینی، موقع الوراق۔
تأملات فی سیرۃ إمام شبکۃ صید الفوائد، مشعل بن عبد العزیز الفلاحی۔
شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، ابن العماد الحنبلی۔
العلماء العزاب، عبد الفتاح أبوغدۃ، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء۔
یحییٰ النووی۔ المحدث الفقیہ، موقع مقالات إسلام، ویب۔
توضیح تلویح
تعلیم المتعلم،
فقہ الفقیہ،
تذکرہ الاولیاء
فوائد الفقہ

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
12 جلد مکمل
ریاض الصالحین
شرح مائۃ عامل
شرح اصول الشاشی
قانون شریعت
تاریخ الخلفاء
انوار شریعت
بہار شریعت
ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
12 جلد مکمل
شرح اصول الشاشی
برکات التقویٰ
اکبر بک سیلرز ناشر

Marfat.com

تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

جلد دوم

ریاض الصالحین

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابواحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

جلد دوم

ریاض الصالحین

مصنف:

حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: .... رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد دوم

مصنف: .... حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: .... ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 624

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: .... ڈیسنٹ گرافکس

ناشر: .... اکبر بک سیلرز

قیمت: .... -/700 روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40-اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

Marfat.com

فہرست مضامین

باب نمبر:43:اہل بیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اوران کی تکریم کے متعلق بیان ۱۹
اہل بیت کی تعریف وتحقیق ۱۹
فائدہ ۲۰
باب نمبر44:: علماء بزرگوں اوراہلِ فضل لوگوں کے احترام اوران کودوسروں پرمقدم کرنے اورمجالس میں ان کے
مراتب بلند کرنے اوران کے مراتب کے اظہار کرنے کا بیان........ ۲۴
توقیر کے لغوی معانی........ ۲۴
باب نمبر:45:اچھےلوگوں کی زیارت کرنے ان کی مجلس اورصحبت اختیار کرنے اوران سے محبت کرنے اوران کی زیارت
کی خواہش رکھنےاوران سے دعا کرانے اورفضیلت والے مقامات کی زیارت کے متعلق بیان ۳۳
زیارت کالغوی معنی ۳۳
سیدنااویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعارف وفضائل ۴۷
درس امت ۵۰
باب نمبر:46:اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اوراس پرابھارنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آدمی کوجس سے محبت ہوا سے
بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور یہ کہ اسے بتاتے وقت کیا کہے؟ ۵۵
حب کےلغوی معانی........ ۵۵
محبت کے معانی ۵۵
باب نمبر:47:اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی نشانیاں اوران کی اپنے اندروہ نشانیاں پیدا کرنے کی ترغیب
اورحاصل کرنے کی کوشش کا بیان ۶۳
باب نمبر:48: نیکوکاروں کمزوروں اورمسکینوں کی ایذارسانی سے ڈرانے کے متعلق بیان........ ۷۲
صالحین کا معنی ۷۲
صالح کی تعریف ۷۳

Marfat.com

مسکین کے لغوی معانی ۷۳
باب نمبر:49:لوگوں کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا بیان.. ۷۵
باب نمبر:50:خوف کے متعلق بیان ۸۱
خوف کے لغوی معانی ۸۱
خوف کی تعریف ۸۱
باب نمبر:51:امید کے متعلق بیان ۱۰۱
رجاء کے لغوی معانی ۱۰۱
رجاء کی تعریف ۱۰۱
باب نمبر:52:امید کی فضیلت کے متعلق بیان ۱۳۹
باب نمبر:53:امید اور خوف کو جمع کرنے کا بیان ۱۴۲
باب نمبر:54:اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت میں رونے کی فضیلت کا بیان ۱۴۶
باب نمبر:55:دنیا میں زُہد کی فضیلت اور دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان ۱۵۸
زہد کے معانی ۱۵۸
زہد کی تعریف ۱۵۸
فقر کی تعریف: ۱۵۸
باب نمبر:56: بھوکا رہنے، مشکل زندگی گزارنے، کم کھانے، کم پینے، مرغوبات کی طرف کم توجہ دینے اور خواہشات کو ترک کر دینے کی فضیلت کا بیان ۱۹۰
شہوت کے معانی ۱۹۰
شہوت کی تعریف ۱۹۰
جنگِ خندق ۲۲۸
جنگ خندق کا سبب ۲۲۸
مسلمانوں کی تیاری ۲۲۸
باب نمبر:57: قناعت، سوال نہ کرنے، معیشت میں میانہ روی اختیار کرنے، خرچ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت کا بیان ۲۳۳
قناعت کا معنی ۲۳۳
عفاف کا معنی ۲۳۳

Marfat.com

معیشت کا معنی ۲۳۳
قناعت کی تعریف ۲۴۳
باب نمبر:58: بغیر سوال اور لالچ کے اگر کوئی چیز ملے تو اس کو لے لینے کے جواز کا بیان ۲۵۵
سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت ۲۵۵
باب نمبر:59: اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے' سوال سے باز رہنے اور مستحقین کو دینے کی ترغیب کا بیان ۲۵۶
باب نمبر:60: اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے سخاوت کرنے اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا بیان ۲۶۰
کرم کا معنی ۲۶۰
جود کا معنی ۲۶۰
کرم کی تعریف ۲۶۰
جود کی تعریف ۲۶۰
باب نمبر:61: بخل اور کنجوسی کی ممانعت کا بیان ۲۷۸
بخل کا معنی ۲۷۸
بخل کی تعریف ۲۷۸
باب نمبر:62: ایثار اور ہمدردی کا بیان ۲۸۹
ایثار کا معنی ۲۸۹
مواسات کا معنی ۲۸۹
ایثار کی تعریف ۲۸۹
مواسات کی تعریف ۲۸۰
مہمان نوازی کی فضیلت ۲۸۱
باب نمبر:63: امورِ آخرت میں مسابقت اور متبرک چیزوں کو کثرت سے طلب کرنے کا بیان ۲۸۶
تنافس کا معنی ۲۸۶
باب نمبر:64: شکر کرنے والے دولت مند کی فضیلت کا بیان وہ شخص جو حلال طریقہ سے مال کمائے اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرے ۲۸۹
غنی کا معنی ۲۸۹
شاکر کا معنی ۲۸۹
شاکر کی تعریف ۲۸۹

Marfat.com

باب نمبر:65: موت کی یاد اور آرزوئیں کم کرنے کا بیان ۲۹۴
موت کا معنی ۲۹۴
موت کی تعریف ۲۹۴
درود شریف کی فوائد ۳۰۳
باب نمبر:66: مردوں کے لئے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا بیان اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟ ۳۰۴
باب نمبر:67: کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کی کراہت کا بیان اور یہ کہ دین میں فتنہ پیدا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنے میں حرج نہیں ۳۰۷
باب نمبر:68: پرہیزگار بننے اور شبہات کو ترک کرنے کا بیان ۳۱۰
ورع کا معنی ۳۱۰
شبہ کا معنی ۳۱۰
ورع کی تعریف ۳۱۰
شبہ کی تعریف ۳۱۰
باب نمبر:69: لوگوں اور زمانے کے بگڑ جانے کے وقت گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان یا اس خوف سے کہ دین میں فتنہ پیدا ہوگا یا حرام اور شبہات وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو ۳۲۰
عزلت کا معنی ۳۲۰
عزلت کی تعریف ۳۲۰
افضل السلام پر چند دیگر احادیث ۳۲۲
باب نمبر:70: لوگوں سے ملنے جلنے' ان کے اجتماعات میں شریک ہونے' بھلائی کی جگہوں اور ذکر کی مجلس والوں کے ساتھ اور مریض کی عیادت کرنے' جنازوں میں شریک ہونے' محتاج سے ہمدردی کرنے' جاہل کی رہنمائی کرنے' وغیرہ اور اجتماعی بہتری کے کاموں کی فضیلت کا بیان' اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک سکے اور تکلیف پر صبر کر سکے ۳۲۶
عیادت کا معنی ۳۲۶
مواسات کا معنی ۳۲۶
ارشاد کا معنی ۳۲۶
باب نمبر:71: انکساری اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان ۳۲۷
تواضع کا معنی ۳۲۷

Marfat.com

تواضع کی تعریف ۳۲۷
علم کوسکھانا ۳۳۲
کھانا کھانے کے آداب ۳۳۳
باب نمبر:72: تکبر اور خود پسندی کی حرمت کا بیان ۳۳۷
تکبر کا معنی ۳۳۷
تکبر کی تعریف ۳۳۷
باب نمبر:73: حسنِ خلق کا بیان ۳۴۶
حسن خلق کا معنی ۳۴۶
خلق کی تعریف ۳۴۶
بعض حسن اخلاق احادیثِ مبارکہ کا مفہوم ۳۵۳
باب نمبر:74: بردباری، تحمل اور نرمی کے متعلق بیان ۳۵۵
حلم کا معنی ۳۵۵
رفق کا معنی ۳۵۵
حلم کی تعریف ۳۵۵
باب نمبر:75: معاف کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کے متعلق بیان ۳۶۳
عفو کا معنی ۳۶۳
عفو کی تعریف ۳۶۳
باب نمبر:76: تکلیف برداشت کرنے کا بیان ۳۶۹
باب نمبر:77: حرماتِ شرعیہ کی پامالی پر غضبناک ہونے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا بیان ۳۷۱
باب نمبر:78: حکمرانوں کو رعایا سے نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے، ان کی بہتری کا خیال رکھنے کا حکم اور ان پر سخت رویہ رکھنے، ان کے معاملات سے چشم پوشی کرنے اور ان کی بہتری کے سلسلہ میں سستی کرنے کی ممانعت کا بیان ۳۷۶
باب نمبر:79: عادل حکمران کا بیان ۳۸۴
باب نمبر:80: معصیت کے بغیر حکم میں حکمران کی اطاعت کے واجب ہونے اور معصیت میں ان کی اطاعت کی حرمت کا بیان ۳۸۹
باب نمبر:81: امارت طلب کرنے کی ممانعت اور امارت کو تقاضوں پر پورا نہ کرسکنے یا ضرورت کی صورت میں امارت ترک کردینے کا بیان ۴۰۰

Marfat.com

آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے ۴۰۳
امارت وحکومت کا سوال نہ کرو ۴۰۳
باب نمبر:82: حکمران' قاضی اور دیگر عہدیداروں کو نیک وزیر مقرر کرنے پر ابھارنے اور انہیں بُرے رفقاء اوران کی باتیں تسلیم کرنے سے ڈرانے کا بیان ۴۰۴
باب نمبر:83: سوال کرنے والے اور حرص رکھنے والے کو حکمرانی' قضا اور دیگر عہدے دینے کی ممانعت کا بیان ۴۰۷
امارت کا معنی ۴۰۷

﴿کتاب الادب﴾

ادب کا معنی ۴۰۸
ادب کی تعریف ۴۰۸
باب نمبر:84: حیا اوراس کی فضیلت اوراس سے متصف ہونے کی ترغیب کا بیان ۴۰۸
حیا کا معنی ۴۰۸
حیا کی تعریف ۴۰۸
باب نمبر:85: راز کی حفاظت کرنے کا بیان ۴۱۲
سر کا معنی ۴۱۲
باب نمبر:86: ایفائے عہد اور وعدہ پورا کرنے کے متعلق بیان ۴۱۷
عہد کا معنی ۴۱۸
وفا کا معنی ۴۱۸
وعدے کا معنی ۴۱۸
عہد کی تعریف ۴۱۸
باب نمبر:87: اچھی عادت کی محافظت کرنے کا بیان ۴۲۲
باب نمبر:88: عمدہ گفتگو اور بوقتِ ملاقات خندہ پیشانی سے پیش آنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۲۳
باب نمبر:89: مخاطب کے سامنے بات کی وضاحت اور ضرورت پڑے تو اس کے تکرار کے مستحب ہونے کا بیان جب وہ اس کے بغیر نہ سمجھ جا سکے ۴۲۵
باب نمبر:90: ہم نشینوں کی ایسی بات جو حرام نہ ہو توجہ سے سننے اور عالم وواعظ کے لئے حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کی تلقین کرنے کا بیان ۴۲۸
باب نمبر:91: وعظ اوراس میں میانہ روی رکھنے کا بیان ۴۲۸

Marfat.com

باب نمبر:92: وقار اور طمانیت کا بیان ۴۳۳
باب نمبر:93: نماز علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار اور سکون کے ساتھ آنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۳۴
باب نمبر:94: مہمان کی تعظیم کرنے کا بیان ۴۳۶
باب نمبر:95: اچھی بات پر خوش خبری سنانے اور مبارک باد دینے کے استحباب کا بیان ۴۴۰
باب نمبر:96: سفر وغیرہ کے لئے ساتھی سے جدا ہوتے وقت اسے الوداع کہنے' نصیحت کرنے' اور اس کے لئے دعا کرنے'
اور اس سے دعا کرانے کا بیان ۴۵۰
الوداع کا معنی ۴۵۰
فرشتوں نے چکی چلائی ۴۵۱
باب نمبر:97: استخارہ اور مشورہ کا بیان ۴۵۷
استخارہ کا معنی ۴۵۷
مشاروت کا معنی: ۴۵۷
استخارہ کی تعریف ۴۵۷
باب نمبر:98: عید' مریض کی تیمارداری' حج' جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانے اور دوسرے راستے سے
لوٹنے کے مستحب ہونے کا بیان تا کہ عبادات کے مقامات میں اضافہ ہو ۴۵۹
باب نمبر:99: ہر قابل تعظیم کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۶۱
غسل میت ۴۶۳

﴿کھانے کے آداب کا بیان﴾

طعام کا معنی ۴۶۸
باب نمبر:100: کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللہِ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کا بیان ۴۶۸
تسمیہ کا معنی ۴۶۸
الحمد سے مراد ۴۶۸
باب نمبر:101: کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۴۷۵
باب نمبر:102: روزہ دار کھانے میں حاضر ہو' اور اس نے ابھی روزہ افطار نہ کیا ہو تو اسے کیا کہے؟ ۴۷۶
باب نمبر:103: جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ چل دے تو وہ کیا کہے؟ ۴۷۷
باب نمبر:104: اپنے سامنے سے کھانا اور جو صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرنے کا بیان ۴۷۸
باب نمبر:105: جب جماعت کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہو تو دوستوں کی اجازت کے بغیر اکٹھی دو کھجوریں اور اسی طرح

Marfat.com

کی دوسری چیز کھانا منع ہے ۴۷۹
باب نمبر:106: جو کھائے اور سیر نہ ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟ ۴۸۰
باب نمبر:107: پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت کا بیان ۴۸۱
باب نمبر:108: تکیہ لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان ۴۸۳
باب نمبر:109: تین انگلیوں سے کھانا کھانے اور انگلیاں چاٹنے کے مستحب ہونے اور چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنے کی کراہت اور پیالے کو چاٹنے' گر جانے والے لقمہ کو اٹھانے' اور کھا لینے کے مستحب ہونے' اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پنڈلی کے ساتھ پونچھ لینے کا بیان ۴۹۲
باب نمبر:110: زیادہ لوگوں کو کھانے میں شریک کرنے کا بیان ۴۹۵
باب نمبر:111: پینے کے آداب' برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کے مستحب ہونے اور برتن کے اندر سانس لینے کی مکروہ ہونے اور پہلے آدمی کے بعد برتن کو دائیں جانب سے گھمانے کا بیان ۴۹۷
اناء کا معنی ۴۹۷
پانی پینے کا طریقہ ۴۹۷
باب نمبر:112: مشکیزے وغیرہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے کی کراہت کا بیان اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں:
مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی تعریف ۵۰۱
باب نمبر:113: مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان ۵۰۳
باب نمبر:114: کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور یہ کہ بیٹھ کر پانی پینا کمال وفضیلت کا باعث ہے ۵۰۴
باب نمبر:115: پلانے والے کے لئے خود سب کے بعد پینا مستحب ہے ۵۰۸
باب نمبر:116: سونے اور چاندی کے سوا تمام پاک برتنوں سے اور ''کرع'' کے ساتھ اور یہ نہر وغیرہ سے ہاتھ کے بغیر پینا ہے اس کے جواز اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے' پینے' طہارت کرنے اور انہیں ہر قسم کے استعمال میں لانے کی حرمت کا بیان ۵۰۸
معجزات دست نبوی ﷺ ۵۱۰

﴿لباس کا بیان﴾

لباس کا معنی ۵۱۷
باب نمبر:117: سفید کپڑا پہننے کے مستحب ہونے اور سرخ' سبز' زرد اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز اور ریشم کے سوا' سوت' کتان' بالوں اور اون کا کپڑا پہننے کے جواز کا بیان ۵۱۷
قطن کا معنی ۵۱۷

Marfat.com

کتّان کا معنی ۵۱۷

شعر کا معنی ۵۱۷

صوف کا معنی ۵۱۷

حریر کا معنی ۵۱۷

باب نمبر:118: قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۲۶

باب نمبر:119: قمیص، آستین، تہ بند اور عمامہ کے سرے کی لمبائی کی کیفیت ان میں سے کس چیز کو ازراہِ تکبر لٹکانے کی حرمت اور تکبر کے بغیر لٹکانے کی کراہت کا بیان ۵۲۷

اِسبال کی تعریف ۵۳۰

باب نمبر:120: بطور تواضع شاندار لباس ترک کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۳۸

باب نمبر:121: لباس میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان اور یہ کہ ضرورت اور مقصود شرعی کے بغیر عیب ناک لباس نہ پہنا جائے ۵۳۹

باب نمبر:122: مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننے، اس پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ تکیہ لگانے کی حرمت اور عورتوں کے لئے اس کے پہننے کے جواز کا بیان ۵۴۰

باب نمبر:123: خارش زدہ کے لئے ریشم پہننے کے جواز کا بیان ۵۴۳

باب نمبر:124: چیتے کا چمڑہ نیچے بچھانے یا اس پر سوار ہونے کی حرمت کا بیان ۵۴۴

باب نمبر:125: جب نیا کپڑا یا جوتا وغیرہ پہنے تو کیا کہے؟ ۵۴۵

باب نمبر:126: لباس پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۴۶

﴿نیند کے آداب کا بیان﴾

باب نمبر:127: سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم مجلس اور خواب کے آداب کا بیان ۵۴۷

باب نمبر:128: چت لیٹنے پر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے، چار زانو ہو کر بیٹھنے اور اس طرح بیٹھنا کہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو عمامہ وغیرہ کے ساتھ اکٹھا باندھ دیا جائے، کے جواز کا بیان ۵۵۱

باب نمبر:129: مجلس اور ہم مجلس کے آداب کا بیان ۵۵۵

باب نمبر:130: خواب اور اس کے متعلقات کا بیان ۵۶۵

﴿کتاب السلام﴾

سلام کا معنی ۵۷۱

سلام کی تعریف ۵۷۱

Marfat.com

باب نمبر:131: سلام کی فضیلت اوراس کو عام کرنے کے حکم کا بیان ۵۷۲
باب نمبر:132: سلام کی کیفیت کا بیان ۵۷۸
باب نمبر:133: سلام کے آداب کا بیان ۵۸۴
باب نمبر:134: تھوڑی دیر میں اگر دوبار ملاقات ہو مثلاً اندر داخل ہو پھر باہر نکلے اور ساتھ ہی پھر اندر داخل ہو' یا ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں دوبار سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۸۶
باب نمبر:135: جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا مستحب ہے ۵۸۷
باب نمبر:136: بچوں کو سلام کرنے کا بیان ۵۸۸
باب نمبر:137: مرد کا اپنی زوجہ کو اور عورت کا اپنے محرموں کو سلام کرنا اور اجنبی عورت یا عورتوں کو سلام کرنا جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو' اسی طرح اس شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا ۵۸۹
باب نمبر:138: کافروں کو پہلے سلام کرنے کی حرمت' ان کے سلام کے جواب کی کیفیت اور جس مجلس میں مسلمان اور کفار سبھی ہوں ان کو سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۵۹۲
باب نمبر:139: مجلس سے اٹھتے یا ہم نشینوں سے علیحدہ ہوتے وقت سلام کرنے کے استحباب کا بیان ۵۹۴
باب نمبر:140: اجازت لینے اور اس کے آداب کا بیان ۵۹۴
باب نمبر:141: اجازت طلب کرنے والے سے اگر کہا جائے کہ کون؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنا نام یا کنیت وغیرہ بتائے جس سے وہ مشہور ہے' اور ''میں'' وغیرہ کہنا مکروہ ہے ۵۹۸
باب نمبر:142: چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے کے مستحب ہونے اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے کے مکروہ ہونے اور چھینک مارنے اور چھینک کا جواب دینے اور جمائی لینے کے آداب کا بیان ۶۰۰
باب نمبر:143: ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے ملنے کا مستحب ہونا اور نیک آدمی کے ہاتھ چومنا' باپ کا بوجہ شفقت اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور سفر سے آنے والے کے ساتھ گلے ملنے کے مستحب ہونے اور جھکنے کی کراہت کا بیان ۶۰۶
مصافحہ کا معنی ۶۰۷
مصافحہ کی تعریف ۶۰۷
فائدہ: ۶۰۷
نبی اکرم ﷺ کا بچوں کے ساتھ پیار ۶۱۲
تربیتِ اولاد ۶۱۵
مآخذ و مراجع ۶۱۷

Marfat.com

فہرست تعارف صحابہ کرام

﴿رضی اللہ عنہم اجمعین﴾

حرف الف

اسم مبارک .... تحت حدیث

حضرت اُسید بن عمرو رضی اللہ عنہ 375

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ 409

حضرت ابونجیح عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ 441

حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ 520

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا 562

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ 583

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ 629

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ 657

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ 735

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا 858

حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ 868

حرف التاء

حضرت تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ 610

حرف الجیم

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ 392

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ 558

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ 799

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ 823

Marfat.com

حرف الخاء

حضرت خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ 710

حرف الراء

حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ 876

حرف الزاء

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ 349

حرف السین

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ 406
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ 831

حرف الشین

حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ 827

حرف الصاد

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ 626
حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ 893

حرف العین

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ 420
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ 457
حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ 460
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ 485
حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ 486
حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ 501
حضرت عبداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ 514
حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ 529
حضرت عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ 560
حضرت عطیہ بن عروہ السعدی رضی اللہ عنہ 599

Marfat.com

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ......605
حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ......677
حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ......743
حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ......773
حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ......778
حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ......852

حرف الفاء

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ......518

حرف القاف

حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ......539
حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا......826

حرف الکاف

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ......877

حرف المیم

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ......386
حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ......395
حضرت محمد بن سرین رضی اللہ عنہ......506
حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ......519
حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ......531
حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ......664
حضرت معاویہ بن حکم اسلمی رضی اللہ عنہ......704
حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ......716
حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ......737
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ......791

Marfat.com

حرف النون

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ.......................... 593

حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ.......................... 771

حرف الواؤ

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ.......................... 594

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ.......................... 672

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ.......................... 746

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ.......................... 847

باب الکنی

(کنیتوں کا باب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ.......................... 8

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ.......................... 9

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ.......................... 10

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ.......................... 22

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ.......................... 58

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ.......................... 75

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ.......................... 81

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا.......................... 82

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا.......................... 254

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ.......................... 409

حضرت ابونجیح رضی اللہ عنہ.......................... 441

حضرت امامہ ایاس رضی اللہ عنہ.......................... 520

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ.......................... 657

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا.......................... 868

حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ.......................... 610

Marfat.com

حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ............799
حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ............710
حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ............876
حضرت ابو عمرو رضی اللہ عنہ............349
حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ............831
حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ............560
حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ............852
حضرت ابو بشیر رضی اللہ عنہ............539
حضرت ابو کریمہ +ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ............386
حضرت ابو علی نصری رضی اللہ عنہ............664
حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ............716
حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ............410

Marfat.com

عرض مصنف

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس شرح میں میری کم علمی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے اس کو میری طرف منسوب فرمائیں تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ و رسولہ:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ''

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

۴۳-بَابُ اِکْرَامِ اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیَانِ فَضْلِھِمْ

اہل بیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اوران کی تکریم کے متعلق بیان

اہل بیت کی تعریف وتحقیق: کسی کے اہل بیت میں وہ افراد شامل ہوتے ہیں جو اس کے گھر میں پرورش پا رہے ہیں۔ یہ استحسانا ہے ورنہ قیاس کے مطابق صرف زوجہ کو ہی اہل بیت کہا جاتا ہے۔

(قواعد الفقہ، ص196، بحوالہ خزائن التعریفات، ص57، والضحیٰ پبلی کیشنز لاہور)

یہاں اہل بیت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ازواج، اولاد، اور آپ ﷺ کے نسب کے قریبی رشتہ دار ہیں ان سب پر بخوفِ طوالت صرف ایک ایک دلیل نیچے والی آیت کی تشریح میں ذکر کرتا ہوں۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○﴾

(الاحزاب: 33)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے' نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپا کی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے○

اسی آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان آیتوں میں اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس لیے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں اتری ہے۔ آیت کا شان نزول تو آیت کے حکم میں داخل ہوتا ہی ہے گو بعض کہتے ہیں کہ صرف وہی داخل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بھی اور اس کے سوا بھی۔ اور یہ دوسرا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ تو بازاروں میں منادی کرتے پھرتے تھے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کے بارے میں خالصتاً نازل ہوئی ہے۔ (ابن جریر تحت آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم میں عکرمہ رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ "جو چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے، یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے"۔ (میں ابن کثیر کہتا ہوں) اس قول سے اگر یہ مطلب

Marfat.com

ہے کہ شان نزول یہی ہے اور نہیں، تو یہ تو ٹھیک ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اہل بیت میں اور کوئی ان کے سوا داخل ہی نہیں تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ احادیث سے اہل بیت میں ازواج مطہرات کے سوا اوروں کا داخل ہونا بھی پایا جاتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے جب نکلتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچ کر فرماتے اے اہل بیت نماز کا وقت آ گیا ہے پھر اسی آیت تطہیر کی علاوت کرتے۔

(سنن ترمذی: 3206، امام ترمذی اسے حسن قرار دیا ہے)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قربانی کے اونٹ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرفات میں ٹھہرنا اور مزدلفہ اور رمی جمار اور سر منڈوانا اور قربانی کے اونٹ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سب سے بڑھ کر بیت اللہ شریف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صفاء و مروہ کو شعار اللہ فرمایا اس لیے کہ اس پر ایک نبی کی ماں اور ایک اللہ تعالیٰ کے ولیہ یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم لگے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے ولی کا قدم لگ جائے وہ اللہ تعالیٰ نے نشانی ہوتی ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ کا ولی اپنے جسم کے ساتھ آرام فرما ہو تو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نشانی کیوں نہ ہوگی؟؟ لہٰذا اولیاء اللہ کے مزارات بھی اللہ تعالیٰ کے نشانیاں ہیں ان کی تعظیم بھی دل کے تقویٰ کی دلیل ہے

(ابوالاحمد غفرلہ)

(۳۴۹) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعَمْرُو ابْنُ مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتَ حَدِيْثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ، وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ، وَقَدُمَ عَهْدِيْ، وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ اَعِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ، فَاقْبَلُوْا، وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ . ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى

349: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6101، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 19285، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 5018

Marfat.com

عَلَیْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَیُّهَا النَّاسُ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِیْكُمْ ثَقَلَیْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ"، فَحَثَّ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِیْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ" فَقَالَ لَهٗ حُصَیْنٌ: وَمَنْ اَهْلُ بَیْتِهٖ یَا زَیْدُ، اَلَیْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ؟ قَالَ: نِسَاؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ، وَلٰكِنْ اَهْلُ بَیْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ اٰلُ عَلِیٍّ وَّآلُ عقیل وَاٰلُ جعفرَ وآلُ عَبَّاسٍ. قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اَلَا وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمْ ثَقَلَیْنِ: اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَی الْهُدٰی، وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰی ضَلَالَةٍ".

◀ ◀ حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت حصین بن سبرہ اور حضرت عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے زید! آپ کو بہت زیادہ بھلائیاں نصیب ہوئی ہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کی حدیثیں سنیں۔ آپ کی معیت میں شریک جہاد ہوئے اور آپ کے پیچھے نمازیں ادا کیں۔ اے زید! آپ کو بہت بھلائیاں عطا ہوئی ہیں۔ اے زید! آپ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہمیں بھی بیان کرو۔ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میرا وقت گزر چکا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی تھیں ان میں سے مجھے کچھ بھول گئی ہیں اس لئے جو کچھ میں تمہیں سناؤں اسے قبول کرلو اور جو میں نہ سناؤں اس کے لئے مجھے مجبور نہ کرو۔ پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان ''خم'' نامی چشمہ کے مقام پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا: اما بعد: خبردار اے لوگو! بے شک میں انسان ہوں اور قریب ہے کہ خدا کا فرستادہ آئے اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہہ دوں اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہے جس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی۔ سو تم اس کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو پھر آپ نے قرآن حکیم کے متعلق ابھارا اور رغبت دلائی۔

پھر فرمایا: اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کی: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے نہیں؟ فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ

Marfat.com

کے اہل بیت میں سے ہیں۔لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کا مال حرام ہے۔عرض کی: وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی اولادیں ہیں۔عرض کی: کیا ان تمام پر صدقہ کا مال حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے خبردار! میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے' اور وہ اللہ کی رسی ہے۔جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا' اور جس نے اسے ترک کیا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

تعارفِ راوی:

آپ مشہور صحابی ہیں، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، کوفہ میں رہے، وہاں ہی ۶۸ھ میں وفات پائی، پچاسی ۸۵ سال عمر ہوئی، آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الزاء، فصل فی الصحابہ' مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حلِ لغات:

اعی: از وعیاً بمعنی جمع کرنا، قبول کرنا، غور کرنا، وغیرہ

ثقلین: الثقل مسافر کا سامان

شرح:

شداد بن عمار کہتے ہیں میں ایک دن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو رہا تھا۔وہ آپ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی ان کا ساتھ دیا جب وہ لوگ گئے تو مجھ سے واثلہ نے فرمایا تو نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے؟ میں نے کہا "ہاں میں نے بھی سب کی زبان میں زبان ملائی"۔تو فرمایا "سن میں نے جو دیکھا ہے تجھے سناتا ہوں۔ میں ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھا رہا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی ہیں دونوں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی تھامے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھا لیا اور ایک کپڑے سے ڈھک لیا پھر اس آیت ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝﴾ (الاحزاب:33)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردےO)

کی تلاوت کر کے فرمایا: اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے اہل بیت زیادہ حقدار ہیں۔

(مسند احمد: 107/4: البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

دوسری روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل ت میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو بھی میرے اہل میں سے ہے۔ واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میرے لیے بہت ہی بڑی امید کا ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 706/22: اسے بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

سبق:

دین کی جس بات کا علم ہو اسے دوسرے تک پہنچانا چاہیے۔ وعظ وتذکیر سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہیے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر علم پیرا ہونا چاہیے۔ اور بدعات سے گریز کرنا چاہیے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۳۵۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ - اَنَّهُ قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

مَعْنٰى "اِرْقُبُوْهُ": رَاعُوْهُ وَاحْتَرِمُوْهُ وَاَكْرِمُوْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث موقوفاً روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل بیت کے بارے میں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ارقبو: از رقوباً و رقابةً و رقباناً بمعنی نگرانی کرنا، نگہبانی کرنا، ڈرانا،

شرح:

ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل بیت کے بارے میں۔ مطلب یہ ہے کہ میری نسبت کا خیال رکھتے ہوئے میرے اہل بیت کے حقوق کا بھی خیال رکھنا، اور جو

350: بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم الحدیث: 3713

Marfat.com

اہل بیت کی عزت کرے گا وہ گویا رسول اللہ ﷺ کی عزت کرے گا، اور جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی بے حرمتی کرے گا تو گویا اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جفا کی، اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دل و جان سے محبت کرنے کی توفیق دے، آمین۔

سبق:

اہل بیت رسول ﷺ کا اکرام کرنا چاہیے کیونکہ ان کو آپ ﷺ کا قرب حاصل ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

۴۴-بَابُ تَوْقِيرِ الْعُلَمَاءِ وَالْكِبَارِ وَاَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيمِهِمْ عَلٰى غَيْرِهِمْ وَرَفْعِ مَجَالِسِهِمْ وَاِظْهَارِ مَرْتَبَتِهِمْ

علماء، بزرگوں اور اہلِ فضل لوگوں کے احترام اور ان کو دوسروں پر مقدم کرنے اور مجالس میں ان کے مراتب بلند کرنے اور ان کے مراتب کے اظہار کرنے کا بیان

توقیر کے لغوی معانی: عزت، وقعت، تعظیم و تکریم، احترام، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ۝﴾

(الزمر: 9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟ تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

(۳۵۱) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: "فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا" بَدَلَ "سِنًّا": اَيْ اِسْلَامًا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً

351: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث: 1433

Marfat.com

فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاء، فَلْيَؤُمُّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا" .

وَالْمُرَادُ "بِسُلْطَانِهِ": مَحَلُّ وِلَايَتِهِ، اَوِ الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يَخْتَصُّ بِهِ "وَتَكْرِمَتُهُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ: وَهِيَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ مِنْ فِرَاشٍ وَّسَرِيْرٍ وَّنَحْوِهِمَا .

◀ ◀ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمروالبدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سے سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو' اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو سنت (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا زیادہ عالم ہو' سو اگر سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اور اگر ہجرت کرنے میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔ کوئی شخص کسی شخص کی حکومت میں اس کی امامت نہ کرے' اور کوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی عزت کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو ان میں سے پہلے اسلام لایا ہو۔ عمر میں بڑا ہونے کے بجائے میں یہ الفاظ آئے ہیں: اور ایک روایت میں ہے: قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو قرآن کی زیادہ قرأت کرنے والا ہو' اور قرأت میں مقدم ہو۔ اگر ان کی قرأت ایک جیسی ہو تو پھر وہ امامت کرائے جس نے پہلے ہجرت کی ہو' اور اگر ہجرت کے حساب سے بھی برابر ہوں تو پھر ان کی وہ امامت کرائے جس کی ان میں عمر زیادہ ہو۔

تعارف راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

سلطانه: سے مراد اس کی ولایت کا مقام ہے یا وہ جگہ جو اس کے لئے خاص ہے۔

تکرمته: تاء کے زبر اور راء کی زیر کے ساتھ۔ وہ بستر یا چارپائی وغیرہ جو اس کے لئے خاص ہے۔

شرح:

سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ

Marfat.com

خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۵۴)

(۳۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ، وَيَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ" هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ، وَرُوِيَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا ۔ "وَالنُّهٰى": الْعُقُوْلُ ۔ "وَاُولُوا الْاَحْلَامِ": هُمُ الْبَالِغُوْنَ، وَقِيْلَ: اَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ .

◀ ◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: سیدھے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو تم میں بالغ اور صاحب عقل ہیں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں (عقل وحلم میں) اور پھر وہ جوان کے قریب ہیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لینی: نون مخفف ہے اور اس سے پہلے 'یاء' نہیں ہے۔

اور لیلینی میں نون مشدد ہے اور اس سے پہلے یاء بھی منقول ہے۔

اَلنُّھٰی: عقلیں۔

اولو الاحلام: بالغ لوگ۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد اہل حلم وفضل لوگ ہیں۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے قومیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب

352: مسلم شریف، کتاب الصلوٰۃ، رقم الحدیث: 875

Marfat.com

پر پڑتا ہے، نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

(مرأة المناجیح فی شرح مشکوٰة المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۱۳۲)

(۳۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ثَلَاثًا "وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک تم میں سے وہ لوگ کھڑے ہوں جو بالغ اور صاحب عقل ہیں۔ پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا: اور اپنے آپ کو بازاروں کے شور و غل سے محفوظ رکھو۔ (مسلم)

(۳۵۴) وَعَنْ اَبِيْ يَحْيٰى، وَقِيْلَ: اَبِيْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ - بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ - الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهِ قَتِيْلًا، فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ، فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟ ..." وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" مَعْنَاهُ: يَتَكَلَّمُ الْاَكْبَرُ .

353: مسلم شریف، کتاب الصلوٰة، رقم الحدیث: 432

354: مسلم شریف کتاب القسامة، رقم الحدیث: 4233

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابویحییٰ اور بقول بعض ابومحمد سہل بن ابی حثمہ حاء مہملہ کے زبر اور ثاء مثلثہ کے سکون کے ساتھ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے اور وہ صلح کے دن تھے۔ وہاں وہ دونوں علیحدہ ہوگئے۔ پھر حضرت محیصہ حضرت عبداللہ بن سہل کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ قتل ہوگئے ہیں' اور خون میں لت پت ہیں۔ انہوں نے انہیں دفن کیا اور پھر مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل اور حضرت محیصہ و حضرت حویصہ پسران حضرت مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے گفتگو کا آغاز کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑا آدمی بات کرے۔ بڑا آدمی بات کرے' اور حضرت عبدالرحمٰن سب سے چھوٹے تھے اس لئے خاموش ہوگئے۔ پھر ان دونوں نے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم قسم کھا کر اپنے قاتل کے حقدار بننا چاہتے ہو؟ پھر تمام حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

کبر کبر: کا معنی ہے۔ بڑا آدمی بات کرے۔

یتشحّط: از شحطاً بمعنی برتن بھرنا، خون آلودہ ہونا،

شرح:

یعنی تم میں جو سب سے بڑے ہیں انہیں پہلے گفتگو کرنے دو پھر تم کچھ کہنا، بڑے حویصہ تھے۔) مرقات (اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب ہر حال میں چاہیے اور عمر کی بڑائی بھی معتبر ہے، بڑائی بہت سی قسم کی ہوتی ہے: رشتہ کی بڑائی، علم کی بڑائی، تقویٰ کی بڑائی، عمر کی بڑائی، یہاں عمر کی بڑائی مراد ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۶۶۰)

(۳۵۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ يَعْنِيْ فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ؟" فَاِذَا اُشِيْرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے موقع پر دو آدمیوں کو ایک قبر میں اکٹھا (دفن) کرتے تھے' اور پھر فرماتے: ان دونوں میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے؟ اگر ان میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو پہلے آپ اس کو لحد میں اتارتے تھے۔ (بخاری)

255: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 1343

Marfat.com

(۳۵۶)وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّکُ بِسِوَاکٍ، فَجَائَنِیْ رَجُلَانِ، اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاکَ الْاَصْغَرَ، فَقِیْلَ لِیْ: کَبِّرْ، فَدَفَعْتُہٗ اِلَی الْاَکْبَرِ مِنْھُمَا''
رَوَاہُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَالْبُخَارِیّ تَعْلِیْقًا .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ پس میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے آدمی کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے آدمی کو مسواک دو۔ تو میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔

اس حدیث کو مسلم نے مسند اور امام بخاری نے بطور تعلیق روایت کیا ہے۔

(۳۵۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ، وَالْجَافِیْ عَنْہُ، وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ '' حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے کہ آدمی بوڑھے مسلمان، حافظ قرآن جو نہ قرآن میں غلو کرے اور نہ اسے ترک کرے اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرے۔

یہ حدیث حسن ہے اور اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(۳۵۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا، وَیَعْرِفْ شَرَفَ کَبِیْرِنَا'' حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: ''حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ'' .
وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ: ''حَقَّ کَبِیْرِنَا'' .

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی فضیلت کو نہیں پہچانتا۔

356: مسلم شریف، کتاب الرویا، رقم الحدیث: 5814، بخاری شریف، رقم الحدیث: 243، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 50، بیہقی، رقم الحدیث: 170

357: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4843

358: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4943

Marfat.com

یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانتا۔

(۳۵۹) وَعَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِىْ شَبِيْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ، فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَّهَيْئَةٌ، فَاَقْعَدَتْهُ، فَاَكَلَ، فَقِيْلَ لَهَا فِىْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ . لٰكِنْ قَالَ: مَيْمُوْنَ لَمْ يدرك عَائِشَةَ . وَقَدْ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِىْ اَوَّلِ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا فَقَالَ: وَذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ، وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِىْ كِتَابِهٖ "مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ" وَقَالَ: "هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت میمون بن ابی شبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر آپ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اچھی شکل وصورت کا مالک تھا۔ آپ نے اس کو بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دو۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے لیکن کہا حضرت میمون نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت نہیں کی۔

مسلم نے اس کو اپنی کتاب کے اول میں تعلیقاً بیان کیا اور فرمایا: انہوں نے (میمون نے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دیں۔ حاکم ابوعبداللہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مرّ: از مرّاً و مِراً بمعنی صفرا کرنا، زمین پر بھیلانا۔

شرح:

مسئلہ ۴۶۳: از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سید وعالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا استاد ہے اور فتوے وفرائض

359: سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4842

Marfat.com

وامامت عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکراماً یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلائیں تو شرعاً یہ درست ہے یا نادرست؟ بینوا توجروا (بیان فرمایئے اجر پایئے۔)

الجواب: بلاشبہ جائز ہے، علماء سادات کو رب العزت عزوجل نے اعزاز وامتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۲۲۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ، كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ: يَا ابْنَ اَخِیْ، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ، فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ لَهٗ، فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِیْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ. وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عليه، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ آئے اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمایا: حضرت حر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا۔ حفاظ قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور آپ کی شوریٰ کے ارکان ہوتے تھے۔ خواہ وہ بوڑھے ہوتے یا جوان۔ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اس امیر کے ہاں تمہارا کافی مقام ہے۔ مجھے بھی ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ تو حضرت حر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب وہ داخل ہوئے تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ تو تو ہمیں معقول عطیہ دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوگئے۔ قریب تھا کہ اس پر ہاتھ اُٹھاتے کہ حضرت حُر نے عرض کی: اے امیرالمؤمنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''معاف کردینے کا شیوہ اپناؤ' نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو'۔ اور بلاشبہ یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ جب انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا اور اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے متعلق بہت زیادہ آگاہی رکھنے والے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے سامنے سر تسلیم خم کردینے والے تھے۔

360: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4642

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الستر: پردہ لٹکانا۔

یدنیھم: از ادناءً بمعنی تنگ زندگی گزارنا، قریب ہونا،

شرح:

غصہ نفس کے اس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دفع کرنے پر ابھارے۔ غصہ اچھا بھی ہے اور برا بھی، اللہ کے لیے غصہ اچھا ہے جیسے مجاہد غازی کو کفار پر یا کسی واعظ عالم کو فساق و فجار پر یا ماں باپ کو نافرمان اولاد پر آوے اور برا بھی ہوتا ہے جیسے وہ غصہ جو نفسانیت کے لیے کسی پر آوے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جو غضب کا لفظ آتا ہے وہاں غضب کے معنی ہوتے ہیں ناراضی و قہر کیونکہ وہ نفس و نفسانیت سے پاک ہے۔ کبر کا معنی ہے عجب یعنی بڑائی اپنی ذات و صفات کو اچھا جاننا اس کے اظہار کا نام تکبر ہے، اس کا مقابل تواضع و انکسار ہے۔ تکبر اچھا بھی ہے اور برا بھی، مسلمان کا اپنے کو کفار سے اچھا جاننا اور انہیں حقیر سمجھنا کہ ان کی ہیبت ہمارے دل میں نہ آئے یہ اچھا تکبر ہے، مسلمان بھائی سے اپنے کو بڑا سمجھنا انہیں ذلیل و حقیر سمجھنا یہ برا ہے۔ نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے جیسے شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں تکبر کیا تو کافر ہوا، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے متکبر وہاں اس کے معنی بہت بڑا، بہت ہی عالی و اونچا۔

(۳۶۱) وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لقد کنت عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غلامًا، فَكُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ، فَمَا يَمْنَعُنِیْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّیْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت ابوسعید سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بچہ تھا اور میں آپ سے احادیث یاد کیا کرتا تھا۔ آپ مجھے بات کرنے سے منع نہ فرماتے تھے مگر اس وقت جب کہ مجھ سے عمر میں بڑے لوگ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ (متفق علیہ)

(۳۶۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ يُكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ".

361: مسلم شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:964

362: ترمذی، البر والصلہ، رقم الحدیث:2022

Marfat.com

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی عزت اس کی عمر کی وجہ سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسا شخص مقدر فرما دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کی عمر میں اس کی عزت کرے گا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

قیض: بمعنی کسی کو کسی کے پاس لانا۔

شرح:

یعنی جو شخص بوڑھے مسلمان کا صرف اس لیے احترام کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے، اس کی عبادات مجھ سے زیادہ ہیں، یہ مجھ سے پرانے اسلام والا ہے تو ان شاء اللہ دنیا میں وہ دیکھ لے گا کہ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگ اس کا احترام کریں گے۔ اس وعدے میں فرمایا گیا کہ ایسا آدمی دراز عمر بھی پائے گا دنیا میں مال، عیش، عزت بھی اسے ملے گی آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ خود اس حدیث کے راوی حضرت انس نے حضور کی دس سال خدمت کی دیکھو کہ ان کی عمر ایک سو تین سال ہوئی ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد ایک سو ہوئی یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کیں، جہاں پہنچ جاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔) مرقات (یہ ہے اس حدیث کا ظہور اور اس وعدہ نبوی کی جیتی جاگتی تصویر و تفسیر۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۸۰۱)

۴۵-بَابُ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ وَمَجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِيَارَتِهِمْ وَالدُّعَاءِ مِنْهُمْ وَزِيَارَةِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

اچھے لوگوں کی زیارت کرنے ان کی مجلس اور صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے اور ان کی زیارت کی خواہش رکھنے اور ان سے دعا کرانے اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کے متعلق بیان

زیارت کا لغوی معنی: کسی متبرک مقام، چیز یا آدمی کا دیکھنا، حج، مقدس مقام کا نظارہ کرنا، کسی بزرگ کا مقبرہ، آستانہ، پرستش گاہ، درگاہ، سلام، (فیروز اللغات)

Marfat.com

صوفیانِ کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: زیارت بزرگاں کفارۂ گناہ، کہ بزرگوں کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ نے یہاں پر باب میں فضیلت والے مقامات کی زیارت کا ذکر فرما کر یہ واضح فرمادیا کہ آپ کے نزدیک حاضری روضہ رسول ﷺ بھی ایک پسندیدہ کام ہے اور اس نیت سے سفر کرنا بھی جائز ومشروع ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: میں نہ باز رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔

اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿ قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ ﴾ (الکھف:66)،

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک: اس سے موسیٰ نے کہا: کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی ۝

تشریح:

یہاں اس گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے درمیان ہوئی تھی۔ خضر اس علم کے ساتھ مخصوص کئے گئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ علم تھا جو خضر کے پاس نہ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام ادب سے اور اس لیے کہ خضر کو مہربان کر لیں، ان سے سوال کرتے ہیں۔ شاگرد کو اسی طرح ادب کے ساتھ اپنے استاد سے دریافت کرنا چاہیئے، پوچھتے ہیں کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت کرتا رہوں اور آپ سے علم حاصل کروں جس سے مجھے نفع پہنچے اور میرے عمل نیک ہو جائیں۔ خضر علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تم میرا ساتھ نہیں نبھا سکتے، میرے کام آپ کو اپنے علم کے خلاف نظر آئیں گے۔ میرا علم آپ کو نہیں اور آپ کو جو علم ہے، وہ اللہ نے مجھے نہیں سکھایا، پس میں اپنی ایک الگ خدمت پر مقرر ہوں اور آپ الگ خدمت پر۔ ناممکن ہے کہ آپ اپنی معلومات کے خلاف میرے افعال دیکھیں اور پھر صبر کر سکیں۔ اور واقعہ میں آپ اس حال میں معذور بھی ہیں۔ کیونکہ باطنی حکمت اور مصلحت آپ کو معلوم نہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ ان پر مطلع فرمادیا کرتا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ کریں گے، میں اسے صبر سے برداشت کرتا رہوں گا، کسی بات میں آپ کے خلاف نہ کروں گا۔

پھر خضر نے ایک شرط پیش کی کہ اچھا کسی چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال نہ کرنا، میں جو کہوں وہ سن لینا، تم اپنی

Marfat.com

طرف سے کسی سوال کی ابتداء نہ کرنا۔ ابن جریر رحمہ اللہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ رب العالمین عز وجل سے سوال کیا کہ تجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ جواب ملا کہ جو ہر وقت میری یاد میں رہے اور مجھے نہ بھلائے۔ پوچھا کہ تمام بندوں میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ فرمایا جو حق کے ساتھ فیصلے کرے اور خواہش کے پیچھے نہ پڑے۔ دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فرمایا وہ عالم جو زیادہ علم کی جستجو میں رہے، ہر ایک سے سیکھتا رہے کہ ممکن ہے کوئی ہدایت کا کلمہ مل جائے اور ممکن ہے کوئی بات گمراہی سے نکلنے کی ہاتھ لگ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت کیا کہ کیا زمین میں تیرا کوئی بندہ مجھ سے بھی زیادہ عالم ہے؟ فرمایا ہاں، پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا خضر علیہ السلام۔ فرمایا میں اسے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا دریا کے کنارے پتھر کے پاس جہاں سے مچھلی بھاگ کھڑی ہو۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان کی جستجو میں چلے۔ پھر وہ ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اسی پتھر کے پاس دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ سمندروں کے ملاپ کی جگہ جہاں سے زیادہ پانی کہیں بھی نہیں، چڑیا نے چونچ میں پانی لیا تھا۔

دونوں میں جب شرط طے ہوگئی کہ تو سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی اس کی حکمت تجھ پر ظاہر نہ کروں تو دونوں ایک ساتھ چلے۔ جب کشتی چلی اور بیچ سمندر میں پہنچی تو خضر علیہ السلام نے ایک تختہ اکھیڑ ڈالا پھر اسے اوپر سے ہی جوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا، شرط کو بھول گئے اور جھٹ سے کہنے لگے کہ یہ کیا بات ہے؟ یہ سن کر خضر علیہ السلام نے انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا کہ تم نے اپنی شرط کا خلاف کیا۔ میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تمہیں ان باتوں کا علم نہیں، تم خاموش رہنا، مجھ سے نہ کچھ کہنا نہ سوال کرنا۔ ان کاموں کی مصلحت وحکمت اللہ مجھے معلوم کراتا ہے اور تم سے یہ چیزیں مخفی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی کہ اس لغزش کو معاف کرو اور مجھ پر سختی نہ کرو، پہلے جو لمبی حدیث مفصل واقعہ کی بیان ہوئی ہے

(عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الکہف:28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں۔

(۳۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ

363: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث:2454

Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا، بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا اَبْكِي اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ اَبْكِي اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا .

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: چلو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں اور ان کی زیارت کریں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ پس جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ انہوں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے تو انہوں نے کہا: میں اس لئے نہیں رو رہی۔ یہ مجھے معلوم ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔ سو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فهيّجتهما: از ، تهييجاً بمعنی برانگیختہ کرنا، اٹھانا، جوش و حرکت میں آنا،

شرح:

جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں، حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں، حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے، حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کر دیا تھا، انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے، آپ جہادوں میں جاتیں تھیں زخمیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں، حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی، حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے، حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ (مرقات)

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی

Marfat.com

اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا، ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنتِ صحابہ ہے۔

مشکوۃ کے عام نسخوں میں فلما انتھینا ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔ بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھیا تثنیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہر حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں، اس کی اولاد، اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے، وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھر تم اتنی بے قرار ہو کر روتی کیوں ہو۔

یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیاتِ قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا، احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا، حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے۔

یعنی یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے، کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں، حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ۔

قافلہ سالار سفر کر گیا　　　قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۲۱۲)

(۳۶۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهُ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا، فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ، قَالَ: اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ: اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ. قَالَ: هَلْ لَّكَ عَلَیْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: لَا، غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

یُقَالُ: "اَرْصَدَهٗ" لِكَذَا: اِذَا وَكَّلَهٗ بِحِفْظِهٖ، وَ"الْمَدْرَجَةُ" بِفَتْحِ الْمِیْمِ

364: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2567

Marfat.com

وَالرَّاءِ: الطَّرِیْقُ، وَمَعْنٰی (تَرُبُّھَا): تَقُوْمُ بِھَا، وَتَسْعٰی فِیْ صَلَاحِھَا ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے اس کے راستے پر ایک فرشتہ متعین فرما دیا۔ جب وہ اس (فرشتے) کے پاس آیا تو اس نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: میں اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے فرشتے نے پوچھا: کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے جس کی تو لجپالی کر رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خوشخبری کے ساتھ تیری طرف بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت رکھتا ہے جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کے واسطے اس سے محبت کی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

جب کسی کو کسی کی حفاظت پر مقرر کیا جائے تو کہا جاتا ہے: ارصده لكذا ۔

المدرجة: میم اور راء دونوں پر زبر ہے۔ اس کا معنیٰ ہے راستہ۔

تربھا: تو اس کا خیال رکھے، اس کی بہتری کے لئے کوشش کرے۔

شرح:

یعنی اس سے میری محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے بخشے ہوؤں کی ملاقات کرو کہ تم بھی بخشے جاؤ۔

اُٹھ جاگ فرید استیا توں خلقت ویکھن جا ۔۔۔۔ مت کوئی بخشیا مل پوے توں بھی بخشیا جا

یعنی تیرا یہ عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے یہ درجہ الہام سے اوپر ہے۔) مرقات (مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرات انبیاء کے سوا کسی کو نہیں ہوتی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۵۳۸)

Marfat.com

(٣٦٥) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهُ فِي اللّٰهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ: بِاَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ: "غَرِيْبٌ".

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لئے کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے یا اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے۔ اسے ندا دینے والا ندا دیتا ہے' تو خوش رہے، تیرا چلنا خوش آئند ثابت ہو اور جنت میں تجھے ٹھہرنے کی جگہ میسر آئے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور بعض نسخوں میں اسے غریب کہا گیا ہے۔

(٣٦٦) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَجَلِيْسِ السُّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ: اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُّنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

يُحْذِيْكَ: يُعْطِيْكَ.

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک اور بدہم مجلس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کستوری والا اور بھٹی پھونکنے والا۔ پس کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کستوری تحفہ دے دے گا' یا تو اس سے کستوری خریدے گا' اور یا پھر کم ازکم اس (کے پاس بیٹھنے) سے تجھے عمدہ خوشبو سونگھنے کو ملے گی' اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا' اور یا (کم ازکم) تجھے اس (کے پاس بیٹھنے) سے بدبو سونگھنا پڑے گی۔

(متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

يحذيك: تجھے ہدیہ یا تحفہ دے۔

شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے

365: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2008

366: بخاری شریف، کتاب الذبائح، رقم الحدیث: 5543

Marfat.com

رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۳۵)

(۳۶۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِیْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَمَعْنَاهُ: اَنَّ النَّاسَ یَقْصِدُوْنَ فِی الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْاَةِ هٰذِهِ الْخِصَالَ الْاَرْبَعَ، فَاحْرِصْ اَنْتَ عَلٰی ذَاتِ الدِّیْنِ، وَاظْفَرْ بِهَا، وَاحْرِصْ عَلٰی صُحْبَتِهَا.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورت کے ساتھ چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، یا اس کے حسب کی وجہ سے، یا اس کے حسن کی وجہ سے یا اس کے دین کی وجہ سے۔

تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔۔۔۔۔۔۔ تو ایسی عورت پر کامیابی حاصل کر جو دیندار ہو' (متفق علیہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ عادتاً عورت میں یہ چار خصلتیں تلاش کرتے ہیں' تو دیندار عورت کی خواہش کر، اور اس پر کامیابی حاصل کر اور اس کی صحبت کا طلب گار رہ۔

(۳۶۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِیْلَ: "مَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟" فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ﴾ (مریم: 64) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: تم جتنی دفعہ ہمارے پاس آئے ہو اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے؟ تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے" (بخاری)

367: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 3530، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4802، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 2047، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1086، نسائی شریف، رقم الحدیث: 3230، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 1858، دارمی، رقم الحدیث: 2170، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9517، ابن حبان، رقم الحدیث: 4036، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 2680

368: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4731

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تزورنا: از زیارۃً، بمعنی ملاقات کے لیے جانا،

شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۸۳۵)

(۳۶۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ". رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ لَا بَاْسَ بِهٖ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "تو مومن کے علاوہ کسی کی صحبت اختیار نہ کر اور پرہیزگار کے علاوہ کوئی تیرا کھانا نہ کھائے"

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۷۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ، فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی دوستی کس کے ساتھ ہے۔اسے ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳۷۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

369: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:4832

370: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:4833

371: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:

Marfat.com

وَفِی رِوَایَۃٍ: قِیلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِھِمْ؟ قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ".

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن وہ ان سے ملاقات نہیں کرسکا۔ فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

احب: از حباً، بمعنی محبت کرنا، رغبت کرنا۔

شرح:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا حضور انور کے پاس کچھ لوگ تھے تو آپ کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے بتادیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جاؤ اسے بتادو چنانچہ وہ شخص اسکے پاس گیا اسے یہ خبر دی وہ بولا کہ تجھ سے وہ محبت کرے جس کی راہ میں تو نے مجھ سے محبت کی ہے راوی فرماتے ہیں کہ پھر واپس ہوا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے حضور کو خبر دی جو اس نے کہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور تیرے لیے وہ ہے جو تم نے طلب اجر کیا (بیہقی شعب الایمان) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور اس کے لیے وہ ہے جو کمائے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۴۵)

(۳۷۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَتَی السَّاعَۃُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا اَعْدَدْتَ لَھَا؟" قَالَ: حُبَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، قَالَ: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ، وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

372: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ: 6584، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5816، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5126، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2386، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12646، ابن حبان، رقم الحدیث: 556، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1796، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 2888، طبرانی، رقم الحدیث: 2519

Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا: مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثِیْرِ صَوْمٍ، وَّلاَ صَلاَۃٍ، وَّلاَ صَدَقَۃٍ، وَّلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: میں نے آخرت کے لئے نماز، روزوں اور صدقات کی کثرت کے لحاظ سے تو کوئی تیاری نہیں کر رکھی۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَعْدَدْتُ: از ، عداً، بمعنی، شمار کرنا، گننا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل حدیث کے تحت ہو چکی ہے۔

(۳۷۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان کے ساتھ مل نہیں سکا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۷۴) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ، خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا، وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوٰی

373: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6169

374: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ: 6582، بخاری شریف، رقم الحدیث: 3158، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4834، مسند امام احمد، رقم الحدیث:7922، ابن حبان، رقم الحدیث:6168، ابویعلی، رقم الحدیث:4381، طبرانی، رقم الحدیث:61969

Marfat.com

اَلْبُخَارِیُّ

قَوْلُهٗ: "اَلْاَرْوَاحُ ..." اِلخ مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگ کانیں ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں' جوان میں سے زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ انہیں دین کا علم حاصل ہو' اور روحیں مجتمع لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچان لیں وہ مانوس ہو جاتی ہیں' اور جو ایک دوسرے کو پہچان نہ سکیں وہ مخالف ہو جاتی ہیں۔ (مسلم)

اور بخاری نے "الارواح" سے آخر تک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فقھوا: از، فقھًا، بمعنی سمجھنا، حاصل کرنا، علم فقہ سیکھنا۔

شرح:

یعنی صورت میں تمام انسان یکساں مگر سیرت، اخلاق اور صفات میں مختلف جیسے ظاہری زمین یکساں اس میں کانیں مختلف، نیک سے نیکی ظاہر ہوگی اور بد سے بدی۔ یعنی جو زمانہ کفر میں عمدہ اخلاق، بہترین صفات کی وجہ سے اپنے قبیلوں کے سردار تھے جب وہ مسلمان ہو کر علم سیکھ لیں تو مسلمانوں میں سردار ہی رہیں گے، اسلام سے عزت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں۔ وہ لوگ اسلام سے پہلے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے لعل تھے۔ مسلمان ہو کر عالم بنے، دھل کر صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نومسلموں کو حقیر جاننا بہت برا ہے۔ اور کفار کا سردار مسلمان ہو کر مسلمانوں کا سردار ہی رہے گا اسے گرایا نہ جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۱۶۹)

(۳۷۵) وَعَنْ اُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: ابْنُ جَابِرٍ وَّهُوَ - بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ - قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَاَلَهُمْ: اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهٗ: اَنْتَ اُوَيْسُ ابْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَاْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ، فَبَرَاَ مِنْهُ

375: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6367

Marfat.com

اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْكُوْفَةَ، قَالَ: اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ: اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَاَلَهٗ عَنْ اُوَيْسٍ، فَقَالَ: تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ، فَافْعَلْ" فَاَتٰى اُوَيْسًا، فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَآءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: "اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ، قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى، فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:

"اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ، فَمُرُوْهُ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

قَوْلُهٗ: "غَبْرَاءِ النَّاسِ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، وَاِسْكَانِ الْبَاءِ وَبِالْمَدِّ: وَهُمْ فُقَرَاؤُهُمْ وَصَعَالِيْكُهُمْ وَمَنْ لَّا يُعْرَفُ عَيْنُهٗ مِنْ اَخْلَاطِهِمْ "وَالْاَمْدَادُ" جَمْعُ مَدَدٍ: وَهُمُ الْاَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ.

◀ ◀ حضرت اسیر ابن عمرو اور بقول بعض حضرت ابن جابر اسیر ہمزہ پر پیش اور سین مہملہ پر زبر ہے سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے امدادی جماعتیں آتیں تو آپ ان سے پوچھتے: کیا تمہارے درمیان اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ آپ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان سے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد کی شاخ قرن سے ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تم برص کی بیماری میں مبتلا تھے اور اس سے تمہیں شفاء حاصل ہوگئی سوائے درہم کے برابر جگہ کے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟

Marfat.com

انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا۔ اسے برص کی تکلیف تھی۔ جس سے وہ شفایاب ہوگیا سوائے درہم کی برابر جگہ کے۔ اس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ بہت اچھا سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ (حضرت اویس) اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرمائے گا اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت طلب کریں تو ضرور ان سے استغفار کراؤ۔ اس لئے تم میرے لئے استغفار کرو۔ تو انہوں نے ان کے لئے استغفار کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں: عرض کی: کوفہ۔ فرمایا: کیا تم کو کوفہ کے عامل کے نام خط نہ لکھ دوں؟ عرض کی: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں عوام الناس میں غیر مانوس رہوں۔ اس سے اگلے سال ان کے قبیلہ مراد کے ایک باحیثیت آدمی نے حج کیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے اس سے حضرت اویس کے متعلق پوچھا۔ اس نے عرض کی: میں اسے تنگدستی اور غربت کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا اسے برص کی تکلیف تھی جس سے وہ شفایاب ہوگیا سوائے درہم کے برابر جگہ کے۔ اس کی والدہ ہے جس کا وہ بڑا خدمت گزار ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو ضرور اس سے استغفار کراؤ سو وہ شخص حضرت اویس کے پاس گیا اور کہا: میرے لئے استغفار کرو۔ انہوں نے فرمایا: تم ابھی ابھی نیک سفر سے واپس آئے ہو اس لئے تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے ہو؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے آپ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پس لوگوں کو آپ کی شان کا علم ہوگیا تو آپ کا جس طرف جی آیا روانہ ہوگئے۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کوفہ کا ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان میں ایک شخص تھا جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے؟ تو وہ شخص (جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا) حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہے یمن میں اس کا اپنی والدہ کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔ اسے برص کا مرض تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مرض ختم کردیا، سوائے درہم یا دینار کے برابر جگہ کے۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اسے چاہیے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تابعین میں سے بہترین اویس نامی ایک آدمی تھا۔ اس کی والدہ ہے، اور اسے برص کا مرض تھا اسے کہو کہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

Marfat.com

تعارفِ راوی:

اُسیر ابن عمرو بن قیس آپ کی کنیت ابوسلیط ہے بدری ہیں۔بعض نے کہا ان کا نام اُسید ہے اور بعض کا قو ہے کہ ان کا نام انس ہے، (واللہ اعلم) (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد 7، باب الکنی حرف السین، ص ۱۸۲)

حلِ لغات:

غبراء الناس: غین معجمہ پر زبر باء ساکن اور آخر میں مد ہے۔غریب اور فقیر لوگ جن کو معاشرہ میں کوئی خصوصی پہچان حاصل نہ ہو۔

امداد: مدد کی جمع ہے۔جماعتی اور مددگار جو جہاد میں مسلمانوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

شرح: سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعارف وفضائل:

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو رَدِی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا:"اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔" حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہوگئے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"قبیلہ مُراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔(چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔پھر فرمایا:"تم میں سے "قبیلہ قرن" کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔"ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے، یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا:" کیا آپ "قبیلہ قرن" کے رہنے والے ہیں؟" انہوں نے عرض کی:"جی ہاں! میں" قرن" ہی کا رہنے والا ہوں۔" پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:" کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟" اس نے جواب دیا:"حضور! آپ رضی اللہ عنہ جس اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل ومجنون ہے۔"

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا:" میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں، میں نے نور کے پیکر، تمام

Marfat.com

نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ عزوجل اُویس قرنی کی شفاعت سے "قبیلہ ربیعہ "اور" قبیلہ مضر" کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث ۴۳۲۳، ص ۲۷۴۰، مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکرفی اویس القرنی، الحدیث ۱، ج ۷، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں:" جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً" کوفہ" کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کرلوں، اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوسکوں۔" کوفہ " پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہرفرات کے کنارے وضو کرتے پایا۔ جونشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سرگرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا:" اے اویس) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟" ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا:" اے میرے بھائی ہرم بن حیان) علیہ رحمۃ اللہ المنّان (! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں ؟ اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟" میں نے جواب دیا:" اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔"

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "اور" سُبْحٰنَ اللّٰہِ " کی صدائیں بلند کیں، اور فرمایا:" بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔"

پھر میں نے ان سے پوچھا:" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟" حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔"

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:" مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ھرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالمِ ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

Marfat.com

پھر میں نے ان سے کہا: "اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیے۔" یہ سن کر انہوں نے فرمایا: "آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوسکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا ومولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کرچکی ہیں۔

(عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ج ا ص ۵۵،)

(۳۷۶) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ لِيْ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَنَا يَااُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَقَالَ: "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ".

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: ''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا'' (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات ایسے ہیں کہ اگر مجھے ان کے بدلے ساری دنیا مل جائے تو بھی یہ مجھے پسند نہیں ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کرنا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے' اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۷۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا، فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا، وَّمَاشِيًا وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر یا پیدل ''قبا'' تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن سوار ہو کر یا پیدل مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی کیا کرتے تھے۔

37: ابوداؤد شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 1498 — 377: مسلم شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث: 3286

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فیصلی: از، صلاۃً، بمعنی دعا کرنا، نماز پڑھنا۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر بڑے اہتمام کے ساتھ عمل فرماتے تھے ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جگہ اپنی اونٹنی کو چکر لگوا رہے تھے۔لوگوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' میں (اس کی حکمت) نہیں جانتا، مگر اس جگہ میں نے تاجدارِ رسالت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا اس لئے میں بھی ایسا کر رہا ہوں۔

(شفا شریف، الباب الاول: فرض الایمان بہ، فصل واما ماورد عن السلف فی اتباعہ، ص ۱۵، الجزء الثانی)

درسِ امت:

اللہ عزوجل اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے مقدس انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا اور سب سے آخر میں اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو عرب وعجم میں بے مثل اور اصل ونسل، حسب ونسب میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں، عقل وفراست ودانائی اور بردباری میں فزوں تر، علم وبصیرت میں سب سے برتر، یقینِ محکم اور عزمِ راسخ میں سب سے قوی تر، رحم وکرم میں سب سے زیادہ رحیم وشفیق ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے روح وجسم کو مصفّٰی اور عیب ونقص سے ان کو منزہ رکھا، ایسی حکمت ودانائی سے ان کو نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا الغرض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے فضائل ومحاسن اور مناقب کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

ان میں بعض اوصاف وہ ہیں کہ جن کی تصریح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں فرمادی کہ آپ کو اپنی مخلوق میں علی وجہ الکمال جاہ وجلال کے ساتھ ظاہر فرمایا اور محاسن جمیلہ، اخلاقِ حمیدہ، مناصب کریمہ، فضائل حمیدہ سے ممتاز فرمایا، آپ کے مراتب عالیہ پر لوگوں کو خبردار کیا اور انہیں آپ کے اخلاق وآداب کی تعلیم دی اور بندوں کو ان پر اعتصام والتزام کے وجوب کی تلقین کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''

Marfat.com

ترجمہء کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(پ21،الاحزاب:21)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔(خزائن العرفان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک) کامل (مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو جائے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام..........الخ، ج۱،ص۴۵، الحدیث:۱۶۷)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام..........الخ، ج۱،ص۵۵، الحدیث:۱۷۵)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی ایمان کے کامل ہونے اور جنت میں آپ کا قرب پانے کا ذریعہ ہے اور ہر مسلمان یہ خواہش کریگا کہ وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو لہٰذا اسے چاہیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، حالات اور سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے اپنی زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے گزارے۔

۴۶-بَابُ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَاِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهُ، اَنَّهُ يُحِبُّهُ، وَمَاذَا يَقُوْلُ لَهُ اِذَا اَعْلَمَهُ

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور اس پر ابھارنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آدمی کو جس سے محبت ہو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے' اور یہ کہ اسے بتاتے وقت کیا کہے؟

حب کے لغوی معانی: محبت، الفت، انس، پیار، دوستی، آشنائی، توفیق، مرضی، شوق، آرزو۔(فیروز اللغات)

محبت کے معانی: الفت، پیار، چاہ، دوستی، یارانہ، عشق، لگن، اس کو میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا غلط ہے یہ میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔(فیروز اللغات)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ محبت کا مقام عشق کے مقام سے کم ہے عشق کا درجہ بہت بلند ہے۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

Marfat.com

التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝﴾

(الفتح:29)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد اللہ کے رسول ہیں' اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں' تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے' سجدے میں گرتے' اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے' یہ ان کی صفت توریت میں ہے' اور ان کی صفت انجیل میں' جیسے ایک کھیتی' اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

تشریح:

ان آیتوں میں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثنا بیان ہوئی کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت وثنا بیان ہو رہی ہے کہ وہ مخالفین پر سختی کرنے والے اور مسلمانوں پر نرمی کرنے والے ہیں جیسے آیت میں ہے۔ مومنوں کے سامنے نرم کفار کے مقابلہ میں گرم، ہر مومن کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ وہ مومنوں سے خوش خلقی اور متواضع رہے اور کفار پر سختی کرنے والا اور کفر سے ناخوش رہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ" (التوبہ 9:123) "اے ایمان والوں جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "آپس کی محبت اور نرم دلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے"۔ (صحیح بخاری:6011)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ملا کر بتائیں"۔

(صحیح مسلم:2446)

پھر ان کا اور وصف بیان فرمایا کہ نیکیاں بکثرت کرتے ہیں خصوصاً نماز جو تمام نیکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے، پھر ان کی نیکیوں میں چار چاند لگانے والی چیز کا بیان یعنی ان کے خلوص اور رضائے اللہ طلبی کا کہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ یہ اپنے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں جو جنت ہے اور اللہ کے فضل سے انہیں ملے گی اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اپنی رضا مندی بھی انہیں عطا فرمائے گا جو بہت بڑی چیز ہے۔

جیسے فرمایا «وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ» (التوبہ 9:72) "اور اللہ کی رضا سب سے بڑی یہی ہے بڑی مراد پائی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری 11/370) مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں خشوع اور تواضع ہے۔

منصور رحمہ اللہ مجاہد رحمہ اللہ سے کہتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے، آپ نے فرمایا یہ تو ان کی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز ان کے چہرے اچھے کر دیتی ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے جو رات کو بکثرت نماز پڑھے گا اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہوگا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابن ماجہ کی ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مضمون ہے۔ (سنن ابن ماجہ 1333)

لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کی وجہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے چہرے پر روشنی آتی ہے، روزی میں کشادگی ہوتی ہے، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اندرونی پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے اور بھلائیاں پوشیدگی سے کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی سلوٹوں پر اور اس کی زبان کے کناروں پر ان نیکیوں کو ظاہر کر دیتا ہے الغرض دل کا آئینہ چہرہ ہے، جو اس میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے۔ پس مومن جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے، اپنا باطن سنوار لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے۔

طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص جیسی بات کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی کی چادر اڑھا دیتا ہے اگر وہ پوشیدگی بھلی ہے تو بھلائی کی اور اگر بری ہے تو برائی کی"۔

مسند احمد میں آپ کا فرمان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ٹھوس چٹان میں گھس کر جس کا نہ کوئی دروازہ ہو، نہ اس میں کوئی سوراخ ہو کوئی عمل کرے گا، اللہ اسے بھی لوگوں کے سامنے رکھ دے گا برائی ہو تو یا بھلائی ہو تو"۔

(مسند احمد 3/28)

مسند کی اور حدیث میں ہے نیک طریقہ، اچھا خلق، میانہ روی نبوت کے پچیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔

(سنن ترمذی 2010)

Marfat.com

الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیتیں خالص تھیں اعمال اچھے تھے پس جس کی نگاہ ان کے پاک چہروں پر پڑتی تھی اسے ان کی پاکبازی بچ جاتی تھی اور وہ ان کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور ان کے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے شام کا ملک فتح کیا جب وہاں کے نصرانی ان کے چہرے دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے، اللہ کی قسم یہ عیسیٰ کے حواریوں سے بہت ہی بہتر وافضل ہیں۔ فی الواقع ان کا یہ قول سچا ہے، اگلی کتابوں میں اس امت کی فضیلت وعظمت موجود ہے اور اس امت کی صف اول ان کے بہتر بزرگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خود ان کا ذکر بھی اگلی اللہ کی کتابوں میں اور پہلے کے واقعات میں موجود ہے۔ پس فرمایا یہی مثال ان کی توراۃ میں ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ان کی مثال انجیل کی مانند کھیتی کے بیان کی گئی ہے جو اپنا سبزہ نکالتی ہے پھر اسے مضبوط اور قوی کرتی ہے پھر وہ طاقتور اور موٹا ہو جاتا ہے اور اپنی بال پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اب کھیتی والے کی خوشی کا کیا پوچھنا ہے؟

اسی طرح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انہوں نے آپ کی تائید ونصرت کی پس وہ آپ کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو پٹھے اور سبزے کو کھیتی سے تھا یہ اس لیے کہ کفار شرمسار ہوں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے رافضیوں کے کفر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے چڑتے اور ان سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔

علماء کی ایک جماعت بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریفیں بیان کیں اور ان سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہے کیا ان کی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟

پھر فرماتا ہے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے گناہ معاف اور انکا اجر عظیم اور رزق کریم ثواب جزیل اور بدلہ کبیر ثابت یادر ہے کہ »منھم« میں جو »من« ہے وہ یہاں بیان جنس کے لیے ہے، اللہ کا یہ سچا اور اٹل وعدہ ہے جو نہ بدلے، نہ خلاف ہو ان کے قدم بقدم چلنے والوں، ان کی روش پر کاربند ہونے والوں سے بھی اللہ کا یہ وعدہ ثابت ہے لیکن فضیلت اور سبقت کمال اور بزرگی جو انہیں ہے امت میں سے کسی کو حاصل نہیں، اللہ ان سے خوش، اللہ ان سے راضی، یہ جنتی ہو چکے اور بدلے پالئے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کو برا نہ کہو ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پاسکتا"۔ (صحیح مسلم 2540 تفسیر ابن کثیر)

Marfat.com

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ ﴾ (الحشر: 9)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہراور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جوان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔

(۳۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ: اَنْ یَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ یَكْرَهَ اَنْ یَعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا یَكْرَهُ اَنْ یُقْذَفَ فِی النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے:(۱) اللہ اور اس کا رسول اسے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس سے محبت کرے۔ (۳) اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہے وہ کفر کی طرف لوٹ جانے سے اتنا ہی ڈرے جتنا آگ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

انقذ: از، نقذاً، بمعنی نجات دینا۔

یقذف: از، قذفاً، بمعنی پھینکنا، قے کرنا۔

شرح:

جیسے جسمانی غذاؤں میں مختلف لذتیں ہیں، ایسے ہی روحانی غذاؤں، ایمان واعمال میں بھی مختلف مزے ہیں، اور جیسے ان غذاؤں کی لذتیں وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے حواس ظاہری درست۔ ایسے ہی ان ایمانی غذاؤں کی لذتیں وہ ہی محسوس کرسکتا ہے جس کی روح درست ہواور جیسے ظاہری حواس درست کرنے کی مختلف دوائیں ہیں، ایسے ہی ان حواس کے درست کرنے والی روحانی دوائیں ہیں۔ اس حدیث میں ان ہی دواؤں کا ذکر ہے۔ حضور جسمانی وروحانی حکیم مطلق ہیں۔ جوایمان کی حلاوت پالیتا ہے وہ بڑی بڑی مشقتیں خوشی سے جھیل لیتا ہے۔ جاڑوں کی نماز، جہاد خنداں پیشانی سے

378: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:43

Marfat.com

ادا کرتا ہے، کربلا کا میدان اس حدیث کی زندہ جاوید تفسیر ہے، یہ لذت ہی ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے، اسی سے رضا بالقضاء نصیب ہوتی ہے۔

یعنی مال و دولت، زن فرزند وغیرہ تمام دنیاوی نعمتیں، اس میں قرآن، کعبہ و مدینہ منورہ وغیرہ داخل نہیں کہ ان کی محبت عین اللہ رسول کی محبت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سے اللہ والی محبت چاہیے۔ محبت کی بہت قسمیں ہیں: ماں سے محبت اور قسم کی ہے، بیوی سے اور طرح کی، اولاد سے اور طرح کی، بہن بھائی سے اور نوعیت کی۔ حضور سے محبت اسی نوعیت کی چاہیے جس نوعیت کی اللہ سے ہو، یعنی محبت ایمانی و عرفانی۔ ھُمَا فرمانے سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کے لیے ایک ضمیر تثنیہ آسکتی ہے۔ جہاں ممانعت ہے وہاں برابری کے احتمال کے موقعہ پر ہے۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں محبت سے طبعی محبت مراد ہے نہ کہ محض عقلی۔

یعنی بندوں سے محض اس لیے محبت کرے کہ رب راضی ہو جاوے، دنیاوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔ استاذ، شیخ، حتیٰ کہ ماں باپ اولاد سے اس لئے محبت کرے کہ رضاء الٰہی کا ذریعہ ہیں اور سنت اسلام۔ یہ محبت دائمی ہے، دنیاوی محبتیں جلد ٹوٹ جانے والی ہیں۔ یعنی کفر اور کفار سے طبعی نفرت ہو جاوے۔ اسلام کی توفیق کو رب کی نعمت جانے، کفار سے ایسے بچے جیسے سانپ سے کہ سانپ دشمن جان ہے اور یہ لوگ دشمن ایمان۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۶)

(۳۷۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سات (قسم کے) آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ عاطفت میں لے لے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

(۱) عادل بادشاہ، (۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پر وہ باہم ملتے ہیں اور اسی محبت پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ (۵) اور وہ آدمی جسے حسین و جمیل عورت

379. بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 660

Marfat.com

دعوت (گناہ) دے تو وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کو اتنا پوشیدہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نشا: از، نشاۃً بمعنی پیدا ہونا، زندہ ہونا، جوان ہونا۔

شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تا کہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔
یعنی وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہٰذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔
یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است — وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلاوجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔ خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔
کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔ جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں، بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد — فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔
یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے، تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے

Marfat.com

میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

یعنی خود ایسی عورت اس سے بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے،یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

یہاں صدقۂ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے،لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ" ۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج۱،ص۶۶۱)

(۳۸۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ؟ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں لوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔(مسلم)

(۳۸۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔کیا میں تمہیں ایک چیز نہ بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔(مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

افشوا: از، اِفْشَاءٌ، بمعنی پھیلانا،شہرت دینا۔

380: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:2566

381: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:54

Marfat.com

شرح:

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے اورلوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل ہےاوراچھا سوال آدھا علم ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۸۲) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهُ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا ..." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ: "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وقد سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهُ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی سے ملنے کے لئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر کردیا' اوراس جملہ تک حدیث بیان کی۔اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی طرح محبوب رکھا جیسے تو نے اس سے محبت کی اللہ کی رضا کے لئے۔(مسلم)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے باب میں گزر چکا ہے۔

(۳۸۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ: "لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے انصار کے بارے میں ارشادفرمایا: ان سے محبت نہیں کرتا مگر مومن، اوران سے کوئی بغض نہیں رکھتا مگر منافق پس جوان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرتا ہے' اور جوان سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔(متفق علیہ)

(۳۸۴) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ، لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے لئے (بروز قیامت) نور کے منبر ہوں گے۔جن کی وجہ سے نبی اورشہیدان پر رشک کریں گے۔

382:مسلم شریف،کتاب البروالصلۃ،رقم الحدیث:2567

383:بخاری شریف،مناقب الانصار،رقم الحدیث:3782

384:ترمذی،کتاب الزہد،رقم الحدیث:2390

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یغبطھم: از، غبطاً، بمعنی رشک کرنا،

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

تو یہاں غبطہ سے مراد ہے خوش ہونا تب تو حدیث واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کو اس مقام پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور ان لوگوں کی تعریف کریں گے۔(مرقات) اور اگر غبطہ بمعنی رشک ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر حضرات انبیاء وشہداء کسی پر رشک کرتے تو ان پر کرتے تو یہ فرضی صورت کا ذکر ہے۔(اشعۃ اللمعات) یا یہ رشک اپنی موت کی بنا پر ہوگا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ لوگ ایسے درجے میں ہیں کہ ہماری امت میں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ وہ حضرات اپنی امت کا حساب کرا رہے ہوں گے اور یہ لوگ آرام سے ان منبروں پر بےفکری سے آرام کر رہے ہوں گے تو حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کی بےفکری پر رشک کریں گے کہ ہم مشغول ہیں یہ فارغ البال۔ بہرحال اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ یہ حضرات انبیاء کرام سے افضل ہوں گے۔(مرقات واشعہ وغیرہ)

(۳۸۵) وَعَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخُوْلَانِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَاِذَا فَتًی بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهُ، فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ، اَسْنَدُوْهُ اِلَيْهِ، وَصَدَرُوْا عَنْ رَاْيِهِ، فَسَاَلْتُ عَنْهُ، فَقِيْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ، هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِيْرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّیْ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰی قَضٰی صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: اللّٰهِ، فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: اللّٰهِ، فَاَخَذَنِیْ بِحَبْوَةِ رِدَائِیْ فَجَبَذَنِیْ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَبْشِرْ! فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِیَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِیَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِیَّ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِیَّ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّاِ بِاِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ.

385: موطا امام مالک، الشعر، صفحہ:439

Marfat.com

قَوْلُهُ: "هَجَّرْتُ" اَیْ بَكَّرْتُ، وَهُوَ بِتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ قَوْلُهُ: "آللّٰهِ" فَقُلْتُ: اَللّٰهِ الْاَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَّمْدُوْدَةٍ لِّلْاِسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِیْ بِلَا مَدٍّ.

▼ حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں داخل ہوا تو وہاں میں نے چمکدار دانتوں والے ایک نوجوان کو دیکھا بہت سے لوگ اس کے ساتھ تھے' اور جب لوگ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو وہ اس نوجوان سے رجوع کرتے اور اس کی رائے پر عمل پیرا ہوتے۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو کہا گیا: یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے دن میں سویرے سویرے وہاں گیا تو وہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے' اور میں نے ان کو حالت نماز میں پایا۔ سو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ نے نماز مکمل کی پھر میں ان کے پاس گیا، انہیں سلام کیا اور پھر عرض کی: بخدا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! تو انہوں نے میری چادر کے پلو کو پکڑا اور مجھے اپنی جانب کھینچ کر فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کے لئے جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ ہم نشینی کرتے ہیں۔ میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں' اور میری ہی رضا کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے' اور امام مالک نے اسے موطا میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ھجرت: یعنی میں نے جلدی کی۔ سویرے گیا۔ جیم پر شد کے ساتھ ہے۔

اللہ، فقلت اَللّٰهُ: لفظ اللہ۔ پہلی دفعہ ہمزہ ممدودہ کے ساتھ استفہام کے لئے ہے' اور دوسری دفعہ بغیر مد کے ہے۔

شرح:

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہا چنانچہ۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں فرمایا سوچ لو تم کیا کہتے ہو وہ بولا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں تین بار کہا تو فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کیلئے تیار ہو جا یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہاء کی طرف۔ (ترمذی، مشکوۃ المصابیح)

Marfat.com

(٣٨٦) وَعَنْ اَبِیْ كَرِيْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ، فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوکریمہ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرتا ہوتو اسے چاہیے کہ اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔
اسے ابوداؤداور ترمذی نے روایت کیا ہےاور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

مقداد بن معدیکرب: بن عمرو بن معدیکرب ابوکریمہ اور بقول بعض ابویحییٰ کنیت ہے، آپ کی وفات ٨٧ھ میں ہوئی ابی سلیم کلاعی کی روایت ہے کہ ہم نے کہا ابوکریمہ لوگوں کا قول ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ٦، حرف المیم، ص ١٠١)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اسے خبر دے دے جیسا کہ بعض احادیث میں صراحتاً آیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے دلی حالات اور محبت وعدوات سے بے خبر نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جنہیں پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کیا انہیں انسانوں کے دل کا حال معلوم نہ ہوگا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ٦، ص ١٧٥)

(٣٨٧) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِهٖ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، وَاللّٰهِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ، ثُمَّ اُوصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز (فرض) کے بعد یہ کلمات کہنا ترک نہ کرنا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں

386: ترمذی شریف، کتاب الزہد، 2392
387: ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، 1522

Marfat.com

تیرا شکر ادا کروں اور تیری عمدہ عبادت کروں۔

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔ابوداؤد اور نسائی نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنیٰ ہے۔

(۳۸۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِہٖ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّ ھٰذَا، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ءَ اَعْلَمْتَہٗ؟" قَالَ: لَا ۔ قَالَ: "اَعْلِمْہُ" فَلَحِقَہٗ، فَقَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ، فَقَالَ: اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا۔اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس شخص سے محبت ہے۔فرمایا: کیا تو نے اس کو بتادیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔فرمایا: اس کو بتادو۔سو وہ شخص گزرنے والے شخص سے جاملا اور کہا: میں اللہ کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں۔تو اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے محبوب رکھے جس کے لئے تو نے مجھ سے محبت کی۔

ابوداؤد نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۴۷-بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ وَالْحَثِّ عَلَی التَّخَلُّقِ بِھَا وَالسَّعْیِ فِیْ تَحْصِیْلِھَا

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی نشانیاں اور ان کی اپنے اندر وہ نشانیاں پیدا کرنے کی ترغیب اور حاصل کرنے کی کوشش کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ

388: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، 5125

Marfat.com

غَفُورٌ رَّحِیمٌ ○﴾ (آل عمران: 31)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے○

تشریح:

اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمد یہ پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے، اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین صرف اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کا نام ہے، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

پھر فرماتا ہے کہ حدیث پر چلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے تمام تر گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ پھر ہر عام خاص کو حکم ملتا ہے کہ سب اللہ و رسول کے فرماں بردار رہیں جو نافرمان ہو جائیں یعنی اللہ رسول کی اطاعت سے ہٹ جائیں تو وہ کافر ہیں اور اللہ ان سے محبت نہیں رکھتا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت کفر ہے، ایسے لوگ اللہ کے دوست نہیں ہو سکتے گو ان کا دعویٰ ہو، لیکن جب تک اللہ کے سچے نبی امی خاتم الرسل رسول جن و بشر کی تابعداری پیروی اور اتباع سنت نہ کریں وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں کہ اگر آج انبیاء اور رسول بلکہ بہترین اور اولوالعزم پیغمبر بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی آپ کے مانے بغیر اور آپ کی شریعت پر کاربند ہوتے۔

(عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○﴾ (المائدۃ: 54)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا

Marfat.com

کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا' مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت' اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے' اور اللہ وسعت والا علم والا ہے o

تشریح:

اللہ رب العزت جو قادر و غالب ہے خبر دیتا ہے کہ اگر کوئی اس پاک دین سے مرتد ہو جائے تو وہ اسلام کی قوت گھٹا نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بدلے ان لوگوں کو اس سچے دین کی خدمت پر مامور کرے گا، جو ان سے ہر حیثیت میں اچھے ہوں گے۔

جیسے اور آیت میں ہے »وَاِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوْٓا اَمْثَالَكُم« (محمد 38:47) اور آیت میں ہے »اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ« (النساء 133:4) مطلب ان سب آیتوں کا وہی ہے جو بیان ہوا۔

ارتداد کہتے ہیں، حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف پھر جانے کو۔ محمد بن کعب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "یہ آیت سرداران قریش کے بارے میں اتری ہے"۔ حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے، ان کا حکم اس آیت میں ہے۔ جس قوم کو ان کے بدلے لانے کا وعدہ دے رہا ہے وہ اہل قادسیہ ہیں یا قوم سبا ہے۔ یا اہل یمن ہیں جو کندہ اور سکون بیلہ کے ہیں"۔

ایک حدیث میں بھی یہ پچھلی بات بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کی قوم ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ 3368: صحیح)

اب ان کامل ایمان والوں کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ "یہ اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کے سامنے تو بچھ جانے والے، جھک جانے والے ہوتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں تن جانے والے، ان پر بھاری پڑنے والے اور ان پر تیز ہونے والے ہوتے ہیں"۔

جیسے فرمایا آیت »اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ« (الفتح 29:48) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ مزاج بھی تھے اور قتال بھی یعنی دوستوں کے سامنے ہنس مکھ خندہ رو اور دشمنان دین کے مقابلہ میں سخت اور جنگجو۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

سچے مسلمان راہ حق کے جہاد سے نہ منہ موڑتے ہیں، نہ پیٹھ دکھاتے ہیں، نہ تھکتے ہیں، نہ بزدلی اور آرام طلبی کرتے ہیں، نہ کسی کی مروت میں آتے ہیں، نہ کسی کی ملامت کا خوف کرتے ہیں، وہ برابر اطاعت الٰہی میں اس کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں بھلائی کا حکم کرنے میں اور برائیوں سے روکنے میں مشغول رہتے ہیں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ مسکینوں سے

Marfat.com

محبت رکھنے، ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور دنیوی امور میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھنے اور اپنے سے بڑھے ہوؤں کو نہ دیکھنے، صلہ رحمی کرتے رہنے، گو دوسرے نہ کرتے ہوں اور کسی سے کچھ بھی نہ مانگنے، حق بات بیان کرنے کا گو وہ سب کو کڑوی لگے اور دین کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا اور بہ کثرت »لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ« پڑھنے کا، کیونکہ یہ کلمہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے۔

ایک روایت میں ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ مرتبہ بیعت کی ہے اور سات باتوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاددہانی کی ہے اور سات مرتبہ اپنے اوپر اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اللہ کے دین کے بارے میں کسی بدگو کی بدگوئی کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ مجھے بلا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مجھ سے جنت کے بدلے میں بیعت کرے گا؟ میں نے منظور کر کے ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کی کہ کسی سے کچھ بھی نہ مانگنا۔ میں نے کہا بہت اچھا، فرمایا: اگرچہ کوڑا بھی ہو۔ یعنی اگر وہ گر پڑے تو خود سواری سے اتر کر لے لینا۔ (مسند احمد:5/172)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کی ہیبت میں آ کر حق گوئی سے نہ رکنا، یاد رکھو نہ تو کوئی موت کو قریب کر سکتا ہے، نہ رزق کو دور کر سکتا ہے۔ (مسند احمد:3/87)

فرماتے ہیں خلاف شرع امر دیکھ کر، سن کر اپنے تئیں کمزور جان کر، خاموش نہ ہو جانا۔ ورنہ اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی، اس وقت انسان جواب دے گا کہ میں لوگوں کے ڈر سے چپکا ہو گیا تو جناب باری تعالیٰ فرمائے گا، "میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا"۔ (سنن ابن ماجہ:4008)

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی کرے گا کہ "تو نے لوگوں کو خلاف شرع کام کرتے دیکھ کر اس سے روکا کیوں نہیں؟" پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اسے جواب سمجھائے گا اور یہ کہے گا پروردگار میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور لوگوں سے ڈرا۔ (سنن ابن ماجہ:4017)

ایک اور صحیح حدیث میں ہے مومن کو نہ چاہیے کہ اپنے تئیں ذلت میں ڈالے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یہ کس طرح؟ فرمایا: ان بلاؤں کو اپنے اوپر لے لے، جن کی برداشت کی طاقت نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ:4016)

پھر فرمایا "اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے"۔ یعنی کمال ایمان کی یہ صفتیں خاص اللہ کا عطیہ ہیں، اسی کی طرف سے ان کی توفیق ہوتی ہے، اس کا فضل بہت ہی وسیع ہے اور وہ کامل علم والا ہے، خوب جانتا ہے کہ اس بہت بڑی نعمت کا مستحق کون ہے؟۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

(٣٨٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا، فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ

389: بخاری شریف، کتاب الرقاق، 6502

Marfat.com

مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ، کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ، وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

مَعْنٰی "اٰذَنْتُهٗ": اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّیْ مُحَارِبٌ لَهٗ ۔ وَقَوْلُهٗ: "اسْتَعَاذَنِیْ" رُوِیَ بِالْبَاءِ وَرُوِیَ بِالنُّوْنِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو جنگ کا چیلنج دیتا ہوں اور جن چیزوں کے ساتھ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی مجھے فرائض سے زیادہ پسند نہیں ہے۔

بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، سو اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں' اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اذنته: کا معنیٰ ہے: میں اس کو بتا دیتا ہوں کہ میں اس کے خلاف جنگ کرنے والا ہوں۔

استعاذنی: باء اور نون دونوں کے ساتھ منقول ہے۔

شرح:

ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ والی وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ"۔ اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہو سکتا ہے۔

یعنی جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، خدا کی پناہ۔ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود خوار دوسرے دشمن اولیاء رب

Marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے:"فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ: ۔علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔) مرقات (خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت وعناد کہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہٰذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد نہ تھا۔ عناد و اختلاف میں بڑا فرق ہے، اس کے لیے ہماری کتاب امیر معاویہ دیکھئے حتیٰ کہ حضرت سارا کو اس بنا پر برا نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل علیہما السلام کی مخالفت کی، اس لیے یہاں عادی فرمایا خالف نہ فرمایا اور لی ولیا فرمایا ولی اللہ نہ فرمایا۔

یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھے نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔

یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ فرائض و نوافل کا جامع ہوتا ہے۔) مرقات (اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے محبت سے مراد کامل محبت ہے۔

اس عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں: ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرا رہا ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہوجاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کردیا۔ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچادی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات بچشم ملاحظہ فرمالیے۔ یہ سب سی طاقت کے کرشمے ہیں آج نار کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہے، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ گئے بعض نے کہا ما فی جبتی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

Marfat.com

چوں روا باشد انا اللہ از درخت　　　　کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

یعنی وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی قبول ہوگی اور جو ان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آجائے گا، مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام　　　　ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

سبحان اللہ! کیا نازو انداز والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل، جو چاہوں حکم کروں، مگر ایک موقعہ پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آجائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہے تو ہم اسے فوراً انہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں جنت اور وہاں کی نعمتیں اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوش خوش ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے، یہاں تردد کے معنے حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو فقیر نے عرض کیا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء

کرام کو موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور یار خنداں رود بجانب یار کا ظہور ہوتا ہے ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔ شعر

نشان مرد مؤمن با تو گویم　　　　چوں قضاء آید تبسم برلب اوست

غرضکہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور اولیاء انبیاء کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن اسی لیے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت، رضا کراہت میں بہت فرق ہے بعض چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں مگر ان کا ارادہ ہے بعض چیزیں پسند ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۴۹۰)

(۳۹۰) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْعَبْدَ، نَادٰى جِبْرِيلَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ، فَقَالَ: اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ، فَيَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ

390: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، 2637

Marfat.com

يحبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ، فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ ۔ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ: اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْاَرْضِ" ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں یہ ندا دیتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس شخص کے لئے مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے' اور فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں اس لئے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو' تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اس شخص کے لئے زمین میں مقبولیت عام رکھ دی جاتی ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے' اور فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی رکھتا ہوں تم بھی اس سے دشمنی رکھو تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے دشمنی کرنے لگتے ہیں' اور پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتے ہیں تم بھی اس سے دشمنی رکھو اور پھر اس کے لئے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نادی: از، مناداً و نداءً، بمعنی پکارنا، بلانا۔

شرح:

اس طرح کہ قدرتی طور پر انسانوں کے منہ سے اس کے لیے نکلنے لگتا ہے رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے دل خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں، دلوں کی قدرتی کشش محبوبیت الٰہی کی دلیل ہے۔ دیکھئے حضور غوث پاک خواجہ اجمیری جیسے بزرگوں کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں مگر سب کو ان سے دلی محبت ہے۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، حضرت جبریل آسمانوں میں اعلان کردیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، آپ سب بھی اس سے محبت کریں، چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلادی جاتی ہے، یہ حدیث اس کے قریب قریب ہی ہے یہ غیبی وقدرت محبت ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۶۰۲)

(۳۹۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ ﴿ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾، فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ"؟ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک سریہ کا قائد بنا کر بھیجا۔ وہ شخص نماز کی امامت کرتا تو قرأت کے آخر میں سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھتا۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے قائد کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا تو اس شخص نے کہا: یہ رحمٰن کی صفت ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس کو پڑھوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یختم: از، ختماً، بمعنی مہر لگانا، ختم کرنا۔

شرح:

کیونکہ امامت کا حق سلطان اسلام یا سردار قوم کو ہے جب کہ وہ علم شریعت رکھتے ہوں، چونکہ یہ اس فوج کے کمانڈر تھے اس لیے ان کے امام بھی رہے۔

یعنی ہر نماز کی آخری رکعت میں اور جماعت کی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے قرأت ختم کرنے کے بعد کے یہ ہی معنے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر رکعت میں اور سورت پڑھ کر "قُلْ هُوَ اللّٰهُ

391: مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 813

Marfat.com

اَحَدٌ" پڑھتے تھے کہ یہ تو مکروہ ہے۔

یا تو حکایۃً کہا گیا یا شکایۃً کیونکہ صحابہ کرام نماز میں کوئی سورت مقرر نہ کرتے تھے، فرائض میں یہ مکروہ بھی ہے ہاں نوافل میں سورتوں کا تقرر جائز ہے مثلاً کوئی شخص ہمیشہ تہجد میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ "ہی پڑھا کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد کی شکایت استاد سے مرید کی شکایت پیر سے حتیٰ کہ اپنے امام کی شکایت سلطان اسلام سے کر سکتے ہیں یہ غیبت نہیں بلکہ اصلاح ہے۔

محض نماز کو مختصر کرنے کے لیے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ "پڑھتے تھے یا اس لیے کہ انہیں دوسری سورتیں کم یاد ہیں یا کسی اور وجہ سے۔معلوم ہوا کہ فریقین کا بیان لے کر حاکم کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔فتوے اور ہے فیصلہ کچھ اور فتوے صرف ایک فریق کے بیان پر دیا جاسکتا ہے، دیکھو داؤد علیہ السلام نے بکریوں والے فرشتوں میں سے ایک کا بیان سن کر فتوے دے دیا تھا یہ حدیث تعلیم فیصلہ کے لیے ہے۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور عاشق کو اپنے محبوب کا ذکر پیارا ہوتا ہے اور وہ اس کا ذکر اکثر کرتا ہے اس لیے میں بھی نماز میں اکثر یہ سورت پڑھا کرتا ہوں، ورنہ مجھے اور سورتیں بھی یاد ہیں۔

تو اس سورۃ سے محبت کرنے کی بنا پر یا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی بناء پر۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیات ذات وصفات الٰہی سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جانے کا ذریعہ ہے ایسے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بلکہ ان کی اطاعت خدا کی محبوبیت کا ذریعہ ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے فرماؤ:"فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ "۔یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب بندوں کے ایسے حالات سے خبردار ہیں جن کی خود ہمیں بھی خبر نہیں محبوب خدا یا مردود بارگاہ ہونا ایک ایسی چھپی ہوئی حالت ہے جو کسی دلیل یا علامت سے معلوم نہیں ہوسکتی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی خبردار ہیں اس ایک جملہ میں اس کے تقویٰ پر استقامت، ایمان پر خاتمہ، قبر وحشر میں نجات، جنت میں داخلہ، سب کی خبر دے دی گئی، ظاہر یہ ہے کہ ان صحابی کو ہمیشہ نماز میں سورہ اخلاص پڑھنے کی اجازت دے دی گئی، یہ اجازت ان کی خصوصیات سے ہے دوسروں کے لیے یہ عمل مکروہ ہے اسی لیے دوسرے صحابہ نے یہ خوشخبری سن کر خود یہ عمل شروع نہ کر دیا، لہٰذا یہ حدیث فقہی مسئلہ کے خلاف نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۳۵۴)

۴۸-بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ اِيْذَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ

نیکوکاروں، کمزوروں اور مسکینوں کی ایذا رسانی سے ڈرانے کے متعلق بیان

صالحین کا معنی: صالحین، صالح کی جمع ہے اور صالح کا معنی ہے نیک، پارسا، پرہیزگار، متقی، دیانتدار، نیک چلن،

Marfat.com

ایک پیغمبر جو قوم ثمود میں مبعوث ہوئے تھے، (یعنی حضرت صالح علیہ السلام) (فیروز اللغات)

صالح کی تعریف: "الصالح: هو الخالص من كل فساد" (کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: صالح وہ (آدمی) جو ہر قسم کے فساد سے بری ہو۔

مسکین کے لغوی معانی: غریب، مفلس، کنگال، نادار، عاجز، ناتواں، بے چارہ، فقہ کے اصطلاح میں وہ شخص جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ زکوٰۃ واجب آئے (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ (الاحزاب: 58)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ ۔﴾ (الضحی: 10-9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو۔ اور منگتے کو نہ جھڑکو۔

تشریح:

"یتیم کو حقیر جان کر نہ ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ اس کے ساتھ احسان وسلوک کر اور اپنی یتیمی کو نہ بھول"۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیئے جیسے سگا باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے"۔

" سائل کو نہ جھڑکو جو تم سے علمی باتیں پوچھے صحیح راستہ دریافت کرے تو تم اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، غریب مسکین ضعیف بندوں پر تکبر تجبر نہ کرو، انہیں ڈانٹو ڈپٹو نہیں برا بھلا نہ کہو سخت ست نہ بولو، ان کو بھلا اچھا جواب دو۔ نرمی اور رحم کا سلوک کرو" (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ، فَکَثِیْرَۃٌ مِّنْھَا:

اور اس موضوع کی احادیث بے شمار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الْبَابِ قَبْلَ ھٰذَا: "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ"۔

وَمِنْھَا حَدِیْثُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ السَّابِقُ فِیْ بَابِ مُلَاطَفَۃِ الْیَتِیْمِ، وَقَوْلُہٗ صَلّٰی

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَبَا بَكْرٍ، لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے:"جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں"۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی حدیث "یتیم سے نرمی کرنے کے باب" میں گزر چکی ہے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: اے ابوبکر! اگر تو نے ان کو (یعنی مسکینوں کو) ناراض کردیا تو گویا تو نے اپنے رب کو ناراض کردیا۔

(۳۹۲) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہوتا ہے۔ پس (خبردار! اس سے بچو کہ) اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق تم سے کچھ باز پرس فرمائے کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق کچھ باز پرس فرماتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام جندب ابن عبداللہ ابن سفیان علقی بجلی ہے۔علف قبیلہ بجل کا ایک بطن ہے، مشہور صحابی ہیں۔عبداللہ ابن زبیر کی وفات کے چار سال بعد وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلداول)

حلِ لغات:

يُدْرِكْهُ: از، ادراکاً، بمعنی پالینا، پکڑ لینا۔

يَكُبُّهُ: از، کبّاً، بمعنی برتن کو اوندھا کردینا، پچھاڑ دینا۔

شرح:

یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتا ہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کا مقابلہ ہے۔خیال رہے کہ کلمہ کی امان اور قسم کی ہے اور نماز کی امان اور قسم کی، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنت الٰہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۵۸۹)

392: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث:657

Marfat.com

۴۹-بَابُ اِجْرَاءِ اَحْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

لوگوں کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ (التوبة: 5)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

(۳۹۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے' اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کریں' اور زکوٰۃ ادا کریں' اور جب وہ یہ کرلیں تو انہوں نے اپنے خونوں اور اپنے اموال کو مجھ سے بچالیا' سوائے اسلام کے حق کے' اور ان کا حساب لینا اللہ کے سپرد ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

عصموا: از، عصماً بمعنی بچانا، روک لینا۔

شرح:

چونکہ اس وقت تک روزہ، جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے، اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا اگر کوئی نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے تو کافر ہے اس پر کفار کا سا جہاد ہوگا۔ تارکین نماز وزکوٰۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

چونکہ اس زمانہ مبارک میں اسلام میں نئے فرقے نہ بنے تھے، کلمہ، نماز وزکوٰۃ ایمان کی علامت تھی، اس لئے فرمایا کہ جو یہ تین کام کرے اس کا جان و مال محفوظ ہے، اب بہت مرتد فرقے کلمہ، نماز، زکوٰۃ پر کاربند ہیں مگر مرتد ہیں ان پر

393: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 22

Marfat.com

ارتداد کا جہاد ہوگا۔ جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب کے معتقدین پر جہاد کیا اب بھی قادیانیوں وغیرہ مرتدین کا یہ ہی حکم ہے۔

یعنی اگر اسلام لا کر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔ یعنی اگر کوئی زبانی کلمہ ظاہری نماز وزکوۃ ادا کرے تو ہم اس پر جہاد نہ کریں گے، اگر منافقت سے یہ کام کرتا ہے تو رب اسے سزا دے گا۔ اسلامی جہاد منافقوں پر نہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ا، ص ۱۰)

(۳۹۴) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ طَارِقِ بْنِ اَشْیَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ، حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ، وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوعبداللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اللہ کے علاوہ جن چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ (مسلم)

(۳۹۵) وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِّنَ الْکُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ، فَقَطَعَھَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَۃٍ، فَقَالَ: اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ، ءَاَقْتُلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعْدَ اَنْ قَالَھَا؟ فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْہُ" فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا قَطَعَھَا؟! فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْہُ، فَاِنْ قَتَلْتَہٗ فَاِنَّہٗ بِمَنْزِلَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَہٗ، وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یَقُوْلَ کَلِمَتَہُ الَّتِیْ قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

وَمَعْنٰی "اِنَّہٗ بِمَنْزِلَتِکَ" اَیْ: مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْکُوْمٌ بِاِسْلَامِہٖ . وَمَعْنٰی "اِنَّکَ بِمَنْزِلَتِہٖ" اَیْ: مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِہٖ لَا اَنَّہٗ بِمَنْزِلَتِہٖ فِی الْکُفْرِ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت ابومعبد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: آپ ارشاد فرمائیے کہ اگر میں کافر سے ملوں سو ہم ایک دوسرے سے لڑیں تو وہ میرے ایک بازو پر تلوار کا وار کرے اور اس کو کاٹ کر رکھ دے۔ پھر وہ مجھ سے درخت کی پناہ لے اور کہے: میں نے اسلام قبول کیا' یارسول اللہ! کیا میں اسے قتل کر دوں اس کے یہ قول کرنے کے بعد' آپ نے فرمایا: اسے مت قتل کرو۔ عرض کی: یارسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹا اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے یہ کلمہ کہا۔ فرمایا: اس کو قتل مت کرو، کیونکہ اگر

394: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:23

395: مسلم شریف کتاب الایمان، رقم الحدیث:95

Marfat.com

تم اس کو قتل کرو گے تو اس کا مقام وہی ہو جائے گا جو اس کو قتل کرنے سے پہلے تمہارا تھا' اور تمہارا مقام وہ ہو جائے گا جو یہ کلمہ پڑھنے سے پہلے اس کا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ,فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

انه بمنزلتك: کا مطلب ہے: اسلام لانے کی وجہ سے اس کا خون محفوظ ہو جائے گا۔

انك بمنزلته: کا مطلب ہے: تیرا خون بطور قصاص مباح ہوگا' اور اس مقتول کے وارث تجھ سے قصاص لے سکیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح یہ کلمہ کہنے سے پہلے وہ کافر تھا اسی طرح تو بھی کافر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

کیونکہ اس کے کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف ہو چکے جو کفر کے زمانہ میں کئے یہ بحالت جنگ جو قتل و زخم کیا وہ بھی معاف ہو گیا۔ خیال رہے کہ کافر کے مؤمن ہو جانے پر زمانہ کفر کے گناہ تو معاف ہو گئے مگر حقوق اور سزائیں معاف نہ ہوئیں لہٰذا اسے زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اس زمانہ کی چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے گا بحالت قتال قتل و زخم کا بدلہ نہ لیا جائے گا یہ فرق خیال میں رہے۔

یعنی جیسے وہ کافر کفر کی وجہ سے مباح الدم مستحق قتل تھا ویسے ہی اب تم اس قتل کی وجہ سے مستحق قتل ہو جاؤ گے حکم یکساں ہے وجہ حکم میں فرق ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو کر معصوم الدم ہو گیا اور جو ایسے شخص کو قتل کر دے اسے قتل کیا جاتا ہے اور جیسے تم پہلے محفوظ الدم تھے ایسے ہی اب وہ محفوظ الدم ہو گیا، یا یہ مطلب ہے کہ اب اس قتل کی وجہ سے تم مستحق عذاب ہو گئے اور وہ کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے مستحق رحمت ہو گیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم کافر ہو گئے جیسا کہ خوارج کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال ضعیف ہے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۵، ص ۳۶۴)

Marfat.com

(۳۹۶) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَیْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلٰی مِیَاهِهِمْ، وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِیْنَاهُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَکَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِیُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِیْ حَتّٰی قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ: "یَا اُسَامَةُ، اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا کَانَ مُتَعَوِّذًا، فَقَالَ: "اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا عَلَیَّ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟!" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ، قَالَ: "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟!" فَمَا زَالَ یُکَرِّرُهَا حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ یَوْمَئِذٍ.

"اَلْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّاءِ: بَطْنٌ مِّنْ جُهَیْنَةَ: الْقَبِیْلَةُ الْمَعْرُوْفَةُ. وَقَوْلُهٗ: "مُتَعَوِّذًا": اَیْ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَّهَا

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبیلہ جہینہ کی شاخ ''حرقہ'' کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان کے پانیوں پر ان کو جالیا۔ میں اور انصار کا ایک آدمی ان کے ایک آدمی کے مقابلے میں آئے۔ جب ہم اس پر غالب آگئے تو اس نے کہا: لا الٰہ الا اللّٰہ ''تو انصاری نے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اس کو نیزا مارا اور قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اس کو اس کے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' پڑھنے کے بعد قتل کیا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے محض اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کیا تھا۔ فرمایا: کیا تو نے اس کے بعد اس کو قتل کیا کہ اس نے کہہ دیا تھا: ''لا الٰہ الا اللّٰہ''۔ آپ مجھ سے یہ کلمات بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے کہا: لا الٰہ الا اللّٰہ اور تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اس نے محض ہتھیاروں کے خوف سے کہا تھا۔ فرمایا: ''تو نے اس کے دل کو کیوں نہیں چیر لیا تاکہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس نے یہ کلمہ (نیک نیتی سے) کہا ہے یا نہیں؟ آپ یہ کلمات دہراتے رہے حتیٰ کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش! میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

396: بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث: 4269

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: کے تحت ہو چکا ہے۔ 31

حلِ لغات:

الحرقہ: ہائے مہملہ پر پیش "راء" پر زبر، معروف قبیلہ جہینہ کی شاخ ہے۔

متعوذا: یعنی اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ کہا نہ اس لیے کہ اس کا اس پر اعتقاد تھا۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے۔ اس کی شرح ہو چکی ہے۔ ابو الاحمد غفرلہ،

(٣٩٧) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا، فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ، وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ . وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَقَتَلَهٗ، فَجَاءَ الْبَشِيرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ وَاَخْبَرَهٗ، حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ، فَقَالَ: "لِمَ قَتَلْتَهٗ؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا، وَاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَتَلْتَهٗ؟" قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: "فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِيْ . قَالَ: "وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ: "كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کی ایک جماعت کی طرف بھیجا وہ آمنے سامنے آئے تو مشرکین میں سے ایک شخص جب کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ آتا اور اس مسلمان کو قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اس کو بے خبری میں قتل کر دے۔ ہم باتیں کرتے تھے کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید ہے تو جب حضرت اسامہ نے تلوار اُٹھائی تو مشرک نے کہا: "لا الہ الا اللہ" اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا پھر جب خوشخبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا

397: بخاری، رقم الحدیث: 4021، بخاری، رقم الحدیث: 6478، مسند احمد، رقم الحدیث: 21793، مسند احمد، رقم الحدیث: 4751، معجم کبیر، رقم الحدیث: 381، معجم کبیر، رقم الحدیث: 394

Marfat.com

تو آپ نے اس سے پوچھا اس نے سب احوال بتائے حتیٰ کہ اس شخص کے متعلق بھی بتایا کہ اس نے کیا کہا آپ نے اس شخص (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور فرمایا: تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس شخص نے مسلمانوں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا' اور اس نے فلاں فلاں کو قتل کر دیا' اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام گنوائے۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو کہا: ''لا الہ الا اللّٰہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کر دیا؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ''لا الـــہ الا اللّٰہ '' کو کیا جواب دے گا؟ عرض کی: یارسول اللہ! میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا: قیامت کے دن تو ''لا الـــہ الا اللّٰہ '' کو کیا جواب دے گا۔ آپ یہی الفاظ دہراتے رہے: قیامت کے دن تو ''لا الـہ الا اللّٰہ'' کو کیا جواب دے گا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 392 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے اس میں بھی یہی بیان ہوا کہ کسی کلمہ گو کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔
ابوالشیخ نے اپنے عوالی میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرما کر آیت نازل فرمائی۔

درسِ حدیث:

کلمہ توحید قیامت کے دن اقرار کرنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گا۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۳۹۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمَّنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهٖ شَيْءٌ، اَللّٰهُ يُحَاسِبُهٗ فِيْ سَرِيْرَتِهٖ، وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ: اِنَّ سَرِيْرَتَهٗ حَسَنَةٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعہ ہوا کرتا تھا' اور بلاشبہ اب وحی منقطع ہوگئی ہے اب ہم تمہارے ظاہری اعمال سے تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جس کا ظاہر ہمیں اچھا نظر آئے گا ہم اس کو امان دیں گے اور اس کو قریب کریں گے اور ہمیں اس کے باطن سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے باطن کا حساب اس

398: بخاری شریف، کتاب الشہادت، رقم الحدیث: 2641

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ لے گا' اور جس کا ظاہر برا ہوا ہم نہ اس کو امان دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اگر چہ وہ کہے کہ اس کا باطن بہت اچھا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

امناہ: از، امناً، بمعنی مطمئن ہونا، بچنا، محفوظ ہونا۔

شرح:

جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے بھی وحی کے نازل کے بعد قتل کیا اور انہیں مطلع کر دیا گیا تھا کہ اس کے کافر ہونے پر مہر ثبت کر دی گئی ہے اور آپ علیہ السلام کو کہ شریعت مطہرہ میں دو معتبر باتوں کے پائے جانے سے پہلے اسے قتل کر دو اور وہ بلوغت اور بڑے ہو کر کفر کا اظہار ہے۔ (تفسیر البحر المحیط، سورہ الکہف تحت آیہ: 65)

درسِ حدیث:

لوگوں کے معاملات میں ان کے ظاہر کا لحاظ ہوگا اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ کا نبی اللہ کی وحی سے باطن پر بھی پکڑ فرما سکتا ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

۵۰-بَابُ الْخَوْفِ

خوف کے متعلق بیان

خوف کے لغوی معانی: ڈر، دہشت، ہراس، ہوال (فیروز اللغات)

خوف کی تعریف: "الخوف: توقع حلول مکروہ او فوات محبوب": (کتاب التعریفات)

ترجمہ: ناپسندیدہ میں پڑنے کی توقع ہونا یا پسندیدہ کے فوت ہونے کی توقع ہونا،

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ ﴾ (البقرۃ: 40)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ۝ ﴾ (البروج: 12)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے o

تشریح:

تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ اپنے ان دشمنوں کو جو اس کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور ان کی نافرمانیوں میں لگے رہے سخت تر قوت کے ساتھ اس طرح پکڑے گا کہ کوئی راہ نجات ان کے لیے باقی نہ رہے، وہ بڑی قوتوں والا ہے جو چاہا کیا جو کچھ چاہتا ہے وہ ایک لمحہ میں ہو جاتا ہے اس کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھ کر اس نے تمہیں پہلے بھی پیدا کیا اور پھر بھی مار ڈالنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا نہ اسے کوئی روکے نہ آگے آئے نہ سامنے پڑے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ وہ اس کی طرف جھکیں اور توبہ کریں اور اس کے سامنے ناک رگڑیں پھر چاہے کیسی ہی خطائیں ہوں ایک دم میں سب معاف ہو جاتی ہیں، اپنے بندوں سے وہ پیار و محبت رکھتا ہے وہ عرش والا ہے جو عرش تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے اور تمام خلائق کے اوپر ہے۔" (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ o اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ o وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ o يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ o فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ o ﴾ (هود:106-102)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے o بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے' وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے o اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے o جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے' اور کوئی خوش نصیب o تو وہ جو بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے o

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ﴾ (آل عمران: 28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ o وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ o وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ o لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ o ﴾ (عبس: 37-34)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی ٥ اور ماں اور باپ ٥ اور جورو اور بیٹیوں سے ٥ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے ٥

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ٥ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ٥﴾ (الحج: 2-1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے ٥ جس دن تم سے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں' اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے ٥

تشریح:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقوے کا حکم فرماتا ہے اور آنے والے دہشت ناک امور سے ڈرا رہا ہے خصوصاً قیامت کے زلزلے سے۔ اس سے مراد یا تو وہ زلزلہ ہے جو قیامت کے قائم ہونے کے درمیان آئے گا۔

جیسے فرمان ہے۔ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا «(الزلزال 1,2:99)" جب زمین تھر تھرا دی جائے جیسا اس کا تھر تھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔

اور فرمایا آیت »وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ « (الحاقۃ 15:69، 14) یعنی "زمین اور پہاڑ دفعۃً اُٹھا کر چورا کر دیے جائیں۔ اور وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی۔

اور فرمان ہے 'اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا «(الواقعہ 6:56-4)" جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر، تو ہو جوئیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے۔

صور پھونکے والی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان وزمین کو پیدا کر چکا تو صور کو پیدا کیا اسے اسرافیل علیہ السلام کو دیا وہ اسے منہ میں لیے ہوئے آنکھیں اوپر کو اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم الٰہی ہو اور وہ صور پھونک دیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "یا رسول اللہ! صور کیا چیز ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک پھونکنے کی چیز ہے بہت بری جس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا نفخہ گھبراہٹ کا ہوگا دوسرا بے ہوشی کا تیسرا اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کا۔ اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا وہ پھونکیں گے جس سے کل زمین و آسمان والے گھبرا اٹھیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ بغیر رکے، بغیر سانس لیے بہت دیر تک برابر اسے پھونکتے رہیں گے۔

Marfat.com

آہ! یہی وقت ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہوجائیں گے شیاطین بھاگنے لگیں گے زمین کے کناروں تک پہنچ جائیں گے لیکن وہاں سے فرشتوں کی مار کھا کر لوٹ آئیں گے۔

لوگ ادھر ادھر حیران پریشان زمین ایک طرف سے دوسرے کو آوازیں دینے لگیں گے اسی لیے اس دن کا نام قرآن نے »یَوْمَ التَّنَاد« رکھا جیسے کہ آیت میں ہے »وَيَا قَوْمِ اِنِّي اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ« (غافر32:40)
اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی۔

اسی وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت کی گھبراہٹ کا انداز نہیں ہوسکتا۔

اب آسمان میں انقلابات ظاہر ہوں گے سورج چاند بے نور ہو جائیں گے، ستارے جھڑنے لگیں گے اور کھال ادھڑنے لگے گی۔ زندہ لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے ہاں مردہ لوگ اس سے بے خبر ہونگے۔ فرمان رب العزت ہے۔

»وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ« (الزمر68:39)

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جانگے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔

اس آیت میں جن لوگوں کا استثنا کیا گیا ہے کہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے اس سے مراد شہید لوگ ہیں۔ یہ گھبراہٹ زندوں پر ہوگی شہید اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور روزیاں پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے نجات دے گا اور انہیں پر امن رکھے گا۔

یا اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیام قیامت کے بعد میدان محشر میں ہوگا جب کہ لوگ قبروں سے نکل کر میدان میں جمع ہوں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم تیز تیز چل رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند ان دونوں آیتوں کی تلاوت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان میں آواز پڑتے ہی وہ سب اپنی سواریاں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون سا دن ہوگا؟ یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا کہ اے آدم جہنم کا حصہ نکال۔ وہ کہیں گے اے اللہ کتنوں میں سے کتنے؟ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کے

Marfat.com

لیے اور ایک جنت کے لیے۔

یہ سنتے ہی صحابہ کے دل دہل گئے، چپ لگ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ غم نہ کرو، خوش ہو جاؤ، عمل کرتے رہو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تمہارے ساتھ مخلوق کی بہت تعداد ہے یعنی یاجوج ماجوج اور بنی آدم میں سے جو ہلاک ہو گئے اور ابلیس کی اولاد۔ (یعنی اس کے پیروکار)

اب صحابہ رضی اللہ عنہم کی گھبراہٹ کم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرتے رہو اور خوشخبری سنو اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم تو اور لوگوں کے مقابلے پر ایسے ہی ہو جیسے اونٹ کے پہلو کا یا جانور کے ہاتھ کا داغ۔ (سنن ترمذی:3169 صحیح)

اسی روایت کی ایک اور سند میں ہے کہ یہ آیت حالت سفر میں اتری۔ اس میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان سن کر رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب قریب رہو اور ٹھیک ٹھاک رہو ہر نبوت کے پہلے جاہلیت کا زمانہ رہا ہے وہی اس گنتی کو پوری کر دے گا ورنہ منافقوں سے وہ گنتی پوری ہو گی۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو امید ہے کہ اہل جنت کی چوتھائی صرف تم ہی ہو گے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا۔ ارشاد ہوا کہ عجب نہیں کہ تم تہائی ہو، اس پر انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم ہی نصفا نصف ہو گے، انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تہائیاں بھی فرمائیں یا نہیں؟ (سنن ترمذی:3168)

اور روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی میں مدینے کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت آیت شروع کی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:24906)

اور روایت میں ہے کہ تم تو ایک ہزار اجزا میں سے ایک جز ہی ہو۔ (مسند بزار:3467)

صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا وہ جواب دیں گے »لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ '' پھر آواز آئے گی کہ "اللہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ نکال "، پوچھیں گے اللہ کتنا؟ حکم ہوگا " ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے " اس وقت حاملہ کے حمل گر جائیں گے، بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے کسی نشے سے نہیں بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی کی وجہ سے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہرے متغیر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ماجوج میں سے نو سو ننانوے اور تم میں سے ایک۔ تم تو ایسے ہو جیسے سفید رنگ بیل کے چند سیاہ بال جو اس کے پہلو میں ہوں۔ یا مثل چند سفید بالوں کے جو سیاہ رنگ بیل کے پہلو میں ہوں۔

پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت کی گنتی میں تمہاری گنتی چوتھے حصے کی ہوگی، ہم نے اس پر تکبیر کہی۔ پھر فرمایا

Marfat.com

آدھی تعداد میں باقی سب اور آدھی تعداد صرف تمہاری۔ (صحیح بخاری: 4841)

اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ ایک خوش نصیب ہم میں سے کون ہوگا؟ جب کہ یہ حالت ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ: 3307)

اور روایت میں ہے تم اللہ کے سامنے ننگے پیروں ننگے بدن بے ختنہ حاضر کئے جاؤ گے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرد عورتیں ایک ساتھ؟ ایک دوسرے پر نظریں پڑیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ وہ وقت نہایت سخت اور خطرناک ہوگا۔ (صحیح بخاری: 6527)

مسند احمد میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دوست اپنے دوست کو قیامت کے دن یاد کرے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ اعمال کے تول کے وقت جب تک کمی زیادتی نہ معلوم ہو جائے۔ اعمال ناموں کے اڑائے جانے کے وقت جب تک دائیں بائیں ہاتھ میں نہ آ جائیں۔ اس وقت جب کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جو گھیر لے گی اور سخت غیظ وغضب میں ہوگی اور کہے گی میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں دوسرے وہ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور تیسرے ہر سرکش ضدی متکبر پر پھر تو وہ انہیں سمیٹ لے گی اور چن چن کر اپنے پیٹ میں پہنچا دے گی جہنم پر پل صراط ہوگی جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی اس پر آنکس اور کانٹے ہوں گے جسے اللہ چاہے پکڑ لے گی اس پر سے گزرنے والے مثل بجلی کے ہوں گے مثل آنکھ جھپکنے کے مثل ہوا کے مثل تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کے فرشتے ہر طرف کھڑے دعائیں کرتے ہوں گے کہ اللہ سلامتی دے اللہ بچا دے پس بعض تو بالکل صحیح سالم گزر جائیں گے بعض کچھ چوٹ کھا کر بچ جائیں گے بعض اوندھے منہ جہنم میں گریں گے۔ (مسند احمد: 6/110)

قیامت کے آثار میں اور اس کی ہولناکیوں میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن کی جگہ اور ہے۔ یہاں فرمایا" قیامت کا زلزلہ نہایت خطرناک ہے بہت سخت ہے نہایت مہلک ہے دل دہلانے والا اور کلیجہ اڑانے والا ہے"۔

جب تم اسے دیکھو گے یہ ضمیر شان کی قسم سے ہے اسی لیے اس کے بعد اس کی تفسیر ہے کہ "اس سختی کی وجہ سے دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور حاملہ کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ لوگ بدحواس ہو جائیں گے ایسے معلوم ہوں گے جیسے کوئی نشے میں بدمست ہو رہا ہو۔ دراصل وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی نے انہیں بے ہوش کر رکھا ہوگا"۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ۝ ﴾ (الرحمٰن: 46)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں○

آیت نمبر:8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَ لُوْنَ ○ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ○ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ○﴾

(الطور:28-25)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے○ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے○ تو اس نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا○ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے○

وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَعْلُوْمَاتٌ وَّالْغَرَضُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ:

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ:

اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں جو لوگوں کے علم میں ہیں یہاں مقصود محض ان کی طرف اشارہ کرنا تھا سو وہ مقصد حاصل ہو گیا۔ اور اس موضوع کی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے کچھ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق ہے۔

(۳۹۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: "اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ. فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صادق اور مصدوق ہیں، بیان فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک ''نطفہ'' کی شکل میں جمع رہتا ہے پھر اتنا ہی عرصہ ''علقہ'' کی شکل میں رہتا ہے اور پھر اتنا ہی عرصہ ''مضغہ'' کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار چیزیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کا رزق، اس کی

399: بخاری، رقم الحدیث:3036، ابوداؤد، رقم الحدیث:4708، ترمذی، رقم الحدیث:2137، ابن ماجہ، رقم الحدیث:76، مسند احمد، رقم الحدیث:3553، ابن حبان، رقم الحدیث:6174، حاکم، رقم الحدیث:3589، بیہقی، رقم الحدیث:15198، معجم کبیر، رقم الحدیث:9146

Marfat.com

موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ خوش نصیب ہے یا بدنصیب۔ پس اس ذات کی قسم! جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہم میں سے ایک شخص جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے' اور وہ دوزخیوں کے سے اعمال کرنے لگتا ہے' اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے' اور تم میں سے ایک شخص دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے' اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے' اور جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے' سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فینفخ: از ، نفخاً ۔ بمعنی پھونک مارنا،

شرح:

ماں کے رحم میں منی چالیس دن تک اسی حالت میں سفید رنگ کی رہتی ہے، پھر سرخ رنگ کا خون بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد جم کر گوشت، صوفیاء کرام فرماتے ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال اور حضرت موسیٰ کا طور پر قیام چالیس سال رہا، اس لیے نطفہ پر ہر چلہ کے بعد انقلاب آتا ہے، پھر بعد پیدائش نفاس کی مدت چالیس دن ہے، کمال عقل چالیس سال میں ہوتا ہے یہ حدیث صوفیاء کرام کے چلوں کی دلیل ہے، اہل سنت میت کا چالیسواں اسی بنا پر کرتے ہیں کہ چالیس میں انقلاب ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۸۰)

درسِ حدیث:

تقدیر ایک حقیقت ہے جس کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہیں آدمی کی موت خیر و شر میں سے جس پر ہو گی اسی کے مطابق فیصلہ ہو گا کفر کے علاوہ دوسرے گناہوں والے اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄ ◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دن جہنم کو

400: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2842

Marfat.com

لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

(۴۰۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ. مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَاَنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کے پاؤں کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے' جن کی حدت سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ وہ محسوس کرے گا کہ کسی بھی شخص کو اس سے زیادہ سخت عذاب نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اس کا عذاب سب دوزخیوں سے کم ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۴۰۲) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى تَرْقُوَتِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْحُجْزَةُ": مَعْقِدُ الْاِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَ"التَّرْقُوَةُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: هِيَ الْعَظْمُ الَّذِيْ عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ، وَلِلْاِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِيْ جَانِبَيِ النَّحْرِ.

◀ ◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سے بعض ایسے ہوں گے جن کو ٹخنوں تک آگ اپنی لپیٹ میں لے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو گھٹنوں تک لپیٹے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو آگ گردن تک اپنی لپیٹ میں لے گی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

سمرہ ابن جندب: آپ انصار کے حلیف تھے، حافظ قرآن تھے، حضور انور سے بڑے فیوض پائے، ۹۵ ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ' مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

الحجزة: ناف کے نیچے ازار باندھنے کی جگہ

الترقوة: تاء پر زبر اور قاف پر پیش کے ساتھ وہ ہڈی جو سینے کے گڑھے کے قریب ہوتی ہے، اور انسان کے سینے

401: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6561

Marfat.com

کے دونوں کناروں پر ایسی دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔

شرح:

یعنی دوزخی لوگوں کو عذاب تو پورے جسم پر ہو گا مگر مختلف طرقوں کا ہو گا جیسا کافر ویسا ہی اس کا عذاب دوزخ کی آگ کا تو ایک انگارہ ہی سزا کے لیے کافی ہے جس کے گلے تک آگ ہو سمجھ لو اس کا کیا حال ہو گا ؟؟؟ اللہ تعالیٰ اس آگ سے بچائے یہ آگ کفار کو بھی پہنچے گی اور بعض گناہگار مؤمنوں کو بھی مگر مؤمنوں کو کچھ دن کے لیے کافروں کو ہمیشہ کے لیے اور بھی کئی طرح فرق ہو گا، (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۶۶۰)

درسِ حدیث:

ایک تو اس حدیث میں مختلف عذابوں کی کیفیت ذکر کی گئی ان میں سے ہر ایک اپنی تکلیف میں دوسرے سے بڑھ کر ہو گا یہ تفصیل اس لیے بیان کی گئی تا کہ لوگ گناہوں سے دور رہ کر عذاب سے خود کو بچائیں۔

دوسرا اس حدیث میں قیامت کا ایک منظر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو پسینہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لگام کی طرح گھیرنے والا ہو گا اللہ اس خوفناک منظر سے حفاظت فرمائے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَ"الرَّشْحُ": الْعَرَقُ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تمام جہانوں کے رب کے حضور کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک اپنے کانوں کی لوؤں تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۴۰۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خطبنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فَقَالَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

402: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2845

403: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4938

404: صحیح بخاری، الرقاق، رقم الحدیث: 6486

Marfat.com

وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ، غَطَّوْا رُؤُسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ .

"اَلْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور میں نے آپ سے ایسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا: اگر تمہیں علم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: مجھ پر جنت اور جہنم دونوں پیش کی گئیں اور میں نے نیکی اور بدی میں آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا، اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میرے علم میں ہے تو یقیناً تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس دن سے سخت کوئی دن نہیں آیا تھا۔انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الخنین: خاء معجمہ کے ساتھ ایسے رونے کو کہتے ہیں جس میں ناک سے نکلی ہوئی آواز بھی شامل ہو۔

شرح:

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ مبارکہ تھا کہ جب دن نکلتا تو کہتیں یہ میری موت کا دن ہے اور شام تک کھانا نہ کھاتیں، پھر جب رات آتی تو کہتیں یہ وہ رات ہے جس میں میں مرجاوں گی چنانچہ وہ صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔ (فیضان احیاء العلوم، مکتبۃ المدینہ، ص ۱۲۸)

(مرآۃ المناجیح فیا شرح مشکوۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ا، ص ۸۰)

درسِ حدیث:

اس حدیث میں فرمانبرداروں کے لیے جنت کی عام نعمتوں کی بشارت ہے اور نافرمانوں کے لیے موقف کی خوفناکی کی وعید ہے، صحابہ کرام کے دلوں کی رقت کا ایک منظر ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

Marfat.com

(۴۰۵) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ" قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيْ عَنِ الْمِقْدَادِ: فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ، اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ؟ قَالَ: "فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حِقْوَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا" . وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب آ جائے گا کہ ان سے صرف ایک میل کی مسافت پر رہ جائے گا۔ راوی سلیم بن عامر حضرت مقداد سے روایت کرتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ میل سے کیا مراد ہے۔؟ زمین کے ایک میل کی مسافت مراد ہے یا میل سے مراد وہ سلائی ہے جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ اس دن لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض ایسے ہوں گے جو ٹخنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ایسے ہوں گے جو گھٹنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ایسے ہوں گے جو کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے جن کو پسینے کی لگام دے رکھی ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

(۴۰۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنٰى "يَذْهَبُ فِي الْاَرْضِ": يَنْزِلُ وَيَغُوْصُ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ ستر ہاتھ تک زمین میں سرایت کر جائے گا، اور انہیں پسینے کی لگام ڈال دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

405: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2864

406: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6532

Marfat.com

حلِ لغات:

یذهب فی الارض: کا معنی ہے: زمین میں سرایت کرجائے گا۔

شرح:

قیامت کا منظر بہت خوفناک ہوگا کتب میں آتا ہے کہ۔

جب قیامت کی نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی لوگ کان لگا کر سننے گئے اور بیہوش ہو جائے گئے اس بیہوشی کا ان پر یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور اہل زمین جو اس وقت زندہ ہوں گئے وہ سب اس سے مرجائیں گے اور جن لوگوں پر پہلے ہی موت آچکی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قبروں میں زندہ رکھا جیسے انبیاء کرام علیہ السلام اور شہدائے امت اُن پر اس صور کا یہ اثر ہوگا کہ ان پر بیہوشی طاری ہوجائے گی اور صالحین امت کے علاوہ جو پہلے مرچکے ان کو اس صور کا پتہ بھی نہیں چلے گا زمین وآسمان میں ہلچل مچ جائے گی زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے دھنی ہوئی روئی یا اُون کی طرح اُڑنے لگیں گے آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کرگر پڑیں گے اور دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوکر فنا ہو جائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی یہاں تک کہ صور اور حضرت اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہوجایں گے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ" (الرحمٰن: ۲۶، ۲۷)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے (ہر جاندار ہلاک ہو جانے والا ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ ہوگا وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہیں جبارین کہاں ہیں متکبرین مگر کون جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا "للّٰہ الواحد القهار" صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے حضرت اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا فرما کر دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا صور پھونکتے ہی سب سے پہلے اُٹھنے والی ذات ہمارے آقا ﷺ کی ہوگی جیسا کہ حدیث میں موجود ہے کہ۔

انا اوّل الناس خروجاً اذا بُعِثُوا

(محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی، امام، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ابواب المناقب باب من فضائل النبی ﷺ (غیر موسوم باب)، ص ۶۷۹)

جب لوگوں کو دوبارہ اُٹھایا جائے گا تو میں ہی سب سے پہلے نکلوں گا

اور حضور ﷺ اپنی قبر مبارک سے اس شان سے برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا

Marfat.com

اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر فاروق کا (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما) پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جتنے لوگ مدفون ہیں سب کو لے کر میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے۔ (مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی، ہمارا اسلام، حصہ پنجم، ص ۲۶۵، ۲۶۶ بتصرف)

فقط انا سب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائے جانے والی ہے

(۴۰۷) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: "هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ وہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا۔ وہ اب تک آگ میں نیچے آتا رہا حتیٰ کہ اب وہ اس کی تہ میں پہنچا ہے اور تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی تو فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بخار میری آگ ہے اسی لئے میں اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں اسی لئے مسلط کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کی آگ کا حصہ (بدلہ) ہو جائے۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۰۸) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا رب کلام فرمائے گا اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو اپنے اعمال کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو

407: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2844

408: بخاری شریف، رقم الحدیث: 7512

Marfat.com

اپنے سامنے آگ کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔ پس آگ سے بچو! خواہ نصف کھجور کے ذریعے ہی۔ (متفق علیہ)

(۴۰۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَّاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی ۔ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا، وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" ۔

وَ"اَطَّت" بِفَتْحِ الْھَمْزَۃِ وَتَشْدِیْدِ الطَّاءِ وَ"تَئِطَّ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَھَا ھَمْزَۃٌ مَّکْسُوْرَۃٌ، وَالْاَطِیْطُ: صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْھِھِمَا، وَمَعْنَاہُ: اَنَّ کَثْرَۃَ مَنْ فِی السَّمَآءِ مِنَ الْمَلَآئِکَۃِ الْعَابِدِیْنَ قَدْ اَثْقَلَتْھَا حَتّٰی اَطَّتْ ۔ وَ"الصُّعُدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَیْنِ: الطُّرُقَاتُ: وَمَعْنٰی: "تَجْاَرُوْنَ": تَسْتَغِیْثُوْنَ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ آسمان آواز نکالتا ہے اور اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ آواز نکالے اس میں ہر چار انگلیوں کی جگہ میں ایک فرشتہ اپنی جبیں رکھے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کناں ہے۔ قسم بخدا! اگر تمہیں معلوم ہو جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور بستروں پر عورتوں سے بھی لذت حاصل نہ کر سکو اور تم راستوں کی طرف چل نکلو اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو۔

تعارفِ راوی:

ابوذر: آپ کا نام جندب ابن جنادہ، کنیت ابوذر ہے، قبیلہ بنی غفار سے ہے، آپ پانچویں مسلمان ہیں، مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے اور حضور کے حکم سے اپنی قوم میں چلے گئے، پھر غزوۂ خندق کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضور کے ساتھ رہے، پھر ربذہ میں قیام کیا اور وہیں خلافت عثمانیہ ۳۲ھ میں وفات پائی، آپ بڑے، زاہد، عابد، صحابی ہیں، مال جمع کرنے کے بڑے مخالف تھے، اسلام سے پہلے بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الزاء، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد اول)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

409: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2312

Marfat.com

حلِ لغات:

اطت: ہمزہ پرزبر اور طاء پر شد ہے۔

تئط: تاء پرزبر اور اس کے بعد ہمزہ ہے جس کے نیچے زیر ہے اور اطیط: پالان، کجاوے وغیرہ کی آواز کو کہتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اپنے اوپر عبادت کرنے والے فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے آواز نکالتا ہے۔

الصعدات: صاد اور عین دونوں پر پیش ہے اس کا مطلب ہے: راستے۔

تجارون: کا معنی ہے: مدد طلب کرتے ہیں۔

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی آوازیں سنتے ہیں، جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

مالا ترون میں ما عام ہے ہر غیبی چیز حضور پر ظاہر ہے۔

اطت بنا ہے اطیط سے، اطیط کے معنی چرچرانا بھی ہے اور رونا بھی اور مطلقاً آواز بھی یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں۔فرشتوں کے بوجھ سے چرچرانا جیسے اونٹ کا بھرا ہوا پالان بوجھ سے چرچر کرتا ہے یا خوف الٰہی میں روتا ہے، فرشتوں کی تسبیح وتہلیل سن کر یا خود اللہ کا ذکر اس کی تسبیح وتہلیل کرتا ہے فرشتوں کے ساتھ۔(مرقات، اشعہ) غرض کہ آسمان آواز ضرور کررہا ہے اس لیے اس کے لیے سننا فرمایا گیا کہ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان کی یہ آواز میں سن رہا ہوں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں سجدہ کرنے والے فرشتوں کی کثرت کا ذکر ہے کہ آسمان کا ایک چپہ فرشتے کی پیشانی سے خالی نہیں، رکوع، قیام، قعود والے فرشتے ان کے سواء ہیں، رب تعالیٰ نے فرشتوں کا قول نقل فرمایا: "**مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ**" سجدہ والوں کی جگہ اور ہے رکوع، قیام والوں کی جگہ اور۔

اس سے حضور کے تحمل و برداشت کا پتہ لگتا ہے کہ حضور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے پھر بھی دنیا و دین دونوں سنبھالے ہوئے ہیں۔

صعدات جمع ہے صعید کی بمعنی زمین کی ظاہری مٹی، اس سے مراد ہے جنگل جہاں سفیدہ زمین اور مٹی ہی ہوتی ہے مکان پہاڑ وغیرہ نہیں ہوتے یعنی تم خوف وڈر کی وجہ سے آبادیوں میں رہنا، آرام کرنا بھول جاتے، جنگلوں میں چیختے روتے پھرتے، منزلیں بہت بھاری ہیں۔(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۱۹۴)

Marfat.com

(٤١٠) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ - بِرَاءٍ ثُمَّ زَاي - نَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ فِيْهِ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهُ؟ وَفِيْمَا اَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ؟"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو برزہ راء پھر زاء نضلہ بن عبید الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیا جائے اس کی عمر کے متعلق کہ اس نے اسے کن کاموں میں ضائع کیا اور اس کے مال کے متعلق کہ اس نے یہ کیسے کمایا اور کہاں اسے خرچ کیا اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے کمزور کیا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی:

ابو برزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے، اسلمی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، عبدال ؟ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا، حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے، خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے، مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ٦٠ ساٹھ میں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الباء، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جاوے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا۔ شعر

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا — کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ٦، ص ٣٥)

(٤١١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ (الزلزلۃ: 4) ثُمَّ قَالَ: "اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا"؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: "فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

410: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2417

411: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2429

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ''یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا'' پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کی خبریں یہی ہوں گی کہ وہ ہر بندے اور ہر عورت کے متعلق یہ بتائے گی کہ اس نے اس کے اوپر کیا کیا اعمال کیے۔ وہ کہے گی: تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیے اور یہی زمین کی خبریں ہوں گی۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

تدرون: از دریاً، بمعنی جاننا، حیلہ سے جاننا۔

شرح:

خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل وخون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ پہلے قتل اور خون کا حساب ہوگا یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ ٹھیک نکلا تو اگلے حساب ان شاء اللہ آسان ہوں گے، اور اگر ان میں بندہ پھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرمادے گا، مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق والے کو جنت دے کر اسے معاف کرادے گا اور اگر حقوق اللہ ہیں تو انہیں رحم خسروانہ اور الطاف شاہانہ سے خود بخش دے گا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز کے پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کرنے کی دنیا ہی میں توفیق مل جاتی ہے لہٰذا وہاں جس کی نمازیں ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے۔ غرض کہ حدیث بالکل صاف ہے اس پر چکڑالویوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۵۶۱)

(۴۱۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ''کَیْفَ اَنْعَمُ ! وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَاسْتَمَعَ الْاِذْنَ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَیَنْفُخُ''

412(: جامع ترمذی شریف، رقم الحدیث:2431

Marfat.com

فَكَانَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ: "قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"اَلْقَرْنُ": هُوَ الصُّوْرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ كَذَا فَسَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کیوں کر مسرور ہوسکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور کو ہاتھوں میں لے رکھا ہے' اور اس نے اپنے کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم صادر ہو تو وہ صور پھونکے۔ سو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزری تو آپ نے فرمایا: "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھا کرو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

القرن: اس سے مراد وہ صور ہے جس کا اس آیہ کریمہ میں ذکر ہے۔

'وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ': جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

شرح:

یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت اسرافیل منہ میں صور لیے عرش اعظم کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم ملے اور میں بلا تاخیر صور پھونک دوں، جب میری آنکھیں یہ نظارہ کر رہی ہیں تو میرے دل کو چین وخوشی کیسے ہو، ادھر خوف لگا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نظریں سب کچھ دیکھتی ہیں۔ شعر

اے فروغت صبح آثار ودھور ‌ ‌ ‌ ‌ چشم تو بینندہ مافی الصدور

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۷۰)

(۴۱۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ اَدْلَجَ، وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ. اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:

"حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

413: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2430

Marfat.com

وَ"اَدْلَجَ": بِاِسْكَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ سَارَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ . وَالْمُرَادُ التَّشْمِيْرُ فِي الطَّاعَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رات کے حملے سے ڈرتا ہے وہ رات کے پہلے ہی پہر چل پڑتا ہے اور جو رات کے پہلے پہر چلتا ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع بہت گراں قیمت ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ادلج: دال کے سکون کے ساتھ اس کا معنی ہے: رات کے پہلے حصہ میں چلنا۔

شرح:

یعنی جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہیں گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے، لٹ جاتا ہے۔ شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے، ہم دنیا میں راہِ آخرت طے کرنے والے مسافر، ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے یہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے۔

اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے "اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوٰلَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"۔ جنت سودا ہے رب تعالیٰ فروخت فرمانے والا ہے، ہم خریدار ہیں ہمارے مال جان اس سودے کی قیمت ہے، اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے ہمارے جان و مال سودے ہیں جنت اس کی قیمت ہے، اگر جان دے کر بھی یہ سودا مل جاوے تو سستا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا — ہم مفلس کیا مول چکائیں ہاتھ ہی اپنا خالی ہے

اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دیدے فقیروں بھکاریوں سے قیمت نہیں مانگی جاتی اس پر ہر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔

چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل — بپایند دار السلام از طفیل

یعنی یارسول اللہ اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جاویں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا بھلا ہو جاوے گا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۱۹۵)

Marfat.com

مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے کمر بستہ رہنا۔اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ؟! قَالَ: "يَاعَائِشَةُ، الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "الْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، اَيْ: غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور بغیر ختنے کیے اُٹھائے جائیں گے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا مرد اور عورتیں سب ہی یُوں کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ فرمایا: اے عائشہ! معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ انہیں اس طرف (دھیان) کی (بھی) سوجھے اور ایک روایت میں ہے: معاملہ اس سے زیادہ اہم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔ (متفق علیہ)

عزلا: عین معجمہ کے پیش کے ساتھ۔ یعنی بغیر ختنے کیے ہوئے۔

۵۱-بَابُ الرَّجَاءِ

امید کے متعلق بیان

رجاء کے لغوی معانی: امید، آسرا، آرزو، تمنا، خواہش (فیروز اللغات)

رجاء کی تعریف: "تعلق القلب بحصول محبوب فی المستقبل"۔ (کتاب التعریفات)

ترجمہ: دل کا مستقبل میں پسندیدہ شے کے حصول سے لٹکا ہونا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○﴾ (الزمر: 53)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

414: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6527

Marfat.com

تشریح:

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والی کی طرف متوجہ ہوتا ہے توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے گو وہ کیسے ہی ہوں کتنے ہی ہوں کبھی کے ہوں۔ اس آیت کو بغیر توبہ کے گناہوں کی بخشش کے معنی میں لینا صحیح نہیں اس لیے کہ شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بعض مشرکین جو قتل و زنا کے بھی مرتکب تھے حاضر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہمیں ہر لحاظ سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے ہو چکے ہیں ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر آیت

»وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا« (الفرقان25:68)، نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری:4810)

مسند احمد کی حدیث میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا: خبردار رہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند احمد:5/275)

مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا بڑا شخص لکڑی ٹکاتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اللہ کی توحید کی گواہی نہیں دیتا؟ اس نے کہا ہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں۔ (مسند احمد:4/385)

پس ان تمام احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندے کو رحمت رب سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ گو گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی کثرت سے ہوں۔ توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور وہ بہت ہی وسیع ہے۔

جو برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا"۔

مشرکین نصاریٰ کے اس شرک کا کہ وہ اللہ کو تین میں کا تیسرا مانتے ہیں ذکر کر کے ان کی سزاؤں کے بیان سے پہلے فرما دیا

»وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ« (المائدہ5:73)

Marfat.com

اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں گے ضرور ان کو عذاب پہنچے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عظمت و کبریائی جلال و شان والے نے فرمایا

"اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ« (المائدہ:74)"

تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے ؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان"۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا کہ کیا اس کیلئے بھی توبہ ہے؟ اس نے انکار کیا اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک عالم سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں اور حکم دیا کہ موحدوں کی بستی میں چلا جا چنانچہ یہ اس گاؤں کی طرف چلا لیکن راستے میں ہی موت آ گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں اختلاف ہوا۔ اللہ عزوجل نے زمین کے ناپنے کا حکم دیا تو ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی جس طرف وہ ہجرت کر کے جا رہا تھا قریب نکلی اور یہ انہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل اس طرف گھسٹتا ہوا چلا تھا۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہو جانے کا اور برے لوگوں کی بستی کے دور ہو جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری:3470)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اللہ عزوجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے انہیں بھی جو مسیح علیہ السلام کو اللہ کہتے تھے، انہیں بھی جو آپ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، انہیں بھی جو عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کو فقیر کہتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ "یہ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے، وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے۔ لیکن اسے سمجھ لو کہ جب تک اللہ کسی بندے پر اپنی مہربانی سے رجوع نہ فرمائے اسے توبہ نصیب نہیں ہوتی"۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحتیں کر رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "تو کیوں لوگوں کو مایوس کر رہا ہے؟ پھر اسی آیت کی تلاوت کی"۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پر کر دو پھر اللہ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فنا کر کے ان لوگوں کو لائے گا جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر اللہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد:3/238)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت فرماتے ہیں ایک حدیث میں نے تم سے آج تک بیان نہیں کی تھی اب بیان کر دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر اللہ انہیں بخشتا۔ (صحیح مسلم:2748)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہ کا کفارہ ندامت اور شرمساری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد:1/279)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔ (مسند احمد:1/80)

عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب! تو نے مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے اور میں اس پر اس کے بغیر کہ تو مجھے اس پر غلبہ دے غالب نہیں آسکتا"۔ جناب باری نے فرمایا "جا تو ان پر مسلط ہے"۔ اس نے کہا "اللہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جا بنی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہوگی"۔ اس نے پھر التجا کی باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادتی دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا "بنی آدم کے سینے میں تیرے لیے مسکن بنا دوں گا اور تم ان کے جسم میں خون کی جگہ پھرو گے"، اس نے پھر کہا کہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جا تو ان پر اپنے سوار اور پیادے دوڑا، اور ان کے مال و اولاد میں اپنا ساجھا کر اور انہیں امنگیں دلا"۔ گو حقیقتاً تیرا امنگیں دلانا اور وعدے کرنا سراسر دھوکے ہیں"۔

اس وقت آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا اب میں اس سے تیرے بچائے بغیر بچ نہیں سکتا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سنو تمہارے ہاں جو اولاد ہوگی اس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کردوں گا جو شیطانی پنجے سے محفوظ رکھے"۔ آدم علیہ السلام نے اور زیادتی طلب کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ایک نیکی کو دس گنا کر کے دوں گا بلکہ دس سے بھی زیادہ اور برائی اسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا"۔ آپ علیہ السلام نے پھر بھی اپنی یہی دعا جاری رکھی۔ رب العزت نے فرمایا "توبہ کا دروازہ تمہارے لیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح جسم میں ہے"، آدم نے دعا کی اللہ مجھے اور زیادتی بھی عطا فرما۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ "میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں"۔ (ابن ابی حاتم)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ بوجہ اپنی کمزوری کے کفار کی تکلیفیں برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنے دین میں فتنے میں پڑ گئے ہم اس کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی

Marfat.com

کوئی نیکی اور توبہ قبول نہ فرمائے گا ان لوگوں نے اللہ کو پہچان کر پھر کفر کو لے لیا اور کافروں کی سختی کو برداشت نہ کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ہمارے اس قول کی تردید کردی اور »قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا« سے »وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ« (سورۃ الزمر آیات 53 تا 55) تک آیتیں نازل ہوئیں۔ (عماد الدین اسماعیل بن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَهَلْ نُجَازِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝﴾ (سبا: 17)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کی جو ناشکرا ہے ۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝﴾ (طٰہٰ: 48)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف: 156)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

(۴۱۵) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَّالنَّارَ حَقٌّ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ"۔

◀ ◀ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جس کا اس نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور وہ اس کی روح ہیں اور یہ گواہی دے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا اس کے عمل جس طرح کے بھی ہوں۔ (متفق علیہ)

415: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3435

Marfat.com

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 188 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

القاھا: بمعنی پہچانا، لکھوانا۔

شرح:

حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ۶۳، ج۱، ص۲۸)

وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے۔

(ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج۱، ص۶۵)

(۴۱۶) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا اَوْ اَزِیْدُ، وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَجَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِثْلُھَا اَوْ اَغْفِرُ۔ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا، وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً، وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَۃً لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا، لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَی الْحَدِیْثِ: "مَنْ تَقَرَّبَ" اِلَیَّ بِطَاعَتِیْ "تَقَرَّبْتُ" اِلَیْہِ بِرَحْمَتِیْ وَاِنْ زَادَ زِدْتُ "فَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ" وَاَسْرَعَ فِیْ طَاعَتِیْ "اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً" اَیْ: صَبَبْتُ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃَ وَسَبَقْتُہٗ بِھَا وَلَمْ اُحْوِجْہُ اِلَی الْمَشْیِ الْکَثِیْرِ فِی الْوُصُوْلِ اِلَی الْمَقْصُوْدِ "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَیُقَالُ: بِکَسْرِھَا وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْھَرُ وَمَعْنَاہُ: مَا یُقَارِبُ مِلاَھَا، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

416: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2687

Marfat.com

◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا زیادہ ثواب ملے گا یا میں اس سے بھی زیادہ کروں گا' اور جو بدی کرے گا تو اسے برائی کا بدلہ برائی کی مثل ہی ملے گا یا میں معاف کردوں گا' اور جو کوئی بالشت بھر میرے قریب آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب آتا ہوں' اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں' اور جو زمین کی وسعت جتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے گا، لیکن اس نے کسی کو میرا شریک نہ بنایا ہوگا' تو میں اسی مطابق اس کے ساتھ مغفرت سے پیش آؤں گا۔

کے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اطاعت کے ذریعہ میرے قریب آئے گا میں اپنی رحمت کے ذریعے اس کے قریب ہوجاؤں گا۔ اگر اس نے اطاعت میں زیادتی کی تو میں اپنی رحمت میں بھی اضافہ کروں گا' اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آیا یعنی اس نے میری اطاعت میں جلدی کی تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا یعنی اس پر اپنی رحمت انڈیل دوں گا اور میری رحمت اس کی اطاعت پر سبقت لے جائے گی اور میں اس کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دوں گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر:409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

قراب الارض: قاف پر پیش اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے' اور پیش زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ اس کا مطلب ہے: اس کی بھرائی کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باغ کہتے ہیں یہ کلام تمثیلی طور پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرو تو رب تعالیٰ اپنے کرم سے بہت زیادہ رحمت کے ساتھ تم سے قریب ہوگا۔ لہٰذا عمل کئے جاؤ تھوڑا بہت نہ دیکھو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص: ۴۸)

(۴۱۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ: "مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَّاتَ

417: مسلم شریف، رقم الحدیث:93

Marfat.com

يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! (جنت اور دوزخ کو) واجب کرنے والی دو چیزیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص فوت ہوجائے اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا' اور جو فوت ہوا اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

(۴۱۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلَاثًا، قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: "اِذًا يَّتَّكِلُوْا" فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهٗ: "تَاَثُّمًا" اَيْ خَوْفًا مِّنَ الْاِثْمِ فِيْ كَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ .

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار تھے' اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں فرمایا: اے معاذ: عرض کی یارسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا! "اے معاذ!" عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ تین مرتبہ۔ پھر فرمایا: جو آدمی بھی سچے دل سے گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کردیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں یہ بات لوگوں کو بتا نہ دوں تاکہ وہ خوش ہوں۔ فرمایا: نہیں! اس طرح وہ تکیہ کر بیٹھیں گے اور اعمال میں سستی کرنے لگیں گے۔ پس حضرت معاذ نے اپنے انتقال کے وقت (حدیث چھپانے کے) گناہ کے خوف سے یہ بات لوگوں کو بتادی۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

418: بخاری شریف، رقم الحدیث: 128

Marfat.com

حلِ لغات:

تاثما: یعنی اس علم کو چھپانے کے گناہ کے خوف سے۔

شرح:

حضرت معاذ کو تین بار پکارنا کچھ نہ فرمانا زیادتی شوق کے لیے تھا کہ حضرت معاذ کلام سننے کے پورے مشتاق ہو جائیں جو بات انتظار کے بعد سنی جاتی ہے خوب یاد رہتی ہے۔"لبیک وسعدیک" کا اردو میں مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں خدمت میں حاضر ہوں چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کا ادب بہرحال کرے۔

اس طرح (گواہی دے) کہ دل سے اس کو مانے اور زبان سے اقرار کرے، لہٰذا منافق اس بشارت سے علیحدہ ہے، اور ساتر یعنی دل کا مؤمن زبان سے خاموش اس پر شریعت میں اسلامی احکام جاری نہ ہوں گے۔خیال رہے کہ عمر میں ایک بار زبان سے کلمۂ شہادت پڑھنا فرض ہے اور مطالبہ کے وقت بھی ضروری۔

اس طرح کہ (گواہی دینے والا) وہ آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا آگ اس کے دل و زبان کو نہ جلا سکے گی کیونکہ یہ ایمان اور شہادت کے مقام ہیں کافر کا قلب وقالب دونوں جلائے گی، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کافر مرتے وقت ایمان لائے اور کسی عمل کا موقع نہ پائے اس کے لیے یہ بشارت ہے۔بہرحال یہ حدیث نہ قرآن کے خلاف ہے، نہ دیگر احادیث کے کوئی مؤمن عمل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت معاذ نے اس بشارت کی تبلیغ کی اجازت مانگی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ حکم تبلیغی امور میں سے ہے یا اسرار الٰہیہ میں سے۔شرعی احکام سب کے لیے ہیں، طریقت کے اسرار اہل کے لیے۔خیال رہے کہ عوام بشارت سن کر بے پرواہ ہو جاتے ہیں، مگر خواص بشارت پا کر زیادہ نیکیاں کرنے لگتے ہیں۔رب نے اپنے حبیب سے فرمایا"لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ "الخ تو حضور نے نیکیاں اور زیادہ کیں۔عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے تو ان کے اعمال اور زیادہ ہو گئے۔

حدیث شریف میں ہے جو علم چھپائے اسے آگ کی لگام دی جائے گی، قرآن شریف میں بھی علم چھپانے کی برائیاں مذکور ہیں۔

(حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کی خبر دے دی) یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت سے اس وقت منع کیا تھا جب اکثر لوگ نو مسلم تھے اور حدیث دانی کا ملکہ کم رکھتے تھے، اب حالات بدل چکے ہیں، لوگ ذی شعور اور سمجھدار ہو گئے ہیں، یہ ہے اجتہاد صحیح۔(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ا،ص ۲۳)

(۴۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - اَوْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - شَكَّ الرَّاوِیْ - وَلَا یَضُرُّ

419: مسلم شریف، رقم الحدیث: 27

Marfat.com

الشَّكُّ فِی عَیْنِ الصَّحَابیّ ؛ لِاَنَّهُمْ کُلُّهُمْ عُدُولٌ ـ قَالَ: لَمَّا کَانَ غَزوَةُ تَبُوْكَ، اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَکَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِفْعَلُوْا" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ، وَلٰکِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَکَةِ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ فِیْ ذٰلِكَ الْبَرَکَةَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ" فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَةٍ وَّیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ وَّیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَةٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ یَّسِیْرٌ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَةِ، ثُمَّ قَالَ: "خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ" فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ وَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرَ شَاكٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ راوی کو شک ہے اور صحابی کے بارے میں شک کوئی نقصان نہیں دیتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔ انہوں نے فرمایا: غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو شدید بھوک محسوس ہوئی تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کریں، انہیں کھائیں اور ان سے چربی حاصل کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یونہی کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ نے ایسے کیا (یعنی اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دی) تو سواریاں کم ہوجائیں گی بلکہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنا بچاہوا زادراہ لے آئیں پھر آپ اس جمع شدہ زادراہ پر ان کے لئے دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ سو آپ نے چمڑے کا دسترخوان منگایا، اسے بچھایا پھر لوگوں کو بچا ہوا زادراہ لے آنے کا حکم دیا تو کوئی آدمی مٹھی بھر مکئی لاتا تو کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی ایک روٹی کا ٹکڑا لے آتا، اسی طرح دسترخوان پر تھوڑا سا سامان خوردونوش جمع ہوگیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا برکت کی۔ پھر فرمایا: اپنے اپنے برتن پکڑو۔ لوگوں نے اپنے برتنوں میں کھانا حاصل کیا حتیٰ کہ لشکر میں جو برتن بھی انہیں نظر آیا وہ انہوں نے بھرلیا۔ پھر انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے اور کچھ سامان بچ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کوئی آدمی ایسا نہیں جو ان دو چیزوں پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے درآنحالیکہ اسے ان میں ذرا برابر شک نہ ہو تو اسے جنت سے روک

Marfat.com

دیا جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نَوَاضِحَنَا : نضحاً بمعنی برتن کا رسنا، الناضح وہ اونٹ جس پر پانی لادا جاتا ہے یہاں یہی معنی مراد ہے۔

شرح:

تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل دور جانب شام ہے اس طرح کہ ایک سو ساٹھ میل خیبر ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک سے کچھ فاصلہ پر مان ہے پھر مان کے بعد عمان ہے اردن کا دار الخلافہ، فقیر نے خیبر کی تو باقاعدہ زیارت کی ہے مگر تبوک اور مان پر ہوائی جہاز سے پرواز کی ہے عمان اور بیت المقدس جاتے ہوئے، غزوہ تبوک حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا آخری غزوہ ہے۔ جیسا کہ اشعہ نے فرمایا۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۱۷)

(۴۲۰) وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَأَفْعَلُ" فَغَدَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: "أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى" فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ مَا نَرٰى وُدَّهُ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى

420: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1186

Marfat.com

الْمُنَافِقِيْنَ ! فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"عِتْبَان": بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ . وَ"الْخَزِيْرَةُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالزَّايِ: هِيَ دَقِيْقٌ يُطْبَخُ بِشَحْمٍ . وَقَوْلُهُ: "ثَابَ رِجَالٌ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَیْ جَاؤُوْا وَاجْتَمَعُوْا .

◀ ◀ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا' اور میرے اور ان کے درمیان ایک وادی حائل تھی جب بارشیں ہوتیں تو میرے لئے اس وادی سے گزر کر مسجد کی طرف جانا مشکل ہو جاتا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے عرض کی: میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ جب بارش آتی ہے تو وہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے اس میں پانی آ جاتا ہے اور میرے لئے اسے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عنقریب ایسا ہی کروں گا، پس دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سورج کے بلند ہو جانے کے بعد تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے آپ کو اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے پہلے فرمایا: تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز ادا کروں؟ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کریں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی' ہم نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں آپ نے دو رکعتیں ادا کیں پھر آپ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ تناول فرمانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ پس آبادی کے لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما ہیں' تو لوگ تیزی سے میرے گھر کی طرف آنے لگے' حتیٰ کہ میرے گھر میں کافی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا: مالک کو کیا ہوا، نظر نہیں آ رہا؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: وہ منافق ہے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: لا الٰہ الا اللہ اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ منافقین ہی سے محبت کرتا ہے' اور انہی کے ساتھ باتیں کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جو کہتا ہے: لا الٰہ الا اللہ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

تعارف راوی:

آپ خزرجی اوسی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے باوجودیکہ نابینا تھے، آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں حضور میرے گھر تشریف لا کر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمالیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنالوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا، آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی رضی اللہ عنہ۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، اشعہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حل لغات:

عتبان: عین مہملہ پر زیر، ثاء مثناۃ، تاء ساکن اوراس کے بعد باء موحدہ ہے۔

الخزیرہ: خاء معجمہ اورزاء کے ساتھ: آٹا جو چربی کے ساتھ پکایا جاتا ہے۔

ثاب رجال: ثاء مثلثہ کے ساتھ مطلب ہے: لوگ آ کر جمع ہو گئے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ۶۳، ج ۱، ص ۲۸)

وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے۔

(ماخوذ از مرآۃ المناجیح، ج ۱، ص ۶۵)

(۴۲۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَسْعٰى، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ؟" قُلْنَا: لَا وَاللّٰهِ. فَقَالَ: "اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

421: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5999

Marfat.com

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت دوڑ رہی ہے۔ اسی اثناء میں اسے ایک بچہ نظر آیا اس نے بچے کو پکڑا اسے سینے سے لگالیا اور اسے دودھ پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو جہنم میں ڈال دے گی۔ ہم نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی اس عورت کو اپنے بچے سے محبت ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

طارحة: از طرحا، بمعنی ڈالنا، پھینکنا۔

شرح:

رحمتِ خداوندی لامحدود ہے اور اس کی رحمت سے کوئی فرد خارج نہیں بلکہ ہر ایک کو اس کی رحمت محیط ہے اور یہی عقیدہ اسلام نے مسلمانوں کو دیا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر حال میں رحمت خداوندی کے طلب گار رہیں اور اسی سلسلے میں ہمہ وقت سعی کرتے رہیں۔ مخبر صادق نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ وہ گناہ گار شخص جس نے ذاکرین کے ساتھ تھوڑی سی ہمنشینی وصحبت اختیار کی تو باری تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی پالو (پس وہ اصل چیز یہ ہے کہ) تم ذکر کرنے والوں کی مجلس اختیار کرو............ الخ

(شعب الایمان، باب فی مقاربة............ الخ فصل فی المصافحة............ الخ، الحدیث ۹۰۲۴، ج ۶، ص ۴۹۲)

درس: اس حدیث پاک کے تحت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلس سے مراد علمائے دین واولیائے کاملین، کی مجلس ہے۔

(۴۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "غَلَبَتْ غَضَبِیْ"

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "سَبَقَتْ غَضَبِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

422: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3194

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمادیا تو ایک کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے اس میں لکھا: میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے' اور ایک روایت میں ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی اور ایک روایت میں ہے: میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ (متفق علیہ)

(۴۲۳) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِئَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِداً، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ، اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَائِمِ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَاَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِّنْ رِّوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ، وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِئَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ" .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا تو اسی ایک حصہ سے مخلوقات ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتیٰ کہ اس حصہ رحمت سے چوپایہ اپنے بچے پر سے اپنا پاؤں تک اُٹھاتا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پہنچے۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے صرف ایک رحمت کو اللہ تعالیٰ نے جنوں، انسانوں، چوپایوں اور پرندوں وغیرہ میں نازل فرمایا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور اسی کے ساتھ و رحمت کا سلوک کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعے ایک وحشی اپنے بچے کے ساتھ محبت کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھی ہیں' جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

423: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6000

Marfat.com

اور مسلم نے بھی اس حدیث کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت ہے، جس کے ذریعہ مخلوقات ایک دوسرے پر آپس میں رحم کرتی ہے، اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لئے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن زمینوں آسمانوں کو پیدا فرمایا: اسی دن اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کے برابر ہے۔ ان میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھ دی۔ جس کے ذریعہ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے، اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ پس جب قیامت کا دن آئے گا تو اس رحمت کو بھی شامل کر کے رحمتوں کی تعداد سو مکمل فرما دے گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یتراحم: ایک دوسرے پر رحم کرنا، ترس کھانا، رحم دل ہونا۔

یتعاطفون: بعض کا بعض پر مہربانی کرنا،

طباقاً: بمعنی ہاتھ کا بند ہونا، پہلو سے لگنا۔

السحاب الجو: بادل کا فضا کو ڈھک لینا۔

شرح:

حضور سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ایک سو رحمتیں ہیں، جن میں سے ایک رحمت اس نے جنوں، انسانوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان رکھی۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور ننانوے رحمتوں کو روک رکھا ہے، جن کے ذریعے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ، الحدیث ٦٩٧٤، ص ١١٥٥)

مروی ہے، "جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا:

"اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ وَاَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ"

ترجمہ: بے شک میری رحمت، میرے غضب پر غالب آ گئی اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔"

(تفسیر الطبری، سورۃ الانعام، تحت الآیۃ ٢، الحدیث ١٣١٠٦، ج ٥، ص ١٥٥)

Marfat.com

(۴۲۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَّبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: "اَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا، يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: "فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" اَيْ: مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا، يُذْنِبُ وَيَتُوبُ اَغْفِرُ لَهُ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا ـ

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بندہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے اللہ! میرے گناہ معاف کردے' تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا رب ایک ہے جو گناہ کو معاف بھی کر دیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی فرمادیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر سہ بارہ بندہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی کر دیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ سو میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب جو چاہے سو کرے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **فیفعل ماشاء:** کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اسی طرح کرتا رہے یعنی گناہ کرے' اور پھر توبہ کرے تو میں اس کو بخش دوں گا' کیونکہ توبہ پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

اذنب: گناہ کا مرتکب ہونا' کسی پر ظلم و زیادتی کرنا۔

شرح:

یعنی زبان سے بھی کہتا ہے (کہ اے اللہ میں نے گناہ کرلیا مجھے معافی دے دے) اور عمل سے بھی کہ گزشتہ پر نادم ہوتا ہے اور آئندہ کے لیے بچنے کا عہد کرتا ہے اور بقدر طاقت گزشتہ گناہ کا کفارہ بھی ادا کر دیتا ہے لہٰذا حدیث پر یہ

424: بخاری شریف، رقم الحدیث: 7507

Marfat.com

اعتراض نہیں کہ لوگوں کے مال مار کر فقط کہہ دو معافی ہوگئی۔

(اور آگے کا) کلام فرشتوں سے ہوتا ہے اظہار کرم کے لیے۔مقصد یہ ہے کہ چونکہ بندے نے اپنے کو گنہگار اور مجھے غفار سمجھا میرے دروازے پر معافی مانگتا ہوا آیا میں نے اسے معاف کردیا۔

یعنی توبہ کے وقت تو اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ کبھی گناہ نہ کروں گا پھر کر بیٹھا لہٰذا حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں "وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا" گناہ پر اصرار اور ہے اور بار بار گناہ ہوجانا اور توبہ کرتے رہنا کچھ اور۔

یعنی گناہ کرنے کا عادی اور میں بخشنے کا عادی جب تو گناہ سے باز نہیں آتا تو میں اپنے بخشنے کی عادت کیوں چھوڑ دوں تو کرتا جا میں بخشا جاؤں، یہ فرمان گناہوں کی اجازت دینے کے لیے نہیں بلکہ وسعت مغفرت کے اظہار کے لیے ہے یعنی اس طرح بندہ اگر لاکھوں بار گناہ کرے گا میں بخش دوں گا کہ ہر توبہ کے وقت آئندہ گناہ نہ کرنے کا ہی عہد ہو مگر پھر کر بیٹھے لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ چلو گناہ میں حرج ہی کیا ہے کل توبہ کرلیں گے یہ توبہ نہیں بلکہ شریعت کا مذاق اڑانا ہے اور خدائے تعالیٰ پر امن، یہ دونوں باتیں کفر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ایسے توبہ کرنے والے کو رب تعالیٰ اپنی امن میں لے لیتا ہے کہ پھر اس سے گناہ ہوتے ہی نہیں، پھر فرمایا جاتا ہے کہ جو چاہے کرے جیسے پرندے کا پر کاٹ کر اس سے کہو کہ جا اڑتا پھر۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۵۷)

(۴۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَجَآءَ بِقَوْمٍ یُّذْنِبُوْنَ، فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی، فَیَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم آجائے جو گناہ کرے اور پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے۔(مسلم)

(۴۲۶) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ، لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا یُّذْنِبُوْنَ، فَیَسْتَغْفِرُوْنَ، فَیَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی مخلوق پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ

425: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2749

426: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2749

Marfat.com

تعالیٰ انہیں بخش دے۔ (مسلم)

(۴۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا، فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَمَنْ لَقِيْتَ وَرَاءَ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اُٹھے اور آپ نے واپس تشریف لانے میں دیر کر دی۔ ہم کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ آ جائیں۔ پس مجھے سب سے پہلے یہ خوف لاحق ہوا۔ سو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا حتیٰ کہ میں انصار کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث بیان کی حتیٰ کہ یہ الفاظ بیان کیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور اس باغ کے پیچھے جو شخص تمہیں ملے اور وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور اس بات پر اس کا دل بھی یقین رکھتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فابطا: دیر کرنا، کام کو مؤخر کرنا، چلنے میں پیچھے رہنا۔

ففزعنا: از، فزعاً، بمعنی دہشت زدہ ہونا، خائف ہونا، گھبرانا۔

شرح:

یہ حدیث یہاں مکمل بیان نہیں ہوئی اس کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم میں مکمل ذکر فرمایا ہم اسی مکمل حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

جماعت صحابہ میں یہ دونوں (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) بزرگ ایسا درجہ رکھتے ہیں جیسے تاروں میں چاند و

427: مسلم شریف، رقم الحدیث: 31

Marfat.com

سورج اسی لیے اکثر جگہ ان کا ذکر خصوصیت سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ صحابہ کے شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، محدثین کے شیخین بخاری و مسلم، فقہاء کے شیخین امام ابوحنیفہ و ابو یوسف رضی اللہ عنہم، منطق کے شیخین بوعلی سینا و فارابی ہیں۔

(ہم ڈر گئے یعنی) اس طرح کہ ہم خدمت میں حاضر نہ ہوں حضور کہیں اکیلے ہوں اور کوئی دشمن آپ کو ایذا پہنچائے کیونکہ عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دشمن ہیں، یہ گھبراہٹ اسباب کے لحاظ سے ہے، ورنہ اللہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

بنی نجار انصار کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ حائط وہ باغ کہلاتا ہے جس کے آس پاس دیوار ہو اور ایک دروازہ۔ بستان ہر باغ کو کہہ سکتے ہیں دیوار سے گھرا ہو یا نہ ہو۔

(ارگرد گوما کہ کوئی دروازہ ملے) اس لیے کہ اندازے سے مجھے پتا لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں ہیں۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ نسیم جمال نے بوئے محبوب عاشق کے دماغ محبت میں پہنچائی، جیسے بوئے یوسفی مصر سے کنعان پہنچ گئی، مگر عشاق کے حال مختلف ہوتے ہیں کبھی قبض، کبھی بسط۔ یعنی دروازہ موجود تھا مگر نظر نہ آیا وارفتگی عشق محبوب کی وجہ سے۔ (نالی) نظر آ گئی پیاروں کے حال نیارے ہوتے ہیں، ان کی کیفیات عقل سے وراء ہیں، دیکھو رب کی شان کہ دروازہ نظر نہ آیا اور نالی سوجھ گئی، یہ واردات ان لوگوں پر گزرتی ہیں جنہیں عشق سے حصہ ملا ہو۔

(اور) معلوم ہوتا ہے کہ نالی بہت تنگ تھی جس میں حضرت ابو ہریرہ بتکلف داخل ہوئے۔ خیال رہے کہ بغیر اجازت نالیوں کے ذریعہ کسی کے گھر یا باغ میں چلا جانا از روئے قانون ممنوع ہے، مگر یہ عشق کا کرشمہ تھا خود کو آتشِ نمرود میں ڈالنا، بے قصور فرزند کو ذبح کرنا سب عشق کی جلوہ گری ہے، قانون اس سے کوسوں دُور ہے۔ (کیا ابو ہریرہ ہیں) یہ سوال تعجب کی بنا پر ہے کہ دروازہ ہوتے ہوئے نالی کے رستہ پہنچے یا دروازہ بند تھا اور آ گئے۔ یعنی پریشان کیوں ہو، ہانپ کیوں رہے ہو۔

(پہلے میں ہی گھبرایا) اس میں اللہ کی نعمت کا اظہار ہے نہ کہ فخر و ریا، یعنی مجھے اللہ نے حضور کا ایسا عشق دیا ہے کہ آپ کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔

(سکڑ کر آیا ہوں) اس میں اظہار معذرت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھبراہٹ میں آداب دربار بجا نہ لا سکا، بغیر اذن آ گیا، سلام بھی کرنا بھول گیا، حالانکہ یہ دونوں حکم قرآنی ہیں مگر ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے۔ شعر

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم ازیں مے ہمچو من بسیار شد مست

ع ایک میرا ہی نہیں عالم ہے طلبگار تیرا

Marfat.com

(نعلین شریف) کیوں عطا کیئے، عاقل تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کے طور پر تا کہ معلوم ہو کہ حضور کے بھیجے ہوئے ہیں۔عاشق کہتے ہیں نہیں صحابی سچے ہیں ان کی ہر بات بغیر نشانی مانی جاتی ہے۔منشاء یہ ہے کہ آگے صرف "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر ہے، ابوہریرہ کو کفش بردار بنا کر یہ بتایا کہ کلمہ اور توحید اس کا معتبر ہے جو ہمارا کفش بردار ہو، اس میں تبلیغ قولی کے ساتھ تبلیغ عملی بھی ہے، عشق کی تفسیر سے حدیث پر کوئی اعتراض نہ رہا، کفش برداری میں سارے عقائد وا... آ گئے، ان کا نعلین بردار یقیناً جنتی ہے۔

(جو یقین دل سے یہ گواہی دیتا ملے) سبحان اللہ! کیا لطیف اشارہ ہے یعنی یہ بشارت ہر شخص کو نہ دینا کہ ہر کوئی راز سمجھے گا نہیں، صرف جناب عمر کو بتانا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ہی مل جائیں گے، جو ہمارے راز دار ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تم جنتی ہو۔یقیناً اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کو یہ خبر تھی کہ حضرت ابوہریرہ کو پہلے حضرت عمر ہی ملیں گے۔دوسرے یہ کہ حضرت عمر یقینی لازمی جنتی ہیں۔تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی سعادت وشقاوت کی خبر ہے۔چوتھے یہ کہ مسلمان کو زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے صرف عقیدے پر کفایت نہ کرے، زبان سے اقرار بھی کرے۔پانچویں یہ کہ اس قسم کی احادیث عوام تک بغیر شرح نہ پہنچائی جاویں، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قید لگا دی کہ جو تمہیں اس باغ کے پیچھے مسلمان ملے صرف اسے بشارت دو۔

(جن سے ملاقات ہوئی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ظہور ہے کہ فرمایا تھا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ملے، ملاقات حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تفسیر ہے۔

(میرے سینے پر ہاتھ مارا) یہاں تھوڑا مضمون پوشیدہ ہے، یعنی مجھ سے فرمایا لوٹ چلو، میں نہ مانا، تب آپ نے مجھے مارا کیونکہ بیرم کچھ کہے سنے مارنا عقل کے خلاف ہے۔(مرقاۃ) اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں مارنا مقصود نہ تھا بلکہ آگے جانے سے روکنا اور منہ پھیر کر مجبوراً واپس کرنا تھا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کمزور تھے۔اس تھوڑی سی حرکت دینے سے گر پڑے اور اگر مارا ہی ہو تب بھی حرج نہیں کہ جناب عمر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے مثل استاد یا کم از کم بڑے بھائی کی طرح تھے۔

(لوٹ چلو ابوہریرہ) خیال رہے کہ اس فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں، مقصد یہ ہے کہ اے ابوہریرہ! تم تعمیل کر چکے ہو، میں تمہیں مل گیا تم نے مجھے فرمان سنا دیا۔حدیث اپنے انتہا کو پہنچ گئی، اس کی عام اشاعت کی ضرورت نہیں۔خیال رہے کہ حدیث کا مبداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حدیث کا منتہی مجتہد ہیں۔عوام براہ راست حدیث رسول پر عمل نہ کریں بلکہ مجتہد سے سمجھ کر عمل کریں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ" حدیث و قرآن طب روحانی کی دوائیں ہیں۔کسی طبیب روحانی کے مشورہ سے استعمال کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔یہ حدیث تقلید آئمہ کی قوی دلیل ہے۔

Marfat.com

میں (ابو ہریرہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پناہ لی جیسے بچہ مادر مہربان کی۔ خیال رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہاں آ کر روئے وہاں نہ روئے تھے کیونکہ مظلوم فریاد رس کو دیکھ کر رویا کرتا ہے۔

(حضرت عمر نے فرمایا کہ پلٹو) یعنی اس کام کے لیے یہاں سے آگے نہ بڑھو خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلو یا اور کام کیلئے جاؤ۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے پر نہ کہ انہیں مارنے پر، جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ شکایات وغیرہ میں اکثر ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے گواہی مانگی اور نہ جناب عمر سے اقرار کرایا صرف لوٹانے کی وجہ پوچھی۔

اور یہ عرض معروض بارگاہ نبوی کے آداب میں سے ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہ پر بدگمانی کی بنا پر کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں، ان کی خبریں معتبر، جب شاہی کارندے کے کسی کام پر بادشاہ سے عرض معروض کرنا ہو تو پہلے بادشاہ سے تصدیق کر لینی ادب دربار ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ ایک چیز کا ذکر نہیں آیا یعنی اس باغ کے پیچھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر راز دار پیغمبر ہیں دلی رازوں سے خبردار ہیں۔

(عرض کیا ایسا نہ کیجئے) یعنی آئندہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عام لوگوں سے یہ کلام کرنے کی اجازت نہ دیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مشورہ کی پیش کش ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی۔ رب فرماتا ہے "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عتاب نہ کیا بلکہ آپ کا مشورہ قبول کر لیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جناب عمر کی عقل و دانائی حضور سے زیادہ ہے۔ اس حدیث کا راز کچھ اور ہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اپنے موقع پر پہنچ چکا، تعمیل ارشاد ہو چکی۔

یعنی وہ نو مسلم لوگ جو ابھی تک منشاء کلام سمجھنے کے لائق نہیں ہیں وہ ظاہر الفاظ سن کر اعمال ہی چھوڑ بیٹھیں گے اور سمجھیں گے کہ نجات کے لئے صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے، اس لئے موجودہ زمانے کے اہل حدیث حضرات کو عبرت پکڑنی چاہیئے جو ہر حدیث پر بلا سوچے سمجھے عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ آیات قرآنیہ پر بھی اندھا دھند گرنا حرام ہے، رب فرماتا ہے: "وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا"۔

(فرمایا اچھا چھوڑ دو) یعنی تمہاری رائے منظور ہے، بہت درست ہے۔ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے جناب حضرت ابو ہریرہ کا نہ قصاص دلوایا نہ ان سے معافی دلوائی۔ کیونکہ حضرت عمر مجتہد ہیں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محض محدّث، مجتہد استاد ہیں، محدث شاگرد، استاد پر شاگرد کا قصاص لازم نہیں اگرچہ غلطی سے سزا دیدے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے خطاءً ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچے مگر رب نے ان سے قصاص نہ دلوایا (قرآن حکیم) ہماری اس شرح سے حسب ذیل سوالات اٹھ گئے۔

Marfat.com

(۱) حضرت ابو ہریرہ کو باغ کا دروازہ نظر کیوں نہ آیا نالی کیوں نظر آئی (۲) آپ دوسرے کے باغ یا مکان میں بلا اجازت کیوں گئے (۳) آپ نے پہلے سلام کیوں نہ کیا (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نعلین شریف کیوں عطا فرمائیں (۵) حضرت عمر نے اشاعت حدیث سے جناب ابو ہریرہ کو کیوں روکا (۶) انہیں مارا کیوں (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کیوں کرائی (۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرمان کے اشاعت نہ کرنے کی رائے کیوں دی (۹) حضور نے ان کی رائے قبول کیوں کر لی (۱۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس مار کا بدلہ کیوں نہ لیا گیا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱، ص ۳۷)

(۴۲۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - فِي اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (ابراہیم: 36) اَلْآيَةَ، وَقَوْلُ عِيْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدۃ: 118) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ" وَبَكٰى، فَقَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ - وَرَبُّكَ اَعْلَمُ - فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟" فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا قَالَ - وَهُوَ اَعْلَمُ - فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: "رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ": الآیۃ اور قرآن حکیم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ قول تلاوت فرمایا: "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت' پھر آپ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور تیرا رب زیادہ جانتا ہے' اور ان سے پوچھو کہ کیوں رو رہے ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا جو کہ آپ نے عرض کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہو: ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں راضی کریں گے اور تمہیں غم میں مبتلا نہ کریں گے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

428: مسلم شریف، رقم الحدیث: 202

Marfat.com

حلِ لغات:

لا نسوؤك: از، سوائو سوائۃً، بمعنی غمیں کرنا، بے جا سلوک کرنا۔

شرح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ عرض معروض بیان فرمارہا ہے جو آپ قیامت میں بطور شفاعت عرض کریں گے کہ خدایا جن لوگوں نے میری اطاعت کی وہ تو میرے ہو چکے تو انہیں میرے طفیل بخش دے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو مولیٰ تو گنہگاروں کا بخشنے والا ہے۔غرضکہ شکایت ان کی بھی نہیں کی انہیں بھی بددعا نہ دی یہ ہے شان جمالی۔

اس دوسری پوری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے وہ بھی جمال الٰہی کا مظہر ہیں۔آپ کی عرض بھی یہ ہے کہ میرے مولیٰ اگر تو ان گنہگاروں کو عذاب دے تو تو ان کا رب ہے وہ تیرے بندے، کون تجھے عذاب سے روک سکتا ہے اور تو انہیں معافی دے دے تو تو عزیز ہے حکیم ہے، تیرے ہر کام میں حکمت ہے، تو سب پر غالب ہے جسے جو چاہے دے دے تجھ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۴۱۶)

(۴۲۹) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟" قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: "فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ، وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: "لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے، وہ اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ فرمایا: انہیں یہ خوشخبری نہ سناؤ۔اس طرح تو وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔(متفق علیہ)

429: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2856

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ردف: ایک سوار کے پیچھے دوسرا سوار، کسی کے پیچھے سوار ہونا۔

شرح:

حق کے معنی واجب الازم۔لائق بندوں کے متعلق تینوں معنی درست ہیں کہ اللہ کی عبادت ان پر واجب ہے، لازم ہے، ان کے لائق ہے۔اللہ تعالیٰ کے لئے یہ معنی اور طرح درست ہوں گے وہ یہ کہ اس کریم نے اپنے ذمہ کرم پر خود لازم فرمالیا کہ عابدوں کو جزا دے کوئی اور اس پر واجب نہیں کرسکتا، لہٰذا جن روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں وہ دوسرے معنی میں ہے کہ کوئی اس پر واجب نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی اس کا حاکم نہیں وہ سب کا حاکم ہے۔

(اس کا شریک نہ ٹھہرائیں) اس طرح کہ نہ تو کسی کو اس کا ہمسر جانیں، نہ اس کا بیوی بچہ لہٰذا اس میں مجوسیت، نصرانیت، یہودیت سب ہی داخل ہیں۔ان ہی تمام دینوں سے علیحدگی ضروری ہے۔

اور کفر نہ کرتا ہوا سے دائمی عذاب نہ دے ایسے مقامات پر شرک بمعنی کفر ہوتا ہے اور عذاب سے دائمی عذاب مراد ورنہ بعض گنہگاروں کو بھی کچھ عذاب ہو جائے گا۔(اشعۃ اللمعات) وغیرہ

(لوگ اس پر بروسا کر بیٹھیں گے) اس طرح کہ مقصد کلام سمجھیں گے نہیں اور اعمال چھوڑ دیں گے کہ جب فقط درستی عقیدہ سے ہی عذاب سے نجات مل جاتی ہے تو نماز وغیرہ عبادات کی کیا ضرورت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ عام عوام کو وہ مسئلہ نہ بتائے جو ان کی سمجھ سے وراہو۔خیال رہے کہ حضرت معاذ نے اس وقت بشارت نہ دی بلکہ یہ حدیث بطور خبر بعد میں بعض خواص کو سنادی لہٰذا کوئی اعتراض نہیں اس کا کچھ ذکر اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱/ص۳۲)

(۴۳۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ﴾ (ابراھیم: 27)" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد

430: بخاری شریف، رقم الحدیث: 4699

Marfat.com

(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور اس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ سے یہی مراد ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۳۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً، اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْيَا، وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ، وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهٖ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُّعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا، وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ. وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ يُّجْزٰى بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو دنیا میں ہی رزق دے دیا جاتا ہے' اور مومن کی نیکیوں کا اللہ تعالیٰ آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے' اور اس کی اطاعت کی وجہ سے دنیا میں بھی اس کو رزق عطا کرتا ہے'

اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے میں دنیا میں بھی اس کو رزق دیا جاتا ہے' اور آخرت میں بھی اسے اس کا ثواب ملے گا' اور کافر اللہ تعالیٰ کے لئے جو نیکیاں کرتا ہے اس کے بدلے میں دنیا میں ہی اسے رزق دے دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی ایسی نہیں ہوگی جس کی اس کو جزا دی جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یعبہ: جانشین ہونا، اچھا بدلہ دینا۔

شرح:

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے اپنے والد گرامی سے روایت بیان کی: "جب مومن کا کوئی درجہ باقی رہ جاتا ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا، تو اس پر موت سخت کردی جاتی ہے، تاکہ وہ موت کی سختیوں اور تکلیفوں کے بدلے جنت میں اپنا درجہ حاصل کرلے اور جب کافر کی کوئی نیکی ہو جس کا بدلہ اسے نہ دیا گیا ہو، تو اس پر موت کو آسان کردیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی نیکی کا عوض حاصل کرلے، پھر اُسے جہنم کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔ ("لباب الاحیاء، ص ۴۳۱)

431: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2808

Marfat.com

(۴۳۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

"اَلْغَمْرُ": اَلْکَثِیْرُ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس جاری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس بہ رہی ہو اور وہ شخص اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔ (مسلم)

الغمر: بمعنی کثیر، زیادہ۔

(۴۳۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ یَمُوْتُ، فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا، اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰہُ فِیْہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو مسلمان مرد بھی فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے مرد شامل ہوں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

شَفَّعَهُمْ: جفت کرنا سفارش ماننا، سفارش کرنا۔

شرح:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریعی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۸۸۳)

432: مسلم شریف، رقم الحدیث: 668

433: مسلم شریف، رقم الحدیث: 948

Marfat.com

(۴۳۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ، فَقَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وذلك اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں' ہم تقریباً چالیس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کا ایک تہائی حصہ ہو جاؤ؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں (مجھ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! مجھے توقع ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہوگے۔ اس لئے کہ جنت میں مسلمانوں کے بغیر کوئی داخل نہ ہوگا' اور اہل شرک کے مقابلے میں تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسے سیاہ رنگ کے بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی کھال میں سیاہ بال۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

قُبَّة: ایسی عمارت جس کی چھت گول اور اندر سے خالی ہو، گنبد، خیمہ۔

شرح:

شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اے ابنِ خطاب! جاؤ۔" اور ایک روایت میں ہے: "اے عمر! اٹھو اور جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔" (جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء فی الغلول، الحدیث:۱۵۷۴، ص۱۸۱۴، بدون "فی الناس")

(۴۳۵) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ

434: بخاری شریف، رقم الحدیث:6528

435: مسلم، رقم الحدیث:2767

Marfat.com

مِنَ النَّارِ" .

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" مَعْنَاهُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "لِكُلِّ اَحَدٍ مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَالْمُؤْمِنُ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِي النَّارِ ؛ لِاَنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِذٰلِكَ بِكُفْرِهِ" وَمَعْنٰى "فِكَاكُكَ": اَنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِدُخُوْلِ النَّارِ، وَهٰذَا فِكَاكُكَ ؛ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى، قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَمْلَؤُهَا، فَاِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ، صَارُوْا فِيْ مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا عیسائی کرے گا' اور فرمائے گا یہ دوزخ سے تیری آزادی کا فدیہ ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں جتنے گناہ لے کر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: دفع الى كل مسلم يهود يا او نصرانيا فيقول هذا فكاكك من النار کا معنیٰ وہی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں منقول ہے کہ ہر کسی کا ایک گھر جنت میں ہے' اور ایک گھر دوزخ میں اور مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کی جگہ دوزخ میں اس کے گھر میں کافر دوزخ میں چلا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہے۔

فكاكك: کا معنیٰ ہے تو دوزخ میں ڈالا جانے والا تھا تجھے دوزخ سے بچانے کے لئے اس کو تیرا فدیہ بنادیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لئے ایک تعداد مقرر فرما رکھی ہے۔ جس سے وہ بھر جائے گی پس جب کافر اپنے کفر اور گناہوں کی وجہ سے اس میں داخل ہوں گے تو گویا وہ مسلمانوں کے لئے دوزخ سے آزادی کا فدیہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فكاك: کا معنیٰ ہے قیدی کو چھڑانا۔

Marfat.com

شرح:

فک کے معنی ہیں گروی چیز کو چھڑانا، فکاک وہ مال ہے جو دے کر گروی چیز چھڑائی جاوے۔ ہر شخص کے لیے ایک ٹھکانہ دوزخ میں ہے دوسرا جنت میں، مؤمن جنت میں اپنا ٹھکانا بھی لے گا اور کسی کافر کا بھی اور کافر دوزخ میں اپنا مقام بھی لے گا اور کسی مؤمن کا بھی۔ یہاں یہ ہی مطلب ہے کہ اے مؤمن تو جنت میں اپنا ٹھکانہ بھی لے اور اس یہودی عیسائی کا بھی، یہ تیرے لیے ایسا ہے جیسے گروی چیز کا فکاک۔ چونکہ عیسائی یہودی مسلمانوں سے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہے تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر ہوا، یہ مطلب نہیں کہ مسلمان کے گناہوں کے عوض کافر دوزخ میں جاوے گا کہ یہ اسلامی قانون کے خلاف ہے "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۹۵)

(۴۳۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "یُدْنَی الْمُؤْمِنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ رَّبِّہٖ حَتّٰی یَضَعَ کَنَفَہٗ عَلَیْہِ، فَیُقَرِّرُہٗ بِذُنُوْبِہٖ، فَیَقُوْلُ: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ فَیَقُوْلُ: رَبِّ اَعْرِفُ، قَالَ: فَاِنِّیْ قَدْ سَتَرْتُہَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا، وَاَنَا اَغْفِرُہَا لَکَ الْیَوْمَ، فَیُعْطٰی صَحِیْفَۃَ حَسَنَاتِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

"کَنَفُہٗ": سَتْرُہٗ وَرَحْمَتُہٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا پہلو اس پر رکھے گا' اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا' اور فرمائے گا: کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے، کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی' اور آج میں تیرے یہ گناہ معاف کرتا ہوں سوائے نیکیوں کا نامہ اعمال دے دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

کنفہ: کا معنیٰ ہے: اس کا پردہ اور اس کی رحمت۔

(۴۳۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَۃٍ قُبْلَۃً، فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾ (ہود: 114) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَلِیْ ہٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّہِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

436: بخاری فی الرقاق، رقم الحدیث: 2441، مسلم فی الجنۃ، رقم الحدیث: 2768، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 183

437: بخاری شریف، رقم الحدیث: 526، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2763

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ''اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ میرے لیے خاص ہے۔ فرمایا: یہ میری تمام امت کیلئے ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مرد کا نام ابوالیسر ہے، کھجوروں کی دکان کرتے تھے، ایک عورت خریدنے کے لئے آئی، ان کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا، بولے اچھی کھجوریں گھر میں ہیں، اس بہانے سے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا، وہ بولی اللہ کے بندے خدا سے ڈر، یہ سخت نادم ہوئے اس لئے ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے تنہائی بڑی خطرناک ہے۔

صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ " الآیہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانۂ رحمت ہیں۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہٰذا یہ آیت پانچویں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ" ۔

یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہو کر توبہ کرے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں مِنْ اُمَّتِی فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ا،ص ۵۳۱)

Marfat.com

(۴۳۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَيَّ، وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ. قَالَ: "هَلْ حَضَرْتَ مَعَنَا الصَّلٰوةَ"؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "قَدْ غُفِرَ لَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهُ: "اَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاهُ: مَعْصِيَةً تُوجِبُ التَّعْزِيرَ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْحدّ الشَّرْعِيّ الْحَقِيقِيّ كَحَدِّ الزِّنَا وَالخمر وَغَيْرِهِمَا، فَاِنَّ هٰذِهِ الْحُدُودَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلٰوةِ، وَلَا يَجُوْزُ لِلاِمَامِ تَرْكُهَا.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حد کا سزاوار ہو گیا ہوں۔ مجھ پر حد قائم فرمایئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکا تو عرض کی: یارسول اللہ! بے شک میں حد کا سزاوار ہوں مجھ پر کتاب اللہ کا حکم نافذ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: بلاشبہ تجھے معاف کر دیا گیا ہے۔

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔ اس سے حد شرعی حقیقی مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ زنا اور شراب وغیرہ کی حد، کیونکہ یہ حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں اور نہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ ان حدود کا نفاذ ترک کر دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔

شرح:

یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جو شرعی سزا کا باعث ہے۔ حد سزائے مقرر کو کہتے ہیں جیسے زانی کے لئے سنگساری اور چور کے ہاتھ کاٹنا۔ تعزیر وہ سزا ہے جو شرعاً مقرر نہ ہو قاضی اپنی رائے سے مقرر کرے۔ ان بزرگوں نے کوئی معمولی گناہ کیا تھا مگر سمجھے یہ کہ شاید اس میں بھی سزائے شرعی ہو گی۔ یا حد لغوی معنی میں ہے یعنی مطلقاً سزا۔

کیونکہ حضور انور کو کشف سے معلوم تھا کہ انہوں نے معمولی جرم کیا تھا اور پوچھنے سے ان کی رسوائی ہو گی یہ ہے شان ستاری۔ (از مرقاۃ)

438: (بخاری، رقم الحدیث: 6823، مسلم، رقم الحدیث: 2764)

Marfat.com

(حضور ﷺ کے ساتھ) صرف ایک نماز یہ نماز عصر تھی جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے۔ یہ صحابہ کرام کی قوتِ ایمانی ہے کہ دوسرے مجرم اپنے جرم چھپا کر جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ حضرات اپنے قصور ظاہر کر کے جانوں پر کھیل کر ایمان بچاتے ہیں۔

(تیری مغفرت ہوگئی) یعنی جس گناہ کو تو نے قابلِ حد سمجھا تھا وہ اس نماز کی برکت سے معاف ہو گیا، لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز سے شرعی سزائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ خیال رہے کہ گناہ صغیرہ پر کبھی حد نہیں ہوتی اور سواء ڈکیتی کی حد کے کوئی حد توبہ سے معاف نہیں ہوتی، ڈاکو اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے تو سزا نہیں پاتا، یونہی اگر کافر بعد زنا مسلمان ہو جائے تو رجم وغیرہ کا مستحق نہیں۔ (مرقاۃ) شیخ عبدالحق نے فرمایا مَعنًا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا گناہوں کی معافی کے لیے اکسیر ہے۔ نماز کی عظمت امام کی عظمت کے مطابق ہے۔ سبحان اللہ! جن کے ساتھ والی نماز مجرموں کو بخشوا دے وہ ذات کریم خود کیسی ہوگی۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱،ص ۵۳۲)

(۴۳۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا، اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْاَكْلَةُ": بِفَتْحِ الْهَمزةِ وهى المرةُ الْواحدةُ مِنَ الْاَكلِ كَالْغَدوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے تو اس پر بھی الحمدللہ کہے یا پانی پیئے تو اس پر بھی الحمد للہ کہے۔ (مسلم)

الاکلۃ: ایک مرتبہ کا کھانا۔ جیسے غدوہ اور عشوہ ۔اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۴۰) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گناہگار کو بخش دے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گناہ گار کو بخش دے اور یہ سلسلہ قائم رہے گا حتیٰ کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ (یعنی قیامت آنے تک) (مسلم)

439: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 2834، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1816

440: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2259

Marfat.com

(۴۴۱) وَعَنْ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ - بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْبَاءِ - السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ وَاَنَا فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰی ضَلَالَةٍ، وَاَنَّهُمْ لَيْسُوْا عَلٰی شَیْءٍ، وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ اَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلٰی رَاحِلَتِیْ، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا، جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: "اَنَا نَبِیٌّ" قُلْتُ: وَمَا نَبِیٌّ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِیَ اللّٰهُ" قُلْتُ: وَبِاَیِّ شَیْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِیْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَیْءٌ" قُلْتُ: فَمَنْ مَّعَكَ عَلٰی هٰذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَّعَبْدٌ" وَمَعَهٗ يَوْمَئِذٍ اَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: اِنِّیْ مُتَّبِعُكَ، قَالَ: "اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا، اَلَا تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰی اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِیْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِیْ" قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰی اَهْلِیْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰی قَدِمَ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَيْهِ سِرَاعٌ، وَقَدْ اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ، فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: "نَعَمْ، اَنْتَ الَّذِیْ لَقِيْتَنِیْ بِمَكَّةَ" قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِیْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ، اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: "صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحٍ، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَیْ شَيْطٰنٍ، وَحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ، فَاِنَّهٗ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ، فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحضُورَةٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصرَ، ثُمَّ اَقصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَیْ شَيْطَانٍ، وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ" قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُّقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ، فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَی الْمِرْفَقَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَی الْكَعْبَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ، فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰی، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی، وَاَثْنٰی عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِیْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ، وَّفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰی، اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" . فَحَدَّثَ عَمْرُوْ بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا

441: مسلم شریف، رقم الحدیث: 832

Marfat.com

الْحَدِيْثَ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَا عَمْرُوٌ بْنَ عَبَسَةَ، انْظُرْ مَا تَقُوْلُ: فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ، لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّىْ، وَرَقَّ عَظْمِىْ، وَاقْتَرَبَ اَجَلِىْ، وَمَا بِىْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا - حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ - مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهٖ، وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ: "جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ" هُوَ بِجِيْمٍ مَّضْمُوْمَةٍ وَّبِالْمَدِّ عَلٰى وَزْنِ عُلَمَاءَ، اَىْ: جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِيْلُوْنَ غَيْرُ هَائِبِيْنَ، هٰذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ، وَرَوَاهُ الْحُمَيْدِىُّ وَغَيْرُهٗ "حِرَاءٌ" بِكَسْرِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَقَالَ: مَعْنَاهُ غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وَهَمٍّ، قَدْ عِيْلَ صَبْرُهُمْ بِهٖ، حَتّٰى اَثَّرَ فِىْ اَجْسَامِهِمْ، مِنْ قَوْلِهِمْ: حَرٰى جِسْمُهٗ يَحْرٰى، اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهٖ، وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ بِالْجِيْمِ. قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَ قَرْنَىْ شَيْطَانٍ" اَىْ نَاحِيَتَىْ رَاْسِهٖ وَالْمُرَادُ التَّمْثِيْلُ، وَمَعْنَاهُ: اَنَّهٗ حِيْنَئِذٍ يَتَحَرَّكُ الشَّيْطٰنُ وَشِيْعَتُهٗ، وَيَتَسَلَّطُوْنَ.

وَقَوْلُهٗ: "يُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ" مَعْنَاهُ يُحْضِرُ الْمَاءَ الَّذِىْ يَتَوَضَّاُ بِهٖ، وَقَوْلُهٗ: "اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا" هُوَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: اَىْ سَقَطَتْ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ "جَرَتْ" بِالْجِيْمِ، وَالصَّحِيْحُ بِالْخَاءِ وَهُوَ رِوَايَةُ الْجُمْهُوْرِ. وَقَوْلُهٗ: "فَيَنْتَثِرُ" اَىْ يَسْتَخْرِجُ مَا فِىْ اَنْفِهٖ مِنْ اَذًى وَّالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ.

◀ حضرت ابونجیح عمرو بن عَبَسہ عین اور باء کے فتحہ کے ساتھ السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہمیں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور یہ کہ وہ کسی صحیح راہ پر گامزن نہیں اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ پس میں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی ہے جو مختلف خبریں بتاتا ہے۔ سو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور اس شخص کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ چھپ چھپ کر اپنے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور آپ کی قوم آپ پر بہت دلیر ہوگئی تھی۔ میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کے لئے بھیجا اور اس لئے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے عرض کی: اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے عرض کی! میں بھی آپ کا پیروکار ہوں۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا: ابھی تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ کیا تم میری اور لوگوں کی حالت کو دیکھ نہیں رہے؟ بلکہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم سنو کہ مجھے غلبہ حاصل ہو گیا ہے تو میرے پاس آ جانا۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں سو میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں اپنے گھر پر تھا۔ حتیٰ کہ میری قوم سے ایک جماعت مدینہ گئی۔ میں نے ان سے پوچھا: وہ آدمی جو نیا نیا مدینہ آیا ہے اس کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: لوگ جلدی جلدی اس سے ساتھ مل رہے تھے۔ حالانکہ اس کی قوم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کو قتل نہ کر سکے۔ پس میں مدینہ طیبہ گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ تم وہی ہو جو مجھے مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے بتایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے متعلق بتایئے؟ فرمایا: صبح کی نماز ادا کرو پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نیزے کی مقدار بلند ہو جائے کیونکہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے' اور اس وقت کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد نماز ادا کرو کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' اور نمازی کے گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ نیزے کا سایہ بالکل اپنے اوپر رہ جائے اس وقت پھر نماز سے رک جاؤ، کیونکہ اس وقت جہنم کو زیادہ بھڑکا دیا جاتا ہے' اور جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ تم عصر کی نماز ادا کرو۔ اس کے بعد پھر نماز پڑھنے سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے' اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! وضو کیا ہے؟ مجھے اس کے متعلق بھی بتایئے۔ فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لئے پانی کو قریب کرتا ہے، تو کلی کرتا' ناک میں پانی ڈالتا ہے' اور ناک کو صاف کرتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں' اور پھر جب وہ حکم خداوندی کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ انگلیوں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے' اور اس کی بزرگی بیان کرے جس کا وہ اہل ہے' اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اس روز گناہوں سے پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ حضرت عمرو بن عبسہ نے یہ حدیث صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو حضرت ابوامامہ نے ان سے فرمایا: اے عمرو بن عبسہ! تم غور کرو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ایک

Marfat.com

ہی وقت میں اس آدمی کو اتنا ثواب عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمرو نے جواب دیا۔ اے ابوامامہ: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں' اور میری موت قریب آ گئی ہے۔ ایسے میں مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولوں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو تین حتیٰ کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو میں کبھی اسے بیان نہ کرتا، لیکن میں نے اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

ابونجیح: آپ کا نام عمرو ابن عتبہ ہے، چوتھے مسلمان ہیں، اسلام لا کر اپنی قوم بنی سلیم میں لوٹ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمادیا تھا کہ جب تم کو ہماری ہجرت کی خبر ملے تو ہمارے پاس آ جانا۔ چنانچہ آپ اپنی قوم ہی میں رہے، فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ پاک ہی میں مقیم رہے، حضور کی بارگاہ میں مقبول تھے، آپ کے بقیہ حالات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلد پنجم)

حلِ لغات:

جرءاء علیہ قومه: جیم کے پیش اور مد کے ساتھ، علماء کے وزن پر ہے۔ یعنی وہ بغیر خوف وخطر جرأت اور دست درازی کرتے ہیں۔ مشہور روایت یہی ہے' اور حمیدی وغیرہ نے اسے "حراء' حاء مہملہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے' اور اس کا معنی ہے: وہ غضب ناک ہیں۔ غم اور غصے سے بھرے ہوئے ہیں، آپ کے متعلق ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے، اور اس غصہ نے ان کے جسموں میں بھی اثر کیا ہے۔ کہتے ہیں: حری جسمه یحری ۔ جب درد وغم کی وجہ سے جسم میں نقص واقع ہو جائے اور صحیح یہی ہے کہ جیم کے ساتھ ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: بین قرنی الشیطان: یعنی شیطان کے سر کے دونوں کنارے۔ اس سے مراد تمثیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت شیطان اور اس کا گروہ حرکت میں آ جاتا ہے' اور وہ غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان: یقرب و ضوءه کا مطلب ہے: وضو کے لئے پانی مہیا کرے۔

حضور ﷺ کا فرمان: الاخرت خطایاه: خاء معجمہ کے ساتھ کا مطلب ہے گر جاتے ہیں۔ بعض نے اس کو جرت جیم کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ لیکن صحیح خاء کے ساتھ ہے' اور یہی جمہور کا قول ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: فینتثر کا معنیٰ ہے: ناک سے میل کچیل نکالے۔

النثرہ: ناک کے کنارے کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جس مسلمان پر فرض نَماز کا وقت آئے اور وہ نَماز کے لئے اچھے طریقے سے وضو کرے اور اسے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے تو یہ نَماز اس کے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہوجائے گی جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ عمل ساری زندگی جاری رہے گا یعنی وہ نماز اسکے گناہوں کا کفارہ بنتی رہے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، والصلوۃ عقبہ، رقم ۲۲۸، ص ۱۴۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، (اگر) تم سے مسلسل گناہ ہوتے رہیں لیکن جب تم فجر کی نماز ادا کروگے تو وہ تمہارے ان گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر تم سے مسلسل گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب ظہر کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر گناہ ہوتے رہیں لیکن جب عصر کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر گناہ مسلسل ہوتے رہیں لیکن جب تم مغرب کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد بھی تم سے گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب تم عشاء کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی۔ پھر تم سو جاؤ گے تو بیدار ہونے تک تمہارا کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلوۃ وحطھا اللدم، رقم ۱۶۵۸، ج ۲، ص ۳۳)

(۴۴۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ، قَبَضَ نَبِیَّھَا قَبْلَھَا، فَجَعَلَہٗ لَھَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْھَا، وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ، عَذَّبَھَا وَنَبِیُّھَا حَیٌّ، فَاَھْلَکَھَا وَھُوَ حَیٌّ یَّنْظُرُ، فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ بِھَلَاکِھَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی روح ان سے پہلے قبض کر لیتا ہے، تاکہ وہ اس سے پہلے جا کر ان کے امور کا انتظام کرے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی زندگی ہی میں اس قوم کو عذاب دیتا ہے اور نبی ابھی زندہ ہوتا ہے۔ پس ان کے ہلاک ہونے سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب اور اس کی نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

442: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2288

Marfat.com

۵۲-بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ
امید کی فضیلت کے متعلق بیان

نوٹ: رجاء کا لغوی واصطلاحی معنی پیچھے گزر گیا ہے۔ ''ابوالاحمد غفرلہ''

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ: ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا﴾ (غافر:45-44)

اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے۔

تشریح:

میں تو اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا توکل اسی کی ذات پر ہے۔ میں تو اپنے ہر کام میں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تم سے الگ ہوں اور تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کے تمام حالات سے دانا بینا ہے۔

(۴۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَهُ حَیْثُ یَذْكُرُنِیْ، وَاللّٰهِ، اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ یَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاةِ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَّمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا، وَّاِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ یَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَیْهِ اُهَرْوِلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَایَاتِ مُسْلِمٍ . وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ .

وَرُوِیَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ: "وَاَنَا مَعَهُ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ" بِالنُّوْنِ، وَفِیْ هٰذِهِ الرِّوَایَةِ "حَیْثُ" بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِیْحٌ .

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ میرے متعلق جو گمان رکھتا ہے میں اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ جہاں وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو صحرا میں اپنی متاع گم گشتہ مل جائے اور جو بالشت بھر میرے قریب آتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب

443: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 7405، مسلم فی الذکر والدعا، رقم الحدیث: 2675، وفی التوبہ، رقم الحدیث: 112675

Marfat.com

آ جاتا ہوں' اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے ہیں۔ اس کی تشریح اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے' اور صحیحین میں ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ یعنی ''نون'' کے ساتھ اور اس روایت میں '' حیث''،'' ثاء'' کے ساتھ ہے' اور دونوں صحیح ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ضالته: از، ضلالاً، و ضلالةً، بمعنی کج راہ ہونا، دین سے پھر جانا۔ گم شدہ چیز (جانور)۔

شرح:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیّدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی کا انتقال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" جواب دیا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔" پوچھا گیا: " کس سبب سے؟" فرمایا: میں اپنی دعا میں عرض کرتا تھا، "یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اگرچہ میں تیری عبادت میں کمزور ہوں مگر تیری محبت میں کمزور نہیں۔"

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، ص۴۹۲)

(۴۴۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَقُوْلُ: "لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ-" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال سے تین روز پہلے یہ فرماتے سنا: تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو۔ (مسلم)

(۴۴۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِيْ. يَا ابْنَ آدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ. يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا، لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا

445: اخرجہ الترمذی، رقم الحدیث: 3551

Marfat.com

مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

"عَـنَـانُ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ، قِیْلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، اَیْ: ظَهَرَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ، وَقِیْلَ: هُوَ السَّحَابُ . وَ"قُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَقِیْلَ: بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ، وَهُوَ: مَا یُقَارِبُ مِلاْهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◄ حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا، اور مجھ سے مغفرت کا امیدوار رہے گا، میں تجھے بخش دوں گا چاہے تیرے گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں، مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اے اولادِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمانوں تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے اولادِ آدم! اگر تو زمین کی وسعت کے برابر گناہ لے کر میرے پاس آئے اور اس حالت میں مجھ سے ملاقات کرے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے مغفرت عطا کر دوں گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

عنان السماء: عین پر فتحہ کے ساتھ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہے: جب تو سر اٹھائے تو جو کچھ تجھے نظر آئے اور بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بادل ہے۔

قـراب الارض: قاف کے پیش کے ساتھ اور کسرہ بھی منقول ہے۔ صحیح اور مشہور پیش ہی ہے۔ اس سے مراد ہے: زمین کی وسعت کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدُنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیٔ کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت زمین و آسمان کے درمیان تہہ در تہہ رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل ہوئی۔ اسی سے والدہ اپنی اولاد پر، وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا پاؤں اپنے بچے سے دور کر لیتا ہے کہ کہیں اسے چوٹ

Marfat.com

نہ لگ جائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس رحمت کو دوسری ننانوے (99) رحمتوں میں ملاکر سوکمل فرما دے گا اور بروزِ قیامت اس سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۳/۲۷۵۲، ص ۱۱۵۵)

۵۳-بَابُ الْجَمْعِ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

امید اور خوف کو جمع کرنے کا بیان

نوٹ: خوف اور رجاء کے لغوی و اصطلاحی معانی پیچھے گزر گے ہیں۔ ''ابوالاحمد غفرلہ''

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِیْ حَالِ صِحَّتِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ خَائِفًا رَّاجِیًا، وَّیَکُوْنَ خَوْفُہٗ وَرَجَاؤُہٗ سَوَاءً، وَّفِیْ حَالِ الْمَرَضِ یُمَحَّضُ الرَّجَاءُ، وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُّصُوْصِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مُتَظَاھِرَۃٌ عَلٰی ذٰلِکَ.

جان لیجئے کہ بندے کے لئے اس کی صحت کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ وہ بیک وقت اللہ تعالیٰ کا خوف بھی رکھے اور امید بھی اور اس کا خوف و امید دونوں برابر ہوں اور بیماری کی حالت میں اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ صرف امید رکھے۔ کتاب و سنت کی نصوص سے شریعت کے قواعد اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: 99)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں' تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ۝

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(کیا وہ لوگ) اس کے ڈھیل دینے اور دُنیوی نعمت دینے پر مغرور ہوکر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خُثَیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا! اے نورِ نظر، تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہوکر سو جانا کہیں سببِ عذاب نہ ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّہٗ لَا یَیْاَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف: 87)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ﴾ (آل عمران: 106)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس دن کچھ منہ اوجیالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ) کفار اُن سے توبیخاً کہا جائے گا۔

پھر آگے فرماتے ہیں اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں اس صورت میں ایمان سے روز میثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے "بلٰی" کہا تھا اور ایمان لائے تھے اب جو دُنیا میں کافر ہوئے تو اُن سے فرمایا جاتا ہے کہ روز میثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہوگئے حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل منکر تھے عِکْرِمہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کر کے کافر ہوگئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لا کر پھر گئے اور کافر ہوگئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الاعراف: 166)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ ﴾ (الانفطار: 14-13)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک نیکوکار ضرور چین میں ہیں ۝ اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ۝

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جن کے وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں۔

پھر فرمایا۔ جنت میں مومن کی نیکیاں اچھی صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لئے جنت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار

Marfat.com

کے اعمال باطل ہیں ان کا کچھ وزن نہیں تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

اور جس کی تولیں ہلکی پڑی بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا۔ تو اس کا مسکن آتشِ دوزخ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○﴾ (القارعة: 9-6)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں ○ وہ تو من مانے عیش میں ہیں ○ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں ○ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے ○

وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ . فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ فِيْ اٰيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ اٰيَاتٍ اَوْ اٰيَةٍ .

اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ خوف اور امید کو کبھی تو دو ملی ہوئی آیات میں جمع کیا جاتا ہے کبھی بہت ساری آیات میں اور کبھی ایک ہی آیت میں۔

(۴۴۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا سخت ہے؟ تو کوئی جنت کی خواہش ہی نہ کرے اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیا ہے؟ تو وہ اللہ کی جنت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

قنط: از، قنوطاً، بمعنی ناامید اور مایوس ہونا، روکنا، منع کرنا، کسی کو مایوس کرنا۔

شرح:

اس میں رب تعالیٰ کی انتہائی رحمت وعذاب کا ذکر ہے یعنی اس قدر بیان کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وسعت

446: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2755

Marfat.com

رحمت وعذاب کسی کے خیال میں نہیں آسکتی، اگر ان کی حقیقت معلوم ہو جائے تو عذاب دیکھ کر مومن کی آس ٹوٹ جائے اور اس کی رحمت میں غور کر کے کافر کے یاس جاتی رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیک کار کو بھولنا نہ چاہیے کیونکہ اللہ جبار وقہار ہے اور گنہگار کو مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ ستار وغفار ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں اگر قیامت میں رب اعلان فرمائے کہ صرف ایک ہی بندہ جنتی ہے تو مجھے امید ہو کہ شائد میں ہی ہوں گا اور اگر اعلان ہو جائے کہ صرف ایک ہی بندہ دوزخی ہے تو مجھے خطرہ ہوگا کہ وہ میں ہی ہوں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ پر زندگی میں خوف غالب چاہیے اور مرتے وقت امید۔ (مرأة المناجیح فی شرح مشکوٰة المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۹۰)

(۴۴۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ وَاحْتَمَلَھَا النَّاسُ اَوِ الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ، فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ، وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ، قَالَتْ: یَا وَیْلَھَا ! اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا؟ یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَہٗ صَعِقَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ یا مرد اس کو کندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو اگر میت نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ بد ہو تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! یہ مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں؟ اس کی یہ آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنازے سے مراد میت ہے اور اس کے رکھے جانے سے مراد گھر سے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان لے جانے کے لیے رکھا جانا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مردہ بزبان قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے جلدی پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حالت ہی میں جسم میں جان پڑ چکی ہوتی ہے اور بعد موت مردہ بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے جیسا کہ باب عذاب قبر میں گزر چکا کہ مردہ چلنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ احمد، طبرانی، ابن ابی دنیا، معروزی، اور ابن مندہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہچانتا ہے۔

447: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 4111552، البخاری، رقم الحدیث: 1314، والنسائی، رقم الحدیث: 1907، وابن حبان، رقم الحدیث: 3038، وعبد الرزاق، رقم الحدیث: 2650، والبیہقی، رقم الحدیث: 2114

Marfat.com

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مردے کی یہ گفتگو زبان قال سے آواز کے ساتھ ہی ہوتی ہے جسے جانور فرشتہ کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے انسان پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۸۷۰)

(۴۴۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْجَنَّۃُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِکَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے اور یہی کیفیت دوزخ کی ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح کہ کبھی منہ سے ایک بری بات نکل جاتی ہے تو ساری عمر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور بندہ دوزخی ہو جاتا ہے اور کبھی منہ سے ایک بات اچھی نکل جاتی ہے جو رب کو پسند ہو اس سے بندہ کے عمر بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ غرضکہ ایک لفظ میں جنت و دوزخ ہے، چونکہ جنت و دوزخ اپنے عمل سے ملتی ہیں اور ان کے راستے عمل کے قدموں سے طے ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرب کو جوتے کے تسمے سے تشبیہ دی یعنی ایک قدم میں جنت ہے اور ایک قدم میں دوزخ۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۹۱)

۵۴-بَابُ فَضْلِ الْبُکَاءِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَشَوْقًا اِلَیْہِ

اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت میں رونے کی فضیلت کا بیان

نوٹ: خوف اور محبت کے لغوی و اصطلاحی معانی پیچھے گزر گئے ہیں۔ ''ابوالاحمد غفرلہٗ''

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 109)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے۝

448: بخاری واحمد، رقم الحدیث: 21366، جامع صغیر، ابن حبان، رقم الحدیث: 661، بیہقی، رقم الحدیث: 3/368

Marfat.com

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے (روتے ہیں)۔

مسئلہ: قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوفِ الٰہی سے روئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ○ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ○ ﴾ (النجم: 59).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو○ اور ہنستے ہو روتے نہیں○

(۴۴۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَاْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَقْرَاُ عَلَیْكَ، وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ؟! قَالَ: "اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَیْہِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ، حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ: ﴿ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴾ (النساء: 41) قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن سناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔ آپ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی سے قرآن سنوں۔ سو میں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچ گیا: "تو کیا ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے گواہ اور لائیں گے آپ کو گواہ ان سب پر"۔ تو آپ نے فرمایا: بس کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو (دیکھا کہ) آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تَذْرِفَانِ: ذرفاً الدمع آنسو نکلنا، آنکھ کا پانی بہانا۔

شرح:

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج

Marfat.com

وملال، صاحب جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کوفرماتے ہوئے سنا کہ "سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عزوجل کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) عادل حکمران، (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت میں اپنی زندگی گزاردی، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ دو شخص جو اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہوگئے، (۵) وہ شخص جسے کوئی مال وجمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جو صدقہ اسطرح چھپا کردے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بایاں ہاتھ بے خبر رہے، (۷) وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہوجائیں۔'

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج ا،ص ۲۳۶)

(۴۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" قَالَ: فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَسَبَقَ بَيَانُهُ فِيْ بَابِ الْخَوْفِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایسا خطبہ پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہوجائے جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ (متفق علیہ)
خوف کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

(۴۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کے خوف سے رویا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں نہ لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار (یعنی جہاد کے لیے نکلنے پر جو گرد اٹھتی ہے) اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہوسکیں گے۔

450: بخاری، رقم الحدیث:4/12659، مسلم، رقم الحدیث:4/12659، احمد، رقم الحدیث:4/12659، ابن حبان، رقم الحدیث:106

451: ترمذی، رقم الحدیث:3/10565، احمد، رقم الحدیث:3/10565، نسائی، رقم الحدیث:3108، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4/260، حاکم، رقم الحدیث:4/260

Marfat.com

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لَا یَلِجُ: نہیں داخل ہوگا۔

دُخَانُ: دھواں۔

شرح:

یعنی جیسے دوہے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس ہونا ناممکن ہے ایسے ہی اس شخص کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ "۔ خوفِ خدا میں رونے کے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے۔

باش چوں دولاب دائم چشم تر تا درون صحن تو روید خضر

راہ خدا کا غبار وہ غبار ہے جو رب کی رضا کے لیے راستہ چلا جائے اور وہاں کا غبار بدن یا کپڑوں یا پاؤں یا چہرے پر پڑے جیسے مسجد کو جاتے طلبِ علم، جہاد حج وعمرہ وغیرہ کرنے کی حالت میں جو گرد وغبار پڑے۔

جیسے دو ضدیں جمع نہیں ہوسکتیں ایسے ہی ایک جگہ یہ دو چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں، رب تعالیٰ نے اس غبار اور دوزخ کے دھوئیں کو نقیضیں یا ضدیں بنادیا ہے یہ اس کی بندہ نوازی ہے۔

چونکہ ناک کے نتھنے پیٹ اور دماغ کے دروازے ہیں کہ انہیں کے ذریعہ ہوا اندر باہر آتی جاتی ہے، اگر ان میں راہِ خدا کا غبار پڑے تو یقیناً سانس کے ساتھ پیٹ اور دماغ میں بھی پہنچے گا اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ لفظ منخر میم اور خ کے فتح سے بھی ہے اور دونوں کے پیش سے بھی اور میم کے فتحہ اور خ کے کسرہ سے بھی، بروزن مجلس اور میم کے کسرہ خ کے فتحہ سے بھی بہت لغات میں بمعنی ناک کا نتھنا۔

جس مؤمن کے پیٹ میں سانس کے ذریعہ راہ خدا کا غبار پہنچ جائے وہاں دوزخ کا دھواں نہ پہنچے یعنی وہ دوزخ میں تو کیا دوزخ کے قریب بھی نہ جائے گا جہاں دوزخ کی آگ کا دھواں پہنچتا ہے۔ خیال رہے کہ دوزخ میں کہیں آگ بغیر دھوئیں کی ہے جیسے دنیا میں ویلڈنگ کی آگ اور کہیں دھوئیں والی ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ دوزخ کی آگ بغیر دھوئیں کے ہے پھر وہاں دھواں کیسا؟

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۴۲۲)

Marfat.com

(۴۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنا سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا۔(۱) عادل بادشاہ۔(۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا ہے۔(۳) اور وہ شخص جس کا دل مساجد کی طرف لگا رہتا ہے۔(۴) اور وہ دو شخص جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں' اور اسی پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔(۵) اور ایک وہ شخص جسے ایک حسین اور عالی مرتبہ عورت دعوت گناہ دے' اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔(۶) اور ایک وہ شخص جو خلوص دل سے صدقہ کرے' اور اس کو اس حد تک خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو معلوم نہ ہو سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(۷) اور ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تا کہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔

پہلا وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہٰذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

دوسرا جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

452: بخاری، رقم الحدیث:10/4486، مسلم، رقم الحدیث:10/4486، احمد، رقم الحدیث:10/4486، ترمذی، رقم الحدیث:239، نسائی، رقم الحدیث:1777، موطا مالک، رقم الحدیث:1777

Marfat.com

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است   وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

تیسرا وہ جس کا دل مسجد سے لگا رہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔

چوتھا وہ کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں، بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے ؐ ت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد   فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے، تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

پانچواں وہ مرد جس سے خود بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے، یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

چھٹا، صدقہ دینے والا، یہاں صدقہ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ"۔

ساتواں، اللہ کی یاد میں رونے والا۔(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ا،ص ۶۶۱)

(۴۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّیْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ . حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ فِی الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چولہے پر ابلتی ہوئی ہنڈیا سے آتی ہے۔

453: ابوداؤد، رقم الحدیث:5/16212، ترمذی، رقم الحدیث:5/16212، احمد، رقم الحدیث:5/16212، نسائی، رقم الحدیث:265، ابن حبان، رقم الحدیث:265، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:900، بیہقی، رقم الحدیث:2/251

Marfat.com

یہ حدیث صحیح ہے۔اسے ابوداؤد اور ترمذی نے شمائل میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۴۵۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "اِنَّ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ - اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَبَكٰى اُبَيٌّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے لم یکن الذین کفرو الخ پڑھ کر سناؤں۔انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے۔پس حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔

(۴۵۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا، كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَتْ: مَا اَبْكِيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ؛ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر چلو تا کہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔پس جب وہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔انہوں نے پوچھا: آپ روتی کیوں ہو؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لئے تو نہیں رو رہی مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے۔میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔تو اس طرح حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رُلا دیا اور وہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔(مسلم)

454: بخاری، رقم الحدیث: 20411، مسلم، رقم الحدیث: 20411، ترمذی، رقم الحدیث: 20411، احمد، رقم الحدیث: 4/12322

Marfat.com

صالحین کی زیارت کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے انکے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا، ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنتِ صحابہ ہے۔

ان میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔ بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھیا تثنیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہر حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں، اس کی اولاد، اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

(جو اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ کے لیے زیادہ بہتر ہے) یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے، وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھر تم اتنی بے قرار ہو کر روتی کیوں ہو۔

(فرمایا) میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا، احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا، حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے۔

تو یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے، کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں، حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ

قافلہ سالار سفر کر گیا　　　قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۸، ص ۲۱۲)

Marfat.com

(۴۵۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ، فَقَالَ: "مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ، اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ: "مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدت اختیار کر گیا تو آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضرت ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔ جب قرآن حکیم کی تلاوت کریں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا۔ فرمایا: انہیں حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں اور ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنا نہ سکیں گے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

رقیق: از، رقةً، بمعنی کسی پر رحم کرنا، ترس کھانا۔

شرح:

ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

حضرت عبید اللہ ابن عبد اللہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی بابت کچھ نہ بتائیں گی فرمایا ہاں ضرور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہوگئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یارسول اللہ نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں ہم نے کر دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یارسول اللہ نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں پھر حضور بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ نہیں وہ لوگ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو پھر بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو

456: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 628، مسلم، رقم الحدیث: 94/418، اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 198، مسلم، رقم الحدیث: 418

Marfat.com

بے ہوش ہوگئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے آخری عشاء کے لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے تھے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ کے پاس قاصد آیا عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ابوبکر صدیق نرم دل تھے فرمایا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ عمر فاروق نے عرض کیا کہ اس کے حقدار آپ ہی ہیں چنانچہ اس زمانے میں ابوبکر صدیق نماز پڑھاتے رہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں ہلکا پن پایا اور دو شخصوں کے درمیان نماز ظہر کے لیئے نکلے جن میں سے ایک عباس تھے اور ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکر صدیق نے آپ کو دیکھا تو پیچھے جانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ جاؤ فرمایا کہ ابوبکر کے برابر بٹھا دو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے برابر بٹھا دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں جو مجھے حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق سنائی فرمایا لاؤ میں نے ان پر ان کی پوری حدیث پیش کردی آپ نے اس کا کچھ بھی انکار نہ کیا بجز اس کے فرمایا کیا حضرت عائشہ نے تمہیں ان صاحب کا نام بھی بتایا جو حضرت عباس کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں فرمایا وہ علی تھے۔ (مسلم، بخاری)

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۸، ص ۲۱۲)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا کہ "ہر کمزور، نرم دل اور اچھے اخلاق والے شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۵، رقم ۲۴۹۶، ج ۴، ص ۲۲۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نرم دل، پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے اور سنگدل، بدکردار سائل کو ناپسند فرماتا ہے۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی ذم الجعول والبذئی والفاجر، رقم ۱۳۰۲۷، ج ۸، ص ۱۴۵)

(۴۵۷) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِّيَ بِهَا رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ ؛ وَاِنْ غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ - اَوْ قَالَ: اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا - قَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

457: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 1273

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ روزہ دار تھے۔آپ نے فرمایا: حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ان کو کفن دینے کے لئے ایک چادر کے علاوہ کوئی چیز میسر نہ آسکی' اور اس چادر کے ذریعہ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ظاہر ہوجاتے اور اگر چادر کے ساتھ ان کے پاؤں ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ظاہر ہوجاتا۔ پھر دنیا ہمارے لئے فراخ کردی گئی جتنی کہ فراخ کردی گئی۔یا فرمایا کہ دنیا سے ہمیں عطا ہوا جو کچھ عطا ہوا۔ بلاشبہ ہمیں یہ خوف لاحق ہوگیا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے۔ پھر آپ نے رونا شروع کردیا' اور کھانا تناول فرمانا چھوڑ دیا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

آپ کا نام اسلام سے پہلے عبدالکعبہ تھا مسلمان ہوجانے پر حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا، آپ کی کنیت ابومحمد ہے ،زہری قرشی ہے، حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحبِ ہجرتین ہیں، پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، تمام غزوہ میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے، حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سوائے آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی، احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے، پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہوگئی تھی، آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے، ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی، بقیع شریف میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرقات، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

دنیا میں زاہدین کے پیشواؤں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں کے سلطان، سرور ذیشان، محبوب رحمٰن عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔جس کا اجر وثواب اللہ عزوجل کے ہاں ثابت ہوگیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا وصال ہوگیا اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا۔انہیں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ اُحد کے دن شہید ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہیں تھا، جب ہم اس چادر کو اُن کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ظاہر ہوجاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ظاہر ہوجاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چادر کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر اِذْخر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اور ہم

Marfat.com

میں سے بعضوں کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت، الحدیث: ۲۱۷۷، ص ۶۲۵)

(۴۵۸) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ: فَاَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَاَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰی"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابی امامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک قطرہ تو وہ آنسو ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹپکتا ہے اور ایک قطرہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے اور دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے لگتا ہے اور دوسرا وہ نشان جو فرائض خداوندی میں سے کوئی فریضہ ادا کرتے ہوئے لگ جاتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ گنہگاروں کو رب تعالیٰ کے عذاب سے خوف ہوتا ہے، نیکوکاروں کو اس کی ذات سے ہیبت وجلال سے خوف ہوتا ہے یہ خوف محبت واطاعت پیدا کرتا ہے، یہ خوف اللہ کی بڑی نعمت ہے اور خوف ایذاء جو نفرت پیدا کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنا کفر ہے جیسے سانپ یا ظالم حاکم سے خوف، دیکھو شیطان نے بھی کہا تھا "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ" مگر یہ خوف مفید نہیں مضر ہے، یہاں پہلی قسم کے دو خوف مراد ہیں۔

اور چونکہ آنسوؤں کے قطرے مسلسل آنکھوں سے ٹپکتے رہے اور خون ایک دم نکل کر بہہ جاتا ہے اس لیے آنسو کے لیے دموع جمع ارشاد ہوا اور خون کے لیے دم واحد فرمایا گیا۔ قطرہ سے مراد جنس قطرہ ہے نہ کہ شخصی قطرہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں، بہت سے آنسوؤں کا قطرہ ایک کیونکر ہوگا اور شہید کے جسم سے خون کا دھارا بہتا ہے ایک قطرہ نہیں نکلتا۔

اللہ کی راہ سے ہر وہ راستہ مراد ہے جو رضاء الٰہی کے لیے طے کیا جائے جیسے نماز کے لیے مسجد کو جانا، طلب علم کے لیے مدرسہ جانا، جہاد کے لیے میدان جہاد میں جانا اور وہاں چلنا پھرنا۔ نشان قدم سے عام نشان مراد ہے خواہ محسوس ہو یا

458: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 1675

Marfat.com

نہ ہو لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ پختہ سڑک پر چلنے میں نشان قدم پڑتے ہی نہیں پھر پیاری کیا چیز ہوگی۔
(نشان سے مراد) یعنی کسی شرعی فریضہ کو ادا کرنے کے لیے چلا اس کے نشان قدم رب کو پیارے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اثر سے مراد مطلقاً نشان ہو، قدم کی قید نہ ہو تو حدیث بہت جامع بھی ہوگی اور واضح بھی لہٰذا سردیوں میں وضو سے ہاتھ پاؤں پھٹ جائیں، گرمیوں میں پیشانی پر گرم زمین پر سجدے پڑ جاویں، روزے میں منہ کی بو، حج و جہاد میں غبار راہ جو کپڑوں اور منہ پر پڑ جائے، یہ رب کو بڑے پیارے ہیں، مرقات نے یہ ہی توجیہ اختیار کی۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۳۱۷)

(۴۵۹) وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ مِّنْھَا: حَدِیْثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَۃً وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ، وَذَرِفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ. وَقَدْ سَبَقَ فِیْ بَابِ النَّھْیِ عَنِ الْبِدَعِ.

◀ ◀ اس موضوع کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اس حدیث کا بیان اس سے پہلے بدعات سے منع کرنے کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۵۵-بَابُ فَضْلِ الزُّھْدِ فِی الدُّنْیَا وَالْحَثِّ عَلَی التَّقَلُّلِ مِنْھَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

دنیا میں زُہد کی فضیلت اور دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان

زہد کے معانی: پرہیز گاری، تقویٰ (فیروز اللغات)

زہد کی تعریف: (1) "الزھد فی اللغۃ ترک المیل الی الشیء و فی الصطلاح اھل الحقیقۃ ھو بغض الدنیا ولاعراض عنھا" (کتاب التعریفات)

ترجمہ: لغت میں کسی شے کی طرف میلان کو ترک کرنا اور اصطلاح میں دنیا سے اعراض اور نفرت کرنا۔

(2) دنیا کو ترک کرنا اور پھر اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ اسے کس نے حاصل کیا ہے، (رسالہ قشیریہ، ص ۲۳۴)

فقر کی تعریف: جس کی چیز کی محتاجگی ہوتی ہے اس کے فقدان کا نام (فقر) ہے، (کتاب التعریفات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَھْلُھَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَآ

459: احمد، رقم الحدیث: 6/7145، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1/44، ترمذی، رقم الحدیث: 1/44، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1/44، دارمی، رقم الحدیث: 1/44

Marfat.com

اَتَاهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ﴾ (یونس: 24)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگھار لے لیا اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے ○

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفتہ ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پرواہ نہیں اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگانی امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذابِ الٰہی آتا ہے اور اس کا تمام سروسامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔

(اور اللہ تعالیٰ کا ان مثالوں کو ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ) وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک و اوہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○ ﴾ (الکھف: 46-45)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو رکھنے والا ہے ○ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر ہے اور وہ امید میں سب سے بھلی ○

Marfat.com

تشریح:

دنیا اپنے زوال، فنا، خاتمے اور بردباری کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتی ہے اور ہزار ہا پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ تروتازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز سے ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ ساکھ کر چورا چورا ہو جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اس حالت پر جو اللہ قادر تھا، وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔ عموماً دنیا کی مثال بارش سے بیان فرمائی جاتی ہے۔

(عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرَاہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا وَّفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ وَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾ (الحدید:20)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش، اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح ہے جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے، پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے، اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝﴾ (آل عمران: 14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۝

تشریح:

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے سجایا گیا ہے ان سب چیزوں میں سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا، اس لیے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست ہے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

Marfat.com

ہیں میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (صحیح بخاری 5096)

ہاں جب کسی شخص کی نیت نکاح کر کے زنا سے بچنے کی اور اولاد کی کثرت سے ہو تو بیشک یہ نیک کام ہے اس کی رغبت شریعت نے دلائی ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور بہت سی حدیثیں نکاح کرنے بلکہ کثرت نکاح کرنے کی فضیلت میں آئی ہیں اور اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ بیویوں والا ہو۔ (صحیح بخاری 5069)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دنیا کا ایک فائدہ ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے کہ خاوند اگر اس کی طرف دیکھے تو یہ اسے خوش کر دے اور اگر حکم دے تو بجالائے اور اگر کہیں چلا جائے تو اپنے نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ (صحیح مسلم 1469)

دوسری حدیث میں ہے مجھے عورتیں اور خوشبو بہت پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(سنن نسائی 3392)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب عورتیں تھیں، ہاں گھوڑے ان سے بھی زیادہ پسند تھے۔ (سنن نسائی 3393)

ایک اور روایت میں ہے گھوڑوں سے زیادہ آپ کی چاہت کی چیز کوئی اور نہ تھی ہاں صرف عورتیں۔ ثابت ہوا عورتوں کی محبت بھلی بھی ہے اور بری بھی۔ اسی طرح اولاد کی اگر ان کی کثرت اس لیے چاہتا ہے کہ وہ فخر وغرور کرے تو بری چیز ہے اور اگر اس لیے ان کی زیادتی چاہتا ہے کہ نسل بڑھے اور موحد مسلمانوں کی گنتی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ ہو تو بیشک یہ بھلائی کی چیز ہے۔

حدیث شریف میں ہے محبت کرنے والیوں اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو۔ قیامت کے دن میں تمہاری زیادتی سے اور امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد 3/158)

ٹھیک اسی طرح مال بھی ہے کہ اگر اس کی محبت گرے پڑے لوگوں کو حقیر سمجھنے اور مسکینوں غریبوں پر فخر کرنے کے لیے ہے تو بے حد بری چیز ہے۔ اور اگر مال کی چاہت اپنوں اور غیروں سے سلوک کرنے نیکیاں کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے تو ہر طرح وہ شرعاً اچھی اور بہت اچھی چیز ہے۔

»قِنْطَار« کی مقدار میں مفسرین کا اختلاف ہے، ماحصل یہ ہے کہ بہت زیادہ مال کو قنطار کہتے ہیں، جیسے ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 6/250، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

اور اقوال بھی ملاحظہ ہوں، ایک ہزار دینار، بارہ ہزار چالیس ہزار ساٹھ ہزار، ستر ہزار، اسی ہزار وغیرہ وغیرہ۔ مسند احمد کی ایک مرفوع حدیث میں ہے، ایک قنطار ہزار اوقیہ کا ہے اور ہر اوقیہ بہتر ہے زمین وآسمان سے۔ (مسند احمد 2/263)

غالباً یہاں مقدار ثواب کی بیان ہوئی ہے جو ایک قنطار ملے گا (واللہ اعلم) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی

Marfat.com

ہی ایک موقوف روایت بھی مروی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

اسی طرح ابن جریر میں معاذ بن جبل اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اور ابن ابی حاتم میں سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قنطار بارہ سو اوقیہ ہیں، ابن جریر رحمہ اللہ کی ایک مرفوع حدیث میں بارہ سو اوقیہ آئے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:6698)

لیکن وہ حدیث بھی منکر ہے، ممکن ہے کہ وہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہو جیسے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فرمان ہے۔ ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص سو آیتیں پڑھ لے غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے سو سے ہزار تک پڑھ لیں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قنطار اجر ملے گا، اور قنطار بڑے پہاڑ کے برابر ہے۔ (طبرانی:1/268)

مستدرک حاکم میں ہی اس آیت کے اس لفظ کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ہزار اوقیہ، (تفسیر ابن جریر الطبری:6725)

حسن بصری رحمہ اللہ سے موقوفاً یا مرسلاً مروی ہے کہ بارہ سو دینار، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض عرب قنطار کو بارہ سو کا بتاتے ہیں۔

بعض بارہ ہزار کا، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیل کی کھال کے بھر جانے کے برابر سونے کو قنطار کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم:2/115)

گھوڑوں کی محبت تین قسم کی ہے، ایک تو وہ لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کیلئے نکلتے ہیں، ان کیلئے تو یہ بہت ہی اجر وثواب کا سبب ہیں۔ دوسرے وہ جو فخر وغرور کے طور پر پالتے ہیں، ان کیلئے وبال ہے، تیسرے وہ جو سوال سے بچنے اور ان کی نسل کی حفاظت کیلئے پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے، یہ نہ اجر نہ عذاب کے مستحق ہیں۔

»مُسَوَّمَة« کے معنی چرنے والا۔(تفسیر ابن جریر الطبری:6/252)

اور پنج کلیان (یعنی پیشانی اور چار قدموں پر نشان) وغیرہ کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر عربی گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے دو دعائیں کرتا ہے، کہتا ہے اے اللہ جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے، (مسند احمد:5/170)

»انعام« سے مراد اونٹ گائیں بکریاں ہیں۔ حرث سے مراد وہ زمین ہے جو کھیتی بونے یا باغ لگانے کیلئے تیار کی جائے، مسند احمد کی حدیث میں ہی انسان کا بہترین مال زیادہ نسل والا گھوڑا ہے اور زیادہ پھلدار درخت کھجور ہے۔

(مسند احمد:3/468)

Marfat.com

پھر فرمایا کہ یہ سب دنیاوی فائدہ کی چیزیں ہیں، یہاں کی زینت اور یہاں ہی کی دلکشی کے سامان ہیں جوفانی اور زوال پالنے والے ہیں، اچھی لوٹنے کی جگہ اور بہترین ثواب کا مرکز اللہ کے پاس ہے، مسند احمد میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ جبکہ تو نے اسے زینت دے دی تو اس کے بعد کیا؟ اس پر اس کے بعد والی آیت اتری کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں تمہیں اس سے بہترین چیزیں بتاتا ہوں، یہ تو ایک نہ ایک روز زائل ہونے والی ہیں اور میں جن کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں وہ صرف دیرپا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

سنو اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے جنت ہے جس کے کنارے کنارے اور جس کے درختوں کے درمیان قسم قسم کی نہریں بہہ رہی ہیں، کہیں شہد کی، کہیں دودھ کی، کہیں پاک شراب کی، کہیں نفیس پانی کی، اور وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی کان نے سنی ہوں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں نہ کسی دل میں خیال بھی گزرا ہو، ان جنتوں میں یہ متقی لوگ ابدالآباد رہیں گے نہ یہ نکالے جائیں نہ انہیں دی ہوئی نعمتیں گم ہوں گی نہ فنا ہوں گی، پھر وہاں بیویاں ملیں گی جو میل کچیل سے خباثت اور برائی سے حیض اور نفاس سے گندگی اور پلیدی سے پاک ہیں، ہر طرح ستھری اور پاکیزہ، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی رضا مندی انہیں حاصل ہو جائے گی اور ایسی کہ اس کے بعد ناراضگی کا کھٹکا ہی نہیں، اسی لیے سورۃ برات کی آیت میں فرمایا »

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ« (التوبہ9:72)

اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا مندی کا حاصل ہو جانا بھی سب سے بڑی چیز ہے، یعنی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت رضائے رب اور مرضی مولا ہے۔ تمام بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ کون مہربانی کا مستحق ہے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ ﴾ (فاطر: 5)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ۝

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ ﴾ (التکاثر: 5-1)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے ○ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ○ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ○ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ○ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے (تو مال کی محبت نہ رکھتے) ○
آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○﴾ (العنكبوت: 64)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا ہی اچھا تھا اگر وہ جانتے ○

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ .

اس کے علاوہ بھی اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّهُ بِطَرَفٍ مِّنْهَا عَلٰى مَا سِوَاهُ .

اور اس موضوع کی احادیث بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک بیان کرتے ہیں:

(۴۶۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ، ثُمَّ قَالَ: "اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ؟" فَقَالُوْا: اَجَلْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: "اَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا، فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ وصول کرنے کے لئے بحرین بھیجا۔ وہ بحرین سے کچھ مال لائے۔ سو انصار نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا سنا تو وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ پلٹے اور انصار آپ کے سامنے ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو دیکھا تو تبسم فرمایا: پھر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لائے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا: خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری غربت کا ڈر نہیں بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ

Marfat.com

دنیا تمہارے لئے فراخ کردی جائے گی۔ جس طرح ان لوگوں کے لئے فراخ کردی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور دنیا کے حصول میں اسی طرح باہم مقابلہ کرنے لگو گے جس طرح انہوں نے مقابلہ کیا اور وہ تمہیں اس طرح ہلاک کر دے جس طرح اس نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

آپ قدیم الاسلام ہیں، مدینہ منورہ میں رہے، امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

بِجِزْيَتِهَا: زمین کا محصول، ٹیکس، جو ذمی سے لیا جاتا ہے۔

شرح:

اے راہِ صالحین سے دور رہنے والے! تجھ پر اپنے نورِ بصارت کی اصلاح لازم ہے۔۔۔۔۔۔ تاریک دل شکوک کے کانٹوں پر چل رہا ہے اور تُو بے خبر ہے۔۔۔۔۔۔ توبہ کرنے والا اپنی عمر عبادت میں گزارتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات میں عبادت کرتا ہے جبکہ آرام پسند اور کاہل آدمی کا وقت غفلت میں گزرتا ہے، اس کی بصیرت غور و تفکر سے بے بہرہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کا مزہ چکھ لیتا ہے اسے شب بیداری اور رات میں نماز پڑھنے میں بہت لذت حاصل ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ اگر تمہیں رات کے اوائل میں تہجد پڑھنے والے نظر نہیں آتے تو سحری کے وقت انہیں دیکھ لیا کرو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ کہ اب تو اس بڑھاپے کی فجر طلوع ہو چکی ہے اگر تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے پیچھے رہ گیا تو یہ پیچھے رہ جانا تجھے ذلت میں ڈال دے گا۔

(۴۶۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: "اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ م بَعْدِیْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: میں اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ (متفق علیہ)

(۴۶۲) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ

461: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:4/111865، البخاری، رقم الحدیث:921، مسلم، رقم الحدیث:1052، النسائی، رقم الحدیث:2580، والطبرانی، رقم الحدیث:2180، وعبدالرزاق، رقم الحدیث:20028، ابن حبان، رقم الحدیث:3225
462: مسلم، رقم الحدیث:2742

Marfat.com

تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دنیا میٹھی سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلیفہ بنانے والا ہے اور وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس تم دنیا سے ڈرو اور عورتوں سے پرہیز کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

حُلْوَةٌ: میٹھی

خَضِرَةٌ: سرسبز، شاداب، ہری بھری

شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے کمایا اور اسے کارِ ثواب میں خرچ کرے اللہ عزوجل اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا اللہ عزوجل اس کے لئے ذلت و حقارت کے گھر کو حلال کر دے گا اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:" بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تمہیں اس میں باقی رکھا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ جب بنی اسرائیل کے لئے دنیا خوب آراستہ و پیراستہ کی گئی اور پھیلا دی گئی تو وہ زیورات، عورتوں، خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما اخبر النبی ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۱۹۲، ص ۱۸۷۲، الزھد لابن ابی الدنیا، الحدیث ۲۰، ج ۱، ص ۲۱)

(۴۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! کوئی زندگی نہیں ہے سوائے آخرت کی زندگی کے۔ (متفق علیہ)

(۴۶۴) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَمَالُهُ

463: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 3795، مسلم، رقم الحدیث: 1805، ترمذی، رقم الحدیث: 3857

Marfat.com

وَعَمَلُهٗ: فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقٰى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جائیں گی: اس کے اہل وعیال، اس کا مال اوراس کا عمل سوان میں سے دولوٹ آئیں گی اورایک باقی رہے گی۔اس کے اہل وعیال اور مال واپس لوٹ آئیں گے اوراس کا عمل باقی رہے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی بعد مرے قبر تک تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں: دو بے وفا جو مردے کو چھوڑ کر لوٹ آتی ہیں ایک وفادار جو ساتھ رہتی ہے۔

گھر والوں سے مراد بال بچے، عزیز واقارب، دوست آشنا جو دفن ونماز میں شرکت کرنے جاتے ہیں۔مال سے مراداس کے غلام باندیاں ہیں۔اعمال سے مرادسارے اچھے برے عمل ہیں جو میت نے اپنی زندگی میں کیے۔اعمال کے ساتھ جانے سے مراد ان کا میت کے ساتھ تعلق ہے جو مرے بعد قائم رہتا ہے لہٰذا حدیث شریف واضح ہے۔

نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں برے اعمال شفاعت بخشش یا سزا بھگتنے تک چمٹے رہتے ہیں،ان چیزوں کے بعد پیچھا چھوڑتے ہیں۔جس پر مولیٰ رحم کرے حضور جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے۔قبر اعمال کا صندوق ہے یا دوزخ کی بھٹی ہے یا جنت کی کیاری اس لیے بزرگوں کی قبر کو روضہ کہتے ہیں یعنی جنت کا باغ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷،ص۱۳)

(۴۶۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهٗ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ، مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: قیامت کے دن

464: بخاری فی الرقاق، رقم الحدیث:4/12081، مسلم الزھد، رقم الحدیث:4/12081، ترمذی فی الزھد، رقم الحدیث:4/12081، نسائی احمد، رقم الحدیث:4/12081، ابن حبان، رقم الحدیث:3107، حمیدی، رقم الحدیث:1186

465: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث:2807، والنسائی، رقم الحدیث:3160

Marfat.com

دوزخیوں میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں بہت زیادہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوا ہوگا' اور اس کو آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا' اور پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی؟ کیا کبھی تو نعمت سے بہرہ ور ہوا؟ تو وہ کہے گا: نہیں اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! پھر جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال تھا' اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا' اور پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی دیکھی؟ کیا تو کبھی سختی سے دوچار ہوا؟ تو وہ کہے گا: نہیں! اللہ کی قسم! میں کبھی سختی سے دوچار نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے کبھی سختی دیکھی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بُؤس: سختی، دشواری

شرح:

ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ دوزخ میں داخلہ اس وقت ہے قبر میں تو صرف دوزخ یا جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔

(یارب واللہ کبھی نہیں) پتہ لگا کہ دنیا کے عمر بھر کے عیش و آرام وہاں کے منٹ بھر کے ایک غوطہ پر بھول جائیں گے وہ تو بڑی سخت جگہ ہے دنیا میں کوئی خاص مصیبت پڑے تو سارے عیش فراموش ہو جاتے ہیں۔

(ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یا تو حوض کوثر میں یا وہاں کی ہوا اور دوسری نعمتوں میں۔ غوطہ دیئے جانے سے مراد ہے وہاں کی ہوا کا جھونکا دینا وہاں داخل فرما کر اس کی تجلی دکھانا۔

(اللہ کی قسم کبھی نہیں) معلوم ہوا کہ وہاں کے عیش کی ایک جھلک وہاں کی ہوا کا ایک جھونکا عمر بھر کے دنیاوی غموں تکلیفوں کو بھلا دے گا، انسان کو چاہیے کہ اس طرف دل لگائے۔ خیال رہے کہ یہ عرض معروض جھوٹ نہ ہوگی بلکہ واقعی وہ شخص ان مصیبتوں کو بھول ہی جاوے گا اس بنا پر یہ کہے گا۔

(میں نے کبھی کوئی سختی نہ دیکھی) اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے دنیا میں جو مصیبتیں دیکھیں وہ درحقیقت مصیبتیں ہی نہ تھیں کیونکہ ان کا انجام یہ نعمتیں تھیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ ان مصیبتوں کو بھول ہی گیا ان نعمتوں کی خوشی میں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

(۴۶۶) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ: "مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄ ◄ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے اور پھر دیکھے کہ انگلی کس چیز کے ساتھ واپس آئی ہے۔(مسلم)

(۴۶۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَاَخَذَ بِاُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَيُّكُم يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟" فَقَالُوْا: مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَّمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ ثُمَّ قَالَ: "اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟" قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا، اِنَّهُ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ! فَقَالَ: "فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "كَنَفَتَيْهِ" اَیْ: عَنْ جَانِبَيْهِ . وَ"الْاَسَكُّ": الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ .

◄ ◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار سے گزرے تو لوگ آپ کے اطراف میں تھے۔آپ ایک چھوٹے کانوں والی بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔آپ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ یہ ایک درہم کے بدلے اس کا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی! ہم اس کو کسی چیز کے بدلے بھی لینا پسند نہیں کرتے' ہم اسے لے کر کیا کریں گے۔پھر آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تمہارا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی عیب دار تھا کیونکہ اس کے کان چھوٹے تھے' اور اب جب کہ یہ مردہ بھی ہے تو ہم اس کا کیا کریں گے۔فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی کم قدر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک۔(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

کنفتیه: یعنی آپ کے اطراف میں۔

466: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:18030، مسلم، رقم الحدیث:2959، ترمذی، رقم الحدیث:2323، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4108، ابن حبان، رقم الحدیث:4330، حاکم، رقم الحدیث:4/7898، طبرانی فی الکبیر، رقم الحدیث:713/20

467: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث:2957، ابوداؤد، رقم الحدیث:187

Marfat.com

الاسک: کا معنی ہے: چھوٹے کانوں والا۔

شرح:

دنیا کے کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود تیرا آخرت کے لئے فکر کرنا اوراس کا شعور رکھنا، تیرے دل سے دنیا کی محبت کونکال دے گا۔اوراسی کوزُہدِحقیقی کہتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کردے گا۔

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:"دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کردینے اور حلال کوحرام کردینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جوکچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہوجوکچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ، الحدیث:۲۳۴۰،ص۱۸۸۷)

حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی بارگاہ میں عرض کی گئی:"دل سے دنیا کی محبت نکالنے کانسخہ کیا ہے؟"ارشاد فرمایا:"اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے سچی محبت اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اور خالص محبت کی علامات تین ہیں:(۱)۔۔۔۔۔وعدہ پورا کرنا۔(۲)۔۔۔۔۔بغیرسوال کے عطا کرنا اور (۳)۔۔۔۔۔کوئی سخاوت نہ کرے پھر بھی اس کی تعریف کرنا۔

اورمُحِبِّین کی علامات بھی تین ہیں: (۱)۔۔۔۔۔رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی جستجو میں رہنا (۲)۔۔۔۔۔اسی کی ذات میں مشغول رہنا اور (۳)۔۔۔۔۔ہمیشہ اسی کی پناہ طلب کرنا۔" (حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۸، ج۸،ص۱۱)

(۴۶۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرَّۃٍ بِالْمَدِیْنَۃِ، فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ، فَقَالَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ" قُلْتُ: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. فَقَالَ: "مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ عِنْدِیْ مِثْلَ اُحُدٍ ھٰذَا ذَھَبًا تَمْضِیْ عَلَیَّ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ وَّعِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ، اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُہٗ لِدَیْنٍ، اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِہٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰہِ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا" عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ خَلْفِہٖ، ثُمَّ سَارَ، فَقَالَ: "اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ ھُمُ الْاَقَلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا" عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وِمِنْ خَلْفِہٖ "وَقَلِیْلٌ مَّاھُمْ". ثُمَّ قَالَ لِیْ: "مَکَانَکَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَکَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ حَتّٰی تَوَارٰی، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِیَہٗ فَذَکَرْتُ قَوْلَہٗ: "لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَکَ" فلم اَبْرَحْ حَتّٰی اَتَانِیْ، فَقُلْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْہُ، فَذَکَرْتُ لَہٗ، فَقَالَ: "وَھَلْ سَمِعْتَہٗ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ذَاکَ جِبْرِیْلُ اَتَانِیْ. فَقَالَ: مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِکَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ"،

468: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2388۔ مسلم، رقم الحدیث: 94، الترغیب، رقم الحدیث: 2744، ترمذی، رقم الحدیث: 2744

Marfat.com

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: "وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں مدینہ طیبہ کی پتھریلی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تین دن گزر جانے کے بعد بھی میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو سوائے اس چیز کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں مگر یہ کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں اتنا، اتنا اور اتنا کہہ کر خرچ کردوں اور آپ نے اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے اشارہ کیا۔ پھر آپ چل دیئے اور فرمایا: زیادہ مال و دولت والے قیامت کے دن کم دولت والے ہوں گے۔ مگر جو اپنے مال سے اتنا، اتنا، اتنا کہے اور آپ نے اپنے دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کیا اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں یہاں سے مت ہلنا۔ پھر آپ رات کی تاریکی میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ اوجھل ہو گئے۔ سو میں نے ایک آواز سنی جو بلند ہوئی۔ مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں کسی نے نبی کریم ﷺ سے دست درازی نہ کیا ہو۔ میں نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے آپ کا یہ ارشاد یاد آ گیا: ''جب تک میں تیرے پاس نہ آ جاؤں یہاں سے نہ ہلنا''۔ پس میں وہاں سے نہ ہلا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: میں نے ایک آواز سنی جس سے میں ڈر گیا۔ میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے وہ آواز سنی؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل تھے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا: آپ کی امت میں سے جو آدمی فوت ہو گیا اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا'' میں نے عرض کی: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے''۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

- تواری: از، توریاً، بمعنی چھپنا، آنکھوں سے اوجھل ہونا۔

شرح:

آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل میں کوئی غرض نہ پائے یعنی بے غرض ہو کر عطا کرے بلکہ اسے چاہے کہ وہ اپنے دل کو

Marfat.com

ایسی جگہ خرچ کرنے پر مائل کرے جہاں خرچ کرنا قابلِ تعریف ہو خواہ وہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو یا قابلِ مروت و عادت ہو، لہٰذا سخی وہ ہے جو ایسی جگہ خرچ کرنے سے نہ رکے ورنہ وہ بخیل کہلائے گا مگر واجبِ شرعی کو روک لینے والا مثلاً زکوٰۃ یا اہل وعیال کے نفقہ کو روک لینے والا مروّۃً واجب ہونے والے حق مثلاً کم قیمت اشیاء میں تنگی کرنے والے سے زیادہ برا ہے اور اس کی برائی اموال واشخاص کی تبدیلی سے مختلف ہوجاتی ہے، لہٰذا مال دار، پڑوسی، اہل خانہ اور دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ان کی اضداد سے ایسا سلوک کرنے سے زیادہ برا ہے۔

بُخل کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کی صورت میں انسان مشروع اور مروّت کے واجبات ادا کرتا رہے، پھر ان بھلائی کی جگہوں پر مال خرچ کرنا بند کردے تا کہ وہ کسی مصیبت کے لئے مال کو بچا کر رکھ سکے نیز اپنے لئے اللہ عزوجل کے تیار کردہ ثوابات، اعلیٰ درجات اور پسندیدہ مراتب پر فانی اغراض کو ترجیح دے تو یہ شخص بہت بڑا بخیل ہے، مگر یہ معاملہ عقل مندوں کے نزدیک ہے عام مخلوق کے نزدیک نہیں کیونکہ وہ پریشانی کے وقت کے لئے مال جمع کر کے رکھنے کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے پڑوسی فقیر کو محروم کرنے کو اس شخص کا برا عمل خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اس کی قباحت مال کی مقدار اور فقیر کی حاجت ومدد کی زیادتی کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، پھر وہ شخص ان دونوں واجبات کی ادائیگی کرنے سے بُخل سے بری ہوجائے گا لیکن اس کے لئے جود وسخا کی صفت اس وقت تک ثابت نہ ہوگی جب تک وہ فضیلت کے حصول کے لئے، نہ کہ تعریف یا خدمت یا بدلے کے لئے، ان دونوں جگہوں پر واجب حق سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس کے لئے اس صفت کا ثبوت اس کی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ خرچ کرنے پر ہوگا۔

(۴۶۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَیَّ ثَلَاثُ لَیَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهُ لِدَیْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے یہ پسند ہے کہ تین دن گزرنے سے پہلے اس میں سے کوئی چیز میرے پاس باقی نہ بچے۔ مگر وہ مال جسے میں قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔ (متفق علیہ)

(۴۷۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ

469: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:3/7489، والبخاری، رقم الحدیث:2389، مسلم، رقم الحدیث:991، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4231، ابن حبان، رقم الحدیث:3214

470: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:2/7453، بخاری، رقم الحدیث:749، مسلم، رقم الحدیث:2973، ترمذی، رقم الحدیث:2513، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4142، ابن حبان، رقم الحدیث:713

Marfat.com

وَلاَ تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ ؛ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَیْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،
وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ: "اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ" .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے بلند ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ اللہ کی جو نعمتیں تم پر ہوئی ہیں تم ان کو حقیر نہ سمجھو۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی اس شخص کو دیکھے جس کو اس پر مال اور صورت میں فضیلت دی گئی ہے تو اسے اس کی طرف دیکھنا چاہیے جو اس سے کم درجے کا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَجْدَرُ: زیادہ مناسب، زیادہ لائق

شرح:

احدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا:"تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا:"میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا:"تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائیگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا:"تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ "میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔" اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا:"تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآنِ کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا

Marfat.com

جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لاکر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کریگا تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟" وہ عرض کریگا: "میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۹۲۳، ص ۱۰۱۸)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ حیاء کے تعریف فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔

(مرقات واشعہ، مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۸۹۸)

(۴۷۱) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيْفَةِ، وَالْخَمِيْصَةِ، اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ، وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاک ہوگیا درہم و دینار اور سیاہ اور دھاریدار قیمتی کپڑے کا لالچی بندہ کہ اگر اس کو مل جائے تو راضی ہوتا ہے اور اگر نہ ملے تو راضی نہیں ہوتا۔ (بخاری)

(۴۷۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ: اِمَّا اِزَارٌ، وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے اوپر چادر نہیں لے رکھی تھی ان کے پاس یا تو تہبند ہوتا اور یا چادر جس کو انہوں نے اپنی گردن سے باندھ رکھا ہوتا۔ کوئی تہبند نصف پنڈلی تک پہنچتا تو کوئی ٹخنوں تک اور وہ ستر کھل جانے کے خوف سے اسے اپنے ہاتھ سے اکٹھا کئے رکھتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: ک 8 ے تحت ہو چکا ہے۔

471: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 7435

Marfat.com

حلِ لغات:

اَلْكَعْبَيْنِ: دونوں ٹخنے

شرح:

حضرتِ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ "اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" پھر فرمایا کہ " کیا تم قلت مال ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" ارشاد فرمایا کہ "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔"

پھر مجھ سے قریش کے ایک شخص کے بارے میں پوچھا، " کیا تم فلاں کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، " جی ہاں۔" فرمایا، " تم اسے کیا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب کوئی مہمان اسکے پاس آتا ہے تو اسے اپنے گھر میں بٹھاتا ہے۔" پھر مجھ سے اہل صفہ کے ایک شخص کے بارے میں استفسار فرمایا کہ " کیا تم اسے جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، " نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں اسے نہیں جانتا۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کا حلیہ اور اوصاف بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے اسے پہچان لیا تو عرض کیا، " یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے پہچان لیا ہے۔" تو فرمایا کہ " تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "وہ اہل صفہ میں سے ایک مسکین شخص ہے۔" فرمایا کہ " وہ سطح زمین پر دوسروں سے بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا، " یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو چیز اس دوسرے کو دی گئی ہے اس میں سے بعض اِسے نہیں دی گئی؟" فرمایا کہ " اگر اسے بھلائی عطا ہو تو وہ اس کا اہل ہے اور اگر بھلائی لے لی جائے تو نیکی عطا کردی جاتی ہے۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزہد والقناعۃ، رقم ۶۸۴، ج ۲ ص ۳۷)

(۴۷۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

(۴۷۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ، اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" .وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

472: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 442، ابن حبان، رقم الحدیث: 682، بیہقی، رقم الحدیث: 241/2، واحمد فی الزہد، رقم الحدیث: ص/13

473: مسلم، رقم الحدیث: 8996، احمد، رقم الحدیث: 689، ترمذی، رقم الحدیث: 687، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 687، عبرانی، رقم الحدیث: 687، حاکم، رقم الحدیث: 687، حلیۃ ابن نعیم، رقم الحدیث: 687، ابن حبان، رقم الحدیث: 687

Marfat.com

عَنهُمَا، يَقُولُ: اِذَا اَمسَيتَ فَلَا تَنتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصبَحتَ فَلَا تَنتَظِرِ المَسَآءَ، وَخُذ مِن صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِن حَيَاتِكَ لِمَوتِكَ ۔ رَوَاهُ البُخَارِيُّ ۔

◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم مسافر یا راہرو ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی حالت صحت میں اپنی حالت مرض کے لئے توشہ جمع کر اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لئے توشہ جمع کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

عَابِرُ سَبِيلٍ: راہ گیر، مسافر،

شرح:

قَالُوا فِي شَرحِ هٰذَا الحَدِيثِ مَعنَاهُ: لَا تَركَن اِلَى الدُّنيَا وَلَا تَتَّخِذهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّث نَفسَكَ بِطُولِ البَقَاءِ فِيهَا، وَلَا بِالاعتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَعَلَّق مِنهَا اِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الغَرِيبُ فِي غَيرِ وَطَنِهِ، وَلَا تَشتَغِل فِيهَا بِمَا لَا يَشتَغِلُ بِهِ الغَرِيبُ الَّذِي يُرِيدُ الذَّهَابَ اِلٰى اَهلِهِ، وَبِاللّٰهِ التَّوفِيقُ ۔

علماء نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور اس کو اپنا وطن نہ سمجھ اور اپنے نفس کو یہ تاثر نہ دو کہ اس دنیا میں طویل عرصہ باقی رہنا ہے اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ کرو اور اس کے ساتھ اسی قدر تعلق رکھو جتنا تعلق ایک مسافر پردیس سے رکھتا ہے اور اس دنیا میں تم ان کاموں میں مشغول نہ ہو جاؤ جن میں وہ مسافر مشغول نہیں ہوتا جس کا ارادہ اپنے وطن لوٹ جانے کا ہوتا ہے۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

(۴۷۵) وَعَن اَبِي العَبَّاسِ سَهلِ بنِ سَعدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ: "ازهَد فِي الدُّنيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازهَد فِيمَا عِندَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابنُ مَاجَةَ وَغَيرُهُ بِاَسَانِيدَ حَسَنَةٍ ۔

474: احمد، رقم الحدیث: 2/4794، بخاری، رقم الحدیث: 687، ترمذی، رقم الحدیث: 687، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 687، عبرانی، رقم الحدیث: 687، حاکم رقم الحدیث: 687، حلیلا ابن نعیم، رقم الحدیث: 687، ابن حبان، رقم الحدیث: 687

Marfat.com

475: اخرجہ ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4102

◄ ◄ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے کہ جس پر میں عمل کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا: دنیا سے زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا' اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کر لوگ تیرے ساتھ محبت کریں گے۔

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے اسے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

دُلَّنِی: میری رہنمائی فرمائیں،

شرح:

ایک حدیث میں یوں فرمان ہوا کہ

حضرت سیدنا انس اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، خاتَم المُرسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ ذیشان ہے: "جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اپنے بندے کو تکلیف دینے کو ناپسند جانتا ہوں مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، میرا مؤمن بندہ دنیا سے بے رغبتی جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا اور میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری جیسی میری کوئی دوسری عبادت نہیں کرسکتا۔"

(کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۷۶، ج ۱، ص ۲۰۰، بتقدم وتاخر)

(۴۷۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلأُ بِهِ بَطْنَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلدَّقَلُ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ: رَدِيْءُ التَّمْرِ .

476: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2978، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4156

Marfat.com

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس دنیا یعنی مال و دولت کا ذکر کیا جو لوگوں نے جمع کر رکھی تھی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سارا دن پیچ و تاب کھاتے رہتے آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ آتی جس سے آپ اپنی شکم پری کرتے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الدقل: دال مہملہ اور قاف دونوں پر زبر ہے۔ ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

شرح:

یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین سے ہے جب کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراخی عطا فرمادی تھی خصوصاً عہد فاروقی عثمانی میں۔ مقصد یہ ہے کہ اس فراخی رزق پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو یا اعتراضاً فرمایا کہ تم لوگوں نے دنیا کی فراوانی پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد تقویٰ اور ترک دنیا کا طریقہ چھوڑ دیا۔

دقل کا لفظی ترجمہ گڈ ہے یعنی ایسے معمولی خرمے جس میں ہر قسم کے خرمے موجود ہیں انکا کوئی خاص نام نہ ہو بکھرے پھرتے ہوں یعنی اعلیٰ کھانوں اعلیٰ کھجوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ ردی معمولی گڈ خرمے بھی افراط سے نہ پاتے تھے، غالبًا یہ ذکر ہے فتح خیبر سے پہلے کا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۴۵)

(۴۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِيْ بَيْتِيْ مِنْ شَيْءٍ يَّأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهَا: "شَطْرُ شَعِيْرٍ" أَيْ: شَيْءٌ مِّنْ شَعِيْرٍ" كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے کوئی ذی روح شے کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جوؤں کے جو میری پڑچھتی پر رکھے تھے۔ میں کافی عرصہ ان کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

477: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 3097، مسلم، رقم الحدیث: 2973، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3345

Marfat.com

حلِ لغات:

آپ رضی اللہ عنہا کے قول شطر شعیر کا مطلب ہے تھوڑے سے جو۔

جیسا کہ ترمذی نے اس کی تشریح کی ہے۔

شرح:

حضور نبی اکرم، نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔ (راوی فرماتے ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر ڈکار لی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب صبح کے وقت کچھ کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کے وقت کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۲۹۸، ج ۶، ص ۵۲۳، ''اکثرہم جوعا'' بدلہ ''اطولہم جوعا'')

(۴۷۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا، وَّلَا دِرْهَمًا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا اَمَةً، وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِیْ كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهٗ، وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی، سوائے اپنی سفید خچر کے جس پر آپ سواری کیا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کو آپ نے مسافروں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ (بخاری)

(۴۷۹) وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا، مِنْهُمْ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ، بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَاِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ، بَدَا رَاْسُهٗ، فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَهٗ، وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْاِذْخِرِ ، وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا .

478: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2739

479: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 7/21134، البخاری، رقم الحدیث: 1276، مسلم، رقم الحدیث: 940، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3155، الترمذی، رقم الحدیث: 3853، النسائی، رقم الحدیث: 1902

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلنَّمِرَةُ": كِسَاءٌ مُّخَطَّطٌ مِّنْ صُوْفٍ . وَقَوْلُهُ: "اَيْنَعَتْ" اَیْ: نَضِجَتْ وَاَدْرَكَتْ . وَقَوْلُهُ: "يَهْدِبُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا لُغَتَانِ: اَیْ: يَقْطُفُهَا وَيَجْتَنِيْهَا، وَهٰذِهٖ اِسْتِعَارَةٌ لِمَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوْا فِيْهَا .

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ قدرت پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس ہم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے اس دنیا میں کچھ نہیں کھایا۔ ان میں سے ایک حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے انہوں نے اون کی ایک رنگدار چادر چھوڑی اگر ہم اس کے ساتھ آپ کا سر ڈھانپتے تو آپ کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ظاہر ہو جاتا۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں' اور ہم میں سے کچھ وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے' اور وہ پھل چن رہے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت حباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

النمرہ: اون کی رنگدار چادر کو کہتے ہیں۔

اینعت: کا معنیٰ ہے: پک گئے' تیار ہو گئے۔

یھدبھا: یاء کے فتحہ اور دال کے ضمہ یا کسرہ کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں۔ اس کا معنیٰ ہے: چن رہا ہے' توڑ رہا ہے۔

یہ اس سے استعارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا کے دروازے کھول دیئے اور وہ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

شرح:

یعنی بفضلہٖ تعالیٰ ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لیے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لیے اجر وثواب لازم ہے۔

(ہمارا ثواب اللہ کی بارگاہ میں ثابت ہو گیا) یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مؤمن کے لیے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات غنیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے۔

حضرت معصب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں، جلیل القدر صحابی ہیں، اسلام سے پہلے بڑے ناز ونعم میں پرورش پاتے

Marfat.com

رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولی کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لیے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جاکر تبلیغ کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت مؤمن ہوگئی پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی۔

کفن تین طرح کا ہوتا ہے: کفن سنت، کفن کفایت، کفن ضرورت۔ حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے، ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا دیکھو یہ کس ناز و نعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں۔

یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھیں، مال غنیمت حاصل کیے، آرام پایا۔ خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا اُخروی ثواب کم نہیں ہوگیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۴۴۶)

(۴۸۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنی حیثیت بھی رکھتی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پلاتا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: خبردار! دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھے

480: ترمذی، رقم الحدیث: 5/319، الشہاب القضاعی، رقم الحدیث: 1/116، حلیہ، رقم الحدیث: 3/30

481: ترمذی، رقم الحدیث: 3/157، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3/157، حلیہ، رقم الحدیث: 3/157

Marfat.com

اور عالم اور علم حاصل کرنے والا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لاَ تَتَّخِذُوْا الضَّیْعَۃَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْیَا" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاگیریں حاصل نہ کرو اس طرح تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: مَرَّ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: "مَا ھٰذَا؟" فَقُلْنَا: قَدْ وَھَی، فَنَحْنُ نُصْلِحُہُ، فَقَالَ: "مَا اَرَی الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِکَ".

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہم اپنا جھونپڑا ٹھیک کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: یہ خراب ہو گیا ہے ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں معاملہ کو اس سے بھی جلدی آنے والا دیکھتا ہوں (یعنی موت کو)۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو بخاری و مسلم کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خُصًّا: جھونپڑا

نُصْلِحُہٗ: ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔

482: ترمذی، رقم الحدیث: 4/7910، احمد، رقم الحدیث: 4/7910، حاکم، رقم الحدیث: 4/7910، طیاسی، رقم الحدیث: 379، تاریخ بغداد، رقم الحدیث: 1/18، احمد، رقم الحدیث: 2/3579

483: الترمذی، رقم الحدیث: 2/6512، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2/6512، احمد، رقم الحدیث: 2/6512، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2996، ابن حبان، رقم الحدیث: 2996

Marfat.com

شرح:

موت کی یاد حفاظت کی کنجی ہے کیونکہ اس میں قیدِ نفس سے رہائی اور دشمن (یعنی شیطان) سے چھٹکارا ہے۔ موت کا آنا زندگی کو یومِ محشر کی طرف پھیر دینے کے لئے ہے۔ اور یادِ موت اسی وقت نفع بخش ہوسکتی ہے کہ مختلف اوقات میں غور وفکر کیا جائے۔ یاد رکھو! غور وفکر کے لئے فرصت چاہیے اور فرصت کے لئے زُہد (یعنی دنیا سے بے نیاز ہونا) درکار ہے۔ زُہد اپنانے کے لئے تقویٰ (یعنی گناہوں سے پرہیز) کا ہونا ضروری ہے، تقویٰ کے لئے خوفِ خداعزوجل اور خوفِ خداعزوجل کے حصول کے لئے یقینِ محکم درکار ہے جبکہ یقین کی درستی تنہائی اور بھوک سے حاصل ہوتی ہے جبکہ یہ دونوں کوشش اور صبر سے حاصل ہوتے ہیں، ان دونوں تک پہنچنے کے لئے انتہائی اخلاص درکار ہے اور اخلاص کے لئے علم کی حاجت ہوتی ہے۔ (شاہراہ اولیاء، ص۱۲)

(۴۸۴) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً، وفِتْنَةُ اُمَّتِيْ: الْمَالُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۵) وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: اَبُوْ لَيْلٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ". قَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمٍ الْبَلْخِيَّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ، يَقُوْلُ: الْجِلْفُ: الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهُ اِدَامٌ، وقال غَيْرُهُ: هُوَ غَلِيْظُ الْخُبْزِ. وَقَالَ الْهَرَوِيُّ: الْمُرَادُ بِهِ هنَا وِعَاءُ الْخُبْزِ، كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◄ ◄ حضرت ابوعمرو جنہیں ابوعبداللہ اور ابولیلیٰ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے' سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدم کے بیٹے کا ان چیزوں' اس کے رہنے کے لئے گھر اور اس کی ستر پوشی کے

484: ترمذی، رقم الحدیث:6/17478، نسائی، رقم الحدیث:6/17478، عبدالبر، رقم الحدیث:6/17478، ابن مندہ، رقم الحدیث:6/17478، ابونعیم، رقم الحدیث:6/17478، احمد، رقم الحدیث:6/17478، ابن حبان، رقم الحدیث:3223، طبرانی، رقم الحدیث:19/404، حاکم، رقم الحدیث:4/7896، قضاعی، رقم الحدیث:1062، بخاری، رقم الحدیث:7/220

485: اخرجہ الترمذی، رقم الحدیث:2348، حاکم، رقم الحدیث:4/7866

Marfat.com

لئے کپڑا، اور موٹی روٹی اور پانی کے علاوہ کسی چیز پر کوئی حق نہیں۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: میں نے ابوداؤد سلیمان بن سالم البلخی کو یہ کہتے سنا: میں نے نضر بن شمیل کو یہ کہتے سنا: جلف وہ روٹی ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو اور دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد موٹی روٹی ہے اور ھروی کہتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد روٹی کا برتن ہے۔ جیسے ٹوکری اور تھیلی وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تعارفِ راوی:

عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اموی قرشی ہیں، آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دارارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا، نیز صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت الرضوان میں جسمًا شریک نہ ہوئے کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کردیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفیٰ کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ وکلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجیبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا اور جنت البقیع کے کنارے پر دفن ہوئے، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس کو ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلدہشتم)

شرح:

اہل صفاء کا سامانِ زندگی:

حضرت سیدنا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے۔ میں حضرت سیدنا ابوحبیب حمزہ بن عبداللہ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی بزرگ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے قابلِ اطمینان جواب دیا، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، ان کے کلام سے نفع حاصل کرتا اور آداب سیکھتا رہا، پھر میں تستر کی طرف آ گیا، میں نے اپنی روزی کا انتظام یوں کیا کہ میرے لئے ایک درہم کے ایک فرق (چار کلو) جَو خریدے جاتے، انہیں پیس کر روٹی پکائی جاتی، میں ہر رات سحری کے وقت ایک اوقیہ روٹی کھاتا جو نمک اور سالن کے بغیر ہوتی، چنانچہ ایک درہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا پھر میں نے

Marfat.com

ارادہ کیا، کہ تین دن مسلسل روزہ رکھوں گا، پھر افطار کروں گا پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر پچیس دن کا مسلسل روزہ رکھا اور بیس سال تک میرا یہی معمول رہا۔ پھر میں زمین میں سیر و سیاحت کے لئے نکلا، پھر تستر واپس لوٹ آیا اور میں ساری رات قیام کرتا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو قوی اور کریم ہے وہی اس کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔"

(لباب الاحیاء، ص۲۱۹)

(۴۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ - بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهٗ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقْرَاُ: ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴾ قَالَ: "يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ: مَالِيْ، مَالِيْ، وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ، اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ حضرت عبداللہ بن الشخیر شین کے کسرہ' اور خاء معجمتین کے ساتھ ہے رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سورۃ الھاکم التکاثر کی تلاوت فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا: آدم کا بیٹا کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! کیا تیرا کوئی مال ہے؟ سوائے اس کے جس کو تو نے کھالیا اور ختم کرلیا' یا پہن لیا اور بوسیدہ کردیا یا صدقہ کردیا اور آگے بھیج دیا۔ (مسلم)

تعارف راوی:

عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری ہیں، قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

شرح:

(میرا مال میرا مال) یعنی فخر و تکبر کے انداز میں لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے، یہ میری جائیداد ہے، یہ میرا کنواں ہے، یہ میرا فلاں مال ہے یہ بڑا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ یقین رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے۔ خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نرا وبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

(اس کے مال صرف تین ہیں) یعنی جو مال انسان کے کام آویں وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں۔ خیال رہے کہ انّ مالہ میں ما موصولہ ہے اور لہ اس کا صلہ اور من مالہ میں من بعضیت کا ہے یعنی اس کے

486: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:5/27327، مسلم، رقم الحدیث:2958، ترمذی، رقم الحدیث:2342، نسائی، رقم الحدیث:3615، فی الکبری، رقم الحدیث:6/11786، طیالسی، رقم الحدیث:1/48، ابن حبان، رقم الحدیث:701، ابونعیم، رقم الحدیث:281/6، بیہقی، رقم الحدیث:71/4، واقضائی۔ رقم الحدیث:1217، حاکم، رقم الحدیث:2/3969

Marfat.com

مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو صرف تین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بینک ہیں جہاں جمع کرنے سے بے شمار نفع ملتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم ہے۔ دینے سے مراد راہِ خدا میں دینا ہے خواہ بال بچوں کو دے یا عزیزوں یا غریبوں کو بشرطیکہ یہ دینا ناموری کے لیے نہ ہو اللہ رسول کی خوشنودی کے لیے ہو۔

ھوذاھب میں ھوضمیر بندے کی طرف لوٹتی ہے۔ ذاھب سے مراد مرنے والا یعنی ان تین مالوں کے سوا اور مالوں کا یہ حال ہے کہ بندہ مرجاتا ہے اور وہ مال دوسروں کے لیے رہ جاتا ہے جیسے زمین باغات، مکانات، نقدی، بنک بیلنس وغیرہ۔ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ مال میں سے اللہ رسول کا حصہ ضرور نکالتا رہے، یہ مقصد نہیں کہ مکان جائیداد بنائے ہی نہیں، اپنے بچوں کو فقیر کر کے چھوڑے یا یہ مقصد ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ ہو دل خاص اللہ رسول کے لیے ہو۔ شعر

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو — پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
سارا عالم ہو مگر دیدہ دل دیکھے تمہیں — انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۲)

(۴۸۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ، فَقَالَ: "اُنْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ؟" قَالَ: وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: "اِنْ کُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَہَاہُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"اَلتِّجْفَافُ" بِکَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاۃِ فَوْقُ وَاِسْکَانِ الْجِیْمِ وَبِالْفَاءِ الْمُکَرَّرَۃِ: وَھُوَ شَیْءٌ یُلْبَسُہُ الْفَرَسُ، لِیُتَّقٰی بِہِ الْاَذٰی، وَقَدْ یَلْبَسُہُ الْاِنْسَانُ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تین مرتبہ اس نے ایسے ہی کہا تو آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو تنگدستی کے لئے تیاری کر لے، کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جس طرح سیلاب اس جگہ کی طرف جاتا ہے جہاں اسے ختم ہونا ہوتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

487: اخرجہ ترمذی، رقم الحدیث: 2357، التھذیب، رقم الحدیث: 278/4، التھذیب، رقم الحدیث: 39/2، اخرجہ ابن حبان، رقم الحدیث: 2922

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

التجفاف: تاءمثناۃ کے کسرہ جیم کے سکون اور فاء کے تکرار سے یہ ایسی چیز ہے جو تکلیف سے بچانے کے لئے گھوڑے کو پہنائی جاتی ہے۔کبھی کبھی انسان بھی اسے پہن لیتے ہیں۔

شرح:

میں آپ سے محبت کرتا ہوں) یہ عرض کرنا یا اس حدیث پر عمل ہے کہ جس سے تم کو محبت ہو اس سے کہہ دو یا اس آیت کریمہ پر عمل ہے "وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ"۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ کی بڑی سے بڑی نعمت ہے اس کا اظہار وہ بھی حضور انور کے سامنے یہ اس نعمت کا شکریہ ہے ورنہ حضور کو تو پتھروں کے دل کا حال معلوم ہے، فرماتے ہیں احد ہم سے محبت کرتا ہے۔

(سوچ لو کیا بول رہے ہو) یعنی خوب سوچ کر یہ دعویٰ کرو تم بہت ہی بڑی چیز کا دعویٰ کرر ہے ہو مجھ سے محبت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔

(اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں) محبت سے مراد بہت ہی محبت ہے ورنہ ہر مؤمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے حضور کی محبت ہی تو اصل ایمان ہے، حضور کی محبت سے ہی خدا کی محبت،کلمہ قرآن کی محبت اسی محبت سے حاصل ہوتی ہے حضور سے تعلق و محبت ایمان کی اصل ہے۔

(فقر کے لیے تیار ہو جاو) یہاں بھی فقیری سے مراد دل کی مسکینیت ہے اور دل کا محبت مال سے خالی ہو جانا ہے فقیری اور ناداری آفتوں کے برداشت کرنے پر تیار ہو جانا یعنی جسے اللہ میری محبت دیتا ہے اس کے دل سے محبت مال وغیرہ یک دم نکال دیتا ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض صحابہ بلکہ عہد فاروقی میں سارے صحابہ بڑے مالدار تھے تو کیا انہیں حضور سے محبت نہ تھی ضرور تھی، ان سب کے دل محبت مال سے خالی تھے۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ دنیا میں بہت آفات انبیاء کرام پر آتی ہیں اور یہ ہے ان کا محب تو اس پر آفتیں آئیں گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۹۵)

(۴۸۸) وَعَنۡ كَعۡبِ بۡنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ:

488: ترمذی، رقم الحدیث:5/15784، احمد، رقم الحدیث:5/15784، ترمذی، رقم الحدیث:2383، الدارمی، رقم الحدیث:2730، ابن حبان، رقم الحدیث:3228،طبرانی،رقم الحدیث:9/189،عبداللہ بن مبارک،رقم الحدیث:181،ابن ابی شیبہ،رقم الحدیث:13/241

Marfat.com

"مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهٖ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

◄ ◄ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جن کو بھیڑوں میں چھوڑ دیا جائے، بھیڑوں کے اندر اس سے زیادہ تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی مال و جاہ کی محبت، انسان کے دین میں مچاتی ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِیْرٍ، فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِهٖ، قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً . فَقَالَ: "مَا لِیْ وَلِلدُّنْیَا؟ مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ:
"حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر سوئے۔ جب اُٹھے تو آپ کے پہلو پر نشانات لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر ہم آپ کے لئے بستر بنوادیں تو بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا واسطہ میں دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے سائے میں رکے اور پھر وہاں سے چل دے اور درخت کو وہیں چھوڑ دے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۹۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِخَمْسِمِئَةِ عَامٍ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ"

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غریب لوگ امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۴۹۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَیْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَكْثَرَ

489: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 2/3709، ترمذی، رقم الحدیث: 2348، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4109، حاکم، رقم الحدیث: 4/7859، طیالسی، رقم الحدیث: 77

490: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 3/7951، الترمذی، رقم الحدیث: 2360، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4122، ابن حبان، رقم الحدیث: 676، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 246/13

Marfat.com

اَهْلِهَا النِّسَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس اور حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے از نبی کریم ﷺ کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر جنتی غریب ہیں' اور میں نے دوزخ میں جھانکا اور دیکھا تو دوزخیوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ بخاری و مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں متفق ہیں' اور بخاری نے اس کو حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔

(۴۹۲) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"الْجَدُّ": الْحَظُّ وَالْغِنٰى . وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ .

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ جنت میں داخل ہونے والے اکثر مسکین تھے' اور دولت مندوں کو روک دیا گیا تھا۔ ہاں البتہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الجد: امارت اور دولت مندی۔

شرح:

حضور کا یہ قیام یا تو جسمانی معراج کی رات تھا یا خواب کی معراج میں یا کشف والہام میں۔ (مرقات)

خلاصہ یہ ہے کہ مالدار لوگ دو قسم کے ہیں: ایک جنتی، دوسرے دوزخی۔ جو مالدار دوزخی ہیں وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے جیسے قارون، فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لیے روکے ہوئے ہیں، رہے فقراء مسلمان

491: بخاری، رقم الحدیث:7/19843، ترمذی، رقم الحدیث:7/19873، نسائی، رقم الحدیث:7/19873، احمد، رقم الحدیث:7/19873، ابن حبان، رقم الحدیث:7400، طبرانی، رقم الحدیث:18/278، عبدالرزاق، رقم الحدیث:206/0، بیہقی، رقم الحدیث:194

492: بخاری، رقم الحدیث:8/21841، مسلم، رقم الحدیث:8/21481، نسائی، رقم الحدیث:8/21841، احمد، رقم الحدیث:8/21841، طبرانی، رقم الحدیث:421، بیہقی، رقم الحدیث:193

Marfat.com

وہ جنت میں بھیج دیئے گئے۔خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہونا ہے جن کا حساب ہی نہیں لیا جاتا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ بھی خیال رہے کہ یہ چالیس سال مالداروں سے حساب میں صرف نہ ہوں گے رب تعالیٰ سارے جہان کا حساب بہت تھوڑی دیر میں لے لے گا پھر ایک مالدار کے حساب میں چالیس سال کیسے خرچ ہوں گے بلکہ ان مالداروں کو حساب کے انتظار میں رکا رہنا پڑے گا جیسے مقدمہ کی تاریخ پر فریقین شام تک انتظار کرتے ہیں کہ کب بلاوا ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۷۷

اس حدیث کا بیان ''کمزوروں کی فضیلت'' کے باب میں گزر چکا ہے۔

(۴۹۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِیْدٍ: اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کا یہ قول ہے:

خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ (متفق علیہ)

۵۶-بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَیْشِ وَالْاِقْتِصَارِ عَلَى الْقَلِیْلِ مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَشْرُوْبِ وَالْمَلْبُوْسِ وَغَیْرِهَا مِنْ حُظُوْظِ النَّفْسِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ

بھوکا رہنے' مشکل زندگی گزارنے' کم کھانے' کم پینے' مرغوبات کی طرف کم توجہ دینے اور خواہشات کو ترک کردینے کی فضیلت کا بیان

شہوت کے معانی: خواہش، آرزو، حصول لذت کا شوق، خواہش جماع، جنسی خواہش، وغیرہ۔ **(فیروز اللغات)**

شہوت کی تعریف: "الشهوة: حركة النفس طلبا للملائم"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

نفس کا ملائم (موافق چیز) کو طلب کرنے کے لیے حرکت کرنا۔

493: بخاری، رقم الحدیث:3/10080، مسلم، رقم الحدیث:3/10080، ترمذی، رقم الحدیث:3/10080، شمائل، رقم الحدیث:3/10080، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3/10080، احمد، رقم الحدیث:3/10080، ابن حبان، رقم الحدیث:5784، بیہقی، رقم الحدیث:10/237، حلیہ، رقم الحدیث:7/201، شمائل ترمذی، رقم الحدیث:242

Marfat.com

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ ﴾

(مریم:60-59)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے ۝ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۝

تشریح:

اس سے پہلے (یعنی ماقبل آیات میں) نیک لوگوں کا خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا گیا جو حدود الٰہی کے محافظ، نیک اعمال کے نمونے، بدیوں سے بچتے تھے۔ اب برے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کے بعد کے زمانے والے ایسے ہوئے کہ وہ نمازوں تک سے بے پرواہ بن گئے اور جب نماز جیسے فریضے کی اہمیت کو بھلا بیٹھے تو ظاہر ہے کہ اور امور کی وہ کیا پرواہ کریں گے؟ کیونکہ نماز تو دین کی بنیاد ہے اور تمام اعمال سے افضل و بہتر ہے۔ یہ لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، دنیا کی زندگی پر اطمینان سے ریجھ گئے، انہیں قیامت کے دن سخت خسارہ ہوگا، بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو اسے بالکل ہی چھوڑ بیٹھنا ہے۔ اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ اور بہت سے سلف خلف کا مذہب ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ (لیکن ہم احناف کا مذہب یہ نہیں ہے ابوالاحمد غفرلہ)

یہی ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بندے کے اور شرک کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔ (صحیح مسلم:82)

دوسری حدیث میں ہے کہ ہم میں اور ان میں فرق نماز کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔
(سنن ترمذی:2621)

اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ یا نماز کے ترک سے مراد نماز کے وقتوں کی صحیح طور پر پابندی کا نہ کرنا ہے کیونکہ ترک نماز (ترک اعتقادِ نماز) تو کفر ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کریم میں نماز کا ذکر بہت زیادہ ہے، کہیں نمازوں میں سستی کرنے والوں کے عذاب کا بیان ہے، کہیں نماز کی مداوت کا فرمان ہے، کہیں محافظت کا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "ان سے مراد وقتوں میں سستی نہ کرنا اور وقتوں کی پابندی کرنا ہے"۔ لوگوں نے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ اس سے مراد نمازوں کا چھوڑ دینا اور نہ چھوڑنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "یہ تو کفر ہے"۔

Marfat.com

مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا غافلوں میں نہیں لکھا جاتا، ان کا ضائع کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے اور ان کا ضائع کرنا، ان کے وقتوں کی پابندی نہ کرنا ہے۔

خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ "اس سے مراد سرے سے نماز چھوڑ دینا نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کر دینا ہے"۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، "یہ بدترین لوگ قریب بہ قیامت آئیں گے جب کہ اس امت کے صالح لوگ باقی نہ رہے ہوں گے اس وقت یہ لوگ جانوروں کی طرح کودتے پھاندتے پھریں گے"۔

عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "یہ لوگ آخری زمانے میں ہوں گے"۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ اس امت کے لوگ ہوں گے جو چوپایوں اور گدھوں کی مانند راستوں میں اچھل کود کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے بالکل نہ ڈریں گے اور نہ لوگوں سے شرمائیں گے۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ناخلف لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے اور شہوت رانیوں میں لگ جائیں گے اور قیامت کے دن خمیازہ بھگتیں گے۔ (یاد رہے کہ ساٹھ ہجری کے بعد یزید کی حکومت آئی جس کا تارک نماز ہونا کوئی مخفی بات نہیں اور اسی طرح اس کا شہوت پرست ہونا بھی ظاہر ہے، ابوالاحمد غفرلہ) پھر ان کے بعد وہ نالائق لوگ آئیں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یاد رکھو، قاری تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مومن، منافق اور فاجر۔ راوی حدیث ولید سے جب ان کے شاگرد نے اس کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا، "ایماندار تو اس (نماز) کی تصدیق کریں گے۔ نفاق والے اس پر عقیدہ نہ رکھیں گے اور فاجر اس سے اپنی شکم پری کرے گا"۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ 258: عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اصحاب صفہ کے لیے جب کچھ خیرات بھجواتیں تو کہہ دیتیں کہ بربری مرد و عورت کو نہ دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہی وہ ناخلف ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ (مستدرک حاکم: 2/244:)

محمد بن کعب قرظی کا فرمان ہے کہ "مراد اس سے مغرب کے بادشاہ ہیں جو بدترین بادشاہ ہیں"۔

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم میں منافقوں کے وصف قرآن کریم میں پاتا ہوں۔ یہ نشے پینے والے، نمازیں چھوڑنے والے، شطرنج چوسر وغیرہ کھیلنے والے، عشاء کی نمازوں کے وقت سو جانے والے، کھانے پینے میں مبالغہ اور تکلف کر کے پیٹو بن کر کھانے والے، جماعتوں کو چھوڑنے والے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مسجدیں ان لوگوں سے خالی نظر آتی ہیں اور بیٹھکیں بارونق بنی ہوئی ہیں۔

ابو اشہب عطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ "اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دے کہ وہ اپنی

Marfat.com

نفسانی خواہشوں سے باز رہیں، جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔ جب کوئی بندہ شہوت میں اندھا ہو جاتا ہے تو سب سے ہلکی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اسے محروم کر دیتا ہوں"۔ (عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے، مجھے اپنی امت پر دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے ایک تو یہ کہ لوگ جھوٹ کے اور بناؤ کے اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے، دوسرے یہ کہ منافق لوگ دنیا دکھاوے کو قرآن کے عامل بن کر سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ (مسند احمد: 4/156)

»غَیًّا« کے معنی خسران اور نقصان اور برائی کے ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "»غی« جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور نہایت سخت عذابوں والی۔ اس میں خون پیپ بھرا ہوا ہے"۔

ابن جریر میں ہے، لقمان بن عامر فرماتے ہیں، میں ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے التماس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث مجھے سنائیں۔ آپ نے فرمایا، سنو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دس اوقیہ کے وزن کا کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے جہنم میں پھینکا جائے تو وہ پچاس سال تک تو جہنم کی تہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر وہ غی اور اثام میں پہنچے گا۔ غی اور اثام جہنم کے نیچے کے دو کنویں ہیں جہاں دوزخیوں کا لہو پیپ جمع ہوتا ہے۔ غی کا ذکر آیت »فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا« (مریم 19:59) میں ہے اور اثام کا ذکر آیت »وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا« (الفرقان 25:68) میں ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 23790، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرماتا ہے "ہاں جو ان کاموں سے توبہ کر لے یعنی نمازوں کی سستی اور خواہش نفسانی کی پیروی چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا، اس کی عاقبت سنوار دے گا، اسے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچائے گا، توبہ اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے"۔

اور حدیث میں ہے کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے بے گناہ۔ (سنن ابن ماجہ: 4250)

یہ لوگ جو نیکیاں کریں، ان کے اجر انہیں ملیں گے کسی ایک نیکی کا ثواب کم نہ ہوگا۔ توبہ سے پہلے کے گناہوں پر کوئی پکڑ نہ ہوگی۔ یہ ہے کرم اس کریم کا اور یہ ہے حلم اس حلیم کا کہ توبہ کے بعد اس گناہ کو بالکل مٹا دیتا ہے ناپید کر دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان میں

»وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا«

(الفرقان 25:68-70)

Marfat.com

گناہوں کا ذکر فرما کر ان کی سزاؤں کا بیان کر کے پھر استثنا کیا اور فرمایا کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا یَا لَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ ﴾ (القصص: 80-79)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں' بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بے شک اس کا بڑا نصیب ہے ۝ اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے' اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ ﴾ (التکاثر: 8)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی ۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں گے جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنم کر دیں گے اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا ۝

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ كَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ ۔

اور اس موضوع کے متعلق آیات بکثرت موجود ہیں۔

(۴۹۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِیْرٍ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰى قُبِضَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَیَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی بھی دو دن پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب سے حضرت محمد ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کے اہل خانہ نے کبھی مسلسل تین روز

494: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 9/25279، بخاری، رقم الحدیث: 5416، مسلم، رقم الحدیث: 22/2970، الترمذی، رقم الحدیث: 2357

Marfat.com

تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، بلکہ ایک دن روٹی ایک دن صرف کھجوریں، پانی یا فاقہ ہوتا تھا، حضور کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا اگر چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے پہاڑ ہوتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس فقر و فاقہ کو اختیار فرمانے میں تا قیامت فقراء کو تسلی دینا مقصود تھی۔

خیال رہے کہ فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر زوجہ پاک کو ایک سال کی کھجوریں عطا فرمادیتے تھے کیونکہ خیبر میں باغات کثرت سے ہیں وہاں سے حضور کے حصے کی کھجوریں بہت آتی تھیں۔ یہاں مسلسل دو دن تک روٹی سے سیر ہونے کی نفی ہے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ وہاں کھجوروں کی عطا ثابت ہے، نیز حضور کے گھر والے ایک دن خود کھاتے تھے دوسرے دن کا کھانا فقراء مسکین کو دیتے تھے۔ بہر حال یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں حضور انور پر آخری زمانہ میں دولت کی بارش ہوگئی تھی مگر سب لوگوں پر تقسیم فرمادیتے تھے ان فتوحات سے پہلے طریقہ مبارکہ یہ تھا۔ شعر

اور کبھی تھوڑی کھوسریں کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا　　دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۱)

(۴۹۵) وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: وَاللّٰهِ، يَا ابْنَ أُخْتِيْ، إِنْ كُنَّا نَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ: ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوْقِدَ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ. قُلْتُ: يَا خَالَةُ، فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کی قسم! اے بھانجے! ہم ایک چاند کے بعد دوسرا چاند دیکھتے دو ماہ میں تین چاند دیکھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے خالہ جان! آپ کی گزر اوقات کیسے ہوتی

495: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2567، مسلم، رقم الحدیث: 2972، ابن حبان، رقم الحدیث: 6348

Marfat.com

تھی۔فرمایا: ہماری گزر اوقات دوسیاہ چیزوں پر ہوتی تھی یعنی کھجور اور پانی پر سوائے اس کے کہ کچھ انصار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے کچھ شیر دار اونٹنیاں یا بکریاں آپ ﷺ کو دودھ دینے کے لئے مختص کر رکھی تھیں۔ اور وہ ان کا دودھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں وہ دودھ پلا دیتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو کالی چیزوں سے مراد چھوہارے اور پانی ہے کہ چھوہارے تو کالے ہوتے ہیں۔ پانی کو تغلیبًا کالا فرمایا گیا جیسے چاند و سورج کو قمرین اور امام حسن اور حسین کو حسنین اور حضرت ابوبکر و عمر کو عمرین کہا جاتا ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تک ہم نے کھجوریں و پانی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائیں۔ فتح خیبر سے پہلے تو اس لیے کہ گھر میں یہ سامان زیادہ نہ ہوتا تھا اور فتح خیبر کے بعد اس لیے کہ حضور انور کو بہت سیر ہو کر کھانا پسند نہ تھا اگرچہ ہر گھر میں سال بھر کے جو اور چھوہارے موجود ہوتے تھے لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶،ص۴۴)

(۴۹۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْـمُقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مَّصْلِیَّةٌ، فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْكُلَ ۔ وَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔
"مَصْلِیَّةٌ" بِفَتْحِ الْمِیْمِ: اَیْ مَشْوِیَّةٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابو سعید المقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

496: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 5414

Marfat.com

حلِ لغات:

مصلیة: میم کے فتحہ کے ساتھ بمعنیٰ: بھنی ہوئی۔

شرح:

حضرت ابو ہریرہ کے انکار کی وجہ آگے آرہی ہے اس وقت کچھ حضور کے ان حالات کا دھیان آ گیا تو دل بے قرار ہوگیا، بھونی بکری کھانے کی طرف مائل نہ ہوئے اس لیے نہ کھانا کھایا۔ دوسرے اوقات میں حضرت ابو ہریرہ نے اچھے کھانے بھی کھائے ہیں، اچھے کپڑے بھی پہنے ہیں، دل کے حالات مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ ہر شخص کو تجربہ ہے۔

یعنی مجھے اس وقت خیال یہ آ گیا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو زندگی شریف میں جو کی روٹی سے مسلسل سیر نہ ہوئے اور میں بھونی بکری کھاؤں دل نہیں چاہتا۔ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ فتح خیبر سے پہلے تو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے یہ حالت تھی اور فتح خیبر کے بعد ترک دنیا بہت سخاوت کی وجہ سے یہ حالت رہی لہٰذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسلسل نہ کھانے کا ذکر ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے بھنا مرغ بھی کھایا ہے مگر کبھی شاذ و نادر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۸۲)

(۴۹۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَاْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ، وَمَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور نہ ہی آپ نے اپنے انتقال تک کبھی عمدہ روٹی کھائی۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے: آپ نے کبھی آنکھ سے سالم بھنی ہوئی بکری نہیں دیکھی۔

(۴۹۸) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الدَّقَلُ": تَمْرٌ رَدِيْءٌ .

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو ردی کھجور میسر نہیں ہوتی تھی کہ آپ پیٹ بھر سکیں۔ (مسلم)

497: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 4/12298۔ البخاری، رقم الحدیث: 8385، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3309۔ ابن حبان، رقم الحدیث: 6355، الترمذی، رقم الحدیث: 2363، الشمائل، رقم الحدیث: 152، بیہقی، رقم الحدیث: 342/1

498: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 5414

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الدقل: ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

شرح:

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "سولہ سال سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سُست کرتا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۸۶، ج۹ ص ۱۳۵)

(۴۹۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقِيْلَ لَهُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

قَوْلُهُ: "النَّقِيّ" هُوَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ: وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارٰى، وَهُوَ: الدَّرْمَكُ ۔ قَوْلُهُ: "ثَرَّيْنَاهُ" هُوَ بِثَاءٍ مُّثَلَّثَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ مُّشَدَّدَةٍ، ثُمَّ يَاءٍ مُّثَنَّاةٍ مِّنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ، اَیْ: بَلَّلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر انتقال تک آپ نے کبھی چھنے ہوئے آٹے یا میدے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر آپ کے انتقال تک آپ نے کبھی چھلنی نہیں دیکھی۔ عرض کیا گیا: تم بغیر چھنے جَو کیسے کھاتے تھے؟ فرمایا: ہم جَو پیس لیتے، پھر اس میں پھونک مارتے' جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی بچتا اس کو گوندھ لیتے۔ (بخاری)

499: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 22877، بخاری، رقم الحدیث: 5410، ترمذی، رقم الحدیث: 2364، وابن ماجہ، رقم الحدیث: 3335، وابن حبان، رقم الحدیث: 6347، والطبرانی، رقم الحدیث: 5796

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

آپ ﷺ کے فرمان: النقي: نون کے فتحہ، قاف کے کسرہ اور ہاء کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے' میدے کی روٹی۔

ثریناہ: ثاء مثلثہ پھر راء مشددہ پھر یاء مثناہ اور پھر نون یعنی ہم اس میں پانی ڈالتے اور اس کو گوندھ لیتے۔

شرح:

یعنی میدہ کھانا تو بہت دور کبھی ملاحظہ بھی نہ فرمایا۔اللہ کی شان ہے کہ اب مدینہ منورہ میں میدہ کی روٹی عام ہے آٹے کی روٹی بہت کم ملتی ہے اور کہتے ہیں میدہ کی روٹی بہت قسم کی ہوتی ہے مغربی، شامی وغیرہ۔

یعنی ظہور نبوت کے بعد میدہ کی روٹی ملاحظہ نہ فرمائی۔اس سے پہلے حضور انور نے شام کا سفر کیا ہے اور بحیرہ راہب کی دعوت میں میدہ کی روٹی ملاحظہ فرمائی ہے۔اس زمانہ میں شام و روم میں میدہ کی روٹی بہت مروج تھی۔بعد اعلان نبوت حضور حجاز میں رہے اور مال سے بے رغبتی بھی بہت رہی۔) مرقات (سبحان اللہ! یہ ہے حضور کی سادہ اور بے تکلف زندگی۔

بعض روایات میں ہے کہ کسی صاحب نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تمنا کی کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھاؤں، آپ فرمانے لگیں تم نہ کھا سکو گے یہ تو ان کی ہی شان تھی جو کھا گئے اور واقعہ ہے کہ ہم گندم کی روٹی بے چھنے آٹے کی نہیں کھا سکتے چہ جائیکہ جو کی روٹی وہ بھی بے چھنے آٹے کی۔شعر

کھانا جو دیکھو جو کی روٹی بے چھنا آٹا روٹی بھی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن ناغہ اک دن کھانا
جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم
قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ٦، ص ٢٣)

(۵۰۰) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ لَیْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ بِاَبِی بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: "مَا اَخْرَجَکُمَا مِنْ بُیُوْتِکُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟" قَالَا: الْجُوْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ: "وَاَنَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَاَخْرَجَنِی الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا، قُوْمَا" فَقَامَا مَعَهٗ، فَاَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا هُوَ لَیْسَ فِیْ بَیْتِهٖ، فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ،

500: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2038، ترمذی، رقم الحدیث: 2379، ابن حبان، رقم الحدیث: 5217، طبرانی، رقم الحدیث: 185

Marfat.com

قَالَتْ: مَرْحَبًا وَّاَهْلًا ۔فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيْنَ فُلَانٌ؟" قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَآءَ ۔اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا اَحَدُ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ، فَانْطَلَقَ فَجَآئَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوْا، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ" فَذَبَحَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا ۔فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهَا: "يَسْتَعْذِبُ" اَىْ: يَطْلُبُ الْمَآءَ الْعَذْبَ، وَهُوَ الطَّيِّبُ ۔ وَ"الْعِذْقُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْكِبَاسَةُ، وَهِيَ الْغُصْنُ ۔ وَ"الْمُدْيَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَكَسْرِهَا: هِيَ السِّكِّيْنُ ۔ وَ"الْحَلُوْبُ": ذَاتُ اللَّبَنِ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن یا رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم اپنے گھروں سے کیوں نکلے ہو؟ دونوں حضرات نے عرض کی: یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میرے گھر سے نکلنے کا سبب بھی وہی جس کے لئے تم گھروں سے نکلے ہو۔ اُٹھو؟ سو وہ دونوں بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ انصاری گھر پر نہیں تھے۔ جب عورت نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا: خوش آمدید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فلاں (یعنی صاحب خانہ) کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آگئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابیوں کو دیکھا تو کہا الحمدللہ! آج کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کے مہمان میرے مہمانوں سے زیادہ محترم ہوں۔ پھر وہ گئے اور ان حضرات کے لئے کھجور کا ایک خوشہ لائے جس پر کچی پکی تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کی: تناول فرمایئے اور چھری پکڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: دودھ پینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ سو انصاری نے ان کے لئے بکری ذبح کی تو انہوں نے بکری کا گوشت کھایا۔ کھجور کی اس شاخ سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پس جب وہ شکم سیر ہوگئے اور پیاس بجھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن اس نعمت کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا تم بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے اور پھر گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے تمہیں

Marfat.com

یہ نعمتیں عطا ہوئیں۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اس عورت کے قول یستعذب کا معنی ہے: میٹھا عمدہ پانی لینے گئے ہیں۔

العذق: عین کے کسرہ اور ذال معجمہ کے سکون سے' پھلدار ٹہنی، خوشہ۔

المدیه: میم کے ضمہ اور کسرہ سے دونوں طرح صحیح ہے۔اس کا مطلب چھری ہے۔

الحلوب: دودھ دینے والی۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ خود اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ سُؤَالُ تَعْدِيْدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَّتَعْذِيْبٍ، وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ .
وَهٰذَا الْاَنْصَارِيُّ الَّذِيْ اَتَوْهُ هُوَ، اَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، كَذَا جَآءَ مُبَيَّنًا فِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ .

اور ان نعمتوں کے متعلق سوال ان نعمتوں کو شمار کرنے کے لئے ہوگا نہ کہ عذاب اور زجر و توبیخ کے طور پر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

اور وہ انصاری جن کے ہاں یہ حضرات تشریف لے گئے تھے وہ حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ تھے۔

ترمذی وغیرہ کی روایت میں اسی طرح صراحۃً مذکور ہوا ہے۔

(۵۰۱) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَرَ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصُرْمٍ، وَّوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَاَنْتُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَاِنَّهٗ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَّاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ؟! وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَّلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتّٰى قَرِحَتْ

501: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 167586، مسلم، رقم الحدیث: 2967

Marfat.com

اَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ، وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا، وَّعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا ـ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

قَوْلُهُ: "اٰذَنَتْ" هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ، اَیْ: اَعْلَمَتْ ـ وَقَوْلُهُ: "بِصُرْمٍ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ، اَیْ: بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا ـ وَقَوْلُهُ: "وَوَلَّتْ حَذَّاءَ" هُوَ بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ اَلِفٍ مَّمْدُوْدَةٍ، اَیْ: سَرِيْعَةٍ ـ وَ"الصُّبَابَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ وَهِیَ: الْبَقِيَّةُ الْيَسِيْرَةُ ـ وَقَوْلُهُ: "يَتَصَابُّهَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ الْبَاءِ قَبْلَ الْهَاءِ، اَیْ: يَجْمَعُهَا ـ وَ"الْكَظِيْظُ": الْكَثِيْرُ الْمُمْتَلِیءُ ـ وَقَوْلُهُ: "قَرِحَتْ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، اَیْ صَارَتْ فِيْهَا قُرُوْحٌ ـ

◀ حضرت خالد بن عمر العدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان جو بصرہ کے امیر تھے۔ انہوں نے ہمیں خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور پھر فرمایا: اما بعد! بے شک دنیا نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے اور وہ بڑی تیزی سے جارہی ہے اور اس دنیا میں اسی قدر باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن کا تلچھٹ اور اس کا مالک اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ تم اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جس کو فنا نہیں۔ اس لئے جو چیز تمہارے پاس سب سے بہتر ہے اس کو لے کر اس گھر کی طرف منتقل ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا۔ وہ پتھر ستر سال تک جہنم میں نیچے کی طرف چلتا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ جہنم کی تہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! اس جہنم کو ضرور پُر کیا جائے گا۔ کیا تمہیں اس پر تعجب ہے؟ اور ہم سے بھی یہ بیان کیا گیا کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہوگی۔ اس پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا جب وہ ہجوم سے پُر ہو جائے گا۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات آدمیوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ سو میں نے ایک چادر حاصل کی اور اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان تقسیم کر دیا۔ نصف چادر کو میں نے تہ بند کے طور پر استعمال کیا اور نصف کو سعد بن مالک نے اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی شہر کا امیر ہے۔ میں اس بات سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تو اپنے آپ کو عظیم سمجھوں لیکن اللہ کے نزدیک میں بہت حقیر سمجھا جاؤں۔ (مسلم)

تعارف راوی:

عتبہ ابن غزوان: آپ مازنی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ منورہ کی طرف، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، آپ ساتویں مسلمان ہیں، حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا، پھر آپ حضرت عمر کے پاس

Marfat.com

آ ئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرمادیا راستے میں انتقال ہوا ۵۷ سال عمر ہوئی ۵۱ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

اذنت: الف کی مد کے ساتھ کا مطلب ہے: اس نے اعلان کر دیا۔

بصرم: صاد کے ضمہ کے ساتھ خاتمے اور فناء کا۔

وولت حذاء حا: ھاء مہملہ مفتوحہ کے ساتھ پھر ذال معجمہ مشددہ پھر الف ممدودہ ہے یعنی جلدی سے

الصبابۃ: صاد مہملہ پر ضمہ اس کا مطلب ہے: تلچھٹ بھوسی

بتھابھا: ھاء سے پہلے باء مشدد ہے۔ بمعنیٰ جمع کر رہا ہے۔

الکظیظ: بہت زیادہ بھرا ہوا۔

قرحت: قاف کے فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ یعنی اس میں زخم آ گئے۔

شرح:

سادگی:۔ خوراک پوشاک سامان زندگی رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں، میری ہو یا فقیری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپکی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہے کہ سادگی کی زندگی بسر کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس سنت کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو۔

(۵۰۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِیْظًا، قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَیْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر اور ایک موٹا تہ بند نکال کر دکھایا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

502: بخاری، رقم الحدیث: 4943/4432، مسلم، رقم الحدیث: 4943/4432، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4943/4432، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4943/4432، ابویعلی، رقم الحدیث: 4943/4432، ابن حبان، رقم الحدیث: 6623، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20624، احمد، رقم الحدیث: 9/25051

Marfat.com

(۵۰۳) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرُ، حَتّٰى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خَلْطٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"الْحُبْلَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: وَهِيَ وَالسَّمُرُ، نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے تھے' اور ہمارے پاس کیکر کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور قضائے حاجت کے وقت ہمارا فضلہ بکری کی مینگنوں کی طرح ہوتا جس پر لیسدار مادے کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الحبلة: حائے مہملہ کے ضمہ اور بائے موحدہ کے سکون سے۔ السمر: جنگل کے مشہور درخت یعنی کیکر کی دو قسمیں۔

شرح:

حبلہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی ببول کے بیج۔ نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہیں ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں۔
یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں، اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو جب پتے اور ببول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۳۶۹)

(۵۰۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ

503: بخاری، رقم الحدیث:1/1498، مسلم، رقم الحدیث:1/1498، ترمذی، رقم الحدیث:1/1498، نسائی، رقم الحدیث:1/1498، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1/1498، احمد، رقم الحدیث:1/1498، دارمی، رقم الحدیث:2415، ابویعلی، رقم الحدیث:732، ابن حبان، رقم الحدیث:6989، حمیدی، رقم الحدیث:78

504: بخاری، رقم الحدیث:6344، مسلم، رقم الحدیث:6344، ترمذی، رقم الحدیث:6344، نسائی، رقم الحدیث:6344، ابن ماجہ، رقم الحدیث:6344، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:13/240، بیہقی، رقم الحدیث:6/87، احمد، رقم الحدیث:3/7176

Marfat.com

اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ وَالغَرِيْبِ: مَعْنَى "قُوْتًا" اَیْ: مَا يَسُدُّ الرَّمَقَ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! آل محمد (ﷺ) کو اسی قدر رزق عطا فرما جس سے ان کی زندگی کا رشتہ برقرار رہ سکے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت اور الفاظ عربیہ کے ماہرین کہتے ہیں کہ "قوت" سے مراد اتنی خوراک ہے جس سے زندگی کا رشتہ قائم رہ سکے۔

(۵۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِیْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ . وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِیْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ، فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِیْ، وَعَرَفَ مَا فِیْ وَجْهِیْ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ، ثُمَّ قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اِلْحَقْ" وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ، فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ، فَقَالَ: "مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟" قَالُوْا: اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ - اَوْ فُلَانَةٌ - قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اِلْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ" قَالَ: وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ، لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ، وَّكَانَ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَّاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ، وَاَصَابَ مِنْهَا، وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا . فَسَائَنِیْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَهْلِ الصُّفَّةِ ! كُنْتُ اَحَقُّ اَنْ اُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا، فَاِذَا جَائُوْا وَاَمَرَنِیْ فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِيْهِمْ ؛ وَمَا عَسٰى اَنْ يَّبْلُغَنِیْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ . وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاَقْبَلُوْا وَاسْتَاْذَنُوْا، فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: "يَا اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "خُذْ فَاَعْطِهِمْ" قَالَ: فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ اُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ، فَاُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ، فَاُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوِیَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ، فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ" قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ "اشْرَبْ"

505: بخاری، رقم الحدیث:3/10684، ترمذی، رقم الحدیث:3/10684، نسائی، رقم الحدیث:3/10684، احمد، رقم الحدیث:0684/3، ابن حبان، رقم الحدیث:6535، حاکم، رقم الحدیث:3/4291، بیہقی، رقم الحدیث:101/0، حلیہ، رقم الحدیث:1/338

Marfat.com

فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: "اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ: لَا، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا! قَالَ: "فَاَرِنِيْ" فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین پر رکھتا، اور بھوک کی وجہ سے میں پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جس سے لوگ باہر جاتے تھے۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرادیئے۔ آپ میرے چہرے کے آثار کو دیکھ کر میری حالت کو سمجھ گئے۔ پھر فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ چلو اور آپ چل دیئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پس آپ گھر میں داخل ہوئے۔ اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی اور میں بھی اندر داخل ہوگیا۔ آپ نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل خانہ نے عرض کی: فلاں صحابی نے یا فلانہ نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: جاکر اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں۔ نہ ان کو گھر بار سے رغبت ہے نہ مال و دولت سے' اور نہ وہ کسی شخص کا سہارا لیتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کا مال آتا تو آپ وہ مال ان اصحاب صفہ کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں لیتے تھے' اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیجتے۔ اس میں سے خود بھی استعمال کرتے اور ان کو بھی اس میں شریک فرماتے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے جی میں کہا: اہل صفہ کا اس دودھ سے کیا بنے گا۔ میں اس کا زیادہ مستحق تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ پیتا اور کچھ قوت حاصل کرتا۔ پس جب اصحاب اہل صفہ آجائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہی ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پیش کروں۔ اس صورت میں بڑا مشکل ہے کہ دودھ کے چند گھونٹ مجھ تک پہنچیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا۔ سو میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلالایا۔ وہ آئے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت عطا فرمائی' اور وہ گھر میں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیالہ پکڑا۔ پس میں وہ پیالہ ایک شخص کو دیتا وہ سیر ہوکر دودھ پیتا اور پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ حتیٰ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا' اور تمام لوگ سیر ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑ کر اپنے دست اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ پس میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ نے فرمایا: پیو! میں نے پیا۔ آپ مسلسل فرماتے

Marfat.com

رہے۔ پیو! حتیٰ کہ میں نے عرض کی: نہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کوحق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب مزید گنجائش نہیں۔ فرمایا: مجھے دکھاؤ تو میں نے پیالہ آپ کو پیش کر دیا۔ سو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اتقوّٰی: شدید مضبوط ہونا،

سَمّٰی: از، تسمیۃ بمعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

شرح:

نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کوئی مہمان یا حاجت مند آتا تو آپ اس کی خدمت اور مدد فرماتے، ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کافر مہمان کی میزبانی کی اور اس کے لئے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا پس دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا، پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کے وقت وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا لیکن وہ مکمل نہ پی سکا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان ایک آنت سے پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے پیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد ... الخ، الحدیث: ۵۳۷۹، ص ۱۰۴۶ بتغیر قلیل۔)

(۵۰۶) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَیَّ، فَيَجِیْءُ الْجَائِیْ، فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِیْ، وَيَرٰى اَنِّیْ مَجْنُوْنٌ وَّمَا بِیْ مِنْ جُنُوْنٍ، مَا بِیْ اِلَّا الْجُوْعُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت محمد بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی یہ حالت بھی دیکھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ کوئی آدمی آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھ دیتا۔ وہ سمجھتا کہ مجھ پر جنون کی کیفیت طاری ہے حالانکہ مجھے جنون وغیرہ کچھ نہ ہوتا میری یہ حالت بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔ (بخاری)

506: بخاری، رقم الحدیث: 7324، ترمذی، رقم الحدیث: 2374

Marfat.com

تعارفِ راوی:

محمد ابن سیرین حضرت انس ابن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، بڑے فقیہ محدث عالم باعمل تھے، ستتر ۷۷ سال عمر پائی ۱۱۰ھ (ایک سودس) میں وفات ہوئی، بصرہ کے پاس خواجہ حسن بصری کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں دفن ہیں۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ اپنے زمانہ میں علم تعبیر کے امام تھے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص450)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پیٹ بھر کر کھانا مُباح یعنی جائز ہے مگر "پیٹ کا قفلِ مدینہ" لگاتے ہوئے یعنی اپنے پیٹ کو حرام اور شُبھات سے بچاتے ہوئے حلال غذا بھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بے شُمار فوائد ہیں۔ کھانا مُیَسَّر نہ ہونے کی صورت میں مجبوراً بھوکا رہنا کوئی کمال نہیں، وافر مقدار میں کھانا موجود ہونے کے باوُجُود محض رِضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی خاطر بھوک برداشت کرنا یہ حقیقت میں کمال ہے۔ چُنانچہ روایت ہے، "سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دوجہاں کے مالِک و مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم اختیاری طور پر بھوک برداشت فرماتے تھے۔" (شُعَبُ الایمان ج ۵ ص ۲۶ حدیث ۵۶۴۰)

(۵۰۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فِيْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن (گروی) رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(۵۰۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيْرٍ، وَمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَّلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَلَا اَمْسٰى" وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْاِهَالَةُ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ: الشَّحْمُ الذَّائِبُ. وَ"السَّنِخَةُ" بِالنُّوْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهِيَ الْمُتَغَيِّرَةُ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے عوض اپنی زرہ رہن رکھی اور میں جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی متغیر شدہ چربی لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا:

507: بخاری، رقم الحدیث:2917، مسلم، رقم الحدیث:1603، نسائی، رقم الحدیث:4623، ابن ماجہ، رقم الحدیث:2436

508: بخاری، رقم الحدیث:2069

Marfat.com

محمد (ﷺ) کی آل کو نہ کبھی صبح کو صاع بھر طعام میسر آیا اور نہ شام کو اور آپ کی آل نو گھروں پر مشتمل تھی۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاھالة: ہمزہ کے کسر کے ساتھ پگھلی ہوئی چربی کو کہتے ہیں۔

السنخة: نون اور خائے معجمہ کے ساتھ۔ بدلی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔

شرح:

اھالہ پگھلائی ہوئی چربی اور سخہ پرانی چربی جس میں پرانی ہونے کی وجہ سے بو پیدا ہوگئی ہو۔ معلوم ہوا کہ ایسی چربی حلال ہے کہ یہ مضر صحت نہیں ہوتی مگر سڑا بھنا کھانا صحت کے لیے بہت مضر ہے اس لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔

حتیٰ کہ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو ذرہ یہودی کے ہاں گروی رکھی ہوئی حضرت ابو بکر صدیق نے چھڑائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے تجارتی لین دین مالی معاملات جائز ہیں اگر چہ ان کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو، یہود کی حرام خوری پر قرآن مجید گواہ ہے "لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوٰلَ النَّاسِ بِالْبٰطِلِ" مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا کفار کے ہدیئے قبول فرمائے۔

آل محمد سے مراد حضور کی ازواج پاک ہیں اور یہ واقعہ فتح خیبر سے پہلے کا ہے، فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر بیوی صاحبہ کو سال بھر کا خرچ دیدیتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۸۳)

(۵۰۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر حضرات کو دیکھا ہے جن میں سے کسی کے پاس بڑی چادر نہیں تھی۔ ان کے پاس یا تو صرف تہ بند ہوتا یا ایک چادر جسے وہ اپنی گردن سے باندھ لیتے۔ کسی کا کپڑا نصف پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کا ٹخنوں تک اور وہ ہاتھوں کے ساتھ کپڑے کو اکٹھا رکھنے کی کوشش کرتے کہ مبادا ستر کھل جائے۔ (بخاری)

(۵۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

509: بخاری، رقم الحدیث:2508،2069

510: بخاری، رقم الحدیث:9/24264، احمد، رقم الحدیث:9/24264، ابن حبان، رقم الحدیث:636

Marfat.com

اُدُمٍ حَشْوُهٗ لِیْفٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جسے کھجور کی چھال وغیرہ سے بھرا گیا تھا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض لوگوں نے لیف کے معنی کیے ہیں کھجور کی چھال، یہ غلط ہے چھال بہت سخت ہوتی ہے۔ لیف کھجور کے درخت کا گودا جو نرم ہوتا ہے، عرب شریف میں کم چوڑے بہت لمبے گدیلے تکیہ نما ہوتے ہیں ان پر سویا جاتا ہے یہاں وہی مراد ہے یعنی حضور کے سونے کا بستر ایسے گدیلے تھے سردی میں یہ بستر تھا اور گرمیوں میں ٹاٹ لہٰذا یہ حدیث ٹاٹ والی حدیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۱۵۴)

(۵۱۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَیْهِ، ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِیُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَخَا الْاَنْصَارِ، کَیْفَ اَخِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟" فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ یَّعُوْدُهٗ مِنْکُمْ؟" فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ، وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ، مَا عَلَیْنَا نِعَالٌ، وَّلَا خِفَافٌ، وَّلَا قَلَانِسُ ، وَلَا قُمُصٌ، نَمْشِیْ فِیْ تِلْكَ السِّبَاخِ، حَتّٰی جِئْنَاهُ، فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهٗ مِنْ حَوْلِهٖ حَتّٰی دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ الَّذِیْنَ مَعَهٗ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ایک انصاری آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا اور پھر واپس پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انصار کے بھائی! برادرم سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس انصاری نے عرض کی: ٹھیک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کے لئے جائے گا۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہوگئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے۔ ہمارے پاس نہ جوتے تھے، نہ موزے، نہ ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں، ہم چٹیل زمین پر چلتے رہے حتیٰ کہ ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے پس ان کی قوم کے افراد ان کے پاس سے پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہی صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے نزدیک ہوگئے۔ (مسلم)

511: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 925

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خِفَافٌ: موزے، چمڑے کی جرابیں۔

قَلَانِس: ٹوپیاں۔

شرح:

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتمُ المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیس الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ اعمال ایسے ہیں جو انہیں ایک دن میں کریگا اللہ عزوجل اسے جنتیوں میں لکھے گا، (۱) مریض کی عیادت کرنا، (۲) جنازے میں حاضر ہونا، (۳) ایک دن کا روزہ رکھنا، (۴) جمعہ کے لئے جانا اور (۵) غلام آزاد کرنا۔" (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب ما یفعل من الخیر یوم الجمعۃ، رقم ۳۰۲۷، ج۲، ص۳۸۲)

(۵۱۲) وَعَنْ عِمْرَانَ بنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أنّه قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أدري قَالَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أو ثَلَاثًا "ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر میرے عہد کے لوگ ہیں پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی یا تین مرتبہ۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی۔ وہ امانت میں خیانت کریں گے اور امانتیں ان کے سپرد نہیں کی جائیں گی۔ اور وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

512: اخرجہ بخاری، رقم الحدیث: 2651، مسلم، رقم الحدیث: 2535، والنسائی، رقم الحدیث: 3818

Marfat.com

شرح:

خدائے بزرگ وبرتر، رحمٰن ورحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان اوردامن نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم وکریم پروردگار عزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، محبوبِ ربُّ العالمین عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریف پر ختم ہوگیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہر طرف کفروشرک اور جہالت وگمراہی کا دوردورہ تھا، ظلم وستم، بے حیائی، شراب وکباب کی محفلیں، دھوکا بازی، جوا، سودی لین دین، قتل وغارت الغرض ہر طرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹاٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کو ختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفروشرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدرالدجیٰ، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفروشرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم وستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحرِ ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہوگئیں، متلاشیانِ حق منزلِ مقصود پانے کے لئے اس منارہ نور کی گرداگرد جمع ہوگئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہار دانگِ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کردیا۔

شیطانِ لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان وشوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگادی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ وبرباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہارِ اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیئے۔ لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی

Marfat.com

پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے پردہ فرمانا شروع کردیا۔ تو شیطانی لشکر جواب تک ہر "رزمِ حق و باطل" میں ذلیل وخوار ہوتا آرہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہوکر مسلمانوں کوان کے دین حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کردی۔ لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرون ثلثہ (یعنی حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔ (عیون الحکایات، ج۱، ص۴۰)

(۵۱۳) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولادِ آدم! اگر تم فالتو مال (راہ خدا میں) خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اسے روکے رکھو تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۴) وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِیِّ الْخَطْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِیْ سِرْبِهٖ، مُعَافًى فِیْ جَسَدِهٖ، عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ، فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"سِرْبِهٖ": بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ نَفْسه، وَقِيْلَ: قَوْمُهٗ.

◀ ◀ حضرت عبیداللہ بن محصن انصاری الخطمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ اس کا نفس امن میں ہو اور اس کا جسم صحت مند ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو گویا اسے ساری دنیا مل گئی ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

عبداللہ ابن محصن: آپ انصاری خطمی ہیں، اہلِ مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

513: ترمذی، رقم الحدیث: 8/22328، مسلم، رقم الحدیث: 8/22328، احمد، رقم الحدیث: 8/22328

514: بخاری، رقم الحدیث: 300، ترمذی، رقم الحدیث: 671، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 671، ابن حبان، رقم الحدیث: 671، حلیہ، رقم الحدیث: 5/249، طبرانی، رقم الحدیث: 1849

Marfat.com

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم

حلِ لغات:

سربہ: سین مہملہ کے کسرہ کے ساتھ اس کا مطلب ہے: اس کا نفس اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قوم ہے۔

شرح:

سرب سین کے فتحہ یا کسرہ سے ر کے سکون سے بمعنی راستہ، چہرہ، سینہ، دل، نفس، یہاں بمعنی دل ہے یعنی اس کو ن دشمن کا خوف ہو نہ عذاب الٰہی کا خطرہ کیونکہ اس کا دشمن کوئی نہ ہو اور اس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو۔ اہل عرب کہتے ہیں لیس **العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید** یعنی عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے بلکہ عید اس کی ہے جو عذاب سے امن میں ہو۔

حذافیر جمع ہے حذفورہ کی بمعنی کنارہ جیسے عصفور کی جمع عصافیر، جمہور کی جمع جماھیر۔ لہٰذا حذافیر کے معنی ہوئے کنارے یعنی جس کو نفسانی امن و عافیت، دل کا چین، بدن کی صحت کچھ تھوڑا سا آج کے گزارہ کا مال میسر ہو تو وہ بادشاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کی نعمت دی ہوئی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۳۷)

(۵۱۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا، وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لے آیا' اور اس کے پاس حسب ضرورت رزق ہے' اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس رزق پر قناعت کی دولت سے نوازا' جو اسے عطا کی گئی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر یہ چار نعمتیں مل گئیں اس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہوگیا، وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۱)

(۵۱۶) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ

515: مسلم، رقم الحدیث: 2/6583، ترمذی، رقم الحدیث: 67، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 67، ابن حبان، رقم الحدیث: 67، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

516: ترمذی، رقم الحدیث: 1/98، ابن حبان، رقم الحدیث: 1/98، حاکم، رقم الحدیث: 1/98، قضاعی، رقم الحدیث: 616، احمد، رقم الحدیث: 9/23999، طبرانی، رقم الحدیث: 18/7861

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْاِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَّقَنِعَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابومحمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت عطا ہوئی اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا ہو اور وہ قناعت اختیار کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَّاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَّكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبزَ الشَّعِيْرِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے اور آپ کے اہل خانہ کو ایک رات کا کھانا میسر نہ ہوتا اور آپ اکثر جو روٹی کھاتے وہ جو کی روٹی ہوتی۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

عَشَاءً: رات کا کھانا۔

خُبزٌ: روٹی

شرح:

جو مالک کونین ہے ان کے اپنے گھر کا یہ حال ہے۔ شعر

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں — دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر و فاقہ اختیاری ہے، فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

517: ترمذی، رقم الحدیث:1/2303، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1/2303، مسلم، رقم الحدیث:1/2303، احمد، رقم الحدیث:1/2303، ابن حمید، رقم الحدیث:592، طبرانی، رقم الحدیث:11900

Marfat.com

(۵۱۸) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ، يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ - حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ . فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .

"الْخَصَاصَةُ": اَلْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِيْدُ .

◀ ◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ آدمی نماز کے اندر حالت قیام میں بھوک کی شدت کی وجہ سے گر پڑتے' اور یہ اصحاب صفہ تھے۔ حتیٰ کہ اعرابی کہنے لگے: یہ لوگ پاگل ہیں۔ سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تمہارے فاقے اور حاجت مندی میں اور اضافہ ہو۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

فضالہ ابن عبید اوسی انصاری ہیں، یہ حضور کے غلام ہیں، احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بیعت رضوان میں شریک تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شام کے جہادوں میں شریک رہے، دمشق میں قیام کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں کے قاضی رہے، ۳۵ھ میں وہیں وفات پائی

(از اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الفاء، فصل فی الصحابہ، مرقاۃ و اشعہ، مرآۃ المناجیح جلداول)

حلِ لغات:

"الْخَصَاصَةُ": فاقہ اور سخت بھوک۔

شرح:

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: "لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "وہ مالدار شخص جو اپنی جان اور مال

518: ترمذی، رقم الحدیث: 724، ابن حبان، رقم الحدیث: 724، طبرانی، رقم الحدیث: 18/798، حلیہ، رقم الحدیث: 2/17، احمد، رقم الحدیث: 9/23993

Marfat.com

میں سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا حق ادا کرتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ شخص اچھا ہے لیکن یہ شخص مراد نہیں، صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم! پھر لوگوں میں سے کون سا شخص سب سے اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ فقیر جس کو اس کی جد وجہد عطا کی گئی۔"

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۰۶۶ا۔عبداللہ بن دینار، ج ۵، ص ۳۹۳)

(۵۱۹) وَعَنْ اَبِیْ کَرِیْمَۃَ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مَلَأَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُکُلَاتٌ یُّقِمْنَ صُلْبَہٗ، فَاِنْ کَانَ لَا مَحَالَۃَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِہٖ، وَثُلُثٌ لِّشَرَابِہٖ، وَثُلُثٌ لِّنَفْسِہٖ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"اُکُلَاتٌ" اَیْ: لُقَمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوکریمہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: انسان جو برتن بھی بھرتا ہے ان میں پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں۔ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں، اور اگر خواہ مخواہ پیٹ بھرنا ہی ہو تو اس طرح بھرو کہ پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

مقدام ابن معدیکرب: آپ کی کنیت ابوکریمہ ہے، کندی ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر پائی ستاسی ہجری میں شام میں وفات پائی، بہت احادیث کے آپ راوی ہیں، مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

اکلات: کا مطلب ہے: چند لقمے۔

شرح:

بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھا لینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لینا جس سے

519: احمد، رقم الحدیث:6/17186، ترمذی، رقم الحدیث:4/2769، ابن حبان، رقم الحدیث:672، حاکم، رقم الحدیث:4/7139، طبرانی، رقم الحدیث:20/244، مسند القضاعی، رقم الحدیث:1340

Marfat.com

پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔

("الدرالمختار"، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۰......)

حضرتِ سیدنا عبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بیمار دل کی پانچ دوائیں ہیں: (۱) نیکوں کی صحبت (۲) تلاوت قرآن (۳) کم کھانا (۴) تہجد کی پابندی (۵) رات کے آخری حصہ میں گریہ وزاری۔

(المنبھات للعسقلانی باب الخماسی ص۶۰)

(۵۲۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ذَكَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ، اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ" يَعْنِیْ: اَلتَّقَحُّلَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

"اَلْبَذَاذَةُ" - بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - وَهِيَ رَثَاثَةُ الْهَيْئَةِ وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ۔ وَاَمَّا "اَلتَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ: قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: اَلْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے۔ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے اس سے مراد ہے تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش وعشرت ترک کرنے کی وجہ سے جلد کا خشک ہو جانا۔ (ابوداود)

تعارفِ راوی:

ابوامامہ دو ہیں اور دونوں صحابی ہیں: ایک ابوامامہ باہلی جو قبیلہ بنی باہلہ سے ہیں، دوسرے وہ جن کا نام ایاس ابن ثعلبہ ہے، یہ انصاری ہیں، یہاں یہ دوسرے ابوامامہ مراد ہیں، آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حلِ لغات:

البذاذۃ: باء موحدہ، اور دو ذال معجمہ کے ساتھ۔ اس سے مراد ہے پراگندہ حالی اور عمدہ لباس ترک کر دینا۔

التقحل: قاف اور حاء کے ساتھ، اہل لغت متقحل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش و عشرت کو ترک کرنے کی وجہ سے جلد خشک ہو جائے۔

520: ابوداود، رقم الحدیث: 357، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 357، حمیدی، رقم الحدیث: 327، حاکم، رقم الحدیث: 1/18، احمد، رقم الحدیث: 7

Marfat.com

شرح:

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اُون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی، ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا، اور فرمایا: "اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آجائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو، اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی، تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پسِ پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم وتوقیر کرو، بے شک دنیا کوئی قابل احترام شے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نہ کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہٰذا اس کے دھوکے سے بچو۔"

پھر فرمایا: "اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟" لوگوں نے کہا: "اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟" آپ علیہ لسلام نے فرمایا: "مساجد میری قیام گاہ ہیں، میری خوشبو اور عطریات پانی ہے، میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے، میرے پاؤں میری سواری ہیں، رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے، سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے، میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں، زمین کی گھاس اور نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھالیتا ہوں، میرا لباس اُون ہے، اللہ عزوجل سے ڈرنا میرا شعار ہے، اور مساکین وفقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مالدار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں)۔"

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے، آپ علیہ السلام نے ایک ہی اُون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رسّی سے باندھ لیتے یا پیوند لگا لیتے، آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا، پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال فرمایا۔

Marfat.com

آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑلو، اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اگاتے ہیں، نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار عزوجل انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو، اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھرلیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کرلو تب بھی تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرسکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلبگار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔"

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیا داروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلو، مالداروں سے بالکل جدا رہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق بھی نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کردو گے، تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کرسکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو، اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے، وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفا دنیا اسے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کردے گی، کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے

اور دنیا اسے دھوکا دیتی جارہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دارِ فانی سے رخصت ہوجائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذکر اللہ عزوجل کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو، ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے، بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کردیتی ہے۔
اور جس شخص کا دل سخت ہوجائے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم ہوجاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی رحمت

Marfat.com

کے امیدوار ہوتو اپنے دلوں کو سختی سے بچاؤ)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قساوت قلبی کی بیماری سے بچا، اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ کروں تیری حمد وثنا یاالٰہی عزوجل!

(عیون الحکایات، ج ۱، ص ۱۸۵)

(۵۲۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِّقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَّمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَقِيْلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِیُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهُ . قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ، فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِیَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ ، فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِئَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهٖ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِیْ وَقْبِ عَيْنِهٖ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَّعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَّحْمِهٖ وَشَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ: "هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهٖ شَیْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟" فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْجِرَابُ": وِعَاءٌ مِّنْ جِلْدٍ مَعْرُوْفٌ، وَّهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ . قَوْلُهٗ: "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَ"الْخَبَطُ": وَرَقُ شَجَرٍ مَعْرُوْفٍ تَاْكُلُهُ الْاِبِلُ . وَ"الْكَثِيْبُ": التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ، وَ"الْوَقْبُ": بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ وَّهُوَ نُقْرَةُ الْعَيْنِ . وَ"الْقِلَالُ": الْجِرَارُ . وَ"الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ: الْقِطَعُ . "رَحَلَ الْبَعِيْرَ" بِتَخْفِيْفِ الْحَاءِ: اَیْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ . "الْوَشَائِقُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ: اللَّحْمُ الَّذِیْ اقْتُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

521: مسلم، رقم الحدیث:5/4344، بخاری، رقم الحدیث:5/4344، ترمذی، رقم الحدیث:5/4344، نسائی، رقم الحدیث:5/4344، ابن ماجہ، رقم الحدیث:5/4344، احمد، رقم الحدیث:5/4344

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ قریش کے مقابلہ پر بھیجا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا اور زادِ راہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کی ایک بوری عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ ہمارے لیے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے۔ پوچھا گیا: تم ایک کھجور سے کیسے گزارا کرتے تھے؟ تو فرمایا: ہم اس کو چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے' پھر ہم اوپر سے پانی پی لیتے۔ تو وہ اس دن شام تک ہمیں کافی ہو جاتی۔ اور ہم اپنے نیزوں سے درخت کے پتے گراتے انہیں پانی میں تر کرتے اور کھا لیتے۔ فرماتے ہیں: ہم ساحل سمندر پر چل رہے تھے کہ ہمارے لیے ساحل پر ریت کے بڑے ٹیلے کی طرح کی کوئی چیز پھینکی گئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ جاندار ہے جسے عنبر (مچھلی) کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مردار ہے۔ پھر خود ہی فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں' اور ہم اللہ کی راہ میں گھروں سے نکلے ہیں میں اور تم اضطراری حالت میں ہیں اس لئے اسے کھا لو۔ ہم نے ایک مہینہ اس پر گزارا کیا اور ہم تین سو آدمی تھے۔ حتیٰ کہ ہم موٹے ہو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے گھڑے سے مٹکوں کے ساتھ چربی نکالتے اور ہم اس سے ٹکڑے کاٹتے جو بیل جتنے بڑے ہوتے یا بیل کی مثل بڑے ہوتے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو پکڑا اور انہیں اس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا۔ اس کی ایک پسلی کو پکڑ کر کھڑا کیا پھر ایک بڑے اونٹ کا کجاوہ کسا اور وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا اور ہم نے اس کے خشک گوشت کے ٹکڑے بطور زادِ راہ ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ رزق تھا' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا؛ کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ ہے۔ سو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے تناول فرمایا: (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الجراب: چمڑے کا مشہور برتن، جیم کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے پڑھا گیا ہے' اور کسرہ زیادہ فصیح ہے۔

نمصها: میم کے فتحہ کے ساتھ۔

الخبط: مشہور درخت کے پتے جسے اونٹ کھاتے ہیں۔

الكثيب: ریت کا ٹیلہ۔

Marfat.com

الوقب: واؤ کے فتحہ اور قاف کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد بائے موحدہ ہے۔ اس سے مراد آنکھ کا گڑھا ہے۔

القلال: مٹکے۔

الفدر: فاء کے کسرہ اور دال کے فتحہ کے ساتھ ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

رحل البعير: حاء مخفف کے ساتھ اس کا مطلب ہے: اس پر کجاوا رکھا۔

الوشائق: شین معجمہ اور قاف کے ساتھ وہ گوشت جو خشک کرنے کے لئے کاٹا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

خبط کے معنی ہیں درختوں کے پتے، چونکہ اس غزوہ میں حضرات صحابہ نے بھوک کی وجہ سے پتے کھائے تھے اس لیے اسے غزوہ خبط بھی کہتے ہیں اور ان غازیوں کے لشکر کو جیش خبط، یہ غزوہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ سے پہلے ہوا۔

اس طرح کہ دریا نے مچھلی کنارہ پر پھینکی وہ خشکی میں آ کر مرگئی ورنہ جو مچھلی دریا میں مرکر تر جائے وہ حرام ہے لہٰذا حدیث واضح ہے۔ وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ دریا کا میتہ حلال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دریا کی وجہ سے مرجائے یعنی پانی نہ ملنے سے جو پانی میں مرکر تیر جائے وہ دریا کا مردہ نہیں بلکہ کسی بیماری کی مردہ ہے۔

یعنی وہاں رہ کر ایک ماہ کھائی یعنی پندرہ دن وہاں اور پندرہ دن واپسی میں راستہ میں یا مدینہ منورہ پہنچ کر پندرہ دن تک کھاتے رہے لہٰذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں جس میں پندرہ دن تک کھانے کا ذکر ہے۔ اس مچھلی کو عنبر اس لیے کہتے ہوں گے کہ اس سے عنبر نکلتا ہے یا اس قسم کی مچھلی کا نام عنبر ہے۔ (اشعہ)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے سب سے اونچا اونٹ اس کی ہڈی کے نیچے سے گزارا تو وہ اونٹ اس ہڈی کے نیچے سے گزر گیا۔

اس عمل شریف سے مچھلی کی حلت عملی طور پر دکھادی گئی گویا قولی فتویٰ بھی دے دیا گیا اور عملی فتویٰ بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۵،ص ۱۰۰۷)

(۵۲۲) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّصْغِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

"الرُّصْغُ" بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمَفْصِلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ .

◄ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

522: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4027، ترمذی، رقم الحدیث: 1765

Marfat.com

الرصغ: صاد کے ساتھ اور الرسغ: سین کے ساتھ بھی منقول ہے وہ جوڑ جو ہتھیلی اور کلائی کے درمیان ہوتا ہے۔

(۵۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاؤُوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ ۔ فَقَالَ: "اَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهٗ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَّلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ: رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ تَنْضِجُ، فَقُلْتُ: طُعَيِّمٌ لِيْ، فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: "كَمْ هُوَ"؟ فَذَكَرْتُ لَهٗ، فَقَالَ: "كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ" فَقَالَ: "قُوْمُوْا"، فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: وَيْحَكِ قَدْ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ ومن مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَاَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: "كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ، فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا، فَانْكَفَاْتُ اِلٰى امْرَاَتِيْ، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِيْ، وَقَطَعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَّعَهٗ، فَجِئْتُهٗ فَسَارَرْتُهٗ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَبَحْنَا بهيمة لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ: اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ" فَجِئْتُ، وَجَآءَ النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ ۔ فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا، فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى

523: بخاری، رقم الحدیث: 3070، مسلم، رقم الحدیث: 2039

Marfat.com

بُرمَتِنا فَبصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: "ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرمَتِكُم، وَلا تُنزِلُوهَا" وَهُمْ اَلْفٌ، فَاُقسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوا حَتّٰى تَرَكُوهُ وَانحَرَفُوا، وَاِنَّ بُرمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَاِنَّ عَجِينَنَا لَيُخبَزُ كَمَا هُوَ.

قَوْلُهُ: "عَرَضَتْ كُدْيَةٌ" بِضَمِّ الْكَافِ وَاِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتَ، وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ صُلْبَةٌ مِنَ الْاَرْضِ لا يَعْمَلُ فِيهَا الفَاسُ، وَ"الْكَثِيبُ" اَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ، وَالْمُرَادُ هُنا: صَارَتْ تُرابًا نَاعِمًا، وَهُوَ مَعْنَى "اَهْيَلَ". وَ"الْاَثَافِيُّ": الْاَحجَارُ الَّتِي يَكُونُ عَلَيهَا الْقِدرُ، وَ"تَضَاغَطُوا": تَزَاحَمُوا. وَ"الْمَجَاعَةُ": الْجُوعُ، وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ. وَ"الْخَمَصُ": بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيمِ: الْجُوعُ، وَ"انْكَفَاتُ": انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ. وَ"الْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ، تَصْغِيرِ بَهْمَةٍ وَهِيَ، الْعَنَاقُ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ. وَ"الدَّاجِنُ": هِيَ الَّتِي اَلِفَتِ الْبَيْتَ: وَ"السُّوْرُ" الطَّعَامُ الَّذِي يُدْعَى النَّاسُ اِلَيْهِ؛ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ. وَ"حَيَّهَلا" اَيْ تَعَالَوْا. وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" اَيْ خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ، لِاَنَّهَا اعْتَقَدَتْ اَنَّ الَّذِي عِنْدَهَا لا يَكْفِيهِمْ، فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا اَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْاٰيَةِ الْبَاهِرَةِ. "بَسَقَ" اَيْ: بَصَقَ؛ وَيُقَالُ اَيْضًا: بَزَقَ، ثَلاثُ لُغَاتٍ. وَ"عَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيمِ، اَيْ: قَصَدَ. وَ"اقْدَحِيْ" اَيْ: اغْرِفِيْ؛ وَالْمِقْدَحَةُ: الْمِغْرَفَةُ. وَ"تَغِطُّ" اَيْ: لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقعہ پر ہم خندق کھودر ہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: خندق میں ایک سخت چٹان سامنے آ گئی ہے۔ فرمایا: میں اترتا ہوں۔ پھر آپ اُٹھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندے ہوئے تھے اور ہم نے بھی تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی اور ضرب لگائی تو وہ چٹان اس طرح ہوگئی جیسے مٹی کا ڈھیر ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ سو میں نے اپنی بیوی سے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ صبر نہیں کر سکتا' کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس جو اور ایک بکری ہے۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا جو کو پیسا حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آٹا نرم ہو کر روٹی پکنے کے قابل ہوگیا تھا' اور ہنڈیا چولہے پر پڑی پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور ایک یا دو آدمیوں کو ہمراہ لے لیں۔ فرمایا: کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا تو فرمایا: کھانا

Marfat.com

بہت ہے اور عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پہلے نہ چولہے سے ہنڈیا اتارے اور نہ تنور سے روٹیاں نکالے۔ آپ نے فرمایا: اُٹھو! تو مہاجرین اور انصار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تیرا بھلا جائے۔ نبی کریم ﷺ مہاجرین وانصار اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے آ گئے ہیں۔ کہنے لگی: کیا آپ ﷺ نے تم سے پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ اور بھیڑ نہ کرو۔ پس آپ ﷺ نے روٹی توڑنا اور اس پر گوشت رکھنا شروع کیا جب آپ ہنڈیا یا تنور سے روٹی اور گوشت نکالتے تو نان کو ڈھانپ دیتے اور کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرماتے اور پھر ڈھکنا اتارتے۔ آپ اسی طرح روٹی توڑتے اور ہنڈیا سے گوشت نکالتے رہے حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا' تو آپ ﷺ نے میری بیوی سے فرمایا: تم خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی دو، کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ بھوک میں مبتلا ہیں۔ سو میں لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک میں مبتلا دیکھا ہے۔ اس نے مجھے ایک تھیلا نکال کر دکھایا جس میں صاع بھر جو تھے اور ہمارے پاس گھر میں پلی ہوئی ایک بکری تھی۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے پس میرے ساتھ ہی وہ بھی فارغ ہو گئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ سو میں نے راز داری سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا جانور ذبح کیا ہے' اور میں نے صاع بھر جو پیسے ہیں۔ آپ چند لوگوں کے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پکار کر فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا، چلو! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا اتارنا' اور نہ اپنے آٹے کی روٹی پکانا۔ پس میں آیا اور نبی کریم ﷺ بھی لوگوں کے آگے آگے تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس نے مجھے سخت سست کہا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے وہی کچھ کیا ہے جو تو نے کہا تھا۔ سو میری بیوی نے آٹا نکالا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ایک پکانے والی کو بلاؤ' جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالو اور اسے چولہے سے مت اتارنا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار تھی۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کھاتے رہے حتیٰ کہ کھانا چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے' اور ہماری ہنڈیا سے ابھی تک گوشت کے ابلنے کی آواز آ رہی تھی' اور آٹے سے اسی طرح روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

عرضت كدية: کاف کے ضمہ، دال کے سکون اور یائے مثناۃ کے ساتھ ہے بمعنی زمین کا سخت ٹکڑا جس پر کدال اثر انداز نہ ہو سکے۔

الكثيب: اصل میں ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں اور یہاں مراد ہے: نرم مٹی۔

اهيل: کا بھی معنی مذکورہ بالا ہے۔

الاثافي: وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے یعنی چولہے کا پتھر۔

تضاغطوا: بھیڑ کرنا، ہجوم کرنا۔

المجاعة: بھوک، میم کے ضمہ کے ساتھ۔

الخمص: خاء معجمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ۔ بھوک کو کہتے ہیں۔

انكفات: میں لوٹا۔ پلٹا۔

البهيمة: باء کے ضمہ کے ساتھ۔ بہیمہ کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد ہے: بکری۔

عناق: عین کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

الداجن: جو جانور گھر سے مانوس ہو۔

السؤر: وہ کھانا جس پر لوگوں کو مدعو کیا جائے۔ یہ لفظ فارسی کا ہے۔

حيهلا: یعنی آؤ، چلو۔

بك و بك: یعنی وہ خاوند سے جھگڑیں اور انہیں سخت سست کہا؛ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو کھانا ان کے پاس ہے وہ ان تمام لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شرمندہ ہوئیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نبی کریم ﷺ کو روشن معجزہ اور واضح نشانی عطا فرمائی تھی وہ ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔

بسق، بصق، بزق: تین لغتیں ہیں اور اس کا مطلب ہے: تھوکنا۔

عمد: میم کے فتحہ کے ساتھ یعنی ارادہ کیا۔

اقدحی: یعنی چمچے سے نکالو۔

المقدحه: مراد ہے: چمچہ۔

تغط: یعنی ابلنے کی آواز آ رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

Marfat.com

شرح:جنگِ خندق:

۵ھ کی تمام لڑائیوں میں یہ جنگ سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چونکہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اس لئے یہ لڑائی "جنگ خندق" کہلاتی ہے اور چونکہ تمام کفار عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی اس لئے اس لڑائی کا دوسرا نام "جنگ احزاب" (تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ) ہے، قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ المریسیع، ج ۳، ص ۱ ملتقطاً، سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

جنگ خندق کا سبب:

گزشتہ اوراق میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ "قبیلہ بنونضیر" کے یہودی جب مدینہ سے نکال دیئے گئے تو ان میں سے یہودیوں کے چند رؤسا "خیبر" میں جا کر آباد ہو گئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان لوگوں کا اتنا اعزاز و اکرام کیا کہ سلام بن مشکم وابن ابی الحقیق وحیی بن اخطب وکنانہ بن الربیع کو اپنا سردار مان لیا یہ لوگ چونکہ مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں دہک رہی تھی اس لئے ان لوگوں نے مدینہ پر ایک زبردست حملہ کی اسکیم بنائی، چنانچہ یہ تینوں اس مقصد کے پیش نظر مکہ گئے اور کفار قریش سے مل کر یہ کہا کہ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم لوگ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر سکتے ہیں کفار قریش تو اس کے بھوکے ہی تھے فوراً ہی ان لوگوں نے یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی کفار قریش سے ساز باز کر لینے کے بعد ان تینوں یہودیوں نے "قبیلہ بنو غطفان" کا رُخ کیا اور خیبر کی آدھی آمدنی دینے کا لالچ دے کر ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا پھر بنو غطفان نے اپنے حلیف "بنو اسد" کو بھی جنگ کے لئے تیار کر لیا ادھر یہودیوں نے اپنے حلیف "قبیلہ بنو اسعد" کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور کفار قریش نے اپنی رشتہ داریوں کی بنا پر "قبیلہ بنو سلیم" کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا غرض اس طرح تمام قبائل عرب کے کفار نے مل جل کر ایک لشکر جرار تیار کر لیا جس کی تعداد دس ہزار تھی اور ابو سفیان اس پورے لشکر کا سپہ سالار بن گیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۰۴ تا ۱۰۵)

مسلمانوں کی تیاری:

جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگِ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تا کہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو سکے، مدینہ کے تین

Marfat.com

طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ کا صرف ایک رُخ کھلا ہوا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ ۸ ذوقعدہ ۵ھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہوگئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے خندق کی حد بندی فرمائی اور دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمادی اور تقریباً بیس دن میں یہ خندق تیار ہوگئی۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ المریسیع، ج ۳، ص ۲۱،۲۲، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۸ تا ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خندق کھودتے وقت ناگہاں ایک ایسی چٹان نمودار ہوگئی جو کسی سے بھی نہیں ٹوٹی جب ہم نے بارگاہ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تین دن کا فاقہ تھا اور شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بھربھرے ٹیلے کی طرح بکھر گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق.........الخ، الحدیث ۴۱۰۱، ج ۳، ص ۳۵، والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الخندق.........الخ، ج ۳، ص ۷۲،۸۲)

اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلتی تھی اور اس روشنی میں آپ نے شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارت دی۔ (زُرقانی جلد ۲ ص ۱۰۹ و مدارج ج ۲ ص ۱۶۹)

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدائن کسریٰ و مدائن قیصر و مدائن حبشہ کی فتوحات کا اعلان فرمایا۔ (نسائی ج ۲ ص ۳۶)

(۵۲۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِیْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِیْ وَرَدَّتْنِیْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبْتُ بِهٖ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اَلِطَعَامٍ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا" فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی

524: بخاری، رقم الحدیث: 422، مسلم، رقم الحدیث: 2040، ترمذی، رقم الحدیث: 363

Marfat.com

جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ . فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ" فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ، وَيَخْرُجُ عَشَرَةٌ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ، فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكُوْا سُؤْرًا .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَغُوْا جِيْرَانَهُمْ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهٖ، وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ: لِمَ عَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ، فَذَهَبْتُ اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ اُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا اَبَتَاهُ، قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ، فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ . فَدَخَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى اُمِّيْ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِيْ كِسَرٌ مِّنْ خُبْزٍ وَّتَمَرَاتٌ، فَاِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ اَشْبَعْنَاهُ، وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ . وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ .

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمزور آواز کو سنا ہے مجھے اس سے آپ کی بھوک کا پتہ چلا ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہاں! پھر انہوں نے جو کی روٹی کے کچھ ٹکڑے نکالے۔ پھر اپنا دوپٹہ نکالا۔ اس کے بعض حصے میں روٹی کو لپیٹا اور اسے میرے کپڑوں کے نیچے چھپادیا' اور دوپٹے کا باقی حصہ میرے اوپر اوڑھا' پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں

Marfat.com

تشریف فرما ہیں' اور آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو؟ تو وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چل دیا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ تشریف لے آئے ہیں' اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو ان کو کھلائیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چل دیئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ تشریف لائے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ تو وہ وہی روٹی لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے روٹی کو توڑا گیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس پر گھی کا برتن نچوڑا' اور اسے سالن کے طور پر استعمال کیا۔ پھر اس میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ پڑھیں۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ انہوں نے (دس آدمیوں کو) بلایا۔ سو انہوں نے کھایا' حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر باہر نکل گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ سو انہوں نے دس آدمیوں کو بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ حتیٰ کہ تمام جماعت نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ اور قوم ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھی۔

(متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: مسلسل دس آدمی اندر داخل ہوتے رہے' اور دس آدمی باہر نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جس نے اندر جا کر کھانا نہ کھایا ہو' اور سب سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کھانے کو اکٹھا کیا تو وہ اتنا ہی تھا جس وقت انہوں نے اس سے کھانا شروع کیا تھا۔

ایک روایت میں ہے: دس دس آدمی کھانا کھاتے رہے حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور کھانا باقی بھی بچ گیا۔

اور ایک روایت میں ہے: جو کھانا بچ گیا وہ انہوں نے پڑوسیوں کو دیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں تشریف فرما پایا۔ آپ نے اپنے شکم مبارک کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ میں نے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکم مبارک کیوں باندھ رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے' سو میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے' میں نے ان سے کہا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شکم مبارک پر پٹی باندھے دیکھا ہے۔ میں

Marfat.com

نے آپ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے (شکم مبارک کو باندھ رکھا ہے)۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میری ماں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: کیا کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے ہاں تشریف لائیں تو ہم آپ کو پیٹ بھر کر کھلا سکتے ہیں' اور اگر آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی آئیں تو کھانا ان کے لئے ناکافی ہوگا' اور پھر تمام حدیث بیان کی۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایسی ہی ایک دعوت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم کی فرمائی جیسا کہ ابھی ماقبل حدیث گزری امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کو یوں بیان کیا کہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن فاقوں سے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی کیا گھر میں کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس جو کو پیس کر گوندھ لو اور اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ میں نے ذبح کر کے اس کی بوٹیاں بنا دیں اور بیوی سے کہا کہ جلدی سے تم گوشت روٹی تیار کر لو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں، چلتے وقت بیوی نے کہا کہ دیکھنا صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چند ہی اصحاب کو ساتھ میں لانا کھانا کم ہی ہے کہیں مجھے رسوا مت کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خندق پر آ کر چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کرایا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمالیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے دعوت طعام دی ہے لہٰذا سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں پھر مجھ سے فرمایا، کہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹی مت پکوانا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے پھر روٹی پکنی شروع ہوئی اور ہانڈی میں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا ایک ہزار آدمیوں نے آسودہ

Marfat.com

ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق..............الخ، الحدیث:۴۱۰۱،۴۱۰۲،۲۰۱۴)

۵۷-بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِي الْمَعِيشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السُّؤَالِ مِنْ غَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

قناعت، سوال نہ کرنے، معیشت میں میانہ روی اختیار کرنے، خرچ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت کا بیان

قناعت کا معنی: تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنا، جو مل جائے اس پر راضی رہنا، (فیروز اللغات)

عفاف کا معنی: پرہیز گاری، پارسائی، یہاں مراد سوال سے پرہیز کرنا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

معیشت کا معنی: زندگی، زندگانی، زیست، حیات، عیش، روزگار، روزی، (فیروز اللغات)

قناعت کی تعریف: "القناعة فی اللغة الرضا بالقسمة، و فی اصطلاح اهل الحقيقة هی السكون عند عدم المألوفات" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: لغۃً قسمت پر راضی ہونا، اہل حقیقت کی اصطلاح میں خواہش کردہ چیزوں کے نہ ہونے کے وقت مطمئن ہونا۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود:6)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

تشریح:

ہر ایک چھوٹی بڑی، خشکی، تری کی مخلوق کا روزی رساں ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ان کے چلنے پھرنے آنے جانے، رہنے سہنے، مرنے جینے اور ماں کے رحم میں قرار پکڑنے اور باپ کی پیٹھ کی جگہ کو جانتا ہے۔

امام بن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں »فَاللّٰهُ اَعْلَمُ«۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ (البقرۃ:273)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے ناداں انہیں تو نگر

Marfat.com

سمجھے بچنے کے سبب' تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

تشریح:

فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرتیں کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضامندی کیلئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں »ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ« کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے »

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْهِمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ« ۔(النساء4:101)

اور

»یَضْرِبُونَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ« (المزمل73:20)

آیت میں ان کے حال سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو دربدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں۔ (صحیح بخاری:1479)

تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں۔

جیسے اور جگہ ہے

»سِیمَاهُمْ فِی وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُودِ« (الفتح48:29)

ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا

»وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ« (محمد:30)

ان کے لب ولہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، (سنن ترمذی:3127)

سنو قرآن کا فرمان ہے »اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِینَ« (الحجر15:75)

بالیقین اس میں اہل بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھ نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس نہ ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ جپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خودداری برتیں اور سوال سے بچیں۔

Marfat.com

دیکھو قرآن کہتا ہے

»لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا« (البقرہ2: 273)

یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بے نیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دِل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ایک اونٹ غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا۔ (مسند احمد 138/4)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہما کا ہے۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یاقوتہ تھا (مسند احمد: 9/3-44) ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم بنا ہوگا اس کا منہ نچا ہوا ہوگا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا، (سنن ابوداود: 1626)

، شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما ضرورت مند ہیں تو تین سو گنیاں انہیں بھجوائیں، آپ رضی اللہ عنہما خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور دو غلام بھی ہیں۔ (طبرانی کبیر: 150/2)

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ (سنن نسائی 2595 "عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (فرقان: 67)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کہ جب خرچ کریں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال

Marfat.com

پر رہیں○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ مَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِنْ رِزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ○﴾ (الذاریات:57-56) .

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں○ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں○

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ، فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُھَا فِی الْبَابَیْنِ السَّابِقَیْنِ، وَمِمَّا لَمْ یَتَقَدَّمْ .

اور رہیں اس موضوع کی احادیث تو ان میں سے اکثر پہلے دو ابواب میں بیان ہو چکی ہیں' اور جن کا بیان نہیں ہوا ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

(۵۲۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ، وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

"اَلْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَالرَّاءِ: ھُوَ الْمَالُ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: غنا مال و اسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ غنا تو یہ ہے کہ انسان کا دل غنی ہو جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

العرض: عین اور راء کے فتحہ کے ساتھ ہے مال کو کہتے ہیں۔

شرح:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا تم کثرتِ مال کو غنا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مال کی کمی کو فقر سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل غنا تو دل کی تونگری ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، فصل، الترھیب من المسئلۃ وتحریمھا مع الغنی، الحدیث:۲۴، ج۱، ص۳۰۲)

525: احمد، رقم الحدیث:3/7320، بخاری، رقم الحدیث:6446، مسلم، رقم الحدیث:1051، والحمیدی، رقم الحدیث:1207، ابونعیم، رقم الحدیث:99/4

Marfat.com

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: "اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم مال کی قلت ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔" (المستدرک، کتاب الزکاۃ، باب انما الغنی غنی القلب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۹۹۷، ج۵، ص۴۶۶)

(۵۲۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا اس پر قناعت کی دولت سے اسے نوازا۔ (مسلم)

(۵۲۷) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيْمُ، اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ، فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ. فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، اُشْهِدُكُمْ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"يَرْزَاُ" بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ ثُمَّ همزة ؛ اَيْ: لَمْ يَاْخُذْ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا، وَّاَصْلُ الرُّزْءِ: النُّقْصَانُ، اَيْ: لَمْ يَنْقُصْ اَحَدًا شَيْئًا بِالْاَخْذِ مِنْهُ، وَ"اِشْرَافُ النَّفْسِ": تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ. وَ"سَخَاوَةُ النَّفْسِ": هِيَ عَدَمُ الْاِشْرَافِ اِلَى الشَّيْءِ، وَالطَّمَعِ فِيْهِ، وَالْمُبَالَاةِ بِهٖ وَالشَّرَهِ.

526: مسلم، رقم الحدیث: 3/7320، احمد، رقم الحدیث: 3/7320، ترمذی، رقم الحدیث: 670، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 670، ابن حبان، رقم الحدیث: 670، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

527: بخاری، رقم الحدیث: 3220، ترمذی، رقم الحدیث: 3220، نسائی، رقم الحدیث: 3220م ابن حبان، رقم الحدیث: 3220، دارمی، رقم الحدیث: 1/388، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20041، طبرانی، رقم الحدیث: 3078، احمد، رقم الحدیث: 5/15321، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

Marfat.com

◀ ◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے کچھ عنایت فرمایا: پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا' پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا تا پھر اس کے بعد فرمایا: اے حکیم! بے شک یہ مال بڑا دلکش اور شیریں ہے سو جو اس کو طمع اور لالچ کے بغیر حاصل کرتا ہے اس کو اس میں برکت عطا کی جاتی ہے' اور جو اس کو طمع اور لالچ سے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی' اور وہ اس آدمی کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا رہے اور سیر نہ ہو۔ اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لوں گا' حتیٰ کہ میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا کرتے تھے کہ انہیں عطیہ دیں تو وہ ان سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عطیہ دینے کے لئے بلایا تو انہوں نے ان سے بھی کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ مال فے میں سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے وہ میں اس کے حوالے کرتا ہوں اور وہ لینے سے انکاری ہے۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص سے کوئی چیز نہ لی حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: ۱۰ کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یرزاء: پہلے راء پھر زاء اور پھر ہمزہ ہے یعنی کسی سے کوئی چیز نہ لی۔ اصل میں "الرزء" نقصان کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی سے مال لے کر اس کے مال میں کمی نہیں کی۔

اشراف النفس: کسی شے کی تاک میں رہنا اور اس کا لالچ کرنا۔

سخاوۃ النفس: کسی چیز کی طرف نہ جھانکنا، نہ لالچ کرنا اور نہ اس کی پروا کرنا۔

شرح:

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

Marfat.com

یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادرِ مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کوکسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملتقطاً صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج۲، ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عزَّ وجَلّ) کے نائبِ اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِ كَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا وآخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علومِ "مَاكَانَ وَمَايَكُوْن" (یعنی گذشتہ وآئندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ۔

(۵۲۸) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِيْ، وَسَقَطَتْ اَظْفَارِيْ، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ عَلٰى اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ، قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ: فَحَدَّثَ اَبُوْ مُوْسٰى بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهُ! قَالَ: كَاَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَّكُوْنَ شَيْئًا مِّنْ عَمَلِهِ اَفْشَاهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت ابو بردہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں نکلے اور ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا، جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہوگئے اور میرا پاؤں بھی زخمی ہوگیا اور میرے ناخن گر گئے۔ پس ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اس طرح اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع رکھا گیا کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑوں کی پٹیاں باندھا کرتے تھے۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا پھر آپ اس حدیث کو بیان کرنا ناپسند کرتے اور فرمایا: میں یہ (عمل) اس لئے تو نہیں کرتا تھا کہ اسے بیان کروں۔ راوی کہتے ہیں: شاید انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ انہوں نے اپنے ایک عمل کو افشاء کردیا ہے۔ (متفق علیہ)

528: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 4128، مسلم، رقم الحدیث: 1816، ابن حبان، رقم الحدیث: 4734، بیہقی، رقم الحدیث: 258/5

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموصی اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نقبت: از، نقباً بمعنی پھٹ جانا، زخمی ہو جانا۔

شرح:

غزوہ ذات الرقاع میں ایک دلچسپ معجزہ رونما ہوا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس غزوہ ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی ست روی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ساتھ دے سکوں مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عصاء لیکر اونٹ پر تین مرتبہ گھسا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ مجھے قسم ہے اس خدا عزوجل کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہ رہتا اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، کتاب ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات، باب قصۃ الجمل والناقۃ، ج ۲، ص ۹۷)

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۲۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ ـ بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقَ وَاِسْكَانِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَالٍ اَوْ سَبْيٍ فَقَسَّمَهُ، فَاَعْطَى رِجَالًا، وَتَرَكَ رِجَالًا، فَبَلَغَهُ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ اَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِي، وَلٰكِنِّيْ اِنَّمَا اُعْطِي اَقْوَامًا لِمَا اَرٰى فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" قَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: فَوَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْهَلَعُ": هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ، وَقِيْلَ: الضَّجَرُ .

◄ ◄ حضرت عمرو بن تغلب تاء مثناۃ کے فتحہ، غین کے سکون، اور لام کے کسرہ کے ساتھ سے مروی ہے کہ رسول

529: البخاری، رقم الحدیث: 923

Marfat.com

اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرما دیا اور آپ نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا اور کچھ لوگوں کو رہنے دیا۔ آپ ﷺ کو خبر ملی کہ جن لوگوں کو آپ نے چھوڑ دیا ہے وہ ناراض ہیں۔ سو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اما بعد! اللہ کی قسم! میں ایک آدمی کو کچھ دیتا ہوں اور ایک کو ترک کر دیتا ہوں اور میں جس کو ترک کرتا ہوں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں میں شدید بے صبری اور اضطراب دیکھتا ہوں اور کچھ لوگوں کو میں اس غنا اور نیکی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے' اور انہی میں سے ایک عمرو بن تغلب ہیں۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کے ان کلمات کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی ملیں تو مجھے یہ پسند نہیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

عمرو ابن تغلب: آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبد القیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

الهلع: شدید بے صبری، اور بعض نے کہا ہے: اس سے مراد قلبی اضطراب ہے۔

شرح:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے ناراض ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ کسی وجہ سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا، تو ان کو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا مندی کی فکر تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد تھوڑی دیر تک مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، اس حالت میں وہ آتے اور سلام کرتے اور دل میں کہتے کہ لبہائے مبارک کو سلام کے جواب میں حرکت ہوئی یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے متصل نماز پڑھتے اور کن انکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتے جاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک..............الخ، الحدیث: ۴۴۱۸، ج ۳، ص ۱۴۷)

(۵۳۰) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

---

530 اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 1427، مسلم، رقم الحدیث: 1034

Marfat.com

وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ اَخْصَرُ .

◀ ◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد استغناء قائم رہے اور جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچالیتا ہے اور جو استغناء اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں اور مسلم کے الفاظ زیادہ مختصر ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 61 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

"بہتر صدقہ وہ ہے کہ پُشتِ غنیٰ سے ہو یعنی اُس کے بعد تونگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔"

ایک صاحب انڈے برابر سونا لے کر حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ! میں نے ایک کان میں سے پایا میں اسے تصدق کرتا ہوں اس کے سوا میری ملک میں کچھ نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا، انہوں نے پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی، حضور نے وہ سونا ان سے لے کر ایسا پھینکا کہ اگر ان کے لگتا تو درد پہنچاتا یا زخمی کرتا اور فرمایا تم میں ایک شخص اپنا پورا مال لاتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر بیٹھا لوگوں سے بھیک مانگے گا'' خیر الصدقة ما كان عن ظهر غنى ۔ بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی محتاج نہ ہو جائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب الرجل یخرج من مالہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۳۶،۲۳۵)

بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالب علموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے، سب سے بہتر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچہ سے عالم بنایا جاوے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچہ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا جن کا فیض تا قیامت رہے گا۔

(۵۳۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَةِ، فَوَاللّٰهِ لَا يَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا، فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْاَلَتُهُ مِنِّیْ شَيْئًا وَّاَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكَ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو عبدالرحمٰن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوال کرنے میں اصرار نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے تو اس کا سوال مجھ سے

531: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 1038، نسائی، رقم الحدیث: 2529

Marfat.com

کچھ نکلوالیتا ہے، حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں تو جو کچھ میں اس کو دیتا ہوں اس میں اس کے لئے قطعاً برکت نہیں ہوتی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہے، آپ پانچویں پشت یعنی عبد المناف میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہیں۔ آپ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے، مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حضور کے سالے ہیں، کاتب وحی ہیں، عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے، چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے، امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر صلح فرمالی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ھ لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۷۸ سال عمر پائی، آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر شریف، قمیص مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا، آپ کے پورے حالات شریف ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ (مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ)

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد اول)

شرح:

حدیث شریف میں ہے: "جس کے پاس بقدر کفایت ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔'

'("سنن ابن ماجہ"، کتاب الزکاۃ، باب: من سال عن ظھر غنی، الحدیث: ۱۸۴۰، ج ۲، ص ۴۰۲......)

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "وہ جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی"، کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے؟ فرمایا: "صبح وشام کا کھانا۔"

("سنن ابی داود"، کتاب الزکاۃ، باب من یعطی من الصدقۃ، وحد الغنی، الحدیث: ۱۶۲۹، ج ۲، ص ۱۶۴، بالفاظ متقاربۃ......و "الجامع الصغیر"، حرف المیم، ح ۵۳۲)

سوال بقدرِ حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص واوقات واحوال واَمصار مختلف۔ پس غیر خدا سے سوال فِيْ نَفْسِهٖ قَبِيْح ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت، الضرورات تُبِيح المحظورات (یعنی: ضرورتیں ممنوعہ اشیاء کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں) جو شخص بقدرِ سدِ رَمَق کے قُوت یا بقدرِ سترِ عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب سے بھی نہیں حاصل کر سکتا اسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے۔

پہلی شرط:

خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے۔

Marfat.com

دوسری شرط:

حتی الوسع (جہاں تک ممکن ہو) اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اس پر سوال گراں نہ گزرے گا اور وہ اسے بنظرِ حقارت نہ دیکھے گا۔

تیسری شرط:

پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی وسوال کا نہ کرے؛ کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے۔

چوتھی شرط:

جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے اس کے جی پر گراں گزرے مگر صاحبِ زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال بتعینِ مضائقہ نہیں رکھتا، اگرچہ اس کو ناگوار ہو اور اسی طرح تعینِ سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے، نہ چاہیے۔

پانچویں شرط:

قدرِ حاجت سے زیادہ نہ مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اصل حاجتیں تین ہیں: روٹی، کپڑا، گھر، اور حدیث شریف میں ہے کہ "آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں، چند لقمے کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے اور چھوٹا گھر جس میں جھک کر داخل ہو سکے" اسی طرح جو چیزیں گھر کیلئے لابُدّ (یعنی ضروری) ہیں وہ بھی حاجت میں داخل ہیں۔

قال الرضاء: یہ حاجاتِ ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے اور اہل وعیال والے کو ان کے نفقہ کی بھی حاجت ہے، اگر بی بی یا غیر مالدار بچوں یا حاجت مند ماں باپ اور ان کے مثل ان کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اس پر واجب ہے قدرِ کفایت نہ پاس ہے، نہ وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے تو ان کے لئے بھی سوال جائز بلکہ واجب ہے۔

جو شخص واجب کے حصول پر سوال کئے بغیر قدرت نہیں رکھتا اس پر سوال کرنا واجب ہے، اسی کی مثل "ردالمحتار" میں "ذخیرہ" سے منقول کہ اگر کما کر ان کا نفقہ جو اس شخص پر واجب ہے، پورا کر سکتا ہے تو کمائی کر کے ان کا نفقہ ادا کرے ، اور اگر لنجا یا اپاہج ہونے کے سبب نہیں کما سکتا تو لوگوں سے مانگ کر ان کا خرچہ پورا کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح خصاف کے باب النفقہ میں بھی مذکور ہے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج ۵، ص ۳۴۶ .....)

غرض اصل کلّی وہی ہے کہ جو حاجت وضرورت واقعی وشرعی ہو اور طریقہ تحصیل سوا سوال کے دوسرا نہ ہو (مانگنے

Marfat.com

کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہوتو) اس کے لیے بقدرِ حاجت، تاوقتِ حاجت سوال جائز ہے ورنہ حرام۔

آج کل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لیے بھیک مانگتے ہیں اوراس سے مقصودرسوم مُرَوَّجہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے، حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجتِ شرعیہ نہیں تو ان کے لئے سوال حلال نہیں ہوسکتا، ہاں مسلمانوں کوخود مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اِعانت کریں۔ حدیث میں اس کی مدد کرنے، اسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اورانہیں دینا بھی حرام،

چھٹی شرط:

اسے تنعُّم و تجمُّلِ نفس وعیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت ومباح میں خرچ کرے۔

قال الرضاء: مال غادی ورائح ہے) یعنی: مال، بادل وہوا کی مانند آنی جانی شئے ہے (صبح آتا اور شام جاتا شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نانِ شبینہ کے محتاج (مفلس اور لاچار لوگ) آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت وتاج ہوگئے اب اگر کسی نے ضرورت کے لئے سوال سے مال حاصل کیا ابھی خرچ نہ ہوا تھا کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا تو اسے اگرچہ اس مالِ سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں کہ اس وقت محتاج ہی تھا مگر اولیٰ یہی ہے کہ واپس کردے تاکہ ذلتِ سوال کی تلافی اور شکر واظہارِ نعمتِ الٰہی ہو پھر بھی اگر صَرف کرے تو اسی حاجت وضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لیے مانگا تھا اس کے خلاف نہ ہو۔

ساتویں شرط:

مُنعمِ حقیقی کا شکر بجالائے اور جس نے دیا اس کا بھی شکر ادا کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے اوراس کے حق میں دعا کرے۔

حدیث شریف میں ہے: "جو بھلائی کرے اسکو بدلا دو' نہ ہوسکے تو اس کیلئے دعا کرو۔"

مگر صدقہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر فقیر اس کے سامنے اسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا عوض دعا ہوجاوے اور صدقہ بے عوض رہے اس کے عوض ثواب آخرت ملے۔

آٹھویں شرط:

کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا وہ اس کو حریص سمجھے گا۔

نویں شرط:

اگر دینے والا تنگ ہوکر یا لوگوں سے شرما کر یا مالِ مُشتَبہ یا حرام اس کو دے، قبول نہ کرے کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا، خدا اپنے فضل وکرم سے اسے بہتر عنایت فرمائے گا۔

Marfat.com

دسویں شرط:

لِوَجْہِ اللہ سوال نہ کرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو، نہ کہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص لِوَجہِ اللہ سوال کرے، ملعون ہے۔"

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے: اس چڑیا کے لیے مجھے کچھ دو، کسی نے کہا: یہ کیا کہتے ہو؟ فرمایا: دنیائے دُوں (یعنی: بے قیمت وحقیر دنیا) کے لیے خدا کا واسطہ نہیں لاسکتا اس کا شفیع (سفارشی) بھی حقیر چاہیے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:))لا یسئل لوجه الله الا الجنة((۔ "لوجہ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے۔"

گیارہویں شرط:

جس قدر دیا جائے بطیب خاطر) یعنی: خوش دلی کے ساتھ (قبول کرے زیادہ پر اِصرار سے نہایت باز رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مال، دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔"

یہ زیادہ کے لیے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ اس تھوڑے کی قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا، اگر قناعت کرتا، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

بارہویں شرط:

لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے۔

قال الرضاء: جیسے دینے والے کو چاہیے کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے کہ اللہ عزوجل غنی ہے، صدقہ پہلے اس غنی مطلق جَلَّ وَعَلَا کے دستِ قدرت میں پہنچتا اس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیش کش کرتا ہے۔

ایسے ہی صدقے لینے والے پر لازم ہے کہ ناقص پر ناراض نہ ہو اور اس کی مذمت وشکایت نہ کرے کہ آخر اس کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت کا مُعَاوَضہ شکر ہے نہ) کہ (شکایت، اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا کہ شکایت کرتا ہے۔

تیرہویں شرط:

جو شخص مالِ ظلم یا مالِ رِبا (کسی سے چھینا ہوا، یا سُودی مال) دے ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوا خُبث (برائی) کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

Marfat.com

قال الرضاء: اگر معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دیتا ہے عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے خواہ ہدیہ میں، خواہ صدقہ میں، خواہ اُجرت میں، خواہ قرض میں، خواہ کسی طرح، ورنہ جائز۔

چودھویں شرط:

صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے، جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔ کثیر بھی اللہ کے حضور قلیل ہے (حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

(فضائل دعا، رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان)

(۵۳۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرحمٰن عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْاَشْجَعِیّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَكُنَّا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ" فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: "عَلٰى اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ" وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيْفَةً "وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا" فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوعبدالرحمٰن بن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو، آٹھ یا سات آدمی حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم نے نئی نئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے تو آپ کی بیعت کر لی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ آگے کیے اور عرض کی: بیعت تو ہم نے آپ کی کر لی ہے۔ اب کس چیز پر بیعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، پانچ نمازیں ادا کرو گے، اللہ تعالیٰ کا حکم مانو گے اور ایک بات آپ نے بڑی آہستہ آواز میں فرمائی کہ، لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگو گے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے اس جماعت میں سے بعض لوگوں کو دیکھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے عصا وغیرہ بھی گر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتے کہ انہیں پکڑا دے۔ (مسلم)

532: مسلم، رقم الحدیث: 3385، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3385، نسائی، رقم الحدیث: 3385، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3385، ابن حبان، رقم الحدیث: 3385، طبرانی، رقم الحدیث: 18/67

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 457 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یناوله: از، نولاً و نوالاً، بمعنی عطیہ دینا، ہاتھ دراز کر کے دینا۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے باقی اس میں بیعت کے بارے بیان ہوا اس کے لیے ہماری کتاب ''معجزاتِ نبی کی برسات اور غوثِ جلی کی ذات'' ناشر اکبر بک سیلرز کے باب سوئم کا مطالعہ ضرور فرمائیں (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۳۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَۃُ بِاَحَدِکُمْ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی وَلَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"الْمُزْعَۃُ" بِضَمِّ الْمِیْمِ وَاِسْکَانِ الزَّایِ وَبِالْعَیْنِ الْمُھْمَلَۃِ: اَلْقِطْعَۃُ۔

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ایک شخص ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

المزعة: میم کے ضمہ، زاء کے سکون اور عین مہملہ کے ساتھ: ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

شرح:

اس کی شرح ماقبل احادیث میں گزر چکی ہے۔

(۵۳۴) وَعَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ، وَذَکَرَ الصَّدَقَۃَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَۃِ: "اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَالْیَدُ الْعُلْیَا ھِیَ الْمُنْفِقَۃُ، وَالسُّفْلٰی ھِیَ السَّائِلَۃُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

533: بخاری، رقم الحدیث: 1474، مسلم، رقم الحدیث: 103/1040، نسائی، رقم الحدیث: 2484

534: بخاری، رقم الحدیث: 3364، مسلم، رقم الحدیث: 3364، موطا، رقم الحدیث: 3364، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3364، نسائی، رقم الحدیث: 3364، ابن حبان، رقم الحدیث: 3364، بیہقی، رقم الحدیث: 1974، احمد، رقم الحدیث: 2/4474، دارمی، رقم الحدیث: 1/389، اشباب، رقم الحدیث: 231

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر صدقے اور سوال سے باز رہنے کا ذکر کیا اور فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۳۵) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا ؛ فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں سے اس لئے سوال کرے کہ اس کے مال میں اضافہ ہو تو وہ انگاروں کا سوال کر رہا ہے چاہے تو کم طلب کرے چاہے تو زیادہ۔ (مسلم)

(۵۳۶) وَعَنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِىْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

"اَلْكَدّ": اَلْخَدْشُ وَنَحْوُهُ .

◀ ◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک سوال کرنا چھیلنا ہے۔ جس سے آدمی اپنے چہرے کو چھیل دیتا ہے سوائے اس کے کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا اس کام کے لیے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 406 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

الکد: چھیلنا وغیرہ۔

535: مسلم، رقم الحدیث: 1041، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1838

536: احمد، رقم الحدیث: 7/2040، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1739، ترمذی، رقم الحدیث: 681، نسائی، رقم الحدیث: 2598، ابن حبان، رقم الحدیث: 3397، طبرانی، رقم الحدیث: 6797، بیہقی، رقم الحدیث: 197/4

Marfat.com

شرح:

لوگوں سے سوال کرنے کی شرائط ہم نے حدیث نمبر:۵۳۲ میں ذکر کردیں ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔

(۵۳۷)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصَابَتْہُ فَاقَۃٌ فَاَنْزَلَھَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُہُ، وَمَنْ اَنْزَلَھَا بِاللّٰہِ، فَیُوْشِکُ اللّٰہُ لَہٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"یُوْشِکُ" بِکَسْرِ الشِّیْنِ: اَیْ یُسْرِعُ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی فاقے میں مبتلا ہوجائے اور اپنے فاقے کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوتا' اور جو شخص اپنے فاقے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خدمت میں پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد یا بدیر حکمت خداوندی کے مطابق رزق عطا فرمائے گا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤداور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

یوشک: شین کے کسرہ کے ساتھ کا مطلب ہے: جلدی کرتا ہے۔

شرح:

یعنی اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے اور بے صبری ظاہر کرے اور لوگوں کو اپنا حاجت رواں جان کر ان سے مانگنا شروع کردے تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ اسے مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہ ہوگی اور ہمیشہ فقیر ہی رہے گا۔

مزید فرمایا جو اپنا فاقہ لوگوں سے چھپائے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگے اور حلال پیشہ میں کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے مانگنے کی ضرورت ڈالے گا ہی نہیں، اگر اس کے نصیب میں دولت مندی نہیں ہے تو اسے ایمان پر موت نصیب کرکے جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور اگر دولتمندی نصیب میں ہے تو وہ جلدی نہ سہی دیر سے ہی عطا فرمادے گا

537: ابوداؤد، رقم الحدیث: 1645، احمد، رقم الحدیث: 2/3696، ترمذی، رقم الحدیث: 2333

Marfat.com

کہ اس کی کمائی میں برکت دے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۷۸)

(۵۳۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَکَفَّلَ لِیْ اَنْ لَّا یَسْاَلَ النَّاسَ شَیْئًا، وَّاَتَکَفَّلُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ؟" فَقُلْتُ: اَنَا، فَکَانَ لَا یَسْاَلُ اَحَدًا شَیْئًا ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں اسی بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ ابو داؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۵۳۹) وَعَنْ اَبِیْ بِشْرٍ قَبِیْصَۃَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَۃً فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُہٗ فِیْھَا، فَقَالَ: "اَقِمْ حَتّٰی تَاْتِیَنَا الصَّدَقَۃُ فَنَاْمُرَ لَکَ بِھَا" ثُمَّ قَالَ: "یَا قَبِیْصَۃُ، اِنَّ الْمَسْاَلَۃَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَۃٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَۃً، فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْاَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَھَا، ثُمَّ یُمْسِکُ، وَرَجُلٌ اَصَابَتْہُ جَائِحَۃٌ اجْتَاحَتْ مَالَہٗ، فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْاَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ - اَوْ قَالَ: سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ - وَرَجُلٌ اَصَابَتْہُ فَاقَۃٌ، حَتّٰی یَقُوْلَ ثَلَاثَۃٌ مِّنْ ذَوِی الْحِجٰی مِنْ قَوْمِہٖ: لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَۃٌ ۔ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْاَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ، اَوْ قَالَ: سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ، فَمَا سِوَاھُنَّ مِنَ الْمَسْاَلَۃِ یَا قَبِیْصَۃُ سُحْتٌ، یَاْکُلُھَا صَاحِبُھَا سُحْتًا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلْحَمَالَۃُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ: اَنْ یَّقَعَ قِتَالٌ وَّنَحْوُہٗ بَیْنَ فَرِیْقَیْنِ، فَیُصْلِحُ اِنْسَانٌ بَیْنَھُمْ عَلٰی مَالٍ یَّتَحَمَّلُہٗ وَیَلْتَزِمُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ ۔ وَ"الْجَائِحَۃُ" اَلْاٰفَۃُ تُصِیْبُ مَالَ الْاِنْسَانِ ۔ وَ"الْقِوَامُ" بِکَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِھَا: ھُوَ مَا یَقُوْمُ بِہٖ اَمْرُ الْاِنْسَانِ مِنْ مَّالٍ وَّنَحْوِہٖ ۔ وَ"السِّدَادُ" بِکَسْرِ السِّیْنِ: مَا یَسُدُّ حَاجَۃَ الْمُعْوِزِ وَیَکْفِیْہِ، وَ"الْفَاقَۃُ": اَلْفَقْرُ ۔ وَ"الْحِجٰی": اَلْعَقْلُ ۔

◀ ◀ حضرت ابی بشر قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دو لڑتے ہوئے گروہوں میں

538: احمد، رقم الحدیث: 8/22448، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1643، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، مسلم، رقم الحدیث: 1044، وابوداؤد، رقم الحدیث: 1640، نسائی، رقم الحدیث: 2578، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 396/1، ابن حبان، رقم الحدیث: 329، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2359، ابن جارود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 18/947-956، دارقطنی، رقم الحدیث: 119/7، بیہقی، رقم الحدیث: 73/6

539: مسلم، رقم الحدیث: 5/15916، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5/15916، نسائی، رقم الحدیث: 5/15916، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 1/396، ابن حبان، رقم الحدیث: 3291، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2359، ابن جارود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 18، دارقطنی، رقم الحدیث: 2/119، بیہقی، رقم الحدیث: 6/73

Marfat.com

صلح کے لئے دیت کا ارادہ کرنے کا ذمہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ سے اس سلسلہ میں پوچھوں تو آپ نے فرمایا: ٹھہرو۔ ہمارے پاس صدقہ کا کچھ مال آجائے تو ہم وہ تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔ پھر فرمایا: اے قبیصہ! تین آدمیوں کے سوا کسی کا سوال کرنا جائز نہیں۔ ایک تو وہ جو (صلہ کے لئے دیت کا) ذمہ اُٹھائے۔ اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس فرض سے سبکدوش ہو جائے اور اس کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر کوئی آفت نازل ہو جائے اور اس کے مال کو تباہ کر دے اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔

اور ایک وہ آدمی جس کو فاقہ درپیش ہو اور اس کی قوم کے تین سمجھدار آدمی بیان دیں کہ یہ آدمی واقعی فاقہ زدہ ہے تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔

اے قبیصہ! ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے' سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

قبیصہ ابن مخارق: آپ ہلالی ہیں حضور انور کی خدمت میں اپنی قوم کے نمائندے بن کر آئے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم

حلِ لغات:

الحمالہ: حاء کے فتحہ کے ساتھ۔ اس سے مراد ہے دو فریقوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے اور کوئی شخص ان کے درمیان مال کے عوض صلح کرادے' اور اس مال کی ادائیگی اپنے ذمے لے لے۔

الجائحہ: وہ آفت جو کسی انسان کے مال پر نازل ہو۔

القوام: قاف کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ ہے۔ وہ مال وغیرہ جس سے انسان کا معاملہ اعتدال پر آجائے۔

السداد: سین کے کسرہ کے ساتھ۔ وہ چیز جو محتاج کی حاجت کو دور کرے' اور اس کے لئے کافی ہو جائے۔

الفاقہ: فقر۔

الحجی: عقل

شرح:

حمالہ: یعنی اس ضمانت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو قومیں دیت یا دوسرے مال قرض کی وجہ سے آپس میں لڑ

Marfat.com

لگیں، کوئی ان میں صلح کرانے اور دفع شر کے لیے مقروض کا قرض یا مقتول کی دیت اپنے ذمے لے لے یعنی دفع فساد یا صلح کرانے کے لیے مال کا ضامن بن جانا یا اپنے ذمہ لے لینا۔ (مرقات ولمعات وغیرہ)

(کچھ مانگنے کو حاضر خدمت ہوا) تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال عطا فرمادیں جس سے میں وہ قرض چکا دوں یا دیت ادا کردوں۔

(صدقہ آجاتا ہے) صدقہ سے مراد مال ظاہری جانوروں و پیداوار کی زکوۃ ہے جو حکومت اسلامیہ وصول کرتی تھی یا مال باطنی یعنی سونے چاندی وغیرہ کی زکوۃ جو غنی صحابہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی خیرات کریں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خیرات قبول ہو، یعنی اے قبیصہ اتنا توقف کرو کہ زکوۃ وصول ہو جائے تو اس سے تمہارا زرِ ضمانت ادا کر دیا جائیگا۔

(جس نے ضمانت اُٹھائی) اس سے معلوم ہوا کہ ایسا ضامن اگرچہ مالدار بھی ہو تو صدقہ مانگ سکتا ہے کیونکہ یہ مانگنا اپنے لیے نہیں بلکہ اس مقروض فقیر کے لیے ہے جو فقیر ہے جس کا یہ ضامن ہے، رب تعالیٰ نے زکوۃ کے مصارف میں غارمین (مقروضوں) کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہی مقروض ہیں۔

(جس کو حادثہ پیش آیا) یعنی یہ شخص غنی تھا آفت ناگہانی نے مال برباد کرکے اسے فقیر کر دیا اگرچہ تندرست ہے کمانے پر قادر ہے مگر کمانے تک کیا کھائے وہ اس وقت تک کے لیے مانگ سکتا ہے جب کچھ گزارہ کے لائق کمائے تو سوال سے باز آجائے۔

سدادٌ یا سدُّ سین کے فتح سے، بمعنی رکاوٹ و آڑ یا سِدٌ سین کے کسرہ سے ہے، بمعنی درستی و اصلاح یعنی اتنا مال حاصل کرے جس سے فقر وفاقہ رک کر زندگی درست ہو جائے۔ غرضکہ بھیک مانگنا مردار جانور کی طرح ہے جس کا جائز و حلال ہونا سخت ضرورت پر ہے۔

(اس کی قوم کے تین آدمی گواہی دیں) یہ گواہی کی قید اس کے لیے ہے جس کے متعلق لوگوں کو شبہ ہو کہ یہ غنی ہے اور بلاضرورت مانگ رہا ہے۔ قوم سے مراد اس کے حالات سے خبردار لوگ ہیں خواہ اس کی برادری کے ہوں یا آس پڑوس کے یعنی کم از کم تین واقف حال لوگ جنہیں غریبی امیری حاجت و غنا کی پہچان ہو وہ بتادیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اہل مدینہ قرض لینے اور سوال کرنے میں عار نہیں سمجھتے تھے ان کے وہ عادی تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عادتوں کو بدلنے کے لیے سوال پر تو یہ پابندیاں لگائیں۔ مقروض کی نماز جنازہ خود نہ پڑھی دوسروں سے پڑھوادی تاکہ عبرت پکڑیں اور قرض حتی الامکان نہ لیں۔

(اس کو کھانے والا حرام ہی کھائے گا) خیال رہے کہ تین کا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں، ان تین کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن میں سوال درست ہوتا ہے جیسے وہ بے دست و پا جو کمانے پر قادر نہ ہو، وہ طالب علم جس نے اپنے کو طلب علم

Marfat.com

کے لیے وقف کردیا ہو اور لوگ توجہ نہ کرتے ہوں بغیر طلب نہ دیتے ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ خانقاہوں کے وہ مجاور جنہوں نے اپنے کو ریاضت ومجاہدات کے لیے حقیقی معنے میں وقف کردیا ہو ان کے لیے اُن ہی میں کا ایک سوال کرسکتا ہے، روٹیاں کپڑے جمع کرسکتا ہے، مگر خیال رہے کہ رب تعالیٰ نیت سے خبردار ہے مانگنے کے لیے صوفی نہ بن جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۶۳)

(۵۴۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ، وَلَا یُفْطَنُ لَهٗ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ، وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْاَلَ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے گرد چکر لگاتا رہے۔ جسے ایک دو لقموں یا ایک دو کھجوروں کا لالچ محو گردش رکھے۔ بلکہ مسکین تو وہ ہے کہ جس کے پاس نہ تو اتنا مال ہے کہ اس کی ضرورت کو پورا کر سکے اور نہ وہ مسکین نظر آتا ہے کہ لوگ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جس مسکینیت پر ثواب ہے اور صابروں کے زمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہے بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہے کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دوڑ دھوپ کرسکتا ہے تو وہ کمانے کے لیے بھی کرسکتا ہے، ہاں صابر وہ مسکین ہے جو حاجتمند ہو مگر پھر کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے، اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے، اسی مسکین کی رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ فرمایا: "لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" الآیۃ۔ یہ خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے وہ مسکینیت دل ہے یعنی دل میں عجز وانکسار ہونا، تکبر وغرور نہ ہونا، ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے اور جن احادیث میں فقر ومسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کردے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اور نہ یہ اعتراض ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسکینیت کی دعا کی مگر رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہ بنا دیا یہ دعا قبول

540: بخاری، رقم الحدیث:1713، مسلم، رقم الحدیث:1713، نسائی، رقم الحدیث:1713، موطا مالک، رقم الحدیث:1713، احمد، رقم الحدیث:3/9122، ابوداؤد، رقم الحدیث:3298، ابن حبان، رقم الحدیث:3298، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:2363، بیہقی، رقم الحدیث:4/195

Marfat.com

نہ ہوئی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳،ص ۵۶)

۵۸-بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ مِنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ اِلَیْهِ

بغیر سوال اور لالچ کے اگر کوئی چیز ملے تو اس کو لے لینے کے جواز کا بیان

(۵۴۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِیْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِی الْعَطَاءَ، فَاَقُوْلُ: اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَیْهِ مِنِّی. فَقَالَ: "خُذْهُ، اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَّاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ، فَاِنْ شِئْتَ كُلْهُ، وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا یَسْاَلُ اَحَدًا شَیْئًا، وَّلَا یَرُدُّ شَیْئًا اُعْطِیَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(مُشْرِفٌ): بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَیْ مُتَطَلِّعٌ اِلَیْهِ.

◀ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ حضور! اس کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اگر بغیر لالچ اور بغیر سوال کے تمہیں کوئی چیز ملے تو اس کو لے لو۔ اس کو اپنی ملکیت میں کرلو۔ چاہو تو اس کو کھاؤ اور چاہو تو اس کو صدقہ کردو اور جو چیز اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نہ کسی سے کوئی چیز مانگتے اور نہ جو چیز آپ کو دی جاتی اس کو ٹھکراتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مشرف: شین معجمہ کے ساتھ کسی چیز کی تاک میں رہنے والا لالچی۔

شرح: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت:

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

541: بخاری، رقم الحدیث: 1473، نسائی، رقم الحدیث: 2603، احمد رقم الحدیث: 1/100، دارمی، رقم الحدیث: 164، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2365

Marfat.com

یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہولئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پراس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملتقطاً صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

۵۹-بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَالتَّعَفُّفِ بِهٖ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْاِعْطَاءِ

اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے، سوال سے باز رہنے اور مستحقین کو دینے کی ترغیب کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعة: 10).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤo

(۵۴۲) وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِىَ الْجَبَلَ، فَيَاْتِىَ بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ، اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

◄◄ حضرت ابوعبداللہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر لائے اور اسے بیچ دے، اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو سوال کرنے کی ذلت سے بچالیا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ چاہیں تو اسے کچھ دیں اور چاہیں تو خالی ہاتھ لوٹا دیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 204 کے تحت ہو چکا ہے۔

542: بخاری، رقم الحدیث: 1470، مسلم، رقم الحدیث: 1047، مالک، رقم الحدیث: 1883، ترمذی، رقم الحدیث: 680، نسائی، رقم الحدیث: 2588، حمیدی، رقم الحدیث: 1056، ابن حبان، رقم الحدیث: 3387، ابن شیبہ، رقم الحدیث: 3/209، احمد، رقم الحدیث: 3/10156

Marfat.com

حلِ لغات:

بحزمۃٍ: لکڑی کا گٹھا۔

شرح:

مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے دہکتے پتھروں میں اضافہ کرتا ہے۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی "غنا سے کیا مراد ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رات کا کھانا۔"

(کنز العمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السوال ۱۶۸۴۵، ج۶ ص۲۱۶)

ترک سوال بہر حال اولیٰ ہے) یعنی بہتر ہے (حالانکہ بعض اکابر دین ومشائخ طریقت نے سوال کیا ہے، حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری اپنے "مکتوبات" میں لکھتے ہیں: "شیخ ابو سعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔ اور خواجہ ابو حفص حداد مغرب وعشاء کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔

خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادھم جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے تین دن بعد افطار فرماتے، اُس روز سوال کرتے۔"

"(قوت القلوب"، کتاب حکم المسافر والقاصد فی الاسفار، ج۲، ص۹۹۳......و"البریقۃ المحمودیۃ"، الثامن والعشرون حب المال للحرام، ج۴، ص۵۔ (شامہ)

(۵۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا، فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اگر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے کہ وہ چاہے تو اس کو کچھ دے اور چاہے تو کچھ نہ دے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یحتطب: از، حطباً بمعنی لکڑی چننا، لکڑیاں اکٹھی کرنا۔

543: بخاری، رقم الحدیث: 1883، مسلم، رقم الحدیث: 1883، ترمذی، رقم الحدیث: 1883، مالک، رقم الحدیث: 1883

Marfat.com

شرح:

حضور نبیء پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے حلال روزی کی طلب میں تھکاوٹ کی حالت میں شام کی تاکہ وہ خود کو لوگوں سے سوال کرنے سے بچائے تو وہ شام ہی کو بخش دیا جائے گا۔"

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔"(الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۷.....)

(۵۴۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ دَاوُدُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کے سوا کچھ نہیں کھاتے تھے۔ (بخاری)

(۵۴۵) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ زَكَرِيَّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نَجَّارً: بڑھئی، لکڑی کا کام کرنے والا۔

شرح:

یعنی ہر وہ پیشہ جس سے حلال روزی حاصل کی جائے وہ برا نہیں ہاتھ کی کمائی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی کمائی پر بہت زور دیا چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ "بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے پاکیزہ کبھی کوئی کمائی نہیں کھائی اور آدمی اپنی جان،

544: بخاری، رقم الحدیث: 17، طبرانی، رقم الحدیث: 17، اوسط، رقم الحدیث: 1205، ابن حبان، رقم الحدیث: 6227

545: مسلم، رقم الحدیث: 2379، احمد، رقم الحدیث: 3/7952

Marfat.com

گھر والوں، بچوں اور اپنے خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی، رقم ۲۱۳۸، ج ۳، ص ۶)

حضرتِ سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، "کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(مستدرک، کتاب البیوع، باب لیس منا من غشنا، رقم ۲۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ؟ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ "کون سی کمائی افضل ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ای کسب اطیب، رقم ۶۲۱۲، ج ۴، ص ۱۰۲)

(۵۴۶) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بِنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِیْهِ، وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ بہتر کھانا کسی نے کبھی نہیں کھایا اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 386 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے، ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ" وہاں بھی ایدی یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارا نہ کرے خود محنت کرے۔

یعنی باوجود یہ کہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے۔) مرقات (علماء فرماتے ہیں کہ بقدرِ ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۴، ص ۳۶۸)

546: بخاری، رقم الحدیث: 2072

Marfat.com

٦٠-بَابُ الْکَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالْاِنْفَاقِ فِیْ وُجُوْہِ الْخَیْرِ ثِقَةً بِاللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے سخاوت کرنے اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا بیان

کرم کا معنیٰ: بزرگی، ہمت، جوانمردگی، بخشش، دان پن، عنایت، مہربانی۔ (فیروز اللغات)

جود کا معنیٰ: عیش، سخاوت، فراخ دل، کرم، (فیروز اللغات)

کرم کی تعریف: هو الاعطاء بالسهولة، (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: بسہولت عطا کرنا۔

جود کی تعریف: الجود: "صفة، هي مبداء افاده ما ينبغي لا بعوض"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ صفت جو مناسب چیز کے ساتھ بغیر عوض کے فائدہ دینے کا مبداء ہو اس کو جود کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَ یَقْدِرُ لَہٗ ط وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ج وَ ھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ o﴾ (سبأ: 39)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے o

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ o﴾ (البقرۃ: 272)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے o

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ o﴾ (البقرۃ: 273)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے o

Marfat.com

(۵۴۷)وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لا حَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنَاهُ: يَنْبَغِي اَنْ لَّا يُغْبَطَ اَحَدٌ اِلَّا عَلٰى اِحْدٰى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ .

◄ ◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) نہیں کرنا چاہیے مگر دو چیزوں میں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اس کو راہِ حق میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی عطا فرمایا ہو اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی اور وہ اس حکمت کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص پر رشک نہیں کرنا چاہئیے مگر ان دو خصلتوں پر۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

يَقْضِيْ: از، قضاءً بمعنی فیصلہ کرنا، اندازہ کرنا، ضرورت کر پورا کرنا۔

شرح:

کسی نعمت والے پر جلنا اور اس کی نعمت کا زوال، اپنے لیئے حصول چاہنا حسد ہے، جو بہت بڑا عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیئے بھی چاہنا غبطہ) رشک (ہے حسد مطلقاً حرام ہے، غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے! ایسے ہی بافیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔ سبحان اللہ! بعض علماء کے علم اور بعض سخیوں کے مال سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں نیکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۲۰۰)

547: احمد، رقم الحدیث: 2/3651، بخاری، رقم الحدیث: 73، مسلم، رقم الحدیث: 816، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4208، ابن حبان، رقم الحدیث: 90، بیہقی، رقم الحدیث: 88/10

Marfat.com

(۵۴۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّكُم مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ . قَالَ: "فَاِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا مال وہ ہے جس کو وہ آگے بھیج دے (یعنی راہ حق میں صرف کر دے) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ بچا کر رکھے۔ (بخاری)

(۵۴۹) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے۔ (متفق علیہ)

(۵۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: لَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا تو آپ نے کبھی ''نہیں'' نہیں فرمایا۔ (یعنی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا)۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو بغیر عطا کیے نہیں بھیجا اگر پاس ہوتا تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے کہ بیٹھ جاؤ ابھی کچھ آجاتا ہے اور کبھی فرماتے کہ فلاں کے پاس جا کر میرے نام پر اُدھار لے لو میں اُسے دے دوں گا۔ سبحان اللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے کیا کہنے؟؟؟

مانگتے ہیں مانگے جاتے ہیں منہ مانگی پاتے ہیں سرکار میں نہ ''لا'' ہے نہ حاجت ''اگر'' کی ہے

548: بخاری، رقم الحدیث:6442، نسائی، رقم الحدیث:3614

549: بخاری، رقم الحدیث:17/207، مسلم، رقم الحدیث:17/207، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:17/207، طیاسی، رقم الحدیث:1036، نسائی، رقم الحدیث:2556، ابن حبان، رقم الحدیث:472، احمد، رقم الحدیث:6/18274

550: بخاری، رقم الحدیث:6034، مسلم، رقم الحدیث:231

Marfat.com

(۵۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ، فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز جب لوگ صبح بیدار ہوتے ہیں، تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے: اے اللہ (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! اپنا مال روک کر رکھنے والے کا مال تباہ کر دے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مُنْفِقٌ: خرچ کرنے والا۔

مُمْسِكٌ: روکنے والا (مال کو خرچ نہ کرنے والا)

شرح:

یعنی سخی کے لیے دعاء اور کنجوس کے لیے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقینًا قبول ہے۔ خیال رہے کہ خلف مطلقًا عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اخروی، حسی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسی بربادی کو کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ" کا تجربہ دن رات ہو رہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر، وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۸۶)

(۵۵۲) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ یُنْفَقْ عَلَیْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولاد آدم! خرچ کرو۔ تم پر خرچ کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۵۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ

551: احمد، رقم الحدیث: 10505، بخاری، رقم الحدیث: 4684، مسلم، رقم الحدیث: 993، الترمذی، رقم الحدیث: 3045، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 197، ابن حبان، رقم الحدیث: 725

552: بخاری ومسلم، رقم الحدیث: 725، ترمذی، رقم الحدیث: 725، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 725، ابن حبان، رقم الحدیث: 725، احمد، رقم الحدیث: 3/10505

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اسلام میں کون سی چیز سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ کہ) تیرا لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو السلام علیکم کہنا خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں۔ (متفق علیہ)

(۵۵۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً: اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا؛ رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا، اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں جن میں سے سب سے بڑی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کو دودھ پینے کے لئے بکری دے دے۔ ایسی ہیں کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر عمل کرتا ہے اور اس پر ثواب کا امیدوار رہتا ہے اور اس نیکی پر جس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے "باب بیان کثرة طرق الخیر" میں گزر چکا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عرب میں دستور تھا کہ جانوروں والے اپنا دودھ کا جانور عاریۃً چند روز کے لیے کسی عزیز مسکین کو دے دیتے تھے، اس زمانہ میں جانور کا خرچہ اس فقیر کے ذمہ ہوتا اور دودھ بھی وہی پیتا تھا، مدت گزرنے پر جانور واپس کر دیا جاتا تھا اسے منحہ کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہو رہا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ اس جانور کا ہر وقت کا دودھ صدقہ ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۲۵)

نوٹ: اس حدیث کی شرح "باب بیان کثرۃ طرق الخیر" میں ہو چکی ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

553: احمد، رقم الحدیث: 2/6592، بخاری، رقم الحدیث: 12، مسلم، رقم الحدیث: 39، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5194، والنسائی، رقم الحدیث: 5010، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3235، ابن حبان، رقم الحدیث: 505، واخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 287/1، ابونعیم، رقم الحدیث: 287/1

554: بخاری فی الھبہ، ابوداؤد فی الزکاۃ

Marfat.com

(۵۵۵) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّکَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ، وَاَنْ تُمْسِکَہٗ شَرٌّ لَّکَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو ضرورت سے زائد مال خرچ کردے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو اپنے پاس روکے رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور آغاز اپنے اہل وعیال سے کر اور خرچ کرنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الفضل: بمعنی بقیہ، زائد، بچا ہوا۔

شرح:

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" اور پھر رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات جود وکرم کے ساتھ خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں ہوتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین وآسمان پیدا فرمائے ہیں برابر خرچ کر رہا ہے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جبکہ اس کا عرش پانی پر ہے اور میزانِ عدل اس کے دستِ قدرت میں ہے، وہ اسے پست و بلند کرتا ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۂ ھود (علیہ السلام)، باب قولہ وکان عرشہ علی المآء، الحدیث: ۴۶۸۴، ص ۳۸۹)

حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر دریافت فرمایا: "اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لئے تیار کر رہا ہوں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کا دھواں نہ ہو، خرچ کر دو بلال) رضی اللہ عنہ (! عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔" (البحر الزخار، بمسند البزار، مسند ابن مسعود، الحدیث: ۱۹۷۸، ج ۵، ص ۳۴۸)

555: احمد، برقم الحدیث: 8/22328، مسلم، ترمذی

Marfat.com

(۵۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ، وَلَقَدْ جَاءَ ہُ رَجُلٌ، فَاَعْطَاہُ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ، فَرَجَعَ اِلٰی قَوْمِہٖ، فَقَالَ: یَا قَوْمِ، اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِی عَطَاءً مَنْ لَا یَخْشَی الْفَقْرَ، وَاِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیُسْلِمُ مَا یُرِیْدُ اِلَّا الدُّنْیَا، فَمَا یَلْبَثُ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی یَکُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْہَا ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اسلام لانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے وہ چیز عطا فرمائی۔ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان جو بھیڑیں تھیں سب اس کو عطا فرمادیں تو وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو ان سے کہا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ۔ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جو افلاس سے نہیں ڈرتا، اور اگر کوئی شخص صرف دنیا ہی کے لالچ میں اسلام قبول کرتا تو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرتا کہ اس شخص کی نظروں میں اسلام دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یلبث: از، لَبْثاً و لباثاً و لُبثاً بمعنی ٹھہرنا، رکنا، مقیم ہونا۔

شرح:

یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوہ حنین میں مال غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر دغدغہ بے تأمل یہ سب اسے عطا فرمادیں۔ بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یارسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہوگئے فرمایا کیسے، اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کی اکیلے کی مِلک ہیں، فرمایا جا سب تجھے عطا فرمادیں لے جا، وہ حیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا۔

خیال رہے کہ داتا سخی ہے مگر اس کی دین کے دروازے مختلف ہیں کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخش دیا، کسی کو جود و نوال یعنی سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنالیا، کسی کو میدان جہاد میں جلال الٰہی دکھا کر مؤمن بنا دیا ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا۔ ان کا نام، ان کے کام، ان کی صورت، ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا مع اپنی قوم کے مسلمان ہوگیا وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل

556 مسلم، رقم الحدیث: 58/2312

Marfat.com

گیا۔خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۶۵)

(۵۵۷) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوْا اَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: "اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ، اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ان لوگوں کی نسبت دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان لوگوں نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ یا تو وہ مجھ سے برے طریقے سے مانگیں اور میں ان کو دے دوں اور یا وہ مجھ کو بخیل کہیں اور میں بخیل نہیں ہوں۔(مسلم)

(۵۵۸) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهُ، حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ، فَلَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا، لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"مَقْفَلَهُ" اَيْ: فِيْ حَالِ رُجُوْعِهِ وَ"السَّمُرَةُ": شَجَرَةٌ. وَ"الْعِضَاهُ": شَجَرٌ لَهُ شَوْكٌ.

◀ ◀ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین سے واپس آرہے تھے تو کچھ اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے۔وہ آپ سے سوال کر رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک ببول کے درخت کا سہارہ لینے پر مجبور کر دیا۔پس آپ کی چادر مبارک چھین لی۔سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دے دو' اگر میرے پاس ان خار دار درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ بخیل سمجھتے نہ دروغ گو اور نہ بزدل۔(بخاری)

تعارفِ راوی:

آپ صحابی ہیں، عبد مناف کی اولاد سے ہیں، فتح خیبر کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے،نسب اور تواریخ کے بڑے عالم تھے،حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد ہیں رضی اللہ عنہ۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم ،فصل فی الصحابہ" اشعۃ اللمعات)

557: مسلم، رقم الحدیث:1056

558: بخاری، رقم الحدیث:5/16756، ابن ماجہ، رقم الحدیث:5/16756، احمد، رقم الحدیث:5/16756، ابن حبان، رقم الحدیث:4770

Marfat.com

حلِ لغات:

مقفله: کا معنیٰ ہے: واپسی پر۔

السمرہ: درخت کو کہتے ہیں۔ (یعنی کیکر کا درخت، ابوالاحمد غفرلہ)

العضاۃ: خاردار درخت کو کہتے ہیں۔

شرح:

حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے، فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا، اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لیے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔

اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا، گزشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اس موقعہ پر ہوا تھا۔) اشعۃ اللمعات (یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء ومساکین ایک کریم غنی کو گھیر لیں حضور کسی منگتے کو ہٹایا نہیں کرتے۔ عضاء جمع ہے عضاۃ کی بمعنی درخت خاردار ببول ہو یا کوئی اور درخت۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں شجاعت صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تین عیبوں سے بری کیا بخل، بزدلی، جھوٹ۔ حضور انور سخی نہیں بلکہ جواد ہیں، خود نہ کھائیں زمانہ بھر کو کھلائیں۔ شعر

وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۸، ص۶۶)

(۵۵۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اور عفو و درگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اللہ عزوجل اس کو بلند مقام عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۵۶۰) وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

559: مسلم، رقم الحدیث: 2588

560. احمد، رقم الحدیث: 6/18053، الترمذی، رقم الحدیث: 2332

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ - اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ، قَالَ: "اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا، وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَّعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ، فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ. وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا، وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٍ لَّمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَّعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ حضرت ابوکبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تین چیزوں پر میں قسم کھاتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو صدقہ کرنے سے کسی بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ جس کسی پر بھی ظلم کیا جائے اور وہ ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کردیتا ہے اور جو بندہ بھی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یا آپ نے اسی قسم کا کلمہ ارشاد فرمایا اور میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ فرمایا: بے شک دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا ہے اور علم بھی اور وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ سب سے افضل مرتبہ ہے اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا اور اس کو مال عطا نہیں کیا اور اس کی نیت صاف ہے وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا۔ تو اس کو اس کی نیت کا ثواب ملتا ہے اور وہ دونوں اجر میں برابر ہیں اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن علم نہیں دیا اور وہ علم کے بغیر اپنے مال میں بے بصیرتی سے تصرف کرتا ہے نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو تسلیم کرتا ہے تو یہ سب سے برا درجہ ہے اور ایک وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ علم دیا ہے اور نہ مال اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتو میں بھی فلاں امیر آدمی کے سے کام کروں اور یہ اس کی نیت ہے (تو اس کو اس کی نیت کا گناہ ہوگا) اور وہ دونوں گناہ میں برابر ہوں گے۔

Marfat.com

تعارفِ راوی:

ابو کبشہ: آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔ (مرآۃ المناجیح جلدہشتم)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

یخبط: از، خبطاً بمعنی زور سے مارنا،

شرح:

اس حدیث میں صدقہ کی مختلف اقسام بیان ہوئی لیکن یہ سب اس وقت کام آئے گے جب اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ کیے جائے اور اگر اخلاص نہ ہو صرف دکھاوا ہی ہو تو اس بارے میں نبی اکرم کا فرمان سنتے جایے: "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے تین شخص جہنم میں داخل ہوں گے، ایک شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تُو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی تو میں دن رات ثواب کی اُمید پر اسے پڑھتا رہا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نماز اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری، نمازی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر دوسرے کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں تیرے ثواب اور جنت کی امید پر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا، مسکینوں پر خرچ کرتا اور مسافروں کو اس کے ذریعے سواری مہیا کیا کرتا تھا۔" اس سے بھی کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے کیونکہ تو صدقہ اور صلہ رحمی اس لئے کرتا تھا کہ تجھے رحمدل اور سخی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، پھر تیسرے شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر تیری راہ میں جہاد پر نکلا اور کافروں سے لڑا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگا۔" تو اس سے کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے، تُو نے جہاد اس لئے کیا تا کہ تجھے بہادر اور جری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔"

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ، ص۱۴۲)

(۵۶۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا ـ قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرُ كَتِفِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ". وَمَعْنَاهُ: تَصَدَّقُوْا بِهَا اِلَّا كَتِفَهَا ـ فَقَالَ: بَقِيَتْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا كَتِفَهَا ـ

561: الترمذی، رقم الحدیث: 2478

Marfat.com

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکری میں سے کیا بچ گیا ہے؟ انہوں (حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے) عرض کی: کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا۔ فرمایا: سب کچھ بچ گیا ہے سوائے کندھے کے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' اور اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کندھے کے علاوہ سارا گوشت صدقہ کر دیا تو آپ نے فرمایا: کندھے کے علاوہ سب کچھ آخرت کے لئے ہمارے پاس بچ گیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بکری ذبح کرنے والے بعض صحابہ کرام تھے یا بعض ازواج پاک، دوسرے احتمال کو محدثین نے ترجیح دی ہے، چونکہ ازواج پاک کو اہلِ بیت بھی کہا جاتا ہے اور یہ لفظ مذکر ہے اس لیے جمع مذکر کا صیغہ ارشاد ہوا، فرشتوں نے بی بی سارا زوجہ ابراہیم علیہما السلام سے عرض کیا تھا "اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللهِ رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ" ۔

یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے غالبًا یہ گھر کے خرچ کے لیے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لیے ذبح نہ کی گئی ہوگی کہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لیے نہیں رکھا جاتا۔

یعنی جو راہِ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لیے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فنا ہو جائے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ" ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۴۵)

(۵۶۲) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُوْکِیْ فَیُوْکِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ" ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اَنْفِقِیْ اَوِ انْفَحِیْ، اَوِ انْضَحِیْ، وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ، وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَ"انْفَحِیْ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَهُوَ بِمَعْنٰی "اَنْفِقِیْ" وَکَذٰلِكَ "انْضَحِیْ" ۔

◀ ◀ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بخل نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر رزق کے دروازے بند کر دے گا' اور ایک روایت میں ہے: خرچ کرو یا فرمایا: عطیہ دو' اور

562: احمد، رقم الحدیث: 26798، بخاری، رقم الحدیث: 1433، مسلم، رقم الحدیث: 1029، والنسائی، رقم الحدیث: 2550، ابن حبان، رقم الحدیث: 3209، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20056، والطبرانی، رقم الحدیث: 337/24، والبیہقی، رقم الحدیث: 186/4

Marfat.com

مال کو ذخیرہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا' اور لوگوں سے مال کو روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

اسماء بنت ابی بکر: آپ کا لقب ذات النطاقین ہے، عائشہ صدیقہ کی بڑی بہن، زبیر ابن عوام کی زوجہ، عبداللہ ابن زبیر کی والدہ، ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ہیں، آپ اٹھارھویں مؤمنہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی تھیں، آپ کے صاحبزادے عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی دی تھی۔ چوب سے آپ کی لاش اتارنے کے دس روز بعد حضرت اسماء کا انتقال ہوا مکہ معظمہ میں دفن ہوئیں، یہ واقعہ ۷۳ھ میں ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابیات' مرآۃ المناجیح جلد اول)

حلِ لغات:

انفحی: حاء مہملہ کے ساتھ اس کا معنیٰ ہے: خرچ کرو اور انفحی: کا بھی یہی مطلب ہے۔

شرح:

یعنی اے اسماء اپنے مال میں سے مطلقاً اور اپنے خاوند کے مال سے بقدر اجازت خرچ کرتی رہو نفلی صدقہ کا حساب نہ لگاؤ ورنہ شیطان دل میں بخل پیدا کردے گا لہٰذا یہ حدیث زکوٰۃ کے حساب کے خلاف نہیں، بے حساب اللہ کے نام پر دو تو وہاں سے تمہیں اتنا ملے گا کہ تم حساب نہ کرسکو گی، یہ مطلب نہیں کہ رب تعالیٰ کے حساب سے باہر ہوگا۔ کھیت میں پانی دیتے وقت ایک شخص کنوئیں سے پانی چھوڑتا ہے اور دوسرا کیاریوں میں پھیلاتا ہے جب تک یہ پھیلاتا رہتا ہے وہاں سے پانی آتا رہتا ہے، دینی راستے اللہ کی کیاریاں ہیں مالدار لوگ ان میں پانی پھیلانے والے ہیں اور روزی پہنچانے والے فرشتے پانی چھوڑنے والے۔

اور یہ خیال نہ کرو کہ اتنی تھوڑی اور معمولی چیز اتنی بڑی بارگاہ میں کیا پیش کروں وہاں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی دل کا اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" جب تک کہ اپنی پیاری چیز خیرات نہ کرو بھلائی نہیں پاسکتے، اور جہاں حکم دیا گیا کہ جو ہوسکے خیرات کرو ان دونوں میں تعارض نہیں۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ ہمیشہ معمولی چیز ہی خیرات نہ کرو اچھی چیزیں بھی خیرات کرو اور اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ بڑی چیز کی انتظار میں چھوٹی خیراتوں سے باز نہ رہو جو چیز کھانے پینے سے بچ رہی اس کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے فوراً کسی کو دے دو ورنہ برباد ہوجائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۸۷)

Marfat.com

(٥٦٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَثَلَ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ، کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ ثُدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا، فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ - اَوْ وَفَرَتْ - عَلٰی جِلْدِهٖ حَتّٰی تُخْفِیَ بَنَانَهٗ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ، وَاَمَّا الْبَخِیْلُ، فَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْفِقَ شَیْئًا اِلَّا لَزِقَتْ کُلُّ حَلْقَةٍ مَکَانَهَا، فَهُوَ یُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَ"الْجُنَّةُ": الدِّرْعُ؛

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں جو ان کے سینوں سے ہنسلیوں تک ہوں۔ سو خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پوروں کو چھپا لیتی ہے اور لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے گھسٹتی ہے اور اس کے نقوش قدم کو مٹا دیتی ہے اور بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے وہ اس کو کھلا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلی نہیں ہوتی۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

وَالْجُنَّةُ: زرہ

شرح:

یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور سخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر دو لوہے کی زرہیں ہیں، انسان کی خلقی اور پیدائشی محبت مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبت مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"۔ بعض لوگوں نے اسے جبتان ب سے پڑھا مگر جنتان صحیح ہے ن سے۔

تراقی ترقوت کی جمع ہے۔ ترقوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے، چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو

563: احمد، رقم الحدیث:7488، بخاری، رقم الحدیث:1443، مسلم، رقم الحدیث:1012، نسائی، رقم الحدیث:2546، ابن حبان، رقم الحدیث:3313، والحمیدی، رقم الحدیث:1064

Marfat.com

طرفہ ہوتی ہیں اس لیے دو آدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی اس لحاظ سے تراقی جمع ارشاد ہوا۔ اِضطُرَّ ت مجہول فرما کر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بخل قدرتی ہے اختیاری نہیں۔

سبحان اللہ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے مگر اس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آجاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ تو ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اس پر غالب آجاتا ہے اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پر ہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی، یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو پھر روکنا چھوڑ دیتا ہے، نفس کی مثال شیر خوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

اس حدیث کی شرح خود امام نووی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

وَمَعْنَاهُ اَنَّ الْمُنْفِقَ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ، وَطَالَتْ حَتّٰى تَجُرَّ وَرَاءَهٗ، وَتُخْفِيَ رِجْلَيْهِ وَاَثَرَ مَشْيِهٖ وَخُطُوَاتِهٖ.

اس کا مطلب ہے خرچ کرنے والا جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پیچھے گھسٹنے لگتی ہے اور اس کے پاؤں کو چھپا لیتی ہے اور اس کے قدموں کے نشانات کو مٹا دیتی ہے۔ (یعنی وہ خرچ کرنے کی وجہ سے امن اور سلامتی میں آجاتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں)

(۵۶۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْفَلُوُّ" بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ، وَيُقَالُ اَيْضًا: بِكَسْرِ الْفَاءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيْفِ الْوَاوِ: وَهُوَ الْمُهْرُ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے ایک کھجور کی مقدار حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال چیز کو ہی قبول کرتا ہے، تو بے شک اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو اسی طرح بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

564: بخاری، رقم الحدیث: 1410، مسلم، رقم الحدیث: 1014، الترمذی، رقم الحدیث: 661، النسائی، رقم الحدیث: 2524، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1842، والحمیدی، رقم الحدیث: 1154، امالک، رقم الحدیث: 1874، ابن حبان، رقم الحدیث: 270، والبیہقی، رقم ص/328، احمد، رقم الحدیث: 3/7638

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الفلوا: فاء کے فتحہ، لام کے ضمہ اور واؤ کی تشدید کے ساتھ ہے اور فاء کے کسرہ، لام کے سکون، اور واؤ کی تخفیف سے بھی پڑھا گیا ہے۔ بچھیرے کو کہتے ہیں۔

شرح:

یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے، عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے، پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی۔

یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی، حتیٰ کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے۔ یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں: ایک یہ کہ مال مخلوط سے اجرت، صدقہ، دعوت وغیرہ لینا جائز ہے، دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا، اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے تو رب تعالیٰ اپنے ان محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا۔ دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے: ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اجرت، سود کا پیسہ اور بیع باطل کے معاوضے سور شراب وغیرہ کی قیمتیں۔ دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتا ہے اگرچہ مالک اس کاروبار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت اور ناجائز پیشوں) گانے، بجانے، داڑھی مونڈنے وغیرہ(کی اجرت۔ پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گا کیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لیے حلال ہوگا۔ وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کردے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ ملک بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ"۔

اور داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد راضی ہو کر قبول فرماتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مال و نیت خیر کا صدقہ رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتیٰ کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی ادرک آلو وغیرہ۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے "يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

(۵۶۵) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ،

565: مسلم، رقم الحدیث: 2984

Marfat.com

فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ، اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ لِلْاِسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ له: يَاعَبْدَ اللّٰهِ، لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهٗ، يَقُوْلُ: اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا، فَقَالَ: أَمَا إِذْ قُلْتَ هٰذَا، فَإِنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِيْ ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْحَرَّةُ" الْأَرْضُ الْمُلْبَسَةُ حِجَارَةً سَوْدَاءَ ۔ وَ"الشَّرْجَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الرَّاءِ وَبِالْجِيْمِ: هِيَ مَسِيْلُ الْمَاءِ .

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی جنگل میں جارہا تھا کہ اس نے ایک بادل سے یہ آواز سنی: فلاں شخص کے باغیچہ کو سیراب کرو۔ تو وہ بادل وہاں سے پرے ہٹ گیا' اور اس نے اپنا پانی ایک پتھریلی زمین پر برسادیا تو سارا پانی ایک نالی میں اکٹھا ہو کر بہنے لگا۔ وہ شخص بھی پانی کے بہاؤ کی سمت چل دیا۔ اسے ایک باغیچے میں ایک آدمی کھڑا نظر آیا جو بیلچے کے ساتھ پانی کو اپنے باغیچے کی طرف موڑ رہا تھا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا: اے بندۂ خدا! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں، وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تو نے مجھ سے میرا نام کس لئے پوچھا ہے؟ اس نے کہا: اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے، میں نے یہ آواز سنی: فلاں کے باغیچہ کو سیراب کرو، اور فلاں کی جگہ تیرا نام تھا۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے۔ اس نے کہا: اب جب کہ تو نے یہ بات بتائی ہے تو میں تجھے بتا ہی دیتا ہوں میرے باغ سے جو آمدنی ہوتی ہے میں اس کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہوں۔ سو اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی سے میں اور میرے اہل وعیال گزارا کرتے ہیں' اور ایک تہائی میں باغیچہ پر واپس خرچ کر دیتا ہوں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الحرّة: سیاہ پتھروں والی زمین۔

الشرجة: شین معجمہ کے فتحہ، راء کے سکون اور جیم کے ساتھ: پانی کی نالی کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

شرح:

شاید یہ شخص اس زمانہ کے اولیاء میں سے ہوگا جس نے فرشتہ کی یہ آواز سنی اور سمجھ بھی لیا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ بادل کی گرج ہی تھی، گرج فرشتہ کی آواز ہی ہوتی ہے جو بادلوں کو احکام دیتا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بادل پر فرشتہ مقرر ہے جس کے حکم سے بادل آتے جاتے برستے اور کھلتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نیک بندوں کے طفیل بدوں پر بھی بارش ہو جاتی ہے۔

سبحان اللہ! اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھریلے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اس نالی کے ذریعہ اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا جیسے کہ وہ گنہگار جو ایک بستی میں گناہ کر کے دوسری بستی میں کسی عالم کے پاس توبہ کرنے جارہا تھا رستہ میں مرگیا، رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ جس بستی سے قریب ہو اسی کے احکام اس پر جاری کیے جائیں، ناپا گیا تو بالکل بیچ میں تھا تو گناہ کی بستی پیچھے ہٹائی گئی اور توبہ کی بستی آگے بڑھائی، خود اس کی لاش کو حرکت نہ دی گئی اس کے احترام کی وجہ سے، اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا۔

(وہی نام جو اس نے بادل میں سنا تھا) غالب یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کا نام نہ بتایا بلکہ فلاں فرمادیا یہ راوی نہیں بھولے ہیں اور فلاں فرمانا اسی لیے ہے کہ نام لینے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے علمی یا کم علمی ثابت نہیں ہوتی۔

(تو اس میں کیا نیکی کرتا ہے) یعنی رب تعالیٰ کے ہاں تیری یہ عزت کہ تیرے نام کی دہائی بادلوں میں ہے اور تیرے لیے دور سے بادل لائے جاتے ہیں، تیری کسی نیکی کی وجہ سے ہے بتا وہ خاص نیکی کون سی تو کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کی چھپی ہوئی نیکیاں پوچھنا تاکہ خود بھی وہ نیکی کرے جائز بلکہ بہتر ہے، قرآن پاک جو فرماتا ہے: "وَلَا تَجَسَّسُوْا" وہاں لوگوں کی عیب جوئی مراد ہے یعنی لوگوں کے خفیہ عیب مت ڈھونڈو، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔

(اور تہائی اس میں دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں) یعنی میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ اس کی پیداوار گناہ میں خرچ نہیں کرتا، اپنے بچوں سے روکتا نہیں خدا کا حق بھولتا نہیں ساری ایک دم خرچ نہیں کر دیتا اس کا تہائی خیرات کرنا نفلی صدقہ بھی تھا ورنہ بنی اسرائیل کے ہاں ہر مال کی زکوۃ چوتھائی حصہ تھی، ہمارے ہاں پیداوار کی زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے اور چاندی سونے وغیرہ کی چالیسواں حصہ۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنی خفیہ نیکیاں کسی کو بتانا تاکہ وہ بھی اس پر عمل کرے ریا نہیں بلکہ تبلیغ ہے فخر نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا شکر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۰۳)

Marfat.com

٦١-بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

بخل اور کنجوسی کی ممانعت کا بیان

بخل کا معنیٰ: لالچ، طمع، حرص، کنجوسی، تنگ دلی، (فیروز اللغات)

بخل کی تعریف: البخل: هو المنع من مال نفسه ' والشح'هو بخل الرجل من مال غيره، قال عليه السلام اتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم"

قيل البخل ترك الايثار عند الحاجة"

قال حكيم ' البخل محو صفات الانسانيه و اثبات عادات الحيوانيه"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اپنے مال کو خرچ کرنے سے رکنا بخل ہے، اور غیر کے مال کو خرچ کرنے سے رکنا شح ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شح سے بچو کہ شح نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا،

بعض علماء نے فرمایا کہ حاجت کے وقت ایثار کو چھوڑ دینا بخل ہے۔

حکیم نے فرمایا کہ انسانی صفات کو مٹا کر حیوانی عادات کو اپنانا بخل ہے۔ (واللہ اعلم ورسولہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ○ وَمَا يُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ○ ﴾ (اللیل: 11-8)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا○ اور سب سے اچھی کو جھٹلایا○ تو بہت جلد ہم اسے دشواری جیسا کردیں گے○ اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا○

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ﴾ (التغابن: 16)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں○

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِّنْهَا فِی الْبَابِ السَّابِقِ .

اس عنوان کی بعض حدیثیں پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔

(٥٦٦) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ ؛

566: مسلم، رقم الحدیث: 2578

Marfat.com

فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ وَاتَّقُوا الشُّحَّ ؛ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل اختیار کرے گا' اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ بخل نے انہیں ایک دوسرے کا خون بہانے پر ابھارا اور بخل ہی کی وجہ سے وہ حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

سَفَكُوْا: بمعنی خون ریزی کرنا، قتل کرنا۔

شرح:

ظلم کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذاء دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنے پر ہے یعنی ظالم پل صراط پر اندھیریوں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا ایمان اور اس کی نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ" چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کرسکا اس لیے اندھیرے میں رہا۔

عربی میں شح بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شح اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔ غرضکہ شح بخل، حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے اسی لیے یہ فتنوں فساد، خون ریزی و قطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ ان کے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۱)

۶۲- بَابُ الْاِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

ایثار اور ہمدردی کا بیان

ایثار کا معنی: اپنے سے دوسرے کا فائدہ مقدم جاننا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا، (فیروز اللغات)

مواسات کا معنی: مدد، غم خواری، صلح، یاری، درگزر، (فیروز اللغات)

ایثار کی تعریف: الایثار: ان يقدم غيره على نفسه في نفع له و دفع عنه، وهو النهاية الاخوة"

Marfat.com

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: غیر کو نفع میں اور اس سے تکلیف دور کرنے میں اپنے آپ سے مقدم رکھنے کا نام ایثار ہے، اور یہ بھائی چارے کی انتہاء ہے۔

مواسات کی تعریف: المواساة' ان ینزل غیرہ منزلة نفسه فی النفع له ولدفع عنه"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفع دینے میں اور تکلیف دور کرنے میں غیر کو اپنی طرح جاننا مواسات کہلاتا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: 9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو ○

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○﴾ (الدھر: 8).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

(۵٦٧) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّىْ مَجْهُوْدٌ، فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ، فَقَالَتْ: وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِىْ اِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى، فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ: لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِىْ اِلَّا مَاءٌ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ، فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ: اَكْرِمِىْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ: هَلْ عِنْدَكِ شَىْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِىْ . قَالَ: فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَىْءٍ وَّاِذَا اَرَادُوا الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيْهِمْ، وَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِئِى السِّرَاجَ، وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ . فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

567: بخاری، رقم الحدیث:3798: مسلم، رقم الحدیث:2054، والنسائی، رقم الحدیث:6/11582، الترمذی، رقم الحدیث:3304، ابن حبان، رقم الحدیث:5286، والبیہقی، رقم الحدیث:185/4

Marfat.com

اس نے عرض کی: میں شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ سو آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا حتیٰ کہ تمام ازواج مطہرات نے یہی جواب دیا کہ ''نہیں'' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون شخص آج رات کے لئے اس آدمی کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی: میں یارسول اللہ! سو وہ انصاری اس مہمان کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب عزت وتکریم کرو۔

اور ایک روایت میں ہے: اس نے اپنی بیوی سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں۔ انصاری نے کہا: بچوں کو کسی چیز پر بہلا دو اور جب وہ رات کا کھانا کھانے کا ارادہ کریں تو ان کو سلا دینا' اور جب وہ (مہمان) داخل ہو تو چراغ گل کر دینا اور مہمان پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے رات فاقے میں گزار دی۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: آج رات جو سلوک تم نے اپنے مہمان سے کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، "جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔"
(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۶۹۲، ج ۱۲، ص ۱۰۶)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے براء! آدمی جب اپنے) دینی (بھائی کی لوجہ اللہ مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو ایک سال کامل تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو اُن فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اُس کے نامہ اعمال

Marfat.com

میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں "جنۃ الخلد" اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے گا۔ (کنز العمال، کتاب الضیافۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۵۸۷۸، ج ۵، الجزء ۹، ص ۱۱۰)

اخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کی مہمان نوازی کا بہت بڑا اجرِ عظیم ہے، قرآن مجید کی سورہ دھر میں خاص طور پر خداوند قدوس نے مہمان نواز بندوں کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے جنت اور جنتی لباس حریر کا وعدہ فرمایا ہے، حدیث مذکور بالا میں بھی جو اجر عظیم بیان کیا گیا ہے بھلا اُس کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو مہمان نوازی اور اس کی برکتوں اور اجر وثواب سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

(۵۶۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے، اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو، دو کا کھانا چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے۔

(۵۶۹) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ، وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑانا شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے، اور جس کے پاس فالتو زادِ راہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے مال کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا

568: بخاری، رقم الحدیث:5/151006، مسلم، رقم الحدیث:5/151006، احمد و ترمذی، رقم الحدیث:5/151006، نسائی، رقم الحدیث:5/151006، 5/ احمد، رقم الحدیث:5/151006، ابن ماجہ، رقم الحدیث:5237، ابن حبان، رقم الحدیث:5237، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:8/326

569: مسلم، رقم الحدیث:1728، ابوداؤد، رقم الحدیث:1663

Marfat.com

حتیٰ کہ ہمیں یہ یقین ہوگیا کہ ہم میں سے کسی کا ضرورت سے زائد مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یصرف: از، صرفاً بمعنی واپس کرنا، پھیرنا، ہٹانا۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، حدیث میں آتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکرّم، نُورِ مجسّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم نے فرمایا کہ "جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کریگا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کریگا اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں اسکے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے) مسلمان (بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی السترۃ علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۳۷۳)

(۵۷۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ امْرَاَةً جَائَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ، فَقَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ لِاَكْسُوْكَهَا، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا، فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ، فَقَالَ فُلَانٌ: اُكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا! فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ: فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا اَحْسَنْتَ! لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا، ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ: اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهَا، اِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے پاس ایک بنی ہوئی چادر تھی۔ عرض کرنے لگی: یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے تا کہ آپ کو پہناؤں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے چادر لے لی اور آپ کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ پس آپ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے وہ چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ سوایک آدمی کہنے لگا: حضور! مجھے یہ چادر عنایت

570: بخاری، رقم الحدیث: 1277، احمد، رقم الحدیث: 8/22888

Marfat.com

فرما دیجئے۔ کتنی خوبصورت ہے! آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے پھر واپس تشریف لے گئے تو اس چادر کو لپیٹا اور اس کو اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص سے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے چادر زیب تن کر رکھی تھی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر تم نے حضور ﷺ سے چادر مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی تھی کہ میں اس کو پہنوں بلکہ میں نے تو یہ چادر اس لئے مانگی تھی کہ اس کو اپنا کفن بناؤں گا۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: پس اس آدمی کا کفن اسی چادر کا تھا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

منسوجة: از، نسجاً بمعنی کپڑا بننا۔

شرح:

یہ نبی اکرم ﷺ کا ایثار ہے کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی۔ ایسے ہی بزرگانِ دین کے اخلاق میں سے ایثار بھی ایک اعلیٰ خصلت ہے۔ وہ اپنے نفس پر غیروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، اگرچہ ان کو خود تکلیف ہو مگر وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کی سعی کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ ابھی گزرا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک انصاری ایک مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا تھا۔ اس نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور اپنی بی بی کو اشارہ کیا کہ وہ چراغ بجھا دے۔ اس نے بجھا دیا مہمان کے ساتھ وہ انصاری آپ بیٹھ گئے اور منہ کے ساتھ چپ چپ کرتے رہے جس سے مہمان نے سمجھا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں وہ سب کھانا اسی مہمان کو کھلا دیا خود بمعہ بی بی اور عیال بھوکے سو رہے

اسی طرح ایک بکری کی سری ایک صحابی کے پاس صدقہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ فلاں صحابی مجھ سے زیادہ غریب ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوسرے کے پاس بھیج دی۔ اس دوسرے نے آگے تیسرے کے پاس یہاں تک کہ پھرتے پھرتے پھر پہلے کے پاس آ گئی۔

(المستدرک للحاکم، تفسیر سورۃ الحشر، قصۃ ایثار الصحابۃ، الحدیث 3852، ج3، ص299)

(۵۷۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ، اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ

571: بخاری، رقم الحدیث: 2486، مسلم، رقم الحدیث: 2500

Marfat.com

وَّاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَرْمَلُوْا": فَرَغَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اشعر قبیلہ کے لوگوں کا جب سفر جنگ میں زادراہ ختم ہو جائے یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل وعیال کے سامان خورد ونوش میں قلت پیدا ہو جائے تو جو کچھ بھی ان کے پاس ہو اس کو ایک کپڑے میں جمع کر دیتے ہیں' اور پھر ایک برتن سے اس کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ سو وہ مجھ سے ہیں' اور میں ان سے ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ارملوا: کا مطلب ہے: ان کا زادراہ ختم ہو گیا۔ یا ختم ہونے کے قریب ہے۔

شرح:

صحابہ کرام میں تو یہاں تک ایثار تھا کہ انہوں نے اپنے بھائی مہاجرین کو اپنی سب جائداد نصف نصف تقسیم کر دی۔ بلکہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں انہوں نے ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے نکاح میں دے دی۔ اللہ اکبر! یہ اخوت وہمدردی جس کی نظیر آج دنیا میں نظر نہیں آتی۔

جنگ یرموک میں ایک زخمی نے پانی مانگا ایک شخص پلانے کو آگے ہوا تو ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی کہ ہائے پانی۔ زخمی نے کہا کہ اس بھائی کو پہلے پانی پلا دو۔ وہ شخص آگے لے کر گیا تو ایک اور نے آواز دی کہ پانی! اس نے بھی کہا کہ اس کو پہلے پانی پلاؤ۔ پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اس نے کہا کہ اس کو پانی پلاؤ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو گیا تھا۔ پھر دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو گیا تھا۔ اسی طرح سب کے سب شہید ہو گئے۔ مگر کسی نے پانی نہ پیا۔ اپنی جان کی پروانہ کی سب نے دوسرے بھائی کے لئے ایثار کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحشر تحت الآیۃ 9، ج8، ص100)

اسی طرح چند درویش جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے سرکاری حکم ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے جب قتل کرنے لگے تو ہر ایک نے یہی تقاضا کیا کہ پہلے مجھے قتل کیا جائے تا کہ ایک دو دم زندگی کے دوسرا بھائی حاصل کرے اور میں اس سے پہلے مارا جاؤں۔ بادشاہ نے یہ ایثار دیکھا، سب کو رہا کر دیا۔

Marfat.com

٦٣-بَابُ التَّنَافُسِ فِیْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْاِسْتِكْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِه

امورِ آخرت میں مسابقت اور متبرک چیزوں کو کثرت سے طلب کرنے کا بیان

تنافس کا معنی: سانس لینا، باہم فخر کرنا، کسی چیز کی رغبت کرنا اور اس کے حصول میں مقابلہ کرنا، اور یہاں یہی معنی مراد ہے (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1 :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ○﴾ (المطففین: 26).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے○

(٥٧٢) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا . فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ يَدِهٖ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"تَلَّهٗ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ: اَیْ وَضَعَهٗ . وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

◄ ◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا: اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا' اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب ان بزرگوں کو دے دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: نہیں: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! آپ کی طرف سے اپنے حصہ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (مشروب کا برتن) اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

تلہ: تاء مثناۃ کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا اور یہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تلہ: تاء مثناۃ: کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا۔

572: بخاری، رقم الحدیث: 8/22887، احمد، رقم الحدیث: 8/22887، ابن حبان، رقم الحدیث: 5335، طبرانی، رقم الحدیث: 5769، بیہقی، رقم الحدیث: 7/286

Marfat.com

شرح:

یہ لڑکے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حق عبد ہے اگر بندہ خود اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی ہو جاوے تو فبہا ورنہ اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو نہ دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی امور میں ایثار کرنا سخاوت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" مگر اخروی امور میں ایثار نہ کرنا بخل کرنا محمود ہے، یہ بخل قابل ستائش ہے۔ یہاں پانی کم نہ تھا جس کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا بلکہ بلاواسطہ حضور کا پس خوردہ پینا مطلوب تھا جو کبھی کسی کو خوش نصیبی سے میسر ہوتا ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اسناد جتنی چھوٹی ہو اتنی اعلیٰ اور قوی ہے اور خرقہ نبویہ جس قدر زیادہ واسطوں سے پہنچے اتنا اشرف ہوتا ہے کہ اس میں بہت برکتیں شامل ہوتی ہیں لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ چہارم ہونا بہت ہی محبوب ہے کہ آپ کو حضور کی خلافت تین واسطوں سے پہنچی جس میں بہت برکتیں ان واسطوں کی بھی شامل ہو گئیں بہر حال یہ عمل شریف بہت ہی اعلیٰ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب واحترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔ اس سے بہت سے مسائل شریعت وطریقت کے حل ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۱۲۲)

(۵۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَیْنَا اَیُّوْبُ - عَلَیْهِ السَّلَامُ - یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا، فَخَرَّ عَلَیْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَیُّوْبُ یَحْتِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ، فَنَادَاهُ رَبُّهٗ - عَزَّوَجَلَّ -: یَا اَیُّوْبُ، اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُكَ عَمَّا تَرٰی؟! قَالَ: بَلٰی وَعِزَّتِكَ وَلٰکِنْ لَّا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَکَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل کر رہے تھے کہ ایک سونے کی مکڑی ان کے اوپر آ گری۔ سو حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مکڑی کو اپنے کپڑے میں بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کے رب عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی: اے ایوب! کیا ہم نے تم کو ان چیزوں سے بے پرواہ نہیں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: جی ہاں، آپ کی عزت و جلال کی قسم! لیکن (پروردگار!) میں تیری برکت سے تو بے نیاز نہیں نہ ہو سکتا۔ (بخاری)

573: بخاری، رقم الحدیث:3/8165، احمد، رقم الحدیث:3/8165، نسائی ابن حبان، رقم الحدیث:6229، بیہقی، رقم الحدیث:306، طیالسی، رقم الحدیث:2455

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یحثی: از، حثواً بمعنی مٹی ڈالنا،

شرح:

یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام کے مرض سے شفا پاجانے کے بعد کا ہے، غسل خانہ میں تنہائی کی حالت میں ننگا نہانا جائز ہے اگر وہاں بھی تہبند سے نہایا جائے افضل ہے۔

جراد اسم جنس ہے مراد بہت ٹڈیاں ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہورہا ہے۔ یہ بارش قدرتی تھی رب تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بعض دفعہ بارش کے ساتھ بیر بہوٹی برتی ہے لہٰذا جانوروں کا برسنا ناممکن نہیں۔

آپ اسی طرح برہنہ بدن غسل خانہ سے نکل کر اپنے تہبند شریف میں یہ ٹڈیاں جمع فرمانے لگے۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ آسمان سے برسی ہوئی چیز جنگل کی خودرو جڑی بوٹیاں وہاں کے شکار کے جانور کسی کی ملکیت نہیں جس کا جی چاہے لے لے حتیٰ کہ اگر قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ چیز ہم کو دی گئی ہے اسے بھی لے لینا جائز ہے جیسے برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے سامان میں واپس کی ہوئی رقم دیکھ کر بولے "هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا"۔دوسرے یہ کہ جائز مال کی حرص بری نہیں بلکہ اچھی ہے جب کہ حلال ذریعہ سے حاصل ہو اور غفلت پیدا نہ کرے، دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔

آپ کی بیماری کے بعد رب تعالیٰ نے آپ کی بیوی صاحبہ رحمت کو جوانی، صحت بخشی، اولاد بہت عطا کی مال اندازے سے بھی زیادہ عطا فرمایا اس فرمان عالی میں اس طرف اشارہ ہے۔

سبحان اللہ! کیسا پیارا جواب ہے یعنی میں بہت مالدار ہو کر بھی تیری عطا سے بے نیاز نہیں، تیری عطا بھاگ کر دوڑ کر قبول کروں گا، اس میں رب کی نعمت کی قدر دانی اور اس کا شکریہ ہے۔غرضکہ حرص نفسانی اور چیز ہے یہ حرص کچھ اور چیز ہے، یہ حرص نفسانی نہ تھی، ہمیشہ اپنے کو رب کا محتاج جانو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص۵۳۹)

Marfat.com

۶۴-بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ اَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَّجْهِهٖ وَصَرَفَهٗ فِيْ وُجُوْهِهِ الْمَاْمُوْرِ بِهَا

شکر کرنے والے دولت مند کی فضیلت کا بیان وہ شخص جو حلال طریقہ سے مال کمائے اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرے

غنی کا معنی: آسودہ، مطمئن، بے نیاز، دولت مند، (فیروز اللغات)

شاکر کا معنی: شکر گزار، شکر کرنے والا، صابر، قانع، (فیروز اللغات)

شاکر کی تعریف: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کرنے والا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى ○ وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ○﴾ (اللیل: 7-5)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جس نے دیا○ اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا○ تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے○

تشریح:

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔
یعنی جس نے اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا، اور ممنوعات و محرمات سے بچا۔ اور ملتِ اسلام کی تصدیق کی۔ تو ہم جنت کے لئے اس کی راہ آسان کر دیں گے، اور اسے ایسی خصلت کی توفیق دیں گے جو اس کے لئے سببِ آسانی وراحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ○ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ○﴾ (اللیل: 21-17)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے○ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو○ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے○ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے○ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا○

Marfat.com

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّاھِیَ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَیُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِنْ سَیِّئَاتِکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○﴾ (البقرة: 271)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ○﴾ (آل عمران: 92)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے. تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے ○

تشریح:

بر سے تقویٰ وطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں، داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب ومرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک) بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ نے بایمائے حضور اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لئے اس کو آزاد کر دیا (تفسیر خزائن العرفان)

وَالْاٰیَاتُ فِیْ فَضْلِ الْاِنْفَاقِ فِی الطَّاعَاتِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ۔

نیکی کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بیان میں اور بھی بے شمار آیات موجود ہیں۔

(۵۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

574: احمد، رقم الحدیث 2/3652، والبخاری، رقم الحدیث: 2417

Marfat.com

وَسَلَّمَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهٗ عَلٰی هَلَکَتِهٖ فِی الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِکْمَةً فَهُوَ یَقْضِیْ بِهَا وَیُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ قَرِیْبًا ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور مال کو راہِ حق میں بے دریغ خرچ کرنے کا اسے ملکہ بھی عطا فرمایا ہو اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس حکمت کے ذریعے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔ (متفق علیہ)

اس کی تشریح ابھی قریب ہی گزری۔۔۔

(۵۷۵)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ مَالًا، فَهُوَ یُنْفِقُهٗ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

"اَلْاٰنَاءُ": اَلسَّاعَاتُ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عطا فرمایا ہو اور اس کے دن رات قرآن کی تعلیمات کے مطابق بسر ہوتے ہوں' اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا' اور وہ اپنے مال کو دن رات (راہ خدا میں) خرچ کرتا رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاٰناء: ساعات۔ (گھڑیاں)۔

شرح:

یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنی ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

ایک آدمی عالم دین ہے جو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں

575: مسلم

Marfat.com

غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جیئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاء اللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورۂ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں آئے گا۔

چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۳۳۹)

(۵۷۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

"الدُّثُوْرُ": اَلْاَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے فقیر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: دولت مند لوگ تو بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں' اور ہم غلام آزاد نہیں کرتے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں' اور تم ان لوگوں پر سبقت لے جاؤ جو تمہارے بعد ہیں' اور کوئی بھی تم سے افضل نہیں ہوگا مگر وہ جو تمہاری طرح یہ عمل کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

576: بخاری، رقم الحدیث: 146، مسلم، رقم الحدیث: 146، نسائی، رقم الحدیث: 146، ابوعوانہ، رقم الحدیث: 2/248، ابن حبان، رقم الحدیث: 2014، بیہقی، رقم الحدیث: 2/186

Marfat.com

نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ فقیر مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس عمل کے متعلق سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں اب وہ بھی یہ عمل کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الدثور: کا معنیٰ ہے: زیادہ مال۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

شرح:

بلند درجات اور باقی رہنے والی نعمتیں لے گئے) یعنی ہمارے مقابل درجات میں بڑھ گئے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہو گئے اس میں نہ تو رب کی شکایت ہے اور نہ مالداروں پر حسد بلکہ ان پر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جائز ہے یعنی دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا، حسد حرام ہے یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش۔

یعنی بدنی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور مالی عبادتوں میں ہم سے بڑھ کر۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ شاکر غنی صابر فقیر سے افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فقیر صابر غنی شاکر سے افضل کیونکہ رب نے فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے، اور فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی شکر سے نعمتیں ملتی ہیں اور صبر سے اللہ تعالیٰ۔

(تم اپنے سے آگے والوں کو پالو گے) یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا مراد ہے نہ کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجہ میں بڑھ گئے ہیں ان کلمات کی وجہ سے تم ان کے برابر ہو جاؤ گے اور جو تمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم بڑھ جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی ہی نیکیاں کرے صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ خادم انبیاء ہیں تو صحابہ بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ خادم جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یک زمانہ صحبتے با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۱۹۰)

Marfat.com

۶۵-بَابُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْاَمَلِ

موت کی یاد اور آرزوئیں کم کرنے کا بیان

موت کا معنی: اجل، مرگ، قضاء، وفات، انتقال، خرابی، شامت، تباہی، بربادی، نیستی، نابودی، زوال (فیروز اللغات)

موت کی تعریف: وہ وجودی صفت جو زندگی کی ضد کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔

(خزائن التعریفات، ص ۲۷۷، بحوالہ التنامی، ص ۳۰۳، والضحی پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ ﴾ (آل عمران: 185)،

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۝

تشریح:

دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی آدمی زندگانی پر مفتون ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقا نہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہوا حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالب دنیا کے لئے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ﴾

(لقمان: 34)

اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: 61)،

اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ۝

Marfat.com

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○﴾ (المنافقون: 11-9)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تمہارے نہ مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ○ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے: اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہوتا ○ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰی عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس پھیر دیجئے ○ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں' یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے' اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اُٹھائے جائیں گے ○ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں ○ تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی مراد کو پہنچے ○ اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ○ ان کے منہ پر آگ لپیٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑاے ہوں گے ○ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے ○

اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ

Marfat.com

اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥﴾ (المؤمنون:115-99)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: تم زمین میں کتنا ٹھہرے برسوں کی گنتی سے وہ بولے: ہم ایک دن رہے یا دن کا بعض حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما٥ فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر تمہیں علم ہوتا٥ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں٥

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ٥﴾ (الحدید: 16)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں٥

تشریح:

شانِ نزول: حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا اتنا ہی رونا۔ اور اترنے والے حق سے مراد قرآنِ مجید ہے۔

پھر فرمایا کہ ان جیسے نہ ہوں جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اور اس موضوع کی آیات بکثرت ہیں۔

(۵۷۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ".

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

577: احمد، رقم الحدیث: 4467/2، بخاری، رقم الحدیث: 698، ترمذی، رقم الحدیث: 698، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 698، ابن حبان، رقم الحدیث: 698م بیہقی، رقم الحدیث: 369/3

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی یا مسافر ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کیا کر اور جب تجھے صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر اور صحت کی حالت میں مرض کے لئے کچھ حاصل کر اور زندگی میں موت کے لئے کچھ سامان جمع کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے مسافر منزل اور وہاں کی زیب و زینت سے دل نہیں لگاتا کیونکہ اسے آگے جانا ہوتا ہے ایسے ہی تم یہاں کے انسان اور سامان سے دل نہ لگاؤ، ورنہ مرتے وقت ان کے چھوٹنے سے بہت تکلیف ہوگی۔ صوفیاء جو فرماتے ہیں کہ "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ" یعنی وطن کی محبت ایمان کا رکن ہے وہاں وطن سے مراد جنت ہے یعنی اصلی وطن یا مدینہ منورہ کہ وہ مؤمن کا روحانی وطن ہے۔

حضرت ابن عمر یہ اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے کہ زندگی کی لمبی امیدیں نہ باندھو ہر نماز آخری نماز سمجھ کر پڑھو، تندرستی اور زندگی کو غنیمت جانو جس قدر ہو سکے اس میں نیکیاں کمالو، ورنہ بیماری میں اور موت کے بعد کچھ بن نہ پڑے گا۔ شعر

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں   جب بڑھاپا آ گیا پھر بات بن پڑتی نہیں

ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی ہو چکی   یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۸)

(۵۷۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُّوْصِيْ فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُّنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان شخص کے لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور اس پر دو راتیں گزر جائیں مگر یہ کہ اس کی

578: موطہ، رقم الحدیث: 1492، احمد، رقم الحدیث: 2/4902، بخاری، رقم الحدیث: 2738، مسلم، رقم الحدیث: 1627، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2862، الترمذی، رقم الحدیث: 974، النسائی، رقم الحدیث: 3618، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 26599، ابن حبان، رقم الحدیث: 6024

Marfat.com

وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔ (متفق علیہ)

یہ عبارت بخاری کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس پر تین راتیں گزر جائیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تو مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب کہ میرے پاس وصیت موجود نہ ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یوصی: از ایصاءً بمعنی وصیت کرنا، حکم دینا،

شرح:

یوصی معروف بھی ہوسکتا ہے مجہول بھی، شیخ نے مجہول پڑھا ہے اور مرقات نے دونوں طرح لائق وصیت کی قید اس لیے لگائی کہ جس مال کی وصیت ہی نہیں ہوسکتی اس کا حکم یہ نہیں، قابل میراث مال کی وصیت ہوسکتی ہے دوسرے کی نہیں، قرض، امانت، وقف مالوں میں میراث جاری نہیں ہوتی لہٰذا ان کی وصیت بھی نہیں ہوتی، نبی کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ جو لوگ حضرت علی کو وصی رسول مانتے ہیں بایں معنی کہ حضور انور نے آپ کو اپنے مال یا خلافت کی وصیت فرمائی وہ بہت ہی نادان ہیں، ہر مسلمان وصی رسول ہے، سرکار نے ہر شخص کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی ہے کہ فرمایا: "اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ".

اگر یہ حکم وجوبی ہے تو منسوخ ہے کہ اب میراث کے احکام آچکے اور اگر استحبابی ہے تو اب بھی باقی ہے، واقعی جو وصیت کرنا چاہے وہ بغیر وصیت کیے ایک رات بھی نہ گزارے، کیا خبر موت کہاں اور کب آئے، نیز وصیت لکھ کر کرے بلکہ آج کل رجسٹری کرادے کہ زبانی وصیتیں بدل جاتی ہیں، ہاں ادائے قرض اور ادائے امانات کی وصیت اب بھی واجب ہے جب کہ ان قرضوں اور امانتوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۴، ص۲۶۴)

(۵۷۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ:

579: والنسائی، رقم الحدیث: 3618، ابن ماجہ، رقم الحدیث 26599، والطیالسی، رقم الحدیث 1841، ابن حبان، رقم الحدیث 6024، والبیہقی، رقم الحدیث: 271/6، والبیہقی، رقم الحدیث: 272، بخاری، رقم الحدیث: 6418، احمد، رقم الحدیث: 12240، الترمذی، رقم الحدیث 2334، ابن حبان، رقم الحدیث: 2998

Marfat.com

"هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت۔ انسان اسی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ قریبی لکیر (یعنی موت) آ جاتی ہے۔ (بخاری)

(۵۸۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ، فَقَالَ: "هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيْطًا بِهِ - اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهِ - وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ، فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ . وَهٰذِهِ صُوْرَتُهُ:

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا اور ایک خط اس کے درمیان میں جو اس سے باہر نکل رہا تھا' اور درمیان والے خط کے ساتھ اس سمت میں جو وسط میں تھی، چھوٹے چھوٹے خط کھینچے پھر فرمایا: یہ انسان ہے' اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یا فرمایا: اس نے اسے گھیر رکھا ہے' اور یہ جو لکیر باہر نکل رہی ہے یہ اس کی آرزوئیں ہیں' اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط ہیں حادثات ہیں۔ سو اگر وہ ایک حادثے سے بچ نکلتا ہے تو دوسرا حادثہ اس کو دبوچ لیتا ہے' اور اگر اس سے بچ نکلتا ہے تو ایک اور اس کو دبوچ لیتا ہے۔ (بخاری)

اور اس کی شکل یہ ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاعراض: مفرد العرض، بمعنی سامان، متاع، غیر دائمی چیز۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے یہ خط اپنے دستِ اقدس سے کھینچے اس کی شکل یہ تھی مثالی خط میں غور کرو (انظر فی الکتاب)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اہم مسائل اشاروں میں سمجھا دیئے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوئے اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوئے وہ راز اک کملی والے نے سمجھا دیے چند اشاروں میں

580: احمد، رقم الحدیث: 2/3652، بخاری، رقم الحدیث 63/8

Marfat.com

یعنی بیچ والی لکیر میں سے دوطرفہ چھوٹی چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی تھیں جو مربع خط کی طرف تھیں جیسا کہ ہمارے کھینچے ہوئے خط سے ظاہر ہورہا ہے۔

(چھوٹے خط آفتیں ہیں) یعنی اس شکل میں چار چیزیں ہیں، بیچ والا جو مربع خط سے گھرا ہوا ہے اور جسے چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی ہیں یہ تو انسان ہے اور اس کے اردگرد جو کھوٹا خط اس کی موت ہے جو ہر طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور آس پاس کی چمٹی ہوئی لکیریں یہ دنیاوی آفتیں، بلائیں ہیں، بیماریاں، آپس کی دشمنیاں، دنیاوی جھگڑے اور فکریں جو دوطرفہ چمٹی ہوئی ہیں اور اس مربع خط سے اوپر نکلا ہوا حصہ یہ انسان کی دنیاوی امیدیں ہیں یعنی انسان اس قدر آفتوں اور چوطرفہ سے موت میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اتنی دراز امیدیں رکھتا ہے جو اس موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہیں۔ شعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں　　سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

(اگر اس سے بچا تو اس نے آلیا) یعنی انسان عمر میں کبھی بھی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پاتا، ایک آفت جاتی ہے تو دو آتی ہیں اور جب دو جاتی ہیں تو اور طرف سے تین چار آتی ہیں یہ آفتیں بلائیں یوں ہی آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے، زیادہ امیدیں باندھنے والے کو موت کی تکلیف بہت ہوتی ہے نزع کی شدت، دنیا چھوٹنے پر حسرت، امیدیں پوری نہ ہونے کا غم لہٰذا یہ ہی بہتر ہے کہ لمبی امیدیں رکھی ہی نہ جائیں۔ غافل مرکر دنیا اور محبوب چیزوں سے چھوٹتا ہے مگر مؤمن کامل مرکر محبوب سے ملتا ہے، کافر کی موت کا دن چھوٹنے کا دن ہے، مؤمن کی موت کا دن ملنے کا دن ہے اس لیے مقبولوں کی موت عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ قبر میں کامیاب ہونے پر فرشتے کہتے ہیں نم کنومة العروس سوجا دولہن کی طرح۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ۷، ص ۱۱۰)

(۵۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا، اَوْ غِنًى مُطْغِيًا، اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا، اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ، فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ؟!" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ کیا تم اس تنگدستی کا انتظار کررہے ہو جو سب کچھ بھلادے یا اس امارت کا جو سرکش بنادے یا اس مرض کا جو بگاڑ پیدا کردے یا اس بڑھاپے کا جو قوائے عقلیہ کو مضمحل کردے یا اچانک آجانے والی موت کا یا دجال کا اور دجال ان غائب چیزوں میں سب سے برا ہے جن کا انتظار کیا جاتا ہے یا قیامت کا اور قیامت تو بڑی

581: الترمذی، رقم الحدیث: 2313، الترمذی، رقم الحدیث: 442/6، الترمذی، رقم الحدیث: 6/1، الترمذی، رقم الحدیث: 4/7906

Marfat.com

مہیب اور سخت چیز ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

مُطْغِیًا: از، اطغاءً، بمعنی سرکش بنانا، سرکشی پر اُبھارنا۔

شرح:

انسان کے دل میں خوف خدا عزوجل بیدار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہو جانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں فکر مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔(2) صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔

(4) زندگی کو موت سے پہلے ....اور ....

(5) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔" (المنبھات علی الاستعداد لیوم المعاد،ص ۵۷)

(۵۸۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" يَعْنِي: الْمَوْتَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذات کو توڑ دینے والی (یعنی موت) کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۸۳) وَعَنْ اُبَيِّ بن كعب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ

582: احمد، رقم الحدیث:3/7930، والترمذی، رقم الحدیث:2314، والنسائی، رقم الحدیث:1823، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4258، ابن حبان، رقم الحدیث:2992، ابن حبان، رقم الحدیث:2994، والحاکم فی الرقاق، رقم الحدیث:4/7909

583: احمد، رقم الحدیث:8/21300، والترمذی، رقم الحدیث:2465

Marfat.com

ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ، فَقَالَ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ. فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ: "مَا شِئْتَ" قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا؟ قَالَ: "اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، پہلا نفخہ آچکا ہے اور دوسرا نفخہ اس کے پیچھے آنے والا ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ آ گئی ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ آ گئی ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بکثرت آپ پر درود بھیجتا ہوں تو میں آپ پر کتنے وقت تک درود بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تمہارا جی چاہے۔ میں نے عرض کی: ایک چوتھائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اس میں تیرے لئے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی: نصف۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: دو تہائی۔ فرمایا: جیسا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: میں سارا وقت آپ پر درود بھیجتا رہوں گا۔ فرمایا: تب تو تیرے سارے غم دور ہو جائیں گے اور تیرے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تعارفِ راوی:

ابی بن کعب: آپ کا نام ابوعبداللہ یا ابوعبدالرحمان ہے، ابن فیروز دیلمی حمیری فارسی النسل ہیں، آپ کے والد فیروز نے اسود عنسی کو قتل کیا جو مدعی نبوت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات شریف میں جب اس قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ اسے نیک بندے نے قتل کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں انتقال ہوا، دیلمی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے ابوعبدالرحمٰن تابعی ہے۔ (مرأۃ المناجیح جلد اوّل)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

الراجفة: قیامت کے دن صور پھونکنے کا پہلا نفخہ۔

Marfat.com

الرادفة: قیامت کے دن صور پھونکنے کا دوسرا نفخہ۔

شرح:

درود شریف کی فوائد:

1۔ موافقته سبحانه فی الصلاة علیه

حضور ﷺ پر درود پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت ہے۔

2۔ موافقة ملائکته فیها

اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں اللہ کے فرشتوں کی ملائکہ کی موافقت ہے۔

3۔ حصول عشر صلوات من الله علی المصلّی مرة

ایک مرتبہ درود پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ سے دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

4۔ انه یرفع له عشر درجات

درود پڑھنے والے کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں

5۔ انه یکتب له عشر حسنات

درود پڑھنے والے کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

6۔ انه یمحی عنه عشر سیئات

درود پڑھنے والے کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

7۔ انها سبب لکفایة الله العبد ما اهمّه

صلوٰۃ وسلام بندے کے مصائب میں اللہ تعالیٰ کی کفایت کا سبب ہے۔

8۔ انها تقوم مقام الصدقة لذی العسرة

صلوٰۃ وسلام تنگ دست کے لیے صدقے کے قائم مقام ہے۔

9۔ انها سبب لقضاء الحوائج

بیشک صلوٰۃ وسلام حاجات کے پورے ہونے کا سبب ہے

10۔ انها زکاة لمصلّی وطهارة له

صلوٰۃ وسلام پڑھنا صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کے لیے صفائی اور طہارت ہے

11۔ انها سبب لتبشیر العبد بالجنة قبل موته

صلوٰۃ وسلام بندے کی موت سے پہلے اس کو جنت کی بشارت کا سبب ہے۔

Marfat.com

12. انها سبب للنجاة من اهوال يوم القيامة

اور صلوٰۃ وسلام قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب ہے۔

13. انها سبب لتذكر العبد ما نسيه

صلوٰۃ وسلام بندے کے لیے اس چیز کی یاد کا سبب ہے جس کو وہ بھول گیا ہے۔

14. انها سبب لنفي الفقر

بیشک صلوٰۃ وسلام فقر کی نفی کا سبب ہے۔

15. انها ترمي صاحبها على طريق الجنة

صلوٰۃ وسلام آدمی کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے

16. انها سبب لهداية العبد و حياة قلبه

صلوٰۃ وسلام آدمی کی ہدایت اور دل کی جلاء کا سبب ہے۔

17. انها سبب لتثبيت القدم على الصراط

بیشک صلوٰۃ وسلام پڑھنا پل صراط پر ثابت قدم رہنے کا سبب ہے۔

(الامام شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی المعروف بہ ابن قیم جوزی علیہ الرحمۃ ۷۵۱ھ، جلاء الافہام، مکتبہ حقانیہ، پشاور، ص ۳۸۹)

٦٦-بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُوْلُهُ الزَّائِرُ

مردوں کے لئے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا بیان اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟

نوٹ: زیارت کا معنی باب نمبر ۴۵ میں بیان ہو چکا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۸۴) عن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عن زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِي رِوَايَةٍ: "فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّزُوْرَ الْقُبُوْرَ فَلْيَزُرْ ؛ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُنَا الْاٰخِرَةَ" .

◀ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: جو قبروں کی زیارت کرنا چاہے وہ قبروں کی زیارت کرے، کیونکہ وہ ہمیں آخرت کی یاددلاتی ہیں۔

584: مسلم، رقم الحدیث: 977، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3235، والنسائی، رقم الحدیث: 2031، والنسائی، رقم الحدیث: 4441، والنسائی، رقم الحدیث: 5668، والنسائی، رقم الحدیث: 5669

Marfat.com

(۵۸۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس رات ان کی باری ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے گروہ مومنین! تم پر سلامتی ہو تمہارے پاس آ چکی ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مقررہ مدت تک تم ڈھیل دیئے گئے اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کو معاف فرمادے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مؤجلون: از، تاجیلاً بمعنی مدت مقرر کرنا، مہلت، اجل موت کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع آجال آتی ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آخری شب میں بقیع یعنی قبرستان مدینہ کی زیارت فرماتے تھے، اپنی باری کا ذکر اس لیئے فرماتی ہیں کہ آپ کے علم میں یہ ہی آیا۔ عربی میں بقیع درخت والے میدان کو کہتے ہیں۔ غرقد ایک خاص درخت کا نام ہے چونکہ اس میدان میں پہلے غرقد کے درخت تھے اسی لیئے اس جگہ کا نام بقیع الغرقد ہو گیا۔

(تمہارے پاس آ گیا) یعنی تمہارا وعدۂ موت پورا ہو چکا اور تم کو موت آ چکی، اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا، ہماری ابھی موت بھی باقی ہے اور اجر وثواب بھی۔ اس صورت میں یہ دو جملے ہیں یا معنے یہ ہیں کہ جس اجر وثواب کا تم سے وعدہ تھا وہ عنقریب یعنی کل قیامت میں تمہیں ملنے والا ہے، اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے اَتَاکُم ماضی بمعنی مستقبل ہے، پہلے معنے زیادہ موزوں ہیں۔

(ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں) یعنی وفات پا کر تم تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم بقیع میں

585: مسلم، رقم الحدیث: 974، والنسائی، رقم الحدیث: 2038، احمد، رقم الحدیث: 9/3172، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1546، ابن حبان، رقم الحدیث: 3172، رقم الحدیث: 6722، والبیہقی، رقم الحدیث: 79/4

Marfat.com

دفن ہونے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بقیع میں نہیں اپنے گھر شریف میں واقع ہوئی۔
(اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے) اس دعا کی وجہ سے بعض مؤمن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دعا میں وہ بھی شامل ہوجائیں۔ دعا یہ ہے کہ الٰہی تمام بقیع والے مدفونوں کی مغفرت فرما۔ رب تعالیٰ اس پاک سرزمین میں دفن ہونا نصیب کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۹۸۸)

(۵۸۶) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں پر جائیں تو یہ کہیں: اے ان گھروں (قبروں) کے ساکن مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم)

(۵۸۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں قبروں کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے رخ انور ان کی طرف پھیرا اور فرمایا: اے اہلیان قبور! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے۔ تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم پیچھے آرہے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

586: احمد، رقم الحدیث: 9/23046، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 3/340، مسلم، رقم الحدیث: 975، والنسائی، رقم الحدیث: 2039، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1547، ابن حبان، رقم الحدیث: 3173، والبیہقی، رقم الحدیث: 4/79

587: الترمذی، رقم الحدیث: 1055

Marfat.com

حلِ لغات:

سلف: گزشتہ آباء واجداد، پہلے،

شرح:

یعنی قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کو پشت کر کے کھڑے ہوئے ، زیارت قبر کے وقت اسی طرح کھڑا ہونا چاہیے۔(مرقاۃ) قبر کو چومنا ممنوع ہے ، البتہ عالمگیری و مرقات میں اس جگہ ہے کہ والدین کی قبریں چومنا جائز ہے۔(ہم تمہارے خلف ہیں) یعنی ہم سے آگے تم چلے گئے ، تمہارے پیچھے ہم بھی آ رہے ہیں۔متقدمین کو سلف کہتے ہیں متاخرین کو خلف۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲،ص ۹۸۸)

۶۷-بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلَا بَأْسَ بِهٖ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّيْنِ

کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کی کراہت کا بیان اور یہ کہ دین میں فتنہ پیدا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنے میں حرج نہیں

(۵۸۸) **عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ**: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ، وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهٗ؛ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ، وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا".

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی ہرگز تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ مزید نیکیاں کرے' اور اگر وہ گنہگار ہے تو ممکن ہے توبہ کرے۔(متفق علیہ)

یہ عبارت بخاری کی ہے' اور مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے' اور نہ موت کے آنے سے پہلے موت کی دعا کرے، کیونکہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں' اور مومن کی زندگی اس کے لئے بھلائی

588: بخاری، رقم الحدیث: 7235، مسلم، رقم الحدیث: 2682

Marfat.com

میں اضافہ کرتی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یستعتب: از، استعتاباً، معنی رضامند کرنا، رضامندی طلب کرنا،

شرح:

موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو بُرا۔ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ تیاریٔ موت ہو۔ اور اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یعنی مؤمن کی زندگی بہر حال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی میں ہو سکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۳)

(۵۸۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَہُ، فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر اسے ضرور کچھ کہنا ہی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لضرٍ: تنگی، سختی بدحالی،۔

589: احمد، رقم الحدیث: 4/12015، بخاری، رقم الحدیث: 2671، مسلم، رقم الحدیث: 2680، الترمذی، رقم الحدیث: 971، والنسائی، رقم الحدیث: 1820، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3108، ابن حبان، رقم الحدیث: 2966

Marfat.com

شرح:

یہ حدیث گزشتہ احادیث کی شرح ہے کہ بیماری و آزاری سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے کیونکہ اس خیر وشر میں دین و دنیا کی خیر وشر شامل ہے گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے۔خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینہ پاک میں موت نصیب کر۔چنانچہ عمر فاروق نے دعا کی تھی کی مولا مجھے اپنے حبیب کے شہر میں شہادت نصیب کر،حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہوسکے گا تو آپ نے فرمایا ان شاءاللہ ایسے ہی ہوگا۔چنانچہ مسجد نبوی محراب النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفیٰ پر آپ رضی اللہ عنہ کو کافر مجوسی ابولولو نے شہید کیا۔دعاء کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو رب کی یہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲ ص ۸۲۵)

(۵۹۰) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰی سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا، وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ۔ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰی وَهُوَ يَبْنِیْ حَائِطًا لَّهٗ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ يَجْعَلُهٗ فِیْ هٰذَا التُّرَابِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِیِّ ۔

◄ ◄ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تیمارداری کے لیے گئے اور انہوں نے سات داغ لگوار کھے تھے فرمایا: ہمارے ساتھی جو ہم سے پہلے تھے وہ جاچکے ہیں اور دنیا نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے لئے ہمارے پاس مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں اور اگر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ اپنی ایک دیوار تعمیر کر رہے تھے۔فرمایا: انسان کو ہر چیز پر اجر ملتا ہے جو وہ خرچ کرتا ہے مگر جو اس مٹی میں ڈال دیتا ہے اس پر نہیں۔(متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

590: بخاری، رقم الحدیث: 2999، مسلم، رقم الحدیث: 2999۔ نسائی، رقم الحدیث: 2999، ابن حبان، رقم الحدیث: 2999، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 3632/4، بیہقی، رقم الحدیث: 377/3، احمد، رقم الحدیث: 32234/7، حاکم، رقم الحدیث: 5666/3

Marfat.com

حلِ لغات:

اکتوی: از، اکتواءً، بمعنی آدمی کا اپنے آپ کو داغ دینا، داغ لگنا۔

شرح:

یعنی میں اتنا سخت بیمار ہوں کہ جسم زخموں سے چھلنی ہے، سات جگہ گرم لوہے سے داغا جاچکا ہے، تمنائے موت کو دل چاہتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مانع ہے۔ خیال رہے کہ داغ زخم کا آخری علاج ہے، جب کوئی دوا کارگر نہ ہو تو گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر صحابہ فقر و فاقہ میں تھے، خلافت فاروقی وعثمانی میں صحابی پر دنیا خدا کے فضل سے پھٹ پڑی تب ان کی مالداری حساب سے ورائہو گئی کیونکہ سارے ممالک انہی خلافتوں میں فتح ہوئے، آپ اسی جانب اشارہ فرماتے ہیں یعنی مجھے یہ خوف ہے کہ یہ مالداری ہمارے اعمال کا بدلہ نہ ہوگئی ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۳۹)

۶۸-بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

پرہیزگار بننے اور شبہات کو ترک کرنے کا بیان

ورع کا معنی: پرہیز گاری، تقویٰ، پارسائی۔ (فیروز اللغات)

شبہ کا معنی: شک، گمان، وہم، جمع شبہات۔ (فیروز اللغات)

ورع کی تعریف: الورع: هو اجتناب الشبهات خوفاً من الوقوع فی المحرمات، وقیل هی ملازمة الاعمال الجمیلة" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: حرام کاموں میں پڑنے کے خوف سے شبہات سے بھی بچنا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کا نام ورع ہے۔

شبہ کی تعریف: الشبهة هو ما لم یتیقن کونه حراماً او حلالاً"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ جس کا حلال یا حرام ہونا یقینی نہ ہو۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (النور: 15)،

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے O

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (الفجر: 14).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں O

(۵۹۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِيْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُتَقَارِبَةٍ.

◄ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے' پس جو شخص ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا' اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا جس طرح وہ چرواہا جو چراگاہ (ممنوعہ) کے اردگرد ریوڑ چراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی محرمات ہیں۔ خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے' اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے' اور وہ دل ہے۔ (متفق علیہ)

دونوں حضرات نے اس حدیث کو مختلف طرق سے ملتے جلتے الفاظ میں روایت کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مشتبہات: از، اشتباهاً، بمعنی کسی کا پوشیدہ اور مشتبہ ہونا۔

شرح:

یہ حدیث اصل اصول دین ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں: بالکل حلال جن کی حلت منصوص

591: احمد، رقم الحدیث: 18402/4، بخاری، رقم الحدیث: 245/2، مسلم، رقم الحدیث: 245/2، ابوداؤد، رقم الحدیث: 245/2

Marfat.com

ہے، بالکل حرام جن کی حرمت منصوص ہے جیسے محرمات وفواحش اور مشتبہات جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یا حلت وحرمت کی دلیل نہیں، اصل حلال پر عمل کرو، اصل حرام سے ضرور بچو اور مشتبہات سے احتیاطًا پرہیز کرو کہ شاید حرام ہوں مگر جن میں حلت کی اصل موجود ہو وہ مشتبہ نہیں، انہیں حرام سمجھنا محض باطل وہم ہے لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میلاد شریف عرس بزرگانِ دین کو بعض علماء حرام بھی کہتے ہیں لہٰذا یہ مشتبہات سے ہے۔

اور جو شخص مشتبہات سے پرہیز نہ کریگا وہ آخر کار محرمات میں بھی پھنس جائیگا اس لئے مشتبہات سے بچو۔ شاہی چراگاہ میں جانور چرانا سخت جرم ہوتا ہے ہوشیار چرواہے شاہی چراگاہ سے دور ہی رہتے ہیں تاکہ کوئی جانور بے قابو ہوکر اس چراگاہ میں نہ گھس جائے اور ہم مجرم ہوجائیں مگر بے احتیاط چرواہے وہاں قریب پہنچ جاتے ہیں اور آخر کار ان کا جانور وہاں گھس جاتا ہے اور یہ مجرم ہوکر پکڑے جاتے ہیں، ایسے ہی مشتبہات میں واقع ہونے والا کبھی حرام میں بھی گرفتار ہوجائےگا تم چرواہے ہو، نفس بے سمجھ جانور، محرمات شرعیہ شاہی چراگاہ ہے، مشتبہات اس چراگاہ کے متصل زمین۔

مطلب یہ کہ دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا جیسے بادشاہ کے درست ہوجانے سے تمام ملک ٹھیک ہوجاتا ہے ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہوجاتا ہے، دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش کہ دل میں برے ارادے نہ پیدا ہوں اس لیے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو اپنی منزلوں میں رکھو، اس کی منزل فرض، واجب، سنت، مستحب، آداب مباح ہیں ان حدود میں رہا تو خیر ہے اگلی منزلیں خطرناک ہیں ادھر نہ جانے دو، اگلی منزلیں مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی، حرام وکفر ہیں، مکروہ تنزیہی سے بچاؤ تاکہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۲۷۱)

ایک جگہ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳)

(۵۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَۃً فِی الطَّرِیْقِ، فَقَالَ: "لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَۃِ لَاَکَلْتُھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں ایک کھجور پڑی ملی تو آپ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو تو میں اس کو کھالیتا۔ (متفق علیہ)

592: احمد، رقم الحدیث: 4/12191، بخاری، رقم الحدیث: 214/2، مسلم، رقم الحدیث: 214/2، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 214/2، بیہقی، رقم الحدیث: 19586

Marfat.com

(۵۹۳) وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ: اَیْ تَرَدَّدَ فِيْهِ۔

◀ ◀ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

نواس ابن سمعان: آپ کلابی ہیں، شام میں رہے ایک جماعت نے آپ سے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

حَاكَ: حاء مہملہ اور کاف کے ساتھ اس کا معنیٰ ہے: تجھے اس میں تردد ہو۔

شرح:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "کامل ترین مؤمن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔" (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان، رقم ۲۶۲۱، ج ۴، ص ۲۷۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بہترین شخص کون ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، "کیوں نہیں یا رسول اللہ!" فرمایا، "تم میں سے عمر رسیدہ اور زیادہ حسن اخلاق والا۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق، رقم ۴۸۴، ج ۱، ص ۳۲۵)

(۵۹۴) وَعَنْ وَابِصَةَ بنِ مَعبدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ، اَلْبِرُّ: مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ

593: مسلم، رقم الحدیث: 397، ترمذی، رقم الحدیث: 397، بخاری، رقم الحدیث: 397، ابن حبان، رقم الحدیث: 397، دارمی، رقم الحدیث: 2789، احمد، رقم الحدیث: 6/1760، حاکم، رقم الحدیث: 2172، بیہقی، رقم الحدیث: 192/10

594: احمد، رقم الحدیث: 18021، دارمی، رقم الحدیث: 2533، احمد، رقم الحدیث: 17757

Marfat.com

وَاَفْتُوْكَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَحمد وَالدَّارِمِيُّ فِيْ مُسْنَدَيْهِمَا ۔

◀ ◀ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں: آپ نے فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس اور دل مطمئن ہو جائے' اور گناہ وہ ہے جو نفس میں شبہ پیدا کرے اور سینے میں کھٹکے۔ خواہ لوگ تجھے کچھ ہی فتویٰ دیں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد اور دارمی نے اس کو اپنی مسانید میں روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

وابصہ ابن معبد: آپ کی کنیت ابوشداد ہے اوسی ہیں، کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں رہے مقام رقہ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواو، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

استفت: از، استفتاءً، بمعنی فتویٰ طلب کرنا، پوچھنا، معلوم کرنا۔

شرح:

یہ غیبی خبر ہے کہ حضرت وابصہ جو سوال دل میں لے کر آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بغیر عرض کئے ہوئے ارشاد فرما دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دلوں کے حال پر مطلع فرمایا ہے کیوں نہ ہو انہیں تو پتھروں کے دلوں پر اطلاع ہے کہ فرماتے ہیں احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ شعر

اے کہ ذات پاک تو صبح دھور چشم تو بینندہ مافی الصدور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وابصہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے قلب کو فیض دیا جس سے ان کا نفس بجائے امارہ کے مطمئنہ ہو گیا اور دل خطرات شیطانی وسوسوں سے پاک وصاف ہو گیا۔ صوفیاء کرام جو مریدوں کے سینے پر ہاتھ مار کر یا توجہ ڈال کر انہیں فیض دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث بھی ہے۔

یعنی آج سے اے وابصہ گناہ اور نیکی کی پہچان یہ ہے کہ جس پر تمہارا دل ونفس مطمئنہ جمے وہ نیکی ہوگی اور جسے تمہارا دل ونفس مطمئنہ قبول نہ کرے وہ گناہ ہوگا، یہ حکم حضرت وابصہ کے لیے آج سے ہو گیا یہ حضور کے ہاتھ شریف کا اثر ہوا، ہم جیسے لوگوں کو یہ حکم نہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ غیر مجتہد یعنی مقلد تو اپنے امام سے فتویٰ لے اور مجتہد اپنے دل سے۔

یعنی عام لوگوں کے فتویٰ کا تم اعتبار نہ کرنا کیونکہ ان کے دلوں پر ہمارا ہاتھ نہیں پہنچا، اپنے دل ونفس کا فتویٰ قبول

Marfat.com

کرنا کہ تمہارے دل کا فتویٰ ہمارا فیصلہ ہوگا کہ ہمارا ہاتھ تمہارے دل پر ہے۔ شعر

دل کرو ٹھنڈا مرا دو کفِ پا چاند سا — سینہ پر رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

آنکھ عطا کیجئے اس میں جلا دیجئے — جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود

خیال رہے کہ فتویٰ فتو سے بنا بمعنی پیش آنا، حادث ہونا یا قوت، چونکہ شرعی مسئلہ حادثات کے پیش آنے پر معلوم کیا جاتا ہے اور عالم کے حکم حاصل ہو جانے سے سائل کو قوت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے مسئلہ شرعی کو فتویٰ کہا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ج۴، ص۳۸۳)

(۵۹۵) وَعَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ - بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ، فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا . فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ، فَرَكِبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَسَاَلَهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ؟ وَقَدْ قِيْلَ" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"اِهَابٌ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَ"عَزِيْزٌ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبِزَایٍ مُكَرَّرَةٍ .

◄ ◄ حضرت ابوسروعہ سین مہملہ کے فتحہ اور کسرہ دونوں سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے عقبہ اور اس عورت کو جس کے ساتھ اس نے شادی کی ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھے پہلے یہ بتایا ہے۔ سو وہ مدینہ میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب جب یہ بات کی جا چکی ہے تو تمہارا نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ پس حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس عورت نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 88 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اھاب: ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ۔ اسم،

عزیز: عین کے فتحہ اور زاء مکررہ کے ساتھ۔ اسم،

595: بخاری، رقم الحدیث: 974/17، ابوداؤد، رقم الحدیث: 974/17، ترمذی، رقم الحدیث: 974/17، نسائی، رقم الحدیث: 974/17، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 974/17، بیہقی، رقم الحدیث: 463/7

Marfat.com

شرح:

عقبہ اوران کی منکوحہ دودھ کے بھائی بہن ہیں ان کا یہ نکاح درست نہ ہوا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ کوئی عورت بلاوجہ ہر بچہ کو دودھ نہ پلائے اور جس کو پلائے اسے مشہور کردے تا کہ آئندہ نکاح میں احتیاط رہے۔

(میں تو نہیں جانتا کہ ے م نے مجھے دودھ پلایا ہے) یعنی مجھے نہ تو میرے گھر والوں نے یہ بتایا نہ دوسرے کسی سے مجھے یہ معلوم ہوا۔

(اور نہ تم نے اس سے پہلے مجھے بتایا) یعنی نہ تو عقبہ کے گھر والوں کو اس واقعہ کا علم تھا نہ ان کی منکوحہ کے گھر والوں کو اگر ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو نکاح ہی نہ ہوتا۔

(یہ نکاح کیوں کر حلال رہ سکتا ہے) یعنی اے عقبہ تم جیسے متقی کی احتیاط سے یہ بات بہت بعید ہے کہ جس عورت کے متعلق رضاعی بہن ہونے کا وہم بھی ہو جائے اسے اپنے نکاح میں رکھو بہتر یہ ہی ہے کہ اسے علیحدہ کرو، اس حدیث کی بنا پر احناف بھی کہتے ہیں کہ صرف ایک عورت کی خبر پر عورت کو علیحدہ کر دینا افضل ہے، مگر رضاعت کا ثبوت دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے ہوگا، امام شافعی کے ہاں چار عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، امام مالک کے ہاں دو عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت کا ثبوت ہو جاتا ہے، سیدنا عبداللہ ابن عباس کا فرمان تھا کہ ایک دائی کی خبر وقسم سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مذہب احناف بہت قوی ہے، اس حدیث میں حرمت کا فتویٰ نہیں بلکہ تقویٰ و احتیاط کا مشورہ ہے، اسی لیے سرکار عالی نے دائی کو نہ بلایا نہ اس کے بیان لیئے نہ کوئی اور ثبوت مانگا دائی کی خبر پر خبر سن کر یہ ارشاد فرمایا۔

(پھر کسی اور سے نکاح کیا) یعنی عقبہ نے طلاق دے دی، بعد عدت اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ مرقات نے فرمایا کہ عقبہ ابن حارث نے ام یحیٰی بنت ابی اھاب سے نکاح کیا ایک حبشی لونڈی نے کہا میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پھر خود اس لونڈی نے بارگاہ رسالت میں یہ عرض کیا اس پر یہ ارشاد عالی ہوا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۵، ص ۹۰)

(۵۹۶) وَعَنِ الْحسن بْنِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْ مَا يرِيبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ" رَوَاهُ التِّرمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

مَعْنَاهُ: اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْهِ، وَخُذْ مَا لَا تَشُكُّ فِيْهِ.

◀◀ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد کی:

596: ترمذی، رقم الحدیث:1/1723، احمد، رقم الحدیث1723/1، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:2711، ابویعلی، رقم الحدیث6762، ابن حبان، رقم الحدیث:722، نسائی، رقم الحدیث:5727، طیالسی، رقم الحدیث1178۔ حاکم، رقم الحدیث2169/2، دارمی، رقم الحدیث2532

Marfat.com

مشکوک چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اپنا جس میں تجھے شک نہ ہو۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
حدیث کا معنی ہے: جس چیز میں تمہیں شک ہے اس کو چھوڑ دو اور جس میں شک نہیں اسے اپنا لو۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ آپ نے بلاواسطہ حضور سے یہ سنا اور یاد کیا کیونکہ حضور انور کی زندگی شریف میں امام حسن علیہ السلام قدرے سمجھدار تھے، بچوں کا حدیث سننا معتبر ہے جب کہ کچھ سمجھدار ہوں اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ہو، چونکہ یہ قول رسول تھا اس لیے اسے حضور کی طرف نسبت فرمادیا جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ حضور نے یہ فرمایا یا ہمیں حضور کا یہ فرمان یاد ہے۔

یعنی جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو مگر یہ ان حضرات کے لیے ہے جو حضرت حسن جیسی قوت قدسیہ وعلم لدنی والے ہوں جن کا فیصلہ قلب کتاب و سنت کے مطابق ہو، عام لوگ یا جو نفسانی و شیطانی وہمیات میں پھنسے ہوں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں۔) مرقات و اشعہ (بعض لاپرواہ لوگ قطعی حراموں میں کوئی تردد نہیں کرتے اور بعض وہم پرست جائز چیزوں کو بلاوجہ حرام ومشکوک سمجھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں ہے، لہٰذا حدیثیں واضح ہے۔

یعنی مؤمن کامل کا دل سچے کام و سچے کلام سے مطمئن ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر متردد ہوتا ہے۔ یہاں لمعات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور حدیثیں بھی متعارض نظر آئیں تو اقوال علماء کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تعارض نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نفوس کے لیے ہیں۔) لمعات مختصراً (اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفس امارہ کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آجائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سبحان اللہ یہ ہی حال عقل کا ہے۔

عقل زیر حکم دل یزدانی است — جوز دل آزاد شد شیطانی است

اللہ تعالیٰ دل کو نفس وعقل پر غالب رکھے۔ آمین!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۳۸۲)

(۵۹۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ لِاَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ،

597: بخاری، رقم الحدیث: 3842

Marfat.com

فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِیْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: کُنْتُ تَکَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْکِهَانَةَ، اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُهُ، فَلَقِیَنِیْ، فَاَعْطَانِیْ لِذٰلِکَ، هٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْهُ، فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ یَدَهُ فَقَاءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ.

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"اَلْخَرَاجُ": شَیْءٌ یَجْعَلُهُ السَّیِّدُ عَلٰی عَبْدِهٖ یُؤَدِّیْهِ کُلَّ یَوْمٍ، وَبَاقِیْ کَسْبِهٖ یَکُوْنُ لِلْعَبْدِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ اپنی کمائی کی ایک مقررہ مقدار آپ کو ادا کرتا تھا' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کھالیا۔ غلام نے آپ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہے؟ غلام نے کہا: زمانہ جاہلیت میں میں ایک شخص کے لئے کہانت کیا کرتا تھا' اور میں اچھا کاہن نہیں تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکہ دیا تھا۔ پس وہ شخص مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کی وجہ سے یہ چیز دی ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے نکال دیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الخراج: وہ مقررہ کمائی جو غلام روزانہ اپنے مالک کو ادا کرتا ہے' اور باقی کمائی اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے۔

شرح:

اہل عرب اپنے غلاموں کو کاروبار کی اجازت دے دیتے تھے اور ماہوار یا روزانہ کچھ پیسے مقرر کر دیتے تھے جو غلام مولیٰ کو ادا کرتا رہتا تھا خواہ وہ کمائی کرتا یا نہ کرتا، زیادہ کرتا یا کم جیسا کہ آج کل لوگ تانگہ وگاڑیاں ٹھیکے پر دے دیتے ہیں اسے خراج کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھالیا اور غلام سے پوچھا نہیں کہ کہاں سے لایا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ہی لاتا تھا اور آپ کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تحقیق ضروری نہیں جس چیز کی حلت کا گمان غالب ہوا سے کھالے، صحابہ کرام جنگوں میں کفار کے مال و اسباب بلکہ پہنے ہوئے کپڑوں پر قبضہ کر لیتے تھے اور ان کی تحقیق نہ فرماتے تھے، یہ عمل خلاف تقویٰ نہیں۔

Marfat.com

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مٹھائی دوطرح سے حرام تھی: ایک یہ کہ کہانت یعنی فال کھولنے کی اجرت ہے اور فال کھولنا بھی حرام ہے، اس کی اجرت بھی حرام۔ دوسرے یہ کہ دھوکا کی شیرنی ہے جیسے کوئی غیر طبیب کسی کو دھوکا دے کر طبیب بنے اس کی اجرت لے یہ حرام ہے۔ غالب یہ ہے کہ غلام نے دیدہ دانستہ یہاں جرم کی نیت نہ کی تھی بلکہ اسے دھوکا یہ لگا کہ میں نے یہ کہانت اسلام سے پہلے کی تھی جب مجھ پر احکام شرعی جاری نہ تھے کیونکہ یہ اسی کا معاوضہ ہے اس لیے حلال ہے، اب مسلمان ہوکر نہ کہانت کروں گا، نہ اجرت لوں گا، اسی خیال پر اس نے جناب صدیق اکبر کو پہلے بتایا بھی نہیں، کھلا دینے کے بعد اسے کچھ خیال آیا، مسئلہ پوچھنے کے لیے یہ عرض کیا لہٰذا نہ تو غلام پر یہ اعتراض ہے کہ اس نے یہ شیرنی لی کیوں اور حضرت صدیق کو دھوکا دیا کیوں اور نہ جناب صدیق پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آپ نے بغیر تحقیق کھا کیوں لی۔

(پیٹ میں موجود ہر چیز کو قے کر دیا) یہ حضرت صدیق اکبر کا انتہائی تقویٰ ہے کہ جو شے واقعی حرام تھی اور بے علمی میں کھالی گئی اسے قے کے ذریعہ پیٹ سے نکال دیا۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو جناب صدیق کی خلافت کو غلط اور آپ کو خائن و غاصب کہتے ہیں جو ہستی ناجائز مٹھائی اپنے پیٹ میں نہ رہنے دے وہ ناجائز طور پر خلافت پر کیوں کر قابض ہوسکتی ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض شوافع فرماتے ہیں کہ جو بے خبری میں بھی ناجائز چیز کھالے وہ قے کر دے مگر ہمارے ہاں یہ خصوصی تقویٰ تھا نہ کہ عمومی فتویٰ۔) از مرقات (حرام چیز کھانا حرام ہے، قے کرنا واجب نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام بعینہ قبضہ کے بعد بھی ملکیت میں نہیں آتا اور نہ وہاں تبدّل ملک کے احکام جاری ہوں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۳۹۴)

(۵۹۸) وَعَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَفَرَضَ لِابْنِهٖ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ، فَقِيْلَ لَهٗ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبُوْهُ. يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کا ساڑھے تین ہزار۔ آپ سے عرض کیا گیا: یہ بھی مہاجرین میں سے ہیں ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کیا ہے؟ فرمایا: اس کے ساتھ اس کے باپ نے بھی ہجرت کی ہے۔ آپ فرماتے کہ یہ ان لوگوں کی مثل نہیں ہوسکتا جنہوں نے ازخود ہجرت کی ہے۔ (بخاری)

(۵۹۹) وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ، حَذَرًا مِّمَّا بِهٖ

598: بخاری، رقم الحدیث: 3912

599: ترمذی، رقم الحدیث: 2459، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4215

Marfat.com

بَأسٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عطیہ بن عروہ السعدی الصحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ متقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ حرج کے خوف سے اس چیز کو بھی ترک کر دے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔

تعارف راوی:

آپ صحابی ہیں، قبیلہ بنی سعد سے ہیں مگر آپ کے حالات قطعاً معلوم نہ ہو سکے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

حَذَرًا: بمعنی بچنا، پرہیز کرنا، چوکنا رہنا۔

شرح:

یہ فرمان عالی بہت جامع ہے جس میں صدہا احکام آ گئے، حرام سے بچنے کے لیے مکروہات سے پرہیز کرو، گناہوں سے بچنے کے لیے مشکوک ومشتبہ چیزوں سے پرہیز کرو، برے لوگوں سے بچنے کے لیے مشتبہ لوگوں سے الگ رہو۔ شعر

نگہ دارد آں شوخ در کیہ در　　　　داند ہمہ خلق را کیہ برد

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۳۸۴)

٦٩-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَوُقُوْعٍ فِي حَرَامٍ وَّشُبُهَاتٍ وَّنَحْوِهَا

لوگوں اور زمانے کے بگڑ جانے کے وقت گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان یا اس خوف سے کہ دین میں فتنہ پیدا ہوگا یا حرام اور شبہات وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو

عزلت کا معنی: خلوت، تنہائی، اعتکاف، (فیروز اللغات)

عزلت کی تعریف: ھی الخروج عن مخالطة الخلق بالانزواء والانقطاع"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

Marfat.com

ترجمہ: گوشہ نشینی اور قطع تعلق کے ذریعے مخلوق سے باہم میل جول سے نکلنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ٥ ﴾ (الذاریات: 50).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں٥

(۶۰۰) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِىَّ الْغَنِىَّ الْخَفِىَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَالْمُرَادُ "بِالْغَنِىِّ" غَنِىُّ النَّفْسِ، كَمَا سَبَقَ فِى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ.

◀ ◀ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ متقی اور غنی بندے سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

غنی: سے مراد دل کا غنی ہے۔ جیسے کہ حدیث صحیح میں گزر چکا ہے۔

(۶۰۱) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَىُّ النَّاسِ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ مُّجَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِىْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ".

وَفِىْ رِوَايَةٍ: "يَتَّقِى اللّٰهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر وہ شخص جو کسی گھاٹی میں گوشہ نشین ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

600: مسلم، رقم الحدیث: 2965، احمد، رقم الحدیث: 1/1441، ابو یعلی، رقم الحدیث: 734، بیہقی، رقم الحدیث: (1037، ابو نعیم، رقم الحدیث: 24/1

601: احمد، رقم الحدیث: 4/1322، بخاری، رقم الحدیث: 2786، مسلم، رقم الحدیث: 1888، ترمذی، رقم الحدیث: 2600، نسائی، رقم الحدیث: 3105، داؤد، رقم الحدیث: 2485، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3978، ابن حبان، رقم الحدیث: 4599، بیہقی، رقم الحدیث: 159/9

Marfat.com

حلِ لغات:

معتزل: از، اعتزالاً، جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

شرح: افضل السلام پر چند دیگر احادیث:

حضرتِ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل مسلمان کون ہے؟" فرمایا، "جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

(بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل، رقم ۱۱، ج ۱، ص ۶۱ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا معاذ بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ "سب سے افضل ایمان کونسا ہے؟" ارشاد فرمایا، "تم اللہ عزوجل کے لئے کسی سے محبت کرو اور اللہ عزوجل کے لئے کسی سے بغض رکھو اور اپنی زبان کو ذکر اللہ میں مصروف رکھو۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسکے علاوہ کون سا؟" فرمایا کہ "تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جسے اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اسے لوگوں کیلئے ناپسند کرو۔"

(مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۹۱، ج ۸، ص ۲۶۶)

(۶۰۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
وَ"شَعَفُ الْجِبَالِ": اَعْلَاهَا.

◀◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ چند بکریاں ہوں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور بارش والے مقامات کی تلاش میں نکلے اور فتنوں سے اپنے دین کو بچانے کے لئے ادھر بھاگ جائے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

شعف الجبال: کا مطلب ہے: پہاڑوں کی بلندیاں۔

602 بخاری، رقم الحدیث 19، موطا، رقم الحدیث 4811، والنسائی، رقم الحدیث 5051، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3980، ابوداؤد، رقم الحدیث 4267

Marfat.com

شرح:

شعف جمع ہے شعفة کی بمعنی بلند چوٹی۔اہل عرب پہاڑ کی چوٹیوں میں بھی اپنے مال مویشی رکھتے ہیں اور وہاں خود بھی رہتے ہیں، یہ جگہ زمین سے بہت بلند ہونے کی وجہ سے بڑے امن عافیت کی ہوتی ہے۔مواقع قطر سے مراد ہے وہ جنگل جہاں پانی کے چشمے، سبزہ زار، چراگاہ وغیرہ ہو، یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یا اس کے برعکس۔اس علیحدگی کی وجہ اپنے دین کی حفاظت ہو نہ کہ مسلمانوں سے نفرت کہ ایسے موقعہ پر لوگوں سے خلط ملط اپنے لیے دینی خرابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۷، ص ۲۳۲)

(۶۰۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِيطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا۔اس نے بکریاں چرائیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

(۶۰۴) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَطِيْرُ عَلٰی مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِی الْقَتْلَ، اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ، اَوْ رَجُلٌ فِیْ غُنَيْمَةٍ فِیْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ، اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِی الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰی يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِیْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"يَطِيْرُ": اَیْ يُسْرِعُ . وَ"مَتْنُهُ": ظَهْرُهُ . وَ"الْهَيْعَةُ": الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ . وَ"الْفَزْعَةُ": نَحْوُهُ . وَ"مَظَانُّ الشَّیْءِ": الْمَوَاضِعُ الَّتِیْ يُظَنُّ وُجُوْدُهُ فِيْهَا . وَ"الْغُنَيْمَةُ" بِضَمِّ الْغَيْنِ: تَصْغِيْرُ الْغَنَمِ . وَ"الشَّعَفَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَالْعَيْنِ: هِیَ اَعْلَی الْجَبَلِ .

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے اور جب بھی جنگ وحرب کا غلغلہ سنتا ہے وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر تیزی سے اس جگہ کی تلاش میں نکل جاتا ہے جہاں اس کے گمان میں قتل یا

603: بخاری، رقم الحدیث: 2262، ابن ماجہ، رقم الحدیث 2149، والبغوی، رقم الحدیث: 2983

604: مسلم، رقم الحدیث 1889، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3977

Marfat.com

موت (اس کا انتظار کر رہی) ہوتی ہے یا وہ آدمی جو اپنی بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ کسی پہاڑی کی چوٹی پر یا کسی وادی میں مقیم ہے۔ نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ وہ لوگوں میں صرف بھلائی پر ہی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یطیر: کا مطلب ہے: جلدی سے جاتا ہے۔

متنه: اس کی پیٹھ۔

اهیعة: جنگ کی آواز۔

الفزعه: اسی کی مثل۔

مظان الشیء: وہ جگہیں جہاں کسی چیز کی موجودگی کا گمان ہو۔

الغنیمه: غین کے ضمہ کے ساتھ غنم کی تصغیر ہے۔

الشعفة: شین اور عین کے فتحہ کے ساتھ۔ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔

شرح:

لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

یعنی ویسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہو جانا یا مر جانا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانباز ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کامیاب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال

Marfat.com

رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیرہ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدو دیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

اگر چہ عبادات میں نماز وزکوۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز وزکوۃ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہو جاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ"۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعمتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو بستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کر سکے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۶۹۲)

۷۰-بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جُمَعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

لوگوں سے ملنے جلنے' ان کے اجتماعات میں شریک ہونے' بھلائی کی جگہوں اور ذکر کی مجلس والوں کے ساتھ اور مریض کی عیادت کرنے' جنازوں میں شریک ہونے' محتاج سے ہمدردی کرنے' جاہل کی رہنمائی کرنے' وغیرہ اور اجتماعی بہتری کے کاموں کی فضیلت کا بیان' اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک سکے اور

Marfat.com

تکلیف پر صبر کر سکے

عیادت کا معنی: بیمار پرسی، بیمار کی خبر پوچھنا، (فیروز اللغات)

مواسات کا معنی: اس کا معنی باب نمبر ۶۲ میں بیان ہو چکا ہے۔

ارشاد کا معنی: ہدایت، حکم، (فیروز اللغات)

اِعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِیْ ذَكَرْتُهُ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِمْ، وَكَذٰلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ، وَمِنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَخْیَارِهِم وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ التَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ .

جان لیجئے کہ لوگوں کہ ساتھ میل جول رکھنا اس طرح جس طرح میں نے ذکر کیا ہے یہی مختار ہے۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اوران کے بعد آنے والے علماء کرام کاربند رہے۔ یہی اکثر تابعین کے بعد آنے والوں کا مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہائے کرام y نے بھی یہی فرمایا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (المائدۃ: 20)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

تشریح:

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا، اور غیر اللہ کا مدد کرنا دونوں جائز ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے اس میں ہمارا، ہمارے مسلمان بھائیوں کا اور اسلام کا فائدہ ہے۔

وَالْاٰیَاتُ فِیْ مَعْنٰى مَا ذَكَرْتُهُ كَثِیْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ .

اور اس معنی میں جس کا میں نے ذکر کیا آیات بہت زیادہ ہیں۔

Marfat.com

۷۱-بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

انکساری اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان

تواضع کا معنی: خاطر و مدارت، آؤ بھگت، مہمان نوازی، مہمان داری، عاجزی، انکساری، (فیروز اللغات)

تواضع کی تعریف: اپنے آپ کو غیر سے صفتِ کمال میں کم جاننا، یہ تکبر کی ضد ہے،

(خزائن التعریفات،ص۱۰۵، بحوالہ قواعد الفقہ،ص۲۳۹)

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○﴾ (الشعراء:215)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے○

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكَافِرِیْنَ﴾ (المائدة:54)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

آیت نمبر:3: وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:13)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ "اس نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے"۔ یعنی آدم علیہ السلام ہی سے ان کی بیوی صاحبہ حواء علیہا السلام کو پیدا کیا تھا اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی پھیلی۔

»شعوب« قبائل سے عام ہے مثال کے طور پر عرب تو »شعوب« میں داخل ہے پھر قریش غیر قریش پھر ان کی تقسیم میں یہ سب قبائل داخل ہے۔

بعض کہتے ہیں »شعوب« سے مراد عجمی لوگ اور قبائل سے مراد عرب جماعتیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کو »اسباط« کہا گیا ہے میں نے ان تمام باتوں کو ایک علیحدہ مقدمہ میں لکھ دیا ہے جسے میں (ابن کثیر) نے ابو عمر بن عبدالبر کی کتاب

Marfat.com

»الاشباہ« اور کتاب »القصد والامم فی معرفۃ انساب العرب والعجم« سے جمع کیا ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرمایا" حسب نسب اللہ کے ہاں نہیں چلتا وہاں تو فضیلت، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ملتی ہے"۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو"۔ لوگوں نے کہا: ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر سب سے زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے نبی زادے تھے دادا بھی نبی تھے پردادا تو خلیل اللہ علیہ السلام تھے"، انہوں نے کہا: ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں"۔ (صحیح مسلم: 2378)

صحیح مسلم میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم: 2564)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت ہے"۔ (مسند احمد: 5/158)

طبرانی میں ہے مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

(طبرانی کبیر: 3547)

ابن ابی حاتم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر طواف کیا اور ارکان کو آپ اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔ پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کو جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن مسیل میں لے جا کر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: "لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کے باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک پرہیزگار جو اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں یا بدکار غیر متقی جو اللہ کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: "میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں"۔

(مسند عبد بن حمید: 793، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے کہ تمہارے نسب نامے دراصل کوئی کام دینے والے نہیں تم سب بالکل برابر کے آدم کے لڑکے ہو کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے، انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل، اور فحش کلام ہو۔

(مسند احمد: 4/145)

Marfat.com

ابن جریر کی اس روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسب نسب کو قیامت کے دن نہ پوچھے گا، تم سب میں سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ السلام منبر پر تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ مہمان نواز، سب سے زیادہ پرہیزگار، سب سے زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والا، سب سے زیادہ بری بات سے روکنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے"۔ (مسند احمد 6/432)

اللہ تمہیں جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے بھی خبردار ہے، ہدایت کے لائق جو ہیں انہیں راہ راست دکھاتا ہے اور جو اس لائق نہیں وہ بے راہ ہو رہے ہیں۔ رحم اور عذاب اس کی مشیت پر موقوف ہیں، فضیلت اس کے ہاتھ ہے جسے چاہے جس پر چاہے بزرگی عطا فرمائے یہ تمام امور اس کے علم اور اس کی خبر پر مبنی ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ۝﴾ (النجم: 32)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَا اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (الأعراف: 49-48)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اعراف والے کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں کہیں گے تمہیں کیا کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے۔ کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ تو تم کو اندیشہ نہ کچھ غم۔

(۶۰۵) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ، وَلَا يَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ نہ ایک شخص دوسرے کے سامنے فخر کرے اور نہ ایک دوسرے پر

60: مسلم، رقم الحدیث: 64/2765

Marfat.com

زیادتی کرے۔(مسلم)

تعارفِ راوی:

عیاض ابن حمار: آپ تیمی مجاشعی ہیں، اہلِ بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

(مرأة المناجیح جلد ہشتم)

مجاشع ایک قبیلہ ہے جو مجاشع ابن دارم کی طرف منسوب ہے، حضرت عیاض اسی قبیلہ سے ہیں، حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی، انہوں نے ایک بار بحالت کفر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا حضور نے قبول نہ فرمایا پھر بعد اسلام ہدیہ بھیجا تو قبول فرمالیا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے، آخر میں بصرہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، اشعہ)

شرح:

اس حدیث میں حتی بمعنی کے ہے یعنی عجز وانکسار اختیار کرو تا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب وخاندان میں نہ عزت یا جتھہ میں اور کوئی مسلمان کسی بندے پر ظلم نہ کرے نہ مؤمن پر نہ کافر پر ظلم سب پر حرام ہے مگر کبر وفخر مسلمان پر حرام ہے کفار پر فخر کرنا عبادت ہے کہ یہ نعمت ایمان کا شکر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۶، ص ۴۲۸)

(۶۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقے کی وجہ سے کسی کے مال میں کمی نہیں ہوتی' اور عفو ودرگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے' اور جو بھی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقام رفیع عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۶۰۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

606: مسلم، رقم الحدیث: 2588، احمد، رقم الحدیث: 3/9018، الترمذی، رقم الحدیث: 2036، ابن حبان، رقم الحدیث: 3248، والبیہقی، رقم الحدیث: 4-87، داری، رقم الحدیث: 396/1، والبغوی فی المشکوٰۃ، رقم الحدیث: 1889

607: بخاری، رقم الحدیث: 4247، مسلم، رقم الحدیث: 2168، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5202، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5203، الترمذی، رقم الحدیث: 2705، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3700، داری، رقم الحدیث: 276/2، رقم الحدیث: 291/6

Marfat.com

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۶۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَاءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَائَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس پکڑتی اور جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ ساری امت حضور کی اولاد ہے، حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ لیتی ہے۔ یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتیٰ کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے۔ باندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۸، ص ۶۸)

(۶۰۹) وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ- يَعْنِيْ: خِدْمَةَ اَهْلِهٖ- فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: اہل خانہ کی مدد یعنی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری)

(۶۱۰) وَعَنْ اَبِيْ رِفَاعَةَ تَمِيْمِ بْنِ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يخطب، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْاَلُ عَنْ دِيْنِهٖ لَا يَدْرِيْ مَا

608: بخاری، رقم الحدیث: 6072

609: بخاری، رقم الحدیث: 676

610: مسلم، رقم الحدیث: 876، والنسائی، رقم الحدیث: 5392

Marfat.com

دِیْنُہُ؟ فَاَقْبَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَتَرَکَ خُطْبَتَہُ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَیَّ، فَاُتِیَ بِکُرْسِیٍّ، فَقَعَدَ عَلَیْہِ، وَجَعَلَ یُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَہُ اللّٰہُ، ثُمَّ اَتٰی خُطْبَتَہُ فَاَتَمَّ اٰخِرَھَا ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◄ ◄ حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک مسافر آیا ہے اپنے دین کے متعلق پوچھتا ہے اسے پتہ نہیں کہ اس کا دین کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے خطبہ ترک کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس تشریف لے آئے پس آپ کے لئے ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھے' اور مجھے اس کی تعلیم دینے لگے' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے خطبہ دیا، تو اسے مکمل کیا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

تمیم ابن اسید: بعض نے کہا ان کا نام اسد بن عبدالعزی بن جعونہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا، آپ کو ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاناتِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ا، حرف التاء، ص ۳۶۲)

حلِ لغات:

اِنْتَھٰی: پہنچنا، آنا۔

شرح: علم کو سکھانا:

علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالب علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے وگرنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: " کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہلِ حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل

Marfat.com

سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)

(٦١١) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلَاثَ ۔ قَالَ: وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیُمِطْ عنھَا الْاَذٰی، ولیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطٰنِ" وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَۃُ، قَالَ: "فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے۔ راوی کہتے ہیں کہا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی وغیرہ جھاڑے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے حکم فرمایا کہ کھانے کے پیالے کو صاف کرلیا جائے۔ فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لَعِقَ: از، لعقاً بمعنی چاٹنا، شہد کو زبان یا انگلی سے چاٹنا۔

فَلْیُمِط: از، اماطۃً بمعنی جدا کرنا، دور کرنا۔

اَلْقَصْعَۃُ: پیالہ، یہاں مراد ہر وہ برتن جس میں کوئی چیز کھائی جائے۔

شرح:

کھانا کھانے کے آداب:

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیا یا رومال سے پونچھ لینا چاہیے تا کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ ۔۔۔ الخ، ج۵، ص۳۳۷)

611: احمد، رقم الحدیث: 4/12815، مسلم، رقم الحدیث: 2034، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3845، الترمذی، رقم الحدیث: 1803، نسائی فی الکبریٰ، رقم الحدیث: 4/6865

Marfat.com

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تا کہ دوسرے لوگوں کو بھی یاد آ جائے اور سب بسم اللہ پڑھ لیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ فی الاکل وما یتصل بہ۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۳۷)

اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو جب یاد آ جائے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ"

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی التسمیۃ۔۔۔الخ، رقم ۱۸۶۵، ج۳، ص ۳۳۹)

روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۵۶۲)

کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی النھی۔۔۔الخ، رقم ۱۸۰۶، ج۳، ص ۳۱۳)

مسئلہ:۔کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھا دے یا دہنا پاؤں کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الاطعمۃ، فصل ا، ج۳، ص ۸۱۵)

اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر کوئی بے ہودہ یا پھوہڑ بات ہرگز نہ بکے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج۵، ص ۳۴۳)

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ فی الاکل وما یتصل بہ، ج۵، ص ۳۳۷)

کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص ۲۶۵)

کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ کَفَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

کھانے کے بعد صابن لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء

ومشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں کھانا کھا لینے کے بعد دستر خوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنت ہے۔ (بہار شریعت، ج۳، ح۱۶، ص ۸۱)

مسئلہ:۔پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلاف ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنت کی تابعداری کرنی چاہیے۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے سونے چاندی کا چمچہ استعمال کرنا یا اس کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص ۴۶۵)

آداب:۔ کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لئے بہت بے صبری نہ ظاہر کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ دوسروں کی طرف مت دیکھو اور دوسرے کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنت کی مخالفت بھی ہوگی کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا بلکہ دسترخوان پر جو کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو ناپسند ہوتا اس کو نہ کھاتے بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں کبھی منتظمین کو کوسنے دیتے ہیں میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا ان بری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لئے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ:۔ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھا لو شیخی مت بگھارو کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے جو گناہ ہے بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ نہ کھانے کو سونگھو نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی۔ (ردالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص ۲۶۵)

(۶۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" قَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

612: بخاری، رقم الحدیث: 2983، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2983، بغوی فی المشکاۃ، رقم الحدیث: 2983

Marfat.com

(۶۱۳) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ دُعِيتُ اِلٰی كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ، وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں اس دعوت کو قبول کروں گا' اور اگر میری طرف کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کا گوشت ہدیۃً بھیجا گیا تو میں اس کو قبول کروں گا۔ (بخاری)

(۶۱۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ، اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ، فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰی قَعُودٍ لَّهٗ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتّٰی عَرَفَهٗ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "عضباء نامی اونٹنی تھی، جس سے کوئی اونٹ آگے نہیں نکل سکتا تھا" ایک دن ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور وہ عضباء سے آگے نکل گیا۔ سو یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بھانپ لیا تو ارشاد فرمایا: یہ بات اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہوتی ہے وہ اس کو پست کر دیتا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عضباء عین کے فتحہ ضاد کے سکون سے بمعنی کان کٹی یا کان چری اس اونٹنی کے کان کاٹے یا چیرے نہ گئے تھے بلکہ وہ پیدائشی ایسی ہی تھی یا تو یہ وہ ہی اونٹنی تھی جس کا نام قصواء تھا تو اس کا نام قصواء اور لقب عضباء تھا یا یہ دوسری اونٹنی ہے قصواء اور تھی۔ واللہ اعلم!

یہ اونٹنی ایسی تیز رفتار تھی کہ دوڑ میں کسی اونٹ سے کبھی پیچھے نہ رہی تھی۔ قعود کے معنی ہیں بیٹھنا، اصطلاحاً قعود اس اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کے لائق ہو جائے کہ اس پر سوار بیٹھ سکے دو سال کی عمر سے لے کر چھ سال کی عمر تک اونٹ قعود کہلاتا ہے پھر اسے جمل کہا جاتا ہے اونٹ کی عمروں کے بہت نام ہیں۔

(مسلمانوں پر ناگوار گزرا) یہ ناگواری اور طبیعت پر گرانی طبعی تھی کہ صحابہ کرام کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی اونٹ ہمارے نبی کے اونٹ سے آگے نکل جائے۔

613: بخاری، رقم الحدیث: 3/10216، نسائی، رقم الحدیث: 3/10216، احمد، رقم الحدیث: 3/10216، ابن حبان، رقم الحدیث: 5291، بیہقی، رقم الحدیث: 169/6

Marfat.com

(اللہ پر حق ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں ہمیشہ سب سے اونچی رہتی ہوا سے کبھی کسی سے نیچا بھی کرادے تاکہ فخر ٹوٹ جائے رب تعالیٰ کی کبریائی پر نظر رہے اسی قانون کے مطابق یہ اونٹنی آج پیچھے رہ گئی اس پر رنج نہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۵، ص ۷۶۵)

۷۲-بَابُ تَحْرِیْمِ الْکِبْرِ وَالْاِعْجَابِ

تکبر اور خود پسندی کی حرمت کا بیان

تکبر کا معنی: تکبر بنا ہے کبر سے اور کبر کا معنی ہے بزرگی، برائی، عظمت، غرور، گھمنڈ (فیروز اللغات)

تکبر کی تعریف: (۱) نفس کی بلندی و عظمت کے خیال کو کبر کہتے ہیں، (منہاج العابدین، ص ۱۳۴)

(۲) انسان کا خود پسندی کے طور پر صفت کمال میں اپنے آپ کو غیر سے بلند خیال کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ ﴾ (القصص: 83)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں کی ہے ٥

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ﴾ (بنی اسرائیل: 37)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین میں اتراتا نہ چل۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٥ ﴾ (لقمان: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا خسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ٥

تشریح:

حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے ہنس مکھ ہو کر ملے یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے۔

تہبند اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر یہ تکبر و غرور ہے اور تکبر اور غرور اللہ کو ناپسند ہے۔ (سنن ابوداود: 4084)

Marfat.com

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تکبر نہ کرنے کی وصیت کی ہے کہ "ایسا نہ ہو کہ اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھ کر تو ان سے منہ موڑ لے اور مسکینوں سے بات کرنے سے بھی شرمائے"۔ منہ موڑے ہوئے باتیں کرنا بھی غرور میں داخل ہے۔ باچھیں پھاڑ کر لہجہ بدل کر حاکمانہ انداز کے ساتھ گھمنڈ بھرے الفاظ سے بات چیت بھی ممنوع ہے۔

"صعر" ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے یا سر میں اور اس سے گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے، پس متکبر شخص کو اسی ٹیڑھے منہ والے شخص سے ملا دیا گیا۔ عرب عموماً تکبر کے موقعہ پر صعر کا استعمال کرتے ہیں اور یہ استعمال ان کے شعروں میں بھی موجود ہے۔ زمین پر تن کر، اکڑ کر، اترا کر، غرور و تکبر سے نہ چلو یہ چال اللہ کو ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے جو خود بین متکبر سرکش اور فخر و غرور کرنے والے ہوں اور آیت میں ہے۔

»وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا« (الاسراء 17:37)

ترجمہ: اور زمین میں اترا کر نہ چل بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ تکبر کا ذکر آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے خود پسند مغرور لوگوں سے اللہ غصہ ہوتا ہے۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں میں ان سے خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح جوتے میں تسمہ بھلا لگتا ہے۔ کوڑے کا خوبصورت غلاف بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے تکبر اس کا نام ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔ (طبرانی کبیر:1317 عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

وَمَعْنٰى "لَاتُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ": اَیْ تُمِیْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَيْهِمْ. وَ"الْمَرَحُ": التَّبَخْتُرُ.

"لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ" کا معنی ہے: تکبر کرتے ہوئے لوگوں سے اپنے چہرہ کو نہ پھیر۔

المرح: کا مطلب ہے اکڑ کر چلنا۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ (القصص: 76-81)، اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ الْاٰيَاتِ.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اترا نہیں بے

Marfat.com

شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تک۔

(۶۱۵) وَعَنْ عبد الله بن مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ!" فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا، ونَعْلُهٗ حَسَنَةً؟ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهٗ وَرَدُّهٗ عَلٰى قَائِلِهٖ، وَ"غَمْطُ النَّاسِ": اِحْتِقَارُهُمْ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بطر الحق: حق کا انکار کر دینا اور کہنے والے کی طرف اسے لوٹا دینا۔

غمط الناس: لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

شرح:

خیال رہے کہ آگ میں کبر و غرور ہے خاک میں عجز و انکساری، دیکھ لو باغ کھیت خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں لگتے، ایسے ہی ایمان و عرفان کا باغ خاک جیسے عاجز و منکسر دل میں لگتے ہیں آگ جیسے متکبر دل میں نہیں لگتے ہیں۔

(اس کے کپڑے اور جوتا اچھا ہو تو؟) سائل سمجھا کہ شاید اچھا لباس پہننا بھی غرور میں داخل ہے کہ اس میں اپنی مالداری یا بڑائی کا اظہار ہے اس لیے اس نے یہ سوال کیا، نیز اکثر متکبرین اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں تو یہ عمدگی لباس متکبرین کی علامت ہے بہر حال سوال بالکل درست ہے۔

614(: بخاری، رقم الحدیث:4/12010، ابوداؤد، رقم الحدیث:4/12010، احمد، رقم الحدیث:4/12010، نسائی، رقم الحدیث:3590، ابن حبان، رقم الحدیث:703، بیہقی، رقم الحدیث:16/10، ابوشیخ، رقم الحدیث:153

Marfat.com

اللہ جمیل ہے) یعنی رب تعالیٰ ذات وصفات میں اچھا ہے، جمیل ہے مخلوق اس کی صفات کی مظہر ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ اپنی عادات، صورت، لباس، اعمال اچھے رکھے تاکہ رب تعالیٰ کی صفت جمیل کا مظہر بنے، نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے جو محبوب ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ" اسے تکبر سے کوئی تعلق نہیں۔

یعنی متکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کی حق بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ اس آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۶، ص ۶۲۹)

(۶۱۶) وَعَنۡ سَلَمَةَ بۡنِ الۡاَكۡوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: "كُلۡ بِيَمِيۡنِكَ" قَالَ: لَا اَسۡتَطِيۡعُ! قَالَ: "لَا اسۡتَطَعۡتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الۡكِبۡرُ. قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيۡهِ . رَوَاهُ مُسۡلِمٌ .

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: (خدا کرے) نہ کھا سکو۔ اس شخص کے لئے آپ کی بات ماننے میں صرف تکبر ہی رکاوٹ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اُٹھا سکا۔ (مسلم)

(۶۱۷) وَعَنۡ حَارِثَةَ بۡنِ وَهۡبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، يَقُوۡلُ: "اَلَا اُخۡبِرُكُمۡ بِاَهۡلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسۡتَكۡبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ، وَتَقَدَّمَ شَرۡحُهٗ فِيۡ بَابِ ضَعَفَةِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ .

◀ ◀ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں! (پھر خود ہی فرمایا:) ہر درشت خو، نخریلا اور متکبر شخص۔ (متفق علیہ)
اس کی تشریح اس سے پہلے "کمزور مسلمانوں کے باب" میں گزر چکی ہے۔

(۶۱۸) وَعَنۡ اَبِيۡ سَعِيۡدِ نِ الۡخُدۡرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "احۡتَجَّتِ الۡجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِيَّ الۡجَبَّارُوۡنَ وَالۡمُتَكَبِّرُوۡنَ . وَقَالَتِ الۡجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ

615: مسلم، رقم الحدیث: 3789/2، داؤد، رقم الحدیث: 3789/2، ترمذی، رقم الحدیث: 3789/2، نسائی، رقم الحدیث: 3789/2، احمد، رقم الحدیث: 3789/2، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4091، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4173

616: مسلم، رقم الحدیث: 5/16499، احمد، رقم الحدیث: 5/16499، ابن حبان، رقم الحدیث: 6516، طبرانی، رقم الحدیث: 6235، اصابہ، رقم الحدیث: 153/1، دارمی، رقم الحدیث: 97/2، بیہقی، رقم الحدیث: 277/7

617: بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

618: مسلم، رقم الحدیث: 11740/4، احمد، رقم الحدیث: 11740/4

Marfat.com

النَّـاس وَمَسَـاکِیْنُهُم، فَقَضَی اللّٰهُ بَیْنَهُمَا: اِنَّكِ الْجنَّةُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں بحث کی۔ دوزخ نے کہا: میرے اندر جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہتا ہوں تیرے ذریعہ رحمت کرتا ہوں اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمہ ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْجَبَّارُوْنَ: جابر لوگ۔

اَلْمُتَکَبِّرُوْنَ: متکبر لوگ۔

ضُعَفَاءُ: کمزور۔

مِلْؤُهَا: بھرنا۔

شرح:

(دوزخ نے کہا) اے جنت میں تجھ سے اعلیٰ ہوں کہ مجھ میں اعلیٰ شاندار لوگ آ کر رہیں گے بادشاہ، وزراء متکبرین مالدار کفار اور تو مجھ سے کمتر ہے کہ کمترین لوگ ضعفاء تجھ میں رہیں گے۔

دوزخ کے کہنے پر جنت نے بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ مجھے کمزوروں کی جگہ کیوں بنایا گیا میں نے کیا قصور کیا تھا۔ خیال رہے کہ ضعفاء

سے مراد بدن اور مال کے لحاظ سے کمزور لوگ ہیں۔ سقط اور غرۃ سے مراد ہے احوال و صفات کے لحاظ سے کمزور۔ سقط وہ جنہیں لوگ معتبر نہ سمجھیں ان کی طرف التفات نہ کریں۔ غرہ وہ جو دین میں مشغلہ رکھنے والے لوگ جنہیں دنیا کا تجربہ کم ہو کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں بلکہ چالاک انہیں دھوکہ دے دیں، حدیث شریف میں ہے المؤمن غر کریم الکافر خب لئیم ۔

چونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لیے پہلے ا

Marfat.com

تعالیٰ اس سے خطاب فرمایا گیا یعنی جنہیں تو ضعیف سمجھتی ہے وہ درحقیقت کمزور نہیں وہ تو میرے رحم و کرم کا مرکز ہیں بڑے درجے والے ہیں۔

اور اے دوزخ تو میرا غضب وقہر کا مظہر ہے تجھ میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جو اپنے شامت اعمال کی وجہ سے میرے غضب وقہر کے مستحق ہو گئے، تم دونوں ہی اچھی ہو کہ میرے صفات کا مظہر ہو۔ عذابی سے مراد ہے عذاب کی جگہ محل عذاب، عدل بھی میری صفت ہے فضل بھی۔

(میں تم دونوں کو بھر دوں گا) یعنی تم دونوں کا کمال اسی میں ہے کہ تم دونوں ہی بھر دی جاؤ، چنانچہ ہم تم میں سے کسی میں جگہ خالی نہیں چھوڑیں گے دونوں کو بھر دیں گے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۷، ص ۵۲۶)

(۶۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْعَائِلُ": الْفَقِيْرُ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

العائل: فقیر کو کہتے ہیں۔

619: احمد، رقم الحدیث: 4/9014، بخاری، رقم الحدیث: 5791، مسلم، رقم الحدیث: 2087، موطا، رقم الحدیث: 1697

620: مسلم، رقم الحدیث: 184/17، نسائی، رقم الحدیث: 184/17، طبرانی، رقم الحدیث: 184/17، والفقیر، رقم الحدیث: 21/2، احمد، رقم الحدیث: 9600/3

Marfat.com

شرح:

یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم و محبت کا کلام نہ کرے گا غضب وقہر کا کلام کرے گا لہٰذا حدیث واضح ہے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے اول وقت جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام نہ کرے گا یا مطلقاً بلا واسطہ کلام نہ کرے گا بواسطہ فرشتوں کے کرے گا۔

ان کو پاک نہ فرمائے گا یعنی ان کے گناہ معاف نہ کرے گا یا ان کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا، تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں۔ اور ان پر نظر رحمت نہ کرے گا نظر قہر کرے گا۔

پہلا آدمی بوڑھا زنا کرنے والا اس لیے کہ زنا اگرچہ بہرحال برا ہے سخت گناہ ہے مگر بڈھا آدمی کرے تو بدترین گناہ ہے کہ اس کی شہوت قریباً ختم ہو چکی ہے وہ مغلوب و مجبور نہیں جوان آدمی گویا معذور ہے۔

دوسرا آمی جھوٹا بادشاہ کیونکہ بعض لوگ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں، بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں، بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آ کر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی بولتا ہے۔

اور تیسرا آدمی متکبر فقیر ہے کیونکہ حکومت والوں، مال والوں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں۔ اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کرے گا اس لیے اسکا تکبر بدترین جرم ہے، بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری معمولی کام نہیں کرتے زکوۃ و خیرات قبول نہیں کرتے، خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں، بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں لڑکوں کے لیے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں اس تلاش میں اولاد بوڑھی ہو جاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت برے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب اس فرمان عالی میں داخل ہیں۔ درود ہو اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اس ایک کلمہ میں کیسی ہدایتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۶، ص ۹۳۰)

(۶۲۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: الْعِزُّ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ يُنَازِعُنِي فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: عزت میرا لباس ہے اور کبریائی میری چادر ہے سو جو ان میں سے کسی ایک میں میرے ساتھ جھگڑا (شرکت کا دعویٰ) کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (مسلم)

621: مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ

Marfat.com

(۶۲۲) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ، يَخْتَالُ فِيْ مَشْيَتِهِ، اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ": اَيْ مُمَشِّطُهُ، "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيْمَيْنِ: اَيْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص قیمتی لباس (حلے) میں ملبوس، سر میں کنگھی کیے اترا کر بڑے ناز و ادا سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک زمین میں نیچے ہی نیچے دھنستا چلا جائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مرجل راسه: کا مطلب ہے: سر میں کنگھی کیے ہوئے۔

یتجلجل: دو جیموں کے ساتھ۔ غوطہ لگاتا رہے گا۔

وینزل: اترتا رہے گا۔

شرح:

مسئلہ:۔ چلنے میں اترا اترا کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا یا بلاضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلاضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلنا یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے اس لئے شریعت میں اس قسم کی چال چلنا منع اور ناجائز ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا اترا کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائیگا۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم التبختر فی المشی ....الخ، رقم ۲۰۸۸، ص ۱۱۵۶)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آ جائیں تو تم ان کے درمیان میں سے مت گزرو داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، رقم ۵۴۴۷، ج ۴، ص ۳۷۱)

مسئلہ:۔ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ زمین کا

622: احمد، رقم الحدیث: 3/9075، بخاری، رقم الحدیث: 5798، مسلم، رقم الحدیث: 2088، مسلم، رقم الحدیث: 50/2088، ابن حبان، رقم الحدیث: 5684

Marfat.com

مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۳)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہیے بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔ (بہار شریعت، ج۳، ح۱۶، ص۷۱)

(۶۲۳) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ، فَيُصِيْبَهُ مَا اَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ" اَيْ: يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ.

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا شمار جباروں میں ہو جاتا ہے اور اسے وہی عذاب ہوگا جو جباروں کو ہوگا۔

تعارف راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 160 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

یذھب بنفسہ: یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے۔

شرح:

یعنی اس کا نام متکبرین و جبارین کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب کے دفتر الگ الگ ہیں۔ نیکوں کے صد ہا دفتر بدوں کے ہزار ہا دفتر۔

اور جو دنیاوی اور اخروی عذاب و ذلت و رسوائی، فرعون، ہامان، قارون کو پہنچی ہے یا پہنچے گی وہ اسے بھی ملے گی

623: ترمذی

Marfat.com

انہیں قیامت والے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۶، ص ۹۳۲)

۷۳-بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

حسنِ خلق کا بیان

حسن خلق کا معنی: خوش خلق ملنساری، تواضع، (فیروز اللغات)

خلق کی تعریف: الخلق عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهولةويسر من غير حاجة الى فكر و روية"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفس کی وہ ہیئت راسخہ جو سے افعال بسہولت بغیر فکر ونظر کی حاجت کے صادر ہوں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (القلم: 4)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۝

تشریح:

بنو سواد کے ایک شخص نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے خلق کے بارے سوال کیا تو آپ نے یہی آیت:

»وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ« (القلم68:4)

پڑھی اس نے کہا: کوئی ایک آدھ واقعہ تو بیان کیجئے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "سنو! ایک مرتبہ میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا اور حفصہ نے بھی، میں نے اپنی لونڈی سے کہا: دیکھ اگر میرے کھانے سے پہلے حفصہ کے ہاں کا کھانا آ جائے تو برتن گرا دینا چنانچہ اس نے یہی کیا اور برتن بھی ٹوٹ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکھرے ہوئے کھانے کو سمیٹنے لگے اور فرمایا: "اس برتن کے بدلے ثابت برتن تم دو" واللہ! اور کچھ ڈانٹا ڈپٹا نہیں۔

(مسند احمد:111/6:)

مطلب اس حدیث کا جو کئی طریق سے مختلف الفاظ میں کئی کتابوں میں ہے، یہ ہے کہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت اور پیدائش میں ہی اللہ نے پسندیدہ اخلاق، بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں رکھی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرآن کریم پر ایسا تھا کہ گویا احکام قرآن کا مجسم عملی نمونہ ہیں، ہر حکم کو بجالانے اور ہر نہی سے رک جانے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں اور آپ کے کریمانہ اخلاق کا

Marfat.com

بیان ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اف تک نہیں کہا، کسی کرنے کے کام کو نہ کروں یا نہ کرنے کے کام کر گزروں تو بھی ڈانٹ ڈپٹ تو کجا اتنا بھی نہ فرماتے کہ ایسا کیوں ہوا؟ (صحیح بخاری:6038)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوش خلق تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم، نہ تو ریشم ہے، نہ کوئی اور چیز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والی چیز میں نے تو کوئی نہیں سونگھی نہ مشک اور نہ عطر۔

(صحیح بخاری:1973۔ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو پر ہماری کتاب: الانبی المعطر ﷺ: کا مطالعہ فرمائیں جس میں ہم نے خوشبوئے مصطفی ﷺ پر 63 احادیث جمع کی ہیں (ابو الاحمد غفرلہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾ (آل عمران: 134)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔

(۶۲۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ (متفق علیہ)

(۶۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: مَا مَسِسْتُ دِيْبَاجًا وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِيْ قَطُّ: اُفٍّ، وَّلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ: اَلَا فَعَلْتَ كَذَا؟ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم و دیباج کو نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ ملائم ہو اور نہ میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ۔

624: احمد، رقم الحدیث:12200/4، بخاری، رقم الحدیث:6129، مسلم، رقم الحدیث:2144، الترمذی، رقم الحدیث:333، ابن حبان، رقم الحدیث:2308، بیہقی، رقم الحدیث:2035

625: بخاری، رقم الحدیث:3561، مسلم، رقم الحدیث:2330، احمد، رقم الحدیث:13676/4، بخاری، رقم الحدیث:2768، ابوداود، رقم الحدیث:4773، الترمذی، رقم الحدیث:201، ابن حبان، رقم الحدیث:2893

Marfat.com

پیاری ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا' جو کام میں نے نہ کیا آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور نہ جو میں نے کیا ہوتا فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

دیباجاً: دوسوتی کپڑا،

حریراً: ریشم، ریشم کا کپڑا۔

الین: زیادہ نرم،

شرح:

سبحان اللہ! خوش خلقی کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے کہ اس سے جنت الفردوس نصیب ہوتی ہے مگر حسن خلق کے لیے کوشش بھی کرے رب سے دعا بھی۔

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو کے متعلق ہماری کتاب ''النبی المعطر'' ناشر اکبر بک سیلرز'' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۶۲۶) وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَهْدَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا راٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ، قَالَ: "اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک وحشی گدھا ہدیۃً پیش کیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ پھر جب آپ نے میرے چہرے کے تاثرات دیکھے تو فرمایا: ہم نے یہ تمہیں (گدھا) صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

صعب ابن جثامہ: آپ لیثی ہیں، ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے، خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الصاد، فصل فی الصحابہ'' مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

626: بخاری، رقم الحدیث: 136، مسلم، رقم الحدیث: 136، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 136، ابن حبان، رقم الحدیث: 136، نسائی، رقم الحدیث: 136، ترمذی، رقم الحدیث: 136، ابوداؤد، رقم الحدیث: 136، ابن مبارک، رقم الحدیث: 616، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7436، احمد، رقم الحدیث: 16687/5

Marfat.com

حلِ لغات:

حِمَارًا وَّحْشِيًّا: جنگلی گدھا۔

شرح:

حضرت سیّدُ نا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک پلیٹ بطورِ ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: "کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟" آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "کیوں نہیں، لیکن رسولِ اَکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۷۲۷، ج۵، ص۳۲۷)

(یعنی اب لوگ محبت سے نہیں بلکہ کسی کام کے لیے ہدیہ دیتے ہیں جو رشوت کے زمرہ میں آتا ہے لیکن اگر کوئی صدق دل اور اخلاص سے دے تو قبول کرنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے)

حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نوازتے تھے۔ حضرت سیّدُ نا خزیمہ ابو محمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیاء آتی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر) مال (دُنیا میں بُخل کروں۔"

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء ـــــ الخ، الحدیث ۱۶۰، ج۸، ص۱۸۱)

(۶۲۷) وَعَنِ النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَالْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ، فَقَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

627: مسلم، رقم الحدیث:295، ترمذی، رقم الحدیث:295، ابن حبان، رقم الحدیث:397، دارمی، رقم الحدیث:2789، احمد، رقم الحدیث:17650/6، رقم الحدیث:2172

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 593 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل گزر چکی ہے۔

(۶۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمْ يكن رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا، وكان يَقُوْلُ: "اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش کلامی کرتے نہ ہی تکلف سے اور آپ فرمایا کرتے: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (متفق علیہ)

(۶۲۹) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ" "الْبَذِيُّ": هُوَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِيْءِ الْكَلَامِ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مومن بندے کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بیہودہ بکنے والے سے دشمنی (نفرت) کرتا ہے۔ (ترمذی)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام شریف عویمر ابن عامر ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں۔ درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ یہ اپنے گھر والوں میں سب سے پیچھے ایمان لائے، فقیہ، عابد صحابی ہیں، شام میں قیام فرمایا، ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی، وہیں مدفون ہیں۔ (مرآۃ المناجیح جلد اول)

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

628: بخاری، رقم الحدیث: 477، مسلم، رقم الحدیث: 477، ترمذی، رقم الحدیث: 477، ابن حبان، رقم الحدیث: 477، طیالسی، رقم الحدیث: 2246

629: ترمذی، رقم الحدیث: 27587/10، احمد، رقم الحدیث: 27587/10، ابن حبان، رقم الحدیث: 481

Marfat.com

حلِ لغات:

البذی: وہ شخص جو فحش گو۔ بیہودہ بکواس کرنے والا ہو۔

شرح:

(ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی وزنی عمل نہ ہوگا) یا تو بعینہ اچھی عادت نیکیوں کے پلے میں رکھی جائے گی کیونکہ قیامت میں ہر چیز کی شکل بھی ہوگی اس میں وزن وغیرہ بھی ہوگا، اچھی عادت کا ثواب، چونکہ اچھی عادت رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اس میں وزن زیادہ ہے، وہاں وزن رضاء الٰہی سے ہوگا اخلاص کی عبادات وزنی ہوں گی ریا کی عبادات ہلکی کہ ریا کی عبادت سے رب ناراض ہے، اخلاص کی عبادت سے رب راضی، کافر کی عبادات میں کوئی وزن نہ ہوگا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا" گناہوں میں وزن رب تعالیٰ کی ناراضی سے ہوگا جس قدر رب تعالیٰ کی ناراضی زیادہ اس قدر گناہ میں وزن زیادہ اللہ محفوظ رکھے۔

اور چونکہ رب تعالیٰ بدخلقی بدزبانی سے ناراض ہے لہٰذا وہ گناہوں کے پلے میں ہوں گے اور اس گناہ میں بہت بوجھ ہوگا۔ خیال رہے کہ حضور کے نیک اعمال میں اتنا وزن ہے کہ اسے کوئی ترازو تول سکتی ہی نہیں اسی لیے حضور کی نیکیاں تولی نہ جائیں گی جیسے ہماری ترازو سمندر کا پانی ہوا نہیں تول سکتی ایسے ہی قیامت کی ترازو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکیاں نہ تول سکے گی، جب ان کے نام میں اتنا وزن ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے کروڑوں من کے گناہ ایک کلمہ محمدی سے ہلکے ہو جاویں گے کہ ہمارے کام ہلکے ہیں حضور کا نام بھاری ہے تو ان کے اعمال کیسے ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شعر

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے ۔۔۔ پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۶۰۷)

(۶۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ"، وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: "الْفَمُ وَالْفَرْجُ"

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا چیز ہے جو زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا: خوف خدا اور حسن خلق اور آپ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا' جو زیادہ لوگوں کو دوزخ میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

630: ترمذی، رقم الحدیث: 9107، احمد، رقم الحدیث: 9107، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4246، حاکم، رقم الحدیث: 324/2، ابن حبان، رقم الحدیث: 476

Marfat.com

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

(۶۳۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کریں۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

خلق حسن وہ عادت ہے جس سے اللہ رسول بھی راضی رہیں اور مخلوق بھی، یہ ہے بہت مشکل مگر جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے دونوں جہان سنبھل جاتے ہیں۔

اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہے کیونکہ بیوی صرف خاوند کی خاطر اپنے سارے میکے والوں کو چھوڑ دیتی ہے اگر خاوند بھی اس پر ظلم کرے تو وہ کس کی ہو کر رہے، کمزور پر مہربانی سنت الٰہیہ بھی ہے سنت رسول بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۵، ص ۱۸۴)

(۶۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: مومن اپنے اچھے اخلاق سے رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۶۳۳) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ

631: ترمذی، رقم الحدیث: 7406/3، مستدرک، رقم الحدیث: 7406/3، احمد، رقم الحدیث: 7406/3، ابوداؤد، رقم الحدیث: 479، ابن حبان، رقم الحدیث: 479

632: ابوداؤد، رقم الحدیث: 480، ابن حبان، رقم الحدیث: 480، احمد، رقم الحدیث: 24649/9، حاکم، رقم الحدیث: 199/1

Marfat.com

لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ"۔ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

"الزَّعِيْمُ": الضَّامِنُ ۔

◀◀ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے بیرونی حصے میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا فساد ترک کردے۔ خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور میں اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ ترک کردے خواہ وہ مزاحاً ہی جھوٹ بولتا ہو اور اس شخص کے لئے جنت کی اعلیٰ مقام پر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

الزَّعِيْمُ: ضامن کو کہتے ہیں۔

شرح:

بعض حسن اخلاق احادیثِ مبارکہ کا مفہوم:

☆ ـــــ بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالاخانوں کو پالیتا ہے۔

☆ ـــــ بداخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆ ـــــ بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆ ـــــ اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆ ـــــ خوش خُلقی (باعث) برکت ہے۔

☆ ـــــ قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

Marfat.com

☆۔۔۔۔۔۔سب سے اچھا اخلاق شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ص ۲۶۸)

(۶۳۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ، وَاَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، اَحَاسِنَکُمْ اَخْلَاقًا، وَّاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَیْھِقُوْنَ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ"، فَمَا الْمُتَفَیْھِقُوْنَ؟ قَالَ: "الْمُتَکَبِّرُوْنَ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"الثَّرْثَارُ": ھُوَ کَثِیْرُ الْکَلَامِ تَکَلُّفًا. وَ"الْمُتَشَدِّقُ": الْمُتَطَاوِلُ عَلَی النَّاسِ بِکَلَامِہٖ، وَیَتَکَلَّمُ بِمَلْءِ فِیْہِ تَفَاصُحًا وَّتَعْظِیْمًا لِکَلَامِہٖ، وَ"الْمُتَفَیْھِقُ": اَصْلُہٗ مِنَ الْفَھْقِ وَھُوَ الْاِمْتِلَاءُ، وَھُوَ الَّذِیْ یَمْلَاُ فَمَہٗ بِالْکَلَامِ وَیَتَوَسَّعُ فِیْہِ، وَیُغْرِبُ بِہٖ تَکَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا، وَّاِظْھَارًا لِلْفَضِیْلَۃِ عَلٰی غَیْرِہٖ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں اور قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بولنے والے، باچھیں پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرنے والے متکبر ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ثرثارون اور متشدقون کا مطلب تو سمجھ گئے ہیں۔ یہ متفیھقون کون ہیں؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

633: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4800، الترمذی، رقم الحدیث: 1994، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 51

634: ترمذی، رقم الحدیث: 2025، احمد، رقم الحدیث: 6/17758، ابن حبان، رقم الحدیث: 482، احمد، رقم الحدیث: 2/8830

Marfat.com

حلِ لغات:

الثرثار: جوتکلفاً زیادہ باتیں کرنے والا ہو۔
المتشدق: اپنے کلام کے ذریعے لوگوں پر فخر کرنے والا اور اپنے کلام کا لوگوں پر رعب طاری کرنے کے لئے منہ بھر بھر کر بولنے والا فصاحت کا رعب جتانے والا۔
المتفیھق: اس کی اصل "الفھق" ہے اور اس کا معنی ہے: بھرنا۔ وہ جو کلام کے وقت منہ کو بھرے اپنے کلام کو پھیلائے اور دوسرے پر اپنی فضیلت جتانے کے لئے خود پسندی، تکبر اور بڑائی سے گفتگو کرے۔

شرح:

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ رحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ تَفْسِیْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ، قَالَ: "ھُوَ طَلَاقَۃُ الْوَجْہِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ، وَکَفُّ الْاَذٰی"

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے حسن خلق کی تفسیر یوں نقل کی ہے: فرمایا کہ حسن خلق، خندہ پیشانی، نیکی کو پھیلانے اور بدی کو روکنے کا نام ہے۔

۷۴-بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاۃِ وَالرِّفْقِ
بردباری، تحمل اور نرمی کے متعلق بیان

حلم کا معنی: بردباری، برداشت، نرمی، نرم دلی۔ (فیروز اللغات)

رفق کا معنی: نرمی، مہربانی۔ (فیروز اللغات)

حلم کی تعریف: الحلم ھو الطمانیة عند سورة، و قیل تاخیر مکافاة الظالم"

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ (۱) غضب کے وقت اطمنان ہونا، (۲) ظالم سے بدلہ لینے میں تاخیر کرنا۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝﴾ (آل عمران:134)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ۝

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ ۝﴾ (الاعراف:199)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو○

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○﴾

(حٰم السجدۃ:35-34)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے! برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی، وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمن بھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا○

تشریح:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "تیرے بارے میں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے تو تو اس کے بارے میں اللہ کی فرمانبرداری کر اس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ایسا کرنے سے تیرا جانی دشمن دلی دوست بن جائے گا"، اس وصیت پر عمل اسی سے ہوگا جو صابر ہو نفس پر اختیار رکھتا ہو اور ہو بھی نصیب دار کہ دین و دنیا کی بہتری اس کی تقدیر میں ہو"۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "ایمان والوں کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر کریں اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بردباری کا ثبوت دیں اور دوسرے کی برائی سے درگزر کر لیں ایسے لوگ شیطانی داؤ سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے دشمن بھی پھر تو ان کے دوست بن جاتے ہیں"۔

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○﴾ (الشوریٰ:43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں○

(۶۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ: "اِنَّ فِیْكَ خَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ: اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالقیس سے فرمایا: تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور تحمل۔ (مسلم)

635: ترمذی، رقم الحدیث: 2012

Marfat.com

(۶۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ رفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّه" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر ؟ کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الرِّفْقَ: نرمی۔

شرح:

اللہ تعالیٰ رفیق یعنی کریم و رحیم ہے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا گناہ بخشتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے بھی اپنے ماتحتوں اپنے ساتھیوں پر رحیم و کریم ہوں۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کو عام محاورہ میں رفیق کہنا جائز نہیں یہ لفظ اسماء الٰہیہ سے نہیں ہے، یہاں لغوی معنی سے استعمال ہوا۔

دنیا و آخرت کے نرمی سے وہ کام بن جاتے ہیں جو سختی سے نہیں بنتے، اکثر سختی سے دوست دشمن بن جاتے ہیں بنتے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں، نرمی سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں اور بگڑتے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

یا طالب الرزق الهینی بقوة ‏ ‏ ‏ هیهات انت بباطل مشغوف

اکل العقاب بقوة جیف القلا ‏ ‏ ‏ درعی الذباب الشهد وهو ضعیف

یعنی سختی سے روزی نہ کماؤ نرمی سے کماؤ، عقاب سختی کی وجہ سے مردار ہی کھاتا ہے، شہد کی مکھی نرمی کی وجہ سے پھول چوستی ہے۔ (مرقات)

بدگوئی نتیجہ ہے سختی کا اولاً دل میں سختی آتی ہے، پھر بدگوئی، زبان درازی، پھر ہاتھا پائی یعنی مار پیٹ، پھر قتل و خون خدا محفوظ رکھے، شیطان پر سخت رہو بھائی مسلمان پر نرم۔

یعنی اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جاوے گا، عظیم الشان آدمی کے دل میں سختی ہو تو وہ حقیر ہو جاوے گا۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

636: مسلم، رقم الحدیث:241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری، رقم الحدیث:323/2، ترمذی، رقم الحدیث:323/2، ابن ماجہ، رقم الحدیث:323/2، دارمی، رقم الحدیث:323/2، ابن حبان، رقم الحدیث:6441

Marfat.com

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

لوہا نرم ہو کر اوزار بنتا ہے، سونا نرم ہو کر زیور، زمین نرم ہو کر قابل کاشت ہوتی ہے، انسان نرم ہو کر ولی بن جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ٦ ص ٨٩٥)

(٦٣٧) وَ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ، وَیُعْطِی عَلَی الرِّفْقِ، مَا لَا یُعْطِی عَلَی الْعُنْفِ، وَمَا لَا یُعْطِی عَلٰی مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ اجر عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے سوا کسی چیز پر بھی عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

(٦٣٨) وَ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَكُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک نرمی (کی خصلت) جس چیز کے اندر بھی ہو اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور نرمی کو جس چیز سے چھین لیا جائے وہ چیز معیوب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

زَانَهٗ: از زینۃً، خوب صورتی۔

شرح:

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رفق اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا۔ اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الرفق، رقم ٣٣٨٥، ج ٦، ص ٤٧٢)

637: مسلم، رقم الحدیث: 241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری و ترمذی، رقم الحدیث: 523/2، الادب المفرد، رقم الحدیث: 311، بیہقی، رقم الحدیث: 203/9

638: مسلم، رقم الحدیث: 2594، بخاری، رقم الحدیث: 469

Marfat.com

(٦٣٩) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَالَ اَعْرَابِىٌّ فِى الْمَسْجِدِ، فَقَامَ النَّاسُ اِلَيْهِ لِيَقَعُوْا فِيْهِ، فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْهُ وَاَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ، اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ، فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

"اَلسَّجْلُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ: وَهِىَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَاءً، وَكَذٰلِكَ الذَّنُوْبُ.

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کردیا۔ لوگ کھڑے ہوگئے تا کہ اس سے باز پرس کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو (یا سجل کی جگہ ذنوب کا لفظ فرمایا) کیونکہ تم لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

السجل: سین مہملہ کے فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ۔ پانی سے بھرا ہوا ڈول اور ذنوب کا معنی بھی یہی ہے۔

شرح:

یعنی اسے نہ مارو پیٹو کیونکہ یہ شرعی احکام سے ناواقف ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سب کے سامنے ننگے ہونے کو عیب نہ جانتے تھے، نیز وہ مسجد کے آداب وغیرہ سے بے علم تھے۔ معلوم ہوا کہ ناواقف پر سختی نہ کی جائے اسے نرمی سے سمجھایا جائے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ سجل اور ذنوب کے ایک ہی معنی ہیں یعنی ڈول بڑا ہو یا چھوٹا۔ بعض نے کہا ہے کہ سجل بڑے ڈول کو کہتے ہیں، اور ذنوب مطلقاً ڈول کو۔ خیال رہے کہ یہ سجل س کے زبر، ج اور ل کے سکون سے ہے، س اور ج کے زیر اور ل کے شد سے سجل، بمعنی کاتب و منشی، یونہی ذنوب ذ کے زبر سے بمعنی ڈول اور ذ کے پیش سے ذنب کی جمع، بمعنے گناہ۔

خیال رہے کہ زمین اگرچہ سوکھ کر پاک ہو جاتی ہے لیکن زمین کا دھونا بہت ہی بہتر ہے کہ اس سے گندگی کا رنگ و بو بھی جلدی جاتا رہتا ہے اور اس سے تیمم بھی جائز ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ناپاک زمین بغیر دھوئے پاک نہیں ہوسکتی جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد دھلوانا اس لئے تھا کہ وقت نماز قریب تھا، زمین جلدی سوکھ کر پاک نہ ہو سکتی تھی، نیز مسجد میں پاکی کے علاوہ صفائی بھی چاہئے اور یہ دھلنے سے ہی

639: بخاری، رقم الحدیث: 220

Marfat.com

حاصل ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۴۶۳)

(۶۴۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور (لوگوں) کو خوشخبری دو اور (انہیں) متنفر نہ کرو۔ (متفق علیہ)

(۶۴۱) وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ، یُحْرَمِ الْخَیْرَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ ہر بھلائی سے محروم ہے۔ (مسلم)

(۶۴۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ۔ قَالَ: "لَا تَغْضَبْ"، فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس شخص نے کئی بار سوال دہرایا' تو آپ نے ہر بار فرمایا: غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لَا تَغْضَبْ: غصہ نہ کرو، از غضباً، بمعنی غصہ

شرح:

شاید یہ سائل غصہ بہت کرتا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو وہ ہی دوا بتاتے ہیں جو اس کے لائق ہیں۔ نفسانی غضب و غصہ شیطانی اثر ہے اس میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے باطل کام و کلام سرزد ہونے لگتے ہیں۔ غصہ کا علاج اعوذ باللہ پڑھنا ہے یا وضو کر لینا یا یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہے۔ رحمانی

640: بخاری، رقم الحدیث:69، مسلم، رقم الحدیث:1732

641: احمد، رقم الحدیث:7/19372، مسلم، رقم الحدیث:2582، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4809، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3687، ابن حبان، رقم الحدیث:548، طبرانی الکبیر، رقم الحدیث:2449

Marfat.com

غضب عبادت ہے "فَرَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبٰنَ اَسِفًا" یا جیسے "غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶،ص۴۲۶)

(۶۴۳) وَعَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّاد بْن اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَه، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مروت کو ہر چیز کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو (یعنی قتل حق) تو اچھے طریقے سے قتل کرو؛ اور جب تم ذبح کرو تو بھی اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کی دھار تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ (مسلم)

(۶۴۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا، كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ۔ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ، اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا آپ نے آسان چیز کو اپنایا، اگر وہ گناہ نہ ہوتا، پس اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور ہوجاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اِنْتَقَمَ: از انتقام، بمعنی بدلہ لینا۔

643: احمد، رقم الحدیث: 6/17116، مسلم، رقم الحدیث: 1955، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2815، والترمذی، رقم الحدیث: 3170

644: موطہ، رقم الحدیث: 1671، احمد، رقم الحدیث: 9/24089، بخاری، رقم الحدیث: 3560، مسلم، رقم الحدیث: 2327، ابن حبان، رقم الحدیث: 488، والترمذی، رقم الحدیث: 341، بیہقی، رقم الحدیث: 192/10

Marfat.com

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالیٰ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تا کہ امت کو تکلیف نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پر پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی، تو حضور انور نے حضور ابو بکر صدیق کا مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا، پھر رب تعالیٰ نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو قانون بنا دیا کہ فرمایا: "فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً"۔ اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔

اگر اختیار دینے والا رب تعالیٰ ہے تو گناہ سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں یا آپ سادہ زندگی قبول فرماویں، چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی اس لیے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر

عجز اللہ رے تمہارا کہ شہہ کل ہو کر　　　زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری

اور حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا، جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے، حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے جیسے عقبہ بن ابی معیط، عبد اللہ ابن خطل کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آبرو کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔) مرقات، اشعہ (مگر پہلی بات قوی ہے۔ حضور نے ہندہ وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا جرم کیا تھا، اس موقع پر کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضی فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص76)

(۶۴۵) وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ؟ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ، هَيِّنٍ، لَيِّنٍ، سَهْلٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہے یا فرمایا کہ جس پر آگ حرام ہے۔ آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو

645: احمد، رقم الحدیث: 3938، 2/ ترمذی، رقم الحدیث: 2496

Marfat.com

لوگوں کے قریب رہےان سے نرمی اور آسانی کا سلوک کرے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

آگ اس پر حرام ہے) دونوں لازم وملزوم ہیں کہ دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہو جاوے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاوے کہ نہ آگ اس تک پہنچے نہ آگ تک وہ پہنچے اور اگر وہ کسی وقت دوزخیوں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جاوے تو اس کو آگ کی گرمی نہ پہنچے۔

ھین اور لین ی کی شد سے بھی آتا ہے اور ی کے سکون سے بھی دونوں کے معنی ہیں نرم مگر جب یہ دونوں جمع ہو جاویں تو ایک سے مراد نرم طبیعت ہوتا ہے دوسرے سے مراد نرم زبان۔ سہل کے معنی ہیں سخی یعنی لوگوں کی زیادتیوں سے درگزر کر جانے والا، قریب کے معنی ہیں لوگوں سے نزدیک رہنے والا کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو حاضر ہو جاوے اگر لوگ اس سے مستغنی ہوں تو یہ بھی بے نیاز رہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص910)

۷۵-بَابُ الْعَفْوِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ
معاف کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کے متعلق بیان

عفو کا معنی: معافی، بخشنا، بخشش۔ (فیروز اللغات)

عفو کی تعریف: گناہ مٹانا اور عقاب سے اعراض کرنا (قواعد الفقہ ص ۳۸۳) لیکن یہاں سے پر مراد لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنا ہے۔

اعراض کا معنی: منہ پھیرنا ہے اور یہاں مراد جاہلوں کی باتوں سے درگزر کرنا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: 199)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۝

Marfat.com

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ۝﴾ (الحجر: 85)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو تم اچھی طرح درگزر کرو۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلاَ تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ﴾ (النور: 22)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝﴾ (آل عمران: 134)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اورلوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۝

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝﴾ (الشوریٰ: 43)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۝

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ .

اوراس مضمون کی آیات بکثرت مشہور ہیں۔

(۶۴۶) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: اَنَّہَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ہَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ مِنْ یَّوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: "لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکِ، وَکَانَ اَشَدُّ مَا لَقِیْتُ مِنْہُمْ یَوْمَ الْعَقَبَۃِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ، فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُّ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَہْمُوْمٌ عَلٰی وَجْہِیْ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ، وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَۃٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْہَا جِبْرِیْلُ - عَلَیْہِ السَّلَامُ -، فَنَادَانِیْ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ، وَمَا رَدُّوْا عَلَیْکَ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَہٗ بِمَا شِئْتَ فِیْہِمْ . فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَیَّ، ثُمَّ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ، وَاَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبِّیْ اِلَیْکَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِکَ، فَمَا شِئْتَ، اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَیْہِمُ الْاَخْشَبَیْنِ" . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰہُ مِنْ اَصْلَابِہِمْ مَنْ

646: بخاری، رقم الحدیث 323، مسلم، رقم الحدیث: 1795، ابن حبان، رقم الحدیث: 6561، ابونعیم، رقم الحدیث: 213

Marfat.com

يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْاَخْشَبَان": اَلْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ . وَالْاَخْشَبُ: هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ .

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت تھا؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے تیری قوم کی طرف سے سختیاں برداشت کی ہیں۔ اور سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ جب میں عبدیالیل بن عبدکلال کے پاس گیا اور اس نے میری مرضی کے مطابق مجھے جواب نہ دیا۔ سو میں غمزدہ اور پریشان ہو کر آگے چل دیا' اور مجھے پریشانی کی اس کیفیت سے افاقہ اس وقت ہوا جب میں ''قرن الثعالب'' کے مقام پر پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے اس کے اندر دیکھا تو مجھے حضرت جبرئیل نظر آئے۔ انہوں نے مجھے ندا دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے' جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے' اور وہ جواب بھی جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے ندا دی۔ مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے' جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ چاہیں' تو میں ان دونوں پہاڑوں (اخشبین) کو ان کے اوپر آپس میں ملا دوں (اور یہ تباہ ہو جائیں) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاخشبان: وہ دو پہاڑ جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔

الاخشب: سخت پہاڑ کو کہتے ہیں۔

شرح:

جب بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ ب

Marfat.com

عرب وعجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔انصار نے طیش میں آ کرنہایت ہی پرجوش لہجے میں کہا کہ ہاں! ہاں! ہم لوگ اسی پر بیعت کررہے ہیں۔بیعت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلۂ اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ (۲) حضرت سعد بن ربیع (۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت براء بن معرور (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو (۷) حضرت سعد بن عبادہ (۸) حضرت منذر بن عمر (۹) حضرت عبادہ بن ثابت۔یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔(۱۰) حضرت اُسید بن حضیر (۱۱) حضرت سعد بن خیثمہ (۱۲) حضرت ابوالہیثم بن تیہان۔یہ تین شخص قبیلہ اوس کے ہیں۔(رضی اللہ عنہم اجمعین)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسماء النقباء الاثنی عشر.........الخ، ص ۷۷، ۱۷۸ وشرح الزرقانی علی المواھب، ذکر عرض المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ.........الخ، ج ۲، ص ۸۰، ۸۷)

(۶۴۷) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ، وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا، اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ، اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔مگر آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور آپ کو جب کبھی کسی سے تکلیف پہنچی تو آپ نے تکلیف دینے والے سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔(مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

يُّنْتَهَكَ: از انتہاکاً بمعنی بے حرمتی کرنا، حدود پامال کرنا۔

شرح:

یہاں شیئًا سے مراد آدمی ہے یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بارہا مارا ہے، ایک بار بچھو بھی مارا ہے، سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

647: احمد، رقم الحدیث:9/24089، مسلم، رقم الحدیث:2328، ابوداؤد، رقم الحدیث:4786، ترمذی، رقم الحدیث:342

Marfat.com

چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیئًا میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔

حضور انور نے غزوہ احد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا۔ (مرقات) صرف یہ ہی ایک کافر حضور کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں، یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے۔

یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرمادیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص77)

(٦٤٨) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ اَمْشِی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ، فَاَدْرَکَہُ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہُ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً، فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ، ثُمَّ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ، مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ ۔ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ، فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا' اور آپ پر ایک موٹے حاشیے والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی آپ کو ملا اور اس نے چادر پکڑ کر آپ کو پورے زور سے کھینچا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کی جلد کو دیکھا تو وہاں شدت سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کے نشان لگ گئے تھے۔ پھر اس اعرابی نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اس میں سے میرا مال مجھے ادا کرنے کا حکم دو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے، تبسم فرمایا اور پھر اس کو عطیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فجبذہ: از، جبذاً بمعنی کھینچنا۔

648: بخاری، رقم الحدیث: 3149، مسلم، رقم الحدیث: 1057، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3553

Marfat.com

شرح:

نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے، حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا انہوں نے نہیں کیا۔ بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوتے تھے۔

اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب تو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا، حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں　　　آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت)

(اے محمد ﷺ میرے لیے بھی اللہ کے مال سے حکم فرمایئے) غالبًا یہ بدوی نومسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مؤلفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے اس لیے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی۔) مرقات (وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے زکوۃ وصدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں مجھے بھی اس میں سے دیجئے۔

حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوۃ سے کچھ دے دیں۔ اس عطاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار ومنافقین کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیے کہ رعایا کی سختی پر صبر وتحمل سے کام لیا کریں اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ شعر

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں　　　ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص62)

(۶۴۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِی نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ، ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ، وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْھِہٖ، وَیَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ؛ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا' اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے' اور کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ نادان ہیں۔ (متفق علیہ)

(۶۵۰) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ

649: احمد، رقم الحدیث: 3/3611، بخاری، رقم الحدیث: 3477، مسلم، رقم الحدیث: 1792، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4025، ابویعلی، رقم الحدیث: 5205 ابن حبان، رقم الحدیث: 6576

Marfat.com

الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ▶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہادر اور طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلشَّدِيْدُ: طاقتور، پہلوان،

اَلْغَضَبِ: غصہ،

شرح:

کیونکہ یہ جسمانی پہلوانی فانی ہے اس کا اعتبار نہیں دو دن کے بخار میں پہلوانی ختم ہو جاتی ہے۔

غصہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے اور نفس ہمارا بدترین دشمن ہے، اس کا مقابلہ کرنا، اسے پچھاڑ دینا بڑی بہادری کا کام ہے، نیز نفس قوت روحانی سے مغلوب ہوتا ہے اور آدمی قوت جسمانی سے پچھاڑا جاتا ہے، قوت روحانی قوت جسمانی سے اعلیٰ و افضل ہے لہٰذا اپنے نفس پر قابو پانے والا بڑا بہادر پہلوان ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص926)

۷۶-بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذٰی

تکلیف برداشت کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○﴾ (آل عمران: 134)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں○

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○﴾ (الشوری: 43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں○

وَفِي الْبَابِ: اَلْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ ۔

650: احمد، رقم الحدیث: 6/17064، بخاری، رقم الحدیث: 90، مسلم، رقم الحدیث: 466، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 984

Marfat.com

اس باب سے متعلقہ بہت سی احادیث کا بیان اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے۔

(٦٥١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ، وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ! فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِیْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا: یارسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں تو وہ میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو تو پھر تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تمہارا رویہ یہی رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار ان کے خلاف تمہارے ساتھ رہے گا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اصلھم: از، صلةً، بمعنی مہربانی کرنا۔

شرح:

شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "حسد (یعنی رشک) صرف دو افراد سے جائز ہے:) ا(وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے اَحکامات کی پیروی کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا) ۲(اور وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔" (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۴۳۶، ج ۳، ص ۱۸۵)

اس کی شرح "باب صلة الارحام" میں گزر چکی ہے۔

651: مسلم

Marfat.com

۷۷-بَابُ الْغَضَبِ اِذَا انْتُهِكَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْاِنْتِصَارِ لِدِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی

حرماتِ شرعیہ کی پامالی پر غضبناک ہونے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ .... وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: 30)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے.........اور بچو جھوٹی بات سے۔

تشریح:

»مِــنْ« یہاں پر بیان جنس کے لیے ہے، اور جھوٹی بات سے بچو۔ اس آیت میں شرک کے ساتھ جھوٹ کو ملا دیا جیسے آیت۔

»قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ« (الاعراف7:33)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ میرے رب تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے۔

بخاری و مسلم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا ارشاد ہو، فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر تکیہ سے الگ ہٹ کر فرمایا: اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب رک جائیں۔ (صحیح بخاری:2654)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کھڑے ہو کر تین بار فرمایا: جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر کر دی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا فقرہ تلاوت فرمایا۔ (سنن ابوداود:3599)

اور روایت میں ہے کہ صبح کی نماز کی بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ (سنن ابوداود:3599)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی مروی ہے "اللہ کے دین کو خلوص کے ساتھ تھام لو باطل سے ہٹ کر حق کی طرف آجاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والوں میں نہ بنو"۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2: وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: 7)

Marfat.com

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا' اور تمہارے قدم جمادے گا۔

وَفِی الْبَابِ حَدِیْثُ عَائِشَةَ السَّابِقِ فِیْ بَابِ الْعَفْوِ .

اوراس باب کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو "باب العفو" میں بیان ہو چکی ہے۔

(٦٥٢) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا ! فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ یَوْمَئِذٍ ؛ فَقَالَ: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ، فَاَیُّکُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْیُوْجِزْ ؛ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْکَبِیْرَ وَالصَّغِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں صبح کی نماز سے اس لئے پیچھے رہتا ہوں کہ فلاں شخص ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ کے وقت میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا غصہ آپ کو اس دن آیا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو بھی لوگوں کی امامت کرے اسے چاہیے کہ نماز مختصر کرے، کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے بچے اور حاجت مند ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یطیل: از، اطالةً، و اطوالاً، بمعنی لمبا کرنا، طویل کرنا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی سرتابی، نیز حاکم مقتدیوں کے سامنے امام پر سختی بھی کرسکتا ہے اور ملامت بھی، اس میں اس کی اصلاح ہے نہ کہ ذلیل کرنا۔ درازی نماز اگرچہ عبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص356)

(٦٥٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ،

652: بخاری، مسلم، احمد، ابن ماجہ، طبرانی

Marfat.com

وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هتكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"السَّهْوَةُ": كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَى الْبَيْتِ . وَ"الْقِرَام" بِكَسْرِ الْقَافِ: سِتْرٌ رَقِيْقٌ، وَ"هَتَكَه": اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے الماری کے سامنے باریک کپڑے کا پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں مشابہت کی کوشش کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

السھوۃ: چبوترے جیسا جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔

القرام، قاف کے کسرہ سے۔ باریک پردہ۔

ھتکہ: اس کے اندر جو صورتیں تھیں ان کو خراب کر دیا۔

شرح:

: ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتا اور جنب ہو۔"

("سنن ابی داود"، کتاب الطھارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹)

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ یوہیں مصلّی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق ہو، یا محل سجود میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یوہیں مصلّی کے آگے، یا داہنے، یا بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلّق ہو، یا نصب ہو یا

653: بخاری، رقم الحدیث: 5954، مسلم، رقم الحدیث: 92/2107، نسائی، رقم الحدیث: 5371

Marfat.com

دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

(الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج۲، ص۵۰۲۔۵۰۴، وغیرہما......)

(۶۵۴)وَ عَنْهَا: اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ، فَقَالُوْا: مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا: مَنْ يَّجْتَرِءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟!" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ، لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ قریش اس مخزومیہ عورت کے متعلق بہت پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ پس کہنے لگے: اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات کرے تو لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں ان کے علاوہ کون بات کرنے کی جرأت کر سکتا ہے! پس حضرت اسامہ نے اس سلسلہ میں آپ سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کر رہا ہے؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یجتری ء: از، اجتراءً، بمعنی بہت دلیر ہونا، بہادر ہونا، جری ہونا۔

شرح:

یہ ہے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف سبحان اللہ:

حضرت سیدتنا خولہ زوجہ حمزہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "ایک آدمی کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک

654: بخاری، رقم الحدیث: 3475، مسلم، رقم الحدیث: 1688، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4373، ترمذی، رقم الحدیث: 1430، نسائی، رقم الحدیث: 4914

Marfat.com

وسق (60صاع) کھجوریں قرض تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک انصاری کوحکم دیا کہ اسے ادا کرے، اس نے کم کھجوریں ادا کیں تو اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا:" کیا تو اب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے گا؟"اس نے کہا:" کیوں نہیں، اور کون شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عادل ہوسکتا ہے۔" یہ سن کر حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، پھر ارشاد فرمایا:"اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کرسکتا۔" پھر ارشاد فرمایا:"اے خولہ رضی اللہ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہےتو اللہ عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۲۹، ج۴، ص۱۰)

(۶۵۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ؛ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: "اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ، وَاِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ، اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: "اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب بلغم پڑا دیکھا۔ سو یہ بات آپ کو ناگوار گزری حتیٰ کہ اس کے آثار آپ کے چہرے پر دکھائی دیئے۔ آپ اُٹھے اور اس کو اپنے دست اقدس سے کھرچا، اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی قطعاً قبلہ کی جانب نہ تھوکے، بلکہ بائیں جانب یا دائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک پلو پکڑا۔ اس میں تھوکا اور کپڑے کو آپس میں رگڑ دیا اور فرمایا: یا اس طرح کرے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نخامةً: بلغم، رینٹ، کھنگار،

655: احمد، رقم الحدیث: 5/12809، بخاری، رقم الحدیث: 241، مسلم، رقم الحدیث: 551، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 1692، والحمیدی، رقم الحدیث: 1219

Marfat.com

فحکه: از، حکاً، رگڑنا،

یبزقن: از، بزقاً، بمعنی تھوکنا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ:

وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہٖ ھُوَ فِیْمَا اِذَا کَانَ فِیْ غَیْرِ الْمَسْجِدِ، فَاَمَّا فِی الْمَسْجِدِ فَلَا یَبْصُقُ اِلَّا فِیْ ثَوْبِہٖ .

بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم اس وقت ہے' جب مسجد کے اندر نہ ہو' اور جب مسجد میں ہو تو اس وقت صرف اپنے کپڑے میں تھوکے۔

۷۸-بَابُ اَمْرِ وُلَاۃِ الْاُمُوْرِ بِالرِّفْقِ بِرَعَایَاھُمْ وَنَصِیْحَتِھِمْ وَالشَّفْقَۃِ عَلَیْھِمْ وَالنَّھْیِ عَنْ غَشِّھِمْ وَالتَّشْدِیْدِ عَلَیْھِمْ وَاِھْمَالِ مَصَالِحِھِمْ وَالْغَفْلَۃِ عَنْھُمْ وَعَنْ حَوَائِجِھِمْ

حکمرانوں کو رعایا سے نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے' ان کی بہتری کا خیال رکھنے کا حکم اور ان پر سخت رویہ رکھنے' ان کے معاملات سے چشم پوشی کرنے اور ان کی بہتری کے سلسلہ میں سستی کرنے کی ممانعت کا بیان

نوٹ: شفقت اور رفق کا معنی ماقبل گزر چکا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ﴾ (الشعراء: 215)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: 90)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو ۝

Marfat.com

تشریح:

حدیث شریف میں ہے بہترین اخلاق اللہ کو پسند ہیں اور بد خلقی کو وہ مکروہ رکھتا ہے۔

(عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ، سلسلہ احادیث صحیحہ 1378)

اکثم بن صیفی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اطلاع ہوئی تو اس نے خدمت نبوی میں حاضر ہونے کی ٹھان لی لیکن اس کی قوم اس کے سر ہوگئی اور اسے روک لیا اس نے کہا اچھا مجھے نہیں جانے دیتے تو قاصد لاؤ جنہیں میں وہاں بھیجوں۔

دو شخص اس خدمت کی انجام دہی کے لیے تیار ہوئے یہاں آکر انہوں نے کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت انہیں پڑھ کر سنائی انہوں نے کہا دوبارہ پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھی، یہاں تک کہ انہوں نے یاد کر لی۔

پھر واپس جا کر اکثم کو خبر دی اور کہا اپنے نسب پر اس نے کوئی فخر نہیں کیا۔ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام بتا دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہیں وہ بڑے نسب والے، مضر میں اعلیٰ خاندان کے ہیں اور پھر یہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم نے سنے۔ یہ سن کر اکثم نے کہا وہ تو بڑی اچھی اور اعلیٰ باتیں سکھاتے ہیں اور بری اور سفلی باتوں سے روکتے ہیں۔ میرے قبیلے کے لوگو تم اسلام کی طرف سبقت کرو تا کہ تم دوسروں پر سرداری کرو اور دوسروں کے ہاتھوں میں دم بن کر نہ رہ جاؤ۔

اس آیت کے شان نزول میں ایک حسن حدیث مسند امام احمد میں وارد ہوئی ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگنائی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھتے نہیں ہو؟ وہ بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفعۃً اپنی نظریں آسمان کی جانب اٹھائیں کچھ دیر اوپر ہی کو دیکھتے رہے، پھر نگاہیں آہستہ آہستہ نیچی کیں اور اپنی دائیں جانب زمین کی طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ بھی کر لیا اور اس طرح سر ہلانے لگے گویا کسی سے کچھ سمجھ رہے ہیں اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہے تھوڑی دیر تک یہی حالت طاری رہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں اونچی کرنی شروع کیں، یہاں تک کہ آسمان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پہنچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہلی طرح عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

Marfat.com

وہ یہ سب دیکھ رہے تھے، ان سے صبر نہ ہو سکا، پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار بیٹھنے کا اتفاق ہوا لیکن آج جیسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر نیچی کر لی اور اپنے دائیں طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف گھوم کر بیٹھ گئے، مجھے چھوڑ دیا، پھر اس طرح سر ہلانے لگے جیسے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اچھی طرح سن سمجھ رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم نے یہ سب کچھ دیکھا؟ اس نے کہا برابر دیکھتا ہی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اللہ کا نازل کردہ فرشتہ وحی لے کر آیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کا بھیجا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ہاں اللہ کا بھیجا ہوا۔ پوچھا پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھ سنائی۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی وقت میرے دل میں ایمان بیٹھ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ (مسند احمد: 318/1: عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۵۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ: اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امام حکمران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور خادم اپنے مالک کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

656 احمد، رقم الحدیث: 2/4495، بخاری، رقم الحدیث: 893، مسلم، رقم الحدیث: 1829، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2928، الترمذی، رقم الحدیث: 1705، ابن حبان، رقم الحدیث: 4489

Marfat.com

حلِ لغات:

راع: از، رعیاً و رعایۃً، بمعنی امیر کا انتظام مملکت کرنا،

شرح:

یعنی یہ نہ سمجھو کہ صرف بادشاہ سے ہی اس کی رعایا کا سوال ہوگا ہم آزاد رہیں گے، نہیں بلکہ ہر شخص سے اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے ان کے دینی و دنیاوی حقوق ادا کیے یا نہیں۔ راعی کے لغوی معنے ہیں چرواہا، اصطلاح میں ہر محافظ اور حاکم کو راعی کہہ دیتے ہیں کہ جیسے چرواہا ساری بکریوں کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ اگر ایک بکری بھی ضائع ہوگی تو بکری والا اس سے مطالبہ کرتا ہے ایسے ہی رب تعالیٰ اس سے ماتحت بندوں کے متعلق سوال فرمائیے گا "قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا" مثلاً والد سے سوال ہوگا کہ تم نے اپنی بیوی بچوں کو رزق کیوں نہ پہنچایا، یہ بھی سوال ہوگا کہ انہیں نیک کیوں نہ بنایا۔

چونکہ سلطان کی حکومت وسیع ہے اس لیے اسکا حساب بھی وسیع ہوگا۔ وزیر کے معنے ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزر بوجھ کو کہتے ہیں، چونکہ اس پر تمام سلطنت کا بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہا جاتا ہے اسی لیے متقی لوگ حکومت، قضا اور سلطنت قبول نہ کرتے تھے۔

اور مرد سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی بیوی بچوں کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں، جن کا خرچہ تیرے ذمہ تھا انہیں خرچ دیا یا نہیں اور جن کی تعلیم تجھ پر لازم تھی انہیں تعلیم دی یا نہیں اور عورت سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنے خاوند کی خدمت کی یا نہیں، خاوند کے مال اور اولاد کی خیر خواہی کی یا نہیں، بچوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لیے ماں پر لازم ہے کہ انکی پرورش اور تربیت اچھی کرے، ماں فاطمہ زہرا جیسی پرہیز گار بنے تا کہ اس کی اولاد حسین جیسی ہونہار ہو اسی لیے اچھی لڑکیوں سے نکاح کرنا اچھا ہے کہ زمین اچھی ہو تو پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔ شعر

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں　　　معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

بتولے باش و پنہاں شواز یں عصر　　　کہ در آغوش شبیرے بگیری

خادم سے سوال ہوگا کہ تو نے مولیٰ کے مال میں خیانت تو نہیں کی اور اس کی خیر خواہی کی یا نہیں۔

یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ہر شخص خود اپنے نفس اور اپنے اعضاء کا راعی و ذمہ دار ہے کہ اس سے اپنے اوقات، اپنے حالات، اپنے خیالات، آنکھ ناک کان وغیرہ کا حساب ہوگا کہ کہاں استعمال کیے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ" انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس کی بھی نگرانی ہوتی ہے۔ شعر

عقل و ہوش و گوش نعمہائے عرش　　　خرچ کردی وچہ آوردی زفرش

Marfat.com

غرضکہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کو متعلق پرسش ہوگی، اللہ تعالیٰ ہی ہم گنہگاروں کا بیڑا پار لگائے پردے رکھے لغزشیں معاف کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص585)

(۶۵۷) وَعَنْ اَبِی یعلی مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْتَرْعِیْہِ اللّٰہُ رَعِیَّۃً، یَمُوْتُ یَوْمَ یَمُوْتُ وَھُوَ غَاشٌّ لِرَعِیَّتِہٖ، اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "فَلَمْ یَحُطْھَا بِنُصْحِہٖ لَمْ یَجِدْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَا مِنْ اَمِیْرٍ یلی اَمور الْمُسْلِمِیْنَ، ثُمَّ لَا یَجْھَدُ لَھُمْ وَیَنْصَحُ لَھُمْ، اِلَّا لَمْ یَدْخُلْ مَعَھُمُ الْجَنَّۃَ"۔

◀◀ حضرت ابو یعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعیت پر حاکم بناتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے تو اپنی رعایا کو دھوکا دیتے ہوئے مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: اور وہ ان کو اپنی خیر خواہی میں نہیں لیتا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' جو امیر مسلمانوں کے امور کا والی بنتا ہے پھر ان کے لئے محنت اور خیر خواہی نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تعارفِ راوی:

آپ کا نام شداد بن اوس اور کنیت ابو یعلی ہے، حضرت حسان کے بھتیجے ہیں، شام میں قیام رہا۔ (مراۃ المناجیح جلد دوم)

شرح:

معقل میم کے فتحہ اور عین کے کسرہ سے، آپ شجرہ والے صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی تھی، بصرہ میں قیام رہا، خواجہ حسن بصری آپ کے شاگرد ہیں۔ (اشعہ) امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

یہاں والی (رعایا) سے عام رعایا مراد ہے سلطان ہو یا حاکم، استاذ ہو یا ماں باپ، مسلمان رعایا کا ذکر اتفاقی ہے ورنہ اپنے ماتحت کفار رعایا اور کفار نوکر چاکروں کا بھی حساب ہوگا کہ ان کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں۔

غاش بنا ہے غش سے بمعنی ملاوٹ وکھوٹ، یہاں غاش سے مراد ہے ان کے حقوق نہ ادا کرنے والا اور یا ان پر حق سے زیادہ بوجھ ڈالنے والا۔) مرقات (اس میں بھاری ٹیکس وغیرہ سب داخل ہیں۔

(اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی) لہٰذا وہ نجات پانے والے مؤمنوں کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا اور اگر

657: بخاری، رقم الحدیث:6150، مسلم، رقم الحدیث:142

Marfat.com

ان جرموں کو حلال جانتا تھا تو کبھی جنت میں نہ جائے گا یا ایسے ظالم کے متعلق اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ خراب ہو اور وہ دائمی دوزخی بن جائے، یہاں موت کا ذکر فرما کر یہ بتایا کہ مرتے دم تک توبہ کا اسے موقعہ ہے مگر جیسی خیانت ویسی توبہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص586)

(۶۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس گھر میں فرماتے سنا: اے اللہ! جو شخص میری امت کے امور کا والی بنے اور ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے امور کا والی بنے اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ولی: از، ولایۃً، بمعنی والی ہونا، متصرف ہونا،

شرح:

یہ اس آقائے دو جہاں کی بددعا ہے جو رحمۃ اللعالمین ہیں، امت پر ظلم سے قلب پاک کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے۔ ظالم حاکم کی دنیا بھی برباد آخرت بھی خراب ہے، یہ بددعا دونوں مشقتوں کو شامل ہے۔ شعر

پنداشت ستم گر کہ ستم بر ما کرد　　بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

یہ دعا بھی بہت شاندار ہے رحمدل حاکم کو دین و دنیا میں کامیابی کی دعا ہے۔ حکام و سلاطین کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کی دعا لیں۔ شعر

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر　　خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص589)

(۶۵۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ بَعْدِيْ

658: مسلم، رقم الحدیث: 1828

659: احمد، رقم الحدیث: 2/7965، بخاری، رقم الحدیث: 3455، مسلم، رقم الحدیث: 1842، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2871، ابن حبان، رقم الحدیث: 3555

Marfat.com

خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ"، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ: "اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، ثُمَّ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنو اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام حکمرانی کرتے تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے پردہ فرماتے تو دوسرے نبی آ جاتے' اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثیر تعداد میں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت پوری کرو اور پھر جو (اس کے بعد) پہلے ہو اس کی بیعت کرو۔ پھر تم ان کے حقوق ادا کرو' اور اپنے حقوق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان خلفاء سے ان کی رعایا کے متعلق سوال کرے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تسوسهم: از، سياسةً، بمعنی سیاست کرنا، امور کی تدبیر و انتظام کرنا۔

شرح:

تسوس بنا ہے سیاست سے بمعنی ملکی وقومی انتظام جس میں دینی انتظام بھی داخل ہے یعنی بنی اسرائیل میں خود حضرات انبیاء کرام سارے قومی ملکی ملی دینی انتظام فرمایا کرتے تھے، ان کے جانشین امراء و خلفاء نہ ہوتے تھے بلکہ حضرات انبیاء کے خلفاء خود انبیاء ہوتے تھے، موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے فرمایا تھا اخلفنی من بعدی۔

(دوسرا نبی اس کے بعد تشریف لاتا) اس سے معلوم ہوا کہ خلافت اسلامیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے شروع ہوئی، اسلامی سلاطین کی بیعت اور حضرات مشائخ کرام کی مریدی اسلام کی خصوصیات سے ہے، پہلے شریعت و ملک کی حفاظت حضرات انبیاء کرام سے ہوتی تھی۔

(میرے بعد کوئی نبی نہیں) یعنی نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہے جو میری موجودگی میں میرا خلیفہ ہو جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کچھ روز کے لیے عارضی خلیفہ ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام توریت لینے طور پر تشریف لے گئے اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے جو میرا مستقل خلیفہ ہو لہٰذا میرے خلفاء میرے دین کے سلاطین ہیں اور باطنی خلفاء حضرات اولیاء و علماء۔ خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے بعد نبی نہیں وہ تو پہلے کے نبی ہیں اور اب بشان نبوت تشریف نہ لائیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر اور خلیفہ امام مہدی ہی ہوں گے۔

Marfat.com

یہاں خلفاء سے مراد ظاہری خلفاء ہیں یعنی اسلامی سلاطین و امراء خلفاء، خلافت تو قریش کے ساتھ خاص ہے اور سلطنت عام ہے، خلافت میں حکومت کے ساتھ نیابت مصطفوی بھی ہوتی ہے، سلطنت میں صرف حکومت ہے اسی لیے خلفاء راشدین کے زمانہ میں مشائخ سے بیعت نہ کی جاتی وہ خلفاء راشدین مشائخ بھی تھے انکی بیعت بیعت ارادت بھی ہوتی تھی اور بیعت حکومت بھی۔ (پھر ہم کیا کریں) یعنی اگر بہت سے خلیفہ بن جائیں تو ہم کیا کریں کس کی بیعت کریں۔
(اگلے پھر اس سے اگلے کی بیعت کرو) یعنی یکے بعد دیگرے خلفاء کی بیعت کرنا جب پہلا خلیفہ فوت ہوجائے تو اب جو خلیفہ بنے اس کی اطاعت کرو بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہوسکتے، اگر ہوں تو پہلا خلیفہ ہوگا دوسرا باغی۔ چنانچہ خلافت حیدری میں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی، جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی تب وہ سلطان برحق ہوئے۔ خیال رہے کہ بیک زمانہ مختلف ملکوں کے بادشاہ بہت ہوسکتے ہیں مگر تمام مسلمانوں کا خلیفہ ایک ہی ہوگا۔ آج پاکستان، ترکی، کابل، ایران اور پاکستان کے صدر یا بادشاہ الگ الگ ہیں مگر ان میں خلیفۃ المسلمین کوئی نہیں، امام مہدی تمام مسلمانوں کے خلیفۃ المسلمین ہونگے۔ اس حدیث کی بنا پر صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں دو پیروں کا مرید نہیں ہوسکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص576)

(۶۶۰) وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ، فَقَالَ لَهُ: اَیْ بُنَیَّ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ" فَاِیَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک سب سے برا حاکم وہ ہے جو سخت اور بے رحم ہو۔ اس لئے تم اس سے بچو کہ تمہارا شمار ان حاکموں میں ہو۔ (متفق علیہ)

(۶۶۱) وَعَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ الْاَزْدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَیْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ، فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، احْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" فَجَعَلَ مُعَاوِیَةُ رَجُلًا عَلٰی حَوَائِجِ النَّاسِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ.

◄ حضرت ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنے اور وہ ان کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم

660: مسلم، فی الغازی، احمد 661: ابوداؤد، رقم الحدیث: 2948، الترمذی، رقم الحدیث: 1332، حاکم، رقم الحدیث: 4/4027

Marfat.com

پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم پوشی فرمائے گا۔ پس یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک شخص کا تقرر کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

لغات:

فاحتجب: از، احتجاباً، بمعنی چھپنا، روپوش ہونا،

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاویہ کی دورانِ سلطنت میں گئے یا صرف ملاقات کے لیے اور یہ حدیث تذکرۃً سنادی یا یہ حدیث ہی سنانے کے لیے، پہلے معنے زیادہ ظاہر ہیں۔

(کسی چیز کا والی بنا دیا) کہ بادشاہ بنادیا گیا یا حاکم۔ ولّی ماضی مجہول ہے لام کے شد سے یا فقط کسرہ سے یعنی باب تفعیل سے یا باب ضرب یضرب سے۔

مظلوم اور ذی الحاجت کے عموم میں ذمی اور مستامن کفار بھی داخل ہیں کیونکہ بادشاہ وحکام پر تمام رعایا کی دادرسی واجب ہے مسلمان ہوں یا کافر۔ دنیا وآخرت میں، اگر لوگ بادشاہ کے محتاج ہیں تو بادشاہ بھی رب تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔

یعنی جب ایسے بادشاہ کو لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوئی تو اللہ اس پر رحمت کے دروازے بند کرلے گا کہ لوگ اس کی مدد نہ کریں گے۔ اس حدیث کا نظارہ کرنا ہے تو موجودہ زمانہ میں الیکشن کے وقت ووٹ کی بھیک مانگنے کا نظارہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 627)

۷۹-بَابُ الْوَالِي الْعَادِلِ

عادل حکمران کا بیان

والی کا معنی: مالک، آقا، سردار، حاکم، بادشاہ، دوست، رشتہ دار، حمایتی، مددگار، مربی، سرپرست، محافظ، نگہبان، گورنر، صوبہ دار، حاکم صوبہ۔ (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1 :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (النحل: 90) اَلْآيَة،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔

آیت نمبر: 2 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○﴾ (الحجرات: 9).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں○

Marfat.com

تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "دنیا میں جو عدل وانصاف کرتے رہے وہ موتیوں کے منبروں پر رحمٰن عزوجل کے سامنے ہوں گے اور یہ بدلہ ہوگا ان کے عدل وانصاف کا"۔ (مسند احمد: 2/159)

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے یہ لوگ ان منبروں پر رحمٰن عزوجل کے دائیں جانب ہوں گے یہ اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے اس میں عدل سے کام لیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: 18، عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۶۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں لے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (1) عادل حکمران۔ (2) اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا۔ (3) اور وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے۔ (4) اور وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت کی حالت میں اکٹھے ہوتے ہیں' اور اسی حالت میں جدا ہوتے ہیں۔ (5) اور وہ شخص جسے صاحب منصب و جمال عورت دعوت گناہ دے تو وہ کہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (6) اور وہ شخص جو صدقہ کرے اور صدقے کو اتنا خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (7) اور ایک وہ آدمی جو خلوت میں خدا کو یاد کرے' اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نشاء: از نشاءۃ، بمعنی نشوونما پانا، بڑھنا۔

662: احمد، رقم الحدیث: 2/6502، مسلم، رقم الحدیث: 1827، نسائی، رقم الحدیث: 5394، ابن حبان، رقم الحدیث: 4484، حاکم، رقم الحدیث: 4/7006، بیہقی، رقم الحدیث: 88/87/10

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر 452 کے تحت گزرچکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۶۶۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ: اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حکومت، اہل وعیال اور رعایا کے متعلق عدل سے کام لیتے ہیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْمُقْسِطِيْنَ: از، اقساطاً، بمعنی عدل ول انصاف کرنا،

شرح:

مقسط باب افعال کا اسم فاعل ہے، اس کا مادہ قسط ہے بمعنی حصہ مگر اس میں لطف یہ ہے کہ مجرد کا اسم فاعل قاسط بمعنی ظالم آتا ہے یعنی دوسروں کا حصہ ظلماً لے لینے والا اور باب افعال کا اسم فاعل بمعنی عادل آتا ہے یعنی لوگوں کو انکا حصہ دینے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا" بعض شارحین نے فرمایا کہ قسط بمعنی ظلم ہے باب افعال کا ہمزہ سلب کے لیے ہے لہٰذا اقساط کے معنے دفع ظلم مقسط بمعنی دفع ظلم کرنے والا یعنی عادل یا قاسط بنا قسوط بمعنی ظلم سے اور مقسط بنا ہے بمعنی انصاف سے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ"۔ غرضکہ اس کلمہ میں عجیب خوبی ہے۔

(نور کے منبروں پر ہوں گے) منابر جمع ہے منبر کی اور منبر اسم آلہ یا ظرف ہے منبر مصدر کا بمعنی اٹھانا اور چڑھانا، منبر چڑھانے اٹھانے کا آلہ یا اس کی جگہ۔ محشر میں مؤمنوں کے مقامات مختلف ہوں گے کوئی مشک کے ٹیلوں پر کوئی نور کے منبروں پر۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں منبر اپنے حقیقی معنے میں ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔

حکمھم سے مراد ہے سلطنت وحکومت وقضاء جس کا تعلق عام رعایا سے ہے اور **اھلھم** سے مراد اپنے بال بچے

663: احمد، رقم الحدیث: 9/24036، مسلم، رقم الحدیث: 1855، ابن حبان، رقم الحدیث: 4589، بیہقی، رقم الحدیث: 158/8

Marfat.com

نوکر چاکر ہیں جن کا تعلق گھر سے ہے اور ماولوا سے مراد وہ یتیم بیوگان وغیرہ ہیں جن کی پرورش اس کے ذمہ آن پڑی ہے۔غرضکہ سیاست مدنی اور تدبیر منزل سب میں عدل و انصاف کرتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ ماولوا میں خود اپنی ذات بھی داخل ہے یعنی اپنے متعلق بھی انصاف سے کام لیتے ہیں۔مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کی تین قسمیں فرمائیں: ظالم، مقتصد اور سابق، سابق وہ ہے جو اپنے اندر عدل و احسان دونوں جمع کرے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص590)

(۶۶۴) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ. وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ!"، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ. لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ": تَدْعُوْنَ لَهُمْ.

◀ ◀ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔تم ان پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے علیحدگی اختیار نہ کرلیں: آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

مالک بن عوف: بن سعد بن یربوع بن واثلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، ابوعلی نصری آپ کی کنیت ہے آپ نے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قصیدے میں یوں مخاطب کیا کہ

''میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا تمام لوگوں میں نہ دیکھا نہ سنا وہ جب دیتے ہیں تو بہت عطا کرتے ہیں جب تو چاہے گا تو تجھے کل کی خبر دیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے قبیلہ کے مسلمانوں پر اور ثمالہ، سلمہ قبائل پر امیر مقرر فرمایا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد۵، حرف المیم، ص۳۲۰)

حلِ لغات:

تصلون علیھم: تم ان کے لئے دعا کرتے ہو۔

Marfat.com

شرح:

یہاں آئمہ سے مراد والی ہیں خواہ سلطان ہو یا حکام۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ حکام عادل ہوں تم سے مل جل کر رہیں، تمہاری ان کی آپس میں محبت ہو، تمہارے ساتھ نمازوں میں شریک ہوں ایسے حکام اللہ کی رحمت ہیں جیسے عہد صحابہ میں ہوتا تھا اور بعد میں بھی عادل سلاطین میں رہا۔

(کیا ہم ان کی بیعت توڑ دیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں) جب تک سلاطین و حکام مسلمانوں میں جمعہ وعیدین قائم کریں، مسجدوں کا انتظام کریں، نمازوں کا اہتمام کریں تب تک تم ان کو علیحدہ نہ کرو ان کی بیعت نہ توڑو کیونکہ نمازیں قائم کرنا مؤمن ہونے کی علامت ہے، جو نمازیں قائم کرتا ہے وہ دین کا ضرور خیال رکھے گا، اس میں نماز کی اہمیت کا اظہار ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ".

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص571)

(۶۶۵) وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّوَفَّقٌ، وَّرَجُلٌ رَحِیْمٌ رَقِیْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِیْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِیْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْ عِیَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جنتی تین قسم کے لوگ ہیں: (1) عادل حکمران جو توفیق یافتہ ہے۔ (2) رحم کرنے والے اور نرم دل آدمی جو ہر عزیز اور مسلمان سے مہربانی کا سلوک کرتا ہے۔ (3) پاکباز اور کسی سے سوال نہ کرنے والا شخص جو عیال دار ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 605 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

رَقِیْقُ الْقَلْبِ: نرم دل والا۔

مُتَعَفِّفٌ: بچنے والا، (سوال سے بچنے والا)

شرح:

یعنی میری امت میں تین قسم کے لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرے اسے خیر کرنے خیر کرانے کی توفیق ملے کہ حاکم درست ہو جانے سے رعایا خود درست ہو جاتی ہے۔

665: مسلم، رقم الحدیث 2865

Marfat.com

دوسرا مہربان آدمی یعنی عوام مسلمانوں پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو۔
تیسرا وہ مسلمان جو باوجود عیالدار ہونے کے کسی سے بھیک نہ مانگے گناہ کے قریب نہ جاوے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7، ص 790)

۸۰-بَابُ وُجُوْبِ طَاعَةِ وَلَاةِ الْاَمْرِ فِیْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ وَّتَحْرِیْمِ طَاعَتِهِمْ فِی الْمَعْصِیَةِ

معصیت کے بغیر حکم میں حکمران کی اطاعت کے واجب ہونے اور معصیت میں ان کی اطاعت کی حرمت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ (النساء: 59)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

تشریح:

صحیح بخاری شریف میں بروایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے لشکر میں عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو بھیجا تھا ان کے بارے میں یہ آیت اتری ہے، (صحیح بخاری 4584)

بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کی سرداری ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو دی ایک مرتبہ وہ لوگوں پر سخت غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا ہاں بیشک دیا ہے، فرمانے لگے اچھا لکڑیاں جمع کرو پھر آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں پھر حکم دیا کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا لوگو سنو آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم نے دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لی ہے تم جلدی نہ کرو جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو جائے پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بے جھجک اس آگ میں کود پڑھنا چنانچہ یہ لوگ واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا آپ نے فرمایا: "اگر تم اس آگ میں کود پڑھتے تو ہمیشہ آگ ہی میں جلتے رہتے۔ سنو فرمانبرداری صرف معروف میں ہے"۔ (صحیح بخاری 4340 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابو داؤد میں ہے کہ مسلمان پر سننا اور ماننا فرض ہے جی چاہے یا طبیعت رو کے لیکن اس وقت تک کہ (اللہ تعالیٰ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب نافرمانی کا حکم ملے تو نہ سنے نہ مانے۔

(صحیح بخاری: 2955 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری و مسلم میں ہے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت

Marfat.com

لی کہ کام کے اہل سے اس کام کو نہ چھینیں۔ لیکن جب تم ان کا کھلا کفر دیکھو جس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی واضح الٰہی دلیل بھی ہو۔ (صحیح بخاری:7056 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری شریف میں ہے سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تم پر حبشی غلام امیر بنایا گیا ہو چاہے کہ اس کا سر کشمش ہے۔

(صحیح بخاری:693)

مسلم شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے کی وصیت کی اگر چہ ناقص ہاتھ پاؤں والا حبشی غلام ہی ہو۔ (صحیح مسلم:1837)

مسلم کی ہی اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: "چاہے تم پر غلام عامل بنایا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق تمہارا ساتھ چاہے تو تم اس کی سنو اور مانو"۔

ایک روایت میں غلام حبشی اعضاء کٹا کے الفاظ ہیں۔ (صحیح مسلم:1838)

ابن جریر میں ہے کہ میرے بعد والے تم سے ملیں گے نیکوں سے نیک اور بدوں سے بدتم ہر ایک اس امر میں جو مطابق ہو ان کی سنو اور مانو کہ میرے بعد نیک سے نیک اور بد سے بدتم کو ملیں گے تم پر ایک میں نے جو حق پر ہو اس کا سننا اور ماننا تم سے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہو اگر وہ نیکی کریں گے۔ تو ان کے لیے نفع ہے اور تمہارے لیے بھی اور اگر وہ بدی کریں گے تو تمہارے لیے اچھائی ہے اور ان پر گناہوں کا بوجھ ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:9881)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنو اسرائیل میں مسلسل لگا تار رسول آیا کرتے تھے ایک کے بعد ایک اور میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر خلفاء بکثرت ہوں گے"، لوگوں نے پوچھا: پھر اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: "پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد آنے والے کی ان کے حق انہیں دے دو اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کرنے والا ہے"۔ (صحیح بخاری:3455)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے امیر کا کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے اسے صبر کرنا چاہیئے جو شخص جماعت کے بالشت بھر جدا ہو گیا پھر وہ جاہلیت کی موت مرے گا"۔ (صحیح بخاری:7143 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ارشاد ہے جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے حجت و دلیل بغیر ملاقات کرے گا اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (صحیح مسلم:1851)

عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں بیت اللہ شریف میں گیا دیکھا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کا ایک مجمع جمع ہے میں بھی اس مجلس میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اس وقت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منزل میں اترے کوئی اپنا خیمہ ٹھیک کرنے لگا کوئی اپنے نیزے سنبھالنے لگا کوئی کسی اور کام میں مشغول ہو گیا، اچانک ہم نے سنا کہ

Marfat.com

منادی والا ندا دے رہا ہے۔ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے۔ اور سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: "ہر نبی پر اللہ کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں انہیں آگاہ کر دے۔ سنو میری امت کی عافیت کا زمانہ اول کا زمانہ ہے آخر زمانے میں بڑی بڑی بلائیں آئیں گی اور ایسے ایسے امور نازل ہوں گے جنہیں مسلمان ناپسند کریں گے اور ایک پر ایک فتنہ برپا ہو گا ایک ایسا وقت آئے گا کہ مومن سمجھ لے گا اسی میں میری ہلاکت ہے پھر وہ ہٹے گا۔ تو دوسرا اس سے بھی بڑا آئے گا جس میں اسے اپنی ہلاکت کا کامل یقین ہو گا بس یونہی لگاتار فتنے اور زبردست آزمائشیں اور کامل تکلیفیں آتی رہیں گے پس جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ جہنم سے بچ جانے اور جنت کا مستحق ہو اسے چاہیئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ سنو جس نے امام سے بیعت کر لی اس نے اپنا ہاتھ اس کے قبضہ میں اور دل کی تمنائیں اسے دے دیں۔ اور اپنے دل کا پھل دے دیا اب اسے چاہیئے کہ اس کی اطاعت کرے اگر کوئی دوسرا اس سے خلافت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو"۔ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر قریب گیا اور کہا آپ کو میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا خود آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے؟ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کان اور دل کی طرف بڑھا کر فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دو کانوں سے سنا اور میں نے اسے اپنے اس دل میں محفوظ رکھا ہے۔ مگر آپ کے چچا زاد بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے مال باطل سے کھانے اور آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں سے ممانعت فرمائی ہے، اسے سن کر عبداللہ ذرا سی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اگر اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو اسے نہ مانو۔ (صحیح مسلم:1844، عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

اس بارے میں حدیثیں اور بھی بہت سی ہیں۔

اسی آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کا امیر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اس لشکر میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ لشکر جس قوم کی طرف جانا چاہتا تھا چلا، رات کے وقت اس کی بستی کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کیا ان لوگوں کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چل گیا اور چھپ چھپ کر سب راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کا سب اسباب جلا دیا یہ شخص رات کے اندھیرے میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آیا اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اے ابوالیقظان میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میری ساری قوم تمہارا آنا سن کر بھاگ گئی ہے صرف میں باقی رہ گیا ہوں تو کیا کل میرا یہ اسلام مجھے نفع دے گا؟ اگر نفع نہ دے تو میں بھی بھاگ جاؤں سیدنا عمار

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً یہ اسلام تمہیں نفع دے گا تم نہ بھاگو بلکہ ٹھہرے رہو۔ صبح کے وقت جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے لشکرکشی کی تو سوائے اس شخص کے وہاں کسی کو نہ پایا اسے اس کے مال سمیت گرفتار کرلیا گیا جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اسے چھوڑ دیجیے یہ اسلام لا چکا ہے اور میری پناہ میں ہے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کون ہو جو کسی کو پناہ دے سکو؟ اس پر دونوں بزرگوں میں کچھ تیز کلامی ہوگئی اور قصہ بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی پناہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا آئندہ امیر کی طرف سے پناہ نہ دینا پھر دونوں میں کچھ تیز کلامی ہونے لگی اس پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے حضور سے کہا اس ناک کٹے غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہتے؟ دیکھیے تو یہ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خالد، عمار کو برا نہ کہو، عمار کو گالیاں دینے والے کو اللہ گالیاں دے گا، عمار سے دشمنی کرنے والے سے اللہ دشمنی رکھے گا، عمار پر جو لعنت بھیجے گا اس پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی"۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ غصہ میں چل دیئے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دوڑ کر ان کے پاس گئے، دامن تھام لیا معذرت کی اور اپنی تقصیر معاف کرائی تب تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ راضی نہ ہو گئے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر ابن جریر الطبری 9866 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں اولی الامر سے مراد سمجھ بوجھ اور دین والے ہیں یعنی علماء

ظاہر بات تو یہ معلوم ہوتی ہے آگے حقیقی علم اللہ کو ہے کہ یہ لفظ عام ہیں امراء علماء دونوں اس سے مراد ہیں جیسے کہ پہلے گزرا قرآن فرماتا ہے» لَوْلَا یَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ" (المائدہ 63:5) یعنی "انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے"

صحیح حدیث میں ہے» مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَا اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيرِي فَقَدْ اَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَ اَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي « میری اطاعت کرنے والا اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (صحیح بخاری 7137، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

پس یہ ہیں احکام علماء امراء کی اطاعت کے اس آیت میں ارشاد ہوتا کے کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی اس کی کتاب کی اتباع کرو اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اے اللہ کے رسول! یعنی اس کی سنتوں پر عمل کرو اور حکم والوں کی اطاعت کرو یعنی اس چیز میں جو اللہ کی اطاعت ہو، اللہ کے فرمان کے خلاف اگر ان کا کوئی حکم ہو تو اطاعت نہ کرنی چاہیئے ایسے وقت علماء یا امراء کی ماننا حرام ہے جیسے کہ پہلی حدیث گزر چکی کہ اطاعت صرف معروف میں ہے یعنی فرمان اللہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے میں۔ مسند احمد میں ہے اس سے

Marfat.com

بھی زیادہ صاف حدیث ہے جس میں ہے کسی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف جائز نہیں۔

(مسند احمد: 4/426، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(٦٦٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاکم کا حکم سنے اور اس کی اطاعت کرے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا ناپسند، مگر یہ کہ جب اس کو گناہ کا حکم دیا جائے، اور اگر اس کو گناہ کا حکم دیا جائے تو وہ نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔ (متفق علیہ)

(٦٦٧) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُوْلُ لَنَا: "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کرتے کہ ہم آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے تو آپ ہمیں فرماتے: جو تمہاری استطاعت میں ہو۔ (متفق علیہ)

(٦٦٨) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَّقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَّاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ: "وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِّلْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهُ يَمُوْتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً".

"اَلْمِيتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيمِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو اطاعت کے بندھن سے آزاد ہو جائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں اطاعت کا طوق نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ جماعت مسلمین سے علیحدہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

666: بخاری، رقم الحدیث: 7144، مسلم، رقم الحدیث: 1839، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2626، ترمذی، رقم الحدیث: 1713، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2864

667: بخاری، مسلم فی المغازی، ترمذی فی السیر

668: بخاری، رقم الحدیث: 7202، مسلم، رقم الحدیث: 1867، ترمذی، رقم الحدیث: 1593، نسائی، رقم الحدیث: 4198

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْمِیْتَۃُ: میم کے کسرہ سے ہے، بمعنی موت۔

شرح:

اس حدیث میں دلیل سے مراد بندے کے ایمان وتقویٰ کی دلیل وثبوت ہے اور بیعت سے اگر خلیفہ وسلطان اسلام کی بیعت مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب خلیفہ رسول یا سلطان اسلام موجود ہو پھر یہ اس کی بیعت خلافت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اگر بیعت سے عام بیعت مراد ہے خواہ بیعت خلافت ہو یا بیعت ارادہ تو حدیث مطلق ہے کہ جو بغیر مرشد پکڑے مرجائے اس کی موت کفار کی سی ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے، یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔خیال رہے کہ بیعت بہت قسم کی ہے: بیعت اسلام، بیعت اطاعت اور بیعت ارادت۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص575)

(۶۶۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا، وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ، کَاَنَّ رَاْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر خشک انگور جتنا ہو۔(بخاری)

(۶۷۰) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "عَلَیْکَ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ فِیْ عُسْرِکَ وَیُسْرِکَ، وَمَنْشَطِکَ وَمَکْرَھِکَ، وَاَثَرَۃٍ عَلَیْکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر سننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے۔آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، تمہاری پسند میں بھی اور ناپسند میں بھی اور اس حالت میں بھی کہ تم پر کسی کو ترجیح دی جائے۔(مسلم)

(۶۷۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ یُّصْلِحُ خِبَاءَہٗ، وَمِنَّا مَنْ یَّنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ ھُوَ فِیْ جَشَرِہٖ،

669: بخاری کتاب الصلوۃ، ابن ماجہ فی الجہاد

670: مسلم، رقم الحدیث: 1836، نسائی، رقم الحدیث: 4166

671: مسلم، رقم الحدیث: 1844، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4248، نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3956

Marfat.com

اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃً ۔ فَاجْتَمَعْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ یَدُلَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی خَیْرِ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ، وَیُنْذِرَھُمْ شَرَّ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ ۔ وَاِنَّ اُمَّتَکُمْ ھٰذِہٖ جُعِلَ عَافِیَتُھَا فِیْ اَوَّلِھَا، وَسَیُصِیْبُ اٰخِرَھَا بَلَاءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْکِرُوْنَھَا، وَتَجِیْءُ فِتْنَۃٌ یُرَقِّقُ بَعْضُھَا بَعْضًا، وَتَجِیْءُ الْفِتْنَۃُ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: ھٰذِہٖ مُھْلِکَتِیْ، ثُمَّ تَنْکَشِفُ، وَتَجِیْءُ الْفِتْنَۃُ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: ھٰذِہٖ ھٰذِہٖ ۔ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَیُدْخَلَ الْجَنَّۃَ، فَلْتَاْتِہٖ مَنِیَّتُہٗ وَھُوَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، وَلْیَاْتِ اِلَی النَّاسِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتٰی اِلَیْہِ ۔ وَمَنْ بَایَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاہُ صَفْقَۃَ یَدِہٖ، وَثَمَرَۃَ قَلْبِہٖ، فَلْیُطِعْہُ اِنِ اسْتَطَاعَ، فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ یُنَازِعُہٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُہٗ: "یَنْتَضِلُ" اَیْ: یُسَابِقُ بِالرَّمْیِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ ۔ وَ"الْجَشَرُ": بِفَتْحِ الْجِیْمِ وَالشِّیْنِ الْمُعْجَمَۃِ وَبِالرَّاءِ، وَھِیَ: الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَرْعٰی وَتَبِیْتُ مَکَانَھَا ۔

◄ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سفر پر تھے کہ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کچھ تیراندازی کا مقابلہ کرنے لگے، اور کچھ لوگ جانوروں کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی: نماز کی جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ان کی بہتری کی ہر وہ چیز بتائے جو وہ جانتا ہے اور انہیں ہر چیز سے ڈرائے جو اس کے علم میں ان کے لئے بری ہے اور تمہاری اس امت کی عافیت اس کے ابتدائی حصہ میں رکھ دی گئی ہے اور اس کے آخر میں آفتیں اور ایسے امور نازل ہوں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور فتنے آئیں گے اور ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ فتنہ مجھے ہلاک کر دینے والا ہے۔ پھر وہ فتنہ گزر جائے گا اور ایک اور فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پس تم میں سے جو چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچا لیا جائے اور اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کو وہی چیز دے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اسے ملے اور جو کسی حکمران کی بیعت کرے اپنا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ میں دے اور دل کا خلوص بھی اس کو پیش کرے تو اس کو چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے امارت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

Marfat.com

حلِ لغات:

ینتضل: کا معنیٰ ہے: تیراندازی کا مقابلہ کرنے لگے۔

الجشر: جیم اور شین معجمہ کے فتحہ اور راء کے ساتھ وہ چوپائے جو چرتے ہیں اور اسی جگہ رات گزارتے ہیں۔

شرح:

اس حدیث کی شرح میں خود امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ: "یُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا" اَیْ: یُصَیِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِیْقًا: اَیْ خَفِیْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهٗ، فَالثَّانِیْ یُرَقِّقُ الْاَوَّلَ ـ وَقِیْلَ مَعْنَاهُ یُشَوِّقُ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ بِتَحْسِیْنِهَا وَتَسْوِیْلِهَا، وَقِیْلَ: یُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا ـ

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کا فرمان "یرقق بعضها بعضا: کا معنیٰ ہے: ایک دوسرے کو نرم کردے گا۔ یعنی دوسرے کی شدت اور سختی کی وجہ سے پہلا معمولی نظر آئے گا۔ گویا دوسرا پہلے کو نرم کردے گا' اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ایک فتنہ دوسرے کا شوق پیدا کردے گا، کیونکہ وہ اس کو عمدہ اور خوبصورت بنا کر پیش کرے گا' اور بعض نے کہا: ایک فتنہ دوسرے فتنہ سے مشابہ ہوگا۔

(۶۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُنَیْدَةَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلَ سَلَمَةُ بن یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَاءُ یَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ، وَیَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عنه، ثُمَّ سَاَلَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا، فَاِنَّمَا عَلَیْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَیْکُمْ مَا حملتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

◄ حضرت ابوہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا نبی اللہ! اگر ایسے لوگ ہمارے امیر بن جائیں جو ہم سے اپنا حق طلب کریں اور ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو اس صورت میں ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ انہوں نے پھر عرض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان کی ذمہ داری ان پر ہے' اور تمہاری ذمہ داری تم پر ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

وائل ابن حجر: آپ حضرمی ہیں، حضر موت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل ابن حجر دور

672: مسلم، رقم الحدیث: 1846، ترمذی، رقم الحدیث: 2199

Marfat.com

دراز زمین حضر موت سے بخوشی و رغبت اللہ رسول کی طرف آ رہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد کی اولاد میں برکت دے اور حضر موت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبد الجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

اعرض: از، اعراضاً، بمعنی روگردانی کرنا،

شرح:

نبی اکرم نے فرمایا سنو اور مانو) یعنی قولاً سنو اور عملاً ان کی اطاعت کرو یا ظاہراً سنو اور باطناً ان کی اطاعت کرو۔) مرقات (خلاصہ یہ ہے کہ اپنے حقوق کے لیے ملک کو ویران نہ کرو، بغاوت سے ملک کی ویرانی ہوتی ہے، قوم پر اشخاص قربان ہونے چاہیے اور دین پر تن من دھن فدا ہونے لازم ہیں۔

پھر فرمایا ان بادشاہوں اور حکام پر شرعاً عدل و انصاف رعایا پروری ادائے حقوق واجب ہے اور رعایا پر ان کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ان سے ان کی ذمہ داریوں کا سوال ہوگا اور تم سے تمہاری ذمہ داریوں کا حساب ہوگا، اگر وہ اپنے فرائض کی ادا میں کوتاہی کرتے ہیں تو تم اپنے فرائض میں کوتاہی کیوں کرو تم کو اپنی قبر میں سونا ہے ان کو اپنی قبر میں سونا۔ علیہم اور علیکم کے مقدم فرمانے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوا۔ سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز فرمان ہے کہ اپنے حقوق کی فکر کرو دوسروں کی فکر چھوڑو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص۳۷۴)

(۶۷۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ اَثَرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا!" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَامُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ: "تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ایسی ترجیحات اور ایسے امور پیش آئیں گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو ہم میں سے ایسی صورت حال دیکھے اس کے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو حقوق تم پر ہیں وہ تم ادا کرو اور اپنے حقوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرو۔ (متفق علیہ)

673: بخاری فی علامات، مسلم فی المغازی، ترمذی فی الفتن

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تنکرونها: از، انکاراً، بمعنی حق کلا انکار کرنا،

شرح:

(میرے بعد خودغرض حکمران ہوں گے) کہ تمہارے حقوق بادشاہ دوسرے کو دیں گے تم کو تمہارے حقوق سے محروم کر دیا کریں گے۔

(تم وہ حق ادا کرو جو تمہارے ذمہ ہے) یعنی محض اپنا حق لینے کے لیے بغاوت نہ کرنا بلکہ ان سلاطین کی جائز اطاعت کیے جانا اور رب تعالیٰ سے دعا کیا کرنا کہ خدایا ان کو ہمارے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص575)

(۶۷۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ، وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (متفق علیہ)

(۶۷۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوا سے چاہیے کہ صبر کرے، کیونکہ جو شخص امیر کی اطاعت سے بالشت بھر بھی نکل گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (متفق علیہ)

674: احمد، رقم الحدیث: 3/8513، بخاری، رقم الحدیث: 7137، مسلم، رقم الحدیث: 1835، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2624، ترمذی، رقم الحدیث: 1762، نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن حبان، رقم الحدیث: 4556، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3

675: بخاری، رقم الحدیث: 7053، مسلم، رقم الحدیث: 1849

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

کَرِہَ: از، کراھۃً، بمعنی ناپسند کرنا،

شبراً: بالشت سے ناپنا۔

شرح:

(صبر کرے) یعنی اگر حاکم یا سلطان میں کوئی شرعی یا طبعی یا اخلاقی نقص دیکھے تو صرف اس وجہ سے اس پر خروج نہ کرے اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ احسن طریقہ سے اس کی اصلاح بھی نہ کرے۔ جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہہ دینا تو اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے، اصلاح اور چیز ہے خروج کچھ اور۔

(جو بولشت بھر حاکم کی اطاعت سے نکل کر مرا) یعنی جو مسلمانوں کی اس جماعت سے جو کسی سلطان اسلام پر متفق و متحد ہوں تھوڑا سا بھی الگ رہے گا اس کا انجام وہ ہوگا جو آگے مذکور ہے۔ یعنی اس کی موت زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی سی موت ہوگی کہ نہ ان کا کوئی سلطان ہوتا تھا نہ جماعت نہ ان میں تنظیم تھی نہ قومی اتفاق۔ (مرقات) اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہوگا۔ خیال رہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے یزید پلید کو سلطان اسلام بنانے کا مسئلہ تھا نہ کہ بنے ہوئے سلطان کی اطاعت کا مسئلہ لہٰذا اس عالی جناب کی ذات مقدس اس حدیث کی زد میں نہیں آسکتی، جیسے فاسق کو امام نماز بنانا مکروہ وممنوع ہے مگر جس مسجد میں فاسق آدمی امام بن جائے تو اس کی وجہ سے جماعت نہ چھوڑے اس کے پیچھے پڑھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص569)

(۶۷۶) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ اَھَانَ السُّلْطَانَ اَھَانَہُ اللّٰہ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" ۔

◀ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو حکمران کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:10 کے تحت ہو چکا ہے۔

676: احمد، رقم الحدیث: 7/20577، ترمذی، رقم الحدیث: 2231

Marfat.com

حلِ لغات:

اَهَانَۃٌ: از، اھانۃً، بمعنی بے عزتی کرنا، گستاخی کرنا،

شرح:

سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ سلطان اسلام کے وقار سے اسلام کا وقار، مسلمانوں کا رعب، ملک کا انتظام ہے ، جب اس کا وقار ہی ختم ہوگیا تو یہ سب کچھ ختم ہوگیا۔ باریک کپڑے پہننا حرام نہیں مگر وقارِ سلطان بگاڑنا حرام ہے۔

حکایت: حضرت امام جعفر صادق ایک بار نہایت اعلیٰ جبہ پہنے تھے سفیان ثوری نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ یہ باس آپ کے لیے موزوں نہیں تو آپ نے سفیان کا ہاتھ اپنی آستین میں ڈالا دیکھا کہ نیچے پشمینہ کا جبہ ہے فرمایا یہ اوپر کا لباس مخلوق کے لیے ہے اور یہ اندرونی لباس خالق کے لیے۔) مرقات (الناس باللباس آج کل اعلیٰ لباس ذریعہ عزت ہے۔

حکایت: فرقہ نجی جو ٹاٹ کے کپڑے پہنتا تھا حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نہایت اعلیٰ جوڑا پہنے تھے ، وہ بنظر اعتراض آپ کے کپڑے چھونے لگا تو آپ نے فرمایا کیا دیکھتا ہے مجھ پر جنتیوں کا لباس ہے اور تجھ پر دوزخیوں کا لباس ہے، پھر فرمایا اکثر ٹاٹ پہننے والے دوزخی ہوں گے جن کے جسم پر ٹاٹ ہے دل میں تکبر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص595)

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ . وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِي اَبْوَابٍ .

اس باب کے متعلق صحیح میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے بعض دوسرے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

۸۱-بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوِلَايَاتِ اِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ اَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ اِلَيْهِ

امارت طلب کرنے کی ممانعت اور امارت کو تقاضوں پر پورا نہ کرسکنے یا ضرورت کی صورت میں امارت ترک کردینے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (القصص: 83).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے ۝

Marfat.com

تشریح:

یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جنت اور آخرت کی نعمت صرف انہی کو ملے گی جن کے دل خوف الٰہی سے بھرے ہوئے ہوں اور دنیا کی زندگی تواضع فروتنی عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزاردیں۔ کسی پر اپنے آپ کو اونچا اور بڑا نہ سمجھیں ادھر ادھر فساد نہ پھیلائیں سرکشی اور برائی نہ کریں۔ کسی کا مال ناحق نہ ماریں اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں نہ کریں"۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اپنے ساتھی کی جوتی کے تسمے سے اچھا ہو تو وہ بھی اسی آیت میں داخل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فخر غرور کرے۔ اگر صرف بطور زیبائش کے چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری تو یہ چاہت ہے کہ میری چادر بھی اچھی ہو میری جوتی بھی اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں یہ تو خوبصورتی ہے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 147، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(٦٧٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ؛ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا، وَاِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَیْهَا، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ، فَرَاَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا، فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو سعید عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبد الرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال کبھی نہ کرنا، کیونکہ اگر بغیر طلب کیے تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیرے طلب کرنے پر تجھے امارت دی گئی تو تجھے امارت کے سپرد کر دیا جائے گا (اور تو نصرت خداوندی سے محروم ہو جائے گا) اور جب تو کسی بات پر قسم کھائے اور پھر تو دیکھے کہ دوسرا پہلو اس سے بہتر ہے تو بہتر پہلو پر عمل کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دینا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

عبد الرحمٰن ابن سمرہ: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے ۵۱ھ اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ششم)

677: بخاری، مسلم، ابوداؤد

Marfat.com

شرح:

قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس ۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ ("تبیین الحقائق"، کتاب الایمان، ج ۳، ۴۳۰.....)

)یاد رہے! جہاں کفّارہ ہے بھی تو وہ صِرف آیندہ کے لئے کھائی گئی قسم پر ہے، گزشتہ یا موجودہ کے مُتعلِّق کھائی ہوئی قسم پر کفّارہ نہیں۔ مَثَلاً کہا: ''خدا کی قسم! میں نے کل ایک بھی گلاس ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔'' اگر پیا تھا اور یاد ہونے کے باوُجود جھوٹی قسم کھائی تھی تو گنہگار ہوا توبہ کرے، کفّارہ نہیں)

(۶۷۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ، اِنِّیْ اَرَاكَ ضَعِیْفًا، وَّاِنِّیْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ ۔ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلٰی اثْنَیْنِ، وَلَا تَوَلَّیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ کبھی از خود دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا والی بننا۔ (مسلم)

(۶۷۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ؟ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنْكِبِیْ، ثُمَّ قَالَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ، اِنَّكَ ضَعِیْفٌ، وَّاِنَّهَا اَمَانَةٌ، وَّاِنَّهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِزْیٌ وَّنَدَامَةٌ، اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَاَدَّی الَّذِیْ عَلَیْهِ فِیْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنا دیتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذر! تم کمزور ہو اور اور وہ (امارت) امانت ہے اور وہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی مگر اس شخص کے لئے نہیں جو اس کو حق کے ساتھ حاصل کرے اور اس کے تمام حقوق ادا کرے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مَنْکِبِی: میرا کندھا۔

678: مسلم، رقم الحدیث: 1826، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2868، ابن حبان، رقم الحدیث: 5564، بیہقی، رقم الحدیث: 129/3

679: مسلم، رقم الحدیث: 1825

Marfat.com

ضَعِیفٌ: کمزور۔

شرح: آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''امرا کے لئے ہلاکت ہے، سرداروں کے لئے ہلاکت ہے، امین بننے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور تمنا کریں گے کہ انہیں ان کے بالوں سے ثریا (ستارے) سے لٹکا دیا جاتا اور زمین و آسمان کے درمیان ہلتے رہتے مگر کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔''

(... المستدرک، کتاب الاحکام، باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنۃ، الحدیث: ۷۰۹۹، ج۵، ص۱۲۳، بتغیر۔)

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب ایک شخص تمنا کرے گا کہ وہ ثریا سے گر جاتا لیکن لوگوں کے کسی معاملے کا والی نہ بنتا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۰۹۸، ''لیوشکن'' بدلہ ''لیوشک''۔)

امارت وحکومت کا سوال نہ کرو:

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عبد الرحمٰن بن سَمُرَہ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یسئل الامارۃ اعانہ اللہ علیہا، الحدیث: ۷۱۴۶، ص۵۹۵۔)

(۶۸۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم امارت کی حرص کرو گے اور امارت قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

سَتَحْرِصُوْنَ: از، حرصاً، بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا،

نَدَامَةً: شرمندہ ہونا، پشیمان ہونا۔

شرح:

(عنقریب تم حرص کرو گے) اس میں خطاب سارے مسلمانوں سے ہے اور حرص سے مراد نفسانی خواہش ہے حضور

680: بخاری، رقم الحدیث: 7148، احمد، رقم الحدیث: 3/9798، نسائی، رقم الحدیث: 4222، ابن حبان، رقم الحدیث: 4482، بیہقی، رقم الحدیث: 129/3

Marfat.com

کی یہ پیشگوئی آج آنکھوں دیکھی جارہی ہے کہ مسلمان صدارت، وزارت، سفارت، ممبری کے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں اوراس کے لیے ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔

(یہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی) کیونکہ ایسے سلطان کے ذمہ ہزاروں کے حقوق ومظالم ہوتے ہیں جن کے حساب سے چھوٹنا آسان نہیں ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص581)

۸۲-بَابُ حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِيْ وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُّلَاةِ الْاُمُوْرِ عَلٰى اتِّخَاذِ وَزِيْرٍ صَالِحٍ وَّتَحْذِيْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

حکمران، قاضی اور دیگر عہدیداروں کو نیک وزیر مقرر کرنے پر ابھارنے اور انہیں بُرے رفقاء اور ان کی باتیں تسلیم کرنے سے ڈرانے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (الزخرف: 67).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۝

(۶۸۱) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ، وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس شخص کو بھی خلیفہ مقرر فرمایا اس کے ساتھ اس کے دو ہمراز ہوئے ہیں۔ ایک ہمراز اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے، اور دوسرا اس کو بدی کا حکم دیتا اور بدی پر ابھارتا ہے، اور گناہ سے پاک وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ (بخاری)

تعارف راویان:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

681: بخاری، رقم الحدیث: 661/1، احمد، رقم الحدیث: 4/11342، نسائی، رقم الحدیث: 4213، ابن حبان، رقم الحدیث: 6192

Marfat.com

حلِ لغات:

بطانة: اہل وعیال، خاص لوگ۔

تحضه: از حضاً بمعنی اکسانا، ابھارنا۔

شرح:

یہاں یا تو خلیفہ سے مراد حضرات انبیاء کرام ہی ہیں عطف تفسیری، رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"اس سے مراد سلطان ہے، دوسرے خلفاء۔

بطانہ لغت میں استر کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ "اس کا مقابل ظہارہ بمعنی ابرہ، اصطلاح میں اندرونی یار، دخیل کار، مشیر خاص کو بطانہ کہا جاتا ہے کہ وہ استر کی طرح اس سے ملا رہتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اور برے مشیر قدرتی طور پر ہوتے ہیں۔

(بچا ہوا وہی ہے جسے اللہ بچائے) یعنی برے مشیر سے ہم محض اپنی طاقت سے بچ نہیں سکتے ہیں، رب بچائے تو بچ سکتے ہیں۔علماء فرماتے ہیں کہ اچھے مشیر سے مراد فرشتہ ہے اور برے مشیر سے مراد قرین شیطان۔خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فضل کیا کہ حضور کا قرین مسلمان ہوگیا جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایات میں ہے۔اصطلاح شریعت میں معصوم صرف حضرات انبیاء کرام ہیں اور فرشتے بعض اولیاء محفوظ ہیں۔معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے، یہاں معصوم لغوی معنے میں ہے جو محفوظ کو بھی شامل ہے۔ہاروت و ماروت فرشتوں سے گناہ اس لیے ہوا کہ ان میں عارضی طور پر بشریت شامل کردی گئی تھی لہٰذا ان کے واقعہ سے فرشتوں کی عصمت پر اعتراض نہیں ہوسکتا، رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے"لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ "۔اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب تفسیر نعیمی کلاں پارہ اول میں دیکھئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص591)

(۶۸۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِيْرِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ، اِنْ نَّسِيَ ذَكَّرَهٗ، وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ سُوْءٍ، اِنْ نَّسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ، وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ایک مخلص وزیر مقرر کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو

682: ابوداؤد، رقم الحدیث:2932، نسائی، رقم الحدیث:4215

Marfat.com

یاد دلائے' اور اگر اس کو یاد ہو تو اس کی اعانت کرتا ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق اس سے مختلف ارادہ فرماتا ہے تو ایک برا وزیر اس کے ساتھ لگا دیتا ہے کہ اگر امیر بھول جائے تو وہ اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ابوداود نے مسلم کی شرائط پر عمدہ اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

وَزِیْرَ صِدْقٍ: مخلص اور سچا وزیر۔

شرح:

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بادشاہ کی بھلائی چاہتا ہے کہ دین و دنیا اس کی درست رہے تو اسے اچھے وزیر و مشیر عطا فرماتا ہے۔ وزیر کے معنے ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزر کے معنے بوجھ بھی ہیں اور گناہ بھی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا" اور فرماتا ہے: "یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ" چونکہ وزیر پر سلطنت کا بہت بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہتے ہیں۔

(تو اس کی مدد کرتا ہے) کہ اگر بادشاہ کسی معاملہ میں حکم شرعی بھول جائے تو اسے وزیر بتا دے یاد شدہ حکم کے جاری کرنے میں بادشاہ کا معاون و مددگار ہو۔ سبحان اللہ! اچھا وزیر رب تعالیٰ کی رحمت ہے، ایسے ہی اچھی بیوی مرد کے لیے اللہ کی بخشش ہے۔

کسی خوشامدی ملحد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ گزشتہ خلافتوں میں فتوحات و خیر بہت ہوئی، آپ کی خلافت میں فتنے زیادہ ہوئے اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ ان خلفاء کے ہم وزیر تھے اور ہم کو وزیر ملے تم۔ تواریخ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مشیروں وزیروں نے بہت ہی پریشان کیا، نہروانیوں نے پہلے خود ہی زور دیا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو علی مرتضیٰ اپنا حکم و پنچ بنالیں بعد میں خود ہی بولے کہ علی مشرک ہو گئے کہ انہوں نے ماسویٰ اللہ کو حکم بنالیا، قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" اور پھر حضرت علی سے پھر کر خارجی ہو گئے۔ (دیکھئے کتب تواریخ اور کتاب ہشت بہشت)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص605)

Marfat.com

۸۳-بَابُ النَّھْیِ عَنْ تَوْلِیَۃِ الْاِمَارَۃِ وَالْقَضَاءِ وَغَیْرِھِمَا مِنَ الْوِلَایَاتِ لِمَنْ سَاَلَھَا اَوْ حَرَصَ عَلَیْھَا فَعَرَضَ بِھَا

سوال کرنے والے اور حرص رکھنے والے کو حکمرانی' قضا اور دیگر عہدے دینے کی ممانعت کا بیان

امارت کا معنی: دولت مندی، سرداری، حکومت۔ (فیروز اللغات)

(۶۸۳) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ، فَقَالَ اَحَدُھُمَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَمِّرْنَا عَلٰی بَعْضِ مَا وَلَّاکَ اللّٰہُ - عَزَّوَجَلَّ -، وقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ، فَقَالَ: "اِنَّا وَاللّٰہِ لَا نُوَلِّیْ ھٰذَا الْعَمَلَ اَحَدًا سَاَلَہٗ، اَوْ اَحَدًا حَرَصَ عَلَیْہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے چچا زاد بھائیوں میں سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا: یارسول اللہ! جن علاقوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی علاقے کا ہمیں بھی امیر بنا دیں اور دوسرے نے بھی یہی عرض کیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اس کام کا کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال یا خواہش کرے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نبوت تو حضور کے لیے خاص ہے کوئی اس کی تمنا کرسکتا ہی نہیں مگر اللہ نے آپ کو سلطان بنایا ہے تو اپنی ماتحتی میں قاضی، حاکم کسی علاقہ کا امیر ہم کو بنا دیجئے۔

یہ سوال پورا نہ فرمانا عطاء سے منع نہیں بلکہ ان دونوں حضرات پر اور مخلوق خدا پر رحم و کرم ہے کیونکہ حکومت کے خواہشمند حکومت پا کر ظلم و ستم کر کے اپنا دین بگاڑ لیتے ہیں اور لوگوں کی دنیا برباد کرتے ہیں اس کی شرح پہلے کی جا چکی ہے کہ حکومت کی طلب کب بری ہے اور کب اچھی۔ سوال سے مراد ہے منہ سے مانگنا اور حرص سے مراد ہے منہ سے تو نہ مانگنا مگر اس کی کوشش کرنا۔

پھر فرمایا جو منصب کا دنیا طلبی اور نفسانی خواہش کے لیے طلبگار ہو ہم اس کو والی نہیں بناتے کیونکہ ایسے آدمی کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا جس سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص583)

683: بخاری، رقم الحدیث: 7149، مسلم، رقم الحدیث: 1733

Marfat.com

كِتَابُ الْاَدَبِ

كتاب الادب

نوٹ: کتاب کا معنی ہم جلد اوّل کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

ادب کا معنی: ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا، حفظ مراتب، کسی بزرگی یا عظمت کا پاس کرنا، تہذیب، شائستگی، تمیز، احترام، زبان کا علم (علم ادب)، (فیروز اللغات)

ادب کی تعریف: الادب: عبارة عن معرفة ما يحترز به عن جميع انواع الخطأ"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اس (چیز) کی معرفت جس کے ذریعے تمام طرح کی خطاؤں سے بچا جا سکے۔

۸۴-بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهِ

حیا اور اس کی فضیلت اور اس سے متصف ہونے کی ترغیب کا بیان

حیا کا معنی: شرم، حجاب، لحاظ، غیرت، (فیروز اللغات)

حیا کی تعریف:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى تَرْكِ الْقَبِيْحِ، وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ. وَرَوَيْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: الْحَيَاءُ: رُؤْيَةُ الْآلَاءِ - اَيِ النِّعَمِ - وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ، فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

علماء کہتے ہیں کہ حیاء کی حقیقت وہ خلق ہے جو انسان کو ناپسندیدہ چیز ترک کرنے کی ترغیب دے اور اس کو حقدار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حیا کا مطلب ہے: "انسان اللہ کی بے پایاں رحمتوں کو تصور میں لائے اور اپنی کوتاہیوں کا بھی تصور کرے ان دونوں تصورات کے درمیان ایک کیفیت جنم لے گی اسی کیفیت کا نام حیا ہے"۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۶۸۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ

Marfat.com

الْاَنْصَارِ وَهُوَ یَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَیَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ، فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی تلقین کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۸۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ" اَوْ قَالَ: "اَلْحَیَاءُ کُلُّهُ خَیْرٌ" ۔

◀ ◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء نہیں لاتا مگر بھلائی۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: حیا سارے کا سارا بھلائی ہے یا یہ الفاظ فرمائے: حیاء سراپا بھلائی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص898)

(۶۸۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً: فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ، وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

"اَلْبِضْعُ" بِکَسْرِ الْبَاءِ وَیَجُوْزُ فَتْحُهَا: وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَی الْعَشَرَةِ ۔

وَ"الشُّعْبَةُ": اَلْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ ۔ وَ"الْاِمَاطَةُ": اَلْاِزَالَةُ ۔ وَ"الْاَذٰی": مَا یُؤْذِیْ کَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ

684: موطا، رقم الحدیث: 1679، احمد، رقم الحدیث: 2/4554، بخاری، رقم الحدیث: 24، مسلم، رقم الحدیث: 36، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4795، ترمذی، رقم الحدیث: 2615، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 58، ابن حبان، رقم الحدیث: 610

685: بخاری، رقم الحدیث 6117، مسلم، رقم الحدیث: 37، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4796

686: بخاری، مسلم

Marfat.com

وَّطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل شعبہ لا الٰـہ الا اللّٰہ کہنا ہے اور سب سے کم درجے والا شعبہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو اُٹھا دیا جائے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

البضع: باء کے کسرہ کے ساتھ اور فتحہ بھی جائز ہے۔ اور یہ تین سے لے کر دس تک بولا جاتا ہے۔

الشعبہ: ٹکڑا، خصلت۔

الاماطہ: ہٹا دینا۔ دور کر دینا۔

الاذیٰ: تکلیف دہ چیز مثلاً پتھر، کانٹا، راکھ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ۔

شرح:

جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صرف فلمی گانوں کی ریکارڈنگ پر گزارا کرتا ہے، اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے تو وہ شادی کی بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مُووی بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والا فنکشن (Function) کا بھی اہتمام کرتا ہے جس میں مرد و عورت موسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُودھم مچاتے، بیہودہ فقرے کستے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم و حیاء کا عُنصر بالکل ختم ہو چکا، نجی معاملات ہوں یا اجتماعی تقریبات، مَحَلّہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم و حیاء کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آ رہا ہے۔ ذرا غور فرمائیے! اگر آپ کے گھر کے باہری دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حرکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچا دیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو بلکہ انہیں مارنے کو دوڑ پڑیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غصہ حیاء کی وجہ سے ہے۔ لیکن جب آپ نے گھر میں ٹی وی آن کیا جس میں ایک رقّاص اور رقاصہ (Dancers) ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، چُھو رہے ہیں، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خدا عزوجل کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی کا منظر نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی اُلٹی منطق (مَن۔ طِق) ہے گھر کے باہر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دے کر احتجاج کیا اور یقیناً وہی کام گھر کے اندر آپ کی بہو بیٹیوں کی موجودگی میں T......V کے پردہ سکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے سامنے لڑکا

Marfat.com

اورلڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مزے سے دیکھے جا رہے ہیں! اور اسکی داد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خداعزوجل کے قہر وغضب کو کب تک اُبھارتے رہیں گے؟

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

(۶۸۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا، فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ کے چہرہ انور پر پہچان لیتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْعَذْرَاءِ: باکرہ، کنواری۔

شرح:

کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جاتا ہے اسے اردو میں مایوں بٹھانا کہا جاتا ہے، اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں عربی میں خدر۔ اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے، گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے، کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی، حیاء انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ۔

(ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے) یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ ایک دعوتِ ولیمہ پر دو تین آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ، رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ" تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں رب تعالیٰ نہیں شرماتا، یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص72)

687: بخاری، رقم الحدیث: 3562، مسلم، رقم الحدیث: 2320، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 418

Marfat.com

۸۵-بَابُ حِفْظِ السِّرِّ
راز کی حفاظت کرنے کا بیان

سِر کا معنیٰ: بھید، راز، جمع اسرار، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُوْلًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق سوال ہونا ہے ۝

(۶۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلَ يُفْضِیْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِیْ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے مرتبے والا شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے، اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے، اور پھر وہ اپنی بیوی کے راز کی تشہیر کرنے لگ جائے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اشر: زیادہ شریر، برا۔

شرح:

اگر یہ الرجل، من اشر الناس کی خبر ہو تب تو مطلب واضح ہے کہ قیامت کے دن بدترین شخص یہ ہوگا اور اگر ان اعظم الامانۃ کی خبر ہو تو الرجل سے پہلے خیانۃ پوشیدہ ہے یعنی بدترین خیانت اس شخص کی خیانت ہے بہر حال دونوں معنی درست ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خیانت صرف مال کی ہی نہیں ہوتی بلکہ مال، راز اور عصمت وغیرہ سب میں ہوتی ہے بلکہ مال میں خیانت سے بدرجہا بدتر رازداری میں خیانت ہے۔

(جو بیوی سے ملے اور بیوی اس سے ملے) یعنی یا تو اپنی بیوی کے خفیہ عیوب لوگوں کو بتائے یا اس کا حسن اس کی خوبیاں لوگوں کو بتائے یا صحبت کے وقت کی گفتگو اس وقت کے حالات لوگوں سے کہتا پھرے جیسا کہ عام آزاد نوجوانوں

688: مسلم، رقم الحدیث: 1437، ابوداود، رقم الحدیث: 4870

Marfat.com

کا دستور ہے کہ شب اول کی باتیں اپنے دوستوں کو بے تکلف بتاتے ہیں۔ یہاں مرقات نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی کی اپنی بیوی سے جنگ رہتی تھی اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ تیری بیوی میں خرابی کیا ہے؟ وہ بولا کہ تم میرے اندرونی معاملات پوچھنے والے کون ہو؟ آخر اسے طلاق دے دی، اس سائل نے کہا کہ اب تو وہ تمہاری بیوی نہ رہی اب بتاؤ اس میں کیا خرابی تھی یہ بولا وہ عورت غیر ہو چکی مجھے کسی غیر کے عیوب بتانے کا کیا حق ہے یہ ہے پردہ پوشی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص111)

(٦٨٩) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ، قَالَ: لَقِیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ. فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا. فَلَقِیْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا! فَكُنْتُ عَلَیْهِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ، فَلَبِثَ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَنْكَحْتُهَا اِیَّاهُ. فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْكَ شَیْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَبِلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"تَاَیَّمَتْ" اَیْ: صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ، وَّكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّیَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. "وَجَدْتَّ": غَضِبْتَ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوگئیں تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پیش کش کی اور کہا: اگر آپ چاہیں تو حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ کہنے لگے! میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن انتظار کے بعد پھر وہ مجھے ملے اور کہنے لگے: میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان دنوں نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ان کی خاموشی پر اتنا دکھ ہوا کہ اتنا حضرت عثمان کے انکار پر نہیں ہوا تھا۔ میں نے کچھ دن انتظار کیا۔ پھر حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دیا تو میں نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر

689: بخاری، رقم الحدیث: 5722

Marfat.com

دیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: شاید آپ کو رنج پہنچا ہو جب آپ نے مجھے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کی پیش کش کی اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہا: ہاں۔ کہنے لگے۔ مجھے تمہاری پیش کش کا جواب دینے میں اس کے سوا کوئی رکاوٹ نہ تھی کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا ذکر فرمایا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح نہ کرتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تایمت: کا معنیٰ ہے: بیوہ ہوگئی۔ ان کے خاوند رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے تھے۔

وجدت: تمہیں غصہ آیا۔

شرح:

مسلمانوں کا راز فاش کرنا اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر یہ صحیح حدیث پاک دلیل ہے کہ حضرت سیِّدُنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ مکہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی اطلاع دیتے ہوئے مکہ والوں کی طرف خط لکھا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمادیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لے جانے والی عورت کی طرف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدُنا مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب وہ دونوں اُسے لے کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس) یعنی حاطب بن ابی بلتعہ (کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔'' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں قتل کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔'' (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، الحدیث: ۴۸۹۰، ص ۴۱۹، بتغیر)

مسلمانوں کے راز فاش کرنا اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے کمزوری، قتل، قید اور لُوٹ مار کا سبب ہے اور یہ تمام چیزیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والے نے زمین میں فساد کی کوشش کی اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کیا۔ لہٰذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک ایسا کرنے والے کو قتل کرنا ضروری ہے مگر مطلقاً ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔

(۶۹۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِي، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

690: بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ

Marfat.com

وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا، وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ"، ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهٖ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ، لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ، اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ، وَاَنَّهٗ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ، وَاِنِّيْ لَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ، فَبَكَيْتُ بُكَائِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ، اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟" فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِيْ رَاَيْتِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ .

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ذرہ بھر بھی مختلف نہ تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور فرمایا: اے میری بیٹی! خوش آمدید۔ پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے کان میں کوئی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آہ وزاری کو دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عورتوں میں سے راز بتانے کے لئے تمہیں منتخب کیا ہے اس کے باوجود تم روتی ہو؟ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاں کرنے والی نہیں ہوں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو میں نے ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر کہتی ہوں جو میرا تمہارے اوپر ہے کہ تم مجھے وہ بات بتاؤ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ اب بتا دیتی ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا، جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک مرتبہ یا فرمایا دو مرتبہ قرآن حکیم کا دور کرتے تھے اور اب انہوں نے میرے ساتھ دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔ میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ سو یہ سن کر میں رو دی تھی جس طرح کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے صبری کو دیکھا تو دوبارہ میرے ساتھ سرگوشی کی تو فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا: اس امت کی

Marfat.com

عورتوں کی سردار ہو۔ تو میں ہنس پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ (متفق علیہ)
اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

جزعها: از، جزعاً، بمعنی ڈرنا، گھبرانا۔ اور باب تفعیل سے بے صبری زائل کرنے اور، تسلی دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرح:

حضور جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہو جاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے، اپنی جگہ بٹھالیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی ہوا۔

جناب فاطمہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے معلوم فرمالیا تھا کہ حضور کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جب کہ وفات شریف ہو چکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لیے اب بیان فرما دیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ اس میں کئی غیبی خبریں ہیں: حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان، تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا آپ کا قبر وحشر میں اول نمبر کامیاب ہونا، آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا، آپ کا جنت کی اعلیٰ مقام پر حتیٰ کہ حضور کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں: ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ، فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں، ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی، نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ، نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ"۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس، شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 379)

Marfat.com

(۶۹۱) وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَبَعَثَنِيْ اِلٰى حَاجَةٍ، فَاَبْطَاْتُ عَلٰى اُمِّيْ . فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: اِنَّهَا سِرٌّ . قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا، قَالَ اَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَّحَدَّثْتُكَ بِهٖ يَا ثَابِتُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ مُخْتَصَرًا .

◀ ◀ حضرت ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ سو آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام سے بھیج دیا۔ میں اپنی ماں کے پاس دیر سے پہنچا جب میں آیا تو ماں نے پوچھا دیر کس وجہ سے کی، میں نے عرض کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ انہوں (میری ماں) نے کہا: کیا کام تھا۔ میں نے کہا: وہ راز ہے۔ کہنے لگیں۔ (میری والدہ)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اس کے متعلق کسی کو بتاتا تو اللہ کی قسم! اے ثابت تمہیں بتاتا۔ (مسلم)

اور بخاری نے اس کے بعض حصے کو مختصراً روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

غلمان: یہ غلام کی جمع ہے اس کا معنی غلام، مزدور، نوجوان آتا ہے۔

شرح:

زبان کی ایک آفت لوگوں کے راز فاش کرنا بھی ہے اور یہ ایک طرح کی خیانت ہے جو کہ ممنوع ہے کیونکہ اس سے اس شخص کو تکلیف پہنچتی ہے جس کا راز فاش کیا جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو راز داں بنائیں تو ایک کیلئے دوسرے کا وہ راز فاش کرنا جائز نہیں جسکا فاش ہونا پہلے کو ناگوار گزرے"۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۱۱۹۱، ج ۷، ص ۵۲۰)

۸۶-بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

ایفائے عہد اور وعدہ پورا کرنے کے متعلق بیان

عہد کا معنی: وقت، زمانہ، سال، قول وقرار، قسم، سوگند، سلطنت کا زمانہ، زمانہ حکومت، وغیرہ (فیروز اللغات)

691: بخاری، مسلم، رقم الحدیث: 2482, 6289

Marfat.com

وفا کا معنی: ساتھ دینا، نباہ، خیر خواہی، نمک حلالی، وابستگی، عقیدت مندی، تکمیل، تعمیل، (فیروز اللغات)

وعدے کا معنی: اقرار، قول واقرار، عہد پیمان، ملاقات کا تعین، رقم کی ادائیگی کے لیے ایک مدت مقرر کرنا، مرنے کا دن، موت کا وقت، (فیروز اللغات)

عہد کی تعریف: العهد حفظ الشئی و مراعاته حالاً بعد حال هذا اصله ، ثم استعمل فی الموثق الذی تلزم مراعاته، هو المراد" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: ایک حال کے بعد دوسرے حال میں شے کی حفاظت و رعایت کرنا یہ اس کا اصل معنی ہے پھر یہ اس وعدے میں استعمال ہونے لگا جس کی رعایت کرنا لازم ہے اور یہاں سے یہی مراد ہے۔

وفا کی تعریف: الوفاء: هو ملازمة طريق المواساة و محافظة عهود الخلطاء"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: مساوات کے طریقے کو لازم پکڑنا اور باہم میل جول رکھنا والوں کے عہدوں کی محافظت کرنا۔

آیت نمبر: 1 :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 34)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے بارے سوال ہونا ہے۝

آیت نمبر: 2 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ ﴾(النحل: 91)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو۔

آیت نمبر: 3 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ (المائدة: 1)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

آیت نمبر: 4 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف: 3-2) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۝

تشریح:

بعض حضرات فرماتے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہیں ہم نے جہاد کیا اور حالانکہ جہاد نہ کیا ہو منہ سے کہیں کہ ہم زخمی ہوئے اور زخمی نہ ہوئے ہوں، کہیں کہ ہم پر مار پڑی اور مار نہ پڑی ہو، منہ سے کہیں کہ ہم قید کیے گئے اور قید نہ کیے گئے ہوں۔

Marfat.com

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے لیکن وقت پر پورا نہ کرتے، زید بن اسلم رحمہ اللہ جہاد مراد لیتے ہیں، مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کے کہنے والوں میں عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جب آیت اتری اور معلوم ہوا کہ جہاد سب سے زیادہ عمدہ عمل ہے تو آپ نے عہد کرلیا کہ میں تو اب سے لے کر مرتے دم تک اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر چکا چنانچہ اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ فی سبیل اللہ شہید ہو گئے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۹۲) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

زَادَ فِی رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگر چہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خَانَ: از، خیانةً، بمعنی خیانت کرنا،

شرح:

منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں، یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں۔ کوے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کوا نہیں۔

یعنی یہ حدیث میں مذکورہ کام منافقوں کے کام ہیں۔ مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کیے تھے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 ص 53)

(۶۹۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

692: احمد، رقم الحدیث: 3/9169، بخاری، رقم الحدیث: 33، مسلم، رقم الحدیث: 59، ترمذی، رقم الحدیث: 2631، نسائی، رقم الحدیث: 5036، ابن حبان، رقم الحدیث: 257، بیہقی، رقم الحدیث: 288/6

Marfat.com

وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے' اور جس کسی میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو ترک نہ کرے۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے' اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

عَاهَدَ: از، معاهدةً، بمعنی معاہدہ کرنا، وعدہ کرنا، عہد کرنا۔

شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے خلاف نہیں ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں کبھی ساری بیان کر دی جاتی ہیں کبھی کم و بیش لہٰذا وہ تین بھی نفاق کی علامتیں تھیں اور یہ چار بھی۔

منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے: "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" یا حضور فرماتے ہیں۔ "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے۔ (کافروں کا سا کام ہے)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جن کے ہاں تبرّا اور گلیاں بکنا عبادت بلکہ اصل ایمان ہے اسلام میں شیطان فرعون و ہامان کو بھی گالیاں دینا برا ہے کہ اس میں اپنی ہی زبان گندی ہوتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص54)

(۶۹۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قَدْ جَاءَ

693: احمد، رقم الحدیث: 2/6782، بخاری، رقم الحدیث: 34، مسلم، رقم الحدیث: 58، ترمذی، رقم الحدیث: 2632، نسائی، رقم الحدیث: 2038، ابن حبان، رقم الحدیث: 254، بیہقی، رقم الحدیث: 230/9، وابو عوانہ: 20/1

694: بخاری، رقم الحدیث: 2296، مسلم، رقم الحدیث: 2314

Marfat.com

مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِیءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰی: مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا، فَاَتَيْتُهٗ وَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ كَذَا وَكَذَا، فَحَثٰى لِیْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا، فَاِذَا هِیَ خَمْسُمِئَةٍ، فَقَالَ لِیْ: خُذْ مِثْلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا۔ پس بحرین کا مال نہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے منادی نے ندا دی: جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کر رکھا ہو یا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے، پس میں ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ یہ وعدہ فرمایا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر مجھے رقم دی۔ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو تھے۔ سو (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) مجھ سے فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْبَحْرَيْنِ: یہ ایک مقام کا نام ہے اکثر لوگ اس کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ غلط ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ کرم تھا کہ حضور انور نے اپنے لپ بھر دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بھر کر انکی جھولی میں ڈالا تھا۔

آپ نے خود تین لپ بھر کر نہ دیئے تا کہ اصل اور نائب کے لپ میں فرق رہے۔ خیال رہے کہ آپ نے حضرت جابر سے اس وعدہ پر گواہی نہیں مانگی نہ قسم لی کیونکہ معاملات میں گواہی منکر کے مقابل ہوتی ہے یہاں کوئی منکر تھا نہیں اور حضرات صحابہ ثقہ عادل ہیں ان کے قول بغیر قسم قبول ہیں، وہ حضرات حضور سے احادیث روایت کرتے ہیں تو ان پر نہ جرح ہوتی ہے نہ ان سے قسم لی جاوے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی تقسیم نہیں ورنہ حضرت جابر جناب فاطمہ زہراہ حضرت عباس سے یہ وعدہ پورا کراتے۔ دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم

Marfat.com

ایسی دیانتدار ہو وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کر سکتی حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق ہیں، دیانتدار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اسلام کے پہلے تاجدار ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص708)

۸۷-بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰی مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَیْرِ

اچھی عادت کی محافظت کرنے کا بیان

آیت نمبر:1 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾ (الرعد: 11)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

آیت نمبر:2 وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۝ ﴾ (النحل:92)

وَ"الْاَنْكَاثُ": جَمْعُ نِكْثٍ، وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے کاتنے کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

اور انکاث: نکث کی جمع ہے۔ٹوٹے ہوئے سوت کو کہتے ہیں۔

تشریح:

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سوت کاتنے کے بعد، بالکل صحیح اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیوجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی۔ یہ تو اس کی مثال ہے جو عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے۔اب واقعتاً کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو؟ یہاں تو صرف مثال مقصود ہے۔(عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3 وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (الحدید:16)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان جیسے نہ ہو جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

آیت نمبر:4 وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ﴾ (الحدید: 27)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

(۶۹۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ فَتَرَكَ قِیَامَ اللَّیْلِ" مُتَّفَقٌ

695: بخاری، رقم الحدیث:1152، مسلم، رقم الحدیث:185/1159، نسائی، رقم الحدیث:1762، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1331

Marfat.com

عَلَیْہِ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:110 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ تہجد گزار کو تہجد چھوڑنا بہت برا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ عبداللہ ابن عمرو تمام رات عبادت کرتے تھے ان کے والد اس سے منع کرتے تھے مگر نہ مانتے تھے۔ چنانچہ ان کے والد نے بارگاہ رسالت میں ان کی شکایت کی تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ تم سے یہ عبادت نبھ نہ سکے گی اور تم اصل تہجد بھی چھوڑ بیٹھو گے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بہت تلاش کے باوجود ان صاحب کا نام نہ ملا جو یہ قیام چھوڑ بیٹھے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص472)

٨٨-بَابُ اسْتِحْبَابِ طِیْبِ الْکَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

عمدہ گفتگو اور بوقتِ ملاقات خندہ پیشانی سے پیش آنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الحجر: 88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ○

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: 159)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

(٦٩٦) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعہ اور جس کو یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش کرے۔ (متفق علیہ)

696: بخاری، رقم الحدیث:94، ترمذی، رقم الحدیث:2723، حاکم، رقم الحدیث:7716

Marfat.com

(٦٩٧) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھی بات صدقہ ہے۔ یہ اس طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جو اس سے پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنی، لوگوں سے اچھے برتاوے صدقہ ہیں بشرطیکہ رضائے الٰہی کے لیے ہوں، ہر معمولی سے معمولی کام جب ادائے سنت کی نیت سے کیا جائے گا تو وہ بڑا ہو جائے گا کیونکہ منسوب اگرچہ چھوٹا ہے مگر منسوب الیہ جن کی طرف نسبت ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو بڑے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص122)

(٦٩٨) وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا ہی ہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بِوَجْهٍ طَلْقٍ: خندہ پیشانی، ہنس مکھ،

شرح:

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کوئی نیکی حقیر جان کر چھوڑ نہ دو کہ کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے اور کوئی گناہ حقیر سمجھ کر کر نہ لو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر پھونک دیتی ہے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ مسلمان بھائی سے خوش ہو کر ملنا اس

697: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4839

698: مسلم

Marfat.com

کے دل کی خوشی کا باعث ہے اور مؤمن کو خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،ص120)

۸۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَإِيضَاحِهِ لِلْمُخَاطِبِ وَتَكْرِيرِهِ لِيُفْهَمَ إِذَا لَمْ يُفْهَمْ إِلَّا بِذٰلِكَ

مخاطب کے سامنے بات کی وضاحت اور ضرورت پڑے تو اس کے تکرار کے مستحب ہونے کا بیان جب وہ اس کے بغیر نہ سمجھ جا سکے

(۶۹۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تا کہ اس کی سمجھ آ جائے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔ (بخاری)

(۷۰۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ. (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بڑا واضح ہوتا تھا ہر سننے والا اس کو سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداؤد)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

كَلَامًا فَصْلًا: فصیح کلام، ایسا کلام جس کا ہر لفظ واضح ہو کہ سننے والے کو دشواری نہ ہو۔

شرح:

اس زندگی میں ہمیں ہر وقت بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم لوگ بلاضرورت بھی ہر وقت بولتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بلاضرورت بولنا بہت بہت ہی نقصان دہ ہے غیر ضروری گفتگو کرنے سے خاموش رہنا افضل

699: بخاری، رقم الحدیث: 94، ترمذی، رقم الحدیث: 2723، حاکم، رقم الحدیث: 4/7716

700: بخاری، رقم الحدیث: 121، مسلم، رقم الحدیث: 65، نسائی، رقم الحدیث: 4142، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3942

Marfat.com

ہے۔لہٰذا ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بات چیت کے سلسلے میں سنتیں اور آداب اور خاموشی کے فضائل وغیرہ یہاں پر بیان کیئے جاتے ہیں۔

(۱) سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گفتگو اس طرح دلنشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ سننے والا آسانی سے یادکرلیتا چنانچہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے، ہر سننے والا اس کو یاد کر لیتا تھا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائشۃ، الحدیث: ۲۶۲۶۹، ج۱۰،ص ۱۱۵)

(۲) مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے ان شاء اللہ عزوجل دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

(۳) چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں دوست آپس میں کرتے ہیں، معیوب ہے۔

(۴) دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں کیونکہ تالی، سیٹی بجانا محض کھیل کود، تماشہ اور طریقہ کفار ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج۹، ص ۵۴۹)

(۵) بات چیت کرتے وقت دوسرے کے سامنے بار بار ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ اس سے دوسروں کو گھن آتی ہے۔

(۶) جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اطمینان سے سنیں۔ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کردیں۔

(۷) کوئی ہکلا کر بات کرتا ہو تو اس کی نقل نہ اُتاریں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہوسکتی ہے۔

(۸) بات چیت کرتے ہوئے قہقہہ نہ لگائیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا) قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسروں تک آواز پہنچے۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج۶، ص۴۰۲)

(۹) زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔

(۱۰) سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: "جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴، ص ۱۲۲)

(۱۱) حدیثِ پاک میں ہے "جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔"

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی السکوت عما لا یعنیہ، الحدیث ۴۹۸۳، ج۴، ص ۲۵۲، جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب نمبر ۵ (الحدیث ۲۵۰۹، ج۴، ص ۲۲۵)

(۱۲) کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور

Marfat.com

اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، "کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ" یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ (یعنی اس طرح کی باتیں نہ کی جائیں کہ دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں، الفاظ بھی سادہ صاف صاف ہوں، مشکل ترین الفاظ بھی استعمال نہ کئے جائیں کہ اس طرح اگلے پر آپ کی علمیت کی دھاک تو بیٹھ جائے گی مگر مدعا خاک بھی سمجھ نہ آئے گا۔

(۱۳) اپنی زبان کو ہمیشہ بُری باتوں سے روکے رکھیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا، "اپنی زبان کو بری باتوں سے روک رکھو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث ۲۴۱۴، ج ۴، ص ۱۸۲)

(۱۴) اگر ہم نے زبان کو صحیح استعمال کیا تو اس کا جو کچھ فائدہ ہوگا وہ سارا ہی جسم پائے گا اور اگر یہ سیدھی نہ چلی کسی کو گالی وغیرہ دے دی تو زبان کو کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو پٹائی دیگر اعضاء کی ہوگی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے اعضاء جھک کر زبان سے کہتے ہیں، "ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر! کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے گی، ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔" (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۱۱۹۰۸، ج ۴، ص ۱۹۰)

(۱۵) آپس میں ہنسی مذاق کی عادت کبھی مہنگی پڑ جاتی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو کہ اس طرح) ہنسی ہی ہنسی میں (دِلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے۔ اور برے افعال کی بنیادیں دِلوں میں استوار ہوجاتی ہیں۔" (کیمیائے سعادت، رکن سوم مہلکات، باب پیدا کردن ثواب خاموشی، ج ۲، ص ۵۶۳)

(۱۶) بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کریں، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اپنے بھائی کو گالی دینا حرام ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷)

اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی) بے حیائی کی بات (سے کام لیتا ہے۔"

(کیمیائے سعادت، رکن سوم باب فحش، آفت ہفتم گفتن است، ج ۲، ص ۵۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں گفتگو کرنے کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔" امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

Marfat.com

۹۰-بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِیْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِیْ مَجْلِسِهٖ

ہم نشینوں کی ایسی بات جو حرام نہ ہو توجہ سے سننے اور عالم وواعظ کے لئے حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کی تلقین کرنے کا بیان

(۷۰۱)عن جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: لوگوں سے خاموش رہنے کے لئے کہو اور پھر آپ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:173 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اِسْتَنْصِتِ: باب استفعال سے بمعنی خاموش کرانا، خاموش رہنے کے لیے درخواست کرنا۔

شرح:

یہاں کافر سے مراد یا لغوی کافر ہے یعنی ناشکرا یا شرعی کافر، تو مطلب یہ ہے کہ قریب الکفر ہو گیا یا اس نے کافروں کا سا کام کیا۔

۹۱-بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادِ فِيْهِ

وعظ اور اس میں میانہ روی رکھنے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل:125)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

Marfat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں"۔ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رحمہ اللہ "کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈراور ترہیب ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اللہ کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں"۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو۔

جیسے فرمان ہے آیت »وَلَا تُجَادِلُوا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ« الخ، "اور اے مسلمانو کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا"، الخ۔ (العنکبوت:29:46)

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ »فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى" (طٰہٰ20:44)

تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ کچھ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

(۷۰۲) وَعَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُذَكِّرُنَا فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ، وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"يَتَخَوَّلُنَا": يَتَعَهَّدُنَا .

◀ ◀ حضرت ابی وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو ایک مرتبہ وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ کیا کریں کو آپ نے فرمایا: ہر روز وعظ کرنے سے مجھے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں اکتاہٹ میں مبتلا کروں۔ میں تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اس خوف سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 672 کے تحت ہو چکا ہے۔

702: احمد، رقم الحدیث: 2/4060، بخاری، رقم الحدیث: 68، مسلم، رقم الحدیث: 2821، ترمذی، رقم الحدیث: 2855، ابن حبان، رقم الحدیث: 2524

Marfat.com

حلِ لغات:

یَتَخَوَّلُنَا: ہمارے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں سنت صحابہ ہے۔اسی لیے اب دینی مدرسوں کی امتحان وتعطیل کے لئے دن اور مہینے اور تعلیم کے لئے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں لہٰذا میلاد شریف، فاتحہ، عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہیں اسے حرام کہنا غلطی ہے۔مرقاۃ نے اسی جگہ فرمایا کہ حضرت ابن مسعود نے جمعرات کو وعظ کے لئے اس لیئے منتخب کیا کہ یہ دن جمعہ کا پڑوسی ہے اس کی برکت جمعہ تک پہنچے گی۔بعض لوگ ہر جمعرات کو میلاد شریف اور مُردوں کی فاتحہ کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(میں تم کو اکتاہت میں ڈالنا پسند نہیں) یعنی روزانہ وعظ سے تم اکتا جاؤ گے اور یہ ذوق شوق جاتا رہے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ اتنا لمبا وعظ بھی نہ کہا جائے کہ لوگ گھبرا جائیں تاکہ علم ووعظ کی بے قدری نہ ہو۔

(رسول اللہ ﷺ ہمارا خیال رکھتے تھے) یعنی حضور بھی ہمیں ہر وقت اور ہر روز وعظ نہیں سناتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو عالم یا شیخ لوگوں کے سامنے ہر دم اللہ اللہ ہی کرے وہ مکار ہے۔حضور کی مجلس پاک میں دنیوی تذکرے بھی ہوتے تھے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص205)

(۷۰۳) وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ، فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"مَئِنَّةٌ" بِمِیْمٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَکْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُشَدَّدَةٍ، اَیْ: عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰی فِقْهِهٖ ۔

◄ حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک کسی آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کے فقیہ ہونے کی دلیل ہے۔اس لئے نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر کیا کرو۔(مسلم)

مئنۃ: میم مفتوحہ پھر ہمزہ مکسور اور پھر نون مشددہ کے ساتھ کا مطلب ہے۔وہ علامت جو اس کی فقاہت پر دلالت کرتی ہے۔

(۷۰۴) وَعَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ الْحَکَمِ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَیْنَا اَنَا اُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

703: مسلم، جامع الصغیر

704: مسلم، رقم الحدیث: 537، ابو داؤد، رقم الحدیث: 930

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَرَمَانِى الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ، مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ؟! فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ! فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِىْ لٰكِنِّىْ سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبِاَبِىْ هُوَ وَاُمِّىْ، مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ، فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِىْ، وَلَا ضَرَبَنِىْ، وَلَا شَتَمَنِىْ ۔ قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ، وَقِرَائَةُ الْقُرْاٰنِ"، اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّىْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ، وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ: "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: "ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِىْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الثُّكْلُ" بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَلْمُصِيْبَةُ وَالْفَجِيْعَةُ ۔ "مَا كَهَرَنِىْ" اَىْ: مَا نَهَرَنِىْ ۔

◄ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک شخص نے چھینک ماری۔ میں نے کہا: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: ہائے میری ماں مجھے روئے۔ مجھے اس طرح گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو، تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں' تو میں بھی خاموش رہا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ جیسا عمدہ تعلیم دینے والے معلم نہ میں نے آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔۔۔ اللہ کی قسم! آپ نے نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، اور نہ برا بھلا کہا۔ فرمایا: یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی طرح گفتگو کرنا صحیح نہیں۔ نماز تو تسبیح و تکبیر اور قرآن حکیم کی تلاوت کا نام ہے' یا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے جاہلیت کی زندگی ترک کیے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے' اور اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا ہے' اور بے شک ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو برا شگون لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ چیز انہیں کسی کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

معاویہ ابن حکم: آپ سلمی ہیں، مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطا نے روایات لیں۔

Marfat.com

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ،فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

الثکل: ثاء مثلثہ کے پیش کے ساتھ: مصیبت اور آفت کو کہتے ہیں۔

ماکھرنی: یعنی مجھے نہ جھڑکا۔

شرح:

کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کرکے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱،ص۸۹.....)

نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہوگئی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل ال ؟ ول، ج۱،ص۸۹.....)

نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمدللہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہوکر کہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱،ص۸۹.....)

(۷۰۵) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ . . . وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِيْ بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ، وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ، قَالَ: "اِنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس کے بعد راوی نے وہ مکمل حدیث بیان کی جو پہلے "باب الامر المحافظة علی السنه" میں بیان ہوچکی ہے اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 158 کے تحت ہوچکا ہے۔

705: باب فی الامر

Marfat.com

حلِ لغات:

وَجِلَتْ: از، وجلاً، و موجلاً، بمعنی ڈرنا، محسوس کرنا،

ذَرَفَتْ: از، ذرفاً، بمعنی بہنا، آنسو جاری ہونا۔

شرح:

حضرتِ سیِّدُ نا نضر بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی آنکھ سے خشیتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔ اگر اس کے رخسار پر بہہ جائے تو قیامت کے دن نہ وہ ذلیل ہو گا اور نہ اس پر کوئی ظلم ہوگا۔ اور اگر کوئی غمگین شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف سے کچھ لوگوں میں روئے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے رونے کے سبب ان لوگوں پر بھی رحم فرماتا ہے۔ آنسو کے علاوہ ہر عمل کا وزن کیا جائے گا اور آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ ("موسوعۃ للامام ابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء الحدیث ۴۱، ج ۳، ص ۱۷۱)

۹۲- بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّکِیْنَۃِ

وقار اور طمانیت کا بیان

وقار کا معنی: بھاری بھر کم پن، متانت، سنجیدگی، بردباری، قدر و منزلت، جاہ و جلال، (فیروز اللغات)

سکینہ کا معنی: آرام، سکون، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝ ﴾ (الفرقان: 63).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۝

(۷۰۶) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی تُرٰی مِنْہُ لَھَوَاتُہٗ، اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

"اَللَّھَوَاتُ" جَمْعُ لَھَاۃٍ: وَھِیَ اللَّحْمَۃُ الَّتِیْ فِیْ اَقْصٰی سَقْفِ الْفَمِ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آتا۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

706: بخاری، رقم الحدیث: 4828، مسلم، رقم الحدیث: 16/899، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5098

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الھوات: لھاۃ کی جمع ہے۔ منہ کے اندر اوپر کی جانب والا گوشت (کوا) ہے۔

شرح:

یہ تفسیر ہے مستجمعا کی یعنی اس طرح ہنستے نہ دیکھا کہ آپ کا منہ شریف کھل جاتا اور میں آپ کے تالو کا آخری حصہ دیکھ لیتی۔ لہوات جمع ہے لہات کی، لہات وہ پارہ گوشت جو تالو کی انتہا اور حلق سے متصل ہے حضور انور اس طرح ساری عمر کبھی نہ ہنسے۔

مطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے کبھی نہ تھے مسکراتے بہت تھے، ہنسنا قلب میں غفلت پیدا کرتا ہے تبسم خوش اخلاقی ہے اس سے سامنے والے کو خوشی ہوتی ہے۔ شعر

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں   اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص582)

۹۳-بَابُ النَّدْبِ اِلَی اِتْیَانِ الصَّلَاۃِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِھِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ

نماز، علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار اور سکون کے ساتھ آنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝﴾ (الحج: 32).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۝

(۷۰۷) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ، فَلَا تَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ، وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ، فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: "فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَھُوَ فِیْ صَلَاۃٍ".

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب نماز

707: بخاری ومسلم

Marfat.com

کھڑی ہوجائے تو دوڑ کر نماز کے لئے نہ آیا کرو، بلکہ چلتے ہوئے آیا کرو۔ تمہارے لئے سکون سے آنا ضروری ہے جتنی نماز تم پالو وہ پڑھو اور جو باقی بچے بعد میں مکمل کرلو۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے اس میں ان الفاظ کی زیادتی کی: کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز کا قصد کرلیتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اقیمت الصلوٰۃ: نماز کھڑی ہو جائے، از، اقامۃ بمعنی قائم کرنا، ہمیشہ رکھنا۔

السکینۃ: وقار، سکون، اطمینان۔

شرح:

یعنی جماعت کے لئے گھبرا کر دوڑتے نہ آؤ کہ اس میں گر جانے چوٹ کھانے کا اندیشہ ہے۔ خیال رہے کہ رب نے جو فرمایا "فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ" وہاں سعی سے مراد دوڑنا نہیں بلکہ نماز جمعہ کی تیاری کرنا ہے، لہٰذا آیت وحدیث میں مخالفت نہیں۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے سکون سے آنا مستحب ہے، دوڑنا مستحب کے خلاف ہے حرام نہیں، لہٰذا فاروق اعظم کا ایک دفعہ دوڑ کر رکوع میں شامل ہوجانا ناجائز نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ آخری جز مل جانے سے جماعت مل جاتی ہے، لہٰذا جو نماز جمعہ کی اَلتَّحِیَّاتُ میں مل جائے وہ جمعہ پڑھے۔ تیسر یہ کہ جس رکعت میں مقتدی ملے وہ تعداد کے لحاظ سے رکعت اول ہے اور قر؟ت کے لحاظ سے رکعت آخری۔

جب سے وہ نماز کے ارادے سے گھر سے چلا اسے نماز کا ثواب مل رہا ہے پھر جلدی کیوں کرتا ہے، کیوں گرتا اور چوٹ کھاتا ہے، اطمینان سے آئے جو پائے اس کو ادا کرے۔ خیال رہے کہ اگر تکبیر اولٰی یا رکوع پانے کے لئے قدرے تیزی سے آئے مگر نہ اتنی کہ چوٹ لگنے گرنے کا اندیشہ ہو تو مضائقہ نہیں جیسا کہ فاروق اعظم کا عمل پہلے بیان ہوا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 ص 647)

(۷۰۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّہٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَۃَ فَسَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاءَہٗ زَجْرًا شَدِیْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِّلْاِبِلِ، فَاَشَارَ بِسَوْطِہٖ اِلَیْھِمْ، وَقَالَ: "یَا اَیُّھَا النَّاسُ، عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ، فَاِنَّ الْبِرَّ لَیْسَ بِالْاِیْضَاعِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ،

708: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1671

Marfat.com

وَرَوٰی مُسْلِمٌ بَعْضَہٗ ۔

"اَلْبِرُّ": اَلطَّاعَۃُ ۔ وَ"اَلْاِیْضَاعُ" بِضَادٍ مُعْجَمَۃٍ قَبْلَھَا یَاءٌ وَّھَمْزَۃٌ مَّکْسُوْرَۃٌ، وَّھُوَ: اَلْاِسْرَاعُ ۔

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کوچ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے، سخت جھڑکنے مارنے اور اونٹوں کے بلبلانے کی آوازیں سنیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چابک کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! وقار کو اپناؤ کیونکہ نیکی تیز دوڑانے میں نہیں ہے۔

(بخاری)

اور اس حدیث کے کچھ حصہ کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

البر: اطاعت

الایضاع: ضاد معجمہ کے ساتھ اس سے پہلے باء اور ہمزہ مکسورہ ہے۔ تیز دوڑانے کو کہتے ہیں۔

شرح:

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"حلم وتدبر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق، الحدیث: ۱۲۶۲۱، ج۸، ص۳۴)

۹۴-بَابُ اِکْرَامِ الضَّیْفِ

مہمان کی تعظیم کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ ۞ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۞ قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ۞ فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۞ فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْھِمْ قَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ ۞ ﴾

(الذاریات:27-24)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۞ جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام ۞ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں ۞ پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا ۞ پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا: کیا تم کھاتے نہیں ۞

Marfat.com

تشریح:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مہمان کی ضیافت کرنا واجب ہے۔

حدیث میں بھی یہ آیا ہے اور قرآن کریم کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ انہوں نے سلام کیا جس کا جواب خلیل اللہ علیہ السلام نے بڑھا کر دیا اس کا ثبوت دوسرے سلام پر دو پیش کا ہونا ہے۔

اور یہی فرمان باری تعالیٰ ہے فرماتا ہے »وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا« (النساء:4:86)

یعنی "جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے"۔

پس خلیل اللہ علیہ السلام نے افضل صورت کو اختیار کیا، یہ فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تھے۔ جو خوبصورت نوجوان انسانوں کی شکل میں آئے تھے ان کے چہروں پر ہیبت و جلال تھا۔

ابراہیم علیہ السلام اب ان کے لیے کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور چپ چاپ بہت جلد اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ذرا سی دیر میں تیار بچھڑے کا گوشت بھنا بھنایا ہوا لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا" آپ کھاتے کیوں نہیں؟"

اس سے ضیافت کے آداب معلوم ہوئے کہ مہمان سے پوچھے بغیر ہی ان پر شروع سے احسان رکھنے سے پہلے آپ چپ چاپ انہیں خبر کئے بغیر ہی چلے گئے اور بہ عجلت بہتر سے بہتر جو چیز پائی اسے تیار کر کے لے آئے۔ تیار فربہ کم عمر بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور کہیں اور رکھ کر مہمان کی کھینچ تان نہ کی بلکہ ان کے سامنے ان کے پاس لا کر رکھا۔ پھر انہیں یوں نہیں کہتے کہ کھاؤ کیونکہ اس میں بھی ایک حکم پایا جاتا ہے بلکہ نہایت تواضع اور پیار سے فرماتے ہیں: آپ تناول فرمانا شروع کیوں نہیں کرتے؟ جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ اگر آپ فضل و کرم، احسان و سلوک کرنا چاہیں تو کیجئے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝﴾

(ہود:78)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی کہا: اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں

Marfat.com

رسوانہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں o

(۷۰۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ، وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی اختیار کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو اچھی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یؤمن: از، امناً و ایماناً بمعنی امن دینا، تصدیق کرنا مان، لینا،

فلیصل: از، صلةً، صلہ رحمی کرنا، جوڑنا، نیکی کرنا، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

شرح:

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا، "جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔"

(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۶۹۲، ج ۱۲، ص ۱۰۶)

(۷۱۰) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ" قَالُوْا: وَمَا جَائِزَتُهٗ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "یَوْمُهٗ وَلَیْلَتُهٗ، وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُقِیْمَ عِنْدَ اَخِیْهِ حَتّٰى یُؤْثِمَهٗ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

709: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6018

710: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6135

Marfat.com

وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ؟ قَالَ: "يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ يَقْرِيهِ بِهِ".

حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے' اور اس کا حق ادا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات اور مہمان نوازی کرنا تین دن تک ہے۔ اور جو اس کے علاوہ کرے تو وہ اس پر صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ اس کو گنہگار کیسے کر دے گا۔ فرمایا: یہ کہ وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے' اور اس کے پاس کچھ نہ ہو جس سے وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔

تعارفِ راوی:

ابوشریح: آپ کا نام خویلد ابن عمرو ہے، عدوی ہیں، قبیلہ بنی کعب سے ہیں، فتح مکہ کے دن بنی کعب کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الشین ,فصل فی الصحابہ' مرآۃ المناجیح جلد ششم)

حلِ لغات:

جائزتہ: الجائز کا مونث، عطیہ، انعام، حق، جائز ہونا۔

یؤثمہ: از، اثماً، گناہ کرنا۔

شرح:

ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لیے باہر سے آئے خواہ اس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو۔ جو ہمارے اپنے ہی محلہ یا اپنے شہر میں سے ہم سے ملنے آئے دو چار منٹ کے لیے وہ ملاقاتی ہے مہمان نہیں اس کی خاطر تو کرو مگر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو ناواقف شخص اپنے کام کے لیے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا مفتی کے پاس مقدمہ والے یا فتویٰ والے آتے ہیں یہ حاکم کے مہمان نہیں۔

حضرت لیث اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ مہمان کو ایک شب کھانا کھلانا واجب ہے اگر نہ کھلائے گا تو گنہگار ہوگا۔ جائزہ کے معنی ہیں عطیہ ہدیہ، اس کی جمع ہے جوائز جیسے فاضلہ کی جمع فواضلہ یعنی مہمان کا مضبوط و پختہ حق۔

اور اگر صاحب خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے غیرتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی یہ ممنوع ہے۔ یہ قوانین آج عیسائیوں نے اختیار کر لیے ہیں، انکے ہاں مہمان

Marfat.com

پہلے ہی خط لکھ دیتا ہے کہ میں اتنے روز کے لیے آپ کے ہاں آ رہا ہوں، پھر جب وہ دن گزر جاتے ہیں اور یہ مہمان کسی وجہ سے ٹھہرتا ہے تو صاحبِ خانہ کو ان زائد دنوں کا بل ادا کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص91)

۹۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِيْرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

اچھی بات پر خوش خبری سنانے اور مبارک باد دینے کے استحباب کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ﴾(الزمر:18-17)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ○ ﴾ (التوبة: 21)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہے○

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ ﴾ (حٰم السجدة: 30)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ ﴾ (الصافات: 101)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی○

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ﴾ (هود: 69)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے۔

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴾

(هود: 71)

Marfat.com

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوراس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰی﴾

(آل عمران:39)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحیٰ کا۔

آیت نمبر:8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾

(آل عمران:45) الآیۃ۔

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح۔

وَالْاٰيَاتُ فِی الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ ـ وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِیَ مَشْهُوْرَةٌ فِی الصَّحِيْحِ، مِنْهَا:

اس باب سے کے متعلق اور بھی بے شمار آیاتِ کریمہ موجود ہیں۔ اور صحیح میں بہت سی عمدہ احادیث مشہورہ موجود ہیں بعض یہ ہیں۔

(۷۱۱) عَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ، وَيُقَالُ: اَبُوْ مُحَمَّدٍ، وَيُقَالُ: اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ، وَلَا نَصَبَ ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

"اَلْقَصَبُ": هُنَا اللُّؤْلُؤُ الْمُجَوَّفُ ـ وَ"الصَّخَبُ": الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ ـ وَ"النَّصَبُ": التَّعَبُ ـ

◀ ◀ حضرت ابوابراہیم جنہیں ابومحمد بھی اور ابومعاویہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بھی کیا جاتا ہے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو ایک ایسے موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے خالی ہے۔ وہاں نہ شوروغوغا ہوگا اور نہ احساس تھکاوٹ۔ (متفق علیہ)

711: بخاری شریف، رقم الحدیث:3819

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

القصب: ایسا موتی جو اندر سے خالی ہو۔

الصخب: چیخ و پکار۔

النصب: تھکاوٹ۔

شرح:

نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۶۳۔ الاستیعاب، کتاب النساء: ۳۳۴۷، خدیجہ بنت خویلد، ج ۴، ص ۳۷۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب کہ لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مال سے میری ایسے وقت مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث ۲۴۹۱۸، ج ۹، ص ۳۲۴)

مزید تفصیل کے لیے رفیق السالکین شرح ریاض الصالحین کی جلد نمبر 1 کے آخری صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔

(ابو الاحمد غفرلہ)

(۷۱۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِیْ بَیْتِهٖ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهٗ یَوْمِیْ هٰذَا، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ، فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا وَجَّهَ هَاهُنَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ عَلٰی اَثَرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ، حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِیْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ وَتَوَضَّاَ، فَقُمْتُ اِلَیْهِ، فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَیْهِ وَدَلَّاهُمَا فِیْ

712: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3674

Marfat.com

الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمّ انصَرفْتُ، فجَلَسْتُ عِندَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لاكُوْنَنّ بَوّاب رَسُوْلِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ الْيَوْمَ، فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ، فقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّهِ، هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَاذِنُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنّةِ" فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لابِىْ بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ يُبَشِّرُكَ بالجَنّةِ، فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَمِينِ النّبِىّ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ مَعَهٗ فِى الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِى الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِىْ يَتَوَضّأُ وَيَلْحَقُنِىْ، فَقُلْتُ: اِنْ يُرِدِ اللّهُ بِفُلَانٍ - يُرِيْدُ اَخَاهُ - خَيْرًا يَاْتِ بِهٖ . فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بن الخَطّابِ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ، فَسَلّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاذِنُ؟ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بالجَنّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بالجَنّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فِى الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجلَيْهِ فِى الْبِئْرِ، ثُمّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: اِنْ يُرِدِ اللّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يَعْنِىْ اَخَاهُ - يَاْتِ بِهٖ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرّكَ الْبَابَ . فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بن عَفّانَ . فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النّبِىّ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ" فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بِالْجَنّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشّقِّ الْآخرِ . قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيّبِ: فَاَوّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ . مُتّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَزَادَ فِى رِوَايَةٍ: وَاَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بِحِفْظِ الْبَابِ . وَفِيْهَا: اَنّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشّرَهٗ حَمِدَ اللّهَ تَعَالٰى، ثُمّ قَالَ: اَللّهُ الْمُسْتَعَانُ .

وَقَوْلُهٗ: "وَجّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ . اَىْ: تَوَجّهَ . وَقَوْلُهٗ: "بِئْرِ اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنّاةٌ مِن تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمّ سِيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوْفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهٗ، وَ"الْقُفّ" بِضَمّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ: وَهُوَ الْمَبْنِىّ حَوْلَ الْبِئْرِ . وَقَوْلُهٗ: "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرّاءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَقِيْلَ: بِفَتْحِهَا، اَىْ: ارْفُقْ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر گھر سے نکلے تو کہا: میں آج کا سارا دن لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ پھر وہ مسجد میں پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے متعلق دریافت کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: پس میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ لوگوں سے آپ کے متعلق پوچھتا پوچھتا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرِ اریس کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ سو میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، وضو فرمایا: میں اُٹھ کر آپ کی طرف گیا۔ آپ کنویں پر منڈیر کے وسط میں بیٹھ گئے۔ اور آپ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' پھر میں لوٹا اور دروازے پر بیٹھ گیا میں نے کہا: آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے کو کھٹکھٹایا تو میں نے کہا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر! میں نے عرض کیا: ٹھہریئے۔ میں گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ میں آیا اور سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں اسی طرح کنویں میں لٹکا لئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکا رکھے تھے' اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا کہ بعد میں مجھے آملے گا۔ میں نے جی میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے متعلق بہتری مقدر فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا سو اسی وقت مجھے کوئی انسان نظر آیا جو دروازے کو حرکت دے رہا تھا میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن الخطاب۔ میں نے کہا: ٹھہریئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو السلام علیکم کہا اور عرض کیا: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ پس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت بھی دی ہے' اور جنت کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ پس وہ اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں نے دل میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے لئے بہتری مقدر فرمائی ہے تو اس کو لے آئے گا۔ پھر کوئی انسان آیا اور اس نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب ملا۔ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)' میں نے کہا: ٹھہریئے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ کو ان کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ اور یہ بھی کہ انہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس میں واپس آیا اور کہا: آ جایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ تمہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ اندر گئے تو دیکھا کہ منڈیر تو بھر چکی ہے۔ سو وہ دوسری جانب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے اس کی تاویل یہ کی کہ ان کی قبریں اسی طرح ہوں گی۔ (متفق علیہ)
اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر نگاہ رکھنے کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب خوشخبری سنی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات ہی استعانت کے لائق ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

وجه: واؤ کے فتحہ اور جیم کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے: روانہ ہوئے۔
بئر اريس: ہمزہ کے فتحہ، راء کے کسرہ کے ساتھ اس کے بعد یاء ساکن ہے' اور اس کے بعد سین مہملہ ہے۔ یہ منصرف ہے' اور بعض اس کو غیر منصرف کہتے ہیں۔ ایک کنوں کا نام ہے۔
القف: قاف کے ضمہ اور فاء کی تشدید سے۔ کنویں کے گرد بنائی ہوئی منڈیر کو کہتے ہیں۔
على رسلك: مشہور راء کے کسرہ کے ساتھ ہے بعض کے نزدیک راء کے فتحہ کے ساتھ بھی ہے۔ مطلب ہے: ٹھہریئے۔

شرح:

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق افضل ترین صحابہ سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے بعد دیگر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر و احد اور پھر اہل بیعت رضوان۔
عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضی، حضرت طلحہ بن عُبَید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاوی رضویہ، ج ۹۲، ص ۳۶۳)

(۷۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ،

Marfat.com

فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ! فَاِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَهٗ ـ وَالرَّبِيعُ: الْجَدْوَلُ الصَّغِيْرُ ـ فَاحْتَفَرْتُ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَبُوْ هُرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "مَا شَاْنُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَرْتُ كَمَا يَحْتَفِرُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ مِنْ وَّرَائِيْ ـ فَقَالَ: "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ" وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: "اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَّقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ . . ." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

"اَلرَّبِيْعُ": النَّهْرُ الصَّغِيْرُ، وَهُوَ الْجَدْوَلُ ـ بِفَتْحِ الْجِيْمِ ـ كَمَا فَسَّرَهٗ فِي الْحَدِيْثِ ـ وَقَوْلُهٗ: "احْتَفَرْتُ" رُوِيَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّا، وَمَعْنَاهُ بِالزَّايِ: تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى اَمْكَنَنِي الدُّخُوْلُ ـ

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر وعمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اُٹھے۔ آپ نے دیر لگائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضور ﷺ ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ سو ہم خوفزدہ ہو گئے۔ سب سے پہلے خوف محسوس کرنے والا میں ہی تھا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا' حتیٰ کہ میں انصار کے بنونجار قبیلہ کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ پس میں باغ کے اردگرد پھرا کہ کہیں اس کا دروازہ مل جائے لیکن مجھے دروازہ نہ ملا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بیرونی کنویں سے ایک چھوٹی سی نالی باغ کے اندر داخل ہو رہی ہے۔ ربیع: چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔ میں سکڑ کر اس میں سے اندر گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ ہے! میں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! آپ ہمارے پاس موجود تھے آپ اُٹھے اور آپ نے واپسی میں تاخیر فرمائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں خدانخواستہ ہماری عدم موجودگی میں دشمن آپ سے تعرض نہ کریں تو ہم خوفزدہ ہو گئے، سب سے پہلے یہ خوف مجھے ہی لاحق ہوا تو میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اندر داخل ہوا' اور یہ دوسرے لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اور مجھے اپنے نعلین عطا فرمائے اور فرمایا: میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ کے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے گا جو یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور اس کے دل کو بھی اس پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو اس کو جنت کی خوشخبری سنادو' اور پھر طویل حدیث بیان کی۔ (مسلم)

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الوبیع: چھوٹی نالی فتحہ کے ساتھ، جس طرح کہ حدیث میں وضاحت کردی گئی ہے۔

جدول: جیم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

اختفرت: راء اور زاء دونوں کے ساتھ منقول ہے اور زاء کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے: میں سمٹا چھوٹا ہوا حتیٰ کہ میرے لئے اس میں داخل ہونا ممکن ہوگیا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 427 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۱۴) وَعَنْ اَبِیْ شِمَاسَةَ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بنَ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ، فَبَکٰی طَوِیْلًا، وَحَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَی الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ، یَقُوْلُ: یَا اَبَتَاهُ، اَمَا بَشَّرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَذَا؟ اَمَا بَشَّرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ عَلٰی اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدُّ بُغْضًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ، وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ قَدِ اسْتَمْکَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ لَکُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلَاُبَایِعْکَ، فَبَسَطَ یَمِیْنَهُ فَقَبَضْتُ یَدِیْ، فَقَالَ: "مَا لَکَ یَا عَمْرُو؟" قُلْتُ: اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ، قَالَ: "تَشْتَرِطُ مَاذَا؟" قُلْتُ: اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ، قَالَ: "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهُ، وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا، وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهُ؟" وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا کُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَیْنِیْ مِنْهُ؛ اِجْلَالًا لَّهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ، لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَمْلَاُ عَیْنِیْ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِیْنَا اَشْیَاءَ مَا اَدْرِیْ مَا حَالِیْ فِیْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّیْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ، فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ، وَیُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ، وَاَنْظُرَ مَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

713714: مسلم شریف، رقم الحدیث: 121

Marfat.com

قَوْلُهٗ: "شُنُّوْا" رُوِیَ بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُهْمَلَةِ، اَیْ: صُبُّوْهُ قَلِیْلًا قَلِیْلًا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔

◀ ◀ حضرت ابوشماسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جان کنی کی حالت میں ان کے پاس موجود تھے۔ وہ کافی دیر روتے رہے اور انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا، ان کے بیٹے نے کہا: اے ابا جان! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ خوش خبری نہیں دی تھی؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ خوش خبری نہیں دی تھی؟ تو انہوں نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور فرمایا: جس چیز کو ہم سب سے افضل شمار کرتے ہیں وہ یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بے شک میں تین حالتوں میں سے گزرا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن نہیں تھا اور مجھے اس بات سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی کہ مجھے موقعہ ملے تو میں آپ کو قتل کردوں اگر میں اس حالت پر مرجاتا تو یقیناً دوزخیوں میں سے ہوتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اپنا دایاں ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ فرمایا: عمرو! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ کہ مجھے معاف کردیا جائے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور بے شک ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور حج بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس وقت کوئی شخص مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں تھا اور نہ میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی عظیم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال کی وجہ سے میں آپ کے رخ انور کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے بارے میں سوال کیا جائے تو میں جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر میں دیکھتا ہی نہیں تھا۔ اگر میں اس حالت پر مرجاتا تو مجھے امید ہوتی کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ پھر ہمیں کچھ امور کا والی بنایا گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس سلسلہ میں میرا کیا حال ہے؟ جب میں فوت ہوجاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ، اور جب تم مجھے دفن کرچکو تو مجھ پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالنا پھر قبر کے اردگرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور دیکھوں کہ خدا کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) کے سوالوں کے جواب کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

حلِ لغات:

شنوا: شین معجمہ اور مہملہ دونوں سے مروی ہے، یعنی تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال دو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حول: از، تحویلاً، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا،

Marfat.com

اطباق: طبقہ کی جمع، بمعنی حال، مرتبہ۔

شرح:

اس حدیث میں محبت رسول ﷺ کا بیان ہوا اسی پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔

محبت رسول ﷺ کی انوکھی داستان:

مدینہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم جنگ احد میں شہید ہو گئے ہیں تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدان جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم اگر چہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۂ احد، باب شین المراۃ الدیناریۃ، ج ۳، ص ۶۸)

تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ۔

تسلی ہے پناہ بیکساں زندہ سلامت ہے ۔۔۔ کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر! ایسی شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین تین پہاڑ دل پر گر پڑے ہیں مگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبانِ حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا ۔۔۔ اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

محبتِ رسول کی نشانیاں:

واضح رہے کہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ مگر یاد رکھئے کہ اس کی چند نشانیاں ہیں جن کو دیکھ کر اس بات کی پہچان ہوتی ہے کہ واقعی اس کے دل میں محبت رسول کا چراغ روشن ہے۔ ان علامتوں میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) آپ کے اقوال و افعال کی پیروی، آپ کی سنتوں پر عمل، آپ کے اوامر و نواہی کی فرمانبرداری، غرض شریعت مطہرہ پر پورے طور سے عامل ہو جانا۔

(۲) آپ کا ذکر شریف بکثرت کرنا، بہت زیادہ درود شریف پڑھنا، آپ کے ذکر کی مجالس مقدسہ مثلاً میلاد شریف اور دینی جلسوں کا شوق اور ان مجالس مبارکہ میں حاضری۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام ان لوگوں اور ان چیزوں سے محبت اور ان کا ادب و احترام جن کو رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت وتعلق حاصل ہے۔ مثلاً صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، شہرِ مدینہ، قبرِ انور، مسجد نبوی، آپ کے آثار شریفہ ومشاہد مقدسہ، قرآن مجید واحادیث مبارکہ، سب کی تعظیم وتوقیر اوران کا ادب واحترام کرنا۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں یعنی بددینوں، بد مذہبوں سے دشمنی رکھنا۔

(۵) دنیا سے بے رغبتی اور فقیری کو مالداری سے بہتر سمجھنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر وفاقہ اس سے بھی زیادہ جلدی پہنچتا ہے جیسے کہ پانی کا سیلاب اپنے منتہٰی کی طرف۔ (ترمذی جلد۲ ص ۱۸۵ ابواب الزہد، سیرت مصطفیٰ ﷺ)

۹۶-بَابُ وِدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهٖ عِنْدَ فِرَاقِهٖ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهٖ وَالدُّعَاءِ لَهٗ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْهُ

سفر وغیرہ کے لئے ساتھی سے جدا ہوتے وقت اسے الوداع کہنے، نصیحت کرنے اوراس کے لئے دعا کرنے اوراس سے دعا کرانے کا بیان

الودع کا معنی: رخصت، سلامِ رخصت، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرة:133-132)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوراسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان ۝ بلکہ تم خود موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا آپ کے آباء ابراہیم واسماعیل واسحاق کا ایک خدا اورہم اس کے حضور گردن رکھتے ہیں ۝

(۷۱۵) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَلَّذِيْ سَبَقَ فِيْ بَابِ اِكْرَامِ

715: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2408

Marfat.com

اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا خَطِيْبًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ، اَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ"، فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

◀ ◀ اور احادیث میں سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو'' اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام'' کے باب میں گزر چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت کی۔ پھر فرمایا: اما بعد: اے لوگو! بلاشبہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ فرشتہ آئے اور میں اس کی بات قبول کروں' اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے' اس میں ہدایت بھی ہے' اور نور بھی۔ سوتم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو' اور آپ نے کتاب اللہ (پرعمل کرنے) پر ابھارا اور اس کے متعلق ترغیب دی۔ پھر فرمایا: اور میری اہلِ بیت۔ میں اپنی اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم)

یہ طویل حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خطیباً: از خطبةً، بمعنی خطبہ دینا، وعظ کرنا، تقریر کرنا۔

فحث: از، حثاً، و تحثیثاً، اکسانا، ابھارنا، برانگیختہ کرنا۔

شرح: فرشتوں نے چکی چلائی:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے اتنی محبت فرماتا ہے کہ بعض اوقات ان کی امداد کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے چنانچہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرمادی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۴۷۲، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج۲، ص۲۰۲ ملتقطا)

تبصرہ:

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل پاک کو بارگاہ خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد و نصرت اور حاجت برآری کے لئے خاص طور پر مقرر فرمادیا ہے۔ یہ شرف حضرات اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و عظمت اور ان کے وقار و اقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

(کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم)

(۷۱۶) وَعَنْ اَبِیْ سُلَیْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ، فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً، وَّکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا رَّفِیْقًا، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا، فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا مِنْ اَهْلِنَا، فَاَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: "ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ، فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ، وَصَلُّوْا صَلَاةَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا، وَصَلُّوْا کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "وَصَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" .

وَقَوْلُهٗ: "رَحِیْمًا رَّفِیْقًا" رُوِیَ بِفَاءٍ وَّقَافٍ، وَّرُوِیَ بِقَافَیْنِ .

◄ حضرت ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم کچھ ہم عمر نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ہاں بیس دن ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ آپ نے محسوس کیا ہم اپنے اہل خانہ (سے ملاقات) کے مشتاق ہو گئے ہیں۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن لوگوں کو چھوڑ کے آئے ہو تو ہم نے آپ کو بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں کے ساتھ رہو، اور انہیں تعلیم دو اور نیک کاموں کا حکم دو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں

716: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6287

Marfat.com

پڑھو۔سوجب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرائے۔(متفق علیہ)

بخاری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

تعارفِ راوی:

مالک ابن حویرث: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

رحیما رفیقا : رفیق فاء اور قاف سے، بھی منقول ہے اور رفیق دونوں قافوں سے بھی منقول ہے۔رفیق بمعنی ساتھی، دوست، اور رقیق بمعنی نرم دل آدمی آتا ہے۔

شرح:

قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا : ترجمہ: کنز الایمان: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:"مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو دین اور آداب سکھاؤ۔"

گھر والوں پر خرچ کرنا:

ایک روایت میں ہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اسکے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل .... الخ، رقم ۲۶۶۴، ج ۳، ص ۱۰۳)

(۷۱۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَانَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِهَا الدُّنْیَا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ: "اَشْرِكْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِكَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں فراموش نہ کرنا۔

717: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 1498

Marfat.com

آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ایسی ہے کہ اگر مجھے اس کے بدلے ساری دنیا ملتی تو بھی میں خوش نہ ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک کرنا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۱۸) وَعَنْ سالِم بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَراً: اُدْنُ مِنِّی حَتّٰی اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا، فَيَقُوْلُ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص سے فرمایا کرتے جو سفر کا ارادہ کرتا: میرے قریب ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں اس طرح الوداع کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کرتے تھے پس فرماتے: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ادن: از، دنواً، کسی چیز کا قریب ہونا،

اودعك: از ودعاً، رخصت کرنا،

شرح:

صحابہ کرام سفر کو جاتے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس بارگاہ عالی سے وداع ہوتے تھے اس وقت کا یہاں ذکر ہو رہا ہے، اب بھی زائرین مدینہ منورہ سے چلتے وقت آخری سلام کے لیے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں "**الوداع الوداع یارسول اللہ الفراق الفراق یا حبیب اللہ**" ہم نے ایک وداعیہ قصیدہ عرض کیا تھا جس کے کچھ شعر یہ ہیں۔ شعر

دور سے آئے تھے پردیسی غلام عرض کرنے کو غلامانہ سلام

718: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3443

Marfat.com

آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب یہ فرماؤ کہ بلواؤ گے کب
چشم رحمت سے نہ تم کریو جدا رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

اس وقت جودل کا حال ہوتا ہے وہ وداع ہونے والا ہی جانتا ہے۔شعر

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے
روضہ اچھا زائر اچھے، اچھی راتیں، اچھے دن سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

یہ حضور کی بندہ نوازی اور شان کریمانہ ہے کہ غلاموں سے خود ہاتھ نہیں چھوڑاتے، اب بھی وہ ہم گنہگاروں کو خود نہیں چھوڑتے، اللہ تعالیٰ ان کے قدموں سے وابستگی عطا کرے۔

(اللہ کے سپرد کرتا ہوں) یعنی خدا تیرے دین وایمان وخاتمہ کی حفاظت کرے، سب کچھ اس کے سپرد ہے۔امانت سے مراد یا تو اعمال شرعیہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "الخ یا مسافروں کے آپس کے اخلاق و مالی معاملات، چونکہ سفر میں کبھی آپس میں تلخی ترشی بھی ہوجاتی ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔اس دعا میں لطیف اشارہ اس جانب بھی ہے کہ اے مدینہ میں میرے پاس رہنے والے اب تک تو تو میرے سایہ میں تھا کہ ہر مسئلہ مجھ سے پوچھ لیتا تھا ہر مشکل مجھ سے حل کرلیتا تھا اب تو مجھ سے دور ہو رہا ہے کہ ہر حاجت میں مجھ سے پوچھ نہ سکے گا تو تیرا ہر کام خدا کے سپرد ہے۔کیسی پیاری دعا ہے اور کسی مبارک وداع! آخر عمل سے مراد وقت موت ہے یعنی اگر اس سفر میں تجھے موت آئے تو ایمان پر آئے، تیری زندگی و موت رب کے حوالہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4،ص52)

(۷۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ، قَالَ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ، وَاَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو الوداع کرتے تو فرماتے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَرًا، فَزَوِّدْنِيْ، فَقَالَ: "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى" قَالَ: زِدْنِيْ قَالَ: "وَغَفَرَ

719: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 2601

720: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3444

Marfat.com

ذَنْبَكَ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ارادہ سفر کرنے کا ہے۔ مجھے زادراہ (کے طور پر کوئی نصیحت) عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادراہ بنائے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف کر دے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تو جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے نیکی کو آسان کر دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

زودك: توشہ دینا۔

شرح:

مجھے توشہ عطاء فرمائیں) یعنی میرے لیے ایسے دُعا فرمائیے کہ جو توشہ کی طرح سفر دنیا و سفر آخرت میں ساتھ رہے اور مجھے توشہ کی طرح ہر وقت کام آئے۔ زاد وہ زائد کھانا ہے جو مسافر کی موجودہ ضرورت سے بچا ہوا آئندہ کام آوے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى" ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے توشہ دارین سمجھتے تھے اور ہر موقعہ پر آپ سے دعائیں کراتے تھے اپنی دعاؤں پر کفایت نہ کرتے تھے۔

(اللہ تجھے تقویٰ عطاء فرمائے) یعنی تمہیں دنیا میں لوگوں سے غنا دے کہ تم سوال سے بچو اور آخرت کے لیے نیک اعمال کی توفیق بخشے، بہت جامع دعا ہے۔

(کچھ اور عطاء فرمائیں) یعنی ابھی فقیر کی سیری نہیں ہوئی داتا کچھ اور ملے، دنیا میں صبر بہتر، آخرت کے معاملہ میں بے صبری و حرص افضل۔ شعر

حاجتے نیست مرا سیر ازیں آبِ حیات ضاعف اللہ علٰی کل زمانٍ عطشی

(اللہ تیرے لیے بھلائی کو آسان فرما دے تو جہاں بھی ہو) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں جیتے مرتے، قبر وحشر ایسی بھلائیاں

Marfat.com

عطا فرمادے جس سے تمہیں پوری کامیابی نصیب ہو۔حیث ما کنت میں سفر، حضر، زندگی وقبر ہر جگہ داخل ہے۔سبحان اللہ سائل کی جھولی بھردی نہ معلوم ان الفاظ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دے دیا ہو اور سائل نے کیا کچھ لے لیا، یہ تو دینے والے اور لینے والے جانیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص54)

۹۷-بَابُ الْاِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

استخارہ اور مشورہ کا بیان

استخارہ کا معنی: طلب خیر، نیکی کی توفیق مانگنا، (فیروز اللغات)

مشاروت کا معنی: آپس میں مل کر مشورہ کرنا، باہم اصلاح کرنا، (فیروز اللغات)

استخارہ کی تعریف: اصطلاح شرع میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں ایک خاص طریقہ پر (جو کہ احادیث میں موجود ہے) اللہ تعالیٰ سے اشارہ چاہنا۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ (آل عمران: 159)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: 38)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

تشریح:

بڑے بڑے امور میں بغیر آپس کی مشاورت کے ہاتھ نہیں ڈالتے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا »وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ« (آل عمران 159:3) یعنی ان سے مشورہ کرلیا کرو اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جہاد وغیرہ کے موقعہ پر لوگوں سے مشورہ کرلیا کرتے تا کہ ان کے جی خوش ہو جائیں۔اور اسی بنا پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور وفات کا وقت آ گیا چھ آدمی مقرر کر دیئے کہ یہ اپنے مشورے سے میرے بعد کسی کو میرا جانشین مقرر کریں ان چھ بزرگوں کے نام یہ ہیں۔عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔پس سب نے باتفاق رائے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر مقرر کیا۔

(عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

Marfat.com

اَیْ: يَتَشَاوَرُوْنَ بَيْنَهُمْ فِيْهِ .

اس کا مطلب ہے: ہر کام میں وہ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں۔

(۷۲۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ، يَقُوْلُ: "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ . اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ، فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ . وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ ؛ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ" قَالَ: "وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کرنے کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعتیں فرض نماز کے علاوہ ادا کرے' اور پھر کہے: اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں، کیونکہ تجھ میں قدرت ہے' اور میرے پاس قدرت نہیں، تو جانتا ہے' اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لئے' میرے دین' میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے، یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے تو اس کو میرے لیے مقدر فرمادے اور اسے میرے لئے آسان کردے' اور میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین، میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے برا ہے' یا یہ الفاظ فرمائے: میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے' تو اس کو مجھ سے دور فرمادے اور مجھے اس سے دور کردے' اور بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے لئے مقدر فرمادے۔ پھر مجھے اس پر راضی کردے۔ فرمایا: اور اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری)

721: بخاری شریف، رقم الحدیث:1109، بخاری شریف، رقم الحدیث:6019، بخاری شریف، رقم الحدیث:6955، ابوداؤد، رقم الحدیث:1538، ترمذی، رقم الحدیث:480، نسائی، رقم الحدیث:3253، مسند امام احمد، رقم الحدیث:14748، ابن حبان، رقم الحدیث:885، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث:5581، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4700، طبرانی صغیر، رقم الحدیث:524، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:11477، الادب المفرد، رقم الحدیث:703، مسند حمیدی، رقم الحدیث:1089

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاستخارة: طلب خیر کرنا، طلب خیر کی دعا کرنا۔

عاجل: عجلاً، جلدی کرنا۔

آجله: از، اجلاً دیر کرنا، موت، آخرت۔

شرح:

مسئلہ: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہوسکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کر سکتے ہیں۔ (غنیۃ المتملی"، رکعتا الاستخارۃ، ص۴۳۲......)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ یُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج۲، ص۵۷۰......)

: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: "اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب) عزوجل (سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔"

(کنز العمال"، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۱۵۳۵، ج۷، ص۳۳۲......)

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سورہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔

"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج۲، ص۵۷۰......)

استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

۹۸-بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ، وَّالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

عید، مریض کی تیمارداری، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانے اور دوسرے راستے سے لوٹنے کے مستحب ہونے کا بیان تاکہ عبادات کے مقامات میں اضافہ ہو

Marfat.com

نوٹ: عیادت کا معنی ماقبل بیان ہو چکا ہے۔

(۷۲۲) عن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ ۔رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

قَوْلُہٗ: ''خَالَفَ الطَّرِیْقَ'' یَعْنِیْ: ذَھَبَ فِیْ طَرِیْقٍ، وَرَجَعَ فِیْ طَرِیْقٍ اٰخَرَ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف راستوں سے آتے جاتے۔ (بخاری)

خالف الطریق: یعنی ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔

(۷۲۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَخْرُجُ مِنْ طَرِیْقِ الشَّجَرَۃِ، وَیَدْخُلُ مِنْ طَرِیْقِ الْمُعَرَّسِ، وَاِذَا دَخَلَ مَکَّۃَ، دَخَلَ مِنَ الثَّنِیَّۃِ الْعُلْیَا، وَیَخْرُجُ مِنَ الثَّنِیَّۃِ السُّفْلٰی ۔مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''الشجرہ'' (یعنی درخت) کے راستے باہر تشریف لے جاتے اور ''معرس'' کے راستے واپس تشریف لاتے تھے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اوپر والی گھاٹی سے داخل ہوتے اور مکہ سے باہر نیچے والی گھاٹی کے راستے نکلتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْمُعَرَّسِ، : آکر رات میں آرام کرنے کے لیے اترنے کی جگہ۔

شرح:

اس لیے آپ مختلف راستے اختیار فرماتے کہ زمین کثرت سے ہمارے لیے گواہ بن جائے، لیکن شارحین فرماتے ہیں کہ جاتے ہوئے دراز راستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر راستہ اختیار فرماتے، تا کہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑے اور ثواب زیادہ ہو۔

۹۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِیْمِ الْیَمِیْنِ فِیْ کُلِّ مَا ھُوَ مِنْ بَابِ التَّکْرِیْمِ

کَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّیَمُّمِ، وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِیْلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ،

722: بخاری شریف، رقم الحدیث: 986

723: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1533

Marfat.com

وَالسِّوَاكِ، وَالْاكْتِحَالِ، وَتَقْلِيمِ الْاَظْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ، وَنَتْفِ الْاِبْطِ، وَحلْقِ الرَّاسِ، وَالسَّلامِ مِنَ الصَّلٰوةِ، وَالْاَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْمُصَافَحَةِ، وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ، وَالْاَخْذِ وَالْاِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِيْ مَعْنَاهُ. وَيُسْتَحبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِيْ ضِدِّ ذٰلِكَ، كَالْامْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ، وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ، وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ.

ہر قابل تعظیم کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

مثلاً وضو، غسل، تیمّم کرنا، کپڑے، جوتے، موزے اور پاجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا، بغل کے بال دور کرنا، سر منڈوانا، نماز میں سلام پھیرنا، کھانا، پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، بیت الخلاء سے نکلنا، کسی سے لینا اور کسی کو کوئی چیز دینا اور اسی قسم کی دوسری چیزیں، اور ان کے متضاد کاموں کو بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے، جیسے ناک صاف کرنا، اور تھوکنا (بائیں جانب) بیت الخلاء میں داخل ہونا، مسجد سے نکلنا، موزہ، جوتا، پاجامہ یا کپڑا اتارنا، استنجا کرنا اور اسی قسم کے دیگر گندگی والے کام وغیرہ۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ ۝ ﴾ (الحاقة: 19) الْاٰيَاتِ،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو۝

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ فَاَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ ۝ ﴾ (الواقعة: 9-8).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے ۝ اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے ۝

(۷۲۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَانِهٖ كُلِّهٖ: فِيْ طُهُوْرِهٖ، وَتَرَجُّلِهٖ، وَتَنَعُّلِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام کاموں مثلاً وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف کا استعمال پسند تھا۔ (متفق علیہ)

724: بخاری شریف، رقم الحدیث: 168؛ مسلم شریف، رقم الحدیث: 31

Marfat.com

(۷۲۵) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ، وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى . حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا تھا' اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء اور اسی قسم کے دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا تھا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے' ابوداؤد وغیرہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

الخلاء: بمعنی، باتھ روم، لیٹرین، پیشاب کرنا کی جگہ۔

شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب بیان ہوئے جن کا ذکر حدیث نمبر:611 کے تحت ہو چکا ہے۔(ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۲۶) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: "ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کے وقت عورتوں سے فرمایا: دائیں طرف سے شروع کرنا اور ان میں سے جو وضو کے مقامات ہیں ان سے شروع کرنا۔(متفق علیہ)

شرح:

غُسل کے تین جز ہیں اگر ان میں ایک میں بھی کمی ہوئی غُسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غُسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) کُلّی: کہ مونھ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حَلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مونھ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں اگر چہ زبان کی جڑ اور حَلق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غُسل

725: سنن ابی داود، رقم الحدیث:33

726: بخاری شریف، رقم الحدیث:167

Marfat.com

نہ ہوگا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حَلق کے کنارے تک پانی بہے۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۳۴،۴۴۰......)

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نَرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سُونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سُوکھ گئی ہے تو اس کا چُھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی ابحاث الغسل، ج۱، ص۳۱۳......و"الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۲،۴۴۳......)

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جِسم کے ہر پُرزے ہر رُونگٹے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھے کہ غُسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر اِحتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غُسل نہ ہوگا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۵۴۴......)

غسل میت:

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چار پائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چار پائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میّت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپادیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو وغسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۸، وغیرہ......)

(۷۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ،

727: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5856

Marfat.com

وَاٰخِرُهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے شروع کرے تا کہ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور آخر میں اس سے اتارا جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے۔اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اچھا واعلیٰ کام داہنی طرف سے شروع کیا جاوے اور ادنی اور گھٹیا کام بائیں طرف سے، مسجد میں داخل ہو تو داہنا پاؤں پہلے داخل کرے بایاں پاؤں پیچھے، جب نکلے تو اس کے برعکس کرے کہ بایاں پاؤں پہلے نکالے داہنا پاؤں پیچھے اور پاخانہ جاتے وقت بایاں پاؤں پاخانہ میں داخل کرے بعد میں داہنا مگر وہاں سے نکلتے وقت اس کے برعکس۔ جوتے پہننا اعلیٰ کام ہے اور اتارنا ادنی کام لہٰذا یہ حکم دیا گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جوتے یکدم اوتارنا پہننا بھی سنت کے خلاف ہے، اولاً داہنے پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں۔

اسلام میں داہنا حصہ بائیں سے افضل ہے اس لیے یہ حکم دیا گیا حتیٰ کہ وضو میں داہنے ہاتھ پاؤں پہلے دھو لیے جائیں بائیں بعد میں یہ ترتیب بہت جگہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص 254)

(۷۲۸) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

◀ ◀ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ، کھانے پینے اور کپڑے کے لئے استعمال فرماتے تھے اور دیگر کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی وغیرہ)

شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۷۲۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا لَبِسْتُمْ، وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ، فَابْدَؤُوْا بِاَيَامِنِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کپڑے پہنو یا وضو کرو تو

729: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4141

Marfat.com

اپنی دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔
یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بِاَيَامِنِكُمْ: الایامن ، الایمن کی جمع ہے اس کا معنی داہنی جانب، آتا ہے۔

شرح:

پہننا کرتا، پائجامہ، جوتا ان سب کو شامل ہے۔اور وضو میں غسل وتیمم بھی داخل ہے۔اَیَامِن ایمن کی جمع ہے جو یمین یا یمن سے بنا بمعنی برکت ومبارک۔ چونکہ اسلام میں داہنا حصہ مبارک مانا گیا کہ قیامت میں نیکوں کے نامۂ اعمال بھی اسی ہاتھ میں ہوں گے اسی لئے اسے ایمن یا یمین کہتے ہیں۔یعنی جب کچھ پہنو تو داہنے ہاتھ پاؤں میں پہلے، بائیں میں بعد میں پہنو اور جب وضو یا غسل وتیمّم کرو تو داہنی جانب سے شروع کرو مگر اتارنے میں اس کے برعکس۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج1،ص382)

(۷۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى، فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ الْاَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ، وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ، نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ، ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ، فَقَالَ: "اِحْلِقْ"، فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ: "اَقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ" .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لے گئے تو آپ جمرہ کے پاس گئے اور اسے کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی کا جانور ذبح کیا اور حجام سے فرمایا: یہ بال کاٹو اور دائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر بائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر لوگوں کو موئے مبارک عطا فرمانے لگے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب آپ جمرے کو کنکریاں مار چکے اور قربانی کر چکے تو آپ نے بال کٹوائے اس طرح کہ پہلے دائیں جانب حجام کے سامنے رکھی اور اس نے اس طرف سے بال کاٹے۔ پھر آپ نے حضرت ابوطلحہ

730: بخاری شریف، رقم الحدیث: 171

Marfat.com

انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بال انہیں عطا فرمائے۔ پھر بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا: اب ان بالوں کو کاٹو۔ اس نے بال کاٹے تو آپ نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا: ان کو لوگوں میں تقسیم کردو۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

نُسُکَ: قربانی، وہ جانور جو قربان کیا جاتا ہے۔

الشِّقّ: جانب، حصہ، سائیڈ۔ طرف۔

شرح:

ان بال مونڈنے والے کا نام معمر ابن عبداللہ قرشی عدوی ہے جو قدیم الاسلام صحابی ہیں، مسند امام احمد میں ہے کہ جب معمر نے داہنے ہاتھ میں استرہ لیا اور مونڈنے لگے تو حضور نے فرمایا اے معمر اس نعمت کی قدر کرو، انہوں نے عرض کیا کہ مجھ پر اللہ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ آج میرا ہاتھ حضور کے سر مبارک پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی بقرعید کے دن پہلے رمی، پھر قربانی، پھر حجامت کرے، ہمارے ہاں یہ ترتیب واجب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سو قربانیاں کی تھیں، ۶۳ اپنے دست مبارک سے باقی ۳۷ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کرائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجامت میں دایاں حصہ پہلے، بایاں حصہ بعد میں منڈانا چاہیے، امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ نائی کا دایاں اور بایاں معتبر ہے کہ فاعل وہ ہے، اس صورت میں مخلوق کا بایاں پہلے منڈے گا دایاں بعد میں مگر یہ حدیث سن کر امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ حدیث قیاس پر مقدم ہے اگر نائی پیچھے کھڑا ہو کر حجامت بنائے تو دونوں کا دایاں بایاں ایک ہی سمت میں ہوگا۔ حجامت کے بعد لب و داڑھی بنوانا، پھر ناخن ترشوانا سنت ہے۔ (مرقات)

اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ناخن شریف بھی لوگوں میں تقسم کرائے، یہ بال و ناخن تبرک کے لیے ساروں میں تقسیم کیے گئے، ان میں سے بعض حضرات تو یہ تبرکات اپنی قبروں میں لے گئے تاکہ وہاں کی مشکلات آسان ہوں جیسے حضرت امیر معاویہ و عمرو ابن عاص وغیرہم اور بعض حضرات چھوڑ گئے تاکہ قیامت تک مسلمان ان کی زیارت کرتے رہیں۔ چنانچہ آج تک مختلف جگہ یہ بال شریف موجود ہیں اور ان کی زیارتیں ہو رہی ہیں، صحابہ کرام ان بالوں کو پانی میں غوطہ دے کر دواءً پیتے تھے، حضرت شیخ نے یہاں ایک شعر لکھا۔ شعر

Marfat.com

مرا از زلف تو موئے سند است　　فضولی مے کنم بوئے سند است

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ انسان کے بال جدا ہوکر بھی پاک ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالٰی نے حضور کے بعض اجزاء بدن شریف محفوظ رکھے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات خصوصًا حضور کے بال و ناخن شریف سنبھال کر رکھنا، ان کی زیارت کرنا، ان سے شفا حاصل کرنا، ان کے توسل سے دعائیں مانگنا، قبر میں انہیں ساتھ لے جانا سب جائز و بہتر ہے کہ یہ تقسیم انہی مقاصد کے لیے ہوتی تھی، اس کی تحقیق شامی اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے اور ان شاء اللہ اس شرح میں بھی اپنے موقعہ پر اس کا ذکر آئے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص262)

Marfat.com

کِتَابُ اٰدَابِ الطَّعَامِ

کھانے کے آداب کا بیان

نوٹ: کتاب کا معنی جلد اوّل کے شروع میں اور آداب کا معنی کتاب الآداب میں ہم بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

طعام کا معنی: کھانا، غذا، بھوجن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ بھوک مٹائی جاتی ہے۔

۱۰۰-بَابُ التَّسمِيَةِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَالْحَمْدُ فِيْ اٰخِرِهٖ

کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کا بیان

تسمیہ کا معنی: تسمیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کہتے ہیں۔

الحمد سے مراد: ہر وہ کلمہ جس سے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو جیسے الحمد للہ، نحمدہ، وغیرہ۔ یہاں مراد وہ دعا ہے جو کھانے کے بعد مانگی جاتی ہے۔

(۷۳۱) وَعَنْ عُمَرَ بنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

(۷۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَوَّلِهٖ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو یہ

731: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5376

732: ابوداؤد، رقم الحدیث: 3767

Marfat.com

الفاظ کہے: بسم الله اوله و اخره ۔یعنی میں اس (کھانے) کے اول اور آخر اللہ کا نام لیتا ہوں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب کا ذکر ہے جن کو ہم تفصیل کے ساتھ حدیث نمبر: 611 میں بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۳۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ، وَعِنْدَ طَعَامِهٖ، قَالَ الشَّيْطٰنُ لِاَصْحَابِهٖ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ، قَالَ الشَّيْطٰنُ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ ؛ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهٖ، قَالَ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: یہاں تمہارے لئے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا اور جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کے لئے جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْمَبِيْتَ: رات گزارنے کی جگہ۔

وَالْعَشَاءَ: رات کا کھانا۔

733: مسلم شریف، رقم الحدیث:2018

Marfat.com

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص گھر میں داخل ہوتے وقت پوری بسم اللہ پڑھ کر داہنا قدم پہلے دروازہ میں داخل کرے پھر گھر والوں کو سلام کرتا ہوا گھر میں آئے، اگر کوئی نہ ہوتو السلام علیك ایھا النبی و رحمة الله و برکاته کہہ دے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں ہوتے ہیں تو بسم اللہ اور قل ھو اللہ پڑھ لیتے ہیں کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی۔

شیطان کا یہ خطاب اپنی ذریت سے ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس خطاب میں قرین بھی داخل ہو کہ وہ بھی اس بسم اللہ کی برکت سے نہ کھائے اور ہمارے گھر میں رہنے سہنے سے محروم ہو جائے اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے غافل اس نعمت سے محروم رہے۔ دوپہر کے کھانے کو غذاء کہتے ہیں اور بعد دوپہر سے رات تک کے کھانے کو عشاء کہا جاتا ہے، یہاں مراد مطلقاً کھانا ہے جو شخص صبح کو یہ عمل کرے تو ناشتہ اور دوپہر کے کھانے سے شیطان محروم ہوگا جو بعد دوپہر یہ عمل کرے تو رات کے کھانے سے وہ محروم رہے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص13)

(۷۳۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، إِنَّ يَدَهُ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا" ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَأَكَلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم اپنے ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتے جب تک کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست اقدس کھانے میں نہ ڈالتے، ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی کی آواز آئی گویا کہ اس کو دھکیل کر لایا جا رہا تھا وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا گویا اس کو بھی دھکیل کر لایا جا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر

734: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2017

Marfat.com

کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے اور وہ اس لڑکی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعے کھانے کو حلال کرے تو میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ پھر وہ اس اعرابی کو لایا کہ اس کے ذریعے کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تدفع: از، دفعاً، بمعنی ہٹانا، دور کرنا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہو تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کرے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سارے کھانے والے بالغ ہوں، ان میں ایک بزرگ باقی خدام لیکن اگر کھانے والے میں کوئی نا سمجھ بچہ بھی ہو تو وہ پہلے کھانا شروع کر سکتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانا کھا چکنے پر اس کے ہاتھ پیچھے دھلائے جائیں کیونکہ بچے آہستہ آہستہ کھاتے ہیں، دیر تک کھاتے ہیں اور کھانا سامنے آنے پر زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ یہ تمام احکام عالمگیری وغیرہ میں مطالعہ کرو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص85)

(۷۳۵) وَعَنْ اُمَیَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَرَجُلٌ يَاْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطٰنُ يَاْكُلُ مَعَهٗ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

◄ حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے' اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی حتیٰ کہ اس کے کھانے سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تھا' اور جب اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اُٹھایا تو یہ الفاظ کہے: بسم اللہ اولہ واخرہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھاتا رہا سو جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو شیطان کے پیٹ

735: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3768

Marfat.com

میں جو کچھ تھا اس نے قے کر کے نکال دیا۔ (ابوداؤد ونسائی)

تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابوعبید ہے، امیہ تصغیر سے ہے اور مخشی میم کے فتح شین کے کسرہ ی کی شد سے ہے، آپ صحابی ہیں، خزاعی اسدی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابہ' مرقات و اشعہ، مراۃ المناجیح جلد ششم)

حلِ لغات:

اسْتَقَاءَ: پیٹ میں جو کچھ ہے اسے قصداً قے کر کے نکال دینا، قے کرنا،

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں حقیقت میں چھپی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں اور حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے ہمارا معدہ مکھی والا کھانا ہضم نہیں کرسکتا ایسے شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا اگر چہ اس کا قے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا مگر مردود تو بیمار بھی پڑ جاتا ہے اور بھوکا بھی رہ جاتا ہے اور ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔ غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اس کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا کھانا بھی ڈر کے سبب نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے قے کرنی پڑے۔ غالباً یہ شخص اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتا ہوتا تو بسم اللہ نہ بھولتا وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھیوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص53)

(۷۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سارا کھانا دو لقموں میں کھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھتا تو یہ کھانا تمہیں کافی ہو جاتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

736: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1858

Marfat.com

(۷۳۷) وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا دسترخوان لپیٹتے تو پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا"

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بہت زیادہ تعریفیں: عمدہ، مبارک نہ اس میں کفایت کی گئی ہے اور نہ اس سے استغناء ممکن ہے، اے ہمارے رب! (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مَائِدَةٌ: دسترخوان، وہ کپڑا جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے، کھانا۔

شرح:

یہ تینوں لفظ اسم مفعول ہیں مکفی۔ مودع اور مستغنی اور ہوسکتا ہے کہ غیر پر فتح ہو اور یہ حمدًا کی صفت یا حال ہو یعنی ہم رب کی ایسی حمد کرتے ہیں جو نہ تو کفایت کی جا چکی ہے اور بس ہو چکی اور نہ آخری حمد ہے اور نہ ہم آئندہ کے لیے اس حمد سے بے نیاز ہو چکے ہم پھر بھی اپنے رب کی حمد کرتے رہیں اس کی نعمتوں کے گن گاتے رہیں اور ہوسکتا ہے کہ مکفی، مودع اور مستغنی تینوں اسم فاعل ہوں اور یہ عبارت نحمدہ کے مفاعل سے حال ہو تب معنی ہوں گے کہ ہم اتنی حمد پر کفایت ہی نہ کریں آئندہ بھی حمد کریں نہ حمد کی وداع کریں نہ آئندہ حمد الٰہی سے مستغنی و بے نیاز ہو جائیں مگر پہلی توجیہ ظاہر بھی ہے قوی بھی اور موقعہ کے مناسب بھی کہ کھانا کھا چکنے پر یہ دعا ہے تو کھانے کے متعلق ہونی چاہیے۔ ربنا مرفوع بھی ہوسکتا ہے منصوب بھی مجرور بھی۔ انت ربنا یا ربنا یہ اللہ کا بدل ہے تو مجرور ہے۔ (مرقات وغیرہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص49)

(۷۳۸) وَعَنْ معاذِ بن اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَكَلَ طَعَامًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنِىْ هٰذَا، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّىْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

737: بخاری، رقم الحدیث: 5458

738: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4023

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھائے اور یہ الفاظ کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی محنت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

معاذ ابن انس: آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں، آپ کے بیٹے سہل نے آپ سے احادیث لیں۔

لیکن صاحب مرقاۃ نے یوں فرمایا۔

حضرت سہل کے والد معاذ ابن انس جہنی ہیں، اہل مصر میں آپ کا شمار ہے، تابعی ہیں، سہل ابن معاذ کو یحییٰ ابن معین نے ضعیف کہا مگر ابن حبان نے آپ کی توثیق کی۔ خیال رہے کہ حضرت سہل بھی تابعی ہیں اور آپ کے والد معاذ ابن انس بھی تابعی، مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے سہل ابن معاذ کے سعد ابن معاذ ہے وہ غلط ہے کیونکہ حضرت سعد ابن معاذ تو صحابی ہیں اور معاذ ابن انس تابعی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم، فصل فی الصحابہ، مرقات، واللہ اعلم)

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

یعنی زبان سے یہ کلمات کہے اور دل میں عقیدہ رکھے کہ مجھے جو کچھ مل رہا ہے میرے علم وعقل کا نتیجہ نہیں صرف میرے رب کا فضل ہے ورنہ مجھ سے اچھے اچھے مارے مارے پھر رہے ہیں بڑی مصیبتوں میں ہیں تو ان شاء اللہ مغفرت ہوگی۔

حاکم نے مستدرک میں بروایت عائشہ صدیقہ مرفوعا روایت کی، فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ایک یا آدھے دینار کا کپڑا خریدے اس پر رب تعالیٰ کی حمد کرے تو یہ کپڑا اس کے گھٹنوں پر پیچھے پہنچے گا گناہ پہلے بخش دیئے جائیں گے۔ (مرقات) اس کی مثل طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کی کچھ فرق کے ساتھ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص189)

Marfat.com

۱۰۱-بَابٌ لَّا يَعِيبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهٖ

کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۳۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ، وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند فرماتے تو کھالیتے اور اگر نہ پسند فرماتے تو چھوڑ دیتے۔ (متفق علیہ)

(۷۴۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدْمَ، فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهٖ، فَجَعَلَ يَاْكُلُ، وَيَقُوْلُ: "نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس سرکے کے سوا کچھ نہیں۔ پس آپ نے وہی منگوا کر کھانا شروع کیا اور آپ فرماتے رہے: سرکہ کتنا اچھا سالن ہے، سرکہ کتنا اچھا سالن ہے!! (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْاُدْمُ: سالن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے

شرح:

سرکہ طبی رو سے بہت مفید ہے سادہ ارزاں غذا ہے، حضرات انبیاء کرام نے عموماً سرکہ کھایا ہے۔ اس کے بہت فضائل حدیث شریف میں آئے ہیں۔ عرب میں عموماً کھجور کا سرکہ ہوتا ہے، ہمارے ملک میں رس انگور کا سرکہ ہوتا ہے گنے کے رس کا سرکہ بہت مروج ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض فقہاء نے فرمایا کہ سرکہ بھی سالن ہے جو کوئی سالن نہ کھانے کی قسم کھالے وہ سرکہ کھانے سے حانث ہو جائے گا اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا مگر خیال رہے کہ قسم کا مدار

739: بخاری شریف، رقم الحدیث:3563، مسلم شریف، کتاب الاشربہ، رقم الحدیث:5264، ابوداؤد، رقم الحدیث:3763، ترمذی، رقم الحدیث:2031، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3259، مسند امام احمد، رقم الحدیث:10216، ابن حبان، رقم الحدیث:6436، بیہقی، رقم الحدیث:14398، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6214

740: مسلم شریف، رقم الحدیث:2057

Marfat.com

عرف پر بھی ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص33)

۱۰۲-بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

روزہ دار کھانے میں حاضر ہوا اور اس نے ابھی روزہ افطار نہ کیا ہو تو اسے کیا کہے؟

(۷۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ": فَلْيَدْعُ، ومعنٰى "فَلْيَطْعَمْ": فَلْيَاْكُلْ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دعوت قبول کرے اگر روزہ دار ہو تو دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فلیصل: کا معنی ہے: دعا کرے

فلیطعمه: کا معنی ہے: کھانا کھالے۔

شرح:

اس طرح کہ دعوت قبول ہی نہ کرے یا اس طرح کہ قبول کرلے اور پہنچ بھی جائے مگر وہاں کھائے نہیں یہ عذر کردے، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ نفلی روزے کا چھپانا بہتر ہے مگر چونکہ یہاں چھپانے سے یا صاحب خانہ کے دل میں عداوت پیدا ہوگی یا رنج وغم، مسلمان کے دل کو خوش کرنا بھی عبادت ہے اس لیے روزے کے اظہار کا حکم دیا گیا۔

دعا کا حکم تو استحبابی ہے کہ وہیں نفل پڑھ کر یا بغیر نفل پڑھے دعا کر دینا بہتر ہے اور کھانے کا حکم وجوبی بھی ہو سکتا ہے اور استحبابی بھی جیسا دعوت دینے والا اور جیسا موقعہ ویسا حکم۔ (مرقات) لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں دعوت کے موقعہ پر روزہ توڑنے کا حکم ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص305)

741: مسلم شریف، رقم الحدیث: 1431، ابوداود، رقم الحدیث: 2460، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1751، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 5766، ابن حبان، رقم الحدیث: 5306، بیہقی، رقم الحدیث: 14316، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 6036

Marfat.com

١٠٣-بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ

جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ چل دے تو وہ کیا کہے؟

(٧٤٢) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَعَا رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا، فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهُ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ: بَلْ اٰذَنُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تھی جو اس نے آپ کے لیے بنایا تھا' جس میں آپ پانچویں تھے۔ ایک اور آدمی بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب اس شخص کے دروازے پر پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ شخص ہمارے پیچھے چلا آیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

تبعه: از، تبعاً، تباعاً، پیچھے چلنا، ساتھ چلنا۔

شرح:

اس سے دعوت کے متعلق بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص بغیر بلائے دعوت میں نہ جائے۔ دوسرے یہ کہ بلایا ہوا آدمی بھی اپنے ساتھ کسی ناخواندہ کو نہ لے جائے الا بالعرف چنانچہ بادشاہ کی دعوت میں اس کا باڈی گارڈ عملہ جاسکتا ہے کہ اب اس پر عرف قائم ہے۔ تیسرے یہ کہ ناخواندہ شخص کے لیے اجازت لی جائے۔ چوتھے یہ کہ ناخواندہ بغیر اجازت داعی کے گھر میں داخل نہ ہو، پانچویں یہ کہ مہمان کھاتے وقت کسی آجانے والے آدمی کو آرڈر نہ کرے کہ آؤ کھانا کھالو کیونکہ مہمان کھانے کا مالک نہیں، چھٹے یہ کہ دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس دسترخوان کی نہ دے ہاں ایک دسترخوان کے لوگ ایک دوسرے کو جو چاہیں دیں، بعض فقہاء تو فرماتے ہیں کہ مہمان اجنبی کتے کو ہڈی بھی نہیں ڈال سکتا، اگر مالک کا کتا ہے تو اس کو ڈالے۔) از مرقات، وشامی وغیرہ مع زیادت (بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر مہمان کسی وجہ سے خود کھانا نہ کھائے تو اپنا حصہ دوسرے کو بغیر اجازت کھلا سکتا ہے۔ واللہ اعلم! (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص140)

742: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5434

Marfat.com

۱۰۴-بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَوَعْظِهٖ وَتَأْدِيبِهٖ مَنْ يُّسِيْءُ اَكْلَهٗ

اپنے سامنے سے کھانا اور جو صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرنے کا بیان

(۷۴۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيشُ فِی الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهٗ: "تَطِيشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ، مَعْنَاهُ: تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِی الصَّحْفَةِ.

◀ ◀ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھومتا رہتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

عمر ابن ابی سلمہ: آپ کے والد ابو سلمہ کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد ہے، آپ مخزومی قرشی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے، ۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال کے تھے عبدالملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ھ تراسی میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

تطیش: طاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے بعد یاء ہے یعنی حرکت کرتا رہتا ہے اور برتن کے اطراف کی طرف بڑھتا رہتا تھا۔

شرح:

اس حدیث کی شرح کے لیے حدیث نمبر: 611 کا مطالعہ فرمائیں۔

(۷۴۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

743: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5376

744: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2021

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ. قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ"! مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: تجھے استطاعت نہ ہو۔ اس نے صرف تکبر کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانے سے انکار کیا تھا۔ سو پھر اس کا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اُٹھ سکا۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 160 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لا استطعت: از، استطاعۃً بمعنی طاقت، اور "لا" کی وجہ سے غیر طاقت کے معنی میں استعمال ہوا۔

شرح:

زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہنچتا۔ اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آ سکے گا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔

وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک   کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کہ چھوڑ دیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص161)

۱۰۵-بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهٖ

جب جماعت کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہو تو دوستوں کی اجازت کے بغیر اکٹھی دو کھجوریں اور اسی طرح کی دوسری چیز کھانا منع ہے

(۷۴۵) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ: اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ؛ فَرُزِقْنَا تَمْرًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ

745: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2455، مسلم، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث:، دارمی، رقم الحدیث: 2059، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 5435، بیہقی، رقم الحدیث: 14410

Marfat.com

بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا یَمُرُّ بنا وَنَحنُ نَاکُلُ، فَیَقُوْلُ: لَا تُقَارِنُوْا، فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْقِرَانِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: اِلَّا اَنْ یَّسْتَاذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت جبلہ بن سحیم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی معیت میں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا تو ہمیں کھجوریں دی گئیں۔ ہم کھا رہے ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور فرماتے: دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر فرماتے: ہاں! مگر اس صورت میں کہ کسی شخص کو اس کا بھائی اس کی اجازت دے دے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

القران: جمع کرنا، ملانا، اکٹھا کرنا۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی اجتماعی دسترخوان پر ہوں تو اپنے حق ہی کھانا چاہیے۔

١٠٦-بَابُ مَا یَقُوْلُهُ وَیَفْعَلُهُ مَنْ یَّاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ

جو کھائے اور سیر نہ ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

(٧٤٦)عَنْ وَحْشِیِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَصحابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّا نَاْکُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: "فَلَعَلَّکُمْ تَفْتَرِقُوْنَ" قَالُوْا: نَعَمْ ۔ قَالَ: "فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ، وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، یُبَارِکْ لَکُمْ فِیْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

◀ ◀ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: شاید تم اکیلے اکیلے کھانا کھاتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اکٹھے کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھا کرو اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

تعارف راوی:

وحشی ابن حرب: حبشی ہیں، مکہ کے سوڈانی ہیں، جبیر ابن مطعم کے غلام آپ نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اس زمانہ میں آپ کافر تھے پھر غزوہ طائف کے بعد ایمان لائے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں آپ شریک ہوئے، مسیلمہ کذاب کو آپ نے ہی قتل کیا آپ کہا کرتے تھے میں نے اس نیزہ سے خیر الناس اور شر الناس دونوں کو قتل کیا ہے شام میں رہے حمص میں وفات پائی آپ سے آپ کے بیٹے اسحاق اور حرب نے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ

746: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3764

Marfat.com

حضورانور نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہارا ایمان تو ہم نے قبول فرمالیا مگر آئندہ ہمارے سامنے نہ آنا تم کو دیکھ کر مجھے مظلوم شہید حمزہ یاد آتے ہیں، چناچہ آپ گوشہ نشین ہوگئے اور حضورانور کی وفات کے بعد نکلے ایک آن کے صحابی ہیں۔
(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلدہشتم)

حلِ لغات:

تفترقون: از، تفارقاً، بمعنی ایک ایک ہونا، جدا جدا ہونا۔

شرح:

یہ ہے ان حکیم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہوکر ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے۔خیال رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ

"لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا جَمِیۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا"

یعنی تم پر گناہ نہیں مل کر کھاؤ یا الگ الگ کیونکہ آیت کریمہ میں الگ الگ کھانے کے جواز کا ذکر ہے اور اس حدیث پاک میں مل کر کھانے کے استحباب کا تذکرہ ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص100)

۱۰۷-بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَکْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْیِ عَنِ الْاَکْلِ مِنْ وَسَطِهَا

فِیهِ: قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ کَمَا سَبَقَ.

پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت کا بیان

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان: اپنے سامنے سے کھا'' ہے جیسا کہ گزر چکا (متفق علیہ)

(۷۴۷)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبَرَکَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ؛ فَکُلُوْا مِنْ حَافَتَیْهِ، وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔اس لئے تم اس کو کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

747: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3772

Marfat.com

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

حافتیه: تثنیہ، گوشہ، کنارہ۔

شرح:

یعنی ہر شخص اپنے سامنے والے کنارہ سے کھائے بیچ پیالے سے نہ کھائے، درمیان پیالہ نزول رحمت کی جگہ ہے درمیان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

یہاں بھی نیچے سے مراد اپنے سامنے والا کنارہ ہے اور اوپر سے مراد پیالہ کا درمیانی حصہ ہے مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا۔ درمیانی پیالہ حد مشترک ہے اور پیالہ کے کنارے ہر کھانے والے کا حق ہے۔ بیچ سے کھانا حرص کی علامت ہے، حریص رحمت الٰہی سے محروم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کھانے کے وقت بھی رحمت باری کا نزول ہوتا ہے خاص کر جب کہ سنت کی نیت سے کھایا جائے۔

نیچے سے مراد برتن کے کنارے ہیں جہاں سے کھانے والے کھائیں گے اور اوپر سے مراد درمیان برتن ہے، چونکہ یہ درمیانی جگہ قدر مشترک ہے اس لیے برکت کا وہاں ہی نزول مناسب ہے۔ اس فرمان عالی میں برکت اور رحمت کو اس پانی سے تشبیہ دی گئی جو اوپر یعنی اونچی جگہ میں اترے اور وہاں سے چوطرفہ کناروں میں پہنچ جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

(۷۴۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ؛ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ؛ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا"، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

"ذِرْوَتُهَا": اَعْلَاهَا بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا طشت تھا جس کو "الغراء" کہا جاتا تھا۔ اسے چار آدمی اُٹھاتے تھے۔ پس جب چاشت کا وقت ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز چاشت

748: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3773

Marfat.com

ادا کر لیتے تو وہ طشت لایا جاتا، اور اس میں ثرید تیار ہوتا' سو تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ پس جب آدمی زیادہ ہوجاتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے۔ ایک اعرابی نے پوچھا: یہ بیٹھنے کا انداز کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منکسر المزاج بندہ بنایا ہے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور اوپر یعنی درمیان والا حصہ رہنے دو۔ اس میں برکت نازل ہوگی۔

اسے ابوداؤد نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 108 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

ذروتها: اوپر والا حصہ ذال کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ۔

شرح:

ثرید بنا ہے ثرد سے بمعنی بھگونا اور تر کرنا۔ اصطلاح میں ثرید یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگوئے جائیں، ثرید حضور انور کو پسند تھا، طبی لحاظ سے بھی ثرید زود ہضم اور مفید ہے حضور کی یہ ادا حکمت سے پُر ہے۔ قصعہ وہ بڑا پیالہ ہے جس سے چند آدمی بیک وقت کھاسکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے جماعت کے ساتھ کھاتے تھے۔ کسی نے کیا خواب کہا ہے۔

خوردہ ہماں بہ کہ بہ سنہا خوری حیف براں خوردہ کہ شبہا خوری

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

۱۰۸-بَابُ کَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

تکیہ لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان

(۷۴۹) عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بن عبد الله رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

749: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5398

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 149 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

متکئ: ٹیک لگانے والا۔ سہارا لینے والا۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح خود فرماتے ہیں کہ۔

"قَالَ الْخَطَّابِيُّ: اَلْمُتَّكِئُ هاهُنَا: هُوَ الْجالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى وِطَاءٍ تحته، قَالَ: وَاَرَادَ اَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُّرِيْدُ الْإِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ، بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَّا مُسْتَوْطِئًا، وَّيَاكُلُ بُلْغَةً ۔ هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ، وَّاَشَارَ غَيْرُهُ اِلٰى اَنَّ الْمُتَّكِءَ هُوَ الْمَائِلُ عَلٰى جَنْبِه، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

ترجمہ: خطابی کہتے ہیں: یہاں متکئ سے مراد وہ شخص ہے جو بچھونا بچھا کر کسی چیز کا سہارا لے کر بیٹھے۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ بچھونوں اور تکیوں وغیرہ پر نہیں بیٹھتے جس طرح کہ ایک زیادہ کھانے والا شخص بیٹھتا ہے بلکہ آپ ہوشیار ہو کر بیٹھتے اور بچھونا لگا کر نہ بیٹھتے' اور بقدر کفایت تناول فرماتے۔ یہ خطابی کا قول ہے۔

اور دیگر علماء نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ 'المتکئ' سے مراد وہ شخص ہے: جو ایک طرف جھک کر بیٹھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۷۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُّقْعِيًا يَّاكُلُ تَمْرًا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الْمُقْعِي": هُوَ الَّذِيْ يُلْصِقُ اَلْيَتَيْهِ بِالْاَرْضِ، وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سرین کے بل بیٹھ کر کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

750: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2044

Marfat.com

حلِ لغات:

المقعی: وہ شخص جو سرین کو زمین پر ٹیک دے اور اپنی پنڈلیاں کھڑی کر دے۔

شرح:

اقعاء اس بیٹھک کو کہتے ہیں کہ چوتڑ زمین پر لگے ہوں دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں یعنی اوکڑوں۔ یہ بیٹھک نماز میں مکروہ ہے کھاتے وقت بہتر کیونکہ یہ بیٹھک جلدی کے اظہار کے لیے ہوتی ہے نماز میں سکون کا اظہار چاہیے نہ کہ جلدی اور تیزی کا، کھانے میں جلدی اور تیزی تا کہ اس سے جلد فارغ ہوکر عبادت یا اور کسی دینی کام میں مشغول ہو جائیں۔ مطیع فرمانبردار غلام اوکڑوں بیٹھ کر کھاتے ہیں کہ منہ میں نوالہ ہے کان لگے ہیں آقا کی آواز کی طرف کہ کب وہ بلائے اور کب یہ فوراً اٹھ کر جائے، نیز اوکڑوں بیٹھ کر کھانے سے زیادہ کھانا نہیں کھایا جاتا۔ غرضیکہ کھانے کی اس نشست میں بہت حکمتیں ہیں۔

کھانے میں یہ تیزی اور جلدی یا تو سخت بھوک کی وجہ سے تھی یا کسی کام کی جلدی تھی یا وہ ہی حکمت تھی کہ جلد کھا کر دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں کھانا مقصود للغیر ہے عبادت مقصود بالذات۔ (مرقات واشعہ) غرضیکہ اس جلدی میں بھی حکمتیں تھیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور تناول فرمائی ہم یہاں پر نبی اکرم ﷺ کی مختلف غذاؤں کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی نشو ونما کے لئے مختلف حلال وطیب رزق کا اہتمام بھی فرمایا۔ یہ رزق ہمیں اناج اور پھل کے ذریعے بھی میسر آیا اور مختلف جانوروں اور پرندوں کے ذریعے بھی ملا۔ لیکن اُن کو کھانے کے طریقے مختلف النوع غذاؤں میں استعمال کے طریقے اور اُن غذاؤں کی تاثیر کے بارے ارشادات ہمیں دربار رسالت ﷺ سے ملے۔

جیسے نبی کریم ﷺ نے مختلف اشیاء کا استعمال کیا چند اشیاء کا یہاں پر بھی ذکر کرتے ہیں۔

روٹی: حضور ﷺ نے اکثر جو کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی گندم کی بھی، مگر کبھی بھی میدہ کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا گیا کہ کبھی حضور نبی اکرم ﷺ نے میدہ کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اخیر عمر تک آپ ﷺ کے حضور کبھی میدہ نہیں پیش کیا گیا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ اس زمانہ میں چھانیاں تھیں؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں سائل نے پوچھا کہ پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جَو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو (موٹے موٹے) تنکے ہوتے اڑ جاتے۔ باقی گوندھ کر پکا لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمالیا۔ (ابوداؤد)

گوشت: 1۔ حضور نبی کریم ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے گوشت کھانوں کا سردار فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے شوربے والا اور بھنا ہوا گوشت شوق سے تناول فرمایا گوشت کھانے کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا گوشت کھایا ہے۔ (شمائل شریف) حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیۂ پیش کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا اور تاجدار عرب وعجم حضور اکرم ﷺ کے حضور پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے لبالب بھرا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ھومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ شے کہاں سے آئی؟ تو وہ یہی جواب دیتیں۔ پھر آپ ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہرہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی۔ مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمادی۔ (خصائص کبریٰ)

2۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے (بکری کا) گوشت آیا۔ اس میں سے دست کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

3۔ حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہانڈی کی چونکہ دست کا گوشت حضور نبی کریم ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے ایک دستی پیش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ پھر دوسری طلب فرمائی۔ میں نے خدمت اقدس میں پیش کردی۔ پھر آقائے نامدار ﷺ نے اور دست طلب فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں۔ تو تاجدار عرب وعجم سید عالم ﷺ فرمانے لگے۔ ''مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو چپ رہتا، تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا۔ بونگی ہی نکلتی رہتیں۔'' (ترمذی)

Marfat.com

4۔حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بہترین گوشت پیٹھ کا ہے۔'' (ترمذی شریف)

مرغی کا گوشت: حضور ﷺ نے مرغی کا گوشت بھی کھایا ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت تناول فرمارہے تھے۔(مسلم و بخاری)

مچھلی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے''جیس خبط'' کا جہاد کیا ہم پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر کیے گئے۔ہم کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔سمندر نے ایک مچھلی (کنارے پر) پھینکی۔ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی۔اس کو''عنبر'' کہا جاتا تھا۔ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔(ایک دن) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی (اور اسے زمین پر رکھا، وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اُونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ سے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا، تو سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: کھاؤ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ میں پیش کیا اور تاجدار انبیاء ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔(بخاری شریف)

خرگوش کا گوشت: نبی کریم ﷺ نے خرگوش کا گوشت بھی کھایا ہے۔اس کا جواز آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک خرگوش کو (اُس کے مقام سے) نکالا۔لوگ اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔مگر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور اسے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے رانیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت انور میں بھیج دیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔(صحیح بخاری شریف)

حباریٰ: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔حباریٰ بیٹ کو کہا جاتا ہے۔(ترمذی)

نیل گائے کا گوشت: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک نیل گائے کو دیکھا اور اس کو شکار کیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اے قتادہ) اس کے گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کا پاؤں ہمارے پاس ہے۔حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑا اور تناول فرمایا۔(صحیح بخاری و مسلم شریف)

گھی، مکھن، پنیر: حضرت اُمّ اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا۔آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرمائی اور (اصحاب سے) فرمایا کہ اُمِ اوس کا برتن واپس کر دو۔صحابہ کرام نے برتن واپس کر دیا۔تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔حضرت اُم اوس رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم ﷺ نے گھی قبول نہیں فرمایا۔

Marfat.com

حضرت ام اوس رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھی اس لئے گرم کیا تھا کہ آپ ﷺ تناول فرمالیں گے۔'' آپ ﷺ اُمِ اوس کی بات سے سمجھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُمّ اوس سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب خوب یہ گھی کھائیں۔ اُم اوس نے وہ گھی حضور سرور کائنات ﷺ کے وصال مبارکہ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت تک کھایا۔ اُس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضٰی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا جھگڑا ہوا یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہوگیا۔ (خصائص الکبریٰ)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے (آپ ﷺ کے تناول فرمانے کے لئے) مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ حضور اکرم ﷺ مکھن اور کھجوروں کو پسند فرماتے تھے۔ (ابی داؤد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی خدمت فیض درجات میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر (تناول فرمانے کے لئے) اُسے کاٹا۔ (سنن ابی داؤد)

کھجور و جَو کا آٹا: کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی خصوصاً عجوہ کھجور کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو کے ساتھ کیا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت اُمّ منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری درخواست کرنے پر) حضور اکرم ﷺ ان میں سے تناول فرمانے لگے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے وہ بھی تناول فرمانے لگے تو انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو۔ تم مت کھاؤ وہ رک گئے۔ سید الانبیاء ﷺ تناول فرماتے رہے حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جَو لئے اور چقندر کے ساتھ پکا کر حاضر خدمت کیے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! یہ کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لئے مناسب ہے۔ (ترمذی شریف)

روغن زیتون: حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے روٹی کو روغن زیتون سے چوپڑ کر تناول فرمایا ہے اور بڑا پسند فرمایا ہے۔ حضرت عمر و ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو۔ اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن علی المرتضٰی، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور رغبت سے

Marfat.com

تناول فرماتے تھے۔وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیارے بیٹو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا۔انہوں نے فرمایا: ''ضرور پسند آئے گا۔'' چنانچہ وہ اٹھیں تھوڑے سے جو لے کر آئیں، انہوں نے باریک کیا اور ہانڈی میں ڈال دیئے، پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا، پھر کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ ڈالا اور پکا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔حضرت سلمٰی نے فرمایا کہ یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا۔(ترمذی)

سرکہ: حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے نہ صرف کہ تناول فرمایا: بلکہ اس کی تعریف بھی فرمائی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سرکہ بھی کیسا بہترین سالن ہے۔'' (ترمذی شریف)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی شے ہے؟ میں نے عرض کیا سوکھی ہوئی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔وہی لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس گھر میں سرکہ ہو۔(شمائل ترمذی)

کدوشریف: حضور سید عالم ﷺ کو سبزیوں میں کدو شریف بہت پسند تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور دعوت دی۔میں بھی ساتھ ہی تھا۔اُس درزی نے جو کی روٹی اور شوربا پیش خدمت کیا، جس میں کدو شریف اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو شریف تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے۔میں اس روز کے بعد ہمیشہ کدو شریف کو پسند کرنے لگا۔(بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کدو شریف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ ''ان کا کیا بنے گا؟'' فرمایا: ''سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔'' (ترمذی شریف) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو کدو شریف بہت پسند تھا۔ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کسی دعوت میں تشریف لے گئے۔کھانا حاضر خدمت کیا گیا۔اُس کھانے میں کدو شریف تھا۔چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو کدو شریف مرغوب ہے اس لئے میں اس کے قتلے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سامنے کر دیتا تھا اور سرکار دو عالم رسول اللہ ﷺ تناول فرما لیتے تھے۔(شمائل ترمذی)

قدید: رسول اللہ ﷺ ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدید عنایت فرمایئے۔آپ ﷺ نے جو قدید سامنے رکھا تھا۔اُس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔اس عورت نے عرض کیا کہ اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔آپ ﷺ نے اپنے منہ سے نکال کر اُسے عطا فرمایا اور وہ کھا گئی۔اُس روز کے بعد کبھی بھی اس کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا۔(خصائص کبریٰ)

Marfat.com

قدید کا مطلب خشک کیا ہوا گوشت ہے جو پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔

ثرید: روٹی کو شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں توڑ کر بھگونا تاکہ اچھی طرح گل جائے ثرید کہلاتا ہے ثرید آپ کو بہت پسند تھا اسے آپ ﷺ بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا محبوب ترین کھانا روٹی کا ثرید تھا۔ (ابو داؤد شریف) ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی شریف کی اس روایت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

متفرق کھانے: مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جَو کی روٹی کے ساتھ چقندر تناول فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ حلوہ (شیرینی) کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ مواہب الدنیہ نے ثعلبی سے نقل فرمایا کہ وہ حلوہ (شیرینی) جسے حضور انور ﷺ پسند فرماتے تھے۔ اس کا نام مجمع تھا کہ ایک قسم کی کھجور تھی۔ جسے دودھ کے خمیر کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔ روایات میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا۔ جس کے ساتھ شہد اور آٹا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے آٹا، گھی، میدہ اور شہد تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ سرور کائنات ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر دیگچی منگوائی اور ان اشیاء سے حلوہ تیار کروایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اہل فارس حیص کہتے ہیں۔

• مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا: حافظ ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا۔ تو آپ ﷺ اس میں سے تناول فرما لیتے اور جو بچتا۔ اسے میری طرف بھیج دیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے۔ اسے چاہیے کہ وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے دور رہے یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے بے شک نبی کریم ﷺ کے پاس ہنڈیا لائی گئی جس میں مختلف قسم قسم کی سبزیاں تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بو محسوس کی، تو فرمایا: اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ اور (ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا) تو کھا لے اس لئے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں، تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

نئے پھل کو پسند فرمایا: پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہیں۔ حضور انور ﷺ

Marfat.com

نے بقدر خواہش پھلوں کو بھی تناول فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بازار میں کوئی نیا پھل دیکھتے تو خرید کر بارگاہ نبوی (ﷺ) میں پیش کر دیتے تاکہ پھل پہلے حضور سرور کائنات ﷺ تناول فرمائیں۔ (شاید اسی لئے آج بھی نیا پھل بزرگوں سے شروع کروایا جاتا ہے۔)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام جس کسی نئے پھل کو دیکھتے (تو خود کھانے سے) پہلے اسے خدمت اقدس میں پیش کرتے اور جب آپ ﷺ اس پھل کو پکڑتے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں برکت فرما۔ ہمارے صاع اور مد میں برکت نازل فرما۔ اے اللہ تعالیٰ بے شک ابراہیم علیہم السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔ بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ﷺ ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے شہر مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے شہر مدینہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں، جوانہوں نے مکہ معظمہ کے لئے کی تھی۔ بلکہ اس سے دوگنی دعا کرتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شام رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ جب میرے پاس سے گزرے، تو مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، تو ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، تو اُن کو بھی ساتھ ملا لیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک انصاری صحابی کے باغ میں پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا۔ ہمیں نیم پختہ کھجوریں کھلاؤ۔ وہ خوشہ لے آیا اور سامنے رکھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے (یعنی ہم نے جو ساتھ تھے) کھایا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش جان فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان نعمتوں کا تم سے ضرور سوال ہو گا۔ حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشہ پکڑا اور زمین پر مارا تو کچی کھجوریں بکھر گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ان کے متعلق بھی ہم سے پوچھا جائے گا۔؟ فرمایا ہاں! البتہ تین چیزیں ہیں جن کے متعلق سوال نہ ہوگا۔ (1) وہ کپڑا جس سے انسان اپنا ستر ڈھانپے۔ (2) وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے اپنی بھوک مٹالے۔ (3) وہ مکان جس میں گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے داخل ہو۔

(رواہ احمد وبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری گزارش پر) آپ ﷺ نے ان میں سے تناول فرمایا۔ (ترمذی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا۔ پھر ایک برتن میں کچھ کھجوریں لائیں گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے بھی کچھ تناول فرمائیں۔ پھر ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے اور

Marfat.com

وضو کر کے نماز ظہر ادا کی۔ پھر واپس تشریف لائے تو اس عورت نے (دوبارہ) بچا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے (تھوڑا سا) تناول فرمایا اور دوبارہ وضو فرمائے بغیر (یعنی پہلے ہی وضو سے) نماز عصر ادا فرمائی۔ (ترمذی شریف)

مزید تفصیل کے لیے سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد نمبر:8 کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابوالاحمد غفر لہ)

۱۰۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَکْلِ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْاَصَابِعِ، وَکَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِیْ تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَکْلِهَا وَمَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَیْرِهِمَا

تین انگلیوں سے کھانا کھانے اور انگلیاں چاٹنے کے مستحب ہونے اور چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنے کی کراہت اور پیالے کو چاٹنے' گر جانے والے لقمہ کو اٹھانے' اور کھا لینے کے مستحب ہونے' اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پنڈلی کے ساتھ پونچھ لینے کا بیان

(۷۵۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا، فَلَا یَمْسَحْ اَصَابِعَهُ حَتّٰی یَلْعَقَهَا اَوْ یُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ انگلیوں کو چاٹنے سے پہلے ہرگز نہ پونچھے۔ (متفق علیہ)

(۷۵۲) وَعَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ، فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:23 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لَعِقَهَا: از، لعقاً بمعنی چاٹنا۔

751: بخاری شریف، رقم الحدیث:5456

752: مسلم شریف، 2032

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ، وَقَالَ: "اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں اور کھانے کے پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(۷۵۴) وَعَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ، فَلْیَاْخُذْھَا فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی، وَّلْیَاْکُلْھَا، وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطٰنِ، وَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ بِالْمِنْدِیْلِ حَتّٰی یَلْعَقَ اَصَابِعَہٗ، فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہِ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اُٹھائے اور اس کے ساتھ جو گرد و غبار وغیرہ لگ گیا ہو اسے جھاڑے اور کھالے اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے اور انگلیوں کو چاٹ لینے سے پہلے ہاتھ کو رومال سے صاف نہ کرے، کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَلْیُمِطْ: جدا کرنا، دور کرنا،

شرح:

کھاتے پیتے وقت، پیشاب پاخانہ، نماز و دعا حتیٰ کہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی قرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتیٰ کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے، اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے اولاد نیک و صالح اور باادب پیدا ہوتی ہے، اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو

753: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2033

754: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2023

Marfat.com

دھو کر کھالے، اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلا دے یوں ہی نہ چھوڑ دے کہ اسمیں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص19)

(۷۵۵) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَأْنِهٖ، حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے ہر شخص کے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانا کھانے کے وقت بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اُٹھا کر اس سے گرد جھاڑے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(۷۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا، وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى، وَلْيَاْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ اور آپ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اُٹھائے اس سے گردوغبار جھاڑلے اور اسے کھالے، اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے، اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کھانے کے پیالے کو پونچھ لیا کریں اور آپ نے فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تَسْلُتَ: از، سلتاً بمعنی چاٹنا، پونچھنا۔

755: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2033

756: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2034

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۷) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ: اَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ يَكُنْ لَّنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفَّنَا، وَسَوَاعِدَنَا، وَاَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت سعید بن حارث سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا ایسی چیز کے استعمال کے بعد جس کو آگ نے چھوا ہو وضو کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں اس قسم کا کھانا میسر آتا تو ہمارے پاس اپنی ہتھیلیوں، کلائیوں اور ٹانگوں کے سوا رومال وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مَسَّتِ: از، مساً، و مسیساً، بمعنی چھونا، پہنچنا، ہاتھ لگانا۔

شرح:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا یہاں وضو لغوی معنی میں ہے، وضاءۃ سے مشتق ہے، بمعنی صفائی۔ شرعی معنی مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز کھا کر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔ پھل فروٹ کھانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اگلی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے، نیز ایک بار حضور علیہ السلام نے گوشت کھا کر ہاتھ دھوئے، کلی کی اور فرمایا آگ کی پکی چیز کا وضو یہ ہے، اس صورت میں یہ حدیث منسوخ نہیں، کھانا کھا کر ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 292)

۱۱۰-بَابُ تَكْثِيْرِ الْاَيْدِيْ عَلَى الطَّعَامِ

زیادہ لوگوں کو کھانے میں شریک کرنے کا بیان

(۷۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ

757: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5457

Marfat.com

الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح گزر چکی ہے اور کچھ اگلی حدیث میں آ رہی ہے (ابو الاحمد غفرلہ)۔

(۷۵۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یکفی: از، کفایۃً بمعنی کافی ہونا۔

شرح:

یہ زیادہ نازک حالات کے لیے ہے جب کہ کھانے میں بہت ہی کمی ہو جائے، ان ہنگامی حالات میں آدھا پیٹ کھانا چاہیے اتنے کھانے سے بھی انسان مرتا نہیں کام چل جاتا ہے بلکہ ارزانی کے زمانہ میں بھی مسلمان کو چاہیے کہ کبھی روزہ رکھے کبھی کم کھائے تاکہ مصیبت پڑنے پر بھوک برداشت کر سکے۔ ہر ماہ میں تین روزے سنت ہیں اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کھانا الگ نہ کھاؤ مجتمع ہو کر کھاؤ جماعت میں برکت ہے۔ (مرقات) حضور

758: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5392

759: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2059

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص28)

۱۱۱-بَابُ اَدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْاِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِيْنَاء وَاسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْاِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ بَعْدُ الْمُبْتَدِیءِ

پینے کے آداب، برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کے مستحب ہونے اور برتن کے اندر سانس لینے کی مکروہ ہونے اور پہلے آدمی کے بعد برتن کو دائیں جانب سے گھمانے کا بیان

اناء کا معنی: اناء کا معنی برن ہے یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس میں پیا جائے چاہے کوئی برتن ہو یا چلّو یا کوئی اور چیز۔

(۷۶۰)عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔يَعْنِيْ: يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْاِنَاءِ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔یعنی برتن کے باہر سانس لیتے تھے۔(متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یتنفس: سانس لینا۔

شرح: پانی پینے کا طریقہ:

پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے ، ہر مرتبہ برتن کو منھ سے ہٹا کر سانس لے۔پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے ،غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے ، جب پی چکے الحمد للہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلافِ تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیبِ نصاریٰ ہے۔اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی

760: بخاری شریف، رقم الحدیث:5631

Marfat.com

جھوٹا ہوگیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔ (بہارشریعت)

(۷۶۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ، وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ، وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی مرتبہ نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو ''بسم اللہ'' پڑھا کرو اور جب پی چکو تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

رفعتم: از، رفعاً بمعنی اُٹھانا۔

شرح:

یعنی بہتر تو یہ ہی ہے کہ تین سانسوں میں پیو دو سانسیں درمیان میں لو ایک آخر میں یا دو سانسوں میں پیو کہ ایک سانس پینے کے بیچ میں لو دوسری آخر میں مگر ہر سانس برتن کو منہ سے الگ کر کے لو۔

یعنی جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہو۔ احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع کرے پہلی سانس لینے پر کہے الحمد للہ، دوسری سانس لینے پر کہے الحمد للہ رب العالمین، تیسری سانس پر کہے الرحمٰن الرحیم۔ (اشعۃ اللمعات) اس کے متعلق اور دعا میں بھی منقول ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص126)

(۷۶۲) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

يَعْنِيْ: يَتَنَفَّسُ فِيْ نَفْسِ الْاِنَاءِ.

761: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1885

762: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5630

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔
(متفق علیہ)

(۷۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِیٌّ، وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِیَّ، وَقَالَ: "اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
قَوْلُهٗ: "شِيْبَ" اَیْ: خُلِطَ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی ملا دودھ پیش کیا گیا تو آپ کے دائیں جانب ایک بدو بیٹھا تھا' اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ سو آپ نے دودھ پیا اور پھر برتن اعرابی کو دے دیا اور ارشاد فرمایا: دایاں پھر دایاں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

شیب کا معنٰی ہے: ملا ہوا۔

شرح:

ان خوش نصیب بدوی کا نام معلوم نہ ہو سکا بہر حال مدینہ کے چاند بیچ میں جلوہ گر تھے اور یہ تارے داہنے بائیں تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔
حضرت عمر اس وقت حضور انور کے سامنے تھے آپ نے بطور مشورہ یہ عرض کیا کیونکہ جناب صدیق افضل، اعلم، اکمل، اقدم اعلیٰ تھے۔آپ کا منشاء تھا کہ سید المرسلین کی پس خوردہ لسی سید المسلمین نوش کریں۔
معلوم ہوا کھانے پینے کی ترتیب میں قرب مرتبہ کا اعتبار نہیں قرب مکان کا لحاظ ہے اور داہنا شخص بائیں سے قریب تر ہوتا ہے۔نماز کی امامت میں اعلیٰ و افضل و اعلم کو مقدم رکھا جاتا ہے، یہ ترتیب عقل کے بھی مطابق اور قرین قیاس ہے۔دائرہ کی گردش داہنی طرف سے ہوتی ہے طواف کعبہ میں سنگِ اسود چومنے کے بعد داہنے چلتے ہیں۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص121)

(۷۶۴) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ

763: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5612
764: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5620

Marfat.com

بِشَرابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا ۔ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ يَدِهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "تَلَّهٗ" اَیْ وَضَعَهٗ ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے پیا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا' اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ تو اس لڑکے نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے ملنے والے حصے میں کسی کو اپنے آپ پر ترجیح نہیں دوں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تلہ کا معنی ہے: رکھ دیا۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وہ لڑکا جس نے اپنے حصے پر کسی کو ترجیح نہ دی۔

وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ۔

اور وہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب واحترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔ اس سے بہت سے مسائل شریعت وطریقت کے حل ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص122)

Marfat.com

۱۱۲-بَابُ کَرَاھَۃِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَۃِ وَنَحْوِھَا وَبَیَانِ اَنَّہٗ کَرَاھَۃُ تَنْزِیْہٍ لَا حَرَامٌ

مشکیزے وغیرہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے کی کراہت کا بیان اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں

مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی تعریف: المکروہ: ما ھو راجع الترک ، فان کان الی الحرام اقرب تکون کراھتہ تحریمۃ، و ان کان الی الحل اقرب تکون تنزیھیۃ، ولا یعاقب علی فعلہ"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: جس کا ترک راجع ہو اگر وہ حرام کے قریب ہو تو کراہت تحریمی ہو گی اور حلال کے قریب ہو تو کراہت تنزیہی ہو گی اور اس (کراہت تنزیہی) کے کرنے پر عقاب نہیں ہوتا۔

(۷۶۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن اخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ ۔ یَعْنِیْ: اَنْ تُکْسَرَ اَفْوَاھُھَا، وَیُشْرَبَ مِنْھَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ موڑنے سے منع فرمایا ہے۔ یعنی اس طرح کہ اس کے منہ کو موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اختناث: از، خنثا، بمعنی مشکیزہ کے سر کو پھاڑ کر باہر کی طرف موڑ دینا، ہیجڑا ہونا۔

شرح:

اس ممانعت میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ مشکیزے میں کوئی زہریلا کیڑا ہو جو اس طرح پینے سے منہ کے ذریعہ پیٹ میں چلا جائے، ممکن ہے کہ مشکیزہ کا منہ چوڑا ہو پانی زیادہ گرے کپڑے بھیگ جاویں، نیز پھر مشکیزہ کا پانی استنجے کے قابل نہ رہے کیونکہ پس خوردہ پانی سے استنجا کرنا منع ہے۔ جن روایات میں ہے کہ حضور اقدس نے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا وہاں مشکیزہ چھوٹا تھا اور اس کا منہ بہت چوڑا نہ تھا اور خبر تھی کہ پانی صاف ہے لہٰذا یہ حدیث اس سے متعارض نہیں یا وہ حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیے۔ مرقات میں اس جگہ ہے کہ ایک

765: بخاری، رقم الحدیث: 5625، مسلم شریف، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث: 5155، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3719، ترمذی، رقم الحدیث: 1890، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3418، دارمی، رقم الحدیث: 2119، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 11040، ابن حبان، رقم الحدیث: 5317، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2552، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7212

Marfat.com

شخص نے بطورِ آزمائش مشکیزے کے منہ سے پانی پیا تو اس کے منہ میں سانپ چلا گیا یا مقصد یہ ہے کہ اس طرح ہمیشہ پینا ممنوع ہے کبھی اتفاقاً پی لینا جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص112)

(۷۶۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ اَوِ الْقِرْبَةِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک یا مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

(۷۶۷) وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر مشک منہ سے لگا کر پانی پیا جو لٹک رہی تھی۔ سو میں نے اُٹھ کر اس مشک کے منہ کو کاٹ لیا۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

فی: بمعنی منہ۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ

وَاِنَّمَا قَطَعَتْهَا: لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَتَبَرَّكَ بِهِ، وَتَصُوْنَهُ عَنِ الْاِبْتِذَالِ . وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ، وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

ترجمہ: حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشک کا منہ اس لئے کاٹ لیا تھا تا کہ اس چیز کو محفوظ کر لیں جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا تھا' اور اس سے برکت حاصل کریں اور اس کو عام استعمال سے بچا سکیں۔

766: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5627

767: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1892

Marfat.com

یہ حدیث جواز کے بیان پر محمول ہے اور پہلی دونوں حدیثوں میں اعلیٰ اور اکمل صورت کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

۱۱۳-بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان

فائدہ: یہاں شراب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پی جاتی ہے. جیسے پانی، دودھ، لسی، چائے، شربت وغیرہ۔

(۷۶۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِی الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ: "اَهْرِقْهَا" . قَالَ: اِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ؟ قَالَ: "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِیْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا؛ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں برتن میں تنکے وغیرہ دیکھوں تو؟ آپ نے فرمایا: انہیں نیچے گرادو۔ اس نے عرض کیا: میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہوسکتا؟ آپ نے فرمایا: تو پیالے کو اپنے منہ سے علیحدہ کر (سانس لے سیراب ہو جائے گا)

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اھرقھا: از، اھراقاً، بمعنی بہانا، گرانا۔

شرح:

پھونک مارنا پانی میں ہو یا دودھ میں یا کسی اور پینے کی چیز میں، پھر خواہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ہو یا تنکا وغیرہ دور کرنے کے لیے اور خواہ پانی میں پھونک مارے یا کھانے میں سب ممنوع ہے۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے عن النفخ فی الطعام والشراب۔

یعنی اگر برتن میں کوڑا تنکا نظر آئے تو میں کیا کروں وہ تو پھونک سے ہی دفع ہوسکتا ہے اور آپ حضور پھونک سے

768: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1887

Marfat.com

منع فرماتے ہیں۔ جواب حدیث میں بیان ہو چکا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص127)

(۷۶۹)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى اَن يُتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ برتن کے اندر سانس لیا جائے یا اس میں پھونکا جائے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے، نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو۔ گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو قدرے ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو، اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو کچھ گرا دو پھونک سے الگ نہ کرو۔ بعض لوگوں کو گندہ دہنی کی بیماری ہوتی ہے انکی پھونک سے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہر شخص ان دونوں سے پرہیز کرے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے، حضور کے احکام میں صدہا حکمتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص125)

۱۱۴۔بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَّبَيَانِ اَنَّ الْاَكْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا فِيْهِ

کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور یہ کہ بیٹھ کر پانی پینا کمال وفضیلت کا باعث ہے

حَدِيْثُ كَبْشَةَ السَّابِقُ

اس موضوع کی حدیث حضرت کبشہ والی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

(۷۷۰)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ،

769: جامع ترمذی، رقم الحدیث:1888

770: بخاری شریف، رقم الحدیث:1637، ترمذی، رقم الحدیث:182، نسائی، رقم الحدیث:1361، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3422، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1222، ابن حبان، رقم الحدیث:3838، بیہقی، رقم الحدیث:9080، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2634، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:12574

Marfat.com

فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آب زم زم پیش کیا تو آپ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (متفق علیہ)

(۷۷۱) وَعَنِ النَّزَّالِ بنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ، فَشَرِبَ قَائِمًا، وَقَالَ: اِنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِي فَعَلْتُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ ◀ حضرت نزال بن سبرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ "رحبہ" کے دروازے پر آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے کرتے (یعنی پیتے) دیکھا ہے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

نزال بن سبرہ: ہلالی، کوفی، ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے دارقطنی کا قول ہے بہت بڑے تابعی ہیں، علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، (واللہ اعلم)

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، حرف النون، ص ۳۱۳)

حلِ لغات:

الرَّحْبَة: کشادہ زمین جس پر بکثرت گھاس ہو اور بہت لوگ آتے ہوں۔ مکانوں کے درمیان کھلی جگہ، کوفہ میں موجود ایک مقام کا نام یہاں یہی مراد ہے۔

شرح:

یعنی لوگ سمجھتے ہیں پانی کھڑے ہو کر مطلقاً ممنوع ہے حالانکہ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ معلوم ہوا کہ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یا یہ مطلب ہے کہ کھڑے ہو کر پینا مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے میں نے حضور انور کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ ابھی ہم نے عرض کر دیا کہ پانی کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پیے اور چند پانیوں کا کھڑا ہو کر پینا مستحب ہے: ایک آبِ زمزم، دوسرے بعض وضو کا بچا ہوا پانی، تیسرے بزرگوں کا پس خوردہ پانی۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت علی، سعد ابن ابی وقاص، ابن عمر، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے ہو کر پانی پینا درست فرماتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ تمام فقہاء وہی جائز کہتے ہیں صرف مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے۔

771: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5615

Marfat.com

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص117)

(۷۷۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِیْ، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم چلتے چلتے کھالیتے تھے اور کھڑے ہوکر پی لیتے تھے۔

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۷۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوکر بھی پیتے دیکھا اور بیٹھ کر بھی۔

تعارفِ راوی:

عمرو ابن شعیب: ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہیں، آپ نے اپنے والد شعیب، ابن میتب، طاؤس وغیرہم سے روایت لی بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایات میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد یعنی شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں اور عبداللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہٰذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے بخاری مسلم نے انکی احادیث نہ لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

قائما: از، قیاماً بمعنی کھڑا ہونا،

772: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1880

773: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1883

Marfat.com

شرح:

کھڑے ہوکر پینا ضرورت کے موقعہ پر تھا یا زمزم یا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا باقی پانی بیٹھ کر پیئے یا کھڑے ہوکر پینا بیان جواز کے لیے تھا بیٹھ کر پینا بیان استحباب کے لیے لہٰذا دونوں عمل درست ہی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص124)

(۷۷۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا ۔ قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لِاَنَسٍ: فَالْاَكْلُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ اَشَرُّ - اَوْ اَخْبَثُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آدمی کو کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے کھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ (یعنی کھڑے ہوکر) اس سے بھی برا ہے۔ یا فرمایا اس سے بھی زیادہ گندہ ہے۔ (مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے سختی سے منع کیا۔

(۷۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَّسِیَ فَلْیَسْتَقِیْءْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہوکر نہ پیئے اور جو بھول جائے اس کو چاہیے کہ وہ قے کردے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَلْیَسْتَقِیْءْ: از، استقاءً، بمعنی بتکلف قے کرنا، جان بوجھ کر قے کرنا،

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے جو کھڑے ہوکر پانی یا کوئی چیز پی لے تو یہ بہتر ہے کہ قے کردے یہ حکم منسوخ نہیں۔) مرقات (یہ حکم اس لیے ہے کہ لوگ اس سے بچیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص115)

774: مسلم، رقم الحدیث: 2024

775: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2026

Marfat.com

۱۱۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرَهُمْ شُرْبًا

پلانے والے کے لئے خودسب کے بعد پینا مستحب ہے

(۷۷۶) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پینے والا ہوتا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

ساقي: (فاعل) جمع سقاة و ساقون وسقاء، پلانے والا۔

شرح:

یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے، کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بھی بعد پئیں گے۔خیال رہے کہ رب تعالٰی کی طرف سے قاسم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تا قیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابوقتادہ تھے حقیقتًا پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابوقتادہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابوقتادہ تھے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،ج8،ص168)

۱۱۶-بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيْعِ الْاَوَانِیْ الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكَرْعِ -وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِنَاءٍ وَّلَا يَدٍ - وَتَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِی الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

سونے اور چاندی کے سوا تمام پاک برتنوں سے اور ''کرع'' کے ساتھ اور یہ نہر وغیرہ سے ہاتھ کے بغیر پینا ہے اس کے جواز اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے' پینے' طہارت کرنے اور انہیں ہر قسم کے استعمال میں لانے کی حرمت کا بیان

776: جامع ترمذی، رقم الحدیث:1894

Marfat.com

(۷۷۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَبَقِیَ قَوْمٌ، فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ ـ قَالُوْا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِیِّ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّـهٗ وَلِمُسْلِمٍ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ، فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ ـ قَالَ اَنَسٌ: فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ .

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوا تو وہ لوگ جن کے گھر قریب تھے گھروں کی طرف چلے گئے (وضو کے لئے) کچھ لوگ باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پتھر کا بنا ہوا ایک برتن لایا گیا۔ وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے' سو اسی برتن سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا: اسّی یا اس سے زیادہ۔ (متفق علیہ)

اور یہ روایت بخاری کی ہے' اوران کی اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوایا، تو آپ کی خدمت میں ایک کم گہرائی والا کھلا پیالہ پیش کیا گیا' جس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھ دیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں: سو میں دیکھنے لگا کہ پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے۔ سو میں نے اندازہ لگایا تو اس پانی سے وضو کرنے والوں کی تعداد ستر اور اسّی کے درمیان تھی۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بِمَخْضَبٍ: کپڑے دھونے یا رنگنے کا برتن،

فَحَزَرْتُ: اندازہ کرنا،

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا ایک معجزہ بیان ہوا، چند مزید ملاحظہ ہوں۔

777: بخاری شریف، رقم الحدیث:195، مسلم شریف، کتاب الفضائل، رقم الحدیث:5822، ترمذی، رقم الحدیث:978، نسائی، رقم الحدیث:78، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1623، دارمی، رقم الحدیث:28، مسند امام احمد، رقم الحدیث:24401، ابن حبان، رقم الحدیث:6544، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:3731، بیہقی رقم الحدیث:116، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:4510، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:3121، دارقطنی، رقم الحدیث:1

Marfat.com

معجزاتِ دستِ نبوی ﷺ:

(1) ,,أن ابیض بن حمّال کان بوجهه حزازة وهی القوباء فالتقمت انفه فمسح النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلم علی وجهه فلم یمس ذلك الیوم وفیه اثر .

حضرت ابیض بن حمّال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد تھا۔جس سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا ایک دن حضور ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور ان کے چہرے پر اپنا دستِ شفا پھیرا شام سے پہلے پہلے داد اور اس کا نشان بھی جاتا رہا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ ابیض بن حمال، ج ۱، ص ۱۷۷)

(2) ,,قال: اتیت النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلی آله وسلم وبکفی سلعة فقلت: یا رسول اللّٰه إن هذه السّلعة قد آذتنی تحول بینی وبین قائم السیف فقال: ادن فدنوت فوضع یده علی السّلعة فما زال یطحنها بکفه حتی رفع . وما ادری این اثرها .

حضرت شرحبیل بن عبدالرحمٰن الجعفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا میری ہتھیلی میں ایک گلٹی تھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ میں یہ گلٹی ہے جس کی وجہ سے میں تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ نہیں پکڑ سکتا حضور ﷺ نے فرمایا قریب آؤ تو میں قریب ہوا تو آپ ﷺ اپنی ہتھیلی سے اس گلٹی کو رگڑا، تو اس کا نشان تک نہ رہا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ شرحبیل بن عبدالرحمٰن الجعفی، ج ۳، ص ۲۶۸)

(3) ,,وعن ابن عباس قال: إن امرأة جائت بابن لها إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت: یا رسول اللّٰه إن ابنی به جنون وإنه لیأخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صدره فثع ثعة وخرج من جوفه مثل الجرو الاسود یسعی"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ اس کو جنون ہے۔اور صبح اور شام کے وقت اس کو دورا پڑتا ہے حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا، لڑکے نے قے کی اور اس میں سے ایک کالے کتے کا پلا نکلا اور وہ بچہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔

حوالہ: (احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک القسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ، مواہب الدنیہ، باب حدیث القصہ، ج ۲، ص ۲۹۸)

(4) ,,عن قتادة بن النعمان انه اصیبت عینه یوم بدر فسالت حدقته علی وجنته فأرادوا ان یقطعوها فقالوا: لا حتی نستأمر رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وآله وسلم فاستأمروه فقال: لا ثم

Marfat.com

دعا به فوضع راحته علی حدقته ثم غمزها فکان لا یدری ای عینیه ذهب ۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھ مبارک کو بدر کے دن صدمہ پہنچا اور آنکھ مبارک کا ڈیلا رخسار پر آ گیا لوگوں نے کہا کہ اس کو کاٹ دیا جائے۔ پھر کہا جتنی دیر تک حضور ﷺ سے پوچھ نہ لیں یہ کام نہیں کریں گے جب حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو پھر ان کو بلایا اور ڈیلے کو اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا، آنکھ ایسی درست ہوگئی کہ کوئی بھی نہ بتا سکتا تھا کہ دونوں آنکھوں میں سے کون سی کو صدمہ پہنچا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادۃ بن نعمان، ج ۵، ص ۳۱۸)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت قتادہ فرماتے تھے کہ مجھے دوسری آنکھ کی نسبت اس آنکھ سے زیادہ نظر آتا تھا جس کو حضور ﷺ نے ٹھیک کیا تھا۔

(5) ,,فقال: یا رسول اللہ امسح وجھی وادع لی بالبرکۃ قال: ففعل فکان وجھہ یزھو ۔"

حضرت عائذ بن سعید جسری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میرے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیں اور میرے لیے برکت کی دعا فرما دیں حضور ﷺ نے اسی طرح کیا تو اس وقت سے حضرت عائذ رضی اللہ عنہ کا چہرا ہمیشہ تر و تازہ اور نورانی رہا کرتا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ عائذ بن سعید، ج ۳، ص ۴۹۲)

(6) ,,مسح النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہ قتادۃ بن ملحان ثم کبر فبلی منہ کلّ شیء غیر وجھہ"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادۃ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جب وہ عمر رسیدہ ہوگئے تو ان کے تمام جسم پر بڑھاپے کے آثار نمایاں تھا لیکن چہرہ بالکل تر و تازہ تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادۃ بن ملحان، ج ۵، ۳۱۷)

(7) ,,قال قیس: فاجلسنی النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین یدیہ ومسح علی رأسی ودعا لی وقال: بارك اللہ فیك یا قیس ۔ ثم قال: انت ابو الطّفیل "

فھلك قیس وھو ابن مائۃ سنۃ ورأسہ ابیض واثر ید رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ اسود ۔"

حضرت قیس بن زید بن حباب جذامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے تم ابو طفیل ہو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے سو

Marfat.com

برس کی عمر میں وفات پائی ان کے سر کے بال مبارک سفید ہو گے تھے مگر جس جگہ حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک رکھا تھا اُس جگہ کے بال سیاہ ہی تھے۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قیس بن زید الجذامی، ج ۵، ص ۳۵۷)

(8)،، وفد عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اقرع فمسح عَلَى رأسه فنبت شعره“

حضرت ہلب طائی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اقرع (گنجے) تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اس وقت بال اُگ آئے (اسی وجہ سے ان کو ہلب (زیادہ بالوں والا) کہا جاتا تھا۔)

حوالہ: (یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی، متوفی ۴۶۳ء، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تذکرہ ہلب طائی، ج ۴، ص ۱۵۴۹)

(9)،، روت عَنهُ ابنته عمرة أنَّهُ قَالَ: مسح رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رأسى وكسانى بردين وأعطانى سيفا قالت: فما شاب رأس ابى حَتّٰى لقى اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ“

حضرت یسار بن از یہر رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی عمرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دو چادریں پہنا دیں اور ایک تلوار بھی عطاء فرمائی۔ حضرت یسار کی صاحبزادی حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے باپ کے سر میں سفید بال نہ آئے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گی۔ حوالہ: (امام ابن اثیر، متوفی ۶۳۰ھ، اُسد الغابہ، تذکرہ یسار بن از یہر الجہنی، ج ۵، ص ۴۷۷)

(10)،، قال ابو عمر: كان سهل قد خرج بابنته عميرة وبصاعين من تمر فقال: يا رسول اللّٰه إن لى إليك حاجة. قال: وما هى قال: تدعو اللّٰه لى ولا بنتى. وتمسح رأسها فإنه ليس لى ولد غيرها قالت: عميرة: فوضع كفه علىّ فاقسم باللّٰه لكان برد كفّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم على كبدى بعد.“

ابوعمر فرماتے ہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ دو صاع کھجوریں بطورِ زکوٰۃ اور اپنی بیٹی عمیرہ کو لے کر رسول ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ ﷺ سے کام ہے فرمایا کیا کام ہے؟ عرض کیا کہ آپ ﷺ میرے حق اور میری بیٹی کے حق میں دعا فرمائیں، اور اس بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیر دیں میری اس کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتی ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اس کے بعد بھی میرے کلیجے (سینے) میں رہی۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ عمیرہ بنت سہل بن رافع، ج ۸، ص ۲۵۰)

Marfat.com

(11)،،عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنتُ فِي غَنمٍ لِآلِ اَبِي مُعَيطٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اَبُو بَكرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، عِندَكَ لَبَنٌ، فَقُلتُ: نَعَم، وَلٰكِنِّي مُؤتَمَنٌ قَالَ: فَهَل عِندَكَ شَاةٌ لَم يَنزُ عَلَيهَا الفَحلُ، قُلتُ: نَعَم، فَأَتَيتُهُ بِشَاةٍ شَطُورٍ، فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَكَانَ الضَّرعِ، وَمَا لَهَا ضَرعٌ، فَإِذَا ضَرعٌ حَافِلٌ مَملُوءٌ لَبَنًا، فَأَتَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِصَخرَةٍ مَنقُورَةٍ، فَحَلَبَ، ثُمَّ سَقَى اَبَا بَكرٍ وَسَقَانِي، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرعِ اقلُص فَرَجَعَ كَمَا كَانَ، فَأَنَا رَأَيتُ هٰذَا مِن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلِّمنِي فَمَسَحَ رَأسِي، وَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ، فَإِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ فَأَسلَمتُ"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک روز رسول ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے کیا تیرے پاس دودھ ہے؟؟

میں نے کہا کہ ہاں لیکن میں امین ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نر نہ کودا ہو؟؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں پس میں نے ایک بکری پیش کی جس کے تھن نہ تھے آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ مبارک مارا اچانک دودھ سے بھرا ہوا ایک تھن ظاہر ہوا آپ ﷺ نے دودھ دوہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مجھ کو پلایا۔

پھر تھن کو ارشاد فرمایا کہ سکڑ جا تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تعلیم دیں آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت دے کر فرمایا کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے پس میں اسلام لے آیا۔

حوالہ: (امام ابو القاسم سلمان بن ایوب، الطبرانی، المعجم الصغیر الطبرانی، باب من اسمہ عمر، ج۱، ص۳۱۰، حدیث ۵۱۳)

(۷۷۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"الصُّفْرُ": بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوزُ كَسْرِهَا، وَهُوَ النُّحَاسُ، وَ"التَّوْرُ": كَالْقَدَحِ، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم

778: بخاری شریف، رقم الحدیث: 197

Marfat.com

نے آپ کے لئے تانبے کا ایک پیالہ نکالا اور آپ نے اس سے وضوفرمایا۔ (بخاری)

حلِ لغات:

الصفر: صاد کے ضمہ کے ساتھ اور کسرہ بھی جائز ہے۔اس سے مراد ہے: تانبا۔

التور: پیالے کی طرح کا برتن۔تاء مثناۃ کے ساتھ ہے۔

شرح:

تانبے کے برتن سے وضوکرنا، اُس میں کھانا پینا، سب بلاکراہت جائز ہے، وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ہاں قلعی کے بعد چاہیے بےقلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔علماء نے وضو کے آداب ومستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، جلد، 1، ص336، رضافاؤنڈیشن لاہور)

(۷۷۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، وَمَعَہُ صَاحِبٌ لَّہُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنْ کَانَ عِنْدَکَ مَاءٌ بَاتَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ فِیْ شَنَّۃٍ وَّاِلَّا کَرَعْنَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ. "اَلشَّنُّ": اَلْقِرْبَۃُ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔آپ کے ہمراہ ایک صحابی بھی تھے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو آج رات بھر مشکیزے میں رہا ہو تو لے آؤ ورنہ ہم کسی نہر وغیرہ سے منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الشن: مشکیزہ کو کہتے ہیں۔

شرح:

وہ صحابی حضرت ابوبکر صدیق تھے اور باغ والے ابوالہیثم تھے یا کوئی اور انصاری۔عربی میں کرع اس طرح پینے کو کہتے ہیں کہ اس میں ہاتھ استعمال نہ ہو یعنی نالی یا نہر سے منہ لگا کر پی لینا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص118)

779: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5613

Marfat.com

(۷۸۰) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِیْرِ، وَالدِّیْبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: "هِیَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا، وَهِیَ لَکُمْ فِی الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشم و دیباج کے کپڑے پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا' اور آپ نے فرمایا: یہ چیزیں کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ (متفق علیہ)

(۷۸۱) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اِنَّ الَّذِیْ یَاْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ، فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ".

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: بے شک جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے' اور انہی کی ایک روایت میں ہے: جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں پیا تو بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کر رہا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

یُجَرْجِرُ: غٹ غٹ اتارنا، غٹ غٹ پینا۔ پینا۔

شرح:

مسئلہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔

780: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5632

781: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5310، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، رقم الحدیث: 2817، نسائی، رقم الحدیث: 5149، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3413، امام مالک، رقم الحدیث: 1649، دارمی، رقم الحدیث: 2129، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24706، ابن حبان، رقم الحدیث: 5342، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7402، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 2711، طبرانی، رقم الحدیث: 12046

Marfat.com

زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔

"(الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۴۶۵......)

مسئلہ: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں مونھ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔

"(الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۴۶۵......)

Marfat.com

کتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

فائدہ: کتاب کا معنی شروع کتاب میں گزر چکا ہے۔

لباس کا معنی: پوشاک، جامہ، کپڑے، روپ، شکل، بھیس وغیرہ ہیں (فیروز اللغات) لیکن یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس کو جسم پر پہنایا اوڑھا جائے جیسے قمیص، تہبند، عمامہ، وغیرہ۔

۱۱۷-بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْیَضِ، وَجَوَازِ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَسْوَدِ، وَجَوَازِہٖ مِنْ قُطْنٍ وَّکَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَیْرِھَا اِلَّا الْحَرِیْرَ

سفید کپڑا پہننے کے مستحب ہونے اور سرخ' سبز' زرد اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز اور ریشم کے سوا' سوت' کتان' بالوں اور اون کا کپڑا پہننے کے جواز کا بیان

قطن کا معنی: کپاس، روئی (فیروز اللغات)

کتّان کا معنی: السی، ایک قسم کا باریک کپڑا جس کی نسبت مشہور ہے کہ چاندنی رات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، (فیروز اللغات)

شعر کا معنی: شَعْرٌ عربی میں بال کو کہتے ہیں یہاں مراد بالوں سے بنا ہوا لباس ہے۔

صوف کا معنی: اُون، نمدہ، کمل، ایک قسم کا دبز پشمینے کا کپڑا، وہ کپڑا جو دوات میں سیاہی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اس کو بھی صوف کہتے ہیں، یہاں مراد وہ کپڑا ہے جو اُون کا بنا ہو (ابوالاحمد غفرلہ)

حریر کا معنی: حریر کا معنی ریشم ہے یہاں ریشم اور ریشمی کپڑا دونوں مراد ہیں دونوں کا استعمال مرد کو جائز نہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ﴾ (الاعراف: 26)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں

Marfat.com

چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا ہے۔

تشریح:

یہاں اللہ تعالیٰ اپنا احسان یاد دلاتا ہے کہ اس نے لباس اتارا اور ریش بھی۔ لباس تو وہ ہے جس سے انسان اپنا ستر چھپائے اور ریش وہ ہے جو بطور زینت، رونق اور جمال کے پہنا جائے۔ اول تو ضروریات زندگی سے ہے اور ثانی زیادتی ہے۔ ریش کے معنی مال کے بھی ہیں اور ظاہری پوشاک کے بھی ہیں اور جمال، خوش لباسی کے بھی ہیں۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نیا کرتہ پہنتے ہوئے جبکہ گلے تک وہ پہن لیا فرمایا »اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهَا عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهَا فِیْ حَیَاتِیْ« پھر فرمانے لگے: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص نیا کپڑا پہنے اور اس کے گلے تک پہنچتے ہی یہ دعا پڑھے، پھر پرانا کپڑا راہ خدا میں دے دے تو وہ اللہ کے ذمہ میں، اللہ کی پناہ میں اور اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ زندگی میں بھی اور بعد از مرگ بھی۔ (سنن ابن ماجہ 3557)

مسند احمد میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے ایک کرتہ تین درہم کا خریدا اور اسے پہنا- جب پہنچوں اور ٹخنوں تک پہنچا تو آپ نے یہ دعا پڑھی »اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهِ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهِ عَوْرَتِیْ« یہ دعا سن کر آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اسے کپڑا پہننے کے وقت پڑھتے تھے یا آپ از خود اسے پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (مسند احمد 158/1)

»لِبَاسُ التَّقْوٰی« کی دوسری قرات »لِبَاسَ التَّقْوٰی« سین کے زبر سے بھی ہے- رفع سے پڑھنے والے اسے مبتدا کہتے ہیں اور اس کے بعد کا جملہ اس کی خبر ہے- عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس سے مراد قیامت کے دن پرہیزگاروں کو جو لباس عطا ہوگا، وہ ہے۔" (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابن جریج کا قول ہے: "لباس تقویٰ ایمان ہے۔" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "عمل صالح ہے اور اسی سے ہنس مکھ ہوتا ہے۔"

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مراد اس سے مشیت ربانی ہے۔" عبدالرحمن کہتے رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اللہ کے ڈر سے اپنی ستر پوشی کرنا لباس تقویٰ ہے۔"

یہ کل اقوال آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں بلکہ مراد یہ سب کچھ ہے اور یہ سب چیزیں ملی جلی اور آپس میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر نبوی پر

Marfat.com

کھلی گھنڈیوں کا کرتا پہنے ہوئے کھڑا دیکھا۔ اس وقت آپ کتوں کے مار ڈالنے اور کبوتر بازی کی ممانعت کا حکم دے رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگو اللہ سے ڈرو! خصوصاً اپنی پوشیدگیوں میں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ جو شخص جس کام کو پوشیدہ سے پوشیدہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی کی چادر اس پر اعلانیہ ڈال دے گا۔ اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ اور فرمایا اس سے مراد خوش خلقی ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 14451)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ﴾ (النحل: 81)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔

(۷۸۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ؛ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں' اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں کا ہی کفن پہنایا کرو۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

اَلْبَسُوْا: از، لبساً، کپڑا پہننا۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے کہ زندوں اور مُردوں کے لیے سفید کپڑا مستحب ہے ورنہ عورت میت کے لیے ریشمی، سوتی، سرخ، پیلا ہر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید اور سوتی ہے۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص862)

782: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4061

Marfat.com

(۷۸۳) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِلْبَسُوْا الْبَیَاضَ ؛ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ، وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ" رَوَاهُ النِّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا۔

اس کو نسائی اور حاکم نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۷۸۴) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعاً، وَلَقَدْ رَاَیْتُهُ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد درمیانہ تھا' اور میں نے آپ کو سرخ حلہ زیب تن کئے ہوئے دیکھا۔ میں نے آپ سے حسین تر چیز کبھی نہیں دیکھی۔ (متفق علیہ)

(۷۸۵) وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَکَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ لَّهُ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهٖ، فَمِنْ نَّاضِحٍ وَّنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وعلیه حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْهِ، فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، یَقُوْلُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُکِزَتْ لَهٗ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ الْکَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا یُمْنَعُ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

"اَلْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ: نَحْوَ الْعُکَّازَةِ .

◀ ◀ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا۔ آپ وادی ابطح میں سرخ رنگ کے چمڑے کے بنے ہوئے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی لے کر آئے تو کسی کو تھوڑا پانی ملا اور کسی کو زیادہ۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے سرخ حلہ پہن رکھا تھا۔ گویا میں اب بھی آپ کی کلائیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور آذان پڑھی۔ جب انہوں نے "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پڑھا تو میں ان کے منہ کی جانب دیکھنے لگا انہوں نے دیکھا اور بائیں جانب پھر آپ کے لئے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا آپ

783: سنن نسائی، رقم الحدیث: 1897

784: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3551

785: بخاری شریف، رقم الحدیث: 376

Marfat.com

آگے تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ آپ کے سامنے سے کتے اور گدھے وغیرہ گزرتے رہے لیکن ان کو روکا نہیں جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 149 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

العنزہ: نون کے فتحہ کے ساتھ۔ نیزہ کو کہتے ہیں۔

شرح:

ابطح یہ جگہ جنت معلٰی سے کچھ آگے منی کی جانب ہے جسے وادی مُحَصَّب اور بطحا بھی کہا جاتا ہے، اسی نسبت سے حضور کو بطحی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، ابطح کے معنی ہیں بجری والا میدان جہاں بارش میں سیلاب آجاتا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں وضو کیا، غسالہ ایک لگن میں گرا حضرت بلال وہ پانی کا لگن باہر صحابہ کے پاس لائے تاکہ صحابہ اس سے برکتیں حاصل کرلیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس غسالہ شریف پر ٹوٹ پڑے۔

تاکہ اسے حاصل کریں اور برکت لیں کیوں کہ وہ پانی حضور کے اعضاء سے لگ کر نورانی بھی ہوگیا اور نور گر بھی۔ پھول سے لگی ہوئی ہوا دماغ مہکا دیتی ہے، حضور کے جسم اطہر سے لگا ہوا پانی روح و ایمان مہکا دے گا۔

اس لیے اسے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ مرقات میں اسی جگہ ہے کہ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے حضور کی فصد لی اور خون بجائے پھینکنے کے پی لیا۔ خیال رہے کہ ہمارا فضلہ وضو کا پینے کے قابل نہیں کہ وہ ہمارے گناہ لے کر نکلا ہے، حضور کا غسالہ متبرک ہے کیونکہ وہ نور لے کر نکلا۔ بعض مرید اپنے مشائخ کا جوٹا پانی تعظیم سے استعمال کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

سرخ جوڑے سے مراد خالص سرخ رنگ میں رنگا ہوا کپڑا نہیں ہے کہ یہ تو مرد کے لیے منع ہے بلکہ سرخ خطوط سے مخطط کپڑا مراد ہے یا سرخ سُوت سے بنا ہوا کپڑا۔ لہٰذا یہ حدیث ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔ پھر آپ ﷺ کے لیے سترہ گاڑا گیا کیونکہ امام کا سُترہ ساری جماعت کا سترہ ہوتا ہے اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص2)

(۷۸۶) وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابورمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ

786: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4206

Marfat.com

نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۸۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

(۷۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور اس کے دونوں سروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حلِ لغات:

اَرْخٰی: از، ارخاءً، بمعنی نرم کرنا، ڈھیلا کرنا، لٹکانا۔

شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: کہ ایک یہ کہ خطبہ و نماز عمامہ سے بہتر ہے۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز ستر نمازوں سے افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ سیاہ عمامہ بھی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ بغیر شملہ کا عمامہ سنت کے خلاف ہے، شملہ ضرور چاہیئے۔ چوتھے یہ کہ عمامہ کے دو شملے ہونا افضل ہیں اور دونوں پشت پر پڑے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا اور شملہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ، امیر معاویہ اور حضرت ابودرداء اکثر سیاہ عمامہ باندھتے تھے، اسی سنت کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان ابن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا تھا یہ واقعہ جو یہاں مذکور ہوا آپ کے مرض وفات کے خطبہ کا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص636)

(۷۸۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلَاثَةِ

787: مسلم شریف، رقم الحدیث:1358

788: مسلم شریف، رقم الحدیث:1359

789: بخاری شریف، رقم الحدیث:1216، مسلم شریف، رقم الحدیث:2072، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1469، بیہقی، رقم الحدیث:6469، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:1038

Marfat.com

اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ ۔مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"السَّحُوْلِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ: ثِيَابٌ تُنْسَبُ اِلٰى سَحُوْلٍ: قَرْيَةٌ بِالْيَمَنِ "وَالْكُرْسُفُ": اَلْقُطْنُ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام سحول کے بنے ہوئے سفید رنگ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا' ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

السحولیه: سین مہملہ کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ اور حاء مہملہ کے ضمہ کے ساتھ۔ مقام سحول کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں' جو یمن کا ایک گاؤں ہے۔

الکرسف: روئی کو کہتے ہیں۔

شرح:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتی یعنی سفید کپڑے کا کفن دیا گیا یہی سنت ہے، اونی یا ریشمیں کفن سنت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشمیں کفن حرام ہے۔ یہاں قمیص سے سلی ہوئی قمیص مراد ہے جو زندگی میں پہنی جاتی ہے کفن کی قمیص مراد نہیں کہ وہ تو سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت قمیص اتار لی گئی تھی، لہٰذا یہ حدیث حضرت جابر ابن سمرہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص، ازار اور لفافہ کہ وہاں کفن کی قمیص مراد ہے۔ عمامہ کے متعلق بعض علماء نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان تین میں عمامہ نہ تھا بلکہ عمامہ ان کے علاوہ تھا، اس بناء پر مشائخ، علماء، صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص859)

(۷۹۰) وَعَنْهَا، قَالَتْ: خرج رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ، وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ: وَهُوَ كِسَاءٌ وَّ "الْمُرَحَّلُ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: هُوَ الَّذِىْ فِيْهِ صُوْرَةُ رِحَالٍ

790: مسلم شریف، رقم الحدیث:2018، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:369، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2813، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:653، مسند امام احمد، رقم الحدیث:24427، ابن حبان، رقم الحدیث:2329، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:768، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:4707، بیہقی، رقم الحدیث:2680

Marfat.com

الْإِبِلِ، وَهِيَ الْاَكْوَارُ .

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک چادر تھی۔ جس پر کجاووں کی تصویریں تھیں۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

المرط: میم کے کسرہ کے ساتھ۔ چادر کو کہتے ہیں۔

المرحل: حاء مہملہ کے ساتھ۔ وہ کپڑا جس کے اندر اونٹوں کے کجاووں کی تصویریں بنی ہوں۔ رحال اور اکوار ہم معنی ہیں۔

شرح:

اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۲......)

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرارِ نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقرا اور غربا کو کہاں ملیں، انھیں تو امرا و رؤسا استعمال کرتے ہیں۔

(۷۹۱) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرٍ، فَقَالَ لِيْ: "اَمَعَكَ مَاءٌ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ، ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: "دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

791: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5798

Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ شَامِیَّۃٌ ضَیِّقَۃُ الْکُمَّیْنِ .

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: اَنَّ ھٰذِہِ الْقَضِیَّۃَ کَانَتْ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ .

◀ ▶ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور چل دیئے حتیٰ کہ رات کی تاریکی میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ انور دھویا اور آپ کے اوپر اون کا ایک جبہ تھا۔ آپ اس سے اپنی کلائیاں باہر نہ نکال سکے تو آپ نے کلائیوں کو جبے کے نیچے سے باہر نکالا اور پھر آپ نے کلائیوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، کیونکہ میں نے پاؤں پاک کر کے موزے پہنے تھے' اور آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہن رکھا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر پیش آیا۔

تعارفِ راوی:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

تواری: توریاً، تواریاً، بمعنی چھپنا، چھپانا۔

شرح:

دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "بے شک زمین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ریا کے طور پر اونی لباس پہننے والوں کے بارے میں فریاد کرتی ہے۔" (جامع الاحادیث، الحدیث: ۵۷۹۴، ج۲، ص۹۱۲)

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات

Marfat.com

کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جُبّہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوعِ فجر تک بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مناجات اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ پھر اس جُبّہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ ساری زندگی آپ رضی اللہ عنہ کا یہی معمول رہا۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۶۲۷، ج ۵، ص ۴۲۳)

۱۱۸-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَمِیْصِ

قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۹۲) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِیص. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑا قمیص تھا۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْقَمِیص: کُرتا، قمیص (پنجابی میں)۔

شرح:

ثیاب جمع ہے ثوب کی، پہننے کے کپڑے کو ثوب کہا جاتا ہے خواہ سلا ہوا ہو یا بغیر سلا لہٰذا بے سلا تہبند بھی ثوب ہے اور سلا ہوا پائجامہ کرتا بھی ثوب۔

قمیص سے مراد سوتی قمیص ہے حریر ریشم تو مرد کو حرام ہے اور حضور انور نے کبھی اونی قمیص نہیں پہنی کہ یہ بدن میں چبھتی ہے اور پسینہ میں بو دیتی ہے۔ قمیص کے پسند ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ بدن سے چمٹی رہتی ہے بدن سے سرکتی نہیں، نماز میں اسے بار بار چڑھانا نہیں پڑتا جیسا کہ چادر اوڑھنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ حضور کی قمیص میں گریبان نہ ہوتا تھا بلکہ دو طرفہ کندھوں پر چاک کھلے ہوتے تھے جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص173)

792: سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث: 4025

Marfat.com

١١٩-بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْإِزَارِ وَطَرْفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ إِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهٖ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ

قمیص، آستین، تہ بند اور عمامہ کے سرے کی لمبائی کی کیفیت ان میں سے کس چیز کو ازراہِ تکبر لٹکانے کی حرمت اور تکبر کے بغیر لٹکانے کی کراہت کا بیان

(۷۹۳) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّسْغِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹوں تک لمبی ہوتی تھی۔اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۷۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بطور تکبر اپنا کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تہبند بے خیالی میں لٹک جاتا ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔(بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خُيَلَاءَ: تکبر، غرور، اکڑ۔

شرح:

کپڑے سے مراد تہبند یا پاجامہ ہے اور نیچے سے مراد ٹخنوں کے نیچے ہے۔تکبراً فرما کر اشارہ کیا گیا کہ فیشن یا فخر

793: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4027

794: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5784

Marfat.com

کے لیے یہ حرکت مکروہ تحریمی ہے، بے خیالی میں نیچے ہو جانا اتنا سخت ممنوع نہیں جیسا کہ حدیث کے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص214)

(۷۹۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَه بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔(متفق علیہ)

(۷۹۶) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔(بخاری)

(۷۹۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ، وَلَا یُزَكِّیْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا! مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُ: "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهُ" ۔

◄ ◄ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا' اور نہ انہیں پاک کرے گا' اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکانے والا' احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسموں سے اپنے مال کو ترقی دینے والا۔(مسلم)

اور ان ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اپنے تہبند کو لٹکانے والا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

795: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5788، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5345، ترمذی، رقم الحدیث: 2491، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 6152، بیہقی، رقم الحدیث: 3134، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 4302، طبرانی، رقم الحدیث: 13331

796: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5787

797: مسلم شریف، رقم الحدیث: 106

Marfat.com

حلِ لغات:

اَلْمُسْبِلُ: از، اسبالاً بمعنی کپڑا لٹکانا۔

وَالْمَنَّانُ: بہت زیادہ احسان جتانے والا۔

سِلْعَةٌ: سامان، سودا، سامان، تجارت۔

شرح:

کلام سے مراد محبت کا کلام ہے، دیکھنے سے مراد کرم کا دیکھنا ہے اور پاک فرمانے سے مراد گناہ بخشنا ہے یعنی دوسرے مسلمانوں پر یہ تینوں کرم ہوں گے مگران تین قسم کے لوگ ان تینوں عنایتوں سے محروم رہیں گے لہٰذا ان سے بچتے رہو۔

یعنی جو فیشن کے لیے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ تہبند استعمال کریں جیسے آجکل جاہل چودھریوں کا طریقہ ہے اور جو کسی کو کچھ صدقہ وخیرات دے کر ان کو طعنے دیں، احسان جتائیں، لوگوں میں انہیں بدنام کر دیں کہ فلاں آدمی ہمارا دستِ نگر رہ چکا ہے اور جو جھوٹی قسم کھا کر دھوکا دے کر مال فروخت کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص401)

(۷۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الاِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيْصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اسبال (لٹکانا) تہبند، قمیص اور پگڑی سبھی میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے کسی چیز کو لٹکائے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

798: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4094

Marfat.com

شرح: اِسبال کی تعریف:

تہہ بند یا پائنچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۲، ص ۶۷۳)

اسبال یعنی کپڑا احد معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھالو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔" اس حدیث کو بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم)

(۷۹۹) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْیِهِ، لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - مرّتین - قَالَ: "لَا تَقُلْ: عَلَیْكَ السَّلَامُ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَوْتٰى، قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ اَنْبَتَهَا لَكَ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ، فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ اِلَیَّ. قَالَ: "لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا بَعِیْرًا، وَّلَا شَاةً، "وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْهِ وَجْهُكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَاِلَى الْكَعْبَیْنِ، وَاِیَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ. وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ؛ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَیَّرَكَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْهِ، فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کو صحیح تسلیم کرتے تھے۔ وہ جو بات کہتا ہے لوگ مان لیتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے عرض کیا: علیك السلام یارسول اللہ میں نے یہ دومرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا: "علیك السلام نہ کہو کیونکہ علیك السلام مردوں کا سلام ہے، بلکہ السلام علیك کہو۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں! فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس اللہ کا کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اس کو پکارے تو وہ تیری تکلیف دور کردے' اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو اور اس سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے

799: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4084

Marfat.com

نباتات اگا دے اور اگر تو کسی بے آب و گیاہ صحرا میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور تو اللہ سے دعا کرے تو وہ تیری سواری تجھے واپس لوٹا دے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا: کسی کو ہرگز گالی نہ دینا۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے اس کے بعد کسی آزاد یا غلام شخص یا کسی اونٹ یا بکری کو گالی نہیں دی۔ (آپ نے یہ بھی فرمایا:) کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھنا اور اپنے کسی بھائی سے بات کرو تو خندہ پیشانی سے بات کرنا بے شک یہ بھی نیکی ہے' اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا' اور اگر اتنا نہیں' تو زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک رکھنا' اور تہبند کو لٹکانے سے پرہیز کرنا، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے' اور بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا' اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا تیری کسی ایسی کمزوری پر تجھے عار دلائے جسے وہ جانتا ہے تو تو اسے اس کی کمزوری پر عار نہ دلانا جسے تو جانتا ہے۔ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

تعارفِ راوی:

صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے، بعض نے سلیم ابن جابر بھی کہا ہے مگر یہ غلط ہے، صحابی ہیں مگر بہت ہی کم احادیث آپ سے مروی ہیں، دیہات کے رہنے والے تھے، کام کے لیے کبھی مدینہ پاک آتے تھے اس بار جو آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات نصیب ہوا جس کا واقعہ یہاں مذکور ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلد سوم)

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا صحیح اسناد کے ساتھ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

یصدر: از، صداراً، متوجہ ہونا۔

الْمخِيْلَةِ: تکبر، غرور۔

شرح:

(تو اس کو ایسی بات سے عیب والا نہ کہہ) یہ انتہائی حسن اخلاق کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تمہارے عیب کھولے تو تم اس کے عیب نہ کھولو کسی نے کیا مزے کا شعر کہا۔ شعر

بدی را بدی سہل باشد جزاء اگر مردے اَحْسِنُ اِلیٰ مَنْ اَسَاء

مگر یہ اپنے ذاتی معاملات میں ہے اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اگر کوئی بدنصیب اللہ کے محبوبوں کو عیب لگائے تو اس کے سارے چھپے عیب کھول دینا سنت الٰہیہ ہے، دیکھو ولید ابن مغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تو رب

Marfat.com

تعالیٰ جوستارعیوب ہے سورۂ نون میں اس کے دس عیب کھولے حتیٰ کہ اخیر میں فرمایا: "عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" کہ وہ حرام کا تخم ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں۔اپنے دشمن کو معافی دینا کمال ہے اور دین کے دشمنوں سے بدلہ لینا کمال۔

خیال رہے کہ ذاتی معاملات میں کسی مسلمان کے عیب کھولنا سخت جرم ہے جس کا وبال بہت ہے مگر دینی معاملات میں خود مسلمان کے عیب کھولنا عبادت ہے۔محدثین حدیث کے راویوں کے عیوب بیان کرجاتے ہیں غیبت یا عیب لگانے کے لیے نہیں بلکہ حدیث کا درجہ معین کرنے کے لیے کہ اس کے راویوں میں چونکہ فلاں عیب ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے فضائل اعمال میں کام آئے گی، احکام میں کام نہ دے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج3،ص144)

(۸۰۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّى مسبلٌ إِزَارَهُ، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَكَ اَمَرْتَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ: "اِنَّهُ كَانَ يُصَلِّى وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ سو وہ گیا اور اس نے وضو کیا پھر واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر آپ نے اسی سے سکوت فرمایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا' اور اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس نے کپڑا لٹکا رکھا ہو۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

سَكَتَّ عَنْهُ: از، سکتاً، و سکوتاً، اعراض کرنا، چپ رہنا۔

800: ابوداؤد شریف ،رقم الحدیث:4086

Marfat.com

شرح:

یعنی فیشن اور تکبر کے طریقہ پر اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا جیسا کہ آج کل چوہدریوں کا پہناوا ہے یہ مکروہ تحری
ہے۔اگر فیشن سے نہ ہو تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ آپ کے پیٹ پر تہبند رکتا نہ تھ
ڈھلک جاتا تھا جس سے ٹخنوں کے نیچے ہو جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا فرمایا تم فیشن والے متکبرین میں سے
نہیں ہو، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

تہبند لٹکانے سے وضو واجب نہیں ہوتا یہاں وضو کا ینا یا اس لئے تھا کہ اس کی وجہ سے اس شخص کو یہ واقعہ یا
رہے اور آئندہ کبھی نیچا تہبند نہ پہنے کیونکہ قدرے سزا دے دینے سے بات یاد رہتی ہے یا اس لیے کہ ان کے دل میں
فیشن اور تکبر تھا، ظاہری طہارت کے ذریعہ باطنی طہارت نصیب ہو، ہاتھ پاؤں دھلنے سے دل غرور و تکبر سے دھل
جائے۔بعض صوفیاء فرماتے ہیں پاک کپڑوں میں رہنا، پاک بستر پر سونا ہمیشہ باوضو رہنا دل کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ا
کا ماخذ یہ حدیث ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص718)

(۸۰۱) وَعَنْ قَیْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ - وَکَانَ جَلِیْسًا لِاَبِی الدَّرْدَاءِ - قَالَ: کَانَ بِدَمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لَهٗ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِیَّةِ، وَکَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَّمَا یُجَالِسُ النَّاسَ، اِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِیْحٌ وَّتَکْبِیْرٌ حَتّٰی یَاْتِیَ اَهْلَهٗ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِی الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ: کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ - قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرِیَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِی الْمَجْلِسِ الَّذِیْ یَجْلِسُ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ اِلٰی جَنْبِهٖ: لَوْ رَاَیْتَنَا حِیْنَ الْتَقَیْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّیْ، وَاَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِیُّ، کَیْفَ تَرٰی فِیْ قَوْلِهٖ؟ قَالَ: مَا اَرَاهُ اِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهٗ - فَسَمِعَ بِذٰلِكَ اٰخَرُ، فَقَالَ: مَا اَرٰی بِذٰلِكَ بَاْسًا، فَتَنَازَعَا حَتّٰی سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ؟ لَا بَاْسَ اَنْ یُّؤْجَرَ وَیُحْمَدَ" فَرَاَیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ، وَجَعَلَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَیْهِ، وَیَقُوْلُ: ءَاَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَیَقُوْلُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ یُعِیْدُ عَلَیْهِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ لَیَبْرُکَنَّ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ: کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُنْفِقُ عَلَی الْخَیْلِ، کَالْبَاسِطِ یَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ لَا یَقْبِضُهَا"، ثُمَّ مَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ، فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ: کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

801: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4089

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهِ وَاِسْبَالُ اِزَارِهِ!" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ، فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ اِلٰى اُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ اِزَارَهُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَآءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ، فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ، وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ؛ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ، اِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ تَوْثِيْقِهِ وَتَضْعِيْفِهِ، وَقَدْ رَوٰى لَهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ قیس بن بشر تغلبی سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد نے بتایا جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے۔ انہوں نے فرمایا: دمشق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت سہل ابن حنظلیہ تھا۔ وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتے تھے اور وہ نماز میں محو رہتے تھے' جب نماز سے فارغ ہوتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول ہو جاتے حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ ہم حضرت ابوالدرداء کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ ہمارے پاس سے گذرے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک ایسی بات بتا دیجئے جس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جب وہ لوگ واپس آئے تو ان میں سے ایک شخص آیا اور اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا: اگر تم دیکھتے کہ جب ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو فلاں آدمی نے حملہ کیا، نیزہ پھینکا اور کہا: اسے میری طرف سے وصول کر اور میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ اس کے اس قول کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: میرا تو یہی خیال ہے کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ ایک اور آدمی نے یہ بات سنی تو کہا: مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ سو وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں کہ (آخرت میں) اس کو اجر دیا جائے اور (دنیا میں) اس کی تعریف کی جائے۔ سو میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس سے مسرت ہوئی اور انہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور کہنے لگے: کیا تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ وہ فرمانے لگے: ہاں! اور وہ اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں (دل میں یہ) کہنے لگا کہ یہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ فرمایا: ایک دن پھر وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ایک بات بتائیے جو ہمیں فائدہ دے' اور تمہیں اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: (جہاد کے) گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا کہ اس کو بند نہیں کرتا' پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو

Marfat.com

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جو ہمیں فائدہ پہنچائے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خریم اسدی اچھا آدمی ہے۔ اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ اپنے تہبند کو نہ لٹکائے۔ یہ بات حضرت خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک استرا لیا اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا' اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک بلند کرلیا۔ پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو' اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم اپنے بھائیوں کی طرف لوٹنے والے ہو۔ تم اپنی سواریوں اور اپنے لباسوں کی اصلاح کرلو حتیٰ کہ تم ایسے نظر آؤ جیسے تم دوسرے لوگوں کے درمیان تل کی طرح ہو' بے شک اللہ تعالیٰ فحش کو اور بالتکلف فحش اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

حکم حدیث:

اسے ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ سوائے قیس بن بشر کے کہ اس کی تضعیف و توثیق میں اختلاف ہے' اور مسلم نے بھی اس سے روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

متوحدا: تنہا رہنے والا، گوشہ نشینی اختیار کرنے والا۔

لیبرکن: از، بروکاً، بیٹھنا۔

شرح:

خیال رہے کہ مردوں کے لیے دونوں حکم ہیں یعنی سر کے بال کٹوانا تہبند اونچا پہننا، عورتوں کو یہ دونوں کام حرام ہیں عورتیں اپنے سر کے بال خوددراز رکھیں ہرگز نہ کٹوائیں تہبند نیچا باندھیں، ہاں احرام سے فارغ ہونے پر عورتیں بالوں کی نوکیں ایک پورا کٹوادیں۔) مرقات (یہ بھی خیال رہے کہ مرد کو لمبے بال رکھنا ان میں عورتوں کی سی مانگ چوٹی کرنا حرام ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص302)

(۸۰۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِزْرَۃُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - اَوْ لَا جُنَاحَ - فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ، فَمَا کَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَھُوَ فِی النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا لَّمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◄ ◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا تہبند

802: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4093

Marfat.com

نصف پنڈلی تک ہوتا ہے اور نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو اس میں حرج نہیں یا فرمایا کوئی گناہ نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا' اور جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۰۳)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اِسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، ارْفَعْ اِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "زِدْ" فَزِدْتُّ، فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ . فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اِلٰى اَيْنَ؟ فَقَالَ: اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو میرا تہبند لٹکا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! اپنا تہبند اونچا کرو۔ سو میں نے اس کو اونچا کرلیا۔ پھر فرمایا کہ اور زیادہ کر تو میں نے اور اونچا کرلیا۔ پس اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے تہبند کا خیال رکھتا ہوں۔ کسی شخص نے عرض کیا: کہاں تک؟ تو فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

استرخاء: ڈھیلا پن، لٹکا ہونا،

شرح:

فرمایا اور زیادہ اٹھا میں نے اٹھایا حتیٰ کہ آدھی پنڈلی تک اٹھ گیا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ کہ اس فرمان عالی کے بعد میں نے جب بھی تہبند باندھا آدھی پنڈلی تک باندھا۔ یہ حدیث بہت طریقہ سے مروی ہے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ مرد آدھی پنڈلی تک تہبند رکھے اگرچہ ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص213)

(۸۰۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ: "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ:

803: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2086، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9550، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1843

804: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4117

Marfat.com

اِذًا تَنْکَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ . قَالَ: "فَيُرْخِيْنَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: عورتیں اپنی چادروں کے کناروں کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ایک بالشت لٹکالیں۔ انہوں نے عرض کیا: اس سے اگران کے قدم کھلے رہیں' تو؟ فرمایا: تو پھر ایک ہاتھ لمبا کرلیں۔ اس سے زیادہ نہیں کریں۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بِذُیُوْلِهِنَّ: ذیول جمع ذیل کی ہے، بمعنی دامن، چیز کا آخری حصہ۔

شرح:

جب آپ ﷺ یہ فرمایا کہ مؤمن کے تہبند آدھی پنڈلی تک رہنے چاہئیں تب حضرت ام سلمہ نے یہ سوال پیش کیا۔ کہ مؤمن تو عورت بھی ہے اگر اس کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہے تو اس کی نماز کیسے درست ہوگی اور اس کی پنڈلی ستر ہے اس کا کھلا رکھنا اسے ممنوع ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ عورت بمقابلہ مرد کے ایک بالشت اپنا تہبند زیادہ رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت زیادہ لٹکائے تا کہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔

پھر ام المومنین نے سوال کیا کہ ایک بالشت زیادہ رکھنے میں اگرچہ بیٹھنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے گا مگر چلنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھلیں گے یا بے احتیاطی میں پنڈلی بھی کھل جائے گی لہٰذا ایک بالشت زیادہ ہونے سے بھی ستر حاصل نہ ہوگا۔

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک گز لٹکالیں، گز سے شرعی گز مراد ہے یعنی ایک ہاتھ یا دو بالشت جو کہ ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ ہوتے ہیں شریعت میں اسی گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو بالشت زیادہ رکھے اس سے زیادہ نہ کرے ورنہ زمین پر گھسیٹے گا اور نجس ہوتا رہے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص180)

Marfat.com

۱۲۰-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

بطورتواضع شاندارلباس ترک کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

قَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ .

بھوک اور سخت زندگی کے باب میں کچھ ایسی چیزیں گزرچکی ہیں جن کا تعلق اس باب سے ہے۔

(۸۰۵) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاس تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قدرت کے باوجود محض تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا ترک کردیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام لوگوں کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ وہ ایمان کا جو حلہ چاہے پہن لے۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 738 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَلْخَلَائِقِ: تمام مخلوق۔

شرح:

پرہیزگار بندے کو چاہیے کہ لوگوں کی طرف اشارے نہ کرے، خلاف شرع بات نہ کرے، علمِ شریعت کو مضبوطی سے تھامے رکھے، سخت محنت اور جانفشانی سے احکامِ شرعیہ کی پابندی کرے، لوگوں سے دور بھاگے، لباسِ شہرت (یعنی نمود ونمائش والا لباس) نہ پہنے، خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے، توکل کو اپنا شعار بنائے، فقر اختیار کرے، ہر وقت ذکر الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں مشغول رہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت کو لوگوں سے چھپائے، دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، اپنی نگاہوں کو اَمْرَد وں کے دیکھنے سے بچائے، عورتوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے، ہمیشہ درسِ قرآن دیتا رہے (یعنی قرآنِ کریم کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتا رہے۔)

805: ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2481

Marfat.com

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیّاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم میں سے کوئی صبح میں ایک لباس پہنے گا اور شام میں دوسرا لباس پہنے گا، اس کے سامنے (کھانے وغیرہ کا) ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ معظمہ پر پردہ ہے۔" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں ہم آج کی بنسبت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے (زیادہ) فارغ ہوں گے اور ہم تفکرات کی تکلیف سے آزاد ہوں۔" تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہیں۔ تم اُس دن کی بنسبت آج بہتر حال میں ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب حدیث علی.................. الخ، الحدیث: ۲۴۷۴، ص۱۰۹۱)

۱۲۱-بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِی اللِّبَاسِ وَلَا یَقْتَصِرُ عَلٰی مَا یُزْرِیْ بِهٖ لِغَیْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِیٍّ

لباس میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان اور یہ کہ ضرورت اور مقصود شرعی کے بغیر عیب ناک لباس نہ پہنا جائے

(۸۰۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اثر: نشان، علامت۔

806: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2819

Marfat.com

شرح:

یعنی جسے رب تعالیٰ نے مال دیا ہے تو وہ بخل کی بنا پر بہت ہلکے کپڑے نہ پہنے بلکہ کبھی اچھے کپڑے پہنے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو اور فقراء اسے غنی سمجھ کر اس سے کچھ مانگ بھی سکیں، اگر اللہ نے عالم دین بنایا ہے تو عالمانہ لباس پہنے تا کہ حاجتمند لوگ اس سے مسئلے پوچھ سکیں، رب کی نعمت کا اظہار بھی شکر ہے اس کی نعمت چھپانا کفران ہے۔ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ معمولی کپڑے پہننا ایمان سے ہے۔ وہاں تکبر تکلف کی ممانعت تھی یہاں شکر اور اظہار نعمت الٰہی کا حکم ہے، ایک ہی چیز ایک نیت سے بری ہوتی ہے دوسری نیت سے اچھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص195)

۱۲۲-بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ، وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهٖ لِلنِّسَاءِ

مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننے، اس پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ تکیہ لگانے کی حرمت اور عورتوں کے لئے اس کے پہننے کے جواز کا بیان

(۸۰۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ ؛ فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریشم کا لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (بخاری)

(۸۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ" .

قَوْلُهٗ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" اَيْ: لَا نَصِيْبَ لَهٗ

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک ریشم وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہے۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

807: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5834

808: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5841، مسلم شریف، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 5294

Marfat.com

تعارفِ راوی:

امیرالمؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

من لا خلاق له: کا معنی ہے: جس کو کوئی حصہ نہیں۔

شرح:

یعنی جو مسلمان ناجائز ریشم پہنے وہ اولاً ہی جنت میں نہ جاسکے گا کیونکہ ریشم کا لباس ہر جنتی کو ملے گا وہاں پہنچ کر رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ"۔ بعض صورتوں میں اور بعض ریشم مرد کو حلال ہیں ان کے پہننے پر سزا نہیں۔ خیال رہے کہ کیڑے کا ریشم مرد کو حرام ہے، دریائی ریشم یا سن سے بنا ہوا نقلی ریشم حلال ہے کہ وہ ریشم نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص163)

(۸۰۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْحَرِيْر: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے اور اُس کی شرح ابھی گزری ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۱۰) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيْرًا، فَجَعَلَهُ فِي يَمِيْنِهِ، وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

809: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5832

810: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4057

Marfat.com

◄ ◄ حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْحَرِیْر: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

شرح:

چونکہ ان دونوں چیزوں کو مستقل طور پر حرام فرمانا تھا اس لیے حرام واحد ارشاد فرمایا حرامان تثنیہ نہ فرمایا ورنہ احتمال یہ ہوتا کہ ریشم وسونا مل کر تو حرام ہے اکیلے اکیلے حرام نہیں اس لیے ارشاد فرمایا حرام۔ ان میں سے ہر ایک چیز مستقل حرام کہ ریشم بھی حرام ہے سونا بھی حرام ہے مگر مردوں پر ہیں عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حرام مصدر ہے جو واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے استعمال ہوسکتا ہے یہاں دو کے لیے ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص238)

(۸۱۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّھَبِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ، وَاُحِلَّ لِاِنَاثِھِمْ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ریشم اور سونا پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام کیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۸۱۲) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: نَھَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِیْ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ، وَاَنْ نَّاْکُلَ فِیْھَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ، وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَیْہِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◄ ◄ حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع فرمایا کہ ہم سونے اور

811: ترمذی، رقم الحدیث: 1720

812: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5837

Marfat.com

چاندی کے برتنوں میں کھائیں پئیں اور اس سے کہ ہم ریشم واطلس کالباس پہنیں یا اس پر بیٹھیں۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اٰنِيَة: الاناء، برتن جمع، آنية، اور جمع الجمع، اوان، آتی ہے۔

شرح:

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا مرد وعورت سب کو حرام ہے، عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا حلال ہے مرد کو حرام ہے۔

مردوں کو ریشم پہننا بھی حرام ہے اور ریشمی بستر پر سونا ریشمی لحاف اوڑھنا بھی حرام ہے، عورتوں کو یہ سب درست ہے حتیٰ کہ ریشم کی ڈوری گھڑی میں باندھنا، ریشم کا کمر بند استعمال کرنا یہ سب مردوں کو ممنوع عورتوں کو حلال ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص165)

۱۲۳-بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

خارش زدہ کے لئے ریشم پہننے کے جواز کا بیان

(۸۱۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِی لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی اس لئے کہ ان دونوں کو خارش کی شکایت تھی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

رخص: از، رخصةٌ، بمعنی اجازت دینا، ممانعت کے بعد اجازت دینا۔

813: بخاری شریف، رقم الحدیث:5839، مسلم شریف، رقم الحدیث:5313، ابوداؤد، رقم الحدیث:4056، ترمذی، رقم الحدیث:1722، نسائی شریف، رقم الحدیث:5310، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3592، مسند امام احمد، رقم الحدیث:12252، ابن حبان، رقم الحدیث:5430، بیہقی، رقم الحدیث:5867، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2880

Marfat.com

لِحَكَّةٍ: خارش۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے رکھا ہے کہ کسی چیز کو حرام فرائیں یا کسی کے لیے حلال جیسے خارش زدہ کو ریشم پہننے کی اجازت عطاء فرمائی ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔"

("صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذھب، الحدیث:۲۱۔(۲۰۶۹)، ص۱۱۴۱۔۔۔۔۔)

۱۲۴-بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا

چیتے کا چمڑہ نیچے بچھانے یا اس پر سوار ہونے کی حرمت کا بیان

(۸۱۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ ◀ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشم یا چیتے کے چمڑے پر سوار نہ ہوا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۱۵) وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ، عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ: نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ.

◀ ◀ حضرت ابوملیح اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے درندوں کے چمڑے نیچے بچھانے سے منع فرمایا۔

حلِ لغات:

جُلُوْد: جلد کی جمع، بمعنی کھال۔

شرح:

یعنی ان درندوں کی کھال پر بیٹھنے، سوار ہونے، پہننے سے منع فرمایا اور ممانعت تنزیہی ہے۔

814: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4129

815: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4132

Marfat.com

پکانے سے پہلے، کیونکہ وہ نجس ہے اس کی بیع جائز نہیں یا پکانے کے بعد بھی۔ اس صورت میں یہ ابوالملیح کا اپنا مذہب ہے۔ تمام آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1،ص476)

۱۲۵-بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا اَوْ نَعْلًا اَوْ نَحْوَهٗ

جب نیا کپڑا یا جوتا وغیرہ پہنے تو کیا کہے؟

(۸۱۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ - عِمَامَةً، اَوْ قَمِیْصًا، اَوْ رِدَاءً - یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ، اَسْاَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام رکھتے' یعنی پگڑی، قمیص یا چادر وغیرہ اور فرماتے: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں' تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے' اور میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے بھی جس کے لئے اس کو بنایا گیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اِسْتَجَدَّ: نیا پانا، از، تجدد، نیا ہونا۔

شرح:

حضور انور حتی الامکان نیا کپڑا جمعہ کو پہنتے تھے اور نیا کپڑا پہن کر پرانا خیرات فرما دیتے تھے۔ (مرقات) پھر پہلے اس کا نام معین فرماتے کہ یہ چادر اوڑھتا ہوں یا قمیص پہنتا ہوں یا تہبند پھر اسے زیب تن فرماتے، ان کی ہر ہر ادا پر کروڑوں درود۔

کپڑے کی خیر یہ ہے کہ کپڑا پہن کر نیک اعمال کی توفیق ملے اور کپڑے کی شر یہ ہے کہ کپڑے پہن کر گناہ کرے،

816: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4020

Marfat.com

کپڑے پہن کر نماز پڑھنا خیر ہے اور کپڑے پہن کر چوری کرنا اس کی شر ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے خیر کرسکتا ہے شر سے بچ سکتا ہے، نیز کپڑا پہن کر حمد وشکر کرنا کپڑے کی خیر ہے اس پر فخر کرنا اس کپڑے کی شر۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص188)

۱۲۶-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَاءِ بِالْيَمِيْنِ فِي اللِّبَاسِ

لباس پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهُ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ .

اس باب کا مقصود پہلے گزر چکا ہے اور وہاں ہم نے اس میں صحیح احادیث بیان کردی ہیں۔

Marfat.com

كتَابُ آدَابِ النَّوْمِ

نیند کے آداب کا بیان

فائدہ: کتاب اور آداب کے معانی گزر چکے ہیں اور ''نوم'' کا معنی نیند ہے۔

۱۲۷- وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

سونے' لیٹنے' بیٹھنے' مجلس' ہم مجلس اور خواب کے آداب کا بیان

(۸۱۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: ''اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِيْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں پہلو کے بل لیٹتے اور پھر پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ'' اے اللہ! میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں' اور میں اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں' اور اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیتا ہوں' تیری محبت اور تیرے خوف کی وجہ سے تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات۔ میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی' اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا ہے۔ اسے بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اپنی صحیح میں کتاب الادب میں روایت کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

817: بخاری شریف، رقم الحدیث:6315

Marfat.com

حلِ لغات:

اَوٰی: ، اواءً، از بمعنی ٹھکانا لینا، پناہ لینا، اترنا۔

فَوَّضْتُ: از، تفوضاً، بمعنی سپرد کرنا، بغیر حق مہر کے نکاح کرنا۔

شرح:

نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کیطرف اشارہ ہے یعنی الٰہی میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریاء (شرک) سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرمانبردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں، غرضکہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہے سوتے وقت یہ کلمات اس لیے عرض کیے تا کہ معلوم ہوا کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے ماتحت ہے۔ (لمعات وغیرہ)

کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا، نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات یعنی نبوت ورسالت وغیرہ کا علم حضور کے لیے علم حضوری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے لیے عین ایمان ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید وصفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مؤمن اس معنے سے نہیں کہہ سکتے، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت ورسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے قرآن کے مؤمن ہیں نہ کہ اپنے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ" یہ نہ فرمایا: "امن الرسول برسالتہ" ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں اسی لحاظ سے اپنے بھی مؤمن۔ (از مرقات مع زیادۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص4)

(۸۱۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَیْمَنِ، وَقُلْ وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِیْهِ: "وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اور پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ الفاظ پڑھو۔

818: بخاری شریف، رقم الحدیث: 244، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5952-5956-750، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2710، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5046، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3394، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3876، دارمی شریف، رقم الحدیث: 2638، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 18538، ابن حبان، رقم الحدیث: 5536، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 216، سنن الکبری نسائی، رقم الحدیث: 10609، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 1668، طبرانی صغیر، رقم الحدیث: 3، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 52

Marfat.com

اوراس کے بعد گزشتہ حدیث والے الفاظ بیان فرمائے اوراس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ یہ الفاظ (سونے سے پہلے) تمہارے آخری الفاظ ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مَضْجَعَكَ: المضجع، خواب گاہ، بستر۔

شرح:

بعض روایات میں انہی براء ابن عازب سے ہے کہ میں نے دوبارہ یہ ہی دعا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو بجائے نبی کے برسول کہہ دیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ ہی کہو نبی۔ معلوم ہوا کہ وظیفے کے الفاظ بالکل نہ بدلے ورنہ تاثیر نہ ہوگی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے الفاظ یاد ہوں تو روایت بالمعنی نہ کرے، حدیث کی روایت بالمعنی جب درست ہے جب کہ الفاظ یاد نہ رہے ہوں، یونہی قرآن کریم کے الفاظ، شد، مد، مخارج، طریقۂ ادا میں حتی الامکان تبدیلی نہ ہونے دے۔ اس حدیث میں وعدہ فرمایا گیا کہ سوتے وقت یہ پڑھنے والا ان شاء اللہ ایمان پر مرے گا، اسلام وتقویٰ پر جئے گا، بڑی ہی مجرب دعا ہے، فقیر بفضلہ تعالیٰ اس پر عامل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص4)

(۸۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور جب فجر طلوع ہوجاتی تو دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ پھر آپ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کے وقت کی اطلاع دیتا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:

819: بخاری شریف، رقم الحدیث:6310، مسلم شریف، رقم الحدیث:1615

820: بخاری، رقم الحدیث:6314، مسلم شریف، رقم الحدیث:6760، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:5049، ترمذی شریف، رقم الحدیث:3417، نسائی شریف، رقم الحدیث:2366، مسند امام احمد، رقم الحدیث:21404، ابن حبان، رقم الحدیث:5532

Marfat.com

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا ۔ اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا اور جیتا ہوں۔ (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں؛ جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر ہم نے جانا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

خَدِّہٖ: الخد، بمعنی رخسار،

شرح:

آپ کا بستر شریف قبر کے رُخ بچھایا جاتا ہے کہ قبلہ کے داہنے سر مبارک ہوتا اور قبلہ کے بائیں پاؤں شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ پر لیٹتے، داہنا ہاتھ داہنے رخسارہ کے نیچے رکھتے تھے۔ قبر میں میت کی ہیئت بھی یہ ہی ہوتی ہے، چونکہ نیند موت کا نمونہ ہے اسی لیے حضور علیہ السلام کا بستر قبر کے نمونہ کا ہوتا تھا تاکہ لیٹنے کے وقت موت یاد آئے کہ کبھی قبر میں بھی لیٹنا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص2)

(۸۲۱) وَعَنْ یَعِیْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ اَبِیْ: بَیْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ یُحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِهٖ، فَقَالَ: "اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ یُبْغِضُهَا اللّٰهُ"، قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی آدمی نے مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلایا اور کہا: اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: سو میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس کو ابوداود نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ

821: ابی داود، رقم الحدیث: 5040

822: ابوداود، رقم الحدیث: 4856

Marfat.com

قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

"اَلتِّرَةُ": بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَهِيَ: النَّقْصُ، وَقِيْلَ: التَّبِعَةُ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا اوراس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا اور جو بستر پر لیٹا اوراس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا۔ابوداؤد نے اس کو حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الترہ: تاء مثناۃ کے کسرہ کے ساتھ۔اس کا معنی نقصان ہے۔

اور بعض نے اس کا مطلب کام کا انجام (یعنی برے کام پر عذاب اور اچھے پر ثواب) بتایا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہٰذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کرلو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس ملو گے۔بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،ص496)

۱۲۸-بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

چت لیٹنے پر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے' چار زانو ہو کر بیٹھنے اور اس طرح بیٹھنا کہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو عمامہ وغیرہ کے ساتھ اکٹھا باندھ دیا جائے' کے جواز کا بیان

Marfat.com

(۸۲۳)عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا: اَنَّهُ راٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ . حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَیْرُهٗ بِاَسَانِیْدِ صَحِیْحَةٍ .

◀ ◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہوجاتے تو مجلس میں چارزانو بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح روشن ہوکرنکل آتا۔

تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہے، سعدابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، صحابی اورصحابی زادہ ہیں، کوفے میں رہے ۷۱ھ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم فصل فی الصحابہ''مرآۃ المناجیح جلداول) ،

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

تَرَبَّعَ: چارزانوہوکر بیٹھنا، چوکڑی مارکر بیٹھنا۔ گوٹھ مارکر بیٹھنا، (پنجابی)

شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز فجر کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھا رہنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تلاوت قرآن کرنا بہترنہیں، جن اوقات میں سجدہ حرام ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن افضل نہیں کہ اس وقت سجدۂ تلاوت نہ کرسکے گا۔ تیسرے یہ کہ نفلی معتکف کو مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یہ حضرات بہ نیت اعتکاف

823: بخاری، رقم الحدیث: 475

824: صحیح مسلم شریف، رقم الحدیث: 670: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4850، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 585، نسائی شریف، رقم الحدیث: 1358، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 20877، ابن حبان، رقم الحدیث: 2028، بیہقی، رقم الحدیث: 13116، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 1885، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 1927

Marfat.com

وہاں بیٹھتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجد میں جائز اشعار پڑھنا جائز بلکہ نعت شریف پڑھنا سنت صحابہ ہے۔ پانچویں یہ کہ آخرت کی چیزیں کوئی اپنی عقل سے معلوم نہیں کرسکتا یہ صرف نبوت کے نور سے ہی معلوم ہوتی ہیں، دیکھو حضرات صحابہ کرام اب بعد اسلام اپنے زمانہ جاہلیت کی باتوں پر خود ہنستے تھے کہ ہم اس وقت کیسے نا سمجھ تھے اب حضور کے صدقہ سے سمجھ بوجھ میسر ہوئی۔ چھٹے یہ کہ حضور انور بڑے ہی اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے کو اپنے خدام کے ساتھ رکھتے تھے ان کے ہر کام میں شریک ہوجاتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص584)

(۸۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِیًا بِیَدَیْهِ هٰكَذَا، وَوَصَفَ بِیَدَیْهِ الْاِحْتِبَاءَ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس طرح احتباء کیے دیکھا اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ احتباء کی کیفیت بتائی (احتباء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے)۔ (بخاری)

(۸۲۶) وَعَنْ قَیْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمُتَخَشِّعَ فِی الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ .

◄ ◄ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے کر بیٹھے تھے اور جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے میں خشوع دیکھا تو میں خوف سے کانپ اُٹھی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تعارفِ راوی:

قیلہ بنت مخرمہ: آپ صحابیہ ہیں، آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ حبیبیہ بنت علیہ نے روایات لیں غالبًا یہ وہی قیلہ ہیں جو جمعہ کے دن کچھ لپٹا ساپکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آ کر کھاتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا تھا قیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابیات، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

825: بخاری، رقم الحدیث: 6272

826: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4847

Marfat.com

حلِ لغات:

اَلْمُتَخَشِّعَ: عاجزی کرنے والا، از، خشوعاً، بمعنی عاجزی کرنا،

شرح:

قرفصاء ایک خاص بیٹھک کا نام ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پنڈلیاں زمین سے لگائے اور دونوں ران پنڈلیوں سے پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہو اور دونوں ہاتھ پنڈلیوں پر ہوں یہ بیٹھک انتہائی عاجزی اور تواضع کی ہے، قرفصاء کی اور صورتیں بھی بیان کی گئیں ہیں۔(مرقات و اشعہ) اشعہ نے فرمایا کہ یہ بیٹھک عرب کے چرواہوں اور غریب لوگوں کی ہے یا ان لوگوں کی جو کسی خاص اہم کام میں غور وفکر کر رہے ہوں بہرحال اس بیٹھک میں عجز وانکسار یا فکر کا اظہار ہے۔

جب میں نبی اکرم ﷺ کو عاجزی کے خالت میں دیکھا تو خوف سے کانپ گئی کیونکہ میں نے یہ خیال کیا کہ جب سید المرسلین امام الاولین والاخرین کی یہ نشست ہے اور آپ کے انکسار کا یہ حال ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں یہ خیال کر کے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا۔

پیش او گیتی جبین فرسودہ است — خویشتن را عبدہ فرمودہ است

بوریا ممنوں خواب راحتش — تاج کسریٰ زیر پائے امتش

اپنی تواضع کا یہ حال ہے اور دنیا ان کے آستانہ کی خاک چاٹ رہی ہے ان کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑ رہی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص551)

(۸۲۷) وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِىَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِىْ، وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِىْ، فَقَالَ: "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟!"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا' اور میں ہاتھ کی پشت پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا؟

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

827: ابوداؤد، رقم الحدیث:4848

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت شرید کا نام مالک ابن سوید ہے حضور انور نے آپ کو شرید کا لقب دیا، شرید کے معنی ہیں بھاگ آنے والا، چونکہ آپ اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے مکہ معظمہ بھاگ آئے مسلمان ہو گئے اس لیے آپ کو یہ لقب دیا گیا، ثقفی ہیں، حضر موت میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الشین، فصل فی الصحابہ' اشعہ، مرأۃ المناجیح جلد پنجم)

حلِ لغات:

ألیة: انگوٹھے کی جڑ میں چکتی نما گوشت۔

شرح:

الیۃ سرین یعنی چوتڑ کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد ہتھیلی کا وہ گوشت ہے جو انگوٹھے کی جڑ سے آخری کنارہ تک ہے۔

یعنی اس طرح یہود بیٹھا کرتے ہیں اور یہود پر اللہ کا غضب ہے تو یہ بیٹھک اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تم مؤمن انعام والے بندے ہو تم ان سے تشبیہ کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ایک ہاتھ پیٹھ پر رکھنا دوسرے ہاتھ پر ٹیک لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ داہنا ہاتھ پیٹھ پر بایاں زمین پر یا برعکس (اشعہ) بلکہ دونوں یا ایک ہاتھ کوکھ پر رکھنا یا پیٹھ سے لگانا ہی ممنوع ہے یوں ہی دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھڑے کرنا ان پر ٹیک لگانا ممنوع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص567)

۱۲۹-بَابُ فِیْ اٰدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِیْسِ

مجلس اور ہم مجلس کے آداب کا بیان

(۸۲۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ، وَلٰکِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا" وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ یَجْلِسْ فِیْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی دوسرے کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے بلکہ تم مجلس میں وسعت اور گنجائش پیدا کیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے جب کوئی شخص مجلس سے اُٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ (متفق علیہ)

828: بخاری، رقم الحدیث: 6269

Marfat.com

(۸۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس سے اُٹھے اور پھر واپس آئے تو اس جگہ کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم)

(۸۳۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا اِذَا اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسَ اَحَدُنَا حَیْثُ یَنْتَهِیْ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 823 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

حَیْثُ: ظرف مکان مبنی بر ضمہ، اور کبھی ظرف زمان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ینتھی: از انتھاءً، بمعنی چیز کا آ کری مرتبہ، یا کنارہ۔

شرح:

یعنی جب ہم میں سے کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا تو کنارہ مجلس پر بیٹھتا تھا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر درمیان پہنچنے کی کوشش نہ کرتا تھا یہ آداب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص566)

(۸۳۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ، اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ

829: مسلم، رقم الحدیث: 2179

830: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4825

831: بخاری شریف، رقم الحدیث: 883، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 3160، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 498، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 1088، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9480، ابن حبان، رقم الحدیث: 1231، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1818، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 1040، بیہقی، رقم الحدیث: 5657، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7740

Marfat.com

الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀◀ حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور حسب اطاعت طہارت حاصل کرے، اور تیل لگائے اور اگر گھر میں خوشبو ہو تو وہ لگائے پھر وہ نکلے (جمعہ کے لئے) اور دو آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے خود وہاں نہ بیٹھے، پھر وہ نماز ادا کرے جو اس پر فرض کی گئی ہے جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش رہے، تو اس شخص کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان تک کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

تعارف راوی:

سلمان فارسی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، آپ فارسی النسل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں، فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے، تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں حتیٰ کہ انہیں بعض عربوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کردیا ان کے آقا نے انہیں مکاتب کردیا، حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کر کے آزاد کردیا، آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتیٰ کہ حضور انور تک پہنچ گئے، حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کی مشتاق ہے ، بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا، مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے، ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم (مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ) کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے، ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے ہوئے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ" مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

يُنْصِتُ: از ، نصتاً، بمعنی خاموش رہنا، خاموش کرنا،

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرئے اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش

Marfat.com

کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

پھر حسب توفیق تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ پڑھے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آیندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے دو مسئلے یہ بھی معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہٰذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آیندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" ۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2،ص609)

(۸۳۲) وَعَنْ عمرو بن شُعَیب، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ: "لَا یُجْلَسُ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" .

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ دو بیٹھنے والوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے۔

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

یُفَرِّق: از، تفریقاً، بمعنی جدا کرنا، فرق کرنا۔

832: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4845

Marfat.com

شرح:

اس کی وجہ وہ ہی ہے جو ابھی (ماقبل حدیث کی شرح میں) عرض کی گئی۔ خیال رہے کہ رجل فرمانا اس لیے ہے کہ عورتیں مردوں کے حکم میں ہیں ان پر احکام شرعیہ مردوں کی طرح جاری ہوتے ہیں، رب تعالیٰ نے نماز روزے وغیرہ کے احکام مردوں کو ہی دیئے مگر عورتوں پر بھی یہ عبادات فرض ہیں لہٰذا حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد تو یہ حرکت نہ کریں عورتیں کرلیا کریں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص541)

(۸۳۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ: اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جو حلقۂ مجلس کے وسط میں بیٹھ جائے۔ اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

اور ترمذی نے ابومجلز سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حلقۂ مجلس کے وسط میں بیٹھ گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا ہے۔ یا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنتی قرار دیا ہے، جو مجلس کے وسط میں بیٹھے۔

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

وَسَطَ: از، وسطاً، بیچ میں بیٹھنا، درمیان۔

شرح:

اس فرمان عالی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ جو کوئی کسی جلسہ میں آخر میں آوے اور لوگوں کی گردنیں

833: ابی داود، رقم الحدیث: 8426

Marfat.com

پھلانگتا ہوا بیچ میں پہنچے وہ لعنتی ہے چاہیے کہ اگر کنارہ پر جگہ ملے تو وہاں ہی بیٹھ جاوے۔دوسرے یہ کہ یہ شخص درمیان میں بیٹھا ہو اور لوگ اس کے ارد گرد دست بستہ کھڑے ہوں یہ عمل متکبرین کا ہے بڑا آدمی بھی لوگوں کے ساتھ حلقہ میں بیٹھے۔) مرقات واشعہ (بعض لوگ مذاق دل لگی کرنے کے لیے کسی کو درمیان حلقہ میں بٹھا کر اسے مذاق کا نشانہ بناتے ہیں وہ ہر طرف کے لوگوں سے مذاق کرتا ہے وہ بھی لعنتی ہے۔(اشعہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص559)

(۸۳۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الخدریّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُھَا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بہترین مجلس وہ ہیں جو وسیع ہو۔اس کو ابوداؤد نے بخاری کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۵) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ، فَکَثُرَ فِیْہِ لَغَطُہٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ذٰلِکَ: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں بکثرت فضول باتیں کرے اور مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ کہہ دے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔تو اس کے اس مجلس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

834: ابوداؤد، رقم الحدیث:4820

835: جامع ترمذی، رقم الحدیث:3433

Marfat.com

حلِ لغات:

لَغَطُهُ: از، لغطاً بمعنی شور کرنا، شور۔

شرح:

لغط سے مراد بے فائدہ گفتگو جس میں وقت ضائع ہو کہ یہ بھی نقصان دہ چیز ہے۔ بعض نے فرمایا کہ بے ہودہ گفتگو غلط ہے جس میں حق اللہ ضائع ہو۔ غرضکہ فریب، جھوٹ، غیبت اس سے خارج ہیں کہ یہ چیزیں حقوق العباد میں سے ہیں بغیر معاف کرائے معاف نہ ہوں گی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، ص 50)

(۸۳۶) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِاٰخِرَةٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ" فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُوْلُهُ فِیْمَا مَضٰی؟ قَالَ: "ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَا یَكُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ 'الْمُسْتَدْرَكِ' مِنْ رِّوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ: "صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ".

◄ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات ظاہری کے آخری حصہ میں جب مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ الفاظ فرماتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ" اے اللہ! تو پاک ہے تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ وہ الفاظ پڑھتے ہیں جو آپ پہلے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا: یہ اس کا کفارہ ہے جو کچھ مجلس میں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

حکم حدیث:

امام حاکم ابوعبداللہ نے اس کو مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، اور کہا کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے۔

شرح:

یعنی اس اضاعت وقت کے قصور اور تیری نعمت زبان کو غلط استعمال کرنے کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں، میں قصور مند بندہ ہوں تو غفور رحیم رب ہے معافی دے دے۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ دعا ہے۔

836: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4859

Marfat.com

بخشش سے وہ ہی مراد ہے جو ابھی اوپر عرض کیا گیا کہ جیسے مال برباد کرنا گناہ ہے ایسے ہی وقت برباد کرنا بھی گناہ، وقت مال سے زیادہ لائق قدر ہے اسی گناہ کی معافی مانگی گئی۔

خیال رہے کہ آپ ﷺ کی یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے ورنہ نبی اکرم ﷺ تو غلطی و گناہ سے پاک ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ماقبل حدیث میں اپنے غیر کو مخاطب فرمایا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص50)

(۸۳۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے ہوں اور آپ نے یہ دعائیں نہ کی ہوں: "اے اللہ! ہمیں اپنے خوف سے اتنا حصہ عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور اپنی اطاعت سے اتنا حصہ عطا فرما کہ اس کے سبب تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور ہمیں اتنا یقین عطا کر جس کے سبب ہمارے لئے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں ہمارے کانوں، آنکھوں اور قوت سے فائدہ مند رکھ اور اس کو ہمارا وارث بنا دے، اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اسی سے انتقام لیں جو ہم پر ظلم کرے، اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمیں دین کی مصیبت میں مبتلا نہ کرنا اور دنیا کو ہی ہمارا منتہائے مقصود نہ بنانا اور دنیا تک ہی ہمارے علم کو محدود نہ رکھنا اور ہم پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے"۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اول حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

837: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3502

Marfat.com

حلِ لغات:

تَحَوُّلُ: از، حولاً، ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔

شرح:

یعنی اکثر کسی مجلس سے اٹھتے وقت سرکار یہ دعا مانگ لیتے تھے اور یہ سب کچھ صحابہ کرام کی اور ان کے ذریعہ ہماری تعلیم کے لیے تھا۔ خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی جن دعاؤں میں مغفرت کی طلب یا گناہوں کا اقرار ہے ان سب میں تعلیم اُمت مقصود ہے ورنہ سرکار خود معصوم ہیں بلکہ ارادۂ گناہ سے محفوظ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص108)

(۸۳۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ، وَّكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اُٹھتی ہے تو گویا وہ مردار گدھے پر سے اُٹھتے ہیں: اور یہ ان کے لئے باعث حسرت ہوگی۔

اِس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۹) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ ؛ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس میں بیٹھی اور انہوں نے وہاں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہیں۔ پس اگر وہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

838: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4855

839: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3380

Marfat.com

حکم حدیث؛

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

تِرَۃٌ: تاوان، ناراضگی۔

شرح:

اگر چہ ذکر اللہ میں درود شریف بھی داخل تھا مگر چونکہ درود شریف ذکر اللہ کی بہترین قسم ہے اس لیے اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا کیونکہ درود پاک میں اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آل اولاد کو دعائیں بھی۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عموماً مجلسوں میں جھوٹ غیبت وغیرہ گناہ ہوجاتے ہیں، اگر ان میں حمد وصلوۃ وغیرہ بھی ہوتی رہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اگر مجلس ان خیر ذکروں سے خالی ہو تو گناہ تو پایا گیا، کفارہ نہ ادا ہوا لہٰذا اب پکڑ اور سزا کا سخت اندیشہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس جملہ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ "الآیہ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی معافی گناہ کا ذریعہ ہے اس جملہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مجلس میں اللہ رسول کا ذکر ہو تو اس کے گناہ یقیناً بخشے جائیں گے رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص498)

(۸۴۰) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا، وَشَرَحْنَا "اَلتِّرَةُ" فِيْهِ.

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی اور جو شخص بستر پر لیٹا اور اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وہاں ہم نے "ترۃ" کی تشریح کر دی ہے۔

840: ابی داؤد، رقم الحدیث: 4856

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہٰذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کرلو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس ملو گے۔ بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص496)

۱۳۰- بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

خواب اور اس کے متعلقات کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ (الروم: 23).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کی نشانیوں میں ہے رات اور دن کو تمہارا سونا۔

تشریح:

نیند بھی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے تھکان دور ہو جاتی ہے راحت وسکون حاصل ہوتا ہے اس کے لیے قدرت نے رات بنادی۔ کام کاج کے لیے دنیا حاصل کرنے کے لیے کمائی دھندے کے لیے تلاش معاش کے لیے اللہ نے دن کو پیدا کر دیا جو رات کے بالکل خلاف ہے۔ یقیناً سننے سمجھنے والوں کے لیے یہ چیزیں نشان قدرت ہیں۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: نبوت سے کوئی

841: بخاری، رقم الحدیث: 6990

Marfat.com

شے باقی نہیں رہ گئی سوائے مبشرات کے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: مبشرات سے کیا مراد ہے۔فرمایا: اچھے خواب۔ (بخاری)

(۸۴۲) وَعَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا، اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا' اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ (متفق علیہ)
اور ایک روایت میں ہے: تم سے زیادہ صحیح خواب اس کے ہوں گے جو تم میں سب سے زیادہ سچی بات کرنے والا ہوگا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

لَمْ تَكَد: از کوداً، بمعنی کام کرنے قریب ہونا اور نہ کرنا۔ یہاں لم یراھا کے معنی میں ہے۔

شرح:

قربِ زمان میں کئی احتمال ہیں: قریب قیامت، موت کے قریب کا زمانہ یعنی بڑھاپا وہ مہینے جن میں دن رات برابر ہوتے ہیں۔ حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ جب کہ لوگوں میں عیش وعشرت بہت ہوگا، سال گزرے گا مہینہ کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ ایک دن کی طرح وہ زمانہ جب لوگوں کی عمریں گھٹ جائیں گی یا شر وفساد کا زمانہ جب لوگ ایک دوسرے سے گتھ جائیں قتل وخون کے لیے قریب ہوں گے۔ (اشعہ) مرقات میں اس کے اور بہت سے معنی کیے گئے ہیں مثلاً یاجوج ماجوج کے خروج کا زمانہ۔

یعنی ان زمانوں میں اہلِ اسلام کی اکثر خوابیں صحیح ہوا کریں گی ان تمام موقعوں پر خوابیں درست ہونے کی وجہیں مرقات ولمعات وغیرہ نے بہت دراز بیان فرمائی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص450)

842: بخاری شریف، رقم الحدیث:7017، مسلم شریف، رقم الحدیث:5791، ابوداؤد، رقم الحدیث:5018، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2270، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3893، موطا مالک، رقم الحدیث:1713، دارمی، رقم الحدیث:2137، مسند امام احمد، رقم الحدیث:2896، ابن حبان، رقم الحدیث:6040، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:8175، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:1335، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:9057

Marfat.com

(۸۴۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ - اَوْ كَاَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ - لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطٰنُ بِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ یا فرمایا: گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ (متفق علیہ)

(۸۴۴) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا

وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور وہ خواب لوگوں کو بتادے۔ اور ایک روایت میں ہے صرف اسی شخص کو اپنا خواب سنائے جس سے وہ محبت کرتا ہو اور اگر اس کے برعکس خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، کیونکہ وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

وَلْيُحَدِّثْ: از تحدیثاً بمعنی بیان کرنا، ذکر کرنا،

شرح:

اچھے خواب کو رؤیا کہتے ہیں اور برے خواب کو حلم، اسی سے ہے اضغاث احلام اسی سے بنا ہے احتلام، اگر چہ ساری

843: بخاری شریف، رقم الحدیث:6993، مسلم شریف، رقم الحدیث:5801، ابوداؤد، رقم الحدیث:5023، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2659، ابن ماجہ، رقم الحدیث:30، دارمی، رقم الحدیث:231، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:326، ابن حبان، رقم الحدیث:31، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:380، بیہقی، رقم الحدیث:20782، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:259، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:204

844: بخاری، رقم الحدیث:6993

Marfat.com

خوابیں رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں مگر بارگاہِ الٰہی کا ادب یہ ہے کہ بُری اور ڈراؤنی خوابوں کو شیطان کی طرف سے نسبت دے کیونکہ مسلمان کی بری خوابوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔) مرقات (بہر حال اچھی خواب رب کی بشارت ہے تا کہ مسلمان اللہ کی رحمت کا منتظر اور شکر میں مشغول ہو جائے بری خواب مایوس کن ہے اور مایوسی شیطانی عمل ہے۔

یعنی اچھی خواب ضرور بیان کرے تا کہ اس کا ظہور ہو جائے مگر بیان کرے ایسے عالم معتبر سے جو اس کا دوست و خیر خواہ ہو تا کہ وہ تعبیر خراب نہ دے اچھی تعبیر دے خواب کی پہلی تعبیر ہی پر خواب کا ظہور ہوتا ہے۔

یہ عمل بہت مجرب ہے کیسی ہی خطرناک خواب دیکھو یہ عمل کرلو ان شاء اللہ اس کا ظہور کبھی نہ ہوگا، اچھی خواب اللہ کی نعمت ہے اس کا چرچہ کرو "وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اور بری خواب بلا و امتحان ہے اس پر صبر کرو کسی سے نہ کہو رب سے عرض کرو ان شاء اللہ دفع ہو جائے گی۔ چونکہ حضور کے خطرناک خواب بھی رب کی طرف سے ہوتے تھے اس لیے حضور لوگوں سے انکا ذکر فرما دیتے پھر ان کا ظہور بھی ہوتا تھا جیسے حضور نے خواب میں تلوار ٹوٹتی دیکھی اس کا ظہور غزوہ احد کی تکالیف کی شکل میں نمودار ہوا، ہاتھوں پر بھاری کنگن دیکھے ان کا ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے ہوا لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضور کے اس عمل شریف کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص448)

(۸۴۵) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ - وَفِیْ رِوَايَةٍ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَمَنْ رَّاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطٰنِ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"النَّفْثُ": نَفْخٌ لَّطِيْفٌ لَّا رِيْقَ مَعَهٗ.

◀ ◀ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب، اور ایک روایت میں ہے عمدہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہیں اور جو شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے) تو بے شک وہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

النفث: آہستہ سے پھونکنا جس میں تھوک نہ ہو۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنی ہے اس کی شرح گزر چکی ہے (ابو الاحمد غفرلہ)

845: بخاری، رقم الحدیث:6995

Marfat.com

(۸۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا، فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ ثَلَاثًا، وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہوا تھا اس سے دوسرے پہلو پر پلٹ جائے۔ (مسلم)

(۸۴۷) وَعَنْ اَبِی الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بن الْاَسقعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰی اَنْ یَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ، اَوْ یُرِیْ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، اَوْ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ یَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت ابوالاسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے۔ یا اپنی آنکھوں سے ایسی چیز دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس نے نہیں دیکھی' یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمائی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

واثلہ ابن اسقع: آپ لیثی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے تب آپ ایمان لائے، مشہور یہ ہے کہ آپ نے تین سال حضور انور کی خدمت کی صفہ والوں سے تھے پہلے بصرہ میں رہے پھر شام میں آپ کا گھر دمشق سے تین کوس دور بلاء میں تھا پھر بیت المقدس چلے گئے وہاں ہی وفات پائی سو برس عمر ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

الفِرٰی: از، فریاً، بمعنی جھوٹ، تہمت، کسی پر جھوٹ باندھنا۔ افتراء،

شرح:

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول

846: مسلم، رقم الحدیث: 2262

847: بخاری، رقم الحدیث: 3509

Marfat.com

کرے نہ نفل"۔("صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ..................الخ، الحدیث:۱۳۷۰،ص۷۱۲......)

اور بعض سُفہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے، صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بناء پر اپنے آپ کو سیّد کہتے کہلاتے ہیں یہ بھی محض جہالت ومعصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ کہ ماں سے۔

Marfat.com

كِتَابُ السَّلَامِ

کتاب السلام

فائدہ: کتاب کا معنی گزر چکا ہے۔

سلام کا معنی: سلامی، تسلیم، آداب، رخصت کرنا، الوداع، بس جائیے، معاف کیجیے، خاتمہ نماز پر دائیں بائیں پھرنا۔ غزل کے انداز پر وہ نظم جس میں واقعات کربلا کا ذکر ہو، کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنا۔ (فیروز اللغات)

سلام کی تعریف: نفس کا دارین (دنیا اور آخرت) میں تنگی و تکلیف سے بچے رہنا یہاں مراد دارین میں امن وسلامتی کی دعا دینا یعنی ''السلام علیکم'' کہنا ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

سلام کے لغوی معنی ہیں آفات یا عیوب سے سلامتی، اسی سے ہے تسلیم۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے سلام بمعنی تمام عیوب سے پاک، اپنے بندوں کو سلامتی وامن دینے والا، اسی سے ہے مسلم بمعنی صلح وصفائی، یہاں سلام سے مراد سلام کا جواب ہے جو آتے جاتے وقت کہا جاتا ہے یعنی السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا۔

لطیفہ: علماء فرماتے ہیں کہ السلام علیکم کے معنی ہیں کہ تم پر سلامتی وامان نازل ہو۔ علیکم سے پہلے نازلۃ پوشیدہ ہے اور یہ دعائیہ جملہ ہے، مگر صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں سلام یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال، احوال، افعال، اقوال کا نگران ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، ان کے ہاں سلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا اور علیکم سے پہلے رقیب پوشیدہ ہے بمعنی نگران۔ (اشعۃ اللمعات) وہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور انور نے تیمم فرما کر سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ سلام اللہ کا نام ہے اس لیے بغیر وضو یہ نام نہ لیا وہ حضرات صوفیاء کے معنی کی تائید کرتا ہے۔

دوسرا لطیفہ: مسلمان کو سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا فرض ہے مگر ثواب زیادہ ہے سلام کرنے کا یعنی اس سنت کا ثواب اس فرض سے زیادہ ہے جیسے وقت پر قرض ادا کرنا فرض ہے اور وقت سے پہلے ادا کرنا سنت مگر ثواب اس کا زیادہ ہے کہ وعدے سے پہلے ادا کرے یا جیسے محتاج مقروض کو ڈھیل دینا مہلت دینا فرض ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ" معاف کر دینا سنت ہے مگر معاف کر دینے کا ثواب زیادہ ہے بہرحال بعض سنتوں کا ثواب بعض فرضوں سے زیادہ ہے۔

Marfat.com

۱۳۱-بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاِفْشَائِهٖ

سلام کی فضیلت اور اس کو عام کرنے کے حکم کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ (النور: 27)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

تشریح:

شرعی ادب بیان ہو رہا ہے کہ "کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو، جب اجازت ملے، جاؤ پہلے سلام کرو، اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو۔ تین مرتبہ اجازت چاہو اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ"۔

صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تین دفعہ اجازت مانگی، جب کوئی نہ بولا تو آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا! دیکھو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ آنا چاہتے ہیں، انہیں بلا لو لوگ گئے، دیکھا تو وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ دوبارہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ واپس کیوں چلے گئے تھے؟ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دفعہ اجازت چاہنے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾

(النور: 61)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النساء: 86)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ﴾ (الذاریات: 25-24) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے: سلام کہا: سلام!

(۸۴۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ (متفق علیہ)

(۸۴۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ ؛ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ . فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو اور غور سے سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ تو انہوں (حضرت آدم علیہ السلام) نے (فرشتوں سے) کہا: السلام علیکم۔ تو انہوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ اور انہوں نے "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کیا۔ (متفق علیہ)

848: بخاری، رقم الحدیث: 12

849: بخاری، رقم الحدیث: 6227

Marfat.com

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

يُحَيُّوْنَكَ : از تحية، سلام کرنا،

شرح:

جلوس یا تو مصدر ہے تو اس سے پہلے ذو پوشیدہ ہے یا جمع ہے جالس کی جیسے قاعدہ کی جمع ہے قعود اور راکع وساجد کی جمع ہے رکوع وسجود یعنی وہ جماعت ملائکہ جو بیٹھی ہوئی ہے انہیں سلام کرو، اعلیٰ سے ادنیٰ کو سلام کرایا، مسجود سے ساجدین کو تحیہ کرائی غالبًا یہ واقعہ سجدہ آدم کے بعد کا ہے۔

اس ارشاد فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام جواب کا علم نہ تھا بلکہ اسے سنت ملائکہ قرار دینے کے لیے کہا تا کہ اولاد آدم کو یہ معلوم ہو جائے کہ سلام کرنا سنت آدم علیہ السلام ہے اور اعلیٰ جواب دینا سنت ملائکہ، رب تعالیٰ انہیں تمام چیزوں کا علم پہلے ہی دے چکا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کے الفاظ سے سلام کرنے کا طریقہ پہلے ہی سے معلوم تھا اس لیے رب تعالیٰ نے آپ کو سلام کے الفاظ نہ بتائے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا سمجھا دیا گیا ہے۔

اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جواب سلام میں السلام علیکم کہنا بھی جائز اگرچہ وعلیکم السلام کہنا افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ جواب میں کچھ زیادہ الفاظ کہنا بہتر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص463)

(۸۵۰) وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمَرنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.

◄ حضرت ابی عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا: (1) مریض کی بیمار پُرسی کرنا۔ (2) جنازوں کے ساتھ جانا۔ (3) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب يَرْحَمُكَ اللّٰهُ سے دینا۔ (4) کمزوروں کی مدد کرنا۔ (5) سلام کو پھیلانا۔ (7) اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ (متفق علیہ)

850: بخاری شریف، رقم الحدیث:6235

Marfat.com

یہ الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ: از براً، بمعنی بری کرنا، یہاں مراد قسم کھانے والے کا قسم کے حق کو پورا کرنا۔

شرح:

یعنی اگر کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے جو تم کر سکتے ہو تو ضرور کر دو تا کہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفارہ واجب نہ ہو، مثلاً کوئی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تم فلاں کام نہ کرلو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں یا خدا کی قسم کل تم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو طلاق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کرلو، بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو۔ لمعات ومرقات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر ذمی یا مستامن حتی المقدور اس کی ضرور مدد کی جائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص751)

(۸۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا، اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَفْشُوا: از ، افشاءً بمعنی پھیلانا، ظاہر کرنا،

851: مسلم شریف، رقم الحدیث: 54

Marfat.com

شرح:

یعنی کمال ایمان مسلمانوں کی آپس کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، آپس کی عداوتیں بہت سے گناہ بلکہ کبھی کفر کا موجب ہو جاتی ہیں۔

سلام پھیلانے کے یہ معنی ہیں کہ ہر مسلمان کو سلام کرے جان پہچان والا ہو یا انجان۔ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کی عداوت مٹانے محبت پیدا کرنے کے لیے سلام مصافحہ ایک اکسیر ہے حضور کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص468)

(۸۵۲) وَعَنْ اَبِىْ يُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔ (مسکینوں کو) کھانا کھلاؤ۔ صلۂ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

تعارف راوی:

آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، یہود کے بڑے عالم تھے، انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی، آپ کی وفات ۴۳ھ تینتالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی، قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں، بڑے فضائل وخوبیوں کے مالک ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

نِيَامٌ: از نوماً بمعنی سونا، نیند کرنا،

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنی ہے،

852: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2485

Marfat.com

(۸۵۳) وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: اَنَّهُ كَانَ يَاْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَيَغْدُوْا مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ، قَالَ: فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَّلَا مِسْكِيْنٍ، وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْماً، فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ، وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُوْمُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ وَاَقُوْلُ: اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّث، فَقَالَ: يَا اَبَا بَطْنٍ - وَكَانَ الطفَيْلُ ذَا بَطْنٍ - اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ، فنُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَّقِيْنَاهُ . رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّاَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ راوی کہتے ہیں: جب ہم چل پڑتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس ردی فروش، دکاندار یا مسکین کے پاس سے گزرتے اس کو سلام کہتے۔ حضرت طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے ساتھ بازار چلنے کو کہا: میں نے عرض کیا: بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں آپ نہ تو خریداری کے لئے رکتے ہیں نہ سامان کے متعلق پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے فرمایا: اے بڑے پیٹ والے! اور حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں ہم جس سے ملتے ہیں اس کو ہم سلام کہتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

فَاسْتَتْبَعَنِيْ: پیچھے چلنے کو کہنا، از تبعاً، پیچھے چلنا،

شرح:

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا بازار جانا بھی عبادت ہے کہ ہم وہاں عملی تبلیغ کے لیے جاتے

853: الموطا، رقم الحدیث: 1844

Marfat.com

ہیں، سلام کی اشاعت کرنا لوگوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو سنت کا عادی بنانا بھی بہترین عبادت ہے، علماء اگر لوگوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کریں تو بہت ہی اچھا ہے، گھر بلا کر تبلیغ کرنا اور لوگوں کے گھر جا کر تبلیغ کرنا دونوں ہی سنت ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص 501)

۱۳۲-بَابُ کَیْفِیَّةِ السَّلَامِ

سلام کی کیفیت کا بیان

یُسْتَحَبُّ اَنْ یَّقُوْلَ الْمُبْتَدِءُ بِالسَّلَامِ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ . فَیَاْتِ بِضَمِیْرِ الْجَمْعِ، وَاِنْ کَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَیْهِ وَاحِدًا، وَّیَقُوْلُ الْمُجِیْبُ: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ، فَیَاْتِیْ بِوَاوِ الْعَطْفِ فِیْ قَوْلِهٖ: وَعَلَیْکُمْ

مستحب یہ ہے کہ پہلے کہنے والا کہے: السلام علیکم ورحمة الله و بر کاته تو جمع ضمیر استعمال کرے خواہ جس کو وہ سلام کر رہا ہے ایک ہی ہو اور جواب دینے والا کہے: وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته اور اپنے قول وعلیکم میں واوِ عطف کا استعمال کرے۔

(۸۵۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، فَرَدَّ عَلَیْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَیْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَیْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "ثَلَاثُوْنَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس (یعنی اس شخص کے لئے دس نیکیاں ثابت) ہوگئیں۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پس وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس (یعنی اس کو بیس نیکیاں ملیں گی) پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے سلام کا جواب دیا: سو وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں گی)

تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

854: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5195

Marfat.com

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

فَرَدَّ: از رداً بمعنی لوٹانا، پھیرنا، سلام کا جواب دینا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو بھی سلام کرے تو علیکم جمع سے کہے کہ اس میں ان فرشتوں کو سلام ہو جاتا ہے جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں محافظین اور کاتبین اعمال وغیرہم اگر چہ علیک واحد کہنا بھی جائز ہے۔
عشر فاعل ہے ثبت لہ پوشیدہ کا یا نائب فاعل ہے کتب فعل مجہول کا یعنی اس کو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا یا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں۔
معلوم ہوا کہ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں جتنے کلمات زیادہ ہوں اتنی نیکیاں اسی حساب سے زیادہ ہوں گی جواب دینے والا زیادہ اچھا جواب دے یعنی سلام کے کلمات پر کچھ کلمات بڑھا کر جواب دے۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص481

(٨٥٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَهٰكَذَا وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ" وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا، وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (متفق علیہ)
اور صحیحین کی بعض روایات میں لفظ ''وبرکاتہ'' بھی مروی ہے اور بعض میں اس کو حذف کیا گیا ہے۔ اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

855: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3217

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی بناء پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ (مرقات، لمعات)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انہیں نہ دیکھتی تھی، نور کو دیکھنے کے لیے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص428)

(۸۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تکلم بِکَلِمَۃٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ، وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سلم عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ لوگ آپ کی بات سمجھ سکیں اور جب کسی جماعت کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کہتے تو تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَعَادَھَا: از، عادۃً، دہرانا،

شرح:

لفظ سے مراد پوری بات ہے، یعنی مسائل بیان کرتے وقت ایک ایک مسئلہ تین تین بار فرماتے تاکہ لوگوں کے ذہن میں اتر جائے ہر کلام مراد نہیں۔

ایک سلام اجازت حاصل کرنے کا، دوسرا ملاقات کا، تیسرا رخصت کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور بوقت ملاقات ایک سلام کرتے تھے کیونکہ وہاں صرف ملاقات کا سلام مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخلے کی اجازت کے لئے شور نہ مچائے، بہت دروازہ نہ پیٹے، بلکہ صرف یہ کہے السلام علیکم آجاؤں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنے اور

856: بخاری شریف، رقم الحدیث: 95

Marfat.com

جانے والا سلام کرے اگر چہ بڑا ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص206)

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيْرًا

ترجمہ: اور یہ حکم اس صورت حال پر محمول ہے جب اجتماع زیادہ ہو۔

(۸۵۷) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطويل، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ، فَيَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَّا يُوْقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ رکھ دیتے تھے۔ آپ رات کو تشریف لاتے تو سلام کہتے یوں کہ آپ سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو سلام کے الفاظ سناتے پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے اسی طرح سلام کہا جس طرح کہ آپ سلام کہا کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 395 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

- نَرْفَعُ: از رفعاً، بمعنی اٹھانا، لینا۔

شرح:

کھانا کھانے والے، استنجا کرنے والے، سوتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو قبرستان جاتے وقت انہیں سلام نہ کیا جاتا اور نماز میں حضور کو سلام نہ ہوتا۔

ضروری ہدایت: زندگی میں لوگوں کی سننے کی طاقت مختلف ہوتی ہے بعض قریب سے سنتے ہیں جیسے عام لوگ اور بعض دور سے بھی سن لیتے ہیں جیسے پیغمبر اور اولیاء۔ مرنے کے بعد یہ طاقت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں لہٰذا عام مردوں کو ان کے قبرستان میں جا کر پکار سکتے ہیں دور سے نہیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو دور سے بھی پکار سکتے ہیں کیونکہ وہ جب زندگی میں دور سے سنتے تھے تو بعد وفات بھی سنیں گے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ سے سلام عرض کرو مگر دوسرے مردوں کو صرف قبر پر جا کر دور سے نہیں۔

857: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2055

Marfat.com

دوسری ہدایت: اگرچہ مرنے کے بعد روح اپنے مقام پر رہتی ہے لیکن اس کا تعلق قبر سے ضرور رہتا ہے کہ عام مردوں کو قبر پر جا کر پکارا جاوے تو سنیں گے مگر اور جگہ سے نہیں۔ جیسے سونے والا آدمی کہ اس کی ایک روح نکل کر عالم میں سیر کرتی ہے لیکن اگر اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو کر آواز دو تو سنے گی۔ دوسری جگہ سے نہیں سنتی۔

(مزید تفصیل کے لیے علم القرآن کا مطالعہ فرمائیں، ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۵۸) وَعَنْ اَسْمَآء بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْاِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا .

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی تو آپ نے انہیں سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور یہ اس پر محمول ہے کہ آپ نے سلام اور اشارے کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابوداؤد کی وہ روایت کرتی ہے جس میں مروی ہے: اور آپ نے ہمیں سلام کیا۔

تعارفِ راوی:

اسماء بنت یزید: آپ مشہور صحابیہ انصاریہ ہیں، بڑی عالمہ عاقلہ عابدہ زاہدہ تھیں۔ (مرأۃ المناجیح جلد ہفتم)

حلِ لغات:

عُصْبَةٌ: جماعت، اجتماع،

شرح:

اجنبی عورتوں کو سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے کہ وہاں فتنہ کا خطرہ نہیں، دوسرے مسلمان اجنبی عورتوں خصوصاً جوان عورتوں کو ہرگز سلام نہ کریں نہ ان کے سلام کا جواب دیں کہ یہ سلام عشق بلکہ بدکاری کی ابتداء بن سکتا ہے۔ (مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص484)

(۸۵۹) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ

858: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2697

859: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5209

Marfat.com

اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بَنَحْوِهٖ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" . وَقَدْ ذُكِرَ بَعْدَهٗ .

◄ ◄ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔

ابوداؤد نے اس کو عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور اسی طرح ترمذی نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور انہوں نے اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جس سے ملاقات ہوتی تو سلام میں پہل فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حب النبی، فصل فی خلقہ وخلقہ، الحدیث ۱۴۳۰، ج ۲، ص ۱۵۵)

ایک مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے دور ہو جاتا ہے۔"

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اھل الدین .... الخ، الحدیث: ۸۷۸۶، ج ۶، ص ۴۳۳)

حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب دو مسلمان مرد ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے رفیق کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے رفیق سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کے لئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کے لئے ہیں۔"

(مسند البزار، رقم ۲۳۸، ج ۱، ص ۴۳۴)

(۸۶۰) وَعَنْ اَبِیْ جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ؛ فَاِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ • تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ .

◄ ◄ حضرت ابی جری الہجیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

860: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5209

Marfat.com

اور میں نے عرض کیا: عليك السلام یارسول الله ! آپ نے فرمایا: عليك السلام نہ کہو، کیونکہ یہ مردوں کا سلام ہے۔

یہ حدیث طوالت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 799 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

تَحِیَّۃٌ: سلام، تحفہ،

شرح: شہدائے کرام کے مزارات پر سلام کا طریقہ:

شُہداءِ کرام رحمہم اللہ کے مزاراتِ طاہرات کی زیارت کے وقت اس طرح سلام عرض کیجئے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ: ترجمہ: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے، پس آخرت کیا ہی اچھا گھر ہے۔
(فتاوٰی عالمگیری ج ۵ ص ۰۵۳)

۱۳۳-بَابُ اٰدَابِ السَّلَامِ

سلام کے آداب کا بیان

(۸۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ، وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ، وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ: "وَالصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ (متفق علیہ)
اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

861: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6231

Marfat.com

حلِ لغات:

الرَّاکِبُ: از رکوباً، سوار ہونا، چڑھنا۔

شرح:

یعنی جب سوار اور پیدل مسلمان ملیں تو پیدل کو سوار سلام کرے کیونکہ سوار پیدل سے اعلیٰ حالت میں ہے اور سلام میں اظہار عجز و نیاز ہے اس لیے وہ ہی اظہار نیاز کرے جو بظاہر افضل ہے مگر یہ افضلیت کا ذکر ہے اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

اور جب کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کے پاس یا مجمع میں آوے یا ان پر سے گزرے تو وہ مجمع والے اس کو سلام نہ کریں بلکہ یہ آنے والا سلام کرے کہ ملاقات یہ کررہا ہے اس بیٹھے سے کررہا ہے اور سلام ملاقات کرنے والے کے لیے ہے۔

اور جب دو طرفہ مسلمان آرہے ہوں اور دونوں یکساں حالت میں ہوں کہ یا دونوں سوار ہوں یا دونوں پیادہ ہوں تو قانون یہ ہے کہ تھوڑے آدمی بہت سوں کو سلام کریں تا کہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کا احترام کرے ممکن ہے کہ اس بڑی جماعت میں اللہ والے زیادہ ہوں بڑی جماعت کا بڑا احترام ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص469)

(۸۶۲) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّهُمَا یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟، قَالَ: "اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی" قَالَ التِّرْمِذِیُّ: "هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص ہے جو ان میں سلام میں پہل کرے۔

ابوداؤد نے اس کو عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:75 کے تحت ہو چکا ہے۔

862: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:5197

Marfat.com

حکم حدیث:

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

بدأ: از، ابتداءً، بمعنی پہلے کرنا، شروع کرنا، پیدا کرنا، ابتداء کرنا،

شرح:

اس کی شرح حدیث نمبر: 859 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۳۴-بَابُ اسۡتِحۡبَابِ اِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰی مَنۡ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهٗ عَلٰی قُرۡبٍ بِاَنۡ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِی الۡحَالِ، اَوۡ حَالَ بَيۡنَهُمَا شَجَرَةٌ وَّنَحۡوُهَا

تھوڑی دیر میں اگر دوبار ملاقات ہو مثلاً اندر داخل ہو پھر باہر نکلے اور ساتھ ہی پھر اندر داخل ہو یا ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں دوبار سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۶۳) عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ فِیۡ حَدِيۡثِ الۡمُسِیۡءِ صَلَاتِهٖ: اَنَّهٗ جَآءَ فَصَلّٰی، ثُمَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيۡهِ، فَرَدَّ عَلَيۡهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: "ارۡجِعۡ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمۡ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلّٰی، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ .

◀ترجمہ▶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز بھول جانے والے آدمی کی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز ٹھیک نہیں پڑھی۔ تب وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی' پھر آیا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا حتیٰ کہ اس نے یہ فعل تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ)

(۸۶۴) وَعَنۡهُ، عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا لَقِیَ اَحَدُكُمۡ اَخَاهُ فَلۡيُسَلِّمۡ عَلَيۡهِ، فَاِنۡ حَالَتۡ بَيۡنَهُمَا شَجَرَةٌ، اَوۡ جِدَارٌ، اَوۡ حَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهٗ، فَلۡيُسَلِّمۡ عَلَيۡهِ" رَوَاهُ اَبُوۡ دَاوٗدَ .

863: بخاری شریف، رقم الحدیث: 757

864: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5200

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو اور پھر وہ اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

حَالَتْ: از حولاً بمعنی درمیان میں آنا، حائل ہونا،

شرح:

بھائی سے مراد اسلامی بھائی ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ بھائی فرما کر اشارۃً فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام نہ کرے۔ یعنی ملاقات کا سلام غائب ہونے کے بعد ملنے پر ہوگا غائب ہونا اگرچہ معمولی ہی ہو ذرا سی آڑ درمیان میں آ گئی ہے غائب ہونا پالیا گیا اب ملنا ملاقات ہے سلام کرو، بلکہ حکمی غائب ہونے کے بعد بھی سلام سنت ہے اس لیے نماز ختم ہونے پر سلام کیا جاتا ہے اس سلام میں نمازی ایک دوسرے کی نیت کریں کیونکہ نمازی بحالت نماز ایک دوسرے سے حکماً غائب تھے اب عالم بالا کی سیر کر کے آ رہے ہیں لہٰذا سلام کرتے ہیں۔ بعد نمازِ فجر بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہی ہے کہ مصافحہ بوقت ملاقات ہوتا ہے اور یہ بھی وقت ملاقات ہے۔ خیال رہے کہ یہاں وہ حالات مراد ہیں جن میں سلام ممنوع نہ ہو لہٰذا جو پیشاب پاخانہ یا جماع میں مشغول ہو یا سو رہا ہو، اونگھ رہا ہو یا نماز یا اذان میں مشغول ہو یا غسل خانہ میں ہو، کھانا کھا رہا ہو لقمہ منہ میں ہو یا تلاوت قرآن کر رہا ہو یا دینی درس دے رہا ہو یا سن رہا ہو اسے سلام نہ کرے، اگر کرے گا تو اس کا جواب دینا لازم نہ ہوگا۔) مرقات (یوں ہی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سلام ممنوع ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص487)

۱۳۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا مستحب ہے

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ﴾ (النور: 61).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک

Marfat.com

پاکیزہ۔

تشریح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا ہے اے انس! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی۔ جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی، گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔ ضحٰی کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے تھے ان کا یہی طریقہ تھا۔ اے انس! چھوٹوں پر رحم کرو بڑوں کی عزت و توقیر کرو تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہو گے۔ (ابن عدی فی الکامل 5/382، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۶۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا بُنَيَّ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ، فَسَلِّمْ، يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ، وعلى اَهْلِ بَيْتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کر یہ تیرے لئے بھی اور تیرے گھر کے لئے بھی باعث برکت ہوگا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہر حال سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ بہت ہی مجرب ہے، فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص489)

۱۳۶-بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

(۸۶۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

865: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2698

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

مَرَّ: از، مراً، و مروراً، بمعنی گزرنا، جانا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ اگر گزرنے والا بڑا ہو اور بیٹھا ہوا چھوٹا یا گزرنے والا ایک ہو اور بیٹھے ہوئے بچے زیادہ تو گزرنے والا اور تھوڑی جماعت والا سلام کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چھوٹے بچے جو سمجھدار ہوں انہیں بھی سلام کیا جاوے، اگر کسی جماعت میں چھوٹے بڑے مخلوط ہوں اور انہیں کوئی سلام کرے بچہ جواب دے دے تو سب کا فرض ادا ہو جائے گا جیسا کہ اگر بچہ نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو گا۔ اجنبیہ جوان حسینہ عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے، اپنی محرم عورت یا بیوی یا بوڑھی عورت کو سلام کرنا بالکل جائز ہے، یہ ہی حکم جواب سلام کا ہے اجنبیہ عورت اجنبی مرد کے سلام کا جواب نہ دے، یہ اجنبی اس عورت کے سلام کا جواب دیدے، یہ مسائل کتب فقہ اور مرقات میں اسی جگہ دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص471)

۱۳۷-بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهٖ وَعَلٰى اَجْنَبِيَّةٍ وَاَجْنَبِيَّاتٍ لَّا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

مرد کا اپنی زوجہ کو اور عورت کا اپنے محرموں کو سلام کرنا اور اجنبی عورت یا عورتوں کو سلام کرنا جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو اسی طرح اس شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا

(۸۶۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ فِينَا امْرَاَةٌ - وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ - تَاْخُذُ مِنْ اُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقِدْرِ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ، فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ، وَانْصَرَفْنَا، نُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَدِّمُهُ اِلَيْنَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

866: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6247

867: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6248

Marfat.com

قَوْلُهُ: "تُكَرْكِرُ" اَیْ: تَطْحَنُ .

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں ہے: ہماری ایک بڑھیا تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہنڈیا میں ڈال دیتی اور جو کے کچھ دانے پیس لیتی۔ جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم لوٹتے پس اس بڑھیا کو سلام کرتے تو وہ بڑھیا ہمیں کھانا کھلاتی۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

تکرکر: یعنی پیستی تھی۔

شرح:

مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔

"(الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح ....الخ، ج۲، ص۷۷۳......)

(۸۶۸) وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ یَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ . . . وَذَكَرَتِ الْحَدِیْثَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پوری حدیث بیان کی۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

آپ کا نام فاختہ یا عاتکہ ہے، علی مرتضی کی حقیقی بہن ہیں، آپ کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی، ہُبَیْرَہ ابن ابی وہب کی زوجیت میں تھیں، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا مگر نکاح نہیں ہوسکا، فتح مکہ کے دن ایمان لائیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابہ" مراۃ المناجیح جلد اول)

868: مسلم شریف، رقم الحدیث: 336

Marfat.com

حلِ لغات:

تَسْتُرُہٗ: از ستراً، کسی چیز کو چھپانا، پردہ کرنا، ڈھانکنا۔

شرح:

فتح مکہ کے دن جب حضور انور سب کو امان دے کر فارغ ہو چکے تھے غسل فرمارہے تھے۔ اس طرح کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تہبند شریف باندھ کر غسل فرمارہے تھے، چونکہ غسل خانہ میں نہ تھے اس لیے جناب فاطمہ کپڑا تانے سامنے کھڑیں تھیں، یہ کپڑا غسل خانہ کی دیوار کی طرح آڑ کا کام دے رہا تھا، غسل خانہ میں بھی تہبند باندھ کر غسل کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فاطمہ زہرا کو کیونکہ جو تہبند باندھے غسل کررہا ہو اسے سلام کرنا جائز ہے، ہاں ننگے بدن نہانے والے کو سلام نہ کرے کہ ننگا آدمی جواب سلام نہیں دے سکتا اس لیے پیشاب پاخانہ استنجاء کرنے والے کو سلام کرنا منع ہے وہ ننگا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 870)

(۸۶۹) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ .

وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ .

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔

یہ عبارت ابوداؤد کی ہے اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے ساتھ ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔

تعارف راوی:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 858 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

نِسْوَة: عورتیں

869: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5204

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر:858 کے تحت گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۳۸-بَابُ تَحْرِیْمِ ابْتِدَائِنَا الْکَافِرَ بِالسَّلَامِ وَ کَیْفِیَّةِ الرَّدِّ عَلَیْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰی اَهْلِ مَجْلِسٍ فِیْهِمْ مُسْلِمُوْنَ وَ کُفَّارٌ

کافروں کو پہلے سلام کرنے کی حرمت' ان کے سلام کے جواب کی کیفیت اور جس مجلس میں مسلمان اور کفار بھی ہوں ان کو سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۷۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَبْدَاُوا الْیَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ، فَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰی اَضْیَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اس کو تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کردو۔

(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَاضْطَرُّوْهُ: از اضطراراً، بمعنی مجبور کرنا،

شرح:

سارے کفار کا یہی حکم ہے ذمی ہوں یا حربی کہ ان کو مسلمان بلا ضرورت سلام نہ کرے کہ سلام میں اظہار احترام ہے اور کفار کا احترام درست نہیں، مرتدین بدمذہبوں کا حکم بھی یہی ہے ضرورت کے احکام جداگانہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات) اور مسلمان راستہ میں اس طرح ہجوم کر کے چلیں کہ ذمی کفار کنارہ پر چلنے پر مجبور ہو جائیں اسلام کی شان ظاہر کرنے کے لیے بشرطیکہ کنارہ راہ پر غار یا خار نہ ہوں، انہیں غار یا خار میں پھنسا دینا ان کو ایذا دینا ہے اور ذمی کافر کو ایذا دینا ممنوع ہے۔ (مرقات) مستامن کفار اگر ہمارے مہمان بن جائیں یا ان کو بلایا جاوے تو ان کا مہمان کفار کی خاطر ہے۔ خیال رہے کہ اس زمانہ میں کفار بھی مسلمانوں سے ایسا بلکہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے۔

870: مسلم شریف، رقم الحدیث:2167

Marfat.com

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص472)

(۸۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَیْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اہل کتاب تم کو سلام کرے تو تم صرف یہ کہو: وعلیکم۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

وعلیکم کہہ دے یا پھر "السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" کہہ دے۔

(۸۷۲) وَعَنْ اُسَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی مَجْلِسٍ فِیْہِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ - عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ - وَالْیَھُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی بھی تھے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اَخْلَاطٌ: ملی جلی قسمیں، از خلطاً ملانا،

شرح:

معلوم ہوا کہ مخلوط جماعت جہاں مسلمان کفار ملے ہوئے بیٹھے ہوں وہاں سے گزرنے والا مسلمان سلام کرے اور اپنے سلام سے مسلمانوں کی نیت کرے اور جب کسی کافر کو خط لکھے تو یوں لکھے "السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی"۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ایسی مجلس پر گزرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے "السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص476)

871: بخاری شریف، رقم الحدیث:6258

872: بخاری شریف، رقم الحدیث:6254

Marfat.com

۱۳۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهٗ اَوْ جَلِيْسَهٗ

مجلس سے اٹھتے یا ہم نشینوں سے علیحدہ ہوتے وقت سلام کرنے کے استحباب کا بیان

(۸۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا انْتَهٰی اَحَدُكُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اُٹھنے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کرے اور پہلے سلام کا استحقاق دوسرے سے زیادہ نہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

(۱) معلوم ہوا کہ آنے والا سلام کرے بیٹھے ہوؤں کو۔

(۲) اگر وہاں بیٹھنا نہ بھی ہو صرف گزر جانا ہو جب بھی سلام کرے اور اگر بیٹھنا ہو تب بھی سلام کرے۔

(۳) معلوم ہوا کہ راہ گیر یعنی گزرنے والا صرف ایک سلام کرے اور جو مجلس میں کچھ دیر ٹھہرے وہ دو سلام کرے ایک آنے کا دوسرا جانے کا۔

(۴) یعنی سلام لقا اور سلام وداع دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں لہٰذا یہ دونوں سلام سنت ہیں اور ان کے جواب فرض۔

۱۴۰-بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَاٰدَابِهٖ

اجازت لینے اور اس کے آداب کا بیان

استیذان بنا ہے اذن سے، اذن کے معنی علم بھی ہیں اور اباحت واجازت بھی۔ استیذان کے معنی ہیں اجازت

873: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5208

Marfat.com

داخلہ حاصل کرنا یا یہ علم حاصل کرنا کہ مجھے اس جگہ جانا درست ہے، کسی کے گھر میں جاتے وقت اس سے اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہے السلام علیکم کیا میں آ سکتا ہوں یہ سلام بھی استیذان کا ہے۔ (اشعۃ، مرقات، لمعات) وہ جو آتا ہے کہ السلام قبل الکلام وہاں سلام سے مراد سلام تحیۃ ہے جو ملاقات کے وقت ہوتا ہے یہ سلام استیذان ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا ﴾ (النور: 27)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ﴾ (النور: 59)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔

(۸۷۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مرتبہ اجازت طلب کیا کرو اور اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

الاسْتِئْذَان: اجازت چاہنا، اجازت طلب کرنا۔

شرح:

اس لیے کہ گھر والا پہلے سلام پر تو پہچانے کون ہے، دوسرے سلام پر غور کرے کہ اسے اجازت دوں یا نہ دوں،

874: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6245

Marfat.com

تیسرے سلام پر اجازت دے یا نہ دے ان تین سلاموں میں یہ حکمت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص504)

(۸۷۵) وَعَنْ سهلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّمَا جُعِلَ الْاسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اجازت طلب کرنے کا حکم (اندر گھر میں) نظر (پڑنے) کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

(۸۷۶) وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بيتٍ، فَقَالَ: ءَ اَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ: "اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُل؟" فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُل؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدخلَ .
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◄ ◄ حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اس سے کہو کہ کہے: السلام علیکم! کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن لیا اور عرض کی: السلام علیکم! کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

تعارفِ راوی:

ربعی بن خراش: بن جحش بن عمرو بن عبد اللہ العبسی ثم الکوفی، آپ کی کنیت ابو المریم ہے،

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد۲، حرف الراء، ص ۴۳۶)

حکم حدیث:

ابو داؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

875: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6242

876: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5177

Marfat.com

حلِ لغات:

اَلِجْ: از، ولوجاً، بمعنی گھر میں داخل ہونا،

شرح:

اجازت طلب کرو یعنی بتا کر آؤ اس اجازت میں یہ آسانی ہے کہ صرف کھانس دینا، پاؤں کی آہٹ کر دینا، کنڈی بجادینا، مٹھار دینا کافی ہوگا باقاعدہ سلام کر کے اجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔) مرقات (کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کافی ہوگی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص511)

(۸۷۷) عَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ارْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَاَدْخُلُ؟" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض نہ کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جاؤ اور کہو: السلام علیکم، کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

کلدہ ابن حنبل: آپ اسلمی ہیں، صفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں، آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق عکاظ سے خریدا انہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الکاف، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

اِرْجِعْ: از رجوعاً بمعنی واپس آنا، لوٹنا۔

شرح:

یہ عمل اس لیے فرمایا تاکہ انہیں یاد رہے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جو شخص ہمارے گھر میں بغیر سلام آئے اسے پھر باہر بھیجو اور کہو کہ دوبارہ سلام کر کے آؤ ان شاء اللہ ایک دفعہ کے عمل سے اسے سلام کی عادت پڑ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص508)

877: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5176

Marfat.com

۱۴۱-بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اِذَا قِيلَ لِلْمُسْتَاْذِنِ: مَنْ اَنْتَ؟ اَنْ يَّقُوْلُ: فُلَانٌ، فَيُسَمِّيْ نَفْسَهُ بِمَا يُعْرَفُ بِهٖ مِنْ اِسْمٍ اَوْ كُنْيَةٍ وَّ كَرَاهَةِ قَوْلِهٖ: "اَنَا" وَنَحْوِهَا

اجازت طلب کرنے والے سے اگر کہا جائے کہ کون؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنا نام یا کنیت وغیرہ بتائے جس سے وہ مشہور ہے اور ''میں'' وغیرہ کہنا مکروہ ہے

(۸۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيْثِهِ الْمَشْهُوْرِ فِي الْاِسْرَآءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثُمَّ صَعِدَ بِيْ جِبْرِيْلُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، ثُمَّ صَعِدَ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ وَّالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَائِرِهِنَّ وَيُقَالُ فِيْ بَابِ كُلِّ سَمَآءٍ: مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: جِبْرِيْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی معراج والی مشہور حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو کہا گیا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پھر وہ مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا: کہا گیا: کون؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح تیسرے اور چوتھے آسمان پر ہر آسمان کے دروازے پر کہا جاتا: کون ہے؟ تو وہ کہتے: جبریل۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْاِسْرَآء: رات میں چلنا، رات کو سفر کرنا۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی پہچان کے لیے پوچھے کہ کون ہو تو اس کو اپنے مشہور نام بتانا چاہیے اگر کنیت مشہور ہو تو وہ ذکر کرے اگر نام مشہور ہو تو وہ ذکر کرے یعنی ایسا نام بتانا چاہیے جو لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔

878: بخاری، رقم الحدیث: 3570

Marfat.com

(۸۷۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: خَرَجْتُ لَیْلَۃً مِّنَ اللَّیَالِیْ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَحْدَہٗ، فَجَعَلْتُ اَمْشِیْ فِیْ ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِیْ، فَقَالَ: "مَنْ ھٰذَا؟" فَقُلْتُ: اَبُوْ ذَرٍّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄ ◄ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے ہیں۔ میں نے بھی چاند کے سائے میں چلنا شروع کر دیا۔ پس حضور ﷺ متوجہ ہوئے' مجھے دیکھا تو فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: ابوذر۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَالْتَفَتَ: از التفاتاً، بمعنی دائیں یا بائیں مڑنا، چہرا پھیرنا۔

شرح:

فَقُلْتُ: اَبُوْ ذَرٍّ، میں نے کہا میں ابوذر ہوں لیکن نسخہ میں اس کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں کہ "فجعلنی اللہ فداك" اللہ مجھے آپ ﷺ پر قربان کر دے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر قربان ہونے کے نعرے دورِ صحابہ سے ہی چلتے آرہے ہیں اور آج الحمد للہ اہل سنت و جماعت کے پاس نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی یہ عمدہ میراث موجود ہے فالحمد للہ کثیراً۔

معلوم ہوا کہ آنے والا پوچھنے پر اپنا نام لے صرف میں نہ کہہ دے کہ میں یا ہم سب ہیں، کیونکہ ایسے الفاظ کے ساتھ پہچان نہیں ہوتی۔

(۸۸۰) وَعَنْ اُمِّ ھَانِیءٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَۃُ تَسْتُرُہٗ، فَقَالَ: "مَنْ ھٰذِہٖ؟" فَقُلْتُ: اَنَا اُمُّ ھَانِیءٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄ ◄ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ غسل فرما رہے تھے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ام ہانی ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 868 کے تحت ہو چکا ہے۔

879: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6443

880: بخاری شریف، رقم الحدیث: 280

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کی شرح ابھی حدیث نمبر:868 کے تحت ہوئی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۸۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ: اَنَا، فَقَالَ: "اَنَا، اَنَا!" كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں۔ آپ نے فرمایا: میں، میں، گویا کہ آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (متفق علیہ)

۱۴۲-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيْتِهِ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَيَانِ اٰدَابِ التَّشْمِيْتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنے کے مستحب ہونے اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنے کے مکروہ ہونے اور چھینک مارنے اور چھینک کا جواب دینے اور جمائی لینے کے آداب کا بیان

عطاس مصدر ہے عطۃ کاعطہ کے معنی ہیں چھینک تو عطاس کے معنی ہوئے چھینکنا اور تثاؤب مصدر ہے ثوباء کا ثوباء کے معنی ہیں سستی، تثاؤب کے معنی ہیں سستی کا طاری ہونا۔ اصطلاح میں جمائی کو تثاؤب کہتے ہیں کہ اس میں سستی ظاہر ہوئی ہے، تثاؤب مہموز عین ہے نہ کہ اجوف یہ ہی قوی ہے۔

(۸۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَاِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَائَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطٰنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے: پس جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمدللہ کہے تو ہر وہ مسلمان جو سن رہا ہو اس

881: بخاری شریف، رقم الحدیث:6250

882: بخاری شریف، رقم الحدیث:6226

Marfat.com

کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے اور رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ سو جب تم میں سے کسی شخص کو جماہی آئے تو وہ حتی المقدور اس کو روکنے کی کوشش کرے، کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْعُطَاسُ : چھینکنے والا، از، عطسا چھینکنا۔

شرح:

چھینک سے دماغ صاف ہوتا ہے، چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہے، طبیعت کھل جاتی ہے جس سے عبادات پر زیادہ قدرت ہوتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ زکام آ کر خیریت سے گزر جاوے تو بہت بیماریوں کا دفعیہ ہے۔
اور جمائی سستی کی علامت ہے اس سے جسم میں جمود طاری ہوتا ہے، چھینک رب کو پسند ہے جمائی شیطان کو پسند اس لیے حضرات انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آتی۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ چھینک کا جواب دینا فرض ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ فرمایا گیا حقا۔ عام علماء اسے سنت کہتے ہیں، فرض والوں میں بعض لوگ اسے فرض عین کہتے ہیں، بعض فرض کفایہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا الحمد للہ بلند آواز سے کہے تاکہ لوگ سن سکیں اور صرف سننے والے پر جواب ہے نہ سننے والے پر کچھ نہیں۔ جواب چھینک کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے حق یہ ہے کہ اس کا جواب سنت علی العین ہے کہ ہر سننے والا جواب دے، یہاں حق بمعنی واجب یا لازم نہیں بلکہ بمعنی استحقاق ہے جیسے فرمایا گیا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا وغیرہ۔
جمائی شیطان سے ہے یعنی شیطان کے اثر سے جمائی آتی ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے ہاہ کرنے پر وہ ہنستا ہے اسی لیے حضرت انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آئی جیسے کہ انہیں احتلام نہیں ہوتا کہ یہ شیطانی چیزیں ہیں۔ (مرقات)
جمائی دفع کرنے کی تین تدبیریں ہیں: جب جمائی آنے لگے تو ناک سے زور سے سانس نکال دے۔ جب جمائی آنے لگے تو نیچا ہونٹ دانتوں میں دبالے۔ جب جمائی آنے لگے تو یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی۔
جمائی پر شیطان ہنستا ہے یعنی جب کوئی جمائی میں منہ پھیلاتا ہے اور ہاہ کہتا ہے تو شیطان خوب ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے

Marfat.com

کہ میں نے اسے پاگل بنا دیا اپنا اثر اس پر کرلیا۔

یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ بعض آوازوں سے شیطان بھاگتا ہے،بعض آوازوں سے وہ خوش ہوتا ہے، اللہ کے ذکر کی آواز سے اسے تکلیف ہوتی ہے جمائی کی آواز سے وہ ہنستا ہے گانے باجے کی آواز پر وہ خوشی سے ناچتا ہوگا لہٰذا بری آوازوں سے بچو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص569)

(۸۸۳) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ۔ فَاِذَا قَالَ لَهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص چھینک مارے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو اس کا بھائی یا دوست کہے: "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" اور جب اس کا بھائی "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہے تو وہ کہے: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

بَالَكُمْ: البال ، بمعنی دل،

شرح:

چونکہ چھینک اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لہٰذا اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے، چونکہ اس حمد سے اس نے اللہ کی نعمت کی قدر کی لہٰذا سننے والے نے اسے یہ دعا دی یرحمك اللہ، چونکہ اس دعا دینے والے نے اس پر احسان کیا لہٰذا احسان کا بدلہ احسان سے کرتے ہوئے یہ پھر اسے دعا دے اور کہے یھدیکم اللہ غرض کہ ان ذکروں کے ایر پھیر میں عجیب حکمت ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص570)

(۸۸۴) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میں

883: بخاری شریف، رقم الحدیث:6224

884: مسلم شریف، رقم الحدیث:2992

Marfat.com

سے کوئی شخص چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو تم اس کے لئے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہو اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو تم (اس کے جواب میں) ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' نہ کہو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نہی ممانعت کے لیے ہے لہٰذا ایسے شخص کو جواب دینا گناہ ہے، بعض فرماتے ہیں کہ نہی سنیت کی نفی کے لیے ہے یعنی ایسے کو جواب دینا سنت نہیں مگر گناہ بھی نہیں مگر یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کو جواب نہیں دیا لہٰذا جواب نہ دینا ہی سنت ہے۔ (اشعہ) خیال رہے کہ عدم فعل سنت نہیں ہوتا بلکہ ترک فعل سنت ہوتا ہے عدم اور ترک میں بڑا فرق ہے۔ عدم زنا پر ثواب نہیں بلکہ ترک گناہ پر ثواب ہے، جب کسی کام کا باعث موجود ہو پھر کام نہ کیا جاوے وہ ترک ہے اور مطلقاً کوئی کام نہ کرنا عدم فعل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص572)

(۸۸۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهُ، وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ فَقَالَ: "هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینک ماری۔ آپ نے ایک کے لئے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہا اور دوسرے کے لئے نہیں جس کے لئے آپ نے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' نہیں فرمایا تھا اس نے عرض کیا: فلاں شخص نے چھینک ماری تو آپ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمایا، اور میں نے چھینک ماری تو آپ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تھا اور تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہیں کہا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

چھینک کے جواب کو تشمیت کہتے ہیں یہ بنا ہے شمت سے بمعنی آفت و مصیبت یا لوگوں کا طعنہ۔ اس سے ہے شماتت اعداء باب تفعیل سلب کے لیے ہے لہٰذا اس کے معنی ہوئے ہوئے مصیبت دور کرنا یعنی دعا دینا دعاء خیر کو تشمیت اسے

885: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6225

Marfat.com

لیے کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کا جواب جب دیا جاوے جب وہ الحمدللہ کہے اور یہ سنے بھی ایک شخص نے دیوار کے پیچھے چھینک لی تو حضرت عمر نے فرمایا یرحمک اللہ ان حمدت اللہ اگر تو نے رب کی حمد کی ہو تو خدا تجھ پر رحم کرے اگر اکیلا آدمی چھینک لے اور الحمدللہ کہے کوئی جواب دینے والے نہ ہو تو خود ہی کہہ لے یغفر اللہ لی ولکم کیونکہ فرشتے اس کی چھینک کا جواب دیتے ہیں یہ ان کی نیت سے یہ دعا کرے جیسے نماز کے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اگر اکیلا ہو۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص571)

(۸۸۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ اَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيْهِ، وَخَفَضَ اَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ . شَكَّ الرَّاوِیْ .

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو آپ اپنا ہاتھ مبارک یا کپڑا منہ پر رکھتے اور اس طرح چھینکتے کہ آواز کو آہستہ کرتے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

اس کو ابوداوٗد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

وَخَفَضَ: از خفضاً، بمعنی پست کرنا،

الصوت: آواز،

غضّ: از غضاً، بمعنی پست نگاہ یا آواز۔

شرح:

چھینک کے وقت اپنا پورا چہرہ یا پورا منہ کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اوڑینگی اور اپنے یا دوسرے کے کپڑے خراب نہ ہوں گے اور چھینک کی آواز حتی الامکان پست کرنا بھی سنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معلوم ہوتی ہے لوگ اچھل پڑتے ہیں، چھینک کی آواز آہستہ نکلے الحمد کی آواز بلند ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص575)

886: ابی داوٗد، رقم الحدیث:5029

Marfat.com

(۸۸۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْجُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں چھینک مارتے تھے اور امید رکھتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے لیے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمائیں گے لیکن حضور ﷺ یہ فرماتے: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ یہود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول الدعاء اللہ کا محبوب جانتے تھے اس لیے آپ کی دعا لینے کی کوشش کرتے تھے مگر ایمان نہ لاتے تھے حضور سے دعا لینے کی ترکیب ایمان لانا اور نیک اعمال کرنا ہے خصوصًا نماز تہجد کی پابندی کرنا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لیے دعاء مغفرت دعاء رحمت کرنا ممنوع ہے انہیں دعاء سے ہدایت کرے، رحمت مغفرت صرف مسلمانوں کے لیے ہے ہدایت کفار کو بھی مل سکتی ہے کہ وہ ہدایت پا کر ایمان قبول کرلیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص577)

(۸۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِيْهِ؛ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جماہی لے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے، کیونکہ (کھلے) منہ میں شیطان داخل ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَلْيُمْسِكْ: روکے۔

887: ابی داود، رقم الحدیث: 5038

888: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2995

Marfat.com

شرح:

اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا انگلیوں کی پشت منہ پر رکھ لے کہ یہ ہی سنت ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

شیطان کے داخل ہونے سے مراد یا تو خود شیطان ہی داخل ہوتا ہے کہ اگر چہ وہ مردود ہمارے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے مگر ہمارے منہ میں اس وقت گھستا ہے یا اس کے وسوسہ داخل ہوتے ہیں۔ بہر حال جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ ضرور رکھ لے کہ اس سے نہ شیطان داخل ہوگا نہ اس کے وسوسہ نہ ہوائی کیڑے مکوڑے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص574)

۱۴۳-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفْقَةً وَّمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَّكَرَاهِيَةِ الْإِنْحِنَاءِ

ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے ملنے کا مستحب ہونا اور نیک آدمی کے ہاتھ چومنا' باپ کا بوجہ شفقت اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور سفر سے آنیوالے کے ساتھ گلے ملنے کے مستحب ہونے اور جھکنے کی کراہت کا بیان

مصافحہ بنا ہے صفح سے بمعنی کشادگی و چوڑائی اس سے دروازے کے تختوں کو صفائح الباب کہتے ہیں اور تلوار کی چوڑائی کو صفح السیف کہتے ہیں۔ مصافحہ کے معنی ہیں ہاتھ کی چوڑائی یعنی ہتھیلی کو دوسرے کی ہتھیلی سے ملانا، معانقہ بنا ہے عنق سے بمعنی گردن اور گلا، معانقہ کے معنی ہیں کسی کو گلے لگانا۔ مصافحہ معانقہ کے متعلق چند مسائل یاد رکھو: (۱) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے صرف ایک ہاتھ سے نہ کرے (۲) مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کو ہلانا چاہیے (۳) نماز جمعہ یا نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنا اگر چہ سنت نہیں مگر درست ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے (۴) اجنبی جوان عورت سے مرد کو مصافحہ کرنا حرام ہے (۵) اپنی محرم یا بہت بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے، حضرت ابوبکر صدیق اپنے زمانہ خلافت میں اپنی دودھ کی ماں سے مصافحہ کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن زبیر مکہ معظمہ میں ایک بوڑھی عورت کی اپنے ہاتھ سے خدمت کرتے تھے (۶) خوبصورت امرد لڑکے سے مصافحہ کرنا جائز نہیں (۷) علماء مشائخ کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، حضرات صحابہ نے حضور کے پاؤں چومے ہیں (۸) جو شخص اپنے کو لوگوں سے چوموائے اور چومنے کے لیے کہے اشارۃً یا صراحۃً اس کے ہاتھ چومنا منع ہے (۹) مصافحہ کر کے اپنے ہاتھ چومنا منع ہے (۱۰) بچوں کو چومنا جائز ہے (۱۱) ننگے بدن معانقہ کرنا حرام ہے، ہاں کپڑے پہنے ہوئے معانقہ کرنا جائز ہے مگر مرد مرد سے معانقہ کریں، عورتیں عورتوں سے، مرد عورت سے اور امرد لڑکوں سے

Marfat.com

معانقہ نہ کریں (۱۲) اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کو چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں، یہ تمام مسائل اشعۃ اللمعات میں ہیں (۱۳) کسی کو سجدہ کرنا، اس کے آگے کی زمین چومنا حرام ہے، یوں ہی سلام میں تا حد رکوع جھکنا حرام ہیں۔

مصافحہ کا معنی: ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا فعل مصافحہ کہلاتا ہے۔ (فیروز اللغات)

مصافحہ کی تعریف: ایک آدمی کا دوسرے آدمی کی ہتھیلی کو اپنی ہتھیلی سے مس کر کے ہاتھ ملانا، اس طرح کہ چہرے آمنے سامنے ہوں۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ صرف مصافحہ کرنا اور منہ سے سلام نہ کہنا سلام کے قائم مقام نہیں ہے اس سے بہتر ہے کہ صرف منہ سے السلام علیکم کہہ دے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ ہاتھ سے مصافحہ بھی کرے اور منہ سے بھی السلام علیکم کہے۔

(۸۸۹) عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوالخطاب قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مروج تھا تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری)

(۸۹۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَآءَكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ" وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

مصافحہ سے گناہ صغیرہ جو ہاتھ سے کیے گئے معاف ہو جاتے ہیں، گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

889: بخاری، رقم الحدیث: 6263 890: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5213

Marfat.com

ابوالشیخ نے بروایت حضرت عمر مرفوعاً حدیث نقل کی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں اترتی ہیں نوے رحمتیں مصافحہ کی ابتداء کرنے والے پر اور دس رحمتیں دوسرے پر۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص516)۔

(۸۹۱) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّفْتَرِقَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ .

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، اور مصافحہ کرتے ہیں، تو ان کے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(ابوداؤد)

(۸۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ، اَوْ صَدِيْقَهُ، اَيَنْحَنِيْ لَهُ؟ قَالَ: "لَا" . قَالَ: اَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: "لَا". قَالَ: فَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی یا دوست سے ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کے ساتھ لپٹ کر اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے، اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

يَنْحَنِي: از، حنواً، مائل ہونا، چمٹے رہنا اور جدا نہ ہونا۔

شرح:

کیونکہ جھکنا رکوع ہے اور غیر خدا کو جیسے سجدہ کرنا حرام ہے ایسے ہی رکوع کرنا بھی حرام ہے۔ خیال رہے کہ جھکنا جب ممنوع ہے جب کہ تعظیم کے لیے ہو، اگر جھکنا کسی اور کام کے لیے ہو اور وہ کام تعظیم کے لیے ہو تو جائز جیسے کسی کے

891: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5212

892: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2728

Marfat.com

جوتے سیدھے کرنے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں چومنے کے لیے جھکنا ممنوع نہیں کہ یہ جھکنا اور کاموں کے لیے ہے۔

اور لپٹنے اور چومنے کی ممانعت کی چند وجہیں ہوسکتی ہیں: ہر ایک سے معانقہ کرنا، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں چومنا منع ہے، خاص بزرگوں کی دست و پابوسی اور خاص پیاروں کو گلے لگانا جائز ہے یا دنیاداروں مالداروں سے خوشامد کے لیے لپٹنا، ان کے ہاتھ پاؤں چومنا درست نہیں لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں معانقہ اور دست و پابوسی کا ثبوت ہے، حضور نے بعض صحابہ سے معانقہ کیا ہے اور صحابہ نے حضور کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔ (مرقات، لمعات، اشعہ)

اور مصافحہ کرنا ہر مسلمان سے سنت ہے بوقت ملاقات مصافحہ کرے بوقتِ وداع نہ کرے کہ وداع کے وقت مصافحہ کرنے سے محبت گھٹتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص517)

(٨٩٣) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ: اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ . . . فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ: فَقَبَّلَا يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ، وَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ .

◀ ◀ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ چنانچہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے نو روشن نشانیوں کے متعلق سوال کیا۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی حتیٰ کہ ان الفاظ تک پہنچا: ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما اور عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

تعارفِ راوی:

صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں، کوفہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الصاد فصل فی الصحابہ' مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حلِ لغات:

فَقَبَّلَ: از تقبیلاً، بوسہ دینا، چومنا۔

حکم حدیث:

اس کو ترمذی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری آسمانی کتب سے واقف ہیں اور یہ واقفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

893: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2733

Marfat.com

کی نبوت کی دلیل ہے اسی لیئے وہ سائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گئے۔

ظاہر یہ ہے کہ پاؤں شریف پر بھی منہ لگا کر بوسہ دیا۔معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہیں۔اور پابوسی کے لیے جھکنا نہ سجدہ ہے نہ ممنوع ورنہ حضور علیہ السلام انہیں منع فرمادیتے۔خیال رہے کہ قرآن کریم، سنگ اسود، بزرگوں کے ہاتھ پاؤں، والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی۔بعض بزرگ تو اپنے مشائخ کے تبرکات چومتے ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر چومتے تھے بوسہ کی بحث اور اُس کی قسمیں ہماری "جاء الحق وزھق الباطل" میں دیکھو۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص517)

(۸۹۴)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةٌ، قَالَ فِيهَا: فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔(ابوداؤد)

(۸۹۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔حضرت زید وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اُٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے تشریف لے گئے۔پس ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

فَاعْتَنَقَهُ: از معانقة، بمعنی بغلگیر ہونا، گلے ملنا۔

حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

894: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5223

895: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2732

Marfat.com

شرح:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کسی سفر سے آئے یا کسی جہاد سے عرصہ تک غائب رہنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم سے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے اس دن حضور کی باری میرے گھر تھی یہ واقعہ میرے گھر میں درپیش ہوا جسے میں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف کپڑا کھینچتے ہوئے چلے یعنی حضور انور نے چادر اوڑھنے یا قمیص پہننے کا توقف نہ کیا بلکہ قمیص پہنتے ہوئے چادر اوڑھتے ہوئے ہی ان کی طرف بڑھے، برہنہ کے یہ ہی معنی ہیں یعنی بے چادر یا بغیر قمیص ورنہ حضور انور کا ستر کسی بیوی صاحبہ نے بھی کبھی نہ دیکھا۔(مرقات واشعہ)

معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور دولت خانہ میں بھی بغیر قمیص کبھی کسی کے سامنے نہ ہوئے، اس شرم وحیاء پر قربان یا یہ مطلب ہے کہ میں نے اس طرح بغیر قمیص کسی سے ملتے نہ دیکھا لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس حدیث میں حضرت زید ابن حارثہ کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے آپ کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے لہٰذا عید کے معانقہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1،ص519)

(۸۹۶) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا' خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔(مسلم)

(۸۹۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ !“ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اقرع بن حابس نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی نہیں چوما' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔(متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

896: مسلم شریف، رقم الحدیث:2626

897: بخاری شریف، رقم الحدیث:5997

Marfat.com

حلِ لغات:

یَرْحَمْ: از رحمةً، بمعنی نرم دل ہونا، مہربان ہونا، شفقت کرنا، بخش دینا۔

شرح:

یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے رخسار چومے یا سر یا دونوں، تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے ساری عمر اپنے کسی بچہ کو نہ چوما آپ بچوں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ بوسہ پانچ قسم کے ہیں: بوسۂ مؤدت جیسے ماں باپ کے ہاتھ پاؤں چومنا، بوسۂ رحمت جیسے اپنے بچوں کو چومنا، بوسۂ شہوت جیسے اپنی بیوی کو چومنا، بوسۂ تحیۃ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو چومنا، بوسۂ عبادت جیسے سنگ اسود یا قرآن مجید کو چومنا۔ (از اشعہ) حضور کا یہ بوسہ بوسۂ رحمت تھا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی بچوں کو چومنا بوسۂ رحمت ہے جس کے دل میں رحم نہیں اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے ننھے بچوں کو کبھی کبھی چومنا واجب ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 515)

نبی اکرم ﷺ کا بچوں کے ساتھ پیار:

نبی اکرم ﷺ بچوں سے کتنی محبت کرتے تھے اس بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں تاکہ یہ احادیث ہمارے لیے مشعلِ راہ کا کام دیں۔

(1) حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بچے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں آپ ﷺ نے اس بچے کو گود میں بیٹھا لیا، اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

(2) "عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِم وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ" حوالہ: (بخاری شریف، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کا گزر بچوں پر ہوتا تو آپ ﷺ بھی بچوں کو سلام کرتے تھے۔

(3) حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی اہلِ بیت کے بچے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے جاتے، ایک دفعہ آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے میں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا، پھر

Marfat.com

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو صاحبزادوں میں سے کوئی ایک سامنے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اسی طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ حوالہ: (مشکوۃ شریف بحوالہ مسلم شریف، باب آداب السفر)

(4) " عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ استَقبَلَهُ أُغَيلِمَةُ بَنِي عَبدِ المُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَينَ يَدَيهِ وَالآخَرَ خَلفَهُ"

حوالہ: (بخاری شریف، کتاب اللباس، باب الثلاثۃ علی الدابۃ، حدیث نمبر: ۵۹۶۵)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس بنی عبد المطلب کے دو صاحبزدے آئے تو آپ ﷺ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھا لیا۔

(5) ,, عَن اَبِی هُرَيرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتَى بِاَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ بَارِك لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعطِيهِ اَصغَرَ مَن يَحضُرُهُ مِنَ الوِلدَانِ "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی پہلا پھل پکتا تو لوگ اس کو رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں پیش کرتے۔ آپ اس پر یہ دعا پڑھتے: '' اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور ہمارے پھل میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت عطاء فرما'' اس دعا کے بعد جو بچے آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو پھل عنایت فرماتے (پھر اُس سے بڑے کو پھر اُس سے بڑے کو یوں ہی پھل ختم ہو جاتا) حوالہ: (صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب فضل المدینہ، حدیث نمبر ۱۳۷۳)

(6) " وَيُدَاعِبُ صِبيَانَهُم وَيُجلِسُهُم فِي حِجرِهِ "

حضور ﷺ صحابہ کرام ﷺ کے بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔

حوالہ: (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل اما حسن عشرتہ، ص ۸۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور، ☆ مدارج النبوۃ، قسم اوّل، باب دوم، در بیان اخلاق وصفا، ج ۱، ص ۴۱، نوریہ رضویہ لاہور)

(7) " عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَت: جَاءَ اَعرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُم فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: اَوَاَملِكُ لَكَ اَن نَزَعَ اللّٰهُ مِن قَلبِكَ الرَّحمَةَ" تخريج: (بخارى شريف، كتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبيله)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے، آپ ﷺ نے فرمایا ,, جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر

Marfat.com

سکتا ہوں''۔

(8) "اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّا کُنَّا اَھلَ جَاھِلِیَّۃٍ وَعِبَادَۃِ اَوثَانٍ فَکُنَّا نَقتُلُ الاَولَادَ وَکَانَت عِندِی بِنتٌ لِی فَلَمَّا اَجَابَت وَکَانَت مَسرُورَۃً بِدُعَائِی اِذَا دَعَوتُھَا فَدَعَوتُھَا یَومًا فَاتَّبَعَتنِی فَمَرَرتُ حَتّٰی اَتَیتُ بِئرًا مِن اَھلِی غَیرَ بَعِیدٍ فَاَخَذتُ بِیَدِھَا فَرَدَّیتُ بِھَا فِی البِئرِ وَکَانَ آخِرَ عَھدِی بِھَا اَن تَقُولَ: یَا اَبَتَاہُ یَا اَبَتَاہُ فَبَکٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَکَفَ دَمعُ عَینَیہِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ مِن جُلَسَاءِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَحزَنتَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ: کُفَّ فَاِنَّہٗ یَسأَلُ عَمَّا اَھَمَّہٗ ثُمَّ قَالَ لَہٗ: اَعِد عَلَیَّ حَدِیثَكَ فَاَعَادَہٗ فَبَکٰی حَتّٰی وَکَفَ الدَّمعُ مِن عَینَیہِ عَلٰی لِحیَتِہٖ ثُمَّ قَالَ لَہٗ: اِنَّ اللّٰہَ قَد وَضَعَ عَنِ الجَاھِلِیَّۃِ مَا عَمِلُوا فَاستَانِف عَمَلَكَ"

حوالہ: (ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی شریف: کتاب الدلائل النبوۃ، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجہل والضلالۃ، ج۱، ص۳۴، شبیر برادرز لاہور)

ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں تھے اور بتوں کی بوجا کرتے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے (یعنی بچیوں کو)، میری ایک بیٹی تھی جب وہ بولنے لگی، تو جب میں اُس کو بلاتا وہ میرے بلانے سے خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا وہ میرے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو کنویں میں پھینک دیا (اے اللہ کے رسول ﷺ) اُس کے آخری کلمات (جو اُس وقت اُس کے زبان پر جاری تھے وہ) اے ابا جان اے میرے ابا جان تھے (یعنی میں نے اُس کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ مجھے ابو جان، بابا جان کہہ کہہ کر رحم و کرم کی اپیل کر رہی تھی)۔

یہ واقعہ سن کر نبی ﷺ رونے لگ پڑے اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے، نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے ایک نے اُس آدم سے کہا کہ تم نے نبی ﷺ کو غمگین کر دیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دیں اس نے وہی پوچھا ہے جو اُس کے ذہن میں تھا، اور پھر فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ پھر سناؤ اُس آدمی نے یہی واقعہ پھر سنایا تو پھر نبی اکرم رحمت عالم ﷺ رونے لگے اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آنسوؤں کی وجہ سے آپ ﷺ کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ جاہلیت میں لوگوں کے (برے) اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب تم (نیک) عمل کا آغاز کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جاہلیت کے کیے ہوئے برے اعمال پر پکڑ نہیں فرمائے گا آج کے بعد نیک کام ہی کرنا)

Marfat.com

(9)" وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَيسَ مِنَّا مَن لَم يُوَقِّر كَبِيرَنَا وَيَرحَم صَغِيرَنَا "

حوالہ: (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، ج ۱۱، ص ۵۲۹، حدیث نمبر: 6937)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں (بچوں) پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقے سے نہیں)

تربیتِ اولاد:

بچوں سے محبت اور پیار کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے۔ یہی بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں گے تو کل یہ بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک بنے گے اور اگر آج ہم نے ان پر ظلم کیا اور غصہ کیا تو کل اگر یہی بچے ظالم اور جابر اور والدین کے نافرمان بن جائیں گے تو اس میں ہمارا ہی قصور ہوگا۔ کہ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے تو یہ بھی ایسا ہی کرتے۔

اولاد کی اعلیٰ تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہو۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کو بولنا اور چلنا سیکھاتے ہیں اسی طرح ان کو اچھی طرح بات کرنے، سنت کے مطابق اور شرعی لباس پہننے کی بھی تربیت دیں آپ آج جو فصل کاشت کریں گے کل وہی آپ کو تیار ملے گی آج اپنی اولاد کو بے حیائی اور برائی سے روکیں گے تو وہ برائی سے رک جائے گی۔

آج اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس دیں گے تو وہ یقیناً عاشقِ رسول بنے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہر مسلمان مرد عورت پر فرضِ عین ہے اور اپنی اولاد کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق دینے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہی کافی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

,,قَالَ ادبوا اَولَادكُم على ثَلَاث خِصَال حب نَبيكُم وَحب اهل بَيته وعَلى قِرَائَة القُرآن"

تخریج: (احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی، المتوفی: ۹۷۴، الصواق المحرقۃ، المقصد الثانی فی ماتضمنہ، ج ۲، ص ۴۹۶،

☆ محمد بن احمد عبد السلام خضر الشقیری الحوامدی، متوفی ۱۳۵۲ھ، السنن والمبتدعات المتعلقۃ بالاذکار والصلوات، فصل فی الذکر والدعا عند المطر، ج ۱، ص ۲۸۲،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یتوفی ۱۰۳۱ھ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۲۲۵،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یتوفی ۱۰۳۱ھ، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۵۳،

☆ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی، متوفی ۸۴۰ھ، إتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، باب فی التلاعن وتحریم دم، ج ۸، ص ۱۸۵،

☆، عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۵۷،

☆ إسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی العجلونی المتوفی: ۱۱۶۲ھ، کشف الخفاء ومزیل الالباس، باب الھمزہ مع الذال المعجمہ، ج ۱، ص ۷۴،

☆ عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ھ، صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ)

Marfat.com

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ اپنے نبی ﷺ کی محبت، اور نبی اکرم ﷺ کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت،

آج آپ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں گے تو مرتے دم تک وہ نماز کی پابند رہے گی آپ اپنی اولاد کا خیال ضرور رکھا کریں۔

ایک کسان جب دھان (مونجی) کی فصل کاشت کرنے لیے یا باغبان (مالی) کسی اور پودے کی پنیری لگاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے تاکہ اس کو کوئی پرندہ خراب نہ کردے کوئی جانور نہ کھا جائے کوئی آدمی ان کے نرم نرم شگوفوں کو مسل نہ دے کوئی کیڑا وغیرہ نہ لگ جائے تو آپ ہی بتایں کہ ایک عام سی فصل اور پودے کے لیے اتنی محنت اور دیکھ بھال، اور جو آپ کے گلشن کے ننھے ننھے پھول اور کلیاں ہیں اور وہ پھول اور کلیاں جو آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ نہیں نہیں ان کی دوستی، صحبت، چال چلن، تنہائی وغیرہ پر خاص نظر رکھیں کہ کہیں آپ کا سرمایہ تباہی اور بربادی کی طرف تو نہیں جارہا؟؟؟ کہیں اُن کی دوستی ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو دین وایمان، یا عزت، کے ڈاکو ہیں؟؟؟ یا ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو ملک یا شہر یا آپ کے گھر کو نقصان پہنچانے والے ہیں؟؟؟

الغرض جتنی اچھی تربیت اولاد کی کریں گے تو اُس کا فائدہ اُتنا ہی زیادہ آپ کو ہوگا اور اگر خدا نہ کرے آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بری کی تو کل اس کا وبال بھی آپ پر ہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

آج 5 جنوری بروز جمعرات بمطابق 6 ربیع الآخر (ربیع الثانی) صبح 6:19 منٹ پر "رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" کی دوسری جلد کا اختتام ہوا۔ اس میں کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع المعظم ﷺ کی باگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ ودوست اور تمام قارئین ومسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

''ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہٗ

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد
مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دوران تحریر وتخریج مدد لی گئی)

❁قرآن مجید،

☆ کتب تفاسیر

❁تفسیر طبری، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ

❁تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ

❁تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ

❁تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ

❁تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ

❁تفسیر مدارک التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ

❁تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ

❁تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ

❁تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

❁تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی وامام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ

❁تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ

❁تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ

❁تفسیر مظھری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ

❁تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ

❁تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

❁تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

❁تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ

❁تفسیر جمل،

Marfat.com

☆ کتب حدیث

- موطا امام مالک، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، متوفی 179ھ
- کتاب الزہد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ
- مسند ابو داؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ
- مصنف عبد الرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ
- مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ
- مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ
- مسند ابی اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ
- مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ
- سنن دارمی، امام ابو عبداللہ عبدالرحمٰن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ
- صحیح بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
- ادب المفرد، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
- صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ
- سنن ابن ماجہ، اما ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ
- سنن ابو داؤد، امام ابو داؤد سلیمان بن اسعث بجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
- جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ
- مسند بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ
- سنن نسائی، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
- سنن الکبریٰ، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
- مسند ابو یعلیٰ موصلی، امام احمد بن عالی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ
- صحیح ابن خزیمہ، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ
- شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ
- صحیح ابن حبان، امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
- الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
- المعجم الکبیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
- المعجم الاوسط، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

Marfat.com

- المعجم الصغیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
- مسند شامیین، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
- تنبیہ الغافلین، ابواللیث نصر بن محمد احمد بن ابرہیم السمرقندی، متوفی 373ھ
- المستدرک، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ
- حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ
- دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ
- مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ
- سنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
- شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
- جامع البیان العلم و فضلہ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ
- شرح السنۃ، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ
- الترغیب و الترھیب، امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ
- ریاض الصالحین، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
- مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ
- اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرہ، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ
- الجامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
- الفتح الکبیر فی ضم الزیاداۃ الی جامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
- الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
- الصحیح و الضعیف، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
- الصوائق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ
- کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ

☆ کتب شروحات حدیث

- شرح صحیح بخاری لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ
- کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ
- شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
- فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ

Marfat.com

- عمده القاری، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ
- مرقاة المفاتيح، في شرح مشكوٰة المصابيح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ
- اشعة اللمعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ،
- شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
- دليل الفالحين في شرح رياض الصالحين، محمد بن علان الشافعی علیہ الرحمۃ
- روضة المتقين في شرح رياض الصاليحين
- مراة المناجيح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
- فضل الساری،
- نزهة القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ
- نعمة الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ
- شرح صحيح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ
- فيضان رياض الصالحين، مجلس العلمیہ دعوت اسلامی

☆ کتب اسماء الرجال

- الاستيعاب في معرفة الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
- الاصابه في تميز الصحابه، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
- الاكمال في اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح
- احمال في اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

☆ کتب تعریفات ولغت

- المنجد، لویس معلوف
- فيروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین
- كتاب التعريفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ
- حزائن التعريفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ
- كنز التعريفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

☆ کتب سیرت وشمائل

- سيرت ابن هشام، ابو محمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ

Marfat.com

- الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ
- سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ
- مدارج النبوۃ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ
- زرقانی علی المواھب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
- حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ
- شواھد النبوۃ،
- سیرۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ
- ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

☆ کتب تصوف

- الزھد لابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
- الفوائد والزھد و الرقاق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ
- عمل الیوم و اللیلۃ، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السّنّی، متوفی 364ھ
- رسالۃ القشیریہ، عبدالکریم بن ھوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ
- احیاء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- لباب الاحیاء (تلخیص احیاء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- مکاشفۃ القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
- اتحاف سعادۃ المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ
- کتاب الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی

☆ کتب عامہ

- فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ
- مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ
- الدعاء للطبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

Marfat.com

الابانة الکبریٰ ، ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبری، متوفی 387ھ
شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری علیہ الرحمۃ، متوفی 418ھ
تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
السنن و المبتدعات المتعلقه بالاذکار و الصلوٰت، محمد بن احمد عبدالسلام الشقیری، متوفی 521ھ
البدایه و النهایه، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ
تلخیص الخبیر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الروف بن تاج الدین، متوفی 1031ھ
حجة الله البالغه، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
فتاویٰ رضویه، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
بهار شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ
عیون الحکایات، امام عبدالرحمٰن بن جوزی
مناقب امام اعظم ، للامام البزادی الکردری علیہ الرحمۃ
فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ
جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
الامام النووی، عبدالغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق
موقع ، الشیخ الدکتور عبدالعزیز بن محمد السد حان
من المراد بالشیخین عند الاحناف و الشافعیة و المالکیة و الحنابلة ، موقع طریق الاسلام
الاعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعۃ الخامسۃ عشر ۲۰۰۲م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،
نزهة المتقین شرح ریاض الصالحین ، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسۃ الرسالۃ،
تحفة الطالبین فی ترجمة الامام محیی الدین ،
علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الاثریۃ عمان، الاردن،
تصحیح التنبیه ویلیه تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه،
المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الاولیاء النووی،
شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، الطبعۃ الاولیٰ، ۲۰۰۵م، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،

Marfat.com

تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام، الذہبی، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، الطبعۃ الاولی،

علو الھمۃ، محمد بن احمد المقدم، دارالایمان مصر ۲۰۰۴م،

روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی، المکتب الاسلامی ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱م،

تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ، عبدالرحیم الاسنوی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م،

البدایۃ والنھایۃ، اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دار عالم الکتب ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م،

تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ

المقاصد الامام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،

طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی،

سکب العبرات للموت والقبر والسکرات،
سید بن حسین العفانی، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،

ذیل مرآۃ الزمان، الیونینی، موقع الوزاق

تأملات فی سیرۃ إمام شبکۃ صید الفوائد، مشعل بن عبدالعزیز الفلاحی

شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ابن العماد الحنبلی

العلماء العزاب، عبدالفتاح ابوغدۃ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲

یحییٰ النووی المحدث الفقیہ، موقع مقالات إسلام، ویب

توضیح تلویح، علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ

تعلیم المتعلم،

فقہ الفقیہ،

تذکرہ الاولیاء

فوائد الفقہ

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
تیسیر العوامل
شرح مائۃ عامل
شرح اصول الشاشی
الشیخ شعیب الارنؤوط
تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق
علم التجوید
تاریخ الخلفاء
اربعین نووی
سیرت رسول عربی
ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب

ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com

تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

جلد سوم

ریاض الصالحین

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر:
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

جلد سوم

ریاض الصالحین

مصنف:

حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: .... رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد سوم

مصنف: .... حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: .... ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 624

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: .... ڈیسنٹ گرافکس

ناشر: .... اکبر بک سیلرز

قیمت: .... 700/- روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40- اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز
40- اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

Marfat.com

فہرست ابواب ومضامین

فہرس تعارف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲
عرض شارح ۱۷
تقریظ جلیل ۱۸
باب نمبر:1 بیمار کی عیادت کرنے' میت کے ساتھ جانے' اس کی نماز جنازہ ادا کرنے' دفن میں شریک ہونے اور دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس ٹھہرنے کا بیان ۱۹
عیادت کا معنی ۱۹
مریض کا معنی ۱۹
باب نمبر:2 مریض کے لئے کیا دعا کی جائے؟ ۲۶
کیا علاج کرنا سنت ہے؟ ۲۷
باب نمبر:3 مریض کے اہل خانہ سے مریض کی حالت کے بارے پوچھنا مستحب ہے ۲۲
باب نمبر:4 جو اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے اسے کیا کہا جائے؟ ۳۴
باب نمبر:5 مریض کے اہل خانہ اور اس کے خادموں کو مریض کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرنے اور مریض کو پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے اور اس کو صبر کی تلقین کرنے' اور جس شخص کا سبب موت حد اور قصاص وغیرہ کی صورت میں قریب ہو اس کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرنے کے استحباب کا بیان ۳۶
حد زنا کی شرائط ۴۰
احصان کی تحقیق ۴۱
باب نمبر:6 مریض کا یہ الفاظ کہنا جائز ہے: ''مجھے درد ہے' یا سخت درد ہے' مجھے بخار ہے اور ہائے میرا سر' وغیرہ اور اگر یہ کلمات غصے یا بے صبری کے اظہار کے طور پر نہ کہے جائیں تو ان میں کوئی کراہت نہیں ہے ۴۲
بہترین شوہر وہ ہے۔ ۴۴
باب نمبر:7 جس کی موت قریب ہو اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا بیان ۴۴

Marfat.com

باب نمبر:8 میت کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہا جائے؟ ۴۶
باب نمبر:9 مرنے والے کے پاس کیا کہنا چاہئے اور جس کا عزیز فوت ہوا سے کیا کہا جائے؟ ۴۷
بچے کی وفات پر صبر کا اجر ۵۱
باب نمبر:10 بین اور نوحہ خوانی کے بغیر میت پر رونا جائز ہے ۵۳
بُکا کا لغوی معنی ۵۳
نوحہ کا لغوی معنی ۵۳
نوحہ کی تعریف ۵۳
میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے ۵۵
باب نمبر:11 میت کی کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اس کے ذکر سے باز رہنے کا بیان ۵۷
باب نمبر:12 میت کی نماز جنازہ پڑھنے اس کے جنازے کے ساتھ جانے اور اس کی تدفین کے وقت حاضر رہنے کا بیان اور یہ کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر چکا ۵۸
باب نمبر:13 زیادہ لوگوں کو نماز جنازہ میں شریک کرنے کے مستحب ہونے اور تین یا تین سے زیادہ صفیں بنانے کا بیان ۶۱
باب نمبر:14 نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟ ۶۳
نَمازِ جنازہ کا طریقہ (حنفی) ۶۶
نابالغ لڑکے کی دعا ۶۷
نابالغہ لڑکی کی دُعا ۶۷
جُوتے پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھنا ۶۷
غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہوتی ۶۷
چند جنازوں کی اکٹھی نماز کا طریقہ ۶۷
جنازے کی پوری جماعت نہ ملے تو؟ ۶۸
پاگل یا خودکشی والے کا جنازہ ۶۸
مُردہ بچے کے احکام ۶۸
جنازے کو کندھا دینے کا ثواب ۶۸
جنازے کو کندھا دینے کا طریقہ ۶۸
بچے کا جنازہ اُٹھانے کا طریقہ ۶۹
نمازِ جنازہ کے بعد واپسی کے مسائل ۶۹

Marfat.com

کیا شوہر بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے؟ ۶۹
باب نمبر:15 جنازے میں جلدی کرنے کا بیان ۷۲
باب نمبر:16 میت کے قرض کی ادائیگی میں اوراس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنے کا بیان اور اگر موت اچانک واقع ہوتو توقف کیا جائے تاکہ اس کی موت کا یقین ہوسکے ۷۴
تجہیز کا لغوی معنی: ۷۴
تجہیز کی تعریف: ۷۴
باب نمبر:17 قبر کے پاس وعظ کرنے کا بیان ۷۵
موعظہ کا لغوی معنی: ۷۵
موعظہ کی تعریف ۷۵
باب نمبر:18 میت کی تدفین کے بعد اس کے لئے دعا کرنے اوراس کی قبر کے پاس بیٹھنے اوراس کے لئے استغفار کرنے اور قرآن پڑھنے کا بیان ۷۶
باب نمبر:19 میت کی طرف سے صدقہ کرنے اوراس کے لئے دعا کرنے کا بیان ۸۰
صدقہ کی تعریف ۸۰
حکم استغفار ۸۰
ایصالِ ثواب کی بَرَکتیں ۸۲
ذرا توجہ ۸۲
باب نمبر:20 میت کی تعریف کرنے کا بیان ۸۴
ثناء کا لغوی معنی ۸۴
ثناء کی تعریف ۸۴
باب نمبر:21 اس شخص کی فضیلت کا بیان جس کے چھوٹے بچے فوت ہوجائیں ۸۷
باب نمبر:22 ظالموں کی قبروں اوران کی تباہی کے مقامات کے پاس سے گزرتے وقت رونے اورخوف زدہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی محتاجی کے اظہار کا بیان اوراس سے کوتاہی کرنے پر ڈرانے کا بیان ۹۰

كِتَابُ اٰدَابِ السَّفَر

باب نمبر:23 باب: آداب سفر کا بیان ۹۳
باب نمبر:24 جمعرات کے دن اور دن کے پہلے حصے میں سفر کے لئے روانہ ہونے کے مستحب ہونے کا بیان ۹۵
باب نمبر:25 سفر کا ساتھی تلاش کرنے اوراپنے میں سے ایک کو امیر کارواں بنانے اوراس کی اطاعت کرنے کے مستحب

Marfat.com

ہونے کا بیان ۹۸
باب نمبر:26 دوست کی مدد کرنے کا بیان ۱۰۸
باب نمبر:27 جب سواری پر سفر کے لیے سوار ہو تو کیا کہے؟ ۱۱۰
باب نمبر:28 مسافر جب کسی چوٹی وغیرہ (بلند مقام) پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے اور جب کسی وادی وغیرہ میں اترے تو سبحان اللہ کہے اور تکبیر وغیرہ کے لئے بہت زیادہ آواز بلند کرنے کی ممانعت کا بیان ۱۱۷
باب نمبر:29 سفر میں دعا کے مستحب ہونے کا بیان ۱۲۱
باب نمبر:30 جب لوگوں سے یا کسی اور چیز سے ڈرے تو کیا دعا کرے؟ ۱۲۲
باب نمبر:31 جب کسی منزل پر اترے تو کیا کہے؟ ۱۲۶
باب نمبر:32 جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو مسافر کے لئے مستحب ہے کہ جلدی گھر کی طرف لوٹے ۱۲۶
باب نمبر:33 اہل خانہ کے پاس دن کو آنے کے استحباب اور بغیر ضرورت رات کو آنے کے مکروہ ہونے کا بیان ۱۲۷
باب نمبر:34 جب سفر سے لوٹے اور اپنے شہر کو دیکھے تو کیا کہے؟ ۱۲۹
باب نمبر:35 مستحب یہ ہے کہ سفر سے واپس آنے والا سب سے پہلے پڑوس کی مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعتیں (نماز نفل) ادا کرے ۱۳۰
باب نمبر:36 عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت کا بیان ۱۳۰

کِتَابُ الْفَضَائِل (فضائل کا بیان)

باب نمبر:37 تلاوت قرآن کی فضیلت کا بیان ۱۳۳
باب نمبر:38 قرآن حکیم کی حفاظت کے حکم اور اسے بھلا دینے سے ڈرنے کا بیان ۱۴۱
باب نمبر:39 خوش الحانی سے قرآن حکیم پڑھنے کے استحباب اور اچھی آواز والے شخص کو قرآن حکیم سنانے کے لئے کہنے اور اس کو سننے کا بیان ۱۴۲
باب نمبر:40 مخصوص سورتوں اور آیات پر ابھارنے کا بیان ۱۴۵
باب نمبر:41 تلاوت کے لئے جمع ہونے کے مستحب ہونے کا بیان ۱۵۸
باب نمبر:42 وضو کی فضیلت کا بیان ۱۵۹
وضو کے فرائض ۱۵۹
وضو کے چند احکام ۱۶۰
باب نمبر:43 اذان کی فضیلت کا بیان ۱۶۹
باب نمبر:44 نمازوں کی فضیلت کا بیان ۱۷۶

Marfat.com

باب نمبر:45 صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان ۱۸۲
باب نمبر:46 مساجد کی طرف چلنے کی فضیلت کا بیان ۱۸۶
باب نمبر:47 نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان ۱۹۱
باب نمبر:48 نماز با جماعت کی فضیلت کا بیان ۱۹۳
باب نمبر:49 صبح اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے پر ابھارنے کا بیان ۱۹۹
باب نمبر:50 فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے حکم اور ان کو ترک کرنے کی سخت ممانعت اور وعید شدید کا بیان ۲۰۲
باب نمبر:51 پہلی صف کی فضیلت اور اگلی صفوں کو مکمل کرنے کا حکم اور انہیں سیدھا رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے کی فضیلت کا بیان ۲۰۹
باب نمبر:52 مؤکدہ سنتوں کو فرائض کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت اور ان کی کم از کم اور مکمل اور درمیانی صورت کا بیان ۲۱۸
باب نمبر:53 فجر کی دو سنتوں کی تاکید کا بیان ۲۲۱
باب نمبر:54 صبح کی دو رکعتوں میں تخفیف کرنے اور ان میں کیا پڑھا جائے' اس کا اور ان کے وقت کا بیان ۲۲۴
باب نمبر:55 صبح کی دو رکعتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینے کے استحباب کا بیان خواہ رات کو نماز تہجد پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو ۲۲۸
باب نمبر:56 ظہر کی سنتوں کا بیان ۲۳۰
باب نمبر:57 عصر کی سنتوں کا بیان ۲۳۳
باب نمبر:58 مغرب کے بعد اور پہلے سنتیں پڑھنے کا بیان ۲۳۴
باب نمبر:59 عشاء کے بعد اور پہلے کی سنتوں کا بیان ۲۳۷
باب نمبر:60 جمعہ کی سنتوں کا بیان ۲۳۷
باب نمبر:61 نفلی نمازیں خواہ سنت مؤکدہ ہوں یا اس کے علاوہ گھر میں پڑھنے کے استحباب کا بیان اور نفل نماز کے لئے فرض پڑھنے والی جگہ سے ہٹ جانے یا دونوں نمازوں کے درمیان کلام کے ذریعے فصل کرنے کا حکم ۲۳۹
باب نمبر:62 وتر پڑھنے کی ترغیب اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے اور اس کے وقت کا بیان ۲۴۲
باب نمبر:63 نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی قلیل' کثیر اور درمیانی مقدار اور اس کی پابندی کرنے پر ابھارنے کا بیان ۲۴۶
باب نمبر:64 سورج بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک نماز چاشت پڑھنے کے جواز اور سخت گرمی کی حالت میں جبکہ سورج خوب بلند ہو گیا ہو اس وقت چاشت پڑھنے کے افضل ہونے کا بیان ۲۴۹
باب نمبر:65 نماز تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کی ترغیب اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے بیٹھنے کے مکروہ ہونے کا بیان اور دو رکعتیں خواہ تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھے خواہ نماز فرض ادا کرے اور خواہ سنت مؤکدہ ادا کرے . ۲۵۰

Marfat.com

باب نمبر:66وضو کے بعد دو رکعتوں کے استحباب کا بیان ۲۵۱
باب نمبر:67جمعہ کے دن کی فضیلت' اس کے وجوب' اس کے لئے غسل کرنے' خوشبو لگانے' اوّل وقت میں جمعہ کے لئے جانے' جمعہ کے دن دعا کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے' اور اس میں قبولیت کی دعا کی گھڑی کا بیان اور جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ۲۵۳
فضل اللہ سے کیا مراد ہے ۲۵۴
باب نمبر:68 کسی ظاہری نعمت کے حصول یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹل جانے پر سجدہ شکر کے استحباب کا بیان ۲۶۳
شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۶۴
ابرِ کرم ۲۶۴
سجدہ شُکر مَسنُون ہے یا مُستَحَب؟ ۲۶۵
باب نمبر:69رات کے قیام کی فضیلت کا بیان ۲۶۵
باب نمبر:70 قیام رمضان (تراویح) کے استحباب کا بیان ۲۸۵
باب نمبر:71 لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کس رات کے لیلۃ القدر ہونے کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے ۲۸۷
باب نمبر:72 مسواک اور خصائل فطرت کا بیان ۲۹۴
ختنہ شدہ پیدا ہونے والے انبیاء کرام ۲۹۸
باب نمبر:73 زکوۃ کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان ۳۰۱
باب نمبر:74 رمضان کے روزوں کے وجوب اور روزوں کی فضیلت اور ان کے متعلقات کا بیان ۳۱۶
باب نمبر:75 سخاوت' نیک کام کرنے' رمضان میں کثرت سے نیکیاں کرنے اور اس کے آخری عشرہ میں اور زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان ۳۲۶
باب نمبر:76 نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت' ہاں جو اسے اس سے پہلے کے روزے کے ساتھ ملائے اور یا اس کی عادت ہو جیسے کہ وہ عادتاً سوموار اور جمعرات کے دن کے روزے رکھتا ہو تو وہ حسب عادت روزہ رکھ سکتا ہے ۳۲۷
باب نمبر:77 جب چاند نظر آئے تو کیا کہا جائے؟ ۳۳۱
باب نمبر:78 سحری کھانے اور اس میں تاخیر کرنا جب تک کہ طلوع فجر کا خوف نہ ہو' کی فضیلت ۳۳۲
باب نمبر:79 افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ کس چیز سے روزہ افطار کرے اور افطار کے بعد کیا کہے؟ ۳۳۴
باب نمبر:80 روزہ دار کو مخالفت شریعت سے اپنے اعضاء اور زبان کو محفوظ رکھنے اور گالی گلوچ وغیرہ سے باز رہنے کا حکم ۳۴۰
باب نمبر:81 روزے کے مسائل کا بیان ۳۴۲

Marfat.com

باب نمبر:82 محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان ۳۴۵
باب نمبر:83 ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزے وغیرہ کی فضیلت کا بیان ۳۴۷
باب نمبر:84 یوم عرفہ، عاشورا اور محرم کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان ۳۴۸
باب نمبر:85 شوال کے چھ روزے رکھنے کے مستحب ہونے کا بیان ۳۵۱
باب نمبر:86 سوموار اور جمعرات کے دن کے روزوں کے مستحب ہونے کا بیان ۳۵۲
میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۵۲
باب نمبر:87 ہر مہینے تین روزے رکھنے کے استحباب کا بیان ۳۵۵
باب نمبر:88 اس شخص کی فضیلت کا بیان جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اور اس روزہ دار کی فضیلت کا بیان جس کے سامنے کھایا جائے اور کھانے والے کا اس شخص کے لئے دعا کرنا جس کے ہاں کھانا کھایا ہے ۳۵۹

كِتَابُ الْاِعْتِكَاف (کتاب الاعتکاف)

باب نمبر:89 رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے کا بیان ۳۶۳

كِتَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

باب نمبر:90 حج کا وجوب اور فضیلت کا بیان ۳۶۵

كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

باب نمبر:91 جہاد کی فرضیت، صبح وشام (جہاد کے لیے جانے) کی فضیلت ۳۷۶
جہاد کے آداب ۴۰۰
شہادت کی آرزو ۴۱۱
اسلام اور سادھو کی زندگی ۴۲۷
باب نمبر:92 شہیدوں کی ایک جماعت کا بیان جنہیں آخرت میں ثواب ملے گا اور انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس ان شہیدوں کے جو کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوں ۴۳۲
شہید کی اقسام ۴۳۳
باب نمبر:93 غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان ۴۳۷
باب نمبر:94 غلاموں سے احسان کرنے کی فضیلت کا بیان ۴۴۰
باب نمبر:95 اس غلام کی فضیلت کا بیان جو حقوق اللہ بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے ۴۴۳
باب نمبر:96 ہرج اور فتنوں وغیرہ کے زمانہ میں عبادت کی فضیلت کا بیان ۴۴۵

Marfat.com

باب نمبر:97 خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی برتنے اور اچھی طرح ادائیگی کرنے اور عمدہ طریقے سے تقاضا کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کمی کرنے کی ممانعت اور دولت مند کا تنگدست کو مہلت دینے اور اسے معاف کر دینے کا بیان ۴۴۶

کِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

باب نمبر:98 اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ۴۵۲
دنیا کے لیے علم دین حاصل کرنے کا انجام ۴۷۵

کِتَابُ حَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَشُکْرِہٖ (اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان)

باب نمبر:99 شکر کے واجب ہونے کا بیان ۴۷۸
حمد باری تعالیٰ پر چند احادیث ۴۸۰

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان)

باب نمبر:100 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت ۴۸۵
ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت: ۴۹۱
ہر محفل کے اختتام کے وقت ۴۹۱
مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت: ۴۹۲
دعا کرتے وقت ۴۹۲
نماز کے بعد دعا سے پہلے ۴۹۲

کِتَابُ الْاَذْکَارِ (ذکر کا بیان)

باب نمبر:101 ذکر کی فضیلت اور اس کی طرف رغبت دلانے کا بیان ۵۰۴
باب نمبر:102 کھڑے ہوئے، بیٹھ کر، لیٹ کر، بے وضو اور جنابت اور حیض کی حالت میں اللہ کے ذکر کا بیان سوائے قرآن مجید پڑھنے کے کہ جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں ۵۴۳
جماع کی دعا ۵۴۵
باب نمبر:103 سونے اور جاگنے کے وقت کیا پڑھے؟ ۵۴۶
باب نمبر:104 ذکر کی محفلوں کی فضیلت اور ہمیشہ ان سے منسلک رہنے کے استحباب اور بغیر عذر کے ان سے علیحدہ رہنے کی ممانعت کا بیان ۵۴۷

Marfat.com

جو اللہ کے نام پر مانگے ۵۵٦
باب نمبر:105 صبح اور شام کے وقت ذکر کرنے کا بیان ۵۵۹
باب نمبر:106 سونے کے وقت کیا کہے؟ ۵٦۹

کِتَابُ الدَّعَوَاتِ (دعاؤں کا بیان)

باب نمبر:107 دعا کے حکم اور اس کی فضیلت' اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اجمالی بیان ۵۷۹
باب نمبر:108 کسی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنے کی فضیلت کا بیان ٦۰٦
حکم استغفار ٦۰٦
ذرا توجہ ٦۰۸
باب نمبر:109 دعا کے مسائل کا بیان ٦۱۱
مآخذ و مراجع ٦۱۸

Marfat.com

فہرست تعارف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(جلد سوم)

حرف الف

اسم مبارک............ تحت حدیث

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ 35

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 38

حضرت ابواسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 58

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 124

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 138

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 265

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 266

حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 342

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 362

حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 443

حرف الباء

اسم مبارک............ تحت حدیث

حضرت بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 186

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) 210

Marfat.com

حرف الجیم

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ام المؤمنین) 541

حرف الحاء

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ 51

حضرت حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ 557

حرف الخاء

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا 89

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ 446

حرف الراء

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت رافع بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 116

حرف الزاء

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 373

حرف السین

اسم مبارک.......................تحت حدیث

حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ 73

حضرت سہیل بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ 73

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 270

حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ 464

Marfat.com

حرف الشین

اسم مبارک..................................تحت حدیث

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 308

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 591

حرف الصاد

اسم مبارک..................................تحت حدیث

حضرت صخر بن وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 64

حضرت صفوان بن سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 483

حرف الطاء

اسم مبارک..................................تحت حدیث

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 315

حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 575

حرف العین

اسم مبارک..................................تحت حدیث

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 6

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ 12

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ 54

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 74

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ 142

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 155

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 174

حضرت عمر بن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ 239

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 335

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 437

Marfat.com

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 445
حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) 596

حرف اللام

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 388

حرف المیم

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 41
حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تابعی) 342
حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 369
حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 468
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ 474

حرف النون

اسم مبارک .... تحت حدیث
حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ 458

باب الکنی (کنیتوں کا باب)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ 35
حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 38
حضرت ابواسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 58
حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 124
حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 138
حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 265
حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 342
حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 362
حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 443

Marfat.com

حضرت ابویحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 446
حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 166
حضرت ابوزہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 155
حضرت ابویقظان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 335
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... 219 جلد اوّل
حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... جلد اوّل
حضرت ابومالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... 27 جلد اوّل

Marfat.com

عرضِ شارح

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس شرح میں میری کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے اس کو میری طرف منسوب فرمائیں تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ و رسولہ

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ
(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد
مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

تقریظ جلیل

از: برادرِ دین، لائق صد تکریم وتحسین، حضرت علامہ ومولانا، محمد یونس مبین قادری مدظلہ العالی
(مدرس: مرکزی "الجامعۃ الاشرفیۃ" علی مسجد گجرات)

٭٭٭٭٭بسم اللہ الرحمن الرحیم٭٭٭٭٭

"الحمد للہ ربّ العالمین اللھم صلّ و سلّم و بارك علی سیّدنا محمدنِ المصطفی المختار وعلی آلہ وصحبہ و امّتہ اجمعین"

محب ومحترم، فاضل مکرم، حضرت علامہ مولانا، ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی، کثیر علمی تحقیقی کتب کے مؤلف ہیں، موصوف جس موضوع پر بھی قلم اُٹھاتے ہیں اس پر خوب سیر حاصل اور تحقیقی گفتگو کرتے ہیں، اور موصوف کی کتب "النبی المعطر، مقالاتِ رضویہ، معجزاتِ نبی کی برسات اور غوثِ جلی کی ذات، سے موصوف کی ذہانت اور ذوق مطالعہ وشوقِ تحقیق کا بخوبی پتہ چلتا ہے، آپ کی نئی کاوش "رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" جلد اوّل اور دوم نے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا، اب اس کی تیسری جلد شائع ہونے کے لیے پریس میں جا چکی ہے، اس پر مفصل تقریظ لکھنا چاہتا تھا، لیکن وقت کی قلت کے پیشِ نظر اس کو ترک کر دیا۔ جلد اوّل اور دوم کو میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا بحمدہ تعالیٰ اس کو عوام، طلباء، اور علماء سبھی کے لیے مفید پایا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ موصوف کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب کا فائدہ عام وتام فرمائے، اور مؤلف کی عمر وصحت، علم وعمل اور تحقیق وتالیف میں کثیر برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین

احقر العباد
محمد یونس مبین قادری
(مدرس: مرکزی الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد گجرات)

Marfat.com

۱۔ بَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ
وَتَشْیِیْعِ الْمَیِّتِ وَالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهٖ وَالْمُکْثِ عِنْدَ قَبْرِهٖ بَعْدَ دَفْنِهٖ
بیمار کی عیادت کرنے' میت کے ساتھ جانے' اس کی نماز جنازہ ادا کرنے' دفن میں شریک ہونے اور دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس ٹھہرنے کا بیان

عیادت کا معنی: بیمار پرسی کرنا، بیمار کی خبر پوچھنا، (فیروز اللغات)

مریض کا معنی: بیمار، علیل، روگی، (فیروز اللغات)

(۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ، وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے' جنازے کے ساتھ جانے' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے' قسم پوری کرنے' مظلوم کی مدد کرنے' دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم دیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

عیادۃ: از، عاد، یعود عودًا، و عیادۃ، بمعنی بیمار پرسی کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے جو تم کر سکتے ہو تو ضرور کر دو تا کہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفارہ واجب نہ ہو، مثلاً کوئی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تم فلاں کام نہ کر لو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں یا خدا کی قسم کل تم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو طلاق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کر لو، بشرطیکہ وہ

(۱) صحیح بخاری، رقم: ۵۶۳۵' صحیح مسلم، رقم: ۵۵۱۰' رقم: ۱۸۴' سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ۲۰۶۶' مسند امام احمد، رقم: ۱۸۶۶۷

Marfat.com

کام ناجائز نہ ہو۔

لمعات و مرقات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر و ذمی یا مستامن حتی المقدور اس کی ضرور مدد کی جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص751)

(۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے ساتھ جانا (۴) دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا (یعنی اسے الحمد للہ کہنے پر یَرْحَمُكَ اللهُ کہنا)۔ (متفق علیہ)

(۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللهَ - عَزَّوَجَلَّ - يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟! قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهُ! يَا ابْنَ اٰدَمَ، اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟! قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ! يَا ابْنَ اٰدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟! قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ انہی سے یہ روایت بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا: اے انسان! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں کس طرح تیری عیادت کرتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ (بندہ) عرض کرے گا: اے

(۲) صحیح بخاری، رقم: ۱۲۴۰، صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷۶، سنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۶۸۵۵، سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ۱۰۰۴۹، مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۱۰۹۷۹، صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷۸

(۳) صحیح مسلم، رقم: ۶۷۲۱، الادب المفرد للبخاری، رقم: ۵۱۷، صحیح ابن حبان، رقم: ۲۶۹، مسند اسحاق بن راھویہ، رقم: ۲۵، مشکوۃ المصابیح، رقم: ۱۵۲۸

Marfat.com

پروردگار! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے ہاں پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماءے گا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً تو میرے پاس ہی اس (کے ثواب) کو پاتا؟ (مسلم)

حل لغات:

رب: مالک، پرورش کرنے والا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مؤمن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر وشاکر ہو کیونکہ بیمار مؤمن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیمار کا شانہ یار ہیں، حدیث قدسی ہے "اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِيْ" میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔ اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر پہلے کیا۔

خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا کہ تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا۔ معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں، ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضور اولیا

قرآن کریم فرماتا ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا" الایۃ "لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا"۔ صوفیاء فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 753)

Marfat.com

(۴) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُودُوا الْمَرِيضَ، وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْعَانِي": اَلْأَسِيرُ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیمار کی عیادت کرو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔ (بخاری)

اَلْعَانِي: قیدی کو کہتے ہیں۔

(۵) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "جَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے خرفہ میں مصروف رہتا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! "خُرْفَةِ الْجَنَّةِ" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت کے پھل چننا" (رواہ مسلم)

(۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

"اَلْخَرِيفُ": اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوفُ، أَيِ: الْمُجْتَنَى.

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت مزاج پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت اس کی بیمار پرسی کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے پھلوں کا چننا ہوتا ہے۔

---

(۴) صحیح بخاری، رقم: ۳۰۴۶، شعب الایمان، رقم: ۳۳۵۸، مسند امام احمد، رقم: ۱۱۱۹۶، مسند البزار، رقم: ۲۷۳۶، مسند عبد بن حمید، رقم: ۱۰۰۱، سنن الدارمی، رقم: ۲۴۶۵

(۵) صحیح مسلم، رقم: ۶۷۱۷، الاداب للبیہقی، رقم: ۲۷۰، سنن ترمذی، رقم: ۹۶۷، مسند امام احمد، رقم: ۲۲۴۴۳، مسند الشھاب، رقم: ۳۸۴

(۶) سنن ترمذی، رقم: ۹۶۹، الاداب للبیہقی، رقم: ۲۷۲، رقم: ۲۴۹، مسند البزار، رقم: ۷۷۷

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

غدوۃ: بمعنی صبح، فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت۔

اَلْخَرِیْف: کا مطلب ہے چنے ہوئے پھل۔

تعارفِ روای:

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی، کرار آپ کا لقب ہے، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ حیدر کے معنی ہیں شیر، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں، انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا۔ کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔ ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل کہ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی، حسنین کریمین کے والد، ولایت کے مرکز، شریعت کے دریا ناپیدا کنار، آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور چار یار میں بھی، ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں، آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور نے آپ کو پرورش کیا، غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا، آپ آل عبا سے ہیں حضور کی امت میں قاسم ولایت آپ ہی ہیں، ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے۔ غرضکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمانوں کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپکے خلاف بہت بکواس کی تو اہل سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

(مراۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ

Marfat.com

چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔ (خلاصہ)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

صبح سے لے کر دوپہر تک کو غدوۃ کہا جاتا ہے اور زوال سے شروع رات تک عشاء۔ خریف چنے ہوئے پھلوں کو بھی کہتے ہیں اور باغ کو بھی، یہاں دوسرے معنے مراد ہیں یعنی بیمار پرسی معمولی سی نیکی معلوم ہوتی ہے مگر یہ لاتعداد فرشتوں کی دعا ملنے کا ذریعہ ہے اور جنت ملنے کا سبب بشرطیکہ صرف رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص775)

(۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: "أَسْلِمْ" فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؛ فَقَالَ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا سو وہ بیمار ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے نزدیک بیٹھ گئے آپ نے اس سے فرمایا: اسلام قبول کر لے تو اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے پاس موجود تھا تو اس (کے والد) نے کہا: ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو پس وہ مسلمان ہوگیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ فرمارہے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے چھٹکارا عطا فرمایا"۔ (بخاری)

حل لغات:

انقذہ: از نقذًا، بمعنی چھڑانا، نجات دینا۔

(۷) اخرجہ احمد (۱۳۹۷۹/۴) والبخاری (۱۳۵۶) وابوداؤد (۳۰۹۵) وابن حبان (۲۹۶۰) والبیہقی (۳/۳۸۳)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس یہودی بچہ کا نام عبدالمقدوس تھا جو اپنی خوشی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ کفار کے بچے اگر بخوشی ہماری صحبت یا خدمت اختیار کریں تو انہیں روکنا نہ چاہیئے، بسا اوقات اس سے انہیں ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر و فاسق کی بیمار پرسی جائز ہے اور بیمار پرسی کے وقت بیمار کے سرہانے بیٹھنا سنت ہے اور کافر بچے کو بھی ایمان کی تلقین کرنا درست ہے اور کافر بچے کا ایمان قبول ہے جب کہ وہ سمجھ دار ہو اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام کو بھولتے نہیں، مرتے وقت بھی ان کی امداد کرتے ہیں۔ اس حدیث سے ہم گنہگاروں کو امید بندھتی ہے کہ ان شاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مرتے وقت نہ بھولیں گے، اس وقت ہماری دستگیری فرمائیں گے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص خدام کو ان کے مرتے وقت کلمہ پڑھانے تشریف لاتے ہیں، ایسے لوگ دیکھے گئے جنہوں نے مرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر حاضرین کو دی خود بستر مرگ پر اٹھ کھڑے ہوئے حاضرین سے کہا تعظیم کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔

بچہ نے باپ کے خوف سے خود کلمہ نہ پڑھ لیا بلکہ اجازت چاہنے کے لئے اس کی طرف دیکھا، رب کی شان اس نے اجازت دے دی۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی۔ دیکھو اس بچہ نے اس خدمت پاک کی برکت سے مرتے وقت ایمان پا لیا۔ رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی خدمات قبول فرمائے اور اس بچہ کے طفیل سے مجھے بھی مرتے وقت کلمہ نصیب کرے۔ آمین! مرتے وقت کا ایمان بھی قبول ہے غرغرہ سے پہلے اور بچے کا ایمان بھی معتبر۔ خیال رہے کہ مشرکین وکفار کے وہ ناسمجھ بچے جنہیں بُرے بھلے کی تمیز نہ ہو اگر اسی حال میں مر جائیں تو جہنمی نہیں کہ رب بغیر قصور کسی کو عذاب نہیں دیتا لیکن باشعور بچے جہنمی ہیں، چونکہ یہ بچہ سمجھدار تھا اگر بغیر ایمان مرجاتا تو دوزخ میں جاتا، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل درست ہے کہ ایمان کی وجہ سے اللہ نے اسے بالکل دوزخ سے بچا لیا۔ کفار کے بچوں کی پوری بحث ہماری تفسیر "نورالعرفان" میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص799)

Marfat.com

٢-بَابُ مَا يُدْعٰى بِهٖ لِلْمَرِيْضِ

مریض کے لئے کیا دعا کی جائے؟

مریض کا لغوی معنی ابھی ماقبل باب میں گزرا ہے۔

(٨) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْئَ مِنْهُ، اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبَعِهٖ هٰكَذَا - وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّاوِيُّ سَبَّابَتَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا - وَقَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ اَرْضِنَا، بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی انسان کو بیماری کی شکایت ہوتی یا اس کو کوئی پھوڑا یا زخم وغیرہ آ جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اس طرح فرماتے اور حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھر اٹھائی اور پڑھا' اللہ کے نام سے شروع' ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ذریعے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا نصیب ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

باصبعه: بمعنی انگلی۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1۔حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اولاً آپ مرض کی جگہ انگلی رکھتے پھر انگلی پر کچھ لعاب شریف لگا کر مٹی لگاتے، پھر اس کا لیپ مرض کی جگہ کر دیتے اور یہ فرماتے جاتے کہ بفضلہ تعالیٰ ہمارا لعاب اور مدینہ کی مٹی شفا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بیماری پر ٹوٹکے اور منتر جائز ہیں بشرطیکہ اس کے الفاظ کفریہ نہ ہوں اور کوئی کام حرام نہ ہو، اس کی اصل یہ حدیث بھی ہے اور وہ بھی کہ نظر بد میں نظر والے کے ہاتھ پاؤں کو دھلا کر بیمار کو چھینٹا مار دو، شامی نے نظر اور جادو دفع کرنے کے بہت ٹوٹکے بیان فرمائے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف شفا ہے، بعض صوفیاء دم کرتے وقت کچھ لعاب بھی ڈال دیتے ہیں، اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ تیسرے یہ کہ مدینہ پاک کی مٹی شفا ہے وہاں کی خاک کو جو خاک شفا کہا جاتا

(٨) (بخاری شریف' رقم الحدیث 5745' مسلم شریف' رقم الحدیث 5602' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 8266)

Marfat.com

ہے،اس کی اصل یہ حدیث ہے،مرقاۃ میں فرمایا کہ وطن کی خاک بھی شفا ہوتی ہے اگر کوئی مسافر اپنے وطن کی مٹی پردیس لے جائے جس میں تھوڑی پینے کے گھڑے میں ڈال دیا کرے تو ان شاء اللہ وہاں کا پانی نقصان نہ دے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2،ص756)

(۹) وَعَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ اَهْلِهٖ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، وَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ ◄ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ میں سے کسی کی بیمار پرسی فرماتے تو اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے :"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" ''اے اللہ! اے تمام انسانوں کے پروردگار! بیماری کو دور فرمادے شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفاء نہیں ایسی شفا عطا فرما جو بیماری (کا نشان بھی) نہ چھوڑے۔(متفق علیہ)

کیا علاج کرنا سنّت ہے؟:

(۱۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللهُ: اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ثابت علیہ الرحمہ سے فرمایا! کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا دم نہ کروں انہوں نے عرض کیا: ضرور کیجئے تو انہوں (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دعا کی:"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" اے ہماری بیماری کو دور فرمانے والے! شفا عطا فرما' تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے' تیرے بغیر کوئی شفا دینے والا نہیں' ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔(بخاری)

حل لغات:

رقیۃ: منتر، افسوں، تعویذ،

(۹)(بخاری شریف،رقم الحدیث 5743'مسلم شریف،رقم الحدیث 5593)

(۱۰)(بخاری شریف،رقم الحدیث 5742)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ۔

عرض: علاج کرنا سُنَّت ہے یا نہ کرنا؟

ارشاد: دونوں سُنَّت ہے، یہ بھی ارشاد ہوا ہے:

تَدَاوَوْا عِبَادَ اللهِ فَإِنَّ اللهَ لَا يَضَعُ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً

علاج کروائے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے بندو! کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔

(کنز العمال، کتاب الطب، الباب الاول فی الطب، حدیث ۲۸۰۷۲/۲۸۰۸۹، ج ۱۰، ص ۳/ ۴ ملتقطا)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی اُمَّت کے لیے سُنَّت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنَّت ،علاج نہ کرنا، رہی ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 365)

(۱۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیمار پرسی کی اور دعا کی: اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما' اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما' اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔ (رواہ مسلم)

(۱۲) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا، يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ: بِسْمِ اللهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو عبداللہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ جسم میں درد محسوس کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

---

(۱۱) (بخاری شریف رقم الحدیث 56' 1233' 2591' 2593' 3721' 4147' 5039' 5335' 5340' 6012' 6352' نسائی شریف رقم الحدیث 9206' مسند طیالسی رقم الحدیث 196' الادب المفرد رقم الحدیث 796)

(۱۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 5621' مسند امام احمد رقم الحدیث 17928' مستدرک حاکم رقم الحدیث 7514' طبرانی کبیر رقم الحدیث 8366)

Marfat.com

فرمایا: ''جسم کے جس حصے میں تمہیں درد ہے وہاں ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ پڑھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ''میں اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس (تکلیف) سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں''۔ (مسلم)

حل لغات:

وَجَعًا: درد، تکلیف۔

تعارف روای:

عثمان بن ابی عاص بن بشر، وفد ثقیف میں اسلام لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف پر مقرر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسی عہدے پر رکھا۔ 50 ہجری کو آپ نے ہی ثقیف کو ارتداد سے روکا اور فرمایا تم سب سے آخر میں سلام لائے ہو یہ نہ ہو کہ مرتدوں میں پہلا نمبر تمہارا ہو، آپ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، از امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، حرف العین بعدھا الثاء، ج 4، ص 51، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ بیماری، ناداری اور تمام مصائب کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں۔ ہم گنہگاروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا اسی حدیث سے ماخوذ ہے، اس میں رب سے ناراضی نہیں بلکہ اپنے شہنشاہ سے فریاد ہے اور دفعیہ کے لیے عرض معروض ہے جیسے مظلوم حاکم سے اور بیمار حکیم سے اپنی شکایات پیش کرتے ہیں۔

خیال رہے کہ ان صحابی نے خود ہی دعا نہ مانگی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر دعا کی۔ مشائخ کرام سے جو وظیفوں اور دعاؤں کی اجازت لی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے، اجازت سے عمل کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، دعائیں کارتوس ہیں اور بزرگوں کی زبان اور اجازت رائفل، بغیر رائفل شیر مارنے والا کارتوس مرغی کو نہیں مار سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 758)

(۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَحْضُرْہُ اَجَلُہٗ، فَقَالَ عِنْدَہٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، اَنْ یَّشْفِیَکَ، اِلَّا عَافَاہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ الْمَرَضِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"، وَقَالَ الْحَاکِمُ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ

(۱۳) (ترمذی شریف رقم الحدیث 2083 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3106 'مستدرک حاکم رقم الحدیث جلد 4 '213)

Marfat.com

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسے مریض کی بیمار پرسی کرے جس کی موت کا ابھی وقت نہ آیا ہو اور وہ اس کے پاس سات مرتبہ یہ پڑھے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ. رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَنْ يَّشْفِيَكَ. "میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا مالک ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے" تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حل لغات:

عَافَاهُ :از، عافی، عافیة، بمعنی صحت دینا، بلا دور کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔

(سنن ابوداؤد ج ۳، رقم الحدیث: ٤٦٩١، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے اور جوتی کی مرمت کی اور دراز گوش پر سوار ہوا اور نوکر جب بیماری ہوں تو ان کی عیادت کی اور بکری کا دودھ دوہا تو وہ تکبر سے بری ہو گیا۔

(المطالب العالیہ رقم الحدیث: 2675، علامہ احمد بن ابی بکر بوصیری متوفی 840ھ نے اس حدیث کو مسند عبد بن حمید اور حاکم سے نقل کیا ہے۔ اتحاف السادۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، ج 8، ص 290)

(١٤) وَعَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ، وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَنْ يَّعُوْدُهُ قَالَ: "لَا بَأْسَ، طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کسی کے پاس اس کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے: کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ عزوجل (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کردینے والی ہے۔ (بخاری)

(١٤) (بخاری شریف رقم الحدیث 5656)

Marfat.com

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ جِبْرِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اشْتَکَیْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بِسْمِ اللهِ اَرْقِیْكَ، مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْكَ، مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ، اللهُ یَشْفِیْكَ، بِسْمِ اللهِ اَرْقِیْكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو بیماری کی شکایت ہے فرمایا: ہاں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس شے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے اور ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے 'اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے گا' میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

حل لغات:

اشْتَکَیْتَ: اشتکی، یشتکی، شکایۃ، بمعنی شکایت کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت جبریل خود نہ آئے تھے بلکہ رب نے بھیجا تھا، یہ مزاج پرسی رب کی طرف سے تھی، قرآن کریم فرماتا ہے: "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ"۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا پتہ لگا کہ رب ان کی مزاج پرسی کرے اور رب ہی جبریل کو بھیج کر ان پر دم کرائے۔ شعر

سر بالیں انہیں رحمت کی ادا لائی ہے — حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

یہاں افسوں جادو کے معنی میں نہیں کہ فرشتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اس سے پاک ہے بلکہ دم جائز منتر یا اسلامی ٹوٹکا مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد و نظر بد بھی بڑی آفتیں ہیں اللہ محفوظ رکھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 759)

(۱۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ. فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا

(۱۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 5583، ترمذی شریف، رقم الحدیث 972، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3523، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11241، ابن حبان، رقم الحدیث 953، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 3990، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1066)

(۱۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3430)

Marfat.com

اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، قَالَ: یَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ" وَكَانَ یَقُوْلُ: "مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ان دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کہا: اللہ کی ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں اور اگر جب وہ (بندہ) کہے: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے اور میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور اگر بندہ کہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے میرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اور بادشاہی میری ہی ہے اور اگر بندہ کہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس طاقت نہیں نہ قوت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کوئی لائق عبادت نہیں سوائے میرے اور نہ میرے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت یا قوت ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے: جس شخص نے اپنی بیماری کے دوران یہ کلمات پڑھے پھر وہ مرگیا تو اسے آگ (دوزخ کی) نہیں چھوئے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

تَطْعَمْهُ: از، طعم طعمًا، بمعنی چکھنا،

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قرآن مجید کی کئی آیات میں بیماریوں کا علاج کرنے اور دوا پینے کے جواز کی دلیل ہے۔ بعض صوفی علاج کرنے اور

Marfat.com

دوا پینے سے منع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بنتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی تمام بیماریوں اور تمام بلاؤں پر راضی نہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ دوا اور علاج کرنا جائز نہیں ہے، لیکن ان کا یہ قول مردود ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں "وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ" شہد کو لوگوں کے لیے شفا فرمایا ہے اور اس کا شفا ہونا تب ہی ثابت ہوگا جب کسی بیماری میں اس کو استعمال کیا جائے۔ نیز ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دعا بھی نہ کیا کریں، حالانکہ قرآن مجید اور احادیث میں دعا کرنے کی ترغیب ہے، اور علاج کرنے کے متعلق بھی بہت احادیث ہیں۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہر بیماری کی دوا ہے، پس جب دوا صحیح ہو تو (مریض) اللہ عزوجل کے حکم سے شفا پا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۲۰۴، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۷۵۵۶)

عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے خود پہنے ہوئے شخص کی عیادت کی، پھر فرمایا میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تم تم پچھنے لگوا لو کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں شفا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۲۰۵، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۶۸۳، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۸۳)

عاصم بن عمرو بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ہمارے گھر آئے اور ہمارے گھر میں ایک آدمی کو زخم سے تکلیف تھی، حضرت جابر نے پوچھا تم کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھ کو ایک زخم سے بہت تکلیف ہے، حضرت جابر نے کہا ایک فصد لگانے والے لڑکے کو بلاؤ، اس شخص نے کہا اے ابوعبداللہ! آپ فصد لگانے والے کو کیوں بلا رہے ہیں؟ حضرت جابر نے فرمایا میں اس زخم پر فصد لگوانا چاہتا ہوں، اس نے کہا پھر میرے زخم پر مکھیاں بیٹھیں گی یا میرے زخم پر کپڑا لگے گا جس سے مجھے تکلیف ہوگی، جب حضرت جابر نے دیکھا کہ یہ شخص فصد لگوانے سے گھبرا رہا ہے تو انہوں نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ فرمایا ہے: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں خیر ہے تو فصد لگوانے میں ہے یا شہد کے ایک گھونٹ میں ہے یا لوہے کی آگ سے گرم کر کے داغ لگوانے میں ہے، آپ نے فرمایا میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا، پھر ایک فصد لگانے والا آیا اور اس کی فصد لگائی اس سے اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔

(صحیح مسلم، باب السلام: ۷۱، الرقم المسلسل: ۲۲۰۵)

۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ عَنْ حَالِهٖ

مریض کے اہل خانہ سے مریض کی حالت کے بارے پوچھنا مستحب ہے

(۱۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ. فَقَالَ النَّاسُ: يَا اَبَا الْحَسَنِ،

(۱۷) (بخاری شریف رقم الحدیث 6266)

Marfat.com

كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تکلیف میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کی: اے ابوالحسن! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ تو انہوں نے بتایا: بحمد للہ اب تندرست ہیں۔ (بخاری)

حل لغات:

بَارِئًا: بمعنی تندرست، صحت یاب،

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی آپ کے مرض میں کوئی ہلکا پن نہ تھا مگر جناب علی نے یہ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب پاک تندرست ہے یا ان شاء اللہ آپ قریب صحت ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بیمار پرسی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بیمار کا حال آنے والے سے پوچھ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر بیمار کا حال خراب بھی ہو تب بھی لفظ اچھے بولے جائیں کہ اس میں فال بھی نیک ہے اور رحمتِ الٰہی کی امید بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص801)

۴۔ بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ أَيِسَ مِنْ حَيَاتِهِ

جو اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے اسے کیا کہنا چاہئے؟

موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو برا۔ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ تیاری موت ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب تمنی الموت وذکرہ، الفصل الاول)

(۱۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ، يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

Marfat.com

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" "اے اللہ! مجھے معاف کردے' مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملادے"۔

(متفق علیہ)

(۱۹) وَعَنْهَا، قَالَتْ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ، عِنْدَهٗ قَدَحٌ فِیْهِ مَاءٌ، وَهُوَ یُدْخِلُ یَدَهٗ فِی الْقَدَحِ، ثُمَّ یَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِالْمَاءِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت وصال اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا' جس کے اندر پانی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر اس پانی سے اپنے چہرے کا مسح کرتے اور پھر کہتے: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ" "اے اللہ موت کی سختیوں اور موت کی غشی پر میری اعانت فرما"۔ (ترمذی)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا' جس کے اندر پانی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر اس پانی سے اپنے چہرے کا مسح کرتے)

غشی یا تپش دور کرنے کے لیے یہ عمل فرماتے تھے کیونکہ بوقتِ موت بہت گرمی محسوس ہوتی ہے اسی لیے اکثر اس وقت میت کو پسینہ آجاتا ہے اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے اسی لیے اس وقت منہ میں پانی ٹپکانے کا حکم ہے اگرچہ سردی کا موسم ہو۔

بعض شارحین نے فرمایا کہ منکرات سے مراد وسوسے اور برے خیالات ہیں جن سے میت کا دھیان رب سے ہٹ جائے اور سکرات سکرۃ کی جمع ہے، بمعنی غشی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی"۔ یہاں وہ تکلیف مراد ہے جو عقل زائل کردے یعنی سخت تکلیف اور یہ دعا امت کی تعلیم کے لیے ہے کہ اس وقت یہ دعا کیا کریں۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے

(۱۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6169' بخاری شریف' رقم الحدیث 5674' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3496' موطا امام مالک' رقم الحدیث 564' مسند امام احمد' رقم الحدیث 25989' ابن حبان' رقم الحدیث 6618' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 13532)

(۱۹) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 978)

Marfat.com

ان تکالیف کو برداشت کرنے کی طاقت دے یا انہیں کم فرمادے، یہاں شیخ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الٰہیہ کے متولی اور منتظم ہیں، کون و مکان کے سارے احکام آپ کو سپرد ہیں، تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ حکومت میں ہے، ایسی ذمہ دار ہستی جب احکم الحاکمین کی بارگاہ میں جائے تو اسے ہیبت زیادہ ہوتی ہے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیبت الٰہیہ کا غلبہ تھا، اس کی کیفیت تھی۔ (اشعۃ اللمعات) اسی شدت کی اور بہت وجہ بیان کی گئی ہیں، مگر حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہمارے عقل و قیاس سے وراء ہیں۔ (ج 2، ص 789)

٥۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَّخْدِمُهٗ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ وَاِحْتِمَالِهٖ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ اَمْرِهٖ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهٖ بِحَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ وَّنَحْوِهِمَا

مریض کے اہل خانہ اور اس کے خادموں کو مریض کے ساتھ احسان کرنے کی

وصیت کرنے اور مریض کو پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے اور اس کو صبر کی تلقین کرنے، اور جس شخص کا سبب موت حد اور قصاص وغیرہ کی صورت میں قریب ہو اس کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرنے کے استحباب کا بیان

(٢٠) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: "اَحْسِنْ اِلَيْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِيْ بِهَا" فَفَعَلَ، فَاَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کو زنا سے حمل ٹھہرا ہوا تھا، اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے قابل حد جرم کیا ہے۔ مجھ پر حد نافذ فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے ولی کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور جب وضع حمل ہو جائے تو اس کو میرے پاس لے آنا سو اس نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کے کپڑے اس پر کس دیئے گئے پھر آپ نے حکم دیا تو اس کو

(٢٠) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4319، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1386، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2770، نسائی شریف، رقم الحدیث 1957، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2554، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1500، دارمی شریف، رقم الحدیث 2316، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2129، ابن حبان، رقم الحدیث 3094، مستدرک حاکم رقم الحدیث 8078، بیہقی رقم الحدیث 6622، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 41، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1917، دارقطنی، رقم الحدیث 131)

Marfat.com

سنگسار کر دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (مسلم)

حل لغات:

اَصَبْتُ حَدًّا: حد کو پانا، یعنی حد لگنے والا کام کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: فقہاءِ احناف کے نزدیک زنا کی تعریف:

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندانی نہانی) میں وطی کرے دارآں حالیکہ وقبل حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۳) علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۳۳ سکھر)۔

اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی: عورت کی اندام نہانی میں بقدرِ سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہو گی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہو گی۔

حرام: کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا، اگر چہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھالیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (رقم: ۱۴۲۳) اور امام ابوداؤد (رقم: ۴۴۰۱)

قبل: عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی دُبر (سرین) میں وطی امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہو گئی، اس کے برخلاف امام ابو یوسف، امام محمد اور فقہاء مالکیہ، اور فقہاء حنبلیہ عورت کی دُبر میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ دُبر میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کا اختلاف تھا اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا، نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسبت مشتبہ ہوتا ہے اور بچہ ضائع ہوتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت: اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہو گئی، کیونکہ یہ ایک نادر چیز ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

Marfat.com

زندہ: اس قید کی وجہ سے مردہ کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

مشتہاۃ: یعنی اس عورت سے وطی کی جائے جس پر شہوت آتی ہو اتنی چھوٹی لڑکی جس پر شہوت نہ آتی ہو اس سے وطی کرنا زنا نہیں ہے۔ (ہر چند کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہوگی)۔

حالتِ اختیار: یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے مکرہ (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے، کیونکہ حافظ الہیثمی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے: حضرت عقبہ بن عامر، حجرت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت ہے: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۵۰، دار الکتاب العربی)

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر جبر کر کے اس کے ساتھ وطی کی جائے تو اس پر حد نہیں ہے، لیکن مرد میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور محققین مالکیہ کے نزدیک اگر مرد پر جبر کر کے اس سے وطی کرائی جائے تو اس پر حد ہے نہ تعزیر۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے آلہ کا منتشر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اکراہ نہیں ہے۔ اور وہ اپنے اختیار سے وطی کر رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد پر بھی حد نہیں ہے کیونکہ انتشار اس کے مرد ہونے کی دلیل ہے، اختیار کی دلیل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، اور امام محمد کا بھی یہی نظریہ ہے۔

دار العدل:

دار العدل سے مراد دار اسلام ہے، کیونکہ دار الحرب اور دار الکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دار الحرب میں یا دار الکفر میں زنا کرے گا تو بھی وہ اسلامی سزا سو کوڑوں یا رجم کا مستحق ہے، لیکن چونکہ قاضی اسلام، دار الکفر یا دار الحرب میں اسلام سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی، دار الکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ، قتل اور دیگر جرائم اور دار الحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں، اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

احکام اسلام کا التزام: اس قید کی وجہ سے حربی مستامن خارج ہے، کیونکہ اس نے احکا اسلام کا التزام نہیں کیا، مسلمان اور ذمی اور زنا کریں گے تو ان پر حد ی جاری کی جائے گی۔

حقیقت ملک سے خالہ ہونا: اگر کسی شخص نے ایسی باندی سے وطی کر لی جو مشترکہ ہے اس کی اور کسی کی ملکیت میں ہے، یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جو اس کی محرم تھی تو چونکہ وہ حقیقتاً اس کی ملکیت میں تھی اس لئے اس کا یہ فعل ہر چند کہ ناجائز ہے لیکن زنا نہیں ہے اور اس پر حد نہیں ہے۔

Marfat.com

حقیقتِ نکاح سے خالی ہونا: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض یا نفاس میں وطی کر لی یا روزہ دار یا محرمہ بیوی سے وطی کر لی یا ایلاء یا ظہار کے بعد وطی کر لی تو ہر چند کہ یہ فعل گناہ ہے لیکن زنا نہیں ہے، کیونکہ عورت حقیقتاً اس کے نکاح میں موجود ہے۔

شبہ ملک سے خالی ہونا: جب ملک یا نکاح میں شبہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

شبہات کی بناء پر حدود ساقط کر دو۔ ....(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۴۲۴)

مثلاً اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کر لی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کو یہ شبہ ہوا ہو کہ بیٹے کے مال کا میں مالک ہوں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا:

تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ ....(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۱)

اسی طرح مکاتب کی باندی سے وطی کرنا بھی زنا نہیں ہے، کیونکہ مکاتب جب تک پوری رقم ادا نہ کرے مالک کا غلام ہے سو اس کی باندی بھی اس کی ملکیت ہے۔

شبہ نکاح سے خالی ہونا

یعنی عقد نکاح میں شبہ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے بغیر ولی یا بغیر گواہ کے نکاح کر کے وطی کر لی، یا نکاح متعہ کر کے وطی کر لی تو اس کا یہ فعل زنا نہیں ہے خواہ وہ اس نکاح کے عدم جواز کا اعتقاد رکھتا ہو کیونکہ اس نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس نکاح میں شبہ آ گیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے نسبی، رضاعی یا سسرالی کے رشتہ سے کسی محرم سے نکاح کر لیا یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر لیا یا کسی عورت سے اس کی عدت میں نکاح کر لیا اور اس عقد نکاح کی وجہ سے وطی کر لی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہو گی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو، کیونکہ اس وطی میں اس کو شبہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ وطی زنا نہیں ہے البتہ اس پر تعزیز ہے۔

فقہاء مالکیہ، فقہاء شافعیہ، فقہاء حنبلیہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ جو وطی ابداً حرام ہو اس سے حد لازم آتی ہے اور یہ نکاح باطل ہے اور اس کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ جو وطی ابداً حرام نہ ہو جیسے بیوی کی بہن یا جس نکاح میں اختلاف ہو جیسے بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح، اس وطی کی وجہ سے حد لازم نہیں آتی۔

امام ابو حنیفہ اور جمہور فقہاء کے درمیان منشاء اختلاف یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا اہل شخص اس محل میں نکاح کرے جو مقاصد نکاح کے قابل ہو تو وہ نکاح وجوب حد سے مانع ہے، خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام اور خواہ وہ تحریم متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ اور خواہ اس کو حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، جمہور فقہاء اور صاحبین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا ابداً حرام ہو یا اس کی تحریم پر اتفاق ہو تو اس نکاح سے وطی پر حد لازم

Marfat.com

آتی ہے اور اگر وہ نکاح ابداً حرام نہ ہو یا اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو پھر اس نکاح سے وطی پر حد لازم نہیں آتی۔

(بدائع صنائع ج ۷ ص ۳۵، مغنی المحتاج ج ٤ ص ١٤٥، المھذب ج ٢ ص ٢٦٨، المیزان الکبری ج ٢ ص ١٥٧، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ٢٥١، المغنی ج ٨ ص ١٧٤، رحمۃ الامۃ ج ٢ ص ١٣٦)

حدزنا کی شرائط:

حدزنا جاری کرنے کے لئے جن شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

١۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

٢۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

٣۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی، البتہ اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق الہیہ کا التزام نہیں کیا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے، البتہ تادیباً اس کو سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضامندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

٤۔ زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

٥۔ عورت سے زنا کرے، اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے، البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔

٦۔ ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وطی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہوتی۔

٧۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبی عورت کو یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی یا باندی ہے، اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے، جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے، مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح ہو، اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے محارم سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

٨۔ اس کو زنا کی حرمت کا علم ہو اگر وہ جہل کا دعویٰ کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

Marfat.com

۹۔عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۱۰۔عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر حد ہے۔

۱۱۔مرد کا حشفہ (آلہ تناسل کا سر) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی دُبر میں وطی کرلے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے، اسی طرح لواطت (اغلام) پر بھی حد نہیں ہے، اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

۱۲۔زنا دارالسلام میں کیا جائے، دارالکفر یا دارالحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔(لفقہ الاسلامی بیروت، ۱٤۰۵ھ)

احصان کی تحقیق:

فقہاء اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر محصن ہے تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احصان کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔

سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

احصان کا اصل میں معنی ہے منع کرنا، عورت اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محصنہ ہوتی ہے، جوہری نے ثعلب سے نقل کیا ہے ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محصنہ ہے۔ حاملہ عورت کا بھی محصنہ کہتے ہیں کیونکہ حمل نے اس کو دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محصن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے "فاذا احصن فان اتين بفاحشة" کی تفسیر میں کہا باندی کا احسان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج نے محصنين غير مسافحين کی تفسیر میں کہا مرد کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے اور فرج کا احصان، زنا سے رکنا ہے، اور احصنت فرجها کا معنی پاکدامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے اور والمحصنت من النساء کا معنی شادی شدہ خواتین ہے۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۱۷۹، ۱۳۰۶ھ)

(۱) عقل (۲) بلوغ (۳) حریت (٤) اسلام (٥) نکاح صحیح (٦) خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا (۷) نکاح صحیح کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا لہٰذا بچہ، مجنون، غلام، کافر نکاح فاسد، عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احصان ثابت نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۸۔ مطبوعہ کراچی ۱٤۰۰ھ)

Marfat.com

۶۔ بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِیْضِ

اَنَا وَجِعٌ، اَوْ شَدِیْدُ الْوَجْعِ اَوْ مَوْعُوْكٌ اَوْ وَارَاْسَاہُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَبَیَانِ اَنَّہُ لَا کَرَاھَةَ فِیْ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَلٰی سبیل التَّسَخُّطِ وَاِظْھَارِ الْجَزَعِ

مریض کا یہ الفاظ کہنا جائز ہے: ''مجھے درد ہے' یا سخت درد ہے' مجھے بخار ہے اور ہائے میرا سر' وغیرہ اور اگر یہ کلمات غصے یا بے صبری کے اظہار کے طور پر نہ کہے جائیں تو ان میں کوئی کراہت نہیں ہے

(۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُوْعَكُ، فَمَسِسْتُہُ. فَقُلْتُ: اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا. فَقَالَ: "اَجَلْ، اِنِّیْ اُوْعَكُ کَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار کی شکایت تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو چھوا تو میں نے عرض کی: آپ کو تو سخت بخار ہے۔ فرمایا: ہاں! مجھے اتنا سخت بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (یعنی میرے بخار کی شدت تمہاری نسبت دوگنا ہوتی ہے۔) (متفق علیہ)

حل لغات:

اُوْعَکُ: از، وعکاً، بمعنی تیز ہونا، تیز بخار چڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

تُوعَك وَعك سے بنا، بمعنی بخار کی گرمی اور تکلیف۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ غلام آقا کی مزاج پرسی بھی کرے اور اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگائے۔ خیال رہے کہ بخار مرضِ انبیاء ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بخار ہی سے ہوئی۔

یہ ہے صحابہ کا ادب و احترام، یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو وہم بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کی بیماری خطاؤں کی معافی کے لیے ہو، آپ کو گناہ و خطا سے نسبت ہی کیا، آپ کی بیماری صرف بلندئ درجات کے لیے ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم

(۲۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6434' بخاری شریف' کتاب المرض، رقم الحدیث 5647' دارمی، رقم الحدیث 2771' مسند امام احمد، رقم الحدیث 3618' ابن حبان، رقم الحدیث 2937' مستدرک حاکم، رقم الحدیث 119' بیہقی، رقم الحدیث 6323' مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 1045)

Marfat.com

ہوا کہ جن چیزوں سے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص763)

(۲۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآئَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ... وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں شدت تکلیف میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: میں اس حالت تک پہنچ گیا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں اور پھر پوری حدیث بیان فرمائی۔

(متفق علیہ)

شرح:

یہاں سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جو عشرہ مبشرہ سے ہیں، یہ واقعہ فتح مکہ کے سال کا ہے، اس وقت آپ مکہ معظمہ میں تھے آپ سخت بیمار ہو گئے تھے۔ (مرقات)

حضور انور اپنی جائے قیام سے میری جائے قیام پر صرف میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ اپنے خدام کی مزاج پرسی بیمار پرسی کے لیے ان کے گھر جانا سنت ہے۔

(۲۳) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَارَاْسَاهُ! فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "بَلْ اَنَا، وَارَاْسَاهُ!"... وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے میرا سر، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ ہائے میرا سر" اور پھر حدیث بیان فرمائی۔ (بخاری)

تعارف رواۃ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 4096 بخاری شریف رقم الحدیث 1233، 3721، 4147، ابو داؤد شریف رقم الحدیث 2864، ترمذی شریف رقم الحدیث 2096، ترمذی شریف رقم الحدیث 2116، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 2708، موطا امام مالک رقم الحدیث 1456، دارمی رقم الحدیث 3194، مسند امام احمد رقم الحدیث 1524، مسند امام احمد رقم الحدیث 4249، مسند امام احمد رقم الحدیث 6361، بیہقی رقم الحدیث 6361، بیہقی رقم الحدیث 12345، مسند ابو یعلی رقم الحدیث 747، مسند ابو یعلی رقم الحدیث 834)

(۲۳) (بخاری شریف رقم الحدیث 5666)

Marfat.com

شرح: بہترین شوہر وہ ہے!:

(۱) جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!

(۲) جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۴) جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

(۵) جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

(۶) جو اپنی بیوی کے تندمزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

(۷) جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

(۸) جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

(۹) جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

(۱۰) جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

(۱۱) جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

(۱۲) جو اپنی بیوی کے میکا والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

(۱۳) جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔

(۱۴) جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

(۱۵) جو اپنی بیوی پر اسطرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔ (جنتی زیور، ص 84)

۷۔ بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضَرِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جس کی موت قریب ہو اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا بیان

یعنی علامات موت جب نمودار ہوں اس وقت جو مر چکا ہو اس کے پاس کیا دعائیں، تلقین اور کیا الفاظ ادا کیے جائیں لہٰذا حضر کے معنے ہیں موت آرہی ہو یا موت آگئی ہو۔ خیال رہے کہ بیمار کی کنپٹی دھنس جانا، ناک ٹیڑھی پڑ جانا، پاؤں بے جان ہو جانا کہ اگر کھڑے کیے جائیں تو کھڑے نہ رہ سکیں بلکہ گر جائیں، فوطوں کی کھال دراز ہو جانا، فوطے سکڑ جانا علامات موت ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مایقال عند من حضرہ الموت، الفصل الاول، ج 2، ص 840)

(۲۴) عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ اٰخِرَ

Marfat.com

كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: "صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ".

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی زندگی کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کو ابوداؤد و حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(۲۵) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

حل لغات:

لَقِّنُوْا: از تلقیناً، بمعنی تلقین کرنا،

تعارف روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی مایہ ناز تالیف بہار شریعت میں لکھتے ہیں: جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی (ہو) مرنے والے کو تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں مگر اسے (یعنی مرنے والے کو) اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ جب اس (یعنی مرنے والے) نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۷)

---

(۲۴) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1299، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3116)

(۲۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2019، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3117، ترمذی شریف، رقم الحدیث 976، نسائی شریف، رقم الحدیث 980، نسائی شریف، رقم الحدیث 1826، نسائی شریف، رقم الحدیث 1827، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1444، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1445، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11006، ابن حبان، رقم الحدیث 3003، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 242، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1298، بیہقی، رقم الحدیث 6390، بیہقی، رقم الحدیث 6391، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1096، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1117، طبرانی، رقم الحدیث 10417، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 8866)

Marfat.com

٨- بَابُ مَا يَقُولُهُ بَعْدَ تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ
میت کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہا جائے؟

(۲۶) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَاَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهِ، فَقَالَ: "لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے ان کی روح قبض ہونے والی تھی سو ان کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بند کیا پھر فرمایا: جب روح قبض ہوتی ہے تو نظر بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ ابوسلمہ کے اہل خانہ میں سے کچھ لوگوں نے آہ و بکا شروع کردی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے لئے صرف بھلائی ہی کی دعا کیا کرو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے دعا کی: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما' ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما' اس کے بعد اس کے پسماندگان کو اپنی پناہ میں لے لے' اور اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو روشن فرما دے۔ (مسلم)

حل لغات:

فَاَغْمَضَهُ: آنکھیں بند کرنا، جب انسان پر موت آجائے تو اس کی کھلی آنکھیں بند کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتی ہے اس لیے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ ہوتا نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے اس لیے آنکھیں فوراً بند کر دو بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اسے بھی بند کر دیا جائے اور جبڑے باندھ دیئے جائیں۔

(۲۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 2026' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3318' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1454' مسند امام احمد رقم الحدیث 26585' ابن حبان رقم الحدیث 7041' بیہقی رقم الحدیث 6398' مسند ابویعلی رقم الحدیث 7030' طبرانی کبیر رقم الحدیث 712' طبرانی کبیر رقم الحدیث 713)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر بلند آواز سے رونا اور اچھی باتیں منہ سے نکالنا برا نہیں، ہاں پیٹنا اور بکواس کرنا برا ہے بلکہ کبھی کفر جیسے ہائے پہاڑ گر گیا ہائے کمر ٹوٹ گئی، ہائے موت نے یا اللہ نے ظلم کر دیا اَلْعِیَاذُ بِاللہ، یا اللہ ہمیں بھی موت دے دے وغیرہ۔

(''اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما' ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما' اس کے بعد اس کے پسماندگان کو اپنی پناہ میں لے لے' اور اے رب العالمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو روشن فرما دے۔) سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور جامع دعا ہے، میت کے پسماندگان اپنے اور سارے مسلمانوں کے لیے ہر طرح کی دعا مانگ لی گئی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 843)

۹۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ مَّاتَ لَهُ مَيِّتٌ

مرنے والے کے پاس کیا کہنا چاہئے اور جس کا عزیز فوت ہوا سے کیا کہا جائے؟

(۲۷) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُوْلُوْا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: "قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ، وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً" فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِيَ اللهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ: مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا: "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ، أَوِ الْمَيِّتَ"، عَلَى الشَّكِّ، وَرَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ: "اَلْمَيِّتَ" بِلَا شَكٍّ.

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو تو اچھی بات کہو' کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے ''آمین'' کہتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں' فرمایا: کہو! اے اللہ میری اور اس کی مغفرت فرما' اور ان کے بعد مجھے ان کا اچھا بدل عطا فرما''۔ فرماتی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر عطا فرمایا' یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلم نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ۔ راوی کو شک

---

(۲۷)(مسلم شریف' رقم الحدیث 2025' ترمذی شریف' رقم الحدیث 977' نسائی شریف' رقم الحدیث 1825' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1447' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1455' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17176' ابن حبان' رقم الحدیث 3005' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1301' بیہقی' رقم الحدیث 6916' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 6964' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 940)

Marfat.com

ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض فرمایا یا میت) اور ابوداؤد وغیرہ نے شک کے بغیر میت کا لفظ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

وَاَعْقِبْنِي: جانشین ہونا، اچھا بدلہ دینا۔

تعارفِ رواى:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو) غالباً یہ شک راوی کو ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض فرمایا یا میت۔ مریض سے مراد قریب الموت مریض ہے، خیر سے مراد دعائے شفا اور دعائے مغفرت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں حاضرین دنیوی کلام نہ کریں، آخر وقت تک دعائے شفا کر سکتے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میری جانکنی کے وقت اس حجرے میں ناپاک انسان، کتا، جاندار کا فوٹو یعنی نوٹ روپیہ پیسہ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ ملک الموت اور ان کے ساتھی ہر اس بات پر آمین کہہ دیتے ہیں جو تمہارے منہ سے نکلتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص 841)

(۲۸) وَعَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، اِلَّا اَجَرَهُ اللهُ تَعَالَى فِي مُصِيبَتِهِ وَاَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا" قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْلَفَ اللهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "کہ جو بندہ کسی مصیبت میں کہتا ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما، اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس مصیبت پر اجر عطا فرماتا ہے، اور اس کو اچھا بدل عطا فرماتا ہے۔

(۲۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2022، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3119، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3511، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1598، موطا امام مالک، رقم الحدیث 560، دارمی، رقم الحدیث 85، مسند امام احمد، رقم الحدیث 16387، 26677، ابن حبان، رقم الحدیث 2949، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2734، بیہقی، رقم الحدیث 6917، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6907، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 2895، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 6718)

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے اسی طرح کہا' جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اچھا بدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔ (مسلم)

حل لغات:

وَاخْلُفْ لِیْ: بدلہ دینا، نقصان کا بدلہ دینا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا. اِلَّا اَجَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَاَخْلَفَ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا') یہ عمل بڑا مجرب ہے فوت شدہ میت اور گمشدہ چیز سب پر پڑھا جائے لیکن جس کی چیز کے ملنے کی امید ہو اس پر راجعون تک پڑھے اور جس سے مایوسی ہو چکی ہو اس پر پورا پڑھے، مگر ضروری یہ ہے کہ زبان پر الفاظ ہوں اور دل میں صبر۔ (از مرقات)

ابوسلمہ حضرت ام سلمہ کے پہلے خاوند تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے اور پھوپھی کے بیٹے بھی آپ نے مع گھر بار پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ پاک کی جانب مع گھر بار ہجرت کرنے میں آپ اول ہیں اسی لیے آپ نے اَوَّلُ بَیْتٍ فرمایا۔ ام سلمہ کی نگاہ میں ان خصوصیات کے لحاظ سے ابوسلمہ جزوی طور پر سب سے بہتر تھے اس لیے آپ نے یہ خیال کیا، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ خلفائے راشدین تو ابوسلمہ سے افضل تھے یعنی ایمان کہتا تھا کہ اس دعا کی برکت سے مجھے ان سے بہتر خاوند ملے گا مگر عقل وسمجھ کہتی تھی ناممکن ہے، میں نے عقل کی نہ مانی، ایمان کی مانی اور دعا پڑھ لی۔ اس کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی جن پر لاکھوں ابوسلمہ قربان۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 842)

(۲۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَیَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ، وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

---

(۲۹) (ترمذی شریف رقم الحدیث 1021)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندہ کا بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل اس سے چھین لیا عرض کرتے ہیں: جی ہاں! (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: میرے بندے نے (اس وقت) کیا کہا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے ''الحمدللہ!'' اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا تھا' تو (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، فصل بیان حال القبر واقاویلھم عند القبور، ج ۵، ص ۲۳۸)

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

فُؤَادِہٖ: بمعنی دل، قلب کا لفظ بھی عربی میں ہی دل پر بولا جاتا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ سوال و جواب ان فرشتوں سے ہے جو میت کی روح بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں اس سے مقصود ہے انہیں گواہ بنانا ورنہ رب تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ خیال رہے کہ جنت میں بعض محل رب کی طرف سے پہلے ہی بن چکے ہیں اور بعض انسان کے اعمال پر بنتے ہیں، یہاں اس دوسرے محل کا ذکر ہے جیسے یہاں مکانوں کے نام کاموں سے ہوتے ہیں ویسے ہی وہاں محلات کے نام اعمال سے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص958)

(۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی: مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا، ثُمَّ احْتَسَبَہٗ إِلَّا الْجَنَّۃَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جس مومن بندے سے میں اس کی دنیا کی عزیز ترین چیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی امید پر صبر کرتا ہے تو اس کے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی ثواب نہیں ہے۔ (بخاری)

(۳۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6424)

Marfat.com

(۳۱) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: أَرْسَلَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَّهَا - أَوِ ابْنًا - فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ: "ارْجِعْ إِلَيْهَا، فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى. فَمُرْهَا. فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ"... وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا فرمایا: بیٹا' قریب الموت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے فرمایا: اس کے پاس لوٹ جاؤ اور اسے بتاؤ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ لے وہ بھی اس کا ہے' اور جو وہ عطا فرمائے وہ بھی اسی کا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام ایک مقررہ میعاد تک انجام پذیر ہوتا ہے' اور اسے حکم دو کہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔ اور مکمل حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: بچے کی وفات پر صبر کا اجر:

حضرت ام سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا بیوہ ہو جانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔ (الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب السین ۳۵۹۷، ام سلیم بنت ملحان، ج ۴، ص ۴۹۴)

یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خالہ ہوتی تھیں اور ان کے بھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لئے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا ابھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر

(۳۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2031' بخاری شریف' رقم الحدیث 6228' 6942' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3125' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1588' مسند امام احمد' رقم الحدیث 21837' ابن حبان' رقم الحدیث 461)

Marfat.com

سکیں گے اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے پھر فوراً ہی کھانا سامنے آگیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ مر گیا یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا؟ بی بی نے کہا کہ "جی ہاں" حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

تبصرہ:

مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے ذہن نشین کرو اور دیکھو کہ بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیسی اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے گا اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی ام سلیم کو دیا کہ حضرت عبداللہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر

Marfat.com

گیا۔(جنتی زیور، تذکرہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا)

۱۰۔ بَابُ جَوَازِ الْبُکَاءِ عَلَی الْمَیِّتِ بِغَیْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِیَاحَةٍ

بین اور نوحہ خوانی کے بغیر میت پر رونا جائز ہے

بکا کا لغوی معنی: گریہ زاری کرنا، رونا۔(فیروز اللغات)

نوحہ کا لغوی معنی: گریہ زاری کرنا، پیٹنا، ماتم کرنا، لاش پر چلا کر رونا۔(فیروز اللغات)

نوحہ کی تعریف: میت کے اوصاف گن گن کر روتے ہوئے میت پر واویلا کرنا۔(خزائن التعریفات، ص ۲۹۴)

میت پر آواز سے یا صرف آنسوؤں سے رونا جائز ہے بلکہ مردے کے بعض فضائل بیان کرنا بھی درست ہے جیسے فاطمہ زہرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے فرمایا تھا ابا جان آپ جنت میں چلے گئے اب وحی آنا بند ہوگئی وغیرہ، ہاں اس پر سر یا سینہ کوٹنا، منہ پر تھپڑ لگانا، بال نوچنا، اس کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، ہائے میرے پہاڑ، ہائے کالی گھوڑی کے سوار یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 944)

اَمَّا النِّیَاحَةُ فَحَرَامٌ وَّسَیَاْتِیْ فِیْهَا بَابٌ فِیْ کِتَابِ النَّهْیِ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی. وَاَمَّا الْبُکَاءُ فَجَاءَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ بِالنَّهْیِ عَنْهُ، وَاَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَهْلِهٖ، وَهِیَ مُتَاَوَّلَةٌ وَّمَحْمُوْلَةٌ عَلٰی مَنْ اَوْصٰی بِهٖ، وَالنَّهْیُ اِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُکَاءِ الَّذِیْ فِیْهِ نَدْبٌ، اَوْ نِیَاحَةٌ، وَالدَّلِیْلُ عَلٰی جَوَازِ الْبُکَاءِ بِغَیْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِیَاحَةٍ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ مِّنْهَا:

جہاں تک نوحہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ حرام ہے اور عنقریب ممانعت کی کتاب میں اس بارے میں ایک مکمل باب آئے گا' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جہاں تک رونے کا تعلق ہے تو اس کی ممانعت کے بارے میں بھی مروی ہے کہ: میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تاہم اس کی تاویل کی گئی ہے اور اسے اس صورت پر محمول کیا گیا ہے کہ جب میت اس بات کی وصیت کرے اور ممانعت اس رونے کی ہے جس میں چیخ و پکار اور نوحہ ہو اور چیخ و پکار اور نوحے کے بغیر رونے کے جواز کے بارے میں احادیث بکثرت مروی ہیں جن میں سے چند ایک بیان کی جاتی ہیں۔

(۳۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، وَمَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ،

(۳۲)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2033' بخاری شریف رقم الحدیث 1242' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3159' بیہقی رقم الحدیث 6944)

Marfat.com

فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکَوْا. فَقَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِہٰذَا اَوْ یَرْحَمُ" وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے جب دوسروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے ہو؟ بے شک اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں یا دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرما دیتا ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الحزن: غم، دکھ، درد، تکلیف۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

شاید راوی کو بیماری کا پتہ نہ لگا کہ انہیں کیا بیماری تھی۔ خیال رہے کہ حضرت سعد اس بیماری میں فوت نہیں ہوئے بلکہ ۱۵ھ عہد فاروقی میں مقام حوران علاقہ شام میں وفات پائی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو جنات نے قتل کیا۔

خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کے حالات مختلف ہوتے ہیں کبھی اپنے سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔ اسی کو شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ شعر

بگفت احوال مابرق جہاں است	دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے برطارم اعلےٰ نشینیم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کی موت کے وقت اور جگہ سے خبردار ہیں کہ بدر میں ایک دن پہلے ہی ہر کافر کے قتل کی جگہ اور وقت بتادیا کہ کل یہاں فلاں مرے گا اور آج یہ فرما رہے ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ کلام عتابانہ تھا لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے، چادر اوڑھائی ہوئی تھی تو فرمایا کہ کیا یہ فوت ہو گئے ہیں جو تم نے چادر اوڑھادی تب تو مطلب بالکل ظاہر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا انکی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ ان کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر اور یہ کلام حکیمانہ

Marfat.com

مبلّغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے صبری یا نوحہ نہ کرنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ جو مصیبت پر حمد الٰہی کرتا ہے اللہ اس پر رحم کرتا ہے اور جو بکواس بکتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج2،ص946)

میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے:

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخنا چلّانا کپڑے پھاڑنا بال نوچنا سینہ پیٹنا اور ناشکری کے کلمات زبان پر لانا ممنوع و ناجائز ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے تو یہ اس صورت میں عذاب ہوگا جبکہ جبکہ میت نے نوحہ کی رسم کو جاری کیا ہو یا نوحہ کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر صرف نوحہ کرنے والے گنہگار ہوں گے میت پر اس کا بوجھ نہ ہوگا۔ (فیوض الباری، ۵/۹۲)

(۳۳) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهٖ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ. فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟! قَالَ: "هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ. وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے ایک نواسے کو پیش کیا گیا وہ حالت موت میں تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ فرمایا: ''یہ رحمت ہے'' جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے' اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فَفَاضَتْ: آنسو بہہ نکلنا۔

قُلُوْبِ: جمع قلب، بمعنی دل۔

تعارفِ راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2031' بخاری شریف' رقم الحدیث 6228' 6942' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3125' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1588' مسند امام احمد' رقم الحدیث 21837' ابن حبان' رقم الحدیث 461)

Marfat.com

شرح:

(وہ حالت موت میں تھا) قبض روح کی حالت میں ہے گویا فوت ہی ہو گیا ہے۔ وہ بچہ یا تو علی ابن ابی العاص تھے جو قریب بلوغ فوت ہوئے ہیں یا امامہ بنت ابی العاص، یہی قوی ہے جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے۔ خیال رہے کہ حضرت زینب ابوالعاص ابن ربیع کی بیوی تھیں۔

اطباء کہتے ہیں کہ میت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہو جاتی ہے، آنسو بہنے سے دل کی گرمی نکل جاتی ہے اس لیئے اس رونے سے ہرگز منع نہ کیا جائے اور ایسے موقع پر رونا نہ آنا سختی دل کی علامت ہے جسے بندوں پر رحم نہیں آتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج 2، ص 945)

(٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ. فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى، فَقَالَ: "اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا، وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ"

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ،

وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ. وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے' جب وہ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آنسو بہائے تو فرمایا' آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمزدہ ہوتا ہے لیکن ہم وہی کچھ کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمزدہ ہیں۔

ابومسلم نے اس حدیث کے کچھ حصہ کو روایت کیا اور اس باب کے متعلق صحاح میں بکثرت مشہور احادیث موجود ہیں۔

واللہ اعلم۔

---

(٣٤) (مسلم شریف رقم الحدیث 5903' بخاری شریف رقم الحدیث 1303' ابوداؤ شریف رقم الحدیث 3126' مسند امام احمد رقم الحدیث 13037' ابن حبان 2902' بیہقی رقم الحدیث 6942' مسند ابویعلی رقم الحدیث 3288)

Marfat.com

حل لغات:

یَجُوْدُ: جاد یجود، جوداً، بمعنی عمدہ ہونا، سخاوت کرنا، بخشش کرنا۔

تعارف روای:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر صرف آنسوں سے رونا بھی جائز ہے اور صبر شکر کے الفاظ کہنا بھی اور میت کو مخاطب کر کے کلام کرنا بھی جائز کہ بچہ زندگی میں اگرچہ کچھ نہ سمجھتا ہو مگر بعد وفات سمجھنے بلکہ بولنے لگتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، ج2، ص944)

۱۱۔ بَابُ الْكَفِّ عَنْ مَّا يَرٰى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَّكْرُوْهٍ

میت کی کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اس کے ذکر سے باز رہنے کا بیان

(۳۵) وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ. وَقَالَ: صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے راز کو پوشیدہ رکھا تو اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حل لغات:

فَكَتَمَ عَلَيْهِ: از، کتماً، بمعنی چھپانا، پردہ ڈالنا، عیبوں پر پردہ ڈالنا۔

تعارف روای:

ابو رافع: آپ کا نام اسلم ہے، حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، کنیت میں مشہور ہیں، قبطی تھے اولاً حضرت عباس کے غلام

(۳۵) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1307، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1340، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 929، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 8078، شعب الایمان، رقم الحدیث 9265، شعب الایمان، رقم الحدیث 9267، مجمع الزوائد، رقم الحدیث، جلد 3، 21، الترغیب والترھیب، رقم الحدیث 5305)

Marfat.com

تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں دے دیا یعنی مالک کر دیا، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے انہوں نے ہی حضور انور کو حضرت عباس کے ایمان کی خبر دی تو حضور نے خوشی میں آپ کو آزاد کیا، عثمان کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الراء، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

کسی کا عیب معلوم ہو جانے پر اسے کسی دوسرے پر ظاہر کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنا بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جب تک ہر جاننے والے پر اس عیب کو بیان نہ کرلیں انہیں چین نہیں آتا۔

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کے راز کھولے گا اللہ عزوجل اس کا راز ظاہر کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رسوا ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الستر علی المومن، رقم ۲۵۴۶، ج ۳، ص ۲۱۹)

حضرتِ سیّدنا سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اسکے گوشت کو جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لئے کوئی بات کہی اللہ عزوجل اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنے قول کی سزا بھگت لے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غیبۃ، رقم ۴۸۸۳، ج ۴، ص ۳۵۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حوالے سے بھی اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَتَشْیِیْعِہٖ وَحُضُوْرِ دَفْنِہٖ وَ کَرَاھَۃِ اِتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْیِیْعِ۔

میت کی نماز جنازہ پڑھنے اس کے جنازے کے ساتھ جانے اور اس کی تدفین کے وقت حاضر رہنے کا بیان اور یہ کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر چکا

جنازے کے ساتھ سواری پر جانا بھی جائز ہے اور پیدل بھی، سوار جنازے سے پیچھے ہی رہے، پیدل آگے

Marfat.com

پیچھے ہر طرف چل سکتا ہے مگر پیدل جانا اور پیچھے رہنا بہتر ہے۔ضرورت کے وقت میت کو سواری پر لے جانا بھی جائز ہے جب کہ قبرستان بہت دور ہو جیسے کراچی یا بمبئی، ورنہ سنت یہ ہے کہ چار آدمی اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس طرح لے جائیں کہ میت کا سر آگے ہو، پاؤں پیچھے۔نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔اس نماز کی تین شرطیں ہیں: میت کا مسلمان ہونا، پاک ہونا، نمازی کے آگے رکھا ہوا ہونا، لہٰذا غسل سے پہلے یا غائب جنازہ پر یا سواری پر رکھے ہوئے یا نمازی کے پیچھے رکھے پر نماز جنازہ جائز نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیھا، الفصل الاول، جلد دوم، ص 869)

(۳۶) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا، فَلَهٗ قِیْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ، فَلَهٗ قِیْرَاطَانِ" قِیْلَ: وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ: "مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جنازے کے ساتھ شامل رہا حتیٰ کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو تدفین تک جنازے کے ساتھ شامل رہے اس کو دو قیراط ثواب ملیں گے' عرض کیا گیا: دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مثل"۔(متفق علیہ)

(۳۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ، فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے شامل ہو اور نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین سے

---

(۳۶) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2084' بخاری شریف' رقم الحدیث 47'1260'1261' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 3168' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1040' نسائی شریف' رقم الحدیث 1940'1941'1994' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1539'1540'1541' مسند احمد' رقم الحدیث 4453'4650' 4867' ابن حبان' رقم الحدیث 3078' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 6167' بیہقی' رقم الحدیث 6536' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 4095'6188' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 11363)

(۳۷) (بخاری شریف' رقم الحدیث 47'1260'1261' موطا امام مالک' رقم الحدیث 1941' مسند امام احمد' رقم الحدیث 9546' ابن حبان' رقم الحدیث 3080' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 6167' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 2123' طبرانی اوسط' رقم الحدیث 1664' مسند اسحاق' رقم الحدیث 250' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث 6271)

Marfat.com

فارغ ہونے تک جنازہ کے ساتھ رہے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے اور ہر قیراط احد (پہاڑ) کی مثل ہے اور جو شخص نماز جنازہ پڑھے پھر اور تدفین سے پہلے لوٹ آئے وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

اَتْبَعَ: بمعنی پیچھے چلنا، ساتھ چلنا،

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے شامل ہو) ان دو قیدوں سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کافر کا میت کے ساتھ جانا ثواب کا باعث نہیں کیونکہ اعمال کا ثواب ایمان سے ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ریا کاری، قومی نظریے، کسی مالدار کو خوش کرنے کے لیے ساتھ جانے پر بھی کوئی ثواب نہیں جیسا کہ آج عموماً دیکھا جا رہا ہے کہ غریب کے جنازے پر اٹھانے والے بھی مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور امیر کے جنازے پر اکثر خوشامدیوں کا ہجوم ہوتا ہے جو بغیر نماز جانے ہوئے بھی بے وضو ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عموماً دینار کے بیسویں حصے کو قیراط کہا جاتا ہے مگر شام والے چالیسویں حصے کو بعض اور علاقوں میں دینار کے چھٹے حصے کو قیراط کہتے ہیں یہاں تجریداً صرف حصہ مراد ہے نہ کہ دینار کا حصہ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی صرف نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا آدھا ثواب پاتا ہے اور دفن میں بھی شرکت کرنے والا دگنا۔

(٣٨) وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنَاهُ: وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ.

◀ ◀ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم (عورتوں) کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے اور (اس ممانعت میں) ہم پر سختی نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ممانعت میں اتنی سختی نہیں برتی گئی جتنی محرمات کی ممانعت میں برتی گئی ہے۔

حل لغات:

یُعْزَمْ: از، عزماً، بمعنی پختہ ارادہ کرنا۔

(٣٨) (بخاری شریف رقم الحدیث 307، 1219، 1220، 5028، بخاری شریف رقم الحدیث 5026، مسلم شریف رقم الحدیث 938، داری رقم الحدیث 2286)

Marfat.com

تعارف روای:

ام عطیہ: آپ کا نام نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں، بہت صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابیات)

شرح:

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز وممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے برا جانے اور شریک ہو۔(''صغیری''، فصل فی الجنائز، ص ۲۹۳۔ و''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۶۲.)

۱۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَجَعْلِ صُفُوفِهِمْ ثَلَاثَةً فَأَكْثَرَ

زیادہ لوگوں کو نماز جنازہ میں شریک کرنے کے مستحب ہونے اور تین یا تین سے زیادہ صفیں بنانے کا بیان

(۳۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مَّيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِئَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچی ہو اور ان میں سے ہر آدمی اس میت کی شفاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے معاملے میں ان کی شفاعت کو قبول فرمالیتا ہے۔(مسلم)

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ، فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان فوت ہو جائے اور چالیس آدمی اس پر نماز جنازہ پڑھیں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ

(۳۹)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2093، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1029، نسائی شریف، رقم الحدیث 1992، 19۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث 13930، 24084، 24173، ابن حبان، رقم الحدیث 3081، بیہقی، رقم الحدیث 6694، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 4398، 4806، 4874، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1060)

(۴۰)(مسلم شریف، رقم الحدیث 2094، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2509، ابن حبان، رقم الحدیث 3082، بیہقی، رقم الحدیث 5411)

Marfat.com

ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت کو قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

شَفَّعَهُمْ: از شفاعة، بمعنی سفارش کرنا، سفارش قبول کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریعی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، ص 883)

(۴۱) وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا، جَزَّأَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتے اور محسوس فرماتے کہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم ہے تو لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس (میت) پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

فَتَقَالَّ: از قلۃ، بمعنی کم کرنا۔

---

(۴۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 949، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1490، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3166)

Marfat.com

تعارفِ روای:

مرثد ابن عبد اللہ: آپ کی کنیت ابو الخیر ہے یزنی مصری ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم فصل فی التابعین)

شرح:

یہ حدیث بہت امید افزاء ہے کیونکہ یہاں صفوں کی حد بیان فرمائی گئی اگر دو آدمیوں کی صفیں بھی نماز جنازہ میں ہو جائیں تب بھی میت کی بخشش کی قوی امید ہے۔ یہ سب اس امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے رب کی رحمت ہے، رب کی رحمت بہانہ چاہتی ہے قیمت نہیں مانگتی۔

اب بھی فقہاء فرماتے ہیں کہ تھوڑے نمازیوں کو بھی تین صفوں میں بانٹ کر جنازہ پڑھو یہ اسی حدیث پر عمل ہے۔ خیال رہے کہ اور نمازوں میں صف اول افضل ہے مگر نماز جنازہ میں صف آخری بہتر۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بعد نماز جنازہ دعا نہ مانگے کیونکہ اس میں نماز پر زیادتی کا اشتباہ ہے۔ اس کا مطلب ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اسی طرح صفیں بنائے ہوئے کھڑے کھڑے دعا نہ مانگیں تا کہ آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ نماز ہو رہی ہے جیسے فرائض کے بعد صفیں توڑ کر سنتیں پڑھنے کا حکم ہے تا کہ جماعت کا دھوکہ نہ ہو محض دعا منع کیسے ہو سکتی ہے وہ تو سنت ہے۔

(فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس (میت) پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔) آپ ایسے جنازے کی نماز پڑھا کر لوگوں کو یہ حدیث سنا دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد جنازے کے متعلق تھوڑا وعظ کہہ دینا منع نہیں جب کہ اس سے دفن میں دیر نہ لگے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،2ص883)

۱۴۔ بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ

نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

يُكَبِّرُ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُوْلٰى. ثُمَّ يَقْرَاُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ. ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ. ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ. وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُتَمِّمَهُ بِقَوْلِهِ: كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ - اِلٰى قَوْلِهِ - اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. وَلَا يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُهُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعَوَامِّ مِنْ قِرَاءَتِهِمْ: {اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ} (الاحزاب: 56) فَاِنَّهُ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهُ اِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ. ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ. وَيَدْعُوْ لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَنَذْكُرُهُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوْ.

Marfat.com

وَمِنْ اَحْسَنِهٖ: "اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ". وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ يُطَوِّلُ الدُّعَاءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهٗ اَكْثَرُ النَّاسِ، لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الَّذِيْ سَنَذْكُرُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

فَاَمَّا الْاَدْعِيَةُ الْمَاْثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ، فَمِنْهَا:

نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھی جائیں گی پہلی تکبیر کے بعد "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ" پڑھے گا، پھر اس کے بعد فاتحہ پڑھے گا، پھر اس کے بعد دوسری تکبیر کہے گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا اور یہ پڑھے گا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ "اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نازل کر" اور زیادہ فضیلت یہی بات رکھتی ہے کہ اس درود کو ان الفاظ میں مکمل کرے: كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ "جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا" اس درود کو لفظ "حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ" تک پڑھے اور وہ نہ پڑھے جیسے اکثر لوگ پڑھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کیونکہ اس کے نتیجے میں نماز درست نہیں ہوگی اگر صرف اسی پر اکتفا کیا جائے۔ پھر وہ تیسری تکبیر پڑھے پھر میت کے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے جس کا تذکرہ ہم احادیث کی روشنی میں انشاء اللہ کریں گے پھر چوتھی تکبیر کہے اور پھر دعا پڑھے اور اس میں زیادہ بہتر یہ دعا ہے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ" "اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا اور ہماری اور اس کی مغفرت کر دے"۔ اور مختار یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں دعا لمبی پڑھے جو لوگوں کے عام رواج کے برعکس ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے ہم عنقریب اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ذکر کریں گے۔

تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی بعض ماثورہ دعائیں یہ ہیں (جو آگے احادیث میں آ رہی ہیں):

(۴۲) عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ" حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عبدالرحمن بن عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ایک نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا یاد کر لی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو اپنا فضل عطا کر اور اس سے درگزر کر اور جنت میں اس کا نصیب اچھا فرما اور اس کی قبر کو وسیع فرما۔ اس کو پانی اور اولوں اور برف سے دھودے' اس کو گناہوں سے اسی طرح پاک فرما جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتا ہے' اور اس کو دنیا کے گھر کے عوض آخرت میں اچھا گھر عطا فرما' اور اس کو دنیا کے اہل خانہ کی بہ نسبت اچھے اہل خانہ عطا فرما اور اس کو دنیوی شریک حیات کے عوض اچھی شریک حیات عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما دے اور اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے پناہ عطا فرما''۔ راوی کہتے ہیں حتیٰ کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! یہ مرنے والا میں ہوتا۔ (مسلم)

(۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ وَاَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ - وَاَبُوْهُ صَحَابِيٌّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِيِّ. وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ قَتَادَةَ. قَالَ الْحَاكِمُ: "حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ". قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "قَالَ الْبُخَارِيُّ: اَصَحُّ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيْثِ رِوَايَةُ الْاَشْهَلِيِّ. قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ"۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوقتادہ اور ابوابراہیم اشہلی اپنے والد سے اور ان کے باپ صحابی ہیں رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کی نماز جنازہ پڑھی اور دعا کی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا. وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا. وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا. وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ. وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ. وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ" ''اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے زندوں' اور ہمارے مردوں' اور ہمارے چھوٹوں کو بھی' اور ہمارے بڑوں کو بھی' ہمارے مردوں کو بھی' اور ہماری عورتوں کو بھی' ہمارے جو لوگ حاضر ہیں ان کو بھی' اور ہمارے جو لوگ موجود نہیں ان کو بھی' اے اللہ! ہم کو اس کے اجر سے محروم نہ کر' اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما''۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ و حضرت اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا اور ابوداؤد نے حضرت

(۴۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2130)

Marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ امام حاکم نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے فرمایا کہ حضرت اشہلی کی صحیح ترین احادیث میں یہ روایت بھی ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ اس باب میں بہترین چیز حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث ہے۔

حل لغات:

فتوفة: توفی، توفیاً، پورا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: نمازِ جنازہ کا طریقہ (حنفی)

مُقتدی اس طرح نیت کرے: ''میں نیت کرتا ہوں اِس جنازے کی نماز کی واسطے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے، دُعا اِس میّت کے لئے، پیچھے اِس امام کے''۔ (فتاوٰی تاتار خانیہ ج ۲ ص ۱۵۳)

اب امام ومُقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہتے ہوئے فوراً حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔ اس میں ''وَتَعَالٰی جَدُّكَ'' کے بعد ''وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں، پھر دُرودِ ابراہیم پڑھیں، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں اور دُعا پڑھیں (امام تکبیریں بُلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ۔ باقی تمام اَذکار امام ومقتدی سب آہستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہیں اور ہاتھ لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ سلام میں میّت اور فرشتوں ورحاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیّت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میّت کی بھی نیّت کرے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۲۹، ۸۳۵ ماخوذاً)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا

الٰہی! بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو

وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ

اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔ الٰہی! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر

عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

Marfat.com

زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ (اَلْمُستَدرَک لِلحاکِم ج ۱ ص ۶۸۴ حدیث ۱۳۲۶)

نابالغ لڑکے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا

الٰہی! اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اَجر (کا مُوجِب)

وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

اور وقت پر کام آنے والا بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(کنز الدقائق ص ۵۲)

نابالغہ لڑکی کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا

الٰہی! اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اجر (کی مُوجِب)

وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً۔

اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

جُوتے پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھنا:

- جوتا پہن کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو جوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضَروری ہے اور جوتا اُتار کر اُس پر کھڑے ہو کر پڑھیں تو جوتے کے تلے اور زمین کا پاک ہونا ضَروری نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحمٰن ایک سوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: ''اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، احتیاط یہی ہے کہ جوتا اُتار کر اُس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تَلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔'' (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۹ ص ۱۸۸)

غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہوتی:

مَیِّت کا سامنے ہونا ضَروری ہے، غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی۔ مُستَحَب یہ ہے کہ امام مَیِّت کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

(دُرِّمختار ج ۳ ص ۱۲۳، ۱۳۴)

چند جنازوں کی اکٹھی نماز کا طریقہ:

چند جنازے ایک ساتھ بھی پڑھے جا سکتے ہیں، اس میں اِختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے

Marfat.com

سامنے ہو یا قِطار بند۔ یعنی ایک کے پاؤں کی سیدھ میں دوسرے کا سرہانا اور دوسرے کے پاؤں کی سیدھ میں تیسرے کا سرہانا وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس (یعنی اسی پر قیاس کیجئے)۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۸۳۹، عالمگیری ج ا ص ۱۶۵)

جنازے کی پوری جماعت نہ ملے تو؟

مَسبوق (یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ) اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اَندیشہ ہو کہ دُعاء وغیرہ پڑھے گا تو پوری کرنے سے قَبل لوگ جنازے کو کندھے تک اُٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعاء وغیرہ چھوڑ دے۔ چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہیں پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہے۔ پھر سلام پھیر دے۔ (دُرِّمختار ج ۳ ص ۱۳۶)

پاگل یا خودکُشی والے کا جنازہ:

جو پیدائشی پاگل ہو یا بالغ ہونے سے پہلے پاگل ہو گیا ہو اور اسی پاگل پن میں موت واقع ہوئی تو اُس کی نمازِ جنازہ میں نابالِغ کی دعا پڑھیں گے۔ (جوہرہ ص ۱۳۸، غُنیہ ص ۵۸۷)

جس نے خودکُشی کی اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (دُرِّمُختار ج ۳ ص ۱۲۷)

مُردہ بچّے کے احکام:

مسلمان کا بچّہ زِندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصّہ باہَر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مرگیا تو اُس کو غُسل وکفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے وَیسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لئے سنّت کے مطابق غسل و کفن نہیں ہے اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔ سَر کی طرف سے اکثر کی مقدار سر سے لے کر سینے تک ہے۔ لہٰذا اگر اس کا سر باہَر ہوا تھا اور چیختا تھا مگر سینے تک نکلنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو اس کی نماز نہیں پڑھیں گے۔ پاؤں کی جانب سے اکثر کی مقدار کمر تک ہے۔ بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ یا کچّا گر گیا اس کا نام رکھا جائے اور وہ قِیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔

(دُرِّمختار ودَرُّ الْمُحتار ج ۳ ص ۱۵۲۔ ۱۵۴، بہارِ شریعت ج ا ص ۸۴۱)

جنازے کو کندھا دینے کا ثواب:

حدیثِ پاک میں ہے: ''جو جنازے کو چالیس قدم لے کر چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔'' نیز حدیث شریف میں ہے: جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس کی حَتمی (یعنی مُستَقِل) مغفِرت فرما دے گا۔ (اَلْجَوْھَرَۃُ النَّیِّرَۃ ص ۱۳۹، دُرِّمُختار ج ۳ ص ۱۵۸۔ ۱۵۹، بہارِ شریعت ج ا ص ۸۲۳)

جنازے کو کندھا دینے کا طریقہ:

جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے۔ سنّت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم

Marfat.com

چلے۔ پوری سنّت یہ ہے کہ پہلے سیدھے سرہانے کندھا دے پھر سیدھی پائنتی (یعنی سیدھے پاؤں کی طرف) پھر اُلٹے سرہانے پھر اُلٹی پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے۔ (عالمگیری ج ا ص ۱۶۲، بہارِ شریعت ج ا ص ۸۲۲)

بعض لوگ جنازے کے جُلوس میں اعلان کرتے رہتے ہیں، دو دو قدم چلو! ان کو چاہئے کہ اس طرح اعلان کیا کریں: ''دس دس قدم چلو۔''

بچّے کا جنازہ اُٹھانے کا طریقہ:

چھوٹے بچّے کے جنازے کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اُٹھا کر لے چلے تو حرَج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں۔ (عالمگیری ج ا ص ۱۶۲)

عورتوں کو (بچہ ہو یا بڑا کسی کے بھی) جنازے کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۸۲۳، دُرِّ مختار ج ۳ ص ۱۶۲)

نمازِ جنازہ کے بعد واپسی کے مسائل:

جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نَماز کے بعد اولیائے میّت (یعنی مرنے والے کے سرپرستوں) سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دَفن کے بعد اجازت کی حاجت نہیں۔ (عالمگیری ج ا ص ۱۶۵)

کیا شوہر بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے؟

شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا بھی دے سکتا ہے، قبر میں بھی اُتار سکتا ہے اور مُنہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ صِرف غسل دینے اور بِلا حائل بدن کو چھونے کی مُمانعت ہے۔ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۸۱۲، ۸۱۳)

(۴۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ". رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کرو''۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

فَاَخْلِصُوْا: اخلص، اخلاص، بمعنی خالص کرنا، بے نام و نمود کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۴) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3199 ' ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1497 ' ابن حبان، رقم الحدیث 3076 ' سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 6755 ' موارد الظمآن، رقم الحدیث 755)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث کے دو معنے ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ نماز جنازہ میں خالص دعاء ہی کرو تلاوت قرآن نہ کرو حمد و ثناء درود و دعا کے مقدمات میں سے ہے۔ اس صورت میں یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن ناجائز ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو میت کے لیے خلوص دل سے دعا مانگو، اس صورت میں دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہوگا۔ خیال رہے کہ دعا بعد نماز جنازہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابی بھی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی، حضرت عبداللہ ابن سلام ایک جنازہ پر پہنچے نماز ہو چکی تھی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ نماز تو پڑھ چکے میرے ساتھ مل کر دعا تو مانگ لو۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔ جن فقہاء نے اس دعا سے منع کیا اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کے بعد یونہی کھڑے کھڑے دعا مانگی جائے جس سے آنے والے کو نماز کا دھوکا ہو یا بہت لمبی دعائیں مانگی جائیں جس سے بلاوجہ دفن میں بہت دیر ہو جائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،2 ص 897)

(۴۵) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهُ. فَاغْفِرْ لَهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! تو ہی اس کا پروردگار ہے تو نے ہی اس کو پیدا فرمایا' تو نے ہی اس کو اسلام کی ہدایت عطا فرمائی' تو نے ہی اس کو روح کو قبض کیا' تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو سب سے زیادہ جانتا ہے' ہم اس کی شفاعت کے لئے تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں تو اس کو معاف فرما دے''۔ (ابوداؤد)

(۴۶) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ. وَعَذَابَ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ؛ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

◄ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مسلمان آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے

---

(۴۵) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3200) (۴۶) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3202)

Marfat.com

ذمہ اور تیری ہمسائیگی کے رشتہ میں ہے اس کو قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ' تو ہی وفا اور تعریف والا ہے' اے اللہ! اس کو معاف فرمادے اور اس پر رحم کر بے شک تو ہی معاف فرمانے والا ہے۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

ذِمَّتِکَ: ذمۃ، امان، ذمہ داری، پناہ گاہ۔

تعارفِ روای:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 847 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس میں خاص دین حاضر میت کے لیے دعاء ہے یہ بھی جائز ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ عام دعا بھی پڑھی اور اس کے بعد یہ بھی، قرب عہد سے مراد یا قرآن شریف ہے یا ایمان یعنی یہ بندہ مؤمن ہے قرآن کا ماننے والا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا"۔ فتنۂ قبر وہاں کے امتحان کی ناکامی ہے اور آگ کا عذاب دوزخ کا عذاب ہے خواہ قبر میں ہو یا دوزخ میں پہنچ کر۔ یہ دعاء بہت ہی جامع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص900)

(۴۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُوْ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰكَذَا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اَزِيْدُكُمْ عَلٰى مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ. اَوْ: هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رَوَاهُ الْحَاكِمُ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ"۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور آپ نے اتنا قیام کیا جتنا قیام دو تکبیروں کے درمیان کیا جاتا ہے۔ آپ اس (میت) کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے چوتھی تکبیر کہی اور کچھ دیر ٹھہرے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ آپ پانچویں تکبیر کہیں گے پھر انہوں نے دائیں جانب اور بائیں جانب سلام پھیرا اور جب وہ پلٹے تو ہم نے عرض کیا: یہ کیا؟

(۴۷) (مستدرک حاکم رقم الحدیث 1330)

Marfat.com

فرمایا: میں تمہارے سامنے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتا جتنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حل لغات:

یَصْنَعُ: از۔ صنعًا، بمعنی بنانا،

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ بیان کیا جارہا ہے جس کو ہم مفصل ابھی ابھی حدیث نمبر 43 میں بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

۱۵۔ بَابُ الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

جنازے میں جلدی کرنے کا بیان

(۴۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً، فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ، وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَیْهِ"۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ کو جلدی لے کر چلو کیونکہ اگر جنازہ نیک آدمی کا ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف بھیج رہے ہو اور اگر جنازہ اس کے سوا کا ہے تو تم ایک برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم اس کو بھلائی پر پیش کر رہے ہو۔

(۴۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ:

(۴۸) (بخاری شریف رقم الحدیث 1315، مسلم شریف رقم الحدیث 2083)

(۴۹) (بخاری شریف رقم الحدیث 1314)

Marfat.com

"اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِيْ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ لِاَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب جنازہ رکھا جاتا ہے' اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر جنازہ نیک آدمی کا ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے جاؤ' اور اگر جنازہ غیر صالح آدمی کا ہو تو وہ اپنے اہل خانہ سے کہتا ہے: ہائے ہلاکت! تم مجھے کہاں لئے جارہے ہو' تو اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے' اور اگر انسان اسے سن لے تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے۔

حل لغات:

وُضِعَتِ: از، وضع يضع، وضعًا، بمعنی رکھنا،

لَصَعِقَ: بمعنی بے ہوش ہو جانا،

تعارف روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنازے سے مراد میت ہے اور اس کے رکھے جانے سے مراد گھر سے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان لے جانے کے لیے رکھا جانا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مردہ بزبان قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے جلدی پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حالت ہی میں جسم میں جان پڑ چکی ہوتی ہے اور بعد موت مردہ بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے جیسا کہ باب عذاب قبر میں گزر چکا کہ مردہ چلنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ احمد، طبرانی، ابن ابی دنیا، معروزی، اور ابن مندہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہچانتا ہے۔

(مرقات)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مردے کی یہ گفتگو زبان قال سے آواز کے ساتھ ہی ہوتی ہے جسے جانور فرشتہ کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے اس پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،2 ص870)

Marfat.com

١٦۔ بَابُ تَعْجِیْلِ قَضَاءِ الدَّیْنِ عَنِ الْمَیِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ اِلٰی تَجْهِیْزِهٖ اِلَّا اَنْ یَّمُوْتَ فَجْاَءَةً فَیُتْرَكُ حَتّٰی یُتَیَقَّنَ مَوْتَهٗ

میت کے قرض کی ادائیگی میں اور اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنے کا بیان اور اگر موت اچانک واقع ہو تو توقف کیا جائے تاکہ اس کی موت کا یقین ہو سکے

تجہیز کا لغوی معنی: تیار کرنا، مرتب کرنا، آراستہ کرنا، مردے کو دفن کرنے کے لیے تیار کرنا۔ (فیروز اللغات)

تجہیز کی تعریف: مرنے کے بعد میت کے لیے جو سفر آخرت کی طرف ضروری امور ہیں ان کا انتظام کرنا، جیسے غسل کفن ودفن وغیرہ۔ (قواعد الفقہ ۲۲۰، بحوالہ خزائن التعریفات ص ۸۰)

(٥٠) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی روح قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے' حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

(٥١) وَعَنْ حُصَیْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرِضَ. فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ. فَقَالَ: "اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِیْهِ الْمَوْتُ. فَاٰذِنُوْنِیْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا بِهٖ. فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀ ◀ حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے پس فرمایا: میرا خیال ہے کہ طلحہ کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ تم مجھے اس کی وفات کی اطلاع دینا اور اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں جلدی کرنا کیونکہ کسی مسلمان کی لاش کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے درمیان روک لیا جائے۔

(ابوداؤد)

---

(٥٠) (ترمذی شریف رقم الحدیث 1078)

(٥١) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3159)

Marfat.com

حل لغات:

آذِنُوْنِی: بمعنی آگاہ کرنا،

تعارفِ روای:

حصین ابن وحوح صحابی ہیں، انصاری ہیں، آپ سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ میت کے لیے اعلان عام کرنا بھی جائز ہے اور خاص بزرگ و اہل قرابت کو خبر کرنا بھی تاکہ وہ نماز اور دفن میں شرکت کرلیں۔ دوسرے یہ کہ حتی الامکان دفن میں جلدی کی جائے، بلا ضرورت دیر لگانا جیسا کہ ہمارے پنجاب میں رواج ہے سخت ناجائز ہے کہ اس میں میت کے پھولنے پھٹنے اور اسکی بے حرمتی کا اندیشہ ہے، مگر اس حکم سے انبیاء کرام مستثنیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن شریف وفات سے تین دن بعد ہوا، مسئلہ خلافت پہلے طے کیا گیا تاکہ زمین خلیفۃ اللہ سے خالی نہ رہے، بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دفن وفات سے چھ ماہ یا ایک سال بعد ہوا۔ (قرآن شریف) خیال رہے کہ یہاں جیفہ بمعنی مردہ ہے نہ کہ مردار جیسے قرآن کریم میں ہے "کَیْفَ یُوٰرِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ" لہٰذا اس لفظ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مردہ نجس ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص849)

۱۷۔ بَابُ الْمَوْعِظَۃِ عِنْدَ الْقَبْرِ

قبر کے پاس وعظ کرنے کا بیان

موعظہ کا لغوی معنی: پند و نصیحت، (فیروز اللغات)

موعظہ کی تعریف: وہ بات جو سخت دلوں کو نرم کر دے، خشک آنکھوں کو رولا دے، اور اعمال فاسدہ کی اصلاح کر دے، (کتاب التعریفات، ص ۱۶۵، رحمانیہ)

(۵۲) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنَّا فِیْ جَنَازَۃٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ، وَقَعَدْنَا حَوْلَہٗ وَمَعَہٗ مِخْصَرَۃٌ فَنَکَّسَ وَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِہٖ، ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ" فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ

(۵۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1362، مسلم شریف، رقم الحدیث 6605، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 4694، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3344، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1067، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 582)

Marfat.com

اللہِ، اَفَلا نَتَّکِلُ عَلٰی کِتَابِنَا؟ فَقَالَ: "اِعْمَلُوْا، فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ..." وَذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازہ میں شریک تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے پس آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکایا اور چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدنے لگے پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا جنت کا ٹھکانا اور دوزخ کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے'' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے اسی لکھے پر بھروسہ نہ کرلیں؟ فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لئے وہ کام آسان کردیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے' اور پھر مکمل حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْغَرْقَدِ: ایک درخت کا نام، جو کانٹے دار ہوتا ہے۔

تعارف روای:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر:6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی لوح محفوظ میں کام اور انجام دونوں لکھے جاچکے ہیں کہ فلاں نیکیاں کرے گا اور جنت میں جائے گا اور فلاں کفر وغیرہ کرے گا لہٰذا جہنمی ہوگا۔ بندوں پر رب تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے، نیز کوئی شخص دوزخی اور جنتی ہونے پر مجبور نہیں۔

دنیا میں اعمال عموماً انجام کی علامتیں ہیں۔ جنتی کو نیکیاں آسان اور گناہ بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ دوزخی کو اس کا الٹا، مگر یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں، کبھی عمر بھر کا مجرم جنتی ہو کر مرتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،1 ص83)

١٨۔ بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ دَفْنِہٖ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِہٖ سَاعَۃً لِّلدُّعَآءِ لَہٗ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَۃِ

میت کی تدفین کے بعد اس کے لئے دعا کرنے اور اس کی قبر کے پاس بیٹھنے اور اس کے لئے استغفار کرنے اور قرآن پڑھنے کا بیان

دفن کے معنے ہیں چھپانا مگر اب میت کو قبرستان یا مال کو زمین میں گاڑ دینے کا نام دفن ہے اسی لیے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہابیل کو دفن کیا گیا۔ قبر دو طرح کی ہوتی ہے: ایک لحد، یعنی بغلی یا

Marfat.com

پنجابی میں سانویں۔دوسری شق یعنی صندوقی یا پنجابی میں چیر دیں، دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن اگر زمین مضبوط ہو تو لحد افضل ہے، دفن کے تفصیلی احکام فقہ کی کتاب میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب دفن المیت، الفصل الاول، ج2، ص916)

(۵۳) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَقِیْلَ: اَبُوْ عَبْدِ اللهِ، وَقِیْلَ: اَبُوْ لَیْلٰی - عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ، وَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ، فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

◀ ◀ حضرت ابو عمرو اور بقول بعض حضرت ابو عبداللہ اور بقول بعض حضرت ابو لیلیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور (اللہ تعالیٰ سے) اس کے لئے ثابت قدمی کی التجا کرو' کیونکہ اب اس سے سوال کئے جائیں گے۔(ابوداؤد)

حل لغات:

التَّثْبِیْتَ: ثابت کرنا، دلائل سے مضبوط کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیّدنا محمد بن علی مُرادانی قدس سرّہ الربّانی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں (بادشاہِ مصر) احمد بن طولون کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم احمد بن طولون کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کیا تو وہی شخص نہیں جو احمد بن طولون کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟ تو وہ کہنے لگا: آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصالِ ثواب کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔

حضرت سیّدنا محمد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے پوچھا: پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟ وہ شخص کہنے لگا ایک رات میں نے خواب میں احمد بن طولون کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا تم میری قبر پر قرآن

(۵۳)(ابوداؤد شریف رقم الحدیث 3221)

Marfat.com

کی تلاوت نہ کیا کرو۔ میں نے کہا آپ مجھے تلاوتِ قران سے کیوں منع کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟ لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے احمد بن طولون کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی۔

(اللہ عزوجل ہمیں قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبر و حشر کے عذاب سے محفوظ رکھے، دین و دنیا میں عافیت اور کرم والا معاملہ فرمائے، قرآنِ حکیم کو ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اس کی برکت سے ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) (عیون الحکایات، حکایت نمبر: 194)

(۵۴) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ، فَأَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ، وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ.

قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُّقْرَأَ عِنْدَهٗ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ، وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ عِنْدَهٗ كَانَ حَسَنًا.

◀ ◀ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو اتنی دیر تک میری قبر کے اردگرد ٹھہرنا جتنی دیر میں قربانی کے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور میں جان سکوں کہ میں اپنے ربّ کے قاصدوں (منکر نکیر) کو کیا جواب دوں۔ (مسلم) اس سے قبل یہ حدیث مفصل بیان ہو چکی ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ قبر کے پاس قرآن حکیم کے کچھ حصہ کی تلاوت کی جائے اور اگر پورا قرآن حکیم ختم کریں تو یہ بہت اچھا ہے۔

حلِ لغات:

جَزُوْرٌ: ذبح کے لیے اونٹنی یا بکری،

تعارفِ روای:

عمرو ابن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں، ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے، حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا، مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کر دیا، پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ تینتالیس میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں، حضرت معاویہ نے معزول کر دیا، بہت

(۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 229، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2515، 3085)

Marfat.com

لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیرہم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ۔)

شرح:

دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میّت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میّت کے لیے دُعا واستغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔

(''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱،)

سیّدی ومرشدی اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ سے ایسا ہی ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ یا شبِ جمعہ کے سوا کسی اور دن میں مسلمان کا انتقال ہو تو اس کو جمعہ کے سپرد کرنا یعنی جمعہ تک قبر پر بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے، مسنون ہے۔ صحیح مسلم شریف میں اس بارے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث وارد ہے ۲ ؎ اور زیادہ دیر یا دنوں تک بیٹھنا بھی ممنوع نہیں، بلکہ وہاں لغو بیہودہ باتیں کرنے، ہنسنے وغیرہ غفلت وقسوت کی حرکات سے بچیں، اور تلاوت ودرود خوانی اور اعمال حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجب نزولِ رحمت ہوتے ہیں، اور احیاء کے پاس ہونے سے مردے کا دل بہلتا ہے کما بیناہ فی "حیاۃ الموات" جمعہ تک بیٹھنے کا منشاء غالباً وہ روایت ہے (صحیح مسلم کتاب الایمان نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۷۶)

جو امام نسفی نے بحر الکلام میں ذکر فرمائی کہ مسلمان پر معاذ اللہ عذابِ قبر اگر ہوتا ہے تو صرف جمعہ تک ہوتا ہے شبِ جمعہ آتے ہی اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر عود نہیں کرتا۔ امام سیوطی وعلامہ علی قاری کو اگر چہ اس روایت میں توقف ہے مگر عقلاً وشرعاً امر نافع محض کو صرف احتمال کافی ہوتا ہے۔ اگر یہ روایت مطابق واقع ہے تو جب تک معاذ اللہ اندیشہ تھا۔ ایصالِ ثواب واستنزالِ برکات ذکر وقران سے اس کی مدد کی گئی، جب جمعہ آ گیا خود رحمتِ الٰہی اس کی متکفل ہو لی۔ اور اگر نا مطابق ہے تو اتنے دنوں آخر مسلمان محتاج کی مدد ونفع رسانی ہی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکے پہنچائے، اسے مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۲۴)

بہر حال یہ کام خیر سے خالی نہیں جبکہ نیۃً یا عملاً اس کے ساتھ کوئی محذورِ شرعی نہ ہو۔ شرح الصدور شریف میں ہے:

عمم النسفی فی بحر الکلام فقال ان الکافر یرفع عنہ العذاب یوم الجمعۃ ولیلتھا وجمیع

Marfat.com

شهر رمضان، قال واما المسلم العاصی فانه یعذب فی قبره لکن یرفع عنه العذاب یوم الجمعة ولیلتها ثم لایعود الیه الیٰ یوم القیمة وان مات یوم الجمعة اولیلة الجمعة یکون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر کذلك ثم ینقطع عنه العذاب ولایعود الیه الیٰ یوم القیمة انتهی وهذا یدل علی ان عصاة المسلمین لا یعذبون سوی جمعة واحدة وحدة اودونها وانهم اذا وصلوا الیٰ یوم الجمعة انقطع ثم لایعود وهو یحتاج الیٰ دلیل۔

امام نسفی نے بحر الکلام میں عام لگاتے ہوئے کہا کہ روز شب جمعہ اور پورے ماہ رمضان میں کافر سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور گنہگار مسلمان کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے، مگر اس سے روز اور شب جمعہ اٹھالیا جاتا ہے پھر قیامت تک دوبارہ عذاب نہیں ہوتا، اور اگر روزِ جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کیا ہے تو صرف ایک ساعت عذاب ہوتا ہے۔ قبر کے دبانے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ پھر اس سے عذاب بند ہو جاتا ہے اور قیامت تک پھر نہیں لوٹتا۔ انتہی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ گنہگار مسلمانوں کو ایک جمعہ تک یا اس سے بھی کم عذاب ہوگا اور جب جمعہ کا دن آجائے گا تو بند ہو جائے گا پھر دوبارہ نہ ہوگا۔ اس بارے میں دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح منح الروض الازہر میں ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (شرح الصدر بشرح حال الموتیٰ والقبور باب عذاب القبر خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۷۶)

۱۹۔ بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَالدُّعَآءِ لَهٗ

میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے کا بیان

صدقہ کی تعریف: وہ عطیہ جس کے ذریعے اللہ سے ثواب کی جستجو کی جائے۔ (کتاب التعریفات، ۹۵، رحمانیہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ} (الحشر: 10).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت کردے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں''۔

حکم استغفار:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے ایصال ثواب واستغفار کا حکم فرمایا۔

انسان کی بدبختی ہے کہ اپنی زندگی ان پاک ہستیوں کی غیبت میں ضائع کردے جن کی تعریف وتوصیف سے قرآن

Marfat.com

بھرا ہوا ہے۔ عمرو بن شرحبیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے۔ کہتے ہیں کہ رافضی، یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ، عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں کہ عیسیٰ) علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حواری، لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ **من شر اھل ملتکم**: تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے دعائیں مانگو، اپنے دلوں کو سابقہ مسلمانوں کے بغض سے پاک رکھو، لیکن راضیوں کی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان نفوس ذکیہ کے بارے میں نفرت وعناد پیدا کریں جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر دیا تھا۔ استغفر اللہ العظیم۔ اس آیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ پچھلوں کو پہلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

قولِ سعید بن مسیب رحمہ اللہ:

سعید (علیہ الرحمۃ) سے پوچھا گیا تم عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو انہوں نے کہا میں وہ کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہلوایا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ (مدارک تحت آیت مذکورہ)

مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت واستغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے، حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لئے استغفار کریں، اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، سلف کے لیے بھی کرے، دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصا صحابہ کرام واہل بیت کے عرس، ختم، نیاز، فاتحہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لیے دعا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں، مہاجرین، انصار ان کے دعا گو مومن، لہٰذا روافض وخوارج ان تینوں سے خارج ہیں، کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے

Marfat.com

دعا گو ہیں۔اوران کے سینے عام مسلمانوں خصوصا صحابہ کے لیے پاک ہیں۔

ایصالِ ثواب کی بَرَکتیں:

حضرتِ شیخِ اکبرمحی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتًا (یعنی اچانک) رونے لگا۔وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا)۔حضرت شیخ اکبرمحی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اُس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کردیا۔فوراًوہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا،لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جارہے ہیں۔شیخ ارشاد فرماتے ہیں:"اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔("ملفوظات اعلیٰ حضرت)

ذراتوجہ:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں شہر احمد آباد میں بعض "حافظ القرآن" حضرات اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر سوم وچہلم منائے جاتے ہیں، اور "کلام مجید" پڑھ کر اموات کی خدمت میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور وہاں سے اجرت لیتے ہیں اور اِس میں جُہلاء بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا یہ ایصال ثواب کر کے اُجرت لینا جائز ہے یا حرام ہے۔

اُجرت لے کر ایصالِ ثواب کرے تو اموات کی خدمات میں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

اور جو حافظ القرآن اُجرت لے کر ثواب کرنے کے لئے احباب اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر تشریف لے جاتے ہیں ان کے پیچھے نمازی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا:

الجواب: اُجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصالِ ثواب پڑھنا پڑھوانا دونوں ناجائز ہے، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہ گار۔ اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار۔(فتاویٰ رضویہ ج19،ص529،رضا فاونڈیشن لاہور)

(۵۵) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اُمِّي

(۵۵)(مسلم شریف،رقم الحدیث 2222' بخاری شریف،رقم الحدیث 1388' 2605' 2609' ابوداؤدشریف،رقم الحدیث 2881' 2882' ترمذی شریف' رقم الحدیث 669' نسائی،رقم الحدیث 3649' 3654' 3655' ابن ماجہ،رقم الحدیث 2717' 2123' 2716' موطا امام مالک،رقم الحدیث 1451' مسند امام احمد،رقم الحدیث 3504' 3508' 22512' ابن حبان،رقم الحدیث 3353' ابن خزیمہ،رقم الحدیث 2496' 2499' 2501' مستدرک حاکم،رقم الحدیث 1531' 8018' بیہقی،رقم الحدیث 6895' 12409' 12410' مسند ابویعلی،رقم الحدیث 2515' طبرانی کبیر،رقم الحدیث 5370' 5379)

Marfat.com

افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: بے شک میری ماں کو اچانک موت آ گئی ہے اور اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں! (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۵۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کا عمل (اس سے منقطع نہیں ہوتا)۔ صدقہ جاریہ اور ایسا عمل جس سے لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہوں اور نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم)

حل لغات:

اِنْقَطَعَ: بمعنی کٹنا، ختم ہونا، رک جانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

انسان سے مراد مسلمان ہے عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز و قرآن پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی لئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔

(۵۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 4110، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2880، ترمذی شریف رقم الحدیث 1376، نسائی شریف رقم الحدیث 3651، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 241، دارمی رقم الحدیث 517، مسند امام احمد رقم الحدیث 8831، ابن حبان رقم الحدیث 93، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2494، بیہقی رقم الحدیث 12415، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث 6475، طبرانی رقم الحدیث 6181)

Marfat.com

یہ تین چیزیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے، وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 201:)

۲۰۔بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت کی تعریف کرنے کا بیان

ثناء کا لغوی معنی: تعریف، ستائش، توصیف، (فیروز اللغات)

ثناء کی تعریف: وہ فعل جو کسی کی تعظیم کا شعور دلائے، (کتاب التعریفات ص ۵۳، رحمانیہ)

(۵۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ، اَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرَى، فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ". فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: "هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ (کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس (میت) کی تعریف کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی" پھر وہ دوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس (میت) کی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی"۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: (یارسول

(۵۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 2095' بخاری شریف رقم الحدیث 1301'1302'2499' ابوداؤد رقم الحدیث 3233' ترمذی رقم الحدیث 1058' 1059' نسائی رقم الحدیث 1932'1933'1934' ابن ماجہ رقم الحدیث 1419'1492' مسند امام احمد رقم الحدیث 204'389'7543' ابن حبان رقم الحدیث 3023'3024'3025' بیہقی رقم الحدیث 6976'6977'6978' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 3352'3760' طبرانی کبیر رقم الحدیث 6262)

Marfat.com

اللہ!) کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: اس شخص کے لیے جس کی تم نے اچھی تعریف کی جنت واجب ہوگئی اور اس شخص پر جس کی تم نے برائی بیان کی دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَثْنَوْا: از ثنائٌ، بمعنی تعریف کرنا، اچھائی بیان کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جسے عام مسلمان قدرتی طور پر ولی اللہ کہیں وہ واقعی ولی اللہ ہے، رب تعالیٰ اولیاء اللہ کی علامت بیان فرماتا ہے: "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" یعنی ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں کہ عام مسلمان انہیں جنتی کہتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ فرشتے انہیں جنتی کہیں گے، لہٰذا حضور غوث پاک، خواجہ اجمیری، داتا گنج بخش لاہوری، مجدد الف ثانی یقیناً اولیاء ہیں کہ انہیں مسلمان ولی سمجھتے ہیں، ولایت کے ثبوت کے لیے قرآنی آیت ہی ضروری نہیں۔ دوسرے یہ کہ جو کام مسلمان اچھا اور ثواب سمجھیں وہ واقعی اچھا ہے لہٰذا گیارھویں میلاد شریف، عرس بزرگان، ختم خواجگان وغیرہ کار ثواب ہیں کہ انہیں عام مسلمین، اولیاء، صالحین کار ثواب جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمانوں کی گواہی سے مومنین صالحین کی گواہی مراد ہے جو قدرتی طور پر منہ سے نکلتی ہے جس میں نفسانی بغض اور کینہ کو دخل نہیں ہوتا ورنہ روافض صحابہ کو خوارج اہل بیت کو بعض بیدین علماء وصالحین کو برا کہتے ہیں وہ گواہی اس میں داخل نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں اَنْتُم میں صرف صحابہ سے خطاب نہیں بلکہ تاقیامت سارے نیک مومنوں سے جیسے "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" میں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 885:)

(۵۸) وَعَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ، فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ، فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

---

(۵۸) (بخاری شریف رقم الحدیث 1368)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا' ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو جنازے والے شخص کی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی' پھر دوسرا جنازہ گزرا تو اس صاحب جنازہ کی بھی تعریف کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو اس جنازے والے کی برائی کی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی حضرت ابوالاسود کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: میں نے بھی وہی کچھ کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا' ہم نے عرض کیا: اور تین؟ فرمایا: تین کا بھی یہی حکم ہے' اور ہم نے عرض کیا دو؟ فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے' اور پھر ہم نے آپ سے ایک کے بارے میں سوال نہ کیا۔ (بخاری)

حل لغات:

وجبت: از وجوباً ،بمعنی لازم ہونا، ثابت ہونا،

تعارفِ رواۃ:

عبداللہ ابن ابی قیس: آپ کی کنیت ابوالاسود ہے شامی عطیہ ابن عازب کے آزاد کردہ غلام ہیں، حضرت عائشہ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ ،تحت حرف العین، فصل فی التابعین،)

شرح:

یہ حدیث بہت امید افزاء ہے کہ دو مسلمانوں کا بھی کسی کو اچھا کہنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ رحمت والے نبی کی رحمت دیکھو کہ اس عدد میں شر کا ذکر نہیں صرف خیر کا ذکر ہے، یعنی دو ایک آدمیوں کے برا کہنے سے جہنمی نہ کہا جائے گا ہاں ان کے اچھا کہنے سے جنتی کہا جائے گا۔ مرقات نے فرمایا کہ شریعت میں گواہی کے نصاب دو ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ" ۔ تو جیسے دو گواہیوں سے مقدمہ ثابت ہو جاتا ہے یونہی دو کی گواہی سے جنتی ہونا ثابت ہوگا۔ یہاں شیخ نے فرمایا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلتا ہے وہی رب کے ہاں ہوتا ہے، صحابہ کی عرض پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہوں کی تعداد میں کمی کرتے گئے تو وہاں بھی کمی ہوگئی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج2، حدیث886)

Marfat.com

۲۱۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهٗ اَوْلَادٌ صِغَارٌ

اس شخص کی فضیلت کا بیان جس کے چھوٹے بچے فوت ہوجائیں

(۵۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوجائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کردے گا۔ (متفق علیہ)

(۶۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"تَحِلَّةُ الْقَسَمِ" قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: {وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا} وَالْوُرُوْدُ: هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَی الصِّرَاطِ، وَهُوَ جِسْرٌ مَّنْصُوْبٌ عَلٰی ظَهْرِ جَهَنَّمَ. عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس شخص کے تین بچے فوت ہوجائیں اس کو آگ نہیں چھوسکے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔ (متفق علیہ)

"تحلہ القسم" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا "تم میں سے ہر کوئی اس میں داخل ہونے

حل لغات:

"تحلہ القسم" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا "تم میں سے ہر کوئی اس میں داخل ہونے والا ہے' اور داخل ہونے سے مراد پل صراط کو عبور کرنا ہے' اور (صراط) وہ پل ہے جو جہنم کے اوپر نصب کیا گیا ہے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہوچکا ہے۔

(۵۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6574' بخاری شریف' رقم الحدیث 102' نسائی شریف' رقم الحدیث 1873' ابن ماجہ' 1605' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7707' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 238' بیہقی رقم الحدیث 6931' مسند ابویعلیٰ 1581' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 294)

(۶۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6570' بخاری شریف' رقم الحدیث 1191' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1061' نسائی' رقم الحدیث 1874' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1603' موطا امام مالک' رقم الحدیث 556' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3554' ابن حبان' رقم الحدیث 2942' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 238' بیہقی' رقم الحدیث 6928' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 1581' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 1441)

Marfat.com

شرح:

قسم سے مراد رب کا وہ فرمان ہے: "وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا" ہر ایک کو دوزخ میں وارد ہونا ہے کیونکہ محشر سے جاتے ہوئے جنت کے راستہ میں دوزخ پڑتی ہے یعنی ایسا صابر دوزخ سے گزرے گا تو ضرور مگر صرف اس قسم کو پورا کرنے نہ کہ عذاب پانے کے لیے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 951)

(۶۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: جَائَتِ امْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ذَھَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَّفْسِکَ یَوْمًا نَاْتِیْکَ فِیْہِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ. قَالَ: "اجْتَمِعْنَ یَوْمَ کَذَا وَ کَذَا" فَاجْتَمَعْنَ، فَاَتَاھُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَہُ اللّٰہُ. ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْکُنَّ مِنِ امْرَاَۃٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَۃً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا کَانُوْا لَھَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ: وَاثْنَیْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَاثْنَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مردوں نے آپ کی احادیث حاصل کرلیں سو ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہم کو اس کی تعلیم دیں جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں فلاں دن تم اکٹھی ہوجانا پس عورتیں اکٹھی ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے تعلیم دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت بھی اپنے تین بچوں کو آگے بھیجے گی وہ اس کے لئے آگ سے حجاب بن جائیں گے۔ تو ایک عورت نے عرض کیا: اور دو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور دو کا بھی یہی حکم ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حِجَابًا: بمعنی ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو جائے،

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۶۱) (بخاری شریف، رقم الحدیث 101، 1192، مسلم شریف، رقم الحدیث 6573، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11314، ابن حبان، رقم الحدیث 2944، مسند ابویعلیٰ 1279، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 11876، سنن الکبریٰ بیہقی 6928، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5896)

Marfat.com

شرح:

یعنی مَردوں نے آپ کا فیض صحبت بہت حاصل کیا ہر وقت آپ کی احادیث سنتے رہتے ہیں ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اتنا موقعہ نہیں ملتا مہینہ میں یا ہفتہ میں ایک دن ہم کو بھی عطا فرمائیں کہ اس میں صرف ہم کو وعظ فرمایا کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ وغیرہ کے لیئے دن مقرر کرنا بالکل جائز بلکہ سنت ہے۔ آج مدرسوں میں تعلیم، تعطیل، امتحان کے لیئے دن مقرر ہوتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ اسی طرح میلاد شریف، گیارھویں شریف، عرس بزرگانِ دین کے لیئے دن مقرر کرنا جائز ہے کہ ان سب میں دین کی تبلیغ ہوتی ہے، تبلیغ کے لیئے تعین درست۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف عورتوں کو وعظ سنانا جائز ہے بشرطیکہ غیر محرم عورتیں پردہ میں رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عورت پر پردہ فرض نہ تھا کہ حضور امت کے لیئے مثل والد کے ہیں پھر بھی حضور بہت احتیاط فرماتے تھے۔

یوم سے مراد دن ہے اور جگہ شاید مسجد میں ہوگی یا کسی اور جگہ گھر میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استاد ہی شاگردوں کو اپنے گھر نہ بلائے بلکہ کبھی شاگردوں کے گھر جا کر بھی تعلیم دیا کرے یا کسی تیسری جگہ کو مقرر کر دے جو نہ استاد کا گھر ہو نہ شاگرد کا، لہٰذا یہ حدیث موجودہ دینی مدرسوں کی اصل ہے جہاں شاگرد استاد جمع ہو کر علم سیکھیں سکھائیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ شاگرد استاد کے پاس جا کر سیکھے، موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے پاس علم سیکھنے گئے تھے، خضر علیہ السلام آپ کے پاس نہ آئے تھے۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے تعلیم دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا) شاید یہ واقعہ ایک ہی بار ہوا اور ہوسکتا ہے کہ بارہا اس مدرسہ میں یہ اجتماع ہوتا رہا کیونکہ عَلَّمَ باب تفعیل سے ہے جو آہستگی و تدریج بتاتا ہے۔

(جو عورت بھی اپنے تین بچوں کو آگے بھیجے گی) آگے بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ماں کی زندگی میں بچے فوت ہوں اور وہ ان پر صبر کرے، یہ مطلب نہیں کہ انہیں ہلاک کر دے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَاثْنَیْنِ" یہاں واوَ، بمعنی اَوْ ہے اور اِثْنَیْنِ کی تکرار تاکید کے لیئے ہے یعنی یا دو فوت ہوں یا دو یا دو۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ الٰہی کے بااختیار قاسم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کُن کی کنجی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے تو رب تعالیٰ نے تین بچے فوت ہونے کے متعلق فرمایا تھا اچھا اب جب جبریل آئیں گے تو ان کے ذریعہ رب سے پوچھ لیں گے بلکہ خود ہی یہ جواب دے دیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث:975)

Marfat.com

۲۲۔ بَابُ الْبُکَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِیْنَ وَمَصَارِعِهِمْ وَاِظْهَارِ الْاِفْتِقَارِ اِلَى اللهِ تَعَالٰی وَالتَّحْذِیْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ.

ظالموں کی قبروں اوران کی تباہی کے مقامات کے پاس سے گزرتے وقت رونے اور خوف زدہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی محتاجی کے اظہار کا بیان اور اس سے کوتاہی کرنے پر ڈرانے کا بیان

نوٹ: بکاء کالغوی معنی اور تعریف باب نمبر ۱۰ جلد ہذا میں گزراچکا ہے۔

خوف کالغوی معنی باب نمبر ۵۰ جلد اوّل میں گزرچکا ہے۔

یہ باب ظالموں کی قبروں پر گزرنے وقت رونے اور خوف کے متعلق ہے لیکن ہم نے مناسب سمجھا کہ یہاں مسلمانوں کی قبروں پر خاضری کے متعلق کچھ بیان کردیں، تواس بارے میں میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اس جگہ چند مسائل یادرکھو: (۱) تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ زیارت قبور سنت ہے کیونکہ اس سے زائرکو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہوکر آخرت کی طرف توجہ اور دنیا سے بے توجہی حاصل ہوتی ہے۔ (۲) زیارت قبور میں زائر کو بھی فائدے ہیں اور میت کو بھی۔ زائرکو ثواب آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی حاصل ہوتی ہے اور میت کو زائر سے اُنس اور اس کے ایصال ثواب سے نفع میسر ہوتا ہے۔ (۳) یہ کہ زائر قبر پر پہنچ کر پہلے صاحب قبر کو سلام کرے، پھر قبر کی طرف منہ اور کعبہ کو پشت کرکے کھڑا ہو اور کچھ سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب صاحبِ قبر کو پہنچائے۔ (۴) یہ کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ انبیاکرام خصوصًا حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد لینا جائز ہے، غیر انبیاء کی قبروں کے متعلق بعض ظاہر بین علمائے اختلاف کیا، مگر محققین فقہا اور تمام صوفیاء فرماتے ہیں کہ اولیاء اور علماء کی قبور سے مدد لینا جائز ہے، قبورِ اولیاء سے تاقیامت دینی و دنیاوی فیوض جاری رہیں گے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لیے مجرب تریاق ہے، امام غزالی فرماتے ہیں کہ جن بزرگوں سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے ان سے بعد وفات بھی مدد مانگی جائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چار شخصوں کو دیکھا جو زندگی سے زیادہ اپنی قبروں سے دنیا میں تصرف کررہے ہیں، ان میں سے معروف کرخی اور حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی ہیں۔ سید احمد مرزوق فرماتے ہیں کہ زندے کی مدد سے مردے بزرگ کی مدد زیادہ قوی ہے، یہ تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ میت اپنے زائرین کو دیکھتی ہے اور ان کا کلام سنتی ہے، ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ بعد وفات روح کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اکیلی روح ایسے ایسے کام کردیتی ہے جو لاکھوں آدمی نہ کرسکیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق کی روح نے صدہا کافروں کو ایک آن میں تہ تیغ کردیا اور روح جنت میں رہتے ہوئے ہوئے مشرق ومغرب کو دیکھ لیتی ہے۔ (۵) قبر کے سامنے بلا آڑ نماز پڑھنا حرام، ہاں بزرگوں کی

Marfat.com

قبروں کے پاس مسجد بنانا یا وہاں نمازیں پڑھنا، برکت کے لیئے دعائیں مانگنا جائز ہے۔(۶) حق یہ ہے کہ قبر یعنی تعویذ قبر کو بوسہ نہ دے، نہ وہاں ناک یا پیشانی خاک پر رگڑے کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے، ہاں آستانہ بوسی اور چیز ہے۔(۷) جمعہ کے اول دن میں زیارت قبور بہت بہتر ہے۔روایت میں ہے کہ اس دن میت کا علم و ادراک اور توجہ الی الدنیا زیادہ ہوتی ہے۔(۸) وفات کے بعد سات روز تک برابر صدقہ و خیرات کیا جائے ،اس پر تمام علماء متفق ہیں اور اس بارے میں صحیح احادیث بھی وارد ہیں۔(۹) بعض روایتوں میں ہے کہ ہر جمعہ کی شب میت کی روح اپنے گھروں میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے زندے میرے واسطے کچھ خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔

(ازلمعات واشعۃ اللمعات، مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب زیارۃ القبور)

(۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ- يَعْنِيْ لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ - دِيَارَ ثَمُوْدَ -: "لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ، قَالَ: "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ، اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ" ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِيَ.

◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: یعنی جب وہ قوم ثمود کے علاقے حجر میں پہنچے۔ان عذاب یافتہ لوگوں پر (یعنی ان کے علاقے میں) داخل نہ ہونا مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو اور اگر تم رو نہیں رہے ہو تو ان پر داخل نہ ہونا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے علاقے سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا کہ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا مگر اس حال میں کہ تم پر گریہ طاری ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا اور رفتار کو تیز کر دیا حتیٰ کہ اس وادی سے گزر گئے۔

حل لغات:

وصلوا: از وصولاً، بمعنی پہنچنا۔

(۶۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 433، مسلم شریف، رقم الحدیث 7430، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4561، ابن حبان، رقم الحدیث 6199، بیہقی، رقم الحدیث 4160، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 5575)

Marfat.com

قنع: از، قنعاً، بمعنی سر پر پردہ ڈالنا۔

اجاز: آگے بڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حجر وہ جگہ ہے جہاں صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود آباد تھی، یہ جگہ تبوک جاتے ہوئے راستہ میں پڑی اور یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے وہاں عذاب الٰہی آیا تھا اب اس کے کھنڈرات موجود تھے۔

معلوم ہوا کہ جہاں عذابِ الٰہی آچکا ہو وہاں جانا نہ چاہیے کہ وہاں اللہ کی لعنت برس رہی ہے کہ تم بھی اسمیں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ اس سے پتہ چلا کہ جہاں اللہ کی رحمتیں آچکی ہوں وہاں ضرور جانا چاہیے کہ وہاں اب بھی نزول انوار ہے تم بھی اس میں کچھ پالو، مثلاً صفا مروہ پہاڑیاں، منیٰ مزدلفہ، عرفات، یوں ہی حضرات اولیاء اللہ کے آستانے تا قیامت انوار الٰہی کے مقامات ہیں۔

قوم ثمود کے کنویں کا پانی پینے سے بھی حضور نے منع فرمادیا بلکہ جن لوگوں نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا ان کا گوندھا ہوا آٹا بھی پھنکوادیا۔ اس سے پتہ لگا کہ مکین کا اثر مکان میں ہوتا ہے، یوں ہی بندوں کا اثر زمانہ میں ہوجاتا ہے۔ جس جگہ یا جس وقت اللہ کے مقبول بندے نے عبادت کی ہو وہ جگہ وہ وقت قبولیت کے ہوجاتے ہیں۔ سرکار دو عالم فرماتے ہیں کہ شہر میں بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ بازار ہیں، اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اچھے برے لوگوں کی صحبت میں تاثیر ہے۔ (مرقات) مصر میں فرعون پر عذاب نہ آیا لہٰذا وہاں رہنا ممنوع نہیں، طوفان نوح کفار کے لیے عذاب تھا مگر مؤمنوں کے لیے رحمت لہٰذا اس کا حکم کچھ اور ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، حدیث 946:)

Marfat.com

کِتَابُ اٰدَابِ السَّفَر

باب: آداب سفر کا بیان

۲۳۔بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ یَوْمَ الْخَمِیْسِ، وَاسْتِحْبَابِہٖ اَوَّلَ النَّھَارِ

جمعرات کے دن اور دن کے پہلے حصے میں سفر کے لئے روانہ ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

آداب جمع ہے ادب کی بمعنی طریقہ پسندیدہ۔سفر مقابل ہے حضر کا اس کے لغوی معنی ہیں ظاہر ہونا روشن ہونا اس لے ب صبح کے اجالے کو اسفار کہا جاتا ہے، چونکہ سفر کے ذریعہ دوسرے شہروں ملکوں کے حالات ظاہر ہوتے ہیں اس لےک اسے سفر کہتے ہیں۔آداب سے مراد مطلقاً طریقے سفر ہیں خواہ سفر سے پہلے ہوں یا سفر کے دوران میں یا سفر کے بعد اور سفر سے مراد ہر سفر ہے خواہ جہاد کے لے ا ہو یا حج کے لے یا کسی دنیای جائز کاروبار کے لے۔سفر فرض بھی ہے، واجب بھی، مستحب، مکروہ بھی اور حرام بھی جیسا سفر کا مقصد ویسا سفر کا حکم۔چنانچہ فرض حج کے لے سفر کرنا فرض ہے اور چوری ڈکیتی کے لے سفر کرنا حرام۔اس کی تفصل ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔(مراۃ المناجیح، ج5،ص 687)

(۶۳) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ، وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی الصَّحِیْحَیْنِ: لَقَلَّمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ.

◀ ◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔(متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن (سفر کے لئے) روانہ ہوئے ہوں۔

تعارف روای:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۶۳)(بخاری شریف رقم الحدیث 2950)

Marfat.com

شرح:

تبوک غیر منصرف ہے علمیۃ اور وزن فعل کی وجہ سے۔بوک سے بنا ہے بمعنی پانی کا جوش مارنا لکڑی وغیرہ رہنے کی وجہ سے،شام کے ایک شہر کا نام تبوک ہے۔یہ فقیر تبوک کے اوپر سے ہوائی جہاز سے گزرا،مدینہ منورہ سے خیبر ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک ہے،اس زمانہ میں مدینہ منورہ سے تبوک ایک ماہ کے فاصلہ پر تھا،غزوہ تبوک ۹ ھ میں ہوا اور یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے۔(از مرقات) فقیر نے خیبر کی زیارات کی ہیں اب حجاز کی سرحد مقام مان تک ہے،مان تبوک سے تقریباً دو سو میل ہے اور مان سے مقام عمان تین سو میل ہے،عمان اردن کا دار الخلافہ ہے،عمان سے ۹۸ میل بیت المقدس ہے جسے اب قدس کہتے ہیں بیت المقدس فلسطین میں ہے۔

یا تو سفر جہاد کے لیے جمعرات پسند فرماتے تھے یا ہر سفر کے لیے۔خیال رہے کہ چند وجوہ سے جمعرات کو سفر کے لیے پسند فرمایا گیا:ایک یہ کہ جمعرات مبارک دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں،بہتر یہ ہے کہ عملی حج کی ابتداء اس دن سے ہو۔دوسرے یہ کہ جمعرات ہفتہ کا آخری دن ہے۔تیسرے یہ کہ جمعرات جمعہ کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔چوتھے یہ کہ جمعرات کو عربی میں خمیس کہتے ہیں تو اس دن روانگی میں نیک فال ہے۔پانچویں یہ کہ جمعرات کو خمیس کہتے ہیں جو خمیس بمعنی پانچ سے بنا ہے اور غنیمت سے اللہ رسول کے لیے خمس ہی نکالا جاتا ہے اللہ تعالیٰ خمیس کی برکت سے خمس والی غنیمت عطا فرمائے۔خیال رہے کہ سفر کے لیے ہفتہ،سوموار اور جمعرات نہایت ہی مبارک ہیں جو کوئی ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے سفر کو نکل جائے ان شاء اللہ کامیاب اور بامراد واپس ہوگا۔(از مرقات و اشعہ مع زیادۃ) مگر خیال رہے کہ اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت منحوس نہیں ہاں بعض دن بابرکت ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج5،حدیث:786)

(۶۴) وَعَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا" وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ. وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ. فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

حضرت صخر بن وداعہ الغامدی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے پہلے حصے میں برکت عطا فرما''۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مہم یا لشکر روانہ فرماتے تو اس کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے تھے اور حضرت صخر (راوی) تاجر تھے وہ اپنا مال تجارت دن کے پہلے حصے میں روانہ کرتے تھے۔پس وہ بڑے مال دار ہو گئے (دن کے اوّل حصے میں مال

(۶۴)(ابوداؤد رقم الحدیث 2606' ترمذی شریف رقم الحدیث 1212)

Marfat.com

تجارت بھیجنے اور خرید وفروخت کرنے سے) اور ان کے پاس مال ودولت کی کثرت ہوگئی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

بُکُوْرِہَا: از، بکوراً، بمعنی آگے بڑھنا، دن کا اوّل وقت، صبح کا وقت، تازہ اور نیا پھل۔

تعارفِ راوی:

صخر ابن وداعہ: آپ غامدی ہیں، ازدی ہیں، طائف میں رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الصاد، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

یعنی میری امت کے تمام ان دینی و دنیاوی کاموں میں برکت دے جو وہ صبح سویرے کیا کرے جیسے سفر طلب علم تجارت وغیرہ۔

حضور کی دعا وہ تھی جو ابھی بیان ہوئی اور عمل یہ تھا لہٰذا حضور کے دعا وعمل سے یہ وقت برکت والا ہے۔ صحابہ کا تجربہ بھی اس کے متعلق ہو چکا ہے کہ وہ حضرات اس سنت پر عمل کی برکت سے بہت فائدے اٹھا چکے ہیں۔ فقیر نے بھی تجربہ کیا کہ صبح سویرے کاموں میں بہت برکت ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو طالب علم مغرب وعشاء کے دوران اور فجر کے وقت محنت کرے پھر عالم نہ بنے تو تعجب ہے اور جو طالب علم ان دو وقتوں میں محنت نہ کرے اور عالم بن جاوے تو بھی حیرت ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، حدیث 802)

۲۴۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَتَأْمِيرِهِمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُوْنَهُ

سفر کا ساتھی تلاش کرنے اور اپنے میں سے ایک کو امیر کارواں بنانے اور اس کی اطاعت کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ!" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اکیلے سفر کرنے کے جو نقصانات میں جانتا ہوں اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی سوار رات کو اکیلے سفر نہ

(۶۵) (بخاری شریف رقم الحدیث 2998)

Marfat.com

کرے۔ (بخاری)

(٦٦) وَعَنْ عَمرِو بْنِ شُعَیبٍ، عَنْ اَبِیه، عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلرَّاکِبُ شَیْطَانٌ، وَالرَّاکِبَانِ شَیْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَکْبٌ"۔
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک سوار ایک شیطان ہے' دو سوار دو شیطان ہیں اور تین قافلہ ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد و ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَلرَّاکِبُ: بمعنی سوار۔

تعارفِ روای:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جنگل میں اکیلا مسافر آفات کے نرغہ میں ہوتا ہے، نماز با جماعت سے محروم ہے، ضرورت کے وقت اسے مددگار کوئی نہ ملے گا، بلاؤں آفتوں کے خطرے میں ہے خصوصاً اس زمانہ پاک میں جب کہ راستے پرخطر تھے اب اس امن کے زمانہ میں بھی ریل کے ڈبہ میں اکیلے سفر کرنے والے چلتی ٹرین میں لٹ گئے حتی کہ حکومت نے انٹر کلاس کی زنانہ سواریوں کو اجازت دی کہ وہ رات میں اپنی تھرڈ کلاس کی سہیلی کو اپنے ساتھ انٹر میں بٹھا سکتی ہیں سرکار کے فرمان ہمیشہ ہی مفید ہیں۔

یعنی دو مسافر بھی آفات کے خطرے میں ہیں کہ اگر ایک بیمار ہو جائے تو دوسرا بے یار و مددگار رہ جائے۔

یعنی تین مسافر ہیں جنہیں صحیح معنی میں قافلہ کہا جاوے۔ رکب اسم جمع ہے جیسے نفر اور رھط اور صحب اس لیے ارشاد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ (رحمت) ہے۔ اس فرمان عالی میں بھی بڑی حکمتیں ہیں سفر میں کسی کی رضا قضا واقع ہو جائے تو باقی اور دو آسانی سے اسے سنبھال سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 804)

---

(٦٦) (ابو داؤد شریف' رقم الحدیث' 2607' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1674)

Marfat.com

(٦٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ"

حَدِیْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔

یہ حدیث حسن ہے'اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(٦٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "خَیْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ، وَخَیْرُ السَّرَایَا اَرْبَعُمِئَةٍ، وَخَیْرُ الْجُیُوْشِ اَرْبَعَةُ الٰافٍ، وَلَنْ یُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بہترین ساتھی (ہمسفر) چار ہیں۔ بہترین سریہ (چھوٹا لشکر) وہ ہے جس کی تعداد چار سو ہو اور بارہ ہزار کا لشکر تعداد کی کمی کے باوجود کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے'اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَلسَّرَایَا: سریة کی جمع' بمعنی فوج کا دستہ۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صحابہ جمع ہے صاحب بمعنی ساتھی کی اور فاعل کی جمع بروزن فعالہ اس کے سوا کہیں نہیں آئی۔ (مرقات) یہاں ساتھی سے مراد سفر کے ساتھی ہیں۔ چار ہم سفر ساتھیوں کو اس لیے افضل فرمایا گیا کہ اگر ان میں سے ایک راستہ میں فوت ہو جائے اور ان بقیہ میں سے ایک کو اپنا وصی و منتظم کر جائے تو باقی دو اس وصیت کے گواہ بن سکتے ہیں۔ بعض شارحین نے کہا کہ پانچ

(٦٧) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2680)

(٦٨) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2611' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1555)

Marfat.com

ساتھی چار سے افضل ہیں بلکہ جس قدر ساتھی زیادہ ہوں اتنا ہی اچھا ہے۔ (اشعہ) جیسے جماعت نماز میں جس قدر ساتھی زیادہ ہوں اسی قدر اچھا۔

سریہ چھوٹے لشکر کو بھی کہتے ہیں اور اس فوج کو بھی جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے جائیں یہاں پہلے معنی میں ہے کیونکہ اس کے مقابل جیوش آ رہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لشکر جرار چار ہزار سے کم نہ ہو زیادہ ہو تو بہتر ہے۔

یعنی بارہ ہزار کا لشکر جرار کبھی کمی تعداد کی وجہ سے دشمن کے مقابل شکست نہیں کھائے گا کسی اور وجہ سے شکست کھا جائے جیسے آپس کے جھگڑے، امیر کی نافرمانی، بے صبری، مال غنیمت کی رغبت وغیرہ۔ چنانچہ غزوہ حنین میں حضرات صحابہ نے اولاً ظاہری شکست کمی تعداد کی وجہ سے نہ کھائی بلکہ اپنی کثرت پر اعتماد کرنے رب تعالیٰ سے بے توجہ ہو جانے کی وجہ سے کھائی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" اس جنگ میں ہوازن سے مقابلہ تھا، مسلمان بارہ ہزار تھے، دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار وہ مسلمانان مکہ جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ (مرقات) اولاً مسلمانوں کے قدم اکھڑے پھر جب مسلمانوں کی نظر گئی تو فتح پائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 806:)

۲۵۔ بَابُ اٰدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السُّرٰى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مُصْلِحَتِهَا وَاَمْرِ مَنْ قَصَّرَ فِيْ حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا وَجَوَازِ الْاِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ اِذَا كَانَتْ تُطِيْقُ ذٰلِكَ

چلنے، پڑاؤ کرنے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے، چوپاؤں کے ساتھ نرمی برتنے، ان کی صحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جو چوپاؤں کے حقوق میں کوتاہی کرے اس کو ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرنے اور اگر سواری میں طاقت ہو تو کسی اور آدمی کو اپنے پیچھے سوار کر لینے کے جواز کا بیان

(۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ، فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ، وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ، فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا، وَاِذَا عَرَّسْتُمْ، فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ؛ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ، وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنٰى "اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اَيْ: اُرْفُقُوْا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعٰى فِيْ حَالِ سَيْرِهَا.

(۶۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4844، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2569، ترمذی شریف رقم الحدیث 2858، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8423، ابن حبان، رقم الحدیث 2703، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2548، بیہقی رقم الحدیث 10120)

Marfat.com

وَقَوْلُهٗ: "نِقْيَهَا" هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ وَهُوَ: الْمُخُّ.
مَعْنَاهُ: اَسْرِعُوْا بِهَا حَتّٰى تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ اَنْ يَّذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّيْرِ.
وَ"التَّعْرِيْسُ": اَلنُّزُوْلُ فِي اللَّيْلِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم سرسبز علاقے میں سفر کر رہے ہو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ ادا کرو اور جب تم چٹیل زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو تیز چلاؤ اور اونٹوں کے مغز ختم ہونے سے پہلے منزل پر پہنچنے کے لئے جلدی کرو اور جب تم رات کے لئے پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کرو کیونکہ وہ چوپاؤں کے راستے اور راستے کے کیڑوں مکوڑوں کی پناہ گاہ ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

"اَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اونٹوں کو ان کا زمین سے حق دو'' کا مطلب ہے انہیں نرمی کے ساتھ چلاؤ تاکہ وہ چلتے چلتے چرتے بھی جائیں۔

نِقْيَهَا: نون کی زیر قاف ساکن اور یاء مثناۃ کے ساتھ' اس کا مطلب ہے: مغز یعنی تیز رفتاری سے چلانا تاکہ آہستہ رفتاری کی بنا پر منزل پر پہنچنے سے پہلے ان کی قوت ختم نہ ہو جائے۔

التعریس: رات کو پڑاؤ کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خصب خ کے فتحہ ص کے سکون سے بمعنی ارزانی کا سال یہاں مراد سرسبزی کا زمانہ ہے جب بارشیں مناسب ہو چکی ہوں جنگل ہرے بھرے ہوں۔

(اونٹ کو حصہ دو) اس طرح کہ تھوڑی تھوڑی دور سفر کر کے اونٹ کو چرنے کے لیے چھوڑ دو کہ وہ بھی زمین کی سبزی کھالے راستہ میں ٹھہرتے اور چراتے ہوئے سفر طے کرو۔ راستہ میں بلاضرورت نہ ٹھہرو جلد سفر کر کے منزل پر پہنچو تاکہ اونٹ تھک کر راہ میں ہی نہ رہ جائیں جس سے تم کو بھی مصیبت پڑ جائے۔

عرس سے بنا ہے تعریس سے عربی میں تعریس کے معنی ہیں مسافر کا آخری رات میں آرام کرنا، یہاں بطریق تجربہ مطلقاً رات میں آرام کرنا مراد ہے اول رات میں ہو یا آخر رات میں جیسا کہ آئندہ وجہ بیان فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے۔ یہ احکام استحبابی ہیں بطور مشورہ۔

Marfat.com

دواب سے مراد مسافروں کے جانور ہیں، ھوام سے مراد زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ بہر حال راستے اور گزرگاہ میں اترنا ٹھہرنا تکلیف دہ بھی ہے خطرناک بھی۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ تعریس سے مراد مطلقًا اترنا ہے رات میں ہو یا دوپہری میں۔

نقی نون، قاف، ی بمعنی ہڈی کی مینگ یعنی اس سے پہلے سفر ختم کر کے گھر پہنچ جاؤ کہ جانوروں کی ہڈی کی مینگ ختم ہو جائے اور دبلے ہو کر تھک رہیں۔ بعض شارحین نے نقب ب سے روایت کی ہے بمعنی اونٹ کے پاؤں کا ہلکا ہو جانا یعنی ان کا پاؤں ہلکا پڑ جانے سے پہلے گھر پہنچ جاؤ جب بھی مطلب وہ ہی ہے، بعض لوگوں نے نقب بمعنی راستہ کہا مگر یہ غلط ہے کہ پھر مطلب ہی کچھ نہیں بنتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 791:)

(۷۰) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِیْ سَفَرٍ، فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ، وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ، وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: اِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهٗ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِی النَّوْمِ، فَتَفُوْتَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر ہوتے اور رات کو پڑاؤ کرتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے ذرا پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنا ہاتھ کھڑا کرتے اور سر کو ہتھیلی پر رکھتے۔ (مسلم)

علماء کہتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس لئے کھڑا کرتے تا کہ نیند میں مستغرق نہ ہو جائیں اور کہیں نماز فجر کا وقت فوت نہ ہو جائے یا اول وقت گزر نہ جائے۔

(۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

"الدُّلْجَةُ": السَّيْرُ فِی اللَّيْلِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

(۷۰) (مسلم شریف رقم الحدیث 683)

(۷۱) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2571)

Marfat.com

حل لغات:

"اَلدُّلْجَة": کا معنی ہے: رات کو چلنا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اب بھی اہل عرب رات میں سفر زیادہ کرتے ہیں، سمندری جہاز رات میں تیز چلائے جاتے ہیں، تمام حجاج سے بعد نماز عشاء کہہ دیا جاتا ہے کہ اب آرام کرو جیسا کہ ہم نے تجربہ کیا۔ دلجہ رات کی اندھیری کو کہتے ہیں اسی سے ہے ادلاج۔ اس طرح کہ رات کا مسافر یہ ہی سمجھتا ہے کہ ابھی میں نے سفر کم کیا ہے مگر ہو جاتا ہے زیادہ۔ اس فرمان عالی کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رات میں بھی سفر کیا کرو صرف دن کے سفر پر قناعت نہ کیا کرو، بعض احادیث میں ہے کہ اول دن اور اول رات میں سفر کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 803:)

(۷۲) وَعَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطٰنِ!" فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ ◀ حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مقام پر پڑاؤ کرتے تو مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں منتشر ہو جانا شیطان کی طرف سے ہے سو اس کے بعد جب بھی وہ کہیں پڑاؤ کرتے تو بالکل ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۳) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِيلَ: سَهْلِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: "اتَّقُوا اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوهَا

(۷۲) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2628)

(۷۳) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2548)

Marfat.com

صَالِحَةً، وَّکُلُوْھَا صَالِحَةً

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن عمرو اور بقول بعض حضرت سہل بن ربیع بن عمرو انصاری جو ابن حنظلیہ کے نام سے مشہور ہیں اور اہل بیعت الرضوان میں سے ہیں' ان سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان پر سواری کیا کرو اور جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان کو کھایا کرو''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

اَلْمُعْجَمَةِ: از، عجمة، بمعنی لکنت ہونا،

تعارفِ روای:

اگر یہ سہل بن ربیع ہیں تو آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل بیعة الرضوان میں شریک ہوئے بڑے عابد، لوگوں سے علیحدہ رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ۔ (مرقات)

ورنہ یہ سہیل ابن عمرو: قرشی عامری ہیں، جندل کے والد ہیں، قریش کے سردار ہیں، غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے، حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس کے دانت نکال دیئے جاویں تا کہ یہ کبھی آپ کے خلاف تقریریں نہ کرسکے یہ بہت اعلیٰ مقرر تھے، حضور انور نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو عنقریب یہ درست ہوجائے گا، یہ صلح حدیبیہ میں حضور کی بارگاہ میں کفار کے نمائندے بن کر آئے تھے، حضور انور کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے ارتداد سے روکا، ۱۸ اٹھارہ میں عمواس کی طاعون میں وفات ہوئی، بعض نے فرمایا کہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے، آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ جانور پر ظلم انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ بڑا ہے کہ انسان تو اپنا دکھ درد کسی سے کہہ سکتا ہے بے

Marfat.com

زبان جانور کسی سے فریاد بھی نہیں کرسکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کا چارہ پانی مالک پر واجب ہے، بعض آئمہ کے ہاں ظالم مالک کو حاکم جانور فروخت کر دینے پر مجبور کرسکتا ہے۔

جو جانور سواری کے لائق ہو اس پر سوار ہو، بیمار اور کمزور، چھوٹے بچے پر نہ سواری کرو نہ بوجھ لادو، یہ ہے اسلامی عدل و انصاف اور یہ ہے حضور کی رحمت علی الخلق، آج حکومتیں جانوروں کے متعلق قوانین بناتی ہیں ظالم مالکوں کا چالان کرتی ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو) اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جانور کو بالکل تھکا کر نہ چھوڑو بلکہ ابھی اس میں قوت ہو کہ اسے کھول دو کہ وہ دانہ پانی کھا پی لیں اس سے جانور کی تندرستی اور قوت خراب نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ جانور کو بوڑھا ناکارہ کر کے محنت سے آزاد نہ کرو بلکہ ابھی اس میں کچھ طاقت ہو کہ اس سے کام لینا موقوف کردو، گائے، بھینس وغیرہ ہے تو انہیں ذبح کرادو، گھوڑا وغیرہ ہے تو اسے کام سے آزاد کردو، کچھ کھانا جاری رکھو اس سے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تمہارے گھر میں برکت دے گا یہ بہت آزمایا ہوا عمل ہے۔ بعض لوگ بوڑھے جانور کو نکالتے نہیں بلکہ کام سے آزاد کردیتے ہیں، کھانا پانی جاری رکھتے ہیں، یہ ہی غلاموں، نوکروں سے برتاؤ کرو بوڑھے نوکروں کو پنشن دی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ شعر

رسم است کہ مالکان تحریر　　آزاد کنند بندہ پیر

اے بارخدا عالم آرا　　بر سعدی پیر خود بہ بخشا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 285:)

(۷۴) وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ خَلْفَهُ، وَاَسَرَّ اِلَیَّ حَدِیْثًا لَا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ، وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ. یَعْنِیْ: حَائِطَ نَخْلٍ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا. وَزَادَ فِیْهِ الْبَرْقَانِیُّ بِاِسْنَادِ مُسْلِمٍ - بَعْدَ قَوْلِهٖ: حَائِشُ نَخْلٍ - فَدَخَلَ حَائِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا فِیْهِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ، فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ سَرَاتَهٗ - اَیْ: سِنَامَهٗ - وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: "مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟" فَجَاءَ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: هٰذَا لِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ. قَالَ: "اَفَلَا تَتَّقِی اللهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهِیْمَةِ الَّتِیْ مَلَّكَكَ اللهُ اِیَّاهَا؟

(۷۴) (مسلم شریف، کتاب الحیض)

Marfat.com

فَاِنَّهٗ یَشْکُوْ اِلَیَّ اَنَّكَ تُجِیْعُهٗ وَتُدْئِبُهٗ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ کَرِوَایَةِ الْبَرْقَانِیِّ.

قَوْلُهٗ "ذِفْرَاهُ": هُوَ بِکَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْکَانِ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ. قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: الذِّفْرٰی: الْمَوْضَعُ الَّذِیْ یَعْرَقُ مِنَ الْبَعِیْرِ خَلْفَ الْاُذُنِ، وَقَوْلُهٗ: "تُدْئِبُهٗ" اَیْ: تُتْعِبُهٗ.

◀ ◀ حضرت ابوجعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا اور مجھ سے ایک راز کی بات فرمائی جو میں لوگوں میں سے کسی کو نہیں بتاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے کسی بلند اوٹ یا کھجور کے جھنڈ (یعنی باغ) کے پردے میں تشریف لے جانا زیادہ پسند فرماتے تھے۔ مسلم نے اسی قدر مختصر حدیث روایت کی ہے' اور برقانی نے مسلم کی اسناد سے "حائش نخل" کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک اونٹ تھا جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی کوہان اور اس کے سر کے پچھلے حصہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ (اونٹ) پرسکون ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ تو ایک انصاری جوان حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ میرا ہے آپ نے فرمایا: کیا ان جانوروں کے بارے میں جن کا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مالک بنایا ہے' اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا' اس لئے کہ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کررہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے' اور زیادہ کام لے کر اسے تھکا دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے "برقانی" کی طرح روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ذِفْرَاہ: اس میں ذال کے نیچے زیر اور فاء پر جزم ہے۔ یہ لفظ مفرد اور مونث ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ "ذِفْرٰی" اونٹ کے کان کا وہ پچھلا حصہ ہے جہاں اونٹ کو پسینہ آتا ہے۔

تُدْئِبُہٗ: اس کا معنی ہے: تم اسے تھکا دیتے ہو۔

تعارفِ روای:

عبداللہ ابن جعفر: آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں، آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں، حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے، حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے، آپ نے نوے سال عمر پائی ۸۰ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے، آپ کا لقب بحر الجود تھا، بڑے خوش طبع اور حلیم تھے، بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا

Marfat.com

سخی نہیں پیدا ہوا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ۔)

شرح:

یہاں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانوروں کے متعلق چند معجزات بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانور کتنا پیار کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانتے تھے۔

احادیث کی اکثر کتابوں میں چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ آپ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ کو روکا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آکر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرمانبردار ہو گیا اور آپ نے اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنا چاہیے یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔

(زرقانی جلد ۵ ص ۱۴۰ تا ص ۱۴۱ و مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۴۰ باب المعجزات)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی دودھ پلاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں بلکہ ان کا چرواہا ہونے کی حیثیت سے امین ہوں، میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ کسی کو پلا سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے میں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں لے آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے تھن کو اپنا مقدس ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ نے اس کا دودھ دوہا، پہلے خود پیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے تھن! تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن سمٹ کر خشک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر قرآن مجید کی ستر سورتیں یاد کرلیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کو بہت بڑا دخل ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ومن خلفاء ... الخ، عبداللہ بن مسعود، ج ۳، ص ۱۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن بکریوں کے چرواہے نے بھیڑیئے پر حملہ کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے چرواہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق دیا تھا مگر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج سے زیادہ کبھی کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا عربی زبان میں مجھ سے کلام کرتا ہے۔ بھیڑیا کہنے لگا کہ اے چرواہے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ کوئی نبی نہیں آیا۔ اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شانِ جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے۔ کاش! تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے لشکروں کا ایک سپاہی بن جاتا۔ چرواہے نے اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیئے نے جواب دیا کہ کرے گ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی نگہبانی کروں گا۔ چنانچہ چرواہے نے اپنی بکریوں کو بھیڑیئے کے سپرد کر دیا اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور واقعی بھیڑیئے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا۔ پھر چرواہے نے بھیڑیئے کے کلام کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ تم اپنی سب بکریوں کو زندہ و سلامت پاؤ گے۔ چنانچہ چرواہا جب لوٹا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اس کی کوئی بکری بھی ضائع نہیں ہوئی ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب کلام الذئب وشہادتہ... الخ، ج ۶، ص ۵۴۹)

(۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا، لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ. رَوَاهُ

(۵۰)(مسلم شریف رقم الحدیث 682' ابوداؤد رقم الحدیث 2549' ابن ماجہ رقم الحدیث 340' دارمی رقم الحدیث 61' مسند امام احمد رقم الحدیث 1745' ابن حبان رقم الحدیث 1411' ابن خزیمہ رقم الحدیث 53' مستدرک حاکم رقم الحدیث 2485' بیہقی رقم الحدیث 451' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 6787' طبرانی کبیر رقم الحدیث 620)

Marfat.com

اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

وَقَوْلُه: "لَا نُسَبِّحُ": اَیْ لَا نُصَلِّی النَّافِلَةَ، وَمَعْنَاهُ: اَنَّا ۔ مَعَ حِرْصِنَا عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰی حَطِّ الرِّحَالِ وَاِرَاحَةِ الدَّوَابِّ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم پڑاؤ کرتے تو ہم کجاووں کو کھولنے سے پہلے تسبیح (یعنی نفل نماز) نہیں پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے اس اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جو مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

حل لغات:

لانسبح: کا مطلب ہے کہ ہم نفل نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نفل نماز ادا کرنے کے بہت حریص مشتاق ہوتے تھے۔ اس کے باوجود ہم کجاووں کو کھولنے اور چوپاؤں کو آرام دینے سے پہلے نفلی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

تعارف رِوای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم نفلی عبادت پر اس کام کو مقدم رکھتے تھے کہ پہلے اونٹوں پر سے کجاوے وغیرہ اتارتے تھے تاکہ وہ ہلکے ہو جاویں پھر منزل پر نوافل وغیرہ ادا کرتے تھے اس میں اونٹوں کو راحت ہوتی تھی اور ان حضرات کو بے فکری ہو جاتی تھی جس سے نماز اطمینان سے ہوتی تھی اس ایک عمل میں بہت سی حکمتیں۔ سفر میں یہ ہی چاہیے خواہ سفر جہاد ہو یا سفر حج یا اور کوئی سفر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 811:)

۲۶۔ بَابُ اِعَانَةِ الرَّفِيقِ

دوست کی مدد کرنے کا بیان

فِی الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيْثِ: "وَاللهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِيْهِ"۔ وَحَدِيْثِ: "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" وَاَشْبَاهِهِمَا۔

اس باب سے متعلق بہت زیادہ احادیث گزر چکی ہیں جیسے کہ یہ حدیث کہ "اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مدد میں ہوتا ہے جو بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (کوشاں) ہوتا ہے" اور یہ حدیث کہ "ہر نیکی صدقہ ہے" اور ان کی مثل۔

Marfat.com

(۷۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَجَعَلَ یَصْرِفُ بَصَرَهٗ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ کَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَا ظَهْرَ لَهٗ. وَمَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَا زَادَ لَهٗ"، فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَکَرَهٗ، حَتّٰی رَاَیْنَا. اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِیْ فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑانا شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس فالتو زادراہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے اور آپ نے اسی طرح مال کی مختلف اقسام کا ذکر کیا حتیٰ کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

یَصْرِفُ: از صرف یصرف، صرفاً، بمعنی پھیرنا، ہٹانا، دفع کرنا۔

الظھر: پیٹھ، کمر۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتیٰ کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔) یعنی حضور نے ایسی خیرات کو ایسی اہمیت دی کہ ہم سمجھے کہ ضرورت سے زیادہ مال ہماری ملک ہی نہیں۔ بس اپنے پر خرچ کرنے سے جو بچے وہ دوسرے کو دے دینا واجب ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں ہمارے مالوں کے مالک مطلق ہیں جیسے مولیٰ اپنے غلام کے جان و مال کا مالک ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" یہاں اولیٰ کے معنی قریب تر بھی کیے گئے ہیں اور مالک تر بھی، دیکھو ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب وغیرہ تین صاحبوں کو بائیکاٹ کے زمانہ میں فرمادیا کہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤ وہ بیویاں ان کی منکوحہ تھیں مگر ان سے اختلاط منع فرمادیا، یہ ہے حضور کی ملکیت کچھ عرصہ حکم رہا کہ اپنی قربانیوں کے گوشت تین دن سے زیادہ استعمال نہ کرو تو یہ استعمال ممنوع ہوگیا، پھر زیادہ استعمال کی اجازت دی تب جائز ہوا۔ غرضیکہ ہم سب مسلمان حضور انور کے لونڈی غلام ہیں حضور ہمارے مالک اگر وہ ہم کو اپنی عبدیت وغلامیت میں قبول فرمالیں تو ہمارے نصیب کھل جائیں۔ ایک بار حضرت مرشدی

(۷۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 4403 ' ابوداؤد رقم الحدیث 1663 ' مسند امام احمد رقم الحدیث 11311 ' ابن حبان رقم الحدیث 5419 ' بیہقی رقم الحدیث 7571 ' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 1064)

Marfat.com

مولائی مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوۃ فرض نہیں، میرے نزدیک اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضور مالک ہیں سارے مسلمان حضور کے لونڈی غلام، مالک اپنے غلاموں کو زکوۃ نہیں دے سکتا، چونکہ حضور کے لیے مصرف زکوۃ موجود نہیں اس لیے آپ پر زکوۃ فرض نہیں، عرض کیا پھر تو ہم پر بھی زکوۃ فرض نہیں ہونی چاہیے کہ غلاموں پر زکوۃ فرض نہیں، فرمایا ہم لوگ عبد ماذون ہیں اور بعض خاص حالات میں ماذون غلام پر زکوۃ ہوجاتی ہے۔ماذون غلام وہ ہے جسے کاروبار کی اجازت مولیٰ نے دے دی ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 792:)

(۷۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَّغْزُوَ. فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَّيْسَ لَهُمْ مَالٌ. وَلَا عَشِيْرَةٌ، فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلَاثَةَ. فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ" يَعْنِي أَحَدِهِمْ. قَالَ: فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مَّا لِيْ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِيْ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سفر جہاد پر جانے کا ارادہ کیا اور فرمایا: اے گروہ مہاجرین وانصار! بے شک تمہارے بھائیوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے 'جن کے پاس نہ تو مال ہے' اور نہ ان کا کوئی قبیلہ ہے' پس تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لے اور ہم میں سے کوئی شخص سوار نہ ہو مگر باری باری یعنی ان (جن کے پاس سواریاں نہیں) میں سے ہر ایک کی باری ہو۔ راوی فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھ دو یا (فرمایا) تین آدمیوں کو شامل کرلیا اور میرے اونٹ پر میری باری بھی اتنی ہی ہوتی جتنی ان کی باری ہوتی۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

فَلْيَضُمَّ: ضم، یضم، ضماً، بمعنی ملانا، جمع کرنا، ساتھ رکھنا۔

عُقْبَةٌ: باری، بدل۔

تعارف رواى:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو یا تین بھائیوں کو اپنے ساتھ ملا لے مطلب کہ ان کے سفر میں سواری و دیگر سامان دے کر ان کی مدد کرے۔

(۷۷) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2534)

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔

(صحیح مسلم ××، کتاب الذکر والدعاء۔۔۔ الخ، باب فضل الاجتماع۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۶۹۹، ص ۱۴۴۷۔۱۴۴۸.)

(۷۸) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے۔ پس آپ کمزور کو چلاتے اس کو پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

فَيُزْجِي: از، ازجی، یزجی، ازجاءً، بمعنی ہانکنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تمام سفروں جہاد وغیرہ میں صحابہ کرام کو آگے رکھتے تھے خود تواضع اور تعاون کے لیے پیچھے سفر کرتے تھے۔

سرکار ابد قرار کے پیچھے رہنے میں یہ حکمتیں تھیں کہ جو مسافر کمزوری کی وجہ سے لشکر کے پیچھے رہ جاتا یا کسی مسافر کی کوئی چیز رہ جاتی وہ خود سرکار لے آتے تھے اس کے علاوہ تمام صحابہ کو سامنے رکھ کر ان کے لیے دعائے خیر فرماتے تھے۔ سبحان اللہ! ایسے رحیم وکریم نبی پر جان قربان۔ شعر

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتی بان   چہ باک از موج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتی بان

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 804:)

۲۷۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً لِلسَّفَرِ

جب سواری پر سفر کے لیے سوار ہو تو کیا کہے؟

آیت نمبر: 1۔ قَالَ اللهُ تَعَالَى: {وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوُوا عَلٰى

(۷۸) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2639)

Marfat.com

ظُھُوْرِہٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ○ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ○} (الزخرف: 13-12).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اس نے تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے ہیں جن پر تم سوار ہوتے ہو جب تم ان کی پشت پر بیٹھ جاؤ تو پھر تم اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو جب تم ان پر سیدھی طرح بیٹھ جاؤ اور تم یہ پڑھو پاک ہے وہ اللہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا ہے ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے○ اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے○''

تشریح:

اسلام کی جامعیت کی یہ بین دلیل ہے کہ اس کی روشنی سے زندگی کے سارے گوشے منور ہو رہے ہیں اور اس کے فیض سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ان آیات میں کسی مرکب پر) جانور ہو یا کشتی ہو یا کوئی اور) پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جس وقت رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو الحمد للہ۔ پھر یہ آیت پڑھی: سبحان الذی .. الی لمنقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا۔ پھر تین مرتبہ کہا: لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ پھر آپ ہنس دیئے۔ عرض کی گئی امیر المومنین ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا۔ وہی کلمات کہے جو میں نے کہے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہنس دیئے۔ ہم نے عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیوں ہنسے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ الفاظ کہتا ہے رب اغفرلی الخ تو اللہ تعالیٰ اس کے یہ کلمات سن کر بہت خوش ہوتا ہے۔ تعجب کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا بندہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ گناہوں کو بخشنے والا میں ہی ہوں، اور کوئی نہیں بخش سکتا۔ جب منزل مقصود پر پہنچ جائے اور سواری سے اترے تو اس وقت یہ پڑھے۔

اللھم انزلنا منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین۔

کشتی یا جہاز میں سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے: بسم اللہ مجرھا و مرسھا ان ربی لغفور رحیم۔ جب گھر سے سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ آپ بھی اسے یاد کرلیں۔

اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل والمال. اللھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابة المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاھل والمال.

اے اللہ! سفر میں تو میرا ساتھی ہے اور میرے اہل اور مال کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے اور

Marfat.com

لوٹنے کی المناکی سے اور حالات کی درستگی کے بعد ابتری سے اور اپنے اہل اور مال میں برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۷۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ: "اٰئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنٰى "مُقْرِنِيْنَ": مُطِيْقِيْنَ. وَ"الْوَعْثَاءُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِيَ: الشِّدَّةُ. وَ"الْكَآبَةُ" بِالْمَدِّ، وَهِيَ: تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَّنَحْوِهٖ. وَ"الْمُنْقَلَبُ": الْمَرْجِعُ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اپنی سواری پر جم کر بیٹھ جاتے تو پڑھتے: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لئے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔ اے اللہ! ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے نیکی تقویٰ اور ایسے عمل کا جس سے تو راضی ہو اے اللہ! ہمارے لئے ہمارا یہ سفر آسان فرما دے اور اس کی دوری کو ہمارے لئے سمیٹ دے' اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے' اور تو ہی ہماری عدم موجودگی میں ہمارے اہل خانہ کا کفیل ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت' منظر کی خوفناکی اور واپسی پر مال اور آل واولاد کے متعلق بری خبر سننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو مندرجہ بالا کلمات بھی پڑھتے فرماتے اور ان پر یہ اضافہ فرماتے: ہم لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے' اور اس کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

مقرنین: طاقت رکھنے والے

(۷۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 3171' ترمذی' رقم الحدیث 3447' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 3004' مسند امام احمد' رقم الحدیث 930' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2542)

Marfat.com

الوعثاء: واؤ کے فتحہ عین مہملہ کے سکون ثاء مثلثہ اور مد کے ساتھ اس سے مراد ہے: شدت۔

الکابۃ: مد کے ساتھ غم وغیرہ کی وجہ سے دل کی حالت کا بدل جانا۔

المنقلب: لوٹنے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ٹرین یا بس وغیرہ میں بسم اللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ تین تین بار، لا الہ الا اللہ ایک بار پھر کہے:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" (الزخرف ۱۳،۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب عزوجل کی طرف پلٹنا ہے۔ (فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج ۱۰، ص ۷۲۹)

جب کشتی میں سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ عزوجل ڈوبنے سے محفوظ رہیں گے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

ترجمہ: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

جب کبھی سفر پر جائیں تو ذکر و درود کا ورد رکھیں یا اس عظیم مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انفرادی کوشش کرتے رہیں کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اگر ہم دورانِ سفر ذکرُ اللہ عزوجل میں مصروف رہیں گے تو فرشتہ راستے بھر حفاظت کرے گا اور اگر معاذ اللہ عزوجل گانے باجے سنتے رہے یا فضول ٹھٹھا مسخری کرتے رہے تو شیطان شریکِ سفر ہوگا جیسا کہ تاجدار مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سفر کے دوران اللہ عزوجل کی طرف توجہ رکھے اور اس کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جو بیہودہ شعر و شاعری اور فضول باتوں میں مصروف رہے تو اللہ عزوجل اس کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتا ہے۔

(الحصن الحصین، کتاب ادعیۃ السفر، ص ۱۳)

(۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ یَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3172، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2598، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3439، نسائی، رقم الحدیث 5498، ابن ماجہ رقم الحدیث 3888، دارمی 2672، مسند امام احمد رقم الحدیث 9597، ابن خزیمہ 2533، بیہقی 10083)

Marfat.com

هٰکَذَا هُوَ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ: "اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْنِ" بِالنُّوْنِ، وَکَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ. قَالَ التِّرْمِذِیُّ: وَیُرْوٰی "الْکَوْرُ" بِالرَّاءِ، وَکِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّاءِ جَمِیْعًا: الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوِ الزِّیَادَةِ اِلَی النَّقْصِ. قَالُوْا: وَرِوَایَةُ الرَّاءِ مَاْخُوْذَةٌ مِّنْ تَکْوِیْرِ الْعِمَامَةِ وَهُوَ لَفُّهَا وَجَمْعُهَا. وَرِوَایَةُ النُّوْنِ مِنَ الْکَوْنِ، مَصْدَرُ کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا: اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ.

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سفر کی مشقتوں، خطرناک واپسی، استقامت کے بعد کوتاہی، مظلوم کی بددعا اور مال اور اہل و عیال میں بدحالی دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

صحیح مسلم میں ''الحور بعد الکون یعنی ''ن'' کے ساتھ ہی مروی ہے اور ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ترمذی فرماتے ہیں ''الکور'' را کے ساتھ بھی مروی ہے دونوں صورتوں میں اس کا معنی یہی ہے علماء فرماتے ہیں: ''ن'' یا ''راء'' دونوں صورتوں میں اس کا معنی ایک ہی ہے: استقامت یا زیادتی سے نقصان کی طرف لوٹنا۔ کہتے ہیں کہ ''را'' کے ساتھ یہ ''تکویر العمامۃ'' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے پگڑی لپیٹنا یا پگڑی باندھنا اور ''نون'' کی روایت ''کون'' سے ماخوذ ہے جو ''کان یکون کا مصدر ہے کسی چیز کا پایا جانا'' قرار پذیر ہونا۔

تعارفِ روای:

عبداللہ ابن سرجس: آپ مزنی بصری ہیں، آپ کی احادیث بصرہ والوں میں بہت مشہور ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

وعثاء وعث سے بنا بمعنی نقصان یا وہ مشقت جو رب کے ذکر اور آخرت کی فکر سے روک دے، چونکہ سفر کو سفر یعنی دوزخ کا ٹکڑا ہے اس کے لیے یہ دعا فرماتے۔

(خطرناک واپسی سے) اس طرح کہ جب گھر لوٹوں تو کوئی نقصان دہ چیز نہ دیکھوں، اسی طرح جب سفر دنیا سے وطن آخرت کی طرف واپس جاؤں تو کوئی مصیبت نہ اٹھاؤں، اس دعا میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ"۔

کور عمامہ کے پیچ کو کہتے ہیں اور حور اس پیچ کا کھل جانا یعنی زیادتی کے بعد نقصان، اصلاح کے بعد فساد، جمع ہونے

Marfat.com

کے بعد بکھرنا، جماعت میں ہونے کے بعد الگ ہوجانا، آرام کے بعد تکلیف، بھلائی کے بعد برائی، ثابت قدمی کے بعد بدل جانا ان سب سے تیری پناہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" اور فرماتا ہے: "يُكَوِّرُ الَّيلَ عَلَى النَّهَارِ"۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ترقی کے بعد تنزل، توبہ کے بعد گناہ، ذکر کے بعد غفلت، حاضری کے بعد غائب ہوجانا ان سب سے پناہ۔ (لمعات، مرقات مع زیادت)

(مظلوم کی بددعا سے) چونکہ سفر میں ساتھیوں سے جھگڑے بھی ہوجاتے ہیں، خصوصاً عرب میں پانی پر اور کبھی ان جھگڑوں میں ظلم بھی ہوجاتا ہے اس لیے سفر کے موقعوں پر مظلوم کی بددعا سے خصوصیت سے پناہ مانگی گئی، مظلوم کی بددعا اور قبولیت کے درمیان حجاب نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 39:)

(۸۱) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا. فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالَ: بِسْمِ اللهِ. فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا. قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: اَللهُ اَكْبَرُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ. فَقِيْلَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ. مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: اِنَّ رَبَّكَ تَعَالٰى يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ اِذَا قَالَ: اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ. يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ: "حَسَنٌ صَحِيْحٌ" وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ.

◀ حضرت علی بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ان کی خدمت میں سواری کے لئے ایک چوپایا پیش کیا گیا۔ پس آپ نے جب رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا: بسم اللہ! اور جب اس کی پشت پر جم کر بیٹھ گئے تو پڑھا: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے ہمارے لئے فرمانبردار بنا دیا ہے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور یقینا ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔ پھر آپ نے تین مرتبہ پڑھا: الحمد للہ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور پھر کہا: ''تیری ذات پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے معاف فرما دے بیشک کوئی گناہ کو معاف نہیں کرتا سوائے تیرے''۔ پھر آپ نے تبسم فرمایا: عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! آپ کس لئے مسکرائے؟ فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جس طرح کیا میں نے کہا' پھر آپ ہنسے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ

(۸۱) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2602' ترمذی شریف رقم الحدیث 3446)

Marfat.com

نے تبسم کیوں فرمایا: تو آپ نے جواب دیا: ''بلاشبہ تمہارا رب سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے: میرے لئے میرے گناہ معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، اور بعض نسخوں میں ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حلِ لغات:

اِنَّ رَبَّکَ تَعَالٰی یَعْجَبُ: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے۔

شرح:

لغۃً دابۃ ہر جانور کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُهَا" مگر اصطلاح میں دابۃ گھوڑے کو کہا جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے آپ کی خدمت میں گھوڑا حاضر کیا گیا تھا۔

رکاب بمعنی آلہ رکوب جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں) یہ حمد سواری ملنے کے شکریہ پر ہے یعنی خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے ہماری آسانی کے لیے ہم کو سواری بخشی، بہت لوگ مجبوراً پیدل سفر کرتے ہیں۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ) یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولیٰ ان قوی جانوروں کا ہم کمزور انسانوں کے قبضہ میں آجانا تیری مہربانی سے ہے ہم تو مچھر مکھی کو تابع نہیں کر سکتے، پھر ہم پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ ہم کو خود اپنے ہاتھ پاؤں پر بھی اختیار وقبضہ نہ رہے گا یعنی بعد موت ہم کو وہ وقت یاد ہے، ہم اس نعمت پر متکبر نہیں تیرے شکر گزار ہیں۔ سبحان اللہ! کیسی جامع اور برمحل دعا ہے۔

(سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ) یعنی میری خطاؤں وگناہوں کے باوجود تو نے مجھے یہ سواری وغیرہ کی نعمتیں بخشیں تو مجھے امید ہے کہ تو اپنے کرم سے مجھے معافی بھی دے دے گا میں نے وہ ہی کیا جو گنہگار کرتے ہیں تو وہ ہی کر جو ستار وغفار کی شان ہے۔

(ثُمَّ ضَحِکَ) یعنی مسکرائے ٹھٹھا نہ لگایا، مسکرانا اظہار خوشی کے لیے ہوتا ہے ٹھٹھا دل کی غفلت سے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے بہت تھے ٹھٹھا کبھی نہ لگا۔

(قَالَ: رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ کَمَا فَعَلْتُ) یعنی میں قولی وعملی سنتوں پر عمل کر رہا ہوں

Marfat.com

اس موقعہ پر یہ دعا مانگنا سنت قولی ہے اور اس وقت تبسم کرنا سنت عملی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی نقل کرتے تھے اسے ثواب سمجھتے تھے اور یہ بھی پتہ لگا کہ حضور علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل کرنا باعث ثواب ہے حتی کہ ہنسنا اور رونا بھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں ہنس رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی موافقت میں تبسم فرمایا تھا تو یہ عملی سنت رسول بھی ہے اور سنت الٰہیہ بھی، رب تعالیٰ تعجب کرنے، ہنسنے سے پاک ہے اس لیے وہاں ان الفاظ کے معنے ہوتے ہیں خوش ہونا۔رب تعالیٰ کی رضا خوشی اس کی شان کے لائق ہے، ہماری رضا وخوشی ہماری حیثیت کے موافق ہے۔

(اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ) معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اس بندے سے بہت راضی وخوشی ہوتا ہے جو اپنے کو بے کس وگنہگار جانے اور رب تعالیٰ کو قادر وغفار جانے، یہ ہی حال بارگاہِ مصطفوی کا ہے کہ وہاں بھی بے کسی پر رحم بہت ہوتا ہے۔شعر

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آگیا گھبرا کے ہوگئے وہ گنہگار کی طرف

خیال رہے کہ گناہ تو اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے، اس کے محبوب بندے شفاعت تو کرتے ہیں مگر براہ راست گناہ بخشتے نہیں مگر حقوق بندے بھی معاف کرسکتے ہیں، میں اپنا قرض یا خون معاف کرسکتا ہوں لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے گناہ یا کفارے معاف فرمادیئے وہ باذن الٰہی تھے، ان معافیوں کی بہت مثالیں ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "سلطنت مصطفیٰ" میں بیان کی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، حدیث 51:)

۲۸۔بَابُ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيْحِهٖ اِذَا هَبَطَ الْاَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَنَحْوِهٖ

مسافر جب کسی چوٹی وغیرہ (بلند مقام) پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے اور جب کسی وادی وغیرہ میں اترے تو سبحان اللہ کہے اور تکبیر وغیرہ کے لئے بہت زیادہ آواز بلند کرنے کی ممانعت کا بیان

(۸۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور جب پستی کی طرف اترتے تو "سبحان اللہ" کہتے۔

(۸۲)(بخاری شریف رقم الحدیث 2993)

Marfat.com

(۸۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وجیُوشُہ إذَا عَلَوا الثَّنَایَا کَبَّرُوا، وَإذَا ھَبَطُوا سَبَّحُوا. رَوَاہُ أَبُو دَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ صَحِیحٍ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب پست جگہ کی طرف اترتے تو کہتے: ''سبحان اللہ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ھَبَطُوا: از ھبط، یھبط، ھبطاً، بمعنی اترنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم سفر میں جب کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے کہ وہ رب کریم تمام اونچوں سے بڑا ہے اور جب نشیبی زمین پر اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے کہ رب تعالیٰ نزول اور اترنے سے پاک ہے کہ اس میں کمی ونقصان کا شائبہ ہے۔ اسے ابوداؤد، نسائی نے بھی روایت کیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، حدیث 70:)

(۸۴) وَعَنْہُ، قَالَ: کَانَ النَّبِی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَۃِ، کُلَّمَا أَوْفَی عَلَی ثَنِیَّۃٍ أَوْ فَدْفَدٍ کَبَّرَ ثَلَاثاً، ثُمَّ قَالَ: "لَا إلٰہَ إلَّا اللہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلَی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیرٌ. آیِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللہُ وَعْدَہُ، وَنَصَرَ عَبْدَہُ، وَھَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَہُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَفِی رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: إذَا قَفَلَ مِنَ الْجُیُوشِ أَوِ السَّرَایَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَۃِ.

قَوْلُہُ: "أَوْفَی" أَیْ: ارْتَفَعَ، وَقَوْلُہ: "فَدْفَدٍ" ھُوَ بِفَتْحِ الْفَائَیْنِ بَیْنَھُمَا دَالٌ مُھْمَلَۃٌ سَاکِنَۃٌ، وَآخِرُہُ دَالٌ أُخْرَی وَھُوَ: "الْغَلِیظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ".

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج یا

(۸۳) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2599)

(۸۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3174، بخاری شریف، رقم الحدیث 1797، مسند امام احمد، رقم الحدیث 15414)

Marfat.com

عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو جب بھی آپ کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر چڑھتے تو آپ تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اٰیِبُوْنَ. تَائِبُوْنَ. عَابِدُوْنَ. سَاجِدُوْنَ. لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ. وَنَصَرَ عَبْدَہٗ. وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ''۔ ''کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے'وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں' اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے' ہم لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' اپنے رب کے حضور سجدہ کرنے والے' اسی کی تعریف کرنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا' اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس نے اکیلے ہی تمام گروہوں کو شکست دے دی''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جب لشکر کشیوں' مہمات' حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے۔

حل لغات:

لفظ ''اوفی'' میں فاء پر زبر ہے' اور اس کا مطلب ہے: بلندی پر چڑھتے۔

''فد فد'' دونوں میں فاء مفتوح اور ان کے درمیان دال مہملہ ساکن ہے' اور آخر میں ایک اور دال ہے اس کا معنیٰ ہے: سخت اور بلند زمین۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ، وَہَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ) اس میں خدا کی تین نعمتوں کا ذکر ہے: ایک اسلام کے غلبے کا وعدہ فرمانا ہے اور اسے پورا کر دینا۔ دوسرے اپنے بندہ خاص حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مدد صحابہ کے ذریعہ اور باطنی مدد ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعہ فرمانا اور تیسرے غزوہ احزاب جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں اس میں کفار کے لشکر جرار کو تیز ہوا سے بھگا دینا ورنہ مسلمان اس وقت بچ نہ سکتے تھے کیونکہ بارہ ہزار کفار کا لشکر مدینہ منورہ پر باہر سے حملہ آور ہوا تھا اور ادھر خود مدینہ کے یہود نے عہد شکنی کر کے مسلمانوں کو فنا کرنے کی ٹھان لی تھی، اندیشہ تھا کہ اس موقعہ پر مسلمان ان بیرونی اور اندرونی دشمنوں میں پھنس کر ایسے پس جاتے تھے جیسے چکی میں دانہ، رب تعالیٰ خود فرماتا ہے: "اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا" اور ہو سکتا ہے کہ احزاب سے مراد کفار کی ساری جماعتیں ہوں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 43:)

(۸۵) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ

(۸۵) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 3445)

Marfat.com

فَاَوْصِنِیْ، قَالَ: "عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللهِ، وَالتَّكْبِیْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ، قَالَ:
"اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے نصیحت فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جب بھی کسی بلند مقام پر چڑھو تو "اللہ اکبر" کہو جب وہ آدمی واپس لوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی: "اے اللہ اس کے لئے دوری کو سمیٹ دے اور سفر کو اس کے لئے آسان فرمادے"۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

(۸۶) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَاَیُّهَا النَّاسُ، ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ، فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، اِنَّهُ مَعَكُمْ، اِنَّهُ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
"ارْبَعُوْا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ اَیْ: ارْفُقُوْا بِاَنْفُسِكُمْ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے جب ہم اوپر سے کسی وادی میں جھانکتے تو ہم لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہوجاتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے آپ کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اربعوا: باء موحدہ کی فتح سے یعنی اپنے آپ کے ساتھ نرمی کرو۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۸۶) (بخاری شریف رقم الحدیث 2992، مسلم شریف رقم الحدیث 6735، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1526، مسند امام احمد رقم الحدیث 19538، مسند ابویعلی رقم الحدیث 7252)

Marfat.com

شرح:

(فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا) اس طرح کہ جوش کے ساتھ تکبیر کے نعرے لگانے لگے نعرۂ تکبیر اللہُ اَکْبَر یہ نعرے برکت کے لیے تھے نہ کہ کسی خوشی کی وجہ سے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ یہ سفر غزوہ خیبر کا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے خیبر فتح فرمانے تشریف لے جارہے تھے جیسا کہ دوسرے مقامات پر اس کی تصریح ہے۔

یہاں شیخ نے لمعات اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ اس نعرہ تکبیر سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا اس لیے نہ تھا کہ ذکر بالجہر منع ہے بلکہ اس لیے تھا کہ صحابہ پر سفر کرتے ہوئے یہ نعرے تکلیف کا باعث تھے اسی لیے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو ورنہ بہت موقعہ پر صحابہ کرام بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خوب بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ چنانچہ جماعتِ نماز کے بعد چیخ کر ذکر کرتے تھے، صحابہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے دوران نعرہ تکبیر لگاتے تھے، نیز اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ خیبر پر ہم اچانک جا پڑیں لوگوں کو اس حملہ کی خبر بھی نہ ہو سکے تا کہ کفار تیاری نہ کرسکیں اور بہت کم خون خرابہ ہو اور خیبر فتح ہو جائے اس نعرہ سے یہ مقصد فوت ہو جاتا۔ بہر حال ذکر بالجہر منع کرنے والوں کی یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی۔ ذکر بالجہر کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 527)

۲۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي السَّفَرِ

سفر میں دعا کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ". وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: "عَلَى وَلَدِهِ"

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین قسم کی دعائیں مستجاب ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: (1) مظلوم کی دعا (2) مسافر کی دعا (3) باپ کی اپنے بیٹے کے لئے دعا۔

---

(۸۷) (ابو داؤد شریف، رقم الحدیث 1536، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1905)

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور ابوداؤد کی روایت میں ''عَلٰی وَلَدِہٖ'' کا ذکر نہیں ہے۔

حلِ لغات:

مُسْتَجَابَاتٌ: از استجاب، یستجاب، استجاباً بمعنی جواب دینا م قبول ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی یہ تین دعائیں بذاتِ خود قابلِ قبول ہیں اور اپنے فاعلوں کی برکت سے بھی لائق قبول، اسی لیے وہاں عدل اور روزے کا ذکر فرمایا جس میں فاعل بہ تکلف مشقت اٹھاتا ہے۔ یہاں مسافر اور باپ کا ذکر ہے جس میں تکلف و مشقت نہیں۔ (مرقات)

اولاد کے حق میں باپ کی دعا قبول ہے اور بددعا بھی مگر چونکہ باپ اکثر دعائیں ہی دیتا ہے اس لیے دعاء کا ذکر فرمایا، والد سے مراد ماں باپ دونوں ہیں دادا بھی اس میں داخل ہے کہ بالواسطہ وہ بھی والد ہے ماں کی دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

یوں تو مسافر کی بحالتِ سفر تمام دعائیں ہی قبول ہیں مگر اپنے محسن کے لیے دعا اور اپنے ستانے والے پر بددعا بہت قبول ہے۔ (مرقات) اسی طرح مظلوم کی بددعا قبول مگر ستانے والے کے لیے بددعا اور امداد کرنے والے یا بچانے والے کے لیے دعاء بہت قبول ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 474:)

۳۰۔ بَابُ مَا یَدْعُوْ بِهٖ اِذَا خَافَ نَاسًا اَوْ غَیْرَهُمْ

جب لوگوں سے یا کسی اور چیز سے ڈرے تو کیا دعا کرے؟

(۸۸) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنِّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

(۸۸) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث 8631' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1537)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے خطرہ محسوس کرتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ" اے اللہ! ہم تجھی کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

نُحُوْرِہِمْ: از، نحر، نحراً، بمعنی مقابلہ کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا) اس طرح کہ آپ کو پتہ چلتا کہ فلاں قوم ہمارے خلاف سازش یا جنگی تیاری کر رہی ہے۔ خیال رہے کہ خوف بہت طرح کا ہے خوف اطاعت وبندگی صرف رب تعالیٰ کا ہی ہونا چاہیے اور خوف نفرت شیطان وغیرہ دشمنوں سے اور خوف بمعنی خطرہ تکلیف ہر خطرناک چیز سے ہوسکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو وادء سینا میں سانپ سے خوف ہوا، آپ نے فرعونیوں سے خوف کیا یہ واقعات اس آیت کے خلاف نہیں "لَاخَوْفٌ عَلَیہِمْ" کہ وہاں خوف اطاعت مراد اس ہی کی نفی ہے اور خوف بمعنے خطرہ۔

نحر سینہ کو بھی کہتے ہیں اور جانور ذبح کرنے کو بھی "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"۔ چونکہ دشمن کے مقابلہ میں سینہ تان کر ہی کھڑے ہوتے ہیں اس مقابلہ کو اس لفظ سے تعبیر فرمایا، نیز اس میں نیک فال بھی ہے کہ خدایا دشمن کو ذبح کردے کہ وہ ہمارے مقابلہ کے لائق ہی نہ رہے۔

(اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِہِمْ) یعنی ہمارے اور دشمن کی شر کے درمیان تو آڑ ہوجا تاکہ ان کی شر ہم تک نہ پہنچ سکے، یہ دعا بہت ہی مجرب ہے، ایک دشمن کے مقابل بھی کام آتی ہے اور بہت دشمنوں کے مقابل بھی فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی برکت سے شر اعدا سے محفوظ ہے۔

اسے نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیں۔ حصن حصین شریف میں ہے دشمن کے خوف کے وقت "لِاِیلٰفِ قُرَیشٍ" پڑھنا بڑی امان ہے۔ امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا کہ لِاِیلٰف کو بہت اولیاء اللہ نے آزمایا ہے بہت مجرب ہے۔ حضرت زید ابن علی عن عتبہ ابن غزوان عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت، نیز حصن حصین شریف میں اسے

Marfat.com

نقل کیا کہ جب مدد درکار ہو خصوصاً سفر میں تو کہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی اے اللہ اے بندو میری مدد کرو ان شاء اللہ بہت جلد مدد پہنچے گی، کہ بعض اللہ کے غیبی بندے اس پر مامور ہیں۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ یہ حدیث یا عباد اللہ حدیث حسن ہے ومشائخ کی مجرب، مسافروں کو اس کی بہت ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے پکارنا بھی سنت ہے اور ان سے مدد لینا بھی سنت، یہ شرک نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 58:)

۳۱۔ بَابُ مَا یَقُوْلُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً

جب کسی منزل پر اترے تو کیا کہے؟

(۸۹) عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو شخص کسی منزل پر اترے اور کہے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی حتیٰ کہ وہ اس منزل سے کوچ کر جائے۔) (مسلم)

حل لغات:

اعوذ: از عاذ، یعوذ، عیاذاً، و معاذاً، بمعنی پناہ لینا۔

تعارف روای:

خولہ بنت حکیم: آپ حضرت عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں، نہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

(الا کمال فی اسماء الرجال، اصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابیات،)

شرح:

(عُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ،) ان کلمات سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا ساری آسمانی کتب یا اسمائے الٰہیہ یا رب کا کلام نفسی یا اس کا علم یا اس کے فیصلے۔ تام سے مراد ہے نقصان و عیب سے پاک۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمات اللہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ان کی ہر بات وحی الٰہی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور ہمارے حضور کلمات اللہ۔ مخلوق سے وہ مخلوق مراد ہے جس سے شر ہو سکے، اس میں اپنا نفس بھی داخل ہے

(۸۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 982)

Marfat.com

اور چیزیں بھی۔

کفار عرب سفر کی منزلوں میں اترتے وقت کہتے تھے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں یعنی جنات کی، اللہ کے محبوب نے تو ہم کو اس کے عوض یہ دعا سکھائی۔ یہ دعا سفر و حضر میں ہمیشہ ہی صبح شام پڑھا کریں، زہریلی چیزوں سے محفوظ رہو گے بہت مجرب ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 240)

(۹۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ، قَالَ: "يَا أَرْضُ، رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَّأَسْوَدٍ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

وَ"الْأَسْوَدُ": الشَّخْصُ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ: وَ"سَاكِنُ الْبَلَدِ": هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْأَرْضِ. قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ: مَا كَانَ مَأْوَى الْحَيَوَانِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ بِنَاءٌ وَّمَنَازِلُ. قَالَ: وَيُحْتَمَلُ أَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" إِبْلِيْسُ: "وَمَا وَلَدَ": الشَّيَاطِيْنُ.

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے: ''اے زمین میرا بھی اور تیرا بھی پروردگار صرف اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر ہے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے، اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اوپر رینگ رہی ہے۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیر اور سیاہ (شخص) سے اور سانپ سے اور بچھو سے، زمین میں رہنے والے سے اور جننے والے سے اور اس چیز سے جس کو اس نے جنا''۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

الاسود: سیاہ شخص۔

خطابی کہتے ہیں: ساکن البلد سے مراد جن ہیں جو زمین کے باسی ہیں۔

والبلد من الارض: زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوانات رہتے ہوں، خواہ اس میں عمارت وغیرہ نہ ہو۔

اور کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ ''الوالد'' سے مراد: ابلیس ہے، اور ''ماولد'' سے مراد: شیاطین ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۹۰) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2603)

Marfat.com

شرح:

حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام شجر وحجر کلام بھی کرتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نداوکلام کو سنتے بھی ہیں لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین کو یہ خطاب فرمانا حقیقت پر مبنی ہے، رب تعالیٰ نے زمین وآسمان سے یوں خطاب فرمایا تھا: "یٰاَرْضُ ابْلَعِی مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِی" اے زمین اپنا پانی نگل جانا اور اے آسمان اپنا پانی روک لے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نائب جناب کبریا ہیں، زمین وآسمان حضور علیہ السلام کا کلام سنتے اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔ (از مرقات) رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِاَمْرِهٖ" ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان کے لیے مسخر وتابع کردیا کہ ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی۔

زمین کی شر زلزلہ، دھنسا، گر جانا، راستہ بھول جانا وغیرہ ہیں اور اندرونی زمین کی شر سیلاب، سخت گرمی، سخت ٹھنڈک وغیرہ۔ زمین کی مخلوقات کی شر اندرونی کیڑے مکوڑے وغیرہ ہیں کہ سفر میں انہی کی وجہ سے حادثات زیادہ پیش آتے ہیں۔

(وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ) اگرچہ یہ چیزیں بھی زمین پر چلنے والوں میں داخل تھیں لیکن چونکہ ان کی شر خصوصا مسافر کو بہت زیادہ پہنچتی ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا، بعض لوگوں نے والد سے مراد ابلیس اور ولد سے اس کی ذریت لی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو عام رکھا جائے۔ (لمعات) کیونکہ مسافر واجنبی شہر میں چورا چکوں سے بھی بہت تکالیف پہنچ جاتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 56:)

۳۲۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْمُسَافِرِ الرُّجُوعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِذَا قَضٰى حَاجَتَهٗ

جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو مسافر کے لئے مستحب ہے کہ جلدی گھر کی طرف لوٹے

(۹۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ. فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ. فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"نَهْمَتَهٗ": مَقْصُوْدَهٗ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے وہ تم کو کھانے پینے اور سونے سے روکے رکھتا ہے پس جب تم سفر کا مقصود حاصل کر چکو تو جلدی سے اپنے گھر کو لوٹا کرو۔ (متفق علیہ)

(۹۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4846، بخاری شریف، رقم الحدیث 1710، ابن ماجہ شریف، 2882، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1768، دارمی، رقم الحدیث 2670، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7224، ابن حبان، رقم الحدیث 2708، بیہقی، رقم الحدیث 10141)

Marfat.com

حل لغات:

نهمته: کا معنیٰ ہے: اس کا مقصد۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں عذاب سے مراد تکلیف دہ ہے نہ کہ سزا کیونکہ بعض سفر تو ثواب ہیں جیسے سفر جہاد، سفر حج، سفر طلب علم وغیرہ مگر یہ سارے سفر تکلیف دہ ضرور ہیں جن میں وہ تکالیف ہوتی ہیں جو آگے مذکور ہیں۔

عموماً سفر میں انسان وقت پر کھانے، وقت پر سونے، وقت پر باجماعت نماز گھر کی طرح نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اب بھی یہ دیکھا جاتا ہے اگرچہ اب ریل، بس، ہوائی جہازوں کے سفر میں بڑی آسانیاں ہوچکی ہیں۔

نہمہ کے معنی ہیں بلوغ الہمتہ اور وجھہ سے مراد اپنی سفر کی جہت ہے یعنی جس طرف سفر کر کے گیا تھا تو جس مقصد کے لیے گیا تھا سفر میں وہ مقصد پورا ہو جائے۔ (مرقات)

(**فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِه**) تا کہ نماز کی جماعتیں حقوق کی ادائیگی اچھی طرح سے ہوسکیں، بعض علماء نے فرمایا کہ دنیاوی سفروں کے لیے یہ فرمان ہے۔ سفر حج وسفر جہاد وغیرہ کا یہ حکم نہیں مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ میں جتنی حاضری نصیب ہوجائے بہتر ہے اسی لیے یہاں نھمتہ فرمایا۔ نہمہ کہتے ہیں دنیاوی ضرورت وحاجت کو، فقیر اس کو ترجیح دیتا ہے، حاکم وبیہقی نے بروایت حضرت عائشہ بجائے نہمتہ کے حجہ روایت کی یعنی حج سے فارغ ہو کر جلد لوٹو جیسا کہ مرقات میں ہے مگر مدینہ آخر مدینہ ہی ہے وہ تو ہر مؤمن کا دیس ہے پردیس ہے ہی نہیں جیسا سکون قلب اداء عبادات میں وہاں میسر ہوتا ہے گھر میں میسر نہیں ہوتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 793)

۳۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلَى أَهْلِهِ نَهَارًا وَّ كَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ لِغَيْرِ حَاجَتِهِ

اہل خانہ کے پاس دن کو آنے کے استحباب اور بغیر ضرورت رات کو آنے کے مکروہ ہونے کا بیان

(۹۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقَنَّ أَهْلَهُ لَيْلًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَّطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۹۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1801، مسلم شریف، رقم الحدیث 715)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص زیادہ عرصہ گھر سے باہر رہے تو وہ رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (متفق علیہ)

(۹۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا، وَکَانَ یَاْتِیْھِمْ غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اَلطُّرُوْقُ: اَلْمَجِیْئُ فِی اللَّیْلِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے پاس نہیں آتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو یا شام کو ان کے پاس تشریف لاتے تھے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

الطروق: رات کو واپس آنا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلً) کیونکہ بغیر اطلاع اچانک رات میں مسافر کا گھر پہنچنا گھر والوں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور اس زمانہ میں خبر رسانی کے ذرائع بہت محدود تھے اب تو خط، تار ٹیلی فون وغیرہ سے خبر دی جاسکتی ہے۔ یطرق بنا ہے طرق سے بمعنی دروازہ بجانا کواڑ کھڑکانا، چونکہ رات میں آنے پر اس کھڑکانے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے رات میں آنے والے مسافر کو طارق کہتے ہیں ستارہ کو بھی طارق کہا جاتا ہے کہ وہ رات میں ہی چمکتا ہے۔ (مرقات)

صبح صادق سے زوال تک کا وقت غدوہ ہے اور زوال سے سورج ڈوبتے تک کا وقت عشیہ یعنی حضور کی مدینہ منورہ میں آمد یا صبح کے وقت ہوتی تھی یا بعد ظہر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 796)

(۹۳) (بخاری شریف رقم الحدیث 1800، مسلم شریف رقم الحدیث 4847، دارمی رقم الحدیث 444، مسند امام احمد رقم الحدیث 12285، بیہقی رقم الحدیث 10148، طبرانی کبیر رقم الحدیث 11626)

Marfat.com

۳۴۔ بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ وَاِذَا رَاٰی بَلْدَتَهُ

جب سفر سے لوٹے اور اپنے شہر کو دیکھے تو کیا کہے؟

فِیْهِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِیْ بَابِ تَکْبِیْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَایَا۔

اس باب میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہے جو "تَکْبِیْرُ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ" کے باب میں گزر چکی ہے۔

(۹۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِیْنَةِ، قَالَ: "اٰیِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم مدینہ طیبہ کے سامنے پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اٰیِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" "ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ (مسلم)

حل لغات:

ظَهْرِ الْمَدِیْنَةِ: م دینہ کے اطراف۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 79 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

---

(۹۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3176، بخاری شریف، رقم الحدیث 1462، نسائی شریف، رقم الحدیث 2660، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 337، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5595، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2616، بیہقی، رقم الحدیث 10047، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 5460، طبرانی کبیر، 13172)

Marfat.com

۳۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَآءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِیْ فِیْ جِوَارِہٖ وَصَلَاتِہٖ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ

مستحب یہ ہے کہ سفر سے واپس آنے والا سب سے پہلے پڑوس کی مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعتیں (نماز نفل) ادا کرے

(۹۵) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت (نماز نفل) ادا کرتے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

فَرَکَعَ: از، رکوعاً۔ بمعنی رکوع کرنا، رکعت، نماز۔

تعارفِ روای:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی پہلے اہل مدینہ سے ملاقات فرماتے، ان کے دکھ درد سنتے، ان کے مقدمات کے فیصلے فرماتے، انہیں شرف زیارت بخشتے، پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔ طبرانی اور حاکم نے بروایت ثعلبہ حدیث نقل فرمائی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد سے ابتدا فرماتے پھر حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے پھر اپنے گھر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، حدیث 800)

۳۶ بَابُ تَحْرِیْمِ سَفَرِ الْمَرْاَۃِ وَحْدَھَا

عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت کا بیان

(۹۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یَحِلُّ

(۹۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 1556 'بخاری شریف رقم الحدیث 2922 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2773 '2781 'نسائی رقم الحدیث 731 'داری رقم الحدیث 1520 'مسند امام احمد 15810 '15812 '15813 'مستدرک حاکم رقم الحدیث 1797 'بیہقی رقم الحدیث 10158 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 106 '107 '108)

Marfat.com

لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوعورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا بھی (اکیلے) سفر کرے''۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مَسِيْرَةٌ: از، سار، یسیر، سیراً و مسیراً، مسیرة، بمعنی مسافت، مقدار سفر۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس ممانعت کے حکم سے مہاجرہ اور کفار کی قید سے چھوٹنے والی عورت خارج ہے کہ یہ دونوں عورتیں بغیر محرم اکیلی ہی دارالسلام کی طرف سفر کرسکتی ہیں بلکہ یہ سفران پر واجب ہے، اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ عورت اکیلی بصرہ سے بیت اللہ آئے گی اور بجز رب تعالیٰ کے کسی سے خوف نہ کرے گی۔ (بخاری) لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس حدیث کے مخالف ہے نہ حکم فقہاء اس حدیث کے خلاف۔ (مرقات وغیرہ)

محرم کے معنی کہ جس عورت سے نسبی و رضاعی رشتہ کی بنا پر نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو لہٰذا بہنوئی کے ساتھ سالی، دیور کے ساتھ بھاوج، یوں ہی بالشبہ ہو، موطوہ کی ماں اس داماد کے ساتھ سفر نہیں کرسکتی کہ دیور اور بہنوئی سے نکاح دائما حرام نہیں اور بالشبہ موطوہ کی ماں سے اگرچہ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے مگر وہ محرم نہیں ان سے پردہ فرض ہے۔ خیال رہے کہ یہاں تو ایک دن رات کا ذکر ہوا اور بعض روایات میں دو دن دو رات کا ذکر ہے، بعض میں تین دن تین رات کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ ان احادیث میں حد بندی مقصود نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹا بڑا کوئی سفر اکیلے نہ کرے یا یہ احکام مختلف حالات میں ہیں، نازک حالات میں ایک دن رات کا سفر بھی اکیلے نہ کرے، بعض نارمل (normal) حالات میں تین دن سے کم کا سفر اکیلے کرسکتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 131)

(۹۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 3162 ' بخاری شریف رقم الحدیث 1036 ' ابوداؤد رقم الحدیث 1726 ' ترمذی شریف رقم الحدیث 1170 ' نسائی شریف رقم الحدیث 3525 ' ابن ماجہ شریف 2898 ' مؤطا امام مالک رقم الحدیث 1766 ' دارمی رقم الحدیث 2678 ' مسند امام احمد رقم الحدیث 3231 ' ابن احبان رقم الحدیث 2718 ' ابن خزیمہ رقم الحدیث 2521 ' مستدرک حاکم رقم الحدیث 1615 ' بیہقی رقم الحدیث 5188 ' مسند ابویعلی رقم الحدیث 1166 ' طبرانی کبیر رقم الحدیث 12202)

Marfat.com

(۹۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: "انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے پاس خلوت میں نہ جائے اور کوئی عورت کسی محرم کی معیت کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بیوی حج کے لئے چلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اُكْتُتِبْتُ: رجسٹر میں نام لکھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس وقت جہاد فرض عین نہ تھا فرض کفایہ تھا کہ تھوڑے مسلمان کفار کا مقابلہ کر سکتے تھے اس لیے اس کا نام مجاہدین کی فہرست سے خارج کر دیا گیا۔ خیال رہے کہ امام شافعی کے ہاں چند عورتیں ثقہ مل کر حج کر سکتی ہیں، امام مالک کے ہاں ثقہ مرد کے ساتھ بھی حج جائز ہے جیسے ہجرت، بعض اماموں کے ہاں اگرچہ چند عورتیں مل کر حج کریں اور ان میں سے ایک عورت کا محرم ساتھ ہو تو سب کا حج درست ہے مگر مذہب احناف قوی ہے، چونکہ اس شخص کی جگہ دوسرا آدمی جہاد کر سکتا تھا مگر دوسرا آدمی اس کی بیوی کو حج نہیں کرا سکتا تھا اس لیے مجاہدین سے نکال کر حج کرانے کا حکم دیا گیا کہ ابھی انکی بیوی حج کو روانہ نہ ہوئی تھی بلکہ تیاری کر رہی تھی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، حدیث 129)

❁❁❁❁

(۹۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3168، بخاری شریف، رقم الحدیث 1036، ابوداؤد، رقم الحدیث 1726، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1170، نسائی، رقم الحدیث 3525، ابن ماجہ، رقم الحدیث 2898، مؤطا امام مالک 1766، دارمی، رقم الحدیث 2678، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3231، ابن حبان 2718، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2521، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1615، بیہقی، رقم الحدیث 5188، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 1166، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 12202، دارقطنی، رقم الحدیث 32)

Marfat.com

کِتَابُ الْفَضَائِل

فضائل کا بیان

۳۷۔ بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

تلاوت قرآن کی فضیلت کا بیان

فضائل فضیلت کی جمع ہے فضیلت فضل سے بنا بمعنی زیادتی عرف میں فضیلت اس خصوصی بزرگی کو کہتے ہیں جو دوسرے کو حاصل نہ ہو۔ خیال رہے کہ فضل صفت ہے اور فضول عیب یعنی عبث یا فائدہ سے خالی۔ قرآن کی وجہ تسمیہ ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد اول کے مقدمہ میں ملاحظہ کیجئے کہ یہ لفظ قرئ سے بنا یا قراۃ سے یا قرن سے قرآن کے فضائل بعض عمومی ہیں یعنی سارے قرآن کے فضائل اور بعض خصوصی یعنی بعض سورتوں یا بعض آیتوں کے خصوصی فائدے و تاثیریں، جن آیات میں حمد ونعت ہیں وہ ذکر بھی افضل، ذاکر بھی اعلیٰ اور مذکور بھی بہتر مگر جن آیات میں کفار کا ذکر ہے وہاں ذکر اعلیٰ ذاکر افضل مگر مذکور بدترین خلق، اسی لیے قل ھواللہ تین بار پڑھنے میں سارے قرآن کی تلاوت کا ثواب ہے کہ یہ حمد کی سورت ہے اور تبت یدا تین سو بار بھی پڑھ لو تو بھی یہ ثواب نہیں کعبہ معظمہ سارا ہی خدا کا گھر ہے مگر رکن اسود بہت اعلیٰ ہے، مسجد ساری بیت اللہ ہے مگر محراب ومنبر اعلیٰ ہیں لہٰذا اس فضیلت پر منکرین حدیث کا یہ اعتراض نہیں پڑسکتا کہ سارا ہی قرآن کلام الٰہی ہے پھر یہ فرق مراتب کیسا نبیوں، ولیوں میں فرق مراتب موجود ہے حالانکہ وہ سارے اللہ کے پیارے ہیں "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب فضائل القرآن، الفصل الاول، ج 8، ص 1)

(۹۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اقْرَؤُوا الْقُرْاٰنَ، فَاِنَّهٗ يَأْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

---

(۹۸) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1771، دارمی رقم الحدیث 3311، 3312، مسند امام احمد 22200، 22211، 22247، ابن حبان رقم الحدیث 116، مستدرک حاکم رقم الحدیث 2057، 2071، 3135، بیہقی رقم الحدیث 3862، طبرانی کبیر رقم الحدیث 7542، 7544، 8118)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۹۹) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن قرآن اور قرآن والوں کو جو اس دنیا میں اس پر عمل کیا کرتے تھے لایا جائے گا تو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس کے آگے آگے ہوں گی اور وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 593 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی یہ سورتیں بعض بڑے مخلصین کے لیے سفید بادل کی طرح اور ان سے کم درجہ والوں کے لیے سیاہ شامیانہ کیطرح اوپر سایہ کئے ہوں گی، جن سے یہ لوگ گرمی محشر سے محفوظ ہوں گے یہ بادل وشامیانے ان لوگوں کے ساتھ چلتے ہوں گے تمام محشر والے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ حضرات قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں، اب جو کہے کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مؤمن و کافر کی بھی پہچان نہ ہوگی وہ جھوٹا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 347)

(۱۰۰) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (بخاری)

(۱۰۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَّذِيْ

(۹۹) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1773، دارمی، رقم الحدیث 3394، مسند امام احمد، رقم الحدیث 17674)

(۱۰۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 993)

Marfat.com

يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اور عمدگی سے قرآن حکیم پڑھتا ہے تو وہ قیامت کے دن نیکوکار اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اور ہکلاتا ہے اور اس کو پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ (متفق علیہ)

(۱۰۲) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن حکیم پڑھتا ہے نارنگی کی ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن حکیم نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ اس کی بو تو نہیں ہے اور اس کا ذائقہ عمدہ ہے اور وہ منافق جو قرآن حکیم پڑھتا ہے اس کی مثال نازبو کی طرح ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا ذائقہ تلخ ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اندرائن (تمبے) کی طرح ہے کہ اس کی بو بھی نہیں ہے اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الْاُتْرُجَّةِ: نارنگی، لیموں، لیموں کا درخت،

الْحَنْظَلَةِ: اندرائن کا درخت، اندرائن اپنے کڑوے پن میں ضرب المثل ہے۔

(۱۰۱) (بخاری شریف' رقم الحدیث 4553' مسلم شریف' رقم الحدیث 798' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1454' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2904' ابن ماجہ شریف' 3779' داری' رقم الحدیث 3368' مسند طیالسی' 1499' مسند امام احمد' 24257' ابن حبان' رقم الحدیث 767' سنن الکبریٰ نسائی' 8045' بیہقی' رقم الحدیث 3860' مسند ابن الجعد' رقم الحدیث 956' مسند اسحاق' رقم الحدیث 1313' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث 6016' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 30036)

(۱۰۲) (بخاری شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 4732' 4772' 5111' 7121' ابوداؤد شریف' 1454' 4829' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2904' 2865' نسائی شریف' رقم الحدیث 5038' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 3779' 214' درامی' رقم الحدیث 3368' داری' رقم الحدیث 3363' 3364' مسند امام احمد' رقم الحدیث 24247' 24678' 24711' ابن حبان' رقم الحدیث 767' 121'' بیہقی' رقم الحدیث 3860' 3861' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 7237' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 8670)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی بے دین جو ریاء کے لیے یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے قرآن پڑھے، اگرچہ خود تو بدمزہ ہے کہ منافق ہے مگر اس کی تلاوت سے سننے والوں کو کچھ نہ کچھ راحت ضرور مل جاتی ہے، جیسے ریحانہ گھاس (نیاز بو) کہ ہے تو بدمزہ مگر اس کی خوشبو سے دماغ ضرور معطر ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن کا اثر ظاہر و باطن میں ہوتا ہے کہ اس سے زبان، کان، دل، دماغ ایمان سب ہی تازہ ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن پاک کی تاثیریں مختلف ہیں جیسے پڑھنے والے کی زبان ویسے ہی تاثیر قرآن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انڈے پر "قل ھو اللہ" پڑھ کر دم کر دیا تو سونا ہو گیا، اور فرمایا کہ کلام ربانی کے ساتھ زبان فرید ہونی چاہیے دیکھو یہاں مؤمن و منافق کی تلاوتوں میں فرق فرمایا گیا پھر جیسا مؤمن ویسی ہی تلاوت کی تاثیر۔ تیسرے یہ کہ ہر تلاوت قرآن کرنے والے سے دھوکہ نہ کھاؤ ان میں کبھی منافق بھی ہوتے ہیں، قرآن کریم ریڈیو کی پیٹی ہے، تلاوت والے کے دل کی سوئی اگر شیطان کیطرف لگی ہوئی ہے تو اس کے سامنے تو قرآن ہوگا مگر اس کے منہ سے شیطان بولے گا اور اگر دل کی سوئی مدینہ پاک کی طرف ہے تو ان شاء اللہ زبان سے مدینہ کے فیضان نکلیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 340:)

(۱۰۳) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بعض اقوام کو رفعتیں عطا فرماتا ہے اور بعض اقوام کو پستی میں گرا دیتا ہے۔ (مسلم)

(۱۰۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ مَالًا،

(۱۰۳) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 1794، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 210)

(۱۰۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 73، 1343، 6722، مسلم شریف، رقم الحدیث 1791، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1936، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 4208، 4209، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3651، 4109، 4550، ابن حبان، رقم الحدیث 90، 125، 126، بیہقی، رقم الحدیث 7615، 7616، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 5078، 5186، 5227، طبرانی کبیر، 13162)

Marfat.com

فَهُوَ يُنفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"والآنَاءُ": السَّاعَاتُ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کے علاوہ کسی شخص پر حسد (رشک) کرنا صحیح نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کا علم عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس پر عمل پیرا رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا رہتا ہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الاناي: کا مطلب ہے گھڑیاں۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنے ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

(رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ) یعنی عالم دین ہو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے　　　یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جیئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاء اللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورۂ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں آئے گا۔

چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، حدیث 339)

Marfat.com

(۱۰۵) وَعَنِ البراء بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَّرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: "تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلشَّطَنُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَلْحَبْلُ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ایک بادل اس کے اوپر چھا گیا اور قریب سے قریب تر ہونے لگا اور گھوڑا اس بادل کے خوف سے اچھلنے کودنے لگا جب صبح ہوئی تو وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سکینہ (یعنی تسلی) ہے جو قرآن حکیم کی برکت سے نازل ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

الشطن: شین معجمہ پر زبر اور طاء مہملہ کے ساتھ رسی کو کہتے ہیں۔

(۱۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: الٓمٓ حَرْفٌ، وَلٰكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے قرآن حکیم کے ایک حرف کی تلاوت کی اس کو ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔

حکم حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۰۵) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1753' بخاری شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 5011' 4724' 4730' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2885' مسند امام احمد' رقم الحدیث 11783' 18614' 18660' ابن حبان' رقم الحدیث 779' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2034' 2035' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 561' 566)

(۱۰۶) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 2910)

Marfat.com

شرح:

الف، لام، میم کو حرف فرمانا مجازاً ہے ورنہ یہ حرفوں کے نام یعنی اسمائے حروف ہیں اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ الف میں تین حرف ہیں، ا، ل، ف مگر اس کو ہم ایک حرف ہی مانتے ہیں کہ قرآنی تلاوت میں یہ ایک حرف ہو کر آتا ہے، اگرچہ اس کے اجزا تین ہیں بعض شارحین نے کہا کہ الم ترکیف میں الم کی تیس نیکیاں ہیں اور "الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ" میں الٓمّٓ کی نوے نیکیاں ہیں، کیونکہ اس میں حرف نو ہیں اسمائے حروف اگرچہ تین ہیں مگر یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ مکتوبی یعنی لکھے ہوئے حرف مراد ہیں نہ کہ مقروئی یعنی پڑھے ہوئے حرف اور مکتوبی حرف سورۂ فیل و بقرہ میں یکساں ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 362)

(۱۰۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۰۸) وَعَنْ عبدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَؤُھَا"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور بلندی کی طرف چڑھ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا بے شک تیری منزل وہ ہے جہاں تو اس کی آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۰۷) (ترمذی شریف، کتاب ثواب القرآن، رقم الحدیث 2913)

(۱۰۸) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1464، ترمذی شریف، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث 2914)

Marfat.com

حل لغات:

اِرْتَقِ: ارتقی، یرتقی، ارتقائً بمعنی چڑھنا۔

رَتِّلْ: از، رتّل، یرتّل، ترتیلاً ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا عمدہ طریقے سے پڑھنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قرآن والے سے مراد وہ مسلمان ہے جو ہمیشہ تلاوت کرتا ہو اور اس پر عامل ہو، وہ شخص نہیں جو قرآن پڑھتا ہو، اور قرآن اس پر لعنت کرتا ہو کہ یہ تلاوت تو عذاب الٰہی کا باعث ہے، بعض آریہ اور عیسائی بھی قرآن پاک پر اعتراضات کرنے کے لیے قرآن پاک پڑھتے بلکہ حفظ تک کر لیتے ہیں، پنڈت کالی چرن چودہ پاروں کا حافظ ہوا۔ (مرقات۔)

جنت کے درجات اوپر تلے ہیں جس قدر درجے کی بلندی، اسی قدر بہتر ان شاءاللہ اس دن تلاوت قرآن مؤمن کے لیے پروں کا کام دے گی، یا اس سے مراتب قرب الٰہی میں ترقی کرنا مراد ہے، یعنی تلاوت کرتا جا اور مجھ سے قریب تر ہوتا جا۔

(فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَةٍ تَقْرَؤُهَا) یعنی جہاں تیرا پڑھنا ختم، وہاں تیرا چڑھنا ختم، وہاں اسی قدر تلاوت کر سکے گا جس قدر تلاوت دنیا میں کرتا تھا اور جس طرح آہستہ یا جلدی یہاں تلاوت کرتا تھا اسی طرح وہاں کرے گا۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنت کے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ درجے ہیں کیونکہ قرآن کریم کی آیات اتنی ہی ہیں اور ہر آیت پر ایک درجہ ملتا ہے، اگر درجے اس سے کم ہوں، تو یہ حساب کیسے درست ہو اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان مرقات۔ دوسرے یہ کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی سوائے تلاوت قرآن کے، مگر یہ تلاوت لذت اور ترقی درجات کے لیے ہوگی، جیسے فرشتوں کی تسبیح۔ تیسرے یہ کہ دنیا میں تلاوت قرآن کریم کا عادی بعد موت ان شاءاللہ حافظ قرآن ہو جائے گا، ورنہ یہ شخص وہاں بغیر قرآن دیکھے سارا قرآن کیسے پڑھتا۔ چوتھے یہ کہ بغیر ترجمہ سمجھے بھی تلاوت بہت مفید ہے کہ یہاں تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ قرآن میں تفکر کرنا محض تلاوت سے افضل ہے، اسی لیے حضرت صدیق اکبر حفاظ صحابہ سے افضل ہوئے جنت میں ساری امت سے اونچے درجے میں وہ ہی ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 359:)

Marfat.com

۳۸۔بَابُ الْاَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِیرِ عَنْ تَعْرِیضِهِ لِلنِّسْیَانِ

قرآن حکیم کی حفاظت کے حکم اور اسے بھلا دینے سے ڈرنے کا بیان

(۱۰۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس قرآن حکیم کی ہمیشہ تلاوت کرتے رہا کرو اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں (مجھ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' قرآن حافظے سے نکلنے کے معاملے میں اس سے بھی زیادہ سخت ہے جو اونٹ ڈھنگے سے نکل جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حافظ قرآن کی مثال اس اونٹ کے مالک جیسی ہے جس کا گھٹنا بندھا ہوا ہو اگر اس کا مالک اس کا خیال رکھے گا تو وہ اس کو روکے رکھے گا اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الْمُعَقَّلَةِ: اونٹ کی ٹانگ ران ملا کر باندھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اونٹ تو مضبوط رسی سے کھونٹے پر رہتا ہے اور قرآن شریف ہمیشہ دور کرنے اور تکرار کرتے رہنے سے ذہن میں

(۱۰۹) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1741' بخاری شریف' رقم الحدیث' 4735' 4736' 7044' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1469' 1472' 1473' نسائی' رقم الحدیث 1017' 1018' داری' رقم الحدیث 1488' 491' 3490' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7657' 7819' 9804' ابن حبان' رقم الحدیث 120' 751' 752' بیہقی' رقم الحدیث 2256' 4485' 20829' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 5959' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 501)

(۱۱۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1736' بخاری شریف' 4743' نسائی شریف' رقم الحدیث 942' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 3783' موطا امام مالک' 474' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4665' 4845' 4845' ابن حبان' رقم الحدیث 764' 765' بیہقی' رقم الحدیث 3857)

Marfat.com

ٹھہرتا ہے، پھر جیسے اونٹ اگر ٹھہر جائے تو بڑے فائدے پہنچاتا ہے، سواری، باربرداری، گوشت، دودھ، نسل، اون وغیرہ سب ہی دیتا ہے ایسے ہی قرآن اگر ذہن میں ٹھہر جائے تو ایمان، عرفان رضائے رحمان وغیرہ سب کچھ اسی سے میسر ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 414)

۳۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

خوش الحانی سے قرآن حکیم پڑھنے کے استحباب اور اچھی آواز والے شخص کو قرآن حکیم سنانے کے لئے کہنے اور اس کو سننے کا بیان

(۱۱۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا اَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنٰى "اَذِنَ اللهُ": اَيِ اسْتَمَعَ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى الرِّضَاءِ وَالْقَبُوْلِ.

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس طرح نہیں سنتا جیسا کہ کسی خوش الحان نبی کو بلند آواز سے ترنم کے ساتھ قرآن حکیم پڑھتے ہوئے سنتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۱۲) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: "لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: "لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ".

◄ ◄ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزامیر (سُروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا: کاش کہ اگر تم مجھے دیکھتے کہ میں گزشتہ رات تمہیں قرآن حکیم پڑھتے سن رہا تھا۔

---

(۱۱۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 1742، بخاری شریف رقم الحدیث 5043)

(۱۱۲) (مسلم شریف، کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث 1749)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابوسَعِید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدنا اُسید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے اصطبل میں قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے کہ ان کا گھوڑا چکر لگانے لگا۔ انہوں نے دوبارہ قرآن کی تلاوت شروع کی تو گھوڑا دوبارہ اُچھلنے لگا، تیسری مرتبہ بھی ایسے ہی ہوا۔ حضرتِ سیّدنا اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا (میرے بیٹے) یحیٰ کو نہ روند ڈالے، جب میں گھوڑے کو پکڑنے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک چھتری سایہ کناں ہے جس میں چراغ روشن ہے اور وہ چھتری فضا میں معلق ہے پھر وہ فضاء میں گم ہوگئی اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گزشتہ رات اپنے اصطبل میں قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا کہ میرا گھوڑا مست ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابن حضیر! قرآن پڑھو۔ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا، اے ابن حضیر! پڑھو۔ تو میں پڑھنے لگا اور گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا، اے ابن حضیر پڑھتے رہو۔ پھر جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے سر پر ایک چھتری کو سایہ کناں دیکھا جس میں چراغ روشن تھے اور وہ فضاء میں معلق تھی پھر وہ فضاء میں بلند ہوتی گئی یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی، اسوقت (میرا بیٹا) یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے روند نہ ڈالے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ ملائکہ تھے جو تمہاری قراءت سننے آئے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح لوگ انہیں دیکھتے اور ان میں سے کوئی پوشیدہ نہ رہتا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، رقم ۷۹۶، ص ۳۹۹)

(۱۱۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ، فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱۱۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 942، بخاری شریف، رقم الحدیث 769)

Marfat.com

زیادہ اچھی آواز والا نہیں سنا۔ (متفق علیہ)

(۱۱۴) وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ.

مَعْنٰی "یَتَغَنّٰی": یُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ.

◀ حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قرآن حکیم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یتغنی: کا معنی ہے: اچھی آواز سے قرآن حکیم پڑھنا۔

(۱۱۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَاْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ" فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَقْرَاُ عَلَیْكَ، وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ؟! قَالَ: "اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ" فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ، حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ: {فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا} قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْهِ، فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھے قرآن حکیم پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو قرآن حکیم پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا ہے فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن حکیم سنوں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ نساء پڑھ کر سنائی حتیٰ کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: {فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا} ''اور کیا حال ہوگا جب ہم لے کر آئیں گے ہر امت سے گواہ اور لے آئیں گے آپ کو ان پر گواہ'' تو فرمایا: بس اب کافی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حَسْبُكَ: الحسب، مصدر، بمعنی کافی ہونا،

---

(۱۱۴) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1471)

(۱۱۵) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1764' بخاری شریف' 4715' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3591'4033' بیہقی' رقم الحدیث 17292' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 5098'5193' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9712'9713)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھنا، پڑھوانا، سننا، سنانا سب عبادت اور سنت رسول ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پڑھوانا نہ تو تعلیم کی لیے تھا نہ اصلاح کے لیے بلکہ صرف سننے کے لیے تھا۔

(میں آپ کو قرآن حکیم پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا ہے) یعنی حضور آپ کو تو حضرت جبریل قرآن سناتے ہیں تو میری کیا حقیقت ہے، یا قرآن کریم حکمت ہے حضور حکیم ہیں، جنہیں اللہ عزیز حکیم نے سکھایا، حکمت حکیم کے منہ سے سجتی ہے، میرا حضور کے سامنے پڑھنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔

(فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن حکیم سنوں) کیونکہ قرآن پڑھنا بھی عبادت ہے اور دوسرے سے پڑھوا کر سننا بھی، پہلی عبادت تو ہم کرتے رہتے ہیں، آج چاہتے ہیں کہ دوسری عبادت بھی ادا کریں، عرب شریف میں اب بھی دستور ہے کہ جہاں چند احباب جمع ہوتے ہیں تو وہاں ایک دوسرے سے قرآن شریف سنتے ہیں، یہ اس حدیث پر عمل ہے۔

{فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيدًا} اے محبوب قیامت کے دن ان کفار کا کیا بنے گا جب کہ ان کے انبیاء ان کے خلاف گواہی دیں گے اور اے محبوب تم ان تمام انبیاء کی تائیدی گواہی دو گے کہ مولیٰ یہ سارے انبیاء سچے ہیں ان کی قوموں نے واقعی بہت سرکشی کی تھی اپنے نبیوں کی بات نہ مانی تھی، اس آیت کریمہ کی نفیس تفسیر ہماری کتاب "شان حبیب الرحمان" اور "تفسیر نعیمی" میں ملاحظہ کرو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی یا تو ہیبت الٰہی سے قیامت کے اس مقدمہ کے تصور سے یا اپنی امت پر رحمت کی وجہ سے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس آیت پر بعض لوگ بے ہوش ہو گئے اور بعض حضرات مر بھی گئے۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھ کر یا سن کر رونا سنت ہے بشرطیکہ بناوٹ سے نہ ہو۔ بیہقی شریف میں ہے کہ قرآن کریم غم و رنج لیے ہوئے آیا ہے، اس لیے تم اس کی تلاوت پر روؤ۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 420)

۴۰۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰى سُوَرٍ وَّآيَاتٍ مَّخْصُوصَةٍ

مخصوص سورتوں اور آیات پر ابھارنے کا بیان

(۱۱۶) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ: "اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟" فَاَخَذَ بِيَدِيْ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ قُلْتَ: لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تجھے قرآن حکیم کی عظیم ترین سورۃ کے متعلق تجھے نہ بتاؤں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ آپ مجھے قرآن حکیم کی عظیم ترین سورۃ بتائیں گے۔ فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (یعنی سورۃ فاتحہ) یہ بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں ہیں اور قرآن حکیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

ابوسعید ابن معلیٰ: آپ کا نام حارث ابن معلیٰ ہے، انصاری زرقی ہیں، چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام)

شرح:

خلاصہ فرمان یہ ہے کہ سورہ فاتحہ بہت سی خوبیوں کی جامع سورۃ ہے اس میں حمد الٰہی، نعت پاک مصطفوی، وعدے وعیدیں، حشر ونشر کا ذکر، محبوب ومردود بندوں کا تذکرہ، رب تعالیٰ سے سوال کی تعلیم، دین برحق کی پہچان وغیرہ تمام مضامین ہیں دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کلاں، اس میں سات آیتیں ہیں جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں ان کا نزول دوبار ہوا ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد یہ سورۃ سات حرفوں سے خالی ہے: ث، ج، خ، ز، ش، ظ، ف لہٰذا یہ سبع مثانی ہے یعنی سات مقرر آیتیں، نیز یہ سورت اس امت کی خصوصیات سے ہے کسی کو ہم سے پہلے نہ ملی، اس لیے رب تعالیٰ نے اس کی عطاء کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کہ ارشاد ہوا: "وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ" اگرچہ قرآن پاک میں یہ سورۃ بھی تھی مگر اس کا ذکر مستقل طور پر فرمایا لمعات، مرقات۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے اعلیٰ وافضل ہیں اس کی تحقیق پہلے کی جاچکی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 344:)

(۱۱۷) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيْ:

(۱۱۶) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5006)

Marfat.com

{قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ}: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ". وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِاَصْحَابِهٖ: "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَيْلَةٍ". فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوْا: اَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "{قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ}: ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھنے کے متعلق فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ سورت (اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے' اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بھی نہیں کر سکتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر یہ بات شاق گزری' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کون شخص اس کی استطاعت رکھتا ہے۔ فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد اَللّٰهُ الصَّمَد ایک تہائی قرآن ہے۔

(۱۱۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا' وہ شخص اس سورت کو بار بار دہرا رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کی اور وہ شخص اس (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کے پڑھنے کو کم عمل سمجھتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

يَتَقَالُّهَا: از، تقال الشئی، بمعنی کم گننا،

لتعدل: از، عدلاً، بمعنی برابری کرنا، انصاف کرنا۔

---

(۱۱۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 1783' ترمذی رقم الحدیث 2893' 2894' 2899' نسائی رقم الحدیث 996' ابن ماجہ رقم الحدیث 3787' 3788' مؤطا امام مالک رقم الحدیث 487' داری رقم الحدیث 3428' 3432' 3433' مسند امام احمد رقم الحدیث 6613' 9531' 11197' 11410' مستدرک حاکم رقم الحدیث 2078' مسند ابو یعلی رقم الحدیث 1017' 6180' طبرانی کبیر رقم الحدیث 4024' 10245' 10484)

(۱۱۸) (بخاری شریف رقم الحدیث 5013)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت رضی ابو سعید خدری اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیّدنا معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزّہ عَنِ العُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، جو شخص دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر تو ہم اسے کثرت سے پڑھا کریں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل بہت زیادہ عطا فرمانے والا اور پاک ہے۔ (مسند احمد، حدیث معاذ بن انس، رقم ۱۵۶۱۰، ج۵، ص۳۰۸)

(۱۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيْ: {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} "اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے متعلق فرمایا: بیشک یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

(۱۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} قَالَ: "اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سورۃ (یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۱۹) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 812)

(۱۲۰) (بخاری شریف' رقم الحدیث 774' ترمذی شریف' کتاب فضائل قرآن' رقم الحدیث 2901)

Marfat.com

شرح:

اس عرض کرنے والے کا نام کلثوم یا کرزم ہے، پہلا قول زیادہ قوی ہے (مرقات)

سبحان اللہ! کیسا مختصر اور جامع جواب ہے یعنی تو اس سورت سے محبت کی بناء پر اللہ کا پیارا بن جائے گا اور اللہ کے پیارے کی جگہ جنت ہی تو ہے، بعض لوگ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ، وَالضُّحٰی اور سورۂ فتح واحزاب سے بڑی محبت کرتے ہیں اس لیے کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی سورتیں ہیں، ان کی یہ محبت بھی ان شاء اللہ جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 355:)

(۱۲۱) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} وَ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ}" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے ان آیات کو نہیں دیکھا جو آج رات نازل ہوئیں کہ ان جیسی آیات کبھی نہیں دیکھی گئیں وہ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورتوں کی آیات) ہیں۔ (مسلم)

(۱۲۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ، وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ، حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذ تین (یعنی قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) کے نازل ہونے سے قبل جنوں سے اور انسانوں کی نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاوت کو معمول بنالیا اور ان کے علاوہ تعوذ کے باقی کلمات ترک کر دیئے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۱۲۱) (مسلم شریف، فضائل القرآن، رقم الحدیث 814)

(۱۲۲) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2058)

Marfat.com

حل لغات:

اَخَذَ بِهِمَا: از، اخذاً بمعنی لینا، پکڑنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی نظر سے بچنے کے لیے مختلف دعائیں پڑھتے تھے مثلاً اعوذ باللہ من الجان وغیرہ یا اعوذ باللہ من عین الانسان الحاسد۔
دیگر دعاؤں کی کثرت چھوڑ دی زیادہ تر سورۂ فلق وناس ہی سے عمل فرمایا، یہ مطلب نہیں کہ بالکل چھوڑ دیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 401:)

(۱۲۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ، وَهِیَ: {تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ}".
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ". وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ: "تَشْفَعُ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن حکیم میں ایک سورۃ ہے جس کی تیس آیات ہیں اس سورت نے ایک شخص کی شفاعت کی حتیٰ کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں (شفعت کے بجائے) ''تشفع'' ہے۔

حل لغات:

شَفَعَتْ: از، شفع، یشفع، شفاعۃً بمعنی سفارش کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۲۳) (ابوداؤد شریف، کتاب شہر رمضان، رقم الحدیث 1400، ترمذی، فضائل القرآن، رقم الحدیث 2891)

Marfat.com

شرح:

حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو شخص روزانہ رات میں تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھے گا اللہ عزوجل اسے عذاب قبر سے محفوظ فرمادے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اسے مانِعہ (یعنی عذاب قبر سے بچانے والی) کہا کرتے تھے اور بیشک یہ قرآن کی ایک ایسی سورت ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے وہ بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبری للنسائی الجزء الثالث، رقم ۱۰۵۴۷، ج ۶، ص ۱۷۹)

(۱۲۴) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

قِیْلَ: کَفَتَاہُ الْمَکْرُوْہَ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ، وَقِیْلَ: کَفَتَاہُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔

◀ ◀ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کرے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

(متفق علیہ)

کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو آیات اس رات کے لئے ناپسندیدہ حالات کے پیش آنے سے اس کے لئے کافی ہوں گی اور اس کا مطلب یہ بھی بتایا گیا کہ دو آیات اس کے لئے رات کے قیام سے کفایت کریں گی۔

حل لغات:

تعارفِ روای:

ابو مسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ انہوں نے اپنے سر پر ایک آواز سنی تو اپنے سر کو اوپر اٹھایا اور کہا، یہ آسمان کا دروازہ ہے

(۱۲۴) (بخاری شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 5040' مسلم شریف' رقم الحدیث 807)

Marfat.com

جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اترا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ پھر اس نے سلام کیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دونوروں کی خوشخبری لیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں، آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے، وہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عطائیں کی جائیں گی۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرۃ، رقم ۸۰۶، ص ۴۰۳)

(۱۲۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(مسلم)

(۱۲۶) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا الْمُنْذِرِ، اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟" قُلْتُ: {اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ} فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ، وَقَالَ: "لِیَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابومنذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے پاس قرآن حکیم کی جو آیات ہیں ان میں سے عظیم ترین آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

یَهْنِکَ: از، ھنا، یھنیئُ، ھنائً، بمعنی خوشگوار ہونا، مبارک ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 137 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۲۵) (مسلم شریف' کتاب صلوۃ المسافرین' رقم الحدیث 1721)

(۱۲۶) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث (1782)

Marfat.com

شرح:

پہلی بار نہ بتانے اور پھر بتا دینے کی شارحین نے بہت وجوہ بیان کی ہیں فقیر کی نظر میں قوی وجہ یہ ہے کہ ان دو سوالوں کے درمیان کے وقفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل میں جواب بطور فیضان القاء فرما دیا پھر پوچھا تو آپ نے وہ ہی القاء کیا ہوا جواب عرض کر دیا حضرات صوفیاء کبھی نظر سے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھ کر کبھی مرید کو سامنے بٹھا کر کبھی کوئی بات پوچھ کر فیض دیتے ہیں، ان طریقوں کی اصل یہ حدیث ہے (از لمعات واشعہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعب کو نظر بھر کر دیکھا جس سے ان کے سینہ میں علوم کے دریا بہ گئے۔

یہ فرمان ہمارے عرض کئے ہوئے مطلب کی تائید ہے یعنی اے ابی تمہیں یہ علم لدنی مبارک ہو کہ بغیر کتابیں پڑھے داتا کی دین اور راہبر کامل کی ایک نگاہ کرم سے تمہیں سب کچھ مل گیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 348)

(۱۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ، فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَیَّ عِیَالٌ، وَبِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ، فَخَلَّیْتُ عَنْهُ، فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً وَّعِیَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَقَالَ: "اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَیَعُوْدُ" فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَصَدْتُهٗ. فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَیَّ عِیَالٌ لَّا اَعُوْدُ. فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ. شَكَا حَاجَةً وَّعِیَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَقَالَ: "اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَیَعُوْدُ" فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ، فَقُلْتُ: لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّكَ لَا تَعُوْدُ! فَقَالَ: دَعْنِیْ فَاِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ یَّنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: اِذَا اَوَیْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰیَةَ الْكُرْسِیِّ، فَاِنَّهٗ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَا یَقْرَبُكَ شَیْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ. فَاَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ

(۱۲۷) (بخاری شریف رقم الحدیث 2311)

Marfat.com

اللہِ، زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللہُ بِھَا، فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ، قَالَ: "مَا ھِیَ؟" قُلْتُ: قَالَ لِیْ: اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ مِنْ اَوَّلِھَا حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ: {اَللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ} وَقَالَ لِیْ: لَا یَزَالُ عَلَیْكَ مِنَ اللہِ حَافِظٌ، وَلَنْ یَّقْرَبَكَ شَیْطٰنٌ حَتّٰی تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَكَ وَھُوَ کَذُوْبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ؟" قُلْتُ: لَا. قَالَ: "ذَاكَ شَیْطَانٌ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ رمضان (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور وہ غلے سے کچھ اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا: میں ضرورت مند آدمی ہوں مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے اور میں بڑا ہی محتاج ہوں تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! آج رات تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے اپنی حاجت مندی اور اہل عیال کا شکوہ کیا تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تمہارے سامنے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا سو مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس میں اس کی تاک میں رہا پس وہ آیا اور غلہ اٹھانے لگا تو میں نے کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور عیالدار ہوں پھر نہیں آؤں گا پس میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کہا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے اپنی حاجت مندی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کی تاک میں رہا۔ وہ آیا اور غلہ اٹھانے لگا' تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا: (اب) میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری بار ہے تو کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا لیکن تو پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں۔ جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع پہنچائے گا۔ میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں۔ اس نے کہا: جب تو سونے کے لئے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مسلسل تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھا دے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا' تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: اس نے مجھ سے کہا: جب تو بستر پر جائے تو اول سے

Marfat.com

آخرتک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر یعنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور اس نے مجھ سے کہا: اللہ کی طرف سے محافظ مسلسل تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے تجھ سے سچ کہا ہے حالانکہ وہ بڑا ہی جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون تھا جس سے تو تین دن تک باتیں کرتا رہا؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

حل لغات:

یحثو: از، حثواً، بمعنی ڈالنا، لینا۔

فرصدتہ: از، رصداً، بمعنی انتظار کرنا، گھات میں بیٹھنا۔

اویت: از، اوائً، بمعنی ٹھکانا لینا، پناہ لینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ) اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان قرآن شریف سے بھی واقف ہے اور آیات قرآنیہ کے احکام و اسرار واشارات سے بھی خبردار ہے، امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ شیطان ہر دین کے اچھے برے اعمال سے تفصیل وار واقف ہے اور ہر شخص کی نیت وارادہ پر مطلع ہے، اس کے بغیر وہ خلق کو بہکا نہیں سکتا، جب اس بہکانے والے کے علم کا یہ حال ہے تو خلق کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہیئے قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنَّہٗ یَرٰىکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ" شیطان اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھے یعنی وہ حاضر ناظر ہے کیوں، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو جس کے ذمہ خلق کی ہدایت ہے وہ بھی حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ شیطان کافر بھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ مؤمن کو چاہیئے جہاں سے اسے علم ملے لے لے، ہاں بے دین کو استاد دین کا نہ بنائے یہاں حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو استاد نہ بنایا جیسے قابیل کو کوے نے طریقہ دفن سکھایا، مگر کوا ان کا استاد نہ تھا۔ خیال رہے کہ کافر و بے دین کی اچھی بات پر جلد اعتماد نہ کرے ممکن ہے وہ شہد میں زہر دے رہا ہوں، یہاں جناب ابو ہریرہ نے شیطان کی جب مانی جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید و تصدیق فرمادی۔ چوتھے یہ کہ آیۃ الکرسی دفع شیطان کے لیے اکسیر ہے خود شیطان اس کی خبر دے گیا کہ میرے بھاگنے کا ذریعہ آیۃ الکرسی ہے بھگانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید فرمادی، اور بھاگنے والے مردود نے بھی اس کی خبر دے دی۔ پانچویں یہ کہ کافر کی سچی بات کی مسلمان تصدیق و تائید کرسکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 349:)

Marfat.com

(١٢٨) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ" رَوَاھُمَا مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوالدرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ کہف کی آخری دس آیات۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت کیا۔

حل لغات:

عُصِمَ: از، عصمۃ، بمعنی محفوظ رکھنا، بچانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ دجال سے مراد وہ ہی بڑا دجال ہے جو قرب قیامت نکلے گا اس کا فتنہ اتنا سخت ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا یعنی اگر اس کی تلاوت کرنے والے کے زمانے میں دجال ظاہر ہوا تو ان شاء اللہ اس کے فتنے سے یہ محفوظ رہے گا اور ہوسکتا ہے کہ دجال سے مراد تمام فتنہ گر بے دین لوگ مراد ہوں جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے ان آیات کی برکت سے یہ شخص ہر بے دین فتنہ گر کے شر سے بچا رہے گا۔ سورۂ کہف میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا ان کی آیات پڑھنے والے پر ان شاء اللہ وہی فیضان ہوتا ہے بعض روایات میں تین آیات ارشاد ہوئیں مگر دس میں تین بھی داخل ہیں لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 352)

(١٢٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: بَیْنَمَا جِبْرِیْلُ - عَلَیْہِ السَّلَامُ - قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِیْضًا مِّنْ فَوْقِہٖ، فَرَفَعَ رَاْسَہٗ، فَقَالَ: ھٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ

---

(١٢٨) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1780' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 4323' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2886' دارمی' رقم الحدیث 3385' 3405' مسند امام احمد' رقم الحدیث 21760' مسند امام احمد' رقم الحدیث 27556' 27580' ابن حبان' رقم الحدیث 785' 786' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 2072' 3391' بیہقی رقم الحدیث 5793' طبرانی کبیر 8672)

(١٢٩) (مسلم شریف' کتاب فضائل القرآن' رقم الحدیث 1774' ابن حبان' رقم الحدیث 778' مستدرک حاکم' 2052' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 2488' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 12255)

Marfat.com

الْیَوْمَ وَلَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ. فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَهُمَا لَمْ یُؤْتَهُمَا نَبِیٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهَا اِلَّا اُعْطِیْتَه. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلنَّقِیْضُ": اَلصَّوْتُ.

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس دوران کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا اس سے ایک فرشتہ اترا تو (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے) فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے جو زمین پر اترا ہے اور آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے سلام کیا اور کہا: آپ کو ان دونوں نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ ایک سورۃ فاتحہ ہے اور دوسری سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے اس پر آپ کو وہ (نور) عطا ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

"اَلنَّقِیْضُ": آواز کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سمع کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں کیونکہ اگلی ضمیریں بھی انہیں کی طرف راجع ہیں نقیض نقض سے بنا بمعنی ٹوٹنا چونکہ لکڑی وغیرہ کے ٹوٹنے کے وقت سخت آواز پیدا ہوتی ہے، اس لیے اب ہر سخت آواز کو نقیض کہہ دیتے ہیں۔

خیال رہے کہ آسمان کے بے شمار دروازے ہیں، جن سے مختلف چیزیں آتی جاتی ہیں، بعض دروازوں سے رزق آتے ہیں، بعض سے عذاب بعض سے دعائیں وتوبہ جاتی ہیں، بعض سے خاص فرشتے اترتے ہیں، ایک دروازہ وہ بھی ہے جو صرف معراج کی رات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھولا گیا، آج کا یہ دروازہ اس فرشتے کے لیے کھولا گیا تھا اس سے پہلے نہ یہ فرشتہ کبھی زمین پر آیا تھا اور نہ یہ دروازہ کبھی کھلا تھا۔

(اور آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا) یعنی نہ کسی کام کے لیے یہ زمین پر آیا نہ کسی پیغمبر کو کوئی پیغام سنانے کے لیے یہ فرشتہ صرف آج ہی آیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں آیا ہے اس فرشتہ کا نزول حضوانور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

کرامت وعزت کے اظہار کے لیے ہے ورنہ یہ پیغام تو حضرت جبریل بھی عرض کر سکتے تھے۔

چونکہ یہ دونوں سورتیں (سورہ فاتحہ وبقرہ) دنیا میں سیدھے راستہ کی ہادی ہیں اور پل صراط پر روشنی جس کے ذریعہ ان کی تلاوت کرنے والا آسانی سے اسے طے کرلے گا۔ اس لیے انہیں نور فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود نور ہیں پھر آپ پر یہ نور اترے تو بفضلہٖ تعالیٰ نورٌ علےٰ نور ہوئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 350)

۴۱۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ

تلاوت کے لئے جمع ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

(۱۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے وہاں وہ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے اور قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینہ (تسلی) نازل ہوتی ہے، اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) ان کا ذکر فرماتا ہے۔

(مسلم)

حل لغات:

يَتَدَارَسُوْنَ: تدارس، باہم پڑھنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ بیٹھنے سے مراد کھڑے ہونے کے مقابل ہے، لہٰذا اس جملہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ذکر اللہ

(۱۳۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6726، بخاری شریف، رقم الحدیث 2310، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 4893، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1425، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 225، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5646، ابن حبان، رقم الحدیث 533، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 8159، بیہقی رقم الحدیث 11292، مسند ابو یعلیٰ 2789، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 4801)

Marfat.com

بیٹھ کر کرنا افضل ہے کہ اس میں سکون زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ذکر اللہ جماعت میں کرنا افضل ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے ممکن ہے کہ بیٹھنے سے مراد ہمیشہ ذکر اللہ کرنا ہو یعنی ہمیشہ کرنا افضل ہے۔

یہاں فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں ذکر الٰہی کے طبقے ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور رحمت سے مراد خاص رحمت الٰہی ہے جو ذاکرین کے لیے مخصوص ہے لہٰذا اس جملہ پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو انسان کو ہر وقت ہی گھیرے رہتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے والے فرشتے حافظین ہیں۔

سکینہ کی شرح" یہ ہے کہ یا تو اس سے مراد خاص ملائکہ ہیں یا دل کا نور یا دلی چین وسکون ہے اللہ کے ذکر سے دل کو چین نصیب ہوتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" اور فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ"۔

(اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) ان کا ذکر فرماتا ہے۔) یعنی اللہ تعالیٰ کے ملائکہ مقربین ہیں جو ہمیشہ اس کے پاس رہتے ہیں انتظام عالم کے لیے نہیں آتے اور ارواح انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام میں لوگوں کا ذکر فخر سے عزت وعظمت سے کرتے ہیں۔ (مرقاۃ) یہ حدیث اس آیت کی شرح ہے "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" پھر جس طرح بندہ رب کو یاد کرتا ہے اسی طرح رب بندے کو مثلاً بندہ کہتا ہے کہ مولیٰ میں گنہگار ہوں رب فرماتا ہے بندے مت گھبرا میں غفار ہوں وغیرہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، حدیث 485)

۴۲۔ بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

وضو کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر: 1۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ} اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: {مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝} (المائدۃ:6)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اپنے چہروں کو دھو لو''۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک: ''اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی حرج کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اچھی طرح پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کردے تاکہ تم شکر گزار بنو۝''۔

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرض ہیں: چہرہ دھونا۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت

Marfat.com

دونوں پاؤں دھونا۔

وضو کے چند احکام:

جتنا دھونے کا حکم ہے اس سے کچھ زیادہ دھو لینا مستحب ہے کہ جہاں تک اَعضائے وضو کو دھویا جائے گا قیامت کے دن وہاں تک اعضاء روشن ہوں گے۔ (بخاری کتاب الوضوء باب فضل الوضوء۔۔۔)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے جبکہ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب تک وضو ٹوٹ نہ جاتا اسی وضو سے ایک سے زیادہ نمازیں ادا فرماتے، ایک وضو سے زیادہ نمازیں ادا کرنے کا عمل تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ (بخاری کتاب الوضوء، باب الوضوء بغیر حدث)

اگر چہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرائض ونوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت و ثواب کا ذریعہ ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا (اور جب تک بے وضو کرنے والی کوئی چیز واقع نہ ہو ایک ہی وضو سے فرائض ونوافل سب کا ادا کرنا جائز ہو گیا۔)

)مدارک تحت آیت مذکورہ(

یاد رہے کہ جہاں دھونے کا حکم ہے وہاں دھونا ہی ضروری ہے وہاں مسح نہیں کرسکتے جیسے پاؤں کو دھونا ہی ضروری ہے مسح کرنے کی اجازت نہیں، ہاں اگر موزے پہنے ہوں تو اس کی شرائط پائے جانے کی صورت میں موزوں پر مسح کرسکتے ہیں کہ یہ احادیثِ مشہورہ سے ثابت ہے۔

جنابت کے اسباب اور ان کا شرعی حکم:

جنابت کے کئی اسباب ہیں: (۱) جاگتے میں شہوت کے ساتھ اچھل کر منی کا خارج ہونا۔ (۲) سوتے میں احتلام ہو جانا۔ (۳) ہم بستری کرنا اگر چہ منی خارج نہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ غسل کئے بغیر نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن کرنا، قرآنِ پاک کو چھونا اور مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ جو کام جنابت کی حالت میں منع ہیں حیض و نفاس کی حالت میں بھی منع ہوں گے لیکن جب تک عورت حائضہ یا نفاس کی حالت میں ہے غسل کرنے سے پاک نہ ہوگی جبکہ جُنُبی غسل کرنے سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا بھی منع ہے جبکہ جنابت کی حالت میں صحبت کرنا منع نہیں۔ (احکام القرآن، سورۂ مائدہ، باب غسل من الجنابۃ)

حیض ونفاس سے بھی غسل لازم ہو جاتا ہے۔

(۱۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. یَقُوْلُ: اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ. فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ.

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک قیامت کے دن میری امت کو لایا جائے گا اور ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں (آثار وضو کی وجہ سے) چمک رہے ہوں گے۔ پس تم میں سے جو شخص اپنی (پیشانی کی) چمک کو طویل کر سکتا ہے وہ ایسا کرے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

غُرًّا: چمک والا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

المحجل (پنج کلیان) وہ سرخ یا سیاہ گھوڑا ہے جس کے چاروں ہاتھ، پاؤں اور پیشانی سفید ہوں یہ بہت قیمتی خوب صورت اور طاقتور ہوتا ہے۔ امت سے مراد سارے نمازی مسلمان ہیں کہ قیامت میں انکا چہرہ اور ہاتھ، پاؤں آثارِ وضوء سے چمکتے ہوں گے۔ خیال رہے کہ اگرچہ پچھلی امتوں نے بھی وضوء کیا مگر یہ نور صرف امت محمدی پر ہوگا، نیز جو صحابہ نماز کی فرضیت سے پہلے وفات پا گئے، یا اب مسلمانوں کے چھوٹے بچے، یا اسلام قبول کرتے ہی فوت ہو جانے والے لوگ جنہیں نماز اور وضو کا وقت ہی نہ ملا ان پر بھی ان شاء اللہ یہ آثارِ وضوء ہوں گے کیونکہ وہ نمازیوں کے گروہ سے تو ہیں۔ ہاں بے نمازی، فساق جنہوں نے بلاوجہ نماز نہ پڑھنے کی عادت ڈال لی وہ سزاء اس سے محروم ہوں گے۔ خیال رہے کہ حضور کا اپنی امت کو پہچاننا اس نور پر موقوف نہ ہوگا کیونکہ آپ نیک کار نورانیوں کو بھی پہچانیں گے اور گنہگار ظلمانیوں کو بھی۔

(فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ) غالبًا یہ آخری جملہ سیّدنا ابوہریرہ کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعضائے وضوء حد مفروض سے زیادہ دھوئے تا کہ روشنی اور چمک لمبی ہو اور ممکن ہے کہ سرکار کا فرمان ہو۔ مطلب یہ ہے اعضائے وضوء حد سے کم نہ دھوؤ، زیادہ کچھ دھل جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خیال رہے کہ غرّہ چہرے کی سفیدی کو کہتے

(۱۳۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 487' بخاری شریف' رقم الحدیث 140' 184' 194' ابوداؤد' رقم الحدیث 137' 100' 129' ترمذی' رقم الحدیث 47' 145' 37' نسائی' رقم الحدیث 84' 99' 101' ابن ماجہ' رقم الحدیث 404' 471' 1675' موطا امام مالک' رقم الحدیث 71' دارمی' رقم الحدیث 701' 709' 708' مسند امام احمد' رقم الحدیث 472' 487' 1197' ابن حبان' رقم الحدیث 1049' 1058' 1078' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 148' 156' 151' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 521' 527' 600' بیہقی' رقم الحدیث 218' 246' 256' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2486' 633' 2670' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 1285' 10759' 11091' دارقطنی' رقم الحدیث 10' 12' 1)

Marfat.com

ہیں اور تحجیل ہاتھ پاؤں کی سفیدی کو۔ چونکہ اکثر لوگ چہرہ دھونے میں بے احتیاطی کرتے ہیں کہ کنپٹی وغیرہ خشک رہ جاتی ہے لہٰذا اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 278)

(۱۳۲) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہمیں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: زیورات (جنت میں) مومن کے جسم کے ان حصوں تک پہنچیں گے جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔ (مسلم)

(۱۳۳) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے گناہ اس کے جسم سے خارج ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔ (مسلم)

(۱۳۴) وَعَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِي هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: "مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے اب وضو کیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چلنا اس کے لیے زائد عبادت ہو جائے گی'۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۳۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 494' نسائی شریف' رقم الحدیث 149' مسند امام احمد' رقم الحدیث 8827' بیہقی' رقم الحدیث 260' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 6202)

(۱۳۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 486' نسائی شریف' رقم الحدیث 147' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19087' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7563' 11091)

(۱۳۴) (مسلم شریف' رقم الحدیث 452)

Marfat.com

شرح:

• سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص رحمت ہے کہ صرف وضو کرنے سے ہی گناہوں کو معاف کیا جا رہا ہے وضو میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ مٹی ڈھل جاتی ہے جسم صاف ہو جاتا ہے طبیعت پر سکون ہو جاتی ہے لیکن ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اس پر با نیت ثواب، ثواب بھی دیتا ہے اور گناہ بھی معاف فرماتا ہے۔ سبحان اللہ۔

(۱۳۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - اَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَّدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان یا فرمایا مومن بندہ وضو کرتا ہے' اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے وہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ' اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے سارے گناہ پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں' جن کا ارتکاب اس نے ہاتھوں کے ساتھ کیا' پس جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو سارے گناہ پانی کے ساتھ یا صرف پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں جن کی طرف وہ پاؤں کے ساتھ چل کر گیا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

نَقِيًّا: بمعنی صاف ستھرا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۳۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 485' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2' نسائی شریف' رقم الحدیث 103' ابن ماجہ' رقم الحدیث 23' موطا امام مالک' رقم الحدیث 61' دارمی' رقم الحدیث 718' مسند امام احمد' رقم الحدیث 8007' ابن حبان' رقم الحدیث 1040' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 4' بیہقی' رقم الحدیث 386' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7560' 7567)

Marfat.com

شرح:

اگرچہ انسان کان، ناک، منہ سب سے گناہ کرتا ہے مگر زیادہ گناہ آنکھ سے ہوتے ہیں۔ جیسے اجنبی عورت یا غیر کا مال ناجائز نگاہ سے دیکھنا اسی لئے صرف آنکھ کا ذکر فرمایا ورنہ ان شاءاللہ چہرے کے ہر عضو کے گناہ منہ دھوتے ہی معاف ہوجاتے ہیں۔

چلنے سے مراد ناجائز مقام پر جانا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صرف ان اعضاء کے گناہوں کی ہی معافی مراد نہیں بلکہ سارے گناہ مراد ہیں حتی کہ دل و دماغ کے بھی گناہ، ان اعضاء کا ذکر اس لیئے ہے کہ زیادہ گناہ انہیں سے صادر ہوتے ہیں، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث حضرت عثمان کے خلاف نہیں اور ہوسکتا ہے کہ پہلی حدیث میں وضو کامل کا ذکر تھا جس سے سارے سنن و مستحبات ادا کیئے جائیں وہ تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے اور یہاں وہ وضو مراد ہے جو اتنا کامل نہ ہو اس سے صرف ان اعضاء کے گناہ ہی معاف ہوں گے، لہٰذا دونوں حدیثیں درست ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 273:)

(۱۳۶) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا" قَالُوْا: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟

قَالَ: "اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ" قَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: "اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: "فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے تو فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ" "تم پر سلام ہو اے ان گھروں کی مکین جماعت مومنین! ہم بھی انشاءاللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی نہیں فرمایا: تم میرے صحابی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے صحابہ کرام رضی اللہ

---

(۱۳۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 492، ابوداؤد رقم الحدیث 3237، نسائی رقم الحدیث 150، 2038، 2039، ابن ماجہ رقم الحدیث 1546، 4306، مؤطا امام مالک رقم الحدیث 58، مسند امام احمد رقم الحدیث 7980، 8865، 9281، ابن حبان رقم الحدیث 1046، 3171، 3172، ابن خزیمہ رقم الحدیث 6، بیہقی رقم الحدیث 392، 7001، 7002، مسند ابو یعلی رقم الحدیث 4593، 4619، 4620، طبرانی کبیر 1236، 12613، 1059)

Marfat.com

تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو ابھی نہیں آئے آپ ان کو کیسے پہچان لیں گے؟ فرمایا: یہ بتاؤ کہ ایک آدمی کا گھوڑا ہو اس کی پیشانی بھی سفید ہو اور اس کے پاؤں بھی سفید ہوں اور وہ گھوڑا سیاہ گھوڑوں کے درمیان ہو تو کیا اس گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور پہچان لے گا۔ فرمایا: وہ (یعنی میرے) (امتی) آئیں گے اور وضو کی وجہ سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے اور میں ان کا حوض پر پیش رو ہوں گا۔ (مسلم)

حل لغات:

مُحَجَّلِیْنَ: از، حجّل، یحجّلُ، ٹانگوں میں سفیدی والا ہونا، وہ گھوڑا جس کے پانچ اعضاء یعنی چار ٹانگیں اور سر سفید ہو اس کو بھی مُحَجّل کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! جو ابھی نہیں آئے آپ ان کو کیسے پہچان لیں گے؟) صحابہ کا یہ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی بنا پر نہیں، ذریعہ علم کے متعلق ہے، یعنی جن مسلمانوں کو دنیا میں آپ نے زندگی شریف میں ظاہری نگاہ سے نہیں دیکھا انہیں کل قیامت میں کیسے پہچانیں گے اور کیسے شفاعت کریں گے، محض نور نبوت یا وحی سے کچھ ان میں علامتیں بھی ہوں گی جن سے ہم بھی پہچان سکیں ورنہ صحابہ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ حضور کو اپنی ساری امت کے کھلے چھپے ایک ایک عمل کی خبر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تھا کہ کیا آپ کی امت میں کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں؟ فرمایا ہاں عمر کی، یہ سوال وجواب علیم وخبیر سے ہی ہو سکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 286:)

(۱۳۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ؛ فَذٰلِكُمْ

(۱۳۷)(مسلم شریف رقم الحدیث 495 ' ترمذی رقم الحدیث 51 ' نسائی رقم الحدیث 143 ' ابن ماجہ رقم الحدیث 427 '428 '776 ' موطا امام مالک رقم الحدیث 384 ' دارمی رقم الحدیث 698 ' مسند امام احمد رقم الحدیث 6599 '7208 '7715 ' ابن حبان رقم الحدیث 402 '1038 '1039 ' ابن خزیمہ رقم الحدیث 5 '177 '357 ' مستدرک حاکم رقم الحدیث 456 '689 ' بیہقی رقم الحدیث 391 '2098 '4749 ' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 488 '1355 ' 6503 ' طبرانی کبیر رقم الحدیث 321 '593 '594)

Marfat.com

الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے' اور درجات بلند فرما دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! فرمایا: جب وضو کرنا تکلیف دہ ہو' اس وقت کامل وضو کرنا' مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا' سو یہی رباط ہے' یہی رباط ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرِّبَاطُ: اپنے آپ کو اطاعت کے لیے وقف کر دینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خطاؤں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں نہ کبیرہ نہ حقوق العباد۔ محو سے مراد ہے بخش دینا یا نامۂ اعمال سے ایسا مٹا دینا کہ اس کا نشان باقی نہ رہے۔ درجوں سے مراد جنت کے درجے ہیں یا دنیا میں ایمان کے درجے۔

(کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے' اور درجات بلند فرما دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سوال و جواب اس لیئے ہے کہ تاکہ اگلا فرمان غور سے سنا جائے ورنہ حضور کی تبلیغ ان کی عرض پر موقوف نہیں۔

(کامل وضو کرنا) پورے کرنے سے اعضائے وضو کامل دھونا، اور تین بار دھونا، اور وضو کی سنتوں کا پورا کرنا ہے۔ مشقت سے مراد سردی، یا بیماری، یا پانی کی گرانی کا زمانہ ہے، یعنی جب وضو مکمل کرنا بھاری ہو تب مکمل کرنا۔

(مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا) یا اس لئے کہ گھر مسجد سے دور ہو یا قدم قریب قریب ڈالے۔ مطلب یہ کہ ہر وقت نماز مسجد میں پڑھنا، نماز کے علاوہ وعظ وغیرہ کے لئے بھی مسجد میں حاضری دینا موجب ثواب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ قریب کی مسجد چھوڑ کر دور جا کر نماز پڑھے۔

(ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا) یعنی ایک وقت کی پڑھ کر دوسری نماز کا منتظر رہنا، خواہ مسجد میں بیٹھ کر، یا اس طرح کہ جسم گھر میں، یا دکان میں ہو اور کان اذان کی طرف اور دل مسجد میں لگا ہو۔

رباط کے لغوی معنیٰ ہیں گھوڑا پالنا۔ اصطلاح میں جہاد کی تیاری یا سرحدِ اسلام پر رہ کر کفار کے مقابلے میں ڈٹا رہنا رُباط ہے۔ رباط بڑی عبادت ہے، رب فرماتا ہے: "وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا" حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کے مقابل

Marfat.com

مورچے سنبھالنا ظاہری رباطہے اور مذکورہ بالا اعمال باطنی رباط یعنی نفس شیطان کے مقابل حدود ایمان کی حفاظت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 271:)

(۱۳۸) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ فِیْ بَابِ الصَّبْرِ. وَفِی الْبَابِ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِیْ اٰخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ عَظِيْمٌ، مُشْتَمِلٌ عَلٰى جُمَلٍ مِّنَ الْخَيْرَاتِ۔

◀ ◀ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طہارت نصف ایمان ہے۔ (مسلم)

یہ حدیث ''باب الصبر'' میں مکمل گزر چکی ہے' اور اس بات سے متعلق حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ''باب الرجاء'' کے آخر میں گزر چکی ہے' اور یہ وہ عظیم حدیث ہے جو بھلائی کے کئی جملوں پر مشتمل ہے۔

تعارفِ روای:

ابو مالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ کرام۔)

شرح:

اس کی شرح بھی مذکورہ بالا حوالہ جات میں حدیث کے ساتھ گزر چکی ہے۔

(۱۳۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ - اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ: اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"۔

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی

(۱۳۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 442' ترمذی رقم الحدیث 3517' 3518' 3519' نسائی رقم الحدیث 2437' ابن ماجہ رقم الحدیث 280' دارمی رقم الحدیث 653' 654' مسند امام احمد 18313' 22953' 22959' ابن حبان رقم الحدیث 844' بیہقی رقم الحدیث 185' 186' طبرانی کبیر رقم الحدیث 3423)

(۱۳۹) (مسلم شریف رقم الحدیث 234' ترمذی شریف رقم الحدیث 55)

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور عمدہ وضو کرے اور پھر کہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو۔ (مسلم)

اور امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" "اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور اچھی طرح پاک وصاف ہونے والوں میں سے بنادے"۔

حل لغات:

یُسْبِغُ: بمعنی کامل ومکمل کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مبالغہ سے مراد ہے کہ اس کی خوبیوں کو انتہاء پر پہنچادے، پورا کرنے سے مراد ہے کہ پورے اعضاء دھوئے، بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔ مِنْکُم فرما کر اشارہ فرمایا کہ سارے نیک اعمال مسلمانوں کو مفید ہیں، گمراہوں، بے دینوں کو نہیں، دوائیں زندہ کو فائدہ پہنچاتی ہیں نہ کہ مُردوں کو۔

(اور پھر کہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) یعنی ہر وضو کے بعد دوسرا کلمہ پڑھ لیا کرے، بعض روایات میں ہے کہ "اِنَّا اَنْزَلْنَا" پڑھے، بعض میں ہے کہ یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ"۔ بہتر یہ ہے کہ یہ سب کچھ پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ ان کی برکت سے جسمانی طہارت کے ساتھ روحانی صفائی بھی نصیب ہوگی، مرقاۃ نے فرمایا کہ بعد غسل بھی یہ دعائیں اور استغفار پڑھنا مستحب ہے۔

(تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو) یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابوبکر صدیق کے غلاموں میں فرمائے گا کہ وہ ان سرکار کے ساتھ جنت میں جائے گا اور جیسے انہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا کہ ادھر سے آؤ ایسے ہی ان کے صدقے میں اسے بھی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آٹھوں دروازے کھلنا حضرت صدیق اکبر کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ ان کے فضائل میں آئے گا کیونکہ ان کا یہ داخلہ ان کے صدقے سے ہے۔ خیال رہے کہ اگرچہ ہر جنتی داخل ایک ہی دروازہ سے ہوگا مگر ہر دروازہ سے پکارا جانا اس کی عزت افزائی کے لئے ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، حدیث 277)

Marfat.com

۴۳۔ بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ

اذان کی فضیلت کا بیان

اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع عام ہے۔ رب فرماتا ہے: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" اور فرماتا ہے: "فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَھُمْ"۔ شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔ سب سے پہلی اذان ہے جبریل امین نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی، مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد اھ میں شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے رہا ہے۔ (درمختار) خیال رہے کہ اذان نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا کسی نماز کے لیے سنت نہیں۔ نماز کے علاوہ ۹ جگہ اذان کہنا مستحب ہے: بچے کے کان میں، آگ لگتے وقت، جنگ میں، جنات کے غلبہ کے وقت، غمزدہ اور غصے والے کے کان میں، مسافر جب راستہ بھول جائے، مرگی والے کے پاس، میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔ (درمختار، وشامی) مرقات میں ہے کہ حضرت علی مرتضٰے فرماتے ہیں ایک دن مجھے حضور نے غمگین پایا فرمایا علی! اپنے کان میں کسی سے اذان کہلوالو، اذانِ نماز اسلامی شعار میں سے ہے اگر کوئی قوم اذان چھوڑدے تو ان پر جہاد کیا جا سکتا ہے۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک اذان وتکبیر یکساں ہیں، تکبیر میں صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الاذان، الفصل الاول۔ ج 1، ص 60)

اذان دینے کے فضائل بیشمار ہیں۔ حق یہ ہے کہ اذان سے امامت افضل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اذان نہ دی، جن روایات میں حضور کے اذان دینے کا ذکر ہے وہاں حکم اذان مراد ہے۔ اذان کا جواب عملی بھی ہے اور قولی بھی، عملی جواب تو مسجد میں حاضر ہوجانا ہے، قولی جواب کلمات اذان کا دہرانا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ پہلی اذان سننے پر دنیاوی باتوں سے خاموش ہوجانا اور جوابًا کلمات اذان ادا کرنا واجب ہے۔ ہاں کھانے والا، استنجا کرنے والا، علم دین پڑھانے والا اس حکم سے علیحدہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن، الفصل الاول، ج 1، ص 615)

(۱۴۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا عَلَیْہِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْہِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۱۴۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 884، بخاری شریف، رقم الحدیث 590، ابوداؤد، رقم الحدیث 679، ترمذی، رقم الحدیث 225، نسائی، رقم الحدیث 540، 671، ابن ماجۃ رقم الحدیث 998، موطا امام مالک، رقم الحدیث 149، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7225، 7724، 8009، ابن حبان، رقم الحد... 1659، ابن خزیمۃ رقم الحدیث 391، بیہقی رقم الحدیث 4973، 21198، مسند ابویعلی رقم الحدیث 6475)

Marfat.com

اَلْاِسْتِھَامُ: اَلاِقْتِرَاعُ وَ التَّھْجِیْرُ: اَلتَّبْکِیْرُ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں (کھڑا ہونے میں) کتنا ثواب ہے تو پھر اگر انہیں (ان اعمال کے لئے) قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو قرعہ اندازی کریں' اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ جلدی نماز کے لئے جانے میں کتنا ثواب ہے تو وہ اس میں سبقت کرنے کی کوشش کریں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشا اور صبح کی نماز میں کتنا ثواب ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے آئیں خواہ انہیں (اپنے) ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

الاستہام: قرعہ اندازی کرنا۔

تہجیر: نماز کی طرف جلدی آنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو پھر اگر انہیں (ان اعمال کے لئے) قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو قرعہ اندازی کریں') یعنی ہر شخص چاہے کہ یہ دونوں کام میں کروں تو ان میں جھگڑا پیدا ہو جس کا فیصلہ قرعہ سے ہو۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں میں جھگڑنا بھی عبادت ہے اور قرعہ سے جھگڑا چکانا محبوب۔

(اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ جلدی نماز کے لئے جانے میں کتنا ثواب ہے تو وہ اس میں سبقت کرنے کی کوشش کریں) یعنی ظہر و جمعہ کی نماز اگرچہ دیر میں ہو مگر اس کے لئے جلدی پہنچنا کہ پہلی صفوں میں جگہ ملے بہت بہتر ہے، مدینہ پاک میں نماز ظہر کے لئے لوگ گیارہ بجے سے پہنچ جاتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن۔

(خواہ انہیں اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔) یعنی اگر پاؤں میں چلنے کی طاقت نہ ہوتی تو چوتڑوں کے بل پہنچتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معذور پر اگرچہ مسجد کی حاضری واجب نہیں لیکن اگر پہنچ جائے تو ثواب پائے گا۔ عشاء کو عتمہ فرمانا ممانعت سے پہلے ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 590:)

(۱۴۱) وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

---

(۱۴۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 387)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

(۱۴۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ: اَنَّ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ لَهٗ: "اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ - اَوْ بَادِيَتِكَ - فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلَا اِنْسٌ، وَلَا شَيْئٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوصعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بھیڑوں اور جنگلوں سے محبت ہے پس جب تم اپنی بھیڑوں (کے ریوڑ) یا جنگل میں ہو اور اذان کہو تو آواز کو بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو جن، انسان، یا کوئی اور شے سنے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا: میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

اَلْغَنَمَ: بمعنی بکریاں، اس کے لیے اس لفظ سے واحد نہیں آتا واحد کے لیے لفظ شاۃ بولا جاتا ہے لیکن جمع آتی ہے جیسے اغنام، غنوم اور اغانم وغیرہ۔

وَالْبَادِيَةَ: بمعنی جنگل۔

تعارف راوی:

عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ: آپ مازنی انصاری ہیں، ۱۳۹ ایک سو انتالیس میں وفات واقع ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین فصل فی الصحابہ)

شرح:

عرض کریں گے کہ مولے یہ مسلمان ہے، نمازی ہے، ہم نے اسے اذان دیتے دیکھا، اور کلمۂ شہادت پڑھتے سنا۔ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانات، جمادات کو سمجھ گویائی سننے کی طاقتیں بخشیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کا ثبوت قرآن کریم کی صریح آیات سے ہے۔ مرقاۃ میں اس جگہ ایک حدیث منقول ہے کہ روزانہ شام کے وقت پہاڑ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ پر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا بھی گزرا، جب

(۱۴۲) (بخاری شریف رقم الحدیث 609)

Marfat.com

ان میں سے کوئی کہتا ہے ہاں تو سب خوش ہوتے ہیں۔ چاہیئے کہ اذان بلند آواز سے دی جائے تا کہ گواہ زیادہ میسر ہوں غالبًا جن میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انسان سے عام انسان مراد ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، حدیث 617:)

(۱۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ، اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ، فَاِذَا قُضِیَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ، حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ، حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ، حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ، یَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ یَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ - حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

"التَّثْوِیْبُ": اَلْاِقَامَةُ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور ہوا خارج کرتا جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہ پڑے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس چلا آتا ہے اور جب اقامت ہوتی ہے تو پیٹھ پھیر (کر بھاگ) جاتا ہے حتیٰ کہ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے کہتا ہے: فلاں بات یاد کرو فلاں بات یاد کرو جو بات پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ نمازی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

التثویب: اقامت کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خواہ اذان نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یا کسی اور مقصد کے لئے، جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ۔ لِلصَّلٰوۃ اس لیے فرمایا تا کہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے۔

یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثر سے ہے۔ بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان

(۱۴۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 608، مسلم شریف، فضل الاذان، رقم الحدیث 389)

Marfat.com

موجود ہوتا ہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے، اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا، نیز میت کے دل کو سکون ہوگا، نئے گھر میں دل لگ جائے گا، نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے۔اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔گوز مارنے سے مراد اس کی انتہائی ذلت اور خوف ہے کہ ایسی حالت میں ڈرنے والا گوز مارتا ہوا ہی بھاگا کرتا ہے۔

تثویب سے مراد اقامت یعنی تکبیر ہے اس میں بھی اذان کی طرح اثر ہے۔

(فلاں بات یاد کرو فلاں بات یاد کرو) فلاں بات سے مراد نماز سے غیر متعلق خیالات ہیں، تجربہ ہے کہ نماز میں وہ باتیں یاد آتی ہیں جو نماز کے باہر یاد نہیں آتیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لئے، کتنی ہی کوشش کی جائے مگر ان وسوسوں سے کلی نجات نہیں ملتی۔چاہیئے کہ وسوسوں کی پرواہ نہ کرے نماز پڑھتا رہے، مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑے۔

مسئلہ فقہی یہ ہے کہ اگر پہلی بار یہ واقعہ پیش آئے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر آتا رہتا ہو تو کم رکعتوں کا لحاظ کرے، مثلاً اگر شبہ ہوگیا کہ چار پڑھیں یا تین تو تین مانے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل سے مفضول کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔دیکھو نماز، تلاوت قرآن اور رکوع اور سجود سے شیطان نہیں بھاگتا۔بھاگتا ہے تو اذان سے حالانکہ اذان سے نماز افضل ہے، حضور فرماتے ہیں کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے حالانکہ ابوبکر صدیق افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 616:)

(۱۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر میرے اوپر درود پڑھو بے شک جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو حاصل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں اور جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرتا ہے اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی۔(مسلم)

(۱۴۴)(مسلم شریف، رقم الحدیث 384)

Marfat.com

(۱۴۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ، فَقُوْلُوْا کَمَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ، وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ، اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ، وَالْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سنے اور یہ کلمات کہے: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ، وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ، اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ، وَالْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ'' ''اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ کے رب! اے اس قائم ہونے والی نماز کے رب! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے' قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی''۔ (بخاری)

حل لغات:

حَلَّت: از، حل یحل، حلاً، و حلالاً، بمعنی حلال ہونا، یہاں بمعنی واجب ہونے کے ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مقام کا نام "وسیلہ" ہے اور قیامت میں حضور کے مقام کا نام "مقام محمود" ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بنائے جائیں گے، سارے اولین و آخرین، کفار و مؤمنین، انبیاء و مرسلین، بلکہ خود رب العالمین حضور کی ایسی تعریفیں کریں گے جو آج ہمارے خیال و وہم سے وراء ہیں، وہ مقام نہ معلوم کیسا عظیم الشان ہے جس کا رب نے قرآن شریف میں اعلان فرمایا اور ہم لوگوں کو ہر اذان کے بعد اس کی دعا مانگنے

(۱۴۵) (بخاری شریف' رقم الحدیث 611' مسلم شریف' رقم الحدیث 383)

(۱۴۶) (بخاری شریف' رقم الحدیث 614)

Marfat.com

کا حکم دیا گیا، اسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شفاعت کبریٰ" فرمائیں گے اور یہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر "دروازۂ شفاعت" کھلے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 620:)

(۱۴۷) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اَنَّہٗ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ "جو شخص اذان سنے اور کہے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

ذَنْبُہٗ: ذنب، بمعنی گناہ، خطاء، لغزش،

تعارفِ روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ دعا اذان کے اول پڑھی جائے گی، جب مؤذن کی اذان کی آواز کان میں آئے کیونکہ درمیان میں یہ دعا پڑھنے سے جواب اذان میں خلل واقع ہوگا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 622)

(۱۴۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۱۴۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 386)

(۱۴۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 212، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 521)

Marfat.com

۴۴۔ بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ
نمازوں کی فضیلت کا بیان

صَلٰوۃ صَلیٰ سے بنا بمعنی گوشت بھونا، آگ پر پکانا، رب فرماتا ہے: "سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ"۔ نیز آگ سے لکڑی سیدھی کرنے کو تصلیہ کہا جاتا ہے، چونکہ نماز اپنے نمازی کے نفس کو مجاہدہ و مشقت کی آگ پر جلاتی ہے، نیز اسے سیدھا کرتی ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اب صلوٰۃ کے معنی دعا، رحمت، انزال، رحمت، استغفار، سرین ہلانا ہیں۔ چونکہ یہ سب چیزیں نماز میں ہوتی ہیں اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اسلام میں سب اعمال سے پہلے نماز فرض ہوئی، یعنی نبوت کے گیارہویں سال ہجرت سے دو سال کچھ ماہ پہلے، نیز ساری عبادتیں اللہ تعالیٰ نے فرش پر بھیجیں مگر نماز اپنے محبوب کو عرش پر بلا کر دی اس لئے کلمہ شہادت کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ جو نماز سیدھی کر کے پڑھے تو نماز اسے بھی سیدھا کر دیتی ہے۔ نماز کے اسرار اور نکات ہماری کتاب "اسرار الاحکام" اور "تفسیر نعیمی" پارہ اول میں دیکھو۔ نمازیں چار قسم کی ہیں: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، نفل۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول، ج1)

آیت نمبر: 1۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ} (العنکبوت:45)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

تشریح:

فرمایا نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اس پر کئی صاحبان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے کئی نمازیوں کو دیکھا ہے کہ ساری عمر نماز پڑھتے پڑھتے گزر گئی لیکن وہ جھوٹ بولتے ہیں، چور بازاری سے وہ باز نہیں آتے۔ کم تولنے اور کم ماپنے سے انہیں احتراز نہیں تو ہم کیسے یہ تسلیم کر لیں کہ نماز کے متعلق قرآن کا یہ ارشاد مبنی بر حقیقت ہے۔ ان کی خدمت میں بصد ادب یہی گزارش کی جائے گی کہ آپ نے یہ اعتراض کرنے میں بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے اور قرآن کے کلمات میں غور کی زحمت گوارا نہیں کی۔ قرآن کریم نے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

یعنی نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان بجالائے جائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تو سراپا عجز و نیاز بنا ہوا ہو۔ احسان کی کیفیت تجھ پر طاری ہو۔ یعنی تو محسوس کر رہا ہو کہ کانک تراہ گویا تو اپنے رب کریم کو دیکھ رہا ہے ورنہ کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ فانہ یراک: تیرا رب کریم

Marfat.com

تجھے دیکھ رہا ہے۔اس ذوق وشوق اور خضوع وخشوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔یہی وہ نماز ہے جو گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی اور بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔مومن کی ساری خوشیاں اور مسرتیں انہیں چند لمحوں میں سمٹ کر رہ جاتی ہیں جب وہ سراپا نیاز بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور دل وزبان سے اس کی تعریف وثنا کرتا ہے۔وہ عذاب سے ڈر کر وہاں حاضری لگوانے کے لیے نہیں جاتا بلکہ اس کا قلب ناصبور اس کی روح بیتاب کشاں کشاں اسے کوئے محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔

وہ نماز جس کا آغاز بھی غفلت سے ہو اور جس کی انتہاء بھی غفلت سے ہو اور ان کے مابین بھی بیخبری کی حالت طاری رہی ہو اسے پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کہاں ہے اور کس کے آگے کھڑا ہے تو اس نے نماز پڑھی سہی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔لیکن اس کے باوجود یہ نماز پڑھنا بھی اسے کبھی نہ کبھی اس کیف ومستی سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک نوجوان انصاری کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن کسی گناہ سے بھی باز نہیں آتا لا یدع شیئا من الفواحش والسرقۃ الا رکبہ۔تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ان الصلوٰۃ ستنہاہ۔یہ نماز اسے ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔چنانچہ چند ہی روز گزرے کہ اس کی حالت یکسر بدل گئی۔اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی۔یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا الم اقل لکم، کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا۔

اس لیے وہ صاحبان جو چند نماز پڑھنے والوں کو) نماز قائم کرنے والوں کو نہیں) بعض گناہوں میں مبتلا دیکھ کر نماز سے بیزار اور اس کی برکات کا انکار کر دیتے ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ ان گنہگاروں کے اصلاح پا جانے کا تو امکان ہے کیونکہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ ان لوگوں کی راہ ہے جو صالح اور پارسا تھے، ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ ان ست نہاد رہروؤں پر نظر رحمت فرما دے اور انہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی لذت سے آشنا کر دے کیونکہ: ع

مے شود از جبر پیدا اختیار

لیکن آپ لوگ تو اس راستہ سے ہی دور بھاگ رہے ہیں آپ نے بھی کبھی اپنے انجام پر غور کیا۔

بہر حال حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان غافل نمازیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے خوب جھنجھوڑا ہے۔ارشاد گرامی ہے۔

"من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم تزده من الله الا بعدا ولم يزدد بها من الله الا مقتا"

جس آدمی کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی۔وہ نماز اسے خدا سے دور کر دے گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا نہیں بلکہ ناراضگی کا باعث ہوگی۔

Marfat.com

نیز آیت میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ نماز فحشاء اور منکر امور سے روکتی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ لیکن ان امور سے رکنا یا نہ رکنا ہمارا کام ہے۔ نماز تو ہمارے قلب و روح کی تربیت کا زریں موقع فراہم کرتی ہے۔ دنیا کے جھمیلوں سے نکال کر احکم الحاکمین کی بارگاہ میں لے جا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ اب بھی اگر کوئی طبیعت متاثر نہیں ہوتی اور اسے یہ خیال نہیں آتا کہ ظہر کے وقت تو مجھے اپنے رب کے حضور میں جا کر کھڑا ہونا ہے اگر میں نے اپنا دامن اس کی نافرمانی سے داغدار کر لیا تو میں کس منہ سے اس کے حضور میں حاضر ہوں گا۔ اس طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دربار الٰہی میں حاضری سے دل میں اطاعت و انقیاد کا جذبہ یقیناً پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو گناہوں سے نفرت سی ہو جاتی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۱۴۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ؟" قَالُوْا: لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ، قَالَ: "فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے پاس سے ایک نہر بہتی ہو اور وہ شخص روزانہ پانچ مرتبہ اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا صحابہ نے عرض کی: اس پر تو کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

دَرَن: میل، میلا ہونا۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں خطاؤں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں کہ وہ نماز سے معاف نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ کو نہر سے تشبیہ دی نہ کہ کنوئیں سے دو وجہ سے: ایک یہ کہ کنوئیں میں اگر گھسا جائے تو اکثر اس کا پانی نہانے کے لائق نہیں رہتا کیونکہ وہ پانی جاری نہیں، نہر کا پانی جاری ہے ہر ایک کو ہر طرح پاک کر دیتا ہے، یوں ہی نماز ہر طرح پاک کر دیتی ہے کیسا ہی گندا ہو۔ دوسرے یہ کہ کنوئیں کا پانی تکلف سے حاصل ہوتا ہے، رسی ڈول کی ضرورت پڑتی ہے کمزور آدمی پانی کھینچ نہیں سکتا مگر نہر کا پانی بے تکلف حاصل

(۱۴۹) (بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم الحدیث 528)

Marfat.com

ہوتا ہے، ایسے ہی نماز بے تکلف ادا ہو جاتی ہے جس میں کچھ نہیں کرنا پڑتا اور جب دروازے پر نہر ہو تو غسل کے لئے دور جانا بھی نہیں پڑتا۔ خیال رہے کہ گناہ دل کا میل ہے اور نماز میلِ دل کے لیے پانی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 530:)

(۱۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْغَمْرُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَلْكَثِيْرُ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایک جاری نہر کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے"۔ (مسلم)

الغمر: غین معجمہ کے فتحہ کے ساتھ بہت زیادہ کو کہتے ہیں۔

(۱۵۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: {اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ} (هود: 114) فَقَالَ الرَّجُلُ اِلَيَّ هٰذَا؟ قَالَ: "لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لیا، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو للہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصے میں بے شک نیکیاں بدیوں کو ختم کر دیتی ہیں"۔ تو اس آدمی نے عرض کیا: کیا یہ میرے لئے ہے؟ فرمایا: میری ساری امت کے لئے ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قُبْلَةً: بوسہ۔

---

(۱۵۰) (مسلم شریف رقم الحدیث 668)

(۱۵۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 6871، بخاری شریف رقم الحدیث 503، ابوداؤد رقم الحدیث 4468، ترمذی رقم الحدیث 3114، ابن ماجہ رقم الحدیث 1398، مسند امام احمد رقم الحدیث 3653، ابن خزیمہ رقم الحدیث 312، بیہقی رقم الحدیث 16861، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 5240، طبرانی کبیر رقم الحدیث 10482)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مرد کا نام ابوالیسر ہے، کھجوروں کی دکان کرتے تھے، ایک عورت خریدنے کے لئے آئی، ان کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا، بولے اچھی کھجوریں گھر میں ہیں، اس بہانے سے اندر لے جاکر بوسہ لے لیا، وہ بولی اللہ کے بندے خدا سے ڈر، یہ سخت نادم ہوئے اس لئے ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے تنہائی بڑی خطرناک ہے۔ (اشعۃ مرقاۃ)

صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" الا یہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانہ رحمت ہیں۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہٰذا یہ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ"۔

{اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ} (ہود: 114) یعنی یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہوکر توبہ کرے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں مِنْ اُمَّتِی فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 531)

(۱۵۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ، کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ، مَالَمْ تُغْشَ الْکَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں

(۱۵۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 233)

Marfat.com

کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (مسلم)

(۱۵۳) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلٰوۃٌ مَّکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَ ھَا، وَخُشُوْعَھَا، وَرُکُوْعَھَا، اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ تُؤْتَ کَبِیْرَۃٌ، وَذٰلِکَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس مسلمان پر بھی فرض نماز کا وقت آ جاتا ہے اور وہ عمدگی سے وضو کرتا ہے، اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ وہ کبیر گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الدَّھْرَ: طویل زمانہ، لمبی مدت۔

تعارف روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے، اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہو گئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔ خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر وشرک، زنا، چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ واداے حقوق معاف نہ ہوتے۔

خیال رہے کہ جو اعمال گنہگاروں کی معافی کا ذریعہ ہیں وہ نیک کاروں کی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں، چنانچہ معصومین اور محفوظین نماز کی برکت سے بلند درجے پاتے ہیں۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر چاہیے کہ نیک لوگ نمازیں نہ پڑھیں کیونکہ نمازیں گناہوں کی معافی کے لئے ہیں وہ پہلے ہی سے بے گناہ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 529:)

---

(۱۵۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 228)

Marfat.com

۲۵۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت کا بیان

(۱۵۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْبَرْدَانِ": اَلصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے صبح اور عصر کی نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (متفق علیہ)

البردان: صبح اور عصر کو کہتے ہیں۔

(۱۵۵) وَعَنْ اَبِیْ زُھَیْرٍ عُمَارَۃَ بْنِ رُؤَیْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا" یَعْنِیْ: اَلْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت ابوزہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے نمازیں ادا کیں یعنی فجر اور عصر کی نمازیں۔ (مسلم)

حل لغات:

لَنْ یَّلِجَ: ولج، یلج، ولجاً، بمعنی داخل ہونا۔

تعارف روای:

عمارہ ابن رویبہ: آپ ثقفی ہیں، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے، بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ فجر و عصر کی پابندی کرنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہ جائے گا، اگر گیا تو عارضی طور پر، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ بعض لوگ قیامت میں نمازیں لے کر آئیں گے مگر

---

(۱۵۴) (بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم الحدیث 574، مسلم شریف رقم الحدیث 635)

(۱۵۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 634)

Marfat.com

ان کی نمازیں اہل حق کو دلوادی جائیں گی۔ دوسرے یہ کہ فجر وعصر کی پابندی کرنے والوں کو ان شاء اللہ باقی نمازوں کی بھی توفیق ملے گی اور سارے گناہوں سے بچنے کی بھی کیونکہ یہی نمازیں زیادہ بھاری ہیں جب ان پر پابندی کرلی تو ان شاء اللہ بقیہ نمازوں پر بھی پابندی کرے گا، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ نجات کے لئے صرف یہ دو نمازیں ہی کافی ہیں باقی کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ ان دو نمازوں میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، نیز یہ دن کے کناروں کی نمازیں ہیں، نیز یہ دونوں نفس پر گراں ہیں کہ صبح سونے کا وقت ہے اور عصر کاروبار کے فروغ کا، لہٰذا ان کا درجہ زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 586:)

(۱۵۶) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ. لَا يَطْلُبَنَّكَ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اے ابن آدم! ہوشیار رہ اللہ تعالیٰ تجھ سے کچھ بھی اپنی حفاظت کے سلسلہ میں باز پرس نہ فرمائے۔ (مسلم)

(۱۵۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور صبح اور عصر کی نمازوں میں وہ جمع ہوتے ہیں پھر جن فرشتوں نے تمہارے اندر رات گزاری وہ اوپر جاتے ہیں تو اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خود سب کچھ جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

يَتَعَاقَبُوْنَ: بمعنی باری باری آنا، پے در پے آنا۔

---

(۱۵۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 657)

(۱۵۷) (بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم الحدیث 555)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں فرشتوں سے مراد یا تو اعمال لکھنے والے دو فرشتے ہیں یا انسان کی حفاظت کرنے والے ساٹھ فرشتے۔ ہر نابالغ کے ساتھ ساٹھ فرشتے رہتے ہیں اور بالغ کے ساتھ ۶۲، اسی لئے نماز کے سلام اور دیگر سلاموں میں ان کی نیت کی جاتی ہے، ان ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں دن میں اور رات میں مگر فجر وعصر میں پچھلے فرشتے جانے نہیں پاتے کہ اگلے ڈیوٹی والے آجاتے ہیں تاکہ ہماری ابتداء وانتہا کے گواہ زیادہ ہوں۔

كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؛ فَيَقُوْلُوْنَ: یہ سوال یا تو ان فرشتوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے یا نمازوں کی عظمت ان کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے کیونکہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے کہا تھا کہ اے رب تو فسادی اور خون ریزیاں کرنے والوں کو خلافت کیوں دے رہا ہے؟ معلوم ہوا کہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں اگر حضور نے کسی سے کوئی بات پوچھی تو اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔

تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ: اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ فرشتے نمازیوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں کہ آس پاس کی نیکیوں کا ذکر اور درمیان کے گناہوں سے خاموشی یا یہ مطلب ہے کہ اے مولا جن بندوں کی ابتداء اور انتہا ایسی اعلیٰ ہو ان کے درمیانی اعمال بھی اچھے ہوں گے، جس دکان کی بونی اچھی ہو اس میں ہمیشہ برکت ہی رہتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 588:)

(۱۵۸) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: "اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا، فَافْعَلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ".

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱۵۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 1333، بخاری شریف رقم الحدیث 529، 547، 773، ابوداؤد رقم الحدیث 4729، 4730، ترمذی رقم الحدیث 2551، ترمذی رقم الحدیث 2554، ابن ماجہ رقم الحدیث 177، 178، ابن ماجہ 179، دارمی رقم الحدیث 2801، مسند امام احمد رقم الحدیث 7914، 9046، 19213، ابن حبان رقم الحدیث 4642، 6141، 1567، بیہقی رقم الحدیث 1567، 2015، 19679، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 1006، 6689، طبرانی کبیر رقم الحدیث 2224، 2225)

Marfat.com

وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کامل والی رات کے چاند کو دیکھا تو فرمایا: ''بے شک تم اپنے رب کریم کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور رویت باری تعالیٰ میں تمہیں مشقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اگر تمہاری استطاعت میں ہو کہ تم طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازوں میں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کی رات کو چاند کی طرف دیکھا۔

حل لغات:

تُضَامُّوْنَ: از، ضیم، بمعنی تکلیف ومشقت۔

تعارفِ روای:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 173 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفسّرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: "لَنْ تَرٰىنِیْ" کا معنی یہ ہے کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا یعنی ان آنکھوں سے سوال کر کے۔ بلکہ دیدارِ الٰہی بغیر سوال کے محض اس کی عطا وفضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر مجھے دُنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روزِ قیامت مؤمنین اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرتِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امرِ ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا، "جَعَلَهٗ دَكًّا" اس کو پاش پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی مجعول (بنی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امرِ ممکن ہے، محال نہیں اور جو چیز امرِ ممکن پر معلّق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی۔ لہٰذا دیدارِ الٰہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلّق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو اُن کا قول باطل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار محال بتاتے ہیں۔

(۱۵۹) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱۵۹) (بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم الحدیث 553)

Marfat.com

جس شخص نے عصر کی نماز ترک کی اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

۴۶۔ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

مساجد کی طرف چلنے کی فضیلت کا بیان

مسجد کے لغوی معنے ہیں سجدہ گا۔ مگر شریعت میں وہ جگہ مسجد ہے جو نماز کے لیے وقف ہو۔ وہ حدیث شریف جس میں ہے کہ ساری زمین میرے لیے مسجد ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر جگہ نماز جائز ہے۔ پچھلے دینوں میں سوائے عبادت خانوں کے اور کہیں نماز نہ ہوتی تھی۔ نماز کے مقامات سے مراد وہ جگہ ہیں جہاں نماز مکروہ یا غیر مکروہ ہے۔ خیال رہے کہ گھر میں بنائی ہوئی مسجد افضل ہے مگر وقف نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الاول، ج 1، ص 650)

(۱۶۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو وہ جب بھی صبح و شام مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۶۱) وَعَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرے تو اس کے (مسجد کی طرف اٹھائے ہوئے) قدموں میں سے ہر ایک قدم پر اس کی ایک خطا معاف ہوگی اور دوسرے قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

خُطْوَاتُهٗ: جمع خطوۃ، بمعنی قدم کا نشان۔

---

(۱۶۰) (بخاری شریف رقم الحدیث 662)

(۱۶۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 666)

Marfat.com

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل۔بعض لوگ بیمار پرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔

یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دونیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب المساجد ومواضع الصلوۃ، الفصل الاول، ج1، ص662)

(۱۶۲) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِتَرْكَبَهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ. قَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَمَعَ اللهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس کی نسبت مسجد سے زیادہ دور رہتا ہو اور اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی، اس سے کہا گیا: اگر تم ایک گدھا خرید لو جس پر سوار ہو کر تم تاریکی اور گرمی میں آسکو تو تمہارے لیے بہتر ہو،اس شخص نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے پاس ہو، میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں یا مسجد سے واپس اپنے گھر کی طرف لوٹوں تو میرا یہ چلنا لکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمام کچھ (ثواب) اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جمع فرما دیا ہے۔

حل لغات:

الظَّلْمَاءِ: تاریکی، اندھیری۔

الرَّمْضَاءِ: بمعنی گرمی کی شدت، اسی سے رمضان آتا ہے۔

تعارف روای:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:137 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۱۶۲)(مسلم شریف رقم الحدیث 663)

Marfat.com

شرح:

مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد کی طرف جائے اسے کامل حج کرنے والے جیسا ثواب ملے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۷۳، ج۸، ص ۹۴)

(۱۶۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ: "بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللهِ، قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ. فَقَالَ: "يَابَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" فَقَالُوْا: مَا يَسُرُّنَا اَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

◄ ◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: مسجد کے اردگرد کچھ قطعات زمین خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہوجائیں سو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں رہوتا کہ تمہارے (قدموں کے) نشانات لکھے جائیں گے۔ انہوں نے کہا: پس ہمیں یہ بات پسند نہیں آئی کہ ہم اپنے گھروں سے منتقل ہوں۔ (مسلم)

اور بخاری نے اس روایت کے مفہوم کو حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْبِقَاعُ: جمع بقعة، بمعنی قطعہ زمین، زمین کا ٹکڑا۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱ ،حدیث نمبر: 4 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

بنوسلمہ انصار کا ایک قبیلہ ہے جن کے گھر مسجد نبوی شریف سے بہت دور تھے۔

ان لوگوں نے یہ کوشش نہ کی کہ اپنے محلے میں الگ مسجد بنالیں، بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے لئے اپنے گھر چھوڑ دینا اور محلہ خالی کردینا گوارا کرلیا۔

---

(۱۶۳) (بخاری شریف رقم الحدیث 655)

Marfat.com

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں رہو تاکہ تمہارے (قدموں کے) نشانات لکھے جائیں گے۔) تمہارے نامۂ اعمال میں ثواب کے لیے کیونکہ مسجد کی طرف ہر قدم عبادت ہے یا تمہاری اس مشقت کا تذکرہ حدیث کی کتب میں اور علماء کی تصانیف میں لکھا جائے گا، واعظین اس پر وعظ کریں گے، جو تمہارے واقعے سن کر دور سے مسجد میں آیا کریں گے، ان سب کا ثواب تمہیں ملا کرے گا۔ خیال رہے کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا متقی کے لئے باعث ثواب ہے کہ وہ دور سے جماعت کے لئے آئے گا مگر غافلوں کے لئے ثواب سے محرومی کہ وہ دوری کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھ لیا کریں گے، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ منحوس وہ گھر ہے جس میں اذان کی آواز نہ آئے یعنی غافلوں کے لیے دوری گھر نحوست ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 660:)

(۱۶۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَيْهَا مَمْشًى، فَاَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ يُصَلِّيْهَا ثُمَّ يَنَامُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے نماز کا زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو ان میں سے زیادہ دور سے نماز کے لئے چل کر آتا ہے اور پھر اسے جو اس کے بعد زیادہ دور سے آتا ہے اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ امام کے ساتھ (باجماعت) نماز ادا کرتا ہے تو اس کو اس سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے جو (اکیلے) نماز پڑھے اور پھر سو جائے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جس کا گھر اپنی مسجد سے دور ہو، پھر وہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کرے اسے بقدر قدم ثواب ملے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ محلے کی مسجد چھوڑ کر خواہ مخواہ دور کی مسجد میں پہنچا کرے، ہاں اگر محلے کی مسجد کا امام بدعقیدہ ہے تو اور جگہ جا سکتا ہے۔

(نماز پڑھے اور پھر سو جائے۔) خواہ اکیلے نماز پڑھ کر، خواہ دوسرے امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ کر کیونکہ جماعت اول کا زیادہ ثواب ہے اور جماعت اول وہی ہے جو امام مسجد کے ساتھ پڑھی جائے، ہاں اگر وہ امام وقت مکروہ میں نماز پڑھتا ہو تو اکیلا ہی پڑھ لے، جیسا کہ گزشتہ احادیث میں گزر چکا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 659:)

---

(۱) (بخاری شریف رقم الحدیث 651)

Marfat.com

(۱۶۵) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَشِّرُوا الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

◀ ◀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف زیادہ چلنے والوں کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت سنا دو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(۱۶۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؛ قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دے اور درجات کو بلند فرما دے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ چلنا' اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی تمہارے لیے پہریداری ہے' یہی تمہارے لیے پہریداری ہے۔ (مسلم)

(۱۶۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ، قال اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ: {إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ} الْاٰيَةَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وقال: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجدوں (میں جانے) کا عادی ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک آباد کرتا ہے مساجد کو وہی شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر"۔

---

(۱۶۵) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 561' ترمذی شریف رقم الحدیث 223)

(۱۶۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 251)

(۱۶۷) (ترمذی شریف' کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث 3093)

Marfat.com

حل لغات:

یَعْتَادُ: بمعنی کثرت سے آنا۔

یَعْمُرُ: عمارت بنانا تعمیر کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجدوں (میں جانے) کا عادی ہے) اس طرح کہ ہر نماز کے لیے وہاں حاضر ہو، وہاں کی صفائی کرے، مرمت کا خیال رکھے، جائز زینت میں مشغول ہو، وہاں بیٹھ کر دینی مسائل بیان کرے، وہاں درس دے یہ سب مسجد کی خبر گیری میں داخل ہیں۔

(تو تم اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔) کیونکہ یہ چیزیں ایمان کی علامتیں ہیں۔ خیال رہے کہ یہ گواہی ایسی ہی ہے جیسے کسی کا لباس اور شکل دیکھ کر ہم اسے مؤمن سمجھتے اور کہتے ہیں۔ گواہی سے مراد قطعی فیصلہ نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث "باب الایمان بالقدر" کی احادیث کے خلاف نہیں کہ عائشہ صدیقہ نے ایک انصاری بچے کو جو فوت ہو گیا تھا، جنت کی چڑیا کہا، حضور علیہ السلام نے اس سے منع کیا، فرمایا تمہیں کیا خبر یہ کہاں جائے گا۔ نیز اگر کسی کا کفر ظاہر ہو اور وہ مسجد کی خدمت کرے تو اسے مؤمن نہ کہا جائے گا، جیسے اس زمانہ کے نمازی منافق اور اس زمانہ کے نمازی اور مسجدوں کے خدمت گار مرزائی، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ "اَنْ تَحْبَطَ اَعْمٰلُکُمْ" یا "قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمٰنِکُمْ"۔

{اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ} اس آیت کی دو تفسیریں ہیں: ایک یہ کہ مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عموماً مؤمنوں ہی کو ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مسجدیں بنانے اور آباد کرنے کا حق صرف مؤمنوں کو ہے کفار کو نہیں اسی لیے منافقوں کی مسجد ضرار گرا دی گئی تھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ یہاں مسجد کی آبادی میں مسجدوں میں چراغاں کرنا، اس کو سجانا سب داخل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 681)

۷۔ بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

(۱۶۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ، لَا یَمْنَعُهٗ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ"۔

(۱۶۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 659)

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اس کو روکے رکھے اور اس کو گھر کی طرف لوٹ جانے سے نماز کے علاوہ کوئی چیز نہ روکتی ہو"۔ (متفق علیہ)

(۱۶۹) وَعَنْہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْمَلاَئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ، مَا لَمْ یُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب تک اس نماز کی جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو جائے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

حل لغات:

یُحْدِثُ: از، حدثاً، بمعنی ناپاک ہونا، بے وضو ہونا، کسی نئے کام کا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تم میں سے کوئی شخص جب تک اس نماز کی جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے) انتظار نماز کے سوا اور کسی وجہ سے مسجد میں نہیں بیٹھتا گویا نماز ہی میں رہتا ہے، اسی لیے اس وقت انگلیوں کی "تشبیک" منع ہے۔

فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں، اور وہاں ریح نہ نکالے۔ خیال رہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے، معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئے اسے معافی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 662)

(۱۷۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ لَیْلَۃً صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ بَعْدَمَا صَلّٰی، فَقَالَ: "صَلَّی النَّاسُ وَرَقَدُوْا، وَلَمْ

(۱۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 445)

(۱۷۰) (بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 572)

Marfat.com

تَزَالُوا فِی صَلٰوۃٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْھَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو نصف شب تک مؤخر فرمادیا پھر جب آپ نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جب سے تم اس کا انتظار کر رہے ہو۔ (بخاری)

حل لغات:

اَقْبَلَ: متوجہ ہونا، سامنے آنا۔

تعارف رِوای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ ان لوگوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی مسجدوں میں عشاء پڑھ لی یا وہ عورتیں، بچے جو گھروں میں اکیلے عشاء پڑھ کر سو گئے، اہل کتاب مراد نہیں کیونکہ ان کے دین میں عشاء تھی ہی نہیں۔

شطر لیل سے مراد تقریبًا آدھی رات ہے یعنی تہائی۔ اَخَّرَتُ سے معلوم ہوا کہ حضور کو نمازیں آگے پیچھے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، آپ بعطاء الٰہی احکام شرعیہ کے مالک ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ نماز کا انتظار مطلقًا عبادت ہے مگر مسجد میں بیٹھ کر انتظار بڑی عبادت، اسی لئے اس حالت میں انگلیوں میں انگلی ڈالنا منع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 580)

۴۸۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ

نماز با جماعت کی فضیلت کا بیان

خیال رہے کہ جمعہ اور عیدین کے لیے جماعت فرض ہے، تہجد وغیرہ نوافل کے لیے اہتمام سے جماعت مکروہ، نماز پنجگانہ کے لیے حق یہ ہے کہ جماعت واجب۔ جن لوگوں نے فرمایا سنت ہے ان سب کا مطلب یہ ہے کہ سنت سے ثابت ہے، بعض علماء نے فرض عین مانا بعض نے فرض کفایہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ جماعت علیحدہ چیز ہے اور مسجد کی حاضری علیحدہ، یہ بھی ضروری ہے۔ اس کے باقی احکام کتب فقہ میں دیکھو۔

)مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الجماعۃ وفضلھا، الفصل الاول، ج 2، ص 276)

(۱۷۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صَلٰوۃُ

(۱۷۱)(مسلم شریف رقم الحدیث 1377)

Marfat.com

الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز باجماعت اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْفَذ: بمعنی تنہا واکیلا ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح جلد اوّل حدیث نمبر: 11 کے تحت ہو چکی ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

(۱۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ، لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ، لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ، فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ، مَا لَمْ یُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا یَزَالُ فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کو باجماعت نماز ادا کرنے پر گھر میں یا بازار میں نماز ادا کرنے کی بہ نسبت پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب اس نے وضو کیا تو اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف نکلا تو اس کو نماز ہی نے گھر سے نکالا پھر جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا، فرشتے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر مہربانی فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما اور وہ ہمیشہ نماز میں ہی رہتا ہے جب تک کہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

(متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

---

(۱۷۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1405)

Marfat.com

حل لغات:

تُضَعَّفُ: ضعف، یضعف، تضعیفاً، بمعنی دوگنا کرنا، کمزور کرنا۔

لَمْ یَخْطُ: خطا، یخطو، خطواً، بمعنی چلنا، دوقدموں کے درمیان کا فاصلہ

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بندہ فقط نماز کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے تو اسے یہ عظیم ثواب حاصل ہوگا اور اگر وہ گھر سے نماز اور کسی دوسرے مقصد کے لئے نکلے تو ہر قدم پر ملنے والا ثواب اسے کامل طور پر حاصل نہ ہوگا اور یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ با جماعت نماز ادا کرنے سے تنہا نماز کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷۳) وَعَنْهُ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰى، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: "هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "فَاَجِبْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا کوئی رہنما نہیں جو مجھے مسجد میں لے جائے۔ پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کو گھر میں ہی نماز ادا کرنے کی اجازت دے دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی پھر جب وہ واپس پلٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا: کیا تو نماز کے لئے اذان کی آواز سنتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تو پھر اذان کی آواز پر لبیک کہا کرو۔ (مسلم)

حل لغات:

قَائِد: از، قاد یقود، قوداً، بمعنی کھینچنا، قیادت کرنا۔

---

(۱۷۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 653)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ نے فرمایا: تو پھر اذان کی آواز پر لبیک کہا کرو۔) یعنی مؤذن کے بلاوے کو قبول کرو اور مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے وہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے، وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے مگر اتنی سختی نہیں، اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ "لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّافِی الْمَسْجِد"۔ دوسرے یہ کہ ہر بیماری عذر نہیں جو جماعت یا مسجد کی حاضری کو معاف کردے بلکہ وہ بیماری عذر ہے جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے، دیکھو نابینا ہیں بیمار ہیں مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا، بعض روایات میں ہے کہ عتبان ابن مالک نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور ہوگا جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہوگی یا ان کا راستہ اتنا خراب ہوگا کہ بغیر ساتھی کے مسجد نہ پہنچ سکیں اور ساتھی کوئی ہوگا نہیں، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اذان کی آواز پہنچے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔ بعض علماء نے ان احادیث کی بناء پر جماعت کو فرض عین مانا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، حدیث 278)

(۱۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ - وَقِيْلَ: عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ - الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَحَيَّهَلًا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

حضرت عبداللہ اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرو بن قیس جو ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہیں سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مدینہ طیبہ میں زہریلے کیڑے بکثرت ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی آواز سنتے ہو تو آؤ (یعنی مسجد کی طرف)۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱۷۴) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 553)

Marfat.com

حل لغات:

وَمَعْنٰى "حَيَّهلاً": تَعَالَ (آنا)

تعارفِ روای:

آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے، آپ کے والد کا نام قیس ماں کا نام عاتکہ ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی خالہ ہیں، آپ مشہور صحابی ہیں، نابینا تھے، حضور انور نے بہت موقعوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا، قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے۔ (مراۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 8 تحت حدیث 22)

شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، اللہ عزوجل باجماعت نماز پڑھنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم ۵۱۱۲، ج ۲، ص ۳۰۹)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتِمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔ (سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی، رقم ۲۴۱، ج ۱، ص ۲۷۴)

(١٧٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ. ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا. ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ. ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں اور اذان کہی جائے پھر ایک آدمی کو حکم دوں اور وہ لوگوں کی امامت کرائے اور پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے، پس میں ان پر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (متفق علیہ)

(١٧٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُّسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ. فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(١٧٥) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 644)

(١٧٦) (مسلم شریف، رقم الحدیث 654)

Marfat.com

وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُم كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ، يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى؛ وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جسے یہ بات پسند ہے کہ کل یعنی قیامت کے دن اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی پابندی کرے جب ان کے لئے اذان کہی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں اور یہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم گھروں میں نمازیں پڑھو جس طرح یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کیا اور اگر تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو ترک کردو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے دیکھا کہ ہم میں سے وہی شخص جماعت سے پیچھے رہتا ہے جو منافق ہے' اور جس کا نفاق ظاہر ہے' اور بلاشبہ ایک آدمی کو دو آدمی سہارا دے کر لاتے اور اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقوں کی تعلیم دی اور ان ہدایت کے طریقوں میں سے ایک مسجد میں نماز ادا کرنا بھی ہے' جس میں اذان دی جائے۔

حل لغات:

اَلْمُتَخَلِّفُ: بمعنی پیچھے رہنا۔

اَلْھُدٰی: ہدایت، راہنمائی۔

تعارف رواۃ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صحابہ میں یہ عمل کیوں نہ ہوتا، انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بیماری کی حالت میں اس طرح مسجد میں آتے دیکھا تھا۔ خیال رہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے پیارے ہیں اور جماعت کی نماز، مسجد کی حاضری، مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسے یہ چیزیں

Marfat.com

پیاری ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری کام مسواک کیا کہ مسواک کر کے جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 296:)

(۱۷۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ، وَلَا بَدْوٍ، لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ. فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو تین آدمی کسی گاؤں یا جنگل میں جمع ہوں اور وہاں نماز قائم نہ کی جائے تو شیطان ان پر غلبہ پالیتا ہے تم جماعت کو معمول بناؤ کیونکہ اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

اَلْقَاصِيَةَ: بوڑھی بھیڑ۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو شیطان ان پر غلبہ پالیتا ہے) کہ انہیں دوسرے ذکر واذکار سے بھی روک دیتا ہے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنا غفلت کا دروازہ ہے۔

(تم جماعت کو معمول بناؤ کیونکہ اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔) کیونکہ وہ چرواہے کی نگاہ سے دور ہو جاتی ہے ایسے ہی جماعت کا تارک جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے محروم ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

صبح اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے پر ابھارنے کا بیان

(۱۷۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

(۱۷۷) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 547)

Marfat.com

يَقُوْلُ: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ"

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے ساری رات قیام کیا۔ (مسلم)

اور ترمذی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ آپ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا اس کے لیے آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے، اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو اس شخص کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔

حکم حدیث:

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب آدھی رات کی عبادت کے برابر ہے اور فجر کی باجماعت نماز کا ثواب باقی آدھی رات کی عبادت کے برابر، تو جو یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھ لے اسے ساری رات عبادت کا ثواب۔ دوسرے یہ کہ عشاء کی جماعت کا ثواب آدھی رات کے برابر ہے اور فجر کی جماعت کا ثواب ساری رات عبارت کے برابر کیونکہ یہ جماعت عشاء کی جماعت سے زیادہ بھاری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ جماعت سے مراد تکبیر اولیٰ پانا ہے جیسا کہ بعض علماء نے فرمایا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 592:)

(۱۷۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 1390' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 555' ترمذی شریف رقم الحدیث 221' دارمی رقم الحدیث 1224' مسند امام احمد رقم الحدیث 408' 409' 491' ابن حبان رقم الحدیث 2058' 2059' ابن خزیمہ رقم الحدیث 2060' 1473' بیہقی رقم الحدیث 2195' 2012' طبرانی کبیر رقم الحدیث 148)

Marfat.com

(۱۷۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں کا کتنا درجہ ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ (متفق علیہ) یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے۔

(۱۸۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَیْسَ صَلٰوۃٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافقوں کے لئے سب سے بوجھل عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان پر کتنا درجہ ملتا ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حَبْوًا: از حبوۃ، وہ کپڑا جس کے ساتھ پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ منافق صرف دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور وقتوں میں تو خیر جیسے تیسے پڑھ لیتے ہیں مگر عشاء کے وقت نیند کا غلبہ، فجر کے وقت نیند کی لذت انہیں مست کر دیتی ہے۔ اخلاص و عشق تمام مشکلوں کو حل کرتے ہیں وہ ان میں ہے نہیں، لہٰذا یہ دو نمازیں انہیں بہت گراں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان ان دو نمازوں میں سستی کرے وہ منافقوں کے سے کام کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، حدیث 591)

---

(۱۷۹) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 615)

(۱۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 651)

Marfat.com

۵۰۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَی الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوبَاتِ وَالنَّهْیِ الْاَکِیْدِ وَالْوَعِیْدِ الشَّدِیْدِ فِیْ تَرْکِهِنَّ

فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے حکم اوران کوترک کرنے کی سخت ممانعت اور وعید شدید کا بیان

آیت نمبر: ۱

قال اللہ تعالیٰ: {حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی} (البقرۃ: 238).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: نمازوں کی حفاظت کرواور خاص کر درمیانی نماز کی پابندی کرو۔

تشریح:

ذکرالٰہی اسلام کی روح ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے انسان بخوشی شریعت کے تمام قوانین پر عمل کرسکتا ہے۔ اس لئے قرآن کا یہ اسلوب ہے کہ جہاں قوانین واحکام کا بیان ہوا وہاں ساتھ ہی ذکر الٰہی کی طرف دلوں کو راغب کردیا تاکہ وہ ان احکام کی پابندی آسانی سے کرسکیں۔ یہاں بھی خانگی زندگی سے متعلق احکام طلاق، خلع، عدت وغیرہ بیان کرکے نماز کو پابندی سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ نماز ہی ذکرالٰہی کا سب سے اعلیٰ اور موثر طریقہ ہے۔ اس میں جسم وروح، دل ودماغ سب مصروف عبادت ومناجات ہوتے ہیں۔ یہاں قرآن کے الفاظ غور طلب ہیں۔ حافظوا علی الصلوات فرمایا احفظوھا نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مفاعلہ کا صلہ علیٰ آجائے تو اس قت اس کے معنی بار بار اور علی الدوام کرنے کے ہوتے ہیں) المنار)

یہاں بھی مقصد یہی بتانا ہے کہ بار بار ہمیشہ نماز ادا کرتے رہو۔ یہ نہیں کہ ایک بار نماز ادا کرلی اور ہفتہ بھر کے لئے چھٹی مل گئی۔ اسلام میں نماز کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قرآن کریم میں اس کا حکم سو دفعہ کے قریب ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے دین کا ستون فرمایا ہے۔ اور ہم مسلمان ہوکر نماز کے معاملہ میں جتنی سستی کرتے ہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس سے کوئی خوش نصیب ہدایت پاجائے۔

"من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا وبرھانا ونجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف) رواہ احمد والطبرانی)

ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جو نماز پابندی سے اداکرے گا قیامت کے دن یہ اس کے لئے نور ہوگی۔ اس کے ایمان کی واضح دلیل ہوگی۔ اور اس کی نجات کا باعث ہوگی۔ اور جس نے نماز کی پابندی نہ

Marfat.com

کی تو اس کے پاس نہ نور ہوگا نہ اپنے ایمان کی کوئی دلیل اور نہ بخشش کا کوئی وسیلہ۔ اور اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اے اللہ ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار کر اور اپنی عبادت اور اپنے محبوب کی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ بجاہ حبیبک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے۔ اس میں علما کے اقوال مختلف ہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز عصر ہے۔ حضرت علی۔ ابن مسعود وعائشہ وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہی قول ہے۔ اور امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہی مسلک ہے جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہوگئی تھی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا۔

ملا الله بیوتهم وقبورهم نارا کما شغلونا عن الصلوٰة الوسطی حتی غابت الشمس۔ متفق علیه۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ} (التوبة: 5).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دینے لگیں، تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

(۱۸۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا میں نے عرض کیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

(۱۸۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بُنِيَ

---

(۱۸۱) (مسلم شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 156، بخاری شریف، رقم الحدیث 26، 1447، 504، 2382، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1658، 173، 1898، نسائی، رقم الحدیث 2526، 2624، 3130، دارمی، رقم الحدیث 1424، 2738، 2738، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7502، 7580، 7629، ابن حبان، رقم الحدیث 4595، 4595، 4598، 1477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 327، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 674، 676، 675، 2386، بیہقی، رقم الحدیث 4466، بیہقی، رقم الحدیث 7562، 10169، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9811، 809، 791، 793)

(۱۸۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 19، بخاری شریف، رقم الحدیث 8، ترمذی شریف، 2609، نسائی شریف، رقم الحدیث 5001، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4798، 6015، 6301، ابن حبان، رقم الحدیث 158، 1446، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 309، 1880، 1880، بیہقی، رقم الحدیث 1561، 1561، 7680، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 7502، 7507، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 2363، 2364، 2368)

Marfat.com

اَلْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے) یعنی اسلام مثل خیمہ یا چھت کے ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے ایک کا انکار کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا، اور اس کا اسلام منہدم ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ ان اعمال پر کمال ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف، لہٰذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یا نماز روزہ کا پابند نہ ہو، وہ اگرچہ مؤمن تو ہے مگر کامل نہیں، اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اس سے سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکر ہے وہ حضور کی رسالت ہی کا منکر ہے۔ حضور کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جائے۔

(نماز قائم کرنا) ہمیشہ پڑھنا، صحیح پڑھنا، دل لگا کر پڑھنا، نماز قائم کرنا۔

(زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا) اگر مال ہو تو زکوۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر انکا ماننا بہر حال لازم ہے۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی، زکوۃ و روزہ ۲ ھ میں، اور حج ۹ ھ میں فرض ہوئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 2:)

(۱۸۳) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ، اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ

(۱۸۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 25)

Marfat.com

عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور اگر وہ یہ احکام بجالائیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کرلیا۔ ہاں اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ قدرت پر ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۸۴) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ:

"اِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاَنِّي رَسُولُ اللهِ. فَاِنْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا: تم اہل کتاب کے ایک گروہ کے پاس جاؤ گے تم ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اگر وہ اس بات میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ اس بات میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (یعنی زکوۃ) فرض کیا ہے جو ان کے امیروں سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں کو دیا جائے گا اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل کریں تو ان کے نفیس مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

کَرَائِمَ: نفیس، عمدہ، عظمت والا۔

تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱۸۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 19)

Marfat.com

شرح:

(تم ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں) یعنی صرف مشرکین کو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی دعوت دو اور تمام کفار کو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" کی کیونکہ مشرکین توحید کے منکر ہیں اور باقی موحد، کفار و اہل کتاب توحید کے تو قائل ہیں مگر رسالت مصطفوی کے منکر۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہر کافر کو مسلمان بناتے وقت وہ ہی چیز پڑھائی جائے جس کا وہ منکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار شرعی احکام کے مکلف نہیں اور یہ کہ کفار کو اسلام لانے پر مجبور نہ کیا جائے گا "لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" اور یہ کہ تبلیغ نرمی و خوش اخلاقی سے چاہیے اور یہ کہ ذمی کفار کو تبلیغ اسلام کرنا سنت ہے اور حکام اور آفیسران صرف ملکی انتظام ہی نہ کریں بلکہ دینی تبلیغ بھی کریں حاکم مبلغ بھی ہونا چاہیے اور یہ کہ آفیسران و حکام خود بھی شرعی احکام سے واقف ہونے چاہئیں ورنہ وہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 1:)

(۱۸۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، تَرْكَ الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کو ترک کرنا ہے۔ (مسلم)

(۱۸۶) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"۔

◀ ◀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور ان (منافقوں) کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ پس جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے، بیعت الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے، پھر بصرہ چلے گئے، وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید

(۱۸۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 82)

(۱۸۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2621)

Marfat.com

ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں، ۶۲ھ میں وفات ہوئی، مرو میں آپ کی قبر شریف ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث کی شرح اگلی حدیث کے ساتھ ہی کی جائے گی۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

(۱۸۷) وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلَى جَلَالَتِهِ رَحِمَهُ اللهُ. قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ ◀ حضرت شقیق بن عبداللہ تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت شان پر سب لوگوں کا اتفاق ہے آپ نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نماز کے سوا کسی عمل کے متعلق یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا ترک کرنا کفر ہے۔

حکمِ حدیث:

ترمذی نے اس حدیث کو کتاب الایمان میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:

یہ روایات تارکِ نماز کے کفر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں حالانکہ وقت گزار کر نماز پڑھنے والا اور کسی بھی ایک نماز کو چھوڑنے والا شخص کبیرہ کا مرتکب ہے اور زنا کرنے اور چوری کرنے والے کی طرح ہے کیونکہ کسی بھی ایک نماز کو ترک کرنا یا اسے قضا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جو یہ فعل بار بار کرے وہ اہلِ کبائر میں سے ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے لہٰذا جو نماز ترک کرنے پر اِصرار کرے وہ نقصان اٹھانے والے بدبخت مجرموں میں سے ہے (کافر نہیں)۔

......بعض علما فرماتے ہیں: نماز ترک کرنے والا ان چار (فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف) کے ساتھ اس لئے اٹھایا جائے گا کہ وہ اپنے مال، حکمرانی، وزارت اور تجارت کے باعث نماز کو چھوڑے گا۔ اگر اس نے اپنے مال میں مصروف ہونے کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا، حکمرانی کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا، وزارت کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر (فرعون کے وزیر) ہامان کے ساتھ ہوگا اور اگر تجارت کے سبب نماز چھوڑی تو اس کا حشر مکہ مکرمہ کے بہت بڑے کافر تاجر اُبَیّ بن خَلَف کے ساتھ ہوگا۔

ان روایات میں کفر یا تو ناشکری کے معنی میں ہے یا پھر وہ شخص مراد ہے جو ترک نماز کو گناہ نہ سمجھے ایسا شخص کفر کا مرتکب ہے۔ واللہ اعلم، (ابوالاحمد غفرلہ)

---

(۱۸۷) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2622)

Marfat.com

(۱۸۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلٰوتُهُ، فَاِنْ صَلَحَتْ، فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ، فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهِ شَیْئٌ، قَالَ الرَّبُّ -عَزَّوَجَلَّ-: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَیُكَمَّلُ مِنْهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ؟ ثُمَّ تَكُوْنُ سَائِرُ اَعْمَالِهِ عَلٰى هٰذَا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اس کی نماز صحیح نکلی تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا اور اگر اس کی نماز خراب نکلی تو وہ ناکام و نا کامران ہو گیا اور اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ عزوجل ارشاد فرمائے گا: دیکھو میرے بندے کی کچھ نفلی عبادت بھی ہے کہ اس سے اس کے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے؟ پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَنْجَحَ: کامیاب ہونا، سرخرو ہونا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل وخون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ پہلے قتل اور خون کا حساب ہوگا یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ ٹھیک نکلا تو اگلے حساب ان شاء اللہ آسان ہوں گے، اور اگر ان میں بندہ پھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرما دے گا، مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق والے کو جنت دے کر اسے معاف کرا دے گا اور اگر حقوق اللہ ہیں تو انہیں رحم خسروانہ اور الطاف شاہانہ سے خود بخش دے

(۱۸۸) (ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 413)

Marfat.com

گا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز کے پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کرنے کی دنیا ہی میں توفیق مل جاتی ہے لہٰذا وہاں جس کی نمازیں ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے۔ غرض کہ حدیث بالکل صاف ہے اس پر چکڑالویوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

یہاں کمی سے ادا میں کمی مراد نہیں بلکہ طریقۂ ادا میں کمی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقہ سے ادا کیئے ہوں گے تو وہ کمی نوافل سے پوری کردی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بندہ فرض نماز نہ پڑھے نفل پڑھتا رہے اور وہاں نفل فرض بن جائیں۔ (از لمعات) لہٰذا حدیث پر چکڑالویوں کا اعتراض نہیں پڑسکتا۔

فرائض کی کمی سنتوں اور نوافل سے پوری کی جائے گی، کمی کے معنی ابھی عرض کیئے جاچکے کیوں نہ ہو کہ وہ سنتوں والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہماری کمی پوری کرنے ہی تشریف لائے ہیں۔ گرتوں کو اٹھانا اور بگڑتوں کا بنانا انہیں کا کام ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 561)

۵۱۔ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاُوْلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوْلِ وَتَسْوِیَتِهَا وَالتَّرَاصِّ فِیْهَا

پہلی صف کی فضیلت اور اگلی صفوں کو مکمل کرنے کا حکم اور انہیں سیدھا رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے کی فضیلت کا بیان

صف سیدھی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی صف میں ملے ملے کھڑے ہوں نہ آگے پیچھے ہوں، نہ دور دور جس سے صف میں کشادگی ہو، صف کا ٹیڑھا ہونا نمازیوں میں ٹیڑھا پن پیدا کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 ص 309)

(۱۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: "اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللهِ، وَكَیْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: "یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ، وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا: اگلی صفوں کو مکمل

(۱۸۹) (مسلم شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 430)

Marfat.com

کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔(مسلم)

حل لغات:

وَيَتَرَاصُّوْنَ: دیوار میں ایک اینٹ کو دوسری اینٹ کے ساتھ ملانا۔ برابر کرنا۔ سیدھا کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 823 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہم مسجد میں الگ الگ حلقے بنائے بیٹھے تھے ہر شخص اپنے دوستوں کے ساتھ الگ حلقے میں تھا تب آپ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ مسجدوں میں یہ امتیازات مٹادو، یہ واقعہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے پیش آیا تھا جیسا کہ باب الجمعہ میں آئے گا۔ خیال رہے کہ عزین جمع عِزَۃٌ کی ہے، بمعنی جماعت۔

(کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں) یعنی مسجد میں صفیں بنا کر بیٹھا کرو تاکہ تم فرشتوں کے مشابہ ہو جاؤ۔ خیال رہے کہ ملائکہ مقربین تو ہمیشہ سے صفیں باندھے رب کی عبادتیں کر رہے ہیں اور مدبرات امر اپنی ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر صفیں بنا کر عبادتیں کرتے ہیں، بعض زمیں پر، بعض آسمان پر، بعض عرش اعظم کے پاس جس کی تحقیق ان شاء اللہ آئندہ کی جائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 315:)

(۱۹۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے تو پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔(متفق علیہ)

(۱۹۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا، وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

---

(۱۹۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 884، بخاری شریف، رقم الحدیث 590، 2543، ابوداؤد، رقم الحدیث 679، ترمذی، رقم الحدیث 225، نسائی، رقم الحدیث 540، 671، ابن ماجہ، رقم الحدیث 998، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 149، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7225، 7724، 8009، ابن حبان، رقم الحدیث 1659، 2153، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 391، 19954، 4973، بیہقی، رقم الحدیث 4973، 21198، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6475)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف پہلی صف ہے' اور سب سے بری صف آخری صف ہے' اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف آخری صف ہے' اور سب سے بری صف پہلی صف ہے۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر :8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ مردوں کی پہلی صف امام سے قریب ہوگی، اس کے حالات دیکھے گی، اس کی قرأت سنے گی، عورتوں سے دور رہے گی اور عورتوں کی آخری صف میں پردہ حجاب زیادہ ہوگا، مردوں سے دور ہوگی، بعض منافقین آخری صف میں کھڑے ہوتے اور بحالت رکوع جھانکتے تھے ہوسکتا ہے کہ یہاں ان کی طرف اشارہ ہو، اس صورت میں لفظ شرا اپنے ظاہری معنی پر ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 316:)

(۱۹۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا، فَقَالَ لَھُمْ: "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ. لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں پیچھے رہنے کا رجحان دیکھا تو ان سے فرمایا: آگے بڑھو اور میرے پیچھے کھڑے ہوجاؤ اور جو بعد میں آئیں وہ تمہارے پیچھے کھڑے ہوجائیں ایک گروہ مسلسل پیچھے رہتا رہے گا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں مؤخر کردے گا۔ (مسلم)

(۱۹۳) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ، وَیَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ، لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

---

(۱۹۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 888' ابوداؤد، رقم الحدیث 671' 677' 678' ترمذی، رقم الحدیث 224' نسائی، رقم الحدیث 818' 820' ابن ماجہ، رقم الحدیث 1000' ابن ماجہ، رقم الحدیث 1001' دارمی، رقم الحدیث 1268' مسند امام احمد، رقم الحدیث 6356' 8407' 8467' ابن حبان، رقم الحدیث 2179' ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1546' 1547' 1567' بیہقی، رقم الحدیث 4908' مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1120' طبرانی' کبیر، رقم الحدیث 3416' 11497)

(۱۹۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 438)

(۱۹۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 432)

Marfat.com

◀◀ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: برابر (سیدھے) ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ تم میں سے جو لوگ صاحب عقل وبصیرت ہیں وہ میرے نزدیک کھڑے ہوں اور پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر جو ان میں سے قریب ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

مَنَاكِبَنَا: مناقب. جمع. منکب، بمعنی شانہ، کندھا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم وعقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

(برابر (سیدھے) ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔) یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے واختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث: 312)

(۱۹۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ؛ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ".

◀◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا بھی نماز کو مکمل کرنا ہے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: بے شک صف کو سیدھا کرنا بھی نماز قائم کرنا ہے۔

---

(۱۹۳) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 723)

Marfat.com

(۱۹۵) وَعَنْهُ قَالَ: اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ. فَقَالَ: "اَقِيمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا، فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاۤءِ ظَهْرِیْ"

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ.

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور ہماری طرف پھیرا اور فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور باہم مل کر کھڑے ہو جاؤ کیونکہ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری نے اس کو ان الفاظ سے ہی روایت کیا ہے' اور مسلم نے اس کا مفہوم روایت کیا ہے

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے ملاتا تھا۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھ آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجیالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ وہ حدیث کہ میں دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا بالکل بے اصل ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا اور اصلے نیست اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے حضرت عیسیٰ روح اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم گھر میں کھا کر بچا کر آتے ہو میں بتا سکتا ہوں، یہ تو حبیب اللہ کی آنکھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 310:)

(۱۹۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا، حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَاٰى

---

(۱۹۵) (بخاری شریف' رقم الحدیث 725)

(۱۹۶) (مسلم شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 436)

Marfat.com

رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُہٗ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: "عِبَادَ اللہِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُمْ، أَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللہُ بَیْنَ وُجُوهِکُمْ".

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا''۔(متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ اس قدر سیدھی ہوجاتیں کہ ان کی مدد سے تیر سیدھے کیے جاسکتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اب ہم اس حکم کو سمجھ گئے ہیں تو پھر ایک دن آپ باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے والے ہی تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنا سینہ صف سے آگے نکالا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔

تعارفِ روای:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا'') اگر تمہاری نماز کی صفیں ٹیڑھی رہیں تو تم میں آپس میں اختلاف اور جھگڑے پیدا ہوجائیں گے، شیرازہ بکھر جائے گا یا تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے کہ ان میں سوز و گداز، درد، خشوع خضوع نہ رہے گا یا اندیشہ ہے کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجائیں جیسے گزشتہ قوموں پر عذاب آئے تھے، یعنی یہاں وجہ بامعنی ذات ہے یا بمعنی چہرہ۔ خیال رہے کہ عام مسخ وغیرہ ظاہر عذاب حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بند ہوگئے لیکن خاص مسخ وغیرہ اب بھی ہوسکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 309:)

(۱۹۷) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَّاحِیَةٍ إِلٰی نَاحِیَةٍ، یَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاکِبَنَا، وَیَقُوْلُ: "لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ" وَکَانَ یَقُوْلُ: "إِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

---

(۱۹۷) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 664)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت براء بن عاز ب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صف میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک تشریف لے جاتے ۔ ہمارے سینوں اور کندھوں پر دست اقدس رکھتے اور فرماتے: اختلاف نہ کرو کہ اس طرح تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور فرمایا کرتے: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اَقِيمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطٰنِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کے ساتھ کندھے ملاؤ اور خلا کو پر کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے خلاء نہ چھوڑو جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملا دے گا اور جس نے صف کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کر دے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

لِلشَّيْطٰنِ: شطنه، شطناً بمعنی مخالفت کرنا۔ دور کرنا، رسی سے باندھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صف کا ملانا یہ ہے کہ صف میں جگہ دیکھے اس میں کھڑا ہو کر جگہ پر کر دے اور توڑنا یہ ہے کہ اپنے ساتھی سے دور کھڑا ہو، یا ملا ہوا کھڑا تھا اور بلا عذر وہاں سے ہٹ جائے۔ یہ کلام یا دعا ہے یا خبر یعنی جو صف کو ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت و کرم سے ملائے، اور جو صف میں فاصلہ اور کشادگی رکھے خدا اسے اپنے کرم و رحمت سے دور رکھے یا جو صف میں ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت سے ملائے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 326)

(۱۹۸) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 666)

Marfat.com

(۱۹۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا، وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ ؛ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَاَنَّهَا الْحَذَفُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.
"اَلْحَذَفُ" بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ وَّذَالٍ مُّعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَتَيْنِ ثُمَّ فَاءٌ وَهِيَ: غَنَمٌ سُوْدٌ صِغَارٌ تَكُوْنُ بِالْيَمَنِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اپنی صفوں کو ملاؤ اور صفوں میں قریب قریب کھڑے ہوا کرو اور گردنیں برابر رکھو اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے خلاء میں داخل ہو جاتا ہے گویا کہ وہ کالے رنگ کی چھوٹی سی بکری ہے۔

حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے مسلم کی شرائط کے مطابق روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الحذف: حاء مہملہ اور ذال معجمہ دونوں پر زبر ہے پھر خاء ہے اس کا مطلب ہے: چھوٹی چھوٹی کالی بکریاں جو یمن میں ہوتی ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے خلاء میں داخل ہو جاتا ہے) یعنی خزب شیطان جو نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ صف کی کشادگی میں بکری کے بچے کی شکل میں داخل ہو کر نمازیوں کو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، دیکھو اس شیطان کی شکل اپنی تو کچھ اور ہے مگر اس وقت بکری کی شکل میں بن جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت بخشی ہے کہ خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب شیطان جیسی غیبی مخلوق آپ کی نگاہ سے غائب نہیں تو انسان آپ سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 317:)

Marfat.com

(۲۰۰) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْہِ، فَمَا کَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْیَکُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرو پھر اس صف کو جو اس کے ساتھ ہو اور اگر کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۲۰۱) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مَیَامِنِ الصُّفُوْفِ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَفِیْہِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِیْ تَوْثِیْقِہٖ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصے پر رحمت بھیجتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو مسلم کی شرط پر ہے، اور اس میں ایک راوی ایسا ہے جس کی ثقاہت میں اختلاف ہے۔

حل لغات:

مَیَامِنِ: جمع، میمن کی بمعنی دائیں طرف، داہنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پہلی صف والوں پر عمومی رحمت تھی اور داہنی صف والوں پر خصوصی رحمت ہے، پھر صف اول کے داہنے والوں پر اور زیادہ خاص رحمت ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں رب کی رحمتیں لاکھوں قسم کی ہیں۔ خیال رہے کہ داہنی صف پر رحمت اس وقت آئے گی جب بائیں طرف بھی نمازی برابر ہوں اگر سارے نمازی داہنی طرف ہی کھڑے ہو جائیں بائیں طرف کوئی نہ ہو یا تھوڑے ہوں تو یہ داہنے والے ناراضی الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 320:)

---

(۱۹۹) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 667) (۲۰۰) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 671)

(۲۰۱) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 676)

Marfat.com

(۲۰۲) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنَّا إِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَکُوْنَ عَنْ یَمِیْنِہٖ، یُقْبِلُ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ، فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ: "رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ- اَوْ تَجْمَعُ- عِبَادَکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو ہم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کھڑے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب رخِ انور پھیریں سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا: اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا فرمایا: جمع کرے گا۔ (مسلم)

(۲۰۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَسِّطُوا الْاِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗد۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو پر کرو"۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

وَسُدُّوا: بمعنی بند کرنا، رکنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح خلا پُر کرو کہ ایک مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو باقی داہنے بائیں برابر کسی جانب زیادہ نہ ہوں اگر کوئی شخص صف میں شامل ہوتے وقت دیکھے کہ دو طرفہ برابر ہیں تو یہ داہنی طرف کھڑا ہو کہ اتنی زیادتی معاف ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،)

۵۲۔ بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَۃِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَیَانِ اَقَلِّھَا وَاَکْمَلِھَا وَمَا بَیْنَھُمَا

مؤکدہ سنتوں کو فرائض کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت اور ان کی کم از کم اور مکمل اور درمیانی صورت کا بیان

(۲۰۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1539)

(۲۰۳) (ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 681)

Marfat.com

یہاں وہ سنتیں مراد ہیں جو دن رات میں فرض نماز کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ، سنت مؤکدہ کو روایت بھی کہا جاتا ہے۔(لمعات) خیال رہے کہ سنت، نفل تطوع، مندوب، مستحب، مرغب، حسن یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں جن کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔ بعض سنتیں مؤکدہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھیں، بعض غیر مؤکدہ جو کبھی کبھی پڑھیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں فرائض کا نقصان نوافل سے پورا کیا جائے گا۔(مرقاۃ)

(۲۰۴) وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان بندہ ہر روز بارہ رکعت نماز نفل ادا کرتا ہے' فرضوں کے علاوہ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ یا فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔(مسلم)

(۲۰۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے' اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد ادا کیں۔(متفق علیہ)

---

(۲۰۴)(مسلم شریف' کتاب صلوۃ المسافرین' رقم الحدیث 1591' بخاری شریف' رقم الحدیث 895‘1112‘1119' ابوداؤد' رقم الحدیث 1252‘1272' ترمذی' رقم الحدیث 414‘424‘425' نسائی' رقم الحدیث 873‘1770‘1794' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1140‘1141‘1142' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 398' دارمی' رقم الحدیث 1437' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4506‘4660‘5127' ابن حبان' رقم الحدیث 2454‘2473‘2452‘1188' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1189‘1197' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 1173‘1174' بیہقی' رقم الحدیث 2862‘4258‘4259' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 4525‘5776‘7124' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7998‘9441‘9442)

(۲۰۵)(بخاری شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 1165)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں ساتھ پڑھنے سے مراد جماعت سے پڑھنا نہیں کیونکہ سوائے تراویح باقی سنن کی جماعت مکروہ ہے بلکہ ہمراہی میں پڑھنا مراد ہے یعنی میں نے بھی پڑھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جیسے رب بلقیس کا قول یوں نقل فرماتا ہے: "اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ" اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے ظہر سے پہلے دو سنتیں مؤکدہ مانیں، ہمارے ہاں مؤکدہ چار ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں ہے یہاں تحیۃ المسجد کے نفل مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنت ظہر گھر میں ادا کر کے تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی روایت یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

(اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد ادا کیں۔) یعنی میں نے مغرب وعشاء کے بعد کی سنتیں حضور کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پڑھیں اس گھر سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ہے، چونکہ وہ آپ کی ہمشیرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک تھیں اس لیئے آپ کو وہاں جانا درست تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ سنت فجر جو گھر میں پڑھے اور ہلکی پڑھے۔ بعض صوفیاء اس کی رکعت اول میں الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھتے ہیں بعد میں ۷۰ بار استغفار پھر مسجد میں آکر باجماعت فرض، اس عمل سے بواسیر سے امن رہتی ہے، گھر میں برکت و اتفاق، چونکہ حضرت ابن عمر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ ہوتے تھے اس لیئے حضرت حفصہ سے روایت کی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 384)

(۲۰۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ، بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ، بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ: لِمَنْ شَاءَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اَلْمُرَادُ بِالْاَذَانَیْنِ: اَلْاَذَانُ وَالْاِقَامَۃُ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے، ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے، ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے۔ (متفق علیہ)

---

(۲۰۶) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 627)

Marfat.com

دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

دو اذانوں سے مراد اذان و اقامت ہے، جیسے چاند و سورج کو قمرین، حضرت صدیق و فاروق کو عمرین، حضرت حسن و حسین کو حسنین کہہ دیتے ہیں یا اذان سے مراد اطلاع ہے، اذان تو وقت نماز کی اطلاع کے لیے ہوتی ہے اور اقامت تیاریٔ جماعت کی اطلاع کے لیے، بہرحال حدیث پر اعتراض نہیں۔

یا تو صلوٰۃ بمعنی دعا ہے، یعنی اذان و تکبیر کے درمیان دعا مانگا کرو کہ یہ وقت قبولیت ہے یا بمعنی نماز، یعنی اذان و اقامت کے درمیان نفل پڑھا کرو، کہ یہ وقت افضل ہے تو اس میں نماز بھی افضل، نیز اس سے نماز میں سستی نہ ہوگی، انسان جماعت سے اتنے پہلے مسجد میں پہنچے گا کہ وضو کر کے نفل پڑھ کر تکبیر اولیٰ پا سکے۔ خیال رہے کہ احناف کے نزدیک اس حکم سے مغرب علیحدہ ہے کہ اذان مغرب کے بعد نفل مکروہ ہیں، فرض کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا حضرت بریدہ اسلمی کی روایت میں ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے،" خلا صلوٰۃ المغرب" سوا نماز مغرب کے۔ (مرقاۃ وغیرہ)

(' ہر اذان اور اقامت کے درمیان ایک نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے) یعنی یہ نماز مؤذن کے ساتھ خاص نہیں جو مسلمان چاہے پڑھے، یا یہ نماز فرض نہیں جس کا چھوڑنا سخت جرم ہے۔ خیال رہے کہ فجر اور ظہر کی پہلی سنتیں مؤکدہ ہیں جس کے چھوڑنے کی عادت نہایت بری ہے، عصر اور عشاء کی غیر مؤکدہ، مغرب کی منع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 623)

۵۳۔ بَابُ تَاکِیْدِ رَکْعَتَیْ سُنَّۃِ الصُّبْحِ

فجر کی دو سنتوں کی تاکید کا بیان

(۲۰۷) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ، وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاۃِ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور فجر سے پہلے دو رکعتیں ترک نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

(۲۰۸) وَعَنْھَا، قَالَتْ: لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ

(۲۰۷) (بخاری شریف، کتاب التھجد، رقم الحدیث 1182)

Marfat.com

تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے کسی نماز کا اتنا سخت اہتمام نہیں فرماتے تھے جتنا اہتمام فجر کی دو رکعتوں کا فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۲۰۹) وَعَنْهَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "لَهُمَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا جَمِیْعًا".

◄ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

اور ایک میں ہے کہ یہ دو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سنت فجر مال و اولاد اور تمام دنیاوی سامان سے پیاری ہونا چاہیے اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 388:)

(۲۱۰) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لِیُؤْذِنَهُ بِصَلٰوةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ، حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَاٰذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ، وَتَابَعَ اَذَانَهُ، فَلَمْ یَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلّٰی بِالنَّاسِ، فَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰی اَصْبَحَ جِدًّا، وَاَنَّهُ اَبْطَاَ عَلَیْهِ بِالْخُرُوْجِ فَقَالَ - یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ -: "اِنِّیْ کُنْتُ رَکَعْتُ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ" فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّکَ اَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ: "لَوْ اَصْبَحْتُ اَکْثَرَ مِمَّا اَصْبَحْتُ، لَرَکَعْتُهُمَا، وَاَحْسَنْتُهُمَا وَاَجْمَلْتُهُمَا".

---

(۲۰۸) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1169)

(۲۰۹) (مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1585، ترمذی شریف، رقم الحدیث 416، نسائی، رقم الحدیث 1750، مسند امام احمد، رقم الحدیث 25886، 26208، 25206، ابن حبان، رقم الحدیث 2456، 2457، 2458، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1108، 1107، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1151، بیہقی، رقم الحدیث 4255، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4766، 4849)

(۲۱۰) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1257)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ عرض کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کوئی بات پوچھنے کے سلسلے میں ان کو مشغول کر لیا حتیٰ کہ صبح زیادہ روشن ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے وقت کی اطلاع دی اور پھر از ان کو دوہرایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے' پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں کوئی بات پوچھنے کے لئے روک لیا تھا۔ حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور میں نکلنے کی جلدی ہی کر رہا تھا تو آپ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے فجر کی دو رکعتیں ادا کی تھیں' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح بہت روشن کر دی ہے۔ فرمایا: اگر صبح اس سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی تو بھی میں یہ دو رکعتیں ادا کرتا اور بڑے حسین وجمیل انداز سے ادا کرتا۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد نے اس حدیث کو اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

لِیُؤْذِنَہ: از اذن، ایذاناً، جتلانا، آگاہ کرنا،

تعارف روای:

بلال ابن رباح: آپ حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں، سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، آخر میں شام میں رہے، آپ کی اولاد کوئی نہیں، آپ سے صحابہ و تابعین کی جماعت نے روایات لیں، ۲۰ بیس میں دمشق میں وفات پائی، باب صغیر میں دفن ہوئے، ۶۳ ترسیٹھ سال عمر پائی۔ بعض نے کہا کہ حلب میں وفات ہے باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے۔ مترجم احمد یار کہتا ہے کہ فقیر نے دمشق میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی ہے بی بی سکینہ کی قبر سے متصل ہے، آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولیٰ امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں۔ امیہ جمحی خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھیدا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سید ہیں، انہوں نے ہمارے سید کو آزاد فرمایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ کرام،)

Marfat.com

شرح:

سنت فجر میں تَحِیَّۃُ الْوُضُو یا تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد کی نیت کرنا

عرض: بعد طُلُوعِ فَجْر کے سُنَّت الفجر میں تَحِیَّۃُ الْوُضُو اور تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد کی نِیَّت جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں، کہ بعد طُلُوعِ فَجْر سوائے سُنَّتِ فَجْر کے اور کوئی نَفْل پڑھنا جائز ہے

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۲)

ہاں بغیر نِیَّت کے تَحِیَّۃُ الْوُضُو" و "تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد" سُنَّتِ فَجْر ہی سے ادا ہو جائیں گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

۵۴۔ بَابُ تَخْفِیفِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَبَیَانِ مَا یَقْرَأُ فِیْهِمَا وَبَیَانِ وَقْتِهِمَا

صبح کی دو رکعتوں میں تخفیف کرنے اور ان میں کیا پڑھا جائے اس کا اور ان کے وقت کا بیان

(۲۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وفی روایةٍ لَّهُمَا: یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، فَیُخَفِّفُهُمَا حَتّٰی اَقُوْلَ: هَلْ قَرَاَ فِیْهِمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَیُخَفِّفُهُمَا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی) ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتیں پڑھتے اور انہیں مختصر کرتے حتیٰ کہ میں کہتی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب (صبح کی) اذان سنتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور انہیں مختصر کرتے اور ایک روایت میں ہے، جب فجر طلوع ہوتی۔

حل لغات:

خَفِیْفَتَیْنِ: خفیفة، کی تثنیہ، بمعنی ہلکی سی، مختصر سی۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۱۱) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 724)

Marfat.com

شرح:

سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔

مسئلہ:۔ سنت مؤکدہ یہ ہیں دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں مغرب کے بعد دو رکعت سنت عشاء کے بعد دو رکعت سنت جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے ان مؤکدہ سنتوں کو سُنَنُ الْہُدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۵)

مسئلہ:۔ سنت غیر مؤکدہ یہ ہیں چار رکعت عصر سے پہلے چار رکعت عشاء سے پہلے اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت۔ سنت مغرب کے بعد چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین اور دو رکعت تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو دو رکعت نماز اشراق کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد صلوٰۃ التسبیح نماز استخارہ نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے ان سنتوں کو سنن الزوائد اور کبھی سنت مستحبہ کہتے ہیں۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲ / الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۶، ۵۴۷)

(۲۱۲) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

◀ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب موذن صبح کی اذان کہتا اور صبح ظاہر ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختصر رکعتوں کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ

(۲۱۲) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 618)

(۲۱۳) (بخاری شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 995)

Marfat.com

اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت نماز نفل ادا کرتے اور رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھتے (اور اتنی جلدی پڑھتے) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں اقامت کی آواز پڑ گئی ہے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

الْغَدَاةِ: صبح۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

نماز وتر کا وقت:۔ وہی ہے جو نماز عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھے جاسکتے کیونکہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھ لی جائے اس کے بعد وتر پڑھی جائیں۔ اگر کسی نے قصداً عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لئے تو وتر ادا نہیں ہوں گے۔ بلکہ عشاء پڑھنے کے بعد پھر وتر پڑھنے پڑیں گے۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لئے۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ پڑھے تو وہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لئے ہیں وہ ادا ہو گئے اس کو دہرانا ضروری نہیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۵۱۔ ۵۳)

(۲۱۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُوْلٰى مِنْهُمَا: {قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا} الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ، وَفِي الْاٰخِرَةِ مِنْهُمَا: {اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ} وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَفِي الْاٰخِرَةِ الَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ: {تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ} رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتوں کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی یہ آیت پڑھتے: قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھتے: اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ اور ایک روایت میں ہے دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھتے: تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔(مسلم)

(۲۱۴) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 727)

Marfat.com

(۲۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ: {قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ} وَ {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو رکعتوں (یعنی سنتوں) میں یہ سورتیں پڑھیں: قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (مسلم)

(۲۱۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَکَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: {قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ} وَ {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا مہینہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں (یعنی سنتوں) میں قل یاایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے (جماعت کے بعد) تاخیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی قراءت کرتا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جتنے جلال وشدت میں اس دن نصیحت کرتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے اتنی شدت کبھی بھی نہ دیکھی تھی، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو متنفر کرتے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو نماز کو مختصر رکھے کیونکہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب امر الائمۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۴۴، ص ۱۵۷، بتغیرِ قلیل)

---

(۲۱۵) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 726)

(۲۱۶) (ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 417)

Marfat.com

۵۵۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

صبح کی دو رکعتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینے کے استحباب کا بیان خواہ رات کو نماز تہجد پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو

(۲۱۷) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ لیتے تو اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری)

(۲۱۸) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ، وَجَآئَهُ الْمُؤَذِّنُ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، هٰكَذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهَا: "يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ" هٰكَذَا هُوَ فِيْ مُسْلِمٍ وَّمَعْنَاهُ: بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا کرتے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور جب موذن صبح کی نماز کے لئے اذان کہہ کر خاموش ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کا وقت (قریب) ہونے کا علم ہو جاتا اور موذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور دو مختصر رکعتیں پڑھتے اور پھر اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے' حتیٰ کہ موذن اقامت کی اطلاع دینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا۔ (مسلم)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے تھے۔ مسلم میں بھی اسی طرح ہے اور اس کا معنیٰ ہے: ہر دو رکعتوں کے بعد (سلام پھیرتے تھے)۔

حل لغات:

شِقّ: الشق، بمعنی طرف، کنارہ، سائیڈ۔

(۲۱۷) (بخاری شریف' رقم الحدیث 1160) (۲۱۸) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 736)

Marfat.com

اِضْطَجَعَ: ضجع، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(گیارہ رکعتیں ادا کرتے) اس طرح کی آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے تین رکعت وتر۔ خیال رہے کہ بغیر عشاء پڑھے تہجد نہیں ہو سکتی۔

(ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے) اس آخری جملہ سے بہت لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے، بعض نے اس کے یہ معنی کئے دس رکعتیں تہجد پڑھی ہر دو رکعت پر سلام اور ایک رکعت وتر پڑھی مگر اس بناء پر یہ روایت ان تمام روایات کے خلاف ہوگی جن میں تین رکعت وتر کی تصریح ہے یا جن میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی رکعت اول میں سورۂ اعلیٰ پڑھی دوسری میں "قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ"، تیسری میں "قُلْ ہُوَ اللہُ اَحَدٌ"۔ بعض لوگوں نے یہ معنے کیئے کہ تہجد آٹھ رکعتیں پڑھیں اور وتر تین رکعتیں اگر اس طرح کہ وتر کی دو رکعت ایک سلام سے اور ایک رکعت ایک سلام سے مگر یہ معنی ان احادیث کے خلاف ہیں جن میں وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص نماز ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا، ارشاد فرمایا کہ مغرب دن کے وتر ہیں اور وتر رات کے وتر، لہٰذا اس حدیث کے معنی وہی درست ہیں جو احناف نے کیئے وہ یہ کہ دو دو رکعت پر سلام تو تہجد میں پھیرا اور وتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملالی جس سے یہ ساری نماز وتر یعنی طاق ہوگئی یعنی بِرَکْعَۃٍ کی ب تعدیہ کی نہیں بلکہ استعانت کی ہے اب یہ کسی حدیث سے متعارض نہیں۔

۳۔ یعنی نماز تہجد کا ہر سجدہ یا وتر کا ہر سجدہ یا تہجد سے فارغ ہو کر شکر کا ایک سجدہ اتنا دراز ادا کرتے کہ تم میں سے کوئی آدمی اتنی دیر میں پچاس آیات تلاوت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے بعد اس کا شکر یہ ادا کرنا کہ رب نے اس نماز کی توفیق بخشی بہتر ہے۔

جب خوب روشنی ہو جاتی تو سنت فجر ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر اجیالے میں پڑھنا سنت ہے اس طرح کہ سنتیں بھی بلکہ اذان فجر بھی اجیالے میں ہو ورنہ ام المؤمنین تَبَیَّنَ نہ فرماتیں۔

(حتیٰ کہ مؤذن اقامت کی اطلاع دینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا) حضرت بلال جماعت کے وقت در دولت پر حاضر ہو کر عرض کرتے کہ کیا تکبیر کہوں آپ اجازت دیتے تب وہ صف میں پہنچ کر تکبیر شروع کرتے جب "حی علی الفلاح" پر پہنچتے تو آپ دروازہ شریف سے مسجد میں داخل ہوتے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سنت فجر سے بعد داہنی کروٹ پر کچھ دیر لیٹ جانا سنت ہے بشرطیکہ نیند نہ آجائے ورنہ وضو جاتا رہے گا۔ دوسرے یہ کہ

Marfat.com

سلطان اسلام عالم دین کو اذان کے علاوہ بھی نماز کی اطلاع دینا جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 414:)

(۲۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ، فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی یَمِیْنِهٖ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ، قَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ چکے تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

فَلْیَضْطَجِعْ: ضجع، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے اور اس کے لیئے ہے جو تہجد میں جاگتا رہا ہو تا کہ کچھ آرام کر کے فرض فجر بہ آسانی ادا کرے۔ اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ یہ عمل گھر میں کرے مسجد میں نہ کرے تا کہ لوگوں کو اپنی تہجد پر مطلع نہ کرے مگر خیال رہے کہ اس طرح لیٹنے کے نیند یا اونگھ نہ آنے پائے ورنہ وضو جاتا رہے گا اور سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتیں و فرض ایک وضو سے پڑھے اگر تہجد نہ پڑھنے والا بھی سنت پر عمل کرنے کی نیت سے اس وقت کچھ لیٹ جائے تو حرج نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 432)

۵۶۔ بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ

ظہر کی سنتوں کا بیان

(۲۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۲۱۹) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1261)

(۲۲۰) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 729)

Marfat.com

رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔ (متفق علیہ)

(۲۲۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں (سنتیں) ترک نہیں فرماتے تھے۔

(۲۲۲) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے' پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز مغرب پڑھاتے پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں ظہر کی سنتوں کا بیان ہے جن کو ہم بالتفصیل ماقبل ذکر کر چکے ہیں واللہ اعلم۔

(۲۲۳) وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ"

(۲۲۱) (بخاری شریف' کتاب التهجد' رقم الحدیث 1182)

(۲۲۲) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 730)

(۲۲۳) (ابوداؤد شریف' کتاب التطوع' رقم الحدیث 1269' ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 427)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ وَالتِّرمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ ◀ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پابندی سے ادا کیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: "اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ وقت ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میں میرا نیک عمل اوپر جائے۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ظہر سے پہلے چار رکعتیں (سنتیں) نہ پڑھتے تو ظہر کے بعد پڑھ لیتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۲۴) (ترمذی شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 478)

(۲۲۵) (ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 426)

Marfat.com

شرح:

مسئلہ:۔ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے وتر کی قضا واجب ہے اور فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہو اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے ساتھ سنت بھی پڑھے اور اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں جمعہ اور ظہر کی سنتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لیا اگر وقت ختم ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا نہیں اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلے فرض کے بعد والی سنتوں کو پڑھے پھر ان چھٹی ہوئی سنتوں کو پڑھے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲ ص ۶۳۳)

۵۷۔ بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

عصر کی سنتوں کا بیان

(۲۲۶) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں، مومنوں اور مسلمانوں پر سلام کہنے سے فصل کرتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ رواي:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر ہے کہ درمیان کے سلام سے نماز کا سلام ہی مراد ہے جس پر نماز ہوتی ہے یا ان میں دو رکعتیں تحیۃ الوضو کی تھیں اور دو عصر کی یا چاروں عصر کی، بیان جواز کے لیئے ان کے درمیان سلام پھیرا گیا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سلام سے مراد التحیات ہے کیونکہ اس میں سلام ہوتا ہے اس صورت میں یہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے ہوں گی مگر پہلے معنی

(۲۲۶) (ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 429)

Marfat.com

زیادہ ظاہر ہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث395:)

(۲۲۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا"۔

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۲۸) وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَکْعَتَیْنِ۔

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◄◄ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر:6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی کبھی چار کبھی دو لہٰذا یہ حدیث گزشتہ کے خلاف نہیں اسی لیئے امام اعظم فرماتے ہیں نمازی کو اختیار ہے کہ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے یا دو۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث396:)

۵۸۔ بَابُ سُنَّۃِ الْمَغْرِبِ بَعْدَھَا وَقَبْلَھَا

مغرب کے بعد اور پہلے سنتیں پڑھنے کا بیان

تَقَدَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَبْوَابِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِیْثُ عَائِشَۃَ، وَھُمَا صَحِیْحَانِ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

(۲۲۷)(ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 1271)

(۲۲۸)(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 1272)

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ۔

اس باب سے متعلق حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزر چکی ہیں اور وہ دونوں صحیح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ" قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ: "لِمَنْ شَاءَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھو اور تیسری مرتبہ ساتھ یہ بھی فرمایا: جو چاہے۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

"لِمَنْ شَاءَ" اس لیئے فرمایا کہ لوگ ان رکعتوں کو سنت مؤکدہ یا واجب نہ جان لیں یہ سمجھ کر "صَلُّوْا" امر ہے اور امر وجوب کے لیئے آتا ہے۔خیال رہے کہ بعض امام اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے پہلے دو نفل مستحب ہے لیکن امام اعظم، امام مالک اور اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ نفل مکروہ ہیں۔اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہ حکم تھا پھر نہ رہا چند وجہوں سے: ایک یہ کہ تیسری فصل میں بحوالہ مسلم آرہا ہے کہ عمر فاروق اس نفل پڑھنے والوں کو سزا دیتے تھے۔دوسرے یہ کہ بروایت بخاری اسی دوسری فلص میں آرہا ہے صحابہ نے ابوتمیم کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو تعجبا ایک دوسرے سے شکایت کی۔تیسرے یہ کہ تمام صحابہ نے یہ نفل بعد میں چھوڑ دیئے۔چوتھے یہ کہ ان نفلوں سے مغرب میں تاخیر ہوگی حالانکہ اسے جلدی پڑھنے کا حکم ہے۔پانچویں یہ کہ ہم باب فضل اذان میں ایک حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے سوا مغرب کے۔بہر حال جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث قابلِ عمل نہیں۔اس کی کچھ بحث باب فضل اذان میں گزر چکی اور اس کی پوری تحقیق فتح القدیر شرح ہدایہ میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 389:)

(۲۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ کِبَارَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِیَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

---

(۲۲۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1123، 6934، ابوداؤد، رقم الحدیث 1281، مسند امام احمد، رقم الحدیث 20571، ابن حبان، رقم الحدیث 1588، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1289، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 4269)

(۲۳۰) (بخاری شریف، رقم الحدیث 503)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت (مسجد کے) ستونوں کی طرف جانے میں جلدی کرتے تھے۔ (یعنی سنتیں ادا کرنے کے لئے) (بخاری)

حل لغات:

يَبْتَدِرُوْنَ: ابتدر. یبتدر. ابتدارًا، بمعنی جلدی کرنا،

(۲۳۱) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيْلَ: اَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غروب آفتاب کے بعد مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھتے دیکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہمیں ان کا حکم دیا اور نہ منع فرمایا۔ (مسلم)

(۲۳۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں تھے پس جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے اذان کہتا تو لوگ جلدی جلدی مسجد کے ستونوں کی طرف جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے حتیٰ کہ اگر کوئی اجنبی آدمی مسجد میں آتا تو وہ بہت زیادہ لوگوں کو یہ نماز (نفل) پڑھتے دیکھ کر سمجھتا کہ جماعت ہوگئی ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ: اجنبی آدمی،

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۳۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 836)

(۲۳۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 837)

Marfat.com

شرح:

اس حدیث میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا بیان ہے اس کی شرح کے لیے اسی جلد میں حدیث نمبر: 229 کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

۵۹ بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

عشاء کے بعد اور پہلے کی سنتوں کا بیان

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: "بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. كَمَا سَبَقَ.

اس باب میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مغفل والی ہے کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ (متفق علیہ) جیسا کہ گزر چکا۔

شرح:

پہلی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "باب فضل السنن الراتبة مع الفرائض و بیان اقلها الخ" میں گزری، اور دوسری بھی اسی باب میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ گزری۔

۶۰۔ بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی سنتوں کا بیان

جمعہ ج اور م کے پیش سے، جَمع ؕ سے بنا، بمعنی مجتمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ چونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع ہوئی کہ تکمیلِ خلق اسی دن ہوئی، نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اس دن ہی جمع ہوئی، نیز اس دن میں لوگ نماز جمعہ جمع ہو کر ادا کرتے ہیں ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں ہفتہ کے دنوں کے نام حسب ذیل تھے: اوّل، اَہْوَن، جُبار، دبار، مونس، عروبہ، شیاء۔ (اشعہ) نماز جمعہ فرض ہے، شعار اسلام میں سے ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے مگر اس کی فرضیت کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ چنانچہ یہ نماز مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، آزاد، تندرست، شہری پر فرض ہے اس کی ادا کے لیئے جماعت، آزاد جگہ، شہر اور خطبہ شرط ہیں۔ نہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ گاؤں میں جمعہ ادا ہو۔ اس کے مکمل دلائل ہمارے "فتاویٰ نعیمیہ" میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الجمعۃ، الفصل الاول، ج 2، ص 584)

Marfat.com

(۲۳۳) فِیۡهِ حَدِیۡثُ ابۡنُ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ رَکۡعَتَیۡنِ بَعۡدَ الۡجُمُعَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَیۡهِ.

اس باب میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت ابن عمر چونکہ مکہ معظمہ میں مسافر ہوتے تھے اس لیئے جمعہ کی سنتیں مسجد ہی میں ادا کرتے مگر فرق کے لیئے جگہ بدل دیتے تا کہ فرائض ونفل میں جدائی بھی ہو جائے اور مسجد کے چند مقامات گواہ بھی بن جائیں۔ یہ حدیث امام ابو یوسف کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چھ سنت مؤکدہ ہیں مگر وہ فرماتے ہیں کہ پہلے چار پڑھے پھر دو اور یہاں ہے کہ آپ نے پہلے دو پڑھیں پھر چار۔

سنت جمعہ مکہ معظمہ میں مسجد ہی میں پڑھتے تھے اور مدینہ منورہ میں گھر میں اور بعد جمعہ چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ بعد جمعہ چار سنتیں بالا تفاق مؤکدہ ہیں اور دو کے مؤکدہ ہونے میں اختلاف ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد جمعہ چار سنتیں پہلے پڑھے دو بعد میں تا کہ فرض اور سنت مؤکدہ میں فاصلہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مختلف رہے ہیں کبھی کسی طرح ادا فرمائیں، کبھی کسی طرح لہٰذا جائز ہر طرح ہیں صرف بہتر ہونے میں اختلاف ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الجمعۃ، الفصل الاول، ج 2، ص 413)

(۲۳۴) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الۡجُمُعَةَ. فَلۡیُصَلِّ بَعۡدَهَا اَرۡبَعًا. رَوَاهُ مُسۡلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعتیں (سنت) پڑھے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۳۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 881)

Marfat.com

شرح:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چار سنت مؤکدہ ہیں، امام یوسف کے ہاں چھ، اس طرح کہ فرض جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھے پھر دو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، حدیث 390)

(۲۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ، فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ فِیْ بَیْتِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ (گھر) لوٹ جاتے پس اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

۶۱۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِی الْبَیْتِ سَوَاءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَیْرُهَا وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَّوْضِعِ الْفَرِیْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَیْنَهُمَا بِکَلَامٍ

نفلی نمازیں خواہ سنت مؤکدہ ہوں یا اس کے علاوہ گھر میں پڑھنے کے استحباب کا بیان اور نفل نماز کے لئے فرض پڑھنے والی جگہ سے ہٹ جانے یا دونوں نمازوں کے درمیان کلام کے ذریعے فصل کرنے کا حکم

(۲۳۶) عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلُّوْا اَیُّهَا النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِکُمْ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو بے شک بہترین نماز وہ ہے جو آدمی اپنے گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے۔ (متفق علیہ)

(۲۳۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِکُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

---

(۲۳۵) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 882)

(۲۳۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1722، بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 6860، نسائی شریف، رقم الحدیث 1599، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21622، بیہقی رقم الحدیث 5018)

(۲۳۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 1717، بخاری شریف رقم الحدیث 422، 1131، ابوداؤد رقم الحدیث 1043، 1448، ترمذی رقم الحدیث 451، نسائی رقم الحدیث 1598، مسند امام احمد رقم الحدیث 4511، 4653، 6045، ابن خزیمہ رقم الحدیث 1205، 1290، بیہقی رقم الحدیث: 2860، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 6761، 4867، طبرانی کبیر رقم الحدیث 5278، 5279)

Marfat.com

فرمایا: اپنی کچھ نمازیں (نفلی) اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں (اپنے گھروں کو) قبریں نہ بناؤ۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

قُبُوْرًا: قبور جمع ہے قبر کی

تعارفِ رِوای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو) اس طرح کہ فرض مسجد میں پڑھو اور سنت و نفل گھر میں آ کر یا نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھو اور نماز تہجد، چاشت وغیرہ گھر میں، تاکہ نماز کا نور گھروں میں رہے اور عورتوں و بچوں کو تمہیں دیکھ کر نماز کا شوق ہو، نیز گھر کی نماز میں ریا کم ہوتی ہے۔

یعنی گھروں کو قبرستان کی طرح انہیں نماز سے خالی مت رکھو یا گھروں میں مردے دفن نہ کرو۔ خیال رہے کہ گھر میں دفن ہونا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کو یہ شرف نصیب ہوا۔ دوسروں کو شہر سے باہر قبرستان ہی میں دفن کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ اپنی تعمیر شدہ مسجد یا مدرسے میں اپنی قبر کی جگہ رکھتے ہیں اور وہیں دفن کئے جاتے ہیں اور وہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے کیونکہ اس سے وہ جگہ قبرستان نہیں بن جاتی۔ "قبورًا" میں اسی طرف اشارہ ہے نہ ان کی قبر کھود کر لاش نکالنا جائز کہ بعد دفن میت نکالنا جائز نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 673:)

(۲۳۸) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ: فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں (فرض) نماز ادا کر لے تو اس کو چاہئے کہ نماز (نفلی) کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی عطا کرنے والا ہے۔ (مسلم)

(۲۳۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهٗ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهٗ عَنْ

(۲۳۸) (مسلم شریف، کتاب صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 1719، بخاری شریف، رقم الحدیث 6044، ابن حبان، رقم الحدیث 854، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 7306)

(۲۳۹) (مسلم شریف، الجمعۃ، رقم الحدیث 883)

Marfat.com

شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ: نَعَمْ. صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ. قُمْتُ فِي مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ. فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ. فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ. اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ؛ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ. اَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت عمر بن عطاء سے مروی ہے کہ حضرت نافع ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حضرت نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے اس چیز کے متعلق پوچھوں جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز میں دیکھی تھی تو انہوں (سائب) نے کہا: ہاں! میں نے ان (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ مقصورہ میں نماز جمعہ ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی اسی جگہ کھڑے ہوکر نماز (نفل) پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اس کے ساتھ کسی اور نماز کو نہ ملانا جب تک کہ تم کلام نہ کرلو یا وہاں سے نکل نہ جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں۔حتیٰ کہ ہم کلام کریں یا وہاں سے ہم نکل جائیں۔ (مسلم)

حل لغات:

نَعَمْ: کلمہ ایجاب ہے اور اس میں چار لغت اور ہیں، نَعِم، نِعِم، نَعَام، نَعَم،

تعارفِ روای:

عمر ابن عطا ابن خواری: آپ مکی ہیں، تابعی ہیں، آپ کی احادیث مکہ معظمہ میں بہت مشہور ہیں، عموماً آپ حضرت ابن عباس سے احادیث لیتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، اصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی التابعین،)

شرح:

نافع ابن جبیر ابن مطعم نے عمرو ابن عطا کو حضرت سائب کے پاس یہ پوچھنے بھیجا کہ کیا تمہاری کوئی نماز یا نماز کا کوئی عمل حضرت معاویہ نے دیکھا ہے اور اس کی تائید یا تردید کی ہے چونکہ امیر معاویہ فقیہ صحابہ سے ہیں اس لیئے ان کی تائید یا تردید حجت شرعیہ ہے۔خیال رہے کہ عمرو ابن عطا اور جبیر ابن مطعم دونوں تابعی ہیں اور حضرت سائب اور امیر معاویہ دونوں صحابی مگر حضرت معاویہ فقیہ صحابی ہیں۔

مقصورہ جامع مسجد کا وہ خاص مقام ہے جہاں مکبر یا سلطان اسلام کھڑے ہوکر جماعت سے نماز ادا کریں، چونکہ یہ جگہ ان لوگوں پر مقصور و محدود ہوتی ہے اس لیئے اسے مقصورہ کہا جاتا ہے۔خیال رہے کہ جب سے حضرت عمر فاروق کو نماز

Marfat.com

میں شہید کیا گیا تب سے بادشاہوں کے لیئے مسجد میں خاص جگہ مقرر کی جانے لگی جہاں صرف وہی کھڑے ہوں آس پاس ان کے خاص آدمی پیچھے حفاظتی پولیس تاکہ نماز میں ان پر کوئی حملہ نہ کر سکے۔

(امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی) یعنی سنت ونفل وہاں ہی ادا کر لیئے جگہ نہ بدلی فرض وسنن میں فاصلہ بھی نہ کیا۔

(جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اس کے ساتھ کسی اور نماز کو نہ ملانا جب تک کہ تم کلام نہ کر لو یا وہاں سے نکل نہ جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ فرائض ونوافل میں کچھ فاصلہ ضروری ہے جگہ کا فاصلہ ہو یا دعا وظیفہ یا کلام کا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دعا بھی مانگے جگہ بھی قدرے بدل لے بلکہ مقتدی لوگ صفیں بھی توڑ دیں پھر سنتیں ادا کریں تاکہ آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ جماعت ہو رہی ہے اسی لیئے بعد نماز جنازہ صفیں توڑ کر بلکہ بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں۔ اور نوافل فرائض سے نہ ملاؤ یہ حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 412:)

۶۲۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلٰوۃِ الْوِتْرِ وَبَیَانِ اَنَّہٗ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ وَبَیَانِ وَقْتِہٖ

وتر پڑھنے کی ترغیب اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے اور اس کے وقت کا بیان

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد جفت یعنی شفع کا مقابل، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ"۔ شریعت میں وتر خاص نماز کا نام ہے جو عشاء کے بعد متصل یا تہجد کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ وتر میں علماء کے پانچ اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سنت ہیں یا واجب؟ ہمارے ہاں واجب ہیں۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین؟ ہمارے ہاں تین رکعت۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو دو سلام سے یا ایک سلام سے؟ ہمارے ہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن میں؟ ہمارے ہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الوتر، الفصل الاول، ج 2، ص 492)

(۲۴۰) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: اَلْوِتْرُ لَیْسَ بِحَتْمٍ کَصَلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ، وَلٰکِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ، فَاَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح تو لازم نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنت قرار دیا ہے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ وتر (یعنی ایک) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے پس اے اہل قرآن! وتر ادا کیا کرو۔

---

(۲۴۰) (ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1416' ترمذی شریف' رقم الحدیث 543)

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر:6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اے قرآن ماننے والو مسلمانو! نماز وتر پڑھا کرو اس پر بہت ثواب ہے یا اے قرآن ماننے والو دنیا سے منقطع ہو کر رب کے ہو رہو۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کی بنا پر کہا کہ وتر ایک رکعت ہے کیونکہ یہاں وتر کو اللہ تعالیٰ سے نسبت دی گئی اللہ تو ایک ہے وتر بھی ایک ہونی چاہیے مگر یہ بات بہت کمزور ہے کیونکہ یہاں مناسبت صرف وتر یعنی طاق ہونے میں ہے اور طاق تو تین بھی ہیں ایک ہونے میں نسبت نہیں، ورنہ رب تعالیٰ اجزا سے پاک ہے اور وتر نماز اگرچہ ایک رکعت ہی ہو اجزا والی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 504)

(۲۴۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ أَوْسَطِهِ، وَمِنْ اٰخِرِهِ، وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں نماز وتر ادا کی ہے رات کے پہلے حصے میں بھی، درمیانی حصے میں بھی، اور آخری حصہ میں بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر ادا کرنے کا وقت سحری تک پہنچا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سحر سے مراد رات کا آخری چھٹا حصہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عشاء کے وقت وتر پڑھ لیے اور کبھی عشاء پڑھ کر سوئے اور درمیان رات جاگ کر تہجد و وتر پڑھے مگر آخری عمل یہ رہا کہ صبح صادق کے قریب تہجد کے بعد وتر

(۲۴۱) (مسلم شریف' کتاب صلوٰۃ المسافرین رقم الحدیث 1633' بخاری شریف رقم الحدیث 951' ابوداؤد رقم الحدیث 1435' 1437' ترمذی رقم الحدیث 456' 469' 2924' نسائی رقم الحدیث 1681' 1721' ابن ماجہ رقم الحدیث 1185' 1186' 1187' دارمی رقم الحدیث 1587' مسند امام احمد رقم الحدیث 651' 653' 825' ابن حبان رقم الحدیث 2443' 2446' 2565' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1080' 1085' مستدرک حاکم رقم الحدیث 1121' بیہقی رقم الحدیث 916' 4548' 4611' 4612' مسند ابویعلی رقم الحدیث 322' 1905' 2106' طبرانی کبیر رقم الحدیث 679)

Marfat.com

پڑھے، مسلمان جس پر عمل کرے سنت کا ثواب پائے گا اگرچہ آخر رات میں پڑھنا افضل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 تحت حدیث 499)

(۲۴۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (متفق علیہ)

(۲۴۳) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔ (مسلم)

(۲۴۴) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ صَلٰوتَہٗ بِاللَّیْلِ، وَہِیَ مُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَ یَدَیْہِ. فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ. اَیْقَظَہَا فَاَوْتَرَتْ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ. قَالَ: "قُوْمِیْ فَاَوْتِرِیْ یَا عَائِشَۃُ"۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (نوافل) ادا کرتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوتیں پس جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جگاتے تو وہ وتر پڑھتیں۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو۔

حل لغات:

مُعْتَرِضَۃ: سامنے لیٹی ہوئی تھیں۔

تعارف رواۃ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۴۲) (بخاری شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 998)

(۲۴۳) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 754)

(۲۴۴) (بخاری شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 997)

Marfat.com

شرح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو وصیّت فرمائی کہ ''سونے سے پہلے وِتر پڑھ کر سویا کرو۔''
صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ مُفتی محمد امجد علی اَعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں: ''وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے۔'' (بہارِ شریعت، ۱/ ۶۵۴)
مزید فرماتے ہیں: ''جو شخص جاگنے پر اِعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وِتر پڑھنا مُستَحَب ہے، ورنہ سونے سے قبل (ہی) پڑھ لے۔'' (بہارِ شریعت، ۱/ ۶۵۴)

وِتر کو رات کے آخری حصے تک مُؤخَّر کرنا بھی اَفضل ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبودار ہے: ''جسے اَندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اُٹھے گا وہ (رات کے) اَوّل (وقت) میں پڑھ لے اور جسے اُمید ہو کہ پچھلے (پہر) کو اُٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملائکہ رَحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ اَفضل ہے۔''
(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف ان لایقوم من آخر اللیل ص ۳۷۸، حدیث: ۷۵۵)

(۲۴۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح سے پہلے جلدی وتر پڑھا کرو۔
اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ خوف ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے چاہئے کہ رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لے اور جسے رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی خواہش ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔ (مسلم)

(۲۴۵) (ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1436' ترمذی شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 467)
(۲۴۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 755)

Marfat.com

حل لغات:

طَمِعَ: از، طمعاً، بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو اسے چاہئے کہ رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لے) یہ امر وجوبی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمر تم قوت واجتہاد پر۔ خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنی ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 498:)

٦٣۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الضُّحٰى وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْثَرِهَا وَاَوْسَطِهَا، وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی قلیل، کثیر اور درمیانی مقدار اور اس کی پابندی کرنے پر ابھارنے کا بیان

ضُحٰی ضَحْوٌ سے بنا، بمعنی دن کی بلندی یا آفتاب کی شعاع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا"۔ عرف میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔ نماز اشراق کا وقت سورج کے چمکنے کے بیس ۲۰ منٹ بعد سے سورج کے چہارم کے چہارم آسمان پر پہنچنے تک اور نماز چاشت کا وقت چہارم دن سے دوپہر یعنی نصف النہار تک ہے کبھی نماز اشراق کو بھی نماز چاشت کہہ دیا جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں سنت مستحبہ ہیں، نماز اشراق مسجد میں ادا کرنا بہتر ہے اور چاشت گھر میں، اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور چاشت کی چار۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب صلوۃ الضحی، الفصل الاول، ج2، ص543)

(۲۴۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِ

(۲۴۷) صحیح بخاری رقم: ۱۱۷۸، صحیح مسلم رقم: ۱۷۰۵، السنن الکبری للبیہقی رقم: ۵۰۳۷، سنن ابوداود رقم: ۱۴۳۴، سنن الدارمی رقم: ۱۴۵۴

Marfat.com

ثَلاَثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ، وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
وَالْاِیْتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ اِنَّمَا یُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا یَثِقُ بِالْاِسْتِیْقَاظِ اٰخِرَ اللَّیْلِ فَاِنْ وَثِقَ، فَاٰخِرُ اللَّیْلِ اَفْضَلُ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھوں اور سونے سے پہلے نماز وتر ادا کروں۔ (متفق علیہ)

سونے سے قبل وتر پڑھنا اوراس شخص کے لئے مستحب ہے جسے جاگنے پر وثوق نہ ہوسو اگر اسے وثوق ہو (کہ جاگ جائے گا) تو رات کے آخری حصے تک مؤخر کرنا افضل رہے۔

حل لغات:

الاسْتِیقَاظِ: بیدار ہونا، جاگنا،

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ابھی ماقبل حدیث میں گزری ہے واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

(۲۴۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَھْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر صبح سے تمہارے جسم کے ہر جوڑ کے ذمہ ایک صدقہ ثابت ہو جاتا ہے' پس ہر دفعہ ''سبحان اللہ'' کہنا ایک صدقہ ہے۔ ہر دفعہ ''الحمد للہ'' کہنا ایک صدقہ ہے۔ ہر دفعہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا ایک صدقہ ہے' اور ہر دفعہ ''اللہ اکبر'' کہنا ایک صدقہ ہے' اور نیکی کا حکم دینا بھی ایک صدقہ ہے' اور برائی سے روکنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور ان سب سے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے۔ (مسلم)

(۲۴۸) صحیح مسلم رقم: ۱۷۰۴' مسند امام احمد' مسند ابی ذر رقم: ۲۱۵۱۳' مسند ابوعوانہ رقم: ۲۱۲۱' معجم لابن عساکر رقم: ۱۰۷۶' رقم: ۸۱۰۵

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ان تمام مذکورہ اعمال میں میں صدقہ نفلی کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکریہ بھی ہے لہٰذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفلی نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکریہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔

(اور ان سب سے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنا کفایت کر جاتا ہے۔) یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے، اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلّے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاء اللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 545:)

(۲۴۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعًا. وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں جو اللہ چاہتا اضافہ فرما لیتے۔ (مسلم)

(۲۵۰) وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ. صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ. وَذٰلِكَ ضُحًى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ حضرت اُمِّ ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس پر گئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے ہوئے پایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھیں اور یہ چاشت کی نماز تھی۔ (متفق علیہ) اور یہ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کی عبارت کا اختصار ہے۔

تعارفِ روای:

ام ہانی کا نام فاختہ یا عاتکہ بنت ابی طالب ہے، علی مرتضی کی حقیقی بہن ہیں، آپ مجبوراً مکہ معظمہ سے ہجرت نہ کر سکی تھیں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 868 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۴۹) صحیح مسلم رقم: ۱۶۹۸، سنن النسائی رقم: ۱۷۰۴، مسند امام احمد بن حنبل رقم: ۲۴۹۶۸

(۲۵۰) صحیح مسلم رقم: ۷۰۲، السنن الصغری رقم: ۶۰۸۳، موطاء امام مالک رقم: ۱۰۳

Marfat.com

شرح:

یہ حدیث نماز چاشت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے (اور یہ چاشت کی نماز تھی۔) یعنی یہ نماز شکرانہ وغیرہ کی نہ تھی بلکہ چاشت کی تھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 543:)

۶۴۔ بَابُ تَجْوِیزِ صَلٰوةِ الضُّحٰی مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلٰی زَوَالِهَا وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَلّٰی عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰی

سورج بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک نماز چاشت پڑھنے کے جواز اور سخت گرمی کی حالت میں جبکہ سورج خوب بلند ہو گیا ہو اس وقت چاشت پڑھنے کے افضل ہونے کا بیان

(۲۵۱) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ رَاٰی قَوْمًا یُّصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰی، فَقَالَ: اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِیْ غَیْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ، اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلٰوةُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِیْمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، یَعْنِیْ: شِدَّةَ الْحَرِّ۔

وَ"الْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِیْلٍ وَّهُوَ: الصَّغِیْرُ مِنَ الْاِبِلِ۔

◀ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا ان کو معلوم نہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز (چاشت) پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلوۃ الاوابین اس وقت پڑھی جائے جبکہ اونٹوں کے بچے گرمی محسوس کرتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

ترمض: تاء اور میم اور ضاء معجمہ پر زبر کے ساتھ اس کا مطلب ہے: سخت گرمی۔

الفصال: یہ فصیل کی جمع ہے اور اس کا مطلب ہے: چھوٹا سا اونٹ (اونٹ کا بچہ)

تعارف رواۃ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۵۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1569، بخاری شریف، رقم الحدیث 1124، 1880، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1432، 1433، ترمذی، رقم الحدیث 760، نسائی، رقم الحدیث 1112، 1977، 1678، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3022، دارمی، رقم الحدیث 1454، 1745، مسند امام احمد، رقم الحدیث 122، 7138، 7180، ابن حبان، رقم الحدیث 2536، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1083، بیہقی، رقم الحدیث 2574، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6266)

Marfat.com

شرح:

(انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا) اشراق سے متصل چہارم دن گزرنے سے پہلے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

(اس کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز (چاشت) پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔) بعض علماء نے فرمایا کہ چاشت کا وقت بھی طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور نصف النہار پر ختم ہوتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ چہارم دن گزرنے پر پڑھے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ زید ابن ارقم نے افضل فرمایا، یہ نہ کہا کہ یہ نماز وقت سے پہلے پڑھ رہے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں گھڑی نہ تھی اس لیے اوقات کا ذکر علامت سے ہوتا تھا آپ نے دوپہر کو اسی علامت سے بیان فرمایا کہ اونٹ کے بچے اون کی وجہ سے جب گرم ہو جائیں یعنی خوب دن چڑھ جائے وقت گرم ہو جائے، چونکہ اس وقت دل آرام کرنا چاہتا ہے اس لیے اس وقت نماز بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 546:)

٦٥۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلٰوةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَآءٌ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ اَوْ صَلٰوةِ فَرِيْضَةٍ اَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

نماز تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کی ترغیب اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے بیٹھنے کے مکروہ ہونے کا بیان اور دو رکعتیں خواہ تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھے خواہ نماز فرض ادا کرے اور خواہ سنت مؤکدہ ادا کرے

(۲۵۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (متفق علیہ)

(۲۵۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو رکعتیں پڑھ لو۔ (متفق علیہ)

(۲۵۳) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 748)

Marfat.com

تعارف روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مسجد سے مراد یا حضرت جابر کے محلے کی مسجد ہے یا مسجد نبوی شریف دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے مسجد اللہ کا گھر ہے وہاں حاضر ہونا گویا رب تعالیٰ سے ملاقات کرنا ہے اس کا استحباب حدیث فعلی سے بھی ثابت ہے اور حدیث قولی سے بھی۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 801:)

٦٦۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

وضو کے بعد دو رکعتوں کے استحباب کا بیان

(۲۵۴) عن اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: "يَا بِلَالُ، حَدِّثْنِي بِاَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْاِسْلَامِ، فَاِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ" قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجَى عِنْدِي مِنْ اَنِّي لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِي سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِي اَنْ اُصَلِّيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

"اَلدَّفُّ" بِالْفَاءِ: صَوْتُ النَّعْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْاَرْضِ، وَاللهُ اَعْلَمُ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے اسلام میں اپنے اس عمل کے متعلق بتا جس پر تجھے ثواب کی سب سے زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے قدموں کی آواز سنی ہے۔ (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا: میں نے ایسا تو کوئی عمل نہیں کیا جس پر مجھے ثواب کی اس سے زیادہ امید ہو سوائے اس کے کہ میں نے دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں جب کبھی بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو سے نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

---

(۲۵۴) (مسلم شریف' کتاب صلوٰۃ المسافرین' رقم الحدیث 1551' بخاری شریف' رقم الحدیث 1110' 433' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث' 467' 468' ترمذی شریف' رقم الحدیث 316' نسائی شریف' رقم الحدیث 1395' 730' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1012' 1013' موطا امام مالک' رقم الحدیث 386' دارمی' رقم الحدیث 1551' 1553' 1393' مسند امام احمد' رقم الحدیث 22576' 22582' 22631' ابن حبان' رقم الحدیث 2497' 2501' 2495' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1827' 1831' 1325' بیہقی' رقم الحدیث 4701' 4702' 5001' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2117' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 3280' دارقطنی' رقم الحدیث 3)

Marfat.com

حل لغات:

رُجیٰ :اسم تفضیل زیادہ امید کے لائق کام،

الدّف: فاء کے ۔ تھ جوتوں کی زمین پر چلتے ہوئے آواز کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ۔ یرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر :8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

غالب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شب خواب میں معراج ہوئی تب اس کے سویرے کو حضرت بلال سے یہ سوال فرمایا کیونکہ جسمانی معراج کے سویرے تو فجر جماعت سے پڑھی نہ تھی یا یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی معراج میں ملاحظہ فرمایا تھا مگر یہ سوال کسی اور دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا، یہ ہی معنی زیادہ ظاہر ہیں۔
حضرت بلال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جنت میں جانا ایسا ہے جیسے نوکر چاکر بادشاہوں کے آگے ہٹو بچو کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے بلال! تم نے ایسا کون سا کام کیا جس سے تم کو میری یہ خدمت میسر ہوئی۔ خیال رہے کہ معراج کی رات نہ تو حضرت بلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں گئے نہ آپ کو معراج ہوئی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات وہ واقعہ ملاحظہ فرمایا جو قیامت کے بعد ہوگا کہ تمام خلق سے پہلے حضور صلی اللہ عیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اس طرح کہ حضرت بلال خادمانہ حیثیت سے آگے آگے ہوں گے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے :ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے انجام پر خبردار کیا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی اور کون کس درجہ کا جنتی دوزخی ہے، یہ علوم خمسہ میں سے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان و آنکھ لاکھوں برس بعد ہونے والے واقعات کو سن لیتے ہیں، دیکھ لیتے ہیں۔ یہ واقعہ اس تاریخ سے کئی لاکھ سال بعد ہوگا مگر قربان ان کانوں کے آج ہی سن رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ انسان جس حال میں زندگی گزارے گا اسی حال میں وہاں ہوگا۔ حضرت بلال نے اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری وہاں بھی خادم ہو کر ہی اٹھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت بلال کے صدقے مجھے نصیب کرے کہ وہاں بھی اپنے پیارے محبوب کے گن گاؤں، ان کی نعتیں لکھوں اور پڑھوں۔ شعر

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لیے

(میں نے دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں جب کبھی بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو سے نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی۔ (یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وضو یا غسل کیا تو دو نفل تحیۃ الوضو پڑھ لیے مگر یہاں اوقات غیر مکروہ میں پڑھنا

Marfat.com

مراد ہے تاکہ یہ حدیث ممانعت کی احادیث کے خلاف نہ ہو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال سے یہ پوچھنا اسی لیے تھا تاکہ آپ یہ جواب دیں اور امت اس پر عمل کرے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے ہر چھپے کھلے عمل سے واقف ہیں، نیز یہ درجہ صرف حضرت بلال کو ان نوافل کا ہے۔ ہزار ہا آدمی یہ نوافل پڑھیں گے یا پابندی کریں گے مگر انہیں یہ خدمت نصیب نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 تحت حدیث 554)

۶۷۔ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوْبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبْكِيْرِ اِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ بَيَانِ سَاعَةِ الْاِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اِكْثَارِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کی فضیلت' اس کے وجوب' اس کیلئے غسل کرنے' خوشبو لگانے' اوّل وقت میں جمعہ کے لئے جانے' جمعہ کے دن دعا کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے' اور اس میں قبولیت کی دعا کی گھڑی کا بیان اور جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥} (الجمعة: 10)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تشریح:

ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار سے منع کر دیا گیا تھا اب اس کی اجازت دی گئی ہے اور کئی سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس حکم کی تعمیل میں بازار کا چکر لگایا کرتے تھے تاکہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو صرف نماز تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ آپ کوئی کام کر رہے ہوں اس وقت بھی آپ کو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے کم کی تعمیل اور اس کے ذکر کی کثرت سے ہی فلاح دارین نصیب ہو سکتی ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

Marfat.com

فضل اللہ سے کیا مراد ہے:

فضل اللہ سے۔نمبر۱۔رزق مراد ہے۔نمبر۲۔طلب علم نمبر۳۔عیادۃ المریض۔نمبر۴۔دینی بھائی کی ملاقات۔

(مدارک تحت آیت مذکورہ)

(۲۵۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تخلیق ہوئی' اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، بے شک جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس ساعتیں (یعنی گھنٹے) ہیں اور ہر ساعت میں اللہ عزوجل چھ لاکھ افراد کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے۔بعض راویوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جن میں سے ہر ایک پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، رقم ۳۰۰۸، ج ۲، ص ۳۷۵)

حضرتِ سیّدنا ابولُبابہ بن عَبْدُ الْمُنذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔اس میں پانچ خصلتیں ہیں، (۱) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا اور (۲) اسی دن اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور (۳) اسی دن میں اللہ عزوجل نے حضرتِ سیّدنا آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی، (۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ عزوجل سے جو کچھ مانگے گا اللہ عزوجل اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام شے طلب نہ کرے، (۵) اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔ (ابن ماجہ، کتاب الاقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸)

Marfat.com

(۲۵۶) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا پھر جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا اور خوب توجہ سے سنتا رہا اور خاموش رہا تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا تو اس نے فضول کام کیا۔ (مسلم)

حل لغات:

مَسَّ: از مساً، مسیساً، بمعنی چھونا۔

الْحَصٰی: کنکریاں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا) اس طرح کہ وضو کے فرائض، سنتیں، مستحبات سب ادا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں، سنت ہے۔ جو صرف وضو ہی کرے وہ گنہگار نہیں۔ امام مالک کے ہاں یہ غسل واجب ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

(پھر جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا اور خوب توجہ سے سنتا رہا اور خاموش رہا) اس طرح کہ اگر دور ہو تو صرف خاموش رہے اور اگر امام سے قریب ہو کہ خطبہ کی آواز آ رہی ہو تو کان لگا کر سنے۔

(اور جس نے کنکریوں کو چھوا تو اس نے فضول کام کیا۔) یعنی خطبہ کے وقت صرف زبان سے خاموشی کافی نہیں بلکہ سکون و اطمینان سے بیٹھنا بھی ضروری ہے، کنکر پتھروں سے کھیلنا بھی ممنوع ہے۔ اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت دامن یا پنکھے سے ہوا کرنا بھی منع ہے اگرچہ گرمی ہو، اس وقت ہمہ تن خطبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 611:)

---

(۲۵۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1872، ابوداؤد، رقم الحدیث 1946، ترمذی، رقم الحدیث 488، 491، نسائی، رقم الحدیث 1373، موطا امام ملک، رقم الحدیث 241، مسند احمد، رقم الحدیث 9196، 10552، 10653، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1728، 1729، مستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1026، 1030، 3999، بیہقی، رقم الحدیث 5799، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6586، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9000)

Marfat.com

(۲۵۷) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیان میں کئے جانے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

(۲۵۸) وَعَنْهُ، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: "لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کی لکڑیوں پر بیٹھ کر فرماتے سنا: لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

حل لغات:

اَعْوَادِ: جمع العود، بمعنی لکڑی، کٹی ہوئی ٹہنی۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جو سستی سے جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سست۔ خیال رہے کہ یہاں روئے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آئندہ آنے والے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ کوئی صحابی تارک جمعہ نہ تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث: 600)

(۲۵۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۲۵۷) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 857)

(۲۵۸) (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ، رقم الحدیث 233)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔ (متفق علیہ)

(۲۶۰) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اَلْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: اَلْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوَاجِبِ: وُجُوْبُ اخْتِيَارٍ، كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ: حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کا غسل ہر بالغ آدمی کے لئے ضروری ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

المحتلم: سے مراد بالغ ہے۔

الواجب: سے وجوب اختیاری مراد ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنے کسی دوست سے کہتا ہے: تمہارا حق تو مجھ پر واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اگر واجب بمعنی ثابت ہو تو حدیث محکم ہے منسوخ نہیں اور اگر بمعنی ضروری ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ آئیندہ آرہا ہے۔ (یعنی اس آگے آنے والی حدیث میں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ جمعہ کے دن کی وجہ سے ہے، نماز جمعہ فرض ہو یا نہ ہو۔ بہت سے علماء کا یہ بھی قول ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 504:)

(۲۶۱) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ

(۲۵۹) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 1898، نسائی شریف، رقم الحدیث 1370، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 794، دارمی، رقم الحدیث 1570، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2132، 2290، 3099، ابن حبان، رقم الحدیث 2785، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1855، بیہقی، رقم الحدیث 5360، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 5742، 5765، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 197)

(۲۶۰) (بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 895)

(۲۶۱) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 846)

Marfat.com

يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ".
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز وضو کیا تو وہ کافی ہے اور اچھا ہے اور جو شخص غسل کرے تو غسل زیادہ بہتر ہے۔

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۶۲) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى".
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اور حسب استطاعت طہارت حاصل کرتا ہے، تیل لگاتا ہے، اور اپنے گھر کی خوشبو لگاتا ہے پھر نکلتا ہے (جمعہ کے لئے) اور دو آدمیوں کے درمیان علیحدگی نہیں کرتا، پھر اس پر جو نماز فرض ہے وہ ادا کرتا ہے، پھر جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو خاموش رہتا ہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حل لغات:

يَدَّهِنُ: از، دھن دھناً بمعنی تیل لگانا،

تعارفِ رواۃ:

حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 48 کے تحت ہو چکا ہے۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 831 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض احادیث میں عورتوں کا ذکر ہے وہاں عبارت یہ ہے: "مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" اس لیئے جمعہ میں عورتوں کو آنا بھی مستحب ہے، مگر اب زمانہ خراب ہے عورتیں مسجدوں میں نہ آئیں۔ (مرقاۃ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں سینماؤں، بازاروں، کھیل

(۲۰۱، ۲۰۲) (ترمذی شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 497، ابوداؤد شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 354)

Marfat.com

تماشوں، اسکولوں، کالجوں میں جائیں، صرف مسجد میں نہ جائیں گھروں میں رہیں، بلاضرورت شرعیہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔اسی لیئے فقیر کا یہ فتویٰ ہے کہ اب عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اگر ہم انہیں روکیں تو یہ وہابیوں، مرزائیوں، دیوبندیوں کی مساجد میں پہنچتی ہیں جیسا کہ تجربہ ہوا۔ان لوگوں نے عورتوں کے لیئے بڑے بڑے انتظامات اپنی اپنی مسجدوں میں کیئے ہوئے ہیں عورتوں کو گمراہ کر کے ان کے خاوندوں اور بچوں کو بہکاتے ہیں۔

(اور اپنے گھر کی خوشبو لگاتا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

(اور دو آدمیوں کے درمیان علیحدگی نہیں کرتا) اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

(پھر اس پر جو نماز فرض ہے وہ ادا کرتا ہے) تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آئندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

(جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو خاموش رہتا ہے) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہٰذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آئندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 609:)

(۲۶۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْاُوْلٰى فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً. وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً. وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ. وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً. وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً. فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

قَوْلُهٗ: "غُسْلَ الْجَنَابَةِ" اَیْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِی الصِّفَةِ.

---

(۲۶۳) (بخاری شریف کتاب الجمعۃ رقم الحدیث 883)

Marfat.com

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا اور پھر چل پڑا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا تو اس نے گویا گائے کی قربانی سے قرب (خداوندی) حاصل کیا' اور جو تیسری ساعت میں چلا تو گویا اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی' اور جو چوتھی ساعت میں چلا تو گویا اس نے مرغی کی قربانی دی' اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا قربان کیا' اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر (خداوندی) سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

آپ کا فرمان: غسل الجنابة: اس سے مراد ہے جیسے کہ غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ (ایسا غسل کرنا)۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ فرشتے مخصوص ہیں جن کی ڈیوٹی جمعہ کو لگتی ہے، اعمال لکھنے والے نہیں، بعض نے فرمایا کہ جمعہ کی طلوع فجر سے کھڑے ہوتے ہیں، بعض کے نزدیک آفتاب چمکنے سے، مگر حق یہ ہے کہ سورج ڈھلنے سے شروع ہوتے ہیں کیونکہ اسی وقت سے وقت جمعہ شروع ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ فرشتے سب آنے والوں کے نام جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ اگر اولاً سو آدمی ایک ساتھ مسجد میں آئیں تو وہ سب اول ہیں۔

(جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا اور پھر چل پڑا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی) یعنی جو سورج ڈھلتے ہی وقت جمعہ داخل ہوتے ہی مسجد میں آجائے اسے مکہ معظمہ اونٹ، گائے کہ ہدی بھیجنے والے کا ثواب ہے۔

(اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا تو اس نے گویا گائے کی قربانی سے قرب (خداوندی) حاصل کیا' اور جو تیسری ساعت میں چلا تو گویا اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی' اور جو چوتھی ساعت میں چلا تو گویا اس نے مرغی کی قربانی دی' اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا قربان کیا') اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حج صرف امیروں پر فرض ہے اسی لیئے ان کی ہدی صرف اونٹ، گائے کی ہوگی مگر جمعہ غریبوں پر بھی فرض ہے اسی لیئے ان کی یہ ہدی مرغی کے انڈے کی بھی قبول ہے، للہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ہدی تو صرف اونٹ، گائے، بکری کی ہوتی ہے یہاں مرغی، انڈے کا ذکر کیوں ہوا۔ خیال رہے کہ ہدی قربانی کا وہ جانور ہے جو مکہ معظمہ ذبحہ کے لیئے بھیجا جائے گا کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے۔

Marfat.com

(اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر (خداوندی) سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں) یعنی جب امام خطبہ کے لیئے منبر پر آتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر انسانوں کے ساتھ خطبہ سننے لگتے ہیں، اب جو اس وقت آئے گا نہ اس کا نام ان کے دفتر میں لکھا جائے گا نہ اسے جلد آنے کا ثواب ملے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 612:)

(۲۶۴) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: "فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ" وَاَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اس گھڑی کو اس حالت میں پائے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس گھڑی کا مختصر ہونا بتایا۔ (متفق علیہ)

(۲۶۵) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد ماجد کو جمعہ کی ساعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ (حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں نے انہیں یہ کہتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: یہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے نماز کے ادا ہو جانے تک کے درمیان آتی ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

شَاْنِ سَاعَةِ: مقبول گھڑی

---

(۲۶۴) (بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 881)

(۲۶۵) (بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 935)

Marfat.com

تعارفِ روای:

ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے یعنی ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبداللہ ابن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے، آپ حضرت علی کے ساتھ رہے، قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا، اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی التابعین کرام،)

شرح:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ ساعت جس کی جمعہ کے دن امید کی جاتی ہے وہ عصر کے بعد سے آفتاب ڈوبنے تک ڈھونڈو۔ (ترمذی)

خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت سے خبردار ہیں آپ پر کون سی چیز چھپے گی۔ یہ ساعت بلکہ ساری ساعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے بنیں، چونکہ یہ اسرار الہیہ میں سے ہے اس لیئے اس کا اظہار نہ فرمایا جیسے شب قدر تاکہ لوگ اس کی تلاشی میں عبادتیں زیادہ کریں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ شاید جمعہ میں قبولیت کی ساعتیں بہت ہیں مگر شاندار ساعت پوشیدہ ہے یا گھومتی رہتی ہے کسی جمعہ میں کسی وقت اور کسی جمعہ میں دوسرے وقت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 590:)

(۲۶۶) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ؛ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حکمِ حدیث:

ابوداؤد نے یہ حدیث صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

مَعْرُوْضَۃ: پیش کی ہوئی۔

---

(۲۶۶) (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث 853)

Marfat.com

تعارفِ روای:

اوس ابن اوس: آپ کو اوس ابن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے، قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں، عمرو ابن اوس کے والد ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الف، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے اس کی مفصل شرح ہم نے جلد دوم حدیث نمبر: 583 کے تحت کردی ہے وہاں سے مطالعہ فرمائے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

۶۸۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّکْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ اَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

کسی ظاہری نعمت کے حصول یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹل جانے پر سجدہ شکر کے استحباب کا بیان

یعنی دینی یا دنیوی خوشی کی خبر سن کر سجدے میں گر جانا اسے سجدۂ شکر کہا جاتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ بدعت اور ممنوع ہے، بعض کے ہاں سنت ہے، امام محمد کا یہی قول ہے، بعض علماء نے مکروہ فرمایا، یہ فرماتے ہیں کہ سجدۂ شکر کی احادیث میں سجدہ سے نماز مراد ہے، یعنی جز سے کل۔ (لمعات) مگر قول سنیت صحیح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے قتل، صدیق اکبر نے مسیلمہ کذاب کے قتل اور سیّدنا علی المرتضیٰ نے ذوالثدیہ خارجی کے قتل کی خبریں سن کر سجدۂ شکر ادا کیے اور کعب ابن مالک قبول توبہ کی بشارت پر سجدہ میں گر گئے۔ (از لمعات و اشعہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ، باب فی سجود الشکر، ج2، 718)

(۲۶۷) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ. فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَمَكَثَ طَوِيْلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهٗ ثَلَاثًا - وَقَالَ: "اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ، وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ، فَاَعْطَانِي الثُّلُثَ الْاٰخَرَ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے ارادہ سے نکلے جب ہم مقام ''عزوراء'' کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ

(۲۶۷) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2775)

Marfat.com

علیہ وسلم اترے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند کئے کچھ دیر آپ اللہ سے دعا کرتے رہے پھر سجدے میں گر گئے اور کافی دیر حالت سجدہ میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے' کچھ دیر تک' پھر سجدے میں گر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا اور فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی اور اپنی امت کے لئے سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ایک تہائی امت عطا فرمادی اور میں اپنے رب کا شکرادا کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا پھر میں نے سراٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک تہائی امت عطا فرمائی پس میں اپنے رب کا شکر کرنے کے لئے پھر سجدے میں گر گیا پھر میں نے سراٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آخری تہائی بھی عطا فرمادی تو میں اپنے رب کے حضور سربسجود ہو گیا۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

عَزْوَرَائَ: ایک جگہ کا نام۔

خَرَّسَاجِدًا: سجدے میں گرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بے واسطہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء، اولیاء وعلماء علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی۔ بارگاہِ عزت (عَزَّوَجَلَّ) میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

أَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ

شفاعتِ انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

(ملخصًا، مسند احمد، الحدیث ۲۱۳۱۳، ج۸، ص ۵۳)

ابرِ کرم:

ایک بندہ حاضر ہوگا۔ ربُّ العزت (عَزَّوَجَلَّ) کا حکم ہوگا، اس کا نامہ اعمال اُسے دیا جائے گا۔ وہ تُومار (یعنی صحیفہ) حدِ نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا۔ اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا، اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو چھوڑتا جائے گا۔ ربعَزَّوَجَلَّ فرمائے گا پڑھ

Marfat.com

لیا؟ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: اے میرے فِرِشتو! اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔ اُس وقت چلاّ اُٹھے گا کہ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) میرے بڑے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے تو صرف صغائر (یعنی صغیرہ گناہ) پڑھے۔ یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ (جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب عشر، حدیث ۲۶۰۵، ج ۴، ص ۲۶۸)

سجدہ شُکر مَسنُون ہے یا مُستَحَب؟:

اعلیٰ حضرت سے کسی نے سوال کیا کہ: سجدہ شکر مسنون ہے یا مستحب؟

ارشاد: سُنّتِ مستحبہ ہے۔ جس وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا تو سجدہ شکر فرمایا۔

(ردالمحتار علی درمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۰۷، ملفوظات اعلیٰ حضرت)

۶۹۔ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

رات کے قیام کی فضیلت کا بیان

رات کے قیام سے تہجد مراد ہے۔ یہ نماز اسلام میں اولاً سب پر فرض رہی، پھر امت سے فرضیت منسوخ ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آخر تک رہی۔ (اشعہ) تہجد کم از کم دو رکعتیں ہیں زیادہ سے زیادہ بارہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آٹھ پڑھتے تھے کبھی کم و بیش۔ حق یہ ہے کہ تہجد ہمارے لیئے سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کوئی نہ پڑھے تو سب تارک سنت ہوئے اور اگر ایک بھی پڑھ لے تو سب بری الذمہ ہوئے۔ تہجد کا وقت رات میں سو کر جاگنے سے شروع ہوتا ہے صبح صادق پر ختم مگر آخری تہائی رات میں پڑھنا بہتر ہے اور قبل تہجد عشا پڑھ کر سونا شرط ہے اور بعد تہجد کچھ سونا یا لیٹ جانا سنت ہے۔ چونکہ یہ بہترین نوافل ہیں اسی لیئے ان کا علیٰحدہ باب ہوا جو شخص تہجد پڑھنا شروع کردے پھر نہ چھوڑے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

ضروری مسئلہ: تہجد سے پہلے سو لینا ضروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافل تہجد نہ ہوں گے۔ جن بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے تیس یا چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسے حضور غوث اعظم یا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما وہ حضرات رات میں اس قدر اونگھ لیتے تھے جس سے تہجد درست ہوجائے لہٰذا ان بزرگوں پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے تہجد کیوں نہ پڑھی حضرت ابوالدرداء، ابوذر غفاری وغیرہم صحابہ جو شب بیدار تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب صلوۃ اللیل، الفصل الاول، ج 2، ص 414)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا}

(بنی اسرائیل: 79).

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے' قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب مقام محمود پر فائز فرمائے۔''

تشریح:

ہجود اضداد سے ہے۔ سونے اور بیدار ہونے، دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت کے امام الازہری نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے تہجد ترک ہجود) یعنی نیند کو ترک کرنا (کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے تحرج اور تاثم حرج اور اثم کے ترک کو کہتے ہیں۔ (رازی)

پہلے نماز پنجگانہ کے اوقات بیان ہوئے۔ جو ہر کس و ناکس پر فرض تھیں۔ اب اس مخصوص نماز کی ادائیگی کا ذکر ہو رہا ہے جو حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بطور فرض یا زائد عبادت لازم ہے۔ یہ نماز تہجد ہے یعنی جب لوگ سو رہے ہوں۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہو۔ آغوش شب میں ہر چیز محو خواب ہو۔ اے حبیب اس وقت اٹھ! اور خلوت گاہ ناز میں شرف باریابی حاصل کر کے جبین نیاز کو لذت سجدہ سے آشنا کر۔ تیری یہ بے خوابیاں، یہ قلق اور بے کلی، یہ اشک کا سیل رواں، یہ شان بندگی کا ظہور سب کو شرف قبول بخشا جائیگا۔ اور آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائیگا جس کی جلالت شان کو دیکھ کر دنیا بھی کی زبانیں تیری ثناگستری اور حمد وستائش میں مصروف ہو جائیں گی۔ عسی کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ اس وقت اس کا معنی یقین ہوتا ہے عسی ولعل من اللہ تعالیٰ واجبتان (البرہان)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: هو المقام الذی اشفع فیه لامتی یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ اما مسلم نے حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ ایک روز غمگسار عاصیاں اور چارہ ساز بیکساں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خلیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اس قول کو پڑھا۔

"رب انهم اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم"

اے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جنہوں نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہوں گے۔ اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو تو غفور رحیم ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اس جملہ کو دہرایا۔

"ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك وانت العزيز الحكيم۔

(اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی عزیز وحکیم ہے)

پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی امتی امتی ثم بکی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"یا جبرئیل اذهب الی محمد فقل اله انا سنرضيك في امتك ولا نسؤك۔

اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو۔ اے حبیب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں

Marfat.com

راضی کریں گے۔اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

روز محشر جب ہر دل پر خوف و ہراس طاری ہوگا جلال خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے۔ ساری مخلوق خدا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے لے کر حضرت کلیم تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن کہیں شنوائی نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچے گی اور ان سے شفاعت کی ملتجی ہوگی۔ آپ جواب دینگے کہ میں خود تو آج لب کشائی کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ہاں تمہیں ایک کریم کا آستاں بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد واپس نہیں لوٹا۔ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اور وہاں جا کر عرض حال کرو۔ چنانچہ سب بارگاہ محبوب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستان غم پیش کرینگے۔ حضور سن کر فرمائیں گے انا لہا۔ انا لہا۔ ہاں میں تمہاری دستگیری کے لیے تیار ہوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے۔ اپنی پاک اور مطہر زبان نور سے سبوح وقدوس رب کی حمد وثناء کرینگے۔ ادھر سے آواز آئے گی یا محمد ارفع رأسک قل تسمع تعط اشفع تشفع اے سراپا خوبی وزیبائی! اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ۔ کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے۔ تم شفاعت کرتے جاؤ۔ ہم شفاعت قبول فرماتے جائینگے۔ اس طرح شفاعت حبیب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابو الفضل عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پرنور سرور عالمیاں پانچ شفاعتیں فرمائینگے۔ ۱۔ شفاعت عامہ جس سے مومن اور کافر، اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔

۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لیے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

۳۔ وہ موحد جو اپنے گناہوں کے باعث عذاب دوزخ کے مستحق قرار پا جائیں گے۔ حضور کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

۴۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا حضور شفاعت فرما کر ان کو وہاں سے نکالیں گے۔

۵۔ اہل جنت کے مدارج میں ترقی کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

خود سوچئے جس کا دامن کرم سب کو ڈھانپے ہوگا۔ جس کی محبوبیت کا ڈنکہ ہر جگہ بج رہا ہوگا۔ جس کی جلالت شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کون سا دل ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کون سی زبان ہوگی جو اس کی تعریف وتوصیف میں زمزمہ سنج نہ ہوگی۔

یہاں بتایا جارہا ہے کہ اے مکہ کے باشندہ! تم جس کی راہ میں کانٹے بچھانا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہو۔ جسے طرح طرح سے اذیت دے کر اپنی تفریح کا سامان کرتے ہو۔ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں گرفتار ہو کر میرے برگزیدہ بندے

Marfat.com

کی جلالت شان کا انکار کرتے ہو۔ اس کی حقیقت سے پردہ تب اٹھے گا جب داور محشر عزت وجلال کے عرش پر متمکن ہو کر ہر چیز کو اپنے دربار میں جوابدہی کے لیے طلب فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید الخدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:۔

"انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم ومن سواہ الا تحت لوائی۔ (ترمذی شریف)

یعنی قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا۔ حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا۔ سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے۔ یہ ساری باتیں اظہار حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ فخر ومباہات مقصود نہیں۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ستائیس صحابہ سے حدیث شفاعت مروی ہونے کی تصدیق کی ہے۔ لیکن ان صریح احادیث صحیحہ کے باوجود معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا انکار کیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ پس بڑا بدبخت ہے وہ آدمی جو شفاعت کا منکر ہے۔ قال السیوطی ھذا حدیث متواتر فتعس من انکر الشفاعۃ۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت فاروق اعظم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا انہ سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعۃ آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک طبقہ بڑی شدومد سے اس کا منکر ہے اور جب دلائل صحیحہ کے باعث انکار نہیں کر سکتے تو شفاعت کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جس میں شان مصطفیٰ کا انکار پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ جسارت کرتے ہوئے اس بات کا خیال کرھنا چاہیے کہ جو آج شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ} (السجدة: 16) الْاٰیة.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے''۔

تشریح:

اہل ایمان کی مذکورہ بالا صفات (جو ماقبل آیات میں بیان ہوئیں) کے علاوہ ایک یہ صفت بھی ہے کہ جب دوسرے لوگ اپنے نرم وگداز بستروں پر محو استراحت ہوتے ہیں، گہری اور میٹھی نیند کے مزے لوٹتے ہیں تو یہ درد محبت کے مارے اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے دور رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہو کر کبھی اس کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ کبھی اس کی بارگاہ اقدس میں جبین نیاز جھکاتے ہیں، کبھی دعا کے لیے دامن پھیلا دیتے ہیں اور اپنے کریم و رحیم پروردگار سے اس کے فضل وکرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ ان کی دعا کرنے اور مانگنے کا انداز بھی نرالا ہے۔ ساری رات اس کے ذکر میں گزر گئی۔ لیکن پھر بھی اپنی کوتاہیوں کا احساس بے چین کر رہا ہے اور اس کی بے نیازی کا تصور کر کے دل

Marfat.com

کانپ رہا ہے، لیکن اس کی بے نیازی اور اپنی کوتاہیوں کے شدید احساس کے باوجود مایوس نہیں ہیں بلکہ اس کے فضل و کرم پر تکیہ کیے ہوئے دامن پھیلا رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کا رب بڑا رحیم و کریم ہے۔ جو شخص اس کے حضور میں دست سوال پھیلاتا ہے، اس کی شان کریمی اسے خالی واپس نہیں کرتی۔ بیم و رجا کی اسی کشمکش میں وہ اپنے شب و روز گزارتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو رات ڈھلنے کے بعد اپنے بستروں سے اٹھتے ہیں اور نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ بعض علماء نے اس سے اوابین کے نفل بھی مراد لیے ہیں جو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔ "تجافی" کا معنی دوری اور بعد ہے۔ مضاجع، مضجع کی جمع ہے، اس کا معنی سونے کی جگہ ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۝} (الذاریات: 17)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''وہ رات میں کم سویا کرتے''۔

تشریح:

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے غلاموں کو سحری کے وقت اٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی بڑے دلنشیں انداز میں ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔

"قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ينزل الله الى السماء الدنيا كل ليلة حين يبقى ثلث الليل ويقول انا الملك من الذى يدعونى فاستجيب له، مع الذى يسئلنى فاعطيه، من الذى يستغفرنى فاغفرله"

یعنی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔

حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاناغہ تہجد ادا فرمایا کرتے اور اس کے بعد جو ذکر اور دعا حضور فرمایا کرتے وہ پیش خدمت ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب دل اس کو یاد کرلے اور اسے اپنا وظیفہ بنالے۔

"اللهم لك الحمد انت قيم السموت والارض ومن فيهن ولك الحمد انت ملك السموت والارض ومن فيهن ولك الحمد انت الحق وعدك الحق يقاءك حق وقولك حق والنار حق والنبيون حق ومحمد حق والساعة حق اللهم لك اسلمت وبك امنت وعليك توكلت واليك انبت وبك خاصمت واليك حاكمت انت ربنا واليك المصير

Marfat.com

فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت ولا اله غیرک"

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کو قائم رکھنے والا ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کا بادشاہ ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری بقاء حق ہے۔ تیرا فرمان حق ہے۔ آگ حق ہے۔ سارے نبی حق ہیں اور (تیرا محبوب) محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنا سر تیرے آگے خم کر دیا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لے آیا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔ میں تیری طرف ہی دل سے مائل ہوں۔ میں تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں اور تجھے ہی اپنا حکم تسلیم کرتا ہوں۔ تو ہی سب کا رب ہے اور تیری طرف ہی ہم نے لوٹنا ہے۔

(اے اللہ!) میرے گزشتہ گناہ بھی بخش دے اور آئندہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے چھپ کر کیے ہیں اور جو میں نے اعلانیہ کیے ہیں اور میری وہ خطائیں بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے۔ تو ہی سب سے بعد بھی ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۲۶۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُوْرًا!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ پر سے اگلے پچھلے الزامات دور کر دیئے گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اور حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَتَفَطَّرَ: تفطر وانفطر، بمعنی پھٹنا۔

(۲۶۸) (مسلم شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث 6995، بخاری شریف، رقم الحدیث 4556، ترمذی، رقم الحدیث 412، مسند امام احمد، رقم الحدیث 25847، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1184، بیہقی، رقم الحدیث 13052، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1010)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتی کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے) دراز قیام کے باعث یعنی تہجد میں اتنا دراز قیام فرمایا کہ کھڑے کھڑے قدم پرورم آ گیا یہ حدیث شبینہ پڑھنے والوں اور ان صوفیا کی دلیل ہے جو تمام رات نماز پڑھتے ہیں جیسے حضور غوث پاک اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین ان بزرگوں پر اعتراض نہ کرو۔

(میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں') یعنی یا حبیب اللہ اتنا لمبا قیام ہم لوگ کریں تو مناسب ہے کہ ہم گنہگار ہیں اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے پھر اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ بخشنے کی بہت توجیہیں عرض کی جا چکی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے جو ابھی عرض کی گئی۔

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔) یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیئے نہیں بلکہ مغفرت کے شکریہ کے لیئے ہے۔ خیال رہے کہ ہم لوگ عبد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ہیں، ہم لوگ شاکر ہو سکتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم شکور ہیں یعنی ہر طرح ہر وقت ہر قسم کا اعلیٰ شکر نے والے مقبول بندے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جنت کی لالچ میں عبادت کرنے والے تاجر ہیں، دوزخ کے خوف سے عبادت کرنے والے عبد ہیں مگر شکر کی عبادت کرنے والے احرار ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 449)

(۲۶۹) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرَقَہٗ وَفَاطِمَۃَ لَیْلًا. فَقَالَ: "اَلَا تُصَلِّیَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

"طَرَقَہٗ": اَتَاہُ لَیْلًا.

◄ ◄ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نماز (نفل) نہیں پڑھتے ہو۔ (متفق علیہ)

طرقہ: وہ اس کے پاس رات کو آیا۔

(۲۷۰) وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ، عَنْ اَبِیْہِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ

(۲۶۹) (بخاری شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 775)

(۲۷۰) (بخاری شریف' کتاب فضائل اصحاب النبی' رقم الحدیث 3739)

Marfat.com

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو نماز (نفل) پڑھا کرے۔ حضرت سالم فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت عبداللہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

سالم ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، قرشی، عدوی مدنی ہیں، فقہاء مدینہ اور افضل تابعین سے ہیں، ۱۰۶ ایک سو چھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی التابعین،)

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، تم میں سے جو رات کو عبادت کرنے، اپنے مال کو راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے اور دشمن سے جہاد کرنے سے عاجز ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

(شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم ۵۰۸، ج ۱، ص ۳۹۰)

(۲۷۱) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا اور پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

(۲۷۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ، قَالَ: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ - أَوْ قَالَ: فِيْ أُذُنِهِ -" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۲۷۱) (بخاری شریف' التہجد' رقم الحدیث 1152)

(۲۷۲) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 774)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو ساری رات صبح تک سویا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے یا فرمایا: اس کے کان میں۔ (متفق علیہ)

(۲۷۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ، اِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ. فَاِنِ اسْتَيْقَظَ. فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَاِنْ تَوَضَّاَ. انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ صَلّٰى، انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ. فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ. وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"قَافِيَةُ الرَّأْسِ": اٰخِرُهٗ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے میں تین گرہیں لگاتا ہے وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے تیرے سامنے رات بڑی طویل ہے سو یا رہ سو اگر وہ آدمی جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' اور اگر وضو کرے تو ایک گرہ اور کھول جاتی ہے' اور اگر نماز پڑھ لے تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو بہت ہشاش بشاش اور نیک نفس ہوتا ہے' اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو صبح کو خبیث النفس اور سست ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قافیۃ الرأس: سر کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں گرہ کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بلا وجہ تاویل کی ضرورت نہیں جادوگر دھاگے یا بالوں میں کچھ دم کر کے گرہ لگا دیتے ہیں جس کا اثر مسحور پر ہو جاتا ہے ایسے ہی شیطان انسان کے بالوں میں یا دھاگے میں صبح کے وقت غفلت کی تین گرہیں لگا دیتا ہے اسی لیئے صبح کے وقت بڑے مزے کی نیند آتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین گرہوں کے کھولنے

(۲۷۳) (مسلم شریف' کتاب صلوٰۃ المسافرین' رقم الحدیث 1716' بخاری شریف' کتاب التھجد' 1091' 3096' ابو داؤد 1306' نسائی' 1607' ابن ماجۃ رقم الحدیث 1329' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 424' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7306' 7434' 10457' ابن حبان' رقم الحدیث 2553' 2554' 2556' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1131' 1132' 1133' بیہقی' رقم الحدیث 4418' 4503' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 2298' 6278' 6333)

Marfat.com

کے لیئے تین عمل ارشاد فرمائے۔

(وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے تیرے سامنے رات بڑی طویل ہے سو یارہ سو) یعنی یہ لفظ کہہ کر دم کرتا ہے اور گرہ لگا دیتا ہے جس کے اثر سے انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ مشائخ اللہ کا ذکر کر کے دھاگے پر پھونکتے اور گرہ لگاتے ہیں پھر مریض کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اس کا ماخذ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ معلوم ہوا کہ گنڈا حق ہے جس گنڈے کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے وہ وہ گنڈا ہے جس پر شرکیہ الفاظ پڑھ کر دم کیا جائے۔

(اگر وہ آدمی جاگ کر اللہ کا ذکر کرے) یہاں اللہ کے ذکر سے وہ ذکر مراد ہے جو اٹھتے ہی مومن کرتا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا یہ ذکر اس جادو کا اتار ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پر درود شریف بھی اللہ کا ذکر ہے اگر درود پر آنکھ کھلے تب بھی یہی فائدہ ہوگا۔

(اور وہ صبح کو بہت ہشاش بشاش اور نیک نفس ہوتا ہے) یعنی نماز تہجد کی برکت سے دل میں خوشی، نفس میں پاکی نصیب ہوتی ہے جو اس سے محروم ہے وہ ان دونوں کے کمال سے محروم ہے۔ (مرقاۃ) اور جو نماز فجر سے غافل رہا اسے سستی بہت ہی ہوتی ہے، صبح کا اٹھنا تندرستی کی اصل ہے صبح سوتے رہنا بیماریوں کی جڑ ہے اسی لیئے سمجھ دار کفار بھی اندھیرے منہ جاگتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 448:)

(۲۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَیُّھَا النَّاسُ: اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

اَفْشُوا: از افشاءً بمعنی پھیلانا، ظاہر کرنا۔

(۲۷۴) (ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث 2485)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر 852 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح "باب فضل السلام والامر بافشائہ" جلد دوم حدیث نمبر: 851 میں گزر چکی ہے۔

(۲۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ: صَلٰوةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض کے بعد افضل ترین نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

(۲۷۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جائیں اور اگر تم کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لو۔" (متفق علیہ)

(۲۷۷) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ. متفقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں باب سنن میں گزر چکی ہے واللہ اعلم۔ ابو الاحمد غفرلہ۔

---

(۲۷۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1163)

(۲۷۶) (بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث 1137، مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 749)

(۲۷۷) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 749)

Marfat.com

(۲۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ مِنَ الشَّھْرِ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَا یَصُوْمَ مِنْہُ، وَیَصُوْمُ حَتّٰی نَظُنَّ اَنْ لَّا یُفْطِرَ مِنْہُ شَیْئًا، وَکَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاہُ مِنَ اللَّیْلِ مُصَلِّیًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ، وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَیْتَہٗ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ کے روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کسی دن بھی افطار نہیں کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اگر تم چاہتے کہ آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر تم چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں آرام فرما دیکھو تو دیکھ لیتے۔ (بخاری)
(اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز اور سونے کے اوقات میں تبدیلی فرماتے تھے)۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے حتیٰ کہ ہم سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ کے روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کسی دن بھی افطار نہیں کریں گے) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے سوا کسی مہینہ میں سارا ماہ روزے نہ رکھتے تھے بلکہ کچھ تاریخوں میں مسلسل روزے اور کچھ مسلسل افطار۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داؤدی کی تعریف فرمائی یعنی ہمیشہ ایک دن روزہ ایک دن افطار مگر خود اپنا یہ عمل ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ داؤدی سنت قولی ہے اور اس طرح روزے سنت فعلی اس کا ثواب زیادہ اس عمل کا قرب زیادہ جیسے بعد وتر نفل کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب زیادہ بیٹھ کر پڑھنے کا قرب زیادہ کہ یہ عملی ہے۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اگر تم چاہتے کہ آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر تم چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں آرام فرما دیکھو تو دیکھ لیتے۔) یعنی نہ تمام رات سوتے تھے نہ تمام رات جاگتے تھے اول رات سوتے اور آخر رات جاگتے اور بعد تہجد پھر سو جاتے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث:479)

(۲۷۸) (بخاری شریف' ابواب التہجد' رقم الحدیث 1090' 1871' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1872' مسند امام احمد' رقم الحدیث 769' ابن حبان' رقم الحدیث 12031' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2618' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 2434' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 4511' مسند طیالسی' رقم الحدیث 3828)

Marfat.com

(۲۷۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِيْ فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰی شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰی يَاْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے یعنی رات کو اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اتنا لمبا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر لیتا اور صبح کی نماز سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ منادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلانے آتا۔ (بخاری)

(۲۸۰) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ - فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ - عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں پر اضافہ نہیں کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ رمضان کے علاوہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے اور یہ نہ پوچھو کہ وہ چار رکعتیں کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن اور طوالت کے متعلق نہ پوچھو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَزِیْدُ :از، زاد، یزید، زیادۃ، بمعنی بڑھانا، زیادہ کرنا۔

تعارف روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۲۷۹) (بخاری شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 1139)

(۲۸۰) (مسلم شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 1147)

Marfat.com

شرح:

وھل یجوز ان یکون ذلک لاحد من اکابر الامۃ وراثۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المولی ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الارکان الاربعۃ ان قال احد ان کان فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بلغ رتبۃ لایغفل فی نومہ بقلبہ انما تغفل عیناہ بیمن اتباعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالشیخ الامام محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس سرّہ وغیرہ ممن وصل الی ھذہ الرتبۃ وان لم یصل مرتبتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یکن قولہ بعیدا عن الصواب فافھم۔

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سرکار اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وارثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟

ملک العلما بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل غافل نہ ہوتا صرف اس کی آنکھیں غافل ہوتیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ان کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگرچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہوگا، فافہم۔

(رسائل الارکان، الرسالۃ الاولی فی الصلوۃ، فصل فی الوضو، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ص ۱۸)

(۲۸۱) وَعَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں سوتے اور رات کے آخری حصہ میں اٹھتے اور نماز پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۲۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ! قِيْلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۸۱) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 739)

(۲۸۲) (بخاری شریف' کتاب التہجد' رقم الحدیث 1084' مسلم شریف' رقم الحدیث 773' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1418' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3646' ابن حبان' رقم الحدیث 2414' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1145' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 4460' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 5165)

Marfat.com

کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے حتیٰ کہ میں نے ایک غلط کام کا ارادہ کر لیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں۔ (متفق علیہ)

(۲۸۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَاَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ الَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا: إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ثُمَّ قَامَ طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" فَكَانَ سُجُوْدُهُ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ شروع کی تو میں نے سوچا آپ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے گزر گئے تو میں نے سوچا کہ اس کے آخر میں رکوع کریں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نساء شروع کر دی اسے پڑھا پھر سورۃ آل عمران شروع کر دی اور اسے پڑھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے رہے جب کسی تسبیح والی آیت پر پہنچتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب کوئی سوال والی آیت پڑھتے تو سوال کرتے اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت پر پہنچتے تو پناہ مانگتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور سبحان ربی العظیم پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع بھی قیام جتنا طویل تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک حمد۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قومہ تقریباً رکوع کے برابر تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور کہا: سبحان ربی الاعلی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

نَحْوًا : بمعنی مثل، مقدار، جانب،

شرح:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۲۸۳) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 772)

Marfat.com

بقرہ سے مراد پوری سورۂ بقرہ ہے یعنی ایک رکعت میں پوری سورۂ بقرہ پڑھی، پھر رکوع بھی اس قدر دراز فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شبینہ کرنا جائز ہے کیونکہ شبینہ میں ایک رکعت میں ڈیڑھ پارہ آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں ڈھائی پارہ پڑھے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 426)

(۲۸۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اَلْمُرَادُ "بِالْقُنُوْتِ": اَلْقِیَامُ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کا قیام طویل ہو۔ (مسلم)

قنوت سے مراد قیام ہے۔

(۲۸۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ، وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَى اللّٰهِ صِیَامُ دَاوٗدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے' اور اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے' آپ نصف رات سوتے' رات کا ایک ایک تہائی حصہ قیام کرتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے اور آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۲۸۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ فِی اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَّسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ جو مسلمان مرد اس ساعت کو پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھلائی عطا فرما دیتا ہے' اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم)

---

(۲۸۴) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 756)

(۲۸۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1159)

(۲۸۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 757)

Marfat.com

تعارف روای:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بعض علماء نے فرمایا کہ روزانہ شب کی یہ ساعت قبولیت پوشیدہ ہے جیسے جمعہ کی ساعت مگر حق یہ ہے کہ پوشیدہ نہیں گزشتہ حدیثوں میں بتادی گئی ہے یعنی رات کا آخری تہائی خصوصاً اس تہائی کا آخری حصہ جو ساری رات کا آخری چھٹا حصہ ہے جو صبح صادق سے متصل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وقت مومن کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی اگر قبولیت چاہتے ہو تو ایمان کامل کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 453)

(۲۸۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ▶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے (تہجد پڑھنے لگے) تو دو مختصر رکعتوں سے نماز کا آغاز کرے۔ (مسلم)

(۲۸۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ▶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو آپ دو مختصر رکعتوں سے نماز شروع کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲۸۹) وَعَنْهَا رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهِ، صَلّٰی مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ▶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے، فرماتی ہیں کہ اگر تکلیف یا کسی اور وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تہجد) قضا ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

(۲۹۰) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۲۸۷) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 768)

(۲۸۸) (مسلم شریف، صلوۃ المسافرین، رقم الحدیث 767)

(۲۸۹) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 746)

(۲۹۰) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 747)

Marfat.com

"مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَاَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کئے بغیر سو جائے اور اسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی کو اسے پڑھا۔ (مسلم)

(۲۹۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ، فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَآءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَآءَ". رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے اور وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے اور اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے' اور اپنے خاوند کو جگائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

نَضَحَتْ: از۔ نضح، ينضح، نضحًا، بمعنی پانی کے چھینٹے دینا، پانی چھڑکنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اور اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز پڑھے' اور اپنے خاوند کو جگائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔) بیوی کا یہ پانی چھڑکنا خاوند کی نافرمانی یا اس کی بے ادبی نہیں بلکہ اسے نیکی کی رغبت دینا اور اس پر امداد کرنا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى"۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے جبراً نیکی کرانا ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (مرقاۃ) خیال رہے کہ لوگ عوام کی بزرگوں کی مشائخ کی دعا لینے کے لیئے بڑے بڑے پاپڑ بیلتے

(۲۹۱) (ابوداؤد شریف' کتاب التطوع' رقم الحدیث 1308)

Marfat.com

ہیں۔ دوستو اگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لینی ہے تو خود بھی تہجد پڑھو اور اپنی بیویوں کو بھی پڑھاؤ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس جوڑے کو ہرا بھرا رکھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 453:)

(۲۹۲) وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا - اَوْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا، کُتِبَا فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد رات کے وقت اپنی بیوی کو جگائے پس دونوں نماز پڑھیں یا دو رکعتیں اکٹھے پڑھیں تو مرد کو ذاکرین اور عورت کو ذاکرات میں لکھ لیا جائے گا۔

یہ حدیث ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

(۲۹۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ، فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهٗ یَذْهَبُ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبَّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں اونگنے لگے تو اسے چاہئے کہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند ختم ہو جائے کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اونگتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کر دے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نَاعِسٌ: نعس، نعساً، بمعنی اونگھنا،

---

(۲۹۲) (ابوداؤد شریف، کتاب التطوع، رقم الحدیث 1309)

(۲۹۳) (بخاری شریف، کتاب الوضوء، رقم الحدیث 209، مسلم شریف، رقم الحدیث 786، ابوداؤد، رقم الحدیث 1310، ترمذی، رقم الحدیث 355، نسائی، رقم الحدیث 162، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1370، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 257، دارمی، رقم الحدیث 1383، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24332، ابن حبان 2583، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 907، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 154، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 4504، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 2800، مسند حمیدی، رقم الحدیث 185، مسند اسحاق، 617، مصنف عبدالرزاق، 4222)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ وممنوع ہے کہ جس کی وجہ آگے آ رہی ہے۔
(کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اونگتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کر دے) مثلاً اونگھتے ہوئے بجائے اِغْفِرْ لِیْ کے اِعْفِرْ لِیْ کہہ جائے غفر کے معنی ہیں بخشنا، عفر کے معنی ہیں مٹی میں ملانا، ذلیل وخوار کرنا اور بعض ساعتیں قبولیت کی ہوتی ہیں کہ جو زبان سے نکلے وہ ہو جاتا ہے اس لیئے بہت احتیاط چاہیئے۔ خیال رہے کہ بعض دفعہ مقتدی امام کے پیچھے اونگھ جاتے ہیں انہیں منہ دھو کر کھڑا ہونا چاہیے مگر اس اونگھ کی وجہ سے نماز باجماعت نہ چھوڑنی چاہیئے، یہاں تہجد وغیرہ نوافل کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 483:)

(۲۹۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی لِسَانِهٖ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ، فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے اور اس کی زبان سے الفاظ قرآنی کی ادائیگی مشکل ہو رہی ہو اور وہ یہ نہ سمجھ رہا ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے چاہئے کہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

حل لغات:

اِسْتَعْجَمَ : عجز سے چپ ہو جانا،

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مطلب یہ کہ اگر دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے یا نیند کی وجہ سے اس کے لیے قرآن پڑھنا مشکل ہو گیا ہے کہ وہ پڑھتا کچھ ہے اور پڑھا کچھ جاتا ہے تو اس کو آرام کرنا چاہیے یہ نہ ہو کہ وہ اپنے لیے دعا کی بجائے کسی عذاب کا سوال کرے جیسا

(۲۹۴) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 787)

Marfat.com

کہ حدیث نمبر: 293 میں گزرا۔ واللہ اعلم (ابوالاحمد غفرلہ)

۷۰۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ قِیَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِیْحُ

قیام رمضان (تراویح) کے استحباب کا بیان

یعنی تراویح کا باب۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی بھی ہیں اور اس کا حکم بھی دیا ہے مگر تعداد رکعات کے متعلق کوئی یقینی روایت نہ مل سکی، اس لیئے کہا جائے گا کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا، باجماعت پڑھنا سنتِ صحابہ ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ اور اس باب میں بھی کچھ عرض کیا جائے گا۔ ہم نے بیس تراویح پر ایک مستقل رسالہ "لمعات المصابیح" بھی لکھا ہے۔) مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب قیام شھر رمضان، الفصل الاول، ج 2، ص 530)

(۲۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ماہ رمضان میں ایمان اور ثواب کی امید سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اِحْتِسَابًا: گمان کرنا، شمار کرنا، آزمائش کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

احتساب حسبٌ سے بنا، بمعنی گمان کرنا اور سمجھنا، احتساب کے معنی ہیں ثواب طلب کرنا یعنی جس روزہ کے ساتھ ایمان اور اخلاص جمع ہو جائیں اس کا نفع تو بے شمار ہے۔ دفع ضرر یہ ہے کہ اس کے سارے صغیرہ گناہ، حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کے برت (روزہ) اور کافروں کے اپنے دینی روزوں کا کوئی ثواب نہیں کہ وہاں ایمان نہیں اور جو شخص بیماری کے علاج کے لیے روزہ رکھے نہ کہ طلب ثواب کے لیے تو کوئی ثواب نہیں کہ

---

(۲۹۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 37، 1904، 1905، ابوداؤد رقم الحدیث 759، ترمذی رقم الحدیث 683، نسائی رقم الحدیث 1602، 1326، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 249، دارمی رقم الحدیث 1776، مسند امام احمد رقم الحدیث 9459، ابن حبان، رقم الحدیث 2546، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2203، سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث 1295، سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث 4374)

Marfat.com

وہاں احتساب نہیں۔

اس قیام سے مراد نماز تراویح ہے جو صرف رمضان میں ادا ہوتی ہے یا نماز تہجد۔

(اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔) مرقات نے فرمایا کہ ان جیسے نیک اعمال سے گناہ صغیرہ تو معاف ہوجاتے ہیں اور گناہ کبیرہ صغیرہ بن جاتے ہیں اور بے گناہوں کے درجات بڑھ جاتے ہیں لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رمضان میں روزوں کی برکت سے گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں اور تراویح کی برکت سے گناہ کبیرہ ہلکے پڑ جاتے ہیں اور شب قدر کی عبادت کی برکت سے درجے بڑھ جاتے ہیں لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ جب روزوں سے گناہ معاف ہو گئے تو پھر تراویح اور شب قدر کی عبادت سے کیا ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 184:)

(۲۹۶) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ، فَيَقُوْلُ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں قیام کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا سختی سے حکم نہیں دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: جس نے ایمان اور ثواب کی امید سے رمضان میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

یُرَغِّبُ: رغّب، یرغّب، ترغیبًا، بمعنی رغبت دلانا، ترغیب دینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تراویح کی پابندی کی برکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں، اس کا ذکر بارہا گزر چکا۔ لوگ باقاعدہ پابندی سے تراویح کی جماعت نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عذر تو معلوم ہوچکا۔ صدیق اکبر نے مختصر سے زمانۂ خلافت میں جہادوں سے فراغت نہ پائی، عہدِ فاروقی میں اس کا باقاعدہ انتظام ہوگیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 531:)

(۲۹۶) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 759)

Marfat.com

۷۱۔ بَابُ فَضْلِ قِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَبَیَانِ اَرْجٰی لَیَالِیْهَا

لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کس رات کے لیلۃ القدر ہونے کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے

شبِ قدر اس امت محمدیہ کی خصوصیات سے ہے،ہم سے پہلے کسی کو نہ ملی۔قدر کے معنے ہیں اندازہ لگانا،عزت و عظمت وتنگی،چونکہ اس رات میں سال بھر کے ہونے والے واقعات فرشتوں کے صحیفوں میں لکھ کر انہیں دے دیئے جاتے ہیں،ملک الموت کو سال بھر میں مرنے والوں کی فہرست مل جاتی ہے،حضرت میکائیل کو تقسیم رزق کی فہرست عطا ہوتی ہے،رب تعالیٰ فرماتا ہے:"فِیهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ"۔نیز اس رات میں اتنے فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:"تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیهَا" اس لیے اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں،نیز اس رات کی عزت وعظمت بہت زیادہ ہے،اس شب میں عبادت کرنے والا رب تعالیٰ کے ہاں عزت پاتا ہے لہٰذا اسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔اس میں بہت اختلاف ہے کہ یہ رات کب ہوتی ہے۔بعض کے خیال میں یہ مقرر نہیں کسی سال کسی مہینہ اور کسی تاریخ میں،دوسرے سال کسی مہینہ اور تاریخ میں،بعض کا خیال ہے کہ رمضان شریف میں ہوتی ہے مگر تاریخ مقرر نہیں،بعض کے خیال میں رمضان کے آخری عشرہ میں ہے،بعض کہتے ہیں کہ اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں ہے اکیسویں تیئسویں وغیرہ مگر زیادہ قوی قول یہ ہے کہ ان شاءاللہ شب قدر ہمیشہ ستائیسویں رمضان کی شب ہے کیونکہ لیلۃ القدر میں ۹ حرف ہیں،یہ لفظ سورۂ قدر میں تین جگہ ارشاد ہوا ہے تو تیہ ستائیس ہوتے ہیں،نیز سورۂ قدر میں تیس حرف ہیں جن میں سے ستائیسواں حرف ہے "ھی" یہ ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹتی ہے۔(روح البیان)اس کی پوری تحقیق اور اس رات میں کرنے کے اعمال ہماری کتاب "مواعظ نعیمیہ" اور" اسلامی زندگی" میں ملاحظہ کرو۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،باب لیلۃ قدر،ج3،ص310،)

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝} (القدر:1)

اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:"بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا"۝(آخر سورت تک)

تشریح:

اگرچہ یہاں قرآن مجید کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن انزلناہ کی ضمیر مفعول کا مرجع بالاتفاق قرآن مجید ہی ہے۔فرمایا قرآن کسی فرشتے یا کسی انسان کا کلام نہیں۔نہ ان میں سے کسی ایک فرد یا مجمع علمی کی تصنیف ہے۔اس کو اتارنے والے ہم ہیں،

Marfat.com

یہ ہمارا کلام ہے۔ اس میں کسی غیر کے اختراع کا کوئی وجود نہیں۔ اور ہم نے اس کو اس رات میں اتارا ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے بے مثل رات ہے، یا اس رات میں اتارا جو تقدیر ساز ہے، جس کی برکت سے صرف اہل مکہ اور ساکنان حجاز کے مقدر کا ستارہ ہی طلوع نہیں ہوا بلکہ ساری انسانیت کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ اس رات میں ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں بنی نوع انسان کو اپنی پہچان اور اپنے خالق کا عرفان عطا فرمایا۔

امام زہری فرماتے ہیں

"سمیت بها للعظمة والشرف.. لان العمل فيه يكون ذا قدر عند الله (مظهری)

علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے

"قیل سمیت بذلك لانه انزل فيها كتاب اذا قدر على رسول ذى قدر على امة ذات قدر.

یعنی اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑی قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کے لیے نازل فرمائی۔ اس کی شان نزول یہ بیان کی گئی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمر میں اتنے اعمال صالحہ نہ کر سکیں گے جتنے پہلی امتوں نے اپنی طویل عمروں میں کیے ہیں۔ فاعطاه الله لهلة القدر خير من الف شهر۔) مظہری) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہت رہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: {اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ} (الدخان: 3) الْاٰيٰتِ.

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا''۔

تشریح:

اس کتاب کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ نہ یہ انسانوں اور جنوں میں سے کسی فرد واحد کی تصنیف ہے اور نہ دانشوروں کے کسی بورڈ نے باہمی مشوروں سے اس کا مسودہ تیار کیا ہے۔

یعنی ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اس کو نازل کیا ہے۔ وہ کون سی رات تھی، علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ حضرات ابن عباس، قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی، کیونکہ سورۃ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے انا انزلناه فی لیلة القدر۔ اور عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ویسے نصف شعبان کی رات بھی بڑی برکتوں والی رات ہے۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

"قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان الله تعالیٰ ینزل فیها الغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الامستغفر اغفرله۔ الامسترزق فارزقه۔ الا مبتلی فاعافیه۔ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ (ابن ماجه والبیهقی روح المعانی)

ترجمہ: رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ تاکہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں نکلی۔ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سر اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

"ان الله تعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر مس عدد شعر غنم کلب۔ رواه الترمذی وغیره۔

اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ بعض اوقات اور مقامات کو ذاتی لحاظ سے دوسروں پر فضیلت ہے یا نہیں۔ عز بن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں، البتہ کسی خاص وقت یا مکان میں بعض اعمال کے رو پذیر ہونے کے باعث ان کو فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔ نیز ان کی نسبت کسی مقدس شخصیت کی طرف ہوجائے تو اس کے باعث وہ وقت اور وہ جگہ مشرف و محترم ہوجاتی ہے۔ اس مقام پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

البقعة التی ضمته (صلی الله علیه وسلم) فانها افضل البقاع الارضیة والسماویة حتی قیل وبه اقول انها افضل من العرش (روح المعانی)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) استراحت فرما ہیں وہ زمین و آسمان کے تمام مقامات سے افضل ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے اور میرا مذہب بھی یہی ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اصحاب طریقت و معرفت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

" اشد اللیالی برکة وقدرا لیلة یکون العبد فیھا حاضرا بقلبه مشاهد الربه یتنعم بانوار الوصله۔"

یعنی وہ رات برکت اور منزلت کے اعتبار سے بہت بڑی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہوتا ہے، اپنے رب کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور نور وصال سے لذت حاصل کرتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۲۹۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے لیلۃ القدر کو ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے گئے۔ (متفق علیہ)

(۲۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کچھ اشخاص کو (رمضان کے) آخری سات دنوں میں خواب میں لیلۃ القدر دکھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات دنوں میں باہم موافق ہو گئے ہیں۔ پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَوَاطَأَتْ: از، مواطاۃ، بمعنی موافقت کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مطلب یہ ہے کہ کسی صحابی نے خواب دیکھا کہ وہ رمضان کی اکیسویں شب ہے، کسی نے دیکھا کہ تیسویں ہے، کسی نے پچیسویں اور کسی نے ستائیسوں یا انتیسویں کہا ہے یعنی آخری عشرہ کی طاق راتیں، چونکہ ان میں اکثر راتیں آخری ہفتہ

(۲۹۷) (بخاری شریف، کتاب صلاۃ التراویح، رقم الحدیث 2008، مسلم شریف، رقم الحدیث 760)

(۲۹۸) صحیح بخاری، رقم: ۲۰۱۵، صحیح مسلم، رقم: ۲۸۱۸، موطاء امام مالک، رقم: ۱۱۴۴، سنن النسائی الکبریٰ، رقم: ۶۲۸۷)

Marfat.com

میں ہیں یعنی تیئسویں سے انتیسویں تک اس لیے آخری ہفتہ ارشاد ہوا۔اس جملہ کی شرح میں شارحین کو بہت دشواری ہوئی ہے،فقیر نے جوعرض کیا وہ زیادہ قریب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات دنوں میں باہم موافق ہو گئے ہیں) یعنی اے صحابہ تمہاری خوابیں شخصی تعیین میں تومختلف ہیں مگرنوعی تعیین میں متفق ہیں کہ ہر شخص نے اسے رمضان کے آخری ہفتہ میں دیکھا۔

(پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے) اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کا خواب معتبر ہے خصوصاً جب کہ نبی کی تصدیق بھی ہو جائے، دیکھو اذان خواب ہی میں صحابہ نے دیکھی تھی جو آج تک اسلام میں جاری ہے بلکہ اسلام کا شعار ہے،ایسے ہی یہ بھی ہے لہٰذا اکیسویں،تیسویں،پچیسویں،ستائیسویں،انتیسویں میں اس کی تلاش کی جائے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از،مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،تحت حدیث 311:)

(۲۹۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُوْلُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" متفقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور فرماتے: لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔(متفق علیہ)

(۳۰۰) وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(بخاری)

حلِ لغات:

تحرّوا: از، تحریاً، بمعنی قابل استعمال چیز کو تلاش کرنا، دو چیزوں میں سے اولیٰ کو طلب کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے اتنا معلوم ہوا کہ شبِ قدر ہر سال ماہ رمضان میں ہوتی ہے اور ہوتی بھی ہے آخری عشرہ میں، وہ بھی

(۲۹۹) صحیح بخاری،رقم:۲۰۲۰، صحیح مسلم،رقم:۲۸۳۳، السنن الکبریٰ للبیہقی،رقم:۸۰۹۰، سنن ترمذی،رقم:۷۹۲، مسند امام احمد،رقم:۲۵۷۳۱

(۳۰۰) (بخاری شریف،فضل لیلۃ القدر،رقم الحدیث2020)

Marfat.com

طاق تاریخوں میں، قرآن کریم بھی اس کی تائید فرمارہا ہے کیونکہ ایک جگہ ارشاد ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ" ۔جس سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن ماہ رمضان میں ہے دوسری جگہ ارشاد ہے: "إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ" جس سے معلوم ہوا کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا یہ دونوں آیتیں جب ہی جمع ہوسکتی ہیں جب کہ شب قدر رمضان میں ہو۔خیال رہے کہ شبِ قدر کو رب تعالیٰ نے ہم سے چھپالیا تا کہ ہم اس کی تلاش میں بہت راتوں میں عبادات کریں۔تلاش کرنے سے مراد عبادتیں کرنا ہے۔حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ قدر کا علم دیا مگر اس کے اظہار کی اجازت نہ دی۔اسمِ اعظم کی طرح عوام سے اسے چھپا رکھا تا کہ اس کی تلاش رہے اور اچھی چیز کی تلاش بھی عبادت ہے لہٰذا یہ چھپانا ہمارے لیے بہتر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 310:)

(۳۰۱) وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے اور خوب کوشش کرتے اور کمر بستہ ہو جاتے۔(متفق علیہ)

(۳۰۲) وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت خداوندی میں جتنی محنت رمضان میں کرتے تھے اتنی رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں نہیں کرتے تھے اور جتنی محنت رمضان کے آخری عشرے میں کرتے اتنی اس مہینے کے دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔(مسلم)

حل لغات:

يَجْتَهِدُ: از، اجتهد، يجتهد، اجتهاداً، و تجاهداً، بمعنی کوشش کرنا، پوری طاقت صرف کرنا، واللہ اعلم۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۳۰۱) (بخاری شریف، فضل لیلۃ القدر، رقم الحدیث 2024)

(۳۰۲) (مسلم شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 2684، ترمذی شریف، رقم الحدیث 796، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1767، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24572، 24957، 26231، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2215، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 5990، بیہقی، رقم الحدیث 8344)

Marfat.com

شرح:

چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بھی کرتے تھے اور عموماً شب بیداری بھی یا تو اس لیے کہ اس عشرہ میں شب قدر ہے یا اس لیے کہ مہمان جارہا ہے الوداع سامنے ہے جو اوقات مل جائیں غنیمت ہے یا اس لیے کہ مہینہ کا خاتمہ زیادہ عبادتوں پر ہو۔ بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں دنیا سے کنارہ کر کے عبادت زیادہ کرتے ہیں کہ اب چلاوقت ہے جو ہو سکے کرلیں۔ شعر

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے — اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج3 تحت حدیث 316:)

(۳۰۳) وَعَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: "قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس رات میں کیا کہوں؟ فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ کہو! اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرمادے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

عَفُوٌّ: بمعنی درگزر کرنا، معاف کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر کبھی میری آنکھوں سے حجاب اٹھ جائیں اور میں شجر وحجر کو سجدہ کرتے، فرشتوں کو اترتے، شب قدر کا نور پھیلتے، روح فرشتہ کو زمین پر آتے دیکھوں جس سے معلوم کرلوں کہ یہ شب قدر ہے تو میں اس میں دعا کیا مانگوں۔ معلوم ہوا

(۳۰۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3513)

Marfat.com

کہ بعض اولیاء کبھی شب قدر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں مگر انہیں بھی چھپانے کا حکم ہے کہ شب قدر کو چھپانا سنت ہے۔(مرقاۃ)

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ” یہ دعا مختصر ہے اور بہت جامع ہے کیونکہ جب رب تعالیٰ نے بندے کو معافی دے دی تو سب کچھ دے دیا۔خیال رہے کہ گنہگار گناہوں سے معافی مانگتے ہیں اور نیک کار نیکی کر کے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں کہ خداوند تیری بارگاہ کے لائق نیکی نہ ہوسکی تو معاف فرمانے والا ہے معافی پسند کرتا ہے مجھے معافی دے دے۔شعر

زاہداں از گناہ توبہ کنند عارفاں از اطاعت استغفار

حضرت عائشہ صدیقہ رب تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے محفوظ ہیں، پھر بھی معافی مانگنے کا حکم دیا گیا، گناہوں سے معافی نہیں بلکہ وہ معافی جو عرض کی گئی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 318)

۴۲۔ بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

مسواک اور خصائل فطرت کا بیان

مسواک اور سواک سُوک سے بنا بمعنی مَلنا، مسواک دانتوں کے ملنے کا آلہ۔شریعت میں مسواک وہ لکڑی ہے جس سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔سنت یہ ہے کہ یہ کسی پھول یا پھلدار درخت کی نہ ہو، کڑوے درخت کی ہو، موٹائی چھنگلی کے برابر ہو، لمبائی بالشت سے زیادہ نہ ہو، دانتوں کی چوڑائی میں کی جائے نہ کہ لمبائی میں، بے دانت والا انسان اور عورتیں انگلی پھیر لیا کریں۔مسواک اتنے مقام پر سنت ہے: وضوء میں، قرآن شریف پڑھتے وقت، دانت پیلے ہونے پر، بھوک، یا دیر تک خاموشی، یا بے خوابی کی وجہ سے منہ سے بو آنے پر۔احناف کے ہاں مسواک سنتِ وضو ہے نہ کہ سنت نماز، لہٰذا باوضو آدمی نماز کے لیے مسواک نہ کرے۔امام شافعی کے ہاں سنت نماز ہے نہ کہ سنت وضو اور وجہ ظاہر کہ ان کے ہاں خون وضو نہیں توڑتا تو اگر مسواک سے دانت میں خون نکل بھی آیا تو نماز درست ہوگی۔لیکن ہمارے ہاں بہتا خون وضو توڑ دیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب السواک، الفصل الاول، ج1، ص359)

(۳۰۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ

(۳۰۴) (مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث 497، بخاری شریف، رقم الحدیث 847، 6813، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 47، 48، ترمذی، رقم الحدیث 23، 22، 167، نسائی، رقم الحدیث 534، 7، ابن ماجہ، رقم الحدیث 287، 690، 691، موطا امام مالک، رقم الحدیث 145، 146، دارمی، رقم الحدیث 683، 1484، مسند امام احمد، رقم الحدیث 967، 7406، 9589، ابن حبان، رقم الحدیث 1531، 1540، 1068، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 140، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 516، بیہقی، رقم الحدیث 147، 144، 146، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6617، 6270، 6343، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 11125، 5223، 5224)

Marfat.com

عَلٰی اُمَّتِیْ-اَوْ عَلَی النَّاسِ-لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ میری امت یا فرمایا: لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوگا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (متفق علیہ)

(۳۰۵) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"الشَّوْصُ": الدَّلْكُ۔

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو منہ مبارک میں مسواک ملتے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الشوص: کا مطلب ہے ملنا' رگڑنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی وضو بلکہ استنجے سے بھی پہلے، پھر وضو میں اس کے علاوہ کیونکہ مسواک بیدار ہونے کی بھی سنت ہے اور وضو کی بھی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب السواک، الفصل الاول، ج 1، حدیث، 359)

(۳۰۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ، فَیَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ اَنْ یَّبْعَثَهُ مِنَ اللَّیْلِ، فَیَتَسَوَّكُ، وَیَتَوَضَّاُ وَیُصَلِّیْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتیں۔ پس رات کے جس حصے میں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرتا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے' وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

(۳۰۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثَرْتُ

---

(۳۰۵) (بخاری شریف' کتاب الوضوء' رقم الحدیث 245)

(۳۰۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 746)

Marfat.com

عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۳۰۸) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کس چیز سے ابتداء کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مسواک سے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

صحیح یہ ہے کہ حضرت شریح مجتہدین تابعین سے ہیں، اور آپ کے والد ہانی ابن یزید صحابی ہیں، حضرت شریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانی سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ عرض کیا تین۔ شریح، عبداللہ اور مسلم۔ فرمایا تمہاری کنیت ابو شریح ہے، آپ سیدنا علی مرتضیٰ کے مخصوص ساتھی ہیں، بلکہ آپ کے قاضی رہے ہیں، جنگ جمل وصفین میں آپ کے ساتھ تھے، ۷۸ھ میں شہید کیے گئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب السواک، الفصل الاول، ج1، حدیث 360)

شرح:

معلوم ہوا کہ مسواک وضو کے علاوہ بھی کرنی چاہیئے۔ مرقاۃ وغیرہ میں ہے کہ مسواک کے ستر فائدے ہیں: جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے، یہ "پائیریا" سے محفوظ رکھتی ہے، گندہ دہنی دور کرتی ہے، دانتوں و معدے کو قوی کرتی ہے، آنکھوں میں روشنی دیتی ہے۔ دیکھو شامی وغیرہ۔ اور افیون میں ستر برائیاں ہیں: جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے خرابیٔ خاتمہ کا اندشیہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب السواک، الفصل الاول، ج1، حدیث 360)

(۳۰۹) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

(۳۰۷) (بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 888)

(۳۰۸) (مسلم شریف' کتاب الطہارۃ' رقم الحدیث 253)

(۳۰۹) (مسلم شریف' کتاب الطہارت' رقم الحدیث 500' ابوداؤد' رقم الحدیث 49' نسائی' رقم الحدیث 3' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19752' ابن حبان' رقم الحدیث' 1073' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 141' بیہقی' رقم الحدیث 140)

Marfat.com

وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسواک کا سرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

(۳۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ".

رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِأَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۳۱۱) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"اَلْاِسْتِحْدَادُ": حَلْقُ الْعَانَةِ، وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِيْ حَوْلَ الْفَرْجِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت ہیں یا فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال دور کرنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں تراشنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الاستحداد: زیر ناف بال مونڈنا، یہ وہ بال ہیں جو شرمگاہ کے آس پاس ہوتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۱۰) (نسائی شریف، رقم الحدیث 5)

(۳۱۱) (مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث 505، بخاری شریف، رقم الحدیث 5549، 5550، 5551، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 53، 54، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2756، 2757، نسائی، رقم الحدیث 10، 11، 12، ابن ماجہ، رقم الحدیث 292، 293، 294، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1641، مسند امام احمد، رقم الحدیث 5988، ابن حبان، رقم الحدیث 5479، 5479، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1627، 4517، دارقطنی، رقم الحدیث 1)

Marfat.com

شرح:

سنت قدیمہ جوگزشتہ انبیاء کرام کا بھی طریقہ رہا ہو اسے فطرت کہتے ہیں گویا وہ انسان کی پیدائشی عادت ہے۔ یہاں پانچ کا ذکر حد کے لیے نہیں ہے اس کے علاوہ اور بھی سنتیں انبیاء ہیں جو دوسری احادث میں مذکور ہیں۔

ختنہ شدہ پیدا ہونے والے انبیاء کرام:

ختنہ امام اعظم کے ہاں سنت ہے، امام شافعی کے ہاں فرض۔ (مرقات) سات سال کی عمر تک ختنہ کردینا چاہیے، نومسلم جوان آدمی کا نکاح ایسی عورت سے کردیا جاوے جو ختنہ کرنا جانتی ہو پھر ختنہ کے بعد چاہے تو طلاق دیدے، جو بچہ ختنہ شدہ پیدا ہو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں۔ خیال رہے کہ چودہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے: حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، شعیب، یوسف، موسیٰ، زکریا، سلیمان، عیسیٰ، حنظلہ ابن صفوان جو اصحاب رُسل کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ حضرات ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے، عورتوں کا ختنہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔

(زیر ناف بال دور کرنا') یعنی ناف کے نیچے اور پاخانہ کے مقام کے بال استرہ سے صاف کرنا سنت ہے مرد کے لیے اور کسی دواء سے صاف کردینا مرد کے لیے خلاف سنت ہے قینچی سے یہ بال کاٹ دینا مرد و عورت دونوں کے لیے خلاف سنت ہے، بحالت جنابت کوئی بال کاٹنا مونڈھنا بہتر نہیں۔ (مرقات)

(رمونچھیں تراشنا۔) اوپری ہونٹ کے بالوں کو مونچھ کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے کاٹے جاویں کہ اوپرے ہونٹ کا کنارہ خوب کھل جاوے، پانی پیتے وقت یہ بال پانی میں نہ ڈوب سکیں، مونچھیں مونڈنا یا بہت زیادہ پست کردینا خلاف سنت ہے۔ محیط میں ہے کہ مردوں کو سر منڈآنا عام حالات میں اچھا نہیں احرام کھولتے وقت سنت ہے۔ حلق کے بال نہ منڈائے، بھویں اور چہرے کے کچھ کچھ بال الگ کردینا جائز ہے جب کہ ہیجڑوں سے تشبہ نہ ہو، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈھنا یا کترنا مستحب نہیں۔ (مرقات)

(ناخن کاٹنا') اس طرح ناخن تراشے کہ ہاتھوں کے پہلے پاؤں کے بعد میں، داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی شروع کرے چھنگلی تک کاٹ دے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرے انگوٹھے تک کاٹ دے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کاٹ دے۔ جو کوئی جمعرات کے دن ناخن تراشا کرے ان شاء اللہ فقیر نہ ہوگا۔ حجامت جمعرات کو چاہیے اور غسل تبدیلی لباس خوشبو جمعہ کو افضل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم پر ناخن کا لباس تھا جنت سے باہر آکر یہ کپڑوں کا لباس عطا ہوا، آپ کا جسم ساٹھ ہاتھ تھا۔ (مرقات)

بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے منڈانا جائز، امام شافعی منڈایا کرتے تھے۔ ناک کے بال اکھیڑنا ممنوع ہے اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، تحت حدیث 263)

Marfat.com

(۳۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ الرَّاوِی: وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ. قَالَ وَكِیْعٌ - وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ: یَعْنِی الْاسْتِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْبَرَاجِمُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِیْمِ: وَهِیَ عُقَدُ الْاَصَابِعِ، وَ"إِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ" مَعْنَاهُ: لَا یَقُصُّ مِنْهَا شَیْئًا.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں' مونچھیں کاٹنا' داڑھی کو بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا' بغل کے بال اکھیڑنا' زیر ناف بال مونڈنا' استنجاء کرنا' راوی کہتے ہیں۔ مجھے دسویں چیز بھول گئی ہے ہوسکتا ہے وہ کلی کرنا ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

''انتقاص الماء'' سے مراد استنجاء کرنا ہے۔

البراجم: باء موحدہ اور جیم کے ساتھ انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اعفاء اللحیة: اس کا مطلب ہے کہ اس (داڑھی) سے کوئی چیز کم نہ کی جائے۔

تعارف روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

فطرت کے لغوی معنی ہیں پیدائش، رب فرماتا ہے: "فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" مگر اصطلاح میں ان سنت انبیاء کو فطرت کہا جاتا ہے جن پر ہمارے حضور بھی عامل رہے۔

(مونچھیں کاٹنا) اتنی کہ اوپر کے ہونٹ کی سرخی نمودار ہوجائے، اس سے زیادہ کترانا بھی منع ہے اور منڈانا بھی ممنوع۔ بعض علماء نے مجاہدین کو بحالت جنگ مونچھیں بڑھانے کی اجازت دی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۳۱۲) (مسلم شریف' کتاب الطہارت' رقم الحدیث 512' بخاری شریف' رقم الحدیث 5549' ابوداؤد' رقم الحدیث 53' ترمذی' رقم الحدیث 2756' نسائی' رقم الحدیث 10' ابن ماجہ' رقم الحدیث 292' موطا امام مالک' رقم الحدیث 1641' مسند امام احمد' رقم الحدیث 5988' ابن حبان' رقم الحدیث 5478' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 88' بیہقی' رقم الحدیث 152' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 1627)

Marfat.com

(ڈاڑھی کو بڑھانا) چار انگشت واجب اس سے قدرے زیادہ جائز ہے، بہت زیادہ مکروہ، چار انگشت سے کم کرنا سخت منع اور منڈانا حرام، نیز ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اسے منڈا دے۔ خیال رہے کہ ٹھوڑی کے نیچے والے بال ایک مشت کے بعد کٹوائے اور اس کے آس پاس اسی مناسبت سے کہ بالوں کا حلقہ بن جائے جیسا کہ سیّدنا ابن عمر کا طریقہ تھا (بخاری شریف) قرآن حکیم فرماتا ہے: "لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِی"۔ معلوم ہوا کہ ایک مشت داڑھی سنت انبیاء ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے۔

(ناخن تراشنا) ہاتھوں اور پاؤں کے اس طرح کہ پہلے داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلی پر ختم کردے، پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کردے، پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹ لے، اس کے بعد داہنے پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔ جمعہ کے دن کٹوانا مستحب ہے اور جمعرات کے دن بعد نماز عصر بہت بہتر۔ ہر ہفتہ یا پندرہ دن میں ایک بار کاٹ لے۔ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔

(انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا) کھانا وغیرہ کھا کر یا کوئی اور کام کر کے، مراد پوروں سے پوری انگلیاں ہیں۔

(بغل کے بال اکھیڑنا) اکھیڑنا سنت ہے، منڈانا جائز ہے۔

(زیر ناف بال مونڈنا) سنت ہے۔ چونے وغیرہ سے صاف کر دینا بھی جائز، قینچی سے کاٹ دینا خلاف۔ سنت ان احکام میں عورتیں اور مراد برابر ہیں۔ (مرقاۃ)

(استنجاء کرنا) یعنی پیشاب پاخانہ کا استنجاء پانی سے کرنا سنت ہے، اور اگر نجاست روپے بھر سے زیادہ ہو تو فرض۔

دسویں راوی فرماتے ہیں میں بھول گیا لیکن مسلم کی روایت میں ختنہ کا ذکر ہے ممکن ہے کہ دسویں چیز ختنہ ہو۔ لڑکے کا ختنہ سنت ہے۔ ساتویں دن سے لے کر ساتویں سال تک کر دیا جائے، بلوغ سے پہلے ہونا ضروری ہے، بعد بلوغ ستر اس کے لیے کھولنا حرام ہے۔ جو جوان آدمی ایمان لائے تو اگر ممکن ہو تو ختنہ کا کام جاننے والی عورت سے اس کا نکاح کر دیا جائے، کہ وہ ختنہ کرے ورنہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 362)

(۳۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

(۳۱۳) (مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث 509، بخاری شریف، رقم الحدیث 5540، 5552، 5553، ابوداؤد، رقم الحدیث 53، 4199، ترمذی، رقم الحدیث 2757، 2763، 2764، نسائی، رقم الحدیث 15، 5042، 5045، ابن ماجہ 293، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1696، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4654، 5135، 5138، ابن حبان، رقم الحدیث 1221، 5475، بیہقی، 152، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4517، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 3195، 3218، 617)

Marfat.com

فرمایا: مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھنے دو۔ (متفق علیہ)

۴۳۔ بَابُ تَأْکِیْدِ وُجُوْبِ الزَّکٰوۃِ وَبَیَانِ فَضْلِھَا وَمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا

زکوٰۃ کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

زکوۃ کے لغوی معنی ہیں پاکی اور بڑھنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی"۔ چونکہ زکوۃ کی برکت سے نفس انسانی بخل کے میل سے پاک وصاف ہوتا ہے، نیز اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اس لئے اسے زکوۃ کہتے ہیں۔ زکوۃ کا سبب بڑھنے والا مال ہے اور اسکے شرائط: اسلام، آزادی، عقل، بلوغ اور قرض سے مال کا خالی ہونا ہے لہٰذا کافر، غلام، بچے اور دیوانے پر زکوۃ فرض نہیں۔ حق یہ ہے کہ زکوۃ کا اجمالی حکم ہجرت سے پہلے آیا اور اس کی تفصیل ۲ھ میں بیان ہوئی لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں۔ کل چار مالوں میں زکوۃ فرض ہے: سونا چاندی، مال تجارت، جنگل میں چرنے والے جانور، زمینی پیداوار۔ (از مرقاۃ و اشعہ) تفصیلی احکام کتب فقہ میں دیکھو۔ پیداوار کی زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے، باقی مال تجارت وسونے چاندی کا چالیسواں حصہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الزکوۃ، الفصل الاول، ج 3، ص 1)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللہُ تَعَالٰی: {وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ} (البقرۃ: 43)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو''۔

تشریح:

اس آیت میں نماز وزکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے حدیث شریف میں ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوۃ سے افضل اور مقدم ہے، دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا کمال نہیں، نماز قائم کرنا کمال ہے، تیسرے یہ کہ انسان کو جانی، مالی ہر قسم کی نیکی کرنی چاہیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے، اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہو جائے تو سب کی قبول ہو جاتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللہُ تَعَالٰی: {وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

Marfat.com

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝} (البينة: 5).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے ۝

تشریح:

وہ قومیں جو آج گوناگوں شرک میں مبتلا ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس کو اس کے نبی یا رسول نے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کا حکم نہ دیا ہو اور غیر اللہ کی عبادت کو ضلالت و گمراہی نہ کہا ہو۔ ان انبیاء نے انہیں یہ بھی تلقین کی کہ اپنے عقائد کو شرک وکفر کی ہر آلائش سے پاک صاف رکھیں۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے پر مضبوطی سے جم جائیں۔ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس عقیدۂ توحید کی انہیں دعوت دی ہے، یہ کوئی نئی دعوت نہیں۔ پہلے انبیاء ورسل نے بھی اپنی اپنی قوموں کو یہی درس دیا اور اس پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی۔ ہر باطل سے منہ موڑ کر جو شخص صرف حق کی طرف متوجہ ہو جائے، اسے حنیف کہتے ہیں۔ حنفاء اس کی جمع ہے۔ یعنی انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ ان کے گردوپیش باطل اپنی مختلف شکلوں میں موجود ہے، ہر باطل سے دامن چھڑا کر وہ پوری یکسوئی کے ساتھ حق کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ عقیدہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ انہیں عبادات، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کا بھی بار بار حکم دیا گیا۔ دانائی اور راست بازی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ حضور کی دعوت کو قبول کر لیں اور ہادیٔ برحق کے نقوش پا کو اپنا خضر راہ بنالیں۔

پھر فرمایا وہی دین سچا اور صحیح دین ہو سکتا ہے جس میں اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کا جامع نظام موجود ہو، اسلام کے علاوہ کہیں بھی انہیں عقائد و اعمال کا یہ حسین امتزاج نظر نہیں آئے گا۔ القیمة کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ القیمة صفت ہے۔ اس کا موصوف الملة مقدر ہے۔ عبارت یوں ہے ذلک دین الملة القیمة۔ یعنی ایک راست رو ملت کا دین ہے۔ دوسرا قول یہ ہے جو زیادہ واضح اور پسندیدہ ہے۔ القیمة کے آخر میں تا تانیث کی نہیں بلکہ مبالغہ کی ہے جیسے علامہ میں۔ اور دین جو موصوف ہے اس کو صفت کی طرف مضاف کر دیا گیا۔ القیمة التی لا عوج فیھا۔ جس میں کوئی کجی نہ ہو۔ یعنی ہادیٔ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا دین ایسا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں، کوئی خامی نہیں، کوئی کمی نہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: {خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا} (التوبة: 103).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ حاصل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو''۔

Marfat.com

تشریح:

علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مال زکوٰۃ نہیں بلکہ وہ صدقہ ہے جو گناہ کے سرزد ہونے کے بعد انہوں نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے صدقہ کو قبول فرمایئے اور اس طرح ان کو گناہ کی نحوست سے پاک کیجئے اور ان کے دل کے آئینہ پر گناہ کا جو گرد وغبار ابھی باقی ہے اسے دور فرما کر اسے صاف شفاف کر دیجئے۔ تطہر اور تزکی میں ضمیر خطاب کا مرجع حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پاک ہے۔ ''ولا جود ان تکون المخاطبة للنبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فانك تطهرهم وتزکیهم بها۔ (قرطبی)

(۳۱۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ دینا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۵) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 182 کے تحت ہو چکی ہے واللہ اعلم (ابو الاحمد غفرلہ)

(۳۱۵) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ" قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ"

---

(۳۱۴) (بخاری شریف رقم الحدیث 21)

(۳۱۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 8' بخاری شریف' رقم الحدیث 46' 1792' 6556' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 391' 392' نسائی شریف' رقم الحدیث 458' 2090' موطا امام مالک' رقم الحدیث 423' دارمی رقم الحدیث 1578' ابن حبان' رقم الحدیث 1724' 3262' ابن خزیمہ رقم الحدیث 306' بیہقی رقم الحدیث 1572' 4235' 4237)

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ" قَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ: وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ، فَقَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا؟ قَالَ: "لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ: وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄ ◄ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے لیکن ہم سمجھ نہیں سکتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے' حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں' اس نے عرض کیا: کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں چاہو تو نفل نماز پڑھ سکتے ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا' اس نے عرض کیا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں؟ فرمایا: نہیں' ہاں اگر نفلی روزے رکھو تو بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے عرض کیا: کیا میرے ذمے اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! مگر نفلی صدقہ دے سکتے ہو' پس وہ آدمی واپس پلٹا اور کہہ رہا تھا: خدا کی قسم! میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب و کامران ہو گیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

دَوِیَّ صَوْتِہٖ : آواز کی گنگناہٹ،

تعارفِ رواۃ:

طلحہ ابن عبید اللہ: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سوا بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابو سفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لیے بھیجا تھا آپ عین بدر کے دن واپس ہوئے، احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی، چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بے کار ہو گئی، بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے پچھتر زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے، جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۳۶ھ چھتیس میں بیس جمادی آخرہ کو شہید ہوئے، چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے،

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الطاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

Marfat.com

شرح:

نجد عرب کا ایک صوبہ ہے جو مکہ معظمہ اور عراق کے درمیان واقع ہے۔ اس صوبہ کے متعلق حضور نے دعاء خیر نہ فرمائی اور وہاں سے وہابی فرقے کے نکلنے کی خبر دی جو آخر کتاب میں ان شاء اللہ ذکر ہوگا۔

(ایک دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں) یعنی ان پانچ نمازوں کے سوا اور نماز اسلام کا فرض نہیں، عیدین اور وتر واجب ہے، نماز جمعہ ظہر کی قائم مقام ہے لہٰذا یہ ان ہی پانچ میں شامل ہے۔

(ہو تو نفل نماز پڑھ سکتے ہو) نفل سے لغوی معنی مراد ہیں فرض پر زائد، رب فرماتا ہے: "فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ" لہٰذا اس میں وتر وعیدین داخل ہیں۔ یا اس وقت تک یہ نماز اسلام میں آئی نہ تھیں، بہر حال یہ حدیث وتر وعیدین کے وجوب کے خلاف نہیں احناف کے مخالف نہیں۔

(اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے عرض کیا: کیا میرے ذمے اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! مگر نفلی صدقہ دے سکتے ہو) یہ جملہ بھی فطرے اور قربانی کے وجوب کے خلاف نہیں جیسا کہ اوپر کی تقریر سے واضح ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب وکامران ہوگیا۔) یعنی اگر صدق دل سے وعدہ کیا ہے تو کامیاب ہوگا یا اگر اس وعدے کو پورا کر دکھائے تو کامیاب ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پہلے ایک سائل کے ان ہی الفاظ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاح وکامیابی کا قطعی حکم دے دیا، اس نجدی کے ان ہی الفاظ پر مشکوک طریقہ سے کامیابی بیان فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 14:)

(۳۱۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلَی الْیَمَنِ، فَقَالَ: "اُدْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ. فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی، افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ، فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ، وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی

(۳۱۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 29، بخاری شریف، رقم الحدیث 1331، 1389، 1425، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1584، ترمذی شریف، رقم الحدیث 625، نسائی، رقم الحدیث 2435، 2522، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1783، دارمی، رقم الحدیث 1614، مسند امام احمد، رقم الحدیث 2071، 22105، 22171، ابن حبان، رقم الحدیث 156، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2275، بیہقی، رقم الحدیث 7095، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 688، دارقطنی، رقم الحدیث 4)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ان کو اس بات کی طرف بلاؤ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ اس میں تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اگر وہ اس میں بھی تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

(۳۱۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ اَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ. فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ، اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں' زکوٰۃ دیں اور اگر وہ یہ کریں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیا' ہاں! اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) یہاں حَتّٰی بمعنی کہ ہے جیسے "اسلمتُ حتی ادخل الجنة" یعنی مجھے حکم الٰہی ہے کہ ملک گیری یا مال گیری کی نیت سے جہاد نہ کروں بلکہ لوگوں کو ہدایت دینے کی نیت سے کروں۔ اس صورت میں حدیث پر نہ کوئی اعتراض ہے کہ یہ آیت قرآنیہ کے خلاف ہے اور الناس سے مراد سارے کفار ہیں۔ لہٰذا یہ حتی انتہاء کا نہیں۔ خیال رہے کہ مشرکین عرب کے لئے حکم جزیہ نہیں یا وہ ایمان لاویں یا قتل وقید وعبدیت وغیرہ۔ رب فرماتا ہے: "وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ" عرب کے اہل کتاب اور عجم کے تمام کفار کے لئے یا ایمان یا جزیہ ورنہ قتل وقید وغیرہ رب فرماتا ہے: "حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ" مرتد کے لئے یا اسلام یا قتل ہے نہ جزیہ نہ قید رب فرماتا

(۳۱۷) (بخاری شریف رقم الحدیث 25' مسلم شریف رقم الحدیث 22)

Marfat.com

ہے: "تُقٰتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ" ۔ باغیوں کے لیے یا قتل یا بغاوت سے توبہ، رب فرماتا ہے: "فَقٰتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ" لٰہذا آیات واحادیث متفق ہیں۔

(اور نماز ادا کریں، زکوۃ دیں) چونکہ اس وقت تک روزہ، جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے، اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا اگر کوئی نماز یا زکوۃ کا انکار کرے تو کافر ہے اس پر کفار کا سا جہاد ہوگا۔ تارکین نماز وزکوۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

چونکہ اس زمانہ مبارک میں اسلام میں نئے فرقے نہ بنے تھے، کلمہ، نماز وزکوۃ ایمان کی علامت تھی، اس لئے فرمایا کہ جو یہ تین کام کرے اس کا جان و مال محفوظ ہے، اب بہت مرتد فرقے کلمہ، نماز، زکوۃ پر کاربند ہیں مگر مرتد ہیں ان پر ارتداد کا جہاد ہوگا۔ جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب کے معتقدین پر جہاد کیا اب بھی قادیانیوں وغیرہ مرتدین کا یہی حکم ہے۔

(ہاں! اسلام کا حق باقی رہے گا) یعنی اگر اسلام لاکر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔

(اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے) یعنی اگر کوئی زبانی کلمہ ظاہری نماز وزکوۃ ادا کرے تو ہم اس پر جہاد نہ کریں گے، اگر منافقت سے یہ کام کرتا ہے تو رب اسے سزا دے گا۔ اسلامی جہاد منافقوں پر نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1 تحت حدیث 10:)

(۳۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ، وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ" فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ، فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا یُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ. قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

---

(۳۱۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 32، بخاری، رقم الحدیث 25، 385، 1335، ابوداؤد، رقم الحدیث 1556، 1557، ابوداؤد، رقم الحدیث 2640، ترمذی، رقم الحدیث 2606، 2607، 2608، نسائی، رقم الحدیث 2443، 3090، 3091، 3092، ابن ماجہ، رقم الحدیث 71، 72، 3927، دارمی، رقم الحدیث 2411، مسند امام احمد، رقم الحدیث 67، 117، 239، ابن حبان، رقم الحدیث 174، 175، 216، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 2248، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1428، 3926، 8091، بیہقی، رقم الحدیث 2031، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 68، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 1746)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ) بنے اور عربوں میں سے کچھ لوگوں نے کفر اختیار کیا جنہوں نے کفر اختیار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم لوگوں سے کیسے لڑو گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ یہ کہیں: "لا الہ الا اللہ" اور جو یہ کہے اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی' مگر اسلام کے حق سے (جان و مال لی جا سکتی ہے) اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم! ایک ڈھنگے کی رسی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے اگر وہ مجھے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا' ان کے اس انکار کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ بات سنتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے' اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ حق ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

عقالاً : بمعنی رسی اس کی جمع اعقال، عقول آتی ہے اس سے ہی عقل ہے کہ جس طرح رسی جانور کو روکتی ہے اسی طرح عقل انسان کو برے کاموں سے روکتی ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے واللہ اعلم۔

(۳۱۹) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْبِرْنِي بعمل يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ. قَالَ: "تَعْبُدُ اللهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایسا عمل بتائیے جو (میں کروں تو) مجھے جنت میں داخل کر دے۔ فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبات کرے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور تو نماز قائم کرے' اور تو زکوٰۃ ادا کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

(۳۱۹) (بخاری شریف' کتاب الزکاۃ' رقم الحدیث 1396' مسلم شریف' رقم الحدیث 13)

Marfat.com

(۳۲۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: "تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَاۤ اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا، فَلَمَّا وَلّٰی، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں' فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے' اور نماز کو قائم کرے' اور فرض زکوٰۃ ادا کرے' اور رمضان کے روزے رکھے' اعرابی نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر کسی چیز کی زیادتی نہیں کروں گا' پس جب وہ اعرابی واپس لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہو کہ وہ جنتیوں میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس اعرابی کو دیکھ لے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

دُلَّنِیْ: از دلالۃ بمعنی راہنمائی کرنا،

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح کے لیے اسی جلد میں حدیث نمبر: 315 کی شرح دیکھیے۔

(۳۲۱) وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ میں نماز قائم کروں گا' زکوٰۃ دوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔ (متفق علیہ)

(۳۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ

(۳۲۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 14)

(۳۲۱) (بخاری شریف' کتاب الزکاۃ' رقم الحدیث 1401)

Marfat.com

صَاحِبِ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ. فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِيْنُهُ، وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيْدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَالْإِبِلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ إِبِلٍ لَّا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ، وَلَا جَلْحَاءُ، وَلَا عَضْبَاءُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرٰى سَبِيْلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ. فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي ظُهُوْرِهَا، وَلَا رِقَابِهَا، فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَّكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَّسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: "مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ: {فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ}" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۲۲)(مسلم شریف' رقم الحدیث 2186' بخاری شریف' رقم الحدیث 1402' ابوداؤد' رقم الحدیث 1658' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7553'8965' 21508' ابن حبان' رقم الحدیث 3253' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2252'2291' بیہقی' رقم الحدیث 7017' بیہقی' رقم الحدیث 7209)

Marfat.com

سونے اور چاندی کا مالک جو ان کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی پلیٹیں تیار کی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کے ساتھ اس کے پہلو پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو ان کو پھر گرم کیا جائے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی حتیٰ کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو وہ اپنی راہ دیکھ لے گا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اور جو اونٹوں کا مالک ان سے ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی کی باری کے دن ان کا دودھ دوہا جائے' تو قیامت کے دن اس شخص کو ان اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گی اور ان میں سے ایک بچہ تک بھی کم نہ ہو گا وہ اسے پاؤں کے نیچے روندیں گے اور اسے دانتوں سے کاٹیں گے' جب ان کا پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری سرے کو اس پر سے گزارا جائے گا' ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا تو دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں منہ کے بل لٹا دیا جائے گا ان میں سے کوئی ایک بھی کم نہ ہو گی ان میں سے نہ تو کوئی پیچھے مڑے ہوئے سینگوں والی ہو گی نہ بے سینگ اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والی اور وہ اسے اپنے سینگ سے ماریں گی اور اسے اپنے کھروں کے نیچے روندیں گی جب پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری گلے کو اس پر سے گزارا جائے گا۔ ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اور گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں وہ ایک شخص کے لئے بوجھ (گناہ) ہے ایک شخص کے لئے ستر پوشی کا سبب' اور ایک شخص کے لئے باعث اجر و ثواب' سو جس شخص کے لئے گھوڑے باعث عذاب ہوں گے وہ' وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو فخر' ریا کاری' اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے لئے باندھے تو یہ گھوڑے اس کے لئے باعث عذاب ہیں اور جو گھوڑے اپنے مالک کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں ان کا مالک وہ شخص ہے جو راہ خدا میں گھوڑوں کو باندھے ان کی پیٹھوں اور گردنوں میں خداوند کریم کے حق کی ادائیگی کو فراموش نہ کرے تو اس کے گھوڑے اس کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں اور جو گھوڑے اپنے مالک کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہیں ان کا مالک وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو راہ خدا میں اہل اسلام کے لئے سبز قطعہ زمین یا باغ میں باندھے وہ گھوڑے اس سرسبز قطعہ زمین سے یا باغ سے جس جس قدر گھاس چریں گے اس کے مطابق اس شخص کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں ان کے لید اور پیشاب کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ اپنی رسی کو توڑ کر کسی ایک بلندی یا دو بلندیوں پر دوڑیں گے تو ان کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کا مالک انہیں لے کر نہر کے پاس

Marfat.com

سے گزرے گا اور وہ پانی پئیں گے حالانکہ ان کے مالک کا ارادہ انہیں پانی پلانے کا نہ تھا تو بھی جس قدر وہ پانی پئیں گے اسی قدر اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا سوائے اس منفرد اور جامع آیت کریمہ کے: ''پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

حل لغات:

صُفِّحَتْ: از، صفحاً، بمعنی لمبا چوڑا کرنا،

تَنْطَحُهُ: از، نطحاً، بمعنی بیل کا سینگوں سے مارنا، دفع کرنا، ہٹانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سونے اور چاندی کا مالک جو ان کا حق ادا نہیں کرتا) ظاہر یہ ہے کہ حق سے مراد زکوۃ مفروضہ ہے کیونکہ فطرہ، قربانی یا حقوق العباد ادا کرنے پر وہ وعید نہیں جو یہاں مذکور ہے۔

(قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی پلیٹیں تیار کی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور ان کے ساتھ اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا) یعنی اس کا سونا چاندی اولاً سخت گرم پتر بنائے جائیں گے جو گرمی کی وجہ سے گویا آگ ہی ہوں گے پھر ان گرم پتروں کو اور بھی گرم کرنے کے لیے دوزخ کی آگ میں رکھ کر دھونکا جائے گا اس کی تشریح قرآن کریم میں یوں ہے: "يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آگ کے پترے نہیں ہوتے، نیز آگ کے پتروں کو پھر آگ میں دھونکنا سمجھ میں نہیں آتا۔

چونکہ یہ بخیل فقراء سے منہ موڑ لیتا تھا انہیں دیکھ کر پہلو پھیر کر چل دیتا تھا اس لیے ان دونوں مقام ہی پر داغ لگائے جائیں گے جیسے چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں کہ اس نے ان سے ہی چوری کی۔

یہ پترے جب بھی اس کا بدن داغ کر دوزخ میں پھر لائے جائیں گے تو تپا کر پھر اس کے بدن پر ہی لوٹائے جائیں گے بار بار گرم کر کے لگائے جائیں گے۔

(ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا) یعنی یہ داغا جانا قیامت کے دن، دن بھر ہوتا رہے گا لوگ اپنے حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے اور یہ سزا بھگت رہا ہوگا بعد قیامت سزا جزا علیحدہ ہے اور اس تکلیف کی وجہ سے اسے یہ دن پچاس ہزار سال کا محسوس ہوگا نیک کاروں کو بقدر چار

Marfat.com

رکعت نماز۔
(اور وہ اپنی راہ دیکھ لے گا یا تو جنت کی طرف یا تو دوزخ کی طرف) یعنی بعد قیامت اپنا راستہ جنت یا دوزخ کا دیکھے یا دکھایا جائے۔ یری معروف ہے یا مجہول یعنی یہ عذاب تو زکوۃ نہ دینے کا ہوا اب اگر اور گناہ نہ ہوں یا ہوں تو رب تعالیٰ بخش دے تو جنت میں بھیج دے اور اگر نہ بخشے تو ان گناہوں کی سزا میں کچھ عرصہ کے لیے دوزخ میں بھیج دے اس جملہ کی یہ ہی توجیہ قوی ہے۔
(عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟) یعنی سونے چاندی تو بخیل کو تپا کر لگائے جائیں گے اگر اونٹوں کی زکوۃ نہ دی ہو تو ان کی سزا کیا ہے اونٹ تو تپائے نہیں جاتے۔
(کہ پانی کی باری کے دن ان کا دودھ دوہا جائے) عرب میں دستور تھا کہ اونٹوں کو ہفتہ میں ایک دو بار پانی پلانے کے لیے گھاٹ یا کنوئیں پر لے جاتے تھے، اس دن فقراء کا وہاں مجمع لگ جاتا تھا، اونٹ والے اونٹنیاں دوہ کر ان فقراء اور مسافروں کو دودھ پلا دیتے تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ دودھ پلانا بھی ان اونٹوں کا حق ہے۔ خیال رہے کہ جانوروں کی زکوۃ تو فرض ہے مگر یہ دودھ پلانا مستحب ہے اور مستحب چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا لہٰذا یا تو اس سے مضطر فقراء کو دودھ پلانا مراد ہے جن کی بھوک سے جان نکل رہی ہو یا پہلے یہ فرض تھا اب مستحب ہے جیسے تنگی کے زمانہ یعنی شروع اسلام میں قربانی کا گوشت صرف تین دن رکھنا جائز تھا۔ مرقات نے فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیاسی اونٹنیوں کو نہ دوہو صرف گھاٹ پر لانے کے دن پانی پلا کر دوہو، یہ بھی خشک سالی کے زمانہ کے احکام میں سے ہے۔
(تو قیامت کے دن اس شخص کو ان اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا) یعنی اس بخیل کی سزا یہ ہوگی کہ اسے ہموار میدان میں اوندھا ڈال کر اس پر اس کے سارے اونٹوں کو گھمایا جائے گا، یہ سب بہت اونچے اور موٹے ہوں گے اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے۔
(جب ان کا پہلا گلہ گزر جائے گا تو ان کے آخری سرے کو اس پر سے گزارا جائے گا) یعنی یہ روندنے والے اونٹ لمبی قطار میں نہ ہوں گے کہ اس پر یہ قطار روندتی گزر جائے اور اس کا چھٹکارا ہو جائے بلکہ گول دائرہ کی شکل میں حلقہ باندھے ہوں گے اور آخری اونٹ کے گزرنے پر پھر پہلا اونٹ اس پر آ جائے گا، اصل عبارت اس کے برعکس تھی یعنی اخری کا ذکر پہلے تھا اولیٰ کا بعد میں جیسا کہ مسلم کی بعض روایات میں ہے۔ مبالغہ کے لیے آخری کو اولیٰ فرمادیا گیا یعنی اس طرح لگاتار ہو کر اس پر گھومیں گے کہ گویا پچھلا اونٹ پہلا ہو جائے گا اور پہلا پچھلا، چونکہ اس کا بخل بھی دائمی تھا اس لیے سزا بھی دائمی ہوئی، درمیان میں وقفہ نہ ہوا کہ اسے کچھ آرام مل جائے۔
(یارسول اللہ! گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟) ان کا کیا حکم ہے جو شخص بقدر نصاب ان کا مالک ہو پھر ان کی زکوۃ نہ

Marfat.com

نکالے تو اس کی سزا کیا ہے۔ مِنۡھَا میں مِنۡ بمعنی اجل یا بمعنی لام ہے یعنی بکریوں کی وجہ سے جو زکوۃ فرض ہوئی وہ ادا نہ کرتا ہو لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ جانور کی زکوۃ میں جانور ہی دیا جائے بلکہ جانور کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ (مرقات)

(ان میں سے نہ تو کوئی پیچھے مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والی) یعنی اگرچہ دنیا میں اس کی بعض گائے بھینسیں ٹوٹے سینگ والی بھی تھیں اور بعض بالکل نبڈی مگر قیامت میں سب کے نوکیلے سینگ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قیامت میں ہر چیز اپنے دنیاوی حالت پر اٹھے گی، رب تعالیٰ فرماتا: "اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُهٗ" پھر بعد میں ان کے حالات بدلیں گے لہٰذا یہ جانور دنیا میں جیسے تھے ویسے ہی اٹھیں گے، بعد میں سب کو سینگ ملیں گے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ عربی میں گائے بھینس کے کھر کو ظلف کہتے ہیں، جمع اظلاف۔ اور گھوڑے کی ٹاپ کو سمیعنی بخیل کے یہ جانور اسے سینگ بھی گھونپیں گے اور کھروں سے بھی روندیں گے۔ غرضکہ قربانی کے جانور پر سخی خود سوار ہوگا اور بے زکوتے جانور بخیل پر سواری کریں گے جیسے اچھے معدے والا جو بقدر ضرورت کھانا کھائے تو وہ کھانے پر سوار ہوتا ہے اور زیادہ کھا جانے والے پر کھانا سوار ہو جاتا ہے جسے یہ اٹھائے پھرتا ہے۔

(عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اور گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں) خیال رہے کہ احناف کے نزدیک سائمہ گھوڑوں میں بھی زکوۃ فرض ہے، شوافع کے ہاں نہیں لہٰذا ہمارے ہاں اس جواب کا مقصد یہ ہے کہ گھوڑے میں علاوہ زکوۃ کے اور بھی پابندیاں ہیں جو آگے مذکور ہیں یعنی ان میں فقط زکوۃ کا سوال نہ کرو بلکہ غیر سائمہ یعنی گھر کھانے والا گھوڑا سواری کے لیے بھی ہو جس میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی اس کا بھی یہ حکم ہے اور اگر گھوڑے میں زکوۃ فرض نہ ہوتی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خچر گدھوں کی طرح یہاں بھی فرما دیتے کہ ان کے متعلق مجھ پر کوئی خاص حکم نہیں آیا لہٰذا اس حدیث سے شوافع یہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کہ گھوڑے میں زکوۃ نہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب بطریق حکیمانہ ہے جیسے صحابہ کرام نے سوال کیا تھا کہ ہم کیا خیرات کریں تو رب تعالیٰ نے جواب دیا فلاں فلاں جگہ خیرات کرو۔ (قرآن کریم) یعنی جواب سوال کے مطابق نہیں بلکہ سائل کے حال کے مطابق ہے۔

پالتو گھوڑا جو تجارت کے لیے نہ ہو وہ کسی کے لیے ثواب کا باعث ہے اور کسی کے لیے نہ ثواب نہ عذاب یا ایک ہی گھوڑا ایک ہی شخص کے لیے اس کی نیت کے اعتبار سے کبھی ثواب ہے کبھی عذاب اور کبھی کچھ نہیں، جیسی نیت ویسا پھل یہ ہی حکم عمارتیں بنانے اعلیٰ لباس پہننے کا ہے۔

جو گھوڑا اس نیت سے رکھے کہ لوگوں پر میری بڑائی ظاہر ہو، دوسرے مسلمان میرے سامنے ذلیل و خوار نظر آئیں اور اگر کسی مسلمان سے میری لڑائی ہو جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے خلاف جنگ کروں، چوری ڈکیتی اسی کے ذریعہ کروں جیسا کہ عام نمبردار چوہدری اور چور، ڈاکو گھوڑے اسی لیے رکھتے ہیں ان کے لیے گھوڑا رکھنا سخت عذاب کا باعث ہے۔

Marfat.com

(جو راہ خدا میں گھوڑوں کو باندھے) اس طرح کہ ضرورت کے وقت کسی مسلمان بھائی کو چند روز کے لیے عاریۃً گھوڑا دے دے جس سے وہ اپنا کام نکال لے یا کسی کی گھوڑی پر اپنا گھوڑا بلا معاوضہ چھوڑ دے کہ اس میں مسلمان بھائی کا کام نکالنا ہے۔ خیال رہے کہ نر گھوڑے، بیل، بھینسے اور بکرے کا اجرت لے کر مادہ پر چھوڑنا منع ہے وہ اجرت ناجائز ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

(ان کی پیٹھوں میں اور گردنوں میں) گھوڑے کی پیٹھ کا حق تو وہ تھا جو اوپر ذکر ہوا، اس کی گردن کا حق یہ ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہو تو اس کی قیمت میں چالیسواں حصہ زکوۃ دے فی سینکڑہ ڈھائی روپے، یہ جملہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ سائمہ اور تجارتی گھوڑے میں زکوۃ ہے جسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی گردن کا حق فرمایا، دوسرے حقوق تو اس کی پیٹھ کے حق میں آگئے تھے۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن پر اس کے گھوڑے اور غلام میں صدقہ نہیں وہاں گھوڑے سے مراد یا تو غازی کا گھوڑا ہے یا وہ گھوڑا جو گھر میں گھاس چارہ کھاتا ہو۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق لمعات شرح مشکوٰۃ میں ملاحظہ کریں۔ خیال رہے کہ صرف گھوڑوں یا صرف گھوڑیوں میں زکوۃ نہیں بلکہ مخلوط میں زکوۃ ہے کہ یا تو ہر گھوڑے سے ایک دینار (اشرفی) دیدے یا اس کی قیمت لگا کر ہر ستاون روپے سے چالیسواں حصہ زکوۃ نکال دے۔ چنانچہ حضرت عمر نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو جو خط لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ گھوڑے والوں کو یہ اختیار دو۔ (ہدایہ، کفایہ وغیرہ)

(تو اس کے گھوڑے اس کے لئے پردہ پوشی کا سبب ہیں) یعنی آج اس کے اور لوگوں کی حاجت کے درمیان پردہ ہیں کل قیامت میں اس کے اور آگ کے درمیان پردہ ہوں گے یہ کلمہ دونوں کو شامل ہے۔

(ان کا مالک وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو راہ خدا میں اہل اسلام کے لئے سبز قطعہ زمین یا باغ میں باندھے) یعنی جہاد کی نیت سے بغرض ثواب گھوڑا پالے، چونکہ جہاد کا نفع مسلمانوں کو پہنچتا ہے اس لیے لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ بھی فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں بندگانِ خدا کی خدمت کی نیت کرنا عبادت کو ناقص نہیں کرتا بلکہ اسے کامل تر کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی صریح آیت سے ثابت ہے۔ عربی میں مرج اس وسیع میدان کو کہتے ہیں جس میں گھاس چارہ وغیرہ بکثرت ہو۔

(وہ گھوڑے اس سرسبز قطعہ زمین سے یا باغ سے جس جس قدر گھاس چریں گے اس کے مطابق اس شخص کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں ان کے لید اور پیشاب کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی) کیونکہ اس کھانے اور پیشاب ولید وغیرہ سے ان گھوڑوں کی بقا ہے اور جیسے نیکی کے اسباب جمع کرنا عبادت ہے ایسے ہی ان کی حفاظت بھی عبادت ہے، نیز یہ چارہ و گھاس مالک نے اپنے مال سے کھلایا اور یہ لید پیشاب اس چارہ سے بنا۔ معلوم ہوا کہ نیکی متغیر ہونے کے بعد بھی نیکی ہی رہتی ہیں۔

Marfat.com

یہ گھوڑے کیل سے بندھے ہوئے جو حرکت کریں یا کھائیں پئیں وہ تو اس مالک کے لیے نیکیاں ہیں ہی، اگر مالک کے بغیر ارادہ رسی کو توڑا کر بھاگ جائیں اور اس حالت میں زمین پر ان کے قدم پڑیں یا وہ لید پیشاب کریں تب بھی مالک کو ثواب ہے۔ خیال رہے کہ ثواب کے لیے اگرچہ نیت ضروری ہے مگر ہر آن نئی نیت لازم نہیں، مسجد بنانے والا مر بھی جائے تو اسے قبر میں ثواب پہنچتا رہتا ہے بناتے وقت کی نیت قیامت تک کام آتی ہے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" خیال رہے کہ لید و پیشاب کا ذکر فرمانے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جب آلۂ جہاد یعنی گھوڑوں کی گندی چیزیں بھی ثواب میں شامل ہوجاتی ہیں تو اصل گھوڑے کا کیا پوچھنا اور پھر مالک کے درجہ کا کیا کہنا، گھوڑا صرف مثال کے لیے ہے اب گولی، بارود، بندوق، توپ، ہوائی جہاز اور راکٹ جو جہاد کے لیے ہوں سب کا یہ ہی حکم ہے۔

(عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا) یعنی گدھوں میں زکوۃ واجب نہیں بلکہ ایک قاعدہ کلیہ کے ماتحت ان میں ثواب ہے کہ اگر گدھے، خچر وغیرہ نیک نیتی سے پالے گئے تو ان میں ثواب ہے اور اگر بدنیتی سے پالے گئے تو عذاب اور اگر دنیوی کاروبار کے لیے ہیں تو نہ ثواب نہ عذاب، چونکہ اس آیت کے الفاظ تھوڑے ہیں اور مضامین واحکام بہت زیادہ اس لیے اسے جامعہ فرمایا گیا اور چونکہ اس مضمون کی یہ ایک ہی بے مثال آیت ہے اس لیے اسے فاذۃ فرمایا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑوں میں زکوۃ ہے، گدھوں اور خچروں میں نہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، ہاں اگر گدھے و خچر تجارتی ہیں تو ان میں زکوۃ تجارت ہوگی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث:2)

۷۴۔ بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَیَانِ فَضْلِ الصِّیَامِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ

رمضان کے روزوں کے وجوب اور روزوں کی فضیلت اور ان کے متعلقات کا بیان

رمضان رمض سے بنا بمعنی گرمی یا گرم، چونکہ بھٹی گندے لوہے کو صاف کرتی ہے اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی کردیتی ہے اور سونے کو محبوب کے پہننے کے لائق بنا دیتی ہے اسی طرح روزہ گنہگاروں کے گناہ معاف کراتا ہے، نیک کار کے درجے بڑھاتا ہے اور ابرار کا قرب الٰہی زیادہ کرتا ہے اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں، نیز یہ اللہ کی رحمت، محبت، ضمان، امان اور نور لے کر آتا ہے اس لیے رمضان کہلاتا ہے۔ خیال رہے کہ رمضان یہ پانچ ہی نعمتیں لاتا ہے اور پانچ ہی عبادتیں: روزہ، تراویح، اعتکاف، شب قدر میں عبادات اور تلاوت قرآن، اسی مہینہ میں قرآن کریم اترا اور اسی مہینہ کا نام قرآن شریف میں لیا گیا ماہ رمضان کے تفصیل وار فضائل ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد دوم میں دیکھو۔

صوم کے لغوی معنے ہیں باز رہنا، قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا" یعنی میں نے بات چیت سے باز رہنے کی نذر مانی ہے۔ شریعت میں صبح سے شام تک بہ نیت عبادت صحبت سے اور کسی چیز کے پیٹ یا دماغ میں

Marfat.com

داخل کرنے سے باز رہنے کو صوم کہا جاتا ہے۔روزہ کا منشا ہے نفس کا زور توڑنا، دل میں صفائی پیدا کرنا فقرا اور مساکین کی موافقت کرنا، مساکین پر اپنے دل کو نرم بنانا۔مرقات میں ہے کہ یوسف علیہ السلام زمانۂ قحط میں پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے تھے تاکہ بھوکوں فاقہ مستوں کا حق نہ بھول جائیں۔لمعات، مرقات اور درمختار وغیرہ میں ہے کہ ۲ھ ہجری میں تبدیلی قبلہ کے ایک مہینہ بعد ہجرت سے اٹھارھویں مہینہ دسویں شعبان کو روزے فرض ہوئے ،روزے کی فرضیت میں چھ قسم کی تبدیلیاں ہوئیں جنہیں ہم نے اپنی "تفسیر نعیمی" پارہ دوم میں تفصیل وار بیان کیا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،،کتاب الصوم ،الفصل الاول، ج3،ص182)

آیت نمبر: 1.2

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ} (البقرہ:۱۸۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے اگلوں پر فرض ہوئے تھے''۔

اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى: {شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ}

(البقرۃ:185)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان تک: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن حکیم نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں اور فرق قائم کرنے والا ہے۔پس جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر میں تو اتنے روزے بعد میں پورے کر لے۔

تشریح:

صیام جمع ہے۔اس کا مفرد ہے صوم۔لغت میں صوم کا معنی ہے: الامساك عما تنازع اليه النفس۔اس چیز سے باز رہنا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو۔اور شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ انسان عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رکا رہے۔یہ حکم ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا۔پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔گو ان کی تعداد اور کیفیت الگ تھی۔

روزے کا مقصد اعلیٰ اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے کہ تم متقی اور اور پا کباز بن جاؤ۔روزے کا مقصد صرف یہ نہیں کہ ان تینوں باتوں سے پرہیز کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ اور اعمال بد سے انسان مکمل طور پر دستکش ہو جائے۔تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بیتاب ہو رہے ہو۔تمہیں کوئی دیکھ بھی نہیں رہا۔ٹھنڈے پانی کی صراحی اور لذیذ کھانا پاس رکھا ہے لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو کجا آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔اس کی وجہ صرف

Marfat.com

یہی ہے نا کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے! اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے) چوری، رشوت بد دیانتی وغیرہ) اگر یہ مراقبہ پختہ ہو جائے تو کیا تم ان کا ارتکاب کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ مہینہ بھر کی اس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔ جو لوگ روزہ رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ۔ غیبت نظر بازی وغیرہ سے باز نہیں آتے۔ ان کے متعلق حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے واضح الفاظ میں فرما دیا۔

"من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔

یعنی جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

مریض اور مسافر کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر روزہ رکھے تو اس کی ہلاکت یا اس کے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور سفر سے مراد احناف کے نزدیک 3 روز کا سفر ہے جس کا اندازہ 36 کوس یا 54 میل ہے۔ خواہ آپ اتنی مسافت آج ایک گھنٹہ میں طے کریں آپ کو افطار کی اجازت ہے۔ بیماری اور سفر سے جتنے روزے آپ نہ رکھ سکیں تو صحت یاب ہونے اور سفر سے واپس آنے پر ان کی قضا دینا ہوگی۔ مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت ہے لیکن روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سفر میں کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہیں رکھا۔ لیکن سفر جہاد میں روزے کے افطار کا حکم ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرام کو حکم دیا "انہ یوم قتال فافطروا آج جنگ کا دن ہے روزے افطار کرو۔

اس آیت میں علماء تفسیر کا اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے تو یہ ہے کہ ابتدا میں جب روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو لوگوں کی آسانی کے پیش نظر یہ گنجائش رکھی گئی کہ اگر کوئی روزے نہ رکھے تو وہ فدیہ ادا کر دے۔ بعد میں جب لوگ روزے کی لذت و برکت سے آشنا ہو گئے تو یہ رعایت واپس لے لی گئی۔ اور عام حکم دے دیا گیا۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ نفاذ شریعت میں جس تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ قول اس کے عین مطابق ہے۔ لیکن بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یطیقون کا معنی ہے کہ جو لوگ بڑی ہی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہوں وہ فدیہ ادا کریں۔ مثلاً بوڑھا، دائم المریض۔ حاملہ عورت، دودھ پلانے والی۔ ان کے لئے یہ رعایت دی گئی ہے۔ اور یہ رعایت آج بھی بحال ہے۔

پہلی آیت میں روزہ رکھنے کی حکمت بیان کی گئی تھی۔ کہ تم متقی بن جاؤ۔ اب اس بات کی حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ ماہ رمضان اس عبادت کے لئے کیوں مخصوص کیا گیا۔ بتایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ وہ قرآن جو کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں بلکہ ھدی للناس تمام اولاد آدم کے لئے ہادی و مرشد ہے۔ اور اس کی ہدایت کی روشنی اتنی کھلی ہے کہ حق اور باطل بالکل ممتاز ہو جاتے ہیں۔ جس ماہ میں اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہو وہ ماہ اس

Marfat.com

قابل ہے کہ اس کا ہر لمحہ ہر لحظہ اپنے محسن حقیقی کی شکر گزاری میں صرف کر دیا جائے۔ اور اس نعمت کی شکر گزاری کی بہترین صورت یہی ہے کہ دن میں روزہ رکھا جائے۔ رات کو قرآن پڑھا اور سنا جائے تاکہ اس ماہ میں نفس کی ایسی تربیت ہو جائے کہ وہ اس بار امانت کو اچھی طرح اٹھا سکے۔ اس آیت کا آخری حصہ لعلکم تشکرون اغلباً اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: فزالت الرخصة الالمن عجز منهم پہلے حکم میں روزہ کی بجائے فدیہ دینے کی جو رعایت دی گئی تھی وہ اس آیت سے ختم ہوگئی۔ شہود سے دیکھنا اور جاننا دونوں مراد ہیں۔ یعنی خواہ وہ خود دیکھے یا صحیح طریقہ سے۔ اس کا دیکھا جانا معلوم ہو جائے تو روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اختلاف مطالع ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ اس لئے فقہانے تصریح فرمائی ہے کہ اگر دور دراز علاقہ میں چاند دیکھا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

"ان البلاد اذ تباعدت کتباعد الشام من الحجاز فالواجب علی اهل کل بلد ان تعمل علی رویته دون روية غيره. (قرطبی)

قمری سال کا مہینہ مقرر فرمایا کیونکہ یہ سال کے مختلف موسموں میں پھرتا رہتا ہے۔ تاکہ مسلمان سردی گرمی سب موسموں میں بھوک پیاس کی شدت برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

کیونکہ فدیہ کی رعایت واپس لے لی گئی تھی اس سے گمان ہو سکتا تھا کہ مریض اور مسافر کے لئے افطار کی جو اجازت دی گئی تھی شاید وہ بھی ساقط کر دی گئی ہو۔ اس لئے اس کو واضح کیا کہ نہیں وہ رخصت بحال ہے۔ یعنی احکام شرعیہ تعزیری احکام نہیں جن سے کسی کو تنگ کرنا اور تکلیف دینا مقصود ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشاان سے تمہاری آسانی اور اصلاح کرنا ہے۔ اس ٹکڑے میں گویا احکام شرعیہ کی روح رواں کا ذکر فرما دیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۳۲۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللهُ- عَزَّوَجَلَّ-: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ. فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ. فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ. وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "یَتْرُكُ طَعَامَهٗ، وَشَرَابَهٗ، وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، الصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا."

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ. اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِئَةِ

(۳۲۳) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1894، مسلم شریف، رقم الحدیث 164)

Marfat.com

ضِعْفٍ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ: یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ، وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ۔ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب عطا کرتا ہوں''۔ روزے ڈھال ہیں پس تم میں سے کسی شخص کا جس دن روزہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ نہ بے ہودہ بکے اور نہ شوروشغب کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں جن سے وہ بہرہ ور ہوگا (ایک) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری) جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کو روزے کی وجہ سے مسرت ہوگی۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: وہ کھانا پینا' اور شہوت نفسانی کو میری وجہ سے ترک کر دیتا ہے۔ سو روزہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا اجر دوں گا' اور نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: آدمی کے ہر نیک عمل کو دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے' کیونکہ وہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیونکہ وہ (بندہ) شہوت اور کھانا میری وجہ سے چھوڑتا ہے اور روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک مسرت اس کے لیے افطار کے وقت اور ایک مسرت رب تعالیٰ سے ملاقات کے وقت ہوگی اور اس کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں بوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

حل لغات:

یَصْخَبُ: از، صخباً' بمعنی شور مچانا۔

خُلُوْفُ: بمعنی منہ کی بو کا متغیر ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ گرمیوں میں روزہ رکھا پھر سو گئے۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: اے ابوسلیمان دارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا آپ آج کے روزے کا ثواب ایک ہزار دینار کے عوض بیچتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: میرے رب عَزَّ وَجَلَّ کی عزت کی قسم! میں نہیں بیچتا۔ پھر

Marfat.com

پوچھا گیا: کس چیز کے عوض بیچیں گے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں یہ ثواب دُنیا و مافیہا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) کے بدلے بھی نہیں بیچتا۔ البتہ! اپنے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ کے دیدار کے عوض بیچ دوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: پھر روزہ رکھئے! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ! عنقریب آپ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کا دیدار کریں گے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آسمانی کتابوں میں ارشاد فرمایا: اے میرے بندے! میری ملاقات کے لئے تیار ہو جا، عنقریب تو مجھ سے ملے گا۔ اور میری بندگی بجالا کیونکہ میں ہی تیرا مالک ہوں، وہ شخص مجھے کس آنکھ سے دیکھے گا جس نے میری نافرمانی کی؟ یا وہ شخص کس منہ سے ملے گا جو میری عظمتِ شان کو بھول چکا ہے؟ وہ بندہ خسارے میں ہے جسے میں اپنے دیدار سے محروم کر دوں گا۔ جب سچائی کے پیکر میرے قریب ہوں گے اور بدبخت میری بارگاہ سے دھتکار دیئے جائیں گے، پھر میں حجاب اُٹھا کر اُن پرہیزگاروں پر تجلّی فرماؤں گا جو مجھے محبوب رکھتے ہیں۔ اے میرے بندے! میرے دروازے پر کھڑا ہو جا کہ میں کریم ہوں اور میری پناہ مانگ کہ میرا راستہ ہی سیدھا ہے۔

(۳۲۴) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ" قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے راہ خدا میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے ندا آئے گی اے خدا کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے پس جو نمازیوں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے ندا آئے گی اور جو مجاہدین میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس کی کسی کو ضرورت تو نہیں کہ اس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا پھر بھی کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا' تو آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہو۔ (متفق علیہ)

(۳۲۴) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1027)

Marfat.com

حل لغات:

اَلرَّیَّانِ، : جنت کے ایک دروازے کا نام۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اس کی کسی کو ضرورت تو نہیں کہ اس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا پھر بھی کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا' تو آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہو۔) یعنی جو شخص ساری عبادات میں اول نمبر ہوگا وہ ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ ہر طرف اس کے نام کی دھوم مچ جائے گی اور چونکہ اے صدیق تم ساری ہی نیکیوں میں حاذق ہو لہٰذا تم بھی ان ہی میں سے ہو گے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم و عمل میں بعد انبیاء ساری خلق سے افضل ہیں کہ رب تعالیٰ نے انہیں اَتْقٰی فرمایا یعنی بڑا ہی پرہیز گار"وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِی" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں صدیق اکبر کو امام بنایا، امام بڑے عالم ہی کو بنایا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عام نیکیوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور رب تعالیٰ نے بعض خاص نیکیاں آپ کو ایسی عطا فرمائیں جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر غار ثور تک لے جانا، اپنے زانو پر سلانا، اپنے کو سانپ سے کٹوانا وغیرہ۔ جب قرآن کریم کی رحل باقی لکڑیوں سے افضل ہے تو جس کا زانو قرآن کریم والے کی رحل بنے وہ تمام خلق سے افضل ہوگا۔ دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے ہر دنیوی اخروی حال سے واقف ہیں حتی کہ جانتے ہیں کون جنت میں کہاں جائیگا اور کس دروازہ سے جائے گا، صحابہ کا یہی عقیدہ تھا ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں پوچھتے۔ خیال رہے کہ کریموں کا امید دلانا یقین کے لیے ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ"۔ الفاظ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے خوش نصیب لوگ بہت ہوں گے جن کے ناموں کی پکار جنت کے تمام دروازں پر پڑے گی، اس جماعت کے امیر صدیق اکبر ہوں گے رضی اللہ عنہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث:116)

(۳۲۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ،

Marfat.com

يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ. فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا' کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ سو وہ اٹھیں گے ان کے سوا کوئی بھی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو گا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور دوسرا کوئی شخص اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ (متفق علیہ)

(۳۲۶) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ایک دن راہ خداوندی میں روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۲۷) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (متفق علیہ)

(۳۲۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ،

---

(۳۲۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 2606' بخاری شریف رقم الحدیث 1797' ترمذی شریف رقم الحدیث 765' نسائی شریف رقم الحدیث 2236' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1640' مسند امام احمد رقم الحدیث 9799' ابن حبان رقم الحدیث 3420' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1902' بیہقی رقم الحدیث 8294' مسند ابویعلی رقم الحدیث 7529' طبرانی کبیر رقم الحدیث 5970)

(۳۲۶) (بخاری شریف رقم الحدیث 2840) (۳۲۷) (بخاری شریف' کتاب الصوم رقم الحدیث 1901)

(۳۲۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 2391' بخاری شریف رقم الحدیث 1799' 1800' 3103' نسائی شریف رقم الحدیث 2097' 2099' 2100' 2101' ابن ماجہ رقم الحدیث 1642' موطا امام مالک رقم الحدیث 684' دارمی رقم الحدیث 1775' مسند امام احمد رقم الحدیث 7767' 7768' 8669' ابن حبان رقم الحدیث 3434' 1883' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1883' 1882' حاکم رقم الحدیث 1532' بیہقی رقم الحدیث 7695' 8283' 8284' طبرانی کبیر رقم الحدیث 325' 326)

Marfat.com

فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

غُلِّقَتْ: از، غلقاً، بمعنی بند کرنا،

صُفِّدَتِ : از، صفداً، بمعنی قید کرنا، ہتھکڑی لگانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حق یہ ہے کہ ماہ رمضان میں آسمانوں کے دروازے بھی کھلتے ہیں جن سے اللہ کی خاص رحمتیں زمین پر اترتی ہیں اور جنتوں کے دروازے بھی جس کی وجہ سے جنت والے حور وغلمان کو خبر ہوجاتی ہے کہ دنیا میں رمضان آگیا اور وہ روزہ داروں کے لیے دعاؤں میں مشغول ہوجاتے ہیں حدیث اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں) یہ جملہ بھی اپنے ظاہری معنے پر ہی ہے کہ ماہ رمضان میں واقعی دوزخ کے دزواز ے بند ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی۔ وہ جو مسلمانوں میں مشہور ہے کہ رمضان میں عذابِ قبر نہیں ہوتا اس کا یہی مطلب ہے اور حقیقت میں ابلیس مع اپنی ذریتوں کے قید کردیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے۔ فقیر کی اس تقریر سے اس حدیث کے متعلق بہت سے اعتراضات دفع ہوگئے مثلاً یہ کہ جب ابھی جنت میں کوئی جا ہی نہیں رہا تو اس کے دروازے کھلنے سے کیا فائدہ یا یہ کہ جب دوزخ کے دروازے بند ہوگئے تو رمضان میں گرمی کہاں سے آتی ہے یا یہ کہ جب شیطان بند ہوگیا تو اس مہینہ میں گناہ کیسے ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 182:)

(۳۲۹) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ. فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثِينَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلاثِينَ يَوْمًا".

---

(۳۲۹) (بخاری شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 1909)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
چاند (رمضان کا) دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر (بادل) وغیرہ کی وجہ سے چاند تم پر مخفی رہے تو شعبان کے تیس دن مکمل کرلو۔

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے: اگر تم پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو (پورے) تیس دن روزے رکھو۔

حل لغات:

عِدَّةَ : شمار، گنتی،

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صُوْمُوْا کا فاعل سارے مسلمان ہیں، لِرُؤْيَتِه میں ہ ضمیر کا مرجع چاند ہے، لِرُؤْيَتِكُمْ نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ کہیں بھی چاند ہو جائے سب مسلمانوں پر روزہ فرض ہو جائے گا بشرطیکہ انہیں چاند کا ثبوت شرعی پہنچ جائے چاند میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ شوافع کا خیال ہے کہ ایک علاقہ کی رویت دوسرے علاقہ والوں کے لیے معتبر نہیں مانتے یہ حدیث ان کے خلاف ہے اور احناف کی دلیل ہے۔ شوافع کی دلیل حضرت عمر کا یہ فرمان "لَهُمْ رُؤْيَتُهُمْ وَلَنَا رُؤْيَتُنَا" اس کا جواب ان شاء اللہ اسی حدیث کے ماتحت دیا جائے گا کہ وہاں شرعی گواہی نہ ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا تھا۔ بعض جہلا تیسویں رمضان کو عید کا چاند عصر کے وقت دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ عید کا چاند نظر آ گیا روزہ کھول دو یہ غلط ہے یہاں افطار سے مراد کل روزہ نہ رکھنا اور عید منانا ہے نہ کہ روزہ توڑ دینا جیسا کہ اگلے جملہ سے معلوم ہو رہا ہے۔

چاند مشتبہ ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کہیں نظر ہی نہ آئے جنتری والے کہتے ہوں کہ کل چاند ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ اڑتے اڑتے معلوم ہو جائے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا شرعی گواہی نہ پہنچے۔ فقیر نے ریڈیو کی خبر کے متعلق فتویٰ یہ دیا ہے کہ اگر ریڈیو پر کہیں چاند ہونے کی خبر دی جائے تو معتبر نہیں اور سننے والے اس خبر پر روزہ یا عید نہیں منا سکتے لیکن اگر حکومت اسلامیہ کی قائم کردہ ہلال کمیٹی شرعی قواعد کی رو سے شرعی گواہی لے کر چاند ہو جانے کا فیصلہ کرے اور اپنے فیصلہ کا ریڈیو پر اعلان کرے تو معتبر ہے کیونکہ پہلی صورت میں چاند کی خبر کا اعلان ہے اور اس صورت میں حاکم کے فیصلہ کا، پہلا غیر معتبر دوسرا معتبر۔ حاکم کے فیصلہ کی اطلاع تو فائر، گولہ، چراغاں وغیرہ سے کر دینا بھی جائز ہے ریڈیو کی اطلاع تو اس سے کہیں زیادہ قوی ہے۔ اس مسئلہ کی نہایت نفیس تحقیق ہمارے فتاوے نعیمیہ میں دیکھو۔ خیال رہے کہ فقیر کا یہ فتویٰ اس

Marfat.com

صورت میں ہے کہ ہلال کمیٹی کے اراکین مسائل شرعیہ سے واقف ہوں اور گواہی وغیرہ شرعی قواعد سے حاصل کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 196:)

۷۵۔ بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِکْثَارِ مِنَ الْخَیْرِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ وَالزِّیَادَۃِ مِنْ ذٰلِکَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ

سخاوت' نیک کام کرنے' رمضان میں کثرت سے نیکیاں کرنے اور اس کے آخری عشرہ میں اور زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان

(۳۳۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ حِیْنَ یَلْقَاہُ جِبْرِیْلُ، وَکَانَ جِبْرِیْلُ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَیُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، حِیْنَ یَلْقَاہُ جِبْرِیْلُ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن حکیم کا دور کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ بھلائی میں بارش برسانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔ (متفق علیہ)

(۳۳۱) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْیَا اللَّیْلَ، وَاَیْقَظَ اَھْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا) آخری

(۳۳۰) (بخاری شریف' کتاب بدء الوحی' رقم الحدیث 6' 1803' 3048' 3361' 4711' مسلم شریف' رقم الحدیث 2308' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 2095' ابن حبان' رقم الحدیث 3440' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1889' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 2405' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 8298' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 2552' الادب المفرد' رقم الحدیث 292' مسند حمیدی' رقم الحدیث: 646' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 30289)

(۳۳۱) (مسلم شریف' کتاب الاعتکاف' رقم الحدیث 2683' بخاری شریف' رقم الحدیث 1920' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1376' ترمذی شریف' رقم الحدیث 795' نسائی شریف' رقم الحدیث 1639' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1768' مسند امام احمد' رقم الحدیث 762' 1103' ابن حبان' رقم الحدیث 321' 3436' 3437' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2214' بیہقی' 8343' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 282' 372' 373' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 212' 213)

Marfat.com

عشرہ آ جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے اور خوب کمر بستہ ہو جاتے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْمِئْزَرَ: بمعنی تہبند،

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ کی راتوں میں قریباً تمام رات جاگتے تھے تلاوت قرآن، نوافل، ذکر اللہ میں راتیں گزارتے تھے اور ازواج پاک کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور انور نے تمام رات بیداری وعبادت کبھی نہ کیں۔ خیال رہے کہ یہاں احیاء سے مراد ہے عبادت کے لیے جاگنا اور لیلہ اس کا ظرف ہے یعنی رات بھر عبادت کے لیے جاگتے، ہوسکتا ہے کہ لیلہ مفعول بہ ہو یعنی رات کے اوقات کو اپنی عبادت سے زندہ کر دیتے یا زندہ رکھتے جو وقت اللہ کی یاد میں گزرے وہ زندہ ہے جو غفلت میں گزرے وہ مردہ۔ جامع صغیر میں ہے کہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس نے گویا شب قدر میں عبادت کی، طبرانی نے بروایت حضرت ابوامامہ روایت کی کہ جو نماز عشاء جماعت سے پڑھے وہ گویا آدھی رات عبادت گزار رہا اور جو فجر بھی جماعت سے پڑھ لے تو گویا وہ تمام رات عابد رہا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 317:)

۷۶ بَابُ النَّهْیِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ اِلَّا لِمَنْ وَصَلَهٗ بِمَا قَبْلَهٗ اَوْ وَافَقَ عَادَةً لَّهٗ بِاَنْ کَانَ عَادَتُهٗ صَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَوَافَقَهٗ

نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت' ہاں جو اسے اس سے پہلے کے روزے کے ساتھ ملائے اور یا اس کی عادت ہو جیسے کہ وہ عادتاً سوموار اور جمعرات کے دن کے روزے رکھتا ہو تو وہ حسب عادت روزہ رکھ سکتا ہے

(۳۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ، اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمَهٗ، فَلْیَصُمْ

(۳۳۲) (بخاری شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 1914)

Marfat.com

ذٰلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے ہاں جو شخص پہلے اس دن کو روزہ رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَتَقَدَّمَن: بمعنی آگے بڑھنا، مقدم ہونا،

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی رمضان کے چاند سے ایک دو دن پہلے نفلی روزے نہ رکھے تا کہ نفل وفرض مخلوط نہ ہو جائیں جیسے فرض نماز سے ملا کر نفل نہ پڑھے بلکہ وقفہ کر کے جگہ تبدیل کر کے پڑھے یا اس لیے نہ ملائے تا کہ لوگوں کو رمضان کا چاند ہونے کا شبہ نہ ہو جائے لوگ سمجھیں کہ شاید اس نے چاند دیکھ لیا ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے وہ بھی عوام کے لیے، خاص علماء اگر روزہ رکھ لیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں تو درست ہے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے روزے ماہ رمضان سے ملا دیتے تھے۔ (لمعات ومرقات) اس سے معلوم ہوا کہ قضاء اور نذر کے روزے ان دنوں میں رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(ہاں جو شخص پہلے اس دن کو روزہ رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔) یعنی اگر کسی مسلمان کی عادت ہے کہ ہر سوموار یا ہر جمعرات یا جمعہ کو نفلی روزہ رکھا کرتا ہے اور اتفاقاً انتیسویں شعبان اسی دن آئی تو اسے بلا کراہت یہ نفلی روزہ رکھ لینا جائز ہے کہ یہ شک کے دن کا روزہ نہیں بلکہ اپنی عادت کے دن کا روزہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی خاص دن میں ہمیشہ روزہ رکھنا یا نوافل پڑھنا یا خیرات کرنا جائز ہے، نہ یہ تعین حرام ہے اور نہ یہ تقرر مکروہ لہٰذا ہر ماہ کی بارہویں میلاد شریف کرنا، گیارہویں تاریخ کو غوث پاک کی فاتحہ کرنا، اس میں نوافل پڑھنا، ختم قرآن کرنا، صدقہ وخیرات کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ نفلی عبادات میں مقرر کرنا حرام ہے، خود ان بزرگوں کے ہاں دینی مدارس کی تعطیلیں وامتحانات مقرر دنوں میں ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 199:)

(۳۳۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا

(۳۳۳) (ترمذی شریف، کتاب الصوم رقم الحدیث 688)

Marfat.com

تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

"اَلْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ الْمُكَرَّرَةِ، وَهِيَ: السَّحَابَةُ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو اور اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہوں تو تیس دن مکمل کرلو۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

الغیایۃ: عین معجمہ اور یاء مثناۃ مکررہ کے ساتھ، بادل کو کہتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نہ تو مشکوک دن میں روزہ رکھو اور نہ مشکوک میں عید مناؤ لہٰذا انتیسویں شعبان کو روزہ نہ رکھو کہ شاید کل چاند ہو گیا ہو اور تیسویں رمضان کو عید نہ مناؤ اس شبہ پر کہ کل شاید شوال کا چاند ہو گیا ہو بلکہ جب رمضان یا شوال کا چاند یقینی طور پر ہو جائے تب روزہ یا عید مانو۔ اس جملہ پر بہت سے شرعی احکام مرتب ہیں، فقہاء فرماتے ہیں کہ شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے اس کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔

(تو تیس دن مکمل کرلو۔) یہ جملہ اس آیت کی تفسیر ہے "وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ" یعنی ماہ رمضان کی گنتی پوری کرنا فرض ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اگر جنتری والا اپنے حساب سے روزہ رکھے یا عید کرے تو سخت گنہگار ہوگا کیونکہ شریعت میں چاند دیکھنے کا اعتبار ہے اور اگر حساب پر عید منوائے تو سخت فاسق ہوگا اور اگر اسی حساب پر لوگوں کے روزے، تڑوادے تو سب پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر اس حساب پر عمل کو واجب جان کر روزہ یا عید کو فرض جانے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ آیت مذکورہ کا بھی منکر ہوا اور احادیث متواترہ کا بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 195:)

Marfat.com

(۳۳۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا بَقِیَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو روزہ نہ رکھو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۳۵) وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَكُّ فِیْهِ، فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"

◀ ◀ حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا تو بلاشبہ اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

عمار ابن یاسر: آپ عنسی ہیں، بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ ابن مغیرہ سے حلف کرلیا اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کردیا ان سے عمار پیدا ہوئے ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کردیا حضرت عمار پرانے مؤمنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں، ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہوجا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے، جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

---

(۳۳۴) (ترمذی شریف' کتاب الصوم رقم الحدیث 738)

(۳۳۵) (ابوداؤد شریف' کتاب الصوم رقم الحدیث 2334)

Marfat.com

شرح:

اس نافرمانی کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ سارے شعبان میں کبھی روزے نہ رکھے صرف شک کے دن بلا وجہ نفلی روزہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ شک کے دن رمضان کی نیت سے فرضی روزہ رکھے۔ تیسرے یہ کہ اس روزہ میں متردد نیت کرے کہ آج اگر رمضان کی پہلی ہے تو یہ روزہ فرضی ہے اور اگر شعبان کی تیسویں ہے تو یہ روزہ نفلی ہے یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں، دوسری صورت زیادہ بری کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث اباحت کے خلاف نہیں۔ مرقات میں ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ شوال کے چھ روزوں کا رمضان سے ملانا عوام کے لیے ناپسند کرتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 203:)

"بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

جب چاند نظر آئے تو کیا کہا جائے؟

عربی میں تیسری شب تک کے چاند کو ہلال کہتے ہیں ان کے بعد کی راتوں میں قمر کہا جاتا ہے اور چودھویں شب کے چاند کو بدر کہا جاتا ہے، آخری راتوں میں محاق، یہاں رمضان وغیرہ کی پہلی شب کا چاند مراد ہے۔ بہت سی اسلامی عبادات چاند پر موقوف ہیں اس لیے ہر مہینہ کا ہی چاند دیکھنا چاہیے مگر خصوصیت سے شبِ برات، رمضان، شوال، بقرعید کا چاند ضرور دیکھنا چاہئے کہ ان سے روزے، عید، قربانی وغیرہ متعلق ہیں اس لیے مصنف نے چاند دیکھنے کا مستقل باب باندھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب رؤیۃ الہلال، الفصل الاول، ج3، ص195)

(۳۳۶) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللهُ، هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللهُ، هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ" "اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند!) تیرا اور میرا پروردگار ایک ہے (یا اللہ!) یہ ہدایت اور بھلائی والا چاند ہو۔

---

(۳۳۶) (ترمذی شریف رقم الحدیث 1816)

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَهِلَّهٗ: هل، هلاً، المطر، زور سے برسنا، الهلال نیا چاند نکلنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 315 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عربی میں پہلی دوسری تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، پھر قمر یعنی جب سرکار مہینہ کا چاند پہلی بار دیکھتے تو یہ دعا مانگتے۔

('اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما) اس طرح کہ یہ چاند ہمارے لیے تیری یہ نعمتیں لایا ہو اور اس مہینہ میں ہمیں تیری یہ نعمتیں ملیں۔ خیال رہے کہ اوقات راحات و آفات کا ظرف تو ہیں مگر کبھی سبب بھی ہوتے ہیں جیسے گرمی اور سردی کا سبب وقت ہے، نمازوں کے وجوب کا سبب وقت ہے، ایسے ہی کبھی روحانی حالات کا سبب بھی وقت بن جاتے ہیں لہٰذا یہ دعا اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(اے چاند! تیرا اور میرا پروردگار ایک ہے) اس میں مشرکین کی تردید ہے جو چاند سورج کو معبود جان کر ان کی پوجا کرتے تھے، خطاب چاند سے ہے سنانا انسان کو ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4 تحت حدیث 46:)

۷۸۔ بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَأْخِيْرِهٖ مَا لَمْ يُخْشَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ

سحری کھانے اور اس میں تاخیر کرنا جب تک کہ طلوع فجر کا خوف نہ ہو کی فضیلت

(۳۳۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسَحَّرُوْا، فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۳۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2445' بخاری شریف' رقم الحدیث 1823' ترمذی شریف' 708' نسائی شریف' رقم الحدیث 2144' 2145' 2146' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1692' دارمی' رقم الحدیث 1696' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7794' 8885' 10188' ابن حبان' رقم الحدیث 3466' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 1936' 1937' بیہقی' رقم الحدیث 7902' 7903' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 2848' 3130' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 10235)

Marfat.com

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۳۸) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوۃِ. قِیْلَ: کَمْ کَانَ بَیْنَھُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِیْنَ اٰیَۃً. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کی طرف اٹھ کر گئے' پوچھا گیا' ان کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ فرمایا: پچاس آیات (پڑھنے) کے برابر۔ (متفق علیہ)

(۳۳۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَّابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ، فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ" قَالَ: وَلَمْ یَکُنْ بَیْنَھُمَا اِلَّا اَنْ یَّنْزِلَ ھٰذَا وَیَرْقٰی ھٰذَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے' حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال جب اذان دیتے ہیں تو اس وقت رات ہوتی ہے اس لئے تم کھاؤ اور پیو' حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ راوی کہتے ہیں: اور ان دونوں کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اترتے اور یہ (حضرت ابن ام مکتوم) اذان کے لئے اوپر چڑھ جاتے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَرْقٰی: رقی، یرقی، رقیاً، چڑھنا، الجبل، پہاڑ پر چڑھنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

غالبًا ہمیشہ صبح کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیدنا بلال دیتے تھے اور دوسری اذان سیدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی آوازوں اور طریقۂ ادا میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

(۳۳۸) (بخاری شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 1921)

(۳۳۹) (بخاری شریف' کتاب الاذان' رقم الحدیث 617)

Marfat.com

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔ دیکھو سیّدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے ہوجائیں تو وقت میں کہنی پڑیں گی۔ دیکھو سیّدنا بلال کی اذان پہ اکتفانہ کی گئی، امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے ہاں اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے، اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت تھی۔ تیسرے یہ کہ نابینا کو اذان کے لیے مقرر کرسکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہوسکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا جب لوگ اس اذان سے شبہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ خراب کرلیگا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔ بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں، اب ممنوع ہیں۔ دیکھو اُس زمانہ میں جوتا پہن کر مسجد میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔ پختہ مکان بنانے منع تھے، اب جائز ہے۔ کھیتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔ زکوۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔ حالات بدل جانے سے ہنگامی احکام بدل جاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 641:)

(۳۴۰) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانے کا ہے۔ (مسلم)

۷۹۔ بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطِرُ عَلَيْهِ، وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ الْإِفْطَارِ

افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ کس چیز سے روزہ افطار کرے اور افطار کے بعد کیا کہے؟

(۳۴۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَزَالُ

(۳۴۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2446، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2343، نسائی شریف، رقم الحدیث 2166، مسند امام احمد، رقم الحدیث 17797، 17834، ابن حبان، رقم الحدیث 3477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1940، بیہقی، رقم الحدیث 7904، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 7337)

(۳۴۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1098)

Marfat.com

النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ مسلسل بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ افطاری میں جلدی کرتے رہے۔ (متفق علیہ)

(۳۴۲) وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كِلَاهُمَا لَا يَأْتُوا عَنِ الْخَيْرِ: اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ، وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي: ابْنَ مَسْعُوْدٍ - فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَصْنَعُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: "لَا يَأْتُوا" اَيْ: لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ.

◀ ◀ حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ہیں اور وہ دونوں نیکی میں کوتاہی نہیں کرتے لیکن ان میں سے ایک افطار اور نماز مغرب ادا کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ (یعنی ان دونوں میں کون صحیح ہے) فرمایا: کون نماز مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے عرض کیا: عبداللہ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

لایاتوا: کا مطلب ہے نیکی میں کوتاہی نہیں کرتا۔

تعارف رواۃ:

ابوعطیہ: آپ عقیلی ہیں مالک ابن حویرث سے ملاقات ہے آپ بنی عقیل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی التابعین کرام،)

حضرت ابوعطیہ اور حضرت مسروق یہ دونوں حضرات جلیل القدر تابعی ہیں، ان میں نماز مغرب اور افطار روزہ میں اختلاف ہوا، فیصلہ کے لیے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے کیونکہ آپ بڑی فقیہہ عالمہ تھیں۔

شرح:

نماز سے مراد نماز مغرب ہے اور جلدی سے بہت ہی جلدی آفتاب کا کنارہ چھپتے ہی بالکل متصل اور دیر سے مراد چند

(۳۴۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1099)

Marfat.com

منٹ کی احتیاطًا دیر لگانا ہے نہ کہ تارے گتھ جانے تک کی تاخیر لہٰذا ان میں سے کسی بزرگ پر اعتراض نہیں، ایک صاحب عزیمت پر عامل ہیں دوسرے رخصت پر۔

(کون نماز مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے) سبحان اللہ! جناب ام المؤمنین کا کیسا حکیمانہ سوال ہے، دیر لگانے والے کا نام نہ پوچھا تاکہ ان پر الزام کا ذکر نہ ہو۔

حضرت ام المؤمنین نے جناب عبداللہ کے عمل کو سنت مستحبہ کے موافق بتایا اور قدرے تاخیر کو مستحب قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ جناب ام المؤمنین مزاج شناس رسول ہیں اور احوال دان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ غالب یہ ہے کہ یہ خبر حضرت ابو موسیٰ اشعری کو پہنچی ہوگی اور انہوں نے اپنے عمل میں تبدیلی کرلی ہوگی، صحابہ سے یہ توقع ہوسکتی ہی نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے واقف ہوکر اس کے خلاف کام کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 222:)

(۳۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو جلدی افطار کرتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَعْجَلُهُمْ: عجل، یعجل، عجلاً، بمعنی جلدی کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی یہود و نصاری یا روافض سے بہتر مسلمان اہل سنت ہیں کہ وہ لوگ روزہ دیر سے کھولتے ہیں اور سنی مسلمان جلد افطار لیتے ہیں سورج ڈوب چکنے کے بعد دیر نہیں لگاتے کیونکہ جلدی افطار سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ بلکہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور جلدی افطار میں رب تعالیٰ کی رحمت کی طرف جلدی کرنا ہے اپنی حاجت مندی کا اظہار

(۳۴۳) (ترمذی شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 700)

Marfat.com

ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 215:)

(۳۴۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا، وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات ادھر (مشرق) سے آ جائے اور دن اس طرف (مغرب کی طرف) چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا۔ (متفق علیہ)

(۳۴۵) وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: "یَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا". فَقَالَ:

یَا رَسُوْلَ اللهِ، لَوْ اَمْسَیْتَ؟ قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: اِنَّ عَلَیْكَ نَهَارًا، قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا، فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ" وَاَشَارَ بِیَدِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قَوْلُهٗ: "اجْدَحْ" بِجِیْمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَیْنِ، اَیْ: اَخْلِطِ السَّوِیْقَ بِالْمَاءِ.

◀ ◀ حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت میں سے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر شام ہونے کا انتظار فرمالیں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ اس نے عرض کیا: حضور! ابھی تو دن ہے فرمایا: اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو۔ پس کہا کہ وہ اترا اور اس نے آپ کے لئے ستو گھولے اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو نوش فرمائے پھر فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آ گئی ہے تو روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔ (یعنی افطار کرلے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

---

۳۴۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 110)

۳۴۵) (بخاری شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 1955)

Marfat.com

حل لغات:

اجدح: پہلے جیم پھر دال پھر حاء مہملتین کے ساتھ۔ اس کا مطلب ہے: ستو پانی میں ملانا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ الولی بعض مشائخ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ ستو کھاتے تھے، ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے روٹی چبانے اور یہ ستو کھانے کے درمیان ستر تسبیحات کا فرق پایا اس لئے میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں چبائی۔

جان لیجئے! جس شخص نے یہ یقین کرلیا کہ ہر سانس ایک نفیس جوہر ہے جو نہایت قیمتی ہے وہ اس کے ضائع ہونے پر اپنا محاسبہ ضرور کرے گا۔ بھوک کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے نفس و بدن صحت مند رہتا ہے کیونکہ جو کم کھاتا ہے وہ کم ہی بیمار ہوتا ہے۔ اور اس کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کو ایثار و قربانی پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور وہ فضیلت کو پالیتا ہے۔

(۳۴۶) وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ؛ فَإِنَّهُ طَهُورٌ"

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◀ ▶ حضرت سلمان بن عامر الضبی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص افطار کرے تو کھجور کے ساتھ افطار کرے اور کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک ہے۔

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۴۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

(۳۴۶) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2355)

(۳۴۷) (ترمذی شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 694)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے پکی تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر پکی تازہ کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

رُطَبَاتٍ: تازہ کھجوریں۔

تُمَيْرَاتٌ: چھوہارے۔

حَسَوَاتٍ: گھونٹ۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے دو مسئلے ہوئے: ایک یہ کہ روزہ دار افطار پہلے کرے نماز مغرب کے بعد افطار کرنا سنت کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ چند کھجوریں افطار کے وقت کھانا مسنون ہے تین یا پانچ، بعض روایات میں تین خرمے کا ذکر ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہما کبھی بعد نماز مغرب افطار کرتے تھے یا تو بیان جواز کے لیے تاکہ لوگ نماز سے پہلے افطار کو فرض نہ سمجھ لیں یا اس لیے کہ اتفاقاً اس وقت افطار نے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا۔ بہر حال نماز سے پہلے افطار سنت ہے اور نماز کے بعد افطار جائز مگر خلاف سنت، ہاں اگر کچھ موجود نہ ہو تو بعد نماز افطار کرلے یا حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں افطار سے مراد کھانا تناول کرنا ہے یعنی افطار تو نماز سے پہلے کر لیتے تھے اور کھانا بعد نماز کھاتے تھے، بہر حال حدیث واجب التاویل ہے۔

(پکی تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر پکی تازہ کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔) اس ترتیب سے پتہ لگا کہ تر کھجور پر روزہ افطارنا بہت اچھا ہے، پھر اگر یہ نہ ملیں تو خشک چھواروں پر افطار کرنا، ہمارے رمضان شریف میں کثرت سے بازار میں کھجوریں آجاتی ہیں اور عام طور پر لوگ خریدتے ہیں، مسجدوں میں بھیجتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

غرض کہ روٹی چاول یا کسی پر تکلف چیز پر روزہ افطار نہ فرماتے تھے، پنجاب میں بعض روزہ داروں کو دیکھا گیا کہ

Marfat.com

سگریٹ سے روزہ افطارتے ہیں،نعوذ باللہ روزہ دار کے منہ میں پہلے پاکیزہ چیز جانی چاہیئے سگریٹ گندی بدبودار چیز بھی ہے اور اس سے روزہ افطارنا مضر صحت بھی ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ آگ سے پکی چیز سے روزہ نہ افطارے بلکہ گرمی میں پانی سے سردی میں کھجور سے افطارے،جب آگ کی پکی چیز سے روزہ نہ افطارنا چاہیئے تو خود آگ سے روزہ افطارنا کتنا برا ہوگا،بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکہ والے ہمیشہ آب زمزم سے روزہ افطاریں یہ غلط ہے سنت کے خلاف ہے،سنت ہے کھجور یا چھوارے سے افطارنا اگر یہ نہ لیں تو پانی سے افطارنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج3 تحت حدیث 217:)

۸۰۔بَابُ اَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهٖ وَجَوَارِحِهٖ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

روزہ دار کو مخالفت شریعت سے اپنے اعضاء اور زبان کو محفوظ رکھنے اور گالی گلوچ وغیرہ سے باز رہنے کا حکم

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،مراۃ المناجیح میں ، باب حفظ اللسان و الغیبة و الشتم ،کا ترجمہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں،

مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں من الغیبة والشتم ہے تو معنی ظاہر ہیں یعنی اپنی زبان کو غیبت اور گالی سے محفوظ رکھنا،عام نسخوں میں واو سے ہے تب معنی یہ ہوں گے کہ اپنی زبان کو ہر بری چیز خصوصاً غیبت و گالی سے محفوظ رکھنا۔خیال رہے کہ کسی مسلمان کے غیر مشہور عیب اس کے پس پشت بلاضرورۃ بیان کرنا غیبت ہے خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مردہ موجود ہو یا غائب۔غیبت حرام ہے اور ہر فحش کلام شتم ہے،سب عام ہے شتم خاص۔غیبت کی یہ تعریف اور تعریف کی یہ قیود خیال میں رکھنی چاہیے۔لغوی غیبت کبھی حرام ہے،کبھی کفر،کبھی جائز،کبھی واجب،فرض۔مسلمان کی غیبت بلا وجہ حرام ہے،انبیاء و اولیاء کی غیبت جو جنت کی بشارت یافتہ ہیں کفر ہیں جیسے روافض کا تبرا اور راویان حدیث کی غیبت واجب تاکہ احادیث صحیح وغیر صحیح مخلوط نہ ہوجاویں،کسی کے شر سے مسلمان کو بچانے کے لیے غیبت کرنا واجب ہے۔

(۳۴۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ. فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ. فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ. فَلْيَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۳۴۸) (بخاری شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 1795' 1805' 5583' 7054' 7100' موطا امام مالک' رقم الحدیث 682' مسلم شریف' رقم الحدیث 1151' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2363' نسائی شریف' رقم الحدیث 2216' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7484' ابن حبان' رقم الحدیث 3416' طبرانی اوسط' رقم الحدیث 9042' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث 7443' شعب الایمان' رقم الحدیث 3639)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہوتو اسے چاہئے کہ وہ نہ بیہودہ بکے نہ شوروشغب کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(وہ نہ بیہودہ بکے نہ شوروشغب کرے) شور سے مراد جنگ وجدال کا شور ہے۔شریعت میں روزہ پیٹ اور دماغ کا ہوتا ہے مگر طریقت میں سارے اعضاء کا کہ انہیں گناہوں سے بچایا جائے اس جملہ میں اسی روزہ کی تعلیم ہے۔

(اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔) لہٰذا میں تجھ سے لڑنے کو تیار نہیں اس پر ان شاء اللہ وہ خود ہی شرمندہ ہوجائے گا یا یہ مطلب ہے کہ میں روزہ دار ہوں اللہ کی ضمان میں ہوں مجھ سے لڑنا گویا رب کا مقابلہ کرنا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنی چھپی عبادت کا اظہار جائز ہے بشرطیکہ فخر وریا کے لیے نہ ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 185:)

(۳۴۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

حلِ لغات:

قَوْلَ الزُّوْرِ: جھوٹی بات،۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۴۹) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1804، 5710، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2362، ترمذی شریف، رقم الحدیث 707، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 1689، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9838، ابن حبان، رقم الحدیث 3480، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1995، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 3245، 8095، مسند ابن الجعد، رقم الحدیث 2831)

Marfat.com

شرح:

یہاں جھوٹی بات سے مراد ہر ناجائز گفتگو ہے، جھوٹ، بہتان، غیبت، چغلی، تہمت، گالی، لعن طعن وغیرہ جن سے بچنا فرض ہے اور برے کام سے مراد ہر ناجائز کام ہے آنکھ کان کا ہو یا ہاتھ پاؤں وغیرہ کا، چونکہ زبان کے گناہ دیگر اعضاء کے گناہوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کا علیحدہ ذکر فرمایا، یہ حدیث بہت جامع ہے۔ دو جملہ میں ساری چیزیں بیان فرمادیں اگرچہ برے کام ہر حالت میں اور ہمیشہ ہی برے ہیں مگر روزے کی حالت میں زیادہ برے کہ ان کے کرنے میں روزے کی بے حرمتی اور ماہ رمضان کی بے ادبی ہے اس لیے خصوصیت سے روزے کا ذکر فرمایا ہر جگہ ایک گناہ کا عذاب ایک مگر مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا عذاب ایک لاکھ ہے، کیوں؟ اس زمین پاک کی بے ادبی کی وجہ سے۔

(تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔) یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ضرورتوں سے پاک ہے بلکہ بمعنی توجہ، التفات، پرواہ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا روزہ قبول نہیں فرماتا قبول نہ ہونے سے روزہ گویا فاقہ بن جاتا ہے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ یہ روزہ شرعًا تو درست ہوجائے گا کہ فرض ادا ہوجائے گا مگر قبول نہ ہوگا شرائط جواز تو صرف نیت ہے اور کھانا پینا، صحبت چھوڑ دینا مگر شرائط قبول میں باتیں چھوڑنا ہے جو روزہ کا اصل مقصود ہے۔ روزہ کا منشاء نفس کا زور توڑنا ہے جس کا انجام گناہ چھوڑنا ہے جب روزے میں گناہ نہ چھوٹے تو معلوم ہوا نفس نہ مرا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ ہر عضو کا ہونا چاہیئے، صرف حلال چیزوں یعنی کھانے پینے کو نہ چھوڑو بلکہ حرام چیزوں یعنی جھوٹ وغیبت کو بھی چھوڑو، مرقات نے فرمایا کہ ایسے بے باک روزے دار کو اصل روزہ کا ثواب ملے گا اور ان چیزوں کا گناہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 225:)

۸۱۔ بَابُ فِیْ مَسَائِلِ مِنَ الصَّوْمِ

روزے کے مسائل کا بیان

(۳۵۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ،

فَاَکَلَ، اَوْشَرِبَ، فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے اور کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ

(۳۵۰) (مسلم شریف رقم الحدیث 2612 ' بخاری شریف رقم الحدیث 1831 '6292' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2398 ' ترمذی شریف رقم الحدیث 721 ' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1673 ' دارمی شریف رقم الحدیث 1726 '1727 '9125 '9485 ' ابن حبان رقم الحدیث 3519 '3520 '3522 ' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1989 '1990 ' بیہقی رقم الحدیث 7819 '7860 '7861 ' مسند ابویعلی رقم الحدیث 6038 '6071 ' دارقطنی رقم الحدیث 32)

Marfat.com

اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نَسِيَ: از، نسیاً، ونسیاناً، بمعنی بھولنا، نسیان ہو جانا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حکم فرض و نفل تمام روزوں کے لیے ہے کہ ان میں بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں جاتا۔ بھول یہ ہے کہ روزہ یاد نہ رہے اور کھانا پینا ارادۃً ہو اس میں نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ خطا یہ ہے کہ روزہ یاد ہو مگر بغیر ارادہ پانی حلق سے اتر جائے جیسے کلی یا غرارہ کرتے وقت اس میں قضا ہے کفارہ نہیں۔ عمد یہ ہے کہ روزہ بھی یاد ہو کھانا پینا بھی ارادۃً ہو اس میں قضا بھی ہے کفارہ بھی، جماع بھی کھانے پینے کے حکم میں ہے لہٰذا اگر روزہ دار بھول کر صحبت کرلے تو بھی روزہ نہیں جائے گا، یہ ہی احناف کا مذہب ہے۔ فلیتم امر سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ شروع کر دینے سے فرض ہو جاتا ہے اس کا پورا کرنا فرض ہے۔

(کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے) یعنی یہ بھول رب تعالیٰ کی رحمت ہے، اس نے چاہا کہ میرا بندہ کھا پی بھی لے اور اس کا روزہ بھی ہو جائے۔ خیال رہے کہ ہماری بھول چوک غفلت و کمزوری کی بنا پر ہوتی ہے مگر اس پر معافی دینا رب تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بھول تو شیطانی اثر سے ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَآ أَنْسٰنِيْهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ" پھر اسے رب کی طرف منسوب کیوں فرمایا۔

(۳۵۱) وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ: "أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے وضو کے متعلق بتائیے؟ فرمایا: خوب اچھی طرح وضو کرو انگلیوں کا خلال کرو اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے کام لو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۵۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ

(۳۵۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2366)

(۳۵۲) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1930)

Marfat.com

الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ اَهْلِهٖ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے اہل خانہ سے حالت جنابت میں ہوتے اور صبح ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔ (متفق علیہ)

(۳۵۳) وَعَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ غَيْرِ حُلُمٍ، ثُمَّ يَصُوْمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صبح کے وقت احتلام کے بغیر حالت جنابت میں ہوتے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صبح کے وقت احتلام کے بغیر حالت جنابت میں ہوتے) اس طرح کہ نماز تہجد کے بعد اپنی ازواج مطہرات سے مقاربت فرماتے اور فوراً غسل نہ فرماتے تھے بلکہ نماز فجر کے وقت پو پھٹنے کے بعد کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی جس کی بہت پابندی فرماتے تھے خصوصاً رمضان شریف میں۔

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہو سکتا کیونکہ احتلام شیطانی اثر سے ہوتا ہے کہ ابلیس عورت کی شکل میں خواب میں آتا ہے اور یہ حضرات اس کے اثر سے محفوظ ہیں بلکہ جو بیبیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی ہوتی ہیں انہیں بھی کبھی خواب سے احتلام نہیں ہوتا جیسا کہ ہم باب الغسل میں عرض کر چکے ہیں، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بغیر خواب نیند میں انہیں انزال ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی زیادتی منی کے باعث۔ حق یہ ہے کہ وہ حضرات اس سے بھی محفوظ ہیں یہاں حضرت ام المؤمنین کا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فرمانا یہ بتانے کے لیے ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت مقاربت سے ہوتی تھی یہ منشاء نہیں کہ وہاں احتلام کا امکان ہے۔ حضرت ام المؤمنین کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت سے ہی جنبی ہوتے تھے نہ کہ احتلام سے کہ وہاں احتلام کا تو امکان ہی نہیں۔ (مرقاۃ واشعہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کے بعض حصہ میں جنبی رہنا روزہ کو فاسد نہیں کرتا خواہ روزہ فرض ہو یا نفل، یہ قول صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ پہلے فرمایا کرتے تھے کہ جو جنابت میں سویرا پالے اس کا روزہ نہیں مگر یہ حدیث سن کر رجوع فرما گئے اور بولے کہ حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما مجھ سے زیادہ جانتی ہیں اس حدیث کی تائید اس آیت سے

(۳۵۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 1109)

Marfat.com

بھی ہے "فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ" نیز اس آیت سے بھی "اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ" کیونکہ جب رمضان میں رات بھر صحبت کرنے کی اجازت دی گئی تو پو پھٹنے تک صحبت جائز ہوئی اب لامحالہ غسل پو پھٹنے پر ہی ہوگا، نیز اگر روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو روزہ میں کوئی نقصان نہیں، بعض علماء نے فرض ونفلی میں فرق کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ کوئی فرق نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 227:)

۸۲۔ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان

(۳۵۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ: صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔ (مسلم)

(۳۵۵) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَاِنَّهٗ كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ روزے کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے (رمضان المبارک کے علاوہ) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند دن چھوڑ کر شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ (متفق علیہ)

---

(۳۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2651، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2426، ترمذی، رقم الحدیث 438، نسائی، رقم الحدیث 1613، 1614، ابن ماجہ، رقم الحدیث 1742، دارمی، رقم الحدیث 1476، 1757، 1758، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1334، 3013، 8340، ابن حبان، رقم الحدیث 1758، 2563، 3636، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 1134، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1155، بیہقی، رقم الحدیث 4437، 4438، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 267، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 103)

(۳۵۵) (بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 1969)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اُمُّ المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے زیادہ پسند ہیں؟ تو ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل اس مہینے میں پورے سال میں مرنے والوں کے نام لکھتا ہے اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس حال میں موت آئے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان، رقم ۴، ج ۲، ص ۷۲)

(۳۵۶) وَعَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ، عَنْ اَبِيهَا اَوْ عَمِّهَا: اَنَّهُ اَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: "وَمَنْ اَنتَ" ؟ قَالَ: اَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ. قَالَ: "فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ!" قَالَ: مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: زِدْنِي، فَاِنَّ بِي قُوَّةً. قَالَ: "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا، ثُمَّ اَرْسَلَهَا. رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ.

وَ"شَهْرُ الصَّبْرِ": رَمَضَانُ.

◄ حضرت مجیبہ الباہلیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر چلا گیا۔ ایک سال کے بعد وہ پھر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی حالت اور شکل وصورت بدلی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کیا: میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ فرمایا: تمہاری حالت کیسے بدل گئی ہے حالانکہ تم تو اچھی شکل وصورت والے تھے؟ عرض کیا: میں جب سے آپ کے پاس سے گیا ہوں میں نے کبھی رات کے علاوہ کھانا نہیں کھایا۔ فرمایا: تو نے اپنی جان کو عذاب دیا ہے' پھر فرمایا: صبر کا مہینہ روزہ رکھو اور پھر ہر مہینے میں ایک روزہ رکھو۔ اس نے عرض کیا: اس میں زیادتی فرمائیے کیونکہ مجھ میں طاقت ہے' فرمایا: دو دن ہر مہینے میں

(۳۵۶) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2428)

Marfat.com

روزہ رکھا کرو! اس نے عرض کیا: اور زیادہ فرمائیے۔ فرمایا: تین دن روزہ رکھا کرو! اس نے عرض کیا: اضافہ فرمائیے۔ فرمایا: حرمت والے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور پھر چھوڑ بھی دیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا پہلے انہیں جوڑا پھر کھول دیا۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

فَارَقْتُکَ: از، فراقاً، ومفارقۃً، بمعنی جدا ہونا، الگ ہونا۔

شھر الصبر: صبر کے مہینے سے مراد رمضان کا مہینہ ہے۔

شرح:

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے خبر ملی ہے کہ تم رات کو قیام کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم! میں نیکی ہی کے ارادے سے ایسا کرتا ہوں۔ فرمایا جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا کوئی روزہ نہیں مگر میں تمہیں صومِ دہر کے بارے میں بتاتا ہوں، (وہ یہ ہے کہ) ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن صوم الدھر۔۔۔۔۔ الخ، رقم ۱۱۵۹، ص ۵۸۴)

۸۳۔ بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهٖ فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزے وغیرہ کی فضیلت کا بیان

(۳۵۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ اَيَّامٍ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ" يَعْنِي اَيَّامَ الْعَشْرِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: "وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو

(۳۵۷) (بخاری شریف، کتاب العیدین، رقم الحدیث 926، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2538، ترمذی شریف رقم الحدیث 757، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1727، دارمی رقم الحدیث 1773، مسند امام احمد رقم الحدیث 1968، 3228، 6559، 7079، ابن حبان، رقم الحدیث 374، 3853، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2865، سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث 8175، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 2090، طبرانی صغیر رقم الحدیث 889، طبرانی اوسط رقم الحدیث 1756، طبرانی کبیر رقم الحدیث 10455، 12278، 12326، 12327، مسند طیالسی رقم الحدیث 2631، 2283، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث 8121، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 19540)

Marfat.com

یعنی ان دس دنوں کی نسبت' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں! فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں' مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے اور ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے۔ (بخاری)

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرفہ (یعنی نو ذوالحجہ) کے دن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ روزہ اگلے پچھلے ایک ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ مجھے اللہ عزوجل سے امید ہے کہ عرفہ کا روزہ اگلے اور پچھلے ایک ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام ثلاثہ…الخ، رقم ۱۱۶۲، ص ۵۹۰)

یعنی ذی الحجہ کی نو تاریخ کا روزہ اگلے پچھلے دو سال کے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اگر گناہ صغیرہ نہ ہوں تو درجے بلند کر دیتا ہے، گناہ کبیرہ بغیر توبہ اور بندوں کے حق بغیر ادا کئے معاف نہیں ہوتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آئندہ ایک سال کے گناہ مٹانے کے معنے یہ ہیں کہ اسے گناہ سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث غیر حاجیوں کے لیے ہے حاجی کے لیے عرفات میں اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

۸۴۔ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَآءَ وَتَاسُوْعَاءَ

یوم عرفہ' عاشورا اور محرم کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان

(۳۵۸) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، قَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سال جو گزر گیا ہے' اور جو باقی ہے (اس دن کا روزہ رکھنا) اس کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

(۳۵۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمَ

(۳۵۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1162)

(۳۵۹) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2004)

Marfat.com

عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روزہ رکھنا موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کے لیے ہے نہ کہ ان کی متابعت کے لیے۔ موافقت اور متابعت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" یہاں موافقت کا ذکر ہے کہ آپ سارے انبیاء کی موافقت فرمائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام تجلیات ظاہری زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا، یہاں اتباع کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے موافق ہیں اور انبیائے کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع۔

چنانچہ شروع اسلام میں عاشوراء کا روزہ فرض رہا، پھر رمضان کی فرضیت سے عاشورا کے روزوں کی فرضیت تو منسوخ ہوگئی مگر سنیت اب بھی باقی ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ معظم واقعات کی یادگاریں منانا رکن اسلامی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ یادگاریں محض اس لیے حرام نہ کہی جائیں گی کہ ان میں مشابہت کفار کا شائبہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اسلامی یادگاریں کھیل کود سے نہ منائی جائیں بلکہ عبادتوں سے منائی جائیں، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی یادگار میں روزہ رکھا جو کہ عبادت ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ والوں کی خوشی میں شرکت کرنا کچھ ملنے کا بہانہ ہو جاتا ہے، بادشاہوں کے نوکر چاکر شہزادوں کی سالگرہ میں دکھلاوے کی خوشی منا کر بھی کچھ پالیتے ہیں تو اگر ہم عید میلاد، عید معراج دل سے منائیں تو ان شاء اللہ منہ مانگی مرادیں پائیں گے بلکہ پا رہے ہیں ان تمام عیدوں کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 294:)

(۳۶۰) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورا کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عاشورہ کا روزہ رکھنا) گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

---

(۳۶۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1162)

Marfat.com

(۳۶۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو (محرم کی) نو تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔ (مسلم)

حل لغات:

قَابِلٍ: آئندہ سال، آمادہ بر قبول، متاثر۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یہود ونصاریٰ دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آئندہ سال نویں محرم کا بھی روزہ رکھے گے) یعنی یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے اس طرح بچ جائیں گے کہ وہ صرف عاشورے کا ایک روزہ رکھتے ہیں اور ہم نویں محرم کا بھی روزہ رکھ کر دو کرلیا کریں گے یعنی مشابہت کے خوف سے نیکی بند نہ کریں گے بلکہ اس میں زیادتی کر کے فرق کر دیا کریں گے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک تشریف فرما نہ رہے بلکہ اسی سال ربیع الاول میں وفات پا گئے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اب سنت یہی ہے کہ عاشورے کے دو روزے رکھے، سنت قولی تو صراحۃً ہے اور سنت فعلی ارادۃً۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بزرگوں کی یادگاریں قائم کرنا شرک یا حرام نہیں بلکہ رکن اسلام ہے۔ نماز پنجگانہ کی رکعتیں بقرعید کی نماز وقربانی اور حج کے سارے ارکان یادگار انبیاء ہی ہیں (علیہم السلام) دیکھو ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول لہٰذا عرس، میلاد شریف، گیارہویں پاک سب افضل چیزیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی احکام کے مالک ومختار ہیں، عاشورے کے روزے کی کوئی آیت موجود نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاہا فرض ہوگیا اور جب چاہا مستحب رہ گیا۔ تیسرے یہ کہ حدیث قرآن سے منسوخ ہو سکتی ہے، دیکھو عاشورے کا روزہ حدیث سے ثابت تھا اور اس کا نسخ رمضان سے ہوا جو قرآن سے ثابت ہے۔ چوتھے یہ کہ کفار سے ہر تشبہ برا نہیں بلکہ بری باتوں میں یا ان چیزوں میں تشبہ حرام ہے جسے اسلام نے ان کا قومی یا مذہبی نشان قرار دیا ہو۔ تشبہ اور اشتراک میں بڑا فرق ہے، دیکھو ۱۰ھ تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا ایک ہی روزہ رکھا اور صحابہ کے عرض کرنے پر بھی اس روزے کو حرام نہ کہا۔ پانچویں یہ کہ تھوڑے فرق سے تشبہ اٹھ جاتا ہے، تشبہ کے بہانے سے عبادات بند نہ کرو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف کو کنہیا جنم سے اور نیاز فاتحہ کو کنا گتوں سے تشبیہ دے کر حرام کہتے

(۳۶۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 1134)

Marfat.com

ہیں، اللہ سچی سمجھ عطا فرمائے۔ چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا علم تھا کہ اس سال ہو جائے گی اسی لیے صرف اس موقعہ پر اگر فرمایا، یہ اگر اپنے شک کے لیے نہیں بلکہ اوروں کو شک میں رکھنے کے لیے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِن یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِی قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 269)

۸۵۔بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّۃِ اَیَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

شوال کے چھ روزے رکھنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۳۶۲) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ، کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارے زمانہ کے روزے رکھے۔ (مسلم)

حل لغات:

الدَّھر: زمانہ طویل، لمبی مدت،

تعارفِ راوی:

ابوایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں، ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پا جاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا، جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے۔ اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے، آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں۔ (مترجم) (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے) مسلسل یا متفرق مگر متفرق افضل، اس طرح کہ عید کے سویرے ایک

---

(۳۶۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1164)

Marfat.com

روزہ رکھ لے، باقی پانچ روزے پورے مہینے میں کچھ فاصلہ کرتے ہوئے رکھ لے۔

(تو گویا اس نے سارے زمانہ کے روزے رکھے۔) کیونکہ سال میں دن تقریباً تین سو ساٹھ ہوتے ہیں اور ہر نیکی کا ثواب دس گناہ تو رمضان کے تیس روزے تین سو بن گئے اور یہ چھ روزے ساٹھ ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ ہر مہینہ میں تین روزے عمر بھر کے روزے ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان روزوں کا بھی یہی ثواب ہوا اور ان کا بھی یہی، ثواب ایک لیکن اس کے حاصل کرنے کے ذریعے بہت۔

مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث قریباً تیس صحابہ سے مروی ہے، ترمذی نے اسے حسن فرمایا، باقی انتیس اسنادیں اس کی نہایت صحیح ہیں۔ چنانچہ اسے طبرانی، بزاز، ابن ماجہ، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، احمد، بیہقی وغیرہ کتب نے ابوہریرہ، جابر، ثوبان، براء ابن عازب، ابن عباس، سعد ابن سعید، ابو ایوب انصاری اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایتیں کیں، اس حدیث کو ضعیف کہنا سخت غلطی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 275:)

۸۶۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ

سوموار اور جمعرات کے دن کے روزوں کے مستحب ہونے کا بیان

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳۶۳) عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ، فَقَالَ: "ذٰلِکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْہِ، وَیَوْمٌ بُعِثْتُ، اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن میں مبعوث ہوا یا فرمایا: اس دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (مسلم)

حل لغات:

یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ: سوموار، پیر کا دن۔

یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْہِ: اس دن میں پیدا ہوا، اس دن میری ولادت ہوئی۔

وَیَوْمٌ بُعِثْتُ: اس دن میں دنیا بھیجا گیا، یا اس دم میں نے علان نبوت کیا۔

---

(۳۶۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 1162)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی پیر کے دن دنیا کو دو نعمتیں ملیں: ایک میری تشریف آوری اور دوسرے نزول قرآن کی ابتداء کہ غار حرا میں پہلی وحی "اِقْرَاْ بِاسْمِ" الایہ پیر کے دن ہی آئی لہٰذا اس دن روزہ رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ وقت اور جگہ اشرف واقعات کی وجہ سے اشرف ہو جاتے ہیں۔ (مرقات) دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کریمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی نعمت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نعمتوں میں شمار کیا، رب تعالیٰ نے صرف اس نعمت پر مَنَّ فرما کر احسان جتایا کہ فرمایا: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" الایہ۔ تیسرے یہ کہ اہم واقعات کی یادگاریں منانا سنت سے ثابت ہے۔ چوتھے یہ کہ یادگار میں کھیل کود نہ ہونا چاہیے بلکہ عبادتیں ہوں اس لیے میلاد شریف، عید معراج، عرس وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ امام مالک کے ہاں پیر کا دن جمعہ سے بھی افضل ہے، ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 273:)

(۳۶۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ، فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ الصَّوْمِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں سو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ اور امام مسلم نے بغیر روزے کا ذکر کیے روایت کی

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سوموار اور جمعرات کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں) اس طرح کہ اعمال لکھنے والے فرشتے بندوں کے ہفتہ بھر

(۳۶۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 747)

Marfat.com

کے اعمال ان دو دنوں میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔خیال رہے کہ اعمال کا اٹھانا یعنی آسمانوں پر پہنچانا اور ہے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کچھ اور، اعمال کا اٹھانا تو روزانہ چوبیس گھنٹے میں دو بار ہوتا ہے کہ دن کے اعمال رات سے پہلے، اور رات کے اعمال دن سے پہلے وہاں پہنچائے جاتے ہیں مگر پیشی ہفتہ میں دو بار لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں روزانہ دو بار اعمال اٹھانے کا ذکر ہے۔(مرقات) یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اعمال لکھنے والے فرشتے اعمال نامے ان فرشتوں پر پیش کرتے ہیں جو اعمال ناموں کی نقل اپنے رجسٹروں میں کرتے ہیں۔(اشعہ) تب تو یہ حدیث بالکل صاف ہے۔

(سو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں) تاکہ روزے کی برکت سے رحمت الٰہی کا دریا جوش مارے۔خیال رہے کہ سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی شعبان میں ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے ہاں سال کا آخری مہینہ ہے اور رمضان سال کا شروع مہینہ جیسے دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے۔غرضکہ فرشی سال اور ہے جس کی ابتداء محرم سے انتہاء بقرعید پر، عرشی سال کچھ اور۔(از مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،تحت حدیث 284:)

(۳۶۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے روزوں کا قصد فرمایا کرتے تھے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

يَتَحَرَّى: بمعنی فضیلت دینا، قصد کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۳۶۵)(ترمذی شریف کتاب الصوم رقم الحدیث 745)

Marfat.com

شرح:
یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جمعرات اور پیر کے دن نفلی روزے رکھتے تھے اس کی وجہ اگلی حدیث میں آرہی ہے۔ پیر کو یوم الاثنین غالباً اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بعض نے کہا کہ عرب میں ہفتہ اتوار سے شروع ہوتا ہے لہٰذا اتوار اپہلا دن ہوا اور پیر دوسرا اور جمعرات پانچواں مگر علماء کا قول یہ ہے کہ ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے۔ (مرقات) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہے کہ اس دن ہی پیدائش عالم کی ابتداء پڑی۔ واللہ اعلم!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 283:)

۸۷۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ

ہر مہینے تین روزے رکھنے کے استحباب کا بیان

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي الْاَيَّامِ الْبِيْضِ وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ. وَقِيْلَ: اَلثَّانِيَ عَشَرَ، وَالثَّالِثَ عَشَرَ، وَالرَّابِعَ عَشَرَ، وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ.

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں افضل یہ ہے کہ ''ایام بیض'' کے روزے رکھے جائیں اور یہ چاند کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ ہے' اور بعض کے نزدیک بارہ' تیرہ اور چودہ تاریخ ہے۔ صحیح اور مشہور بات پہلی ہے۔

(۳۶۶) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: اَوْصَانِي خَلِيْلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے: ہر مہینے تین روزے رکھنے کی' چاشت کی دو رکعتیں ادا کرنے کی اور اس بات کی کہ میں سونے سے پہلے وتر ادا کرلیا کروں۔ (متفق علیہ)

(۳۶۷) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَوْصَانِي حَبِيْبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلٰوةِ الضُّحٰى، وَبِاَنْ لَا اَنَامَ حَتّٰى اُوْتِرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۶۶) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 721)

(۳۶۷) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 722)

Marfat.com

نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے میں زندگی بھر انہیں ترک نہیں کروں گا: ہر ماہ تین روزے رکھنے کی چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور اس بات کی کہ میں وتر ادا کرنے سے پہلے سویا نہ کروں۔ (مسلم)

حل لغات:

اَوْصَانِیْ: اوصی، ایصاءً: بمعنی حکم دینا، کسی کام کا عہد لینا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح ابھی ماقبل میں گزری ہے۔

(۳۶۸) وَعَنْ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینے کے تین روزے رکھنا سارے زمانہ کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۶۹) وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ: اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا: اَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ يَصُوْمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے تین دن روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: ہاں: میں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کے کن دنوں میں روزے رکھتے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ مہینے کے کن ایام میں روزے رکھیں۔ (مسلم)

حل لغات:

یُبَالِیْ: بالی، یبالی، مبالاۃً، وبلاءً، وبالۃً: بمعنی پرواہ کرنا۔

---

(۳۶۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 1159)

(۳۶۹) (مسلم شریف رقم الحدیث 1160)

Marfat.com

تعارفِ روای:

معاذہ بنت عبداللہ: آپ عدویہ ہیں حضرت علی و عائشہ سے روایات لیتی ہیں، ۸۳ھ تراسی میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف المیم فصل فی التابعیات)

شرح:

چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حال نگاہ میں رکھتی تھیں اس لیے سرکار کے حالات زیادہ تر ام المؤمنین ہی سے پوچھے جاتے تھے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ میں مختلف روزے رکھتے تھے کبھی زیادہ کبھی کم مگر تین دن سے کم کبھی نہ رکھتے تھے، اکثر تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے رکھتے تھے، کبھی ان کے علاوہ اور تاریخوں میں بھی لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان تین تاریخوں میں روزے رکھتے تھے کیونکہ وہاں اکثری حالت کا ذکر ہے۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ان تین روزوں کی تاریخ میں دس ۱۰ قول ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 274:)

(۳۷۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ."

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو ایک مہینے میں تین روزے رکھے تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کو روزے رکھا کرنا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

انہی دنوں کو عربی میں ایام بیض یعنی چمک دار دن کہا جاتا ہے جن کی راتیں روشن ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تاریخوں میں اکثر روزے رکھتے تھے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3 تحت حدیث 285:)

(۳۷۱) وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ اَيَّامِ الْبِيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

---

(۳۷۰) (ترمذی شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 761)

(۳۷۱) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2449)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۳۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُفْطِرُ اَیَّامَ الْبِیْضِ فِیْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ۔

رَوَاہُ النَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں نہ سفر کی حالت میں افطار کرتے تھے اور نہ حضر کی حالت میں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام نسائی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کی۔

حل لغات:

اَیَّامَ الْبِیْضِ: ایام بیض" چاند کی 13، 14، 15، تاریخ کو ایام بیض (روشن دن) کہا جاتا ہے اور یہ کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ ان تین دنوں میں چاند کی چاندنی اپنے عروج پر ہوتی ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں مرقات نے فرمایا ایام بیض کے متعلق علماء کے نو قول ہیں جن میں سے زیادہ قوی قول یہ ہے کہ وہ چاند کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں راتیں ہیں، انہیں ایام بیض یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں اجیالی ہیں اور یا اس لیے کہ ان کے روزے دنوں کو نورانی اور اجیالا کرتے ہیں اور یا اس لیے کہ آدم علیہ السلام کے اعضاء جنت سے آکر سیاہ پڑ گئے تھے، رب تعالیٰ نے انہیں ان تین روزوں کا حکم دیا ہر روزے سے آپ کا تہائی جسم چمکیلا ہوا حتی کہ تین روزوں کے بعد سارا جسم نہایت حسین ہو گیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 298)

۸۸۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا وَّفَضْلِ الصَّآئِمِ الَّذِیْ یُؤَکَّلُ عِنْدَہٗ وَدُعَآءِ الْاٰکِلِ لِلْمَاْکُوْلِ عِنْدَہٗ

اس شخص کی فضیلت کا بیان جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اور اس روزہ دار کی فضیلت کا بیان

(۳۷۲) (نسائی شریف رقم الحدیث 2347)

Marfat.com

جس کے سامنے کھایا جائے اور کھانے والے کا اس شخص کیلئے دعا کرنا جس کے ہاں کھانا کھایا ہے

(۳۷۳) عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا، کَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ، غَیْرَ اَنَّهُ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْئٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا' اسے اس روزہ دار جتنا ثواب ملے گا اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

زید ابن خالد: آپ جہنی ہیں، کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، پچاس سال عمر ہوئی، ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الزاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

اس لیے کہ روزہ دار کو افطار کرانے یا غازی کو سامان دینے میں نیکی پر مدد کرنا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی"۔ چونکہ روزہ دار نفس و شیطان سے جہاد کرتا ہے اس لیے اسے غازی کے ساتھ ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ روزہ افطار کرانے سے ثواب روزہ مل جائے گا مگر اس سے روزہ ادا نہ ہوگا وہ تو رکھنے سے ہی ادا ہوگا، ثواب مل جانا اور ہے فرض ادا ہونا کچھ اور۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 218:)

(۳۷۴) وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا، فَقَدَّمَتْ اِلَیْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: "کُلِیْ" فَقَالَتْ: اِنِّیْ صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَهُ حَتّٰی یَفْرُغُوا" وَرُبَّمَا قَالَ: "حَتّٰی یَشْبَعُوْا"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں

---

(۳۷۳) (ترمذی شریف' کتاب الصوم' رقم الحدیث 807) (۳۷۴) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 785)

Marfat.com

تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی کھاؤ' انہوں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک روزہ دار کے لئے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں جبکہ اس کے سامنے کھانا کھایا جائے' حتیٰ کہ کھانے والے فارغ ہو جائیں' اور فرمایا: حتیٰ کہ سیر ہو جائیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۳۷۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَجَآءَ بِخُبْزٍ وَّزَیْتٍ، فَاَکَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور روغن زیتون پیش کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (خدا کرے کہ) روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں نیک لوگ تمہارے ہاں کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کی۔

حلِ لغات:

خُبْز: روٹی۔

زَیْت: روغنِ زیتون۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نیک لوگ تمہارے ہاں کھانا کھائیں) یہ جملہ دعا ہے یا خبر یعنی تمہارا کھانا خدا کرے ہمیشہ ابرار کھائیں فساق، فجار نہ کھائیں یا خبر ہے، چونکہ حضور انور سید الابرار ہیں اس لیے حضور انور کا کھانا گویا جہان بھر کے ابرار کا کھانا ہے۔ یہ حضور

(۳۷۵) (ابوداؤد شریف' کتاب الاطعمۃ رقم الحدیث 3854)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما سکتے ہیں ہم اپنے کو کس منہ سے ابرار کہیں، خدا تعالیٰ ہم گنہگاروں نابکاروں کو ابرار کی غلامی نصیب فرمادے۔

(اور فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔) یہ بھی دعا ہے یا خبر یعنی خدا کرے ہمیشہ تمہارے لیے فرشتے دعائیں کرتے رہیں یا ہمارے کھانے سے فرشتوں نے تمہارے لیے دعائیں کیں۔ معلوم ہوا کہ حضور انور کا کسی کا کھانا ملاحظہ فرمانا فرشتوں کی دعا کا ذریعہ ہے۔ (مرقات)

(خدا کرے کہ) روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں) یہ جملہ دعائیہ ہے یعنی خدا کرے تمہارے کھانے سے روزہ دار افطار کیا کریں تمہارا کھانا اس راہ میں خرچ ہوا کرے کیونکہ اس وقت حضور انور کا نہ تو روزہ تھا نہ یہ وقت افطار کا تھا، بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور انور کا روزہ تھا جو حضرت سعد کی خاطر توڑ دیا گیا مگر یہ درست نہیں اس لیے کہ روزہ توڑنے کو افطار نہیں کہتے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 6، تحت حدیث 97:)

❁❁❁❁

Marfat.com

کِتَابُ الْاِعْتِكَاف

کتاب الاعتکاف

۸۹۔ بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِیْ رَمَضَانَ

رمضان المبارک میں اعتکاف کرنے کا بیان

اعتکاف عکف سے بنا بمعنی ٹھہرنا یا قائم رہنا رب تعالیٰ فرماتا ہے:"یَعْكُفُوْنَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَّهُمْ" اور فرماتا ہے: "وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ"۔ شریعت میں بہ نیت عبادت مسجد میں خاص ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اعتکاف بڑی پرانی عبادت ہے رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ و اسمٰعیل علیہما السلام سے فرمایا تھا:"اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ"۔ اعتکاف تین قسم کا ہے: اعتکاف فرض جیسے نذر مانا ہوا اعتکاف، اس میں روزہ شرط ہے اور اس کی مدت کم از کم ایک دن و رات ہے۔ اعتکاف سنت، بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک ہے۔ اعتکاف نفل اس میں نہ روزہ شرط ہے نہ اس کی مدت مقرر جب بھی مسجد میں جائے تو کہہ دے میں نے اعتکاف کی نیت کی جب تک مسجد میں رہوں۔ حق یہ ہے کہ رمضان کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کسی نے نہ کیا تو سب سنت کے تارک ہوئے اگر ایک نے بھی کرلیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا مرد تو جماعت والی مسجد میں ہی اعتکاف کرسکتا ہے جہاں نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو مگر عورت اپنے گھر میں کوئی جگہ صاف و پاک کر کے وہاں ہی اعتکاف کرلے جسے مسجد خانہ کہتے ہیں (لمعات مرقات) وغیرہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الاعتکاف، الفصل الاول، ج3، ص324)

(۳۷۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۳۷۶)(مسلم شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 2676، بخاری شریف رقم الحدیث 1921، 1922، 1936، ابوداؤد رقم الحدیث 1382، 2462، 2463، ترمذی رقم الحدیث 790، 803، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1769، 1770، 1773، دارمی رقم الحدیث 1779، مسند امام احمد رقم الحدیث 6172، 7771، ابن حبان رقم الحدیث 3662، 3663، 3664، ابن خزیمہ رقم الحدیث 2171، 2217، 2219، مستدرک حاکم رقم الحدیث 1601، 1602، بیہقی رقم الحدیث 2484، 8347، طبرانی کبیر رقم الحدیث 994، دارقطنی رقم الحدیث 10، 11، 12)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے''۔ (متفق علیہ)

(٣٧٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰى، ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اعتکاف کرتی تھیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا') اس ہمیشگی سے معلوم ہوا کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم امت کو صراحۃً نہ دیا بلکہ رغبت دی معلوم ہوا کہ یہ اعتکاف واجب نہیں کیونکہ وجوب کے لیے حکم دینا ضروری ہے، لہٰذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ رمضان کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، پھر سارے مدینہ منورہ میں صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ ہی اعتکاف کرتے تھے سب مسلمان نہ کرتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اعتکاف کرتی تھیں) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج پاک نے ہمیشہ اپنے گھروں میں اعتکاف کیا نہ کہ مسجد نبوی شریف میں مسجد میں تو ایک بار ان بیویوں نے اعتکاف کیا تھا، اعتکاف کے لیے کپڑے کے خیمے لگائے تھے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکھڑوا دیئے تھے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ اگرچہ عورت مسجد میں بھی باپردہ رہ کر اعتکاف کرسکتی ہے مگر اس کے لیے گھر میں اعتکاف بہت اچھا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 324)

(٣٧٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ

(٣٧٧) (مسلم شریف، کتاب الاعتکاف، رقم الحدیث 1172)

Marfat.com

رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَیَّامٍ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (بخاری)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اس سال ہوگی اسی لیے اس سال سفر آخرت کی تیاری خصوصیت سے فرما رہے ہیں یہ حدیث اہل سنت کے بہت سے مسائل کی اصل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر شخص بڑھاپے میں یا مرض وفات میں خصوصیت سے آخرت کی تیاری کرے دنیاوی تعلقات کم کرنا شروع کر دے یہ بھی سنت رسولی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 326:)

---

(۳۷۸) (بخاری شریف' کتاب الاعتکاف' رقم الحدیث 2044)

Marfat.com

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

۹۰۔ بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهٖ

حج کا وجوب اور فضیلت کا بیان

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، باب المناسک کا ترجمہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

مناسک منسک کی جمع ہے جونسیکہ سے بنا،نسیکہ کے معنی ہیں عبادت اسی لیے قربانی کونسیکہ اور قربانی کے وقت یا جگہ کو منسک کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا"۔ اب شریعت میں مناسک ارکان حج کو کہتے ہیں یعنی اس باب میں حج کا ذکر ہوگا۔ حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ، عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے۔ حج کا سبب کعبہ معظمہ ہے، کعبہ شریف سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا بیت المعمور کے مقابل اس کا نام فرشتوں کے ہاں ضراح تھا، آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے سے فرشتے اس کا حج کرتے تھے، پھر آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کعبہ کیا، کسی امت پر حج فرض نہ تھا، ۵ھ یا ٦ھ یا ۹ھ میں مسلمانوں پر حج فرض فرمایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضیت حج سے پہلے قبل ہجرت جو حج کیے وہ بطور عادت کریمہ تھے، آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کیے، حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و یونس علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے بھی شرکت کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کیا۔ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام زندہ ہیں عبادتیں کرتے ہیں مگر ان کی یہ عبادتیں شرعی تکلیف سے نہیں ان کی خود اپنی خوشی سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام نے ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مرقات ولمعات واشعہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝} (آل عمران: 97).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۝

Marfat.com

تشریح:

مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔) تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے) اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

(۳۷۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: 1- اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' 2- نماز قائم کرنا' 3- زکوٰۃ دینا' 4- بیت اللہ کا حج کرنا' 5- اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(متفق علیہ)

(۳۸۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ: اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ، حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ؛ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ، فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۳۷۹) (مسلم شریف' کتاب الایمان' رقم الحدیث 19' بخاری شریف' رقم الحدیث 8' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2609' نسائی' رقم الحدیث 5001' مسند امام احمد' رقم الحدیث 4798' 6015' 6301' ابن حبان' رقم الحدیث 158' 1446' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 308' بیہقی' رقم الحدیث 1561' مسند ابو یعلی' رقم الحدیث 7502' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 2363' 2364)

(۳۸۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 3153' ترمذی شریف' رقم الحدیث 814' نسائی شریف' رقم الحدیث 2619' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 2625' دارمی' رقم الحدیث 1788' مسند امام احمد' رقم الحدیث 2304' ابن حبان' رقم الحدیث 3704' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 3155' بیہقی' رقم الحدیث 8398' دارقطنی' رقم الحدیث 204)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا' حتی کہ اس شخص نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا: اگر میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑ دوں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو کیونکہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ کثرت سے سوال کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے' پس جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس کو ترک کر دو۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْحَجّ: مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا، قصد و ارادہ کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ خطبہ حج فرض ہونے کے سال مدینہ منورہ میں تھا، ۸ھ میں فتح مکہ ہوئی تو بعض لوگوں نے حج کیا، ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور ۱۰ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا، ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت ۵ھ یا ۶ھ یا ۹ھ میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنے عرصہ تک حج نہ کرنا اس لیے تھا کہ آپ کو اپنی زندگی اور اپنے حج کرنے کا علم تھا۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی دو یا تین حج کیے ہیں جیسا کہ ترمذی، ابن ماجہ و حاکم نے حضرت جابر وغیرہم سے روایت کی۔ (مرقات)

اگر حج کی فرضیت فتح مکہ سے پہلے ۵ھ یا ۶ھ میں ہوئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب تمہیں مکہ معظمہ پہنچنا میسر ہو جائے تو حج کرنا، فرض تو ابھی ہو گیا ہے مگر اس کی ادا جب لازم ہو گی اور اگر فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں فرض ہوا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سال ہی حج کرو۔

(تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟) یہ عرض کرنے والے حضرت اقرع ابن حابس تھے، وہ سمجھے یہ کہ ہر رمضان میں روزے فرض ہوتے ہیں تو چاہیے کہ ہر بقر عید میں حج فرض ہو کہ پھر یہ سوچا کہ اس میں لوگوں کو بہت دشواری ہو گی کیونکہ روزے تو اپنے گھر میں ہی رکھ لیے جاتے ہیں مگر حج کے لیے مکہ معظمہ جانا پڑتا ہے اور اطراف عالم سے ہر سال بیت اللہ شریف پہنچنا بہت مشکل ہو گا اس لیے آپ نے یہ سوال کیا اور بار بار کیا تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا) اس سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس لیے تھی کہ سائل سوال سے

Marfat.com

باز آجائے تاکہ ہم کو جواب کی ضرورت نہ ہو مگر سائل شوق کی زیادتی سے یہ اشارہ نہ سمجھ سکا۔

(تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے) یعنی پورا جواب تو کیا معنی، اگر ہم صرف ہاں کہہ دیتے تب بھی ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ آپ کی ہاں اور نہ میں تاثیر ہے جس کے قوی دلائل موجود ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کا کلام وحی الٰہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى"۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "سلطنت مصطفیٰ" میں ملاحظہ فرمائیے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں سے اعمال اور وظیفوں میں قید یا پابندی نہ لگوانی چاہیے بلا قید عمل کرنا چاہیے۔

(وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ کثرت سے سوال کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے) اس طرح کہ انہوں نے زیادہ پوچھ پوچھ کر پابندیاں لگوالیں، پھر ان پابندیوں پر عمل نہ کر سکے یا انہوں نے عمل تو کیا مگر بہت مشکل سے جیسے ذبح گائے کا واقعہ ہوا۔

(پس جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس کو ترک کردو۔) یعنی ہمارے احکام میں کیوں، کیسے اور کب کہہ کر قید نہ لگائیں ہم شرعی احکام کی تبلیغ ہی کے لیے تو بھیجے گئے ہیں ضروری چیزیں ہم خود بیان فرمادیں گے۔ (لمعات)

میرے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور ممنوعات سے بچنا لازم، یہ دونوں کام بقدر طاقت ہیں اگر نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو، اگر جان پر بن جائے تو مردار کھالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے وجوب و فرضیت کے لیے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت و ممانعت کے لیے نہی لازم، جس چیز کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو وہ جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰٮكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا"۔ بعض جو کہتے ہیں کہ جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے غلط ہے قرآن شریف کے بھی خلاف ہے اور اس قسم کی احادیث کے بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 121:)

(۳۸۱) وَعَنۡهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الۡعَمَلِ اَفۡضَلُ؟ قَالَ: "اِيۡمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ" قِيۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "اَلۡجِهَادُ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ" قِيۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبۡرُوۡرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ۔

---

(۳۸۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 156، بخاری شریف، رقم الحدیث 26، 1447، 504، 2382، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1658، 173، 1898، نسائی شریف، رقم الحدیث 2526، دارمی، رقم الحدیث 1424، 2393، 2738، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7502، 7580، 7629، ابن حبان، رقم الحدیث 153، 4595، 4598، 606، 1477، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 327، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 674، 676، 675، 2386، بیہقی، رقم الحدیث 4466، 7562، 10169، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 9811، 809، 791، 793)

Marfat.com

"اَلْمَبْرُوْرُ" هُوَ: الَّذِیْ لَا یَرْتَکِبُ صَاحِبُهٗ فِیْهِ مَعْصِیَةً۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور (متفق علیہ)

حل لغات:

المبرور: اس کا مطلب ہے وہ حج جس میں اس کا ادا کرنے والا کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

افضل سے مراد درجہ اور ثواب میں زیادہ، چونکہ ایمان عقائد کا نام ہے اور عقیدہ دل کا عمل ہے اس لیے ایمان کو اعمال میں داخل کیا گیا، نحوی لوگ جاننے پہچاننے اور ماننے کو افعال قلوب کہتے ہیں، چونکہ سارے اعمال کی صحت وقبولیت ایمان پر موقوف ہے اس لیے ایمان کا سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔

(راہ خدا میں جہاد کرنا) اللہ کی راہ کا جہاد وہ جنگ ہے جس میں محض رب کو راضی کرنا اور اسلام کی اشاعت منظور ہو، مال، ملک، عزت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرنا فتنہ ہے جہاد نہیں۔ شعر

جنگ شاہاں فتنہ وغارت گری است　　　جنگ مؤمن سنت پیغمبری است

چونکہ حج بدنی و مالی عبادات کا مجموعہ ہے اس لیے اس کا بھی بڑا درجہ ہے۔ حج مقبول و مبرور وہ ہے جو لڑائی جھگڑے گناہ وریاء سے خالی ہو اور صحیح ادا کیا جائے۔ خیال رہے کہ بعض احادیث میں ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہے مگر یہاں جہاد کا ذکر آیا اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ اکثر نمازی ہی کرتے ہیں یا بعض ہنگامی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہو جاتا ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں زیادہ مشغولیت کی بنا پر پانچ نمازیں قضاء فرما دیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ہنگامی حالات اور ہوتے ہیں معمول پر پہنچنے کے بعد دوسرے حالات۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 122:)

(۳۸۲) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ حَجَّ، فَلَمْ یَرْفُثْ، وَلَمْ یَفْسُقْ، رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۸۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1350)

Marfat.com

کو فرماتے سنا: جس نے حج کیا اور اس نے نہ بیہودگی کی اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ حج سے اس طرح لوٹے گا گویا کہ آج ہی اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۸۳) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ دو عمروں کے درمیان کے گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں اور حج مقبول میں گناہ کبیرہ کی معافی کی بھی قوی امید ہے۔

(اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔) یعنی حج مقبول کی جزاء تو یقیناً ہے اس کے علاوہ دنیا میں غنا، دعا کی قبولیت بھی عطا ہوجائے تو رب کا کرم ہے حصر ایک جانب میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 124:)

(۳۸۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: "لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ: حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: تمہارا افضل جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

(۳۸۵) وَعَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کی بہ نسبت زیادہ بندوں کو آگ سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم)

(۳۸۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1349) (۳۸۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1520)

(۳۸۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1348)

Marfat.com

حل لغات:

یَعْتِقَ: بمعنی آزاد کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی سال بھر کے تمام دنوں سے زیادہ نویں ذی الحجہ کو گنہگار بخشے جاتے ہیں۔ عبد کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن حاجیوں کے علاوہ اور بندوں کو بھی بخشتا ہے اسی لیے غیر حجاج کے لیے اس دن روزہ سنت ہے۔

اس دن اللہ کی رحمت بندوں سے قریب تر ہوتی ہے اور رب تعالیٰ فرشتوں پر حاجیوں کی افضلیت، ان کی شرافت و کرامت ظاہر فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم نے کہا تھا کہ انسان خونریزی و فساد کرے گا تم نے اس پر غور نہ کیا کہ انسان اپنا گھر بار وطن چھوڑ کر پردیسی بن کر، پریشان بال، کفن پہنے لبیک لبیک کی صدائیں لگا تا عرفات کے میدان میں بھی آئے گا، بتاؤ ان حاجیوں نے سواء میری رضاء کے اور کیا چاہا ہے، صرف مجھے راضی کرنے کے لیے یہ لوگ ان میدانوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں یہ شرف نہ ملائکہ کو حاصل ہے نہ جنات کو صرف ان ہی کا حصہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 209:)

(۳۸۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عُمْرَةٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - اَوْ حَجَّةً مَّعِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا فرمایا: میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۸۷) وَعَنْهُ: اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنَّ فَرِیْضَةَ اللهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ، اَدْرَكَتْ اَبِیْ شَیْخًا كَبِیْرًا، لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر جو حج فرض ہے اس نے میرے باپ کو اس حالت میں پایا کہ وہ بہت بوڑھا ہے اور سواری پر جم کر بیٹھ بھی نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ (متفق علیہ)

(۳۸۸) وَعَنْ لَقِیْطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنَّ اَبِیْ

---

(۳۸۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1256)

(۳۸۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1334)

Marfat.com

شَیْخٌ کَبِیْرٌ، لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّعَنَ؛ قَالَ: "حُجَّ عَنْ اَبِیْكَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ ◄ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے نہ حج کی استطاعت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سفر کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرو''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

الظَّعَنَ: سفر۔

تعارفِ روای:

لقیط ابن عامر ابن صبرہ: آپ کی کنیت ابورزین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف اللام، فصل فی الصحابہ،)

شرح:

(میرا باپ بہت بوڑھا ہے نہ حج کی استطاعت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سفر کی) یعنی میرے والد زیادہ بوڑھے ہونے کی وجہ سے نہ تو حج وعمرہ کے ارکان ادا کر سکتے ہیں طواف سعی وغیرہ اور نہ سواری پر بیٹھ سکتے ہیں جو مکہ معظمہ تک پہنچائے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ غالبًا ان کے والد پر پہلے سے حج فرض تھا کسی مجبوری کی وجہ سے حج نہ کیا تھا ورنہ ایسے بوڑھے پر اگر اس کمزوری میں مال آئے تو حج فرض نہیں۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرو''۔) یا تو ان کی طرف سے حج وعمرہ خود کردو یا کسی سے کرادو۔ خیال رہے کہ حج بدنی و مالی عبادت کا مجموعہ ہے لہٰذا بوقت مجبوری دوسرا اس کی طرف سے کرسکتا ہے یعنی حج بدل مگر قدرت ہوتے ہوئے خود ہی کرنا ہوگا، محض بدنی عبادات میں نیابت مطلقًا ناجائز ہے اور محض مالی عبادت میں مطلقًا جائز لہٰذا کوئی کسی کی طرف سے نماز روزہ کبھی ادا نہیں کرسکتا اور زکوۃ قربانی بہرحال ادا کرسکتا ہے اس کی اجازت سے۔ خیال رہے کہ عمرہ فرض یا واجب نہیں سنت ہے لہٰذا حدیث میں دونوں کا حکم دینا استحبابًا ہے، یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں ہی باپ کی طرف سے ادا کرو، آیت کریمہ "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ" میں عمرہ شروع کردینے کے بعد اس

(۳۸۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 930)

Marfat.com

کے پورا کردینے کا حکم ہے یعنی جب حج وعمرہ شروع کردیا تو انہیں ضرور پورا کروں کیونکہ ہر نفل شروع کردینے سے فرض ہوجاتا۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 143:)

(۳۸۹) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ، وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کرایا گیا۔ اور اس وقت میری عمر سات سال تھی۔(بخاری)

(۳۹۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوْا: الْمُسْلِمُوْنَ. قَالُوْا: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: "رَسُوْلُ اللّٰہِ". فَرَفَعَتِ امْرَاَۃٌ صَبِیًّا، فَقَالَتْ: اَلِھٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَکِ اَجْرٌ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''روحا'' کے مقام پر ایک قافلے سے ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مسلمان' پھر انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا رسول۔ پس ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کیا: کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور تجھے اس کا ثواب ملے گا۔(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

روحاء مدینہ منورہ سے چھتیس ۳۶ یا چالیس میل دور مکہ معظمہ کے راستہ پر ایک منزل ہے، یہاں ہی حضرت آمنہ خاتون کا انتقال ہوا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''روحا'' کے مقام پر ایک قافلے سے ملے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے جارہے تھے ادھر سے کوئی اور قافلہ بھی حج کے لیے آرہا تھا کہ ملاقات ہوگئی اور یہ سوال وجواب واقع ہوئے۔

(پس ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا) غالباً یہ بچہ شیر خوار تھا اس نے عرض کیا کہ اگر میں اس کا احرام بندھوادوں اور اسے گود میں لے کر سارے ارکان حج ادا کروں تو کیا میرے حج کے ساتھ اس کا حج بھی ہوجائے گا۔

(آپ نے فرمایا: ہاں اور تجھے اس کا ثواب ملے گا۔) یعنی بچہ کو بھی اس کا ثواب ملے گا حج کرنے کا اور تجھے بھی اس

(۳۸۹)(بخاری شریف' باب حج صبیان' رقم الحدیث 1858)

(۳۹۰)(مسلم شریف' رقم الحدیث 1336)

Marfat.com

کے حج کا ثواب ملے گا حج کرانے کا۔فقہاء فرماتے ہیں کہ اگرچہ نابالغ بچہ کا حج ثواب کے لحاظ سے تو ہوجائے گا مگر اس سے حجۃ الاسلام ادا نہ ہوگا، بالغ ہونے پر پھر حج کرنے پڑے گا لیکن اگر فقیر یا غلام حج کرے تو ان کا حجۃ الاسلام ادا ہوجائے گا کہ امیری یا آزادی کے بعد انہیں دوبارہ حج کرنا ضروری نہیں کہ ہر شخص مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں کا ہی مانا جاتا ہے، مکہ کا فقیر یا غلام حج اسلام کرسکتا ہے مگر معظّمہ کے چھوٹے بچوں کے حج سے حجۃ الاسلام ادا نہیں ہوتا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کی نیکیوں کا ثواب ماں باپ کو بھی ملتا ہے لہٰذا انہیں نماز روزہ کا پابند بناؤ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 126:)

(۳۹۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَّ کَانَتْ زَامِلَتَهٗ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر حج کیا اور وہی سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اٹھانے کے لئے بھی تھی۔ (بخاری)

(۳۹۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: کَانَتْ عُکَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ، فَتَاَثَّمُوْا اَنْ یَّتَّجِرُوْا فِی الْمَوَاسِمِ، فَنَزَلَتْ: {لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ} (البقرة: 198) فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز مشہور تجارتی بازار تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حج کے دنوں میں تجارت کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی: لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ نہیں ہے تم پر کوئی حرج (اگر حج کے ساتھ ساتھ) تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (رزق) یعنی حج کے دنوں میں۔ (بخاری)

حل لغات:

فَتَاَثَّمُوْا :اثم، اثماً، اللہ فلانا، کذا، گنہگار قرار دینا، سزا دینا۔اثم بمعنی ناجائز فعل، گناہ، جرم۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر:12 کے تحت ہوچکا ہے۔

شرح:

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایام حج میں تجارت کرنا، محنت مزدوری اور ہر جائز طریقہ سے کسب معاش کرنا

(۳۹۱) (بخاری شریف رقم الحدیث 1517)

(۳۹۲) (بخاری شریف رقم الحدیث 1770)

Marfat.com

جائز ہے اور اس سے حج کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق' امام سعید بن منصور' امام ابن ابی شیبہ' امام عبد بن حمید' امام ابوداؤد' امام ابن جریر' امام ابن المنذر' امام ابن ابی حاتم' امام حاکم اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں: ابوامامہ تیمی نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے سوال کیا: ہم لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ہمارے لیے حج کا اجر وثواب ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: کیا تم لوگ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے؟ اور کیا تم اپنے سروں کو نہیں مونڈتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: ایک شخص نے آکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے کیا ہے' آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں' حضرت ابن عمر نے کہا: ایک شخص نے آکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہی سوال گیا جو تم نے مجھ سے کیا ہے' آپ نے اسکو کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ جبریل (علیہ السلام) یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ (زمانہ حج میں) اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمنثور ج ۱ ص ۲۲۲' مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

اگر حج کے دوران ضمناً تجارت یا محنت مزدوری ہوجائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص بالقصد ایام حج میں تجارت کیلئے یا مزدوری کے لیے جائے اور ضمناً حج کرلے تو یہ اخلاص کے منافی ہے۔

Marfat.com

کِتَابُ الْجِهَادِ

۹۱۔ بَابُ وُجُوبُ الْجِهَادِ وَفَضْلَ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ

جہاد کی فرضیت، صبح وشام (جہاد کے لیے جانے) کی فضیلت

جہاد بنا ہے جہدٌ سے جہد جیم کے پیش سے یا فتحہ سے بمعنی مشقت ہے۔شریعت میں جہاد بالکسر کے معنی ہیں کفار کے مقابلہ میں مشقت کرنا یا تلوار سے لڑکر غازیوں کی مدد کر کے مال سے یا رائے سے یا ان کے ساتھ جا کر ان کی جماعت بڑھا کر۔ جہاد کا درجہ اسلام میں بہت بڑا ہے عام مؤمن اپنا مال، وقت یا کوشش اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مجاہد اپنی جان سے دین اسلام کی خدمت کرتا ہے، جان بڑی پیاری چیز ہے اس لیے مجاہد خدا کو بڑا پیارا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ عبادات الہیہ پر ہیشگی کرنا بھی جہاد اعظم ہے بلکہ نماز کی پابندی جہاد سے افضل ہے کہ جہاد تو نماز قائم کرنے کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ جہاد حسن لغیرہ ہے اور نماز حسن بعینہ ہے۔(مرقات) حق یہ ہے کہ عام حالات میں نماز جہاد سے افضل ہے مگر بعض خصوصی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہوتا ہے، اسی وجہ سے بعض احادیث میں نماز کو جہاد پر مقدم فرمایا گیا ہے اور بعض احادیث میں جہاد کو نماز پر مقدم فرمایا گیا۔اس جگہ اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے کہ عام مردوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں اور شہیدوں کی روح کو خود رب تعالیٰ براہ راست قبض فرماتا ہے۔(اشعہ) شہید کے اور فضائل ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاول، ج5،ص583)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۝} (التوبة: 36).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝} (البقرة: 216).

Marfat.com

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے' اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے' اور تم نہیں جانتے'' ٥

تشریح:

بعض مستشرقین نے اسلامی جہاد کو عجیب رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان طبعاً لوٹ مار اور جنگ وجدال کے رسیا تھے۔ ہر وقت تلواریں سونتے پرامن بستیوں کو برباد کرنے اور لوٹنے کے لئے آدھمکتے تھے۔ وہ زبردستی لوگوں کو اپنے دین میں داخل کیا کرتے تھے، کہنے کو انسان جو جی چاہے کہے، لکھنے کو جو دل میں آئے لکھ دے۔ لیکن اس طرح حقیقت تو بدل نہیں جاتی، واقعات تو مسخ نہیں ہو جاتے۔ تاریخ کے صفحات اور قرآن کی یہ آیت ان کے سارے افسانوں کی تردید کے لئے کافی ہے۔ کوئی قوم اگر طاقت کے نشہ میں مست ہو۔ اس کے پاس وسائل کی بہتات ہو اور اس کا مقابل کمزور ہو اور دین اور اخلاق کا کوئی ضابطہ بھی اس کو روکنے والا نہ ہو تو مانا جا سکتا ہے کہ ایسی قوم جنگ کا اعلان کر دے تاکہ کمزور دشمن کو نیست ونابود کر کے اپنی حکومت کو وسعت دے، اپنے خدمت گاروں کی صفوں میں اضافہ کرے اور ان کی دولت وثروت کو ہڑپ کر لے۔ لیکن تاریخ ہمیں ایسی ایک بھی مثال نہیں بتا سکتی کہ کسی کمزور، تعداد میں کم، سامان جنگ سے یکسر محروم قوم نے شوقیہ اپنے سے طاقتور، کثیر التعداد، ہر قسم کے اسلحہ سے لیس قوم کو جنگ کے لئے للکارا ہو۔ اب خود فیصلہ فرمایئے کہ مستشرقین کا یہ خیال کہاں تک درست ہے کہ جنگ مسلمانوں کا مشغلہ تھا۔ کیا مسلمان ان حالات میں پہل کرنے کی پوزیشن میں تھے؟ ہرگز نہیں۔ آپ قرآن حکیم کے ان الفاظ پر غور فرمایئے وھو کرہ لکم کہ تم پر جہاد فرض کیا گیا حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ اگر مسلمان طبعی طور پر جنگجو ہوتے اور ان کا دین انہیں لوٹ مار کا سبق دیتا تو کیا وہ جنگ کو ناپسند کرتے بلکہ وہ تو بہانے تلاش کرتے کہ کوئی موقعہ ہاتھ آئے تاکہ لوٹ مار، تاخت وتاراج کی حسرت پوری ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے تمہاری پسند اور ناپسند کو دخل نہیں۔ تمہارا فرض ہے اپنے رب کا ہر حکم مانتے چلے جاؤ۔ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ تمہارے لئے کونسی چیز مفید ہے اور کون سی نقصان دہ ہے۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ}

(التوبۃ: 41)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے''۔

Marfat.com

تشریح:

خفاف کا واحد خفیف اور ثقال کا واحد ثقیل ہے۔ ترکیب میں یہ حال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ تم کسی حال میں ہو جب جہاد کا اعلان عام ہو جائے پھر دنیا کا کوئی بندھن، کوئی مجبوری اور کوئی عذر تمہیں میدان جہاد کا رخ کرنے سے باز نہ رکھے۔

"ای حال کونکم شبانا وشیوخا او فقراء واغنیاء اور کبانا ومشاتا او اصحاء ومرضی او غرباء ومتاهلین (روح البیان)

ترجمہ: "خواہ تم جواب ہو یا بوڑھے، فقیر ہو یا امیر، سوار ہو یا پیادے، تندرست ہو یا بیمار، تنہا ہو یا عیالدار، ہر حالت میں دعوت جہاد پر لبیک کہتے ہوئے رزم گاہ حق و باطل میں شریک ہو جاؤ"۔

اگر دشمن عام ہلہ بول دے اور خلیفہ وقت جہاد عام کا اعلان کر دے تو پھر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جہاد میں شریک ہو اور اگر دشمن ملک کے کسی ایک حصہ پر چڑھائی کرے تو وہاں کے لوگوں کا فرض ہے کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لیے تیار ہو جائیں ورنہ گنہگار ہوں گے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة: ۱۱۱)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے، اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمۂ کرم سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے، اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون ہے تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے، اور یہی بڑی کامیابی ہے ○

تشریح:

ہماری جانیں اسی نے پیدا فرمائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے۔ گویا ہماری جانوں اور اموال کا مالک حقیقی وہ خود ہی ہے۔ اس لیے وہ اگر ہر چیز یونہی لے لے تو کسی کو دم مارنے کی کیا مجال۔ لیکن اس کی شان بندہ پروری ملاحظہ ہو کہ اپنی چیزوں کا ہمیں مالک قرار دیا اور پھر اس فانی زندگی اور ناپائیدار متاع دنیا کا خود خریدار بنا اور قیمت اتنی گراں عطا فرمائی جس کا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا یعنی جنت۔ جب ستر انصار مکہ میں آئے اور رات کو تنہائی میں حضور

Marfat.com

کریم کے دست مبارک پر وہ تاریخی بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو شرط آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے ہم سے منوانا چاہتے ہیں منوا لیجئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو یہ شرط ہے ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اور اپنے لیے یہ شرط ہے ان تمنعونی مما تمنعون منہ انفسکم واموالکم کہ جس چیز سے تم اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو۔ انصار نے عرض کی کہ اگر یہ شرطیں ہم نے پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ اس وقت خوشی سے ان کے دل باغ باغ ہو گئے اور کہنے لگے۔ ربح البیع لانقبل ولا نستقیل: یہ سودا تو بڑا نفع مند ہے۔ اب ہم اس سودے کو نہ خود توڑیں گے اور نہ اس کو توڑنے کی آپ سے خواہش کریں گے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس خرید و فروخت کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سے تمہاری جانیں قبض کر لی جائیں اور تمہارے مال و اسباب کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے جیسے عام طور پر خریدار خرید کردہ چیز کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ جب مالی قربانی کا موقع آئے تو تم بلا تامل اپنی عمر بھر کا اندوختہ پیش کر دو۔ جب میدان جہاد میں نکلنے کی باری آئے تو سر بکف حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری طرف سے یہ پختہ عزم ہونا چاہئے۔ اس کے بعد خواہ تم صحیح و سلامت جہاد سے واپس آ جاؤ تمہاری طرف سے سودا پورا ہو گیا اور تم اس معاوضہ کے حق دار بن گئے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ حضرت جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا خوب فرمایا ہے:

اثامن بالنفس النفیسة ربھا! میں اس نفس نفیس کا سودا اس کے رب سے کرتا ہوں۔
ولیس لھا فی الخلق کلھم ثمن۔ ساری کائنات میں اس کا اور کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔
بھا تشتری الجنات ان انا بعتھا۔ یہ اتنی قیمتی چیز ہے کہ اس سے جنت خریدے جا سکتے ہیں۔
بشیء سواھا ان ذالکم غبن۔ اگر میں اس سے کم تر پر بیچوں تو بہت بڑا خسارہ ہے۔
لان ذھبت نفسی بدنیا اصبتھا۔ اگر میں نے اپنی جان دنیا کے حصول میں ضائع کر دی۔
لقد ذھبت نفسی وقد ذھب الثمن۔ تو میں نے اپنے نفس کو بھی برباد کر دیا اور قیمت بھی ضائع کر دی۔

یہ ایسا وعدہ نہیں جس کے پورے نہ کیے جانے کا اندیشہ ہو۔ بلکہ یہ پختہ وعدہ ہے اور اس کا ذکر صرف قرآن میں ہی نہیں بلکہ سابقہ کتب سماویہ، تورات، انجیل میں بھی صراحۃ موجود ہے۔ آیت کے اس حصہ پر عیسائی حاکموں نے سخت اعتراض کیے ہیں۔ چنانچہ وہری برنک میں کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن کی اس آیت کا حق و صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اس نے اس کا بڑی شد و مد سے انکار کیا ہے کہ اس قسم کے وعدے کا ذکر تورات و انجیل میں آیا ہو۔ باوجود اس بات کے کہ تورات و انجیل اپنی اصل صورت میں محفوظ نہیں رہیں اور زمانہ سے ان میں طرح طرح کی تحریفیں

Marfat.com

رونما ہوگئی ہیں اس لیے موجودہ بائیبل میں اگر اس معاہدہ کا ذکر نہ ملے تو بھی محل اعتراض نہیں لیکن خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ اس محرف انجیل میں بھی متعدد ایسی آیات آج بھی موجود ہیں جو کہ اس آیت کے مضمون کی تصدیق کرتی ہیں۔

"اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے۔ یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا"۔ (لوقا)

نیز متی کی انجیل میں مرقوم ہے۔ "اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں .... یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا٥ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا٥} (النساء: 96-95)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے ٥ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ٥"

تشریح:

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیماری یا کسی حقیقی مجبوری کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے قاصر ہیں۔ **قال العلماء:** اهل الضرر اهل الاعذار۔ اور یہ چیز محتاج بیان نہیں کہ جو لوگ ہر وقت سر بکف اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوں اللہ تعالیٰ کے قرب میں ان کا وہ لوگ مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں جو اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوں اور اپنے دنیاوی کاروبار میں ہر وقت مشغول ہوں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ٥ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

Marfat.com

وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥} (الصف:-10تا13)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے ٥ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو ٥ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے ٥ اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب! مسلمانوں کو خوشی سنادو ٥''

تشریح:

شان نزول: مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الٰہی اور جنت ونجات حاصل ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

دوسرے لوگ بھی تجارت کرتے ہیں اس میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی بسا اوقات تو سرمایہ تک برباد ہوجاتا ہے۔ اگر نفع ہو تو یہی ہوگا کہ دولت کی فراوانی اور اسباب عیش وآرام مہیا ہوجائیں گے، لیکن ایک تجارت وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو باخبر کررہا ہے اور اس میں حصہ لینے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس تجارت کی چند خصوصیات ہیں۔ اس میں نفع ہی نفع ہے، نقصان کا ذرا احتمال نہیں۔ اس کا نفع عارض اور فانی نہیں بلکہ ابدی اور سرمدی ہے۔ اس کے فوائد سے اس کا تاجر صرف قیامت کے روز ہی بہرہ ورنہ ہوگا بلکہ اس دنیا میں بھی اس کا نفع اسے ملے گا اور نفع بھی یہ ہے کہ جس میدان میں قدم رکھے گا تنہا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے ہمراہ ہوگی اور فتح وکامرانی اس کے قدم چومے گی، جہاں بھی وہ جائے گا ہر چیز اس کے آگے دست بستہ حاضر ہوگی۔ پہاڑ اس کی ٹھوکر سے اور سمندر اس کی ضرب سے راستہ چھوڑ دیں گے۔ اور وہ تجارت یہ ہے کہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے اموال اور اپنی جانیں اپنے رب کے راستہ میں قربان کردو۔ بتایا کہ مال کو بچا بچا کر رکھنے میں تمہارا نفع نہیں بلکہ اس کی رضا کے لیے گھر بار لٹا دینا یہ تمہارے لیے سودمند ہے۔ جان کو بحفاظت رکھنے میں تمہاری سلامتی نہیں۔ تمہاری سلامتی اس میں ہے کہ اس کے نام کو بلند کرنے کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادو اور اپنا سر قربان کردو۔ تمہیں حیات جاوید بخش دی جائے گی۔ موت تمہارا دامن چھو تک نہ سکے گی۔

برتر از اندیشۂ سود وزیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

(علامہ اقبال)

Marfat.com

دنیوی زندگی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور اس کی مہربانی سے فتح وکامرانی بہت بڑی چیز ہے۔ بہرحال آخرت کی سرخروئی اس سے بھی اعلیٰ وافضل ہے، اس لیے اس کے ذکر کو مقدم کیا۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّشْھُوْرَۃٌ.

اس موضوع کے بارے میں بے شمار آیات ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فِیْ فَضْلِ الْجِھَادِ فَاَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ. فَمِنْ ذٰلِکَ:

اور جہاد کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث مبارکہ بھی ہیں۔ جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۳۹۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور۔ (متفق علیہ)

(۳۹۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا" قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ہمیشہ نمازیں وقت مستحبہ پر ادا کرنا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ جن روایتوں میں جہاد کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا وہ بعض ہنگامی حالات میں ہے جب جہاد فرض عین ہو چکا

(۳۹۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 83)

(۳۹۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 85)

Marfat.com

ہو اور دشمن کی یلغار بڑھ گئی ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ جہاد نماز ہی کے لئے ہوتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ سائلین کے لحاظ سے حضور کے جواب مختلف ہوئے، کسی کے لئے جہاد افضل تھا، کسی کے لیے غریبوں کو کھانا کھلانا، کسی کے لیے زبان کی حفاظت، کسی کے لئے چھپ کر خیرات، لہٰذا احادیث متعارض نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 533:)

(۳۹۵) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

(۳۹۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَوْ رَوْحَةٌ، خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح یا شام کے وقت چلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۹۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ یُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ اللّٰهَ، وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن جو راہ خدا میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے۔ عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو کسی گھاٹی میں محو عبادت رہتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یُجَاهِدُ: جاھد، یجاھد، مجاھدۃً، بمعنی کوشش کرنا، جہاد کرنا۔

شِعْبٍ: بمعنی گھاٹی، جمع۔ الشِّعَابِ

(۳۹۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 84)

(۳۹۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1880)

(۳۹۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1888)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاۃٍ فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ لَرِجَالًا مَاسِرْتُمْ مَسِیْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ حَبَسَھُمُ الْمَرَضُ." وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَۃِ مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَھُمْ مَعَنَا، حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ."

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض اوعذر آخر، ص۱۰۵۸، حدیث: ۱۹۱۱، بتغیر قلیل بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر، ۳/ ۱۵۰، حدیث: ۴۴۲۳، بتغیر قلیل)

ترجمہ: ''حضرتِ سیِّدُ نا ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جنگ میں ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا: ''بے شک! مدینۂ منوّرہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جہاں بھی سفر کیا یا کسی بھی وادی سے گزرے تو وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے روک رکھا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔'' (مسلم)

امام بخاری نے اس حدیث کو حضرتِ سیِّدُ نا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہمارے پیچھے مدینے میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی اور وادی کو عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عُذر (مجبوری) نے روک رکھا ہے۔''

(۳۹۸) وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا، وَالرَّوْحَۃُ یَرُوْحُھَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، اَوِ الْغَدْوَۃُ، خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄ ◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ

(۳۹۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 1881)

Marfat.com

تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی شخص کو کوڑے کی مقدار جنت میں جگہ مل جائے تو یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے اور شام کے وقت کا چلنا جو کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلتا ہے یا صبح کا چلنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رِبَاطٌ: چوکیداری کرنا۔ پہرہ دینا۔

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرحد پر پہرہ دینے کے ثواب کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا، جس نے جہاد کے دوران ایک رات مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا تو اس کے لئے پیچھے رہ جانے والے روزہ داروں اور نمازیوں کا ثواب ہے۔ (المعجم الاوسط طبرانی، رقم ۸۰۵۹، ج ۶، ص ۷۷)

(۳۹۹) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَّقِیَامِہٖ، وَاِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ، وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک دن اور رات سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جائے تو اس کا وہ عمل جو وہ کیا کرتا تھا وہ بھی اس کے لئے جاری رہتا ہے اور اس کا رزق بھی اور وہ (قبر کے) فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (مسلم)

(۴۰۰) وَعَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "کُلُّ مَیِّتٍ یُخْتَمُ عَلٰی عَمَلِہٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَاِنَّہٗ یُنْمٰی لَہٗ عَمَلُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ، وَیُؤَمَّنُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

(۳۹۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1913)

(۴۰۰) (ترمذی شریف، کتاب فضائل الجہاد، رقم الحدیث 1621)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر میت کا عمل ختم کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کا نہیں کیونکہ اس کے لئے اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

اَلْمُرَابِطُ: پہرہ دینے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر: 518 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر میت کا عمل ختم کر دیا جاتا ہے) یعنی آخر حیات میں جو نیک و بد عمل کرتا تھا اس پر مر جاتا ہے اور مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں کہ فاعل کی موت افعال کو ختم کر دیتی ہے۔

(مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کا نہیں) یعنی اسلامی ملک کی سرحد پر جہاد پر تیار رہا اور وہاں ہی فوت ہو گیا، مرابط کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں، یہ ربط بمعنی باندھنے سے بنا۔ مرابط وہ جو اپنے کو کفار کے مقابل باندھ دے، اپنے ہاں جہاد کے لیے گھوڑا باندھے۔

(اس کے لئے اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیا جاتا ہے) اس طرح کہ قیامت تک اسے ہر گھڑی وہ ہی ثواب ملتا رہتا ہے جو زندگی میں ملتا تھا اس کا رباط فی سبیل اللہ صدقہ جاریہ ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان اس کے رباط سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

('اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔) اس طرح کہ اس سے نہ حساب قبر ہو نہ اسے عذاب قبر ہو، بقیہ صدقات جاریہ میں یہ انعام نہیں ملتا یہ صرف مرابط کو ملتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 689)

(۴۰۱) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۴۰۱) (ترمذی شریف' کتاب فضائل الجہاد' رقم الحدیث 1667)

Marfat.com

فرماتے سنا: اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا ہزار دن کی دیگر نیکیوں کے مراتب سے بہتر ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۰۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَضَمَّنَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِيْلِهٖ، لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِيْلِیْ، وَاِيْمَانٌ بِیْ، وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِیْ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَیَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِيْمَةٍ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ، اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ؛ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَبَدًا، وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ، فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَرَوَى الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ. "اَلْكَلْمُ": اَلْجُرْحُ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ (ارشاد خداوندی ہے) وہ صرف اس لئے نکلتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرے اور وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے پس اس کو اس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ یا اس کو اس کے گھر کی طرف جہاں سے وہ چلا تھا لوٹا دوں گا اجر اور غنیمت کے ساتھ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اللہ کی راہ میں اسے جو زخم بھی لگے گا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جو حالت اس کی اس زخم لگنے کے دن تھی اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی' اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر یہ بات مسلمانوں کے لئے باعث مشقت نہ ہوتی تو میں کبھی کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن نہ میرے پاس اتنے وسائل ہیں کہ تمام مسلمانوں کو سواری مہیا کروں اور نہ ہی سب مسلمانوں میں اتنی استطاعت ہے کہ وہ سواری کا بندوبست کرسکیں اور ان پر یہ گراں ہے کہ میں جہاد میں شرکت کروں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں' پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم)

امام بخاری نے اس حدیث کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

(۴۰۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1876)

Marfat.com

حلِ لغات:

الکلم: زخم کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسَلَّم کی بارگاہ اقدس میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتلانے، حمیت اور ریاکاری کے لئے جہاد کرتے ہیں کہ ان میں سے کون راہِ خداعزوجل کا مجاہد ہے؟ تو خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ ایک نسخہ میں ہے: وہی راہ خداعزوجل کا مجاہد ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۹۰۴، ص۱۰۱۸)

(۴۰۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلْمُهٗ يَدْمِيْ: اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہو گا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہو گا اور اس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری ایسی ہو گی۔ (متفق علیہ)

(۴۰۴) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر بھی جہاد کیا جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے

---

(۴۰۳) صحیح بخاری، رقم: ۵۲۱۳، صحیح مسلم، رقم: ۴۹۷۰، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، رقم: ۹۸۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۸۹۵۲، مسند البزار، مسند ابی ھریرۃ، رقم: ۸۹۳۳

(۴۰۴) سنن ابوداؤد، رقم: ۲۵۴۳، سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۷، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۹۰۲۹، سنن النسائی، رقم: ۳۱۴۱، مسند امام احمد بن حنبل، مسند معاذ بن جبل، رقم: ۲۲۱۶۹

Marfat.com

لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش اسی حالت میں ہوگی جیسے وہ دوران جہاد تھی۔ اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَلْمِسْکُ: بمعنی خوشبو۔

تعارفِ روای:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم! اسلام کیا ہے؟ فرمایا، (اسلام یہ ہے کہ) تیرا دل جھک جائے اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اس نے عرض کیا، کونسا اسلام افضل ہے؟ فرمایا، ایمان۔ اس نے عرض کیا، ایمان کیا ہے؟ فرمایا، تُو اللہ عزوجل اور اس کے ملائکہ اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں اور موت کے بعد اٹھنے پر یقین رکھے۔

اس نے عرض کیا، کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا، ہجرت۔ اس نے عرض کیا، ہجرت کیا ہے؟ فرمایا، یہ کہ تو برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا، کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جہاد اس نے عرض کیا، جہاد کیا ہے؟ فرمایا، جب کفار سے جنگ ہو تو ان سے قتال کرو۔ پھر اس نے عرض کیا، کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، جس میں مجاہد کی ٹانگ کاٹ دی جائے اور خون بہا دیا جائے۔ (مسند احمد، حدیث زید بن خالد الجهنی، رقم ۱۷۰۲۴، ج ۶، ص ۵۸)

(۴۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ، فَاَعْجَبَتْهُ، فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ، وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَا تَفْعَلْ، فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟

(۴۰۵) سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۰، السنن الکبری للبیہقی، رقم: ۱۸۹۷۳، المستدرک للحاکم، رقم: ۲۳۸۲

Marfat.com

اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَّجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ"
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ". وَ"الفُوَاقُ": مَا بَیْنَ الْحَلْبَتَیْنِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے ایک صحابی ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا تو انہیں بڑا پسند آیا۔ انہوں نے سوچا کہ لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں ٹھہر جاؤں۔ (تو یہ بہت اچھا ہو) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہرگز ایسا نہیں کرسکتا' سو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس طرح نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تم میں سے کسی ایک کا کھڑا ہونا گھر میں ستر سال نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تم کو جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس شخص نے اونٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقفے کے برابر بھی جہاد کیا' اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اَلْفُوَاقُ: ایک مرتبہ دودھ نکال کر دوبارہ دودھ نکالنے کے درمیان کا وقفہ۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عربی میں فواق جانور کو دوبارہ دوہنے کے درمیان وقفہ کو کہتے ہیں، اس وقفہ سے مراد یا تو صبح شام دوہنے کے درمیان کا فاصلہ ہے یا ایک دفعہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ ہے کیونکہ اونٹنی کو کچھ دوہ کر تھوڑا ٹھہر جاتے ہیں، اتنے میں وہ پھر دودھ اتار لیتی ہے تو اسے پھر دوہتے ہیں، یہ ٹھہرنا فواق کہلاتا ہے یہ چند منٹ کا ہی ہوتا ہے۔ فواق بنا ہے فوق سے بمعنی اوپر، چونکہ دودھ اوپر سے ہی تھن میں آتا ہے اس لیے اسے فواق کہا جاتا ہے۔ (مرقات واشعہ)

(اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔) یعنی رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمالیا کہ اسے اول ہی سے جنت میں داخل فرمائے گا گناہوں کی سزا کے لیے اسے دوزخ میں نہ رکھے گا کیونکہ اس کے گناہ اس جہاد کی برکت سے معاف ہوچکے، جب پل بھر کے جہاد کا یہ درجہ ہے تو غور کرو کہ جو ہمیشہ جہاد میں رہے اس کا مرتبہ کیا ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 719)

Marfat.com

(۴۰۶) وَعَنْهُ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" فَأَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ"! ثُمَّ قَالَ: "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ، وَلَا صَلٰوةٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: "لَا اَجِدُهُ" ثُمَّ قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ"؟ فَقَالَ: وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟!.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنا سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا روزے رکھنے والے اور رات کو خشوع وخضوع سے اللہ کی آیات تلاوت کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے نماز اور روزے میں کمی نہیں کرتا حتیٰ کہ مجاہد جہاد سے واپس آجائے۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو جہاد کے مساوی ہو؟ آپ نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

حل لغات:

تَفْتُرَ: بمعنی تھکنا۔

اتُفْطِرَ: بمعنی افطار کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: ذکر اللہ عزوجل کی کثرت کیا کرو:

حضرت سیدتنا اُمِّ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔'' فرمایا: ''گناہوں کو چھوڑ دو کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے اور فرائض کی پابندی کیا کرو

(۴۰۶) صحیح بخاری، رقم: ۲۷۸۵، صحیح مسلم، رقم: ۴۹۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۸۹۵۹، صحیح ابن حبان، رقم: ۴۶۲۱، مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۱۰۰۰۱

Marfat.com

کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے اور ذکر اللہ عزوجل کی کثرت کیا کرو کیونکہ تم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ پسندیدہ چیز نہیں پیش کر سکتی۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۳۱۳، ج۲۵، ص۱۲۹)

(۴۰۷) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ، رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ، كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّعَفِ، اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنَ الْاَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے جب بھی وہ کوئی شور وشغب یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پیٹھ پر تیزی سے گویا اڑ کر جاتا ہے' اور وہ قتل اور موت کے متوقع مقام کی تلاش میں ہوتا ہے' اور یا وہ شخص جو کسی پہاڑی پر یا کسی وادی میں بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ مقیم ہے۔ نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آلیتی ہے' اور لوگوں میں سے یہ آدمی بھلائی ہی میں ہے۔ (مسلم)

حلِ لغات:

ہَیْعَۃ: آواز، شور۔

فَزْعَۃ : آوازِ گھبراہٹ،

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

(جب بھی وہ کوئی شور وشغب یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پیٹھ پر تیزی سے گویا اڑ کر جاتا ہے) یعنی ویسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ

(۴۰۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 1879)

Marfat.com

جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

(اور وہ قتل اور موت کے متوقع مقام کی تلاش میں ہوتا ہے) یعنی وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہو جانا یا مر جانا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانباز ہو۔

(یا وہ شخص جو کسی پہاڑی پر یا کسی وادی میں بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ مقیم ہے۔) خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کامیاب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیرہ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدو دیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

(نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتا ہے) اگرچہ عبادات میں نماز و زکوۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز و زکوۃ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

(حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ) یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہو جاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" ۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعمتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو بستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کر سکے (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 692:)

(۴۰۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

---

(۴۰۸) (ترمذی شریف' کتاب فضائل الجہاد رقم الحدیث 1656)

Marfat.com

◄ ► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں' جو اللہ عزوجل نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)

(۴۰۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ"، فَعَجِبَ لَھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ، فَقَالَ: اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِئَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ، مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو' اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید یہ سن کر حیران ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بات میرے سامنے ایک مرتبہ پھر ارشاد فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بات دہرائی' پھر فرمایا: اور ایک اور چیز جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کے جنت میں سو درجات بلند کر دیتا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا: یارسول اللہ! وہ چیز کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا' اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندہ راضی بہ قضا رہے، نعمتوں میں رب تعالیٰ کا شکر کرے، مصیبتوں میں صبر کرے، اسی طرح اسلام کے دین ہونے پر راضی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی احکام پر راضی دل سے انہیں پسند کرے خواہ سمجھ میں آویں یا نہ آویں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے تمام اقوال، افعال، اعمال، احوال سے دلی محبت کرے۔ جس چیز کو حضور سے نسبت ہو اسے دل سے محبوب رکھے۔ شریعت، طریقت، حقیقت معرفت کو دل سے پسند کرے کیونکہ شریعت حضور انور کے جسم اطہر کے حالات کا نام ہے، طریقت قلب پاک مصطفی کی واردات ہے، یوں ہی حقیقت و معرفت روح پاک سرپاک کی واردات کا نام ہے۔ غرضیکہ یہ سب حضور کی ادائیں

(۴۰۹) (ترمذی شریف' کتاب فضائل الجہاد' رقم الحدیث 1650)

Marfat.com

ہیں ایسے شخص کے لیے دنیا میں ہی جنت واجب ہو چکی کہ جئے گا جنتی ہو کر، مرے گا جنتی ہو کر، اٹھے گا جنتیوں کے زمرہ میں۔ مرقات نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کا فرمان: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" دو جنتوں سے مراد دنیا و آخرت کی جنت ہے یعنی رب تعالیٰ سے ڈرنے والے کے لیے ایک جنت دنیا میں ہے اور دوسری جنت آخرت میں۔ سبحان اللہ! کیسی پیاری بات ہے۔ حضور کی شریعت، اطاعت، محبت دنیا کی جنت ہے۔

(یارسول اللہ! یہ بات میرے سامنے ایک مرتبہ پھر ارشاد فرمایئے) یہ تعجب انتہائی خوشی کا تھا اور دوبارہ کہلوانا اس لیے تھا کہ ایسے ہمارے بشارت والے کلمے پھر ایسے بے مثال بشیر و نذیر کے لبوں سے بہت لذیذ معلوم ہوئے۔ شعر

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 745)

(۴۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: يَا اَبَا مُوْسٰى آاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اَقْرَاُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَاَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ پس ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! سو وہ شخص اپنے دوستوں کی طرف مڑا اور اس نے کہا! میں تمہیں سلام کہتا ہوں پھر اس نے اپنی تلوار کا میان پھاڑ کر پھینک دیا اور تلوار لے کر دشمن کی طرف چل پڑا سو اس نے تلوار کے ساتھ لڑائی کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

حل لغات:

رَثُّ الْهَيْئَةِ: ایسا آدمی جو پرگندہ حالت میں ہو۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 10 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۱۰) (مسلم شریف رقم الحدیث 1878)

Marfat.com

شرح:

تلواروں سے مراد جہاد کے ہتھیار ہیں، چونکہ اس زمانہ میں جہاد میں زیادہ استعمال تلواروں کا ہوتا تھا اس لیے خصوصیت سے تلواروں کا ہی ذکر فرمایا۔آج کل توپوں، بندوقوں، راکٹوں کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے نیچے جنت ہے جبکہ وہ جہاد میں استعمال ہورہے ہوں۔ان تلواروں سے مراد یا تو کفار کی تلواریں ہیں جو وہ غازی مسلمانوں کے مقابل کھینچیں یعنی ان تلواروں سے جنت بہت قریب ہے کہ مسلمان شہید ہوا اور جنت میں پہنچا۔جیسے فرمایا گیا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے یا مراد خود مجاہدین کی اپنی تلواریں ہیں یعنی جب مجاہدین تلوار سونتے کفار پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو گویا جنت ان تلواروں کے سایہ میں ہوتی ہے اور سایہ میں تو خود مجاہدین ہیں تو وہ اس وقت ہی جنت میں ہیں مگر پہلی توجیہ زیادہ قوی ہے، مرقات نے اس ہی کو ترجیح دی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 746)

(۴۱۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْسٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَبْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ حضرت ابوعبس عبداللہ بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی بندے کے دو پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اُسے آگ نہیں چھو سکے گی۔

(بخاری)

(۴۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ، وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدُخَانُ جَھَنَّمَ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو یا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔حتیٰ کہ دودھ پستانوں میں واپس لوٹ جائے اور ایک بندے پر خدا کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

الضَّرْع: تھن، پستان۔

(۴۱۱) (مسلم شریف' کتاب الامارۃ رقم الحدیث 1889) (۴۱۲) (بخاری شریف' کتاب الجھاد والیسر' رقم الحدیث 2790)

Marfat.com

دُخَانٌ: دھواں۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے دوہے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس ہونا ناممکن ہے ایسے ہی اس شخص کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ"۔ خوف خدا میں رونے کے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے۔

باش چوں دولاب دائم چشم تر   تا درون صحن تو روید خضر

راہ خدا کا غبار وہ غبار ہے جو رب کی رضا کے لیے راستہ چلا جائے اور وہاں کا غبار بدن یا کپڑوں یا پاؤں یا چہرے پر پڑے جیسے مسجد کو جاتے طلب علم، جہاد حج وعمرہ وغیرہ کرنے کی حالت میں جو گرد وغبار پڑے۔

چونکہ ناک کے نتھنے پیٹ اور دماغ کے دروازے ہیں کہ انہیں کے ذریعہ ہوا اندر باہر آتی جاتی ہے، اگر ان میں راہِ خدا کا غبار پڑے تو یقیناً سانس کے ساتھ پیٹ اور دماغ میں بھی پہنچے گا اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ لفظ منخر میم اور خ کے فتح سے بھی ہے اور دونوں کے پیش سے بھی اور میم کے فتحہ اور خ کے کسرہ سے بھی، بروزن مجلس اور میم کے کسرہ خ کے فتحہ سے بھی بہت لغات میں بمعنی ناک کا نتھنا۔

جس مؤمن کے پیٹ میں سانس کے ذریعہ راہ خدا کا غبار پہنچ جائے وہاں دوزخ کا دھواں نہ پہنچے یعنی وہ دوزخ میں تو کیا دوزخ کے قریب بھی نہ جائے گا جہاں دوزخ کی آگ کا دھواں پہنچتا ہے۔ خیال رہے کہ دوزخ میں کہیں آگ بغیر دھوئیں کی ہے جیسے دنیا میں ویلڈنگ کی آگ اور کہیں دھوئیں والی ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ دوزخ کی آگ بغیر دھوئیں کے ہے پھر وہاں دھواں کیسا؟

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 722:)

(۴۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۴۱۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1884)

Marfat.com

فرماتے سنا: دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو خوف خداوندی میں روئی اور دوسری وہ آنکھ جو رات بھر خدا کی راہ میں چوکیداری کرتی رہی۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۱۴) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خدا کی راہ میں ایک شخص کو جہاد کے لئے تیار کیا بے شک اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے گھر کا اس کی عدم موجودگی میں اچھی طرح خیال رکھا بے شک اس نے بھی جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

جَهَّزَ : سامان تیار کرنا، آراستہ کرنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت زیدؓ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 373 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جو مجاہد کے پیچھے اس کے بال بچوں کی خدمت اس کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے وہ بھی ثواب جہاد میں شریک ہو گیا کیونکہ اس کی اس خدمت سے غازی کا دل مطمئن ہوگا جس سے وہ جہاد اچھی طرح کر سکے گا تو گویا یہ شخص غازی کے اطمینانِ دل کا ذریعہ بنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 693:)

(۴۱۵) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۴۱۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 1902)

(۴۱۵) (بخاری شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 865' 2656' نسائی شریف' رقم الحدیث 3116' مسند امام احمد' رقم الحدیث 15977' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 4605' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 18296' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 2075' مسند طیالسی' 7482' الاحاد والمثانی' رقم الحدیث 1973)

Marfat.com

فرمایا: افضل ترین صدقہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمے کا سایہ (مہیا کرنا) ہے اور اللہ کی راہ میں خادم عطیۃً دینا اور اللہ عزوجل کی راہ میں (یعنی افزائش نسل کے لئے) سانڈھ چھوڑنا ہے۔

اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

فُسْطَاطٍ: سایہ دار خیمہ

طَرُوْقَةٌ: جوان اونٹنی، جو جفتی کے قابل ہو

فَحْلٍ: طاقت ور اونٹ، جس کو جفتی کے لیے رکھا جاتا ہے (سانڈھ)۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس طرح کہ مجاہدین کو بالکل یا عاریۃً خیمہ دے دیا جائے کہ وہ سفر جہاد میں اس کے سایہ میں بیٹھا کریں، اسی طرح حجاج کو عرفات وغیرہ میں خیمہ، شامیانہ لگادینا، اگر طلباء میدان میں بیٹھ کر پڑھتے ہوں مدرسہ کی عمارت نہ ہو ان کے لیے سایہ کا انتظام کردینا، جہاں مسجد نہ ہو وہاں نمازیوں کے لیے شامیانہ یا خیمہ لگادینا سب ہی اس میں داخل ہیں۔ قسطاط ہر چھوٹے بڑے خیمہ کو کہا جاتا ہے۔

غازیوں، حاجیوں، دینی علماء وطلباء کی خدمت کے لیے کوئی آدمی مقرر کردینا جس کی تنخواہ خود برداشت کرنا۔

(اور اللہ عزوجل کی راہ میں (یعنی افزائش نسل کے لئے) سانڈھ چھوڑنا ہے۔) اس فرمان عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ مجاہدین کے لیے جو اونٹنیاں ہوں انہیں حاملہ کرنے کے لیے نر اونٹ عاریۃً دے دینا کہ یہ بھی ثواب ہے اس سے جو اونٹ کی نسل چلے گی اس پر مجاہدین جہاد کریں گے اسے ثواب ملیگا۔ دوسرے یہ کہ مجاہد کو سواری کے لیے عاریۃً اونٹ دے دینا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 721:)

(۴۱۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَن فَتًى مِّنْ اَسْلَمَ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنِّيْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ. قَالَ: "ائْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ. فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ. وَيَقُوْلُ: اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ. قَالَ: يَا فُلَانَةُ، اَعْطِيْهِ الَّذِيْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسِيْ عَنْهُ شَيْئًا. فَوَاللهِ لَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

---

(۴۱۶) (ترمذی شریف، کتاب فضائل جہاد، رقم الحدیث 1633)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، لیکن میرے پاس تیاری کے لئے کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص کے پاس جاؤ، اس نے تیاری کر رکھی تھی اور پھر وہ بیمار پڑ گیا، پس وہ نوجوان اس آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو سامان جہاد تم نے تیار کر رکھا ہے وہ مجھے دے دو۔ اس آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلانہ! جو سامانِ جہاد میں نے تیار کر رکھا تھا وہ سارا اس نوجوان کو دے دو، اور اس سامان سے کوئی بھی چیز اپنے پاس باقی نہ رکھنا، خدا کی قسم! جو چیز تم اس سامان میں سے روک لوگی اس میں تمہارے لئے قطعاً برکت نہ ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

تَجَهَّزَ: از، تجهیزاً، بمعنی سامان تیار کرنا۔ یہاں مراد سامان جہاد تیار کرنا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: جہاد کے آداب:

(مجاہد کو چاہیے کہ) خلوص دل سے جہاد کرے، فقط رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے لئے غیظ وغضب کا اظہار کرے، پوری طاقت وکوشش کے ساتھ جہاد کرے، جہاد کرتے ہوئے سر دھڑ کی بازی لگا دے، واپس پلٹنے کی خواہش دل سے نکال دے، محض اس نیت سے جہاد کرے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا کلمہ بلند ہو، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرے، قرض وغیرہ ہو تو جہاد میں جانے سے پہلے اُسے ادا کر دے، قتال کرتے وقت اور ہر حال میں ذکرِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کو اپنا رفیق وہم نشین بنا لے۔

(۴۱۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْیَانَ، فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا، وَالْاَجْرُ بَیْنَھُمَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: "لِیَخْرُجْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "اَیُّکُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ بِخَیْرٍ کَانَ لَہٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ".

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی طرف پیغام بھیجا تو ارشاد فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک شخص جہاد کے لئے نکلے اور اجر دونوں کو ملے گا۔ (مسلم)

اور ان ہی کی ایک روایت میں ہے: ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی نکلے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان دو

(۴۱۷) (ترمذی شریف، کتاب فضائل جہاد، رقم الحدیث 1639)

Marfat.com

میں سے) پیچھے رہ جانے والے کے لیے فرمایا: تم میں سے جس نے جہاد کے لئے نکلنے والے کے گھر اور مال میں اچھی نیابت کی تو اسے جہاد کے لئے نکلنے والے کا نصف اجر ملے گا۔

(۴۱۸) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ قَالَ: "اَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ". فَاَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاُجِرَ كَثِيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوہے کے جنگی لباس میں ملبوس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کر' پھر جہاد کرنا۔ سو اس شخص نے پہلے اسلام قبول کیا پھر شریک جہاد ہوا پس شہید ہو گیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے عمل کم کیا ہے' اور اسے اجر زیادہ ملا ہے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

حلِ لغات:

رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ: ایسا آدمی جو جہاد کے تمام سامان کے ساتھ ہو، زرہ پہنا ہوا آدمی۔

تعارفِ روای:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ،حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: تم میں سے جو شخص رات میں عبادت کرنے سے عاجز ہو اور دشمن سے جہاد کرنے میں کمزور ہو اور مال خرچ کرنے میں کنجوس ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔

(شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم ۵۰۸، ج ۱، ص ۳۹۱)

(۴۱۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَحَدٌ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ

(۴۱۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 4787' بخاری شریف رقم الحدیث 2688' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2503' ترمذی شریف رقم الحدیث 1628' نسائی شریف رقم الحدیث 3180' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 2758' دارمی رقم الحدیث 2418' مسند امام احمد رقم الحدیث 376' ابن حبان رقم الحدیث 4628' ابن خزیمہ رقم الحدیث 2064' مستدرک حاکم رقم الحدیث 2447' بیہقی رقم الحدیث 7926' مسند ابویعلی رقم الحدیث 253' طبرانی کبیر رقم الحدیث 5225)

(۴۱۹) (ترمذی شریف رقم الحدیث 1627)

Marfat.com

یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَہٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّھِیْدُ، یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا، فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ"۔
وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو جنت میں داخل ہو اور پھر یہ پسند کرے کہ دنیا کی طرف لوٹ جائے اور زمین پر جو کچھ ہے وہ اسے مل جائے سوائے شہید کے کہ وہ یہ آرزو کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے تو دس مرتبہ قتل کیا جائے اس کرامت کی وجہ سے اس نے جو شہادت کے بدلے دیکھی اور ایک روایت میں ہے: اس فضیلت کی وجہ سے جو وہ شہادت میں دیکھے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلْکَرَامَۃُ: عزت، عظمت، بزرگی، فضیلت۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں روحانی داخلہ مراد ہے جو بعض مؤمنوں کو مرتے ہی نصیب ہو جاتا ہے، جسمانی داخلہ بعد قیامت ہوگا جب دنیا ختم ہو چکی ہوگی لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عام مؤمنین کی قبروں میں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے وہاں کی ہوائیں، خوشبوئیں وغیرہ آتی رہتی ہیں شہداء وغیرہ کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت میں داخل ہو جاتی ہیں بعد قیامت اس جسم کے ساتھ جنت میں داخلہ ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

(اور زمین پر جو کچھ ہے وہ اسے مل جائے) کیونکہ دنیا آفات کی جگہ ہے، اگرچہ دنیا میں کسی کو بہت زیادہ آرام ملے مگر وہ سب آرام اس آرام کے مقابل تکالیف ہیں، جیل کا اے کلاس بھی گھر کی آزادی گھر کے آرام کے مقابل ہیچ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 699:)

(۴۲۰) وَعَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "یَغْفِرُ اللہُ لِلشَّھِیْدِ کُلَّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔
وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: "اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ"۔

(۴۲۰)(مسلم شریف' کتاب الامارۃ' رقم الحدیث 4786' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2780' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13183' ابن حبان' رقم الحدیث 4730' بیہقی' رقم الحدیث 17620' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 3293)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کی ہر خطا معاف کردے گا سوائے قرض کے۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونا قرض کے سوا ہر چیز کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(۴۲۱) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فِیْہِمْ فَذَکَرَ اَنَّ الْجِہَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ، اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ". ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "کَیْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ - عَلَیْہِ السَّلَامُ - قَالَ لِیْ ذٰلِکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا افضل ترین اعمال ہیں تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہو جائے اس حالت میں کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کی امید رکھنے والا' دشمن کی طرف بڑھنے والا ہو اور پیٹھ نہ پھیرنے والا نہ ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا پوچھا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر تو صبر کرنے والا' اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والا اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو سوائے قرض کے کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی بات کہی ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

خَطَایَا : گناہ، خطائیں، غلطیاں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۲۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 4789' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2510' ترمذی شریف رقم الحدیث 2876' مسند امام احمد رقم الحدیث 11125' ابن حبان رقم الحدیث 2126' ابن خزیمہ رقم الحدیث 2540' مستدرک حاکم رقم الحدیث 2429' بیہقی رقم الحدیث 17674' مسند ابویعلی رقم الحدیث 1282)

Marfat.com

شرح:

(ہاں! اگر تو صبر کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والا اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو سوائے قرض کے) یہاں قرض کے متعلق شارحین کے کئی قول ہیں: بعض نے فرمایا کہ قرض سے مراد بندے کے سارے مارے ہوئے حقوق ہیں چوری، خیانت، غصب، قتل وغیرہ۔ مرقات نے فرمایا کہ قرضہ سے وہ قرضہ مراد ہے جس کے ادا کرنے کی نیت نہ ہو، اگر ادا کرنے کی نیت تھی مگر موقعہ نہ ملا کہ شہید ہو گیا وہ قرض خود قرض خواہ سے معاف کرا دیا جائے گا مگر دریا کا شہید اس کا قرضہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور اس کی روح بلاواسطہ خود رب تعالیٰ قبض فرماتا ہے حضرت ملک الموت کے سپرد نہیں فرماتا۔ (مرقاۃ)

(کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی بات کہی ہے۔) یعنی ابھی وحی الٰہی آئی جس میں مجھ سے یہ فرمایا گیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور پر صرف قرآن کریم کی ہی وحی نہ ہوئی اس کے علاوہ اور بھی وحی ہوئی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر وحی کو صحابہ کرام دیکھا نہ کرتے تھے، بعض وقت ان حضرات نے وحی آتے دیکھی، بلکہ بعض اوقات جبرائیل امین کو بھی دیکھا اور بعض وقت کچھ بھی نہ دیکھا، رب تعالیٰ نے اپنے محبوب سے باتیں کرلیں پاس والوں کو خبر بھی نہ ہوئی، اس وقت جو وحی آئی یہ اسی دوسری قسم کی تھی، بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ وحی پہلے آچکی تھی مگر یہ درست نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سائل سے یہ پہلے ہی فرما دیتے دوبارہ بلانے اور سوال پوچھنے کی حاجت نہ ہوتی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 701)

(۴۲۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَیْنَ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِی الْجَنَّۃِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِہٖ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ فرمایا: جنت میں۔ پس اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور لڑائی کرنے لگا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

(۴۲۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ، وَجَآءَ الْمُشْرِکُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَہٗ" فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" قَالَ: یَقُوْلُ عُمَیْرُ بْنُ

(۴۲۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1900)

(۴۲۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1877)

Marfat.com

الْحُمَامِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، جَنَّۃٌ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بَخٍ بَخٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا یَحْمِلُکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ؟" قَالَ: لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رَجَاۗءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا. قَالَ: "فَاِنَّکَ مِنْ اَھْلِھَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِہٖ، فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ ھٰذِہٖ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ، فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

"اَلْقَرَنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاۗءِ: ھُوَ جُعْبَۃُ النَّشَّابِ.

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین چلے حتیٰ کہ مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور مشرک آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک میں آگے نہ بڑھوں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف نہ بڑھے۔ پس مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو! اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ جنت جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی: واہ واہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو کس چیز نے واہ واہ پر ابھارا؟ عرض کیا: نہیں۔ خدا کی قسم! یارسول اللہ! میں نے یہ کسی اور وجہ سے نہیں کہا، سوائے اس کے کہ مجھے امید تھی کہ میں بھی جنتیوں میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا: ہاں! تو اہل جنت میں سے ہے۔ پس انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور کھانا شروع کر دیں۔ پھر کہا: اگر یہ کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ تو بہت لمبی زندگی ہے پھر انہوں نے یہ کھجوریں جو ان کے پاس تھیں پھینک دیں اور مشرکوں سے لڑنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

حل لغات:

القرن: قاف اور راء پر زبر کے ساتھ۔ تیروں کے تھیلے کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو! اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے) یعنی اس عمل کی طرف چلو جو جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے وہاں جانا گویا جنت میں ہی جانا ہے جیسے فرمایا گیا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے یا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، عموماً ہر چیز کی چوڑائی اس کی لمبائی سے چھوٹی ہوتی

Marfat.com

ہے، جنت کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمینوں کی برابر ہے تو غور کرو کہ اس کی لمبائی کتنی ہوگی، اس سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نفیس طریقہ سے باریک مسئلہ سمجھا دیا۔

(فرمایا: ہاں! تو اہل جنت میں سے ہے) یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کے سعید وشقی ہونے پر مطلع ہونا کہ حضرت عمیر کے جنتی ہونے یعنی ایمان پر خاتمہ اور شہادت حساب محشر میں کامیابی، پل صراط سے بخیریت گزرنے کی خبر پہلے ہی سے دے رہے ہیں کیونکہ جنت میں داخلہ ان سب منزلوں سے گزرنے کے بعد ہوگا۔ خیال رہے کہ جس کے ایمان وجنتی ہونے کی حضور رجسٹری فرمادیں اس کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے رب کی وحدانیت یقینی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5 تحت حدیث 706:)

(۴۲۴) وَعَنْهُ، قَالَ: جَآءَ نَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُّعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ. فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ. فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ، وَيَتَدَارَسُوْنَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُوْنَ، وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ، فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ، وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ، وَلِلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغُوا الْمَكَانَ. فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا. وَاَتٰى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ، فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰى اَنْفَذَهٗ. فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کیا) کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصار میں سے ستر آدمیوں کو بھیجا جنہیں قراء کہا جاتا تھا ان میں میرے ماموں حضرت حرام بھی تھے وہ قرآن حکیم پڑھتے تھے وہ رات کو درس دیتے' اور اس کا ورد کرتے اور دن کے وقت پانی لاکر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں اکٹھی کرتے پس انہیں بیچتے اور اس سے اصحاب صفہ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیج دیا۔ یہ قراء بھی اپنے اصل مقام تک نہیں پہنچے تھے کہ وہ لوگ ان کے ساتھ لڑے اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا تو ان قراء نے کہا: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچادے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ سو ایک آدمی حضرت

(۴۲۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 4768 'مسند امام احمد رقم الحدیث 7051 'مستدرک حاکم رقم الحدیث 2554 'بیہقی رقم الحدیث 1272)

Marfat.com

انس کے ماموں حضرت حرام کی طرف پیچھے سے آیا اور انہیں نیزہ مارا حتیٰ کہ نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا تو حضرت حرام نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے بھائی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے دعا کی ہے کہ اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچا دے کہ بے شک ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے' ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

(۴۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا اَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِيْ: اَصْحَابَهُ - وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِيْ: الْمُشْرِكِيْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ، اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ! فَقَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ، فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ اَنَسٌ: كُنَّا نَرٰى - اَوْ نَظُنُّ - اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهِ: {مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ} (الاحزاب: 23) اِلٰى اٰخِرِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے خلاف لڑی ہے' اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ تعالیٰ مجھے ملاحظہ فرمائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ پس جب احد کی جنگ کا دن تھا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے (یعنی حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کی: اے اللہ! جو کچھ انہوں نے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے) کیا ہے میں اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے یعنی مشرکوں نے کیا ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے آئے تو انہوں نے فرمایا: اے سعد بن معاذ! جنت! نضر کے رب کی قسم! مجھے اس کی خوشبو احد کے نیچے سے آ رہی ہے۔ حضرت سعد نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو کچھ نضر نے کیا ہے میں وہ نہ کر سکا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلواروں' نیزوں اور تیروں کے زخم دیکھے۔ سو ہم نے انہیں اس حالت میں

(۴۲۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4765' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1712' نسائی شریف' رقم الحدیث 3157' مسند امام احمد' رقم الحدیث 22638)

Marfat.com

دیکھا کہ وہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکوں نے ان کی شکل بگاڑ کر رکھ دی تھی۔ انہیں کوئی پہچان نہ سکا سوائے ان کی بہن کے۔ اس نے انہیں ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم خیال کرتے تھے یا فرمایا: ہم یہ گمان کرتے تھے کہ یہ آیت ان ہی کے متعلق یا ان جیسے لوگوں کے متعلق نازل ہوئی: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ۔ اہل ایمان میں ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' ان جوان مردوں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس ساعت سعید کا) انتظار کر رہے ہیں۔ آخر آیت تک۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: جنت کی خوشبو:

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں۔ یہ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد کے دن اکیلے ہی کفار سے لڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہی چلے گئے جب آپ نے دیکھا کہ کچھ مسلمان سست پڑ گئے ہیں اور آگے نہیں بڑھ رہے ہے تو آپ نے بلند آواز سے للکار کر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ اُحُدٍ وَّاِنَّهَا لَرِیْحُ الْجَنَّةِ (یعنی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں احد پہاڑ کے پاس جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یقیناً بلاشبہ یہ جنت ہی کی خوشبو ہے۔) آپ نے یہ فرمایا اور اکیلے ہی کفار کے نرغہ میں لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑے اور شہادت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

ان کے بدن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسی سے زیادہ زخم گنے گئے تھے اور کفار نے ان کی آنکھوں کو پھوڑ کر اور ناک، کان، ہونٹ کو کاٹ کر ان کی صورت اس قدر بگاڑ دی تھی کہ کوئی شخص ان کی لاش کو پہچان نہ سکا مگر جب ان کی بہن حضرت رُبَیّع رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ میرے بھائی انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس کا انہیں شدید رنج و قلق تھا کہ افسوس! میں اسلام کے پہلے غزوہ میں غیر حاضر رہا۔ پھر وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر آئندہ کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا کہ کفار سے جنگ کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں جنگ کیا کرتا ہوں اور کیا کر دکھاتا ہوں۔

چنانچہ ۳ھ میں جب جنگ احد ہوئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر کے دکھا دیا کہ اپنے بدن پر اسی زخموں سے زائد زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی شان میں قرآن

Marfat.com

کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ"

مؤمنین میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔

(اکمال، ص ۵۸۵، اسد الغابہ، ج ا ص ۱۲۲، حجۃ اللہ ج ۲ ص ۱۷۸ بخاری شریف)

(۴۲۶) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ، فَصَعِدَا بِی الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ، لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ".

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ، وَهُوَ بَعْضٌ مِّنْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فِیْهِ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْعِلْمِ سَیَاْتِیْ فِیْ بَابِ تَحْرِیْمِ الْکِذْبِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

◀◀ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے آج رات دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے سو وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ پس انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا جو اتنا خوبصورت اور شاندار تھا کہ میں نے اتنا خوبصورت اور اتنا شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا تھا ان دونوں نے کہا: یہ گھر شہیدوں کا ہے۔

اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ حدیث عنقریب انشاء اللہ "جھوٹ کی حرمت" کے باب میں آئے گی۔

تعارفِ روای:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 406 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

جنت میں گھر اُس آدمی کو بھی ملے گا جس نے اپنے بیٹے کی موت پر صبر کیا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے (روایت ہے) بے شک اللہ کے رسول (نے) فرمایا جب فوت ہوتا ہے بیٹا کسی بندے (کا) تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہ روح قبض کی تم نے میرے بندے (کے) بیٹے کی

تو کہتے ہیں (فرشتے) ہاں تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ) توڑ لیا تم نے پھل اس کے دل کا تو کہتے ہیں (فرشتے) ہاں تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ) کیا کہا میرے بندے (نے) تو کہتے ہیں (فرشتے) حمد کی اس (بندے) نے تیری اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بناؤ میرے بندے کے لئے جنت میں گھر اور نام رکھو اس (گھر) کا بیت

(۴۲۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 4799)

Marfat.com

الحمد (حمد کا گھر)

(۴۲۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ. فَقَالَ: "يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ام ربیع بنت براء جو حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کے متعلق نہیں بتائیں گے؟ (وہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے) اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر معاملہ کچھ اور ہے تو میں اس پر زیادہ روؤں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت کے اندر کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ (بخاری)

(۴۲۸) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ؛ فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا ان کا مثلہ کر دیا گیا تھا تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا پس میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے کے لئے آگے بڑھا تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس پر مسلسل اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فَنَهَانِي: نهاه، ينهاه، نهيًا، بمعنی ڈانٹنا منع کرنا، روکنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس بارے میں ہم حدیث نمبر 425 میں بیان کر چکے ہے واللہ اعلم۔

(۴۲۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 4800' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2618' مسند امام احمد رقم الحدیث 12421' بیہقی رقم الحدیث 17976)

(۴۲۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 4802)

Marfat.com

(۴۲۹) وَعَنْ سهل بْنِ حَنِيفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَاِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے درجات عطا فرمائے گا' خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو۔ (مسلم)

شہادت کی آرزو:

(۴۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا ولو لَمْ تُصِبْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے صدق دل سے شہادت کی آرزو کی اسے شہادت کا ثواب عطا ہوگا اگرچہ وہ شہید نہ ہوا ہو۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱ ،حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۳ھ میں جنگ احد میں کفار نے آپ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق میں چبھ گیا، ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہو تو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ تم جب بھی اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا۔ انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ لڑائیوں میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی نہیں رہتی تھی لیکن ستر برس کی مدت کے بعد ۳۷ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔ (کنز العمال وحاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص ۵ واسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۱)

(۴۲۹) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4803' بخاری شریف' رقم الحدیث 2651' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3200' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13038' ابن حبان' رقم الحدیث 4772' بیہقی رقم الحدیث 17696' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 769)

(۴۳۰) (بخاری شریف' کتاب صفة الصلوٰة' رقم الحدیث 809' 1092' 1320' 1979' 2638' 3064' 3176' 4397' 745' 6640)

Marfat.com

(۴۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا یَجِدُ الشَّهِیْدُ مِنْ مَّسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَّسِّ الْقَرْصَةِ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل کے وقت اسی قدر تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۳۲) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ اَنْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ: "اَیُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْاَلُوا اللهَ الْعَافِیَةَ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا مقابلہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے انتظار میں رہے حتیٰ کہ سورج زائل ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب تم ان سے مقابلہ کرو تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر دعا کی: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے لشکروں کو شکست دینے والے! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

ہَازِم: بھگانے والا، شکست دینے والا۔

---

(۴۳۱) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2654' 3761' 6184' 6199' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3174' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 4930' مسند امام احمد' رقم الحدیث 13223' ابن حبان' رقم الحدیث 958' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 8232' بیہقی سنن الکبریٰ' 18321' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 3235' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 3500)

(۴۳۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 6230' بخاری شریف' رقم الحدیث 1187' نسائی شریف' رقم الحدیث 1845' مسند امام احمد' رقم الحدیث 14223' ابن حبان' رقم الحدیث 7021' بیہقی' رقم الحدیث 6504)

Marfat.com

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 55 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ جنگ کون سی تھی مگر یہ معلوم ہوا کہ اس جنگ میں مسلمان حملہ آور تھے کفار نے مدینہ منورہ پر حملہ نہ کیا تھا۔ خیال رہے کہ جہاد ہر طرح جائز ہے مدافعانہ بھی اور جارحانہ طور پر بھی۔ جن بے وقوفوں نے سمجھا کہ مسلمان صرف دفاع کریں انہوں نے غلط سمجھا، سواء احد و احزاب کے حضور نے تمام جہاد جارحانہ ہی کیے ہیں۔

جب کہ دوپہر کی تیزی جاتی رہی نماز ظہر کا وقت آ گیا فتح و نصرت کی ہوائیں چلنے لگیں مجاہدین قیلولہ کر کے تازہ دم ہو گئے دعا کی قبولیت کا وقت آ گیا کیونکہ نماز کے وقتوں میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یا تو صبح کے وقت جہاد کیا جائے یا دن ڈھلے، بیچ دوپہری میں جہاد نہ کرے۔ (مرقات وغیرہ) حدیث شریف میں ہے کہ دن ڈھلے آسمان کے دروازہ رحمت کھل جاتے ہیں۔ (اشعہ)

(فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو) یعنی جنگ کی تمنا نہ کرو نہ دعا مانگو کیونکہ جنگ ایک بلا ہے بلا کی آرزو اچھی نہ بہتر اس میں فخر و تکبر کی بو ہے اس لیے اس تمنا سے بچو اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہ کرو۔ ہمیشہ اللہ سے فضل و رحمت مانگو۔ بیماری اگرچہ اللہ کی رحمت کا باعث ہے، سانپ کاٹے کی موت شہادت کی موت ہے مگر نہ تو ان کی دعا کرو نہ کوشش اور جب رب کی طرف سے آ جائے تو صبر کرو۔

(بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو) یعنی دعا کرو امن و عافیت کی نہ کہ جنگ کی اور اگر کفار سے جنگ کرنا پڑے تو پھر ہمت و استقلال سے کام لو۔ سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم ہے۔

(جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔) تلوار سے مراد ہتھیار جنگ ہیں جن میں تیر بندوق توپ اور ہوائی جہاز راکٹ وغیرہ سب شامل ہیں، چونکہ اس زمانہ میں جہاد کا عام استعمالی ہتھیار تلوار تھی اس لیے ہی اس کا ذکر فرمایا۔ سایہ تلوار سے مراد ہے اٹھی ہوئی کھچی ہوئی تلوار خواہ ہماری تلوار ہو جو کافروں کے سر پر پڑ رہی ہو یا کفار کی تلوار ہو جو وہ ہم پر اٹھا رہے ہوں یعنی جنت جہاد سے بہت ہی قریب ہے گویا تلواروں کے سایہ میں ہے کہ غازی شہید ہوا اور جنگ میں گیا۔ خیال رہے کہ تمام جنتی مسلمان بعد قیامت جنت میں جائیں گے مگر شہید کی روح جسم سے نکلتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہے۔

(پھر دعا کی: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے لشکروں کو شکست دینے والے! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔) معلوم ہوا کہ جہاد سے پہلے دعاء نصرت کرنا سنت ہے اور بہتر ہے کہ دعا ماثورہ مانگے یہ دعا ہو یا کوئی اور دعا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو یا حضرات اولیاء سے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث: 824)

Marfat.com

(۴۳۳) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا"

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◄ ◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں (دعائیں) مسترد نہیں ہوتیں یا فرمایا بہت کم مسترد ہوتی ہیں ایک وہ دعا جو اذان کے وقت کی جائے اور دوسری وہ دعا جو جنگ کے دوران کی جائے جبکہ لوگ ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

یُلْحِم: لہولہان کرنا، خون بہانا،

تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(ایک وہ دعا جو اذان کے وقت کی جائے) یعنی مؤذن کے اذان سے فارغ ہوتے ہی نہ کہ دورانِ اذان میں کہ وہ جوابِ اذان کا وقت ہے۔

(دوسری وہ دعا جو جنگ کے دوران کی جائے) یعنی عین کشت وخون کی حالت میں جب غازی کافروں کو قتل کر رہے ہوں اور کافروں کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہوں کہ وہ بہترین عبادت ہے۔ یلحم اِلحَا سے بنا، بمعنی گوشت کاٹنا یعنی قتل کرنا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 633:)

(۴۳۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ أَحُوْلُ، وَبِكَ أَصُوْلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ"

---

(۴۳۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 4815)

(۴۳۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 4814، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1520، نسائی شریف رقم الحدیث 3162، ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 2797، دارمی رقم الحدیث 2407، ابن حبان رقم الحدیث 3192، مستدرک حاکم رقم الحدیث 2412، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 3372، بیہقی رقم الحدیث 18336، طبرانی کبیر رقم الحدیث 5550)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ لڑتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! تو ہی میرا حامی وناصر ہے، میں تجھی سے طاقت حاصل کرتا ہوں، تیرے بھروسے پر ہی حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے ہی جنگ کرتا ہوں۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ: مددگار، ایسی چیز جس کے ساتھ سہارا ملے، میری حمایت کرنے والا، میری مدد کرنے والا۔

تعارف روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

احول حول سے بنا بمعنی دشمن کے مکروفریب کو پھیر دینا یا برائی سے اچھائی کی طرف پھر جانا یعنی الٰہی میں دشمن کے مقابل اپنی قوت، فوج، ہتھیاروں کے بھروسہ پر نہیں آیا ہوں، یہ تو فقط اسباب ہیں، بھروسہ تجھ پر ہے تو چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے، کمزور مسلمان سے قوی کفار کو ہلاک کرادے، دو بچوں سے ابوجہل کو ٹھکانے لگادے۔ یہ وہ چیز ہے جو کفار کے پاس نہیں اور مسلمان انہی کی برکتوں سے فتح پاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4 تحت حدیث 57:)

(۴۳۵) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے خطرہ محسوس کرتے تو دعا کرتے: اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلہ میں کرتے ہیں اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۴۳۵) (ترمذی شریف، کتاب فضائل جہاد، رقم الحدیث 1668)

Marfat.com

(۴۳۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۳۷) وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ: اَلْاَجْرُ، وَالْمَغْنَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ ◄ حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی رکھ دی گئی ہے یعنی اجر اور غنیمت۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نَوَاصِیْ: ناصیة، کی جمع، بمعنی پیشانی، ماتھا، یہاں پوری ذات مراد ہے۔ (یعنی پورا گھوڑا)

تعارفِ رواۃ:

عروہ ابن ابی الجعد: آپ بارقی ہیں، حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ)

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ یہاں گھوڑے سے مراد جہاد کا گھوڑا ہے نہ کہ عام گھوڑے جو تانگہ میں چلانے، یا ریس میں جوا کھیلنے کے لیے پالے جاتے ہیں۔ بعض شارحین سے فرمایا کہ یہاں جنس گھوڑا مراد ہے کیونکہ یہ آلہ جہاد ہے اس پر جہاد ہوسکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 761)

(۴۳۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ، اِیْمَانًا بِاللهِ، وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ، فَاِنَّ شِبَعَهٗ، وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ، وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ"

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۴۳۶) (مسلم شریف، کتاب الجهاد والسیر، رقم الحدیث 4429، بخاری شریف، رقم الحدیث 2861، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2413، بیہقی، رقم الحدیث 18243)

(۴۳۷) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2540)

(۴۳۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3584)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کی تیاری کے لئے) گھوڑا باندھے اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتا ہو تو اس گھوڑے کا سیر ہو کر کھانا اور پینا اور اس کا گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے میزان میں رکھ دیا جائے گا۔ (بخاری)

(۴۳۹) وَعَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَّخْطُوْمَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُمِئَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نکیل والی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور سب نکیل والی ہوں گی۔ (مسلم)

حل لغات:

نَاقَةٍ مَّخْطُوْمَةٍ : لگام لگائی ہوئی اونٹنی۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر: 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حق یہ ہے کہ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ بطور اعزاز اہل جنت کو سواری کے لیے گھوڑے اونٹنیاں عطا فرمائے گا جن کی رفتار ہوا سے زیادہ ہوگی جیسے قربانی کرنے والوں کو صراط طے کرنے کے لیے سواری دی جائے گی۔ بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے سات سو اونٹنیاں خیرات کرنے کا ثواب دے گا مگر یہ درست نہیں ورنہ پھر مہار والی ہونے کے کیا معنی، کیا ثواب کے بھی مہار ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں خرچ کرنے والوں کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تجھے اونٹ کے عوض سات سو اونٹ اور مہار کے عوض سات سو مہاریں عطا ہوں گی تیری کوئی خیرات ضائع نہ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 395:)

(۴۴۰) وَعَنْ اَبِي حَمَّادٍ - وَيُقَالُ: اَبُوْ سُعَادَ، وَيُقَالُ: اَبُوْ اُسَيْدٍ، وَيُقَالُ: اَبُوْ عَامِرٍ، وَيُقَالُ: اَبُوْ

(۴۳۹) (ابوداؤد شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 1537)

Marfat.com

عَمْرٍو، وَيُقَالُ: اَبُو الْاَسْوَدِ، وَيُقَالُ: اَبُو عَبْسٍ - عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ نِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ: "{وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ}، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَ لَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوحماد جنہیں ابوسعاد ابواسد ابو عامر ابوعمرو ابوالاسود اور ابوعبس بھی کہا جاتا ہے عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے: اور ان (مشرکوں سے جنگ) کے لئے مقدور بھر قوت تیار کرو۔ خبردار! قوت سے مراد تیراندازی ہے خبردار! قوت سے مراد تیراندازی ہے خبردار! قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ (مسلم)

شرح:

(جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے:) مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث صرف میں نے ہی نہیں سنی بلکہ میرے ساتھ بہت صحابہ نے سنی ہے کیونکہ آپ نے خطبہ جمعہ یا کسی وعظ میں برسرمنبر علانیہ فرمائی ہے۔

(قوت سے مراد تیراندازی ہے!) یعنی قرآن مجید کی اس آیت میں جس ثبوت کا حکم تاکیدی دیا گیا ہے وہ قوت آج کل تیراندازی ہے۔ آیت کریمہ کا مقصد فی زمانہ اسی طرح حاصل ہوگا کہ مسلمان تیر لگانے نشانہ لگانے کی خوب مشق کریں۔ فقیر کی اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا اگر صرف تیراندازی سیکھنا ضروری ہے تو آج کل نہ تیر ہیں نہ اس کی مشق تو اب اس آیت پر عمل کیسے ہو کیونکہ اب بجائے تیر کے گولہ بارود توپوں سے، گولہ باری ہوائی جہازوں سے، بم باری، راکٹ اندازی ہے، اب ان چیزوں کا سیکھنا اس آیت کریمہ پر عمل ہے بشرطیکہ جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 755:)

(۴۴۱) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ، وَيَكْفِيْكُمُ اللهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عنقریب تمہیں بہت سے علاقوں پر فتح نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی

---

(۴۴۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4730، بخاری شریف، رقم الحدیث 2694، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2542، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1636، نسائی شریف، رقم الحدیث 3562، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2305، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 999، دارمی، رقم الحدیث 2426، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4616، ابن حبان، رقم الحدیث 4668، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2454، بیہقی، رقم الحدیث 11394، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 2640، طبرانی کبیر، 2409)

(۴۴۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4732)

Marfat.com

ہوگا' پس تم میں سے کوئی شخص تیروں سے کھیلنے (مشق کرنے) میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

(۴۴۲) وَعَنْهُ: اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، اَوْ فَقَدْ عَصَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے تیراندازی سکھائی گئی' پھر اس نے اس کو ترک کر دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا فرمایا: اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

(۴۴۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ. وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا، وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا" اَوْ قَالَ: "كَفَرَهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

◀ ◀ حضرت ابوحماد عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا' ایک تیر بنانے والا جو تیر بنانے میں بھلائی' ثواب کی امید رکھتا ہے' دوسرے تیر چلانے والے اور تیسرے تیر پکڑانے والے اور تم تیراندازی کرو اور شہسواری کر۔ تمہارا تیراندازی کرنا مجھے تمہارے شہسواری کرنے سے زیادہ پسند ہے' اور جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تو گویا اس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا یا فرمایا: اس نے نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

حل لغات:

نَفَر: گروہ، جماعت،

تعارفِ روای:

عقبہ ابن عامر: آپ جہنی ہیں، عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کر دیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل

(۴۴۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4782' نسائی' رقم الحدیث 3187' دارمی' رقم الحدیث 2402' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17135' ابن حبان' رقم الحدیث 4649' متدرک حاکم' رقم الحدیث 2449' بیہقی' رقم الحدیث 18350' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 633)

(۴۴۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4831' بخاری شریف' رقم الحدیث 4932' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2514' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3083' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1998' دارمی' رقم الحدیث 2404' مسند امام احمد' رقم الحدیث 17468' ابن حبان' رقم الحدیث 4709' متدرک حاکم' رقم الحدیث 3267' بیہقی' رقم الحدیث 18511' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 1743' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 911)

Marfat.com

کیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا) یعنی مجاہد جو تیر کفار پر چلائے تو اس کے ایک تیر کی برکت سے تین مسلمان جنتی ہو جاتے ہیں۔ یہاں تین شخصوں سے مراد تین مسلمان ہیں کیونکہ کافر جنت میں نہیں جاسکتا، آج جہاد میں امریکہ روس وغیرہ کے اسلحہ استعمال کیے جائیں تو امریکی عیسائی یا روسی وغیرہ اس سے جنتی نہیں ہوسکتے۔ یہ اسلام کی قید اگلے مضمون سے بھی ظاہر ہے اور تیر سے مراد مرد مجاہد کا تیر ہے نہ کہ شکار کا تیر۔

(ایک تیر بنانے والا جو تیر بنانے میں بھلائی' ثواب کی امید رکھتا ہے) یعنی کاریگر تیر ساز ثواب کا جب مستحق ہے جب کہ جہاد کی نیت سے تیر بنائے صرف تجارت کی نیت نہ ہو ہر جگہ نیت کو بڑا دخل ہے۔

(دوسرے تیر چلانے والے) جو راہ خدا میں تیر چلائے خواہ جہاد کی حالت میں یا تیر اندازی کی حالت میں کہ یہ مشق جہاد کی تیاری کے لیے ہے۔

منبل باب تفعیل سے ہے یا افعال سے اسم فاعل نبل سے بنا بمعنی تیر انبال یا نبیل کے معنی ہیں تیر دینا تیر انداز کو یا تیر چلاتے وقت یا نشانہ پر لگنے کے بعد اٹھا کر لانا، اسے دینا، تیر خواہ اس دینے والے کی ملکیت ہو یا تیر انداز کی یا کسی تیسرے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی مدد کرنا بھی نیکی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" اسی طرح گناہ کی مدد گناہ ہے، رب فرماتا ہے: "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوٰنِ"۔

(اور تم تیر اندازی کرو اور شہسواری کرو) یعنی صرف پیدل تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ سواری پر تیر چلانا بھی سیکھو یا یہ مطلب ہے کہ صرف تیر اندازی کی مشق نہ کرو بلکہ گھوڑ سواری بھی سیکھو اب اس زمانہ میں بندوق چلانا، نیزہ بازی کرنا، ہوائی جہاز رانی کی مشق، توپ سے گولہ اندازی سیکھنا بہ نیت جہاد اسی حکم میں ہے۔

(تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہارے شہسواری کرنے سے زیادہ پسند ہے) شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں گھوڑا سواری سے مراد نیزہ بازی ہے کہ اکثر گھوڑے پر سے دشمن کو نیزے مارے جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ نیزہ بازی سے تیر اندازی اچھی ہے کہ تیر اندازی جہاد میں زیادہ کام آتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ گھوڑا سواری کی مشق سے تیر اندازی کی مشق مجھے زیادہ پیاری ہے کیونکہ گھوڑا سواری کبھی فخر و ریا پیدا کر دیتی ہے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 766:)

(۴۴۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَفَرٍ

(۴۴۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4832' مسند امام احمد، رقم الحدیث 17469' ابن حبان، رقم الحدیث 4697' بیہقی رقم الحدیث 1742' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 85)

Marfat.com

يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ: "اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ بھی تیرانداز تھا۔ (بخاری)

(۴۴۵) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ"۔

◀◀ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک تیر پھینکا وہ اس کے حق میں ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

عمرو ابن عبسہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے سلمی ہیں، پرانے مؤمنین میں سے ہیں حتی کہ بعض نے فرمایا کہ آپ چوتھے مسلمان ہیں، حضور انور نے آپ کو مؤمن صحابی بنا کر فرمایا تھا کہ ابھی اپنے وطن جاؤ جب تم کو ہمارے غلبہ کی خبر ملے تب ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ آپ کو فتح خیبر کی جب خبر ملی تو حضور کی خدمت میں آئے اور وہاں ہی رہے آپ کا شمار اہلِ شام میں ہوتا ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین فصل فی الصحابہ۔)

شرح:

یعنی جو شخص کفار پر صرف تیر پھینک دے خواہ لگے یا نہ لگے تو بھی اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ تیر پھینکنے سے تیر مارنا افضل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 767:)۔

(۴۴۶) وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰی خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِئَةِ ضِعْفٍ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

---

(۴۴۵) (مسلم شریف، الامارۃ، رقم الحدیث 519۔)

(۴۴۶) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2513)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابویحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی تو اس کے نامہ اعمال میں اس سے سات سو گنا ثواب لکھا جائے گا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

خزیم ابن اخرم: آپ شداد ابن عمرو بن فاتک کے پوتے ہیں، اسدی ہیں، کبھی انہیں خزیم ابن فاتک بھی کہہ دیتے ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابہ کرام)

شرح:

اللہ کی راہ میں خرچ سے مراد ہر دینی کام میں خرچ ہے جہاد ہو یا حج یا طلباء و علماء کی خدمت، زکوۃ، فطرہ، قربانی اور تمام نفلی صدقات کہ ان کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے۔ اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہے "مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ" الخ ثواب کے یہ مختلف درجے اخلاص کے درجوں کے لحاظ سے ہیں اور جہاں خرچ کیا اس کی اہمیت کے اعتبار سے بھی، اس کے خروج سے جتنا دین کو فائدہ ہوگا اتنا ہی ثواب زیادہ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 720)

(۴۴۷) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک روزے کے بدلے اس شخص کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۴۴۷) (بخاری شریف، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث 2899)

Marfat.com

شرح:

عربی میں خریف موسم خزاں کو کہتے ہیں، چونکہ اہلِ عرب اپنے کاروبار میں اس موسم سے سال شروع کرتے ہیں اس لیے اس سے پورا سال بھی مراد لے لیتے ہیں وہی یہاں مراد ہے اور حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے۔روزے سے نفلی روزہ مراد ہے اسی لیے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث نفلی روزے کے باب میں لائے یعنی بندہ مسلم اگر ایک نفلی روزہ رکھے اور اللہ قبول کرے تو دوزخ میں جانا تو کیا وہ دوزخ سے قریب بھی نہ ہوگا اور وہاں کی ہوا بھی نہ پائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج3 تحت حدیث 281:)

(۴۴۸) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: "مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ جَعَلَ اللہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق پیدا فرمادے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اللہ کی راہ سے مراد جہاد، حج، عمرہ، طلب علم دین کا سفر ہے یعنی ان میں سے جو مسافر ایک دن بھی رکھ لے یا اس سے مراد رضائے الٰہی ہے یعنی جو کوئی گھر یا سفر میں ایک نفلی روزہ رکھ لے۔

(اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق پیدا فرمادے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔) یعنی پانچ سو سال کی راہ اس سے پہلے ستر سال کی راہ کا فاصلہ بھی آچکا ہے مگر ان میں آپس میں تعارض نہیں کیونکہ اخلاص کے فرق سے ثواب میں فرق ہوجاتا ہے۔خندق فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا گیا کہ ان شاءاللہ اس تک آگ تو کیا آگ کی تپش بھی نہ پہنچ سکے گی جیسے اتنی لمبی چوڑی خندق پھلانگ کر دشمن نہیں پہنچ سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج3 تحت حدیث 292:)

(۴۴۸) (ترمذی شریف کتاب فضائل الجہاد رقم الحدیث 1638)

Marfat.com

(۴۴۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی کبھی دل میں جہاد کا خیال لایا تو وہ نفاق کی خصلت پر مرا۔ (مسلم)

(۴۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ".

وَفِي رِوَايَةٍ: "إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب تم چلتے ہو یا کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں) انہیں مرض نے روک لیا ہے' اور ایک روایت میں ہے: انہیں عذر نے روک لیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے' مگر وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کو امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور امام مسلم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور یہ الفاظ اسی روایت کے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ جب تم چلتے ہو یا کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔) اس طرح کہ جسم ان کے مدینہ میں

(۴۴۹) (ترمذی شریف' کتاب فضائل الجہاد' رقم الحدیث: 162)

(۴۵۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2607' بخاری شریف' رقم الحدیث 2685' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1622' 1623' 1624' نسائی شریف' رقم الحدیث 2244' 2245' 2246' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1717' دارمی' رقم الحدیث 1718' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7977' 8675' 11226' ابن حبان' رقم الحدیث 3417' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2112' 2113' بیہقی' رقم الحدیث 8235' 18357' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 921' 1257' 1272' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7806)

Marfat.com

رہے اور دل تمہارے ساتھ جہاد میں رہے، نیز ان کی نیت ان کے ارادے تمہارے ساتھ رہے یا وہ اجر وثواب میں تمہارے ساتھ رہے کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھر بار کی دیکھ بھال اور تمہارے بال بچوں کی خدمت کرتے رہے۔

(مگر وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہوتے ہیں) اس طرح کہ نفس ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے اگرچہ عملی جہاد میں تم ان سے بڑھ گئے۔اس وجہ سے غنیمت میں ان کا حصہ نہ ہوگا، رب فرماتا ہے: "وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً"۔اس سے معلوم ہوا کہ نیت خیر کا بڑا درجہ ہے، اس طرح کسی نیکی سے رہ جانے پر افسوس کرنا بھی ثواب ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 11)

(۴۵۱) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی غنیمت کے لئے لڑتا ہے، اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کا تذکرہ کیا جائے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے کہ لوگوں کو اس کے مرتبے کا پتہ چلے، اور ایک روایت میں ہے: شجاعت دکھانے کے لئے لڑتا ہے، اور حمیت کی وجہ سے لڑتا ہے، اور ایک روایت میں ہے: غصے کی وجہ سے لڑتا ہے تو ان میں سے کس کا لڑنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑے تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو سو اسی کا لڑنا اللہ عزوجل کی راہ میں ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(ایک آدمی غنیمت کے لئے لڑتا ہے) یعنی صرف مال غنیمت حاصل کرنے یا ملک جیتنے اور وہاں راج کرنے کی ۔ سے جہاد کرتا ہے، رضاء الٰہی کی نیت نہیں کرتا جیسا کہ آج کل عموماً جنگ کے وقت ملک وقوم کی خدمت کا نام لیتے ہیں، اللہ کے دین کی خدمت کا ذکر تک نہیں کرتے اس لیے بچنا چاہیے۔

---

(۴۵۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1624)

Marfat.com

(اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کا تذکرہ کیا جائے) یعنی صرف اس لیے جہاد کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی بہادری کا چرچا ہو اور اسے شہرت وعزت حاصل ہو، کفار کو اپنی شجاعت دکھانا ان کے مقابل اپنی شان و بہادری بیان کرنا عبادت ہے۔

وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ؛ لیری کی تین قرأتیں ہیں: باب فتح کا مضارع مجہول، باب افعال کا مضارع معروف اور باب فتح کا مضارع معروف یعنی تا کہ اس کا درجہ دیکھا جاوے یا لوگوں کو اپنا درجہ شجاعت دکھائے مسلمانوں کو یا تا کہ وہ اپنی جنت کی جگہ دیکھ لے یعنی صرف جنت حاصل کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے۔ (مرقات واشعہ) تیسرے معنی صوفیانہ ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک جنت حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کے لیے بھی عبادت نہ کی جائے، صرف جنت والے رب کو راضی کرنے کے لیے عبادت کرنی چاہیے، جب وہ راضی ہو گیا تو سب کچھ مل جائے گا۔

کلمۃ اللہ سے مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی اسلام کی اشاعت کرنے اور کفر کا زور توڑنے کے لیے جہاد ہو۔ خیال رہے کہ خدمت دین کے ساتھ غنیمت کی نیت بھی ہونا مضر نہیں مگر کمال اس میں ہے کہ خالص خدمت دین کی نیت ہو غنیمت بلکہ جنت حاصل کرنے کا بھی ارادہ نہ ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 710)

(۴۵۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ أُجُوْرِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أُجُوْرُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو فوج یا چھوٹا لشکر جہاد کرے، پس مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سلامت رہے تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی حصہ جلدی جلدی حاصل کرلیا' اور جو فوج یا لشکر جہاد کرے اور ناکام رہے اور مصیبت میں مبتلا ہو تو ان کے لئے ان کا اجر مکمل کر دیا گیا۔ (مسلم)

(۴۵۳) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلاً، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ - عَزَّ وَجَلَّ -" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے سیاحت کی

---

(۴۵۲) (مسلم شریف رقم الحدیث 1910)

(۴۵۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4817' بخاری شریف' رقم الحدیث 2683' ابوداؤد رقم الحدیث 2508' ابن ماجہ رقم الحدیث 2764' مسند امام احمد رقم الحدیث 12028' ابن حبان رقم الحدیث 4731' بیہقی رقم الحدیث 17597' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 3839)

Marfat.com

اجازت عطا فرمائیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میری امت کی سیاحت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح: اسلام اور سادھو کی زندگی:

علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور قیامت کی ہولناکیوں کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ سامعین متاثر ہو کر زار و قطار رونے لگے، اور لوگوں کے دل دہل گئے اور لوگ اس قدر خوف وہراس سے لرزہ براندام ہو گئے کہ دس جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عثمان بن مظعون حجمی کے مکان پر جمع ہوئے جن میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی وحضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت عبداللہ بن عمر وحضرت ابوذر غفاری وحضرت سالم وحضرت مقداد و حضرت سلمان فارسی وحضرت معقل بن مقرن وحضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے اور ان حضرات نے آپس میں مشورہ کر کے یہ منصوبہ بنایا کہ اب آج سے ہم لوگ سادھو بن کر زندگی بسر کریں گے، ٹاٹ وغیرہ کے موٹے کپڑے پہنیں گے اور روزانہ دن بھر روزے رکھ کر ساری رات عبادت کریں گے، بستر پر نہیں سوئیں گے اور اپنی عورتوں سے الگ رہیں گے اور گوشت چربی اور گھی وغیرہ کوئی مرغن غذا نہیں کھائیں گے نہ کوئی خوشبو لگائیں گے اور سادھو بن کر روئے زمین میں گشت کرتے پھریں گے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے اس منصوبہ کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے ایسی ایسی خبر معلوم ہوئی ہے تم بتاؤ کہ واقعہ کیا ہے؟ تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حضور کو جو اطلاع ملی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس منصوبہ سے بجز نیکی اور خیر طلب کرنے کے ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ نبوت پر قدرے جلال کا ظہور ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں اس میں ان باتوں کا حکم نہیں ہے۔ سنو! تمہارے اوپر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے۔ لہٰذا کچھ دن روزہ رکھو اور کچھ دنوں میں کھاؤ پیو اور رات کے کچھ حصے میں جاگ کر عبادت کرو اور کچھ حصے میں سو رہا کرو۔ دیکھو میں اللہ کا رسول ہو کر کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں۔ اور گوشت، چربی، گھی بھی کھاتا ہوں۔ اچھے کپڑے بھی پہنتا ہوں اور اپنی بیویوں سے بھی تعلق رکھتا ہوں اور خوشبو بھی استعمال کرتا ہوں یہ میری سنت ہے اور جو مسلمان میری سنت سے منہ موڑے گا وہ میرے طریقے پر اور میرے فرماں برداروں میں سے نہیں ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد صحابہ کرام کا ایک مجمع جمع فرما کر آپ نے نہایت ہی مؤثر وعظ بیان فرمایا جس میں آپ نے برملا ارشاد فرمایا کہ سن لو! میں تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم لوگ سادھو بن کر راہبانہ زندگی بسر کرو۔ میرے دین میں گوشت وغیرہ لذیذ غذاؤں اور عورتوں کو چھوڑ کر اور تمام دنیاوی کاموں سے قطع تعلق کر کے سادھوؤں کی طرح کسی کُٹی یا پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھ رہنا یا زمین میں گشت لگاتے رہنا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ سن لو! میری امت کی سیاحت جہاد ہے اس لئے تم لوگ بجائے زمین میں گشت کرتے رہنے کے جہاد کرو اور نماز و روزہ اور حج وزکوٰۃ کی پابندی کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتے رہو اور اپنی جانوں کو سختی میں نہ ڈالو۔ کیونکہ تم لوگوں سے پہلے اگلی امتوں میں جن لوگوں نے سادھو بن کر اپنی جانوں کو سختی میں ڈالا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان لوگوں پر سخت سخت احکام نازل فرما کر انہیں سختی میں مبتلا فرمادیا جن احکام کو وہ لوگ نباہ نہ سکے اور بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ کر وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۲۶۷، پ ۷، المائدۃ: ۸۶)

(۴۵۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

"اَلْقَفْلَةُ": الرُّجُوْعُ، وَالْمُرَادُ: الرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ وَمَعْنَاهُ: اَنَّهُ يُثَابُ فِي رُجُوْعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ.

◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جہاد سے لوٹنا بھی جہاد کے لئے جانے کی طرح ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حل لغات:

القفلة: لوٹنا اور اس سے مراد جہاد سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنے پر بھی اس کو ثواب ملے گا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہیں: ایک یہ کہ غازی کا سفر جہاد سے اپنے وطن کی طرف لوٹنا بھی وہ ہی ثواب رکھتا ہے

(۴۵۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 4804، بخاری شریف، رقم الحدیث 123، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1646، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2783، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1493، ابن حبان، رقم الحدیث 4636، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2525، بیہقی، رقم الحدیث 18326، مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث 5376)

Marfat.com

جو جہاد میں جانا رکھتا تھا۔ دوسرے یہ کہ دشمن کو بہکانے کے لیے میدان جہاد سے واپس ہو جانا تا کہ دشمن مطمئن ہو کر تیاری جنگ ختم کر دے پھر اچانک پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا جائے، یہ ایک جنگی چال ہوتی ہے اس کا ثواب پہلی بار میدانِ جہاد میں آنے کی طرح ہے۔ تیسرے یہ کہ دشمن کا دباؤ بڑھ جانے اور اسلامی لشکر کے شکست کھا جانے کے یقین ہو جانے پر جہاد کے میدان سے واپس ہو کر اپنے مرکز میں پہنچ جانا اس کا بھی وہی ثواب ہے جو جہاد میں جانے کا ثواب تھا۔ چوتھے یہ کہ دوسری تیسری بار جہاد میں جانے کا وہ ہی ثواب ہے جو اول بار جہاد میں جانے کا تھا۔ خیال رہے کہ قفل اور قفول کے معنے ہیں لوٹنا، واپس ہونا، اس سے ہے قافلہ، سفر میں جانے والی جماعت کو نیک فال کے لیے قافلہ کہا جاتا ہے، یعنی خیریت سے واپس آنے والے مسافروں کی جماعت۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 735:)

(۴۵۵) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ، فَتَلَقَّيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ. وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

◀ ◀ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے نکلے اور میں نے بچوں کے ہمراہ ''ثنیۃ الوداع'' کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

ابوداؤد نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور بخاری کی روایت میں ہے۔
(حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: ہم بچوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے ثنیۃ الوداع تک گئے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۴۵۶) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ لَّمْ يَغْزُ، اَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا، اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ، اَصَابَهُ اللهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نہ جہاد کیا' نہ جہاد کے لئے کسی غازی کی تیاری میں مدد کی اور نہ کسی غازی کی عدم موجودگی میں

---

(۴۵۵) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1906)

(۴۵۶) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2486)

Marfat.com

اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اس کو ایک مصیبت میں مبتلا کرے گا۔اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

قَارِعَۃ: مصیبت، حادثہ، تکلیف۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے نہ جہاد کیا' نہ جہاد کے لئے کسی غازی کی تیاری میں مدد کی اور نہ کسی غازی کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کی) یعنی جو شخص یا جو لوگ ان تینوں نعمتوں سے محروم رہے نہ جہاد کرے نہ مجاہد کو سامان دے نہ مجاہد کے بیوی، بچوں کی خدمت کرے۔ غالباً روئے سخن ان لوگوں سے ہے جن کے زمانہ میں جہاد ہو اور وہ یہ تینوں کام نہ کرے اور اگر کسی کو جہاد دیکھنا نصیب ہی نہ ہو وہ اس حکم سے علیحدہ رہے۔

قارعہ بنا ہے قرع سے بمعنی کھڑکانا، ٹھوکنا، اب پریشان کن مصیبت کو بھی قارعہ کہتے ہیں کہ وہ دل کو کھڑکا دیتی ہے اسی لیے قیامت کو قارعہ کہا جاتا ہے "اَلْقَارِعَۃُ مَا الْقَارِعَۃُ" کہ وہ مخلوق کو پریشان کردے گی جس سے عام لوگوں کے حواس جاتے رہیں گے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 715)

(۴۵۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکوں سے اپنے اموال اپنی جانوں اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد کرو۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۴۵۸) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَیُقَالُ: اَبُوْ حَکِیْمٍ - اَلنُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ

---

(۴۵۷) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2487)

Marfat.com

الشَّمْسُ، وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ.
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◄◄ حضرت ابو عمرو جنہیں ابو حکیم بھی کہا جاتا ہے نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دن کے پہلے حصے میں جنگ نہ کرتے تو جنگ کو مؤخر کر دیتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا ہوائیں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

تَہُبَّ الرِّیَاحُ: ہوائیں چلنے لگ جاتیں۔

تعارفِ روای:

نعمان ابن عمرو ابن مقرن: آپ مزنی ہیں آپ مزنیہ کے چار سو آدمیوں کے ساتھ حضور انور کے خدمت میں حاضر ہوئے تھے اولاً بصرہ میں پھر کوفہ میں رہے خلافت فاروقی میں نہاوند کے لشکر کے حاکم تھے، ۲۱ھ اکیس میں اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف النون، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

الریاح جمع ہے ریح کی چونکہ ریح اصل میں روح تھا واؤ ی سے بدل گیا تھا اس لیے جمع ارواح آئی، ارياح بھی آتی ہے مگر بہت کم۔ ریاح اور ارواح بہت زیادہ، جمع کی جمع اراویح یا اراییح ہے۔ چونکہ بیچ دوپہری میں کفار سورج کی پوجا کرتے ہیں اس لیے اس وقت نماز نہیں ہے اور حضور اس وقت جہاد بھی نہ کرتے تھے، سورج ڈھلے سورج کی پوجا ختم ہوجاتی ہے، نماز ظہر پڑھنے لگتے ہیں نمازیوں کے لیے دعائیں شروع ہوجاتی ہیں، دوپہری کی شدت جاتی رہتی ہے، قدرے ٹھنڈی ہوا بھی چلنے لگتی ہے اس لیے حضور اس وقت جہاد فرماتے تھے۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 826:)

(۴۵۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(۴۵۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2917، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 2779، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1718، سنن الکبریٰ، بیہقی رقم الحدیث 18368، طبرانی کبیر رقم الحدیث 6688)

(۴۵۹) (ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2503)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دشمن سے مقابلے کی آرزو نہ کرو اور جب دشمن سے تم مقابلہ کرو تو صبر کرو۔ (متفق علیہ)

(۴۶۰) وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ دھوکے کا نام ہے۔ (متفق علیہ)

۹۲۔ بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ فِي ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ يُغَسَّلُوْنَ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِيْلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ

شہیدوں کی ایک جماعت کا بیان جنہیں آخرت میں ثواب ملے گا اور انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس ان شہیدوں کے جو کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوں

(۴۶۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِيْقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے مرنے والا' پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا' دیوار وغیرہ کے نیچے آ کر مرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (متفق علیہ)

(۴۶۲) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَاءَ فِيْكُمْ؟" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. قَالَ: "اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَّقَلِيْلٌ"! قَالُوْا: فَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ مَاتَ

(۴۶۰) (ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2504)

(۴۶۱) (ترمذی شریف' رقم الحدیث 1613)

(۴۶۲) (مسلم شریف' رقم الحدیث 269' بخاری شریف' رقم الحدیث 2348' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 47720' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1418' 1419' 1421' نسائی شریف' رقم الحدیث 4086' 4093' 4084' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 2580' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7010'590'1628' ابن حبان' رقم الحدیث 3194'4790' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 6667' بیہقی' رقم الحدیث 17412'5857'5858' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 6775'949'950' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 352'353)

Marfat.com

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِی الْبَطْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے میں سے کس کو شہید شمار کرتے ہو' صحابہ نے عرض کیا! یارسول اللہ! جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے' فرمایا: اس طرح تو میری امت کے شہداء بہت تھوڑے ہوں گے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر شہید کون ہیں؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے' اور جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے' وہ شہید ہے' جو ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے۔(مسلم)

حل لغات:

اَلْغَرِیْقُ: ڈوبنے والا۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں شہید کی چند اقسام بیان کی گئیں۔ شہید کی ان کے علاوہ بھی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شہید کی اقسام:

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

(۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔

(۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈہ پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کوآرے پن میں مر جائے شہید ہے۔

(۹) سِل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

Marfat.com

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امر الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مرجائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰس شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار دُرود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

Marfat.com

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔

(۴۶۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۶۴) وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو اعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ان دس حضرات میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی، سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

سعید ابن زید: آپ کی کنیت ابوالاعور ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بڑے پرانے مؤمن ہیں، بدر کے سوا سارے غزوات میں شریک ہوئے، بدر میں آپ حضرت طلحہ ابن عبداللہ کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش پر مامور تھے اس لیے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا، حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کی بیوی تھیں جن

(۴۶۳) (ترمذی شریف، کتاب الویات، رقم الحدیث 1421)

(۴۶۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 268، مسند امام احمد، رقم الحدیث 22567، بیہقی، رقم الحدیث 5856، 17415، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 747، 749)

Marfat.com

کے ذریعہ حضرت عمر کو ایمان ملا، آپ مقام عتیق میں فوت ہوئے، مدینہ منورہ لاکر بقیع میں دفن کیے گئے، ستر سال سے زیادہ عمر پائی، ۵۱ اکیاون میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(جو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے۔) اس طرح کہ کوئی ظالم اسے قتل کرنے یا اس کے گھر والوں کی بے حرمتی کرنے یا اس کا مال چھیننے آیا، یہ شخص اپنی جان، عزت، مال کی حفاظت کے لیے ان کے مقابل ہوا اور مارا گیا تو یہ بھی شہید ہے کہ ظلماً مارا گیا ہے اور اگر اس نے اس ظالم کو مار ڈالا کیونکہ بغیر قتال اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی تو اس پر اس قتل کی وجہ سے قصاص یا دیت نہیں بلکہ موجودہ حکومتیں ایسی صورت میں بہادری کا انعام دیتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 438)

(۴۶۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَخْذَ مَالِیْ؟ قَالَ: "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ؟ قَالَ: "فَاَنْتَ شَهِيْدٌ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: "هُوَ فِی النَّارِ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ کہ اگر کوئی شخص مجھ سے مال چھیننے آئے تو؟ (میں کیا کروں) آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دے۔ عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو؟ فرمایا: تو اس سے لڑ۔ عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کردے تو؟ فرمایا: تو تو شہید ہے اس نے عرض کیا: اگر میں اس کو قتل کردوں تو؟ فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گا۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دے) یعنی اس صورت میں اسے اپنا مال نہ دے کیونکہ اپنے کو ظلم سے بچانا اچھا ہے، اسی طرح سود، رشوت، مالی، جرمانہ میں اپنا مال نہ دے کہ یہ تمام صورتیں ممنوع ہیں۔ خیال رہے کہ یہ نہی حرمت کی

(۴۶۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 3685' مسند امام احمد رقم الحدیث 9431' 17394' 19052' طبرانی کبیر 6669)

Marfat.com

نہیں، نیز حالت مجبوری اس سے مستثنیٰ ہے، یہ بھی خیال رہے کہ اپنے سے ظلم دفع کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے اور کسی پر ظلم کرانے کے لیے حرام مگر رشوت لینا بہر حال حرام ہے۔ اس کی تفصیل شامی میں ملاحظہ فرمائیے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 422:)

۹۔ بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ

غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

ع ت ق کی ترکیب آگے ہونے اور تقدم کے لیے ہے کہ ان حرفوں میں آگے ہونے کے معنے ملحوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ کندھے کے اگلے حصہ کو عاتق کہتے ہیں، پرانی چیز کو عتیق کہا جاتا ہے اسی لیے بیت اللہ کو بیت العتیق کہتے ہیں، ابوبکر صدیق کا لقب عتیق ہے کہ ابوبکر کے معنے اولیت والے، ابو معنے والے بکر معنے اولیت، عتیق کے معنے بھی پرانے یا اول مؤمن اب اس کا استعمال چند معنے میں ہوتا ہے: کرم، جمال، شرافت، آزادی و حریت مگر ان سب میں تقدم کے معنے بھی، یہاں حریت یعنی آزاد کرنے کے معنے میں ہے۔ غلام حکماً مردہ ہوتا ہے کہ غلامی کفر کا اثر ہے اور کفر گویا موت ہے، قرآن کریم میں کافر کو مردہ فرمایا گیا ہے اسی لیے غلام نہ اپنا نکاح خود کر سکتا ہے نہ اپنی اولاد کا ولی ہو سکتا ہے، نہ اپنے مال میں تصرف کر سکے نہ قاضی یا گواہ بن سکے، نہ اس پر نماز جمعہ، عیدین، حج، جہاد وغیرہ واجب، گویا بالکل مردہ ہے اسے آزاد کرنا گویا مردہ زندہ کرنا ہے، اسی لیے اعتاق کے بہت فضائل ہیں، غلام آزاد کرنا عموماً مستحب ہے مگر کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے جیسے کفارات میں کبھی ممنوع بھی جب کہ خطرہ ہو وہ آزاد ہو کر مرتد یا چور ڈاکو وغیرہ بن جائے گا۔ اعتاق کی شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے والا خود آزاد ہو، بالغ ہو، غلام کا مالک ہو۔ عتق یعنی آزادی اختیاری بھی ہوتی ہے غیر اختیاری بھی، چنانچہ جو شخص ذی رحم قرابت دار کا مالک ہو جائے تو وہ فوراً آزاد ہو جائے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب العتق، الفصل الاول، ج 5، ص 297)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝} (البلد: 11-13)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا ۝ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے ۝ کسی بندے کی گردن چھڑانا ۝

تشریح:

اقتحم کا معنی ہے بلا سوچے سمجھے اپنے آپ کو کسی چیز میں پھینک دینا۔ الاقتحام الرمی بالنفس فی شیء من غیر رویۃ۔ جب گھوڑا اپنے سوار کو منہ کے بل گرا دے تو عرب کہتے ہیں قحم الفرس فارسہ تقحیما علی وجھہ اذا

Marfat.com

رماہ۔ العقبة: المرقی الصعب من الجبال: الطریق فی اعلی الجبال۔) المنجد) دشوار گزار پہاڑی راستہ۔ وہ راستہ جو پہاڑ کی بلندی کی طرف جاتا ہو۔

آیت کا مدعا یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ جھوٹی ناموری حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت کو یوں لٹاتے، چاہیے تو یہ تھا کہ جب ان کے سامنے بھلائی اور برائی کے راستے واضح کردیے گئے تھے تو وہ اس راستے پر چلتے جو حقیقی بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اگرچہ وہ راستہ کٹھن ہے اور اس کو طے کرنا بڑا دشوار ہے، لیکن جس منزل کی طرف وہ جاتا ہے وہ منزل انسان کی عظمتوں کے شایان شان ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ہر قسم کی مشقت کو بطیب خاطر انہیں قبول کرنا چاہیے تھا۔ لیکن سخت کوشی سے ان کی سہل انگار طبیعت کو کوئی مناسبت نہیں۔ وہ لڑھکنا جانتے ہیں، وہ بلندیوں کی طرف پرواز کرنے سے قاصر ہیں۔ (ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

اپنے غلام کو آزاد کردینا یا دوسرے کے غلام کو آزاد کرا دینا یا مقروض کو قرض سے رہائی دینا، مظلوم قیدی کو قید سے چھڑانا، مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دینا سب کچھ اس میں داخل ہے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

(۴۶۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ، عُضْوًا مِّنْهُ فِی النَّارِ، حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ایک عضو کو آگ سے آزاد کردے گا، حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد فرمادے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 8: کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا) مسلمان کی قید لگانے سے معلوم ہوا کہ مسلمان غلام کا آزاد کرنا بہتر ہے

(۴۶۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 156، بخاری شریف، رقم الحدیث 26، 1447، 504، 2382، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1658، 173، 1898، نسائی شریف، رقم الحدیث 2526، 2624، 3130، دارمی رقم الحدیث 1424، 2393، 2738، مسند امام احمد رقم الحدیث 7502، 7580، 7629، ابن حبان رقم الحدیث 153، 4595، 4598، 606، 1477، ابن خزیمہ رقم الحدیث 3279، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 674، 676، 675، 2386، بیہقی رقم الحدیث 4466، 7562، 10169، طبرانی کبیر رقم الحدیث 9811، 809، 791، 793)

Marfat.com

اس کا ثواب زیادہ پھر بمقابلہ فاسق غلام کے متقی پرہیز گار غلام کا آزاد کرنا افضل۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما کر دین و دنیا میں وہ مرتبہ پایا کہ سبحان اللہ! سورۂ واللیل شریف اسی آزادی کے فضائل بیان فرما رہی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے بلال کو آزاد فرما کر مجھ پر احسان کیا، امام مالک فرماتے ہیں کہ ستے مسلمان غلام کو آزاد کرنے سے قیمتی کافر غلام کا آزاد کرنا افضل ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے غرضکہ جس قدر آزاد ہونے والا غلام افضل ہوگا اسی قدر آزاد کرنے والے کا درجہ اعلیٰ اسی لیے اولاد اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے بڑے فضائل ہیں، یہاں اس پر مرقات میں بہت اچھی بحث فرمائی۔

(تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ایک عضو کو آگ سے آزاد کردے گا) یعنی اس کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جائے گا جیسے قربانی یا عقیقہ کے جانور کے اعضاء دینے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جاتے ہیں اسی لیے عقیقہ پر پڑھا جاتا ہے **ولها بدنه لحملها بلحمه شعرها بشعره** بہرحال غلام آزاد کرنا بہترین عمل ہے جب کہ رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

(حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد فرمادے گا۔) شرمگاہ کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ یہ تمام اعضاء سے خبیث عضو ہے کہ ناپاکی کا محل ہے زیادہ گناہ اسی سے ہوتے ہیں جب کہ یہ عضو بھی دوزخ سے آزاد ہوگیا تو باقی اعضاء بدرجہ اولیٰ آزاد ہوں گے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ خصی یا ذکر کٹے غلام کو آزاد کرنا بہتر نہیں اور بہتر یہ ہے کہ مرد تو مرد کو آزاد کرے اور عورت عورت کو جیسا کہ ابوداؤد ابن حبان کی بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ حدیث مختلف عبارتوں سے بہت اسنادوں سے بہت محدثین نے نقل فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 297:)

(۴۶۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ، وَالْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قَالَ: قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُہَا عِنْدَ اَہْلِہَا، وَاَکْثَرُہَا ثَمَنًا"۔

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا: کون سی گردن افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غلام جو اپنے مالکوں کے نزدیک عمدہ ہو اور جس کی قیمت بہت زیادہ ہو۔ (متفق علیہ)

(۴۶۷) صحیح بخاری رقم: ۲۵۱۸، صحیح مسلم رقم: ۲۶۰، صحیح ابن حبان رقم: ۴۳۱۰، سنن الکبریٰ للبیہقی رقم: ۱۱۷۷۰، رقم: ۲۰

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد دوم، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟) یعنی دل و دماغ جسم وغیرہ ظاہری باطنی اعضاء کے اعمال صالحہ میں سے کون سا عمل افضل ہے اسی لیے سرکار نے جواب میں دلی عمل یعنی ایمان کا ذکر بھی فرمایا۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔) ایمان وہ افضل جس پر خاتمہ نصیب ہو جائے ورنہ محض بے کار ہے جیسے ابلیس کا برباد شدہ ایمان اور جہاد میں کفار سے جہاد بھی شامل ہے اور مجاہدات ریاضات بھی داخل ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" اور فرماتا ہے: "وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا"۔

اس حدیث کی بنا پر امام مالک فرماتے ہیں کہ قیمتی غلام آزاد کرنا افضل ہے اگرچہ کافر ہی ہو مگر حق یہ ہے کہ یہاں مراد قیمتی اور مؤمن غلام مراد ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5 تحت حدیث 298:)

۹۴۔ بَابُ فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَی الْمَمْلُوْكِ

غلاموں سے احسان کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ} (النساء: 36)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے''۔

تشریح:

پہلی آیات میں میاں بیوی کے حقوق کا ذکر ہوا۔ آپس میں حسن سلوک اور حسن معاشرت کی تاکیدیں ہوئیں۔ اصلاح حال کی تدبیریں بتائی گئیں۔ اب مخاطب کو یہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ تیرا تعلق صرف گھر اور گھر والی سے ہی نہیں بلکہ

Marfat.com

اس کے علاوہ تیرا رشتہ اپنے خالق سے بھی ہے اور اس کی مخلوق سے بھی۔ ان کے حقوق کی ادائیگی بھی تم پر لازم ہے۔ اپنے خالق کا حق تو تجھ پر یہ ہے کہ اس کی یاد، اس کے ذکر اور اس کی عبادت میں سرشار رہے۔ اور کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس کا شریک نہ بنائے نہ ذات میں نہ صفات میں۔ اور اس کی مخلوق کا تجھ پر یہ حق ہے کہ سب کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ کرے۔ کسی کو ضرر اور دکھ پہنچانے کا تو خیال تک بھی تیرے دل میں نہ گزرے۔ ترتیب بیان، مراتب کی ترتیب پر دلالت کرتی ہے۔ کاش ہم تعلیمات قرآنی پر عمل کرنے کی سعی کریں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۶۸) وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهَا، فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ اَنَّهُ قَدْ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَيَّرَهُ بِاُمِّهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ ◄ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ان پر ایک حلہ تھا اور ان کے غلام پر بھی اسی قسم کا حلہ تھا میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انہوں نے ایک شخص کو گالی دی اور اسے اس کی ماں کے متعلق عار دلائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت کے آثار ہیں وہ تمہارے بھائی اور تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہئے کہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھائے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنے اور انہیں ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو انہیں مغلوب کر دے اور اگر انہیں ایسے کام کی تکلیف دو تو ان کی مدد کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

سَابَّ: سب، سباً، بمعنی سخت گالی دینا۔

شرح:

اخوانکم یا تو پوشیدہ مبتدا کی خبر ہے یعنی تمہارے غلام تمہارے انسانی یا دینی بھائی ہیں، یا یہ مبتدا ہے اور جعلھم اللہ خبر۔ مطلب یہ ہے کہ تم اور تمہارے غلام انسانیت اور دین میں تمہاری مثل ہیں کہ تم اور وہ دونوں اولاد

(۴۶۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 30، 2407، 5703، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21469، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 1555، مسند حمیدی، رقم الحدیث 189)

Marfat.com

آدم اور مسلمان ہیں، رب تعالیٰ اس کے عکس پر بھی قادر تھا کہ انہیں مولیٰ اور تمہیں غلام بنا دیتا اس کا کرم ہے کہ تم کو مولی اور اس کو غلام بنا دیا، اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہمارے اس حکم پر عمل کرو۔

(تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہئے کہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھائے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنے) یہ حکم استحبابی ہے۔خیال رہے کہ مولیٰ پر اپنے غلام لونڈی کا کھانا کپڑا شرعاً واجب ہے مگر اپنے جیسا کھانا کپڑا دینا مستحب ہے جس پر بہت سے صحابہ کرام نے عمل کیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں مما یا کل جنس کے بیان کے لیے ہے نہ کہ نوع کے لیے یعنی مولیٰ کو چاہیے کہ اپنی طرح غلام کو بھی پائجامہ، کرتہ، ٹوپی یا عمامہ دے اگرچہ اس کا اپنا یہ لباس اعلیٰ لٹھے ململ کا ہو غلام کا معمولی گاڑھے کا، مگر پہلے معنے زیادہ قوی ہیں۔

(اور انہیں ایسے کام کی تکلیف نہ دو جو انہیں مغلوب کردے اور اگر انہیں ایسے کام کی تکلیف دو تو ان کی مدد کرو۔) یعنی اگر غلام سے بھاری ومشکل کام کرائے تو خود یا اپنے دوسرے غلام یا اپنی اولاد کو اس میں شریک کردے اگر بھاری شہتیر اٹھوانا ہے تو غلام کے ساتھ خود بھی لگ جائے یا اپنے کسی ماتحت کو لگا دے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، تحت حدیث 262:)

(۴۶۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اَتٰی اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ، فَاِنْ لَمْ یُجْلِسْهُ مَعَهٗ، فَلْیُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَیْنِ، فَاِنَّهٗ وَلِیَ عِلَاجَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"الْاُكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ: وَهِیَ اللُّقْمَةُ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی شخص کے پاس اس کا غلام کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو اسے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک نوالہ یا دو نوالے دے دے کیونکہ اس نے اس کام کے لئے مشقت کی ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

الاکلة: ہمزہ پر پیش کے ساتھ لقمہ کو کہتے ہیں۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2418، 5144، مسلم شریف، 1663، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3846، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1853، ابن ماجہ شریف، 3289، داری، رقم الحدیث 2073، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9554، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 15558، مسند حمیدی، رقم الحدیث 1070، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 6320، مسند اسحاق، رقم الحدیث 92، الادب المفرد، رقم الحدیث 200، مسند ابن الجعد، رقم الحدیث 1131)

Marfat.com

شرح:

یعنی اگر کھانا کافی ہے تو اس پکانے والے خادم کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا کر کھلائے، اسے ساتھ بٹھانے میں اپنی ذلت نہ سمجھے جیسا کہ متکبرین کا حال ہے جب مسجد اور قبرستان میں امیر و غریب، آقا و غلام یکجا ہو جاتے ہیں تو یہاں بھی یکجا ہوں تو کیا حرج ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، تحت حدیث 264:)

۹۵۔ بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ

اس غلام کی فضیلت کا بیان جو حقوق اللہ بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے

(۴۷۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ، وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جو غلام اگر اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور بطریق احسن اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے تو اس کو اس کا دگنا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

(۴۷۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ"، وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ لَوْلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکوکار غلام کو دوہرا ثواب ملے گا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک (جیسی نیکیاں) نہ ہوتیں تو میں یہ پسند کرتا کہ غلامی کی حالت میں مجھے موت آئے۔ (متفق علیہ)

(۴۷۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۴۷۰)(بخاری شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث 2408، 2412، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1772، مسند امام احمد، رقم الحدیث 4673، مسند الشامین، رقم الحدیث 102)

(۴۷۱)(بخاری شریف، رقم الحدیث 2410، مسلم شریف، رقم الحدیث 1665، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9213، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 15587، الادب المفرد، رقم الحدیث 208)

(۴۷۲)(بخاری شریف، رقم الحدیث 2413)

Marfat.com

"اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ، وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِهِ الَّذِیْ عَلَیْهِ مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِیْحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهٗ اَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ غلام جو اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہے' اور مالک کا جو حق اس کے ذمے ہے وہ بھی ادا کرتا ہے' اور اس کی خیر خواہی کرتا ہے' اور اس کی فرمانبرداری کرتا ہے تو اسے دگنا اجر ملے گا۔ (بخاری)

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایک بزرگ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ایک دن بازار میں گیا اور میرے ساتھ ایک حبشی لونڈی تھی میں نے اسے بازار کے ایک کنارے پر ٹھہرایا اور خود اپنے کام کے لئے چلا گیا میں نے کہا میری واپسی تک یہاں سے نہ ہٹنا فرماتے ہیں واپس آیا تو وہ وہاں نہ تھی میں گھرا گیا اور مجھے بہت غصہ آرہا تھا اس نے مجھ دیکھا تو میرے غصے کو بھانپ گئی کہنے لگی اے میرے آقا مجھ پر غصہ نہ کیجئے آپ نے مجھے ایسی جگہ ٹھہرایا جہاں میں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ دیکھا تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ جگہ زمین میں نہ دھنس جائے وہ بزرگ فرماتے ہیں مجھے اس کی بات بہت اچھی لگی اور میں نے کہا تو آزاد ہے اس نے کہا یہ آپ نے اچھا نہیں کیا میں آپ کی خدمت کرتی تھی تو مجھے دو اجر ملتے تھے ایک آپ کی خدمت کا اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا۔ لیکن اب ان میں سے ایک اجر سے میں محروم ہو گئی۔

(۶۷۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ، وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ، وَحَقَّ مَوَالِیْهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کو دگنا ثواب ملے گا ایک اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا اور ایک وہ مملوک غلام جو اللہ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ایک وہ شخص جس کی ملک میں ایک لونڈی تھی سو اس نے اس کو ادب سکھایا اور خوب ادب

(۶۷۳) (مسلم شریف' رقم الحدیث 295' بخاری شریف' رقم الحدیث 3262' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2053' نسائی شریف' رقم الحدیث 3345' دارمی' رقم الحدیث 2244' مسند امام احمد' رقم الحدیث 19673' 19742' ابن حبان' رقم الحدیث 227' 4053' بیہقی' رقم الحدیث 13516)

Marfat.com

سکھایا اور اسے تعلیم دی تو خوب تعلیم دی پھر اسے آزاد کیا اور اس کے ساتھ نکاح کر لیا تو اسے دُگنا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

عَلَّمَهَا: از، علّم یعلّم، تعلیماً، بمعنی سکھانا، پڑھانا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیّدنا بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اس کے لئے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ پھر میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا ہی مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے ہر روز اس قرض سے دوگنا صدقہ کرنے کا ثواب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے روزانہ قرض کی مقدار کے برابر مال صدقہ کرنے کا ثواب تو قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ملے گا، اور جب ادائیگی کا وقت ہو گیا پھر اس نے قرضدار کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرض کی ادائیگی کے وقت سے پہلے تنگدست کو مہلت دی اسے روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے وقتِ ادائیگی کے بعد مہلت دی اسے روزانہ اس سے دُگنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج عن معسر، رقم ۶۶۷۶، ج ۴، ص ۲۴۲)

۹۶۔ بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ: الْاِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

ہرج اور فتنوں وغیرہ کے زمانہ میں عبادت کی فضیلت کا بیان

(۴۷۴) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۷۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 7267، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2201، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3985، مسند امام احمد، رقم الحدیث 20313، ابن حبان، رقم الحدیث 5957، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 488)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ وجدل کے دور میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْھَرْجِ : فتنہ وفساد، مراد ہر وہ وقت جس میں انتہائی مصائب ومشکلیں ہوں۔

تعارفِ راوی:

معقل ابن یسار: آپ مزنی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے، ۶۰ھ میں وفات پائی عبید اللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی التابعین،)

شرح:

یعنی جو ثواب فتح مکہ سے پہلے میرے ہجرت کرکے آنے کا تھا وہ ہی ثواب اس پرفتن زمانہ میں عبادت کرنے کا ہوگا جیسے مہاجر اپنے عزیز واقارب سے منہ موڑ کر رب کی طرف آجاتا ہے ایسے ہی یہ شخص ان تمام سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، تحت حدیث 237:)

۹۷۔ بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِی الْبَیْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْاَخْذِ وَالْعِطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِیْ وَاِرْجَاحِ الْمِکْیَالِ وَالْمِیْزَانِ وَالنَّھْیِ عَنِ التَّطْفِیْفِ وَفَضْلِ اِنْظَارِ الْمُوْسِرِ الْمُعْسِرَ وَالْوَضْعِ عَنْهُ

خرید وفروخت اور لین دین میں نرمی برتنے اور اچھی طرح ادائیگی کرنے اور عمدہ طریقے سے تقاضا کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کمی کرنے کی ممانعت اور دولت مند کا تنگدست کو مہلت دینے اور اسے معاف کردینے کا بیان

بیوع بیعٌ کی جمع ہے، بیع بوعٌ یا باعٌ سے بنا بمعنی ہاتھ لمبے کرنا، چونکہ تجارت میں خریدار اور بیوپاری ہاتھ بڑھا کر ایک دوسرے کا مال لیتے ہیں اس لیے اسے بیع کہا جاتا ہے۔ شریعت میں مال کا مال سے تبادلہ کرنا بیع کہلاتا ہے۔ کبھی پورے عقد کو بیع کہتے ہیں، کبھی فقط بیچنے کو، کبھی اس کے نتیجہ یعنی ملکیت کو بیع کہا جاتا ہے یہاں پورے عقد کے معنے میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب البیوع، ج4، 368)

Marfat.com

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝} (البقرۃ: 215)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تم جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے'' ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ} (ھود: 85)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اے میری قوم! ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو''۔

تشریح:

معلوم ہوا کہ کفار بھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگرچہ عبادت شرعاً ان پر واجب نہیں لہٰذا کافر پر نماز فرض نہیں مگر ٹھیک تولنا اس پر بھی لازم ہے چوری کرنا حکومت اسلامیہ روکے گی، معاملات کی خرابی سے کفار پر دنیا وآخرت میں عذاب ہوا، اور ہوگا، رب فرماتا ہے، **واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت**۔ جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر ماں باپ پر عذاب ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝} (المطففین: 1-6)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''کم تولنے والوں کی خرابی ہے ۝ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں ۝ اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں کیا ۝ ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ۝ ایک عظمت والے دن کے لیے ۝ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے'' ۝

تشریح:

شان نزول: رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ پیمانہ میں خیانت کرتے تھے، بالخصوص ایک شخص ابو جہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیمانے رکھتا تھا لینے کا اور دینے کا، اور ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں پیمانے میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

اہل لغت کہتے ہیں مطفف: طفیف سے ماخوذ ہے۔ وھو القلیل: اس کا معنیٰ قلیل ہے۔ مطفف کو اس لیے مطفف

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ وہ حق دار کو اس کا پورا حق نہیں دیتا بلکہ اس میں کمی کر دیتا ہے زجاج نے اس کی اور وجہ بیان کی ہے۔ لانہ الایکاد یسرق من المکیال و المیزان لا الشیء الطفیف الخفیف کہ یہ پیمانہ کو جھٹک کر یا ترازو میں ڈنڈی مار کر منوں کے حساب تو نہیں چراتا بلکہ تولے چھٹانک ہی ناحق مارتا ہے اس لیے اسے مطفف کہا۔

دور جاہلیت میں صرف عقائد میں ہی بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ معاملات اور کاروبار میں بھی بددیانتی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ قرآن کریم نے صرف عقیدے کی اصلاح پر ہی زور نہیں دیا بلکہ معاملات میں دیانت وامانت کی بھی تلقین کی ہے۔ اہل مکہ جن کا پیشہ ہی تجارت تھا ان کے ہاں اس قسم کی خرابیاں اپنے شباب پر تھیں ہیں۔ اس کاروباری بددیانتی سے سے باز آنے کی جب نصیحت کی تو اس کے لیے بڑا پر جلال انداز اختیار فرمایا کہ ویل للمطففین الخ یعنی ایسا کرنے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے اور ان کا مقدر رنج واندوہ ہے قیل الویل شدة الشر۔ وقیل الحزن و الھلاک۔ آخرت میں تو اس کی جو سزا ملے گی وہ ملے گی، اس دنیا میں ہی اس کے برے اثرات کاروبار کو ٹھپ کر کے رکھ دیں گے۔ جب لوگوں کو اس کی بددیانتی کا پتہ چلے گا تو کوئی گاہک اس کی دکان کا رخ نہ کرے گا اور یہ سارا دن بیٹھا مکھیاں مارتا رہے گا۔ انجام کار غربت وتنگدستی اس کا مقدر بن جائے گی۔ صرف وہی تاجر کامیاب تہوتا ہے جس کی دیانت داری پر لوگوں کو پورا اعتماد ہو۔ صرف اخروی کامیابی ہی نہیں، تمہاری دنیوی فلاح کا انحصار بھی اسی پر ہے کہ تم یہ خسیس حرکتیں چھوڑ دو۔ قرآن کریم میں جابجا اس فعل شنیع سے باز آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلا کی قوم کی تباہی کا جہاں تذکرہ ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ انہیں کاروباری بددیانتی کی پاداش میں برباد کر دیا گیا۔

اس قسم کے جرائم کی پوری سزا تو قیامت کو ہی ملے گی، لیکن ان کے برے اثرات اس دنیا میں بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور ان کی نوعیت اتنی سنگین ہوتی ہے کہ انسان کو دن میں ہی تارے نظر آنے لگتے ہیں۔ ایک حدیث پاک سماعت فرمائیے:

"قال ابن عباس قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) خمس بخمس ما نقض قوم العھد الا سلط اللہ علیھم عدوھم ولا حکموا بغیر ما انزل اللہ الا فشا فیھم الفقر وما ظھرت الفاحشة فیھم الا ظھر فیھم الطاعون وما طففوا الکیل الا منعوا النبات واخذوا بالسنی ولا منعوا الزکاة الا حبس اللہ عنھم المطر) قرطبی عن بزاز)

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰہ والسلام نے فرمایا ان پانچ چیزوں پر یہ پانچ سزائیں ملتی ہیں۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے، اس میں طاعون پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے ناپ تول میں کمی کرتی ہے، وہاں زرعی پیداوار میں برکت نہیں رہتی اور

Marfat.com

قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی، اللہ تعالیٰ ان پر بارش نازل نہیں کرتا۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ اس عادت کا بری طرح شکار تھے جب انہوں نے یہ آیت سنی تو توبہ کی اور آج تک اہل مدینہ میں کوئی تاجر کم تولنے اور کم ناپنے کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ، فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْهُ، فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا" ثُمَّ قَالَ: "اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ: "اَعْطُوْهُ، فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (اپنے حق کا) آپ سے مطالبہ کرنے لگا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت رویہ اختیار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کو اس رویے سے باز رکھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات کرنے کا حق ہوتا ہے پھر فرمایا: اس کو اس (کے چوپائے) کا ہم عمر (چوپایہ) دے دو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو اس کے چوپائے سے عمدہ چوپائے ہی ہیں۔ فرمایا: وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو زیادہ اچھے طریقے سے حق کی ادائیگی کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت رویہ اختیار کیا) یہ سختی کرنے والا قرض خواہ یا تو کوئی یہودی وغیرہ کافر ہوگا یا آداب سے ناواقف بدوی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے خبردار نہ تھے، وہ تو بغیر قرض بھی گفتگو میں بہت سختی کرتے تھے اور حضور انور تحمل فرماتے تھے، ورنہ صحابہ کرام سے یہ سختی ناممکن ہے۔ (لمعات و مرقات)

(۴۷۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 2182، 2183، 2260، 2263، 2271، 2465، 2467، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3346، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1316، نسائی شریف، رقم الحدیث 4618، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1359، دارمی، رقم الحدیث 2565، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9379، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 6211، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 10723، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 913، مسند طیالسی، رقم الحدیث 971، مسند الشہاب، رقم الحدیث 984، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 14157)

Marfat.com

(صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کو اس رویے سے باز رکھنے کا ارادہ کیا) یعنی مار پیٹ یا سخت جواب یا بارگاہ عالی سے نکال دینا چاہا۔

یعنی قرض خواہ کو حق ہے کہ اگر مقروض غنی ہو کر ٹال مٹول کرے تو اس کے خلاف دعویٰ کردے یا اسے ظالم خائن کہے یا کہے کہ تو نادہند بہانہ خور ہے۔ خیال رہے کہ یہ قانون نادہند مقروضوں کے لیے ہے جو حضور انور نے اس موقع پر بیان فرمایا ورنہ حضور انور ان تمام ٹال مٹول وغیرہ سے معصوم ہیں۔

(تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات کرنے کا حق ہوتا ہے) یعنی جو اونٹ اس نے آپ کو قرض دیا تھا وہ کم عمر اور دبلا تھا، اب بازار سے ایسے دبلے کم عمر اونٹ نہیں ملتے اس سے اچھے موٹے رباعیہ مل رہے ہیں۔

طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے حضرت زید ابن سعنہ سے روایت کی کہ میں یہود کے بڑے پادریوں میں سے تھا، میں نے حضور انور میں تمام علامات نبوت تو دیکھ لی تھیں دو کی آزمائش کرنا چاہتا تھا ایک حلم، دوسرے سختی کے جواب میں نرمی، میں نے حضور انور کو کچھ چھوہارے ادھار دیئے اور وقت اداء سے دو دن قبل تقاضا کرنے کے لیے آ گیا، آپ کی چادر پکڑ کر نہایت سختی سے بولا کہ میرا قرض دو، بنی عبد المطلب عموماً نادہند ہوتے ہیں، جناب عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر اس آستانہ کا ادب مانع نہ ہوتا تو یہ تلوار تیرے سر پر ہوتی، حضور انور نے فرمایا اے عمر بہتر ہوتا کہ تم مجھے قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے تم نے الٹا میرے محسن پر سختی کی، جاؤ ان کا قرض ادا کرو اور بیس ۲۰ صاع زیادہ کھجوریں دے دو اس سختی کے عوض جو تم نے اس پر کی، میں نے کہا اے عمر میں نبوت کی دو علامتوں کا امتحان کر رہا تھا، میں نے درست پالیں، میں پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ تو قرض خواہ کا معاملہ ہے، آستانہ عالیہ پر بھیک مانگنے والوں نے سختی سے مانگا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطائیں بھی دی ہیں اور دعائیں بھی، جیسا کہ بخاری، ابوداؤد، وغیرہ کی روایت میں ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 504:)

(۴۷۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو خرید و فروخت اور اپنا حق طلب کرتے وقت نرم رویہ اختیار کرے"۔ (بخاری)

(۴۷۷) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

(۴۷۶) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1970 'ابن حبان، رقم الحدیث 4903 'بیہقی، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث 10760)

(۴۷۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3888)

Marfat.com

"مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا کرے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگدست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کو معاف کردے۔ (مسلم)

حل لغات:

سَرَّهُ: جو پسند کرتا ہے۔

کُرَبِ: مصیبت، مشکل، الم۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 219 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کُرَبَ کاف کے پیش ر کے فتح سے، کربۃ کی جمع ہے بمعنی تکلیف، محنت، مشقت اس لفظ میں قیامت کی دھوپ، پیاس، گھبراہٹ ملائکہ کی سختی وغیرہ سب کچھ داخل ہے۔

فلینفس تنفیس سے بنا بمعنی تاخیر کرنا، دیر لگانا، مہلت دینا۔ وضع سے مراد یا قرض بالکل معاف کر دینا، اگر قرض خواہ کی طرف سے وکیل قبض کو اس کی اجازت ہو تو وہ یہ کام کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم بھی رب تعالیٰ کے مقروض ہو لہٰذا اپنے مقروضوں کو معافی یا آسانی دو تم پر اللہ آسانی کرے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4 تحت حدیث 504:)

(۴۷۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَانَ رَجُلٌ يُّدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا. فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے ملازم سے کہتا تھا کہ جب تو کسی تنگدست (مقروض) کے پاس جائے تو

(۴۷۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3886، بخاری شریف، رقم الحدیث 1971، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1307، نسائی شریف، 4694، دارمی، رقم الحدیث 2546، مسند امام احمد، رقم الحدیث 8715، ابن حبان، رقم الحدیث 5043، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2223، بیہقی، رقم الحدیث 10752، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 664)

Marfat.com

اسے معاف کر دیا کرشاید کہ (اس کے بدلے) اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے پس وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ملا (مرنے کے بعد) تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ (متفق علیہ)

(۴۷۹) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، فَلَمْ یُوْجَدْ لَہٗ مِنَ الْخَیْرِ شَیْئٌ، اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ یُخَالِطُ النَّاسَ وَکَانَ مُوْسِرًا، وَکَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَہٗ اَنْ یَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ۔ قَالَ اللہُ - عَزَّوَجَلَّ -: نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِکَ مِنْہُ، تَجَاوَزُوْا عَنْہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک آدمی کا حساب کیا گیا تو اس کے نامہ اعمال میں کسی نیکی کا نشان نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا اور مالدار تھا وہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگدست کو معاف کر دیا کرو۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: (اس کے معاف کر دینے کے) ہم اس سے زیادہ اس کے مستحق ہیں، اسے معاف کر دو۔ (مسلم)

حل لغات:

یُخَالِطُ: خلط، یخلط، خلطاً، بمعنی ملانا، خلط ملط کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی نیت دنیا (کی طلب) ہو اللہ عزوجل اس کے کام منتشر کر دیتا ہے اور اس کی تنگدستی اس کے سامنے کر دیتا ہے حالانکہ اسے دنیا سے وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے، اور جس کی نیت آخرت (کی طلب) ہو اللہ عزوجل اس کے کام یکجا فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الھم بالدنیا، الحدیث: ۴۱۰۵، ص۲۷۲۶)

(۴۸۰) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: اُتِیَ اللہُ تَعَالٰی بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِہٖ اٰتَاہُ اللہُ مَالًا، فَقَالَ لَہٗ: مَاذَا عَمِلْتَ فِی الدُّنْیَا؟ قَالَ: "وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللہَ حَدِیْثًا" قَالَ: یَارَبِّ اٰتَیْتَنِیْ مَالَکَ، فَکُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ، وَکَانَ مِنْ خُلُقِی الْجَوَازُ، فَکُنْتُ اَتَیَسَّرُ عَلَی الْمُوْسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ۔ فَقَالَ اللہُ تَعَالٰی: "اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْکَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِیْ" فَقَالَ عُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدِ نِ

(۴۷۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3885)

(۴۸۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 3884)

Marfat.com

الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک بندہ لایا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا اور اس سے فرمایا: تونے دنیا میں کیا عمل کئے؟ راوی کہتے ہیں: (ارشاد خداوندی ہے کہ) ''بندے اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے''۔ اس (بندے) نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے مجھے مال عطا کیا تھا' میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتا تھا اور درگزر کر دینا میری عادت تھی۔ پس میں مالدار (مقروض) سے نرمی برتتا اور تنگ دست کو مہلت دے دیتا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں' میرے بندے کو معاف کر دو' حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم نے یہ حدیث اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال اس سے جانکنی کے وقت ہوا یا قبر میں اور سوال کرنے والے یا تو وہ فرشتے تھے جو جان نکالنے آئے تھے یا منکر نکیر جو حساب قبر لیتے ہیں اگرچہ قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے اعمال کا حساب تو قیامت میں ہوگا مگر یہ اس شخص کی خصوصیات سے ہے کہ اس سے قبر ہی میں اعمال کا حساب بھی ہو گیا' بعض شارحین نے فرمایا قیل بمعنی یقال ہے اور یہ واقعہ سوال و جواب کا قیامت میں ہوگا مگر پہلی توجیہ قوی ہے۔ (لمعات، اشعہ، مرقات)

معلوم ہوا کہ مرتے وقت اور قبر میں حشر میں انسان کو اپنے برے بھلے اعمال یاد ہوں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"بَلِ الْاِنْسٰنُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ".

(اے میرے رب! تو نے مجھے مال عطا کیا تھا' میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتا تھا)۔

یعنی میرے معاملات بہت درست تھے ان میں اخلاق کو دخل تھا اگر امیر کو ادائے قرض میں دیر لگتی تھی تو میں صبر کرتا تھا اس پر جلدی مانگ کر سختی نہ کرتا تھا اور اگر میرا مقروض قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اسے بالکل معاف کر دیتا تھا تاکہ وہ دنیا و آخرت میں پھنسا نہ رہے۔

(تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں' میرے بندے کو معاف کر دو) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے رب تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے کسی کو پھانسنے کی کوشش نہ کرو بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرو۔ دوسرے یہ کہ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہ دو کبھی ایک قطرہ جان بچا لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ

Marfat.com

چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر کرنہ لو کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔
(تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بات کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں) یعنی پھنسوں کو نکالنا، لوگوں پر رحم کرنا میری صفت ہے جب تو اخلاق الٰہیہ سے موصوف ہوا تو میں بھی تجھے بخش دیتا ہوں، یہ ہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کی عادات اختیار کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان عبادات کے ساتھ معاملات بھی ٹھیک کرے۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 398:)

(۴۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْ وَضَعَ لَهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اسے معاف کر دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کا سایہ عطا کرے گا جس دن کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

وَضَعَ: از، وضع، یضع، وضعاً، بمعنی رکھنا، ڈالنا، یہاں بمعنی معاف کرنے کے مستعمل ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کے علاوہ جن کو سایہ نصیب ہوگا وہ یہ حضرات ہیں۔
سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس دن اپنے (عرش یا رحمت کے) سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل بادشاہ (۲) وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے (۴) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے محبت کریں جمع ہوں تو اسی محبت پر اور جدا ہوں تو اسی پر (۵) اور وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت بلائے وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے (۷) اور وہ شخص جو تنہائی میں

(۴۸۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1306)

Marfat.com

اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، ص ۵۱۴، حدیث: ۱۰۳۱)

(۴۸۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اشْتَرٰی مِنْہُ بَعِیْراً، فَوَزَنَ لَہٗ فَاَرْجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور اس کی قیمت تول کرادا کی اور زیادہ عطا فرمائی۔ (متفق علیہ)

(۴۸۳) وَعَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ سُوَیْدِ بْنِ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَۃُ الْعَبْدِیُّ بَزًّا مِنْ ھَجَرَ، فَجَآءَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِیْلَ، وَعِنْدِیْ وَزَّانٌ یَّزِنُ بِالْاَجْرِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْوَزَّانِ: "زِنْ وَاَرْجِحْ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوصفوان سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے (بیچنے کے لئے) کپڑا لائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک پاجامے کا بھاؤ کیا میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو اجرت پر (سکے) تولتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وزن کرنے والے سے فرمایا: تولو اور جھکتا ہوا تولو۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

مِنْ ھَجَرَ: بحرین کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ہجر۔

تعارفِ روای:

سوید ابن قیس کی کنیت ابو عمرو ہے، صحابی ہیں، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے، مخرفہ بھی صحابی ہیں واؤ بمعنی مع ہے یا عاطفہ ہر دونوں صاحب شرکت میں مقام ہجر سے کپڑا تجارت کے لیے لائے تھے، ہجر کا کپڑا مشہور تھا، ہجر تین بستیوں کے نام ہیں، یمن کا ایک شہر ہے، بحرین کے ایک علاقہ کا نام بھی ہے اور مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی بھی ہے۔ (اشعہ) یہاں

(۴۸۲) (بخاری شریف، رقم الحدیث 432، 1991، 2185، 2255، 2264، 2338، 2463، 2563، 2569، 2706، 2805، 2921، 2923، 2824، 3826، 4791، 4792، 4949، 4947، 5052، 6024، مسلم شریف، رقم الحدیث 3347، مسند امام احمد، رقم الحدیث 14273)

(۴۸۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1305)

Marfat.com

تیسری بستی مراد ہے یہ کپڑا اسی بستی سے آیا تھا۔(مرقاۃ)

شرح:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پائجامہ خریدنا تو ثابت ہے مگر پہننا ثابت نہیں ہمیشہ تہبند شریف استعمال فرمایا، حضرت عثمان غنی شہادت کے دن پائجامہ پہنے ہوئے تھے، پائجامہ ہی میں آپ کی شہادت ہوئی، بھاؤ چکانے کا مطلب یہ ہے کہ بھاؤ طے کر کے خرید لیا۔(مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود دوکان پر جانا اور تاجر کی منہ مانگی قیمت نہ دینا بلکہ اس سے طے کرنا کچھ کم کرانا سنت ہے، اگرچہ اپنے خدام سے ہی خرید کی جائے اس بھاؤ تاؤ کرنے میں عار نہیں، حضور انور کے زمانہ شریف میں پائجامہ کا استعمال ہوتا تھا۔

چونکہ اس زمانہ میں نوٹ تو تھے نہیں درہم کا عام رواج تھا جن کے گننے میں بہت وقت لگتا ہے اس لیے تول کر ادا کئے جاتے تھے، درہم تولنے والا تاجر کی طرف سے مقرر ہوتا تھا جس کی اجرت (تولائی) خریدار کے ذمہ ہوتی تھی، اب بھی حکم یہ ہی ہے کہ قیمت کی تولائی خریدار کے ذمہ، مال کی تولائی بائع کے ذمہ ہے کہ قیمت دینا خریدار پر لازم ہے اور مال دینا بائع پر ضروری ہے۔ تولنے والا جس کا کام کرے، اس سے دام لے۔ آج کل مال کی تولائی خریدار سے لیتے ہیں یہ غلط ہے۔

یعنی جو قیمت طے ہے اس سے زیادہ دے دو، یہ کرم کریمانہ ہے کہ طے شدہ سے زیادہ قیمت عطا کی، مہنگی خریدنے میں نقصان ہے، طے شدہ سے زیادہ دینے میں احسان۔ نقصان برا، احسان اچھا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث:524)

Marfat.com

کِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

۹۸۔ بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ تَعَلُّمًا وَّتَعْلِیْمًا لِلّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے لیے، علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت

یعنی علم سیکھنے اور سکھانے کے فضائل۔ علم سے شرعی علم مراد ہے، یعنی قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ۔ خیال رہے کہ علم نور الٰہی ہے جو بندہ کو عطا ہوتا ہے، اگر بشر سے حاصل ہو تو کسبی کہلاتا ہے ورنہ لدنی، لدنی کی بہت سی قسمیں ہیں: وحی، الہام، فراست وغیرہ۔ وحی انبیاء سے خاص ہے، الہام اولیاء اللہ سے، فراست ہر مؤمن کو بقدر ایمان نصیب ہوتی ہے۔ فراست والہام وہی معتبر ہے جو خلاف شرع نہ ہو، خلاف شرع ہو تو وسوسہ ہے۔

)مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب العلم، ج1، ص196،(

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا} (طٰہٰ: 114).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے''۔

تشریح:

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: قال ابن عیینۃ لم یزل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی زیادۃ حتی توفہ اللہ عزوجل یعنی اس دعا کی برکت سے تادم واپسیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں اضافہ اور زیادتی ہوتی رہی۔ وقیل ھذا اشارۃ الی العلم اللدنی (روح المعانی) ترجمہ:۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس میں علم لدنی کی طرف اشارہ ہے اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے جو کسبی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی دین ہو۔

علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے:۔

" در لطائف قشیری رحمۃ اللہ تعالی مذکور است کہ حضرت موسٰی) علیہ الصلوۃ والسلام (زیادہ علم طلبید اور حوالہ بخضر کروند و بے طلب پیغمبر مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) دعائے زیادتی علم بیاموخت وحوالہ بغیر خود نہ کروتا معلوم شود کہ آنکہ

Marfat.com

درمکتب ادب "ادبنی ربی" سبق وقل رب زدنی علما خوانده باشد ہر آئینہ رد درسگاہ علمک مالم تکن تعلم نکتہ فعلمت علم الاولین والآخرین بگوش ہوش مستفیدان حقائق اشیاء تو اندر سانید "۔علمہائے انبیاء واولیاء دردلش رخشندہ چوں شمس الضحیٰ عالمے کآموزگارش حق بود علم اوبس کامل مطلق بود"

ترجمہ:۔لطائف قشیری رحمۃ اللہ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ)علیہ الصلوٰۃ والسلام (نے علم کی زیادتی کا سوال کیا، تو انہیں خضر کے حوالے کر دیا گیا۔اور ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بن مانگے زیادتی علم کی دعا سکھا دی۔اور اپنے سوا کسی کی طرف کسب علم کے لیے جانے کی اجازت نہ دی تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ وہ ہستی جس نے ادبنی ربی کے مکتب میں وقل رب زدنی علما کا سبق پڑھا ہے وہ علمک مالم تکن تعلم کی درسگاہ میں حقائق اشیاء کی جستجو کرنے والوں کے گوش ہوش میں فعلمت علم الاولین والآخرین کا نقطہ پہنچا سکتا ہے۔

ترجمہ اشعار رومی:۔تمام انبیاء اور اولیاء کے علوم آپ کے قلب مبارک میں چاشت کے سورج کی طرح چمک رہے ہیں۔وہ عالم جس کا استاد حق تعالیٰ ہو اس کے علم کے کمال کا کوئی کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔

آخری سطروں کی وضاحت ضروری ہے تا کہ عام تعلیم یافتہ حضرات بھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور خوب سکھایا ہے۔گویا یہ وہ مدرسہ ہے جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس مدرسہ کا پہلا سبق یہ ہے وقل رب زدنی علما۔یعنی ہر وقت یہ دعا مانگو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔یہ مدرسہ جس کا یہ پہلا سبق ہے۔اسی کے فیض سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علمک مالم تکن تعلم، کا مرتبہ نصیب ہوا۔یعنی اے حبیب جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے ہم نے آپ کو سکھا دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں کے کانوں تک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ اعلان پہنچا فعلمت علم الاولین والآخرین۔یعنی تعلیم الٰہی سے مجھے پہلے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا۔(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے، علم کی حرص اچھی ہے دیکھو نبی کریم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے، وللآخرہ خیر لک من الاولی۔یعنی ہر آخر گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے۔(تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر:2

Marfat.com

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝} (الزمر: ۹)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان'' ۝

تشریح:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کو جانتے ہیں ان کی امید وبیم کا یہ حال ہے اور جو شان الٰہی سے بالکل ناواقف ہیں ان کی سرکشی کی حد نہیں۔ کیا یہ دونوں گروہ یکساں ہو سکتے ہیں؟

معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے، ملائکہ عابد تھے اور آدم (علیہ السلام) عالم، عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا، یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے، غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد، بہرحال اس سے عالم افضل ہے، خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن وحدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیوں سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں۔

اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم وعقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکائے وہ جہالت اور بیوقوفی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ} (المجادلۃ: ۱۱)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلندیٔ مراتب اور رفع درجات کا ذریعہ ایمان اور علم ہے۔ ایک ایمان دار شخص نادار اور مفلس ہی کیوں نہ ہو، کافر رئیسوں سے اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بلند ہے۔

قطرۂ آبِ وضوء قنبرے خوب تر از خون ناب قیصرے

یعنی قنبر جو سیّدنا علی کا غلام تھا، اس کے وضو کے پانی کا قطرہ قیصر کے خون سے زیادہ عزت والا ہے۔

اسی طرح صاحب علم، جاہل سے اعلیٰ ہے خواہ وہ جاہل بڑا جاگیردار اور دولت مند کیوں نہ ہو۔ حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) علماء صحابہ کو خواہ وہ عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوتے بڑے بوڑھوں پر ترجیح دیتے۔ ان کو اپنے قریب بٹھاتے اور ان کی عزت افزائی فرماتے۔ احادیث میں بھی علماء کی بڑی شان بیان کی گئی ہے۔

" قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) من جاءه الموت وهو يطلب العلم ليجى به الاسلام فبينه وبين النبيين درجة۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص علم حاصل کر رہا ہوتا کہ وہ اس علم سے اسلام کو زندہ کرے اس اثناء میں

Marfat.com

اسے موت آ جائے تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔
دوسری حدیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:
"یشفع یوم القیامة ثلثة: الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء۔
قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا کہ علم، حکومت اور مال میں سے ایک چیز پسند کرلو۔ آپ نے علم کو پسند کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے آپ کو بادشاہی اور مال بھی عطا فرمائے۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا} (فاطر: 28)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی اعجاز آفرینیوں کا جتنی دقت نگاہ سے لوگ مطالعہ کریں گے حکمت ربانی کے نئے نئے جلوے رونما ہوتے جائیں گے انہیں اس تدبر اور مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا ایسا علم نصیب ہوگا جو انہیں عین الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل زیادہ دور نہیں۔ طلب صادق ہوگی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور انہیں ان بلندیوں پر فائز کردے گا جہاں حق الیقین کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں شک وشبہ کا غبار نہیں۔ وہاں پہنچ کر انہیں اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت نصیب ہوگی، پھر جس خشیت سے ان کے دل معمور ہوں گے ہمارے لئے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ حکمائے اسلام کے نزدیک علم کی حقیقت کیا ہے، اس کے لئے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

"لیس العلم عن کثرۃ الحدیث لکن العلم عن کثرۃ الخشیة۔
ترجمہ: زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت) ڈرنا (کو علم کہتے ہیں۔

(۲) امام مالک فرماتے ہیں:

"ان العلم لیس بکثرۃ الروایة وانما العلم نور یجعله الله فی القلب۔
ترجمہ: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں، بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔

(۳) مجاہد فرماتے ہیں:

انما العالم من خشی الله عزوجل۔

Marfat.com

(ترجمہ) عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

(۴) ربیع بن انس کا ارشاد ہے:

"من لم یخش اللہ تعالیٰ لیس بعالم۔

ترجمہ: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

(۵) حضرت ابن مسعود سے ایک قول مروی ہے:

کفی بخشیۃ اللہ تعالیٰ علما وبالاغترار جھلا۔

ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان خدا سے غرور کرنے لگے۔

(۶) سعد بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: جو اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

"من فقہ اھل المدینۃ قال اتقاھم لربہ عزوجل۔

(۷) سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

"ان الفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ تعالیٰ ولم یؤمنھم من عذاب اللہ تعالیٰ ولم یدع القران رغبتہ عنہ الی غیرہ"۔

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کر دے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔ (قرطبی، ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۴۸۴) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ ◄ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۸۴) (بخاری شریف رقم الحدیث 71 '2948 '3442 '6882 '7022 'مسلم شریف رقم الحدیث 1037 'ترمذی رقم الحدیث 2645 'ابن ماجہ رقم الحدیث 220 'مسند امام احمد رقم الحدیث 2791 'دارمی رقم الحدیث 224 'ابن حبان رقم الحدیث 89 'الادب المفرد رقم الحدیث 666 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 8956 'طبرانی اوسط رقم الحدیث 1436 'طبرانی صغیر رقم الحدیث 810 'مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث 7381 'مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث 2051 'مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 31045 'سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث 5839 'مسند اسحاق رقم الحدیث 439 'مسند حمیدی رقم الحدیث 412 'مسند الشھاب رقم الحدیث 345)

Marfat.com

حل لغات:

یُفَقِّہْہُ :فقھا، بمعنی سمجھانا، فقیہ بنانا۔

تعارفِ روای:

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہے، آپ پانچویں پشت یعنی عبد المناف میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف ہیں۔ آپ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے، مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حضور کے سالے ہیں، کاتب وحی ہیں، عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے، چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے، امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر صلح فرمالی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ ھ لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۷۸ سال عمر پائی، آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر شریف، قمیض مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا، آپ کے پورے حالات شریف ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

شرح:

یعنی اسے دینی علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔ خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی طریقت اور حقیقۃ یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ قرآن و حدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علم دین نہیں، بلکہ ان کا سمجھنا علم دین ہے۔ یہی مشکل ہے اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین آئمہ مجتہدین کے مقلد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے رب فرماتا ہے: "مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا" وہاں حکمت سے مراد فقہ ہی ہے۔ قرآن و حدیث کے ترجمے تو ابوجہل بھی جانتا تھا۔ دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں، بلکہ ان کا سمجھنا کمال ہے۔ عالم دین وہ ہے جس کی زبان پر اللہ اور رسول کا فرمان ہو اور دل میں ان کا فیضان، فیضان کے بغیر فرمان بیکار ہے، جیسے بجلی کی پاور کے بغیر فٹنگ بیکار۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 198:)

(۴۸۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا

(۴۸۵) (بخاری شریف، رقم الحدیث 73، 1343، 6722، 6886، مسلم شریف، رقم الحدیث 815، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1936، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 4208، مسند امام احمد، رقم الحدیث 3651، ابن حبان، رقم الحدیث 90، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5840، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث 7615، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 1085، طبرانی اوسط، رقم الحدیث 231، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 13162، مسند طیالسی، رقم الحدیث 369، مسند حمیدی، رقم الحدیث 99، مسند حمیدی، رقم الحدیث 729)

Marfat.com

حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْحِكْمَةَ، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ: الْغِبْطَةُ، وَهُوَ اَنْ يَّتَمَنّٰى مِثْلَهُ.

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس کو راہ حق میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا کی اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی اس کے ذریعے وہ فیصلے کرتا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حسد: سے مراد غبطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی کی مثل تمنا کرنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کسی نعمت والے پر جلنا اور اس کی نعمت کا زوال، اپنے لیئے حصول چاہنا حسد ہے، جو بہت بڑا عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیئے بھی چاہنا غبطہ (رشک) ہے حسد مطلقاً حرام ہے، غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے ایسے ہی بافیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔ سبحان اللہ! بعض علماء کے علم اور بعض سخیوں کے مال سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں نیکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 198:)

(۴۸۶) وَعَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا؛ فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ، وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بِهَا

(۴۸۶) (بخاری شریف، رقم الحدیث 79، مسلم شریف، رقم الحدیث 2282، ابن حبان، رقم الحدیث 4، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 5843، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 7311)

Marfat.com

النَّاسَ، فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ؛ لاَ تُمْسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلأً. فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْساً، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے تو زمین کے کچھ حصے زرخیز اور عمدہ ہوتے ہیں وہ پانی کو قبول کرتے ہیں اور بکثرت گھاس اور چارہ اگاتے ہیں اور زمین کے کچھ حصے خشک اور نشیبی ہوتے ہیں' وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے' وہ وہاں سے پانی پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کے ایک اور حصہ پر بارش نازل ہوتی ہے جو چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روکتا ہے' اور نہ گھاس وغیرہ اگاتا ہے' یہی مثال ہے اس شخص کی جو دین کی سمجھ حاصل کرے' اور جس چیز کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں وہ اسے فائدہ پہنچاتی ہے' سو وہ علم حاصل کرتا ہے' اور دوسروں کو تعلیم دیتا ہے' اور دوسرے شخص کی مثال جو اس کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

وَسَقَوْا :سقی، یسقی، سقیاً، بمعنی پلانا، سیراب کرنا،

زَرَعُوا، :زرع، یزرع، زرعاً، بمعنی بونا، کاشت کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ علم اور ہدایت ایک نہیں کبھی علم ہوتا ہے، ہدایت نہیں ہوتی جیسے اس امت کے بے دین علماء، کبھی ہدایت نصیب ہوجاتی ہے بہت سا علم نہیں ہوتا جیسے وہ عوام جو بے علم ہیں مگر ایمان دار ہیں کبھی علم اور ہدایت دونوں جمع ہوجاتے ہیں، جیسے علمائے دین ہیں۔ ہدایت علم سے افضل ہے، اسی لیئے اس کا ذکر پہلے ہوا، علم کتابوں سے ملتا ہے ہدایت کسی کی نظر سے۔

(اس کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کے یہاں علم اور فیضان کی کمی نہیں

Marfat.com

تمام دنیا فیض لے لے تو گھٹتا نہیں کوئی نہ لے تو بیکار بچتا نہیں جیسے سورج کی روشنی اور بادلوں کا پانی۔

"اَجَادِبُ" اَجْدَبُ کی جمع ہے، بمعنی وہ سخت زمین جو پانی کو چوس کر ختم نہ کردے اسی لیئے قحط کو جدب کہتے ہیں، یہاں مراد نشیبی زمینیں ہیں تالاب بن جاتے ہیں۔

(زمین کے کچھ حصے خشک اور نشیبی ہوتے ہیں، وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ وہاں سے پانی پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کے ایک اور حصہ پر بارش نازل ہوتی ہے جو چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روکتا ہے، اور نہ گھاس وغیرہ اگاتا ہے) اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور گویا رحمت کا بادل ہیں حضور کا ظاہری اور باطنی فیض اور نورانی کلام بارش۔ انسانوں کے دل مختلف قسم کی زمین۔ چنانچہ مؤمن کا دل قابلِ کاشت زمین ہے، جہاں عمل اور تقویٰ کے پودے اُگتے ہیں، علماء اور مشائخ کے سینے گویا تالاب ہیں اور اس خزینہ کے گنجینے ہیں جس سے تاقیامت مسلمانوں کے ایمان کی کھیتیاں سیراب ہوتی رہیں گی۔ منافقین اور کفار کے سینے کھاری زمین ہیں نہ فائدہ اٹھائیں نہ پہنچائیں۔

اس تشبیہ سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، زمین کیسی اعلیٰ ہو اور کتنا ہی اچھا تخم بویا جائے، مگر بارش کی محتاج ہے، دین و دنیا کی ساری بہاریں حضور کے دم سے ہیں۔ شعر

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار کہ اگر خاور گر گل ہمہ پروردۂ تست

دوسرے یہ کہ تاقیامت مسلمان علماء کے حاجت مند ہیں کہ ان کی کھیتیوں کو پانی انہیں تالابوں سے ملے گا حضور کی رحمت انہی کے ذریعہ نصیب ہوگی۔

(اور دوسرے شخص کی مثال جو اس کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔) اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ اگر بفرضِ محال کسی کو حضور کی نبوت کی خبر ہی نہ پہنچے تو اسے عقیدۂ توحید کافی ہے، خیال رہے کہ مشبہ بہ میں زمین کے تین حصے بیان فرمائے گئے مگر مشبہ میں انسان کی صرف دو جماعتوں کا ذکر ہوا کیونکہ علماء ہدایت میں عالی ہیں اور کفار گمراہی میں عالی، درمیانی لوگ یعنی صالح مؤمن خود سمجھ میں آجاتے ہیں اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا۔ خیال رہے کہ تالاب بہت سی قسم کے ہیں بڑے چھوٹے، بہت نافع کم نافع بعض تالابوں سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں جیسے بھوپال کا تالاب، ایسے ہی علماء کے مختلف مراتب ہیں بعض مجتہدین ہیں جیسے چاروں امام، بعض کاملین ہیں، بعض راسخین ہیں، پھر ان میں بعض محدثین ہیں اور بعض مفسرین، یہ تشبیہ ان سب کو شامل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 148:)

(۴۸۷) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "فَوَاللهِ لِاَنْ يَّهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ

Marfat.com

النَّعَمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۸۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اٰيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي اِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے تبلیغ کرو خواہ ایک آیت ہی (کسی تک) پہنچاؤ اور بنو اسرائیل سے (ان واقعات) بیان کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (بخاری)

حل لغات:

بَلِّغُوا: از بلغ، یبلغ، بلوغاً، بمعنی پہنچنا۔ اور باب تفعیل سے بمعنی پہنچانا آتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

سُوال: جو عالم نہ ہو کیا اُس کے بیان کرنے کی بھی کوئی صُورت ہے؟

جواب: غیرِ عالم کے بیان کی آسان صُورت یہ ہے کہ عُلَمائے اہلِ سنّت کی کتابوں سے حسبِ ضرورت فوٹو کاپیاں کروا کر اُن کے تراشے اپنی ڈائری میں چسپاں کر لے اور اس میں سے پڑھ کر سنائے۔ منہ زبانی کچھ نہ کہے نیز اپنی رائے سے ہرگز کسی آیتِ کریمہ کی تفسیر یا حدیثِ پاک کی شرح وغیرہ بیان نہ کرے۔ کیوں کہ تفسیر بالرّائے اسے حرام ہے اور اپنی اٹکل کے مطابق آیت سے استدلال یعنی دلیل پکڑنا اور حدیثِ مبارک کی شرح کرنا اگرچہ دُرُست ہو تب بھی شرعاً

(۴۸۷) (مسلم شریف رقم الحدیث 6099، بخاری شریف رقم الحدیث 2783، مسند امام احمد رقم الحدیث 8978، ابن حبان رقم الحدیث 6932، مستدرک حاکم رقم الحدیث 5844، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 354، طبرانی کبیر رقم الحدیث 5818)

(۴۸۸) (بخاری شریف رقم الحدیث 3274، ترمذی شریف رقم الحدیث 2669، دارمی رقم الحدیث 542، مسند امام احمد رقم الحدیث 6486، ابن حبان رقم الحدیث 6256، طبرانی صغیر رقم الحدیث 462)

Marfat.com

اِس کی اجازت نہیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم: جس نے بغیر علم قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنّم بنائے۔

(ترمذی ج ۴ ص ۴۳۹ حدیث ۲۹۵۹)

(۴۸۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حصولِ علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔ (مسلم)

(۴۹۰) وَعَنْهُ اَيْضًا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے (لوگوں کو) راہِ ہدایت کی طرف بلایا اسے ان لوگوں کے ثواب جتنا ثواب ملے گا جنہوں نے اس کی پیروی کی اور اس سے ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

ایک جگہ ارشاد فرمایا: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، ص ۱۰۵۰، حدیث ۱۸۹۳)

اور فرمایا: جس نے نیکی کی طرف بلایا اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ... الخ، ص ۱۴۳۸، حدیث ۲۶۷۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل تیرے ذریعے کسی

(۴۸۹) (مسلم شریف رقم الحدیث 6726' بخاری شریف رقم الحدیث 2310' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 4893' ترمذی شریف رقم الحدیث 1425' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 225' مسند امام احمد رقم الحدیث 5646' ابن حبان رقم الحدیث 533' مستدرک حاکم 8159' بیہقی رقم الحدیث 11292' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 2789' طبرانی کبیر رقم الحدیث 4801)

(۴۹۰) (مسلم شریف رقم الحدیث 6678' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 4509' ترمذی شریف رقم الحدیث 2674' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 205' موطا امام مالک رقم الحدیث 509' دارمی رقم الحدیث 513' مسند امام احمد رقم الحدیث 9141' ابن حبان رقم الحدیث 112' مستدرک حاکم رقم الحدیث 3610' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 6489' طبرانی کبیر رقم الحدیث 5277)

Marfat.com

ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۲/۵۳۴، حدیث ۳۷۰۱)

(۴۹۱) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کا عمل منقطع نہیں ہوتا۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔ (۳) اور وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح اسی جلد میں حدیث نمبر: 52 کے تحت ہو چکی ہے واللہ اعلم (ابو الاحمد غفرلہ)

(۴۹۲) وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ". قَوْلُهُ: "وَمَا وَالَاهُ": أَيْ طَاعَةُ اللّٰهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: دنیا ملعون ہے اور دنیا کی ہر چیز بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کی اطاعت کے اور عالم اور طالب علم کے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

وما والاہ: کا مطلب ہے اللہ کی اطاعت۔

(۴۹۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 4110 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2880 'ترمذی شریف رقم الحدیث 1376 'نسائی شریف رقم الحدیث 3651 'ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 241 'دارمی رقم الحدیث 517 'مسند امام احمد رقم الحدیث 8831 'ابن حبان رقم الحدیث 93 'ابن خزیمہ رقم الحدیث 2494 'بیہقی رقم الحدیث 12415 'مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 6475 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 6181)

(۴۹۲) (ترمذی شریف 'کتاب الزھد رقم الحدیث 2322)

Marfat.com

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کی اطاعت کے اور عالم اور طالب علم کے۔) یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں۔ اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں۔ والاٰ بنا ہے ولی سے بمعنی قرب یا محبت یا تابع ہونا یا سبب لہٰذا اس جملہ کے چار معنی ہیں: وہ حضرات انبیاء و اولیاء جو اللہ سے قریب کر دیں یا اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، یا جو ذکر الٰہی سے قریب کر دے، یا جو ذکر اللہ کے تابع ہے، یا جو ذکر اللہ کا سبب ہے۔ (اشعہ) یعنی اللہ کا ذکر اللہ کے محبوب بندے علماء طلباء اگرچہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں ہیں یہ تو اللہ کے محبوب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کا ذکر ہر عبادت ہر سعادت کا سر ہے جیسے بدن کے لیے جان ضروری ہے ایسے ہی مؤمن کے لیے ذکر اللہ لازمی ہے۔ ذکر اللہ سے دنیا کا بقاء آسمان و زمین کا قیام ہے۔ (مرقات) جب ذاکرین فنا ہو جائیں گے تو قیامت آ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،7 تحت حدیث 22:)

(۴۹۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى يَرْجِعَ"۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وقال: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حصول علم کی غرض سے گھر سے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے حتیٰ کہ واپس لوٹ آئے۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۹۴) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "لَنْ يَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِّنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ"۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مومن خیر (علم) سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

---

(۴۹۳)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 2647)

(۴۹۴)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 2686)

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

یَّشْبَعَ: شبع، یشبع، شبعًا بمعنی سیر ہونا، شکم سیر ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی علم دین کی حرص ایمان کی علامت ہے، جتنا ایمان قوی اتنی ہی یہ حرص زیادہ، بڑے بڑے علماء علم پر قناعت نہیں کرتے۔ صوفیاء فرماتے ہیں: "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ" یعنی گہوارہ سے قبر تک علم سیکھو۔ اس حدیث میں علم کے حریص کو جنت کی بشارت ہے۔ ان شاء اللہ علم دین کا متلاشی مرتے ہی جنتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ کسی کو اپنے خاتمہ کی خبر نہیں سوا عالم دین کے کہ ان کے لیئے حضور نے وعدہ فرمالیا کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے علم دین دیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 219:)

(۴۹۵) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَيْرَ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت اسی طرح ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ پر' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے آسمانوں والے اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی ان لوگوں کے لئے دعا کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

(۴۹۵)(ترمذی شریف، رقم الحدیث 2685)

Marfat.com

حل لغات:

مُعَلِّم: استاذ، استاد، تعلیم دینے والا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ پر) یہ تشبیہ بیان نوعیت کے لئے نہ کہ بیان مقدار کے لئے، یعنی جس قسم کی بزرگی مجھ کو تمام مسلمانوں پر حاصل ہے اس قسم کی بزرگی عالم کو عابد پر یعنی دینی بزرگی نہ کہ محض دنیاوی، اگرچہ ان دونوں بزرگیوں میں کروڑ ہا فرق ہیں۔ بادشاہ کو رعایا پر سلطنت کی، مالدار کو فقیر پر مال کی، جتھے والے کو بے کس پر قوت کی، حسین کو بدشکل پر جمال کی بزرگی حاصل ہے۔ مگر یہ بزرگیاں، دنیوی اور فانی ہیں، نبی کو مخلوق پر دینی بزرگی حاصل ہے، جو ابد الآباد تک قائم ہے، ایسے ہی عالم کو جاہل پر، آج سکندر کو کسی فقیر پر ملکی بزرگی نہیں، مگر امام ابوحنیفہ کو تمام مقلدین پر بے پناہ عظمت اب بھی حاصل ہے۔ خیال رہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبیوں پر اور درجہ کی بزرگی ہے، صحابہ پر اور درجہ کی، اولیاء و علماء پر اور درجہ کی، عوام پر اور درجہ کی، اَدْنٰی کُمْ میں اس آخری درجہ کی طرف اشارہ ہے۔ فرماتے ہیں: "وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ" رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ" اس آیت میں نور الٰہی کی مثال نور چراغ سے دی گئی حالانکہ چراغ کے نور کو اس نور سے کیا نسبت؟ ایسے ہی یہ بھی تمثیل ہے۔

(اور اس کے فرشتے آسمانوں والے) ملائکہ سے حاملین عرش فرشتے اور اہلِ سمٰوٰت سے باقی فرشتے مراد ہیں۔ اللہ کی صلوٰۃ سے اس کی خاص رحمت اور مخلوق کی صلوٰۃ سے خصوصی دعائے رحمت مراد ہے، ورنہ عام رحمتیں اور عام دعائیں سارے مسلمانوں کے لیئے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ" اور فرماتا ہے: "وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" الخ۔ لہٰذا یہ حدیث نہ تو قرآن کے خلاف ہے اور نہ اس سے یہ لازم آیا کہ علماء حضور کے برابر ہو جائیں کیونکہ حضور پر بھی رب تعالیٰ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور علماء پر بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج،1 تحت حدیث 211:)

(۴۹۶) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰى الْحِيْتَانُ فِی الْمَآءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ

(۴۹۶) (ترمذی شریف رقم الحدیث 2682)

Marfat.com

اَلْکَوَاکِبِ، وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ". رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص حصولِ علم کے راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے' اور بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اس کے عمل سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہے' (یعنی حصول علم) اور بلاشبہ آسمانوں والے اور زمین والے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی عالم کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جیسے کہ چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے' اور بلاشبہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کرام نے وارثت میں نہ کوئی درہم چھوڑا اور نہ دینار انہوں نے فقط علم کا ورثہ چھوڑا سو جس نے اسے حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ (ترمذی)

تعارفِ روای:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں) ظاہر یہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی ہی مراد ہیں کہ جب طالب علم علم میں مشغول ہوتا ہے تو اس کا کلام سننے کے لیئے ملائکہ نیچے اتر آتے ہیں اور گفتگو سنتے ہیں جیسا تلاوت قرآن کے موقعہ پر یا قیامت میں طالب علم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھائیں گے یا مطلب یہ ہے کہ طالب علم کے لیئے ملائکہ نیا زمندی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی مشقتوں کو آسان کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ" اسی جگہ مرقاۃ نے اس کے متعلق عجیب واقعات بیان فرمائے ہیں۔

(اور بلاشبہ آسمانوں والے اور زمین والے) یعنی علمائے دین کے لیئے چاند، سورج، تارے اور آسمانی فرشتے ایسے ہی زمین کے ذرے، سبزیوں کے پتے اور بعض جن و انس اور تمام دریائی جانور مچھلیاں وغیرہ دعائے مغفرت کرتے ہیں، کیونکہ علمائے دین کی وجہ سے دین باقی ہے اور دین کے بقاسے عالم قائم ہے، علماء کی ہی برکتوں سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے، حدیث شریف میں ہے "بِھِمْ یُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ"۔ علماء کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی، علماء دنیا کا تعویذ ہیں۔ (مرقاۃ واشعۃ) خیال رہے کہ علماء میں علمائے شریعت بھی داخل ہیں اور علمائے طریقت بھی بلکہ کوئی شخص علم کے بغیر ولی اللہ نہیں بنتا، اللہ جاہلوں کو ولی نہیں بناتا، فرماتا ہے: "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔ (از مرقاۃ)

عالم سے مراد وہ عالم ہے جو صرف ضروری اعمال پر قناعت کرے اور بجائے نوافل کے علمی خدمات انجام

Marfat.com

دے۔عابد سے وہ شخص مراد ہے جو صرف اپنے ضروری مسائل سے واقف ہو اور اپنے اوقات نوافل میں گزارے۔ بے دین اور فاسق عالم اور نرا جاہل عابد اس گفتگو سے خارج ہے۔خیال یہ چاند آفتاب سے نور لے کر رات میں سارے عالم کو جگمگا دیتا ہے، ایسے ہی عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لے کر دینی روشنی پھیلا دیتے ہیں۔تارے خود نور ہیں مگر چاند نور بخشنے والا۔عابد اپنے لیئے اور عالم عالَم کے لیئے کوشش کرتے ہیں، عابد اپنی کمبلی بچاتا ہے، عالم طوفان سے لوگوں کا جہاز نکال لے جاتا ہے۔لازم سے متعدی افضل ہے۔

(اور بلاشبہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں) سبحان اللہ! جب مورث اتنے اعلٰی تو وارث کیسے شان دار ہوں گے۔مرقاۃ نے فرمایا کہ علمائے مجتہدین رسولوں کے وارث ہیں اور علمائے غیر مجتہدین نبیوں کے،لفظ علماء و انبیاء ان دونوں کو شامل ہے۔خیال رہے کہ علمائے اسلام حضور کے وارث اور چونکہ حضور تمام نبیوں کی صفات کے جامع ہیں لہٰذا علماء سارے انبیاء کے وارث ہوئے۔

خیال رہے کہ بعض انبیاء تارک الدنیا تھے جنہوں نے کچھ جمع نہ کیا جیسے حضرت یحیٰی و عیسٰی علیہما السلام اور بعض نے بہت مال رکھا۔جیسے حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام لیکن کسی نبی کی مالی میراث نہ بٹی،ان کا چھوڑا ہوا مال دین کے لیئے وقف ہوتا ہے اور تا قیامت علماء ان کے وارث،اسی لیئے علماء کو وارثین انبیاء کہا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 210:)

(۴۹۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
"نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی چیز سنی اور اسے دوسروں تک پہنچایا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے (وہ بات ہم سے) سنی۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۹۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ".

---

(۴۹۷)(ترمذی شریف رقم الحدیث 2657) (۴۹۸)(ترمذی شریف رقم الحدیث 2649)

Marfat.com

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

لِجَام: مہار، لگام۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، حضرتِ سیّدُنا قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ منیٰ پہنچے، تو ہر طرف سے لوگوں نے مسئلے پوچھنے شروع کر دیئے۔ آپ ہر سوال کے جواب میں یہی فرما دیتے کہ ''میں نہیں جانتا۔'' جب لوگوں نے اس جواب پر تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا: ''بخدا! تمہارے ان سوالوں کا جواب ہمیں نہیں آتا، اگر آتا ہوتا، تو ہرگز نہ چھپاتے، کیونکہ علم چھپانا جائز نہیں۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۳۱۴)

بہت سے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اس لئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا یہ وعید مطلق نہیں کیونکہ علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالبِ علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے وگرنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

Marfat.com

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہلِ حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: حق داروں سے علم روک کر ان پر ظلم نہ کرو اور نااہلوں کو حکمت سکھا کر ان پر ظلم نہ کرو۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۱۵۹، ج ا ص ۱۴۱)

دنیا کے لیے علم دین حاصل کرنے کا انجام:

(۴۹۹) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" يَعْنِيْ: رِيْحَهَا.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وہ علم جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے محض اس لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ کوئی دنیاوی غرض حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکے گا' یعنی اس کو جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

یُبْتَغٰی: از، ابتغاءً بمعنی طلب کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کہ علم دین رضائے الٰہی کے لیئے حاصل کرو اسے صرف دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ دنیا کے سامان سے روپیہ

(۴۹۹) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3664)

Marfat.com

پیسہ بھی مراد ہے اور دنیوی عزت و جاہ بھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ علم دین کے ذریعے دنیا حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ دنیا اصل مقصود ہو اور علم دین محض اس کا وسیلہ یہ سخت برا ہے وہی یہاں مراد ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین سے دین ہی مقصود ہو مگر تبعًا دنیا بھی حاصل کی جائے تا کہ فراغت سے خدمت دین ہو سکے یہ ممنوع نہیں، کیونکہ اب دین مقصود ہے اور دنیا اس کا وسیلہ۔ فقیر عالم کا وعظ دلوں میں موثر نہیں ہوتا۔ حضرات خلفائے راشدین نے خلافت پر تنخواہیں لیں۔ جہاد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر فقط غنیمت کے لئے کرتا ہے تو برا اور اگر تبلیغ دین کے لئے ہے اور غنیمت و ملک اس کا وسیلہ ہے تو اچھا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1 تحت حدیث 222)

(۵۰۰) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا. فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ. فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو چھین کر قبض نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں سے چھین لے لیکن اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھائے گا حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے سو ان (سرداروں) سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اِنْتِزَاعًا: اکھڑنا، اکھیڑنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کہ قریب قیامت علم اُٹھ جائیگا، جہالت پھیل جائے گی، یعنی اس کے اٹھنے کا ذریعہ نہ ہوگا کہ لوگ پڑھا ہوا بھول جائیں گے، بلکہ علماء وفات پاتے رہیں گے اور بعد میں دوسرے علماء پیدا نہ ہوں گے جیسا کہ اب ہو رہا ہے کہ ایک خلقت انگریزی کے پیچھے پھر رہی ہے، دینِ رسول اللہ یتیم ہو کر رہ گیا۔ علم سے علمِ دین مراد ہے۔

(۵۰۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6670، بخاری شریف، رقم الحدیث 100، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2652، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 52، دارمی، رقم الحدیث 244، مسند امام احمد، 6511، ابن حبان، رقم الحدیث 6723، بیہقی، رقم الحدیث 20139)

Marfat.com

(سردار) سے مراد قاضی، مفتی، امام اور شیخ ہیں جن کے ذمے دینی کام ہوتے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ دینی عہدے جاہل سنبھال لیں گے اور اپنی جہالت کا اظہار ناپسند کریں گے۔مسئلہ پوچھنے پر یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں بلکہ بغیر علم گھڑ کر غلط مسئلے بتائیں گے اس کا انجام ظاہر ہے۔بے علم طبیب مریض کی جان لیتا ہے اور جاہل مفتی اور خطیب ایمان برباد کرتے ہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 204:)

Marfat.com

كِتَابُ حَمْدِ اللهِ تَعَالٰى وَشُكْرِهٖ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

۹۹۔ بَابُ وُجُوْبُ الشُّكْرِ

شکر کے واجب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ٥} (البقرة: 152)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو'' ٥

تشریح:

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ استغفار دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت وکبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔

ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح وتکبیر ثناء وقراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع وخضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام، رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن وحدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

یہاں بھی عارف باللہ قاضی ثناء اللہ کے الفاظ ہی قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

" ولما كان طريق تحصيل تلك المعارف منحصرا في الالقاء والانعكاس وكان كثرة

Marfat.com

الذکر والمراقبة یفید للقلب والنفس صلاحیة الانعکاس من مشکاة صدر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بلا واسطة او بوسائط عقب اللہ سبحانہ بقولہ فاذکرونی.

ترجمہ:۔ جب ان معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القا اور انعکاس ہے اور ذکر الٰہی اور مراقبہ سے ہی دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان والقا قبول کر سکے اس لئے حکم دیا کہ میرا ذکر کیا کرو۔ کثرت ذکر سے ہی تم اس مقام پر فائز کئے جاؤ گے۔ جہاں انوار و تجلیات کی بے محابا بارش ہوتی ہے اور دوری کے حجاب یکسر الٹ دیئے جاتے ہیں۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی بندہ کی کوئی عزت افزائی ہوسکتی ہے کہ اس کا مالک و خالق اس کو اپنی یاد سے سرفراز فرماوے۔ ایک حدیث قدسی بھی ملاحظہ ہوتا کہ اپنے رب کریم کی بندہ نوازی کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔

"انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملا خیر منھم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولة) متفق علیہ).

ترجمہ:۔ میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوجاتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتو میں ایک قدم اس کے قریب ہوجاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

جو انعام میں نے تم پر فرمائے۔ مثلاً رسول بھیجے، ہدایت کی توفیق بخشی، شوق و محبت کا جذبہ عطا فرمایا اس پر شکر ادا کرو۔ نعمتوں کا انکار، رسول کی نافرمانی اور غفلت میں وقت ضائع کر کے ناشکری نہ کرو۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ} (ابراھیم: 7)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اگر احسان جانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا"۔

تشریح:۱

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے۔ یہاں

Marfat.com

ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ} (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور یوں کہو: سب خوبیاں اللہ کو''۔

تشریح: حمد باری تعالیٰ پر چند احادیث:

حضرت سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، "اے ابواُمامہ! تم اپنے ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو؟" میں نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ عزوجل کا ذکر کررہا ہوں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا، "کیا میں تجھے تیرے دن رات ذکر کرنے سے زیادہ اور افضل کلمات نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کیا، "یارسول اللہ! کیوں نہیں ضرور بتایئے۔" ارشاد فرمایا": اللہ عزوجل کی پاکی اس کی تمام مخلوق کے عدد کے برابر ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق کی تعداد ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء کو زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے، اللہ کی اتنی پاکی ہے جتنی اشیاء اس کی کتاب میں بیان ہیں، ہر شے کے عدد کے برابر اللہ کی پاکی ہے، ہر شے کے گھیراؤ جتنی اللہ کی پاکی ہے، اللہ کی خوبیاں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر ہیں، اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے اور اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی زمین وآسمان کے درمیان کی مخلوق ہے، اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی جگہ کو زمین وآسمان کی اشیاء گھیرے ہوئے ہیں، اللہ کی اتنی خوبیاں ہے جتنی اس کی کتاب میں بیان ہیں اور اللہ کی حمد ہے ہر شے کے عدد جتنی اور اللہ کی حمد ہے ہر شے کے گھیراؤ جتنی۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، رقم ۸۶۷، ج ۲، ص ۹۸)

ایک روایت میں ہے، " کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ جب تم انہیں پڑھو پھر دن رات ذکر کرتے رہو تب بھی انکے اجر تک نہ پہنچ سکو؟" میں نے عرض کیا،" ضرور بتایئے۔" فرمایا،'': اللہ کی اتنی خوبیاں ہیں جتنی انواع پر اسکی کتاب مشتمل ہے اور اللہ کی اتنی خوبیاں جتنی اس کی کتاب میں ہیں اور اللہ کی خوبیاں ہیں جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہے اور اللہ کو حمد ہے اتنی جتنی اشیاء کو اس کی مخلوق گھیرے ہوئے ہے اور اللہ کو حمد ہے جتنی جگہ کو زمین وآسمان گھیرے ہوئے ہے اور اللہ کو حمد ہے ہر شے کی تعداد کے برابر اور ہر شے پر اللہ کا شکر ہے۔" (المعجم الکبیر، رقم ۸۱۲۲، ج ۸، ص ۲۹۲)

Marfat.com

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہ وسلَّم نے فرمایا، "جس نے یہ کہا": اللہ عزوجل کے لئے تمام خوبیاں ہیں جس کی عظمت کے آگے ہر شی سرنگوں ہے اور اس اللہ عزوجل کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس کی عزت کے آگے تمام چیزیں ذلیل ہیں اور تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کی حکومت کے سامنے ہر شے سر جھکائے ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کی قدرت کے سامنے ہر شے سر خمیدہ ہے۔"

اور یہ بات اللہ عزوجل سے اجر و ثواب کی طلب میں کہے اللہ عزوجل اسکے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھے گا اور اسکے ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتوں کو قیامت تک اسکے لئے استغفار کرنے پر مقرر فرمائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی الحمد، رقم ۱۶۸۹۱، ج ۱۰، ص ۱۱۶)

حضرتِ سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ دن یا رات میں اللہ عزوجل کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہیں تو یہ کہہ لیا کریں: 'اے اللہ تیرے لئے بہت سی ہمیشہ رہنے والی بہت خوبیاں ہیں جو تیرے وجود تک تیرے ساتھ ہیں اور تیرے لئے ایسی خوبی ہے جس کی تیرے علم کے علاوہ کوئی انتہا نہیں اور تیرے لئے ایسی خوبی ہے جس کی انتہاء تیری مشیت کے علاوہ کچھ نہیں اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جس کے قائل کی جزا تیری رضا کے علاوہ کچھ نہیں۔" (شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ عزوجل وشکرھا، رقم ۴۳۸۹، ج ۴، ص ۹۵)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَاٰخِرُ دَعْوٰاھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝} (یونس: 10).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سدا اللہ کے لیے جو رب ہے سارے جہانوں کا۝

(۵۰۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اُتِیَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ بِقَدَحَیْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ، فَنَظَرَ اِلَیْھِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ. فَقَالَ جِبْرِیْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَاکَ لِلْفِطْرَۃِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُکَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات دو پیالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ' سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر دودھ کا پیالہ پکڑ لیا۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے

(۵۰۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 319' نسائی شریف' رقم الحدیث 12527' مسند امام احمد' رقم الحدیث 23380' 23381' 8793' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 8793' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 3375' 3499' 5036' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 9976)

Marfat.com

ہیں جس نے آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی ہے اگر آپ شراب کا پیالہ پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

حل لغات:

بِقَدَحَيْنِ: قدح کا تثنیہ، بمعنی پیالہ۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

چونکہ بچہ پیدا ہو کر پہلی غذا دودھ حاصل کرتا ہے اس لیے فطرت دودھ کی شکل میں دکھائی گئی اور شراب انسان کی شکل بگاڑ کر صدہا بدعملیاں بدعقیدگیاں اس سے کرا دیتی ہے اس لیے گمراہی سرکشی شراب کی شکل میں دکھائی گئی جیسے خواب میں ہم رحمتوں اور آفتوں کو مختلف شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔شاہ مصر نے قحط سالیوں کو خشک بالیوں دبلی گایوں کی شکل میں دیکھا اسی طرح حضرات انبیاء کرام آئندہ واقعات کو مختلف شکلوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نبی کے عمل کا امت پر اثر پڑتا ہے کہ شراب آپ اختیار فرماتے اور گمراہ ہوتی امت۔ دوسرے یہ کہ تا قیامت ان شاء اللہ سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے، ان میں ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی اور وہ ہی جماعت سب پر غالب رہے گی تعداد اس کی زیادہ ہوگی، حضور فرماتے ہیں اتبعو السواد الاعظم بڑے گروہ ہی کی پیروی کرو۔ الحمد للہ اہلِ سنت والجماعت اب ہمیشہ سب پر غالب ہیں اور اسی ۸۰ بلکہ نوے ۹۰ فیصد یہ ہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کیطرف سے مؤید ہیں کوئی کام غلط آپ تک پہنچتا ہی نہیں، دیکھو حضور انور نے اللہ کی توفیق سے دودھ ہی اختیار کیا، جو کوئی خواب میں دودھ پئے ان شاء اللہ وہ ہدایت پر رہے گا اور اسے خیر کی توفیق ملے گی اس تعبیر کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7، تحت حدیث / 4

(۵۰۲) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ. حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی ذی شان کام جس کی ابتداء ''الحمد للہ'' سے نہ کی جائے وہ ناقص ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۵۰۳) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

(۵۰۲) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 1894)

Marfat.com

"اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِبْنُوْا لِعَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل (قرار) لے لیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۰۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ يَاْكُلُ الْاَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے جو جب بھی کھانا کھاتا ہے تو الحمد للہ کہتا ہے اور جب بھی پانی پیتا ہے تو الحمد للہ کہتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

اَلْاَکْلَةَ: بمعنی، لقمہ، از، اکل، اکلاً، بمعنی، کھانا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ اللہ تعالیٰ کی رضا تب ہی حاصل ہو گی جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں گے کیونکہ آپ

(۵۰۳) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 1021)

(۵۰۴) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6804، ترمذی شریف، رقم الحدیث 1816، مسند امام احمد، رقم الحدیث 11992، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 4332)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت مبارکہ ہے کہ جب پانی پیو تو تین سانس میں پیو اور پھر اللہ کی حمد بیان کرو، اور جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو (جیسا کہ کتاب الطعام میں گزرا) تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل ہوگا تو کھانے پینے میں اللہ کا ذکر ہوگا اور جب اللہ کا ذکر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس طریقے سے بھی اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق دے آمین۔

✿✿✿✿

Marfat.com

كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان

۱۰۰۔ بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہوسکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا، ج 2، ص 145)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝} (الأحزاب: 56).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو''۝

تشریح:

سید عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے، یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنّت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل واصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں

Marfat.com

سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکریم ہے علماء نے اللھم صل علی محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین وملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔ (تفسیر خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے، دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں، جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شریف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لیے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی، سونے والا، پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں۔ فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں، اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے ،سجود اور درود۔

احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لیے آل پاک کا ذکر بھی چاہیے لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق)

درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔ ف 2۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم) علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ

Marfat.com

سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آ جاتا ہے اس لیے ان کے لیے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا۔ تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں، نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے بار غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

اسلام کو مٹانے کے لئے کفر کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبہ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے وطن، گھر بار، اہل وعیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا، لیکن دامن مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثنا کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کروفر اور شکوہ وطمطراق کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار ان مٹھی بھر اہل ایمان سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اقدس واطہر پر طرح طرح کے بیجا الزامات تراشنے شروع کر دیئے تا کہ لوگ رشد وہدایت کی اس نورانی شمع سے نفرت کرنے لگیں اور یوں اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ بتایا کہ یہ میرا حبیب اور میرا پیارا رسول وہ ہے جس کی وصف وثنا میں اپنی زبان قدرت سے کرتا ہوں اور میرے سارے ان گنت فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ تم چند لوگ اگر اس کی شان عالی میں ہرزہ سرائی کرتے بھی رہو، تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب وخاسر ہو گے۔

اس آیت کریمہ کی جلالت شان کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کے لئے پہلے اس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔
آیت کریمہ میں فعل صلوٰۃ (درود) کے تین فاعل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ۔ (۲) فرشتے۔ (۳) اہل اسلام۔
جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف وثنا کرتا ہے۔

فھو منہ عزوجل ثناءہ علیہ عند الملائکۃ وتعظیمہ۔ رواہ البخاری عن ابی العالیہ۔
علامہ آلوسی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وتعظیمہ تعالیٰ ایاہ فی الدنیا باعلاء ذکرہ و اظہار دینہ وابقاء العمل بشریعتہ وفی الاخرۃ فی امتہ واجزال اجرہ ومثوبتہ وابداء فضلہ للاولین والاخرین بالمقام

Marfat.com

المحمود و تقديمه على كافة المقربين بالشهود"
(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کر کے، اس کے دین کو غلبہ دے کر اور اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کے اس دنیا میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت وشان بڑھاتا ہے اور روز محشر امت کے لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہترین اجر وثواب عطا کر کے اور مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اولین اور آخرین کے لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقربین پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سبقت بخش کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کو آشکارا فرماتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنی دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دست بدعا ہیں۔ اس جملہ میں ان اللہ وملائکتہ الخ میں اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ لیکن اس کی خبر جملہ فعلیہ ہے۔ تو یہاں دونوں جملے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ جملہ اسمیہ استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے اور فعلیہ تجدد و حدوث کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر دم، ہر گھڑی اپنے نبی مکرم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور آپ کی شان بیان فرماتا ہے۔ اسی طرح اس کے فرشتے بھی اس کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ عراقی نے کیا خوب لکھا ہے:

''ثنائے زلف ورخسار تو اے ماہ ملائکہ وردصبح وشام کردند''

جب اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے پر ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہا ہے اور اس کے فرشتے اس کی ثناگستری میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور اس کی رفعت شان کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں، تو اے اہل ایمان تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لئے دعا مانگا کرو۔ علامہ ابن منظور "صلوٰۃ" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مومن بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے:

"اللهم صلی علی سيدنا محمد فمعناه عظمه فی الدنيا باعلاء ذكره و اظهار دعوته وابقاء شريعته وفی الاخرة بتشفيعه فی امته تضعيف اجره ومثوبته:

یعنی اے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما۔ اس کے دین کو غلبہ دے اور اس کی شریعت کو باقی رکھ کر اس دنیا میں ان کی شان بلند فرما اور روز محشر ان کی شفاعت قبول فرما۔ اجر اور ثواب کو کئی گناہ کر دے۔

اگرچہ صلوٰۃ بھیجنے کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے لیکن ہم نہ شان رسالت کو کما حقہ، جانتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اعتراف عجز کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں: اللھم صلی الخ۔ یعنی مولا کریم تو ہی اپنے محبوب کی شان کو اور قدر ومنزلت کو صحیح طور پر جانتا ہے۔ اس لئے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب پر درود بھیج جو اس کی شان کے شایاں

Marfat.com

ہے۔

"وقیل المعنی لما امرنا اللہ تعالیٰ سبحانہ بالصلوٰۃ علیہ ولم نبلغ قدر الواجب من ذلک احلنا علی اللہ وقلنا اللھم صلی انت علی محمد لانک اعلم بما یلیق بہ (لسان العرب).

اس آیت میں ہمیں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ میں بھی درود شریف کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث تبرکا ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی اپنے رسول مکرم، ہادی اعظم، مرشد اکمل (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

(۱) عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال خرج رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لحاجۃ فلم اجد احدا یتبعہ ففزع عمر واتاہ بمطھرۃ من خلفہ فوجد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ساجدا فی مشربۃ فتحی عنہ من خلفہ حتی رفع النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) راسہ فقال احسنت یا عمر ھین وجدتنی ساجد تنحیت عنی ان جبرئیل اتانی فقال من صلی علیک من امتک واحدۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشر صلوات و رفعہ عشر درجات۔

ترجمہ: حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ باہر آئے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک وادی میں سربسجود پایا اور چپکے سے ایک طرف ہٹ کر پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر! تو نے بہت اچھا کیا جب مجھے سربسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبرئیل) علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے آکر یہ بتایا کہ جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا۔

(۲) عن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن ابیہ ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جاء ذات یوم والسرور یری فی وجھہ وقالوا یا رسول اللہ! انا لنری السرور فی وجھک وقال انہ اتانی الملک فقال یا محمد اما یرھنیک ان ربک عزوجل یقول انہ لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشرا ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشرا قلت بلی۔

Marfat.com

(ترجمہ) ایک دن حضور سرورکائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ رخ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج تو چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آکر کہا کہ اے سراپا حسن وخوبی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جوامتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور آپ کا جوامتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا، اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ میں اپنے مولا کریم کی اس نوازش پر ازحد خوش ہوں۔

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من ذکرت عندہ فلیصل علی ومن صلی علی مرۃ واحدۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشرا۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور جوشخص ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا۔

(۴) عن عبد اللہ بن علی بن الحسین عن ابیہ ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال البخیل من ذکرت عندہ ثم لم یصل علی۔

حضرت عبد اللہ حضرت زین العابدین کے فرزند نے اپنے والد بزرگوار سے انہوں نے اپنے والد گرامی سیّدنا امام حسین سے روایت کیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(۵) عن طفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ قال کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اذا ذھب ثلثاء اللیل قام وقال یایھا الناس اذکروا اللہ۔ جاءت الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ۔ جاء الموت بما فیہ۔ جاء الموت بما فیہ۔ قال ابی قلت یا رسول اللہ انی اکثر الصلوٰۃ علیك فکم اجعل لك من صلاتی ما شئت قلت الربع قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت فالنصف قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت فالثلثین قال ما شئت وان زدت فھو خیر لك قلت اجعل لك صلاتی کلھا قال اذا تکفی ھمك ویغفر لك ذنبك۔

ابی بن کعب کے لڑکے طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رات کے دوحصے گزرجاتے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ تھرادینے والی آگئی۔ اس کے پیچھے اور آنے والی ہے۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آپہنچی۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آپہنچی۔ میرے باپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایئے کہ میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا: جتنا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا کیا وقت کا چوتھائی حصہ فرمایا، جتنا تیرا جی چاہے۔ اور اگر

Marfat.com

اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا، نصف وقت۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے، اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کی میں اپنا سارا وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا:

"تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

عن الطفیل بن ابی عن ابیہ قال قال رجل یا رسول اللہ۔ ارایت ان جعلت صلاتی کلھا علیك قال اذا یکفیك اللہ ما اھمك من دنیاك واخرتك۔

طفیل کہتے ہیں، میرے والد نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اگر اپنا تمام وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھنے میں صرف کردوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا وآخرت کی مشکلیں آسان کر دے گا۔

آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہوگئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہوگا جو رحمتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے اور وہاں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بھی چند اہم مقامات اور اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت:

عن ابی ھریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ماجلس قوم مجلساً ولم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبی ھم الاکان علیھم ترۃ یوم القیاۃ وان شاء عذبھم وان شاء غفرلھم۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے وبال ہوگی، چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت:

حضرت ابوسعید سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لئے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔

اذان کے بعد: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب موذن کو تم اذان

Marfat.com

دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔

اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلی اللہ علیه بها عشرا۔ الخ۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت:

حضرت عبد اللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں:

"قالت قال رسول اللہ (صلی اللہ علیه وسلم) اذا اخل المسجد صلی علی محمد ثم قال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك واذا اخرج صلی علی محمد وسلم ثم قال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك۔

دعا کرتے وقت:

حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے:

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)، حضرت صدیق اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی، پھر میں نے درود پاک پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگنے لگا، تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

"عن عبد اللہ قال کنت اصلی والنبی (صلی اللہ علیه وسلم) وابو بکر وعمر معه فلما جلست بدات بالثنا علی اللہ تعالیٰ ثم بالصلوٰۃ علی النبی (صلی اللہ علیه وسلم) ثم دعوت لنفسی فقال النبی (صلی اللہ علیه وسلم) سل تعطه۔

امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:

"بینما رسول اللہ (صلی اللہ علیه وسلم) قاعد اذ دخل رجل فصلی فقال اللھم اغفرلی وارحمنی فقال رسول اللہ (صلی اللہ علیه وسلم) عجلت ایها المصلی اذا صلیت فقعدت فاحمد اللہ بما هو اهله وصلی علی ثم ادعه قال ثم صلی رجل اخر بعد ذلك فحمد اللہ وصلی علی النبی (صلی اللہ علیه وسلم) فقال له النبی (صلی اللہ علیه وسلم) ایها المصلی ادع

Marfat.com

تجب (ترمذی، ابو داؤد)۔

ترجمہ: ایک روز حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو، اللہ کی حمد وثنا کرو اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی"۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ سنت ہے اور قبولیت دعا کا باعث ہے۔ نیز اس سے بآواز بلند ذکر اور درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم مبارک لیا جائے تو درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عینیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا۔ وہ فوت ہوگیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش وخرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال بنا رکھا ہے، اس نے کہا میری یہ عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی لکھتا وہاں درود شریف بھی لکھتا۔ فکافانی ربی ھذا الذی تری علی۔ یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے رب نے مجھے اس عمل کا بدلہ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کو دیکھا۔ پوچھا فرمایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا: رحمنی وغفرلی وزفنی الی الجنة کما تزف العروس ونثر علی کما ینثر علی العروس"۔ میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا۔ مجھے بخش دیا، مجھے دلہن کی طرح آراستہ کرکے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کئے گئے جس طرح دلہن پر درہم ودینار نچھاور کئے جاتے ہیں"۔ میں نے اس عزت افزائی کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب "الرسالہ" میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر میں نے جو درود لکھا ہے، اس کا یہ اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام سے پوچھا۔ وہ خاص درود شریف کیا ہے؟ آپ نے کہا میں نے وہاں یہ درود شریف لکھا ہے: وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ میں بیدار ہوا اور کتاب الرسالہ کو کھولا تو وہاں بعینہ اسی طرح درود شریف لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۰۵) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلوٰةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۵۰۵) (مسلم شریف رقم الحدیث 753)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" اسلام میں ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ خیال رہے کہ بندہ اپنی حیثیت کے لائق درود شریف پڑھتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اتارتا ہے جو بندے کے خیال وگمان سے وراء ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 147:)

(۵۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً"۔

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

اَوْلٰی: بمعنی قریب۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 149)

(۵۰۷) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ

(۵۰۶) (ترمذی شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 484)

Marfat.com

مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ. فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ". قَالَ: قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللهِ، وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ؟! قَالَ: یَقُوْلُ بَلِیْتَ. قَالَ: "اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ".

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل ترین جمعہ کا دن ہے' پس اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو' کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم) کو مٹی کھا چکی ہوگی۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو (کھانا) حرام کر دیا ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 266 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل ترین جمعہ کا دن ہے) یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر ۷۰ گنا ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، للہذا افضل دن میں افضل عبادت کرو، کیونکہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمیشہ ہی درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی پیشی ہوتی ہے، خصوصی قبولیت۔ (مرقاۃ)

(یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم) کو مٹی کھا چکی ہوگی۔) یہ سوال انکار کے لیئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے، یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر جیسے زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پا کر عرض کیا تھا خدایا میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں بوڑھا ہوں، میری بیوی بانجھ۔ یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے نہ کہ انکاراً، الہٰذا اس پر روافض کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ماں باپ پر پیش ہوتے ہیں، مرید کے شیخ پر مگر

(۵۰۷) (ابوداؤدشریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 1047)

Marfat.com

وہاں پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی فقط روح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر۔

(مرقاۃ)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو (کھانا) حرام کر دیا ہے) لہٰذا ان کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ یا ایک سال نماز کی ہیئت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاٹھی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ انہوں نے آپ کا گوشت کھایا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا۔ جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے، زندگی میں امتحاناً یہ ہوسکتا ہے جیسے تلوار جادو اور ڈنگ ان پر اثر کر دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ زندگی بھی دنیاوی جسمانی اور حقیقی ہے نہ کہ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی۔ اس کی پوری تحقیق جَذْبُ الْقُلُوْب اور تارِیخ مدِینَہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (اشعۃ) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شَرْحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْقُبُوْرِ میں حیات انبیاء پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں مگر نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقاۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 591)

(۵۰۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ذلیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

رَغِمَ اَنْفُ: یہ عرب شریف کا ایک محاورہ ہے اس کا معنیٰ تو یہ ہے کہ تمہاری ناک خاک آلودہ ہو مگر اس سے مراد ذلت اور رسوائی لی جاتی ہے۔

---

(۵۰۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3545)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی ایسا مسلمان خوار و ذلیل ہو جائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔ عربی میں اس بددعا سے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقتاً بددعا مراد نہیں ہوتی، اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور کا نام شریف آوے تو ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، مگر یہ استدلال کچھ کمزور سا ہے کیونکہ رَغِمَ اَنفُ ہلکا کلمہ ہے جس سے درود کا استحباب ثابت ہو سکتا ہے نہ کہ وجوب۔ مطلب یہ ہے کہ جو بلا محنت دس رحمتیں، دس درجے، دس معافیاں حاصل نہ کرے بڑا بیوقوف ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 153:)

(۵۰۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَجْعَلُوا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری قبر کو عید نہ بنالینا اور تم مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی جیسے عیدگاہ میں سال میں صرف دو بار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ بلکہ اکثر حاضری دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل کود کے لیے میلوں میں جاتے ہیں ایسے تم ہمارے روضہ پر بے ادبی سے نہ آیا کرو بلکہ باادب رہا کرو۔

مرقات نے یہاں فرمایا کہ ارواح قدسیہ بدن سے نکل کر ملائکہ کی طرح ہو جاتی ہیں کہ وہ سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتی ہیں اور ان کے لیے کوئی شے حجاب نہیں رہتی۔ یہی مضمون کچھ فرق کے ساتھ اشعۃ اللمعات نے بھی بیان فرمایا لہٰذا اس حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ تم جہاں بھی ہو تمہارے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے جب آج بجلی کی طاقت

(۵۰۹) (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، رقم الحدیث 2042)

Marfat.com

سے وارلیس اور ریڈیو کے ذریعے لاکھوں میل کی آواز سن لی جاتی ہے تو اگر طاقت نبوت سے درود کی آواز سن لی جائے تو کیا بعید ہے۔ یعقوب علیہ اسلام نے صدہا میل سے پیراہن یوسف علیہ السلام کی خوشبو پائی، سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی حالانکہ آج تک کوئی طاقت چیونٹی کی آواز نہ سنا سکی تو ہمارے حضور بھی درود خوانوں کی آواز ضرور سنتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 152:)

(۵۱۰) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ". رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے۔ خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بے شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں، سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بیک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود سلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذات کبریا ہیں، رب تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 151)

(۵۱۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ".

---

(۵۱۰) (ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، رقم الحدیث 2041)

(۵۱۱) (ترمذی شریف، الدعوات، رقم الحدیث 3546)

Marfat.com

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ درود میں کچھ خرچ تو ہوتا نہیں اور ثواب بہت مل جاتا ہے اس ثواب سے محرومی بڑی ہی بدنصیبی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی حضور کا نام سنے یا پڑھے تو درود شریف ضرور پڑھے کہ یہ مستحب ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 159)

(۵۱۲) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلوٰتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ تَعَالٰى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ - اَوْ لِغَيْرِهٖ -: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ نماز میں دعا کر رہا تھا' اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلدی کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یا کسی دوسرے شخص سے فرمایا: (راوی کو شک ہے) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے رب سبحانہٗ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ابتدا کرے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

(۵۱۲) (ترمذی شریف' کتاب الدعوات' رقم الحدیث 3477)

Marfat.com

حکمِ حدیث:

اس حدیث کوابوداؤداور ترمذی نے روایت کیااور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

عَجِلَ: از، باب تفعیل، عجل، یعجل، تعجیلا، بمعنی جلدی کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 518 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے رب سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ابتدا کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اوراس کے بعد جو چاہے دعا کرے) کیونکہ رب دینے والا ہے اوراس کے حبیب دلوانے والے اور بانٹنے والے یا یوں کہو کہ رب سے مانگنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگنا ہے لہٰذا حمد وصلوٰۃ کے بعد مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد صلوٰۃ قبول نہیں ہوتی یہ دونوں قبول دعا کی شرطیں ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 156:)

(۵۱۳) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ کس طرح آپ پر سلام بھیجیں لیکن ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۵۱۳) (مسلم شریف رقم الحدیث 812)

Marfat.com

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بلاشبہ تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۱۴) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ: اَمَرَنَا اللهُ تَعَالَى اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهُ لَمْ يَسْاَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو حضرت بشیر بن سعد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا: حتیٰ کہ ہم یہ خواہش کرنے لگے کہ کاش انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہ کیا ہوتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کہا کرو اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بلاشبہ تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے' اور سلام وہی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ (مسلم)

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 124 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۱۴) (مسلم شریف رقم الحدیث 811' بخاری شریف رقم الحدیث 3189' 4520' 5996' ابوداؤد رقم الحدیث 976' 977' ابوداؤد رقم الحدیث 978' ترمذی شریف 483' نسائی شریف رقم الحدیث 1287' 1290' 1291' ابن ماجہ رقم الحدیث 903' 904' 905' موطا امام مالک رقم الحدیث 395' دارمی رقم الحدیث 1342' مسند امام احمد رقم الحدیث 1396' 11451' 17108' 23038' ابن حبان رقم الحدیث 1964' 1957' 912' ابن خزیمہ رقم الحدیث 711' مستدرک حاکم رقم الحدیث 991' 315' 4710' بیہقی رقم الحدیث 2672' 2674' 2675' مسند ابویعلی رقم الحدیث 653' 1364' 652' طبرانی کبیر رقم الحدیث 4481' 5143' 696)

Marfat.com

شرح:

(یارسول اللہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے) یعنی جب آیت کریمہ:"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اتری تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رب نے ہم کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہمیں التحیات میں آپ کو سلام کرنا تو آ گیا مگر صلوٰۃ کیسے عرض کریں۔ خیال رہے کہ یہاں سلام سے مراد التحیات کا سلام ہے اسی لیے مسلم شریف نے اس حدیث کے لیے یہ باب مقرر کیا "بَابُ کَیْفَ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ" معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجو تب صحابہ نے یہ سوال کیا۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر) آل اہل سے بنا بمعنی والا جیسے "وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ" یا حضور کی بیویاں ہیں، قرآن کریم نے بیویوں کو اھل بیت فرمایا ہے "فَقَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْا یا حضور کی ساری اولاد ہے یعنی آپ کے چاروں بیٹے اور چاروں بیٹیاں اور تا قیامت فاطمہ زہرا کی نسل یا تمام بنی ہاشم جن پر زکوۃ لینا حرام ہے صحیح یہ ہے کہ حضور کی ساری ازواج اور اولاد آپ کی آل ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "شانِ حبیب الرحمان" اور "فہرست القرآن" دیکھو۔

(جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر) یہاں تشبیہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور اور حضور کی صلوٰۃ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی صلوٰۃ سے افضل ہے، چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لیے دعائیں مانگیں "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا" اس کے شکریے میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں دیتے ہیں۔

یعنی جیسی عزت اور بزرگی ابراہیم علیہ السلام کو دی ایسی ہمارے حضور کو بھی دے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہزار ہا انبیاء ہوتے تو حضور کی اولاد میں لاکھوں اولیاء اللہ ہوں۔

خیال رہے کہ یہ درود ابراہیمی ہے نماز میں صرف یہی پڑھا جائے گا اور درود نہیں مگر نماز کے علاوہ یہ درود غیر مکمل ہوگا کیونکہ اس میں سلام نہیں اور قرآن کریم نے صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم دیا لہٰذا خارج نماز وہ درود پڑھو جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں، نماز میں چونکہ التحیات میں سلام آچکا ہے اس لیے یہاں سلام نہ آنا مضر نہیں ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود جائز نہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ تمام صحابہ، محدثین، فقہاء یوں کہتے ہیں "قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" یہ درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 145)

(۵۱۵) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ

Marfat.com

عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ کہا کرو اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت ابوحمید عبدالرحمن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 211 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے۔ واللہ اعلم۔

✿✿✿✿

(۵۱۵) (بخاری شریف' کتاب احادیث الانبیاء' رقم الحدیث 3369' مسلم شریف' رقم الحدیث 815)

Marfat.com

کِتَابُ الْاَذْکَارِ

ذکر کا بیان

۱۰۱۔ بَابُ فَضْلِ الذِّکْرِ وَالْحَثِّ عَلَیْہِ

ذکر کی فضیلت اور اس کی طرف رغبت دلانے کا بیان

ذکر کے چند معنے ہیں: یاد کرنا، یاد رکھنا، اس کا چرچا کرنا، خیر خواہی عزت وشرف وغیرہ۔ قرآن کریم میں ذکر ان تمام معنوں میں وارد ہوا یہاں ذکر کے پہلے تین معنے ہو سکتے ہیں: یعنی اللہ کو یاد کرنا اسے یاد رکھنا اس کا چرچا کرنا اس کا نام جپنا۔ ذکر اللہ تین قسم کا ہے: ذکر لسانی، ذکر جنانی، ذکر ارکانی، ہر عضو کا ذکر علیحدہ ہے، آنکھ کا ذکر ہے خوفِ خدا میں رونا، کان کا ذکر ہے اس کا نام سننا وغیرہ ذکر اللہ بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلا واسطہ بھی، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ یا انہیں سوچنا بلا واسطہ ذکر اللہ ہے، اس کے محبوبوں کا محبت سے چرچا کرنا اس کے دشمنوں کا برائی سے ذکر کرنا سب بالواسطہ اللہ کا ذکر ہیں۔ دیکھو سارا قرآن ذکر اللہ ہے مگر اس میں کہیں تو خدا کی ذات وصفات مذکور ہیں، کہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومحامد کہیں کفار کے تذکرے۔ ذکر اللہ بہترین عبادت ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکیدی حکم دیا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ" تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

گر تو خواہی زیستن با آبرو — ذکر اُوکُن ذکر اُوکُن ذکر او
ہر گدا را ذکر او سلطان کند — ذکر اوبس زیور ایماں بود
ہر کہ دیوانہ بود در ذکر حق — زیر پائش عرش و کرسی نہ طبق

حضرات نقشبندیہ کے ہاں ذکر خفی افضل ہے دوسرے سلسلوں میں ذکر بالجہر بہتر، فریقین کے دلائل ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے تقرب الی اللہ سے مراد مکانی قرب نہیں کہ رب تعالیٰ مکان وجگہ سے پاک ہے بلکہ قبولیت کا قرب۔ راد ہے مردود دور رہے محبوب در حضور۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، ج3، ص485)

Marfat.com

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ} (العنکبوت: 45).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے''۔

تشریح:

ابن عطا نے کہا: یعنی ہر گناہ سے بڑا ہے' کسی گناہ کو باقی چھوڑنے والا نہیں ہے۔ ذکر اللہ سے مراد ہے وہ نماز جو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ بجائے صلوٰۃ کے لفظ ذکر لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ نماز چونکہ ذکر خدا پر مشتمل ہوتی ہے اسی وجہ سے نیکیوں تک پہنچاتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے۔ فضائل ذکر ذکر کی فضیلت میں بہت احادیث آئی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں: حضرت ابو درداء راوی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے نزدیک سارے اعمال سے بہتر اور پاکیزہ اور ہر عمل سے زیادہ اونچے درجہ پر پہنچنے والا' سونے چاندی کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے تمہارے لئے بہتر اور (اس جہاد سے) تمہارے لئے افضل ہے جس میں دشمن کے مقابلہ میں تم دشمنوں کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور فرمایئے) فرمایا: اللہ کا ذکر۔ امام مالک کے نزدیک یہ حدیث موقوف ہے (یعنی حضرت ابو درداء نے اس کو مرفوعاً ذکر نہیں کیا)۔ حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ سے دریافت کیا: کون سا ندہ سب سے افضل اور اللہ کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ والا ہے؟ فرمایا: بکثرت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہیں؟ فرمایا: اگر مجاہد اپنی تلوار سے کافروں کو اتنا مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تب بھی اللہ کی بکثرت یاد کرنے والے اس سے افضل درجہ والے ہیں۔ رواہ احمد والترمذی۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسری راوی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سا آدمی سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: خوشی ہو اس کے لئے جس کی عمر طویل اور اعمال اچھے ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: (ب سے افضل یہ ہے) کہ تم دنیا سے ایسی حالت میں جاؤ کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر وتازہ ہو رہی ہو۔ رواہ احمد والترمذی۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ مکہ کے ایک راستہ پر جا رہے تھے۔ ایک پہاڑ کی طرف سے گزرے' اس پہاڑ کا نام حمدان تھا۔ فرمایا: چلے چلو' یہ حمدان ہے۔ اہل تفرید آگے بڑھ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اہل تفرید سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔ رواہ مسلم۔ حضرت ابو موسیٰ راوی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر رب نہیں کرتا' اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ متفق علیہ۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے اہل ذکر کی تلاش میں راستوں میں گھومتے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ جب وہ کسی جماعت کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتا ہے: آؤ' تمہارا مقصد یہ ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: پھر آسمان تک ملائکہ ان لوگوں پر چھا جاتے ہیں۔ اللہ ان ملائکہ سے دریافت فرماتا ہے (باوجود یہ کہ وہ خود ہی خوف واقف ہے) میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: تیری پاکی بیان کر رہے تھے' تیری بڑائی بیان کر رہے تھے' تیری ثناء کر رہے تھے اور تیری بزرگی کا اظہار کر رہے تھے (یعنی الحمد اللہ' اللہ اکبر' سبحان اللہ اور المجد اللہ کہہ رہے تھے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ ملائکہ کہتے ہیں: نہیں' خدا کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری عبادت کرتے اور تیری بزرگی بیان کرتے میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے اور تیری پاکی اور زیادہ بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھ لی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: خدا کی قسم! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کو جنت کی خواہش اور طلب اور زیادہ شدت کے ساتھ ہو جاتی اور جنت کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ اللہ فرماتا ہے: وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں' بخدا! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ اس سے ڈرتے۔ اللہ فرماتا ہے: تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ ان ملائکہ میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص بھی موجود تھا جو ان میں سے نہیں تھا (یعنی ذکر میں شامل نہ تھا) کسی کام سے وہاں آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے: وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ رواہ البخاری۔ مسلم نے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے' اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: اے رب! ان میں ایک بندہ غلطی سے شامل ہو گیا' ادھر سے گزرا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا (بھی) بدنصیب نہیں ہوتا۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول للہ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کی طرف سے گزرو تو وہاں چر لیا کرو (یعنی ان میں حصہ لیا کرو) صحابہ نے عرض کیا: جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے' رواہ الترمذی۔ معاویہ کی روایت سے مسلم نے بیان کیا ہے کہ رسول للہ صحابہ کے حلقہ کی طرف سے گزرے تو فرمایا: یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور اس کی ثناء کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو مسلمان ہونے کی توفیق دی اور مسلمان بنا کر ہم پر احسان فرمایا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ ملائکہ پر تم کو بطور فخر پیش فرماتا ہے۔ امام مالک کا بیان ہے: مجھے اطلاع ملی کہ رسول للہ فرمایا کرتے تھے کہ غافلوں میں (یعنی اللہ کی یاد سے غفلت کرنے والوں میں (اللہ کا ذکر

Marfat.com

کرنے والا ایسا ہے جیسے (کافروں کے مقابلہ سے بھاگنے والوں میں (کافروں سے) لڑنے والا۔ اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غافلوں کے اندر رہ کر اللہ کی یاد کرنے والے کو زندگی ہی میں اللہ جنت کے اندر اس کی جگہ دکھا دیتا ہے۔ اس کے اتنے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جتنی تعداد تمام بولنے والوں اور نہ بولنے والوں یعنی آدمیوں اور چوپایوں کی ہے' رواہ رزین۔ حضرت معاذ بن جبل کی روایت ہے کہ اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل آدمی کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ہے' رواہ مالک والترمذی وابن ماجۃ۔ حضرت ابوسعید خدری نے شہادت دی کہ رسول للہ نے فرمایا: جو لوگ بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں (یعنی ان کے بیٹھنے کی غرض سوائے یادِ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتی) ان پر فرشتے چھا جاتے ہیں (فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں) اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکینہ (دل اور روح کا چین) نازل ہوتا ہے اور اللہ ان (ملائکہ) میں جو اس کے مقرب ہوتے ہیں' ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے' رواہ مسلم۔ حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول للہ نے فرمایا: (اللہ نے ارشاد فرمایا) کہ بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ جب وہ میری یاد کرتا ہے تو میں۔۔ اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری یاد اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میری یاد جماعت کے ساتھ کرتا ہے (جماعت میں کرتا ہے) تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ متفق علیہ (یعنی فرشتوں کی جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں)۔

بعض اہل تفسیر کے نزدیک وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ جو تمہارا ذکر کرتا ہے' وہ اس ذکر سے زیادہ عظمت والا ہے جو تم اس۔۔ کرتے ہو (یعنی تم جو خدا کی یاد کرتے ہو اس سے بڑھ کر اللہ تمہارا ذکر کرتا ہے) مجاہد' عکرمہ اور سعید بن جبیر سے یہی تفسیر منقول ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباس کی طرف سے بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بحوالہ نافع آیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے رسول للہ سے بھی مرفوعاً تفسیر نقل کی ہے۔ خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ تم خدا کی یاد میں کمی نہ کرو' کیونکہ جب تم خدا کی یاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر کرے گا اور اللہ جب تمہارا ذکر کرے تو اس کا درجہ تمہارے ذکر خدا کرنے سے بہت بڑا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللهُ تَعَالىٰ: {فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ} (البقرۃ: 152).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا''۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فاذکرونی اذکرکم یہ امر اور جواب امر ہے۔ اُس میں مجازاۃ کا معنی ہے۔ اس وجہ سے

Marfat.com

اسے جزم دی گئی ہے۔ ذکر کی اصل مذکور کے لئے دل کا متنبہ ہونا اور اس کے لئے دل کا بیدار ہونا۔ ذکر باللسان کو ذکر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ذکر قلبی پر دلالت کرتا ہے لیکن جب زبانی ذکر پر کثرت سے ذکر کا اطلاق ہوا تو یہی ذکر سمجھا جانے لگا۔ آیت کا معنی ہے: تم اطاعت کے ساتھ میرا ذکر کرو میں تمہارا ثواب اور مغفرت کے ساتھ ذکر کروں گا۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے اور اسی طرح فرمایا: ذکر، اللہ کی اطاعت نہ کی اس نے اس کا ذکر نہیں کیا، اگرچہ وہ کثرت سے تسبیح تہلیل اور قرآن کی تلاوت کرے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مروی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز اور روزہ کم بھی ہوں اور خیر کے اعمال تھوڑے بھی ہوں اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا، اگرچہ نماز، روزہ اور خیر کے کام زیادہ بھی ہوں۔ ابوعبید اللہ محمد بن خویز منداد نے "احکام القرآن" میں اس کو ذکر کیا ہے۔۔۔ ابوعثمان نہدی نے کہا: میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جب اللہ تعالیٰ ہمارا ذکر کرتا ہے، ان سے پوچھا گیا تم یہ کیسے جان لیتے ہو؟ ابوعثمان نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاذکرونی اذکرکم (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا)

سدی نے کہا: جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرت اہے، جو مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور کوئی کافر اسے یاد نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے یاد کرتا ہے۔

ابوعثمان سے پوچھا گیا کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہم اپنے دلوں میں کوئی مٹھاس اور ذوق نہیں پاتے؟ ابوعثمان نے کہا: تم اللہ تعالیٰ کی اس پر حمد کرو کہ اس نے تمہارے ظاہری اعضاء کو اطاعت کے ساتھ مزین کیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے کہا: جس نے حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا وہ اپنے پہلو میں ہر چیز کو بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہر چیز کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر چیز سے عوض ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: ابن آدم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ نجات دینے والا ہو۔ ذکر کی فضیلت اور اس کے ثواب میں احادیث کثیر ہیں جن کو ائمہ حدیث نے ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا: اسلام کی شرائع (احکام) بہت سے ہیں مجھے ان میں سے کوئی ایسی چیز بتائیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑلوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کیا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور ان کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی،، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

Marfat.com

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ○} (الاعراف: 205)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا'' ○

تشریح:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ذکر سے مراد نماز کی قرأت ہے مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں چپکے چپکے اپنے دل میں قرأت کیا کرو۔ ودون الجهر من القول۔ الجهر سے مراد ہے جہری نماز۔ دون الجهر سے مراد ہے۔ جہر سے کم اور سر سے زیادہ۔ مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں جہر سے کم آواز سے قرأت کرو اور جہری میں کھلی آواز سے کرو مگر بالکل چیخ کر نہ پڑھو بلکہ سکون اور پست آواز ہی سے پڑھو کہ پیچھے والا سن لے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس صورت میں ودون الجهر کا عطف فی نفسک پر ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ قرآن متوسط آواز سے نہ پڑھو نہ بالکل ہی چپکے چپکے نہ بالکل چلا کر۔ یہی مضمون دوسری آیت میں آیا ہے (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا)۔

حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث اس مفہوم کی مؤید ہے۔ حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لے آئے اور ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت ہی پست آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں' پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کی طرف سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب صبح کو دونوں حضرات خدمت گرامی میں جمع ہوئے تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے گزرا تھا تم نہایت پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس سے میں دعا کر رہا تھا اس کو سنا رہا تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی گزرا تھا تم اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اونگھتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): تم اپنی آواز کچھ اٹھاؤ اور عمر تم اپنی آواز کچھ نیچی کرو رواہ ابوداؤد۔ ترمذی نے ایسی ہی حدیث حضرت عبداللہ بن رباح انصاری کی روایت سے بیان کی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے بھی پڑھو اور آواز سے بھی' مگر آواز زیادہ زور سے نہ ہو۔ یعنی کبھی اس طرح پڑھو اور کبھی اس طرح دونوں طرح پڑھو۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روایت سے لکھا ہے کہ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آواز کو اٹھاتے تھے۔ کبھی پست کر کے پڑھتے تھے حضرت

Marfat.com

عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے یا آواز سے۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہر طرح قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے تھے اور آواز سے بھی۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر کام میں گنجائش رکھی ہے۔ رواہ الترمذی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○} (الجمعة:10).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ''۔

تشریح:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا: اور اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔ یعنی تمام حالات میں اللہ کی یاد کیا کرو' ذکر خدا کو نماز ہی پر منحصر نہ کر دو۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن خطاب کی روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہو اور داخل ہو کر کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تو اللہ اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور ہزار' ہزار گناہ مٹا دے گا اور اس کے ہزار ہزار درجات بلند کرے گا۔ (رواہ الترمذی) ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے' سوائے ازہر بن سنان کے اس کے تمام راوی قابل اعتماد ہیں۔ ازہر کے بارے میں اختلاف ہے۔

حضرت عصمہ راوی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کی نظر میں محبوب ترین عمل سبحانہ ہے (یعنی سبحان اللہ پڑھنا) اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل تعزیر تحریف ہے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) سبحانہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: لوگ آپس میں باتیں کرتے ہوتے ہیں اور ایک آدمی تسبیح پڑھتا ہوتا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) تحریف کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: لوگ اچھی حالت میں ہوتے ہیں لیکن جب ان کا ہمسایہ یا ساتھی کچھ مانگتا ہے تو کہتے ہیں ہم (خود) بری حالت میں ہیں۔

(رواہ الطبرانی تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ}...

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں''۔

Marfat.com

تشریح:

یہ امت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے اس کے افکار اور اس کا کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں انہیں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ بتا دیا کہ یہاں مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے ہر مرد اور ہر عورت کو ان صفات عالیہ سے متصف اور اخلاقی اور عملی لحاظ سے اس مقام رفیع پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہاں حکم کی صورت میں ان صفات کو ذکر نہیں کیا کہ یوں کرو اور ایسے بنو، بلکہ حکایۃً بتایا گیا کہ اسلام کو قبول کرنے والے مرد اور عورتیں ایسی ہوا کرتی ہیں۔

(۱) **مسلمین اور مسلمات:** یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے سر جھکا دینے والے، اپنے ہر کام کو اپنے رب کریم کے سپرد کر دینے والے، سراپا اطاعت وانقیاد، پیکران تسلیم ورضا۔

(۲) **مومنین اور مومنات:** یعنی اس دین قیم کے ہر حکم کی صداقت اور سچائی کو دل سے ماننے والے، ان کے عمل اور اعتقاد میں تضاد کی بوتک نہیں۔ جس ضابطہ حیات کے مطابق وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، دل کی گہرائی سے وہ اس کی عظمت اور افادیت کے قائل ہیں، ان کے ہاں کسی ذہنی کشمکش کا نام ونشان تک نہیں۔ اس امت کے مرد ہوں یا عورتیں۔ ان کا عقیدہ بھی ایک ہے اور ان کا عمل بھی یکساں۔

(۳) **قانتین اور قانتات:** وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ جی میں آیا ہے تو دست بستہ حاضر ہو گئے اور جی نہ چاہا تو ہفتوں غیر حاضر رہے۔ قنوت ایسی اطاعت کو کہتے ہیں جس میں نافرمانی کی آمیزش نہ ہو۔ **القنوت: القیام بالطاعة التی لیس معها معصیة** (لسان العرب)

(۴) **صادقین اور صادقات:** وہ قول میں بھی سچے ہیں اور عمل میں بھی کھرے ہیں۔ نہ ان کی زبان پر ایسی بات آتی ہے جس میں کذب بیانی سے کام لیا گیا ہو اور نہ ان کے عمل میں کھوٹ پن کی ملاوٹ پائی جاتی ہے۔

(۵) **صابرین اور صابرات:** جس راہ کو انہوں نے حق یقین کر لیا ہے اور جو منزل انہوں نے اپنے لئے مقرر کی ہے اس کی طرف ثابت قدمی سے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ راہ میں پیش آنے والی مشکلات نہ انہیں ہراساں کر سکتی ہیں اور نہ منزل سے رخ موڑنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ نہ وہ نیک اعمال میں سستی کرتے ہیں اور نہ اپنا دامن گناہوں سے آلودہ ہونے دیتے ہیں۔ وہ بڑی سختی سے اپنے طے کئے ہوئے لائحہ عمل پر کاربند ہیں اور بڑے ذوق شوق سے اپنی منزل کی طرف رواں ہیں۔

(۶) **خاشعین اور خاشعات:** اس کے باوجود غرور ونخوت کی انہیں ہوا تک نہیں لگی۔ عجز وانکسار ان کا شیوہ ہے۔ جلوت وخلوت میں یہی ان کا شعار۔

(۷) **متصدقین اور متصدقات:** اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے اور

Marfat.com

صدقات دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اس کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے باعث سعادت تصور کرتے ہیں۔

(۸) صائمین اور صائمات: فرضی روزے بھی رکھتے ہیں اور نفلی روزے رکھنے کا شوق بھی دامنگیر رہتا ہے۔

(۹) الحافظین اور الحافظات: اپنے دامن عصمت کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ جذبات کتنے شدید ہوں، ماحول کتنا رومان انگیز ہو یہ اپنے رب کی حکم عدولی کی جرات نہیں کرتے۔ مدعا یہ بھی ہے کہ ان تمام ذرائع سے کلیۃ اجتناب کرتے ہیں جو اس فعل بد کے ارتکاب کا ذریعہ یا محرک بنتے ہیں۔

(۱۰) ذاکرین اور ذاکرات: آخر میں سب سے اہم اور جامع صفت کا ذکر فرمادیا کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد کا شوق کبھی مدہم نہیں پڑتا۔ سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے لین دین کرتے ہوئے، ہل چلاتے ہوئے، دفتر میں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے غرضیکہ زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہوئے وہ اپنے رب کی یاد میں کوشاں رہتے ہیں۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد گرامی مجھے پہنچا ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

ذا کر اللہ فی الغافلین کالمقاتل خلف الفارین وذا کر اللہ فی الغافلین کغصن شجر اخضر فی شجر یابس وذا کر اللہ فی الغافلین مثل مصباح فی بیت مظلم وذا کر اللہ فی الغافلین یریہ اللہ مقعدہ من الجنۃ وھو حی۔ رواہ رزین (مظھری)۔

ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ایسا ہے جس طرح میدان جنگ سے بھاگنے والوں میں مجاہد ہوا کرتا ہے، جس طرح خشک درخت میں سبز شاخ، جس طرح اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے کو اس زندگی میں ہی جنت میں اس کا محل دکھا دیتا ہے۔

آپ نے ان صفات کا تفصیل سے مطالعہ کرلیا جو ایک مومن مرد اور عورت میں پائی جاتی ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیے: کہ جس امت کے مرد و زن کا یہ کردار ہو اور جس معاشرہ میں ان اخلاقی قدروں کی بالادستی ہو، وہ امت کتنی عظیم ہوگی اور وہ معاشرہ کتنا پاکیزہ ہوگا۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 6

اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی: {وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا}

(الأحزاب: 35)

Marfat.com

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان تک: ''اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''O

تشریح:

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ذکر کے علاوہ اللہ نے ہر فرض کی ایک حد مقرر کر دی ہے اور عذر کے وقت معذور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے مگر ذکر کی کوئی آخری حد مقرر نہیں کی اور سوائے دیوانہ کے کسی کو معذور نہیں قرار دیا بلکہ تمام حالتوں میں ذکر کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ: اللہ کی یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے۔ اور فرمایا ہے: اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا: اللہ کی یاد بکثرت کیا کرو رات میں، دن میں، خشکی میں، سمندر میں، صحت میں، بیماری میں، پوشیدہ اور ظاہر۔ مجاہد نے کہا: ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی اللہ کو نہ بھولے۔ میں کہتا ہوں: یہ حالت فناء قلب اور دوامی حضور کے بعد ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: اول اللہ نے عمومی ذکر کا حکم دیا کہ کسی وقت خدا کی یاد نہ بھولے، پھر مخصوص اوقات میں ذکر کا حکم دیا۔ اول سے مراد ہے ذکر خفی، قلبی، دوامی اور دوسرے سے مراد ہے ذکر جلی اور مقررہ فرض وسنت عبادت۔ بعض اہل علم نے کہا: تسبیح کے لئے صبح وشام کے اوقات کی تخصیص اس لئے کی کہ ان اوقات میں رات اور دن کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ باری باری سے تمہارے اندر آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں سب جمع ہو جاتے ہیں، پھر وہ ملائکہ جو رات کو تمہارے پاس رہے، اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ تمہارا رب ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ بخوبی واقف ہے) (تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ متفق علیہ۔ بعض علماء تفسیر نے کہا: بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا دونوں فعلوں کے معمول ہیں اُذْكُرُوا کے بھی اور سَبِّحُوْا کے بھی، تنازع فعلین ہے۔ اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ نمازیں اور تمام عبادتیں حضور قلب کے ساتھ بغیر غفلت کے ادا کرو۔ حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب تک بندہ ادھر ادھر توجہ نہ کرے، لیکن بندہ جب ادھر ادھر توجہ کرنے لگتا ہے تو اللہ بھی اس کی طرف سے رخ پھیر لیتا ہے۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والدارمی۔ بغوی نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب آیت: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ: نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ نے جو شرف خصوصیت کے ساتھ آپ کو عطا فرمایا، ہم کو اس میں ضرور شریک فرمادیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ عبد بن حمید نے اس روایت کی نسبت مجاہد کی طرف بھی کی ہے۔ (تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 7

Marfat.com

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًاۙ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا۝}

(الأحزاب:- 4241) الآیة.

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۝''

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ كَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اور اس باب سے متعلق بہت زیادہ آیات مشہور ہیں۔

(۵۱۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "كَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ، حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ". مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر بہت ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمن (اللہ تعالیٰ) کو بہت محبوب ہیں (وہ کلمے یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔ (متفق علیہ)

(۵۱۷) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں یہ کہوں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا کی ہر چیز سے)۔ (مسلم)

حل لغات:

طَلَعَتْ :از، طلع، یطلع، طلوعاً، بمعنی نکلنا، چڑھنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۱۶) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعا' رقم الحدیث 6719' بخاری شریف' رقم الحدیث 6043' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3467' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 3806' مسند امام احمد' رقم الحدیث 7167' ابن حبان' رقم الحدیث 831' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 6096)

(۵۱۷) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعا' رقم الحدیث 6720' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3597' ابن حبان' رقم الحدیث 834)

Marfat.com

شرح:

یعنی یہ کلمات مجھے ساری دنیا سے پیارے ہیں کیونکہ دنیا فانی ہے اور ان کا ثواب باقی، نیز دنیا رب تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہے اور یہ سب رب تعالیٰ کی یاد دلانے والے۔ خیال رہے کہ "ما طلعت علیه الشمس" سے مراد ساری دنیا ہے زمین یا زمین کی چیزیں ہوں یا آسمان اور آسمان کی چیزیں، رہا قرآن وحدیث ہماری عبادات وغیرہ اس سے علیحدہ ہیں کہ یہ چیزیں اگرچہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں نہ ان میں دنیا ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ کلمات اور ان کے پڑھنے پر بھی تو سورج طلوع ہوتا ہے اور یہ بھی تو دنیا میں ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل دنیا میں رکھو مگر دل میں دنیا نہ رکھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، کشتی دریا میں رہے تو خیر ہے لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 519)

(۵۱۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَ كُتِبَتْ لَهٗ مِئَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِئَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ".

وَقَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے یہ کلمات: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" ایک دن میں سو مرتبہ پڑھے تو اس کا یہ عمل دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور یہ کلمات اس دن شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کریں گے اور کوئی اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہی جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا اور فرمایا: جس نے ایک دن میں سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (متفق علیہ)

(۵۱۹) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ

(۵۱۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 6716 'بخاری شریف رقم الحدیث 3119 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 5077 'ترمذی شریف رقم الحدیث 3468 'ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3798 'موطا امام مالک رقم الحدیث 488 'مسند امام احمد رقم الحدیث 6740 'ابن حبان رقم الحدیث 849 'مستدرک حاکم رقم الحدیث 1843 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 3883)

Marfat.com

مَرَّاتٍ۔ کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِیلَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کلمات: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''۔ دن میں دس مرتبہ پڑھے اس کو اس آدمی جتنا ثواب ملے گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔ (متفق علیہ)

(۵۲۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَی اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَی اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلام نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کلام ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ہے۔ (مسلم)

(۵۲۱) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ۔ اَوْ تَمْلَاُ۔ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفائی نصف ایمان ہے اور ''الحمد اللہ'' کا کلمہ میزان کو بھر دے گا اور ''سُبْحَانَ اللّٰهِ اور وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ'' دونوں بھر دیتے ہیں۔ یا فرمایا: بھر دے گا''۔ زمین و آسمان کے درمیان کو۔ (مسلم)

تعارف روای:

حضرت ابو مالک کعب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 27 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۱۹) (مسلم شریف رقم الحدیث 6718 'بخاری شریف رقم الحدیث 3109 'ابوداؤد شریف رقم الحدیث 5077 'ترمذی شریف رقم الحدیث 3468 'ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3798 'موطا امام مالک رقم الحدیث 488 'مسند امام احمد رقم الحدیث 6740 'ابن حبان 849 'مستدرک حاکم رقم الحدیث 1843 'طبرانی کبیر رقم الحدیث 3883)

(۵۲۰) (مسلم شریف کتاب الذکر رقم الحدیث 6799)

(۵۲۱) (مسلم شریف رقم الحدیث 442) ترمذی شریف رقم الحدیث 3517 '3518 '3519 'نسائی شریف رقم الحدیث 2437 'ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 280 'دارمی رقم الحدیث 653 '654 'مسند امام احمد رقم الحدیث 18313 '22953 '22959 'ابن حبان رقم الحدیث :844 'بیہقی رقم الحدیث 185 '186 'طبرانی کبیر 3423)

Marfat.com

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ طہور سے ظاہری پاکی اور ایمان سے عرفی ایمان مراد ہے۔چونکہ ایمان بھی گناہوں کو مٹاتا ہے اور وضوء بھی،لیکن ایمان چھوٹے بڑے سارے گناہ مٹا دیتا ہے اور وضوء صرف چھوٹے،اس لیے اسے آدھا ایمان فرمایا۔ایمان باطن کو عیبوں سے پاک فرماتا ہے اور وضو ظاہر کو گندگیوں سے،اور ظاہر باطن کا گویا نصف ہے یا ایمان دل کو برائیوں سے پاک اور خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور طہارت جسم کو فقط گندگیوں سے پاک کرتی ہے،لہٰذا یہ نصف ہے اور ممکن ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہو،رب فرماتا ہے:"لِیُضِیعَ اِیمٰنَکُمْ"۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کی ساری شرطیں شرط طہارت کے برابر ہیں۔غرضکہ حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ایمان بسیط چیز ہے پھر اس کا آدھا اور تہائی کیسا؟

یعنی جو شخص ہر حال میں الحمد للہ کہا کرے تو قیامت میں میزانِ عمل کے نیکی کا پلہ اس سے بھر جائے گا اور ایک حمد تمام گناہوں پر بھاری ہوگی۔کیونکہ یہ ہیں ہمارے کام اور وہ ہے رب کا نام۔

("سُبْحَانَ اللہِ اور وَالْحَمْدُ لِلہِ") یعنی ان دو کلموں کا ثواب اگر دنیا میں پھیلایا جائے تو اتنا ہے کہ اس سے سارا جہان بھر جائے یا مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ میں اللہ کی بے عیبی کا اقرار ہے اور الحمد للہ میں اسی کے تمام کمالات کا اظہار۔اور یہ دو چیزیں وہ ہیں جن کے دلائل سے دنیا بھری ہوئی ہے کہ ہر ذرہ اور ہر قطرہ رب کی تسبیح وحمد کر رہا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1 تحت حدیث 270:)

(۵۲۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُہٗ. قَالَ: "قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. اللہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلہِ کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" قَالَ: فَھٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ، فَمَا لِیْ؟ قَالَ: "قُلْ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: مجھے ایسے کلمات سکھایئے جو میں پڑھا کروں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ پڑھا کر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. اللہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا. وَالْحَمْدُ لِلہِ کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" اس نے عرض کیا: یہ

(۵۲۲)(مسلم شریف'رقم الحدیث 6721' بخاری شریف'رقم الحدیث 588' ابوداؤد شریف'رقم الحدیث 1507' ترمذی شریف'رقم الحدیث 3397' نسائی شریف'رقم الحدیث 677' ابن ماجہ شریف'رقم الحدیث 676' مؤطا امام مالک'رقم الحدیث 491' دارمی'رقم الحدیث 1687' مسند امام احمد'رقم الحدیث 1561' ابن حبان'رقم الحدیث 820' ابن خزیمہ'رقم الحدیث 741' مستدرک حاکم'رقم الحدیث 54' بیہقی'رقم الحدیث 13633' مسند ابویعلیٰ'رقم الحدیث 726)

Marfat.com

کلمات تو میرے رب عزوجل کی ثناء کے لئے ہیں۔ میرے لئے کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو کہا کر: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ "اے اللہ! مجھے معاف کر دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر"۔ (مسلم)

(۵۲۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ"

قِیْلَ لِلْاَوْزَاعِیِّ - وَھُوَ اَحَدُ رُوَاۃِ الْحَدِیْثِ -: کَیْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: یَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے پھر یہ دعا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ"۔ امام اوزاعی سے جو حدیث کے راویوں میں ایک راوی ہیں، سے پوچھا گیا استغفار کی کیا کیفیت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے! "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" (مسلم)

حل لغات:

الاِسْتِغْفَارُ: بمعنی بخشش طلب کرنا،

تعارفِ رواۃ:

حضرت ثوبان بن بجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 107 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

پہلے سلام سے سلامتی دینے والا مراد ہے اور دوسرے سے سلامتی۔ استغفار دعا کے آداب میں سے ہے اس لیے دعا سے پہلے استغفار فرماتے۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کہ وہاں بھی تقریبی مقدار مراد تھی اور یہاں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں دعا مختصر مانگے۔ خیال رہے کہ ذوالجلال

(۵۲۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1235، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1512، 1513، 4698، ترمذی شریف، رقم الحدیث 298، 299، 300، 1337، نسائی شریف، رقم الحدیث 1338، 4991، ابن ماجہ، رقم الحدیث 924، 928، دارمی، رقم الحدیث 1347، 1348، مسند امام احمد، رقم الحدیث 22419، 22461، 24383، ابن حبان، رقم الحدیث 2000، 2001، 2002، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 736، 737، 738، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1836، 1837، بیہقی، رقم الحدیث 2764، 2769، 2829، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 4720، طبرانی، رقم الحدیث 13288)

Marfat.com

سے مراد فاسقوں سے بدلہ لینے والا اور اکرام سے مراد نیک کاروں کو انعام دینے والا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 186:)

(۵۲۴) وَعَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ". مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو پڑھتے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ'' (اے اللہ! جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور نہ تیرے سامنے کسی کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش کوئی نفع پہنچا سکتی ہے۔) (متفق علیہ)

(۵۲۵) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ، حِیْنَ یُسَلِّمُ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ" قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ: وَکَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب کہ سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ ''کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا نہ کسی کے پاس کوئی طاقت ہے، اور نہ قوت، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر صرف اسی کی، اسی کے لئے نعمت ہے، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، (ہم) اسی کے لئے خالص کرتے ہیں دین کو، خواہ کافر ناپسند کریں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر

(۵۲۴) (بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث 544، مسلم شریف، رقم الحدیث 593)

(۵۲۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 594)

Marfat.com

نماز کے بعد انہی کلمات کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 204 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(وہ ہر نماز کے بعد جب کہ سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:) یعنی فرض نماز سے جماعت میں کیونکہ اشراق یا تہجد وغیرہ کے بعد اونچا ذکر سنت نہیں۔ "اعلیٰ" سے معلوم ہوا کہ یہ ذکر بہت اونچی آواز سے ہوتا تھا جو محلے کے گھروں میں سنا جاتا تھا۔

(اسی کے لئے نعمت ہے) نعمت سے مراد دنیاوی نعمتیں مراد ہیں اور فضل سے مراد آخرت کی نعمتیں یا نعمت سے مراد عبادات کی توفیق ہے اور فضل سے مراد قبولیت یعنی ساری مخلوق کو بلا واسطہ یا بالواسطہ جو ملا رب سے ملا اور جسے اس نے دیا اپنے فضل سے دیا کسی کا اس پر ذاتی حق نہیں۔

(ہم) اسی کے لئے خالص کرتے ہیں دین کو خواہ کافر ناپسند کریں) مخلصین میں منافقین یا ریا کاروں کی تردید ہے اگرچہ وہ عابد ہیں مگر اخلاص سے محروم۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 188)

(۵۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی، وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ، یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ، وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ، یَحُجُّوْنَ، وَیَعْتَمِرُوْنَ، وَیُجَاهِدُوْنَ، وَیَتَصَدَّقُوْنَ. فَقَالَ: "اَلَا اُعَلِّمُکُمْ شَیْئًا تُدْرِکُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَکُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَکُمْ، وَلَا یَکُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْکُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ، وَتَحْمَدُوْنَ، وَتُکَبِّرُوْنَ، خَلْفَ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ" قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ کَیْفِیَّةِ ذِکْرِهِنَّ قَالَ: یَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُنَّ کُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

(۵۲۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1248، بخاری شریف رقم الحدیث 807، 5970، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1504، ترمذی شریف رقم الحدیث 410، 411، دارمی رقم الحدیث 1353، مسند امام احمد رقم الحدیث 7242، 21449، 215111، ابن حبان رقم الحدیث 838، 2014، 2015، ابن خزیمہ رقم الحدیث 748، 749، بیہقی رقم الحدیث 2846، 2847، 7612، مسند ابویعلی رقم الحدیث 6587، طبرانی کبیر رقم الحدیث 12031)

Marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ".

"اَلدُّثُوْرُ" جَمْعُ دَثْرٍ - بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْکَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَۃِ - وَھُوَ: الْمَالُ الْکَثِیْرُ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقیر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پس انہوں عرض کی: ''یارسول اللہ! مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں' انہیں مال میں فضیلت حاصل ہے' وہ حج کرتے ہیں' عمرہ کرتے ہیں' جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جن کے ذریعے تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں اور ان پر سبقت لے جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس شخص کے جو تمہاری طرح عمل کرے' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمائیے: فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھا کرو۔ حضرت ابوصالح جنہوں نے اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تسبیح' تحمید اور تکبیر پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ، اور وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اور وَاللّٰہُ اَکْبَرُ' اور ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ کہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے اپنی روایت میں اس پر یہ اضافہ کیا: فقیر مہاجرین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمارے مالدار بھائیوں نے اس عمل کے متعلق سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں اور انہوں نے بھی وہ عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

حل لغات:

الدثور: دثر کی جمع ہے دال پر اور ثاء مثلثہ پر زبر ہے یہ بہت زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے) یعنی ہمارے مقابل درجات میں بڑھ گئے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہو گئے اس میں نہ تو رب کی شکایت ہے اور نہ مالداروں پر حسد بلکہ ان پر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جائز ہے یعنی دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا، حسد حرام ہے یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش)۔

(وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں) یعنی بدنی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور

Marfat.com

مالی عبادتوں میں ہم سے بڑھ کر۔اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ شاکر غنی صابر فقیر سے افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فقیر صابر غنی شاکر سے افضل کیونکہ رب نے فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے،اور فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی شکر سے نعمتیں ملتی ہیں اور صبر سے اللہ تعالیٰ۔

(اوران پر سبقت لے جاؤ جوتم سے پیچھے ہیں) یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا مراد ہے نہ کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجہ میں بڑھ گئے ہیں ان کلمات کی وجہ سے تم ان کے برابر ہوجاؤ گے اور جوتمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم بڑھ جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی ہی نیکیاں کرے صحابی کی گردقدم کونہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ خادم انبیاء ہیں توصحابہ بعدانبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ خادم جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یک زمانہ صحبتے با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

(اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس شخص کے جو تمہاری طرح عمل کرے) یعنی جو غنی صحابی یہ پڑھے گا وہ تم سے افضل ہوجائے گا۔

(: فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھا کرو) یعنی پنج گانہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو، یہ تسبیح فاطمہ کہلاتی ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریباً یہی تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کو بتائی تھی اسی بنا پر آج تسبیح کے دانوں میں ۳۳ دانوں پر ایک نائب امام ڈالا جاتا ہے۔خیال رہے کہ ظہر مغرب عشاء میں یہ تسبیح سنتیں وغیرہ پڑھ کر پڑھی جائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج2،تحت حدیث 190:)

(۵۲۷) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِئَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ 'سُبْحَانَ اللهِ' تینتیس مرتبہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا اور ایک مرتبہ یہ پڑھ کر سو کی گنتی مکمل کر لی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ

(۵۲۷)(مسلم شریف الذکر رقم الحدیث 597)

Marfat.com

ہوں۔ (مسلم)

(۵۲۸) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: "مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - اَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً. وَثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً، وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: (نماز کے) بعد میں پڑھے جانے والے چند کلمات ہیں جن کا پڑھنے والا یا فرمایا' کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔ (مسلم)

(۵۲۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◄ ◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' بزدلی اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ میں رذیل عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنہ سے"۔ (بخاری)

حل لغات:

اَلْجُبْنِ: بمعنی بزدلی۔

اَلْبُخْلِ: بمعنی کنجوسی،

تعارف روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۲۸) (مسلم شریف' رقم الحدیث 1250' ترمذی' رقم الحدیث 3412' نسائی شریف' رقم الحدیث 1349' ابن حبان' رقم الحدیث 2019' بیہقی' رقم الحدیث 1849' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 262' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 263' طبرانی کبیر' 260)

(۵۲۹) (بخاری شریف' رقم الحدیث 6370)

Marfat.com

شرح:

جبن کا مقابل شجاعت ہے، بخل کا مقابل سخا ہے اور شح کا مقابل جود۔ بخیل وہ جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے، شح وہ جو نہ کھائے نہ کھانے دے سب کچھ جمع کر کے چھوڑ جائے۔ سخی وہ خود کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسی لیے رب کو سخی نہیں کہتے جواد کہتے ہیں۔ اللہ کے حبیب لکھا دھاری داتا کھاتے نہیں کھلاتے ہیں۔ شعر

بوریا ممنوں خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے آتش

یہ دعا ہماری تعلیم کے لیئے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدائشی کل کے راجہ ہیں جگ کے داتا ہیں۔

(اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ میں رذیل عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹایا جاؤں) یعنی بڑھاپے کی وہ حالت جب ہاتھ پاؤں جواب دے جائیں رب کی عبادت نہ کر سکے، دنیوی کام انجام نہ دے سکے، اس سے خدا کی پناہ۔

ممکن ہے کہ یہ دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری نمازوں خصوصاً تہجد کے بعد مانگتے ہوں، نماز پنج گانہ میں سنتوں سے فارغ ہو کر تاکہ یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہ ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 189:)

(۵۳۰) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ" فَقَالَ: "أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ".

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

◀ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! خدا کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ الفاظ پڑھنا نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ''اے اللہ! اس بات پر میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر ادا کروں اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کروں''۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۵۳۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ، يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ". رَوَاهُ

(۵۳۰) (ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 1522)

(۵۳۱) (بخاری شریف، رقم الحدیث 1311، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1011)

Marfat.com

مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے' کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے"۔ (مسلم)

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھے) اور درود ابراہیمی پڑھ چکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز نفل ہو یا فرض دعا اس کے آخری قعدے میں ہی مانگی جائے گی ہاں نفل میں دونوں درود ابراہیمی دونوں قعدوں میں پڑھے جائیں گے۔

(اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے") خیال رہے کہ بڑا دجال تو ایک ہی ہے جو قریب قیامت ظاہر ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا مگر چھوٹے دجال بہت ہیں جو ہر زمانے میں رہتے ہیں ہر گمراہ کن دجال ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 166:)

(۵۳۲) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ یَکُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا یَقُوْلُ بَیْنَ التَّشَھُّدِ وَالتَّسْلِیْمِ: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان جو آخری کلمات پڑھتے وہ یہ ہوتے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ "اے اللہ! میرے گناہ معاف کر دے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور وہ جو میں نے بعد میں کئے اور میرے وہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے علانیہ طور پر کئے اور وہ بھی جو میں نے خفیہ طور پر کئے اور جو زیادتی مجھ سے سرزد ہوئی (وہ بھی معاف کر دے) اور میرے وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی

(۵۳۲) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین' رقم الحدیث 771)

Marfat.com

مقدم کرنے والا ہے اور تو ہی مؤخر کرنے والا تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو ہی مقدم کرنے والا ہے اور تو ہی مؤخر کرنے والا) کہ جب چاہے اپنے اطاعت کی توفیق دے کر فرشتوں سے آگے بڑھادے اور جسے جب چاہے توفیق خیر نہ دے جس سے وہ بندہ شیطان سے بدتر ہو جائے، ایسے ہی جسے چاہے شاہ بنا کر سب سے آگے بڑھائے، جسے چاہے گدا کر کے پیچھے ہٹادے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2 تحت حدیث 42:)

(۵۳۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُولَ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں بکثرت یہ کلمات پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ''تیری ذات پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ہم تیری ہی تعریف کرتے ہیں اے اللہ! مجھے بخش دے''۔(متفق علیہ)

(۵۳۴) وَعَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ پڑھتے تھے: ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ'' ''(ہمارا رب) ہر عیب اور خامی سے پاک ہے وہ فرشتوں اور جبرائیل علیہ السلام کا رب ہے''۔(مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۳۳)(مسلم شریف رقم الحدیث 988' بخاری شریف رقم الحدیث 761' 4683' 4684' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 871' 873' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 877' ترمذی شریف رقم الحدیث 262' نسائی شریف رقم الحدیث 1047' 1122' 1123' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 889' مسند امام احمد رقم الحدیث 25204' 23392' 24209' ابن حبان رقم الحدیث 1929' 1930' ابن خزیمہ رقم الحدیث 64' 605' 668' بیہقی رقم الحدیث 2393' 251' طبرانی کبیر رقم الحدیث 9320' دارقطنی رقم الحدیث 8)

(۵۳۴)(مسلم شریف رقم الحدیث 994' ابوداؤد شریف رقم الحدیث 872' نسائی شریف رقم الحدیث 1948' مسند امام احمد رقم الحدیث 1124' 24109' 24674' بیہقی رقم الحدیث 24887' 2395' 2514' دارقطنی رقم الحدیث 9)

Marfat.com

شرح:

یہ دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں "سُبُّوْحٌ" سے مراد ہے ذاتی عیوب سے پاک "قُدُّوْسٌ" سے مراد ہے۔ صفاتی عیوب سے پاک، لہٰذا کلمے مقرر نہیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے مگر چونکہ فرشتے بے گناہ اور ہمیشہ عبادت کرنے والی مخلوق ہیں، نیز سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہی ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۔ روح سے مراد یا جان ہے یا حضرت جبریل علیہ السلام جن کا لقب روح الامین ہے یا خاص فرشتوں کی جماعت یا وہ فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار زبانیں اور ہر زبان میں ستر ہزار لغتوں سے خدا تعالیٰ کی حمد۔ مرقات نے فرمایا کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جنات کروبی فرشتوں کا دسواں حصہ اور کروبی فرشتے باقی ملائکہ کا دسواں حصہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 98:)

(۵۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِیْہِ الرَّبَّ - عَزَّوَجَلَّ - وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَھِدُوْا فِی الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ اَنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رکوع میں تو تم اللہ کی عظمت بیان کیا کرو اور سجدہ میں کوشش اور محنت سے دعا کیا کرو تمہاری یہ دعا اس لائق ہوگی کہ اسے قبول کیا جائے۔ (مسلم)

حل لغات:

فَعَظِّمُوْا : تعظیم کرنا،

تعارفِ رواۃ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رکوع میں تو تم اللہ کی عظمت بیان کیا کرو) یعنی کہو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" تا کہ عملاً اپنے عجز کا اظہار ہو اور قولاً

(۵۳۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 877، بخاری شریف، رقم الحدیث 6589، ابوداؤد شریف 876، ترمذی شریف، رقم الحدیث 2275، نسائی شریف، رقم الحدیث 1045، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3898، 3899، موطا امام مالک، رقم الحدیث 1717، دارمی، رقم الحدیث 1325، مسند امام احمد، رقم الحدیث 1900، 22792، 25021، 27550، ابن حبان، رقم الحدیث 1896، 1900، 6045، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 548، 602، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 3302، بیہقی، رقم الحدیث 2400، مسند ابو یعلی 2387)

Marfat.com

رب کی عظمت کا اقرار۔

(اور سجدہ میں کوشش اور محنت سے دعا کیا کرو) یعنی نفل نماز کے سجدوں میں صراحتاً دعائیں مانگو اور دیگر نمازوں کے سجدوں میں رب کی تسبیح وتحمید کرو کہ یہ بھی ضمنی دعا ہے، کریم کی تعریف بھی دعا ہوتی ہے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ سجدے میں گر گر دعائیں مانگتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ سجدے میں بندے کو رب سے انتہائی قرب ہوتا ہے، اس حالت کی دعا ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2 تحت حدیث 99:)

(۵۳۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہو پس سجدہ کی حالت میں بکثرت دعا کیا کرو۔ (مسلم)

(۵۳۷) وَعَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔ ''اے اللہ! میرے سارے گناہ معاف کر دے چھوٹے بھی اور بڑے بھی اگلے بھی اور پچھلے بھی ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی''۔ (مسلم)

حل لغات:

دِقَّهُ: دق، یدق، دقًا، بمعنی، باریک ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۳۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 986، ابوداؤد، رقم الحدیث 875، ترمذی، رقم الحدیث 3579، نسائی، رقم الحدیث 572، 1137، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9442، ابن حبان، رقم الحدیث 1928، بیہقی، رقم الحدیث 2517، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث 6658، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 10014)

(۵۳۷) (مسلم شریف، رقم الحدیث 987، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 378، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9245، ابن حبان، رقم الحدیث 1931، ابن خزیمہ، رقم الحدیث 672، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 969، بیہقی، رقم الحدیث 2518)

Marfat.com

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے:) ظاہر یہ ہے کہ دعا تہجد یا کسی اور نفل کے سجدے میں تھی یا کبھی کبھی فرائض کے سجدے میں بیان جواز کے لیے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 118:)

(۵۳۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّسْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ - اَوْ سَاجِدٌ - يَقُوْلُ: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ. لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگی۔ سو میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہیں، یا سجدے کی حالت میں اور یہ دعا کر رہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ "اے اللہ! تو پاک ہے میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔ اور ایک حدیث میں ہے: میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلوؤں پر پڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی جگہ پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ. لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ "اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری ثناء کو شمار نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے"۔ (مسلم)

حل لغات:

مَنْصُوْبَتَانِ: کھڑا ہونا، نصب کرنا۔

(۵۳۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 993، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 879، ترمذی شریف رقم الحدیث 3493، نسائی شریف رقم الحدیث 169، 1100، 1124، ابن ماجہ رقم الحدیث 1389، 3841، موطا امام مالک رقم الحدیث 499، مسند امام احمد رقم الحدیث 24357، 25183، 25696، ابن حبان رقم الحدیث 1932، ابن خزیمہ رقم الحدیث 655، 671، مستدرک حاکم رقم الحدیث: 807، بیہقی رقم الحدیث 608، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 4565، دارقطنی رقم الحدیث 35)

Marfat.com

سَخَطِکَ: سخط، یسخط، بمعنی ناراض ہونا۔

تعارفِ روای:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگی۔) یعنی میرے ہاں قیام کی باری تھی، رات اندھیری تھی گھر میں چراغ نہ تھا، میری آنکھ کھلی تو مجھے آپ کا بستر شریف خالی محسوس ہوا تو میں گھبرا گئی کہ مجھے اطلاع دیئے بغیر کہاں تشریف لے گئے۔

(سو میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہیں، یا سجدے کی حالت میں اور یہ دعا کر رہے ہیں:) یعنی سجدے میں گر کر دعائیں مانگ رہے تھے، مسجد نبوی چونکہ حضرت عائشہ کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی، اسی طرف دروازہ تھا اس لیے آپ کا ہاتھ اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے مسجد میں پہنچ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدے میں ہیں اور بغیر آڑ کے ام المؤمنین کا ہاتھ آپ کے تلوؤں شریف کو لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ چھوڑی، نہ وضو دوبارہ کیا۔ ان انگلیوں کے قربان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں سے لگیں، نصیب والے کما کر چلے گئے۔ شعر

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 119:)

(۵۳۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ!" فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: "يُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ".

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: كَذَا هُوَ فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ: "اَوْ يُحَطُّ" قَالَ الْبَرْقَانِيُّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَاَبُوْ عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوْسَى الَّذِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ جِهَتِهِ فَقَالُوْا: "وَيُحَطُّ" بِغَيْرِ اَلِفٍ.

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۵۳۹) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 2698)

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں کرسکتا کہ ایک دن میں ہزار نیکیاں کمائے سو ہم مجلسوں میں سے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: آدمی ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟ فرمایا: سو مرتبہ 'سبحان اللہ' کہے تو اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ہزار گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (مسلم)

حمیدی کہتے ہیں کہ مسلم کی کتاب میں اسی طرح ہے کہ یا اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور برقانی کہتے ہیں: شعبہ، ابوعوانہ اور یحییٰ قطان نے 'موسیٰ سے جن سے کہ مسلم نے روایت کی ہے وہ روایت کرتے ہیں:

حل لغات:

"وَیُحَطُّ" "اور گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

تعارف رواۃ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ۱، حدیث نمبر 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(آدمی ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟) یعنی مسلسل روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرتے رہنا طاقت انسانی سے باہر ہے، یہ عام انسانوں کا حال ہے ورنہ بعض مخصوص بندے تو ہر سانس میں نیکی کرتے ہیں۔

("یُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِیحَةٍ فَیُکْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْ یُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِیْئَةٍ) ظاہر یہ ہے کہ یہاں اَوْ بمعنی واؤ ہے یعنی سو بار سبحان اللہ پڑھ لینے سے پڑھنے والوں کو ہزار نیکیاں بھی ملیں گی اور اس سے ہزار گناہ بھی معاف ہوں گے اور اگر اَوْ اپنے ہی معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ رب تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے چاہے تو اسے ہزار نیکیاں دے چاہے اس کے ہزار گناہ معاف کردے۔ خطیئۃ سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ معاف ہوں گے حقوق العباد اور گناہ کبیرہ کی معافی اس سے نہ ہوگی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 523:)

(۵۴۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے ہر عضو کے ذمہ صدقہ ہے، اور ہر مرتبہ "سُبْحَانَ اللہِ" کہنا ایک صدقہ ہے، اور ہر مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنا صدقہ ہے، اور

(۵۴۰) (مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث 720)

Marfat.com

ہر مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بدی سے منع کرنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان تمام کا عوض بن جاتی ہیں۔ (مسلم)

(۵۴۱) وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: "مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ: "سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: "أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".

◀ ◀ ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے سویرے سویرے تشریف لے گئے جبکہ آپ نے نماز فجر ادا کی اور وہ اس وقت اپنی جائے نماز پر تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے تو وہ اسی طرح بیٹھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اسی حالت میں رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا! جی ہاں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں اگر ان کا ان کلمات سے موازنہ کیا جائے جو تم صبح سے پڑھ رہی ہو تو وہ ان پر غالب آ جائیں (وہ یہ ہیں:) "سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ"۔ (مسلم)

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ

اور ترمذی کی روایت میں ہے: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں جو تو پڑھا کرے؟

سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ،

(۵۴۱) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء' رقم الحدیث 2726)

Marfat.com

سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ،

حل لغات:

اَضْحٰی :ضحی،ضحاً،بمعنی دھوپ نکلنا،

تعارفِ روای:

حضرت جویریہ بنت حارث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، مسلمانوں کی والدہ، آپ کا نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا، آپ ۵ھ میں غزوہ مریسیع میں گرفتار ہو کر حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب کر دیا، ان کا بدلِ کتابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا اور انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کیا، ۶۵ سال عمر شریف ہوئی، ربیع الاول ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،تحت حدیث 525:)

جویریہ: آپ بنت حارث ہیں، ۵ پانچ ہجری میں غزوہ مریسیع میں تھے جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں، گرفتار ہو کر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے آپ کو مکاتب کر دیا، حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح کر لیا لہٰذا آپ ام المؤمنین ہیں، آپ کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا، آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی، ربیع الاول ۵۶ چھپن میں وفات ہوئی، آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابیات،)

شرح:

(کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے سویرے سویرے تشریف لے گئے جبکہ آپ نے نماز فجر ادا کی) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر آپ کے دولت خانہ سے باہر تشریف لے گئے اسوقت آپ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی ذکر اللہ اور وظیفہ پڑھ رہی تھیں، مسجد سے مراد مصلے ہے یعنی سجدہ گاہ یا وہ جگہ جو گھر میں نماز کے لیے خاص کر لی جائے۔

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے تو وہ اسی طرح بیٹھی تھیں) یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت کے وقت (دوپہر کو) آپ کے پاس واپس آئے تو انہیں اسی مصلے پر اسی طرح بیٹھے دیکھا، اللہ اکبر یہ ہے ازواج پاک کا شوق عبادت۔

Marfat.com

خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ ذریعہ قبولیت ہے، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گناہ عرض کرنا پردہ دری نہیں بلکہ معافی کا ذریعہ ہے۔

(تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں) یعنی ہم نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد یہ وظیفہ پڑھ لیا جو عمل میں بہت ہلکا اور آسان ہے۔

(اگر ان کا ان کلمات سے موازنہ کیا جائے جو تم صبح سے پڑھ رہی ہو تو وہ ان پر غالب آ جائیں) یعنی اگر کل قیامت میں رب تعالیٰ میزان کے ایک پلے میں تمہارا آج کا سارے دن کا یہ وظیفہ رکھے اور دوسرے پلے میں ہمارے یہ کلمات رکھے تو ثواب میں یہ کلمات بڑھ جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رب تعالیٰ کی ایسی تسبیح کرتا ہوں جو تمام مخلوق کے برابر ہو، اس کی رضاء کا باعث ہو، اس کے عرش کی زینت ہو اور کلمات الہیہ کی جو روشنائی ہے اس کے برابر ہو۔ ان جامع الفاظ میں ساری چیزیں آ گئیں کوئی چیز باقی نہ رہی لہٰذا یہ جامع وظیفہ ہے اس لیے اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3 تحت حدیث 525:)

(۵۴۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ". رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: "مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ، وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ، مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ".

◄◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے، اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک زندہ اور ایک مردہ۔ (بخاری)

اور مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے: جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا اس کی مثال ایسے ہے جیسے زندہ اور مردہ۔

(۵۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ، ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ

---

(۵۴۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 1720، ترمذی، رقم الحدیث 2877، دارمی، رقم الحدیث 3377، ابن حبان، رقم الحدیث 780، 782، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2059، 2060، 3026، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 7554، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 5864، 7446، 8644)

(۵۴۳) (بخاری شریف، کتاب التوحید، رقم الحدیث 7537)

Marfat.com

ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے متعلق میرا بندہ جو گمان رکھتا ہے میں ویسے ہی (اس کے ساتھ) ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مَلَاءٍ : بمعنی قوم، جماعت۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں عبد سے مراد بندہ مؤمن ہے اور ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے جیسے "یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ" اور بمعنی گمان نیک بھی جیسے "ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا" اور بمعنی بدگمانی بھی جیسے "اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" یہاں دونوں معنے درست ہیں یعنی بندہ میرے متعلق جیسا یقین رکھے گا میں ویسا ہی معاملہ اس سے کروں گا یا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرے گا میں ویسا ہی کروں گا مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ قبولیت کی امید یا یقین پر دعا و عبادت کرے گا تو میں اس کی دعا و عبادت ضرور قبول کروں گا اور اگر رد کا یقین یا گمان کرے گا تو رد ہی کروں گا۔ مقصد یہ ہے کہ اعمال بھی کرو اور قبول کی امید بھی رکھو عمل نہ کر کے بخشش کی امید رکھنا ظن نہیں بلکہ نفس کا دھوکا و غرور ہے ظن و غرور میں فرق چاہیئے جو بو کر گندم کاٹنے کی امید، ٹھنڈا لوہا کاٹنا بے کار ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

گندم از گندم بروید جوز جو　　　از مکافات عمل غافل مشو

بعض لوگ امید دھوکے میں فرق نہیں کرتے وہ اس حدیث سے دھوکا کھاتے ہیں، حدیث واضح ہے۔

(اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) رحمت و کرم، توفیق و مہربانی خیال رہے کہ بندہ رب سے ذکر اللہ کرتے وقت بہت قریب ہوتا ہے، جو ہر وقت ذکر کرے وہ ہر وقت رب سے قریب ہے۔

(تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔) بہتر مجمع سے مراد ارواح انبیاء و اولیاء ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اور ہو سکتا ہے اس مجمع سے مراد مقرب فرشتوں کا مجمع ہو چونکہ بعض لحاظ سے فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ ہم انسان نیک و بد ہر طرح کے کام کر لیتے ہیں، فرشتے صرف نیک کام ہی کرتے ہیں اسی لیے انہیں خیرًا منهم کہا گیا، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ انسان فرشتے سے افضل ہے پھر یہاں فرشتوں کو انسان سے افضل کیوں

Marfat.com

فرمایا گیا۔

مسئلہ: ماہیت انسان ماہیت فرشتہ سے افضل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ" اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے رہے افراد اس میں تفصیل یہ ہے کہ خاص انسان جیسے انبیاء و اولیاء خاص و عام تمام فرشتوں سے افضل ہیں مگر عام مسلمان سے خاص فرشتے افضل، رہے کفار وہ تو گدھے کتے سے بھی بدتر ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر افضل ہے کہ آہستہ ذکر کرنے والوں کا ذکر وہاں بھی خفیہ ہی ہوتا ہے اور مجمع لگا کر اونچا ذکر کرنے والوں کا وہاں بھی علانیہ ذکر ہی ہوتا ہے جیسے فرشتے و انبیاء و اولیاء سنتے ہیں ذکر بالجہر والوں کی یہ حدیث قوی دلیل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 488:)

(۵۴۴) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَرُوِيَ: "اَلْمُفَرِدُوْنَ" بِتَشْدِيْدِ الرَّاءِ وَتَخْفِيْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِيْ قَالَهُ الْجُمْهُوْرُ: التَّشْدِيْدُ۔

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مفردون' سبقت لے گئے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا' یارسول اللہ! وہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (مسلم)

حل لغات:

''المفردون'' راء پر شد کے ساتھ اور بغیر شد کے بھی روایت کیا گیا ہے' اور مشہور جمہور کے قول کے مطابق شد کے ساتھ ہے۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

مفردون تفرید سے ہے، بمعنی الگ کرنا، جدا رکھنا، یعنی جنہوں نے اپنے کو دنیاوی الجھنوں، اغیار کی مجلس سے الگ رکھا یا جنہوں نے تمام ذکروں سے اللہ کے ذکر کو چھانٹ لیا۔ جس میں وہ ہر وقت لگے رہتے ہیں۔

(وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟) یہ ماسوال احوال کے لیے ہے نہ کہ سوال ذات کے لیے جیسے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا وما رب العلمین یعنی اللہ تعالیٰ کے صفات کیا ہیں اسی لیے یہاں من نہ بولا ما اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

(۵۴۴) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعا، رقم الحدیث 2676)

Marfat.com

نے جواب بھی وہ عنایت فرمایا جو سوال کے مطابق ہے۔

(: اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔) چونکہ اللہ کے ذاکر مرد زیادہ ہیں عورتیں کم، اس لیے مردوں کا ذکر پہلے ہوا عورتوں کا بعد میں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ کا بہت ذکر کرنے والا وہ ہے جو کسی حال میں رب کو نہ بھولے خلوص سے اس کی عبادت کرے خلقت سے مستغنی رہے فکر وشکر میں حریص ہو جو خدا سے غافل کرے اس سے دور رہے اللہ کے ذکر میں ایسی لذات پائے جو کسی اور چیز میں نہ پائے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا" یعنی تمام غیر اللہ سے کٹ کر رب کے ہو جاؤ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 486)

(۵۴۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُوْلُ: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: افضل ترین ذکر "لا الہ الا اللہ" ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۴۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ: "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسلام کے احکام میرے لئے بہت زیادہ ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں اپنے اوپر لازم کرلوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری زبان ہمیشہ ذکر خداوندی سے تر رہا کرے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

شَرَائِعَ :شرع، یشرع، شرعًا، بمعنی قانون بنانا۔ قانون سازی کرنا۔

أَتَشَبَّثُ :شبث، یشبث، شبثًا، بمعنی چمٹنا، متعلق ہونا، پابند ہونا۔

---

(۵۴۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3383)

(۵۴۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3375)

Marfat.com

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 108 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(یارسول اللہ! اسلام کے احکام میرے لئے بہت زیادہ ہیں) جو تفصیل وار مجھے یاد نہیں ہو سکتے وہ مجھ پر غالب ہیں، معلوم ہوا کہ مکمل عالم بنا فرض نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے، ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تمام مسائل سیکھنے کا حکم دیتے۔

(مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جسے میں اپنے اوپر لازم کرلوں) غالبًا سائل کا سوال نوافل کے متعلق تھا، اس لیے انہیں یہ جواب دیا گیا مقصد یہ ہے کہ ہر وقت زبان پر کوئی ذکر اللہ جاری رہے نہ معلوم موت کب آجائے جب بھی ملک الموت تمہاری جان نکالنے آئیں تو تمہیں غافل نہ پائیں، اللہ تعالیٰ ایسی زندگی نصیب کرے، رطب فرما کر اشارۃً بتایا کہ جیسے تر لکڑی آگ میں نہیں جلتی ایسے ہی اللہ کا ذکر زبان کی تری ہے جس سے بندہ دوزخ میں نہ جل سکے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 503:)

(۵۴۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "من قَالَ: سُبْحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو کہتا ہے "سُبْحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ" اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۴۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۵۴۷) (ترمذی شریف، کتاب الدعوات، رقم الحدیث 3464)

(۵۴۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3462)

Marfat.com

فرمایا: میں شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت میں مٹی بڑی پاکیزہ ہے اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے اور وہ ایک وسیع میدان ہے اور یہ کلمات پڑھنے سے وہاں درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَکْبَرُ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

طَیِّبَةٌ: طاب، یطیب، طیبًا، بمعنی اچھا ہونا، عمدہ ہونا۔

التربة: بمعنی مٹی۔ خاک۔

عذبة: بمعنی میٹھا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا) خصوصی ملاقات چھٹے آسمان پر وہاں ہی گفتگو ہوئی، عمومی ملاقات تو سارے انبیاء سے بیت المقدس میں ہو چکی تھی مگر وہاں یہ گفتگو نہ ہوئی وہاں کی گفتگو کچھ اور تھی جو ان شاء اللہ حدیث معراج کی شرح میں عرض کی جائے گی۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات ایک دوسرے سے بھی ملتے ہیں، اور زندہ مقبول بندوں سے بھی۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات زندوں کا سلام سنتے بھی ہیں اور انہیں سلام کہلواتے بھی ہیں۔ تیسرے یہ کہ وفات یافتہ بندوں کو اور جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں ان کو بھی سلام کہلوانا جائز ہے جب کہ ان کو پہنچ سکے، ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سلام کہلوایا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم لوگوں تک پہنچ گیا، سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ خرقان پہنچے تو لوگوں کو خبر دی کہ اس سرزمین میں سو برس کے بعد خواجہ ابوالحسن خرقانی پیدا ہوں گے جو انہیں پائے میرا سلام پہنچائے۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

آن شنیدی داستان بایزید ۔۔۔ کہ از حال ابوالحسن از پیش دید

آخر میں مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

بلکہ قبل از زادن تو سالہا　　مر مرترا از اند بجملہ حالہا

صحابہ کرام قریب الوفات صحابہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام عرض کرنا۔ چوتھے یہ کہ ہم کو بھی چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کو بھی سلام کیا کریں کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔

(اور یہ کلمات پڑھنے سے وہاں درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ ''سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ''۔) یعنی جنت کی بعض زمین درختوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اسی حصہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکھا گیا تھا اور بعض زمین سفیدہ ہے جس میں تمہارے وظیفوں و اعمال سے درخت لگیں گے، جب تم یہاں آؤ گے تو دونوں قسم کے باغ پاؤ گے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر وہاں کی زمین سفیدہ ہے تو اسے جنت کیوں کہتے ہیں، جنت کے معنی تو ہیں باغ اور نہ یہ اعتراض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں وہاں باغ اور پھل سب کچھ ملاحظہ فرمائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 539)

(۵۴۹) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ: "إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ".

◀ ▶ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے عمل کے متعلق نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہے' تمہارے مالک کے نزدیک زیادہ پاکیزہ ہے' اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والا ہے' اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے' اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے مقابلہ کرو تو تم ان کی گردنیں کاٹو' اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمایئے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔

حکمِ حدیث:

یہ حدیث ترمذی نے روایت کی۔ امام حاکم ابوعبداللہ نے فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۴۹) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3377)

Marfat.com

شرح:

اگر یہاں ذکر اللہ سے مراد زبانی ذکر ہے تو اس کی افضیلت کی وجہ یہ ہے کہ ذکر اللہ بلا واسطہ رب تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور دوسری عبادتیں بالواسطہ اور ظاہر ہے کہ بلا واسطہ پہنچانے والا بالواسطہ سے افضل ہے۔ اور اگر ذکر سے مراد قلبی و دلی ذکر اللہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ذکر دلی عبادت ہے اور دوسری عبادات بدنی عبادت اور دل بادشاہ ہے۔ اعضاء اس کی رعایا بادشاہ کا عمل بھی رعایا کے اعمال سے افضل ہے، اسی لیے رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر اللہ کے بڑے درجے بیان فرمائے کہ فرمایا: "فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ" "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا حدیث قدسی ہے "انا جلیس من ذکرنی" میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آسان عمل مشکل عملوں سے درجہ میں بھی بڑھ جاتے ہیں دیکھو ذکر اللہ آسان ہے اور جہاد دشوار مگر ثواب میں ذکر اللہ بڑھ گیا مگر یہ اس جہاد کا ذکر ہے جو اللہ کی یاد سے خالی ہو، لیکن اگر ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو تو سبحان اللہ سب سے بہتر۔ شیخ نے فرمایا کہ بعض لازم عمل متعدی عمل سے بہتر ہو جاتے ہیں جیسا یہاں ہوا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جہاد میں کافروں کو مارا جاتا ہے اور ذکر اللہ میں نفس و شیطان کو اسی لیے ذکر اللہ جہاد اکبر ہے کہ اس میں دل کا تزکیہ ہے پھر ذکروں میں بعض ذکر دوسرے ذکروں سے افضل ہیں جیسے تلاوت قرآن شریف و درود شریف دوسرے اذکار سے بہتر ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 593:)

(۵۵۰) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلٰى امْرَاَةٍ وَّبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - اَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ: "اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ -" فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں جو تمہارے لئے اس سے زیادہ آسان ہے یا فرمایا: بہتر ہے۔ پھر فرمایا: (یہ پڑھا کرو): "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ.

(۵۵۰) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3568)

Marfat.com

وَسُبْحَانَ اللہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ" اور اسی طرح "اَللہُ اَکْبَرُ" (مذکورہ کلمات کے ساتھ) پڑھا کرو۔ اور اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اسی طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اسی طرح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ پڑھا کرو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

نَوًی :النواۃ، کی جمع، بمعنی گھٹلی

تعارفِ روای:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اس کے سامنے گھٹلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں) یعنی تسبیحیں ان دانوں پر شمار کر رہی تھیں، یہ حدیث مروجہ دھاگہ والی تسبیح کی اصل ہے کہ بکھرے دانوں اور دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں میں کوئی فرق نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تسبیح کبھی استعمال نہ کی، آپ ہمیشہ بطریق عقد انامل انگلیوں پر شمار فرماتے تھے مگر ایک صحابیہ کو یہ کرتے دیکھا منع نہ فرمایا لہٰذا تسبیح صحابی کی سنت عملی ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکوتی۔ مرقات نے فرمایا جن لوگوں نے اس تسبیح کو بدعت کہا غلط کہا۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ تسبیح شیطان پر کوڑہ ہے۔ حضرت جنید ولایت کی انتہاء پر پہنچ کر بھی تسبیح پڑھا کرتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی جواب دیا کہ اسی کے ذریعہ ہم خدا تک پہنچے ہیں اسے ہم کیسے چھوڑیں۔ (مرقات) بعض بزرگ ختم آیت کریمہ کے لیے تھیلوں اور بوریوں میں بادام یا گھٹلیاں جمع کر رکھتے ہیں ان کی اصل بھی یہ حدیث ہے۔

("اُخْبِرُكِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ ھٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ -) یہ اَوْ بمعنی واؤ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعا میں تمہارا وقت بھی کم خرچ ہوگا اور تمہیں ان تکلفات کی ضرورت بھی نہ پڑے گی اور ان کلمات کا ثواب تمہاری ان کنکریوں سے زیادہ ہوگا یا اَوْ بمعنی بَلْ ہے تب تو مطلب ظاہر ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رب کی تسبیح میری گنتی شمار سے وراء ہے کیونکہ آسمان وزمین کی یہ چیزیں میرے علم و ادراک سے خارج ہیں، رب کی عطائیں ہمارے شمار سے باہر ہیں تو اس کی تسبیح بھی ہمارے شمار سے باہر ہونا چاہئیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3 تحت حدیث 535)

(۵۵۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلَا

Marfat.com

اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تجھے جنت کے خزانوں سے ایک خزانے کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ (متفق علیہ)

۱۰۲۔ بَابُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا وَّمُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَائِضًا اِلَّا الْقُرْاٰنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَّلَا حَائِضٍ

کھڑے ہوئے بیٹھ کر لیٹ کر بے وضو اور جنابت اور حیض کی حالت میں اللہ کے ذکر کا بیان سوائے قرآن مجید پڑھنے کے کہ جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں

آیت نمبر: 1

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: {اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ} (آل عمران: 190، 191)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ: "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم"۔ اللہ تعالیٰ نے تین ہیئتیں ذکر فرمائی ہیں انسان اپنے غالب معاملات میں ان سے خالی نہیں ہوتا، تو گویا کہ یہ کیفیات اس کے جملہ اوقات کو محیط ہیں، اور اس معنی کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یذکر اللہ علی کل احیانہ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض) اسے مسلم نے روایت کیا ہے، پس اس میں بیت الخلا میں اور دوسرے مقامات پر ہونا سبھی داخل ہے حالانکہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے، اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابن سیرین اور نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) حضرت عطاء اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ قرار دیا

(۵۵۱) (مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث 6735، بخاری شریف رقم الحدیث 2830، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 1526، مسند امام احمد رقم الحدیث 19538)

Marfat.com

ہے، آیت اور حدیث کے عام ہونے کی بنا پر پہلا قول زیادہ صحیح ہے، حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: بیت الخلا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اوپر چڑھ جاتا ہے، اس کا معنی ہے کہ ملائکہ اس ذکر کو لے کر بلندیوں کی جانب چڑھ جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان کے صحف میں لکھا ہوتا ہے، پس مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید"۔

ترجمہ: نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) (تیار ہوتا ہے۔ اور مزید فرمایا:) آیت ("وان علیکم لحفظین، کراما کاتبین"۔ (الانفطار)

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو ہر حال میں ذکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور کوئی استثنیٰ نہیں کی، پس فرمایا: "اذکروا اللہ ذکرا کثیرًا"۔ (الاحزاب)

ترجمہ: یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے۔ مزید فرمایا: فاذکرونی اذکرکم: البقرہ؛ ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔ اور فرمایا:: "انا لا نضیع اجر لا نضیع اجر من احسن عملا، الکھف۔ ترجمہ: (تو ہمارا دستور ہے کہ) ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ اور (مفید) کام کرتا ہے۔ پس یہ سب عام ہے۔ پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ماجور ہوگا اور اسے ثواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابوبکر بن مالک بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے میرے باپ (مراد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ وکیع نے بیان کیا ہے سفیان نے عطا بن ابی مروان سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا (کہ) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا دوں تو رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ انا جلیس من ذکرنی (اے موسیٰ (علیہ السلام) میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرے عرض کی: اے میرے رب! بلاشبہ ہم تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں (اور اس میں) ہم تجھے اس سے برتر اور عظیم تر سمجھتے ہیں کہ ہم اس میں تیرا ذکر کریں، رب کریم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کی: وہ جنابت اور قضائے حاجت کی حالت ہے، رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ اذکرنی علی کل حال (حلیۃ الاولیاء ابونعیم،) اے موسیٰ! تو ہر حال میں میرا ذکر کر (اور جنہوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک کراہیت کا سبب یا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بلند اور منزہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں کیا جائے جن میں اس کے ذکر سے اعراض برتا گیا ہے جیسے کہ حمام میں قرآن کریم کی قرات کا مکروہ ہونا، یا پھر کراما کاتبین پر اس بناء پر رحم کھانا ہے کہ وہ انہیں غلاظت اور نجاست کی جگہ پر اتارے تاکہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو لکھیں، واللہ

Marfat.com

اعلم۔(تفسیر قرطبی، تحت آیت مذکورہ)

(۵۵۲) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔(مسلم)

جماع کی دعا:

(۵۵۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اس وقت یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔ ''میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ''۔ سو ان کے لئے ان کے اس ملاپ میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔(متفق علیہ)

حل لغات:

جَنِّبْنَا :جنبا' بمعنی دور کرنا، دفع کرنا، علیحدہ کرنا۔

تعارف رواۃ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۵۲)(مسلم شریف' رقم الحدیث 730)

(۵۵۳)(بخاری شریف' رقم الحدیث 141' 3098' 3109' 4870' 6025' 6961' مسلم شریف' رقم الحدیث 1434' ابوداؤد شریف' 2161' ترمذی شریف' رقم الحدیث 1092' ابن ماجہ شریف' رقم الحدیث 1919' دارمی' رقم الحدیث 2212' مسند امام احمد' رقم الحدیث 1867' ابن حبان' رقم الحدیث 983' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 9031' 13622' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 12195' مسند طیالسی' رقم الحدیث 2705' مسند حمید' رقم الحدیث 516' المسند الکسی' رقم الحدیث 689' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 17152)

Marfat.com

شرح:

یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھے اور حلال صحبت پر پڑھے، حرام پر پڑھنا سخت جرم ہے بلکہ اس میں کفر کا اندیشہ ہے جیسے شراب نوشی یا خنزیر کھانے یا جوئے پر بسم اللہ پڑھنا، اھل سے مراد بیوی یا لونڈی ہے۔

(اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ) یعنی اس صحبت میں شیطان نہ شریک ہو اور نہ بچے کو شیطان کبھی بہکائے، بسم اللہ سے مراد پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ خیال رہے کہ جیسے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاتا ہے ایسے ہی صحبت میں بھی اور جیسے کھانے پینے کی برکت شیطان کی شرکت سے جاتی رہتی ہے ایسے ہی صحبت میں شیطان کی شرکت سے اولاد نالائق اور جناتی بیماریوں میں گرفتار رہتی ہے اور جیسے بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کھانے پینے میں ہمارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں شیطان کی شرکت نہیں ہوتی جس سے بچہ نیک ہوتا ہے اور آسیب وغیرہ سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ بھی رہتا ہے، بہتر یہ ہے کہ خاوند بیوی دونوں پڑھ لیں۔

(ان کے لئے ان کے اس ملاپ میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا) یعنی بسم اللہ وغیرہ کی برکت سے بچہ کو نہ تو ابلیس کبھی نقصان پہنچا سکے گا نہ اس کی ذریت، بچہ جنون، مرگی وغیرہ جناتی امراض سے بھی محفوظ رہے گا اور مؤمن رہے گا ان شاء اللہ (مرقات) اس لیے یہاں شیطان نکرہ فرمایا گیا، ایسے بچہ کو ان شاء اللہ نیک اعمال کی بھی توفیق ملے گی۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 34:)

۱۰۳۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَاسْتِيْقَاظِهٖ

سونے اور جاگنے کے وقت کیا پڑھے؟

(۵۵۴) عَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ، قَالَ: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ۔ "اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی جیتا ہوں اور مرتا ہوں" اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی کی طرف (موت کے بعد) اٹھ کر جانا ہے۔ (بخاری)

---

(۵۵۴) (بخاری شریف رقم الحدیث 5953، 5955، 5965، 6959)

Marfat.com

حل لغات:

اٰوٰی: یاوی، بمعنی اترنا، آنا،

تعارفِ روای:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے پھر یوں کہتے الٰہی میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا کام تیرے سپرد کیا تیرے کرم پر ٹیک لگائی تیری طرف رغبت کرتے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے تجھ سے نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سواء تیری طرف کے میں تیری اتاری کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو یہ کلمات کہہ لے پھر اسی رات مر جائے تو ایمان پر مرے گا اور ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اے فلاں جب تو اپنے بستر پر جائے تو نماز کا سا وضو کرے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹے پھر کہے الٰہی میں نے اپنے کو تیرے سپرد کیا، آخر کلام تک اور فرمایا کہ اگر تم اسی رات میں مر گئے تم اسلام پر مرو گے اور اگر تم صبح پاؤ گے تو بہت بھلائی حاصل کرو گے۔ (مسلم، بخاری)

۱۰۴۔ بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّکْرِ وَالنَّدْبِ اِلٰی مُلَازَمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

ذکر کی محفلوں کی فضیلت اور ہمیشہ ان سے منسلک رہنے کے استحباب اور بغیر عذر کے ان سے علیحدہ رہنے کی ممانعت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ} (الکہف: 28)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

تشریح:

عیینہ بن حصن الفزاری جو قبیلہ مضر کا سردار تھا اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہاں

Marfat.com

سلمان فارسی، ابوذر اور دیگر فقراء صحابہ نعمت دیدار حبیب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینے کی بو اونی جبوں سے اٹھ رہی تھی۔ عینیہ کہنے لگا کیا یہ بدبو آپ کو تنگ نہیں کرتی۔ ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں۔ اگر ہم آپ کا دین قبول کرلیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپ کے پاس آنے کو جی تو چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو غلیظ اور بدبودار کپڑوں والے آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوتے ہیں۔ انہیں یہاں سے اٹھا دیں ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں یا ان کے لیے کسی الگ مجلس کا انتظام کریں۔ تاکہ ان کا تعفن ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے۔ فوراً جبرئیل امین فرمان الٰہی لے کر نازل ہوگئے۔ اصبر نفسك مع الذين الخ اللہ تعالیٰ کو ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی پسند نہیں۔ آپ ان کے لیے ان لوگوں کی صحبت ترک نہ کریں جن کی زندگی کا مقصد وحید صرف اپنے رب کریم کی رضا جوئی ہے جو صبح وشام بلکہ ہر لحہ اس کی یاد اور اس کی محبت میں محو رہتے ہیں۔ وہ تیری نگاہ کرم کے پیاسے ہیں۔ وہ تیری نظر محبت کے بھوکے ہیں جب تو ان کو ایک مرتبہ شفقت ومحبت انداز سے دیکھ لیتا ہے تو یہ سب رنج وغم بھول جاتے ہیں۔ اے محبوب ایسا نہ ہو کہ تیری نگاہ عنایت ان سے پھر جائے۔ ان سے یہ صدمہ برداشت نہ ہوگا لا تعد عينك عنهم کے اس جملہ سے دلنوازی اور دلربائی کے جو انداز سکھائے جا رہے ہیں ان کی کوشش کسی درد کے بارے سے پوچھو، وہ تمہیں بتائے گا کہ اس کی ساری خوشیاں اس کی نگاہ کرم کے ایک گوشہ میں سمٹ کر آ گئی ہیں۔ اسی ایک سہارے پر وہ ہجر کے صدمے اور جدائی کی طویل گھڑیاں خوشی خوشی گزار دیتے ہیں۔ اے درد محبت کے بیمارو! مژدہ باد! نگاہ رحمت سے تم محروم نہیں ہوگے۔ علامہ آلوسی نے کیا خوب لکھا ہے:

فائدتها منه (صلى الله عليه وسلم) تعود عليهم وذلك الانهم عشاق الحضرة وهو (صلى الله عليه وسلم) مرأتها وعرش تجليها ومدون اسرارها ومشرق انوارها متى رأوه (صلى الله عليه وسلم) عاشرا ومتى غاط عنهم كسبوا وطاشوا واما صحبة الفقراء بالنسبة الى غيره (صلى الله عليه وسلم) ففائدتها تعرد الى من صحبهم فهم القوم لايشقى جليهم. (روح المعانی)

ترجمہ:۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کا فائدہ تو ان فقراء کو حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بارگاہ الٰہی کے عشاق ہیں۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) انوار الٰہی کے لیے آئینہ اور اس کی تجلیات کے لیے عرش اور اس کے اسرار کا معدن اور اس کے انوار کا مشرق ہیں۔ صحابہ کرام جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روئے زیبا کو دیکھتے تھے تو انہیں زندگی کا لطف حاصل ہوتا تھا۔ اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے تھے تو وہ رنجیدہ خاطر اور پریشان ہو جاتے تھے۔ لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا اور لوگ جو ان فقراء کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس صحبت کا فائدہ انہیں نصیب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے وہ گروہ ہیں جن کا ہم نشین

Marfat.com

بد بخت نہیں رہتا۔

"لاتعدعینک عنهم" پر غور فرمائیے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیر لیں۔ کیونکہ کہ تعد مخاطب کا صیغہ نہیں بلکہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل حضور نہیں بلکہ عیناک ہے اور تعد یہاں متعدی مستعمل نہیں بلکہ تصرف کا معنی میں لازمی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اور اپنے غلاموں سے دانستہ اور قصداً تو نگاہ نہیں پھیرتے لیکن کہیں بے دھیانی کے عالم میں نگاہیں نہ پھر جائیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۵۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَآئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ. فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ -. تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ، فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا. فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ اَعْلَمُ -: مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ. فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ. فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟! قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا. فَيَقُوْلُ: فَمَاذَا يَسْاَلُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا. قَالَ: يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ؛ قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَا. فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟! قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. قَالَ: يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ: فِيْهِمْ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ، اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ. قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوْا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا. فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ. فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - - وَهُوَ اَعْلَمُ -: مِنْ اَيْنَ

(۵۵۵) (بخاری شریف رقم الحدیث 6045 'ترمذی شریف رقم الحدیث 3600 'مستدرک حاکم رقم الحدیث 1821 'مسند طیالسی رقم الحدیث 2434 'مسند امام احمد رقم الحدیث 7418 'ابن حبان رقم الحدیث 856)

Marfat.com

جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ:
يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيُهَلِّلُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيَسْأَلُوْنَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا: يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا، أَيْ رَبِّ. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ. قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: لَا. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ؛ فَيَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا. قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ. فَيَقُوْلُ: وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ"۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں سو جب انہیں کوئی جماعت نظر آتی ہے جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوں تو فرشتے آواز دیتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں سو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! وہ تیری تسبیح، تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں' (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، خدا کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا' (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو اور زیادہ تیری عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور تسبیح بیان کرتے؟ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ کس چیز کا سوال کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں خدا کی قسم! اے ہمارے رب عزوجل! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو وہ جنت کے اور زیادہ آرزومند ہوں اور اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اور اس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہو جائے۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں' فرمایا: (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں خدا کی قسم! انہوں نے اسے نہیں دیکھا' تو (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اور زیادہ ڈریں۔ فرمایا: (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

ایک فرشتہ عرض کرتا ہے ان میں فلاں شخص بھی ہے جو ان میں سے نہیں وہ تو کسی غرض سے وہاں آیا تھا' تو (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: وہ ایسے ہم مجلس ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوسکتا۔ (متفق علیہ)

اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں چلتے پھرتے ہیں وہ ذکر کی مجلس تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب انہیں کوئی ایسی مجلس مل جائے جس میں ذکر ہو رہا ہو تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ اس مجلس اور آسمان دنیا کے درمیان ساری جگہ پُر ہو جاتی ہے' اور جب وہ اس مجلس سے جدا ہوتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جاننے والا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہم زمین سے تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح (سبحان اللہ) اور تیری تکبیر (اللہ اکبر) کر رہے تھے وہ لا الٰہ الا اللہ اور الحمدللہ پڑھ رہے تھے اور تجھ سے دعا مانگ رہے تھے۔ (اللہ تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں اے پروردگار! (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اور وہ تیری پناہ مانگتے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری دوزخ سے۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں! فرمایا: اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا اور میں نے انہیں عطا کیا جو کچھ انہوں نے مانگا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی میں نے انہیں اس چیز سے پناہ دی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں گنہگار شخص بھی ہے جو گزر رہا تھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ (اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا یہ ایسی جماعت ہے جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا۔

حل لغات:

یَطُوْفُوْنَ: بمعنی گھومنا۔

باجنحتهم، جمع، جناح کی بمعنی پر۔

تمجيداً: بزرگی بیان کرنا۔

يشقى: بمعنی بد بخت ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

Marfat.com

شرح:

(بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں) یہاں فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو ذکر اللہ سننے پر مقرر ہیں راستوں سے مسلمان خصوصاً ذاکرین کے راستے مراد ہیں یعنی یہ فرشتے ذاکرین کے راستوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں تاکہ ان کی زیارت کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر سنیں یعنی وقت سے پہلے وہ حضرات مجلس ذکر کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ انہیں ذاکرین اور ان کے محلوں کی خبر نہیں بے خبری میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

(تو فرشتے آواز دیتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آؤ) آؤ دوڑو ان ذاکرین کی زیارت کرو ان کی زبان سے اللہ رسول کا ذکر سنو۔ معلوم ہوا کہ دوسروں سے رسول کا ذکر سننا بھی محبوب ہے اور محفل میلاد شریف گیارھویں شریف وغیرہ میں رحمت کے فرشتے شرکت کرتے ہیں کہ یہ بھی اللہ رسول کے ذکر کی مجلسیں ہیں۔ شعر

فرشتے محفل میلاد میں رحمت کے آتے ہیں رسول اللہ خود اس بزم میں تشریف لاتے ہیں

اس شعر کے پہلے مصرع کی اصل یہ حدیث ہے۔

(پس فرشتے انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں) یعنی یہ فرشتے پرے بنا کر ان مجلس والوں پر اس طرح چھا جاتے ہیں جیسے رحمت کے بادل زمین پر اور یہ پرے آسمان تک پہنچتے ہیں کہ نیچے ایک پرہ اس کے اوپر دوسرا اس پر تیسرا۔

(سو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟) مجلس ختم ہونے پر لوگ تو اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں اور یہ فرشتے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جاتے ہیں تب رب تعالیٰ ان سے یہ سوال فرماتا ہے مگر یہ سوال رب کی بے علمی سے نہیں بلکہ فرشتوں کو اگلے مضمون پر گواہ بنانے کے لیے ہوتا ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! وہ تیری تسبیح' تکبیر' حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں) یا تو بلا واسطہ یا بالواسطہ اس طرح کہ تیرے محبوبوں کا عظمت سے ذکر کر رہے تھے اور تیرے دشمنوں کا حقارت سے تذکرہ کرتے تھے جیسا کہ شروع باب میں عرض کیا گیا۔

(نہیں' خدا کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا') بغیر دیکھے تیرے عاشق ہیں اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی ہے کہ بغیر دیکھے دلوں میں اس کا عشق ہے اس کا پرتو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آج ان کا دیکھنے والا کوئی نہیں عاشق جانباز کروڑوں۔

یہ دونوں سوال تعجب کے اظہار کے لیے ہیں کہ جب میرے بندے مجھے بغیر دیکھے صرف میرے اوصاف سن کر میری ایسی والہانہ عبادت کر رہے ہیں تو اگر مجھے دیکھ لیں تو ان کی محبت و عبادت کا کیا حال ہو۔ اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ اے فرشتو! تم نے تو کہا تھا انسان خونریز فاسد ہوگا دیکھو انہی انسانوں میں ایسے نمازی ذاکر بھی تو ہیں جن سے سارا

Marfat.com

عالم چھپا ہوا ہے اور عالم شہادت یعنی دنیا کے ہزار ہا جنجالوں میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی رب کے ذاکر و پرستار ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

اور جنت پر صرف سن کر اس پر ایمان لائے اور اس کے طلبگار ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت پیدا ہو چکی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بعد قیامت پیدا ہوگی غلط کہتے ہیں اس کی مکمل بحث ہماری "تفسیر نعیمی" جلد اول اور "اسرار الاحکام" میں ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سے جنت مانگنا برا نہیں، ہاں صرف جنت حاصل کرنے کے لیے عبادت کرنا برا ہے عبادت تو صرف رضائے الٰہی کے لیے چاہیئے جنت اس کے فضل سے ملے گی۔

(: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو وہ جنت کے اور زیادہ آرزومند ہوں اور اسے زیادہ شدت سے طلب کریں اور اس کے لئے ان کی رغبت بہت زیادہ ہو جائے) یعنی پھر تو یہ لوگ جنت کی طلب میں تارک الدنیا ہو بیٹھیں زن و فرزند کو بھول بیٹھیں کیونکہ معائنہ خبر سے زیادہ قوی ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانوں سے جنت چھپانے میں ہزار ہا حکمتیں ہیں، اگر جنت دکھادی جاتی تو کوئی شخص کوئی دنیاوی کام نہ کرتا۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں، وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں) یعنی دوزخ کی آگ سے خیال رہے کہ فرشتے یہ نہیں کہتے کہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے کیونکہ دوزخ میں داخلہ تو قیامت کے بعد ہوگا مگر آگ کا عذاب مرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا چاہیئے قرآن کریم نے جو جامع دعا ہم کو سکھائی ہے اس کے آخری میں ہے وقنا عذاب النار نیز دوزخ کے ٹھنڈے طبقوں میں بھی آگ ہی کا عذاب ہے گرم طبقوں میں آگ کے قریب سے عذاب ہے ٹھنڈے طبقوں میں آگ کی دوری سے عذاب جیسے دنیا میں گرم سرد موسموں میں سورج کی دوری و نزدیکی سے سردی گرمی ہوتی ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اور زیادہ ڈریں۔) اس طرح کہ پھر دوزخ کے خوف سے دنیا میں عیش و آرام بھول جائیں، ہمیشہ روتے رہیں کبھی نہ ہنسیں۔ معلوم ہوا کہ اگر وہ عالم ظاہر کر دیا جائے تو یہ عالم تباہ ہو جائے اگر رب تعالیٰ کا نظارہ یہاں ہو جائے تو کوئی کافر نہ رہے۔ شعر

کفر و اسلام کے جھگڑے ترے چھپنے سے بڑھے تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا) گزشتہ ساری گفتگو اسی آخری جملہ کے لیے تھی کہ فرشتوں کو ان ذاکر مؤمنوں کی بخشش پر گواہ بنانا تھا خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ ان کے گناہ بخشتا ہوں کہ اس میں شبہ ہوتا کہ شاید پچھلے گناہ بخشے گئے بلکہ فرمایا انہیں بخشتا ہوں یعنی آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دوں گا اور اگر کبھی ان سے کوئی گناہ ہو بھی جائے گا تو اس کی بخشش کا آج فیصلہ کئے دیتے ہوں، گناہ بخشنا اور ہے گنہگار کو بخشنا کچھ اور یہاں گنہگار کو بخشا گیا ہے۔

(فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں گنہگار شخص بھی ہے جو گزر رہا تھا) یعنی ذکر اللہ سننے نہ آیا تھا

Marfat.com

بلکہ کسی کام کو جا رہا تھا راستہ میں یہ مجلس نظر پڑی تو کچھ دیر کے لیے بیٹھ گیا یا کھڑے کھڑے کچھ ذکر سن لیا یہ عرض ومعروض اس کو بخشوانے کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ فرشتے ذاکرین کے بڑے خیر خواہ ہیں ہم کو بھی چاہیئے کہ ان کے لیے دعائے خیر کیا کریں، دلائل الخیرات میں بعض دعائیں فرشتوں کے لیے بھی آتی ہیں، ہمیں ان سے کام پڑتا ہے ان سے تعلق رکھنا چاہیئے۔

(اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا) یعنی ان مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اس گزرنے والے کو ان اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے دیکھو صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے افضل ہیں کیوں اس لیے کہ صحبت یافتہ جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اصحاب کہف کا کتا بھی بہتر ہو گیا اولیاء کی صحبت کی برکت سے۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ کی صحبت اختیار کرو، اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　　　اونشیند در حضور اولیاء

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایسے موقعوں پر خصوصیت سے آخرت کی نعمتیں مانگیں صرف دنیا مانگنا اچھا نہیں آخرت مانگو دنیا ان شاء اللہ خود بخود مل جائے گی پھول پتے ان شاء اللہ خود مل جائیں گے گلدستہ میں پھول بغیر پتہ کے نہیں ہوتے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے ہر بندے کو بھی پہچانتے ہیں اور ہر شخص کے تمام نیک و بد اعمال کی پوری پوری خبر رکھتے ہیں اور ہر شخص کے ہر ارادے سے باخبر ہیں ورنہ انہیں کیا خبر ہوتی کہ یہ بندہ کون ہے نیک ہے یا بد ہے یہاں کس ارادہ سے آیا ہے جب ان فرشتوں کا یہ حال ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔

جب عام ذاکروں کی مجلس کی یہ برکت ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کیسی بابرکت ہوگی، ان کا نام لیوا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔ شعر

سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی　　　　سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

دیکھو ایک گنہگار ان ذاکرین کی مجلس میں ایک آن کے لیے آیا تو بخشا گیا، تو جو حضرات سایہ کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ان کی مغفرت میں شک کیسا ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرمادیا: "وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 491)

(۵۵۶) وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۵۵۶) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6728، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1455، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3378، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3791، دارمی شریف، رقم الحدیث 356، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9263، ابن حبان، رقم الحدیث 768، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 1252، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 6039)

Marfat.com

"لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ - عَزَّوَجَلَّ - اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلَآئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ، وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ سے ہی اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی قوم بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے' اور ان پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے' اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ان کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں کے درمیان)۔ (مسلم)

(۵۵۷) وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدِنِ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا ھُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَہٗ، اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ، فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَذَھَبَ وَاحِدٌ، فَوَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَرَاٰی فُرْجَۃً فِی الْحَلْقَۃِ فَجَلَسَ فِیْھَا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَھُمْ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاھِبًا. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَۃِ: اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ. وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَی اللّٰہُ مِنْہُ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ، فَاَعْرَضَ، فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوواقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے' اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پس تین آدمی آئے تو دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے آئے اور ایک آدمی واپس چلا گیا' وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں ایک آدمی کو بیٹھنے کی جگہ نظر آئی اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا' اور دوسرا آدمی لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا آدمی پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا' پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ پس ان میں سے ایک آدمی تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فُرْجَۃ : بمعنی کشادگی۔

(۵۵۷) (مسلم شریف' رقم الحدیث 4464' بخاری شریف' رقم الحدیث 5930' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 4851' ترمذی شریف' رقم الحدیث 2825 ماجہ شریف' رقم الحدیث 3775' مؤطا امام مالک' رقم الحدیث 1790' دارمی' رقم الحدیث 2657' مسند امام احمد' رقم الحدیث 3560' ابن حبان' رقم الحدیث 580' بیہقی' رقم الحدیث 5688' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 2444' طبرانی کبیر' رقم الحدیث 7070)

Marfat.com

فَاسْتَحْیِی : بمعنی شرم کرنا، حیا کرنا،

تعارفِ روای:

ابوواقد: آپ کا نام حارث ابن عوف ہے لیثی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے مگر مکہ معظمہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی پچھتر سال عمر پائی، ۷۶ چھتر سال عمر پائی، ۶۸ ھ سرسٹھ میں وفات ہوئی، فخ میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الواو، فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح: جواللہ کے نام پر مانگے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللہِ فَأَعِیْذُوْہُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللہِ فَأَعْطُوْہُ وَمَنْ دَعَاکُمْ فَأَجِیْبُوْہُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَیْکُمْ مَعْرُوْفاً فَکَافِئُوْہُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُکَافِئُوْہُ فَادْعُوْا لَہُ حَتّٰی تَرَوْا أَنَّکُمْ قَدْ کَافَأْتُمُوْہُ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جوتم سے اللہ کی پناہ لے اُسے پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ دو اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے اُس کا بدلہ کرو اگر بدلہ کی چیز نہ پاؤ تو اُس کو دعائیں دو یہاں تک کہ یقین ہوجائے کہ تم نے اُس کا بدلہ کردیا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پناہ دو کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو تمہاری سختی یا غیر کی سختی سے تمہارے پاس اللہ کی پناہ مانگے تو اُسے دیدو، کہ اگر تم کسی کو مارنا چاہتے ہو تو معافی دے دو یا کوئی دوسرا اُس پر سختی کرنا چاہتا ہے اور تم دفع کر سکتے ہو تو کردو، یہ حکم اپنے ذاتی معاملات میں ہے، قوم یا دین کے مجرم کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ کیسی ہی پناہ لے تاکہ امن و دین میں خلل نہ پڑے، لہٰذا یہ حدیث اُسکے خلاف نہیں، کہ آپ نے فاطمہ فخرومیہ کو جس نے چوری کرلی تھی معافی نہ دی۔

(۵۵۸) وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَکُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللہَ۔ قَالَ: آللہِ مَا أَجْلَسَکُمْ إِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوْا: مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاکَ. قَالَ: أَمَا إِنِّیْ لَمْ أَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ، وَمَا کَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثاً مِّنِّیْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ أَصْحَابِہٖ فَقَالَ: "مَا أَجْلَسَکُمْ؟" قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللہَ

(۵۵۸) (مسلم شریف رقم الحدیث 6730 ' ترمذی شریف رقم الحدیث 1455 ' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3791 ' دارمی رقم الحدیث 356 ' مسند امام احمد رقم الحدیث 9253 ' ابن حبان رقم الحدیث 768 ' مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث 1252 ' طبرانی کبیر 6039)

Marfat.com

وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ، وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا۔ قَالَ: "آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ؟" قَالُوْا: وَاللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ۔ قَالَ: "اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ، وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک محفل ذکر کی طرف تشریف لائے اور پوچھا تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ فرمایا: کیا خدا کی قسم! واقعی تم اس لئے یہاں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم محض اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی بناء پر تم سے حلف نہیں لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک مجلس کے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: تم کس لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم بیٹھے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس کی حمد بیان کریں اس بات پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور اس کے ذریعے ہم پر احسان کیا: فرمایا: خدا کی قسم! کیا واقعی تم اسی لئے یہاں بیٹھے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرما رہا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

یُبَاھِیْ: از، مباھاۃ، بمعنی فخر کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک محفل ذکر کی طرف تشریف لائے ا) کچھ لوگ مسجد نبوی یا کسی اور مسجد میں ذکر اللہ کے لیے حلقہ بنائے بیٹھے تھے، نماز کے انتظار میں نہ بیٹھے تھے، کیونکہ اس وقت صف بستہ بیٹھنا چاہیئے حلقہ بنانا منع ہے، لہٰذا یہ حدیث حلقہ بنانے کی ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔

(انہوں نے عرض کیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں) اس طرح کہ ایک صاحب ذکر خیر کر رہے ہیں اور باقی حضرات سن رہے ہیں، گویا مجلس وعظ کی مجلس ہے یا باری باری سے ہر شخص ذکر اللہ کر رہا ہے یا سب ملکر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

پہلا اللہ اصل میں او اللہ تھا ہمزہ استفہامیہ واؤ قسمیہ، واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، اور لفظ اللہ کو جر ہے بعض نسخوں میں زبر بھی ہے اس کی دوسری توجیہ ہے یعنی کیا خدا کی قسم تم لوگ صرف ذکر کے لیے ہی بیٹھے ہو دوسرے اللہ کی اصل عبارت یہ ہے اِوِیْ یانعم نقسم باللہ۔

(فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی بناء پر تم سے حلف نہیں لیا۔) یعنی میں نے آپ حضرات کو جھوٹا سمجھ کر قسم نہ لی ہے آپ حضرات صحابہ کرام ہیں صحابہ سب عادل ہیں بلکہ ادائے سنت کے لیے یہ قسم لی ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں) کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا بھی ہوں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہوں اور کاتب وحی بھی ہوں اسی لیے مولانا روم نے حضرت امیر معاویہ کو مسلمانوں کا امام فرمایا مگر روایت حدیث بہت کم کرتا ہوں احتیاط کے لیے دیکھو حضرت ابوبکر صدیق عمر بھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر آپ نے روایت حدیث بہت کم فرمائیں، اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے بھی زیادہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب رہا ہو، بلکہ آپ جن لوگوں سے خطاب کر رہے ہیں یا جو آپ کے زمانہ میں صحابہ موجود تھے ان کے مقابلہ میں اپنی جزوی فضیلت قرب بیان فرما رہے ہیں۔ خیال رہے کہ جن صحابہ نے حدیث کی روایت بالمعنی جائز سمجھی تھی وہ احادیث زیادہ روایت کرتے تھے اور جن کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہ تھی وہ بہت کم روایت کرتے تھے حضرت امیر معاویہ دوسری جماعت سے ہیں۔

(اس بات پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہدایت ایمان ہے اور سب سے بڑا احسان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک ہاتھ آجانا ہے، خود فرماتا ہے: "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمٰنِ" اور فرماتا ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا"۔ ایمان اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سواء کسی اور نعمت پر رب تعالیٰ نے لفظ من ارشاد نہیں فرمایا۔ شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پر اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے شکریہ کے لیے مجلسیں کرنا حلقے بنا کر بیٹھنا سنت صحابہ ہے یہ حدیث مجلس میلاد شریف کی اصل ہے۔

(فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی وجہ سے تم سے حلف نہیں لیا) کیونکہ ہر مؤمن پر عموماً اور صحابہ کرام پر خصوصاً بدگمانی کرنا جائز نہیں بلکہ یہ قسم نہیں تمہاری عظمت و عزت کے اظہار کے لیے ہے۔

(میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرما رہا ہے)

Marfat.com

اس طرح کہ فرشتوں سے فرما رہا ہے میرے ان بندوں کو دیکھو کہ نفس و شیطان کے تسلط میں ہیں، دنیاوی رکاوٹیں موجود ہیں، شہوت وغضب رکھتے ہیں اتنی رکاوٹیں ہوتے ہوئے سب پر لات مار کر میرا ذکر کر رہے ہیں یقیناً تمہارے ذکر سے میرا یہ ذکر افضل ہے، چونکہ فرشتوں ہی نے انسان کی شکایت کی تھی کہ وہ خون ریز و فسادی ہوگا اس لیے انہی کو یہ سنایا جا رہا ہے کہ دیکھو اگر انسان میں فسادی ہیں تو ایسے نمازی وغازی بھی ہیں جو نفس و شیطان وطغیان و کفار سب سے ہی جہاد کرتے رہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 502)

۱۰۵۔ بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ

صبح اور شام کے وقت ذکر کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ۝} (الأعراف: 205)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۝

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: "الْاٰصَالُ": جَمْعُ أَصِیْلٍ، وَهُوَ مَا بَیْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ.

اہل لغت کہتے ہیں کہ ''الْاٰصَالُ'' اصیل کی جمع ہے اور یہ عصر اور مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔

تشریح:

واذکر ربک فی نفسک حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ذکر سے مراد نماز کی قرأت ہے مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں چپکے چپکے اپنے دل میں قرأت کیا کرو۔ ودون الجہر من القول۔ الجہر سے مراد ہے جہری نماز۔ دون الجہر سے مراد ہے۔ جہر سے کم اور سر سے زیادہ۔ مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں جہر سے کم آواز سے قرأت کرو اور جہری میں کھلی آواز سے کرو مگر بالکل چیخ کر نہ پڑھو بلکہ سکون اور پست آواز ہی سے پڑھو کہ پیچھے والا سن لے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس صورت میں ودون الجہر کا عطف فی نفسک پر ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ قرآن متوسط آواز سے نہ پڑھو نہ بالکل ہی چپکے چپکے نہ بالکل چلا کر۔ یہی مضمون دوسری آیت میں آیا ہے: (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا)۔

حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث اس مفہوم کی مؤید ہے۔ حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لے آئے اور ملاحظہ فرمایا کہ حضرت

Marfat.com

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت ہی پست آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں' پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): کی طرف سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب صبح کو دونوں حضرات خدمت گرامی میں جمع ہوئے تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے گزرا تھا تم نہایت پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): جس سے میں دعا کر رہا تھا اس کو سنا رہا تھا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی گزرتا تھا تم اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اونگھتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر! تم اپنی آواز کچھ اٹھاؤ اور عمر تم اپنی آواز کچھ نیچی کرو رواہ ابوداؤد۔ ترمذی نے ایسی ہی حدیث حضرت عبداللہ بن رباح انصاری کی روایت سے بیان کی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے بھی پڑھو اور آواز سے بھی' مگر آواز زیادہ زور سے نہ ہو۔ یعنی کبھی اس طرح پڑھو اور کبھی اس طرح دونوں طرح پڑھو۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روایت سے لکھا ہے کہ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آواز کو اٹھاتے تھے۔ کبھی پست کر کے پڑھتے تھے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): کی قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے یا آواز سے۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہر طرح قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے تھے اور آواز سے بھی۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر کام میں گنجائش رکھی ہے۔ رواہ الترمذی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللهُ تَعَالىٰ: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا} (طٰهٰ: 130).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے''۔

تشریح:

اے حبیب! ان کی (کفار کی) دل آزاریوں، بہتان طرازیوں اور بدخوئیوں پر صبر فرمایئے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح میں مشغول رہیے۔ ہم آپ کو خوش وخرم فرمادیں گے۔ اسلام کو وہ عروج حاصل ہوگا کہ آپ کا دل باغ باغ ہوجائے گا۔ یہ بدکے ہوئے جانوروں کی طرح دور بھاگنے والے آپ کی روشن کی ہوئی شمع ہدایت پر پروانہ وار نثار ہوں گے۔ ان کی ساری خوشیاں اور آرزوئیں اس بات میں سمٹ کر رہ جائیں گی کہ تیرے اشارہ ابرو پر جان دے دیں اور

Marfat.com

تیرے قدموں پر اپنے سر قربان کردیں۔ اس آیت میں نمازوں کے اوقات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قبل طلوع سے مراد نماز صبح اور قبل غروب سے مراد نماز عصر آناء اللیل سے مراد نماز عشاء اور تہجد اور اطراف النہار سے مراد ظہر اور مغرب۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر :3

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝} (المؤمن: 55).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے ربّ کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اس کی پاکی بولو'' ۝

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ "الْعَشِيُّ": مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا.

اہل لغت فرماتے ہیں: "اَلْعَشِيُّ": سے مراد سورج کے زوال سے اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

آیت نمبر 4:

وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی: {فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ} الْاٰيَة (النور: 37-36).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام ۝ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد سے''۔

تشریح:

جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور ہدایت ومعرفت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ ان کے چند ظاہری اور باطنی احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔ فی بیوت کا تعلق یسبح ہے۔ یعنی یہ لوگ ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کے بلند کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے۔ فیہا کا مرجع بیوت ہے اور اسے جملہ کے آخر میں اس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ تکرار اور تذکیر کا فائدہ دے جس طرح نفی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون میں فیہا مذکور ہے ترفع سے مراد مساجد کا بلند کرنا ہے یعنی ان کی عمارت بھی شاندار ہو اور وہ نہایت پاک اور ستھری بھی ہوں۔ کوڑے کرکٹ کا نام ونشان تک نہ ہو۔ دیواروں اور فرش پر بدنما دھبے اور داغ طبع سلیم پر گراں نہ گزر رہے ہوں۔ چھتوں پر مکڑی نے جالے نہ تن دیئے ہوں۔ ترجع معناہ تبغی وتعلی (قرطبی)۔

حدیث پاک میں ہے: من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ جو شخص رضاء الٰہی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر تعمیر فرماتا ہے۔ حضرت حسن بصری) رحمۃ اللہ علیہ (نے ترفع کا معنی کیا ہے تعظم وترفع شانہا وتطہر من الانجاس والاقذار۔ یعنی مسجدوں کی تعظیم وتکریم کی جائے انہیں ہر قسم کی غلاظت اور

Marfat.com

آلودگی سے پاک رکھا جائے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے عہد خلافت میں مسجد نبوی کو ساگوان کی لکڑی سے مزین کیا اور اسے خوبصورت بنایا۔ حضرت امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: لا بأس بنقش المساجد بماء الذهب۔ یعنی اگر مسجدوں میں سونے کے پانی کے ساتھ نقش و نگار بنائے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ میں مسجد نبوی کی تعمیر پر زر کثیر صرف کیا۔ اس نقش و نگار سے مزین و آراستہ کیا اور کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔ ولم ينكر عليه احد ذالك۔

جس طرح مسجد کو محسوس نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم ہے اسی طرح ان اعمال سیۂ کا ارتکاب بھی مسجد میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی بدبو اور سڑاند سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ ان رجل ليكذب الكذبة فيتباعد عند الملك من نتن ريحه: یعنی انسان جھوٹ بولتا ہے اور اس کی بدبو سے فرشتہ بھاگ جاتا ہے۔ اسی لیے ایسے آدمی کا مسجد سے نکال دینا ضروری ہے جو مسجد میں جھوٹی باتیں کہے: فعل هذا يخرج من عرف منه الكذب والتقول بالباطل فان ذالك يؤذى۔ صحابہ کرام مسجد نبوی کو صاف ستھرا رکھنے، اس کو منور کرنے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے۔

ایک دفعہ حضرت تمیم الداری شام سے مدینہ طیبہ آئے۔ قندیلیں، زیتون کا تیل اور عمدہ بنی ہوئی رسیاں لے آئے۔ اتفاق سے جس روز وہ پہنچے وہ خمیس کا دن تھا۔ آنے والی رات جمعہ کی تھی۔ عصر کے بعد انہوں نے اپنے غلام ابوالبزاد کو حکم دیا کہ ان رسیوں سے قندیلوں کو باندھ کر لٹکائے۔ قندیلوں میں زیتون کا تیل ڈالے اور بتیاں درست کر دے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب سورج غروب ہوا انہیں جلا دیا۔ مسجد بقعہ نور بن گئی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ پوچھا یہ کس نے کیا ہے۔ عرض کی گئی تمیم الداری نے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوش ہو کر دعا دی۔ فرمایا: نورت الاسلام نور الله عليك فى الدنيا والاخرة۔ تو نے آج سلام کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت اور دنیا کو منور فرمائے۔ اسی لیے علماء نے اس بات کو مستحب جانا ہے کہ وہ مکان جس میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اس میں قندیلیں آویزاں کی جائیں۔ شمعیں رکھی جائیں اور ماہ رمضان میں مسجدوں کی روشنی میں اضافہ کیا جائے۔

ان ينور البيت الذى يقرا فيه القرآن بتعليق القناديل ونصب الشموع فيه ويزاد فى شهر رمضان فى انوار المساجد. (قرطبی)

یہاں مسجد میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کر دینا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ زہرا خاتون جنت علی ابیہا و علیہا افضل الصلوات والتسلیمات سے ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے: بسم الله والسلام على رسول الله اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك: اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: بسم الله والصلوٰة على

Marfat.com

رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك وفضلك۔

اور جب مسجد میں داخل ہوتو یوں ہی بیٹھ نہ جائے۔ مستحب یہ ہے کہ اگر نفل پڑھنے کا وقت ہوتو دو رکعت نفل پڑھے۔

اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (قرطبی)

پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے مشاغل کی کثرت کے باوجود نہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں نہ نماز وزکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ ہروقت قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 5:

وَقَالَ اللہُ تَعَالٰی: {اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ۝} (ص: 18)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے''

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی عنایات حضرت داؤد علیہ السلام کو نوازا ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں فرمایا جا رہا ہے۔ آپ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے۔ پہاڑوں کی اس تسبیح سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے۔ اسی گونج کو پہاڑوں کا ذکر کہا گیا ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ پہاڑ زبان حال سے ذکر الٰہی کیا کرتے اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ جب آپ مصروف ذکر ہوتے تو پتھر۔ سنگریزے۔ چٹانیں اور پہاڑی ڈھلوانیں سب زبان قال سے آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتیں۔ علامہ قرطبی نے اسی قول کو صحیح فرمایا ہے۔ ان ذلك تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال۔

اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج کافی اونچا ہوجائے جسے ہم چاشت کا وقت کہتے ہیں۔ اس وقت جو نوافل پڑھے جاتے ہیں اسے صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں صلوٰۃ الضحیٰ کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من حافظ علی شفعۃ الضحی غفرلہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر: کہ جو شخص پابندی سے ضحیٰ کے وقت دو نفل پڑھے گا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہوں۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے: عن ابی ھریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال اوصانی خلیلی بثلاث لا اضعھن حتی اموت. صوم ثلثۃ ایام من کل شھر۔ صلوٰۃ الضحی ونوم علی وتر: ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور تادم مرگ میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔ (۱) ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا۔ (۲) نماز ضحیٰ۔ (۳) سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔ ضحیٰ کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں، زیادہ سے زیادہ بارہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

Marfat.com

(۵۵۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، مِئَةَ مَرَّةٍ، لَمْ یَأْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ، اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کو بھی اور شام کو بھی سو مرتبہ "سبحان اللہ وبحمدہٖ" پڑھا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا۔ سوائے اس شخص کے جس نے اسی کی مثل یہ کلمات پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ (مسلم)

(۵۶۰) وَعَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَةَ! قَالَ: "اَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ تَضُرَّكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ 1 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات جس بچھو نے مجھے ڈنک مارا ہے مجھے اس سے بڑی پہنچی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت یہ کلمات پڑھتا تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچا تا: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا)۔ (مسلم)

حل لغات:

عَقْرَبٍ: بمعنی بچھو۔

لَدَغَتْنِی: بمعنی ڈسنا، ڈنگ مارنا۔

الْبَارِحَةَ: بمعنی گذشتہ رات۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۵۹) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6717، بخاری شریف، رقم الحدیث 6042، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3466، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3812، موطا امام مالک، رقم الحدیث 489، مسند امام احمد، رقم الحدیث 7996، ابن حبان، رقم الحدیث 829، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 1897، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 7534)

(۵۶۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2709)

Marfat.com

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا ہمیشہ ہی پڑھنی چاہیے، صبح کے وقت پڑھ لینے سے شام تک زہریلی چیزوں سے امن ہے اورشام کو پڑھ لینے سے صبح تک امن۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 41)

(۵۶۱) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: "اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ". وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ. وَإِلَيْكَ النُّشُورُ".

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ'' ''اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ ہی صبح کی اور تیرے ساتھ ہی شام کی ہم تیرے (نام کے) ساتھ ہی زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ اور جب شام ہوتی تو آپ یہ کلمات پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ. وَإِلَيْكَ النُّشُورُ''۔ ''اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ شام کی ہم تیرے (نام کے) ساتھ ہی زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی مریں گےاور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس حدیث کوابوداؤ داور ترمذی نے روایت کیااور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۶۲) وَعَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهِ" قَالَ: "قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ".

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمائیے۔ جنہیں میں صبح اور شام کے وقت پڑھا کروں۔ فرمایا: تم یہ کلمات پڑھو: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهِ'' ''اے اللہ! اے زمین اور

---

(۵۶۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3391)

(۵۶۲) (ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث 5067)

Marfat.com

آسمانوں کے پیدا کرنے والے! اے غیب اور ظاہر کو جاننے والے! اے ہر چیز کے مالک اور پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے (دعوت) شرک سے" فرمایا: یہ کلمات صبح کو بھی اور شام کو بھی پڑھا کرو اور جب سونے لگو تو اس وقت بھی پڑھا کرو"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح کتاب النوم میں ہو چکی واللہ اعلم۔

(۵۶۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسٰى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" قَالَ الرَّاوِيْ: أَرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ"، وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ پڑھتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" "ہم نے شام کی ہے اور تمام بادشاہی نے شام کی اللہ تعالیٰ کے لئے' اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ ایک ہے' کوئی اس کا شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں: ان کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے دوران یہ کلمات بھی پڑھے: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ"۔ "اسی کے لئے بادشاہی ہے' اور اسی کے لئے تعریفیں' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے میرے پروردگار! میں

(۵۶۳) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء' رقم الحدیث 2723)

Marfat.com

تجھ سے اس رات کی اور اس کے بعد کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور میں اس رات اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں کاہلی اور برے تکبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں' دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے'' اور جب صبح ہوتی تو بھی آپ یہی کلمات پڑھتے: ''اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ'' ''ہم نے صبح کی اور تمام بادشاہی نے اللہ کے لیے صبح کی۔ (مسلم)

حل لغات:

الْكَسَل: بمعنی سستی کرنا۔ سُستی۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلُوْكِ وَمَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ فِيْ يَدِيْ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِيْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسُّخْطَةِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنِ اشْغَلُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ".

ترجمہ: رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذائیں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بددعا دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تاکہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔''

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث، ۲/ ۳۴۳، حدیث: ۳۷۲۱)

(٥٦٤) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ - بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَأْ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ".

(٥٦٤) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3575)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن خبیب خا معجمہ کے پیش کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: صبح اور شام کے وقت سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، اور سورۃ الناس تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵٦۵) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄ ◄ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ بہت سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔ تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 485 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ دعا مجرب ہے، فقیر بفضل رب قدیر اس کا عامل ہے، الحمد للہ اس کی برکت سے ہر آفت سے امن رہا ہے، صبح پڑھ لو شام تک حفاظت ہے اور شام کو پڑھو تو صبح تک امن۔

(تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی) یہ الفاظ گزشتہ الفاظ کی گویا شرح ہے کہ اس دعا کی برکت سے ناگہانی بیماری اور زہریلے جانور کے کاٹنے اور دوسری اچانک آفتوں سے حفاظت رہتی ہے دوسری قسم کی مصیبت آسکتی ہے۔ خیال رہے کہ کسی دعا سے موت نہیں ٹل سکتی وہ تو یقینی آتی ہے جسے کوئی تدبیر نہیں ٹال سکتی نہ دعا، نہ دوا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ فجاءت

---

(۵٦۵) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3388)

Marfat.com

سے مراد کوئی بڑی آفت ہے جو انسان کو گھبرا دے، اچانک ہو یا آہستہ، معمولی تکالیف و بیماریاں تو انسان کو لگی ہی رہتی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4 تحت حدیث 10:)

۱۰۶۔بَابُ مَا یَقُوْلُهٗ عِنْدَ النَّوْمِ

سونے کے وقت کیا کہے؟

آیت نمبر ۱:

قَالَ اللهُ تَعَالیٰ: {اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ○ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} (آل عمران: 190-191) الْاٰیات.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے ○ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں''۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ: ''الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبهم''۔ اللہ تعالیٰ نے تین ہیئتیں ذکر فرمائی ہیں انسان اپنے غالب معاملات میں ان سے خالی نہیں ہوتا، تو گویا کہ یہ کیفیات اس کے جملہ اوقات کو محیط ہیں، اور اس معنی کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یذکر اللہ علی کل احیانہ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض) اسے مسلم نے روایت کیا ہے، پس اس میں بیت الخلا میں اور دوسرے مقامات پر ہونا بھی داخل ہے حالانکہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے، اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ابن سیرین اور نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عطاء اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، آیت اور حدیث کے عام ہونے کی بنا پر پہلا قول زیادہ صحیح ہے، حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: بیت الخلا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اوپر چڑھ جاتا ہے، اس کا معنی ہے کہ ملائکہ اس ذکر کو لے کر بلندیوں کی جانب چڑھ جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان کے صحف میں لکھا ہوتا ہے، پس مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید''۔

ترجمہ: نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔ اور مزید

Marfat.com

فرمایا:) آیت" وان علیکم لحفظین کراماً کاتبین "۔(الانفطار)

ترجمہ: حالانکہ تم پرنگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔اور اس لئے بھی کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو ہر حال میں ذکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور کوئی استثنیٰ نہیں کی، پس فرمایا:" اذکروا اللہ ذکراً کثیراً"۔(الاحزاب)

ترجمہ: یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے۔مزید فرمایا: فاذکرونی اذکرکم: البقرہ؛ ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔اور فرمایا:" انا لا نضیع اجر لا نضیع اجر من احسن عملا"، (الکہف)۔ترجمہ: (تو ہمارا دستور ہے کہ) ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ اور (مفید) کام کرتا ہے۔پس یہ سب عام ہے۔پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ماجور ہوگا اور اسے ثواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر بن مالک، عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے میرے باپ (مراد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ وکیع نے بیان کیا ہے سفیان نے عطا بن ابی مروان سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا (کہ) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی:" اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا دوں تو رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ انا جلیس من ذکرنی (اے موسیٰ (علیہ السلام) میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرے عرض کی: اے میرے رب! بلاشبہ ہم تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں (اور اس میں) ہم تجھے اس سے برتر اور عظیم تر سمجھتے ہیں کہ ہم اس میں تیرا ذکر کریں، رب کریم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کی: وہ جنابت اور قضائے حاجت کی حالت ہے، رب کریم نے فرمایا: یا موسیٰ اذکرنی علی کل حال (حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم) اے موسیٰ! تو ہر حال میں میرا ذکر کر (اور جنہوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک کراہیت کا سبب یا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بلند اور منزہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں کیا جائے جن میں اس کے ذکر سے اعراض برتا گیا ہے جیسے کہ حمام میں قرآن کریم کی قرات کا مکروہ ہونا، یا پھر کراماً کاتبین پر اس بناء پر رحم کھانا ہے کہ وہ انہیں غلاظت اور نجاست کی جگہ پر اتارے تاکہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو لکھیں، واللہ اعلم۔

(تفسیر قرطبی، تحت آیت مذکورہ)

(۵۶۶) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ. وَاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ. قَالَ: "بِاسْمِکَ اللّٰہُمَّ اَحْیَا وَاَمُوْتُ". رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر

(۵۶۶) (بخاری شریف رقم الحدیث 5953'5955'5965'6959)

Marfat.com

تشریف لے جاتے تو یہ کلمات پڑھتے: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ"۔ "اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی زندہ ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی مجھے موت آئے گی"o(بخاری)

(۵۶۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: "اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا - اَوْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلتَّسْبِيْحُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلتَّكْبِيْرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر جاؤ یا فرمایا: جب تم سونے لگو تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو' اور ایک روایت میں ہے کہ "سبحان اللہ" چونتیس مرتبہ کہو اور ایک روایت میں ہے "اللہ اکبر" چونتیس مرتبہ کہو۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

اَوَيْتُمَا: از، اوی، اواءٌ بمعنی ٹھکانا لینا، اترنا۔

تعارفِ رواۃ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد ہذا، حدیث نمبر 6 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت فاطمہ زہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی پیاری چہیتی صاحبزادی تھیں، شادی سے پہلے کام کاج نہ کیا تھا، حضرت علی کے ہاں آ کر تمام کام کرنے پڑے، کام سے کپڑے کالے اور چکی سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے جو پھوٹ کر زخم بن گئے تھے۔ شعر

آئیں جب خاتون جنت اپنے گھر — پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر
کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے — ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے

(تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو' اور ایک روایت میں ہے کہ

(۵۶۷) (بخاری شریف' رقم الحدیث 2945' 3502' 5046' 5047' 5959' مسلم شریف' رقم الحدیث 2727' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 5062' ترمذی شریف' رقم الحدیث 3408' دارمی' رقم الحدیث 2685' مستدرک حاکم' رقم الحدیث 4724' مسند امام احمد' رقم الحدیث 740' ابن حبان' رقم الحدیث 5524' سنن الکبریٰ نسائی' رقم الحدیث 172' سنن الکبریٰ بیہقی' رقم الحدیث 14495' طبرانی اوسط' رقم الحدیث 2798' مسند طیالسی' رقم الحدیث 93' مسند حمیدی' رقم الحدیث 43' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 578' مسند الکسی' رقم الحدیث 63)

Marfat.com

''سبحان اللہ'' چونتیس مرتبہ کہو اور ایک روایت میں ہے ''اللہ اکبر'' چونتیس مرتبہ کہو۔) اس کا نام تسبیح فاطمہ ہے جو تمام سلسلوں میں خصوصاً سلسلہ قادریہ میں بہت معمول ہے، اس تسبیح کے لیے عام تسبیحوں میں ہر ۳۳ دانہ پر چھوٹا امام پڑا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو حضرت ابوبکر پر اس لیے طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے فاطمہ زہرا کا مطالبہ پورا نہ کیا انہیں میراث نہ دی جس سے ان کے دل کو تکلیف پہنچی، وہ آج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فتویٰ دیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 6)

(۵۶۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ أَرْفَعُهٗ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی حصے سے جھاڑ لے کیونکہ معلوم نہیں اس کی عدم موجودگی میں بستر پر کیا چیز بیٹھی ہو اور پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ أَرْفَعُهٗ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ''اے میرے پروردگار! میں تیرے نام کے ساتھ ہی اپنا پہلو (بستر پر) رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے دنیا ہی میں رہنے دے تو اس کی حفاظت فرما جیسے کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حلِ لغات:

فَلْيَنْفُضْ: بمعنی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا،

تعارفِ روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(۱) سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تاکہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

---

(۵۶۸) (بخاری شریف، رقم الحدیث 5961، 6958، مسلم شریف، رقم الحدیث 2714، ابوداؤد شریف رقم الحدیث 2714، ترمذی شریف رقم الحدیث 3401، دارمی رقم الحدیث 2684، مسند امام احمد رقم الحدیث 9450، ابن حبان، رقم الحدیث 5534، نسائی سنن الکبریٰ رقم الحدیث 10628، الادب المفرد رقم الحدیث 1217)

Marfat.com

(۲) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا سنت ہے۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ "ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

(۳) الٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ، الحدیث ۳۷۲۳، ج ۴، ص ۲۱۴)

(۴) دائیں کروٹ لیٹنا سنت ہے۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا سیدھا ہاتھ مبارک سیدھے رخسار شریف کے نیچے رکھ کر لیٹتے۔

(شمائل الترمذی، کتاب الشمائل، باب ماجاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ، الحدیث ۲۵۳، ج ۵، ص ۵۴۹)

(۵) قرآن مجید کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۹)

ہاں اگر قرآن پاک اور مقدس طغرے وغیرہ اونچی جگہ ہوں تو اس سمت پاؤں کرنے میں مضایقہ نہیں

(الفتاوی الھندیہ، ج ۵، ص ۳۲۲)۔

(۶) کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر کبھی فرشِ زمین پر ہی سو جائیں۔

(۷) جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ۔ تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج ۴، ص ۱۹۲)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں کم سونے اور سنت کے مطابق سونے کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(۵۶۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

---

(۵۶۹) (بخاری شریف، رقم الحدیث 4175، 4728، 4729، 5403، 5416، 5419، 5960، مسلم شریف، رقم الحدیث 2192، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 3902، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3529، مؤطا امام مالک، رقم الحدیث 1687، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24772، ابن حبان، رقم الحدیث 2963، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 8266، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث 7086، مسند اسحاق، رقم الحدیث 795، مسند الکسی، رقم الحدیث 1474)

Marfat.com

النَّاسِ" ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، یَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ، وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، یَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قَالَ اَھْلُ اللُّغَةِ: "النَّفْثُ" نَفْخٌ لَّطِیْفٌ بِلَا رِیْقٍ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور معوذات (یعنی سورۂ فلق اور سورۃ الناس) کی تلاوت کرتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم پر پھیرتے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم کے جس حصے تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک ہاتھ پھیر لیتے۔ ابتدا سر اور جسم کے اگلے حصے سے کرتے تھے، ایسا آپ تین بار کرتے تھے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

اَلنَّفْثُ: کا معنی ہے تھوک کے بغیر آہستہ سے پھونک مارنا۔

تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے) ہر رات کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ عمل دن کے قیلولہ میں نہ کرتے تھے، صرف رات کو سوتے وقت کرتے تھے، بستر سے مراد خوابگاہ ہے لہٰذا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جنگل میں بھی رات کو سوتے تو یہ عمل کر کے سوتے۔

نفخ اور نفث دونوں کے معنے ہیں پھونکنا مگر نفخ میں محض سانس نکالنا ہوتا ہے اور نفث میں سانس کے ساتھ کچھ لعاب دہن بھی شامل ہوتا ہے۔

یہاں فقراء کی ف ایسی ہے جیسے رب تعالیٰ کا فرمان: "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" یا جیسے "اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَكُمْ" یعنی جب بستر پر لیٹتے اور دم کرنا چاہتے تو یہ سورتیں پڑھتے۔ یہ مطلب نہیں کہ دم تو پہلے کر لیتے اور سورتیں بعد میں پڑھتے لہٰذا ہمارا ترجمہ درست ہے ف کے خلاف نہیں بعض نسخوں میں ونفث واو سے ہے، تب تو بالکل واضح ہے۔

(اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے) تا کہ قرآن کی برکت کے ساتھ اپنے سانس اور ہاتھ شریف کی برکتیں بھی شامل

Marfat.com

ہوجائیں، اس سے بزرگوں کا دم درود یا مرض کی جگہ ہاتھ رکھ کر یا ہاتھ پھیر کر دم کرنا ثابت ہوا۔

ہم کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیے اس سے آفات سے حفاظت رہتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 357:)

(۵۷۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو نماز کی طرح کا وضو کرو اور پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ پڑھو: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ۔ ''اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرے سپرد کیا' میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا' اور میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا' اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا' تیری رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے' تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات' میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل فرمایا' اور تیرے نبی پر جسے تو نے مبعوث فرمایا'' اگر تو (اس حالت میں) فوت ہوگیا تو حالت اسلام پر مرے گا اور ان کلمات کو تو سب سے آخر میں پڑھنا''۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

أَلْجَأْتُ: از ملجا، بمعنی پناہ لینا۔

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 80 کے تحت ہو چکا ہے۔

(۵۷۰) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6577' بخاری شریف، رقم الحدیث 244' ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 5045' ترمذی شریف، رقم الحدیث 3394' ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 3876' دارمی، رقم الحدیث 2683' مسند امام احمد، رقم الحدیث 18538' ابن حبان، رقم الحدیث 5527' ابن خزیمہ، رقم الحدیث 216' مسند ابویعلی، 1625' طبرانی کبیر، رقم الحدیث 4420)

Marfat.com

شرح:

(اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ) نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کیطرف اشارہ ہے یعنی الٰہی میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریاء (شرک) سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرمانبردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں، غرضکہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہے سوتے وقت یہ کلمات اس لیے عرض کیے تاکہ معلوم ہوا کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے ماتحت ہے۔ (لمعات وغیرہ)

(میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا' اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا) لہٰذا مجھے اندرونی و بیرونی آفات سے بچالے اور میری معاش و معاد اچھی کر دے، رغبت تو تفویض کے لحاظ سے ہے اور ہیبت الجاٗت کے اعتبار سے ہے، چونکہ بیداری میں انسان کچھ ذمہ دار ہوتا ہے اور بااختیار مگر سوجانے پر سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اسی لیے اس موقعہ پر یہ دعا بہت ہی موزوں ہے، نیز سوتے وقت یہ خبر نہیں ہوتی کہ اب سویرے کو اٹھوں گا یا قیامت میں اس لیے یہ کہہ کر سونا بہتر ہے کہ خدایا اب سب کچھ تیرے سپرد۔ شعر

سپردم تبو مایہ خویش را   تو دانی حساب کم وبیش را

(تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے) یعنی تیرے غضب سے پناہ صرف تیری رحمت کے دامن میں ہی مل سکتی ہے اور تیری پکڑ سے رہائی صرف تو ہی دے سکتا ہے، تیرے غضب کی آگ کو صرف تیری رحمت ہی کا پانی بجھا سکتا ہے، اگر تو عدل کرے تو اونچے اونچے کانپ جائیں اگر فضل فرمائے تو گنہگاروں کی بھی امید بندھ جائے۔ شعر

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اچیاں شاناں والے   فضل کریں تو بخشے جاون میرے جیسے منہ کالے

(میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل فرمایا' اور تیرے نبی پر جسے تو نے مبعوث فرمایا'') کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا، نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات یعنی نبوت و رسالت وغیرہ کا علم حضور کے لیے علم حضوری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے لیے عین ایمان ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید وصفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مؤمن اس معنے سے نہیں کہہ سکتے، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے قرآن کے مؤمن ہیں نہ کہ اپنے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ" یہ نہ فرمایا: "امن الرسول برسالتہ" ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں اسی لحاظ سے اپنے بھی مؤمن۔ (از مرقات مع زیادۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 4:)

Marfat.com

(۵۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وکَفَانَا وآوَانَا. فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وکَفَانَا وآوَانَا. فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ"۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ہمیں پناہ دی اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے' اور نہ پناہ دینے والا"۔ (مسلم)

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اور ہمارے لئے کافی ہوا) کفایت سے مراد موذی جانوروں، آفتوں، بلاؤں سے محفوظ رکھنا، بچانا، حاجات پوری فرمانا۔ پناہ دینے سے مراد ہے رہنے کے لیے گھر دینا، سردی گرمی سے بچنے کو بستر وغیرہ عطا فرمانا۔

(اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے' اور نہ پناہ دینے والا"۔) چنانچہ کفار کو رب تعالیٰ نے نفس، شیطان کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا، اب وہ ہر طرح ان کے بس میں ہیں، اسی طرح بعض وہ مساکین ہیں جن کے پاس نہ در ہے نہ بستر، ایمان نفس وشیطان سے امان ہے، مکان و بستر مصیبتوں سے امان ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو دونوں امان عطا فرمائیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 5)

(۵۷۲) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ، وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ، ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ"۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

وَرَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ، مِنْ رِوَایَۃِ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا، وَفِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

◄ ◄ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ"۔ "اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا"۔

---

(۵۷۱) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6767)

(۵۷۲) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3398)

Marfat.com

ابوداؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت سے بیان کیا اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:
''آپ یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے تھے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

یَرْقُدَ: رقداً، بمعنی سونا،

تعارفِ روای:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے) اس طرح کہ ہاتھ شریف کا بعض حصہ سر مبارک کے نیچے رہتا اور بعض حصہ رخسار مبارک کے نیچے یا کبھی سر کے نیچے ہاتھ رکھتے کبھی رخسار کے نیچے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔

(''اَللّٰھُمَّ قِنِی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ'') یہ کلمات تین بار فرماتے تھے۔(مرقات) یہ سب کچھ ہماری تعلیم کے لیے ہے ورنہ ہم گنہگاروں کو حضور عذابِ الٰہی سے بچائیں گے شفاعت فرمائیں گے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 19)

Marfat.com

کِتَابُ الدَّعَوَاتِ
دعاؤں کا بیان

۱۰۷۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالدُّعَآءِ وَفَضْلِهٖ وَبَيَانُ جُمَلٍ مِّنْ اَدْعِيَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دعا کے حکم اور اس کی فضیلت' اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اجمالی بیان

مرقات نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں اتباع سنت کے لیے کم از کم عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لی جائیں اور یہ منقول دعائیں دوسری دعاؤں سے افضل ہیں بلکہ بعض حالات کی دعائیں تلاوت قرآن سے بھی افضل ہیں کہ ان میں اتباع سنت ہے، دیکھو رکوع وسجود التحیات میں منقول دعائیں ہی پڑھی جائیں گی نہ کہ قرآن کریم۔ اکثر نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بھی افضل ہیں کہ ان میں سرکار کی اتباع ہے، افضلیت تو ان کے دم قدم سے وابستہ۔

)مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب الدعوات فی الاوقات، ج 4، ص 34،(

آیت نمبر 1:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} (المؤمن: 60).

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا''۔

تشریح:

حضرت ابن عباس سے ادعونی استجب لکم کی یہ تفسیر منقول ہے۔ اعبدونی اثیبکم: تم میری عبادت کرو، میں تمہیں اس کا ثواب اور اجر عطا کروں گا۔ یہ قول ضحاک، مجاہد اور مفسرین کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ دیگر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے۔'' اسئلونی اعطکم: یعنی تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ حقیقت میں یہ دونوں تفسیریں ہم معنی ہیں۔ ان میں اصلا کوئی تفاوت نہیں۔ دعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ کیونکہ انتہا درجہ کی عاجزی اور نیاز مندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اسی وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو۔ حالات کی سنگینی نے اس کی قوت وطاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو۔ جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے رب کریم کے در اقدس پر آ کر وہ سر نیاز جھکا دے۔ اس کی زبان گنگ ہو، دل درمند کی داستان اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور اس کو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو

Marfat.com

بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل مشکل ہی نہیں۔ نیز اسے یہ پختہ اعتماد ہو کہ یہاں سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ میں کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ جو عجز و نیاز، جو غایت تذلل جو خضوع و خشوع اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔ اسی لئے تو رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: الدعاء مخ العبادة۔ دعا کی اہمیت کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے: الدعاء سلاح المومن و عماد الدین ونور السموات والارض۔ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔ (المستدرک) دوسری حدیث میں ہے: عن ابن عمر قال قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) من فتح له منکم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة : وما سال الله شیا أحب الیه من ان یسال العافیه (ترمذی)

یعنی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا بہت ہی پسندیدہ ہے۔

مرشد برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا مانگنے والے کو یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ جب وہ دعا مانگے تو اس کے دل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم و رحیم پروردگار میری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ عن ابی ھریرہ قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة فاعلموا ان الله تعالیٰ لا یستجیب دعا من قلب لاہ: یعنی اللہ سے دعا مانگو تو اس یقین سے مانگو کہ وہ قبول فرمائے گا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے مانگی جائے۔

دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والا جس چیز کے لئے دعا مانگ رہا ہے اس کے بارے میں اپنی شدت احتیاج اور افتقار کا اظہار کرے تاکہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اور یہ خسارہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ حدیث نبوی میں ہے: "اذا دعا احد کم فلا یقل اللھم اغفرلی ان شئت ولکن لیعزم ولیعظم الرغبة فان الله تعالیٰ لا یتعاظم شی اعطاہ۔ (مسلم) یعنی جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما بلکہ یہ عرض کرے کہ الٰہی مہربانی فرما کر ضرور بخش دے۔

حضرت فضالہ بن عبید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما تھے، تو ایک آدمی مسجد میں آیا۔ نماز ادا کی۔ پھر فوراً دعا مانگنے لگا: اللھم اغفرلی وارحمنی۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی کیفیت دیکھی تو فرمایا: عجلت ایھا المصلی۔ اے نمازی تو نے بڑی عجلت کی۔ دعائیں تو نہیں مانگی جاتی۔ اس کو دعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اذا صلیت فقعدت فاحمد الله تعالیٰ بما ھو اھله

Marfat.com

وصلی علی ثم ادعہ۔ یعنی جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر، پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا۔ اس نے پہلے نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا۔ فقال لہ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایھا المصلی ادع تجب: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو فرمایا، اے نمازی! اب دعا مانگ تمہاری دعا قبول کی جائے گی (رواہ الترمذی، ابوداؤد والنسائی)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت نماز ادا کرنے کے بعد جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پھر درود پاک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دعا مانگتے ہیں یہی دعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے اور جو لوگ اس چیز سے روکتے ہیں، وہ بےخبر لوگ ہیں۔

اگر کسی ولی سے آپؒ کی ظاہری زندگی یا اس کے وصال کے بعد دعا کے لئے التماس کیا جائے تو بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا جائے تو اسے بھی بعض لوگ عبادت شمار کرتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو بلا تامل مشرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والا نہ ان کو خدا بناتا ہے نہ ان کو قادر مطلق سمجھتا ہے اور نہ اس کے دل میں یہ واہمہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں، البتہ وہ ان پاکیزہ ہستیوں کو اپنے سے بہتر متقی اور خداوند تعالیٰ کا فرمانبردار سمجھتے ہیں اور یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے اور کسی غیر سے دعا منگوانا ہرگز شرک نہیں۔ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو حضرت سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی مرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی وہ اویس قرنی سے اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے دعا کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط سے بچائے اور عقیدہ توحید پر ہر حالت میں ثابت قدم رکھے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 2:

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝} (الآعراف: 55).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں'' ۝

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ} الْاٰیة

(البقرة: 186).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے''۔

Marfat.com

تشریح:

کتنی پیاری آیت ہے ہجوم بلا میں، طوفان مصائب میں، اگر اب ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشانی انسان کے لئے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔ آپ غور فرمائیے۔ انی قریب کے دولفظوں میں راحت واطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ کسی فصل بہار کی نسیم سحر میں، کسی ابر نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جو اثر ان دولفظوں میں ہے! دکھ درد کا مارا جب یہ سنتا ہے کہ میرا مالک، میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو۔ رنج والم کی خبر نہ ہو بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب، نزدیک ہے، رگ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آجاتا ہے۔ تمہاری زبان پر آئی ہوئی بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں۔ افکار اور اندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمن ورحیم بھی، تم دست دعا دراز تو کرو۔ تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو۔ تم دل کے ہاتھوں سے اس کے در رحمت پر دستک تو دو، وہ سنے گا تمہاری فریاد۔ وہ قبول کرے گا تمہاری دعا۔ وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت۔ لیکن جب وہ کرم فرمائے تو سرکش نہ بن جانا۔ اسی طرح سر نیاز اس کے در اقدس پر جھکائے رکھنا۔ اسلام قبول کرنے پر جو ذمہ داریاں تم نے قبول کی تھیں۔ جو عہد تم نے باندھا تھا ان کو نباہتے رہنا۔ رشد وہدایت پا جاؤ گے کامیاب وکامران ہو جاؤ گے۔

• ممکن ہے یہاں پر کسی کو شک گزرے کہ بسا اوقات دعا کرتے کرتے سالہا سال گزر جاتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ اس کی ایک بڑی وجہ رحمت دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان فرمائی ہے۔ انہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ذکر الرجل یطیل السفر یمدیدہ الی السماء یا رب اشعث اغبر مطعمہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالك. (رواہ مسلم) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے۔ بال اس کے پریشان، جسم اس کا گرد آلود۔ اس کا کھانا لباس سب حرام کمائی سے ہے۔ اس کے پیٹ میں جو غذا ہے وہ بھی حرام ہے، (تو وہ لاکھ پکارے اور دعائیں گے) ایسے حرام خور کی دعا کب قبول ہونے کے لائق ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے صحابہ کو فرمایا تھا کہ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری ہر دعا قبول ہو تو رزق حلال کھایا کرو۔ دعا کی قبولیت کی ان شرائط کو ہم نے فراموش کر دیا۔ بلکہ ہم نے تو حلال وحرام میں فرق کرنے کی زحمت بھی کبھی گوارا نہیں کی۔ اگر ہماری دعائیں قبول نہ ہوں تو جائے تعجب نہیں بلکہ تعجب وحیرت تو اس کی رحمت بے پایاں پر ہے کہ پھر بھی وہ فریادیں سن لیتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 4:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: {اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ} (النمل: 62).

Marfat.com

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے بُرائی''۔

تشریح:

مضطر اس مصیبت زدہ کو کہتے ہیں جسے مصائب اور شدائد نے اتنا گھیر دیا ہو کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی پناہ لینے پر مجبور ہو جائے۔ قال ذو النون: هو الذی قطع العلائق عما دون الله (قرطبی)

سہل بن عبد اللہ اس کا ایک یہ مفہوم بھی مذکور ہے کہ وہ گنہگار جس کی ساری عمر گناہوں میں گزری۔ اس کا نامہ اعمال نیکیوں اور طاعتوں سے یکسر خالی ہو۔ اور جب وہ دعا کے لیے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے تو اسے کوئی نیکی نظر نہ آئے جس کے وسیلہ سے وہ دعا کر سکے۔ اس کا بھروسہ محض اللہ تعالیٰ کی شان رحمت پر ہو۔ قال سهل بن عبد الله. المضطر: هو الذی اذا رفع یدیه الی الله داعیا لم یکن له وسیلة من طاعة قدمها (قرطبی)

کفار سے اب ایک اور بات پوچھی جا رہی ہے جس کا تعلق کسی بیرونی چیز کے ساتھ نہیں جس کو وہ ٹھیک طور پر سمجھ نہ سکتے ہوں بلکہ اس کا تعلق ان کی اپنی ذات سے ہے اور جس کو وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی ذی جاہ و ذی مال ہو اس پر زندگی میں کوئی نہ کوئی افتاد ایسی پڑتی ہے جب اس کی ذاتی قابلیتیں، ذاتی وسائل، اس کے دوست احباب سب بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس کا وہ خود اعتراف بھی کرتا ہے کہ اس گرداب ہلاکت سے اسے اس کی کوئی تدبیر کوئی حیلہ بچا نہیں سکتا۔ اس وقت اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھتی ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ اب اس کی چارہ سازی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ کیونکہ اس قسم کے حالات سے ہر شاہ و گدا، ہر امیر و فقیر، ہر عالم و جاہل کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان سے سوال کیا جا رہا ہے کہ اس وقت تو تم بھی اعتراف کرتے ہو کہ تمہارے بت، یہ معبودان باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہے جو طوفاں میں گھری ہوئی تمہاری کشتی کو سلامتی سے کنارے لگا دے، تو پھر تم کیوں نصیحت قبول نہیں کرتے اور کیوں اس کی توحید پر پختہ ایمان نہیں لاتے۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے غلاموں کو حالت اضطرار میں جس طرح اپنے مولا کریم کے سامنے دعا کرنے کا سبق دیا ہے وہ تحریر ہے تاکہ سب غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس سے استفادہ کر سکیں۔

"عن ابی بکرة قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) فی دعاء المضطر: اللهم رحمتك ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین واصلح لی شانی کله لا اله الا انت۔

(قرطبی عن ابی داؤد الطیالسی)۔

"اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر۔ میرے کام درست فرما دے۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۵۷۳) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

Marfat.com

"اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄ ◄ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت ہی ہے۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

الدعاء میں الف لام عہدی ہے یعنی اللہ سے دعا کرنا بھی عبادت ہے کہ اس میں اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار و اظہار ہے، یہ ہی عبادت ہے، لہٰذا اس پر بھی ثواب ملے گا، لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی بندے سے کچھ مانگنا گویا اس کی عبادت ہے یہ شرک ہے، لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا، حاکم سے حکیم سے مالداروں سے کچھ مانگنا نہ یہ اصطلاحی دعا ہے اور نہ کفر و شرک، بندے بندوں سے دارو و دعا مانگا ہی کرتے ہیں غرض یہ کہ دعاء شرعی اور ہے اور دعائے لغوی کچھ اور جیسے صلوٰۃ شرعی اور ہے یعنی نماز دعا لغوی کچھ اور نزول رحمت، دعائے رحمت وغیرہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" یہاں صلوٰۃ شرعی مراد ہے اور صلوا علیہ میں صلوٰۃ لغوی مراد یا یوں کہو کہ اللہ کے بندوں سے دعا مانگنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ ان بندوں کی، جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا رب تعالیٰ کی عبادت ہے نہ کہ کعبہ کی بہر حال یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 445:)

(۵۷۴) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک فرما دیتے تھے۔

(۵۷۳) (ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، رقم الحدیث 1479)

(۵۷۴) (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1482)

Marfat.com

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

(۵۷۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً، وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِہٖ قَالَ: وَکَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدَعْوَۃٍ دَعَا بِھَا، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِھَا فِیْہِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً، وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (متفق علیہ)

مسلم نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ یہی دعا کرتے اور اگر کوئی اور دعا مانگنا چاہتے تو اس میں یہ دعا بھی شامل کر لیتے۔

تعارفِ روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ دعا بہت ہی جامع ہے جس میں دین و دنیا کی ساری نعمتیں مانگی گئی ہیں، رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی یہ دعا سکھا کر اس کے مانگنے والوں کے متعلق فرمایا: "اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا" الآیہ۔ قرآن شریف میں اس دعا اور استغفار کے بڑے بڑے فوائد بیان فرمائے۔ مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے پالنے والے ہم کو موت سے پہلے والی تمام نعمتیں عطا فرما جیسے صحت، روزی، نیکیوں کی توفیق، دین پر استقامت، حسنِ خاتمہ، علم و عمل وغیرہ اور آخرت کی تمام نعمتیں بخش جیسے حساب قبر و حشر میں آسانی و کامیابی، اعمال کی قبولیت، جنت اور وہاں کی تمام نعمتیں اور ہم کو دوزخ سے بالکل بچا لے کہ وہاں کا عذاب ہم کو بالکل نہ چھوئے یہ نہ ہو کہ سزا پا کر جنت میں جائیں۔ حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ اس کے مانگتے وقت تمام نیکیوں و نعمتوں کا خیال کر لینا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ دنیا کی نعمت سے کمال مصطفوی اور آخرت کی بھلائی سے جمال مصطفوی مراد لے، یعنی ہم کو دنیا میں ان کے کمال کا چھینٹا دے، آخرت میں ان کا جمال دکھا کہ ان میں سب کچھ آ گیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 103:)

(۵۷۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ

---

(۵۷۵) (بخاری شریف رقم الحدیث 6389) (۵۷۶) (مسلم شریف رقم الحدیث 2721)

Marfat.com

اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، والتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، والغِنٰی"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، والتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، والغِنٰی "۔ "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ پاکدامنی اور استغناء کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

(۵۷۷) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ طَارِقٍ: اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّیْ؟ قَالَ: "قُلِ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ، فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"۔

◄ ◄ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام لاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز کی تعلیم دیتے اور پھر اسے حکم دیتے کہ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ، اے اللہ! مجھے معاف فرمادے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مسلم)

اور مسلم نے ہی حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب میں اللہ سے دعا مانگوں تو کون سے الفاظ کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ"، اے اللہ! مجھے معاف فرمادے' مجھ پر رحم فرما' مجھے عافیت عطا کر اور مجھے رزق عطا فرما' کیونکہ یہ الفاظ تیرے لئے دنیا اور آخرت کو جمع کردیں گے۔

تعارف روای:

طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں، حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں، خلافت صدیقی وفاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کیے اور ۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الطاء، فصل فی الصحابہ کرام،)

---

(۵۷۷)(مسلم شریف رقم الحدیث 2697)

Marfat.com

شرح:

معلوم ہوا کہ مسلمان ہوتے ہی نماز فرض ہوجاتی ہے، جب تک کہ قرآن شریف و دیگر ارکان یاد نہ ہوں وہ جماعت سے ادا کرتا رہے اور بہت جلد خود یاد کرے یہاں نماز سے مراد ترتیب وار نماز کے مسائل ہیں۔

ہدایت سے مراد یا تو ملی ہوئی ہدایت پر قائم رکھنا ہے یا ایمان کی ہدایت کے بعد نیک اعمال کی ہدایت مانگ ہے، عافیت سے مراد دینی و دنیاوی امان ہے، رزق سے مراد حلال روزی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 102:)

(۵۷۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ"۔ "اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف مائل کردے"۔ (مسلم)

(۵۷۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ: اَشُكُّ اَنِّيْ زِدْتُ وَاحِدَةً مِّنْهَا.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت سے، بدبختی کے لاحق ہونے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: سفیان راوی کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ میں نے اس میں ایک چیز کا اضافہ کردیا ہے۔

حل لغات:

اَلْبَلَاءِ: مصیبت، مشکل۔

تعارف رواۃ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہوچکا ہے۔

---

(۵۷۸) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2654)

(۵۷۹) (بخاری شریف، کتاب القدر، رقم الحدیث 6616)

Marfat.com

شرح:

آفتوں کی مشقت سے مراد وہ دنیاوی یا دینی مصیبتیں ہیں جن کے دفع پر انسان قادر نہ ہو حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ کثرت عیال وقلت مال جہد بلا ہے کہ اس سے انسان کبھی کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے "کاد الفقر ان یکون کفرًا"۔

دوزخ کے کام کر بیٹھنا درک شقاء ہے اصل بدبختی دوزخ کا داخلہ ہے دوزخی عرض کریں گے: "رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا" اور دوزخ میں پہنچانے والے عقیدے یا اعمال اختیار کر لینا شارءِ بدبختی کا پانا ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ! برے فیصلہ سے مراد ہے کفر پر مرنے کا فیصلہ یعنی میرے مولا میں دوزخیوں کے کاموں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں کہ تو میری بدکاریوں کی وجہ سے میرے دوزخی ہونے کا فیصلہ کر دے۔ اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ فیصلہ الٰہی تو پہلے ہو چکا اب اس سے پناہ مانگنے کے کیا معنی کیونکہ یہاں وہ فیصلہ مراد نہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت سے' بدبختی کے لاحق ہونے سے' بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے) یعنی مولیٰ مجھے ایسی دینی و دنیاوی مصیبتوں میں نہ پھنسا جن سے میرے دشمن خوش ہوں اور مجھ پر طعنے کریں، آوازے کسیں، اس سے بھی تیری پناہ، یہ دعا بہت جامع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 74:)

(۵۸۰) وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِي، وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَاَصْلِحْ لِي اٰخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّي مِنْ كُلِّ شَرٍّ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِي، وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَاَصْلِحْ لِي اٰخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّي مِنْ كُلِّ شَرٍّ"۔ اے اللہ! میرے لئے میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے تمام معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے' اور میرے لئے میری دنیا کو بہتر فرما جس میں میری زندگی ہے' اور میری آخرت بہتر فرما جو میرے لوٹ کر جانے کی جگہ ہے' زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافے کا سبب بنا' اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے نجات کا ذریعہ بنا۔ (مسلم)

(۵۸۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ

---

(۵۸۰) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2720)

(۵۸۱) (مسلم شریف' رقم الحدیث 2725)

Marfat.com

اهْدِنِي، وسَدِّدْنِي"۔
وَفِي رِوَايَةٍ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي، وسَدِّدْنِي۔ ''اے اللہ! مجھے ہدایت اور استقامت عطا فرما''۔ اور ایک روایت میں ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ''۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

(۵۸۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، والبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"۔
وَفِي رِوَايَةٍ: "وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، والبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ''۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کمزوری، کاہلی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے''۔
اور ایک روایت میں ہے: ''وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ'' اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے۔ (مسلم)

حل لغات:

الْكَسَلِ: سستی، سستی کرنا۔

وَالْجُبْنِ: بزدلی،

وَالْهَرَمِ: بہت زیادہ بڑھاپا۔

تعارف روای:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ قرض کی فکر عقل خراب کر دیتی ہے۔ حدیث شریف میں "اَلدَّيْنُ شَيْنُ الدِّيْنِ" قرض دین کا عیب ہے۔ (مرقات) لوگوں سے مراد ظالم یا قرض خواہ ہیں۔ یہ دعا بھی بہت جامع ہے کہ اس میں خارجی داخلی مصیبتوں

(۵۸۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2706)

Marfat.com

اور جسمانی روحانی اذیتوں سے پناہ مانگ لی گئی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 75:)

(۵۸۳) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلٰوتِیْ، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "وَفِیْ بَیْتِیْ" وَرُوِیَ: "ظُلْمًا کَثِیْرًا" وَرُوِیَ: "کَبِیْرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَۃِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَۃِ؛ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّجْمَعَ بَیْنَھُمَا فَیُقَالُ: کَثِیْرًا کَبِیْرًا۔؟؟

◄ ◄ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا کیا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پس تو مجھے اپنی جناب سے بخشش عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ راوی:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 81 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں) یعنی نماز کے آخر میں التحیات و درودوں سے فارغ ہو کر کیونکہ اس کے علاوہ نماز میں اور کوئی وقت دعا کا نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے نفل نماز مراد ہے اگر فرائض میں بھی کبھی کبھی یہ دعائیں مانگے تو بہتر ہے۔

صدیق اکبر سے یہ الفاظ کہلوانا یا آدم علیہ السلام کا کہنا "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا" یا یونس علیہ السلام کا عرض کرنا "اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" انتہائی درجہ کا انکسارِ نفس ہے۔ یہاں ظلم کے وہ معنی کیے جائیں جو ان کی شان کے لائق ہوں، کافر کا ظلم کفر ہے، ہمارا ظلم گناہ، اولیاء اور انبیاء کا ظلم لغزشیں اور خطائیں۔ جو شخص ان کلمات کو سن کر ان کی شان میں گستاخی کرے وہ بے دین ہے۔ بعض صوفیاء کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ کبھی جھوٹ محبوبیت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور سچ

(۵۸۳) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6326)

Marfat.com

مردودیت کا سبب، شیطان نے سچ کہا تھا کہ خدایا تو نے مجھے گمراہ کیا، ھادی و مضل رب ہی ہے مگر اس سچ سے شیطان مارا گیا، وہ محبوب بندے جو گناہ کے قریب بھی نہ گئے ان کا یہ عرض کرنا کہ خدایا ہم بڑے گنہگار ہیں ہے جھوٹ مگر تقرب کا ذریعہ حضرت صدیق اکبر نے کبھی گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا۔

خیال رہے کہ حقوق العباد بندہ بخشا ہے مگر گناہ صرف رب ہی بخش سکتا ہے، جہاں انبیائے کرام فرمادیتے ہیں کہ جا تیرے سارے گناہ معاف۔ وہ رب کی طرف سے کہتے ہیں زبان ان کی ہوتی ہے کلام رب کا لہٰذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 168:)

(۵۸۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ وَجَھْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ؛ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ؛ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ وَجَھْلِیْ، وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ؛ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ؛ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔ "اے اللہ! میری خطا اور میری لاعلمی کو معاف فرما اور مجھ سے اپنے معاملہ میں جو زیادتی سرزد ہوئی اسے معاف فرما، اور اسے بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اے اللہ! میری سنجیدہ اور مزاحیہ خطاؤں کو معاف فرما اور میری بھول کو بھی معاف فرما، اور جو غلطیاں مجھ سے دانستہ سرزد ہوئیں انہیں بھی معاف فرما، اور یہ سب میرے اندر ہیں۔ اے اللہ! میری پہلے کی اور بعد کی اور ظاہری اور پوشیدہ خطائیں معاف فرما اور وہ بھی جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے تو ہی مقدم ہے، اور تو ہی مؤخر اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۸۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِہٖ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ"۔ "اے اللہ! میں

---

(۵۸۴) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6398)

(۵۸۵) (مسلم شریف، رقم الحدیث 2716)

Marfat.com

تیری پناہ مانگتا ہوں اس عمل کے شر سے بھی جو میں نے کیا اور اس کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔ (مسلم)

(۵۸۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: کَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ، وَفُجَآءَۃِ نِقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ". رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◄ ◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں یہ کلمات بھی ہوتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ، وَفُجَآءَۃِ نِقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ" "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے' تیری عافیت کے پھر جانے سے' تیرے اچانک عذاب اور تیری تمام ناراضگیوں سے"۔ (مسلم)

حل لغات:

زَوَالِ :زال یزول، زوالاً بمعنی ہٹنا، زائل ہونا۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

زوال و انقلاب میں فرق یہ ہے کہ نعمت کا چھن جانا زوال ہے اور نعمت کے عوض نقمت و مصیبت آ جانا انقلاب۔ نعمت سے مراد اسلام، ایمان، تندرستی، غنا وغیرہ تمام دینی و دنیاوی نعمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ دے کر نہ لے وہ تو نہیں چھینتا ہم اپنی بدعملیوں سے زائل کر دیتے ہیں "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ"۔

(اور تیری تمام ناراضگیوں سے) یعنی خدایا ہمیں ایسے کاموں سے بچا جو تیری ناراضی کا باعث ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 78:)

(۵۸۷) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا". رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

---

(۵۸۶) (مسلم شریف' کتاب الرقاق' رقم الحدیث 2739)

(۵۸۷) (مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء' رقم الحدیث 2722)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، وَزَكِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا''۔ ''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کمزوری' کاہلی' بخل' بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے' اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما' اور اسے پاک کر تو ہی اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے' تو اس کا مالک و کارساز ہے' اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو' اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو' اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو' اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

اِلْكَسَلِ: سستی، سستی کرنا۔

البخل: بمعنی کنجوسی۔

وَالْھَرَمِ: بہت زیادہ بڑھاپا۔

تعارفِ روای:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

عاجزی سے مراد عبادات نہ کرسکنا ہے جیسے روزہ، نماز، حج، جہاد وغیرہ اور سستی سے مراد ہے کہ قادر ہونے کے باوجود نہ کرنا، کنجوسی سے حقوق مالیہ ادا نہ کرنا ہیں خواہ حقوق اللہ ہوں جیسے زکوۃ، قربانی اور حج وغیرہ یا حقوق العباد جیسے بیوی بچوں، والدین، عزیزوں کے نان ونفقات نہ دینا۔ بڑھاپے سے مراد وہ بے عقلی اور مت کٹ جانا ہے جو زیادتی عمر کے سبب ہو جاتی ہے۔

(اور قبر کے عذاب سے) کہ تو مجھے دنیا میں عذاب قبر والے اعمال سے بچا لے اور بعد موت خود اس عذاب سے محفوظ رکھ۔ خیال رہے کہ عذاب قبر کفار کو دائمی ہوتا ہے، بعض مؤمن گنہگاروں کو عارضی مگر ضغطۂ قبر یعنی تنگی وہ کبھی صالحین کو بھی ہو جاتی ہے اس لیے یہاں عذاب فرمایا تنگی کا ذکر نہ کیا۔

عربی میں ظاہری پاکی کو طہارت اور باطنی پاکی کو تزکیہ کہتے ہیں اسی لئے مذبوح جانور کو مزکّٰی کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی" تقویٰ سے مراد فسق وفجور کا مقابل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا" ۔ خیال رہے کہ کسب طہارت بندے کا کام ہے اور خلق طہارت رب کا کرم جیسے بیج بو دینا بندے کا کام ہے

Marfat.com

پیدوار رب کا فضل یعنے ہمارے کسب سے تیرا کرم افضل واکمل ہے۔

(میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما' اور اسے پاک کر تو ہی اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے) یعنی میرے نفس کو تقویٰ دے کیونکہ تو اس کا ولی ہے اور اسے پاک کردے کیونکہ تو اس کا وارث ہے، دو نعمتوں کے لیے دو صفت الٰہیہ کا ذکر ہوا۔

(ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو) غیر نافع علم سے مراد یا تو دنیاوی علوم ہیں جن سے دین میں کوئی نفع نہ ہو جیسے سائنس، ریاضی، منطق، فلسفہ جن سے دین کی خدمت نہ لی جائے یا وہ علم دین ہیں جو دنیا طلبی کے لیے سیکھے جائیں یا جن پر عالم خود عمل نہ کرے دوسروں کو سکھائے نہیں یا اس سے نقصان دہ علوم مراد ہیں جیسے جادو وغیرہ کے علوم جن سے فساد پھیلایا جائے۔

(اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو) جس دل میں اللہ کے ذکر سے چین، عذاب کے ذکر سے خوف، جنت کے ذکر سے شوق، حضور علیہ السلام کے ذکر سے وجدان نہ پیدا ہو وہ سخت ہے اللہ اس سے بچائے اور جس نفس میں قناعت و سیری نہ ہوں ایسے حریص نفس سے خدا کی پناہ۔ خیال رہے کہ تین نعمتیں کسی کسی کو ملتی ہیں: کفایت، قناعت، ریاضت جسے یہ تین نعمتیں مل گئیں وہ بادشاہوں سے زیادہ خوش نصیب ہے، اس جملہ میں تینوں نعمتیں مانگ لی گئی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 77)

(۵۸۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ، وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ".

زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ، وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ"۔ اے اللہ! میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا' میں تجھی پر ایمان لایا' تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا' اور میں نے تیرے بھروسہ پر ہی (دشمن سے) مخاصمت کی اور میں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا' پس معاف فرما دے میری اگلی پچھلی ظاہر اور پوشیدہ کوتاہیاں' تو ہی مقدم ہے' اور تو ہی موخر ہے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بعض راویوں نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے: اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا نہ کوئی (گناہ سے بچنے کی) طاقت ہے' اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت۔ (متفق علیہ)

(۵۸۸) (مسلم شریف' کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث 769)

Marfat.com

حل لغات:

أَسْرَرْتُ: از، سراً، بمعنی بھید، راز۔

أَعْلَنْتُ: بمعنی اعلان کرنا، ظاہر کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

(اے اللہ! میں نے تیرے سامنے سرِ تسلیم خم کیا' میں تجھی پر ایمان لایا') یعنی ظاہر و باطن میں تیرا مطیع ہوں اور تیرے سارے احکام کو حق سمجھتا ہوں، ایمان وسلام کا فرق کتاب الایمان کے شروع میں بیان ہو چکا۔

(پس معاف فرمادے میری اگلی پچھلی ظاہر اور پوشیدہ کوتاہیاں) صوفیا فرماتے ہیں کہ گناہوں سے باز آجانا توبہ ہے اور غفلت سے باز آ کر بیدار ہوجانا انابت، شریعت والوں کا توکل یہ ہے کہ اسباب پر عمل اور "مُسَبِّبُ الْاَسْبَابُ" پر نظر طریقت والوں کا توکل یہ ہے اسباب کی آڑ کو پھاڑ دینا اور یار تک پہنچ جانا۔

یہ نہایت جامع استغفار ہے جس میں ہر قسم کی غلطیوں گناہوں کا ذکر آ گیا، یہ سب کچھ ہماری تعلیم کے لیئے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک گناہوں کی رسائی نہیں وہ گناہ کرنیکے لیئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ گنہگاروں کی دستگیری کرنے کے لیئے تشریف لائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، تحت حدیث 437)

(۵۸۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ".

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ". وَهٰذَا لَفْظُ اَبِي دَاوُدَ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ". "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' آگ کے فتنہ سے' دوزخ کے عذاب سے اور دولت مندی اور غربت کے شر سے"۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ الفاظ حدیث ابوداؤد کے ہیں۔

(۵۹۰) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

(۵۸۹) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3495)

(۵۹۰) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3591)

Marfat.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَهْوَاءِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت زیاد بن علاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ، وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَهْوَاءِ". ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق سے' برے اعمال اور بری خواہشات سے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

برے اخلاق سے مراد باطنی و اندرونی اعمال ہیں جو خلاف شرع ہوں جیسے بدعقیدگی، حسد، کینہ وغیرہ اور برے اعمال سے وہ ظاہری اعمال ہیں جو خلاف شریعت ہیں جیسے زنا، چوری، جھوٹ، غیبت وغیرہ اور بری خواہشوں سے مراد برائیوں کی طرف دل کا میلان ہے۔ ھویٰ کے لغوی معنی ہیں محبت، بری چیز سے ہو یا اچھی سے پہلی ھویٰ بری ہے دوسری اچھی مگر اس کا اکثر استعمال بری رغبتوں میں ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ"۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ھویٰ ھدیٰ سے مل جائے تو ایسی ہے جیسے شہد اور مکھن ملا ہوا کبھی برے عقیدوں کو بھی ھویٰ کہہ دیتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 87:)

(۵۹۱) وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ، عَلِّمْنِيْ دُعَاءً، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄ ◄ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے دعا تعلیم فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کان

(۵۹۱) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3492)

Marfat.com

کے شر سے' اپنی آنکھ کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ روای:

شکل ابن حمید: آپ عبسی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے شبیر نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الشین فصل فی الصحابہ کرام،)

شرح:

(اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کان کے شر سے' اپنی آنکھ کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے''۔) بری چیز، گانے بجانے وغیرہ سننا کان کا شر ہیں، جھوٹ اور غیبت اور نقصان دہ یا بکاسر باتیں کرنا زبان کا شر اور حسد، کینہ، برے عقیدے دل کا شر ہے اور زنا و اسباب زنا میں مبتلا ہونا منی کا شر ہیں۔ منی سے مراد وہ ہی مشہور چیز ہے جس کے خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ منی مَنِیَّۃٌ کی جمع ہے بمعنی موت یا اُمْنِیَّۃٌ کی جمع ہے یعنی آرزو و تمنا خدایا بری قسم کی موتوں سے تیری پناہ، یا دنیوی لمبی امیدوں سے تیری پناہ مگر پہلے معنے زیادہ قوی ہیں۔ (مرقات، واشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4 تحت حدیث 88:)

(۵۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ''۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برص، دیوانگی، کوڑھ اور بری بیماریوں سے''۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

(۵۹۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ، فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ".

---

(۵۹۲) (ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1554)

(۵۹۳) (ابوداؤد شریف' کتاب الوتر' رقم الحدیث 1547)

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ''۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' بھوک سے کیونکہ وہ بہت برا ساتھی ہے' اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بہت برا راز دان ہے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سے روایت کیا ہے۔

حلِ لغات:

الضَّجِیْعُ: بمعنی ساتھ دینے والا۔

الْبِطَانَةُ: بمعنی پوشیدہ ہونا۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

بھوک سے وہ بھوک مراد ہے جو عبادات سے روک دے، خیال پراگندہ کردے کہ اس سے انسان بہت سے گناہ کر بیٹھتا ہے، روزہ کی بھوک تو عبادت ہے۔ خیال رہے کہ کبھی زیادتی بھوک میں حرام حلال ہوجاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ"۔

خیانت امانت کی ضد ہے۔ خفیۃً کسی کا حق مارنا خیانت کہلاتا ہے خواہ اپنا حق مارے یا اللہ رسول کا یا اسلام کا یا کسی بندہ کا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ"۔ بطانۃ، استر، ظہارہ، ابرہ، اب بطانہ وہ خفیہ بات جو پیٹ میں رکھی جائے پھر مشیر خاص کو جو اپنا صاحب اسرار ہو اور خلوت وجلوت میں ساتھ رہے بطانہ کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ" یہاں یہ آخری معنی ہی مراد ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 85:)

(۵۹۴) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ مُكَاتَبًا جَآءَهٗ فَقَالَ: اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ، قَالَ: اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ عَلَیْكَ مِثْلُ جَبَلٍ

(۵۹۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3563)

Marfat.com

دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْ: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مکاتب غلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: میں اپنی کتابت کا معاوضہ ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں؟ اگر تیرے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ تیرا قرض اتار دے گا۔ تم یہ دعا کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ"۔ "اے اللہ! مجھے حلال کے ذریعے حرام سے بچا اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ دوسروں سے بے نیاز کر دے"۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۹۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ اَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْ بِهِمَا: "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد ماجد حضرت حصین کو دو کلمات تعلیم فرمائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ"۔ "اے اللہ! مجھے ہدایت کی راہ دکھا اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ رکھ"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حلِ لغات:

رُشْدِيْ: رشد، یرشد، رشداً بمعنی ہدیت پانا،

اَعِذْنِيْ: عاذ، یعوذ، عیاذاً بمعنی پناہ لینا۔

تعارفِ روای:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۹۵) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3483)

Marfat.com

شرح:

ہر شخص کی خاص ہدایت جداگانہ ہے جو رب تعالیٰ نے اس کے نصیب میں رکھی ہے، کسی کو صرف ایمان کی ہدایت، کسی کو تقویٰ کی، کسی کو عرفان کی، کسی کو عشق رحمان کی۔ مقصد یہ ہے کہ مولیٰ میں ایمان تو لے آیا، اب میرے نصیب میں جو مخصوص ہدایت تو نے کی ہے وہ عطا فرما اور میرا نفس شرارتوں کی جڑ ہے اس کی شر سے مجھے بچا لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ حضرت حصین ہدایت تو پا چکے تھے پھر ہدایت کیوں مانگی۔ ہدایت کی تحقیق اس کے اقسام ہماری تفسیر نعیمی میں "اِھْدِنَا الصِّرٰطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے۔ خیال رہے کہ شیطان کی شرارت سے نفس کی شرارت زیادہ ہے کہ شیطان تو لاحول وغیرہ سے بھاگ جاتا ہے، یہ مار آستین کسی عمل سے قبضہ میں نہیں آتا ہے، صرف رب تعالیٰ کے فضل سے آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 92:)

(۵۹۶) وَعَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰی، قَالَ: "سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَثْتُ اَيَّاماً، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰی، قَالَ لِیْ: "يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ، سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز تعلیم فرمائیے جس کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کروں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو پھر میں چند روز ٹھہرا اور پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز بتائیے جو میں اللہ سے مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے عم محترم! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگا کرو۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

فَمَكَثْتُ: مکث، یمکث، مکثاً، بمعنی ٹھہرنا، رکنا۔

تعارفِ روای:

عباس ابن عبدالمطلب: آپ حضور انور کے چچا ہیں، حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط

(۵۹۶) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3514)

Marfat.com

قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنہوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہوگئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جاوے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی، زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے، جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ وطہارت کا عہد لیتے تھے آپ نے اپنی وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کیے، واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے، اٹھاسی سال عمر پائی، بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئے، آپ پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبراً آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے، حضور انور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں، اسی غزوہ میں ابو یسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کرلیا تھا، آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہوکر مدینہ منورہ آئے۔ مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لیے حضور جارہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے مدینہ آرہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں، جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرا کے پاس، فقیر نے زیارت کی ہے اللہ پھر نصیب کرے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ شیخ والی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ۔)

شرح:

لمعات نے فرمایا کہ عافیت کے معنے سلامتی ہیں، یہاں کامل سلامتی مراد ہے، یعنی زندگی موت، قبر حشر کی تمام ظاہری باطنی چھوٹی بڑی آفتوں سے سلامتی وحفاظت۔ ظاہر بات ہے کہ یہ دعاء جامع الدعاء ہے، مرقات نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے مصیبتیں پیدا ہی اس لیے کی ہیں تاکہ بندہ ان سے سلامتی کی دعائیں مانگے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ عافیت اسی میں ہے جس میں رب راضی ہے، لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر میں زہر کھالینا فاروق اعظم کا مصلائے مصطفےٰ پر خنجر کھا کر شہید ہونا، عثمان غنی کا قرآن پڑھتے ہوئے ذبح ہوجانا، حسین علیہ السلام کا بے آب ودانہ مثل پروانہ، شمع مصطفوی پر نثار ہوجانا، عافیت ہی تھا۔ لہٰذا رب تعالیٰ سے وہ عافیت مانگو جو اس کے علم میں ہمارے لیے عافیت ہے نہ وہ جو ہمارے علم میں ہمارے لیے عافیت ہو۔ حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی بہترین دعا سکھایئے فرمایا چچا جان، اللہ سے دین ودنیا کی عافیت مانگو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3 تحت حدیث 463:)

(۵۹۷) وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

(۵۹۷) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3522)

Marfat.com

◀ ◀ حضرت شہر بن حوشب سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا: اے ام المؤمنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو کثرت سے کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی: ''یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ'' ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح:

یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے تا کہ لوگ سن کر سیکھ لیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دینِ حق سے ہٹ جانا ایسے ہی ناممکن ہے جیسے خدا کا شریک بلکہ جس پر وہ نگاہِ کرم کر دیں وہ نہیں پھسل سکتا عثمان غنی سے فرمادیا کہ جو چاہو کرو مگر وہ گناہ نہ کر سکے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، تحت حدیث 100:)

(۵۹۸) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ، وَاَهْلِيْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کی دعائیں یہ کلمات بھی ہوتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ، وَاَهْلِيْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت طلب کرتا ہوں' اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہو' اور تجھ سے اس کام کی درخواست کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے مرتبے تک پہنچائے' اے اللہ! اپنی محبت کو میرے دل میں میری جان' میرے مال' اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ کر دے''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارفِ راوی:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۵۹۸) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3490)

Marfat.com

شرح:

("اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت طلب کرتا ہوں' اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہو) اس جملہ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ مجھے توفیق دے کہ تجھ سے بھی محبت کروں اور ان بندوں سے بھی جو تجھ سے محبت کرتے ہیں علماء، اولیاء، انبیاء سے محبت بالواسطہ تجھ سے ہی محبت ہے۔ دوسرے یہ کہ خدایا مجھ سے تو بھی محبت کر اور تیرے محبوب بندے بھی محبت کریں یعنی حبّ کی اضافت یا مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف۔

(اور تجھ سے اس کام کی درخواست کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے مرتبے تک پہنچائے) اس کے بھی وہی دو معنی ہیں کہ ایسے عمل کی توفیق دے جس کی برکت سے تو میرا محبوب بن جائے یا میں تیرا محبوب بن جاؤں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال میں عشق و محبت پیدا کرنے کی تاثیر ہوتی ہے۔

(اے اللہ! اپنی محبت کو میرے دل میں میری جان' میرے مال' اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ کر دے"۔)
یعنی مجھے توفیق دے کہ تو مجھے میری اپنی ذات گھر بار مال و دولت سے زیادہ پیارا ہو جائے بلکہ جیسے سخت گرمی اور پیاس کی شدت میں ٹھنڈا پانی پیارا ہوتا ہے، اس سے زیادہ تیری محبت مجھے پیاری ہو۔ خیال رہے کہ محبوبیت کے لیے اس کے محبوب بندوں کی محبت لازم ہے۔ شعر

حاصل نشود رضائے سلطاں   تا خاطر بندگاں بجوئی

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4، تحت حدیث 112:)

(۵۹۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلِظُّوا بِیَا (یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)". رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ،
وَرَوَاہُ النِّسَائِیُّ مِنْ رِّوَایَۃِ رَبِیْعَۃَ بْنِ عَامِرِ نِ الصَّحَابِیِّ. قَالَ الْحَاکِمُ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ".
"اَلِظُّوا": بِکَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِیْدِ الظَّاءِ الْمُعْجَمَۃِ. مَعْنَاہُ: اَلْزَمُوْا ھٰذِہِ الدَّعْوَۃَ وَاَکْثِرُوْا مِنْھَا.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم "یاذا الجلال والاکرام" (کے کلمات) کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (ترمذی)
نسائی نے اس حدیث کو حضرت ربیعہ بن عامر الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے' امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اَلِظُّوا: لام پر زیر اور ظاء معجمہ پر شد کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے: اس دعا کو پڑھنا لازم کرلو اور اسے زیادہ سے زیادہ

---

(۵۹۹) (ترمذی شریف' کتاب الداعوات' رقم الحدیث 3525)

Marfat.com

پڑھا کرو۔

(۶۰۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ؛ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں کیں جن میں سے ہم کچھ بھی یاد نہ کر سکے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں ہمیں ان سے کچھ بھی یاد نہیں رہا' آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جو تمہارے لئے ان تمام دعاؤں کو جمع کر دیں' تم کہا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ "اے اللہ! ہم تجھ سے وہ بھلائی طلب کرتے ہیں جن کا سوال تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے' اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں' اس شر سے جس سے تیری پناہ مانگی' تیرے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی' اے اللہ! تجھ ہی سے اعانت طلب کی جاتی ہے' اور تجھ ہی پر (پیغام حق) پہنچانا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا نہ کسی کے پاس کوئی طاقت ہے' اور نہ قوت"۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

نَحْفَظُ: حفظ، یحفظ، حفظاً، حفاظت کرنا۔

تعارفِ روای:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

(۶۰۰) (ترمذی شریف رقم الحدیث 3521)

Marfat.com

شرح:

بخاری ومسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔ اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ ("صحیح مسلم"، کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۵۔(۸۵۲)، ص۴۲۴. و "مرقاۃ المفاتیح"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، تحت الحدیث: ۱۳۵۷، ج۳، ص۴۴۵.)

(۶۰۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ، وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ، وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ"۔

رَوَاہُ الْحَاکِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللہِ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ"۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا بھی تھی: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ، وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ، وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ"۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے ان اسباب کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت اور مغفرت کو واجب کردیں اور میں سوال کرتا ہوں ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا' ہر نیکی کو غنیمت جاننے' جنت سے بہرور ہونے' اور آگ سے محفوظ رہنے کا''۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام حاکم ابوعبداللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حل لغات:

عَزَائِمَ: جمع ہے عزم کی بمعنی پختہ ارادہ۔

تعارف رواۃ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

حضرت سیّدنا حسن کرابیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ کئی راتیں گزاریں آپ تقریباً رات کا ایک حصہ نماز پڑھتے اور میں نے دیکھا کہ آپ پچاس آیات سے زیادہ نہیں

(۶۰۱) (مستدرک حاکم رقم الحدیث 525)

Marfat.com

پڑھتے تھے اگر کبھی زیادہ پڑھتے تو سو آیات ہو جاتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی آیتِ رحمت پر پہنچتے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے رحمت کا سوال کرتے اور جب عذاب والی آیت پڑھتے تو عذاب سے پناہ مانگتے۔ اپنے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے نجات کا سوال کرتے۔ (لباب الاحیاء، ص28)

۱۰۸۔ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

کسی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنے کی فضیلت کا بیان

آیت نمبر 1:

قَالَ تَعَالٰى: {وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ} (الحشر: 10)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔

تشریح: حکم استغفار:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے ایصال ثواب واستغفار کا حکم فرمایا۔

انسان کی بدبختی ہے کہ اپنی زندگی ان پاک ہستیوں کی غیبت میں ضائع کر دے جن کی تعریف وتوصیف سے قرآن بھرا ہوا ہے۔ عمرو بن شرحبیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے۔ کہتے ہیں کہ رافضی، یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ، عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں کہ عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حواری، لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ من شر اهل ملتكم: تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ ان کے لیے دعائیں مانگو، اپنے دلوں کو سابقہ مسلمانوں کے بغض سے پاک رکھو، لیکن رافضیوں کی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان نفوس ذکیہ کے بارے میں نفرت وعناد پیدا کریں جنھوں نے اپنا سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کر دیا تھا۔ استغفر اللہ العظیم۔ اس آیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ پچھلوں کو پہلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

قولِ سعید بن مسیب رحمہ اللہ:

سعید (علیہ الرحمۃ) سے پوچھا گیا تم عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہتے ہو انہوں نے کہا میں وہ کہتا

Marfat.com

ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہلوایا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ (مدارک تحت آیت مذکورہ)

مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے، حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لئے استغفار کریں، اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، سلف کے لیے بھی کرے، دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام و اہل بیت کے عرس، ختم، نیاز، فاتحہ اعلی چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لیے دعا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں، مہاجرین، انصار ان کے دعا گو مومن، لہٰذا روافض و خوارج ان تینوں سے خارج ہیں، کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعا گو ہیں۔ اور ان کے سینے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لیے پاک ہیں۔

ایصالِ ثواب کی برکتیں:

حضرتِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً (یعنی اچانک) رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا)۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اُس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔ ("ملفوظات اعلیٰ حضرت)

Marfat.com

ذرا توجہ:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں شہر احمد آباد میں بعض "حافظ القرآن" حضرات اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر سوم وچہلم منائے جاتے ہیں، اور "کلام مجید" پڑھ کر اموات کی خدمت میں ایصال ثواب کرتے ہیں اور وہاں سے اجرت لیتے ہیں اور اس میں جہلاء بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا یہ ایصال ثواب کر کے اُجرت لینا جائز ہے یا حرام ہے۔

اُجرت لے کر ایصال ثواب کرے تو اموات کی خدمات میں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

اور جو حافظ القرآن اُجرت لے کر ثواب کرنے کے لئے احباب اہلسنت وجماعت کے مکانوں پر تشریف لے جاتے ہیں ان کے پیچھے نمازی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا:

الجواب: اُجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصال ثواب پڑھنا پڑھوانا دونوں ناجائز ہے، اور پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گنہ گار۔ اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس کی مرضی وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار۔ (فتاوی رضویہ ج19، ص529، رضا فاونڈیشن لاہور)

آیت نمبر 2:

وَقَالَ تَعَالَىٰ: {وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} (محمد:) 19

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ’’اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو‘‘۔

تشریح:

علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کیے ہیں، یعنی (۱) استغفر الله ان يقع منك ذنب۔ یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔

(۲) استغفر ليعصمك من الذنوب۔ یعنی استغفار کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درجات میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اوپر والے درجے پر پہنچ کر جب نیچے والے درجے پر نگاہ پڑتی تو موجودہ رفعت کے مقابلہ میں وہ قصور محسوس ہوتا، اس لیے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کثرت سے استغفار کیا کرتے۔ وقد ذكروا ان لنبينا (صلى الله عليه وسلم) فى كل لحظة عروجا الى مقام اعلىٰ مما كان فيه فيكون ما عرج منه فى نظره الشريف ذنبا بالنسبة الى ما عرج اليه فيستغفر منه (روح المعانی)

عارف باللہ حضرت مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: اس حکم میں دو حکمتیں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی

Marfat.com

بجا آوری میں خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے، انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے اور یہ سمجھے کہ جیسا کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا مجھ سے نہیں ہو سکا منعم حقیقی نے جو بے پایاں احسانات مجھ پر فرمائے ہیں میں ان کا حق شکر ادا نہیں کر سکا۔ یہ تصور انسان کا کمال ہے نقص نہیں۔ ھذا لنفسك واظھارا للتقصیر فی العبادۃ بالنسبۃ الی جلال ربك وعظمتہ۔ یعنی آپ ازراہ تواضع یہ کہیے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے پیش نظر اپنی تقصیر کا اعتراف کیجیے۔

(۲) دوسری حکمت یہ ہے کہ استغفار امت کے لیے سنت بن جائے۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ خطاب اگرچہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ یہ توجیہہ درست نہیں کیونکہ مومنین کے لیے استغفار کا علیحدہ حکم ہے۔ دوسری توجیہہ یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد گناہ یا نافرمانی نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔ امام لکھتے ہیں وحاشاء من ذلک کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں۔ اس لیے امام رازی نے اپنی توجیہہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل السیئ۔ اچھے کام کی توفیق اور برے کاموں سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران ہے اور غفران کا معنی کسی قبیح چیز کا ڈھانپ دینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قبیح چیز کے ارتکاب سے ہی محفوظ رکھے جس طرح حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان ہے، یا گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کو ڈھانپ دے جس طرح کہ مومنین اور مومنات کا حال ہے۔

آپ کے سامنے علمائے ربانیین کے ارشادات پیش کر دیئے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ وہی ہے جو علامہ قرطبی نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کے لیے مغفرت مانگنے کا حکم اپنے محبوب کو دیا۔ علامہ بغوی کہتے ہیں۔ ھذا اکرام من اللہ تعالیٰ لھذا الامۃ حیث امر نبی ھم (صلی اللہ علیہ وسلم) ان یستغفر لذنوبھم وھو الشفیع المجاب فیھم۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی یہ عزت افزائی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ امت کے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کریں اور حضور کی ذات پاک وہ شفیع ہے جس کی شفاعت اور دعا مقبول ہے۔

(سیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِخْبَارًا عَنْ اِبْرَاھِیْمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے کہ انہوں نے اس طرح دعا کی:

{رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○} (ابراھیم: 41)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگاO

تشریح:

یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے سگے والد تارخ اور آپ کی والدہ متلی بنت نمر ہیں۔ یہ دونوں مومن تھے انکے لیے آپ نے بڑھاپے میں دعا مغفرت کی یعنی حضرت اسماعیل واسحاق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا دور کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بے زار ہو چکے تھے اور کفر پر مر چکا تھا، قرآن مجید میں اب اور ام ماں باپ دادا دادی چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرورت مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔ (تفسیر نور العرفان تحت آیت مذکورہ)

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والدین مسلمان تھے۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور آرز آپ کا چچا تھا۔ "اب" کا لفظ چچا پر بھی عموما بولا جاتا ہے لیکن والد کا لفظ حقیقی باپ کے لیے مخصوص ہے اس لیے یہاں ابوی کا لفظ ذکر نہیں کیا بلکہ والدی کا لفظ ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہاں حقیقی ماں باپ مراد ہیں۔ اور مجازی باپ (چچا) وہ مقصود نہیں۔ اور وہ اس بات کا مستحق نہ تھا کہ اس کے لیے طلب مغفرت کی جائے اور دوسرے حضرات جو آزر کو آپ کا حقیقی والد ہی مانتے ہیں ان کے نزدیک والدی سے مراد حضرت آدم وحوا ہوں گے (مظہری)۔

"ھذہ الآیۃ تدل علی ان والدیہ (علیہ السلام) کانا مسلمین وانما کان آزر عمالہ وکان اسم ابی ابراھیم تارخ ولاجل دفع ترھم آزر قال والدی یعنی من ولدانی حقیقۃ ولم یقل ابوی فان الاب یطلق علی العم مجازا۔" (مظہری، تفسیر ضیاء القرآن تحت آیت مذکورہ)

(۶۰۲) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَدْعُوْ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی

(۶۰۲) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6800، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 1534، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث 2895، مسند امام احمد، رقم الحدیث 21755، ابن حبان، رقم الحدیث 989، بیہقی، رقم الحدیث 6224، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 11232)

Marfat.com

یہی نعمت عطا ہو۔ (مسلم)

(۶۰۳) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ. عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ: اٰمِيْنَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''ایک مسلمان آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ کہتا ہے: آمین! اور تجھے بھی وہی نعمت عطا ہو''۔ (مسلم)

حل لغات:

مُسْتَجَابَةٌ: دعا کا قبول کرنا، دعا کا قبول ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 2، حدیث نمبر 629 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی تم مسلمان بھائی کے لیے دعا کرو تو فرشتہ تمہارے لیے دعا کرے گا اگر تم نے فرشتہ کی دعا لینا ہے تو دوسروں کو دعا دو بعض بزرگ جب کوئی دعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنے لیے بھی جمع کے صیغہ سے دعا کرتے ہیں، ان عملوں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل بھی ہے کہ پہلے اپنے لیے دعا کرلے پھر دوسرے کے لیے رب اغفرلی ولوالدیّ۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، تحت حدیث 431:)

۱۰۹۔ بَابُ فِيْ مَسَائِلِ مِنَ الدُّعَاءِ

دعا کے مسائل کا بیان

(۶۰۴) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

---

(۶۰۳) (مسلم شریف، رقم الحدیث 6802

(۶۰۴) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 2035..

Marfat.com

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے اور وہ نیکی کرنے والے سے کہے: ''جزاک اللہ خیرًا'' تو اس نے اس کی بلیغ تعریف کی۔

حکمِ حدیث:

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارفِ روای:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بدلہ سے عاجز ہوں، رب تعالیٰ تجھے دین و دنیا میں اس سلوک کی جزاء خیر دے، اس مختصر سے جملہ میں اسکی نعمت کا اقرار بھی ہوگیا، اپنے عجز کا اظہار بھی اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی۔ شکریہ کا مقصد بھی یہ ہی ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ دینے والے کی جھوٹی تعریف اور خوشامدانہ گفتگو نہ کرے، فاسق کو ولی نہ کہے، جاہل کو عالم نہ بتائے، فقیر کو شہنشاہ نہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ بھی ہے اور بے فائدہ بھی، یوں ہی اگر کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو اسے گالیاں نہ دو، برا بھلا نہ کہو بلکہ کہو "غفر الله لك واصلح حالك" اللہ تجھے بخشے اور تیری اصلاح کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 619:)

(٦٠٥) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بددعا نہ کرو نہ اپنے لئے نہ اپنی اولاد کے لئے اور نہ اپنے اموال کے لئے (کیونکہ بددعا کرنے میں) یوں کسی ایسی ساعت سے موافقت نہ کر بیٹھنا جس میں تم دعا کرو تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے۔ (مسلم)

(٦٠٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَقْرَبُ مَا

---

(٦٠٥) (مسلم شریف، رقم الحدیث 7478، ابن حبان، رقم الحدیث 5044، مستدرک حاکم، رقم الحدیث 224، بیہقی، رقم الحدیث 10757، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 379

(٦٠٦) (مسلم شریف، رقم الحدیث 986، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث 875، ترمذی شریف، رقم الحدیث 3579، نسائی، رقم الحدیث 572، نسائی، رقم الحدیث 1137، مسند امام احمد، رقم الحدیث 9442، ابن حبان، رقم الحدیث 1928، بیہقی، رقم الحدیث 2517، مسند ابویعلی، رقم الحدیث 6658، طبرانی کبیر، رقم الحدیث 10014)

Marfat.com

یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ، فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب عزوجل کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے سو تم سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرو۔ (مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہٰذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔ اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعا مانگے، فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی، بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 2، تحت حدیث 120:)

(۶۰۷) وَعَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ: یَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ یَسْتَجِبْ لِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ، مَا لَمْ یستعجل قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللہِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: "یَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِبُ لِی، فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ وَیَدَعُ الدُّعَاءَ"۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے اگر وہ جلد بازی نہ کرے اور یہ نہ کہنے لگے: میں نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی اور اس نے میری دعا قبول نہیں فرمائی۔ (متفق علیہ (اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرنے لگے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا بندہ یہ نہ کہے: میں نے دعا کی۔ میں نے دعا کی' اور میں نہیں دیکھتا کہ میری دعا قبول ہو۔ اس صورت میں وہ تھک جاتا ہے' اور دعا ترک کر دیتا ہے۔

---

(۶۰۷) (بخاری شریف، رقم الحدیث 6340)

Marfat.com

حل لغات:

قَطِیْعَۃِ: بمعنی رشتہ داروں سے جدائی اختیار کرنا۔

یستعجل: از، باب استفعال، بمعنی جلدی کرنا۔

تعارف روای:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی دعا نہ مانگے کہ خدایا مجھے شراب پینا نصیب کر یا فلاں کو قتل کر دینے کا موقع دے، نیز جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم ہے ان کے توڑنے کی دعا نہ کرے کہ خدایا مجھے میرے باپ سے دور رکھ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ ناممکن چیزوں کی دعا مانگنا بھی منع ہے جیسے خدا مجھے دنیا میں ان آنکھوں سے اپنا دیدار کرادے یا فلاں مسلمان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھ یا فلاں کافر کو بخش دے اسی لیے کفار و مرتدین کو مرحوم مغفور یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا جرم ہے، مطلب حدیث کا یہ ہے کہ قبولیت دعا کی ایک شرط یہ ہے کہ ناجائز چیزوں کی دعا نہ کرے ورنہ قبول نہ ہوگی۔

قبول دعا کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قبول دعا میں دیر لگے تو نہ دل تنگ ہو نہ رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس، دیکھو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا کہ خدایا فرعون کو ہلاک کر دے چالیس سال کے بعد قبول ہوئی یعنی قبول کا اظہار اتنے عرصہ بعد ہوا، یعقوب علیہ السلام فراق یوسف علیہ السلام میں چالیس یا اسی سال تک روئے مگر رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے بلکہ اپنے بچوں سے فرمایا "وَلَا تَايْئَسُوا مِن رَّوْحِ اللهِ" اے بچو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ غرضکہ ہر کام کا ایک وقت ہے، دعا مانگے جائے، مانگنا بندے کا کام ہے دینا رب تعالیٰ کا کام اپنے کام کو اس کے کام پر موقوف نہ کیجئے۔ شعر

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس ۔۔۔ در بند آں مباش کہ شنید یا نہ شنید

قبول دعا کی بہت قسمیں ہیں، مدعا مل جانا، دعا کی برکت سے کوئی آفت ٹل جانا دعا کا ثواب مل جانا، درجات بلند ہو جانا، جو کچھ ہو جائے ہمارا مدعا حاصل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 3، تحت حدیث 452)

(۶۰۸) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ".

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو دعا آخری رات کے درمیان میں اور فرض نمازوں کے بعد

(۶۰۸) (ترمذی شریف، رقم الحدیث 3499)

Marfat.com

کی جائے۔
اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۶۰۹) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَّدْعُو اللهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللهُ اِيَّاهَا، اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ". فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اِذًا نُكْثِرُ قَالَ: "اَللهُ اَكْثَرُ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".
وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِیْ سَعِيْدٍ، وَزَادَ فِيْهِ: "اَوْ يَدَّخِرَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا".

◀ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین بھر کا کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے یا اس سے اس مقدار میں برائی دور فرما دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: تب تو ہم کثرت سے دعا کیا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (تمہیں تمہاری دعاؤں سے) زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔
یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
امام حاکم نے اس کو ابوسعید کی روایت سے ڈبیان کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا: یا اس کے لئے اسی قدر اجر جمع فرماتا ہے۔

حلِ لغات:

اِیَّاہا: حرف، تخصیص۔

تعارفِ روای:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف جلد 1، حدیث نمبر 188 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔
میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔ یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اُس سے ویسا ہی کرتا ہوں، (وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِیْ) اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء... الخ، باب فضل الذکر والدعاء... الخ، الحدیث: ۲۶۷۵، ص ۱۴۴۲۔)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں یہی وجہ ہے کہ علمانے دورانِ دعا اپنے گناہوں کو یاد کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ قبولیت دعا میں شک پیدا کرے گا اسی طرح اپنی عبادتوں اور نیک کاموں کو بطورِ استحقاق پیش نظر نہ رکھے یعنی یوں نہ سمجھے: اے اللہ! میں نے فلاں نیک کام کیا تھا لہٰذا میں حقدار ہوں کہ تو مجھے فلاں چیز عطا فرما، یا میری فلاں دعا قبول فرما کہ اس طرح کہنے سے اس میں اپنے اعمال پر ناز اور خود پسندی جیسی برائیاں پیدا ہوں گی اور عاجزی وانکساری جو دعا میں مطلوب ہے وہ جاتی رہے گی۔

(۶۱۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ، وَرَبُّ الْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄ ◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ، وَرَبُّ الْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ''۔ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' جو عظیم ہے حلم والا ہے' اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے' اور عزت والے عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ (متفق علیہ)

تعارفِ روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف جلد 1 ، حدیث نمبر 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح:

کرب سے مراد وہ سخت تکلیف یا رنج وغم ہے جو دل کو گھیرے۔ حلیم کے معنے ہیں عذاب میں جلدی نہ فرمانے والا بلکہ اپنے مجرم کو باز آجانے پر بخش دینے والا اور اس کا غم وغیرہ دور کر دینے والا یعنی یہ تکلیف ہماری کسی خطا کی وجہ سے ہے، رب تعالیٰ حلیم ہے معافی دے گا اور اسے دور فرمادے گا۔

کریم یا تو رب کی صفت ہے اور مرفوع ہے یا عرش کی صفت ہے اور مجرور۔ خیال رہے کہ یہاں صرف رب تعالیٰ کی حمد ہے دعا کا لفظ ایک بھی نہیں مگر چونکہ کریم کی حمد بھی دعا ہے، نیز ذکر اللہ سے بلائیں ٹلتی ہیں اس کے لیے اس کا نام دعائے کرب ہے اور اسی کا نام دفع کرب ہے۔ (لمعات، نووی) یا یہاں زبان پر حمد ہے دل میں سوال۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، تحت حدیث 35)

اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے آج 31 مارچ بروز جمعۃ المبارک 10:40 منٹ پر" رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" کی جلد سوم کا اختتام ہوا۔ اس میں کم علمی کی وجہ سے جو

Marfat.com

غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ و رسولہ

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

Marfat.com

مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دوران تحریر و تخریج مدد لی گئی)

☆قرآن مجید،

☆کتب تفاسیر

☆تفسیر طبری، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ
☆تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ
☆تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ
☆تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ
☆تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ
☆تفسیر مدارک التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ
☆تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ
☆تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ
☆تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی و امام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ۔
☆تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ
☆تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ
☆تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ۔
☆تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ
☆تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ۔
☆تفسیر جمل،

☆کتب حدیث

☆مؤطا امام مالک، امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، متوفی 179ھ۔
☆کتاب الزھد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ

Marfat.com

☆مسند ابوداؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ
☆مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ
☆مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ
☆مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ
☆مسند ابی اسحاق، ابویعقوب اسحاق بن ابراھیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ
☆مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ
☆سنن دارمی، امام ابوعبداللہ عبدالرحمن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ
☆صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
☆ادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
☆صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ
☆سنن ابن ماجہ، اما ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ
☆سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
☆جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ
☆مسند بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ
☆سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
☆سنن الکبریٰ، امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
☆مسند ابویعلیٰ موصلی، امام احمد بن عالی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ
☆صحیح ابن خزیمہ، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ
☆شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ
☆صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
☆الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
☆المعجم الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆المعجم الصغیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆مسند شامیین، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆تنبیہ الغافلین، ابوالیث نصر بن محمد احمد بن ابرھیم السمرقندی، متوفی 373ھ
☆المستدرک، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ
☆حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ
☆دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ
☆مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ

Marfat.com

☆ سنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
☆ شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ
☆ جامع البیان العلم وفضلہ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ
☆ شرح السنۃ، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ
☆ الترغیب والترھیب، امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ
☆ ریاض الصالحین، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ
☆ اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ
☆ الجامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الصحیح والضعیف، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ الصواعق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ
☆ کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ

☆ کتب شروحات حدیث

☆ شرح صحیح بخاری لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ
☆ کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ
☆ شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
☆ عمدہ القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ
☆ مرقاۃ المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ
☆ اشعۃ المعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ء
☆ شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
☆ دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین محمد بن علان الشافعی علیہ الرحمۃ۔
☆ روضۃ المتقین فی شرح ریاض الصالحین۔
☆ مراۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆ فضل الساری،
☆ نزھۃ القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ۔
☆ نعمۃ الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
☆ شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔

Marfat.com

☆فیضان ریاض الصالحین مجلس العلمیہ دعوت اسلامی۔

☆کتب اسماء الرجال

☆الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
☆الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
☆الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح۔
☆اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

☆کتب تعریفات ولغت

☆المنجد، لویس معلوف
☆فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین
☆کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ
☆حزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ
☆کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

☆کتب سیرت وشمائل

☆سیرت ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ
☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ
☆سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ
☆مدارج النبوۃ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ،
☆زرقانی علی المواھب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
☆حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ
☆شواہد النبوۃ،
☆سیرۃ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی علیہ الرحمۃ۔
☆ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

☆کتب تصوف

☆الزھد لابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
☆الفوائد والزھد والرقاق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ
☆عمل الیوم واللیلۃ، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السُّنی، متوفی 364ھ
☆رسالۃ القشیریہ، عبدالکریم بن ہوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ
☆احیاء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ

Marfat.com

☆ لباب الاحیاء (تلخیص احیاء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ مکاشفۃ القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
☆ کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
☆ اتحاف سعادۃ المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ
☆ کتاب الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی۔

☆ کتب عامہ

☆ فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ
☆ مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ
☆ الدعا، للطبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
☆ الابانۃ الکبریٰ، ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبری، متوفی 387ھ
☆ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری علیہ الرحمۃ، متوفی 418ھ
☆ تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
☆ السنن والمبتدعات المتعلقہ بالاذکار والصلوات، محمد بن احمد عبدالسلام الشقیری، متوفی ۱۲ءۃ
☆ البدایہ والنہایہ، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ
☆ تلخیص الحبیر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
☆ تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ
☆ فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الرؤف بن تاج الدین، متوفی 1031ھ
☆ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
☆ فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
☆ ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ
☆ بہارِ شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ
☆ عیون الحکایات، امام عبدالرحمن بن جوزی۔
☆ مناقب امام اعظم، للامام البزادی الکردری علیہ الرحمۃ۔
☆ فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ۔
☆ جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
☆ الامام النووی، عبدالغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق۔
☆ موقع، الشیخ الدکتور عبدالعزیز بن محمد السدحان۔
☆ من المراد بالشیخین عند الاحناف والشافعیۃ والمالکیۃ والحنابلۃ، موقع طریق الاسلام۔
☆ الاعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعۃ الخامسۃ عشر، ۲۰۰۲م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،

Marfat.com

☆نزہۃ المتقین شرح ریاض الصالحین، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، موسسۃ الرسالۃ،
☆تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الأولی، ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷ء، الدار الأثریۃ عمان، الأردن،
☆تصحیح التنبیہ ویلیہ تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ،
☆المنہل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، الطبعۃ الأولی، ۲۰۰۵ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،
☆تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام، الذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، الطبعۃ الأولی،
☆علو الہمۃ، محمد بن أحمد المقدم، دار الإیمان مصر، ۲۰۰۱ء،
☆روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، أبو زکریا یحیی بن شرف النووی، المکتب الإسلامی ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱ء،
☆تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ، عبد الرحیم الإسنوی، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء،
☆البدایۃ والنہایۃ، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دار عالم الکتب، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء،
☆تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ۔
☆المقاصد الإمام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،
☆طبقات الشافعیۃ الکبری، تاج الدین السبکی،
☆سکب العبرات للموت والقبر والسکرات، سید بن حسین العفانی، الطبعۃ الأولی، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،
☆ذیل مرآۃ الزمان، الیونینی، موقع الوراق۔
☆تأملات فی سیرۃ إمام شبکۃ صید الفوائد، مشعل بن عبد العزیز الفلاحی۔
☆شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، ابن العماد الحنبلی۔
☆العلماء العزاب، عبد الفتاح أبو غدۃ، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء۔
☆یحیی النووی۔ المحدث الفقیہ، موقع مقالات إسلام، ویب۔
☆توضیح تلویح، علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ
☆تعلیم المتعلم،
☆فقہ الفقیہ،
☆تذکرۃ الاولیاء
☆فوائد الفقہ

✿✿✿✿

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب
رفیق السالکین
ریاض الصالحین
تیسیر العوامل
شرح مائۃ عامل
شرح اصول الشاشی
تاریخ الخلفاء
علم التجوید
انوار الحدیث
انوار شریعت
بہار شریعت
ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب

ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com